لمعۂ صنائع بیچون و بیمکان فضل خلاق زمین و زمن

شمع کاشانہ ہدایات و عرفان مصقلہ آئینۂ صافی دروناں مورد انوار الہامات یزدانی یعنی

مکتوبات امام ربانی

از ارشادات علیہ غوث ربانی حضرت مجدد الف ثانی مرتبہ و مدونہ مریدان کامل الحال محضرت

در مطبع منشی نولکشور لکھنؤ طبع مزین مطبوع شد

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب سے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادے ہین اُنمین بعض کتب تصوف فارسی وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب تصوف فارسی

نام کتاب	قیمت
دیوان خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی مع حواشی اعجاز رقم منشی شمس الدین صاحب واضح قلم کاغذ سفید گندہ -	عہ/ پ
دیوان حافظ - جلی قلم کاغذ رسمی	۱۴/
ایضاً خفی قلم کاغذ سفید و حنائی -	۱۲
شرح دیوان حافظ - از صادق علی	۱۱/
انیس الارواح - از حضرت شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ -	ار/ ۹
کلمۃ الحق - از شاہ عبد الرحمن مع شرح	
نور مطلق - از ملا نور اللہ در بیان وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک -	۵/
مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین یحییٰ منیری	۲/۲/۶
مناجات ہفت پیکر -	۴/
مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری	۱۰/
مطلع الانوار نظم از طوطی ہند امیر خسرو	

نام کتاب	قیمت
دہلوی محشی مولانا ابو الحسن فرید آبادی -	۸/
حدیقہ حکیم سنائی - معروف بہ الٰہی نامہ مع شرح جدید موسوم بمرآۃ الحدائق و حل غوامض جسکے شارح مولانا عبد اللطیف صاحب ہین کاغذ سفید گندہ -	ہما/ پ
ایضاً - کاغذ حنائی -	عہ/
گلشن اسرار - رموز تصوف از مولوی انور علی صاحب -	۱/
کیمیاے سعادت - از امام غزالی رح	عہ
اکسیر ہدایت - اردو ترجمہ کیمیا سعادت	۶/
ہدایت المومنین - رسالہ در بیان بیعت صالحین از ملا معین الدین رحمۃ اللہ علیہ	۱/
مطالب رشیدی - از حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ -	۱۰/
رسالہ معرفۃ السلوک - از حضرت شاہ محمود خوش زبان -	۴/
رسالہ حق نما - از شاہزادہ دارا شکوہ مرحوم -	۹ پائی

صفحہ	مضمون
۹۹	مکتوب ۷۸ نیز بمہابت خان در بیان معنی سفر در وطن و سیر آفاقی و انفسی
۱۰۱	مکتوب ۷۹ نیز بمہابت خان در بیان آنکہ این شریعت غرا جامع [illegible]
۱۰۲	مکتوب ۸۰ بمرزا فتح اللہ حکیم در بیان آنکہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند
۱۰۶	مکتوب ۸۱ بملا بیگ در تحریص بر ترویج اسلام۔
۱۰۶	مکتوب ۸۲ بسکندر خان لودھی در بیان آنکہ سلامتی قلب الخ
۱۰۷	مکتوب ۸۳ بہادر خان در تحریص بر جمع کردن جمعیت ظاہر و باطن
〃	مکتوب ۸۴ بسید محمود قادری در بیان آنکہ شریعت و حقیقت عین یکدیگر اند
۱۰۸	مکتوب ۸۵ بحکیم فتح اللہ در تحریض بر اتیان اعمال صالحہ
۱۰۹	مکتوب ۸۶ بیکی از حکام پرگنہ در بیان سلامتی قلب از ما دون حق
۱۱۰	مکتوب ۸۷ بہ پہلوان محمود در بیان نعت۔
〃	مکتوب ۸۸ بہ پہلوان محمود در نصیحت۔
〃	مکتوب ۸۹ بمرزا علیخان در عزا پرسی۔
۱۱۱	مکتوب ۹۰ بخواجہ قاسم در ترغیب بر آنکہ بکلیت متوجہ حق سبحانہ باید بود
〃	مکتوب ۹۱ بشیخ کبیر در بیان تصحیح عقاید و اتیان اعمال صالحہ الخ
۱۱۲	مکتوب ۹۲ بشیخ کبیر در آنکہ اطمینان قلب در ذکر است
〃	مکتوب ۹۳ بسکندر خان لودھی در بیان آنکہ در جمیع اوقات بحق باید پیوست
۱۱۳	مکتوب ۹۴ بجعفر خان لودھی در بیان آنکہ آدمی از تصحیح عقاید ناگزیر است
〃	مکتوب ۹۵ بسید احمد در بیان آنکہ آدمی نسخہ جامعہ است
۱۱۵	مکتوب ۹۶ بمیر محمد شریف در منع و زجر بر تسویف و تاخیر۔
۱۱۶	مکتوب ۹۷ بشیخ درویش در بیان آنکہ مقصود عبادات ماموربہا تحصیل یقین
۱۱۷	مکتوب ۹۸ بہ عبدالقادر در ترغیب بفقر و ترک غضب الخ
۱۱۹	مکتوب ۹۹ بملا حسن کشمیری در جواب استفسار۔
۱۲۱	مکتوب ۱۰۰ نیز بملا حسن کشمیری در جواب سوال
۱۲۳	مکتوب ۱۰۱ نیز بملا حسن کشمیری در عتاب آنکہ کامل را ناقص تصور کردہ
۱۲۴	مکتوب ۱۰۲ بملا طاہر در بیان آنکہ محرم در قرص عسل مجموع سلیخ است
۱۲۶	مکتوب ۱۰۳ بشیخ فرید در بیان معنی عافیت الخ
〃	مکتوب ۱۰۴ بہ قضاۃ پرگنہ در عزا۔
۱۲۶	مکتوب ۱۰۵ بحکیم عبدالقادر در بیان آنکہ مرض تا زمانیکہ الخ
۱۲۷	مکتوب ۱۰۶ بمحمد صادق کشمیری در بیان آنکہ محبت در طائفہ
〃	مکتوب ۱۰۷ نیز بمحمد صادق در اجوبہ و اسولہ۔
۱۳۱	مکتوب ۱۰۸ بمیان سید احمد در بیان آنکہ نبوت افضل است از ولایت
〃	مکتوب ۱۰۹ بشیخ صدرالدین در بیان آنکہ مقصود از خلقت انسانی
۱۳۲	مکتوب ۱۱۰ بحکیم صدر در بیان سلامتی قلب الخ
〃	مکتوب ۱۱۱ بشیخ محمد اسمعیل در بیان آنکہ توحید عبارت الخ
۱۳۳	مکتوب ۱۱۲ بشیخ عبدالجلیل در بیان آنکہ کار آنست الخ
۱۳۴	مکتوب ۱۱۳ بجمال الدین در بیان غرق جذبہ مبتدی و منتہی
〃	مکتوب ۱۱۴ بصوفی قربان در تحریص بر متابعت سنت سنیہ الخ
۱۳۵	مکتوب ۱۱۵ بملا عبدالحی در بیان آنکہ ما در صدد قطع اسم الخ
۱۳۶	مکتوب ۱۱۶ بملا عبدالواحد در بیان آنکہ سلامتی قلب الخ
〃	مکتوب ۱۱۷ بملا یار محمد بدخشی در بیان آنکہ ابتداء قلب الخ
〃	مکتوب ۱۱۸ بملا قاسم علی در بیان جماعت کہ بر اہل اللہ اعتراض کنند
۱۳۷	مکتوب ۱۱۹ بمیر محمد نعمان در تحریص بر صحبت شیخ
۱۳۸	مکتوب ۱۲۰ بمیر محمد نعمان در ترغیب بر صحبت ارباب جمعیت
〃	مکتوب ۱۲۱ نیز بمیر محمد نعمان در بیان آنکہ این راہ ہمگی ہفت گام است

صفحه	مضمون
۵۱	مکتوب ۳۷ بشیخ محمد در تحریص به اتباع سنت سنیه الخ
〃	مکتوب ۳۸ نیز بشیخ محمد در گرفتاری بذات بحت باری تعالی الخ
۵۲	مکتوب ۳۹ نیز بشیخ محمد در بیان آنکه مدار کار بر قلب است از تجرد اعمال صوری عبادات رسمی کاری نمی کشاید۔
۵۴	مکتوب ۴۰ بشیخ محمد در بیان تحصیل مقام اخلاص۔
〃	مکتوب ۴۱ بشیخ درویش در ترغیب به متابعت سنت سنیه الخ
۵۶	مکتوب ۴۲ بشیخ درویش در بیان آنکه بهترین مصقلها از برای زدودن محبت مادون حق سبحانه متابعت سنت است
۵۷	مکتوب ۴۳ بشیخ فرید در بیان توحید شهودی و وجودی
۶۰	مکتوب ۴۴ بشیخ فرید در مدائح خیر البشر علیه الصلوٰة والسلام الخ
۶۱	مکتوب ۴۵ نیز بشیخ فرید در بیان فضائل ماه رمضان الخ
۶۲	مکتوب ۴۶ نیز بشیخ موصوف در بیان آنکه خود با حق تعالی الخ
۶۴	مکتوب ۴۷ نیز بشیخ موصوف در شکایت از قرن سابق کفار که غلبه کرده بود
۶۶	مکتوب ۴۸ نیز بشیخ فرید در ترغیب تعلیم علما و طلبه الخ
۶۷	مکتوب ۴۹ بشیخ موصوف در مذمت دنیای دنی
〃	مکتوب ۵۰ نیز بشیخ موصوف در مذمت دنیای دنی
۶۸	مکتوب ۵۱ بشیخ فرید در ترغیب به ترویج شریعت
〃	مکتوب ۵۲ بشیخ فرید در مذمت نفس اماره
۷۰	مکتوب ۵۳ بشیخ فرید در بیان آنکه اختلاف علمای سوء موجب فساد عالم است
۷۱	مکتوب ۵۴ بشیخ فرید در اجتناب از صحبت مبتدع الخ
۷۲	مکتوب ۵۵ بشیخ عبد الوهاب در اظهار محبت جگرگوشها
〃	مکتوب ۵۶ نیز بشیخ عبد الوهاب در سفارش سیدی الخ

صفحه	مضمون
۷۳	مکتوب ۵۷ بشیخ محمد یوسف در نصیحت۔
〃	مکتوب ۵۸ بسید محمود در بیان آنکه این راه همگی هفت گام است
۷۴	مکتوب ۵۹ بسید محمود در بیان آنکه آدمی را از پیر چاره نیست
۷۶	مکتوب ۶۰ بسید محمود در بیان نفی خواطر و دفع وساوس بالکلیه
۷۷	مکتوب ۶۱ بسید محمود در ترغیب صحبت کامل مکمل
۷۸	مکتوب ۶۲ بملا حسام الدین در بیان آنکه جذبه پیش از سلوک است
۷۹	مکتوب ۶۳ بشیخ فرید در بیان آنکه انبیا علیهم الصلوٰة در اصول دین متفق اند
۸۱	مکتوب ۶۴ بشیخ فرید در بیان لذت و الم جسمانی و روحانی
۸۲	مکتوب ۶۵ بخان اعظم در تاسف و تلهف بر ضعف اسلام
۸۳	مکتوب ۶۶ نیز بخان اعظم در مدائح طریقه علیه نقشبندیه الخ
۸۴	مکتوب ۶۷ بخانخانان در سفارش محتاجی۔
۸۵	مکتوب ۶۸ نیز بخانخانان در بیان آنکه تواضع از ارباب غنا۔
۸۶	مکتوب ۶۹ نیز بخانخانان در بیان آنکه تواضع موجب رفعت است
۸۷	مکتوب ۷۰ نیز بخانخانان در بیان آنکه آدمی را جاهی سبب بعد اوست بخلاف آنکه همین سبب قرب اوست۔
۸۸	مکتوب ۷۱ بمیرزا داراب در بیان آنکه شکر منعم بر منعم علیه واجب است
〃	مکتوب ۷۲ بخواجه جهان در بیان آنکه جمع ساعات در [illegible]
۸۹	مکتوب ۷۳ به قلیج الله در مذمت دنیا و ابنای آن۔
۹۴	مکتوب ۷۴ بمیرزا بدیع الزمان در تحریص بر صحبت فقرا۔
۹۵	مکتوب ۷۵ نیز بمیرزا مذکور در تحریص به متابعت سید الکونین صلعم
۹۶	مکتوب ۷۶ به قلیج خان در بیان آنکه ترقی وابسته بورع و تقوی است
۹۸	مکتوب ۷۷ بجبار خان در بیان آنکه عبادت خدا کی میسر شود

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۵	مکتوب ۱۷۲ بشیخ بدیع الدین در بیان بعضی اسرار۔	۱۹۸	مکتوب ۲۰۰ بملا شکیبی اصفہانی در حل عبارت نفحات۔
۱۷۷	مکتوب ۱۷۳ بمیر محمد نعمان در جواب سوالیکہ کردہ بودند۔	۲۰۱	مکتوب ۲۰۱ و ۲۰۲ بکوچک بیگ و میرزا فتح اللہ۔
۱۷۸	مکتوب ۱۷۴ بخواجہ اشرف کابلی۔	۲۰۳	مکتوب ۲۰۳ بملا حسینی در تحریص بر محبت این طائفہ علیہ
۱۷۹	مکتوب ۱۷۵ بحافظ محمود در بیان تلوینات احوال۔	۲۰۴	مکتوب ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ بسوائے مختلفہ و نصائح۔
۱۸۰	مکتوب ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ باسامی مختلفہ در نصائح۔	۲۰۵	مکتوب ۲۰۷ بمیرزا حسام الدین در بیان آنکہ قرب بخدا ندارد
۱۸۱	مکتوب ۱۷۹ بمیر عبد اللہ ابن میر نعمان در نصیحت۔	۲۰۶	مکتوب ۲۰۸ بمیان محمد صادق در سوال جواب۔
〃	مکتوب ۱۸۰ بخواجہ ابو القاسم در استفسار بعضی از اسامی پیران	۲۰۸	مکتوب ۲۰۹ بمیر نعمان در حل بعضی از عبارات متعلق رسالۂ معاد
۱۸۲	مکتوب ۱۸۱ بمیان محمد صادق در جواب استفسار الخ	۲۱۲	مکتوب ۲۱۰ بملا شکیبی در حل عبارت نفحات۔
۱۸۴	مکتوب ۱۸۲ و ۱۸۳ بملا صالح در بیان معنی حدیث نبوی کلام معصوم نصیحت	۲۱۶	مکتوب ۲۱۱ بملا یار محمد در سوال جواب۔
۱۸۵	مکتوب ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ ابی الفتح اللہ بعضو بعض و خواجہ عبد الرحمان	〃	مکتوب ۲۱۲ بمولانا محمد صدیق در جواب بعضی اسولہ۔
۱۸۷	مکتوب ۱۸۷ و ۱۸۸ بخواجہ محمد اشرف و بخواجہ محمد صدیق در حل مسائل	۲۱۷	مکتوب ۲۱۳ بشیخ فرزند در بیان مواعظ و نصائح۔
۱۸۸	مکتوب ۱۸۹ بشرف الدین حسین در بیان آنکہ با فقرا با وجود گرفتاری	۲۱۸	مکتوب ۲۱۴ بخانخانان در بیان آنکہ دنیا مزرعۂ آخرت ست
〃	مکتوب ۱۹۰ بیکی از فرزندان میر نعمان در تحریص دوام ذکر الٰہی جل سلطانہ	۲۱۹	مکتوب ۲۱۵ بمیرزا داراب در مذمت دنیا۔
۱۸۹	مکتوب ۱۹۱ بخانخانان در ترغیب بر متابعت انبیاء عم۔	۲۲۰	مکتوب ۲۱۶ بمیرزا حسام الدین در بیان کثرت ظہور خوارق الخ
۱۹۱	مکتوب ۱۹۲ بشیخ بدیع الدین در جواب استفساری۔	۲۲۲	مکتوب ۲۱۷ بملا طاہر در بیان آنکہ نسبت باطن الخ
〃	مکتوب ۱۹۳ بشیخ فرید در ترغیب بر تصحیح عقائد۔	۲۲۵	مکتوب ۲۱۸ بملا داؤد در رعایت پیر طریقت۔
۱۹۴	مکتوب ۱۹۴ بصدر جہان در تحریص بر ترویج ملت۔	۲۲۶	مکتوب ۲۱۹ بمیرزا حسام الدین ... در یافتہ الخ
۱۹۵	مکتوب ۱۹۵ بصدر جہان در تحریص بر ترویج شریعت۔	۲۲۷	مکتوب ۲۲۰ بشیخ سعید در بیان بعضی از اعلاء صوفیہ۔
〃	مکتوب ۱۹۶ بمنصور عرب ... در قطع آنتیم ہمگی ہمت گماشت	۲۳۰	مکتوب ۲۲۱ بحسین در بیان خصائص و کمالات طریقۂ عالیہ۔
۱۹۶	مکتوب ۱۹۷ بپہلوان محمود در بیان آنکہ سعادت سکسی کہ دلش از دنیا سرد شدہ	۲۳۶	مکتوب ۲۲۲ بخواجہ محمد اشرف در بیان خرابی احوال و حضور
۱۹۷	مکتوب ۱۹۸ بخانخانان در بیان آنکہ آشنائی فقرا با عتبار بسیار غنیمت ست	۲۳۸	مکتوب ۲۲۳ و ۲۲۴ بخواجہ جمال الدین و میر نعمان۔
〃	مکتوب ۱۹۹ بملا محمد امین در بیان قبول فرمودن آنچہ او طلب نمودہ بود	۲۴۰	مکتوب ۲۲۵ بملا طاہر در بیان آنکہ در ہدایت الخ۔

صفحہ	مضمون
۳۳۶	مکتوب ۲۶۸ بمرزا حسام الدین در بیان اسرار و دقائق
۳۳۷	مکتوب ۲۶۹ بخانخانان در بیان آنکہ علوم وراثت انبیا چیست۔
۳۳۹	مکتوب ۲۶۹ بمرتضی خان در ترغیب بر اہانت اعدای دین
״	مکتوب ۲۷۰ بشیخ نور محمد در ترجیح بعضی صحبتہای عزلت
۳۴۰	مکتوب ۲۷۱ بشیخ حسن در حل استفسار واقعہ۔
״	مکتوب ۲۷۲ بسید محب اللہ در بیان ایمان تعب
۳۵۱	مکتوب ۲۷۳ بمرزا حسام الدین۔
۳۵۴	مکتوب ۲۷۴ بشیخ یوسف برکی۔
۳۵۵	مکتوب ۲۷۵ بملا احمد در جواب استفسار۔
۳۵۶	مکتوب ۲۷۶ بشیخ بدیع الدین در محکمات و متشابہات
۳۵۹	مکتوب ۲۷۷ بملا عبدالحی در بیان علم الیقین الخ۔
۳۶۱	مکتوب ۲۷۸ بملا عبدالکریم۔
۳۶۳	مکتوب ۲۷۹ بملا حسن کشمیری در ادای شکر۔
״	مکتوب ۲۸۰ بحافظ محمود محبت این طائفہ سرمایۂ سعادت است۔
۳۶۴	مکتوب ۲۸۱ بمیر نعمان در شکر نعمت۔
۳۶۵	مکتوب ۲۸۲ بمیان بدیع الدین در بیان ملاقات
״	مکتوب ۲۸۳ بصوفی قربان در بیان رویت حضرت خاتم الرسل۔
۳۶۶	مکتوب ۲۸۴ بملا عبدالقادر۔
۳۶۷	مکتوب ۲۸۵ بسید محب اللہ در بیان احکام سماع و وجد

صفحہ	مضمون
۳۷۲	مکتوب ۲۸۶ بمولانا امان اللہ در بیان اعتقاد صحیح
۳۷۵	مکتوب ۲۸۷ بمیان غلام محمد در بیان جذبہ و سلوک
۳۹۲	مکتوب ۲۸۸ بسید انبیا در منع آزادی۔
۳۹۵	مکتوب ۲۸۹ بمولانا بدر الدین در بیان اسرار قضا و قدر۔
۳۹۸	مکتوب ۲۹۰ بملا ہاشم صدور یافتہ۔
۴۱۰	مکتوب ۲۹۱ بمولانا عبدالحی در بیان مراتب توحید وجودی و شہودی۔
۴۱۴	مکتوب ۲۹۲ بشیخ حمید در بیان آداب ضروری مریدان
۴۱۷	مکتوب ۲۹۳ بشیخ محمد خبری در جواب اسولہ۔
۴۲۰	مکتوب ۲۹۴ بخواجہ محمد معصوم در معارف۔
۴۲۵	مکتوب ۲۹۵ بحاجی یوسف کشمیری در بیان نظر بر قدم و ہوش در دم و سفر در وطن و خلوت در انجمن
۴۲۷	مکتوب ۲۹۶ در بیان بساطت صفات حق جل و علا
۴۲۸	مکتوب ۲۹۷ بمولانا بدر الدین در تحقیق احاطہ و سریان
۴۲۹	مکتوب ۲۹۸ بسید محب اللہ در بیان وصول بہ نہایت کار۔
۴۳۰	مکتوب ۲۹۹ بشیخ فرید در عزای مصیبت۔
۴۳۱	مکتوب ۳۰۰ بخواجہ محمد معصوم در بیان اسرار غامضہ
۴۳۲	مکتوب ۳۰۱ بمولانا امان اللہ در بیان قرب نبوت و قرب ولایت

صفحہ	مضمون
۲۴۱	مکتوب ۲۲۶ و ۲۲۷ بشیخ مودود و ملا طاہر در بیان نصائح الخ۔
۲۴۲	مکتوب ۲۲۸ بمیر نعمان در نصائح۔
۲۴۳	مکتوب ۲۲۹ بمیرزا حسام الدین در بیان آنکہ طریق ما الخ
۲۴۴	مکتوب ۲۳۰ بشیخ یوسف در علو ہمت۔
۲۴۵	مکتوب ۲۳۱ بمیر نعمان در جواب اسولہ۔
۲۴۶	مکتوب ۲۳۲ بشیخ فرید در بعضی نصائح
۲۴۷	مکتوب ۲۳۳ بشیخ محمد صادق در بیان آنکہ الخ
۲۴۸	مکتوب ۲۳۴ بشیخ محمد صادق در بیان آنکہ حقیقت واجب الوجود الخ
۲۵۷	مکتوب ۲۳۵ و ۲۳۶ بشیخ محمد صادق در بیان بعضے اسرار۔
۲۵۸	مکتوب ۲۳۷ بملا طالب در ترغیب بر متابعت سنت سنیہ صلعم۔
۲۵۹	مکتوب ۲۳۸ و ۲۳۹ بمیر نعمان و ملا احمد برکی در جواب کتابت او۔
۲۶۰	مکتوب ۲۴۰ بشیخ محمد یوسف در بیان بی نہایتے این راہ۔
۲۶۱	مکتوب ۲۴۱ و ۲۴۲ بمولانا صالح محمد و بدیع الدین در جواب بعضی اسولہ
۲۶۲	مکتوب ۲۴۳ بملا اویس محتسب در ترغیب بر طریقہ علیہ نقشبندیہ۔
۲۶۳	مکتوب ۲۴۴ بملا محمد صالح در جواب کتابتے کہ در خرابی خود نوشتہ بود۔
۲۶۴	مکتوب ۲۴۵ و ۲۴۶ بملا صالح و میر نعمان در جواب استفسار
۲۶۵	مکتوب ۲۴۷ بمیرزا حسام الدین در بیان آنکہ دیدن وجود الخ
۲۶۶	مکتوب ۲۴۸ بمیرزا حسام الدین در بیان آنکہ کمل تابعان الخ
۲۶۷	مکتوب ۲۴۹ در بیان فضائل متابعت سید الاولین والآخرین صلعم۔
۲۶۸	مکتوب ۲۵۰ و ۲۵۱ بملا احمد و مولانا محمد اشرف۔
۲۷۵	مکتوب ۲۵۲ و ۲۵۳ بشیخ بدیع الدین و شیخ سامانی در جواب استفسارہا۔
۲۷۷	مکتوب ۲۵۴ و ۲۵۵ بملا احمد و طاہر در تحریص بر احیاے سنت۔
۲۷۸	مکتوب ۲۵۶ بمیان بدیع الدین در جواب اسولہ
۲۸۰	مکتوب ۲۵۷ بمیر نعمان در بیان طریق اجمال۔
۲۸۲	مکتوب ۲۵۸ و ۲۵۹ بشریف خان و خواجہ محمد سعید
۲۸۵	مکتوب ۲۶۰ بشیخ محمد صادق در بیان طریقی خاص۔
۳۰۲	مکتوب ۲۶۱ بمیر نعمان در بیان فضائل نماز۔
۳۰۶	مکتوب ۲۶۲ و ۲۶۳ بمولانا محبت علی و میان تاج الدین۔
۳۰۷	مکتوب ۲۶۴ بسید باقر در بیان آنکہ معاملہ خود را بحیرت الخ
۳۰۹	مکتوب ۲۶۵ بشیخ عبد الہادی باید کہ در عزت ضائع نشود
۳۱۰	مکتوب ۲۶۶ بخواجہ عبد اللہ در بیان بعضی از عقائد کلامیہ

صفحہ	مضمون
۴۳۳	مکتوب ۳۱۲ بخواجہ محمد معصوم در بیان فرق ولایت سہ گانہ۔
۴۳۸	مکتوب ۳۱۳ بحاجی یوسف کشمیری۔
"	مکتوب ۳۱۴ بمولانا عبدالحی در اعمال صالحہ۔
۴۴۰	مکتوب ۳۱۵ بمیر محب اللہ در بیان اسرار نماز۔
۴۴۱	مکتوب ۳۱۶ بمولانا صالح در ذکر بعضی از مناقب خواجہ محمد صادق۔
۴۴۲	مکتوب ۳۱۷ بمولانا عبدالواحد معنے کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ۔
۴۴۴	مکتوب ۳۱۸ بمولانا فیض اللہ در معنے حدیث نبوی صلعم کامتان الخ
۴۴۵	مکتوب ۳۱۹ بمولانا حاجی محمد بیان محاسبہ یومی ولیلی
۴۴۵	مکتوب ۳۲۰ بمولانا محمد ہاشم در بیان معیت انسان۔
۴۴۷	مکتوب ۳۲۱ بخواجہ محمد سعید در بیان اسرار غامضہ۔
۴۴۸	مکتوب ۳۲۲ بمیر محمد نعمان در جواب اسولہ۔
۴۵۱	مکتوب ۳۲۳ بخواجہ محمد ہاشم در حل اسولہ۔
۴۵۸	عرضداشت اول و دوم حضرت مخدوم زادۂ کلاں۔
۴۵۹	عرضداشت سوم حضرت مخدوم زادۂ کلاں۔
۴۶۰	تقریر ولپذیر منشی حبیب الدین سوزان

گشتم که چه عرض نمایم درین انقیاد مضطر بودم ظهوریکه درین کسوت بوده در هیچ جا نبوده خصوصیات
لطائف و محسنات عجائب که درین لباس مینموده از هیچ مظهری نشده پیش ازین تمام گداخته
آب شده میرفتم و همچنین در هر طعامی و شرابی و کسوتی جدا جدا متجلی شد لطافتی و حسنی که در طعام لذیذ پر تکلف
بود در ماورای آن نبود در آب شیرین تا آب غیر شیرین همین تفاوت بود بلکه در هر لذیذ و شیرین
یک خصوصیت کمال علی تفاوت الدرجات جدا جدا بود خصوصیات این تجلی را بتحریر بعرض نمیتوانند
رسانید اگر در ملازمت علیه میبود شاید معروض میداشت اما در اثناء این تجلیات آرزوی رفیق اعلی
داشتم و باینها مهما امکن ملتفت نمی شدم اما مغلوب بودم چاره نداشتم درین اثناء معلوم شد که این
تجلی با آن نسبت تنزیهی جنگ ندارد و باطن همچنان گرفتار آن نسبت ست بظاهر اصلا ملتفت نیست و
ظاهر را که از نسبت خالی و معطل بود باین تجلی مشرف ساخته اند و الحق همچنان یافتم که باطن اصلا
بزریغ بصر مبتلا نیست و از جمیع معلومات و ظهورات معرض ست و ظاهر که متوجه کثرت و ثنینیه بود
تجلیات مستسعد گشته است بعد از چندگاه این تجلیات روبخفا آوردند و همان نسبت حیرت و نادانی
بحال خود ماند و صارت تلک التجلیات کان لم یکن شیئا مذکورا و بعد ازان یک فناء خاص رو داد و همانا که
آن تعین علمی که بعد از عود تعین پیدا شده بود درین فنا گم شد و اثری از مظان انا نماند در نیوقت
آثار اسلام و علامات آنها بعالم شرک خفی بظهور آمدن گرفتند و همچنین دید قصور اعمال و متهم داشتن
نیات و خواطر بالجمله بعضی امارات عبودیت و نیستی ازان باز ظاهر گشته اند حق سبحانه و تعالی ببرکت
و توجه حضرت ایشان بحقیقت بندگی رساند و عروجات بر فوق محدد بسیار میشود مرتبهٔ اول که
عروج واقع شد بعد از طی مسافت چون بر فوق محدد رسید و از تنزل آمد از انجا بما تحت مشهود گشته
دران اثنا بخاطر آمد که مقامات بعضی مردم را در انجا مشاهده نمایم چون متوجه شدم مقامات آنها
د نظر آمد و آن اشخاص را نیز دران محال دیدم علی تفاوت درجاتهم مکانا و مکانةً و شوقا و ذوقا
مرتبهٔ دوم باز عروج واقع شد مقامات مشائخ عظام و ائمهٔ اهل بیت و خلفاء راشدین و مقام
خاصهٔ حضرت رسالت پناه علیه و همچنین مقامات سائر انبیا و رسل علی التفاوت و مقامات ملائکه ملاء اعلی
فوق محدد مشهود گشت و فوق محدد آنمقدار عروج واقع شد که از مرکز خاک تا محدد یا اندکی کمتر ازین
و تا مقام حضرت خواجه نقشبند منتهی شد و فوق آنمقام چندی از مشائخ بودند بلکه در همان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین اضعاف ما حمده جمیع خلقه کما یحب ربنا و یرضی والصلوٰة والسلام علی من ارسله رحمة للعالمین کلما ذکره الذاکرون وکلما غفل عن ذکره الغافلون کما ینبغی له و یحری و علیٰ آله و اصحابه البررة النقی اما بعد نموده می آید که این دفتر اول است از مکتوبات قدسی آیات حضرت غوث المحققین قطب العارفین برهان الولایة المحمدیة حجة الشریعة المصطفویة شیخ الاسلام والمسلمین شیخنا و امامنا الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی سلمه الله سبحانه والبقاه این حقیر قلیل البضاعة کمترین خاک نشینان آن مقدس درگاه یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی جمع نموده در تحریر آورده تا آنکه نفعی از ان بطالبان حق جل و علا برسد والمسئول من الله سبحانه العصمة والتوفیق مکتوب اول در بیان احوالی که مناسبت باسم الظاهر دارند و ظهور قسم خاص از توحید و بیان عروجات که بر فوق محدد واقع شده است و انکشاف درجات بهشت و ظهور مراتب بعضی از اهل الله به پیر بزرگوار خود نوشته اند وهو الشیخ الکامل المکمل الواصل الی درجات الولایة الهادی الی طریق اندراج النهایة فی البدایة مؤید الدین الرضی شیخنا و امامنا الشیخ محمد الباقی النقشبندی الاحراری قدس الله تعالی سره الاقدس و بلغه الله سبحانه الی اقصی ما یتمناه عرضداشت کمترین بندهٔ احمد بذورهٔ عرض میرساند بحسب امر شریف گستاخی مینماید و احوال پریشان را معروض میدارد که در اثناء راه آنقدر تجلی اسم الظاهر گشت که در جمیع اشیاء تجلی خاص علیحده علیحده ظاهر گشت علی الخصوص در کسوت نساء بلکه در اجزاء اینهم جدا جدا و آنقدر منقاد این طائفه شد

مشرف میسازند ابتدا از تجلی ذاتی حضرت شیخ محی الدین ست قدس سره در صحو می آرند باز بسکر می برند و در نزول
و عروج علوم غریبه و معارف عجیبه افاده می فرمایند و باحسان و شهود خاص در هر مرتبه که مناسب بقای
آن مقام است مشرف میسازند بتاریخ ششم ماه مبارک رمضان ببقاء مشرف ساختند و احسانی
میسر شد که چه عرض نماید میداند که نهایت استعداد تا آنجا بود و وصلی که مناسب حال بود هم
اینجا میسر گشت و جهت جذبه اکنون تمام شد و شروع در سیر فی الله که مناسب مقام جذبه
است واقع شد هر چند فنا اتم باشد بقا مترتب بران اکمل خواهد بود و هر چند بقا اکمل باشد
صحو بیشتر خواهد بود و هر چند صحو بیشتر باشد افاضهٔ علوم موافق شریعت غرا می افتد چه کمال
صحو انبیا را بود علیهم الصلوٰة والسلام و معارفیکه از ایشان سر بر زده اند شرایع ست و عقائد یکه
در ذات و صفات بیان فرموده اند مخالف ظاهر آن از بقیهٔ سکر است الحال معارف که باین
کمینه فائض اند اکثر تفصیل معارف شریعة است بیان آنها و علم استدلال کشفی و ضروری می گردد
و مجمل مفصل میشود ع گر بگویم شرح این بیحد شود + می ترسم مبادا منجر بگستاخی شود مکتوب
سوم در بیان محبوس شدن یاران بمقام مخصوص و گذشتن بعضی ازان و رسیدن
بمقامات تجلی ذاتی نیز به پیر بزرگوار خود نوشته اند عرضداشت آنکه یارانی که اینجا اند
و هم چنین یاران انجائی هر کدام بمقامی محبوس اند طوق برآوردن آنها ازان مقامات متعسر ست
آنقدر قدرت که مناسب آن مقام ست در خود نمی یابد حق سبحانه ببرکت توجهات علیه حضرت ایشان
ترقی بخشد یک کس از خویشان این کمینه ازان مقام گذشت و بمقدمهٔ تجلیات ذاتی رسید حالش
بسیار خوب ست قدم بر قدم حقیر دارد در باره دیگران هم امیدوار ست دیگر بعضی از یاران آنجائی
بطریق مقربین مناسبت ندارند موافق حال آنها طریق ابرار ست فی الجملهٔ یقینی که حاصل
کرده اند هم غنیمت ست بهمان طریق امر باید فرمود ع هر کسی را بهر کاری ساختند + در تفصیل
آسامی آنها جرأت ننمود که از حضرت ایشان مخفی نخواهد بود زیاده گستاخی ننمود ورد ز تحریر عرضداشت
میر سید شاه حسین در مشغولی خود چنان دید که گویا بدروازه های کلان رسیده است میگویند که دروازه
بغیرت ست درون او که نظر میکنم حضرت ایشان را در آن می بینم و هر چند سعی میکنم که خود را در وی اندازم پای
من یاری نمیکند مکتوب چهارم در بیان فضائل شهر عظیم القدر شهر رمضان و بیان

مقام بافوقیت قلیله مثل شیخ معروف کرخی و شیخ ابوسعید خراز و باقی مشایخ بعضے ذریۂ آن مقام
داشتند و بعضی در ہمان مقام بودند اما در تحت مثل شیخ علاء الدولہ و شیخ نجم الدین کبرے و فوق
آنمقام ائمہ اہل بیت بودند و فوق آن خلفاء راشدین و مقامات سائرا بنیا یک طرف
علیحدہ از مقام آنسرور بود و ہمچنین مقامات ملائکہ عالین در طرف دیگر جدا از ان مقام بود اما مقام
آنسرور را از جمیع مقامات فوقیت و سروری بود واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا و ہرگاہ
میخواہم بعنایت اللہ سبحانہ عروج واقع میشود و در بعضی اوقات بخواست واقع می شود و چیزی
دیگر دیدہ میشود و بر بعضی عروجات آثار ہم مترتب میشود و اکثر چیزہا فراموش میشود و ہرچند
میخواہم کہ بعضی حالات را بنویسم کہ در وقت عرضداشت کردن بیاد آید میسر نمیشود زیراکہ انچہ
در نظر محقر مے درآید جای آن دارد کہ ازان استغفار کردہ شود چہ جای آنکہ بنویسد در اثنای املاء عریضہ
ہم بعضی چیزہا بیاد بود تا آخر وفا نکرد کہ نوشتہ شود زیادہ گستاخی نمودہ حال ملا قاسم علی بہتر است
غلبۂ استہلاک و استغراق ست و از جمیع مقامات جذبہ بفوق قدم نہادہ و صفات را کہ اول
از اصل میدید حالا باوجود آن صفات را از خود جدا می بیند و خود را خالی محض میابد بلکہ نوریکہ
صفات قایم باوبند نیز از خود جدا می بیند و خود را از ان نور در طرف دیگر میابد و احوال دیگر ہم
روز بروز بہ ست و در عرضداشت دیگر انشاء اللہ العزیز بتفصیل عرضداشت خواہد کرد مکتوب

دوم در بیان حصول ترقیات و مباہات بعنایات خداوندی جل سلطانہ بہ پیر

بزرگوار خود نوشتہ اند قدس سرہ عرضداشت کمترین بندگان بذورۂ عرض میرساند امام
با ستخارۂ متصل ماہ مبارک رمضان مولانا شاہ محمد رسایند آنقدر فرجہ نمید کہ تا ماہ رمضان خود را
بہ عتبہ بوسی مشرف تواند ساخت بضرورت بر معنی آن خود را تسلی داد از عنایات خداوندی
جل و علا کہ ببرکت توجہات علیہ حضرت ایشان علی التواتر والتوالی فائض دوارد اند چہ عرض نماید

من آن خاکم کہ ابر نوبہاری * کند از لطف بر من قطرہ باری * اگر بر روید از تن صد زبانم *
چو سبزہ شکر لطفش کی توانم * ہرچند اظہار این قسم احوال موہم جرأت و گستاخی ست و مشعر

افتخار و مباہات ست

ولی چون شہ مرا بر داشت از خاک * سزد گر بگذرانم سر ز افلاک *

ابتدای عالم محو و بقا از اواخر ماہ ربیع الآخر است و تا حال ببقای خاص در ہریک مدتے

مجرد اعتبارست در ذات جل شانه ارتفاع از نظر ممکن ست بلکه واقع ست و قابلیت اتصاف اگرچه
اعتبارست اما بواسطه برزخیت رنگ صفات گرفته که در خارج موجوداند خود را جو دزائد ارتفاع از امکان
برآمده لاجرم حکم میکنند وجود آن حائل دائما امثال این علوم که منشاء آن جامعیت اصالت و ظلیت ست
بسیار وارد میشوند اکثر آنها در پرچهای کاغذ نوشته میشود مقام قطبیت منشاء دقائق علوم مقام ظلی ست
و مرتبهٔ فردیت واسطه درود معارف دائرهٔ اصل امتیاز میان ظل و اصل بے اجتماع این دو دولت
میسر نیست لهذا بعضی از مشائخ قابلیت اولی که تعین اول میگویند زائد بر ذات نمیدانند و تجلی
ذاتی شهود آن قابلیت را می انگارند والحق ما حققت والامر ما ضحت والله سبحانه یحق الحق و
هو یهدی السبیل رساله را که بتسوید آن مامور شده بود با تمام آن موفق نمیشود و همان مسوده افتاده ماند
تا حکمت الٰہی جل شانه درین توقف چه بوده باشد زیاده گستاخی از ادب دور است مکتوب

پنجم در سفارش خواجه برهان الدین که یکی از مخلصان بود با بیان بعضی از احوال و نیز

به پیر بزرگوار خود نوشته اند عرضداشت احقر الخدمة آنکه رساله در بیان طریقت حضرت خواجگان
قدس الله تعالیٰ اسرارهم نوشته ارسال داشته است بنظر مبارک خواهد در آمد هنوز مسوده است خواجه
برهان بسرعت راهی شدند فرجه بیاض آن نشد محتمل که بعضی علوم دیگر هم بآن ملحق شوند روزے
رساله سلسلة الاحرار بنظر در آمد در ان اثنا بخاطر فاتر رسید که بایشان عرضداشت بکنم تا خود چیزے
در باب بعضی علوم آن نویسند یا بفقیر امر کنند تا چیزی در ان باب نویسد این خاطر خیلی قوی گشت
متصل آن بعضی از علوم این مسوده فائز گشتند و فی الجمله معذرت بعضی علوم آن رساله در ضمن
آن مبین گشت اگر همین مسوده را تکمله آن رساله سازند گنجایش دارد و اگر بعضی علوم مناسبه را از ان انتخاب
نموده بآن رساله ملحق سازند هم وجهی دارد و زیادت جرأت از ادب دور است خواجه برهان درین مدت کار
خوب کردند و از سیر سوم که مناسب مقام جذبه است نیز نصیبی یافتند خاطر بواسطه مهم مدد معاش صوبه
مالوه مشوش و قت در ملازمت رسیده اند هرچه امر خواهند فرمود مبارک خواهد بود مکتوب ششم

در بیان حصول جذبه و سلوک و ترتیب یافتن هر دو صفت جمال و جلال و بیان فنا و بقا
و ما یتعلق بذلک و بیان فوقیه نسبت نقشبندیه به پیر بزرگوار خود نوشته اند عرضداشت

کمترین بندگان احمد آنکه مرشد علی الاطلاق جل شانه ببرکت توجه عالی بهر دو طریق جذبی و سلوکی تربیت فرمود هر دو صفت

حقیقت محمدی علیه و علی آله والصلوٰة والسلام نیز به پیر بزرگوار خود نوشته اند عرضداشت احقر الخدمة آنکه مدتی ست که از راه مغاوضهٔ شریفه از احوال خدمهٔ آن عتبهٔ علیا اطلاعی ندارد دنگران میباشد قدم ماه مبارک رمضان مبارک باشد این ماه را با قرآن مجید که حاوی جمیع کمالات ذاتی و شیونی ست و داخل دائره اصل است که هیچ ظلیتی بآن راه نیافته است و قابلیت ادنی ظل اوست مناسبت تمام است و بآن مناسبت نزول آن درین ماه واقع شده شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن مصداق این سخن ست و بآن مناسبت این ماه نیز جامع جمیع خیرات و برکات است هر برکتی و خیری که در تمام سال بهرکه میرسد و از راه که می آید قطره ایست از دریاے بے نهایت برکات این شهر عظیم القدر و جمعیت این ماه سبب جمعیت تمام سال ست و تفرقه این ماه سبب تفرقه تمام سال فطوبی لمن مضی علیه هذا الشهر المبارک و رضی عنه و ویل لمن سخط علیه فمنع من البرکات وحرم من الخیرات ایضًا سنت ختم القرآن درین ماه بواسطهٔ آن تواند بود که تا جمیع کمالات اصلی و برکات ظلی میسر شود فمن جمع بینهما یرجی ان لا یحرم من برکاته ولا یمنع من خیراته برکاتیکه بایام این شهر وابسته اند دیگر اند و خیراتیکه بلیالی آن متعلق اند دیگر و از جهت این سر تواند بود که حکم باولویة تعجیل افطار و تاخیر تسحر بوده باشد تا امتیاز تمام بین اجزاء الوقتین حاصل آید قابلیت اولی که بالا ندکور شد و حقیقت محمدی عبارت از ان ست علی مظهرها الصلوٰة والتسلیمات نه قابلیت ذات ست مر اتصاف جمیع صفات را کما حکم به البعض بلکه قابلیت ذات ست عز سلطانه مر اعتبار علم را که متعلق شود بجمیع کمالات ذاتی و شیونی که حاصل حقیقت قرآن مجید ست و قابلیت اتصاف که مناسب خانهای صفات ست و برزخ ست میان ذات و صفات و حقائق انبیاء دیگر ست همین قابلیت بملاحظهٔ اعتبارات که مندرجه اند دروی حقائق متعدده گشته قابلیتی که حقیقت محمدی ست اگرچه ظلیت دارد اما رنگ صفات باو ممتزج نگشته است و هیچ حائلی درمیان نیامده و حقائق جماعت محمدی المشرب قابلیات ذات ست عز شانه مر اعتبار علم را که متعلق شود ببعض آن کمالات و آن قابلیت محمدیه برزخست میان ذات جل سلطانه و میان این قابلیات متعدده و حکم آن بعض بواسطه آنست که او را در خانهٔ صفات قدمگاه است و بس و نهایت عروج انخانها بآن قابلیت ست لاجرم آنرا بآن سرور نسبت کرده علیه الصلوٰة والسلام و چون این قابلیت اتصاف هرگز مرتفع نمیشود آن بعض را نیز حکم کرده با آنکه حقیقت محمدی صیغه حائل ست الا قابلیت محمدی که

شده بودند باز رجوع کردند و معلوم شد که آن از سکر بود در صحو هرچه عوام الناس راهست این راهست
از عجز و افتقار و خوف و حزن و غم و شادی در ابتدا هم که مقصود از دعا رفع بلا نبود دل را بمعنی خوش نمی آمد
لیکن حال غالب بود بخاطر میگذشت که دعا از انبیا از ین قبیل نبود که حصول مراد بخواهند حالانکه با آنحالت مشرف
ساختند حقیقت کار را واضح گردانیدند و معلوم شد که دعاهای انبیا علیهم الصلوٰة از سر عجز و افتقار و خوف
و حزن بود بمجرد امتثال امر بعضی امور که رو میدهد بحسب امر گاه گاه بعرض آن امور گستاخی می نماید

مکتوب هفتم در بیان بعضی از احوال غریبه خود با بعضی استفسارهای ضروری بپیر بزرگوار خود نوشته اند

عرضداشت کمترین بندگان احمد آنکه مقامیکه فوق محمد و بود و روح خود را
بطریق عروج در انجا می یافت و آن مقام بحضرت خواجه بزرگ قدس الله سره الاقدس اختصاص داشت
بعد از زمانی بدن عنصری خود را نیز در همان مقام یافت و در آنوقت چنان متخیل گشت که این عالم از
عنصریات و فلکیات بته فرو رفت و نام و نشان ازان نمانده چون دران مقام نبودند الا بعضی از اولیاء
کبار این زمان که تمام عالم را بخود در جائی و مقامی شریک مییابد حیرت دست میدهد که با وجود بیگانگی
تمام خود را با ایشان می بیند الغرض حالیتکه گاه گاه دست میداد که دران بخودی نماند و نه از عالم در نظر
چیزی می آید و نه در علم حالا آنحالت مستمره است و وجود خلقت عالم از دید د دانش بر آمد و بعد ازان در
همان مقام یک کوشک عالی ظاهر شد که زینها نهاده اند آنجا برآمد و آنمقام هم در رنگ عالم بتدریج فرو رفت
و ساعت فساعت خود را متصاعد مییافت اتفاقا نماز شکر بوضو میگزارد که مقامی بس عالی نمایان شده
و اکابر اربعه نقشبندیه را قدس الله تعالی اسرارهم در انمقام دید و مشائخ دیگر هم مثل سید الطائفه وغیره
در آنجا بودند و بعضی دیگر از مشائخ بالای آن مقام هستند اما قوائم آنرا گرفته نشسته اند و بعضی پایان
علی تفاوت درجاتهم و خود را البسیار دور از ان مقام یافت بلکه مناسبت هم ندید ازین واقعه اضطراب تمام
پیدا شد نزدیک بود که دیوانه شده برآید و از افراط اندوه و غصه قالب تهی کند چند گاه برین نهج گذشت آخر
بتوجهات علیه حضرت ایشان خود را مناسب آنمقام دید اول خود را محاذی آنمقام یافت بتدریج رفت بالای
آنمقام نشست بعد از توجه چنان محظور شد که آنمقام تکمیل تام است که بعد از تمامی سلوک بآنمقام میرسند مجذوب
سلوک تمام ناکرده را از انمقام بهره نیست و نیز در آنوقت چنان متخیل گشت که وصول باین مقام از نتائج آن
واقعه است که در ملازمت حضرت ایشان دیده بود و بعرض رسانیده که حضرت امیر کرم الله تعالی وجهه میفرماید که آمده ام تا ترا

جمال و جلال مربی ساخت حالا جمال عین جلال ست و جلال عین جمال در بعضی حواشی رسالهٔ قدسیه
این عبارت از مفهوم صریح خود منحرف ساخته بر مفهوم موهوم خود حمل کرده است و عبارت محمول
بر ظاهر خود ست انحراف و تاویل نیست و علامت این تربیت متحقق شد نسبت بمحبت ذاتی پیش از
محبت تحقق آن امکان ندارد و محبت ذاتیه علامت فنا ست و فنا عبارت از نسیان ماسوای ست
پس تا زمانیکه علوم تمام از ساحت سینه رفته نشود و تجهل مطلق متحقق نشود از فنا بهره ندارد و این حیرت و تجهل
دائمی ست امکان زوال ندارد نه آنست که گاهی حاصل شود و گاهی زائل گردد و غایة مافی الباب پیش از
بقا جهالت محض ست و بعد از بقا جهالت فی علم باهم جمع اند و در عین نادانی بشعور ست و در عین حیرت بحضور که این
موطن حق الیقین ست که علم و عین حجاب یکدیگر نیستند و علمیکه پیش ازین جهالت حاصل شود از حیز اعتبار
خارج ست با وجود آن اگر علم ست در خود ست و اگر شهود ست هم در خود و اگر معرفت ست یا حیرت نیز
در خود ست تا زمانیکه نظر در بیرون ست حاصل ست اگرچه در خود هم نظر داشته باشد نظر از بیرون بالکل منقطع
میباید که شود حضرت خواجهٔ بزرگ میفرمایند که اهل الله بعد از فنا و بقا هرچه می بینند در خود می بینند و هرچه می شناسند
در خود می شناسند و حیرت ایشان در وجود خود است ازینجا هم صریحا مفهوم میشود که شهود معرفت و حیرت در نفس ست
پس در بیرون هیچکدام اینها نیست تا زمانیکه یکی ازین ثلثه در بیرون ست اگرچه در خود هم دارد از فنا بهره ندارد
فکیف ببقا نهایت مرتبه در فنا و بقا نیست و این فنا مطلق ست و مطلق عام ست و بقا باندازهٔ فنا ست اما
بعضی اهل الله بعد از تحقیق بفنا و بقا در بیرون نیز شهود دارند اما نسبت آن عزیزان فوق همه نسبتها ست ع
نه هر که آئینه دارد سکندری داند * نه هر که سر بتراشد قلندری داند * هرگاه از اکابر این سلسله بعد از قرون بسیار یکی دو کس باین
نسبت مشرف سازند از سلاسل دیگر چه گوید این نسبت حضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی ست و متمم و مکمل آنحضرت
خواجه خواجها ست اعنی حضرت خواجه بهاء الدین المعروف به نقشبند قدس سرهما و از خلفاء ایشان حضرت خواجه
علاء الدین باین دولت مشرف شده بودند ع این کار دولت ست کنون تا کرا دهند * عجب کاریست اول اهل بلا
و مصیبت که واقع میشد باعث سرور و فرحت میشد و هل من مزید میگفت هرچه از امتعهٔ دنیویه کم میشد خوش می آمد
و این قسم را آزرده میکرد حالا که بعالم اسباب فرود آوردند و نظر بر عجز و افتقار خود افتاد اگر اندک ضرری لاحق شود در
درد اول ماده نوعی از حزن رو میدهد هرچند بسرعت زائل میشود و هیچ نمیماند و همچنین اگر دعا میکرد از برای دفع بلا و مصیبت
مقصود ازو نه دفع آن بود بلکه امتثال امر دعوتی بود حالا مقصود از دعا رفع بلیه و مصائب ست خوف و حزن نیکه زائل

نیست استطاعت مع الفعل منکشف شده است پیش از فعل قدرتی ندارد و قدرت مقارنه فعل می بخشند و
تکلیف بر سلامت اسباب و اعضا میدهند کما قرره علماء اهل السنت و درین مقام خود را بر قدم حضرت خواجه
نقشبند قدس الله تعالی سره الاقدس می یابد ایشان درینمقام بوده اند و حضرت خواجه علاء الدین را نیز ازینمقام
نصیبی هست و از بزرگان این سلسله علیه حضرت خواجه عبد الخالق قدس الله تعالی سره الاقدس و از مشائخ
ما تقدم حضرت خواجه معروف کرخی و امام داؤد طائی و حسن بصری و حبیب عجمی قدس الله تعالی اسرارهم المقدسة
حاصل اینهمه کمال بعد و بیگانگی ست کار از معالجه گذشته تا زمانیکه عجب مبذول بوده اند سعی و اهتمام گنجایش
رفع آنها داشت اکنون بزرگی او حجاب اوست فلا طبیب لها و لا راق مگر گمان بیگانگی و بی مناسبتی را
وصل و اتصال نام نهاده اند هیهات هیهات همان بیت یوسف زلیخا موافق حال ست ع درافگنده دف این
آوازه از دوست * کز در دست دف گویا بود پوست * شهود کجاست و شاهد کیست و مشهود چیست
خلق را روی کی نماید ما للتراب و رب الارباب خود را بنده مخلوق غیر قادر میداند و هم چنین تمام عالم را
خالق و قادر حق را عز و جل میداند غیر این هیچ نسبت اثبات نمیکند غیبت و مرئیت خود کجا در آئینه درآید. و علماء ظاهر
اهل سنت هر چند در بعضی اعمالی مقصر باشند اما جمال درستی عقائد اینها در ذات و صفات آنقدر نورانیت
دارد که آن تقصیر در جنب آن مضمحل و ناچیز در نظر می درآید و بعضی متصوفه با وجود ریاضات و مجاهدات
چون در ذات و صفات آنقدر درستی عقیده ندارند آن جمال در اینها یافته نمیشود و محبت علماء و طلبه
علوم بسیار پیدا شده و روش ایشان خوش می آید آرزو دارد که در جرگه اینها باشد و تلویح را از مقدمات
اربعه بطالب علمی مباحثه میکند و هدایه فقه نیز مذکور میشود و در معیت و احاطه علمی با علما شریک ست و همچنین
حق سبحانه را نه عین عالم میداند و نه متصل عالم و نه منفصل و نه با عالم و نه جدا از عالم و نه محیط و نه ساری و ذات
و صفات و افعال را مخلوق او میداند نه آنکه صفات اینها صفات اوست و افعال اینها افعال او بلکه در
افعال مؤثر قدرت او را میداند و قدرت مخلوق را تاثیری نمیداند کما هو مذهب العلماء المتکلمین و همچنین
صفات سبعه را موجود میداند و حق سبحانه و تعالی را مرید میداند و قدرت را بمعنی صحت فعل و ترک بیقین تصور
مینماید نه بمعنی ان شاء فعل و ان لم یشاء لم یفعل که شرطیه ثانی ممتنع باشد کما قال الحکماء و بعض الصوفیه
زیرا که این سخن بایجاب می کشد و موافق اصول حکما ست و مسئله قضا و قدر را بطور علما میداند فللمالک
ان یتصرف فی ملکه کیف یشاء و قابلیت و استعداد را هیچ دخل نمیدهد که بایجاب میکشد و هو سبحانه

علم السموات تعلیم کنم آه و چون نیک متوجه شد این مقام را مخصوص بحضرت امیر در میان سائر خلفاء راشدین
رضی الله تعالی عنهم اجمعین یافت والله سبحانه اعلم دیگر چنان ظاهر میشود که اخلاق سنیه ساعت بساعت می آیند
بعضی در رنگ رشته از وجود می برآیند و گاهی در رنگ دود بیرون می آیند در بعضی اوقات تخیل می شود که تمام
برآمده اند در ثانی الحال چیزی دیگر ظاهر میشود و می برآید ثانیا معروض میگرداند که توجه از برای دفع بعض
امراض و غیره اند آیا مشروط بآنست که اول مرضی حق سبحانه دانسته شود که در آن توجه هست یا مشروط نیست
آنچه ظاهر از عبارت رشحات ست که از حضرت خواجه قدس الله تعالی سره الاقدس نقل میکنند مفهوم می شود که
نیست درین باب هرچه حکم فرمایند آنکه خوش نمی آید توجه کردن ثالثا بعرض میرساند که بعد از تحقیق حضور طالبان
را آیا از ذکر باز داشتن و امر بنگاهداشت حضور کردن لازم ست یا نه دیگر کدام مرتبه حضور ست که در آن
ذکر نگویند لیکن بعضی هستند که از اول تا آخر ذکر گفته اند و اصلا از ذکر ممنوع نشده و کار نزدیک بنهایت
رسانیده اند حقیقت کار چیست بهرچه امر فرمایند رابعا معروض آنکه حضرت خواجه در مقررات میفرمایند آخر
بذکر امر میکنند که بعضی مقاصد هستند که بی آن میسر نمی شوند تعیین آن مقاصد فرمایند خامسا بعرض میرساند
که بعضی طالبان اظهار طلب تعلیم طریقه می کنند لیکن در لقمه احتیاط نمیتوان کرد با وجود بی احتیاطی حضور و نحو
استغراق پیدا میکند و اگر تاکید در لقمه کرده میشود از سستی طلب ترک کلی میکنند درین باب چه حکم ست و بعضی
دیگر هستند که مجرد اتصال باین سلسله شریفه بطریق اراده میخواهند بی آنکه طلب تعلیم ذکر کنند این قسم اتصال هم مجوز هست
یا نه و اگر مجوز ست طریق آن چیست زیادت گستاخی بی ادبی تمام ست **مکتوب هشتم در بیان احوالیکه
به بقا و صحو تعلق دارند به پیر بزرگوار خود نوشته اند** عرضداشت کمترین بندگان احمد آنکه از آن
زمانکه بصحو آورده اند و بقا بخشیده اند علوم غریبه و معارف نادره غیر متعارفه تبواتر و توالی فائض و وارد اند اکثر
آنها به بیان مرقوم و اصطلاح متداول شان موافقت ندارند هرچه از مسئله وحدت وجود و توابع آن گفته اند
دانا و ائل بآن حال مشرف ساخته اند و شهود وحدت در کثرت میسر شد از آن مقام بدرجات بالا برده اند و
انواع علوم درین ضمن افاده فرموده اند اما مصداق آن مقامات و معارف از کلام قوم صریحا یافته نمیشود و
اشارات و رموز اجمالیه در کلام شریف بعضی از بزرگان اینها ست لیکن گواه عدل بر صحت آنها موافقت ظاهر
شریعت و اجماع علماء اهل سنت ست در هیچ چیزی مخالفت بظاهر شریعت غرا ندارد و هیچ موافقت
بحکما و اصول معقول آنها ندارد بلکه از علماء اسلام جاده مخالفت باهل سنت دارند باصول نیز موافقت

ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم. مراد از کمال شر و نقص علم ذوقی ست بر آن نه آنکه بشرارت و نقص
متصف شود صاحب این علم متخلق باخلاق الله ست این علم بهر اجمله از ثمرات آن تخلق ست و نقص را
در ان موطن چه مجال جز آنکه علم با آن متعلق شود این علم بواسطه شهود نام تجلی محض ست که در جنب آن همه شر مینماید این بعد از
فرود آمدن نفس مطمئنه است بمقام خود لهذا این قسم خود را بر زمین نزند و کار شان با این انجام نرسد از کمال سوای
خود جلشانه بی نصیب ست که خود را عین مولی داند و صفات خود را صفات او انکارد تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا
و این اتحاد در اسما و صفات ست ارباب این زمره در والذین یلحدون فی اسمائه داخل اند نه آنکه هر که جذبه
او بر سلوک او مقدم ست از محبوبین ست لیکن تقدیم جذبه شرط ست در محبوبیت آری در هر جذبه بنحوی از معنی محبوبیت
حاصل ست که جذب بی آن نمیشود و آن معنی از عوارض پیدا شده است ذاتی نیست آن معنی ذاتی غیر معلل است
بشئ من الاشیاء چنانکه هر منتهی را آخر جذبه میسر است اما داخل زمرهٔ محبان ست بواسطه عارض همین محبوبیت پیدا شده
است و هو الذی یکفی فیه و آن عارض تزکیه و تصفیه است و در بعضی مبتدیان اتباع آنسرور است و بالجمله باعث حصول آن معنی فی الجمله ست بلکه
در منتهی هم اتباع ست پس در محبوبان ظهور آن معنی فی الحقیقی نیز البته باتباع آنسرور است بلکه گویم آن معنی ذاتی هم بواسطه مناسبت
ذاتیه آنحضرت ست و اسمیکه رب او ست مناسب اسمیکه رب آنحضرت ست واقع شده است در حق این خصوصیت
و انجا این سعادت اکتساب کرده است والله سبحانه اعلم بالصواب الیه المرجع والمآب والله یحق الحق و هو یهدی السبیل۔

مکتوب ۔ هم در حصول قرب بعد و فراق وصل بمعانی غیر متعارفه به بعضی علوم مناسب آن نیز به پیر
بزرگوار خود نوشته اند عرضداشت احقر الخدمة آنکه مدتی ست که از احوال خدمة آن عتبه علیه اطلاع ندارد دیگر نسبت
محجبی نیست اگر زنده شود جان عزیز چون از آن یار جدا مانده پیامی برسد میداند که شایان دولت حضور نیست
ع این بس که رسد ز دور بانگ جرسم عجائب کار و بار ست نهایت بعد را قرب نامیده اند و غایت فراق را وصل گفته اند
گویا فی الحقیقت در ضمن این هنارت بعض قرب و وصال کرده اند شعر کیف الوصول الی سعاد و دونها قلل الجبال و دونهن
حتوف پس حزن ابدی و فکر دائمی لاجرم دامنگیر آمد مراد آنست آخر الامر باراده مرید میباید شد و محبوب را بمحبت محب
می باید گشت آنسرور در دین و دنیا با وجود مقام مرادیت و محبوبیت از محبین آمده و از مریدین گشت لاجرم از
حال او چنین خبر داده اند که کان رسول الله متواصل الحزن دائم الفکر و آن سرور فرموده ما اوذی نبی مثل
ما اوذیت محبان بار محبت تو انند کشید محبانش تحمل بار دشوار ست این قصه پایانی ندارد ع و قصة العیش
لا انصرام لها حامل عرضداشت شیخ اله بخش بنحوی از جذب و محبت دارد بار ها چند کلمه بخاد مان ایشان نویسانیده

مختار فعال لما یرید علی ہذا القیاس چون عرض حال از جملہ ضروریات ست بنا برآن بجرأت آن گستاخی
نمودہ بندہ باید کہ حد خود داند مکتوب نہم در بیان احوال کہ بمقام فرود آمدن مناسبت دارند
بہ پیر بزرگوار خود نوشتہ اند عرضداشت مدبر سیاہ رو مقصر بخود مغرور وقت و حال مفتون وصل و
کمال کارش ہمہ نافرمانی مولی ست و عملش ہمہ ترک عزیمت و اولی ست نظر خلق را آراستہ و منظر حق
را تعالی و تقدس خراب ساختہ ہمتش مقصور بر ظاہر آرائی ست باطنش از زین رہگذر ہموارہ برسوائی ست
قال و منافی حال وست و حال و مبنی بر خیال و از زین خواب و خیال چہ آید و از زین قال و حال چہ
کشاید ادبار و خسارت نقد وقت ست غباوت و ضلالت برکف ست و مبدأ فساد و شرارت ست
و منشأ ظلم و معصیت بالجملہ عیوب مجسمہ است و ذنوب مجتمعہ خیرات او لائق لعن و رد و سیئات او شایان
طعن و طرد رب قاری یقرأ القرآن والقرآن یلعنہ در حق او گواہ عدلست و کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظماء
والجوع در شان او شاہد صدق فویل لما کان ہذا حالہ و منزلہ و کمالہ در درجہ استغفارہ ذنب کسائر
الذنوب بل اشد و توبتہ معصیۃ کسائر المعاصی بل اقبح کل ما یفعلہ القبیح قبیح مصداق این سخن ست ع
ز گندم جز جو گندم نیاید * مرض او ذاتی ست علاج نمی پذیرد دواء او اصلی ست قبول نمی کند
ما بالذات لا ینفک عن الذات ع سیاہی از حبشی کی رود کہ خود رنگ ست * چہ تواند کرد و ما ظلمہم اللہ و
لکن کانوا انفسہم یظلمون آری خیر محض شر محض را میباید تا حقیقت خیریت بظہور آید و بالضد تتبین الاشیاء
خیر او کمال ہویدا بود شر و نقص در میان است حسن و جمال را آئینہ در کار است آئینہ نمی باید مگر در مقابل
شئی پس لا جرم خیر را شر و کمال را نقصان آئینہ آمد پس در ہر چہ نقص و شرارت بیشتر نمایند خیریت و کمال
زیادہ تر عجائب کار و بار ست این ذم معنی مدح پیدا کرد و این شرارت و نقصان محل خیر و کمال گشت
پس لا جرم مقام عبدیت فوق جمیع مقامات باشد چہ اینمعنی در عبدیت اتم و اکمل ست محبوبان
را باین مقام مشرف میسازند محبان بذوق شہود متلذذ اند التذاذ در بندگی و انس بآن مخصوص
بمحبوبان ست انس محبوبان بمشاہدہ محبوب ست و انس محبان بہ بندگی محبوب درین انس ایشانرا
باین دولت میرسانند و باین نعمت سرفراز میسازند شاہسواریکہ تازین میدان سرور دنیا و دین
سید اولین و آخرین حبیب رب العالمین ست علیہ من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا و کسانی کہ بمحض فضل
خواہند کہ باین دولت رسانند او را بکمال متابعت آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام متحقق میسازند و آنرا بآن می برند

بعد از توجه نیاز و شکستگی چون بمقام فوق آن مقام سابق رسیده شد معلوم شد که این مقام حضرت ذی النورین ست
و خلفاء دیگر را هم دران مقام عبوری واقع شده است و این مقام درین مقام هم مقام تکمیل و ارشاد ست و همچنین
دو مقام فوق هم که اکنون مذکور میشوند بالای آن مقام مقام دیگر هم در نظر آمد چون بان مقام رسیده شد معلوم
گشت که آن مقام حضرت فاروق است و خلفاء دیگر را هم در انجا عبوری واقع شده است و فوق آن مقام
مقام حضرت صدیق اکبر ظاهر شد رضی الله تعالی عنهم اجمعین بآن مقام نیز رسیده شد و از مشائخ حضرت خواجه
نقشبند قدس الله سره الاقدس را در هر مقامی باخود همراه می یافت و خلفاء دیگر را هم در آنمقام عبوری واقع
شده است تفاوت نیست الا در عبور و مقام و مرور و ثبات و بالای آن مقام هیچ مقامی مفهوم نمیشود الا مقام
حضرت رسالت خاتمیت علیه السلام و محاذی مقام حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه مقامی دیگر نورانی بس شگرف که هرگز
مثل آن در نظر نیامده بود ظاهر شد و اندکی ازان مقام ارتفاع داشت چنانکه صفه را از روی زمین بلند میسازند و معلوم
شد که آنمقام مقام محبوبیت ست و آنمقام رنگین و منقش بود خود را هم بانعکاس آنمقام رنگین و منقش یافت بعد ازان
بهمان کیفیت خود را لطیف یافت و در رنگ هوا یا قطعهٔ ابر در آفاق منتشر دید بعضی اطراف را و اگرفت حضرت خواجه
بزرگ در مقام صدیق اند خود را درین مقام محاذی آن میاید بکیفیتی که معروض داشت و دیگر ترک اشتغال باین
عمل رضی نمی نماید کیف و حال آنکه بگرداب ضلالت غرق میشود کسیکه در خود قوت برآوردن ازان گرداب میباید
چگونه خود را معاف دارد هر چند کار دیگر در پیش داشته باشد اشتغال باین مرض درست و مرضیست اما بشرط
آنکه از بعضی مساوس هواجس که در اثناء این عمل رو دهند استغفار را لازم باید داشت بهمین شرط داخل مرضا
میشود بی ملاحظه این شرط داخل نمیشود و رنه طی لستد اما در ماده حضرت خواجه نقشبند و حضرت خواجه علاء الدین عطار
بی آنکه این شرط را ملاحظه کرده شود مرضیست و عمل این کمتر الحال بملاحظهٔ آن شرط گاهی داخل ست و گاهی در تر
می ایستد دیگر در نفحات سخنان حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر مذکور ست که عین نمی ماند اثر کجا ماند لا تبقی و لا تذر این سخن
در اول نظر مشکل نمود که حضرت شیخ محی الدین و تابعان ایشان بر آنند که زوال عین که معلومیست از معلومات الله
سبحانه محال ست و الا انقلاب العلم جهلا و چون عین ظاهر نشود اثر کجا رود بهمین طور در ذهن این سخن متمکن شده بود سخن حضرت
ابو سعید هیچ حل نمی شد بعد از توجه تام حق سبحانه و تعالی سر این سخن را منکشف ساخت و متحقق گشت که نه عین میماند نه اثر و زوال خود
نیز بهمین معنی مدد یافت و هیچ مشکل نماند و مقام این معرفت نیز در نظر آمد بس عالیست فوق مقامیکه حضرت شیخ و متابعان
ایشان فرموده اند این دو مبحث با یک دیگر هیچ منازعت و جنگ ندارند یکی از جائیست و دیگری از جای دیگر

الغرض که شوق ملازمت ظاهر ساخته متوجه آن حدود گشته است و لی بعضی اراده ها ظاهر ساخت چون دران باب
ازین حقیر تقاعد مفهوم کرد بجز دو ملاقات راضی شده چند کلمه نوشته باید زیاده گستاخی از آداب دور است مکتوب یازدهم
در بیان بعضی کشوف و حصول مقام دیدن قصور خود و متهم داشتن خود را در جمیع اعمال و اقوال و ظهور سر کلام شیخ ابوسعید
ابوالخیر که گفته است عین نماند اثر کجا ماند و بیان احوال بعضی یاران به پیر بزرگوار خود نوشته اند عریضه داشت کمترین
بندگان احمد آنکه مقامیکه سابقا خود را در آن دیده بود چون حسب الامر العالی باز ملاحظه نمود عبور خلفاء ثلثه رضوان الله تعالی علیهم
در آن مقام در نظر آمد اما چون مقام و استقرار در آنجا نداشت در دفعه اولی بنظر در نیامد چنانکه از ائمه اهل بیت غیر از امامین امام
زین العابدین رضی الله تعالی عنهم اجمعین در آن مقام استقرار و ثبات ندارد لیکن عبوری در آن واقع شده است بدقت نظر میتوان
یافت و آنکه اول خود را در آن مقام نامناسب می یدیدی نامناسبتی دو نوع است یکی آنکه بواسطه عدم ظهور سطریقی از سطر طاری
میشود چون ارباب آنها مینمودند آن بی مناسبتی برطرف میشود دیگر بی مناسبتی مطلق است که هیچ وجه قابل زوال نیست و راهها که موصل
آن مقام اند دو اند که ثالث ندارند یعنی در نظر درای آن دو طریق طریق دیگر ظاهر نمیشود یکی دید نقص و قصور سئیات خود را متهم
داشتن است در خیرات با قوت جذب دیگر صحبت شیخ مکملی مجذوبی سلوک تمام کرده حق سبحانه و تعالی بطفیل عنایت حضرت
ایشان طریق اول را بقدر استعداد عنایت فرموده است هیچ عملی از اعمال خیر بوقوع نمی آید مگر آنکه خود را در آن عمل
متهم میسازد بلکه تا زمانه که بوجوه تهمت ننهند بیقرار و بی آرام میباشد نزد خود چنان میداند که هیچ عملی از وی صادر نمیشود
که قابل کتابه ملائکه یمین باشد و میداند که صحیفه یمین از اعمال خیر خالیست مکتبه آن معطل و بیکار اند خود شایان آنحضرت جل و علا
کی بوده باشد و هر که در عالم هست حتی که کافر فرنگ و ملحد زندیق از خود بوجوه بهتر میداند و بدترین همه اینها خود را
می نگارد و چه جذبه هرچند بتمامی سیر الی الله تمام شده بود اما بعضی از لوازم و توابع آن مانده بود ند که در ضمن فنا یکه در
مرکز مقام سیر فی الله واقع شده بودم تمام شد و احوال آن فنا را در عریضه داشت سابق به تفصیل نوشته است که میباید که
حضرت خواجه احرار که نهایت این کار را فنا گفته اند همان فنا بوده باشد که بعد از تجلی ذاتی و تحقق سیر فی الله متحقق
شده و فنا را اراده اهم از جمله شعب همان فناست ع هیچ کس را تا نگردد او فنا نیست ره در بارگاه کبریا و
نامناسبان این مقام هم که دو طائفه اند نظر اند جماعه متوجه آن مقام و جویای طریق وصول آن اند و طائفه دیگر هیچ
التفات و توجه بآن مقام ندارند و توجه حضرت ایشان بطریق دوم از طرق وصول آن مقام نیست ظاهر میشود و مناسبت بآن
طریق مینماید چون از جانب حضرت ایشان مامور بود امتثالا للامر بعضی سو جرأت و گستاخی نمود و الا ع من همان احمد پارینه
که هستم + ثانیا معروض آنکه در اثناء ملاحظه آن مقام مرة ثانیه مقامات دیگر بعضها فوق بعض ظاهر شدند

وبعضی بعید میان شیخ مزمل خود را گم می یابد وصفات را از اصل نبیند ومطلق را در سہمہ می یابد واشیا را در رنگ سراب
بے اعتبار میداند بلکہ ہیچ نمی یابد درین باب مولانا مسعود چنان ظاہر میشود کہ اجازت تعلیم او مر مردم را از جملہ
مرضیات است اما اجازتیکہ مناسب جذبہ است ہرچند بعضی امور ماندہ اندکہ او را استفادہ بباید کرد
لیکن در رفتن سرعت کرد وتوقف نمودہ بحضور اقدس میرسد ہرچہ صلاح کار خواہند دانست خواہند فرمود
وانچہ در علم کمینہ آمد معروضداشت والحکم عندکم خواجہ ضیاء الدین محمد چند روز اینجا بودند فی الجملہ حضور وجمعیت
پیدا کردہ بودند آخر الامر از قلت اسباب معیشت نتوانستند خود را جمع ساخت متوجہ لشکر شدند وپسر مولانا
شیر محمد ہم متوجہ ملازمت است فی الجملہ حضور وجمعیت دارد بواسطہ بعضی موانع چندانی ترقی نکردہ زیادہ
گستاخیست ع بندہ باید کہ حد خود داند ، بعد از تحریر عرضداشت کیفیتی روداد وحالے پیش آمد کہ در تحریر
گنجایش بیان آن نیست ودر انجا فنای ارادت متحقق گشت ہمچنان کہ سابقا متعلق ارادت بمرادات برطرف شدہ
بود لیکن اصل ارادت ماندہ بود چنانچہ در عرضداشت معروض داشتہ بود الحال ارادت ہم از بیخ برآمد حیث لا مراد
ولا ارادۃ وصورت این فنا نیز در نظر در آمد وبعضی علوم کہ مناسب این مقام بودہ فائض گشتند چون در تحریر آن
علوم بواسطۂ دقت وغموض تعسری بود لاجرم عنان قلم را از تحریر آن علوم گردانیدہ ودر وقت تحقق این فنا
وافاضہ علوم یک نظر خاص در ماورای وحدت پیدا شدہ است ہرچند مقرر ست کہ در ماورای وحدت نظری
نیست بلکہ ہیچ نسبتی نیست اما انچہ بباید معروض میدارد تا زمانیکہ بیقین نپیوست بر نوشتن جرأت ننمود و
صورت آن مقام در ماورای وحدت چنان می بیند کہ اگر ماورای دہلی ست و ہیچ شبہ در آن نمی یابد ہرچند در نظرنا
وحدت ست نہ ورای آن ونہ ہیچ مقامیکہ بعنوان مخفیہ ندانند یا حق را ورای آن دانند حیرت وجہل ہمان معرفت ست
وازین دید ہیچ تفاوت نشدہ نمیدانم چہ عرض نمایم ہمہ تناقض در تناقض ست در گفت نمی آید وحال
بے شبہ متحقق ست استغفر اللہ واتوب الی اللہ من جمیع ماکرہ اللہ قولا وفعلا حاضرا وناظرا وایضا این زمان چنان
معلوم گشت کہ سابقا انچہ از فنای صفات میدانستم فی الحقیقۃ فنای خصوصیت ہا بالامتیاز آنہا بود کہ در
ضمن وحدت مندرج شدہ بودند وخصوصیات زائل گشتہ بودند الحال اصل صفات ولو کانت علی سبیل
الاندماج والاندراج نیز برطرف شدہ وقہرمان احدیت ہیچ چیز را نگذاشتہ وتمیزیکہ از مرتبہ علم جملی یا تفصیلی
حاصل بود نماند وتمام نظر بر خارج آمدہ کان اللہ ولم یکن معہ شیء وہو الآن کما کان این زمان مطابق حال
گشتہ وسابقا علم بمضمون این حدیث بود نہ حال امید میدارد کہ بر صحت وسقم متنبہ خواہند ساخت دیگر چنان مینماید

بتفصیل عرض داشتن موجب تطویل و ملال ست وایضا آنچه حضرت شیخ از دوام این حدیث فرموده بودند نیز ظاهر
گشت که حدیث عبارت از چه چیز بوده و دوام آنچه بود در خود نیز آن حدیث دائمی یافت اگرچه از نوادر ست دیگر کتاب
اصلا خوش نمی آید مگر آنکه ذکر اقدام عالیه اکابر که در مقامات فوق قعشده اند جای ثبت کرده باشند خوش می آید که این
قسم تحریر دیده شود احوال مشائخ متقدمین بیشتر مرغوب ست کتب عقائد و معارف علی الخصوص سخنان توحید و تنزلات مراتب
را نمیتواند مطالعه کرد خود را در نیباب بحضرت شیخ علاء الدوله بسیار مناسب مییابد در ذوق و حال درین مسئله با شیخ مشار الیه
متفق ست ما علم سابق تا بانکار و شدت آمدن نمیدهد دیگر چند مرتبه از برای دفع بعضی امراض توجه کرده شد و اثر آن
ظاهر گشت و همچنین احوال بعضی موتی که از عالم برزخیت ظاهر شده بود نیز از برای رفع آلام و شدائد آنها توجه کرده شد اما
حالا قدرت بر توجه نمانده است که به هیچ چیز خود را جمع نمیتوانم ساخت بعضی خدا از مردم بر فقیر گذشتند و سهما نمودند
جمعی کثیر از متعلقان این جانب بنا حق ویران ساختند و جلاء وطن نمودند اصلا بخاطر غبار و کلفت راه نیافت چه جای
آنکه بخاطر گذارد بعضی از یاران که از مقام جذبه شهود معرفت پیدا کرده اند و تا غایت قدمی در منازل سلوک ننهاده اند
شمه از احوال ایشان معروض میدارد امیدوار است که حق سبحانه بعد از تمام جهت جذب بدولت سلوک مشرف گرداند شیخ نور
در همان مقام بند ست بنقطه فوق که در مقام جذبه است نرسیده در حرکات و سکنات آثار رسیدن و قباحت نمی فهمد
بیخواست کار او در توقف می افتد همچنین اکثر یاران بواسطه عدم رعایت آداب کار آنها در توقف می افتد در نیباب
خیر آنست که از ین طرف هیچ اراده توقف نیست بلکه اراده ترقی آنها بیخواست کار مکث واقع میشود الا راه اقرب ست
مولانا معهود بنقطه پایان فرو رفته است و کار جذبه را بانجام رسانید جذبه برزخیت آن مقام رسیده و فوق را من وجه بنهایت
رسانیده اول صفات را بلکه نور یکه صفات بآن قائم اند از خود جدا دیده و خود را شیخ فانی یافته بعد از ان صفات را
از ذات جدا دیده و اینهم دید با حدیث مقام جذبه رسیده حالا عالم و خود را چنان گم ساخته است که نه با حاطه قائل ست
و نه بمعیت و چنان با بطن بطون متوجه است که غیر از حیرت نادانی حاصل ندارد و سید شاه حسین هم نزدیک بنقطه پایان
از مقام جذبه رسیده است پسرش بنقطه و همچنین صفات را از ذات جدا دیده لیکن احاطه را دایم جا مییابد و از ظهور محفوظ است
همچنین میان جعفر هم نزدیک بنقطه پایان رسیده است او خیلی بشوق و ولوله ظاهر میشود قریب بشاه حسین ست
و دریاران دیگر هم تفاوت ظاهر میشود میان شیخ عیسی و شیخ کمال در جذبه بنقطه فوق رسیده اند و شیخ کمال نیز
متوجه نزول ست و شیخ ناگوری در تحت نقطه فوق آمده است اما خیلی مسافت در پیش دارد و از یاران اینجا تا محال
شست یا ده کس بلکه ده کس در تحت نقطه فوق آمده اند بعضی واصل نقطه شده متوجه نزول دارند بعضی دیگر قریب اند

استدلالاً و علماً میدانند و ایشان کشفاً و ذوقاً مییابند و این دلیل علی صحة حالهم دل من هذا الطائفة یضیق صدری
و لا ینطلق لسانی فقد وقت است نمیدانم چه عرض نمایم توفیق بر تسویهٔ بعض احوال ندارد و عرضداشتها هم
گنجایش تحریر نیست شاید حکمت درین بوده باشد این محروم مهجور را از توجه غریب پروری محروم ندارند و در
راه نگذارند بیت این سخن را چون تو مبدا بودهٔ ۔ گر فزون گردد تواش افزودهٔ ۔ زیاده گستاخی نمود ع بنده
باید که حد خود داند مکتوب چهاردهم در بیان حصول فرق قلیل که در اثنای راه روداده بودند و بیان
احوال بعضی مسترشدان نیز به پیر بزرگوار خود نوشته اند عرضداشت کمترین بندگان احمد آنکه تجلیاتیکه
در مراتب کوان ظاهر شده بودند پارهٔ از آن در عرضداشت سابق معروض داشته بود بعد از آن مرتبهٔ وجوب که جامع
صفات کلیه است ظاهر شد و بصورت زن غیر جمیله سود اللون متمثل گشت و پس از آن مرتبه احدیت بصورت
مرد دراز بالا که بر دیوار باریک پهلو ایستاده است متجلی گشت و این هر دو تجلی بعنوان حقانیه ظاهر شدند بخلاف
تجلیات سابق که نه باین عنوان بودند و در همین اثنا آرزوی موت پیدا شد و چنان در نظر آمد که من گویا
شخصی‌ام بر کنار دریای محیط ایستاده ام باراده آنکه خود را در دریا اندازد اما از عقب او را بریسمانی مضبوط
کرده اند که نمیتواند بدریا درون رفت و آن ریسمان عبارت از تعلقات ببدن عنصری خود میدانستم
و آرزو میکردم که این ریسمان گسسته شود و ایضاً کیفیتی خاص رو داد که در آنوقت بطریق ذوق دریافت
که دل را هیچ بالستی بغیر از حق سبحانه نمانده است بعد از آن کلیه وجوبیه که باعتبار مجال و مظاهر خصوصیات
پیدا کرده بودند در نظر آمدند پس از آن خصوصیات تمام از آنها فرو ریختند و باقی نماندند الا بعنوان الکلیة الوجودیة
و صورت تجرید آنها از خصوصیات نیز در نظر آمد و حینئذ معلوم گشت که اکنون حقیقه صفات را باصل دادی و پیش
از تجرید از خصوصیات باصل دادن معنی نداشت مگر آنکه بطریق تجوز باشد کما هو حال ارباب التجلی
الصوری و فنای حقیقی این زمان متحقق گشت بعد از تحقق این حالت صفاتی که در خود و در غیر خود
بودند همیک نهج یافت و امتیاز مجال برخاست درینوقت از بعضی دقائق انواع شرک خفی خلاصی
میسر شد و حینئذ نه عرش ماند و نه فرش و نه زمان و نه مکان نه جهات حدود و اگر فرضاً سالها فکر کنم هرگز
در علم نیاید که یک ذره از عالم مخلوق گشته است بعد از آن تعین خود در نظر آمد و وجه خاص خود نیز و تعین
در رنگ جامه بود کهنه پاره پاره شده که شخصی پوشیده باشد و آن شخص را وجه خاص دانستم اما بعنوان حقانیه
متصور نگشت بعد از آن بالای آن شخص متصل پوستی عمیق در نظر آمد و خود را میان آن پوست یافتم و این جامهٔ تعین را

که مولانا قاسم علی را از مقام تکمیل نصیبی هست همچنین بعضی یاران اینجا را نیز از ان مقام نصیبی معلوم میشود والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال

مکتوب دوازدهم در بیان حصول مقام فنا و بقا و حصول ظهور وجه خاص هر شیء و حقیقت سیر فی الله و تجلی ذاتی برقی و غیر آن به پیر بزرگوار خود نوشته اند

عرضداشت کمترین بندگان احمد بدرود که عرض میرساند از تقصیرات خود چه عرض نماید ما شاء الله کان و ما لم یشاء لم یکن ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم علومیکه تعلق بمقام فنا فی الله والبقاء داشتند حق سبحانه بعنایت خود منکشف ساخت و همچنین معلوم کرد که وجه خاص هر شیء چیست و سیر فی الله بچه معنی ست و تجلی ذاتی برقی چه میباشد و محمدی المشرب کیست و امثال آن در هر مقامی لوازم و ضروریات آن را مینمایند و میگذرانند و کم چیزی مانده باشد که اولیاء الله آنرا نشان داده اند در راه فرو گذارده اند و نمایند قیل من قبل بلا علة همچنانکه ذوات اشیا را مجعول میدانند اصل قابلیات و استعداد آنرا نیز مجعول و مصنوع میدانند او سبحانه محکوم قابلیات نیست و نشاید که چیزی بر وی حاکم باشد زیاده گستاخی نمود ع بنده باید که حد خود داند

مکتوب سیزدهم در بیان بی نهایتی راه و مطابقت علوم حقیقت با علوم شریعت نیز به پیر بزرگوار خود نوشته اند

عرضداشت کمترین بندگان احمد معروض میگرداند آه از بی نهایتی این راه عزت و ارادت و عنایات با این کثرت ازینجاست که مشائخ عظام فرموده اند سیر الی الله پنجاه هزار ساله راه ست تعرج الملائکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة مگر ایمای باین معنی داشته اند چون کار بیاس رسیده و امیدها منقطع گشته هو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته رکار رشد چند روز ست که سیر را خیال واقع شده است و مردم مسترشد باز غلو کرده اند فی الجمله خبر دعی در کار ایشان کرده شده است اما هنوز خود را قابل آن مقام نمی یابد لیکن از ابرام مردم بواسطه مروت و حیا چیزی نمیگویند و در مسئله توحید که سابقا متوقف بود چنانکه بعرض رسانیده بود و افعال و صفات را باصل میداد چون حقیقت کار معلوم گشت از توقف بر آمد و یقین پیدا شد که همه از وست را چه ب یافت و کمال را در ان بیشتر دید از مقوله همه اوست و افعال و صفات را هم برنگ دیگر معلوم کرد همه را یک نموده بفوق گذرانیدند ریب و شبهه بالکل برطرف شد تمام کشفیات مطابق ظاهر شریعت بر آمد سر موی از ظاهر شریعت مخالفت ندید و آنچه بعضی صوفیه مخالف ظاهر شریعت کشفها را بیان میکنند یا از سهو ست یا از سکر باطن از ظاهر هیچ مخالفت نیست در توسط راه مخالفت در نظر می آید و محتاج بتوجیه و جمع میشود اما منتهی حقیقی موافق ظاهر شریعت باطن را مییابد در میان علما و این بزرگواران همین قدر تفاوت ست که علما

فرموده بودند از ان سخن امیدواری تمام ست و این جرأت و گستاخی از ان ست مکتوب پانزدهم در بیان
احوالیکه مناسب مقامات هبوط و نزول ست با بعضی اسرار مکنونه نیز به پیر بزرگوار خود نوشته
اند عرضداشت حاضر و غائب اند و جد فاقد مقبل معرض آنکه مدتها او را می جست خود را می یافت بعد ازان کار از
آنجا بانجا رسید که او خود را می جست و او را می یافت اکنون او را گم کرد اما خود را می یابد با وجود گم کردن جویای
او نیست با تحقق فقدان خواهان اوست از روی علم حاضر و واجد و مقبل ست و از روی ذوق غائب و فاقد و معرض
ظاهرش بقا ست و باطنش فنا در عین بقا فانی ست و در عین فنا باقی لیکن فنا علمی ست و بقا ذوقی کار و بارش
هبوط و نزول قرار یافته و از صعود و عروج باز مانده و چنانکه او را از قلب بمقلب قلب برده بودند اکنون
باز از مقلب قلب در مقام قلب فرود آورده اند با وجود تخلص روح از نفس و خروج نفس بعد از اطمینان
از غلبات انوار روح او را جامع هر دو جهت روح و نفس ساخته اند و به برزخیت این حقیقت ورا مشرف گردانیده اند
استفاده را فوق و افاده به تحت او را مگر بواسطه حصول برزخیت عطا فرموده اند در عین استفاده مفید ست
و در عین افاده مستفید اگر بگویم شرح این بعید شود و در توسیم بس قلمها بشکند معروض میگرداند که دست چپ
عبارت از مقام قلب ست که پیش از عروج بمقلب قلب حاصل ست بعد از هبوط از فوق که بمقام قلب
فرود می آیند که برزخ چپ و راست ست کما هو الظاهر علی ارباب مجذوبان سلوک ناکرده از ارباب قلوب اند
رسیدن بمقلب القلوب وابسته بسلوک ست و تعلق مقام شخصی کنایت از حصول شان خاص ست و او را
درین مقام امتیاز علیحده است و اولا از ارباب این مقام او جمله آن امتیاز آن سبقت الجذب ست در ما نحن فیه
و بقاء خاص ست که منشاء علوم و معارف مناسبه آن مقام شده تحقیق علوم مقام قلب و حقیقت جذبه و سلوک و فنا
و بقا و امثال آن همه در رساله موعوده بر تفصیل تحریر یافته است میر سید شاه حسین با اضطراب راهی شده فرصت
بیاض آن نشد متعاقب ان شاء الله تعالی مشرف از مطالعه خواهد یافت عزیزی متوقف از فوق فرود آمده است
در مقام جذبه با ما رویش بعالم نیست توجه بفوق دارد چون عروج فوقانی بقسرت بود بالطبع مناسبت بجذبه
داشت در وقت نزول از فوق برادر خود چیزی کمتر آورده است یا به نسبتی که از توجه قاصر بود عروج اثر آن
توجه بوده هنوز باقی ست در نسبت کالروح فی الجسد ست و کالنور فی الظلمه لیکن این جذبه حال غیر جذبه خواجهاست
جذبه ایست که حضرت خواجه احرار را از آبای کرام خود رسیده است و شان خاص ایشان را درین مقام بوده است
در واقعه بعضی طالبان که نموده بودند که خواجه را چنانچه بوده اند آن عزیز متوقف حوروه است ظهور اثر آن درین مقام

از خود بیگانه شده بودم و نوری که دران پوست بود در نظر آمد بعد از ساعتی آن نور غائب گشت و این پوست و جامه
نیز از نظر مرتفع گشتند و همان حالت سابق ماند تعبیر این صورت واقعه مذکوره آنچه در علم آمد بعرض میرساند
که تا صحت و سقم او معلوم شود و آن آنست که این صورت مذکوره عین ثابت است کالبرزخ بین الوجوب والامکان
که هر طرف او از یکدیگر جدا گشته اند و بکمال فرق متحقق شده اند و آن پوست که در میان آن جامه کهنه و آن نور واقع شده
است برزخیت بین الوجود والعدم و خود را که دران آخر پوست یافتم اشارت است بوصول برزخیت سابقا
در وقایع نیز خود را برزخ بین الوجود والعدم می یافتم اما ظاهر آن به نسبت آفاق بود و این نظر به نفس است و یک
فرق دیگر هم در آن وقت ظاهر شده بود اما در وقت نوشتن فراموش گشت هذا آنچه دائم حاصل است و
حیرت و نکارت است و گاه گاه همین طور شعبده پیدا میشود و برطرف میگردد و معرفت آن می ماند و در تعبیر
بعضی وقایع در میماند و اگر چیزی در علم می آید بران اعتماد نمی کند بهمان تقریب در عرضداشت گستاخی مینماید
باشد که باعلام حضرت ایشان یقین بامری پیدا شود امیدوار است بتوجهات علیه از گرفتاری تعلقات نیز
نجات میسر شود و الا کار بسیار مشکل است ع بے عنایات حق و خاصان حق + گر ملک باشد سیاهستش ورق +
شیخ طه پسر شیخ عبدالله نیازی که از مشاهیر مشائخ سرهند است و خدام حاجی عبدالعزیز به تفصیل ایشان آشنا اند
قدمبوسی و نیازمندی معروض داشته است و اوراد و داعیه انابت باین طریقه علیه تشریفه پیدا
شده است و بصدق و نیاز ملتجی شده است استخاره اش گفته ام که بعد ظاهرا مناسبت دارد و یاران
که اینجا تعلیم ذکر گرفته اند اکثر بطریق رابطه مشغول اند بعضی از آنها در واقعات دیده رابطه گرفته همراه می آیند و
بعضی بیشتر از آمدن از دهلی رابطه داشتند و اولا بحضور و استغراق میروند بعضی از آنها صفات هم باصل میدهند و
بعضی نه اما هیچ کس براه توحید و انوار و کشوف نمیرود ملا قاسم علی و ملا مودود محمد و عبدالمؤمن ظاهرا بنقطه فوق
رسیده اند از مقام جذبه اما ملا قاسم علی رو بمنزل دارد و آن دو معلوم نیست که فرود آیند و شیخ نور هم نزدیک
بنقطه است اما نرسیده است ملا عبدالرحمن هم نزدیک بنقطه است اما مسافت قلیله در میان هست ملا عبدالهادی
حضور با استغراق دران پیدا کرده است و نیز میگوید که مطلق منور اجل شانه در اشیا به صفت تنزیه می بینیم و
افعال را هم او تعالی میدانم دولت ایشان است که بطالبان و مستعدان فائض میشود و این کمینه را در افاضه آن
هیچ نصیبی نیست ع من همان احمد پارینه که هستم هستم + روزی فرموده بودند در میان واقعه از وقایع که اگر یعنی
محبوبیت در وی بود توقف بسیار در وصول بمقصد واقع میشد و محبوبیت او را نسبت بعنایت خود هم یابی.

و این مقام مقام تکمیل و ارشاد ست اما هنوز چیزها و متمم و مکمل از برای این مقام درکارست تا کی میسر شود امر آسان نیست با وجود مرادیت چندان قطع منازل کرده می شود که مریدان را در عمر نوح هم معلوم نیست که میسر شود بلکه این وجود مخصوص بمرادانست مریدان اینجا قدمگاه ندارند نهایت عروج افراد تا بدایت مقام اصل ست افراد هم گذرند اند ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم وجه توقف در مراتب تکمیل و ارشاد اینست و عدم نورانیت بواسطه ظهور نور ظلمت غیب ست چیز دیگر نیست مردم در تخیلات خود چیزهای دیگر بندند اعتبار نباید کرد ؏ در نیابد حال پخته هیچ خام ✦ پس سخن کوتاه باید والسلام ✦ در اندیشه این قسم ظنیات احتمال غرر غالب ست آن جماعه را فرمایند که از احوال این خسته بال نظر خیالی خود بپوشند مجال نظر را محال دیگر بسیارست ؏ من گم شده ام مرا مجوئید ✦ با گمشدگان سخن مگوئید ✦ از غیرت خداوندی جل سلطانه باید اندیشید امری که حق سبحانه و تعالی بکمال میخواهد در تنقیص سخن گفتن بسیار نا مناسب ست فی الحقیقت معارضه است با و تعالی و نزول در مقام قلب تحقیقت مقام فوق ست که مقام ارشاد ست و فوق درین موطن عبارت از جدا شدن نفس ست از روح و روح از نفس بعد از انکه نفس داخل بود در نور روح و آن جمیع بود از جمیع و فوق بیشتر ازین هرچه مفهوم میشود از سکرست حق را از خلق جدا دیدن که مقام فوق می انگارند حقیقت نداردهمین روح را حق میدانستند و جدا دیدن او را از نفس جدا دیدن حق میدانند تعالی و تقدس از خلق و هکذا القیاس فی اکثر علوم ارباب السکر لان حقیقة الامر مفقودة والامر عند الله سبحانه در رساله دیگر تفصیل علوم ارباب جذبه و سلوک و حقیقت این هر دو مقام تحریر یافته است بنظر شریف خواهد گذشت مکتوب یازدهم

در بیان بعضی از احوال که تعلق بعروج و نزول دارند و غیر آن نیز به پیر بزرگوار خود نوشته اند

عریضداشت احقر الخدمه آنکه عزیزیکه چندگاه متوقف بودند روز تحریر چنان ظاهر شد که از ان مقام نحوی از عروج نموده بپایان فرود آمدند لیکن تمام نزول نکرده اند و بقایا که در زیر آن مقام بود نیز عروج نموده از راه همان مقام فوق رو بنزول آورده است بعد ازین هرچه کیفیت رو خواهد داد و در معرض ظهور خواهد آمد و معروض خواهد داشت اگر صاحب معامله نیز بعد از انکشاف حال خود چیزی نویسد بصواب نزدیکتر ست چون حد درشان قضیه نزول بزور رود حقیر را بواسطه غافل و ضعف طاری شده بود با نجام کار این نزول پرداخت ان شاء الله تعالی ظاهر خواهد شد مکتوب دوازدهم در بیان تمکین ست که بعد از تلوین حاصل میشود و بیان مراتب سه گانه ولایت و در بیان آنکه وجود واجب

است این جذبه مناسبت بمقام افاده ندارد و همیشه درین مقام ربط فوق ست و شکر دائمی لازم آنست بعضی از مقامات جذبه منافی سلوک ست بعد از دخول دران و بعضی دیگر منافی سلوک نیست بعد از دخول از برای سلوک متوجه میشوند این جذبه منافی سلوک است بعد از دخول دران وقت تحریر عریضه متوجه آن مقام شده بود بعضی دقائق آن ظاهر گشت تا باعث نباشد توجه میسر نمیشود والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال چند ماه است که آن عزیز فرود آمده است اما تمام داخل مقام جذبهٔ مذکور نشده مانع عدم علم ست بشان آن مقام با توجهات پراگنده امید است که در وقت مطالعه این کلمات نامربوط دخول تام دران مقام میسر شود بعد ازان حضرت خواجه را تمام فرود خواهد برد

مکتوب شانزدهم در بیان احوال عروج و نزول و غیر آن نیز به پیر بزرگوار خود نوشته اند

عرضداشت احقر الطلبه آنکه نوازش نامه بمولانا علاء الدین رسانیدند در کشف هر یک از مقدمهٔ مذکوره بمقتضای وقت مسوده کرده شد بعضی تتمات و تکملات آن مقام مسطوره نیز مخطور شده بود فرصت تحریر آنها نشد که حامل عرضداشت راهی شد انشاء الله تبارک و تعالی متعاقب بخدمت خواهد فرستاد الحال رساله دیگر که بهیاض رسیده بود فرستاد و آن رساله بالتماس بعضی یاران میسر شده التماس نموده بودند که نصائح بنویسند که در طریقه نافع باشد و بمقتضای آن زندگانی کرده شود الحق رساله غیر مکرر کثیر البرکت ست بعد از تحریر آن چنان معلوم شد که حضرت رسالت خاتمیت علیه الصلوة والسلام والتحیه با جمع کثیر از مشائخ امت خود حاضر اند و همین رساله را در دست مبارک خود دارند و از کرم خویش آنرا بوسه میکنند و بمشائخ می نمایند که این نوع معتقدات میباید حاصل کرد و جماعه که باین علوم مستعد گشته بودند نورانی و ممتاز اند و عزیز الوجود رو بروی آنسرور ایستاده اند القصه بطولها درهمان مجلس باشاعت این واقعه حقیر را امر فرمودند ع برکریمان کارها دشوار نیست و از ان روز که از ملازمت برآمده است بواسطهٔ میل بفوق مقام ارشاد چندانی مناسبت ندارد و چندگاه خود همت آن بود که در گوشه خزیده شود و مردم در صحبت همچو ببر و شیر در نظر می آمدند و عزم عزلت مصمم شده بود اما استخاره موافق نمی افتاد عروج در مدارج قرب بغایت الغایت هر چند غایت ندارد میسر شد و میشود می بردند و می آرند کل یوم هو فی شان بر مقامات جمیع مشائخ الا ما شاء الله تعالی گذرانیدند و بکلی بردند زیرین بایر نسبت بدان درگاه والا دست بر دست + درین میان توسط روحانیات مشائخ را تعداد نمایم بطول انجامد بالجمله از جمیع مقامات اصل در رنگ مقامات ظل گذرانیدند از عنایات چه نویسد قیل من قیل بلا علة چندان درجه و ولایت کمالات آنرا وانموده اند که چه در تقریر آید و در شهر ذی الحجه در مدارج نزول تا مقام قلب فرود آوردند

مقام نبوت ست که فی الحقیقت بالاتر است و کمال صحو و بقاست مقام قربت لیاقت برزخیت این دو مقام
ندارد که رویش به تنزیه صرف ست و تمام عروج ست فتان ما بینهما ٭ در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند +
هر چه استاد ازل گفت بگو میگویم + علوم شرعیه نظریه استدلالیه را ضروریه کشفیه ساخته اند سر موی مخالفت
با اصول علمای شریعت نیست جاری علوم اجمالی را تفصیلی ساخته اند و از نظریت بضروریت آورده اند
شخصی از حضرت خواجه بزرگ قدس الله تعالی سره الاقدس پرسید که مقصود از سلوک چیست فرمودند تا معرفت
اجمالی تفصیلی شود و استدلالی کشفی گردد نفرمودند که علوم دیگر سوای آنها حاصل شود آری در راه علوم معارف
بسیار رو میدهند که از آنها میباید گذشت و تا بنهایت النهایت که مقام صدیقیه است نرسد از ین علوم تحقیقیه بلا
فیالیت شعری ان من اهل الله القائلین بحصول هذا المقام الشریف ولیس لهم مناسبة لعلوم هذا المقام
ومعارفه فما وجهه و فوق کل ذی علم علیم و بر سر مسئله قضا و قدر نیز اطلاع داده اند و آنرا بر نهجی اعلام فرموده اند
که هیچ وجه به اصول ظاهر شریعت غرا مخالفت لازم نیاید و از نقص ایجاب شائبه جبر مبرا و منزه است و در ظهور
بمثابه قمر لیلة البدر ست عجب ست که با وجود عدم مخالفت با اصول شریعت این مسئله را پوشیده اند اختفا
اگر شائبه مخالفت میداشت اخفا و ستر مناسب بود لا یسأل عما یفعل ٭ که از بهره آنکه از نیم تو + کشاید
زبان جز به تسلیم تو + علوم و معارف در رنگ ابر نیسان میریزند که قوت مدرکه از تحمل آن عاجز می شود
قوت مدرکه مجرد تعبیر ست و لا یحمل عطایا الملک الا مطایاه و اوائل شوق آن بود که این علوم غریبه را در قید کتابت
آورده شود اما توفیق نمی یافت و از ین ممر بار بود آخر الامر تسلی فرمودند که مقصود از افاضهٔ این علوم
حصول ملکه است نه یاد کردن این علوم چنانچه طلبهٔ علوم تحصیل علوم برای آن میکنند که ملکه مولویت
بهم رسانند نه آنکه فقط اصول صرف پس نحو و غیرها کنند بعضی از علوم بعرض میرسانند قال الله تبارک
و تعالی لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر اول کلام اثبات تنزیه محض ست کما هو الظاهر و قوله سبحانه
وهو السمیع البصیر متمم و مکمل للتنزیه بیانش آنست که چون ثبوت سمع و بصر عالم را موهم اثبات مماثلة است
ولو فی الجملة نفی الله سبحانه عنهم السمع والبصر لدفع هذا الوهم یعنی سمیع و بصیر او ست جل شانه و سمع و
بصر که در خلائق و مخلوق ست در رویت و سمع هیچ مدخلی ندارد چنانکه حق سبحانه و تعالی خلق سمع و
بصر میکند خلق سماع و رویت میکند بعد خلق آن و صف بطریق جری العادة من غیر تاثیر لصفاتهم
ولو قلنا بالتاثیر فالتاثیر فیها ایضاً مخلوق نیس چنانکه ذوات ایشان جماد محض ست صفات

تعالی زائد ست بر ذات وتعالی او غیر آن نه چنانچه پیر بزرگوار خود نوشته اند عرضداشت کمترین بندگان
پرتقصیر احمد بن عبد الاحد آنکه تا زمانی که از قسم احوال و مواردات و مواجید بعرض آن گستاخی می نموده جرأت میکرد چون
حق سبحانه وتعالی ببرکت توجهات علیه از رقیت احوال محرر ساخت و از تلوین بتمکین مشرف فرموده
حاصل کار جز حیرت و پریشانی بدست نیامد و از وصل جز هجر و از قرب جز اغتراب حاصل نشد و از معرفه
جز نکره و از علم جز جهل نیفزود ولاجرم در عرضه داشتها توقف واقع شد و بمجرد عرض اخبار روز مره
جرأت نمود مع ذلک مسئول را بر وجه نهجی مستولی شده که بر هیچ امر سرگرمی ندارد و در رنگ بیکاران
بکاری نمیتواند پرداخت ۔ من هیچم و کم ز هیچ هم بسیاری ۔ از هیچ و کم از هیچ نیاید کاری ۔ بر سر
اصل سخن آئیم و عجب آنست که حالا بحق الیقین مشرف ساخته اند که دران موطن علم عین حجاب یکدیگر
نیستند و فنا و بقا درانجا جمع اند در عین حیرت و بی نشانی بعلم شعور ست و نفس غیبت حضور ست باوجود
علم و معرفت خبر از دیار جهل و نکرت نیست ع عجب اینست که من واصل و سرگردانم ۔ الله تعالی
بمحض عنایت بغایت خویش در مدارج کمالات ترقیات ارزانی داشته است فوق مقام ولایت مقام
شهادت ست و نسبت ولایت بشهادت نسبت تجلی صوری بتجلی ذات ست بل بعد بینهما اکثر من بعد
هذین التجلیین کذا مرة و فوق مقام شهادت مقام صدیقیه است تفاوتیکه میان این دو مقام ست
اجل من ان یعبر عنه بعبارة واعظم من ان یشار الیه باشارة و فوق آن مقامی نیست الا النبوة
علی اهلها الصلوة والتسلیمات ونشاید که میان صدیقیه و نبوة مقامی بوده باشد بلکه محال ست و این حکم
بحکایت او بکشف صریح صحیح معلوم گشته وانچه بعضی از اهل الله واسطه میان این دو مقام ثابت کرده اند
و بقرب نامیده اند بآن نیز مشرف ساختند و بر حقیقت آن مقام اطلاع دادند بعد از توجه بسیار و تضرع
بیشمار اولا بهمان طور که بعضی اکابر فرموده اند ظاهر شد آخر الامر حقیقت را معلوم فرمودند آری حصول
آنمقام بعد حصول مقام صدیقیه است در وقت عروج اما بواسطه بودن محل تامل ست بعد از ملازمت صوری
انشاء الله تعالی حقیقت را بتفصیل عرض خواهد کرد و آنمقام بسی عالیست در منازل عروج فوق آنمقام معلوم
نیست و زائدیت وجود بر ذات جل و علا درین مقام ظاهر میشود چنانکه مقرر علماء حق است شکر الله تعالی سعیهم
و انجا وجود هم در راه می ماند و فوق آن عروج واقع میشود ابو المکارم رکن الدین شیخ علاء الدوله در بعضی مصنفات
خود نیز فرموده اند و فوق عالم الوجود عالم الملک الودود و مقام صدیقیه از مقامات بقاست که رو بعالم دارد پایانی از آنمقام

مدخلی نیست افعال ایشان حرکات جمادیست من غیر ان یکون لها تاثیر فی مجعولیة المعمول اگر گویند که برین
تقدیر افعال را مناط ثواب و عقاب ساختن غیر معقولست در رنگ آنست که سنگی را بامری مکلف سازند و
بر فعل او مدح و ذم مترتب سازند گوئیم که فرقست در میان سنگ و مکلفین چه مناط تکلیف قدرت و ارادتست
و در سنگ ارادت نیست لیکن چون ارادت ایشان نیز مخلوق حق ست سبحانه من غیر تاثیر له فی حصول المراد آن ارادت
نیز کالمیت ست همین کار که مراد بعد از تحقق آن مخلوق میشود بطریق جری العادة و اگر قدرت مخلوق را
مؤثر فی الجمله هم گفته شود چنانکه علماء ماوراء النهر شکر الله تعالی سعیهم گفته اند که آن تاثیر هم در وی خلق کرده اند
چنانکه قدرت را آفریده اند فنفی تاثیره لا اختیار اصلا فیکون تاثیره کالجماد مثلا شخصی سنگی را دید که از بالا
بپایان آمده بتحریک محرکی و حیوانی را هلاک ساخت آن شخص همچنانکه آن سنگ را جماد میداند فعل ورا که تحرکست نیز
جماد میداند و اثر مترتب بر آن فعل که هلاکست نیز جماد میداند فالذوات و الصفات و الافعال کلها جمادات محضة
و اموات صرفة فهو الحی القیوم و هو السمیع البصیر و هو العلیم الخبیر و هو الفعال لما یرید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی
لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثله مددا گستاخی بسیار نمود و جرأت بیحد وا نمود چه توان کرد جمال
سخن از جمیل مطلق ست بر آن داشت که هر چند سخن دراز کند زیبا آید و هر چه ازو گوید رعنا نماید با وجود خود را
هیچ مناسبتی نمی یابد که از آنجناب سخن کند و یا نام او بر زبان آرد ؎ هزار بار بشویم دهن ز مشک و گلاب
هنوز نام تو گفتن مرا نمی شاید ع بنده باید که حد خود داند + امیدوار از توجه عنایاتست از خرابی خود چه عرض نماید
و هر چه در خود بیابد از عنایات مبدأ آن توجه عالیست ع لا من همان احمد پارینه که هستم هستم + میان شاه
حسین طریق توحید دارد و در ون محظوظ ست بخاطر می آید که از انجا برآورده شود تا بحیرت رسد که مقصود
ست محمد صادق از خوردی خود را ضبط نمی تواند کرد اگر در سفری همراه میشود ترقیات بسیار میکند در سیر دامن
کوه همراه بود ترقی بسیار نمود و در مقام حیرت غوطه خورده است در حیرت بغیر مناسبت تمام دارد و شیخ نور نیز
درین مقام است خیلی ترقی کرده است و از خویشان این فقیر جوانی ست حالش بسیار بلند ست تجلیات برقیه
نزدیک ست و مستعد ست مکتوب نوزدهم در سفارش بعضی ارباب حوائج نیز به پیر بزرگوار خود نوشته اند
عرضداشت احقر الخدمة آنکه شخصی از لشکر آمده وا نمود که مبلغ وظیفه دار از فقراء دهلی و سرهند از بابت فصل خریف گذشته
حواله ملازمان علیه کرده اند که بعد از تحقیق حق بمستحقان رسانند بناء علی ذلک گستاخی نموده شد که هزار تنکه فضلانه
باسم شیخ ابو الحسن حافظ اهل علم و هزار تنکه فضلانه باسم شیخ شاه محمد حافظ از سرکار نواب شیخ مقرر ست مشار الیهما حالی قائم اند

ایشان نیز جماد محض ست در رنگ آنکه قادری محض قدرت خویش در سنگ کلام خلق کند نمی توان
گفت که سنگ فی الحقیقت متکلم ست و صفت کلام دارد و همچنانکه سنگ جماد ست این صفت هم
در وی اگر فرضاً موجود باشد جماد ست در ظهور حرف و صوت از وی هیچ مدخلیتی ندارد و جمیع صفات ازین
قبیل ست غایة ما فی الباب چون این دو صفت ظاهر تر بود تخصیصهما الله تعالی بنفیهما و یکون لزوم نفی البواقی
منه بالطریق الاولی حق سبحانه اول صفت علم خلق کرد بعد ازان توجه او بمعلومی خلق کرد و بعد ازان معلوم را
بر وی منکشف ساخت پس انکشاف در وی خلق کرد بعد خلق صفت علم بمجرد جری العادة پس
معلوم ست که علم را در انکشاف هیچ مدخلیتی نباشد همچنین اول خلق صفت سمع کرد و بعد ازان اصغا و توجه
بمسموع بعد ازان سماع بعد ازان ادراک مسموع همین طور اول خلق بصر کرد بعد ازان تقلیب
حدقه و توجه بمرئی بعد ازان رویت بعد ازان ادراک مرئی علی هذا القیاس سمیع و بصیر کسی ست که
مبدأ اسماع و رویت او این دو صفت باشد و اذا لم یکن کذلک فلا سمیع و لا بصیر پس متحقق گشت که
صفات ایشان در رنگ صفات ذوات جماد محض اند فالمقصود من آخر الکلام نفی الصفات عنهم اثباتا
لان لهم صفات و ذلک الصفات ثابتة له سبحانه لیکون جامعا بین التنزیه والتشبیه بل تمام الآیة الکریمة
لاثبات التنزیه و نفی المماثلة را با علم اول یعنی اثبات صفات اینها مر حق را و ذوات اینها را جماد محض
دانستن و در رنگ ناؤ و آن و کوزه یافتن که آب از انها ظاهر ست از علوم مناسب مقام ولایت است
و علم ثانی یعنی صفات اینها را نیز در رنگ جماد یافتن و تمامی او را میت دانستن که انک میت و
انهم میتون از علوم مناسبه مقام شهادت ست ازینجا هم تفاوت تا در میان مقامین مفهوم میشود والقلیل
یدل علی الکثیر والجرعة تنبئ عن البحر الغدیر رع سالی که نکو ست از بهارش پیداست + و همچنین ارباب این مقام
عالی افعال مخلوقات را نیز کالمیت والجمادی یابند نه آنکه افعال اینها را بحق سبحانه نسبت بدهند و فاعل این افعال
او را سبحانه دانند تعالی سبحانه عن ذلک علوا کبیرا در رنگ آنست که شخصی سنگی را جنباند و حرکت دهد
نمیتوان گفت که آن شخص متحرکست بلکه موجد حرکت ست در سنگ و سنگ متحرک ست مع ذلک همچنانکه سنگ
جماد محض ست حرکت او نیز جماد صرف ست اگر بالفرض بآن حرکت شخصی هلاک شد نمیگویند که سنگ کشت
بلکه میگویند که آن شخص کشت و قول علماء شریعت موافق این ست میفرمایند که با وجود صدور افعال
و لو بالارادة والاختیار از مخلوقات مفعول اینها مصنوع حق ست و فعل اینها را در مصنوعیتها هیچ

کالبرق ثم یسدل حجب الاسماء والصفات ویستر سطوات انوار الذات تعالی فیکون الحضور الذاتی لمحة کالبرق والغیبة الذاتیة کثیرة جداً وعند اکابر المشائخ النقشبندیة قدس اللہ تعالی اسرارہم ہو الحضور الذاتی دائماً ولا اعتبار عندہم للحضور الزائل المتبدل بالغیبة فیکون کمال ہؤلاء الاکابر فوق جمیع الکمالات ونسبتہم فوق جمیع النسب کما وقع فی عباراتہم ان نسبتنا فوق جمیع النسب واراد بالنسبة الحضور الذاتی الدائمی واعجب من ذلک ان النہایة فی طریقة ہؤلاء الکمل مندرجة فی البدایة واقتداءہم فی ذلک بالصحابة رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم وبارک فانہم فی اول صحبة النبی علیہ الصلوٰة والسلام والتحیة نالوا ما یتیسر فی النہایة وذلک باندراج النہایة فی البدایة فلما کانت ولایة محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فوق جمیع ولایات الانبیاء والرسل علیہم الصلوات والتسلیمات کذلک کانت ولایة ہؤلاء الاکابر فوق جمیع ولایات الاولیاء قدس اللہ تعالی اسرارہم کیف وان ولایتہم منسوبة الی الصدیق الاکبر نعم لافراد من کمل مشائخ قد حصلت ہذہ النسبة لکن باقتباس من ولایة الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالی عنہ کما اخبر ابو سعید عن دوام ہذا الحدیث وقد وصلت جہة الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالی عنہ الی ہذا الشیخ ابی سعید کما نقل صاحب النفحات والغرض من اظہار بعض کمالات ہذہ الطریقة العلیة النقشبندیة ترغیب الطالب الی ہذہ الطریقة والا فالی ونشرح کمالاتہا قال المولوی فی المثنوی ؎

شرح او حیف است با اہل جہان ٭ ہمچو راز عشق باید در نہان ٭ لیک گفتم وصف او تا رہ برند ٭ پیش زان کز فوت آن حسرت خورند ٭ والسلام علیکم وعلی جمیع من اتبع الہدی

مکتوب بست و دوم ارسل الی الشیخ عبد المجید بن الشیخ محمد المفتی اللاہوری فی بیان وجہ التعلق بین الروح والنفس وبیان عروجہما ونزولہما وبیان فناء الجسدی والروحی وبقائہما وبیان مقام الدعوة والفرق بین المستہلکین من الاولیاء والراجعین الی الدعوة سبحانہ من جمع بین النور والظلمة وقرن اللامکانی المبری عن الجہة مع المکانی الحاصل فی الجہة فعشق الظلمة فی النور فعشق بہا وامتزج معہا بکمال المحبة لیزداد بہذا التعلق جلاءہ ویکمل بمجاورة الظلمة صفاءہ کالمرآة اذا ارید صقالتہا وقصد ظہور لطافتہا تربیت ولا یظہر بمجاورة الظلمة الترابیة صفاءہا ویزداد بتعلق الکثافة الطینیة بہا ربہا فنسی ذلک النور ما حصل لہ اولاً من شہودہ القدسی بل جہل نفسہ وتوابعہ الوجودیة باستغراقہ فی شہود معشوقہ الظلمانی وتعلقہ بالہیکل الہیولانی فصار من اصحاب الشامة فی مصاحبتہ وضاع من کرامات المیمنة فی مجاورتہ فان بقی فی مضیق ہذا الاستغراق ولم یتخلص الی فضاء الاطلاق فالویل لہ کل الویل لما لم یتیسر لہ ما ہو المقصود منہ وضاع جوہر استعدادہ فضل ضلالاً بعیداً وان سبقت لہ الحسنی ادرکتہ

وشائبۂ اشتباہ ندارند وکس خود را فرستادہ اند اعتماد نیست اگر خبر مذکور صدق داشتہ باشد مبلغ این
اسامی مذکورین را حوالہ حاصل عرضداشت نمایند مشار الیہما در سرہند اند مکتوب بستم نیز در سفارش
بعضی ارباب حوائج بہ پیر بزرگوار خود نوشتہ اند عرضداشت حقر الخدمۃ آنکہ مکرر از در باب وظائف والدہ
حبیب اللہ سرہندی و منکوحۂ او و مخادیم دیگر کہ در ضمن عریضہ مسطور اند مصدع اوقات خادمان عتبۂ علیہ میگردد
اگر مبلغ وظائف مشار الیہم بدہلی آوردہ باشند مولانا علی را حکم خواہند فرمود کہ تسلی مشار الیہم نمایند بعضی
بطریق وکالت و بعضی بطریق اصالت آمدہ اند و اگر مبلغ نیاوردہ باشند مشار الیہم و قائم اند التماس تصحیح
پروانجات می نمایند زیادہ گستاخی ست **مکتوب بست و یکم ارسل الی الشیخ محمد المکی ولد موسی
الحاجی القاری اللاہوری فی بیان درجات الولایۃ لاسیما الولایۃ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
والتحیۃ و مدح الطریقۃ النقشبندیۃ قدس اللہ تعالی اسرار صاحبہا و علو نسبتہم و فضلہا علی نسب سائر الطرق و ان
حضورہم دائمی** وصل المکتوب الشریف اللطیف الی العبد الضعیف النحیف عظم اللہ تعالی اجرکم و لیسر سبحانہ امرکم
و شرح صدرکم و تقبل عذرکم بحرمۃ سید البشر المطہر عن زیغ البصر علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من
التسلیمات اکملہا اعلموا اخوانی ان الموت الذی قبل الموت المعبر بالفناء عند اہل اللہ مالم یتحقق لم یتیسر الوصول
الی جناب القدس بل لم یکن النجاۃ عن عبادۃ المعبودات الباطلۃ الآفاقیۃ والآلہۃ الہواتیۃ الانفسیۃ فلم
یتحقق حقیقۃ الاسلام و لم یتیسر کمال الایمان فکیف یحصل الدخول فی زمرۃ العباد و الوصول الی درجۃ الاوتاد
مع ان ہذا الفناء قدم اول یوضع فی اطوار الولایۃ و کمال سبق یحصل فی البدایۃ فینبغی ان یقاس من اجل
الولایۃ حال آخرہا من بدایتہا یوضح درجۃ نہایتہا و لنعم ما قیل بالفارسیۃ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا
و قیل بہا ایضا ع سالی کہ نکوست از بہارش پیداست ، والولایۃ درجات بعضہا فوق بعض و علی قدم کل
نبی ولایۃ خاصۃ بہ و اقصی درجاتہا ہی التی علی قدم نبینا علیہ و علی جمیع اخوانہ من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا
اذ التجلی الذاتی الذی لا اعتبار فیہ للاسماء والصفات والشیون والاعتبارات لا بالایجاب ولا بالسلب
مخصوص بولایتہ علیہ الصلوۃ والسلام و خرق جمیع الحجب الوجودیۃ والاعتباریۃ علما و عینا تحقق فی ہذا المقام فح
یحصل الوصل عریانا و یتحقق الوجہ حقیقۃ الاحسان و للکمل من متابعیہ علیہ السلام نصیب کامل و حظ وافر من ہذا المقام
العزیز وجودہ فعلیکم باتباعہ صلی اللہ علیہ و سلم ان کنتم متوجہین الی تحصیل ہذہ الولایۃ القصوی فی تکمیل ہذہ الدرجۃ العلیاء
و ہذا التجلی الذاتی برقی عند اکثر المشائخ رحمہم اللہ یعنی ان خرق جمیع الحجب عن حضرۃ الذات جلت سلطانہ یکون فی زمان یسیر

والعباد الصالحين الى يوم الدين آمين المحرر الداعي وان لم يحسن العربية والعجمية لكن لما كان مكتوبهم الشريف
محررا بالكلمات العربية املى القرطاس على نحو املائهم

مکتوب بست وسوم ارسل الی عبد الرحیم المشتہر بخان خانان في جواب كتابته في المنع عن اخذ الطريق من الناقص وفي بيان مضرته والمنع عن الالقاب الشنيعة باهل الكفر

نجانا الله سبحانه واياكم عن اقوال الخالي عن الحال وعن العلم المعرى عن الاعمال بحرمة سيد البشر المبعوث
الى الاسود والاحمر عليه وعلى آله من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها ويرحم الله عبدا قال آمينا. بلغ
رسائلكم الاخ الصالح الصادق تبليغها المحكي عن جنابكم بلسان الترجمان ما حكى فانشدت ع الا السعي في الرسول
وجدناه وجه الرسول المحبب وجه المرسل علم ايها الاخ القابل لنظر الكمال حفظكم الله سبحانه وتعالى فعليكم بالقوة ان الدنيا
مزرعة الآخرة فويل لمن لم يزرع فيها وعطل ارض الاستعداد واضاع بذر الاعمال ومما ينبغي ان يعلم ان اضاعة الارض
وتعطيلها اما بان لا يزرع فيها شيئا او القى فيها بذرا خبيثا فاسدا وهذا القسم من الاضاعة اشد مضرة واكثر
فسادا من القسم الاول كما لا يخفى وخبث البذر وفساده بان ياخذ الطريق من السالك الناقص وسلك مسلكه
لان الناقص صاحب هوى متبع وما يشوب بالهوى لا يؤثر والا ان اثر اعان على الهوى فيحصل ظلمة على ظلمة
ولان الناقص لا يميز بين الطرق الموصلة الى الله سبحانه وبين الطرق التي لا توصل اليه سبحانه اذ هو غير واصل قط
وكذا لا يميز بين الاستعدادات المختلفة للطالبين واذا لم يميز طرق الجذبة عن طرق السلوك
فربما كان استعداد الطالب مناسبا لطريق الجذبة غير مناسب لطريق السلوك ابتداء
والناقص لعدم التمييز بين الطرق وبين الاستعدادات المختلفة سلكه طريق السلوك
ابتداء فاضل عن الطريق كما ضل فالشيخ الكامل المكمل اذا اراد تربية هذا الطالب وتسليكه احتاج
اولا الى ازالة ما اصاب من السالك الناقص واصلاح ما فسد بسببه ثم القى البذر الصالح المناسب
لاستعداده في ارض الاستعداد فينبت نباتا حسنا مثل كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها
في السماء فصحبة الشيخ الكامل المكمل كبريت احمر نظره دواء وكلمته شفاء وبدونهما خرط القتاد
ثبتنا الله سبحانه واياكم على جادة الشريعة المصطفوية على صاحبها الصلوة والسلام والتحية اذ
هو ملاك الامر ومدار النبوة ومناط السعادة ونعم ما قيل بالفارسية ع محمد عربی کابروی ہر دو سرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او + ونختم المقالة على صلوات سيد المرسلين وتسليماته وتحياته وبركاته كل
العجب ان الاخ صادق قد نقل ان من جلسائهم من الشعراء الفضلاء من يلقب في الشعر بالكفري والحال انه من

العناية القصوى لرفع راسه وتذكر ما ضل عنه فرجع القهقرى قائلا الیک یاتینی حجی ومعتمری ان حج قوم
الى ترب واحجار، وان حصل له الاستغراق ثانيا في شهود المطلوب الاقدس على احسن طريق وتيسر له التوجه
الى الجناب القدس باكمل وجوه تبعه الظلمة واندرجت في غلبات الانوار فاذا بلغ هذا الاستغراق الى
ان نسي التعلق الظلماني راساً وجهل نفسه وتوابع وجوده كلية فاستهلك في مشاهدة نور الانوار وحصل له حضور المطلوب
وراء الاستار تشرفت بالفناء الجسدي والروحي وان حصل له البقاء بذلك المشهود ايضا بعد الفناء فيه فقد تمت له جهة
الفناء والبقاء وصح عليه اطلاق اسم الولاية فحينئذ لا يخ حاله من امرين اما الاستغراق في المشهود بالكلية والاستهلاك فيه
على الدوام واما الرجوع الى دعوة الخلائق الى الحق عز سلطانه بان يصير باطنه مع الله سبحانه وظاهره مع الخلق
فيتخلص النور ح من الظلمة المندرجة فيما المتوجه الى المطلوب وليسمى هذا المتخلص من اصحاب اليمين وهو و
ان لم يكن له في الحقيقة يمين ح لا شمال لكن اليمين ولي بحاله وانسب بكماله فيما معية الجهة الخيرية مع اشتمالها
في اليمن والبركة كما وقع في شانه عز شانه كلتا يديه يمين وتنزل تلك الظلمة من ذلك النور في مقام العبادة
واداء الطاعة ونعني بالنور الامكاني الروح بل خلاصته وبالظلمة المقيدة بالجهة النفس وكذا المراد بالباطن والظاهر
فان قال قائل ان للاولياء المستهلكين ايضا شعوراً بالعالم وتوجهاً اليه واختلاطاً مع بني نوعهم فما معنى
الاستهلاك والتوجه بالكلية على الدوام وما الفرق بينهم وبين الراجعين اى اعالم الدعوة قلنا
ان الاستهلاك والتوجه بالكلية عبارة عن توجه الروح والنفس عابعد اندراج النفس في انوار الروح
كما مرت الاشارة اليه والشعور بالعالم ونحوه انما يكون بالحواس والقوى والجوارح التي هي تفاصيل
للنفس فالمجمل الملخص مستهلك في ضمن انوار الروح في مطالعة المشهود وتفاصيله باق على الشعور السابق من غير تطرق
فتور فيه بخلاف المرجوع الى العالم فان لنفسه بعد كونها مطمئنة تخرج من تلك الانوار للدعوة وتحصل لها المناسبة
ح مع العالم فيقع الدعوة بسبب تلك المناسبة في معرض الاجابة واما ان النفس مجملة والحواس ونحوها
تفاصيلها فلان النفس لها تعلق بالقلب الصنوبري وهو تعلق الروح بتوسط الحقيقة الجامعية القلبية
والفيوض الواردة من الروح ترد اجمالاً اولاً عليها ثم بتوسطها الى سائر القوى والجوارح تفصيلاً فالخلاصة موجودة
في النفس اجمالاً فظهر الفرق بين الفريقين ومما ينبغي ان يعلم ان الطائفة الاولى من ارباب السكر والثانية من ارباب
الصحو والمعرفة للاولى والفضيلة للاخرى والمقام الاول مناسب للولاية والثاني للنبوة شرفنا الله سبحانه بكرامات
الاولياء وثبتنا على كمال متابعة الانبياء صلوات الله تعالى وسلامه على نبينا وعليهم وعلى جميع اخوانه من الملائكة المقربين

هو العبد لا غير فما لم يخل العبد عن مراد نفسه كلية لا يكون الرب مراده ولا يسع محبته سبحانه في قلبه وهذه الدولة القصوى لا تحقق إلا بعد الفناء المطلق المنوط بالتجلي الذاتي فان رفع الظلمات راسا لا يتصور إلا بطلوع الشمس بازغة فاذا حصلت تلك المحبة المعبر عنها بالمحبة الذاتية استوى عند المحب انعام المحبوب وايلامه فحصل الاخلاص فلا يعبد ربه إلا له لا لاجل نفسه من طلب الانعام ودفع الايلام لانهما عنده سواء وهذه رتبة المقربين فان الابرار انما يعبدون الله خوفا وطمعا وهما راجعان الى انفسهم لعدم فوزهم بسعادة المحبة الذاتية فلا جرم يكون حسنات الابرار سيئات المقربين فحسنات الابرار حسنات من وجه سيئات من وجه وحسنات المقربين حسنات محضة نعم من المقربين من يعبد الله خوفا وطمعا ايضا بعد تحققهم بالبقاء الاكمل وتنزلهم بعالم الاسباب لكن خوفهم وطمعهم غير راجعين الى انفسهم بل انما يعبدون طمعا لرضاه سبحانه وخوفا عن سخطه تعالى وكذا انما يطلبون الجنة لانها محل رضائه سبحانه لا لحظوظ انفسهم وانما يستعيذون من النار لانها محل سخطه تعالى لا لدفع الايلام عن انفسهم لان هؤلاء الاكابر محررون عن رقية الانفس وصاروا خالصين لله سبحانه وهذه المرتبة اعلى من بين رتب المقربين ولصاحب هذه المرتبة نصيب تام من كمالات مقام النبوة بعد تحققه بمرتبة الولاية الخاصة ومن لم يتنزل الى عالم الاسباب فهو من الاولياء المستهلكين فلا نصيب له من كمالات مقام النبوة فلا يكون اهلا للتكميل بخلاف الاول رزقنا الله سبحانه محبة هؤلاء الاكابر بحرمة سيد البشر عليه وعلى آله واتباعه من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها فان المرء مع من احب والسلام اولا وآخرا مكتوب بست و پنجم ارسل الى خواجه جهان في التحريض على متابعة سيد المرسلين ومتابعة خلفائه الراشدين عليه وعليهم من الصلوات اكملها ومن التسليمات اتمها سلم الله تعالى قلبكم وشرح صدركم وزكى انفسكم والان جلدكم كل ذلك بل جميع كمالات الروح والسر والخفي والاخفى منوط بمتابعة سيد المرسلين عليه وعلى آله من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها فعليكم بمتابعته ومتابعة خلفائه الراشدين الهادين المهديين من بعده فانهم نجوم الدراية وشموس الولاية فمن شرف بمتابعتهم فقد فاز فوزا عظيما ومن جبل على مخالفتهم فقد ضل ضلالا بعيدا البقية من المقصود اظهار الاضطرار وضيق المعيشة لابني المرحوم الشيخ السلطان فالملتمس من جنابكم مددهم واعانتهم فانكم حريون بذلك بل موفقون لقضاء حوائج الناس طرا ازاد الله تعالى توفيقكم وجعل الخير رفيقكم والسلام عليكم وعلى سائر من اتبع الهدى مكتوب بست و ششم ارسل الى الشيخ العالم مولانا حاجي محمد اللاهوري في بيان ان الشوق يكون للابرار دون المقربين مع علوم تناسب هذا المقام ثبتنا الله سبحانه واياكم على جادة الشريعة المصطفوية على صاحبها الصلوة والسلام والتحية ورد في الحديث

السادات العظام والنقباء الكرام فياليت شعري ما حمله على هذا الاسم الشنيع البين شناعته والمسلم ينبغي ان يفر
من هذا الاسم زيادة ما يفر من الاسد المهلك ويكرهه كل الكراهة لان هذا الاسم ومسماه مبغوضان لله سبحانه و
رسوله عليه الصلوة والسلام والمسلمون مامورون بعداوة اهل الكفر والغلظة عليهم فالتحاشي عن مثل
هذا الاسم القبيح واجب وما وقع في عبارات بعض المشائخ قدس الله تعالى اسرارهم في غلبات السكر
من مدح الكفر والشريعة على شد الزنار وامثال ذلك فمصروف عن الظاهر ومحمول على التاويل فان
كلام السكارى يحمل ويصرف عن الظاهر المتبادر فانهم معذورون لغلبة السكر في ارتكاب هذه المحظورات مع ان
كفر الحقيقة نقص بالنسبة الى الحقيقة عند اكابر هؤلاء وغير السكارى غير معذور في تقاليدهم لا عندهم ولا عند
اهل الشرع لان لكل شيء موسما ووقتا خاصا اصلح ذلك الشيء في ذلك الموسم وقبيح في موسم آخر والعاقل
لا يقيس احدهما على الآخر فالتمسوا من قبلي ان يغير هذا الاسم ويبدله باسم خير منه ويلقب بالاسلامي فانه موافق
الحال والمسلم ومقالة وانتساب الى الاسلام الذي هو الدين المرضي عند الله سبحانه وعند الرسول عليه الصلوة
والسلام واجتناب عن التهمة التي امرنا بالتقوى عنها اتقوا من مواضع التهم كلام صادق لا غبار عليه قال سبحانه ولعبد
مؤمن خير من مشرك والسلام على من اتبع الهدى مکتوب بست وچهارم ارسل الى محمد قليج خان في بيان
ان الصوفي كائن بائن وان تعلق القلب لا يكون باكثر من واحد وان ظهور المحبة الذاتية يستلزم استواء الايلام والانعام
من المحبوب والفرق بين عبادة المقربين وعبادة الابرار وكذا بين الاولياء المستهلكين وبين الاولياء
المرجوعين الى دعوة الخلق سلمكم الله سبحانه وعافاكم بحرمة سيد المرسلين عليه وعلى آله الصلوات والتسليمات المرء
مع من احب فطوبى لمن لم يبق بقلبه حب لا مع الله سبحانه ولم يرد الا وجهه تعالى وتقدس فيكون هو مع الله
جل سلطانه وان كان ظاهره مع الخلق ومختلطا بهم صورة وهو شان الصوفي الكائن البائن اي الكائن مع الله
سبحانه والبائن من الخلق حقيقة اذ المراد الكائن مع الخلق صورة والبائن منهم حقيقة والقلب لا يتعلق محبته
باكثر من واحد فما لم يزل تعلقه المحبي بذلك الواحد لم يتعلق بما سواه محبته وما يرى من كثرة مراداته وتعدد
تعلقه محبته بالاشياء المتكثرة كالمال والولد والرياسة والمدح والرفعة عند الناس ففيه ايضا محبوبه لا يكون
الا واحدا وهو نفسه محبة هؤلاء فرع محبة نفسه فان هذه الاشياء لا يريدها الا لنفسه لا لانفسهم فاذا زالت
محبته مع نفسه زالت محبتهم بالتبعية ايضا فلهذا قيل ان الحجاب بين العبد والرب هو نفس العبد لا العالم
فان العالم في نفسه غير مراد للعبد حتى يكون حجابا وانما المراد للعبد هو نفسه فلا جرم يكون الحجاب

الجبار فهو شدید و غالب علی ما نسب الی العبد الضعیف هذا الجواب علی طریقة العلماء وللعبد الضعیف فی جوابه وجوه
اخر تناسب طریقة الصوفیة ولکن تلک الاجوبة تقتضی نحوا من السکر و بدون السکر لا یحسن بل لا یجوز ان السکاری
معذورون دون ارباب الصحو مسئولون و حالی الآن الصحو الصرف فلا یلیق بحالی ذکرها هذا الحمد لله اولاً و آخراً والصلوة والسلام
علی نبیه دائماً و سرمداً مکتوب بست و هفتم بخواجه عمک صدور یافت در بیان مدائح طریقه نقشبندیه و علوی
نسبت این بزرگواران قدس الله تعالی اسرارهم الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی مرحمت نامه گرامی که از روی
کرم نامزد این مخلص ساخته بودند بورود آن مبتهج و مسرور گردید سلامت باشند می خواهد که تصدیع ایشان بدهد
بغیر آنکه مدائح این سلسله علیه نقشبندیه نماید مخدوما در عبارات اکابر این سلسله علیه قدس الله تعالی اسرارهم واقع
شده است که نسبت ما فوق همه نسبتها ست از نسبت حضور و آگاهی خواسته اند حضوری که به نزد ایشان
معتبر ست حضور بی غیبت ست که تعبیر به یادداشت نموده اند پس نسبت این عزیزان عبارت از یادداشت
باشد و یادداشت که بفهم قاصر این فقیر قرار یافته است مبنی برین تفصیل ست تجلی ذاتی عبارت از ظهور حضرت
ذات ست تعالی و تقدس و حضور آن سبحانه بی ملاحظه اسما و صفات و شیون و اعتبارات و آن تجلی را برقی گفته اند
یعنی لمحه بیش ارتفاع شیون و اعتبارات متحقق نمیشود و باز زود در پرده شیون و اعتبارات متواری میگردد پس برین تقدیر
حضور بی غیبت متصور نباشد بلکه لمحه بیش حضور ست و اغلب اوقات غیبت پس این نسبت نزد این عزیزان معتبر نباشد
و حال آنکه تجلی را مشائخ سلاسل دیگر نهایت النهایت گفته اند و هرگاه این حضور دوام پذیرد اصلا استتار قبول نکند
و همواره بی پرده اسما و صفات و شیون و اعتبارات تجلی شود حضور بی غیبت خواهد بود پس نسبت این اکابر را با نسبتهای
دیگران قیاس باید نمود و بی تکلف فوق همه باید داشت این قسم حضور اگرچه پیش اکثر مردم مستبعد مینماید اما هنیئا لارباب
النعیم نعیمها ؛ وللعاشق المسکین ما یتجرع ؛ این نسبت علیا بر نهجی غرابت پیدا کرده است که اگر شمه پیش ارباب
همین سلسله بزرگ گفته شود محتمل که اکثر آنها در مقام انکار آیند و باور ندارند نسبتی که الحال در میان ارباب این خانواده
بزرگ متعارف شده ست عبارت از حضور حق است سبحانه و تعالی بر وجهی که از وصف شاهدی و مشهودی
منزه باشد و توجهی ست معرا از جهات ستة متعارفه اگر جهت فوق متوهم باشد و بظاهر دوام پذیرد و این نسبت
در مقام جذبه فقط نیز متحقق میگردد و فوقیت آن از وجه ظاهر نیست بخلاف یادداشت بمعنی سابق که حصول آن
بعد از تمامی جهت جذبه و مقامات سلوک ست و علو درجه آن بر هیچ احدی مخفی نیست اگر خفائی هست در
حصول او ست و بس حاسدی اگر از حسد انکار نماید و ناقصی از نقص جحود نماید معذور ست و قاصر گرکند

القدسی الا طال شوق الابرار الی لقائی وانا الیهم لاشد شوقا اثبت اللہ سبحانہ الشوق للابرار لان المقربین الواصلین
لا شوق لهم لان الشوق یقتضی الفقد والفقد فی حقهم مفقود والا یری ان الشخص لا یشتاق الی نفسه مع افراطه فی حبه لعدم
تحقق الفقد فی حقه فالمقرب الواصل الباقی باللہ سبحانه الفانی عن نفسه حاله مع اللہ سبحانه کحال الشخص مع نفسه
فلا جرم لا یکون المشتاق الا الابرار لانه محب فاقد ونعنی بالابرار غیر المقرب الواصل سواء کان فی الابتداء او فی الوسط
ولو بقی منه مقدار حبة من خردلة ونعم ما قیل فی الشعر الفارسی ع فراق دوست اگر اندک ست اندک نیست
درون دیده اگر نیم موست بسیارست ونقل عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالی عنه انه رای قاریا یقرء القرآن
ویبکی فقال هکذا کنا نفعل ولکن قست قلوبنا هذا من قبیل المدح بما یشبه الذم وسمعت عن شیخی قدس سره
یقول ان المنتهی الواصل ربما یتمنی الشوق والطلب الذی کان له فی الابتداء وللرفع الشوق مقام آخر اکمل من الاول
واتم منه وهو مقام الیاس والعجز عن الادراک فان الشوق یتصور فی المتوقع فحیث لا توقع لا شوق واذا رجع
هذا الکامل البالغ نهایة الکمال الی العالم رجوع القهقری لا یعود الیه الشوق ایضا مع وجود الفقد بالرجوع لان
زوال شوقه ما کان لوجود الفقد بل لحصول الیاس وهو موجود بعد الرجوع ایضا بخلاف الکامل الاول فانه
یعود الیه الشوق برجوعه الی العالم لحصول الفقد الذی زال من قبل فحین وجد الفقد بالرجوع حصل الشوق الذی
زال بزواله لا یقال ان مراتب الوصول لا ینقطع ابد الآبدین فیتوقع بعد تلک المراتب فلیتصور الشوق لانا نقول
عدم انقطاع مراتب الوصول مبنی علی السیر التفصیلی الواقع فی الاسماء والصفات والشیونات والاعتبارات فهذا السالک
لا یتصور فی حقه نهایة ولا یزول عنه الشوق ابدا وما نحن بصدده هو المنتهی الواصل الذی قطع تلک المراتب بطریق
الاجمال وانتهی الی ما لا یمکن التعبیر عنه بعبارة ولا یشار الیه باشارة فلا یتصور ثمه توقع اصلا فلا جرم یزول عنه الشوق
والطلب وهذا حال الخواص من الاولیاء لانهم الذین عرجوا عن مضیق الصفات ووصلوا الی حضرة الذات تعالی
وتقدس بخلاف السالکین فی الصفات مفصلا والسائرین فی الشیونات مرتبا فانهم محبوسون فی التجلیات الصفاتیة
ابد الآبدین ومراتب الوصول فی حقهم لیست الا الوصول الی الصفات والعروج الی حضرة الذات تعالی لا یتصور الا بالسیر
الاجمالی فی الصفات والاعتبارات ومن وقع سیره فی الاسماء بالتفصیل حبس فی الصفات والاعتبارات لم یزل عنه
الشوق والطلب ولم یفارق عنه الوجد والتواجد فاصحاب الشوق والتواجد لیسوا الا اصحاب التجلیات الصفاتیة ولیس
من التجلیات الذاتیة لهم نصیب ما واما فی الشوق والوجد فان قال قائل ما معنی الشوق من اللہ سبحانه ولیس سبحانه
مفقود شیئا قلت ذکر الشوق ههنا یحتمل ان یکون من قبیل صفة المشاکلة وذکر الشدة فیه باعتبار ان کما ینسب الی العزیز

از شب گزاردن و آن تاخیر را وسیلهٔ تاکید قیام لیل ساختن بسی مستنکره باشد چه نزد حنفیه رضی الله تعالی عنهم
ادای نماز خفتن در آن وقت مکروه است ظاهر از این کراهت کراهت تحریمیه اراده دارند زیرا که ادای نماز خفتن را تا
نصف لیل مباح داشته اند و از نصف آن طرف مکروه گفته اند پس مکروهی که مقابل مباح است مکروه
تحریمی است و نزد شافعیه در آن وقت ادای نماز خفتن جائز نیست پس بواسطهٔ قیام لیل و حصول ذوق و جمعیت
در آن وقت مرتکب این امر گشتن بسیار مستنکره است زیرا که این غرض تاخیر ادای وتر هم کافیست و آن تاخیر مستحب است
هم وتر در وقت نیک ادا میباید و هم غرض قیام لیل و بیداری وقت سحر میسر گردد پس ترک این عمل باید
نمود و صلوات گذشته را قضا باید کرد امام اعظم کوفی رضی الله تعالی عنه بواسطهٔ ترک ادبی از آداب وضو نماز
چهل ساله را قضا فرموده اند و ایضا آب مستعمل که از ازالهٔ حدث نموده باشد یا به نیت قربت استعمالش کرده باشند در وضو
تجویز نکنند که مردم آن آب را بخورند که آن آب نزد امام اعظم نجس مغلظه است و فقها منع خوردن آن آب
کرده اند و خوردن آنرا مکروه داشته اند آری بقیهٔ آب وضو را خوردن شفا گفته اند اگر از اعتقاد کسی طلب نماید
از آن آب بدهند این فقیر را در این نوبه در دهلی مثل این ابتلا واقع شده بود بعضی از یاران در واقعه نموده بودند که آب
مستعمل وضو فقیر را بخورند و الا امر عظیم لاحق خواهد شد هر چند دفع کرد فائده نکرد در کتب فقهیه رجوع نمود مخلصی پیدا شد
که اگر بعد از تثلیث غسل نیت و قربت نکنند در مرتبهٔ چهارم آب مستعمل نمیشود باین حیله تجویز نموده آب غسل چهارم
را بی نیت قربت بخوردنش داد و ایضا مردم معتمد نقل کرده اند که بعضی از خلفاء شما را مریدان ایشان سجده میکنند
بر زمین بوس هم کفایت نمیکنند شناعت این فعل اظهر من الشمس است منع شان بکنید و تاکید در منع تمام نمائید اجتناب از این
قسم افعال از همه کس مطلوب است علی الخصوص شخصی که باقتدای خلق خود را بر آورده باشد اجتناب این قسم افعال ورا
از اخص ضروریات است که مقلدان باعمال او اقتدا خواهند کرد و در بلا خواهند افتاد و ایضا علوم این طائفه علوم احوال
است و احوال مواریث اعمال اند و کسی را از علوم احوال میراث بود که اعمال را درست کرده باشد و بحق آن قیام
نموده و اعمال را تصحیح وقتی میسر شود که اعمال را بشناسند و کیفیت عمل بدانند و آن علم احکام شرعیت است از نماز و روزه و سائر
فرائض و علم معاملات و نکاح و طلاق و مبایعات و علم هر چیز که حق سبحانه و تعالی بر او واجب ساخته است و او را بدان دعوت فرموده است
و این علوم اکتسابیه است از آموختن آن هیچکس را چاره نیست و علم بیان نوعی مجاهده است یکی مجاهده در طلب آن قبل از
حصول و مجاهدهٔ دوم در استعمال آن بعد از حصول پس باید همچنانکه در مجالس شریف از کتب تصوف مذکور میشود از کتب فقهیه نیز
مذکور شود و کتب فقهیه به عبارات فارسی بسیار اند مثل مجموعهٔ خانی و عمدة الاسلام و کنز فارسی بلکه از کتب تصوف اگر مذکور نشود باکی نیست

این طائفه را طعن و قصور، حاش لله که برآرم بر زبان این گله را، همه شیران جهان بستهٔ این سلسله اند، روبه از حیله
چسان بگسلد این سلسله را، والسلام اولاً و آخراً. مکتوب بست و هشتم نیز بخواجه عمک صدور یافته
در دعا و حال ما بعبارات تحریر یافته است که موهم تنزل و تبعد است. مرحمت نامهٔ گرامی که از روی کرم نامزد
این مخلص ساخته بودند بورود آن مبتهج گردید و بمطالعه مشرف گشت. چه نعمتی ست که آزادان یاد گرفتاران
کنند و چه دولتی ست که رسیدگان غمخوارگی مهجوران نمایند. بیچاره مهجور چون خود را شایان وصال نیافت
بضرورت محمول زاویهٔ هجران گشت و از قرب گریخته بعدم آرام گرفت و از اتصال بانفصال قرار یافت. چون
در اختیار آزادی گرفتاری دید بمنت گرفتاری را گزیده. چون طمع خواهد ز من سلطان دین، خاک بر فرق قناعت
بعد ازین، بعبارات نامربوط و اشارات پراگنده زیاده برین چه تصدیعه ایشان نماید. ثبتنا الله تعالی وایاکم
علی متابعة سید المرسلین علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها. مکتوب بست و نهم
بشیخ نظام تهانیسری صدور یافته در بیان ترغیب در ادای فرائض و رعایت سنن و آداب و قلت مبالات
در ادای نافله در جنب فرائض و منع نمودن از ادای نماز خفتن در نصف اخیر از شب و منع کردن از تجویز نمودن
خوردن آب مستعمل وضو و منع کردن از تجویز نمودن مریدان که سجده کنند. عصمنا الله سبحانه وایاکم عن التعصب
والتعسف ونجانا وایاکم عن التلهف والتاسف بحرمة سید البشر المنفی عنه زیغ البصر علیه و علی آله من الصلوات اتمها و
من التسلیمات اکملها. مقربات اعمال یا فرائض اند یا نوافل. نوافل را در جنب فرائض هیچ اعتبار نیست. ادای فرضی از
فرائض در وقتی از اوقات به از ادای نوافل هزار ساله است اگرچه بنیت خالص ادا شود، هر نفلیکه باشد از صلوة و صوم
و ذکر و فکر و امثال آن. بلکه گوئیم که رعایت سنتی از سنن و آدابی در حین ادای فرائض نیز همین حکم دارد. منقول ست که روزی
امیر المؤمنین حضرت فاروق رضی الله عنه نماز بامداد را بجماعت گزاردند بعد از فراغ صلوة در قوم نگاه کردند شخصی از اصحاب
خود را آنوقت نیافتند فرمودند که فلانی بجماعت حاضر نشد. حاضران عرض کردند که او اکثر شب بیدار میباشد
محتمل که درینوقت خوابش برده باشد. فرمودند که اگر تمام شب خواب میکرد و نماز بامداد را بجماعت میگزارد بهتر می بود.
پس رعایت ادبی و اجتناب از مکروهی اگرچه تنزیهی باشد فضیلت تحریمی بمراتب از ذکر و فکر و مراقبه و توجه بهتر باشد آری
این امور با رعایت آن اجتناب اگر جمع کنند فقد فاز فوزاً عظیماً و بدونه خرط القتاد. و مثلاً تصدق دانگی در حساب زکوٰة که بجای
تصدق جبال عظام از ذهب بطریق نفل بمراتب بهتر است. و رعایت ادبی از آداب در تصدق آن دانگ
مثلاً آنرا به فقیر قریب دادن نیز بمراتب از آن بهتر است. پس نماز خفتن را در نصف اخیر

شاید ازین توہم خلاص شوند اینجا کسے نگوید کہ بقا باللہ عبارت ازیافتن جمع وست علی حق تعالی و تقدس و چنین ست اگر اینمعنی از بعضے عبارات این قوم مستفاد شود آنرا جواب گوئیم کہ این بقا در مقام جذبہ بعضے را بعد از استہلاک و اضمحلال کہ شبیہہ بہ فنا ست دست میدہد و اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم بتغیر ازان بوجود عدم میکنند و این پیش از فنا ست این را زوالی متصور نیست بلکہ واقع ست گاہی او را از وی می ستانند و گاہی باز میدہند و بقائیکہ بعد از فنای اتم ست از زوال مصئون و از خلل محفوظ ست فنای ایشان فنای دائمی ست در عین بقا فانیست و در عین فنا باقی فنا و بقاکہ زوال پذیرند از جملہ احوال و تلوینات ست و در ما سخن بصدد او نہ چنین ست حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالی فرمودہ اند وجود عدم بوجود بشریت عود میکند اما وجود فنا بوجود بشریت عود نمیکند پس ہر آئینہ وقت ایشان دائمی باشد و حال ایشان سرمدی بل لا وقت لہم و لا حال کار ایشان با موقت اوقات ست معاملہ ایشان با محول احوال پس قبول زوال مخصوص بوقت و حال گشت و آنانکہ از حال و وقت گذشت از زوال محفوظ ماند ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم کسی گمان نکند کہ دوام وقت باعتبار بقاء اثر آن وقت از تعین غیرہ اطلاق کردہ اند لا ہل لدوام تعینہ بوقت دالاستمرار بنفسہ لاستحالۃ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا بل نقول ان بعض الظن اثم سخن بتطویل انجامید بر سر اصل سخن آئیم گوئیم کہ چون مجال سخن در فضای قدس یزدی جل شانہ نیست پس از مقام بندگی و ذل و انکسار خود سخن کنیم مقصود از خلقت انسانی ادای وظائف بندگیست و لیکن گرد را بتدارو وسط عشق و محبت دادہ اند مقصود قطع تعلق او ست از ما دون جناب قدس جل سلطانہ عشق و محبت ہم از مقاصد نیستند از برای حصول مقام عبودیت اند بندۂ خدا جل شانہ وقتی شود کہ از گرفتاری و بندگی غیر او تعالے بتمام خلاص شود عشق و محبت وسیلۂ انقطاع بیش نیستند لہذا نہایت مراتب ولایت مقام عبدیت ست و در درجات ولایت فوق عبدیت مقامی نیست درینمقام خود را با مولای خود ہیچ مناسبت نمی یابد الا الاحتیاج من جانبہ والاستغناء الاتم ذاتا و صفۃ من جانب المولی تعالی و تقدس نہ آنست کہ ذات او تعالی و صفات خود را با صفات او عز سلطانہ و افعال خود را با فعال او سلطانہ بہیچ وجہ مناسب داند اطلاق ظلیت ہم از جملہ مناسبات ست ازین ہم تنزہ مینمایند او را سبحانہ خالق و خود را مخلوق میدانند بیش ازین ہیچ چیز جرائت نمی نمایند توحید فعلی کہ جمعی را در اثنای راہ دست مید ہد و فاعل جز حق را سبحانہ نمی یابند این بزرگواران میدانند کہ خالق این افعال کیست نہ مباشر آن افعال کہ این سخن خود نزدیکی ست کہ بزندقہ

که آن باحوال تعلق دارد و در قال در نمی آید و از کتب فقهی مذکور نا شدن احتمال فرود ارد زیاده چه اطناب نماید

القلیل یدل علی الکثیر ٭ سه اند کی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ٭ که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است ٭ رزقنا الله

سبحانه و ایاکم اتباع حبیبه علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات ٭ مکتوب سی ام در بیان شهود آفاقی وانفسی و تفرقه

در میان شهود انفسی و تجلی صوری و در بیان علو شان مقام عبدیت و مطابقت علوم آن مقام با علوم شرعیه

و ما نیاسب ذلک ملا محمد صدیق که از جمله قدیم الخدمتان این درگاه است میفرمودند که این مکتوب نیز بشیخ نظام

تهانیسری صدور یافته است شرفکم الله سبحانه بکمال الاتباع المحمدی و زینکم بالزی البنی المصطفوی علیه و علی آله

من الصلوات افضلها و من التحیات اکملها میدانم چه نویسم اگر سخن از جناب قدس مولای خود تعالی و تقدس

بر زبان می آرم محض کذب و افترا کرده باشم جناب کبریای او از آن بلند تر ست که زبان ... من

هرزه گوی گردد ٭ چون از بیچون چه گوید محدث از قدیم چه جوید مکانی در لامکانی تا چند پوید بیچاره از بیرون خود چیزی

ندارد و در ما ورای خود گذری ندارد ٭ ذره گر بس نیک ور بس بد بود ٭ گر چه عمری تاخت ندر خود بود ٭ اینهم

در سیر انفسی که نهایت کار سیر شود میسر ست حضرت خواجه بزرگ خواجه نقشبند قدس الله تعالی سره الاقدس فرموده اند

اهل الله بعد از فنا و بقا هر چه می بینند و هر چه می شناسند در خود می شناسند و حیرت ایشان در وجود خود ست

و فی انفسکم افلا تبصرون پیش از ین هر سیری که هست داخل سیر آفاقی ست که حاصلش بیحاصلی ست

اطلاق لفظ بیحاصلی نسبت بحصول اصل مطلب ست والا آن نیز از جمله شرائط و معدات ست از شهود انفسی

کسی در توهم نیفتد و آنرا در رنگ شهود و تجلی صوری که در نفس متجلی له است تخیل نکند حاشا و کلا تجلی صوری

هر قسم که باشد داخل سیر آفاقی ست و در مرتبه علم الیقین حاصل ست و شهود انفسی در مرتبه حق الیقین ست که نهایت

مراتب کمال ست و اطلاق لفظ شهود درین مقام از تنگی میدان عبارت ست والا همچنانکه مطالب ایشان بیچون

و بیچگونه است نسبت ایشان بآن مطلب نیز بیچون و بیچگونه است چون را به بیچون راه نیست مثنوی اتصالی بی

تکیف بی قیاس ٭ هست رب الناس را با جان ناس ٭ لیک گفتم ناس را نسناس نه ٭ ناس غیر از جان جان

اشناس نه ٭ و منشاء توهم اتحاد شهود انفسی با شهود صوری مذکور حصول بقا شخص ست در هر دو مقام چه تجلی

صوری مستی نیست اگر فی الجمله رفع قیدی از قیودی نماید اما تا حد فنا نمیرساند پس بقیه وجود سالکان در تجلی حاصل

ست و سیر انفسی خود بعد از فنای اتم و بقای اکمل پس لاجرم از قلت معرفت تفرقه در میان این دو بقا نمی توانند کرد ناچار

حکم باتحادی نمایند اگر معلوم کنند که بقای ثانی نزد ایشان معبر به بقا بالله است آن وجود را وجود موهوب حقانی میگویند

می نماید آن شخص ناقل ازین فقیر التماس نمود که آنچه حقیقت ست درین باب بخدام ایشان بنویس که مردم
ازین نقل تا چه فرا گیرند و در سوء ظن نیفتند که اِنّ بعض الظن اثم اجابة بمسؤله بچند کلمه متصدع گشت مخدوما
مکرما معتقد فقیر از خوردی باز مشرب اهل توحید بود والد فقیر قدس سره بظاهر برهمین مشرب بوده اند
و بر سبیل دوام بهمین طریق اشتغال داشته اند با وجود حصول نگرانی تمام در باطن که بجانب مرتبه بی کیفی
داشته اند و بحکم ابن الفقیه نصف الفقیه فقیر را ازین مشرب از روی علم حظ وافر بود و لذت عظیم داشت
تا آنکه حق سبحانه و تعالی بمحض کرم خویش بخدمت ارشاد پناهی حقائق و معارف آگاهی موید الدین
الرضی شیخنا و مولانا و قبلتنا محمد باقی قدس الله تعالی سره رسانید و ایشان بفقیر طریقه علیه نقشبندیه
تعلیم فرمودند و توجه بلیغ بحال این مسکین مرعی داشتند بعد از ممارست این طریقه علیه در اندک مدت توحید
وجودی منکشف گشت و غلوی درین کشف پیدا شد علوم و معارف این مقام فراوان ظاهر گشتند و کم
دقیقه از دقائق این مرتبه مانده باشد که آنرا منکشف نگردانیده اند دقائق معارف شیخ محی الدین ابن العربی
را کما ینبغی لائح ساختند و تجلی ذاتی که صاحب فصوص آنرا بیان فرموده است و نهایت عروج جز آنرا نمیداند
و در شان آن تجلی میگوید و ما بعد هذا الا العدم المحض بآن تجلی ذاتی مشرف گشت و علوم و معارف آن
تجلی را که شیخ مخصوص بخاتم الولایة میداند نیز بتفصیل معلوم شد و سکر وقت و غلبه حال درین توحید
بحدی رسید که در بعضی عریضها که بحضرت خواجه نوشته بود این دو بیت را که سراسر سکر ست نوشته بود رباعی

اے دریغا کین شریعت ملت اعمائی ست ✤ ملت ما کافری و ملت ترسائی ست ✤ کفر و ایمان زلف و
روے آن پری زیبائی ست ✤ کفر و ایمان هر دو اندر راه ما یکتائی ست ✤ و این حال تا مدت مدید کشید
واز شهور بسنین انجامید ناگاه عنایت بی غایت حضرت جل سلطانه از دریچه غیب در عرصه ظهور آمده پرده
روپوش بیچونی و بیچگونگی را برانداخت علوم سابق که منبی از اتحاد و وحدت وجود بوده اند رو بزوال
آوردند و احاطه و سریان و قرب و معیت ذاتیه که دران مقام منکشف شده بود مستتر گشتند و بیقین معلوم گشت
صانع را جل شانه با عالم ازین نسبتهاے مذکوره هیچ ثابت نیست احاطه و قرب و تعالی علمی ست چنانچه
مقرر اهل حق ست شکر الله تعالی سعیهم واو سبحانه با هیچ چیز متحد نیست اوست تعالی و تقدس و عالم او سبحانه
بیچون و بیچگونه است و عالم سراسر بداغ چونی و بچگونی متسم بیچون را عین چون نتوان گفت
واجب تعالی را عین ممکن نتوان خواند قدیم هرگز عین حادث نشود ممتنع العدم عین جائز العدم

رساند این را بمثالے واضح گردانیم مثلاً شعبده بازی در پرده نشسته صورتهاے جمادی چند را در حرکت
می آرد و افعال غریبه در آنها ایجاد مینماید جماعۂ که حدید البصر اند میدانند که فاعل این افعال در آن
صورتہاے جمادیہ آن شخص پرده نشین ست اما مباشر این افعال ہمان صور اند لہذا میگویند که صورت
متحرک ست نمیگویند که شعبده باز متحرک ست نفس الامر درین حکم محق اند شرائع انبیا علیهم الصلوات
والتسلیمات بہمین حکم ناطق اند و حکم بوحدت فعل از جملۂ سکریات ست بل الحق الصریح ان الفاعل
متعدد و خالق الافعال واحد و ہمچنین ست که علومی در توحید وجود گفته اند مبنای آن بر سکر وقت
و غلبۂ حالست علامت درستی علوم لدنیه مطابقت ست با صریح علوم شرعیه گر سر مو تجاوز ست از سکر ست
و الحق ما حققه علماء اهل السنة و الجماعة و ما سوی ذلک ما زندقة و الحاد او سکر وقت و غلبۂ حال و این
تمام مطابقت در میان عبدیت میسر ست و در ماورای این بنحوی از سکر متحقق ست ع گر بگویم شرح
آن بیحد شود * شخصے از خواجه نقشبند قدس سره سوال کرد که مقصود از سلوک چیست فرمودند
تا معرفت اجمالی تفصیلی گردد و استدلالی کشفی شود نفرمودند که تا معرفت زائده بر معارف شرعیه حاصل
کند اگرچه در راه امور زائده پیدا میشوند اما اگر بنهایت کار رسانند آن زوائد ہباءً منثورا میگردند و ہمان معارف
شرعیه بر وجه تفصیل معلوم میگردند و از ضیق استدلال به فضای اطلاق کشف می آیند یعنی ہمچنانکه نبی علیه الصلوة
والسلام آن علوم را از وحی اخذ میکرد این بزرگواران بطریق الهام آن علوم را از اصل اخذ می کنند علماء
این علوم را از شرائع اخذ کرده بطریق اجمال آورده اند ہمان علوم چنانکه انبیاء را علیهم الصلوة والسلام
حاصل بود تفصیلاً و کشفاً ایشان را نیز ہمان نهج حاصل میشود اصالة و تبعیة در میان ست با این قسم کمال
از اولیاء اکمل بعضی ایشان را بعد از قرون متطاوله و ازمنۂ متباعده انتخاب میفرمایند بخاطر بود که یک مسئله
اجمالی استدلالی را مفصل بنویسم اما کاغذ کوتاهی کرد شاید حکمت خداوندی جل سلطانه درین بوده باشد والسلام

مکتوب سی و یکم بشیخ صوفی صدور یافته در بیان حقیقت ظهور توحید وجودے و قرب و معیت ذاتی
او تعالی و تقدس و گذشتن ازین مقام با بعضے اسوله و اجوبه که تعلق بتحقیق این مقام دارند ثبتنا الله سبحانه
و تعالی علی متابعة سید المرسلین علیه و علی آله و علیهم من الصلوات افضلها و من التسلیمات
اکملها ۳۱ شخصے که در مجلس شریف ایشان بود نقل کرد که یکے از درویشان میان شیخ
نظام تهانیسری در ان مجلس ازین فقیر مذکور ساخت و گفت که او انکار وحدت وجود

از قسم سابق است و داخل دائره حال است هرچند مطابق نفس الامر و موافق شریعت نیست و تطبیق آن بشریعت و نفس الامر تکلف محض است در رنگ تکلفات بارده فلسفیه که اسلامیین اینها میخواهند که اصول فاسده خود را بقوانین شرعیه مطابق سازند کتاب اخوان الصفا و مثل آن ازین قبیل است غایة ما فی الباب خطای کشفی حکم خطای اجتهادی دارد که ملامت و عتاب از ان مرفوع است بلکه یک درجه از درجات صواب در حق او متحقق است اینقدر تفاوت دارند که مقلدان مجتهد حکم مجتهد دارند و درجه از درجات صواب بر تقدیر خطا نیز می یابند بخلاف مقلدان اهل کشف که معذور نیستند و از درجه صواب بر تقدیر خطا محروم اند چه الهام و کشف بر غیر حجت نیست و قول مجتهد بر غیر حجت است پس تقلید اول بر تقدیر احتمال خطا جائز نباشد و تقلید ثانی بر تقدیر احتمال خطا جائز است بلکه واجب و شهود بعضی از سالکان که در مرایای تعینات کونیه است نیز از قبیله احکام سابقه است و این شهود را شهود وحدت در کثرت نامیده اند زیرا که واجب تعالی و تقدس که بیچون و بیچگونه است هرگز در مرایای چونی نگنجد و در مجالی چندی نمی آید لامکانی در مکان گنجائش ندارد و بیچون را بیرون دائره چون باید جست لامکانی را ماورای مکان باید طلبید آنچه در آفاق و انفس دیده میشود آیات اویند سبحانه و تعالی و تقدس قطب دائره ولایت یعنی حضرت خواجه نقشبند قدس الله تعالی سره فرموده اند که هرچه دیده شد و شنیده شد و دانسته شد آن همه غیر است بحقیقت کلمه لا نفی آن باید کرد بیت در تنگنای صورت معنی چگونه گنجد + در کلبه گدایان سلطان چه کار دارد + صورت پرست غافل معنی چه داند آخر + گو با جمال جانان پنهان چه کار دارد + اگر گویند که در عبارات اکثر مشائخ چه نقشبندیه و چه غیر ایشان واقع شده است که صریح است در وحدت وجود و قرب و معیت ذاتیه و در شهود وحدت در کثرت و احدیت در کثرت جواب گوئیم که این احوال و شهود در توسط احوال ایشان را روی داده باشد و بعد از ان ازین مقام گذرانیده باشد چنانچه این فقیر از احوال خود در ما تقدم نوشته است جواب دیگر آنست که جمعی را با وجود نگرانی تام در باطن بجانب احدیت صرف ظاهر ایشان را که کثرت بین است بآن احکام و آن شهود مشرف میسازند و در باطن نگران احدیت اند و در ظاهر مشاهد مطلوب اند در کثرت چنانچه از حال والده خود خبر داده است در اوائل این مکتوب و تحقیق این جواب بتفصیل در رساله در تحقیق مراتب وحدت وجود نوشته شده است اینمقام تحمل زیادتی برانچه مذکور شده ندارد و نه گفته شود که چون در نفس امر وجودات متعدده باشند و قرب و احاطه ذاتیه نباشد

نگردد انقلاب حقائق محالست عقلاً و شرعاً و صحت حمل یکی بر دیگری ممتنع ست اصلا و را سا عجب ست که شیخ محی الدین و تابعان او ذات واجب تعالی را مجهول مطلق میگویند و محکوم علیه حکمی نمیدانند مع ذلک احاطه ذاتی و قرب و معیت ذاتیه اثبات می نمایند و ما هو الا حکم علی الذات تعالی و تقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمی و الاحاطة العلمیة و در زمان حصول علوم و معارف منافی مشرب وجودی این فقیر را اضطراب تمام بود که ورای این توحید امر دیگر عالی تر نمیدانست و تضرع و زاری دعا میکرد که این معرفت زائل نگردد تا آنکه حجب بتمام از روی کار زائل گشتند و حقیقت کما ینبغی منکشف شد معلوم گشت که عالم هرچند مرایای کمالات صفاتی ست و مجالی ظهورات اسمائی اما مظهر عین ظاهر نیست و ظل عین اصل نه چنانکه مذهب اهل توحید وجودی ست این مبحث بمثالی واضح گردد مثلاً عالمی ذو فنونی خواست که کمالات متنوعهٔ خود را در عرصهٔ ظهور جلوه دهد و خفایای مستحسنه خود را در معرض وضوح آرد ایجاد حروف و اصوات نمود و در مرایای آنها آن کمالات مخفیه ظاهر ساخت درین صورت نتوان گفت که این حروف و اصوات که مجالی و مرایای آن کمالات مخفیه شده اند عین آن کمالات اند یا محیط آن کمالات اند بالذات یا قریب اند آنها بالذات یا معیت دارند بلکه نسبت درمیان دالیة مدلولیة است حروف و اصوات ایشان دوال پیش نیستند بران کمالات و آن کمالات برصرافت اطلاق خود اند آن نسبتها که پیدا شده است از روی اوهام و خیالات ست فی الحقیقة ازان نسبتها هیچ ثابت نیست لیکن چون درمیان آن کمالات و این حروف و اصوات مناسبت ظاهریة و مظهریة و مدلولیة و دالیة متحقق ست همین مناسبت بعضی را بواسطهٔ بعضی عوارض باعث حصول آن نسبتهای وهمیه میگردد و نفس الامر آن کمالات از جمیع این نسب معرا و مبرا ست و ما نحن فیه نیز غیر از علاقهٔ دالیة و مدلولیة و ظاهریة و مظهریة نیست عالم علم بر خود صانع خود ست تعالی و تقدس و مظهر ست مر ظهور کمالات اسمائی و صفاتی او را سبحانه و همین علاقه بعضی را بواسطهٔ بعضی عوارض باعث بعضی احکام وهمیه میگردد و بعضی را کثرت مراقبات توحید بر این احکام می آرد که صورت آن مراقبات در متخیله نقش می بندد و بعضی دیگر را علم توحید و تکرار آن بنحوی از ذوق بآن احکام می بخشد و این هر دو صورت توحید معلول اند و داخل دائرهٔ علم بحال کاری ندارند و بعضی دیگر را منشای این احکام غلبهٔ محبت ست که بواسطهٔ استیلای حب محبوب غیر محبوب از نظر محب می خیزد و جز محبوب هیچ نمی بیند نه آن که در نفس الامر غیر محبوب هیچ نیست که آن مخالف حس و عقل و شرع ست و گاهی همین محبت باعث حکم باحاطه و قرب ذاتی میگردد و این قسم توحید اعلی

که از هر دو جهت جذبه و سلوک جدا است نه جذبه را با دمساعی سلوک را با آن تعلقی اینمقام بس مقام شگرف ست
اصحاب آن سرور علیه و علی آله و علیهم من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها باینمقام ممتاز اند و باین دولت
عظمی مشرف صاحب اینمقام را امتیاز تمام ست از ارباب مقامات دیگر مشابهتی با یکدیگر کمتر دارند بخلاف مقامات
دیگر که با یکدیگر مشابهتی دارند ولو بوجه دون وجه این نسبت از گذشت اصحاب کرام در حضرت مهدی علیه السلام
بر وجه اتم ظهور خواهد یافت ان شاء الله تعالی از مشائخ طبقات رحمهم الله سبحانه کم کسی از این مقام خبر داده است لیکن
که از علوم و معارف آن سخن کرده باشد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم نهایة ما فی الباب
اصحاب کرام را این نسبت عزیز الوجود در اول قدم ظهور می آید و بمرور بکمال میرسد و دیگری را اگر باین دولت
مشرف سازند در قدم نسبت اصحاب کرام تربیت دهند بعد از قطع منازل جذبه و سلوک و طی علوم و
معارف آنها باین دولت عظمی مستعد خواهد گشت و ابتداء ظهور این نسبت مخصوص به برکت صحبت سید البشر است
علیه و علی آله الصلوات والتحیات والبرکات والتسلیمات تا ما تواند بود که از متابعان او نیز کسی را باین برکت مشرف
سازند تا صحبت او نیز در ابتداء سبب ظهور این نسبت علیه گردد ٭ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ٭ دیگران
هم بکنند آنچه مسیحا میکرد ٭ درینوقت درین نسبت باهم اندراج النهایة فی البدایة متحقق شود چنانکه در صورت
تقدم جذبه بر سلوک متحقق ست زیاده برین بیان گنجایش ندارد شعر و من بعد هذا ما یدق صفاته ٭ و ما کتمه
احظی لدیه واجمل ٭ بعد هذا اگر ملاقات واقع شد و از جانب مستمعان منظنه حسن استماع دریافت شمه از این مقام
ان شاء الله تعالی در معرض ظهور خواهد آورد و هو سبحانه الموفق درباب بعضی یاران قلمی فرموده بودند این فقیر از زلات
ایشان درگذراند حق سبحانه و تعالی ارحم الراحمین ست عفو فرماید اما یاران را نصیحت فرمایند که در حضور و غیبت
در مقام آزار نباشند و تغیر اوضاع خود نکنند ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم و اذا اراد الله بقوم سوء فلا مرد له
و ما لهم من دونه من وال درباب میان شیخ الهداد خصوصاً نوشته بودند فقیر را هیچ مضایقه نیست اما ندامت از تغیر
وضع خود مشار الیه را درکار است که الندم توبة استشفاع فرع ندامت ست بهر تقدیر فقیر از جانب خود درمقام
گذشت جانب دیگر را ایشان دانند دیگر سرهند را منزل خود تصور فرمایند علاقه محبت و نسبت هم پیری گی از آن
قبیل ست که با مور عارضیه گسسته گردد زیاده چه نویسد والسلام مخدوم زاده ها و سائر اهل بیت بدعا مخصوص اند بعد از
تسوید این رقیمه بخاطر رسید که سخن را درباب زلات یاران و عفو از آن واضح تر نویسد که در اجمال ابهام ست تا مفهوم
شود مخدوما عفو بر تقدیری مطلوب متصور ست که آن جماعت آن اوضاع را بدل سازند و در مقام ندامت شوند والا عفو

وشهود وحدت در کثرت مطابق واقع نباشد پس حکم این بزرگواران کاذب باشد چه غیر مطابق واقع
ونفس الامر ست زیرا که جواب گوئیم که این بزرگواران باندازهٔ شهود خود این حکم کرده اند در رنگ آنکه
شخصے حکم کند بآنکه صورت زید را در مرات دیده ام این حکم نیز مطابق واقع نیست چه در مرات آن
صورت را ندیده است چه صورت در مرات اصلا نیست تا دیده شود آن شخص را درین حکم عرفا کاذب
نگویند هرچه مطابق نفس الامر نباشد که او درین حکم معذور است وعلامت کذب ازوی مرفوع ست کما
مر سابقاً مقصود از اظهار احوال که شایان استتار اند آنست تا دانسته شود که اگر قبول وحدت وجود بوده است
از کشف بوده است نه از روی تقلید واگر انکار ست هم از الهام ست گنجایش انکار ندارد وهرچند برغیر محبت نیست
جواب دیگر از برای رفع شبهه کذب آنست که افراد عالم بایکدیگر در بعضی امور اشتراک دارند و در بعضی دیگر امتیاز
و همچنین ست اشتراک ممکن با واجب تعالی وتقدس در بعضی امور عرفیه هرچند بالذات ممتاز اند پس
بر تقدیر غلبه محبت ما به الامتیاز از نظر مخفی میگردد و ما به الاشتراک در نظر مینماید پس درین صورت اگر حکم بعینه یکدیگر کنند
مطابق واقع خواهد بود وکذب را اصلا مجال نخواهد ماند واحاطه ذاتی وشمول آن نیز بر همین قیاس باید کرد
والسلام مکتوب سی و دوم بمرزا حسام الدین احمد صدور یافته در بیان کمال که مخصوص باصحاب
کرام ست رضوان الله تعالی علیهم واز اولیا کم کسے به آن کمال مشرف شده است و در
حضرت مهدی بوجه اتم ظهور خواهد یافت وآن کمال فوق نسبت جذب و سلوک است
و در بیان آنکه کمال صناعت بتلاحق افکار ست زیادتی آن بتتابع انظار نسبت پیر اگر بهمان
صرافت بماند موجب نقصان ست مرید رشید تواند که آنرا کامل سازد دما یناسب ذلک التفات نامه
گرامی ورود یافت لله سبحانه الحمد والمنة که دور افتادگان از یاد نرفته اند وبتقریبی مذکور میگردند
یاری بهیچ خاطر خود شاد میکنیم از عدم دریافت نسبت خاصه پیر دستگیر علیه الرحمة نوشته اند وسبب آنرا پرسیده
مخدوما شرح امثال این سخنان بطوق تحریر بلکه بتقریر هم مناسب نمی نماید تا در فهم کسی چه در آید وازانجا چه فراگیرد
حضور بشرط حسن ظن باطول صحبت بهرنهج که باشد درکار ست وبدونه خرط القتاد ؎ آسوده شبے باید وخوش
مهتابے + تا با تو حکایت کنم از هر بابے + اما بحکم سوال راجوابے بباید اینقدر وا مینماید که هر مقامے را
علوم ومعارف دیگر ست واحوال ومواجید دیگر در مقامے مناسب ذکر وتوجه است و در مقام دیگر تلاوت
ونماز ست مقامی مخصوص بجذبه است ومقامی بسلوک ومقامی باین هر دو دولت ممتزج ست ومقامی

اما علم شان در حق ذاتهای ایشان نافع نیاید هرچند تائید شریعت و تقویت ملت بر ایشان مترتب ست اما
گاه است که این تائید و تقویت از اهل فجور و ارباب فتور هم می آید چنانکه سید انبیا علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات
از تائید آن مرد فاجر خبر داده اند فرموده ان الله لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر در رنگ سنگ پارس اند
که از مس و آهن هرچه باو رسد زر گردد و او فی حد ذاته بر حجریت خود ست و همچنین آتشے که در سنگ نے مودع ست
عالم را از آن آتش حصول منافع ست اما آن سنگ نی از آن آتش درونی بے نصیب اند بلکه گوییم که این علم
در حق و ذات ایشان مضر آمد که حجت را بر ایشان تمام ساخت ان اشد الناس عذابا یوم القیمة عالم لم
ینفعه الله بعلمه چگونه مضر نباشد علمیکه نزد خدای عز و جل عزیز است و اشرف موجودات از وسیله دنیاے
دنیه از مال و جاه و ریاست ساخته اند و حال آنکه دنیا نزد حق تعالی ذلیل و خوار ست بدترین مخلوقات پس عزیز خدا
را عز و جل خوار ساختن و ذلیل را سبحانه عزت دادن بغایت مستقبح است فی الحقیقت معارضه است بحق سبحانه
و تعالی تدریس و افتا وقتی نافع آید که خالصا لوجه الله سبحانه باشد و از شائبه حب جاه و ریاست و حصول مال و
رفعت خالی باشد و علامت این خلو زهد در دنیا ست و بی رغبت بودن است از دنیا و مافیها علمای که باین بلا
مبتلا اند و بمحبت این دنیه گرفتار از علمای دنیا اند ایشانند علمای سوء و شرار مردم و لصوص دین و حال آنکه ایشان خود را
مقتدای دین میدانند و بهترین خلائق می انگارند و یحسبون انهم علی شیء الا انهم هم الکاذبون استحوذ علیهم الشیطان فانساهم
ذکر الله اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون عزیزی شیطان لعین را دید که فارغ نشسته است و از
تضلیل و اغوا خاطر جمع ساخته آن عزیز سر آنرا پرسید لعین گفت که علمای سوء این وقت درین کار با من مدد عظیم کرده اند و
مرا ازین مهم فارغ ساخته اند و الحق درین زمان هر سستی و مداهنتی که در امور شرعیه واقع شده و هر فتوری که در ترویج
ملت و دین ظاهر گشته است همه از شومی علمای سوء است و فساد نیات ایشان آری علمای که از دنیا بے رغبت اند و از حب جاه
و ریاست و مال و رفعت آزاد از علمای آخرت اند و ورثه انبیا اند علیهم الصلوات والتسلیمات بهترین خلائق ایشانند که فردای
قیامت سیاهی ایشانرا بخون شهدای فی سبیل الله وزن خواهند کرد و پله این سیاهی خواهد چربید و نوم العلماء عبادة
در شان ایشان متحقق ست ایشانند که جمال آخرت در نظر شان مستحسن آمده و قباحت دنیا و شناعت آن مشاهد گشته آنرا بنظر
بقا دیده اند و این را بداغ زوال متسم یافته لاجرم خود را بباقی سپرده اند و از فانی باز داشته اند شهود عظمت آخرت
ثمره شهود جلال لایزال ست و ذلیل داشتن دنیا و مافیها از لوازم شهود عظمت آخرت ست ان الدنیا و الآخرة
ضرتان ان رضیت احدیهما سخطت الاخری اگر دنیا عزیز است آخرت خوار ست و اگر دنیا خوار ست

گنجایش ندارد و نوشته بودند که پیر دستگیر قدس سره این مقام را بشما داده اند و جماعه را بشیخ الهداد سپرده بودند این
سخن بجائی میطلبید اگر سپردن باینمعنی گفته اند که تربیت جماعت طالبان بکنند و در مقام مشیخت بنشینند
ممنوع است و در مرتبه اخیر از ملاقات بفقیر حضرت ایشان فرموده بودند که شما تجویز بکنید که شیخ الهداد
از جانب ما رفته به بعضی طالبان مشغولی بگوید و احوال بعضی را بما رساند که ما را تاب حضور طلبیدن و مشغولی گفتن
و احوال پرسیدن نیست فقیر درینباب هم متوقف بود چون ضرورت شد فقیر هم آن قدر تجویز نمود این قسم
تبلیغ از جنس سفارت محض است علی الخصوص که منتهی بر ضرورت باشد و الضرورة یقدر بقدرها پس آن
سفارت هم مخصوص بزمان حیوة ایشان باشد بعد از ارتحال ایشان مشغولی گفتن و احوال طالبان
پرسیدن داخل خیانت است نوشته بودند که نسبت پیر دستگیر باقی ماند یعنی زیادتی و نقصان پذیر و مخدوما تکمیل
صناعة بتلاحق افکار است نحوی که سیبویه وضع کرده بود افکار متاخران آنرا چند زیاده کرده است بحال
طراقت ماندن خود عین نقص است نسبتی که حضرت خواجه نقشبند را داشتند در زمان حضرت خواجه عبد الخالق قدس الله تعالی
سرهما علی هذا القیاس علی الخصوص که حضرت خواجه ما در صدد تکمیل این نسبت بوده اند و آنرا تمام نمیدانستند که اگر
حیوة وفا میکرد باراده خداوندی جل سلطانه این نسبت را تا بکجا می بردند سعی کردن در عدم زیادتی آن مناسب نیست
و فقیر نمیداند که این نسبت چه طور باقی خواهد ماند شما خود نسبت علیحده دارید به نسبت ایشان مساس ندارد و این
سخن مکرر در حضور ایشان مشخص شده بود شیخ الهداد فقیر نسبت را چه داند که چیست نحوی از حضور قلبی داشت دیگر آنرا هم معلوم
نیست که چه حالت است بر پا دارنده آن نسبت کیست وا نمایند تا فقیر هم ممد آنکس باشد واقعات را اعتبار ننهند که
خیالی اند صدقی ندارند شیطان دشمن قوی است از تسویلات او امن متعسر است الا من عصمه الله تعالی و از سلب نسبتهای مکتسبه
نوشته بودند مخدوما آن سلب کردن باختیار نبود چنانکه در حضور مذکور شده بود الحال هم آن سلب حال خود است زائل نشده آنرا
زائل تصور کردن خیال است و از بکه از دل شنوند بیان حالت کاری ندارد اخگری را که سرد میسازند و آتش از وی زائل میگردد
بعد از آب انداختن هم آوازی در وی میماند نمیتوان گفت که هنوز آتش در وی مکنون است و وقایع را اعتبار نیست این سخن
اگر امروز پوشیده است منتظر باشند فردا ان شاء الله تعالی ظهور خواهد یافت چون شما مبالغه نوشته بودید بضرورت
در جواب آن سخن گفته شد و الا بی تقریب سخن کردن میسر نمیشود مکتوب سی و سوم به ملا حاجی محمد لاهوری صدور یافت بیان
مذهب علماء سوء که بمحبت دنیا گرفتار اند و علم را وسیله حصول دنیا ساخته و در مدح علماء زاهد که از دنیا بی رغبت گشته اند
علماء را محبت دنیا و رغبت دنیا و رغبت در آن کلف چهره جمال ایشان است خلائق را اگرچه از ایشان حصول فوائد است

اطلاع بر حقیقت این جواهر خمسه اکمل افراد اولیاء الله را مسلم ست که مراتب سلوک بتفصیل گذرانیده بنهایت
النهایت رسیده اند بیت هر گدائی مرد میدان کے شود * پشه آخر سلیمان کے شود * و اگر بمحض فضل
ایزدی تعالی شانه نظر بصیرت صاحب دولتے را به تفصیل مرتبه وجوب علی حسب الامکان بکشایند مطالعه
اصول این جواهر را دران موطن نیز نمایند اورا این جواهر صغیره و کبیره را در رنگ ظلال آن جواهر حقیقت معلوم نماید
ع این کار دولتست کنون تا کرا رسد * ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم منع از اظهار حقائق عالم
امر بواسطه دقت آن معانی مکنونه است تا هر کوته نظرے از انجا چه فرا گیرد راسخان در علوم که بشرف وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا مشرف اند ازین ماجرا آگاهند ع هنیئا لارباب النعیم نعیمها ه مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز *
ورنه در مجلس رندان خبرے نیست که نیست * والسلام علیکم وعلی من اتبع الهدے والتزم متابعة المصطفی علیه
وعلیهم من الصلوات والتسلیمات اتمها وادومها ثانیا بخاطر آمد که از جواهر مقدسه علیا نیز به تحریر آورده شود
باید دانست که ابتداء آن جواهر از صفات اضافیه است که کالبرزخ بین الوجوب والامکان اند
و فوق اینها صفات حقیقیه که روح را از تجلیات اینها نصیب ست و قلب را بصفات اضافیه تعلق ست
و به تجلیات اینها مشرف ست وبقیه این جواهر علیا که فوق صفات حقیقیه اند داخل دائره حضرت ذات اند
تعالی و تقدس لهذا التجلیات این مراتب ثلاثه را تجلیات ذاتیه میگویند سخن از انجا راندن مصلحت نیست
ع قلم اینجا رسید و سر بشکست مکتوب سی و پنجم بیان حاجی محمد لاهوری صدور یافت در بیان محبت
ذاتی که انعام و ایلام درانمقام برابر ست نجانا الله سبحانه وایاکم عن زیغ البصر بحرمة سید البشر علیه وعلی
آله الصلوات والتسلیمات مقصود از سیر و سلوک تزکیه نفس اماره است و تطهیر آن از عبادت آلهه باطله
که ناشی است از وجود هوای نفسانی تا نجاتی میسر شود بحقیقت جز یک معبود برحق تعالی و تقدس قبله
توجه نماند و هیچ مقصودی بر وی نگزیند چه از مقاصد دینی و چه از مطالب دنیاوی مقاصد دینی هر چند احسنات
است اما کار ابرار ست مقربین آنرا سیئه میدانند و جز یکے را مقصود نمی شمارند این دولت وابسته بحصول فنا ست
وتحقق محبت ذاتی که دران موطن انعام و ایلام متساویست از تعذیب انجنان التذاذ ست که از تنعم اگر بهشت را
خواهند برای آن خواهند که محل رضای اوست تعالی و تقدس در طلب آن مرضی اوست غرض نفسانی واگر
و دوزخ پناه برای آن جویند که مقام سخط مولی ست تعالی نه مقصود از بهشت طلب حظ نفس ست و نه فرار
از دوزخ بواسطه رنج و محنت چه هر از محبوب ست نزد این بزرگواران مرغوب ست و عین مطلوب

آخرت عزیز ست جمع این دو امر از قبیل جمع اضداد ست ما احسن الدین والدنیا لو اجتمعا آری جمعی از مشائخ کہ
از خود و ما یست خود بتمام بر آمدہ اند بواسطہ بعضی نیات حقانیہ اختیار صورت اہل دنیا نمودہ اند و بظاہر راغب
می نمایند و فی الحقیقت ہیچ تعلقی ندارند و از ہمہ فارغ و آزاد اند رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ تجارت
و بیع ایشان را مانع ذکر خدا نیست در عین تعلق باین امور بی تعلق اند حضرت خواجہ نقشبند فرمودہ اند قدس اللہ تعالیٰ
سرہ الاقدس کہ در بازار منیٰ تاجرے را دیدم کہ پنجاہ ہزار دینار کم و بیش را خرید و فروخت نمود و یک لحظہ
دل او از حق سبحانہ غافل نگشت. **مکتوب سی و چہارم** نیز بملا حاجی محمد لاہوری صدور یافتہ در بیان
جواہر عالم امر بطریق بسط و تفصیل مہما امکن نقد سعادت دارین وابستہ باتباع سید کونین ست علیہ و علی آلہ
من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا فلسفی کہ دیدۂ بصیرت او بکحل متابعت صاحب شریعت علیہ و علی
آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ مکتحل نشدہ است از حقیقت عالم امر نابینا ست فضلا عن ان یکون لہ شعور
عن مرتبۃ الوجوب تعالیٰ وتقدس نظر کوتاہ او مقصور بر عالم خلق ست و در انجا نیز نا تمام ست جواہر خمس کہ
اثبات نمودہ اند ہمہ در عالم نفس و عقل را کہ از مجردات شمردہ است از نادانی ست نفس ناطقہ خود ہمین نفس
امارہ است کہ بتزکیہ محتاج ست و بالذات ہمت او بدنائت و پستی ست بعالم امر او را چہ نسبت و تجرد را باو چہ
مناسبت و عقل خود ادراک نمیکند از معقولات مگر اموری را کہ بمحسوسات مناسبت دارند بلکہ حکم محسوسات پیدا
کردہ اند اما امری کہ بمحسوسات مناسبت ندارد و شبہ و مثال او در مشاہدات پیدا نیست در ادراک عقل نمی آید
و بند او بکلید عقل نمیکشاید لہذا نظر او از احکام بیچونی کوتاہ است و در تعذیب محض گمراہ و این علامت
عالم عقل ست عالم امر را روبہ بیچونی ست توجہ بہ بیچونی ابتدائے عالم امر از مرتبۂ قلب ست و فوق قلب روح
ست و فوق روح سر است و فوق سر خفی ست و فوق خفی اخفی ست پنجگانہ عالم امر را اگر جواہر خمسہ گویند گنجایش
دارد و از کوتاہ نظری خذف ریزۂ چند را فراہم آوردہ جواہر انگاشتہ است ادراک این جواہر خمسہ عالم امر و اطلاع بر حقائق
اینہا نصیب کمل تابعان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم و چون در عالم صغیر کہ انسانست نمونہ ایست
از انچہ در عالم کبیر ست در عالم کبیر نیز احوال این جواہر خمسہ ثابت باشد عرش مجید مبدا این جواہر کبیر ست در رنگ
قلب انسان و باین مناسبت قلب را نیز عرش اللہ تعالیٰ گویند و باقی مراتب جواہر پنجگانہ فوق العرش برزخ
ست در میان عالم خلق و عالم امر در عالم کبیر در رنگ قلب انسان کہ برزخ ست در میان عالم خلق
و عالم امر در عالم صغیر قلب و عرش اگرچہ در عالم خلق ظاہر اند اما از عالم امر اند نصیبی از بیچونی و بیچگونگی دارند

اطلاع

فاتحه خوانند والسلام. مکتوب سی و هفتم بشیخ محمد خیری صدور یافته تحریص بر اتباع سنت سنیه علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیة و در ترغیب بحصول نسبت نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم مراسله شریفه و کتابت
لطیفه که از روی کرم ارسال فرموده بودند بمطالعه آن مسرور و مبتهج گردید استقامت و ثبات خود بودن طریقه علیه
نقشبندیه نوشته بودند الحمد لله سبحانه علی ذلک حضرت حق سبحانه و تعالی ببرکت اکابر این طریقه علیه ترقیات
بی نهایت کرامت فرماید طریق ایشان کبریت احمر است و مبنی بر متابعت سنت علی مصدرها الصلوة والسلام
والتحیة این فقیر از نقد وقت خود می نویسد که مدتها از علوم و معارف و از احوال و مقامات در رنگ برنیسان
ریختند و کاریکه باید کرد بعنایت الله سبحانه کردند و الحال آرزوی نمانده است الا آنکه احیای سنتی از سنن مصطفویه
علی صاحبها الصلوات والتسلیمات نموده آید و احوال و مواجید مر ارباب ذوق را مسلم باشد می باید که باطن
را بنسبت خواجها قدس الله تعالی اسرارهم معمور داشته ظاهر را بکلیت متابعت سنن ظاهره متحلی و متزین دارند
مصرعه کار اینست غیر این همه هیچ * نماز پنجگانه را در وقت اول ادا نمایند الا عشاء زمستان که ثلث شب
تاخیر در آن مستحب است درین امر فقیر بی اختیار است نمیخواهد که بسهو تاخیر را در اداء صلوة گنجایش باشد
و عجز بشریت مستثنی است مکتوب سی و هشتم نیز بشیخ محمد خیری صدور یافت در گرفتاری بذات
بحت تعالی و تقدس که منزه است از اعتبار اسماء و صفات و شیون و اعتبارات و در مذمت جماعه
نارسیدگان که چون را بیچون تصور کرده بآن گرفتار مانده اند و در تفاوت اقدام اهل فنا که مرتب است
بران تفاوت علوم و معارف و امثال آن مکتوب شریف رسید موجب فرحت گشت حق سبحانه و تعالی
همواره با خود دارد و یک لحظه با غیر خود نگذارد و هرچه مادون ذات بحت است تعالی شانه معبر بغیر است اگرچه
اسماء و صفات باشد و آنکه متکلمین صفات را لا هو و لا غیره گفته معنی دیگر دارد و از غیر غیر مصطلح خواسته اند
و بآن معنی نفی خاص کرده اند نه بمعنی مطلق و نفی خاص مستلزم نفی عام نیست و از آن ذات عز سلطانه جز بسلوب
تعبیر نمیتوان کرد دران مرتبه هرچه اثبات است الحاد است و بهترین تعبیرات و جامع ترین عبارات لیس کمثله
شیء است که بزبان فارسی ترجمه آن بیچون و بیچگونه است و علم و شهود و معرفت را باو سبحانه راه نیست هرچه
می بینند و میدانند و می شناسند غیر اوست تعالی بآنها گرفتاری گرفتاری بغیر اوست پس نفی آن لازم
باشد و تحت کلمه لا آله در آورده اثبات آن ذات بیچون و بیچگون را بکلمه الا الله میباید کرد و این اثبات
اولا بتقلید است و آخرا بتحقیق و بعضی ارباب سلوک بنهایت کار نارسیده چون را بیچون تصور کرده اند

کل ما یفعله المحبوب محبوب حقیقت اخلاص محبوب انجا دست میدهد و خلاصی از آلهه باطله اینجا حاصل میشود و کلمه توحید این زمان درست می آید و بدون شرط آن فنا دین محبت ذاتی که بی ملاحظه اسما و صفات بی توسل انعام و اکرام محبوب است کار در خلل است و فنای مطلق بی این محبت شرک سوز دست نمیدهد مثنوی عشق آن شعله است که چون بر فروخت ؛ هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت ؛ تیغ لا در قتل غیر حق براند ؛ در نگر زان پس که بعد لا چه ماند ؛ ماند الا الله باقی جمله رفت ؛ شاد باش ای عشق شرکت سوز رفت مکتوب سی و ششم نیز بملا حاجی محمد لاهوری صدور یافت در بیان آنکه شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویه و اخرویه است مطلبی نیست که در حصول آن بماورای شریعت احتیاج افتد طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند و ما نیاسب لک حققنا الله سبحانه و ایاکم بحقیقة الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة و یرحم الله عبدا قال امینا شریعت را سه جزو است علم و عمل و اخلاص تا این هر سه جزو متحقق نشوند شریعت متحقق نشود و چون شریعت متحقق شد رضای حق سبحانه و تعالی حاصل گشت که فوق جمیع سعادات دنیویه و اخرویه است و رضوان من الله اکبر پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویه و اخرویه آمد و مطلبی نماند که ماورای شریعت در ان مطلب احتیاج افتد طریقت و حقیقت که صوفیه بآن ممتاز گشته اند هر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث که اخلاص است پس مقصود از تحصیل آن هر دو تکمیل شریعت است نه امر دیگر ورای شریعت احوال و مواجید و علوم و معارف که صوفیه را در اثنای راه دست میدهند نه از مقاصد اند بلکه اوهام و خیالات تربیت بها اطفال الطریقة از جمیع اینها گذشته بمقام رضا باید رسید که نهایت مقامات سلوک و جذبه است چه مقصود از طی منازل طریقت و حقیقت ماسوای تحصیل اخلاص نیست که مستلزم مقام رضاست از تجلیات سه گانه و مشاهدات عارفانه گذرانیده از هزاران یکی را بدولت اخلاص و مقام رضا میرسانند کوته اندیشان احوال و مواجید را از مقاصد می شمرند و مشاهدات و تجلیات را از مطالب می انگارند لاجرم گرفتار زندان وهم و خیال میمانند و از کمالات شریعت محروم میگردند کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه الله یجتبی الیه من یشاء و یهدی الیه من ینیب آری حصول مقام اخلاص و وصول بمرتبه رضا منوط بطی این احوال و مواجید است و مربوط به تحقق این علوم و معارف پس اینها معدات مطلوب باشند و مقدمات مقصود حقیقت این معنی بتصدق حبیب الله علیه و علی آله الصلوة والسلام برین فقیر بعد از ده سال کامل درین راه بوضوح انجامید و شاهد شریعت کما ینبغی جلوه گر گشت هر چند از اول گرفتاری احوال و مواجید نداشت و غیر از تحقق به حقیقت شریعت مطلبی در نظر نبود لیکن بعد از عشره کامله حقیقت امر کما هو بظهور آمد الحمد لله علی ذلک حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه مبارکا علیه فوت مغفرت پناهی میان شیخ جیو جمیع اهل اسلام را باعث حزن و تفرقه است مخدوم زاده های ایشان را از جانب فقیر عزا نموده

فقیر ازین عبارت معنی توحید نمی فهمد و بعلماء در فهم معنی آن موافق ست درستی اینها فوق درستی ارباب
توحید معلوم گشت کل میسر لما خلق له ع هر کسے را بهر کارے ساختند ٭ انچه برین کس ست ولا بد ست
دبآن مکلف امتثال اوامر و انتهاء از نواهی ست ما آتکم الرسول فخذوه و ما نهکم عنه فانتهوا و اتقوا الله و چون
ماموربه اخلاص ست و آن بےفنا صورت نمی بندد و بی محبت ذاتیه متصور نمیشود لاجرم تحصیل مقدمات
فنا که مقدمات عشره است میباید کرد اگرچه فنا موهبت محض ست اما مقدمات و مبادی آن بکسب
تعلق دارد اگرچه بعضے باشند که بحقیقت فنا ایشان را مشرف سازند بے آنکه کسب مقدمات آن نمایند
و بریاضات و مجاهدات حقیقت خود را اصطفا سازند و حال از دو صورت خالی نیست یا بموقف
المواقف او را باز دارند یا بهر تکمیل ناقصان بعالم باز گردانند بر تقدیر اول سیر در مقامات مذکور واقع
نمیشود و از تفاصیل تجلیات اسمائی و صفاتی بیخبر ست و بر تقدیر ثانی چون در العالم باز گردانند سیر او بر تفصیل
مقامات واقع میشود و تجلیات بی نهایت او را مشرف میسازند صورت مجاهده دارد اما فی الحقیقت در
کمال ذوق و لذت ست بظاهر ریاضت است و بباطن تنعم و لذات ع این کار دولت ست کنون تا کرا رسد
گفته نشود که چون اخلاص از جملهٔ مامورات واجبة الامتثال باشد و حقیقت آن بی فنا متحقق نمیشود پس علماء ابرار
و صلحاء اخیار که بحقیقت فنا مشرف نشده اند به ترک اخلاص عاصی باشند زیرا که گوئیم که نفس اخلاص ایشان را
حاصل ست اگرچه در ضمن بعضی افراد اخلاص باشد و بعد از فنا کمال اخلاص متحقق میشود و بجمیع افراد
شامل میباشد و لهذا گفته شده است حقیقت اخلاص بی فنا صورت نمی بندد و نه گفت که نفس اخلاص
بے فنا متحقق نمیشود مکتوب سی و نهم نیز بشیخ محمد چتری صدور یافت در بیان آنکه مدار کار بر قلب ست
از مجرد اعمال صوری و عبادات رسمی کاری نمی کشاید و امثال آن حق سبحانه و تعالی از ما دون خود اعراض
و بجناب قدس خود اقبالے ارزانی فرماید بحرمة سید البشر المحرز عن زیغ البصر علیه و علی آله الصلوات
و التسلیمات مدار کار بر قلب است اگر از دل بغیر او سبحانه گرفتار ست خراب ابتر ست
از مجرد اعمال صوری و عبادات رسمی کارے نمی کشاید سلامتی قلب از التفات بما سوای
او تعالی و اعمال صالحه که ببدن تعلق دارند و شریعت بانیان آن امر فرموده هر دو در کار ست
دعوے سلامت قلب بے اتیان اعمال صالحه بدنیه باطل ست همچنانکه درین نشأه روح
بے بدن غیر متصور ست احوال قلبی بے اعمال صالحه بدنی محال ست بسیارے از

وشهود و معرفت را با در راه داده اند ارباب تقلید بمراتب ازینها بهتر اند چه تقلید اینها مقتبس از مشکوة نور نبوت
است علی صاحبها الصلوات والتسلیمات که خود خطا را با در راه نیست و مقتدای آن جماعت نارسیدگان کشف
غیر صحیح است ع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا ؛ فی الحقیقت آن جماعه منکر ذات اند که اگر اثبات شهود
ذات نمیکنند اما نمیدانند که نفس اثبات عین انکار است امام مسلمین امام اعظم کوفی رضی الله تعالی فرموده است
سبحانک ما عبدناک حق عبادتک و لکن عرفناک حق معرفتک ادای عدم حق عبادت خود ظاهر است لیکن
حصول حق معرفت بنا بر آنست که نهایت معرفت در ذات تعالی شانه جز آن نیست که به بیچونی و بیچگونگی
بشناسند ساده دلی گمان نبرد که درین معرفت عام و خاص مبتدی و منتهی مستوی الاقدام اند گوئیم که او فرق
نکرده است میان علم و معرفت مبتدی را علم است و منتهی را معرفت معرفت جز به فنا نمیباشد و این دولت جز
فانی را میسر نشود مولوی میفرماید مثنوی ؛ هیچکس را تا نگردد او فنا ؛ نیست ره در بارگاه کبریا ؛ پس چون
معرفت ورای علم باشد باید دانست که امریست ورای دانش متعارف که تعبیر از آن بمعرفت میکنند و ادراک
بسیط نیز میگویند شعر فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست ؛ هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب هست ؛ مثنوی
اتصالی بی تکیف بی قیاس ؛ هست رب الناس را با جان ناس ؛ لیک گفتم ناس را نسناس نه ؛
ناس غیر از جان جان اشناس نه ؛ و چون در فنا نیز اقدام متفاوت اند لاجرم منتهیان را نیز در معرفت
تفاضل باشد کسیکه فنای وی اتم است معرفت وی اکمل است و کسیکه دون اوست در فنا دون اوست
در معرفت علی هذا القیاس سبحان الله سخن بکجا رفت بایستی از بیحاصلی و نامرادی و بی استقامتی و ناثباتی
خود می نوشتم و از دوستان مددی و معونتی طلب میکردم مرا با مثال این سخنان چه مناسبت بیت آنکه از خویشتن
خبر نیست چنین ؛ چه خبر دارد از چنان و چنین ؛ اما همت بلندپایه و طینت سرمایه نمیگذارد که بپایان های دنیه
و سرمایه های سفیهه فرود آید بلکه زو التفات نماید اگر میگوید از و میگوید اگرچه هیچ نمیگوید و اگر می جوید او را
میجوید اگرچه هیچ نمییابد اگر حاصلی دارد او را دارد اگرچه هیچ ندارد و اگر واصل است او را واصل است
اگرچه بیحاصل است در عبارات بعضی اکابر قدس الله تعالی اسرارهم العلیه که شهود ذاتی واقع
شده است معنی آن بر غیر ارباب کمال ظاهر نیست نارسیدگان را فهم آن معنی محال است
ع در نیابد حال پخته هیچ خام ؛ پس سخن کوتاه باید والسلام ؛ عنوان نامه بکلمه
هو الظاهر هو الباطن مزین کرده بودند مخدوما هو الظاهر هو الباطن درست است اما چندگاه است که

واگر بے تکلف میسر ست پس فی الحقیقت باطن که طریقت و حقیقت ست متمم و مکمل ظاهر آمد که شریعت ست
پس سالکان سبل طریقت و حقیقت را اگر در اثنای راه اموریکه بظاهر با شریعت در جنگ اند ظاهر شوند
و ظاهر سازند مبنی بر سکر وقت و غلبه حال ست اگر ازان مقام گذرانند و بصحو آرند آن منافات بالکلیه
مرتفع میشود و آن علوم متضاده تمام هباء منثورا میگردند مثلاً جمعے از سکر باحاطه ذاتی قائل گشته اند و بالذات
حق را تعالی و تقدس محیط عالم میدانند این حکم مخالف آرای علمای اهل حق ست ایشان باحاطه علمی قائل اند
فی الحقیقت آرای علما بصواب اقرب ست هرگاه همین صوفیه قائل باشند بآنکه ذات حق تعالی و تقدس
بهیچ حکمے محکوم نمیگردد پس حکم دروی باحاطه و سریان نمودن مخالف آن قولست والحق که ذات او تعالی
بیچون و بیچگون ست هیچ حکمے را بوی راه نیست آنجا حیرت و نادانی ست و دران موطن جهل صرف ست
و سرگردانی محض احاطه و سریان را دران جناب قدس چه یارا اگر آنکه از جانب صوفیه که قائل باین احکام اند
اعتذار نموده شود که مراد ایشان از ذات تعین اول ست و چون آنرا از لابتعین نمیدانند آن تعین را عین ذات
میگویند و آن تعین اول که معبر بوحدت ست در جمیع ممکنات ساریست پس حکم باحاطه ذاتی درست آمد
اینجا دقیقه ایست باید دانست که ذات تعالی و تقدس نزد علماء اهل حق بیچون و بیچگونه است و ماسوای
او هر چه هست بروی زاید ست آن تعین هم اگر نزد ایشان ثابت شود نیز زائد خواهد بود و از دائرهٔ
حضرت ذات بیچون بیرون خواهند دانست پس احاطه او را ذاتی نخواهند گفت پس نظر علماء از
نظر آن صوفیه بلند آمده و ذاتیکه نزد آن صوفیه ست نزد این علماء داخل ماسوی است همین
قیاس ست قرب و معیت ذاتی و موافقت معارف باطن با علوم شرعیه ظاهر بتمام و کمال بحدیکه در تغیر
و تغییر مجال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است که بالاتر مقام ولایت است فوق مقام صدیقیت مقام
نبوت ست علومیکه بنبی را علیه الصلاة والسلام بطریق وحی آمده است صدیق را بطریق الهام منکشف
گشته است درمیان این دو علم غیر از فرق وحی و الهام نیست پس مخالفت را چه مجال باشد و در مادون
مقام صدیقیت هر مقامی که باشد نحوی از سکر متحقق است صحو تمام در مقام صدیقیت است
و بس و فرق دیگر درمیان این دو علم آنست که در وحی قطع ست و در الهام ظن زیراکه وحی بتوسط
ملک ست و ملائکه معصوم اند احتمال خطا در ایشان نیست و الهام اگرچه محل عالی دارد که قلب است
و قلب از عالم امرست اما قلب را با عقل و نفس نحوی از تعلق متحقق ست و نفس هرچند به تزکیه

ملحدان اینوقت این قسم دعوی مینمایند نجانا الله سبحانه عن معتقداتهم السوء بصدقة حبیبه علیه الصلوة والسلام
والتحیة. مکتوب چهلم نیز به شیخ محمد خیری صدور یافت در بیان تحصیل مقام اخلاص که جزویست
از اجزاے ثلثۂ شریعت و در تکمیل این جزو طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند در امثال آنها نحمده و نصلی
علی نبیه و نسلم نحمده و مابعد از طے منازل سلوک و قطع مقامات جذبه معلوم بشد که مقصود ازین سیر و سلوک تحصیل
مقام اخلاص ست که مربوط بفنای آیه آفاقی و انفسی و این اخلاص جزویست از اجزاے شریعت
چه شریعت را سه جزو ست علم و عمل و اخلاص پس طریقت و حقیقت خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث که اخلاص ست
حقیقت کار این ست اما فهم هر کس اینجا نرسد اکثر عالم بخواب و خیال آرمیده اند و بجوز و مویز اکتفا نموده
از کمالات شریعت چه دانند و از حقیقت طریقت و حقیقت چه رسند شریعت را پوست خیال میکنند
و حقیقت را مغز میدانند نمیدانند که حقیقت معامله چیست به ترهات صوفیه مغرور اند و باحوال و
مقامات مفتون هداهم الله سبحانه سواء الطریق والسلام علینا و علی عباد الله الصالحین. مکتوب چهل و یکم
بشیخ درویش صدور یافته در ترغیب بمتابعت سنت سنیه مصطفویه علی صاحبها الصلوة والسلام
والتحیة و در بیان آنکه طریقت و حقیقت متممان شریعت اند و در بیان علوم شرعیه و علوم صوفیه
که در مقام صدیقیت که اعلاے مراتب ولایت ست فائض میگردند اصلا مخالفت نیست
و ما یناسب ذلک حق سبحانه و تعالی ظاهر و باطن را بمتابعت سنت سنیه مصطفویه علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیة متحلی و متزین گرداناد بحرمة النبی و آله الامجاد علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات
محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم محبوب رب العالمین ست هر چیز که خوب و مرغوب ست
از براے مطلوب و محبوب ست لهذا حق سبحانه و تعالی در کلام مجید خود میفرماید انک لعلی خلق
عظیم و نیز میفرماید تعالی و تقدس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم و نیز فرموده تعالی و تقدس ان هذا
صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل ملت او را علیه الصلوة والسلام صراط مستقیم خوانده ما سواے
او را داخل سبل گردانیده و از اتباع آن منع فرموده و آن سرور فرموده علیه الصلوة والسلام اظهار الشکر
اعلاما للخلق و هدایة لهم خیر الهدی هدی محمد و نیز فرموده علیه الصلوة والسلام ادبنی ربی فاحسن تادیبی
و باطن متمم ظاهر ست و مکمل آن سر موئے با یکدیگر مخالفت ندارد مثلا دروغ بزبان ناگفتن شریعت ست
و از دل نفی خاطر کذب نمودن طریقت و حقیقت ست اگر این نفی به تکلف و تعمل ست طریقت ست

وویل لمن حرم من هذه الدولة القصوی بقیة المرام آنکه جناب اخوی اعزی میان مظفر ولد مرحوم شیخ گهورن از مردم اعیان و بزرگ زاده اند جمع کثیر بایشان وابسته اند محل ترحم ست زیاده چه تصدیع نماید والسلام علیکم وعلی من اتبع الهدی

مکتوب چهل و سوم بسیادت پناه نقابت دستگاه شیخ فرید بخاری صدور یافته در بیان آنکه توحید دو قسم است شهودی و وجودی وآنچه لابدست توحید شهودی است که فنا بآن مربوط است و توحید شهودی بعقل و شرع مخالفت ندارد بخلاف توحید وجودی و اقوال مشائخ که ناظر بتوحید شهودی اند باید فرود آورد تا مخالفت را گنجایش نباشد و توحید شهودی در مرتبهٔ عین الیقین ست که مقام حیرت ست و چون ازان مقام میگذرند بحق الیقین میرسند از امثال این احوال تماشی مینمایند و ما یناسب ذلک من الاسولة والاجوبة والتمثیلات الموضحة سلمکم الله تعالی وسبحانه وعصمکم عما یصمکم وصانکم عما شانکم توحیدی که در اثنای راه این طائفه علیه را دست میدهد دو قسم ست توحید شهودی و توحید وجودی توحید شهودی یکی دیدنست یعنی مشهود سالک جز یکی نباشد و توحید وجودی یک موجود دانستن و غیر او را معدوم انگاشتن و با وجود عدمیت مجالی و مظاهر آن یکی پنداشتن پس توحید وجودی از قبیل علم الیقین آمد و شهودی از قسم عین الیقین توحید شهودی از ضروریات این راه است چه فنا بی این توحید متحقق نمی شود و عین الیقین بی آن میسر نمیشود زیرا که رویت یکی با استیلاء او مستلزم عدم رویهٔ ماسوی اوست بخلاف توحید وجودی که نه چنین ست یعنی ضروری نیست چه علم الیقین بی آن معرفت حاصلست چه علم الیقین مستلزم نفی ماسوای او نیست غایة مافی الباب مستلزم نفی علم ماسوای اوست در وقت غلبهٔ استیلای علم آن یکی مثلاً شخصی که یقینی بوجود آفتاب پیدا کرد استیلای این یقین مستلزم آن نیست که ستاره ها را در آن وقت منتفی و معدوم داند اما وقتیکه آفتاب را دید البته ستاره ها را نخواهد دید و مشهود او جز آفتاب نخواهد بود درین زمان که ستاره ها را نمی بیند میداند که ستاره ها معدوم نیستند بلکه میداند که هستند اما مستور اند و در شعشعان نور آفتاب مغلوب اند و این شخص با جماعه که نفی وجود ستاره ها دران وقت کنند در مقام انکارست و میداند که آن معرفت غیر واقع ست پس توحید وجودی که نفی ماسوای یک ذات ست تعالی و تقدس با عقل و شرع در جنگ ست بخلاف شهودی که در یکی دیدن هیچ مخالفت نیست مثلاً در وقت طلوع آفتاب ستاره ها را نفی کردن و معدوم دانستن مخالف واقع ست اما ستاره ها دران وقت نادیدن هیچ مخالفت نیست بلکه آن نادیدن بواسطهٔ غلبهٔ ظهور نور آفتابست و ضعف بصر رائی اگر بصر رائی بنور جان آفتاب مکتحل شود و قوت پیدا کند ستاره ها را از آفتاب جدا بیند و این دید در حق الیقین ست پس اقوال بعضی از مشائخ

مطمئنه گشته است اما بیت هر چند که مطمئنه گردد ٭ هرگز ز صفات خود نگردد ٭ پس خطا را دران موطن
مجال پیدا شد باید دانست که در القای صفات نفس با وجود اطمینان او فوائد و منافع ست اگر نفس
بالکل از ظهور صفات خود ممنوع باشد راه ترقی مسدود میگردد روح را حکم ملک پیدا
میشود و محبوس در مقام خود میگردد و ترقی او بواسطهٔ مخالفت نفس ست اگر در نفس مخالفت نماند
ترقی از کجا شود و سرور کائنات علیه من التحیات اتمها و من التسلیمات اکملها وقتی که از جهاد کفار
مراجعت میفرمودند رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر جهاد با نفس را جهاد اکبر میفرمودند
و مخالفت نفس درین موطن بترک عزیمت او نیست بلکه باراده آن ترکیست مهما امکن بتحقیق ترک
هم متصور نیست و بهمان اراده آنقدر ندامت و پشیمانی و التجا و تضرع بجناب قدس خداوندی
جل سلطانه دست میدهد که کار یک ساله مثلاً در یک ساعت میسر شود بر سر اصل سخن رویم مقرر ست
در هر چیز که اخلاق و شمائل محبوب یافته میشود آن چیز نیز بتبعیت محبوب محبوب میگردد و بیان
این رمز ست در کریمه فاتبعونی یحببکم الله پس در متابعت او علیه الصلوة والسلام کوشیدن منجر
بمقام محبوبیت آمد فعلی کل عاقل ذی لب السعی لکمال اتباع حبیبه علیه الصلوة والسلام ظاهراً
و باطناً سخن بتطویل انجامید معذور فرمایند جمال سخن چون از جمیل مطلق است هر چند دراز
میگردد زیباتر می آید لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا
بمثله مدداً سخن بجای دیگر باید برد حامل رقیمة الدعا مولانا محمد حافظ اهل علم ست و کثیر العیال
از قلت اسباب معیشت متوجه عسکر گشته اگر توجه فرموده از سرکار نصرت آثار سیادت و نقابت
دستگاهی شیخ جیو وظیفهٔ یا امدادی از برای مشار الیه حاصل کنند عین کرم خواهد بود زیاده تصدیعه
نمود مکتوب چهل و دوم نیز بشیخ درویش صدور یافته در بیان آنکه بهترین مصقلها از برای
زدودن زنگ محبت ما دون حق سبحانه از برای حقیقت جامعهٔ قلبیه متابعت سنت ست علی
صاحبها الصلوة والسلام سلمکم الله تعالی و سبحانه و ابقاکم آدمی تا زمانیکه بدرن تعلقات پراگنده
متلوث ست محروم و مهجور ست صیقل مرآت آئینهٔ حقیقت جامع از زنگ محبت ما دون او عزوجل بدست
و بهترین مصقلها در ازالهٔ آن زنگ اتباع سنت سنیهٔ مصطفویه است علی مصدرها الصلوة والسلام
والتحیة که مدار این بر رفع عادات نفسانی و دفع رسوم ظلمانی ست فطوبی لمن تشرف بهذه النعمة العظمی

بخلافے واضح گردد مثلاً شخصے در خواب بواسطۂ مناسبتے کہ بمقام پادشاہت دارد خود را پادشاہ دیدہ و
لوازم پادشاہت در خود یافت و معلوم ست کہ آن شخص پادشاہ نشدہ است بلکہ بصورت مثالے
پادشاہت در خود دیدہ است و فی الحقیقت پادشاہت را بآن صورت مثالی ہیچ مناسبت نیست
آرے آن شہود اگر بصورت مثالی باشد از استعداد آن شخص متحقق شدن بحقیقت آن صورت خبر میدہد
اگر عالی بکند و عنایت خداوندی جل سلطانہ شامل حال او شود بآن مقام برسد از قوت تا فعل فرق بسیار است
بسا آہن کہ قابلیت مرآتیت داشتہ باشد تا مرآت نشود دست بادشاہان نرسد و از حصول جمال
شان بہرہ نیابد کجا افتادم مگر گویم کہ سبب تحریر این علوم غامضہ آن باشد کہ اکثر ابناے این وقت
بعضے بتقلید و بعضے بمجرد علم و بعضے دیگر بعلم ممتزج بذوق و لونی الجملہ و بعضے بالحاد و زندقہ دست
بدامن توحید وجودی زدہ اند و ہمہ را از حق میدانند بلکہ حق میدانند و گردنہای خود را از ربقۂ تکلیف
شرعی بالحیلہ میکشانید و مداہنات در احکام شرعیہ مینمایند و باین معاملہ خوشوقت و خرسند اند و اتیان
اوامر شرعیہ را اگر اعتراف دارند طفیلی میدانند مقصود اصلی ورای شریعت خیال میکنند حاشا و کلا ثم
حاشا و کلا نعوذ باللہ سبحانہ من ہذا الاعتقاد السوء طریقت و شریعت عین یکدیگر اند سر موی از مخالفت
درمیان ایشان واقع نیست فرق اجمال و تفصیل ست و استدلال و کشف ہرچند مخالف شریعت ست
مرود ست کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فہو زندقۃ شریعت را برجا داشتہ طلب حقیقت نمودن کار مردانست
رزقنا اللہ سبحانہ و ایاکم الاستقامۃ علے متابعۃ سید البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوات و التسلیمات و التحیات
ظاہراً و باطناً معرفت پناہی قبلہ گاہی حضرت خواجۂ ما قدس اللہ تعالیٰ سرہ چندگاہ مشرب توحید وجودی
داشتند و در رسائل و مکتوبات خود آنرا اظہار میفرمودند اما آخر کار حق سبحانہ و تعالیٰ بکمال عنایت خویش
ازان مقام ترقی ارزانی فرمودہ بشاہراہ انداختہ از ضیق این معرفت خلاصی داد میان عبد الحق
کہ یکی از مخلصان ایشانند نقل کردند کہ پیش از مرض موت ایشان بیک ہفتہ فرمودہ اند کہ مرا عین الیقین
معلوم شد کہ توحید کوچہ ایست تنگ شاہراہ دیگر ست پیش ازین ہم میدانستم اما اکنون یقینی دیگر حاصل گشت
و این حقیر نیز چندگاہ در حضرت ایشان این مشرب توحید داشت و مقدمات کشفیہ در تائید این
طریق بسیار لائح گشتہ بودند اما عنایت خداوندی جل سلطانہ ازان مقام گذرانیدہ بہ مقامی کہ
خواست مشرف گردانید زیادہ برین موجب اطناب ست میان شیخ زکریا از پرگنہ خود مکرر

که بظاهر شریعت حقه مخالف مینمایند و بتوحید وجودی بعضی مردم آنها را فرود می آرند مثل قول ابن منصور الحلاج
انا الحق و ابی یزید البسطامی سبحانی و امثال اینها اولی و انسب آنست که بتوحید شهودی فرود باید آورد
و مخالفت را دور باید ساخت هرگاه ماسوای حق سبحانه از نظر ایشان مختفی شد در غلبهٔ آن حال باین الفاظ تکلم
فرمودند و غیر از حق سبحانه اثبات ننمودند و معنی انا الحق آنست که حق است نه من چون خود را نمی بیند اثبات
نمیکند نه آنکه خود را می بیند و آنرا حق میگوید این خود کفر است اینجا کسی نگوید که اثبات ناکردن بنفی
نمیکشد و آن بعینه توحید وجودیست زیرا که گوئیم که از عدم اثبات نفی لازم نمی آید بلکه دران موطن حیرت است
احکام تمامها ساقط شده اند و در سبحانی نیز تنزیه حق نه تنزیه خود که او بتمامه از نظر او مرتفع شده است
حکمی باو تعلق نمیگیرد و امثال این سخنان در مقام عین الیقین که مقام حیرت است بعضی را رو میدهد و چون
ازین مقام گذرانند و بحق الیقین میرسانند از امثال این کلمات تحاشی مینمایند و از حد اعتدال تجاوز نمی نمایند
درین زمان بسیاری ازین طائفه که بزی صوفیان خود را وا مینمایند توحید وجودی را شائع ساخته اند
و کمال را جز آن نمیدانند و بعلم از عین باز مانده اند و آن فعال مشائخ را بمعانی متخیلهٔ خود فرود آورده مقتدای
روزگار خود ساخته اند و بازار کاسد خود را باین تخیلات رائج داشته اند و اگر بالفرض در عبارات بعضی از مشائخ
ما تقدم الفاظی که تصریح بتوحید وجودی دارند واقع شده اند حمل بران باید کرد که در ابتدا در مقام
علم الیقین باین کلمات تکلم فرموده اند و در آخر کار ایشان را ازان مقام گذرانیده و از علم بعین
برده اند اینجا کسی نگوید که ارباب توحید وجودی نیز همچنانکه یکی میدانند یکی می بینند پس از
عین الیقین نیز نصیبی دارند زیرا که در جواب گوئیم که ارباب این توحید صورت مثالی توحید شهودی را
دیده اند نه آنکه بآن توحید متحقق شده اند توحید شهودی را باین صورت مثالی او فی الحقیقت هیچ
مناسبت نیست زیرا که در وقت حصول آن توحید حیرت است حکم بامری در آن موطن نیست و
صاحب این توحید وجودی با وجود شهود صورت مثالی آن توحید شهودی از ارباب علم است چه نفی
وجود ماسوا میکند و نفی حکم است از احکام از مقولهٔ علم حیرت و علم با یکدیگر جمع نمیشوند پس ثابت شد که
صاحب توحید وجودی از مقام عین الیقین بهره اندازی ندارد صاحب توحید شهودی را بعد از
مقام حیرت اگر ترقی واقع شود بمقام معرفت که حق الیقین است میرسانند و دران موطن علم و حیرت
جمع میشوند و علمی که بعد حیرت ست و پیش از حیرت است علم الیقین است این جواب

غیر فخر لولاه لما خلق الله سبحانه الخلق ولما اظهر الربوبیة وکان نبیاً وآدم بین الماء والطین شعر نماند
بعصیان کسے در گرو چونکه دارد چنین سید پیشرو * پس ناچار مصدقان آنچنین پیغمبر سید البشر
علیه الصلوة والسلام خیر الامم باشند کنتم خیر امة اخرجت نقد وقت ایشان ست و مکذبان او علیه
الصلوة والسلام بدترین بنی آدم الاعراب اشد کفرا و نفاقا بشان حال ایشان تا کدام صاحب دولت
را باتباع سنت سنیهٔ او بنوازند و بمتابعت شریعت رضیهٔ او سرفراز سازند امروز امر قلیل را که مقرون
بتصدیق حقیقة دین او ست علیه الصلوة والسلام بعمل کثیر برمیدارند اصحاب کهف اینهمه درجات که
یافتند بواسطه یک حسنه است و آن هجرت بود از دشمنان حق سبحانه وتعالی بنور یقین ایمانی در وقت
استیلاء معاندان مثلا سپاهیان در وقت غلبهٔ دشمنان استیلاء مخالفان اگر اندک ترددی بکنند آنقدر
نمایان میشود و اعتبار میگردد که در وقت امن اضعاف آن در حیز اعتبار نمی آید وایضاً چون آن سرور محبوب
رب العالمین ست متابعان او بواسطهٔ متابعت بمرتبهٔ محبوبیت میرسند چه محب در هر که از شمائل و اخلاق
محبوب خود می بیند آنکس را محبوب خود میدارد و مخالفان را ازینجا قیاس باید کرد شعر محمد عربی کابروی
هر دو سرا ست * کسیکه خاک درش نیست خاک بر سر او * اگر هجرت ظاهری میسر نشود هجرت باطنی را بکمال
مرعی میباید داشت با ایشان بے ایشان میباید بود لعل الله یحدث بعد ذلک امرا موسم نوروز رسیده است
که دران ایام اهالی آن معامله را در تفرقه میدارد و بعد از معنی آن هنگامه اگر اراده خداوندی جل سلطانه
مساعدت نمود امیدوار ست که شرف ملاقات گرامی میسر شود زیاده اطناب موجب املال ست
ثبتکم الله سبحانه علی جادة آبائکم الکرام السلام علیکم وعلیهم الی یوم القیام مکتوب چهل و پنجم نیز بسیادت
و نقابت پناهی شیخ فرید صدور یافت این مکتوب بعد از ارتحال پیر دستگیر خود ازین عالم فانی نوشته بودند
وچون تقویت ظاهری فقراء خانقاه منسوب بجناب سیادت پناهی بود اظهار شکر آن نموده وجه جامعیت
انسان که هم سبب کمال او ست و هم سبب نقصان او نیز مذکور کرده اند باذکر فضائل شهر مبارک رمضان
و ما یناسب ذلک ثبتکم الله سبحانه علی جادة آبائکم الکرام و سلمکم عن موجبات التلهف والتأسف
لمرور الشهور والایام دوستان خدای عزوجل بحکم المرء مع من احب با خداوند تعالی وتقدس اند و تعلق
ببدن بنحوے از موانع آن معیت و اتصال ست بعد از انفصال ازین هیکل هیولانی و مفارقت ازین هیکل
ظلمانی همه قرب در قرب است اتصال در اتصال ست الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب بیان این معنی ست که

عنقولیبند نسبت نیازمندی بآستانهٔ علیهٔ ایشان وا مینمایند از معامله کروری گری هراسانند التجا و اعتصام
در عالم حکمت بجناب قدس ایشان دارند بظاهر ملاذی و ملجائی غیر از توجه عالی ندارند امیدوارند
همچنانکه ایشان را نواخته اند تا آخر دستگیری فرمایند و از گرگان حوادث محفوظ دارند و از کمال ادب
بعرض داشت جرأت نمی نمایند بفقیر رجوع نموده اظهار احوال خود میخواهند امید ست که مسئول
ایشان باجابت مقرون گردد مکتوب چهل و چهارم نیز بسیادت پناهی شیخ فرید صدور یافت
در مداحی خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام در بیان آنکه مصدقان شریعت او خیر الامم و مکذبان
آن بدترین بنی آدم و در ترغیب متابعت سنت سنیهٔ او علیه و علی آله الصلوة والسلام
مرحمت نامهٔ گرامی سامی در اعزاز منه شرف ورود یافت بمطالعهٔ آن مشرف گشت الحمد لله
سبحانه والمنة که میراثی از فقر محمدی علیه و علی آله الصلوات والتحیات بدست آورده اند که محبت
فقرا و ارتباط باو شان نتیجهٔ آنست نمیداند که این مقصر بیسر و برگ در جواب آن چه نویسد مگر آنکه فقرهٔ
چند بعبارت عربی ماثور در فضائل جد بزرگوار ایشان که خیر العرب ست بنویسد علیه و علی آله من
الصلوات اتمها و من التحیات اکملها و آن سعادت نامه را وسیلهٔ نجات اخروی خود سازد نه آنکه
مداحی او علیه الصلوة والتحیة نماید بلکه مقولهٔ خود را بآن ستاید شعر ما ان مدحت محمدا بمقالتی ؛ لکن مدحت
مقالتی بمحمد ؛ فاقول وبالله سبحانه العصمة والتوفیق ان محمدا رسول الله سید ولد آدم واکثر الناس تبعا
یوم القیمة واکرم الاولین والآخرین علی الله واول من ینشق عنه القبر واول شافع واول مشفع واول من یقرع
باب الجنة فیفتح الله له وحامل لواء الحمد یوم القیمة تحته آدم فمن دونه وهو الذی قال علیه الصلوة والسلام
نحن الآخرون ونحن السابقون یوم القیمة وانی قائل قولا غیر فخر انا حبیب الله وانا قائد المرسلین ولا فخر و
انا خاتم النبیین ولا فخر وانا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم ثم جعلهم فرقتین
فجعلنی فی خیرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلة ثم جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم بیتا
فانا خیرهم نفسا وخیرهم بیتا وانا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا
وانا خطیبهم اذا انصتوا وانا شفیعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا ایسوا والکرامة والمفاتیح الجنة
یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف
خادم کانهم بیض مکنون واذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم

مثل اجر آن صائم عطا فرمایند بی آنکه از اجر آن صائم نقصان کنند و همچنین کسیکه در خدمت مملوک تخفیف
نماید حق سبحانه و تعالی او را به بخشد و آزاد گرداند از آتش دوزخ و در ماه رمضان آنحضرت علیه الصلوة والتحیة
رها میکردند هر اسیر را و هر کسی هر چه از ایشان سوال میکرد میدادند اگر کسی درین ماه بخیرات و اعمال
صالحه موفق شده در تمام سال ورا بتوفیق رفیق گردانند و اگر بتفرقه گذشت در تمام سال در تفرقه
است مهما امکن هر قدر که میسر شود بجمعیت باید کوشید و این ماه را غنیمت باید شمرد و در هر شبی از شبهای
این ماه چندین هزار کس را که لائق دوزخ اند آزاد میسازند و درین ماه درهای بهشت را میکشایند و درهای
دوزخ را می بندند و شیاطین را زنجیر میکنند و درهای رحمت میکشایند و تعجیل افطار و تاخیر تسحر از سنن است و
درین باب آن سرور علیه الصلوة والسلام مبالغه میفرمودند و شاید که در تاخیر تسحر و تعجیل افطار اظهار عجز و احتیاج
خود است که مناسب مقام بندگیست و بتمر افطار کردن سنت است و در وقت افطار این دعا میخواندند
ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء الله تعالی ادای تراویح و ختم قرآن درین ماه از سنن
موکده است و ثمرات نتائج کثیره وفقنا الله سبحانه بحرمة حبیبه علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات والتحیات
بقیة التصدیع آنکه عنایت نامه در عین ماه رمضان رسید و الا در امتثال امر خود را معاف نمیداشت سخن از
بعد ماه مذکور گفتن حکم تعقیب کردن است مبنی از طول امل بالجمله در آنچه مرضی ایشان خواهد بود بهیچ وجه خود را معاف
نخواهد داشت که حقوق ظاهری و باطنی ایشان برذمه های این فقیر ثابت است حضرت قبله گاهی قدس الله تعالی
سره میفرمودند که حقوق شیخ جیو بر همه شما ثابت مقرر است باعث این جمعیت ایشانند حق سبحانه و تعالی همواره
بتوفیق اعمال مرضیه موفق گرداناد بحرمة النبی و آله الامجاد علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات زیاده برین تصدیع تمام
است

مکتوب چهل و ششم نیز بسیادت و نقابت پناهی شیخ فرید صدور یافت در بیان آنکه وجود
باری تعالی و تقدس و همچنین وحدات او تعالی بلکه نبوت محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم بلکه
جمیع ما جاء به من عند الله بدیهی اند و محتاج بهیچ فکر و دلیل نیستند و در ایضاح این مقدمات بسیار مذکور
ساخته اند

ثبتکم الله سبحانه علی جادة آبائکم الکرام علی ابیهم و افضلهم اولا و علی بواقیهم ثانیا الصلوة والسلام
وجود باری تعالی و تقدس همچنین وحدت او سبحانه بلکه نبوت محمد رسول الله نیز صلی الله علیه
و آله و سلم بلکه جمیع ما جاء به من عند الله بدیهی اند بر تقدیر سلامتی مدرکه از آفات ردیه و امراض
معنویه محتاج بهیچ فکر و دلیل نیستند نظر و فکر در آنها تا زمان وجود علت و ثبوت آفت است

من کان یرجوا لقاء الله فان اجل الله لآت که تسلیه است بعد از انفصال ازین هیکل هیولانی و مفارقت ازین
هیکل ظلمانی همه قرب در قرب و اتصال در اتصال است مر مشتاقان را رمزے ازین بیان مے فرماید لیکن
حال واپس ماندگان بے دولت حضور بندگان خرابتر است و استفاضه از روحانیات اکابر قدس
الله تعالی اسرارهم مشروط بشرائط است که هر کس را در ایفای آن مجال نیست الحمد لله ذی الانعام والمنة
که با وجود این حادثه ہائیکه این واقعه متوحشه این فقیر بے سر و پا را مربی و معین هم از اهل بیت آنسرور دنیا و
دین بود علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات که سبب انتظام این سلسله علیه و واسطه جمعیت نسبت نقشبندیه گشته بود
آرے این نسبت علیه که درین دیار بسیار غریب ست و اهل آن درین ممالک قل قلیل چون نسبت اهل بیت
است مربی آن هم از اهل بیت مناسب ست و شایان تقویت آن هم از اهالی آن و بے تا تکمیل آن دولت
عظمی بغیر لازم نیاید همچنانکه شکر این نعمت قصوی بر فقیر لازم ست شکر این دولت بر ذمه ایشان نیز
لازم ست همچنانکه جمعیت باطن محتاج ست بجمعیت ظاهر نیز احتیاج دارد و بلکه این احتیاج مقدم ست
بلکه محتاج ترین خلائق انسان ست و این شدت احتیاج او را بواسطه جامعیت او آمده است و آنچه همه را
در کار ست او را تنها در کار ست و بهر چه محتاج ست تعلق دارد پس تعلقات او از همه بیش آمده و هر تعلق
مستلزم اعراض ست از جناب قدس خداوندی جل سلطانه پس محروم ترین جمیع خلائق ازین راه انسان گشت
ے پایه آخر آدست و آدمی ÷ گشت محروم از مقام محرمی ÷ گر نگردد باز مسکین زین سفر ÷ نیست از وی
ایچکس محروم تر ÷ و حالانکه سبب افضلیت او از جمیع خلائق هم همین وجه جامعیت ست ازین راه آئینه
او اتم آمد و آنچه در مرایای جمیع خلائق ظاهر ست در یک مرأت او لائح ست پس بهترین خلائق ازین
جهت انسان گشت و بدترین جمیع موجودات از ان جهت هم او اذ کان منه محمد علیه و علی آله الصلوات و
التسلیمات و ابوجهل علیه اللعنة و شک نیست که بتوفیق خداوندی عز و جل کفیل جمعیت ظاهری این فقیر ایشان اند
و در جمعیت باطنی نیز بحکم الولد سر لابیه سید واری تمام ست و چون عنایت نامه سامی و صحیفه گرامی در
ماه مبارک رمضان تشرف ورود یافت بخاطر فاتر گذشت که شمه از فضائل این شهر عظیم القدر نبویسد
باید دانست که ماه رمضان بزرگ ست عبادت نافله از نماز و ذکر و صدقه و امثال آنها که درین ماه صادر
شود برابر ادای فرض از ایام دیگر ست و ادای فرض درین ماه برابر ادای هفتاد فرض ست در ماه ها
دیگر کسیکه افطار بکناند صائمی را درین ماه او را بخشند و رقبه او از آتش دوزخ آزاد سازند و او را

در شکایت از قرن سابق که کفاران استیلا پیدا کرده بودند و اہل اسلام خوار و بی اعتبار گشته و در ترغیب آنکه
در ابتداء بادشاہت اگر ترویج این میسر شود بهتر ست مبادا فتراتے و مضلے در میان آمده خلل در کارخانۂ
اہل اسلام اندازد و در رنگ قرن سابق سازد ثبتکم اللہ سبحانه علی جادة آبائکم الکرام علی افضلهم سید الکونین
اولاً و علی بواقیهم ثانیاً الصلوة والتحیة والسلام بادشاه نسبت بعالم در رنگ دل ست نسبت ببدن که
اگر دل صالح است بدن صالح ست و اگر فاسد ست فاسد بصلاح بادشاه صلاح عالم ست و بفساد او فساد
عالم میدانند که در قرن ماضی بر سر اہل اسلام چها گذشته است زبونی اہل اسلام با وجود کمال غربت
در قرون سابقه ازین نگذشته بود که مسلمانان بر دین خود باشند و کفار بر کیش خود کریمه لکم دینکم
ولی دین بیان اینمعنے ست و در قرن ماضی کفار برملا بطریق استیلا اجرای احکام کفر در دار اسلام میکردند
و مسلمانان از اظهار احکام اسلام عاجز بودند و اگر میکردند بقتل میرسیدند واویلاه وامصیبتاه واحسرتاه
واحزناه محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم که محبوب رب العالمین ست مصدقان او ذلیل و خوار بودند و
منکران او بعزت و اعتبار مسلمانان بادلهاے ریش در تعزیت اسلام بودند و معاندان بسخریه و استهزا
بر جراحتهاے ایشان نمک پاشیدند آفتاب ہدایت در تتق ضلالت مستور شده بود و نور حق در حجب
باطل منزوی و منعزل امروز که نوید زوال مانع دولت اسلام و بشارت جلوس بادشاه اسلام بگوش
خاص و عام رسید اہل اسلام بر خود لازم دانستند که ممد و معاون بادشاه باشند و بر ترویج شریعت و
تقویت ملت دلالت نمایند این امداد و تقویت خواه بزبان میسر شود و خواه بدست سابق ترین
دولت مددها تبیین مسائل شرعیه است و اظهار عقائد کلامیه بر طبق کتاب و سنت و اجماع ست
تا مبتدعی و ضالے در میان آمده از راه نبرد و کار بفساد نه انجامد این قسم امداد مخصوص بعلماء اہل حق
است که رو به آخرت دارند علماء دنیا که همت ایشان دنیاے دنیه است صحبت ایشان
زهر قاتل است و فساد ایشان فساد متعدی ست عالم که کامرانی و تن پروری کند؛ او خویشتن
گم ست کرا رهبری کند؛ در قرن ماضی هر بلائے که بر سر آمد از شومی این جماعت بود بادشاهان را
ایشان از راه می بردند هفتاد و دو ملت که راه ضلالت اختیار کرده اند مقتدیان ایشان علماء
سوء بودند غیر از علماء هر که بضلالت رفت کم ست که ضلالت او بدیگرے تعدی کند و اکثر
جهلاے صوفیه هم این زمانه حکم علماء سوء دارند فساد ایشان نیز فساد متعدی ست و ظاهرا

اما بعد از نجات از مرض قلبی و دفع غشاوۂ بصری غیر از بداہت ہیچ نیست مثلاً صفرائی تا زمانی کہ بعلت صفر گرفتار ست شیرینی قند و نبات نزد او محتاج بدلیل ست لیکن بعد از خلاصی از ان علت ہیچ احتیاج بدلیل ندارد احتیاجے کہ منشاء آن وجود آفت ست ببداہت جنگ ندارد و بیچارۂ احول کہ شخص واحد را اثنین می بیند و حکم بعدم وحدت آن شخص میکند معذور ست و وجود آفت در احول وحدت شخص را از بداہت نمی برآرد و نظریت نمیکند محقق ست کہ جولانگاہ استدلال بسیار تنگ ست و یقینی کہ او را دلیل پیدا شود بسے متعذر ست پس در تحصیل ایمان یقینی ذکر ازالۂ مرض قلبی نمودن ضرورے آمد صفرائے را ازالۂ علت صفرا نمودن در تحصیل یقینی بشیرینی نبات ضروری تر آمد از انکہ دلیل بر یقین حلاوت نبات اقامت نماید از دلیل چہ طور یقینی حاصل شود کہ وجدان او بسبب علت صفرا بہ تلخی نبات حاکم ست ہمچنین در ما نحن فیہ نفس امارہ بالذات منکر احکام شرعیہ است و بالطبع بتقاضت آن حاکم پس تحصیل یقین باین احکام صادقہ بدلیل با وجود انکار وجدان ستدل لبسی دشوار است پس نفس را مزکے ساختن ضرورے آمد یقین را بدون تزکیہ حاصل نمودن دشوار نمود قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا پس مقرر شد کہ منکر این شریعت باہرہ و این ملت ظاہرہ در رنگ منکر حلاوت نبات ست مصرعہ خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست ؛ پس مقصود از سیر وسلوک و تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ازالۂ آفات معنویہ است و امراض قلبیہ کہ کریمہ فی قلوبہم مرض مشعر از ان ست تا حقیقت ایمان متحقق شود و با وجود این آفات اگر ایمان ست بحسب ظاہر ست وبس چہ وجدان امارہ بخلاف آن حاکم ست و بر حقیقت کفر خود مصر ست مثل این ایمان و تصدیق صورے ایمان صفرائیست بحلاوت قند و نبات کہ وجدان او بخلاف آن شاہد ست یقین حقیقی بحلاوت شکر بعد از زوال مرض صفرا صورت بند و پس از تزکیہ نفس و اطمینان آن حقیقت ایمان صورت و وجدانے مے گردد و این قسم ایمان از زوال محفوظ ست کریمہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون در شان ایشان صادق شرفنا اللہ سبحانہ بشرف ہذا الایمان الکامل الحقیقی بحرمۃ النبی الامی القرشی علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا مکتوب چہل و ہفتم نیز بسیادت پناہی شیخ فرید صدور یافت

شعائر اسلام منهدم شده باشند کرورها در راه خدای عز و جل و علا خرچ کردن برابر آن نیست که
مسئله از مسائل شرعیه را رواج داون چه درین فعل اقتدا بانبیاست که بزرگترین مخلوقات اند علیهم الصلوات
والتسلیمات و مشارکت ست بآن اکابر و مقرر ست که کاملترین حسنات بایشان مسلم فرموده اند و خرچ
کردن کرورها غیر ازین اکابر را نیز میسر ست و ایضا در اتیان شریعت مخالفت تمام ست بانفس که شریعت
بر خلاف نفس وارد شده است و در انفاق اموال گاه است که نفس موافقت کند بلے انفاق اموال
را که برای تائید شریعت باشد و ترویج ملت درجهٔ علیاست و انفاق جیتلی باین نیت خرچ کردن
برابر خرچ لکها ست در غیر این نیت اینجا کسے سوال نکند که طالب علم گرفتار از صوفی وارسته چون
مقدم باشد جواب گوئیم که او که هنوز حقیقت سخن را در نیافته است طالب علم باوجود گرفتاری سبب نجات
خلائق ست چه تبلیغ احکام شرعی از وی میسر ست اگرچه خود بآن منتفع نشود و صوفی با وجود وارستگی نفس خود را
خلاص ساخته است بخلائق کارے ندارد شخصے که با وکثرت نجات وابسته باشد مقرر ست که بهتر
باشد از آن شخصے که به نجات خود درمانده باشد آری صوفی را که بعد از فنا و بقا و سیر عن الله بالله
بعالم گردانیده باشند و بدعوت خلق فرود آورده از مقام نبوت نصیبے دارد داخل مبلغان شریعت حکم علمای
شریعت دارد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم مکتوب چهل و نهم نیز بسیادت پناهی
شیخ فرید صدور یافته در ترغیب بر جمع کردن این دو دولت که ظاهر را باحکام شرعیه متحلی ساختن ست
و باطن را از گرفتاری ما دون حق سبحانه آزاد کردن حق سبحانه بدولت صوری و سعادت معنوی مستسعد گرداند
فی الحقیقت دولت صوری متحلی شدن ظاهر ست باحکام شرعیه مصطفویه علی صاحبها الصلوة والسلام
والتحیة و سعادت معنوی خلاصی باطن ست از گرفتاری ما دون حق سبحانه تا کدام صاحب دولت را باین
دو کرامت مشرف سازند ع کار اینست غیر اینهمه هیچ * زیاده تصدیع است والسلام مکتوب پنجاهم
نیز بسیادت پناهی شیخ فرید در مذمت دنیای دنی حق سبحانه و تعالی از رقیت ما دون خود آزادی کرامت
فرموده تمام گرفتاری خود گرداند بحرمة سید البشر المحرز عن زیغ البصر علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات دنیا
بظاهر شیرین ست و بصورت طراوت دارد و فی الحقیقت سمی ست قاتل و متاعی ست باطل و گرفتاری
لا طائل مقبول او مخذول ست مفتون او مجنون ست حکم او حکم نجاستے ست زر اندوده و مثل او مثل
زهریست شکر آلوده عاقل آن ست که باینچنین متاع کاسد فریفته نشود و بچنین کالاے

اگر کسے با وجود استطاعت امداد بہر قسم مددے کہ باشد تقصیر نماید ودر کارخانہ اسلام فتورے واقع
شود آن مقصر معاتب گردد بنا برعلی ذالک این حقیر قلیل البضاعت نیز خواہد کہ خود را در جرگہ
ہمراہان دولت اسلام اندازد و درینباب دست و پاے بزند بحکم من کثر سواد قوم فھو منھم
یحتمل کہ این بے استطاعت را داخل آن جماعت کرام سازند مثل خود را مثل آن زال می انگارند
کہ ریسمان چند تنیدہ خود را در سلک خریداران حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
ساختہ بود امید ست کہ درین نزدیکی انشاء اللہ العزیز بشرف حضور مشرف گردد متوقع
از جناب شریف ایشان آنست کہ چون استطاعت وقرب بادشاہ بر وجہ اتم ایشان را
حق سبحانہ وتعالے میسر ساختہ است در خلا و ملا در ترویج شریعت محمدی علیہ وعلے آلہ من
الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کوشند ومسلمانان را از غربت برارند حامل رقیمہ نیاز نامہ مولانا
حامد از سرکار اقبال آثار وظیفۂ مقررہ داردپارسال ظاہرا از حضور یافتہ بود امسال نیز امیدوار
آمدہ است دولت حقیقی ومجازی میسر باد مکتوب چہل وششم نیز بسیادت ونقابت دستگاہ
شیخ فرید صدوریافتہ در ترغیب بر تعظیم علماء وطلبۂ علوم کہ حاملان شریعت اند نصرکم اللہ سبحانہ علی
الاعداء بحرمۃ سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات مرحمت نامۂ گرامی کہ فقرا
را بآن نواختہ بودند بہ مطالعۂ آن مشرف گشت در کتاب مولانا محمد قلیچ موفوق مرقوم فرمودہ بودند
جزوے خرچے برای طالبعلمان وصوفیان فرستادہ شد ذکر تقدیم طالبعلمان بر صوفیان در نظر ہمت بسیار
زیبا درآمد بحکم الظاہر عنوان الباطن امید ست کہ در باطن شریف نیز این جماعۂ کرام تقدیم پیدا کردہ
باشند کل اناء یترشح بما فیہ مصرعہ از کوزہ ہمان برون تراود کہ درو ست ؛ و در تقدیم طالبعلمان
ترویج شریعت است حاملان شریعت ایشانند وملت مصطفویہ علیہ وعلے
آلہ الصلوات والتسلیمات بایشان برپا است فردای قیامت از شریعت خواہند پرسید
از تصوف نخواہند پرسید دخول جنت وتجنب از نار والبتہ باتیان شریعت ست
انبیا صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوت کردہ اند و
مدار نجات بران ماندہ اند ومقصود از بعثت این اکابر تبلیغ شرائع است پس بزرگ ترین
خیرات سعی در ترویج شریعت ست واحیاے حکمی از احکام آن علی الخصوص در زمانیکہ

مسوده مینماید بسمع قبول استماع خواهند فرمود مخدوما مکرما نفس اماره انسانی مجبول است بر حب جاه و ریاست
و همگی همت او ترفع بر اقران است و بالذات خواهان است که خلائق همه بوی محتاج باشند و منقاد
اوامر و نواهی او گردند و او بهیچ کس محتاج نباشد و محکوم احدی نبود این دعوی الوهیت است از وی
و شرکت است بخدای بی همتا جل سلطانه بلکه آن بی سعادت بشرکت هم راضی نیست میخواهد که حاکم او باشد
و بس همه محکوم او باشند فقط و در حدیث قدسی آمده است عاد نفسک فانها انتصبت بمعاداتی یعنی دشمن دار
نفس خود را زیرا که بدرستی آن نفس ایستاده است بدشمنی من پس تربیت نفس نمودن به تحصیل مرادات او
از جاه و ریاست و ترفع و تکبر فی الحقیقت امداد کردن است بدشمن خدای عز و جل و تقویت نمودن است
مراد را شناعت این امر را نیک باید دریافت در حدیث قدسی وارد است الکبریاء ردائی و العظمة ازاری
فمن نازعنی فی شیء منهما ادخلته فی النار و لا ابالی دنیای دنی که ملعونه و مبغوضه حق سبحانه تعالی بواسطه آنست
که حصول دنیا ممد و معاون حصول مرادات نفس است پس هر که بدشمن مدد نماید ناچار لعنت را شاید
و فقر فخری محمدی گشت علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات زیرا که در فقر نامرادی نفس است و حصول عجز آن
مقصود از بعثت انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات و حکمت در تکلیفات شرعیه تعجیز و تخریب همین نفس
اماره است شرائع برای رفع هوای نفسانی وارد شده اند هر قدر که بمقتضای شریعت بعمل در آید همان قدر
هوای نفسانی رو بزوال آرد لهذا اتیان یک حکم از احکام شرعیه در ازاله هوای نفسانی بهتر است از ریاضات
و مجاهدات هزار ساله که از نزد خود کرده شود بلکه این ریاضات و مجاهدات که بمقتضای شریعت غرا واقع
نشده اند موید و مقوی هوای نفسانی اند برهمنان و جوگیان در ریاضات و مجاهدات تقصیر نکرده اند
اما هیچ از آنها سود مند نگشته و غیر از تقویت نفس و تربیت آن ننموده مثلا یک دام درادای زکوة که شریعت
بآن امر فرموده است در تخریب نفس سود مند تر است از آنکه هزار دینار از پیش خود صرف کند و طعام خوردن
در عید فطر بحکم شریعت نافع تر است در رفع هوا از آنکه از نزد خود سالها صائم باشد و دو رکعت نماز بامداد
بجماعت ادا کردن که سنتی از سنن بجا آوردن است بمراتب بهتر است از آنکه تمام شب بصلوة نافله
قیام نماید و نماز بامداد را بی جماعت ادا کند بالجمله تا نفس مزکی نشود و از خبث مالیخولیای مهتری
پاک نگردد نجات محالست فکر ازاله این مرض ضروری آمد تا بموت ابدی نرساند کلمه طیبه لا اله الا الله که
موضوع است از برای نفی الهه آفاقی و انفسی در تزکیه نفس و تطهیر آن انفع و انسب است اکابر طریقت

فاسد گرفتار نگردد گفته اند اگر شخصے وصیت کرد که مال مرا بعاقل زمانه بدهند بزاهد میباید داد که از دنیا بی رغبت ست و آن بی رغبتی از کمال فطانت اوست زیاده برین اطناب ست بقیة التصدیع آنکه فضائل مآب شیخ زکریا درین سن و سال گرفتار کروری گرلیست با وجود این گرفتاری همواره از محاسبه حاجله که در کمال آسانی ست نسبت بمحاسبۂ آجله هراسانست وثیقۂ عظمی در عالم اسباب توجه شریف سید انداسید و ارست که بدیوان جدید نیز ظاهر شود که ایشان از خادمان آن درگاه عالی اندسه تو مرا دل ده و دلیری بین ؛ روبه خویش خوان و شیر سے بین ؛ دولت صوری و معنوی محصل باد بحرمة النبی الامی وآله الامجاد علیه وعلیهم من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها

مکتوب پنجاه و یکم نیز بسیادت پناهی شیخ فرید صدور یافت در ترغیب برترویج شریعت غرا علے صاحبها الصلوة والسلام از حق سبحانه وتعالیٰ خواسته می آید که بتوسل وجود شریف آن سلاله عظام ارکان شریعت غرا و احکام ملت زهرا قوت گیرند و رواج پذیرند ع کار اینست غیر این همه هیچ ؛ امروز غربا اہل اسلام را درین طور گرداب ضلالت امید نجات هم از سفینۂ اہل بیت خیر البشر ست علیه وعلی آله من الصلوات اتمها ومن التحیات والتسلیمات اکملها قال علیه الصلوة والسلام مثل اہل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلک همت علیا را اہتمام بران گمارند که این سعادت عظمی را بدست آرند بعنایت الله سبحانه از قسم جاه وجلال وعظمت وشوکت همه میسر ست با وجود شرف ذاتی اگر این علاوه بآن منضم شود گوی سبقت بچوگان سعادت از همه پیش برده باشند این حقیر باراده اظهار مثال این سخنان در تائید و ترویج شریعت حقه متوجه خدمت الیغان ست هلال ماهِ رمضان در حضرت دہلی دیده شد مرض حضرت والده بزرگوار در توقف مفهوم گشت بضرورت تا استماع ختم قرآن توقف نمود والامر عندالله سبحانه سعادت دارین محصل باد

مکتوب پنجاه و دوم نیز بسیادت پناهی شیخ فرید صدور یافته در مذمت نفس اماره و بیان مرض ذاتی او و علاج ازالهٔ آن مرض مرحمت نامه گرامی که از روی شفقت و مهربانی داعی مخلص خود را بآن ممتاز فرموده بودند بمطالعه مضمون آن مشرف گشت عظم الله سبحانه اجرکم و رفع قدرکم وشرح صدرکم ویسر امرکم بحرمة جدکم الامجد علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها ثبتنا الله سبحانه علی متابعته ظاهراً وباطناً۔ ویرحم الله عبداً قال آمیناً ثانیاً فقرهٔ چند در شکایت مصاحب سوء و ندیم بدخوے

گم سنت کرا راهبری کند؛ غرضکه درینباب فکر صحیح و تامل صادق مرعی داشته اقدام خواهند نمود چون
کار از دست برود علاجے نمی پذیرد و هرچند شرم می آید که کسے امثال این سخنان بار باب فطانت
صحیحه اظهار سازد اما اینمعنی را وسیلهٔ سعادت خود دانسته متصدع میگردد مکتوب پنجاه وچهارم
نیز بسیادت ونقابت پناهی شیخ فرید صدور یافته در بیان آنکه اجتناب از صحبت مبتدع لازم ست
ضرر صحبت مبتدع فوق ضرر صحبت کافرست وبدترین فرق شیعه شنیعه وما نیاسب ذلک عظم الله
وتعالی اجرکم ورفع قدرکم ویسر امرکم وشرح صدرکم بحرمة سید البشر المطهر عن زیغ البصر علیه وعلی آله من
الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها من لم یشکر الناس لم یشکر الله هر کسیکه شکر آدمی بجا نیارد شکر خدای
عزوجل بجا نیاورد دیس برما فقیران شکر احسانهاے شما لازم ست اولاً سبب جمعیت حضرت
خواجهٔ ما شما بوده اید بطفیل شما دران جمعیت طلب حق سبحانه وتعالی کردیم وحظهاے وافر بردیم
ثانیاً چون بحکم کبرت بموت الکبراء نوبت باین طبقه رسید واسطهٔ اجتماع فقراے باعث انتظام
طالبان نیز شما اید جزاکم الله سبحانه عنا خیر الجزاء ؎ گر برتن من زبان شود هر موے ؛ یک شکر تو
از هزار نتوانم کرد ؛ آرزو آنست که حق سبحانه وتعالی در دنیا وآخرت شمارا ازانچه نباید ونه شاید
محفوظ دارد بحرمة جدکم سید المرسلین علیه وعلی آله من الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها این فقیر از صحبت
گرامی شما دور افتاده است معلوم ندارد که در مجلس شریف کدام قسم مردم را گنجایش ست وانیس خلوت
وجلوت کیست ؎ خواهم بشنداز دیده درین فکر جگر سوز ؛ کاغوش که شد منزل وآسایش خوابت ؛
یقین تصور فرمایند که فساد صحبت مبتدع زیاده از فساد صحبت کافرست وبدترین جمیع مبتدعان
جماعه اند که باصحاب پیغمبر علیه وعلیهم الصلوة والسلام بغض دارند الله تعالی در قرآن مجید خود ایشانرا
کفار می نامد لیغیظ بهم الکفار قرآن وشریعت را اصحاب تبلیغ نموده اند اگر ایشان مطعون باشند
طعن در قرآن وشریعت لازم مے آید قرآن جمع حضرت عثمان رض ست علیه الرضوان اگر
عثمان مطعون ست قرآن هم مطعون ست اعاذنا الله سبحانه عما یعتقد الزنادقة خلافے و
نزاعے که درمیان اصحاب علیهم الرضوان واقع شده بود محمول بر هواے نفسانی نیست در
صحبت خیر البشر نفوس ایشان به تزکیه رسیده بودند واز اماره گی آزاد گشته اینقدر می دانم
که حضرت امیر در آن باب برحق بوده اند ومخالف ایشان برخطا بود اما این خطاء اجتهادی ست

قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم از برای تزکیہ نفس ہمین کلمۂ طیبہ را اختیار فرمودہ اند ؎ تا بجاروب لا
نہ روبی راہ ؛ نرسی در سرای الا اللہ ؛ ہرگاہ نفس در مقام سرکشی آید و نقض عہد نماید بہ تکرار این کلمہ
تجدید ایمان باید نمود قال علیہ الصلوۃ والسلام جددوا ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ بلکہ ہمہ وقت از
تکرار این کلمہ چارہ نبود زیرا کہ نفس امارہ ہموارہ در مقام خبث است و در حدیث آمدہ است در فضائل
این کلمہ کہ آسمانہا و زمین را در پلۂ نہند و این کلمہ را در پلۂ دیگر ہر آئینہ این پلہ راجح آید بر پلۂ دیگر والسلام
علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات مکتوب پنجاہ و سوم
نیز بسیادت انتساب شیخ فرید صدور یافتہ در بیان آنکہ اختلاف علماء سوء موجب فساد عالم است و
ما یناسب ذلک ثبتکم اللہ سبحانہ علی جادۃ آبائکم الکرام شنیدہ شد کہ پادشاہ اسلام از حسن نشاء اسلامی
کہ در نہاد خود دارند بایشان فرمودہ اند کہ چہار کس از علماء دیندار پیدا کنند کہ ملازم باشند و بیان
مسائل شرعیہ میکردہ باشند تا خلاف شرع امری واقع نشود الحمد للہ سبحانہ علی ذلک مسلمانان را بہ ازین
چہ بشارت و ماتم زدگان را بہ ازین چہ نوید لیکن چون حقیر بواسطۂ ہمین غرض متوجہ خدمت علیا است چنانکہ
مکرر اظہار آن نمودہ بضرورت درینباب از گفتن و نوشتن معاف نخواہد داشت امید است کہ معذور
خواہند فرمود صاحب الغرض مجنون معروض میگرداند کہ علماء دیندار از خود اقل قلیل اند کہ از حب جاہ
و ریاست گذشتہ باشند و مطلبی غیر از ترویج شریعت و تائید ملت نداشتہ باشند بر تقدیر حب جاہ ہر کدام
ازین علماء طرفی خواہند گرفت و اظہار فضیلت خود خواہند نمود و سخنان اختلافی در میان خواہند آورد و آن
را توسل قربت بادشاہ خواہند ساخت ناچار مہم دین ابتر خواہد شد در قرن سابق اختلافات علماء عالم را
در بلا انداخت و ہمان صحبت در پیش است ترویج چہ گنجایش دارد کہ باعث تخریب دین خواہد شد
والعیاذ باللہ سبحانہ من ذلک و من فتنۃ العلماء السوء اگر یک عالم را از برای این غرض انتخاب کنند
بہتر می نماید اگر از علماء آخرت پیدا شود چہ سعادت کہ صحبت او کبریت احمر است و اگر پیدا نشود بعد از تامل
صحیح بہترین این جنس را اختیار کنند ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ نمیداند چہ نویسم ہمچنانکہ خلاصی خلائق بوجود
علماء است خسران عالم نیز بایشان مربوط است بہترین علماء بہترین عالم است و بدترین ایشان بدترین
خلائق ہدایت و ضلال را بایشان مربوط ساختہ اند عزیزی ابلیس لعین را دید کہ فارغ و بیکار نشستہ است
سر آنرا پرسید گفت علمای اینوقت کار ما میکنند در اغوا و اضلال کافی اند ؎ عالم کہ کامرانی و تن پروری کند ؛ او خویشتن

هر چند بسعادت رخصت مستسعد گشت اما داخل جرگهٔ مخاصانست حق سبحانه وتعالی بر اخلاص ومحبت ایشان
استقامت ارزانی فرماید زیادت گستاخی نرفت مکتوب پنجاه وهفتم بشیخ محمد یوسف صدور یافته
در نصیحت حق سبحانه وتعالی بر جادهٔ آبای کرام خود استقامت ارزانی فرماید بحرمة سید المرسلین
علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها بزرگے در خاندان شما موروثی ست برنجیدگی
زندگانی نمایند که استحقاق این وراثت میسر گردد ظاهر را بظاهر شریعت وباطن را بباطن شریعت
که عبارت از حقیقت ست متحلی ومتزین دارند چه حقیقت وطریقت عبارت از حقیقت شریعت
وطریقت حقیقت آن نه آنکه شریعت امرے دیگرست وطریقت وحقیقت دیگر آن الحاد وزندقه
است زعم فقیر درباره شما بسیار نیک ست بعضے وقائع را برانیمعنے شاهد دارد ازین ما جرا
بوالد بزرگوار شما علیه الرحمة اظهار نموده بود بقیة المقصود شیخ عبد الغنی مردے بصلاح آراسته
است ونیک نهاد اگر بخدمت علیه در امرے از امور رجوع نماید التفات خواهند فرمود والسلام
والاکرام مکتوب پنجاه وهشتم بسیادت مآبی سید محمود صدور یافته در بیان آنکه این راه
که ما در صدد قطع آنیم همگی هفت گام ست در بیان آنکه مشائخ نقشبندیه ابتداء سیر از عالم امر اختیار
کرده اند بخلاف مشائخ سلاسل دیگر طریق این بزرگواران طریق اصحاب کرام ست ومانیاسب
ذلک التفات نامهٔ گرامی ورود یافت ازانجا شوق استماع سخنان این طائفه علیا مفهوم گشت
لاجرم سخنے چند در تحریر آورد اجابةً للمسئول وترغیبًا الے المامول مخدوما این راه که ما در صدد
قطع آنیم همگی هفت گام ست بعدد هفت لطیفهٔ انسانی دو قدم در عالم خلق اند که بقالب و
نفس تعلق دارند وپنج قدم در عالم امر اند که بقلب وروح وسر وخفی واخفی مربوط اند ودر هر قدمے
ازین اقدام سبعه ده هزار حجب خرق مینمایند نورانیة کانت تلک الحجب او ظلمانیة ان لله
سبعین الف حجاب من نور وظلمة وگام اول که در عالم امر مینهند تجلی افعال رو مید هد وبگام
دوم تجلی صفات وبگام سوم شروعے در تجلیات ذاتیه می افتد ثم وثم علی تفاوت درجاتها
کما لا یخفے علی اربابها وبهر خطوه از خطوات سبع از خود دورے افتد وبحق سبحانه
نزدیک حتی تیم القرب بتمام هذه الاقدام فحینئذ فوا بالفناء والبقاء وبلغوا الے درجة
الولایة الخاصة مشائخ طریقت علیه نقشبندیه قدس الله تعالے اسرارهم ابتداء این سیر

تا بحد فسق نیز رسانند بلکہ ملامت را ہم درین طور خطا گنجائش نیست کہ مخطی را نیز یک درجہ است
از ثواب و نیز یزید بیدولت از اصحاب نیست در بدبختی او کرا سخن ست کارے کہ آن بدبخت کردہ
ہیچ کافر فرنگ نکند بعضے کہ از علماء اہل سنت در لعن توقف کردہ اند نہ از آنکہ از وے راضی اند بلکہ
رعایت احتمال رجوع و توبہ کردہ اند بباید کہ در مجلس شریف از کتب معتبرہ مطلب زمان بندگی مخدوم
جہانیان ہر روز چیزے خواندہ شود تا معلوم شود کہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام چہ طور
ستایش کردہ اند و بکدام ادب یاد نمودہ اند تا مخالفان بداندیش شرمندہ و مخذول گردند درین ایام این
طائفہ بداندیش بسیار غلو کردہ اند و باطراف و جوانب منتشر گشتہ اند بواسطۂ آن دریناب چند کلمہ
نوشتہ آمد تا در صحبت شریف این قسم بداندیشان را جا نباشد ثبتکم اللہ تعالی علی الطریقۃ المرضیۃ
مکتوب پنجاہ و پنجم نیز بسیادت پناہی شیخ عبدالوہاب بخاری صدور یافتہ در اظہار محبت چند گاہ ست
کہ دل را محبتے نسبت بملازمان شما پیدا شدہ است غیر آن ارتباطے کہ سابقاً متحقق بود بنا علیہ
بدعا بظہر الغیب بے اختیار مشغول ست و چون سرور کائنات و مفخر موجودات علیہ و علی آلہ الصلوات
والتسلیمات والتحیات فرمودہ اند کہ من احب اخاہ فلیعلمہ ایاہ اظہار حب خود نمودن اولی دانسب
دانست و باین محبت کہ نسبت باقربای آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام پیدا شدہ است نشۂ امیدواری
تمام بدست آوردہ است حق سبحانہ تعالی محبت ایشان استقامت ارزانی فرماید بحرمۃ سید البشر
علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام مکتوب پنجاہ و ششم۔ نیز بہ شیخ عبدالوہاب صدور یافتہ در سفارش
سیدی جناب قدس سادات کثیر البرکات بواسطۂ خیریت آنسرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوات
والتحیات ازان برتر است کہ بزبان قاصر بیان منقبت و محمدت آن تواند کرد مگر آنکہ آنرا وسیلۂ سعادت
خود دانستہ دریناب جرأت نماید بلکہ خود را بتوسل آن می ستاید و اظہار مودت ایشان کہ بآن مامور ست
مینماید۔ اللہم اجعلنا من محبیہم بحرمۃ سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام حامل عریضہ نیاز میر سید احمد از
سادات سامانہ اند و طالبعلم و صارع از مضیق معیشت متوجہ آن حدود گشتہ اگر در سرکار عالی
گنجائش باشد شمارالیہ لائق و سزاوار آن ست والا نہ بیکے از مخلصان خود سفارش نمایند کہ
از ہم معیشت خاطر جمع سازد و چون یقین بود کہ خادمان ایشان در باب فقرا و محتاجان توجہ
اتم دارند علی الخصوص در امداد سادات عظام بچند کلمہ جرات نمود در وقت رفتن

آراے صائبۂ اہل سنت وجماعت کہ فرقۂ ناجیہ اند ونجات بے اتباع این بزرگواران ممکن نیست
واگر سرمو مخالفت ست خطر درخطرست این سخن بکشف صحیح والہام صریح نیز بیقین پیوستہ است
احتمال تخلف ندارد فطوبےلمن وفق لمتابعتہم وتشرف بتقلیدہم وویل لمن خالفہم واعتزل عنہم ورفض
عن اصولہم وخرج عن زمرتہم فضلوا فاضلوا فانکروا الرؤیۃ والشفاعۃ وخفی علیہم فضیلۃ الصحبۃ وفضل الصحابۃ
وحرموا عن محبۃ اہل بیت الرسول ع ومودۃ اولاد البتول فمنعوا عن خیر کثیر نالہا اہل السنۃ واتفقت
الصحابۃ علی ان افضلہم ابو بکر الصدیق قال الشافعی وہو اعلم باحوال الصحابۃ اضطر الناس بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یجد واتحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابہم وہذا تصریح منہ
بان الصحابۃ متفقون علی افضلیۃ الصدیق فیکون اجماعا فی الصدر الاول علی فضلیتہ فیکون قطعیا
لایسوغ انکارہ واہل بیت الرسول مثلہ کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک قال
بعض العارفین ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم جعل صحابہ کالنجوم
وبالنجم ہم یہتدون وشبہ اہل بیتہ بسفینۃ نوح اشارۃ الی ان راکب السفینۃ لابد لہ من رعایۃ
النجوم لیأمن من الہلاک وبدون رعایۃ النجوم النجاۃ ممتنعۃ قطعا ومما ینبغی ان یعلم ان الانکار عن
بعض انکار عن جمیعہم فانہم فی فضیلۃ صحبۃ خیر البشر مشترکون وفضیلۃ الصحبۃ فوق جمیع الفضائل
والکمالات ولہذا لم یبلغ اویس القرنی الذی ہو خیر التابعین مرتبۃ ادنی من صحبہ علیہ الصلوۃ والسلام
فلا تعدل بفضیلۃ الصحبۃ شیئا کائنا ما کان فان ایمانہم ببرکۃ الصحبۃ ونزول الوحی یصیر شہودیا
ولم یتفق لاحد بعد الصحابۃ ہذہ المرتبۃ من الایمان والاعمال متفرعۃ علی الایمان کمالہا علی حسب
کمال الایمان وما جری بینہم من المنازعات والمحاربات فمحمول علی محامل صالحۃ وحکم بالغۃ ما کانت
عن ہوے وجہل ولکن عن اجتہاد وعلم وان اخطأ بعضہم فی الاجتہاد فللمخطی درجۃ ایضا عند اللہ
سبحانہ ہذا ہو الطریق الوسط بین الافراط والتفریط الذی اختارہ اہل السنۃ وہو الطریق الاسلم
والسبیل الاحکم بالجملہ علم وعمل مستفاد از شریعت وتحصیل اخلاص کہ ہمچو روح ست مرعلم وعمل را
وابستہ بسلوک طریق صوفیہ است تا سیر الی اللہ قطع ننماید وسیر فی اللہ متحقق نشود کہ از حقیقت
اخلاص دورست واز کمالات مخلصان مہجور آرے عامہ مومنان را نیز بتعمل وتکلف در بعض
از اعمال اخلاص ولو فی الجملہ متحقق میشود اما اخلاصی کہ ما درصدد بیان آنیم اخلاص در جمیع

از عالم امر اختیار کرده اند و عالم خلق را نیز در ضمن این سیر قطع می نمایند بخلاف مشائخ سلاسل
دیگر قدس الله تعالی اسرارهم لهذا طریق نقشبندیه اقرب طرق آمد لاجرم نهایت دیگران در
بدایت ایشان مندرج گشت ع قیاس کن زگلستان من بهار مرا؛ طریق این بزرگواران بعینه
طریق اصحاب کرام ست رضوان الله تعالی علیهم اجمعین چه این بزرگواران را در اول صحبت خیر البشر
علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات بطریق اندراج نهایت که در بدایت آن میسر شد که کمل اولیاء
امت را در نهایت کم ست که دست دهد لهذا وحشی قاتل حمزه علیه الرحمة که یکبار در صحبت خیر البشر
رسیده بود از اویس قرنی که خیر التابعین ست افضل آمد سئل عبدالله بن مبارک رضی الله تعالی
عنه ایهما افضل معاویة ام عمر بن عبد العزیز فقال الغبار الذی دخل انف فرس معاویة مع رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرة لیس بایه اندیشید گروهی که در
بدایت ایشان نهایت دیگران مندرج گردد نهایت ایشان چه خواهد بود و در درک دیگران
چه طور خواهد گنجید وما یعلم جنود ربک الا هو سے قاصرے گر کند این طائفه را طعن قصور؛ حاشا لله که
برآرم بزبان این گله را؛ همه شیران جهان بسته این سلسله اند؛ روبه از حیله چه سان بگسلد این سلسله را؛
رزقنا الله سبحانه وایاکم محبة هذه الطائفة العزیزة و جواب کاغذ هرچند مختصر افتاده است اما معارف
بلند و حقائق ارجمند در ان اندراج یافته اند عزیز خواهند داشت مکتوب پنجاه و نهم نیز بسید محمود
صدور یافته در بیان آنکه آدمی را از سه چیز چاره نیست تا نجات ابدی میسر گردد و در بیان آنکه نجات
بے اتباع اهل سنت و جماعت متصور نیست و در بیان آنکه علم و عمل مستفاد از شریعت اند و اخلاص
منوط السلوک طریق صوفیه است و در بیان آنکه اخلاص عمل اولیا را در جمیع افعال و اعمال و حرکات
و سکنات است حضرت حق سبحانه وتعالی بر جادهٔ شریعت مصطفویه علی صاحبها الصلوة والسلام
والتحیة استقامت کرامت فرموده بکلیت گرفتار جناب قدس خود گرداناد و مفاوضهٔ شریفه
و مراسلهٔ لطیفه ورود یافت موجب فرحت گشت و مقدمات محبت فقرا و اخلاص با این طائفه
بوضوح انجامید الحمد لله زود طلب فوائد رفته بود مخدوما آدمی را از سه چیز چاره نیست تا نجات ابدی
میسر گردد علم و عمل و اخلاص و علم دو قسم ست علمی ست که مقصود از ان عمل ست که علم فقه متکفل آنست
علمی ست که مقصود از ان مجرد اعتقاد و یقین قلبی ست که در علم کلام به تفصیل ذکر یافته بمقتضاے

است و یاد داشت در حقیقت پس محقق شد کہ بر تقدیر منع خواطر بہ تکلف کہ موقت بتوقیت ست از عشرہ
و اربعین دوام توجہ بمطلوب محال ست چہ تکلف در مرتبۂ طریقت ست و در طریقت دوام متصور نیست آنکہ
دوام در حقیقت ست بواسطۂ آنست کہ تکلف را دران موطن مجال نیست پس ورود خاطر در مرتبۂ تکلف
البتہ مانع دوام توجہ است و دوام نگرانی قلوب مبتدیان این سلسلۂ علیہ را دست میدہد امرے دیگرست و دوام
توجہ کہ ما در صدد بیان آنیم عبارت از یاد داشت ست کہ نہایت مرتبۂ کمال ست حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی
فرمودہ اند قدس اللہ تعالی سرہ کہ ورای یاد داشت پنداشت ست یعنی مرتبۂ دیگر نیست مقصود از اظہار این قسم احوال
ترغیب طالبان این طریقہ علیہ ست ہر چند کہ منکران را غیر از انکار نخواہد افزود یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا
مثنوی ہر کسی افسانہ بخواند افسانہ است ٭ وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است ٭ آب نیل ست و بقبطی خون نمود
قوم موسی را نہ خون بود آب بود ٭ والسلام والاکرام مکتوب شصت و یکم نیز بسیادت مآبی سید محمود
صدور یافتہ در ترغیب صحبت شیخ اکمل مکمل و اجتناب از صحبت ناقص و ما یناسب ذلک حق سبحانہ
و تعالی ازدیادے در طلب خود کرامت فرمودہ از ہر چہ منافی وصول بمطلب ست اجتناب تمام میسر
گرداناد بحرمۃ سید البشر المحرز عن زیغ البصر علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات نامہ گرامی مشرف ساخت
چون مبنی از طلب و شوق و مشعر از ورود تعطش بود در نظر بسیار زیبا در آمد چہ طلب مبشر حصول مطلب ست
و در مقدمہ وصول بمقصود عزیزی می فرماید اگر نخواستی دادندے خواست حصول دولت را
نعمت عظمی دانستہ از ہر چہ مخالف اوست احتراز باید نمود مبادا فتوری در وی راہ یابد و برودتے
دران حرارت تابشہ نماید و معظم ترین اسباب محافظت آن قیام بشکر ست بحصول آن دولت لئن
شکرتم لازیدنکم و دوام التجا و تضرع ست بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ تا وجہ طلب او را از کعبۂ
جمال لایزال خود مصروف نگرداند اگر حقیقت التجا و تضرع میسر نشود صورت تضرع و نیازمندی را
از دست نمی باید داد و ان لم تبکوا فتباکوا یکسان اینمعنے ست این محافظت تا زمان وصول
بشیخ کامل و مکمل ست بعد از ان تفویض مرادات خود ست بآن بزرگ و در رنگ میت ست در
دردست غسال فنائے اول فنائے فی الشیخ ست و آن فنا ثانیا وسیلۂ فنا فی اللہ مے گردد
سہ زان روے کہ چشم تست احول ٭ معبود تو پیر تست اول ٭ زیراکہ طریق افادہ و استفادہ
مبنی بر مناسبت طرفین ست ابتداء طالب را بواسطۂ کمال دنائت و خساست مناسبتے بجناب

اقوال و افعال و حرکات و سکنات ست بے تامل و تکلف و این اخلاص منوط بانتفا و ایۂ آفاقی
و انفسی ست که بفنا و بقا مربوط ست و وصول ست بمرتبۂ ولایت خاصه اخلاصی که بتعمل و تکلف محتاج
ست دوام نمی پذیرد و بے تکلف بودن در حصول و دوام در کار ست که در مرتبۂ حق الیقین ست پس
اولیاء اللہ ہرچہ میکنند برائے حق میکنند جل و علا نہ برائے نفس خود چہ نفس ایشان فدای حق
شده است در خصوص اخلاص ایشان را تصحیح نیت در کار نیست نیت ایشان بفنا فی اللہ و بقا باللہ
تصحیح یافته است مثلا شخصے که گرفتار نفس خود است ہرچہ میکند برائے نفس خود میکند نیت کند
یا نکند و چون این گرفتاری نفس زائل شود و گرفتاری حق جل و علا بجائے آن نشیند ناچار ہرچہ
کند برائے حق کند نیت دست دہد یا نہ نیت محتمل درکار ست در متیقن احتیاج بتعیین نیست ذلک فضل اللہ
یؤتیه من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم صاحب دوام اخلاص مخلص ست بفتح لام و آنکه دوام ندارد
و کسب اخلاص مینماید مخلص ست بکسر لام شتان ما بینهما و نفعیکه از طریق صوفیه بعلم و عمل میرسد
آنست که علوم کلامیه استدلالیه کشفی میگردند و یسر تمام در ادای اعمال پیدا میشود و کسلی که از
جانب نفس و شیطان بود زائل میگردد دریغ این کار دولت ست کنون تا کرا رسد ؛ والسلام
اولاً و آخراً مکتوب شصتم نیز بسیادت پناہی سید محمود صدور یافته در بیان نفی خواطر
و دفع وساوس بالکلیه و ما یناسب ذلک حق سبحانه تعالی بدوام گرفتاری بجناب قدس خود
مشرف گرداند که حقیقت رستگاری درین گرفتاریست منع خواطر و دفع وساوس در طریقه حضرات
خواجگان قدس اللہ تعالی اسرارهم بر وجه اتم حاصل ست حتی که بعضے از مشائخ این خانواده
بزرگ که چله خواطر کشیده اند در تمام آن اربعین باطن خود را از ورود خاطر باز داشته اند حضرت خواجه
احرار قدس اللہ تعالی سره درین مقام فرموده اند که مراد از دفع خواطر خواطریست که مانع دوام
توجه مطلوب اند نه دفع خواطر مطلقا و درویشے از مخلصان این سلسله علیه بحکم و اما بنعمة ربک فحدث
از حال خود چنین خبر میدہد که خواطر از قلب بحدی منتفی میگردد که اگر فرضا عمر حضرت نوح علی نبینا و علیه
الصلوة والسلام بصاحب القلب بدہند ہر خاطرے بر قلب عبور نکند نه آنکه او درین دفع متکلف باشد
چه بتکلف موقت ست و دوام نمی پذیرد بلکه در اتیان خاطر اگر سالها تکلف نماید ہم میسر نشود تعلیل یعنی از
تعمل و تکلف خبر میدہد و تعمل در مرتبۂ طریقت ست حقیقت آنست که از تعمل و تکلف وارہاند یاد کرد در طریقت

نهایت ست در بدایت و الا حقیقت نهایت در بدایت نمیگنجد و نهایت با بدایت نسبت ندارد تحقیق این مبحث در رساله که در تحقیق حقیقت جذبه و سلوک و امثال آنها تحریر یافته بتفاصیل ذکر یافته است القصه عبور از صورت به حقیقت ضروریست و اکتفا از حقیقت بصورت از دوری ست حققنا الله سبحانه بالحقیقة الحقة وجنبنا عن الصورة الباطلة بحرمة النبی المختار و آله الابرار علیه و علیهم من الصلوات اکملها و من التحیات افضلها

مکتوب شصت و سوم به سیادت پناهی و نقابت دستگاهی شیخ فرید صدور یافت در بیان آنکه انبیا صلوات الله تعالیٰ علیهم و تسلیماته در اصول دین متفق اند و اختلاف این بزرگواران در فروع دین ست و در بیان بعضے از کلمات متفقه ایشان ثبتنا الله سبحانه و ایاکم علے جادة آبائکم الکرام علی افضلهم اصالتا و علی بواقیهم متابعة الصلوٰة و السلام انبیا صلوات الله تعالیٰ و تسلیماته و برکاته علے جمیعهم عموماً و علی افضلهم خصوصاً رحمتها اند که بتوسط این بزرگواران عالمی نجات ابدی مستسعد گشته است و از گرفتاری کسرمدی خلاصی یافته اگر وجود شریف شان نمی بود حق سبحانه و تعالے که غنی مطلق ست عالم را از ذات و صفات خود تعالیٰ و تقدس خبر نمی داد و بآن راه نمے نمود و هیچکس او را نمی شناخت و به اوامر و نواهی که عباد را به محض کرم از برائے نفع ایشان مکلف ساخته است تکلیف نمی فرمود و مرضیات او تعالیٰ از نامرضیات جدائی گشت پس شکر این نعمت عظمیٰ بکدام زبان راست آید و کرا مجال آنکه از عهدهٔ آن برآید الحمد لله الذی انعم علینا و هدانا الی الاسلام و جعلنا من مصدقی الانبیاء علیهم الصلوٰة و السلام و این بزرگواران در اصول متفق و کلمهٔ ایشان واحد ست در ذات و صفات تعالیٰ و تقدس و حشر و نشر و ارسال رسل و نزول ملک و ورود وحی و نعیم جنت و عذاب جحیم بطریق خلود و تابید اختلاف ایشان در بعض احکام ست که به فروع دین تعلق دارد حق سبحانه تعالیٰ در هر یک زمانے بر هر یک پیغمبر اولے العزم انبیاء آن زمان را به بعض احکام مناسبهٔ آنها وحی فرستاده و باحکام مخصوصه تکلیف فرموده نسخ و تبدیل در احکام شرعیه از حکم و مصالح حق ست سبحانه و بسیار ست که بر یک پیغمبر صاحب شریعت در اوقات مختلفه احکام متضاده بطریق نسخ و تبدیل وارد شوند و از جملهٔ کلمات متفقهٔ این بزرگواران نفی عبادت غیر حق ست

قدس سره سلطانیست برزخی ذی جهتین درکار است و آن شیخ کامل مکمل ست و قوی‌ترین
فتور در طالب انابت ست به شیخ ناقص که به سلوک و جذبه کار را تمام ناکرده بمسند شیخی خود را
کشیده است طالب را صحبت او سم قاتل ست و انابت او مرض مهلک استعداد بلند طالب را
بهمچنین صحبت به پستی می آرد و از ذروه بحضیض می اندازد مثلاً مریضی که از طبیب ناقص دارو خورده
در ازدیاد مرض خود میکوشد و قابلیت ازالهٔ مرض خود ضائع میسازد هرچند آن دارو در ابتدا نحوی
از تخفیف بخشد اما فی الحقیقت نفس مضرتست این مریض اگر فرضاً به طبیب حاذق برسد آن طبیب
اول فکر ازالهٔ تاثیر آن دارو مینماید و بمسهلات معالجه میفرماید بعد از زوال آن تاثیر فکر ازالهٔ مرض میکند
و مدار طریق این بزرگواران قدس الله تعالی اسرارهم بر صحبت است بگفت و شنود کاری
نمیکشاید بلکه سستی در طلب پیدا می آرد احتمال دارد که بعد از چند گاه بجانب دهلی و آگره سیری
واقع شود اگر جریده خود را رسانند و شفاهةً چیزی اخذ نموده بسرعت باز گردند گنجایش دارد زیاده
برین تصدیعه است بقیة الاجوبة المسئول عنها آنکه جناب مشیخت پناهی معارف آگاهی میان شیخ تاج
دران صوبه مغتنم اند و بزرگ اما استعداد شما را بطریق ایشان مناسبت کم ست بی رابطهٔ مناسبت
حصول مطلوب متعسر ست والامر عندکم اگر گاه گاه خبری از احوال خود می نوشته باشند تا بآن تقریب
از ینجانب چیزی نوشته شود مناسب ست چه سلسلهٔ اخلاص ازین راه همواره در حرکت میباشد

مکتوب شصت و دوم بجناب میرزا حسام الدین احمد صدور یافته در بیان آنکه جذبه که پیش از سلوک ست از مقاصد نیست بلکه وسیله ایست از برای قطع منازل سلوک بسهولت و جذبه که بعد از سلوک ست از مقاصد ست و ما یناسب ذلک

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی طریقهٔ وصول
را دو جزو ست جذبه و سلوک بعبارت دیگر تصفیه و تزکیه جذبه که مقدم بر سلوک ست از مقاصد
نیست و تصفیه که پیش از تزکیه ست از مطالب نه جذبه که بعد از تمامی سلوک ست و تصفیه که بعد از
حصول تزکیه است که در سیر فی الله است از مقاصد مطلوبه است و جذبه و تصفیهٔ سابقه از
برای تسهیل مسالک سلوک ست بی سلوک کار نمیکشاید و بی قطع منازل جمال مطلوب نمی نماید
جذبهٔ اولی کار صورت ست مر جذبهٔ اخری را فی الحقیقت بایکدیگر مناسبت ندارند پس مراد
از اندراج نهایت در بدایت که در عبارت مشائخ این سلسلهٔ علیه واقع ست اندراج صورت

این سخنان براے ازدیاد ایضاح ست والاحق از باطل جدا ست و نور از ظلمت ہویدا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اللھم ثبتنا علی متابعۃ ھولاء الاکابر علیھم الصلوۃ والسلام اولاً و آخراً بقیۃ المقصود آنکہ سیادت پناہی میان پیر کمال را ایشان بہتر میدانند چہ احتیاج ست کہ درینباب چیزے نوشتہ می آید لیکن اینقدر ہست کہ حقیر چندگاہ است کہ از آشنائی ایشان محفوظ ست مدتے ست کہ ایشان اشتیاق عتبہ بوسی داشتند اما درین اثنای ضعفے برایشان طاری شدہ بود تا زمانے صاحب فرش بودند بعد از فراغ متوجہ ملازمت عالیہ گشتہ امیدوار عنایت اند

مکتوب شصت وچہارم نیز بسیادت و نقابت پناہی شیخ فرید صدور یافتہ در بیان لذت والم جسمانی و روحانی و تحریض بر تحمل مصائب و آلام جسمانی و ما یناسب ذلک سلمکم اللہ سبحانہ و عافاکم

فی الدارین بحرمۃ سید الثقلین علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات لذت والم دنیا بردو قسم ست جسمانی و روحانی ہر چیز کہ جسم را دران لذت ست روح را دران الم ست وہرچہ جسم از ان متالم گشت روح را از ان التذاذ ست پس روح و جسم نقیض یکدیگر باشند و درین نشای کہ روح بمقام جسم تنزل نمودہ است و گرفتار جسم و جسمانی شدہ روح نیز حکم جسم پیدا کردہ بلذت او متلذذ گشتہ است و بالم او متالم انیست مرتبہ عوام کالانعام ثم رددناہ اسفل سافلین درشان ایشان صادق ست واے ہزار واے اگر روح ازین گرفتاری خلاص نشود و بوطن اصلی رجوع نہ نماید سہ پایہ آخر آدم ست و آدمی ؛ گشت محروم از مقامے محرمی ؛ گر نگردد باز مسکین زین سفر ؛ نیست از وے ہیچکس محروم تر ؛ از بیماری روح ست کہ الم خود را لذت می انگارد و لذت را الم می شناسد در رنگ صفراے کہ بواسطۂ علت صفرا شیرینی را تلخ می یابد پس بر عقلا فکر ازالۂ این مرض لازم ست تا در آلام و مصائب جسمانی خرم و شادان زندگانی می نمایند **بیت** از پئے این عیش و عشرت ساختن ؛ صد ہزاران جان بباید باختن ؛ و چون نیک ملاحظہ کردہ میشود معلوم میگردد اگر در دنیا درد و الم و مصیبت نمی بود نخوے نمی ارزید ظلمتہاے آن را دافع و حوادث زائل می گردانند تلخی حوادث در رنگ تلخی داروے نافع ست کہ ازالۂ مرض مے نمایند محسوس این فقیر شدہ در دعوتہاے عام کہ طعام مے پزند بخلوص نیت نمیتوانند کرد و جمعے از طعام خواران بشکوی منجر ند و منقصت طعام

سبحانه ومنع اشتراک ست باو تعالی وتقدس وناگرفتن بعضی مخلوقات ست مر بعض دیگر را
ارباب غیر از حق را سبحانه این حکم مخصوص بانبیا ست غیر از متابعان ایشان باین دولت
مشرف نشده اند وغیر از انبیا کسی باین کلمات تکلم نه نموده است منکران نبوت اگرچه خدا را
سبحانه واحد میگویند حال ایشان از دو امر خالی نیست یا تقلید اهل اسلام میکنند یا در وجوب
وجود واحد میدانند نه در استحقاق عبادت ونزد اهل اسلام هم در وجوب وجود واحد ست و
هم در استحقاق عبادت مراد از کلمهٔ طیبه لا اله الا الله نفی عبادت آلهه باطله است و اثبات
معبود بحق ست سبحانه وکلمهٔ دیگر که مخصوص باین بزرگواران ست آنست که خود را بشر میدانند
مثل سائر مردم وآنکه معبود حق را میدانند سبحانه ومردم را دعوت باو میکنند تعالی واو را سبحانه
از حلول واتحاد منزه میگویند ومنکران نبوت نه چنین اند بلکه رؤسای ایشان مدعیان الوهیت اند
وحق را سبحانه در خود حلول اثبات میکنند واز استحقاق عبادت واطلاق اسم الوهیت بر خود
تحاشی نمی نمایند لاجرم پا از بندگی برآورده در منکرات افعال ومستقبحات اعمال مے افتند وراه
اباحت بدینها کشاده میگردد وگمان می برند که الله از هیچ چیز ممنوع نیست هرچه میگویند صواب
میدانند وهرچه میکنند مباح می انگارند ضلوا فاضلوا فویل لهم ولاتباعهم ولاشیاعهم وکلمهٔ دیگر که
انبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات بر آن متفق اند ومنکران ایشان را از ان دولت نصیبی نیست
آنست که این بزرگواران به نزول ملائکه که معصوم مطلق اند وهیچ تعلق وتلوث ندارند قائل اند
وامناء وحی وحملهٔ کلام ربانی تعالی وتقدس ایشان را میدانند پس این بزرگواران هرچه میگویند
از حق میگویند تعالی وتقدس وهرچه میرسانند از حق میرسانند واحکام اجتهادیهٔ ایشان
نیز مؤید بوحی اند اگر بالفرض زلتے واقع میشد فی الحال حق سبحانه تدارک آن بوحے
قطعی مے فرمود ورئیسان منکران که مدعیان الوهیت اند هرچه گویند از خود گویند
وهمان را صواب دانند بواسطهٔ زعم الوهیت پس انصاف در کار است
شخصے که از کمال بے خردی خود را آله بگیرد ومستحق عبادت داند وافعال
ناشائسته باین زعم فاسد بوقوع آرد سخنان او را چه اعتبار ست وبر اتباع
او چه مدار مصرع سالے که نکوست از بهارش پیداست ؎ اظهار امثال

اجنبیت عملی دیگر نمایان نیست که اینهمه اعتبار پیدا کرده است سپاهیان در وقت غلبه
اعداء اگر اندک تردد میکنند اعتبار بسیار پیدا مے کنند بخلاف در وقت امن وتسکین
اعداء واین جهاد قولی که امروز شما را میسر شده است جهاد اکبر است مغتنم دانید و هل من مزید
بگوئید واین جهاد گفتن را به از جهاد کشتن دانید مثال ما مردم فقراء بیدست وپا ازین دولت محروم
سے هنیئاً لارباب النعیم نعیمها ؛ وللعاشق المسکین ما یتجرع ؛ سے دادیم ترا ز گنج مقصود نشان ؛
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی ؛ حضرت خواجہ احرار قدس الله تعالیٰ میفرمودند که اگر من شیخی کنم
هیچ شیخی در عالم مرید نیابد اما مرا کار دیگر فرموده اند وآن ترویج شریعت وتائید ملت ست لاجرم
بصحبت سلاطین میرفتند وبتصرف خود ایشان را منقاد میساختند وبتوسل ایشان ترویج
شریعت میفرمودند ملتمس آنست که چون حق سبحانه ببرکت محبت شما با کابر این خانواده بزرگ
قدس الله تعالیٰ اسرارهم سخن بشما را تاثیرے بخشیده است وعظمت مسلمانی شما
در نظر اقران ظاهر گشته سعی فرمایند که اقل احکام کثیرهٔ اهل کفر که در اهل اسلام
شوخی پیدا کرده اند منهدم ومندرس گردند واهل اسلام ازان منکرات محفوظ مانند
جزاکم الله سبحانه عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء در سلطنت پیشین عنادے بدین مصطفوی
علیه الصلوة والسلام مفهوم مے شد ودرین سلطنت ظاهرا آن عناد نیست اگر هست
از عدم علم ست ترس آن ست که مبادا اینجا هم کار بعناد انجامد وبر مسلمانان معامله
تنگ تر افتد ؛ مصرع چو بید بر سر ایمان خویش میلرزم ؛ ثبتنا الله سبحانه وایاکم
علی متابعة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات فقیر به تقریبے
اینجا آمده بود نخواست که از آمدن خود ایشان را اطلاع ندهد وبعضے سخنان نافع ننویسد
واز محبت عزیزے که بواسطهٔ مناسبت فطریست خبر نکند قال علیه السلام من
احب اخاه فلیعلم ایاه یعنے کسیکه دوست دارد برادر مسلم خود را پس گو اعلام کند اورا
ازان محبت والسلام علیکم وعلی جمیع من اتبع الهدیٰ ـ

مکتوب شصت وششم

نیز بخان اعظم صدور یافته در مدایح طریقه علیه نقشبندیه قدس الله تعالیٰ
اسرارهم ومناسب این طریق بطریق اصحاب کرام علی صاحبهم وعلیهم الصلوة والسلام

وصاحب طعام مینمایند و صاحب طعام را ازین شکستگی دل حاصل میگردد وہمین شکستگی صاحب طعام ظلمتی راکہ در طعام رفتہ بود بواسطۂ عدم خلوص نیت ازالہ مینماید و در معرض قبول می آرد اگر شکوۂ آن جماعت نمی بود وانکسار قلب صاحب طعام نمیشد طعام سراسر پر از ظلمت وکدورت بود احتمال قبول را درین صورت چہ گنجایش پس مدار کار بر شکستگی وآوارگی آمد وما نازپروردگان جویان عیش وتنعم را مشکل کارست ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون نص قاطع ست وعبادت عبارت از تذلل وانکسارست پس مقصود از خلقت انسان خواری اوست علی الخصوص مسلمانان ودینداران کہ دنیا سجن المسلم است در زندان عیش جویان بودن از عقل دورست پس آدمی را از مشق محنت کشی چارہ نبود و از ورزش باربرداری گذر نہ حضرت حق سبحانہ وتعالی بابی طاقتان را برایں معنی استقامت کرامت فرماید بحرمۃ جدکم الامجد علیہ وعلی آلہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا مکتوب شصت وپنجم بخان اعظم صدور یافتہ در تاسف وتلہف بر ضعف اسلام وزبونی مسلمانان وتحریص واغرا بر تقویت اہل اسلام واجراء احکام ایدکم اللہ سبحانہ ونصرکم علی اعداء الاسلام فی اعلاء الاحکام مخبر صادق علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا فرمودہ است الاسلام بدأ غریبا وسیعود کما بدأ فطوبی للغرباء غربت اسلام تا بحدی رسیدہ است کہ کفار برملا طعن اسلام وذم مسلمانان مینمایند وبے تحاشا اجراء احکام کفر ومداحی اہل آن در کوچہ وبازار میکنند ومسلمانان از اجراء احکام اسلام ممنوع اند ودر اتیان شرائع مذموم ومطعون بیت پری نہفتہ رخ ودیو در کرشمہ وناز ۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی ست سبحان اللہ والحمد للہ الشرع تحت السیف گفتہ اند ورونق شرع شریف را بسلاطین وابستہ اند قضیہ منعکس گشتہ است ومعاملہ انقلاب پیدا کردہ است واحسرتا واندامتا واویلا امروز وجود شریف شما را مغتنم میشمریم ومبارز درین معرکہ ضعیف وشکست خوردہ جز شما را نمیدانیم حق سبحانہ وتعالی مؤید وناصر شما باد بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات در خبر وارد ست لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ مجنون درین وقت آن جنون کہ بنائے آن فرط غیرت اسلام ست در شما محسوس ست الحمد للہ سبحانہ علی ذلک امروز آن روزست کہ عمل قلیل را باجر جزیل باعتنائے تمام قبول می فرمایند از اصحاب کہف غیر از

واخلاص وامر ثانی ایمان احتیاج محتاج است که بفضیلت وصلاح متجلی ست وبمعرفت و شهود
متزین از روے نسب کریم ست واز روے حسب شریف مخدوما در اظهار حق نوعے از مرارت
است اگرچه بحسب شدت وضعف متفاوت باشد خیلے سعادتمندی میباید که این مرارت را
در رنگ عسل بیاشامد وهل من مزید گوید تلوینات احوال از لوازم صفت امکان ست جماعهٔ
که بتمکین رسیده اند نیز از تلوین سرشته اند بیچاره ممکن گاهے مغلوب سلطان صفات جلالیه
است وگاهے محکوم صفات جمالیه است وقتی محل قبض است ووقتی موطن بسط و هر موسم را
احکام جدا ست دیروز آن بود امروز اینست قلب المؤمنین بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبها
کیف یشاء والسلام **مکتوب شصت وهشتم** نیز بخان خانان صدور یافته در بیان آنکه تواضع
از ارباب غنا می زیبد واستغنا از ارباب فقر زیبا سبب ذلک فیما صنع الله مخدوما
من انچه شرط بلاغ ست با تو میگویم : تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال : تواضع از ارباب غنا زیبا ست
واستغنا از اهل فقر لان المعالجة بالاضداد در مکاتیب ثلاثه شما غیر از
استغنا امرے مفهوم نشد هرچند مقصود شما تواضع بود مثلا در مکتوب اخیر مسطور بود بعد
الحمد والصلوة نموده مے آید این عبارت را نیک دریابید که در کجا باید نوشت آرے
خدمت فقراء بسیار کرده اند اما رعایت آداب خدمت هم ضروری ست تا ثمرهٔ بران
مترتب شود وبدونها خرط القتاد بلے اتقیاء امت او علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات
اتمها واکملها از تکلف بری اند اما التکبیر مع المتکبرین صدقة حضرت خواجه نقشبند را قدس الله
تعالی سره شخصے گفت که متکبر ست فرمودند تکبر من از کبریائے اوست این طائفه را
ذلیل وخوار نه انگارند رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی الله لابره حدیث نبوی ست
علیه الصلوة والسلام ع اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم : که دل آزرده شوے ورنه سخن
بسیار ست : محبان عزیزی ومخلصان صحیحی شما باندک ملاحظه نفس امر داشته باشند
بشما هرچه رسانند از نفس الامر رسانند و هر گنگاشے که بدهند صلاح شما را میباید که منظور
دارند ومصالح خود را که آن خیانت محض ست بعضے از منافع شما نیز از علل غائیه
این سفر بود اما در عالم اسباب محبان ومخلصان شما نگذاشتند تقصیرے از ین طرف

و بیان فضیلت اصحاب کرام بر دیگران اگرچه اویس قرنی باشد یا عمر مروانی الحمد للہ و سلام علی
عبادہ الذین اصطفی طریق حضرات خواجگان قدس اللہ تعالے اسرارہم مبنی بر اندراج
نہایت در بدایت ست حضرات خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالی سرہ فرمودہ اند کہ ما نہایت
را در بدایت درج میکنیم و این طریقہ بعینہ طریق اصحاب کرام ست رضی اللہ تعالے عنہم چہ
این بزرگواران را در اول صحبت آن سرور علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات آن میسر مے شد
کہ اولیاء امت را در نہایت النہایت شمۂ ازان کمال دست سید ہد لہذا وحشی قاتل حضرت حمزہ
علیہ السلام کہ یک مرتبہ در بدو اسلام خود بشرف صحبت سید اولین و آخرین علیہ و علی آلہ الصلوات
والتسلیمات والتحیات مشرف شدہ بود از اویس قرنی کہ خیر التابعین ست افضل آمد آنچہ وحشی را در
اول صحبت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام میسر شد اویس قرنی را با آن خصوصیت در انتہا
میسر نشد لاجرم بہترین قرون قرن اصحاب گشت رضوان اللہ تعالی علیہم کلمۂ ثم کار دیگران
را در پس انداخت و اشارت بہ بعد درجہ نمود شخصے از عبد اللہ بن مبارک قدس سرہ سوال کرد
ایما افضل معاویۃ ام عمر بن عبد العزیز قال الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ تبع رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرۃ پس ناچار سلسلۂ این حضرات سلسلۃ الذہب
آمد و مزیت این طریقہ عالی بر سائر طرق در رنگ مزیت قرن اصحاب کرام بر سائر قرون بہر کشف
جماعہ را کہ از کمال فضل در آغاز شرفی از انجام ارزانی دارند اطلاع بر حقیقت کمالات ایشان غیر ایشان
متعذر ست نہایت ایشان فوق نہایت دیگران خواہد بود مصرعہ قیاس کن ز گلستان
من بہار مرا مصرعہ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست ذلک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم حضرت خواجہ نقشبند میفرمودند کہ ما فضلیانیم جعلنا اللہ
سبحانہ وایاکم من محبی ہولاء الاکابر و متابعی آثارہم بحرمۃ النبی القرشی علیہ وعلی آلہ من الصلوات
افضلہا ومن التحیات اکملہا مکتوب شصت و ہفتم بخان خانان صدور یافتہ در
سفارش محتاجے ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی متابعۃ سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوات
والتسلیمات ظاہراً و باطناً و یرحم اللہ عبداً قال آمینا و امراہم بے اختیار بران
آوردند کہ بتصدیع ایشان جرأت نماید اول اظہار رفع مظنہ آزار ست بلکہ حصول مودت

وبدعای سلامتی دارین ایشان مشغول باشند والسلام مکتوب ہفتادم نیز بخان خانان صدور
یافتہ در بیان آنکہ آدمی را جامعیت او سبب بعد اوست ہمچنانکہ ہمین جامعیت او سبب قرب اوست
و ہمانیا سبب ذلک ثبتکم اللہ سبحانہ علی جادۃ الشریعۃ المصطفویۃ علی صاحبہا الصلوۃ
والسلام والتحیۃ رحم اللہ عبدا قال آمینا آدمی را ہمچنانکہ جامعیت سبب قرب و تکریم و
تفضیل ست سبب بعد و تضلیل و تجہیل نیز ہمان جامعیت ست قرب بواسطہ تمامیت
مرات اوست وقابلیت ظہور مر جمیع اسما و صفات را بلکہ تجلیات ذاتیہ را نیز حدیث قدسی
لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن رمزی بیان ست و بعد اولیت
احتیاج اوست بہر جزئے از جزئیات عالم چہ او را ہمہ چیز در کار است خلق لکم ما فی
الارض جمیعا این احتیاج او را بجمیع اشیا گرفتاری ہست کہ سبب بعد و تضلیل او
گشتہ است ؎ پایہ آخر آدم ست و آدمی ÷ گشت محروم از مقام محرمی ÷ گر نگردد باز
مسکین زین سفر ÷ نیست از وے ہیچکس محروم تر ÷ پس بہترین ہمہ موجودات انسان آمد
و بدترین ہمہ کائنات ہم او اذا کان منہ محمد حبیب رب العالمین علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات
والتحیات وابوجہل اللعین عدو رب السموات و الارضین پس ناچار تا از گرفتاری ہمہ نجات
میسر نشود گرفتاری یکے کہ نقد است از یکے نیز حاصل نباید خرابی در خرابی ست لیکن بمقتضاے
مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ زندگانی چند روزہ بر وفق اتباع صاحب شریعت علیہ و علی آلہ
الصلوۃ والتحیۃ باید بسر برد کہ رستگاری از عذاب اخروی و فور تنعمات سرمدی وابستہ بسعادت
این اتباع ست پس در اموال نامیہ و انعام سائمہ ادای زکوۃ کما حقہ باید نمود و آنرا وسیلہ
عدم گرفتاری باموال و انعام باید ساخت و در مطعومات و ملبوسات لذیذ و نفیسہ حظ نفس
منظور نباید داشت بلکہ در اطعمہ و اشربہ غیر از حصول و قوت بر اداء طاعات نیتے دیگر
نباید کرد جامہ نفیس بحکم کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد بہ نیت تزیین ماموربہ باید
پوشید و مشوب بہ نیت دیگر نباید ساخت و اگر حقیقت نیت میسر نشود خود را بتکلف
برین نیت باید آورد فان لم تبکوا فتباکوا و دائم بحق سبحانہ و تعالے ملتجی و متضرع
باید بود کہ حقیقت نیت میسر شود و از تکلف وا رہد ؎ میتواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول ÷

بدانند هر چند این مقدمات تلخ نما اند اما خوش گویندگان شما بسیار اند بهما اکتفا کنند
مقصود از آشنائی فقرا اطلاع بر عیوب مکنونه است و ظهور رذائل مخفیه و نه لیکن
بدانند که اظهار این قسم سخنان نه از روی آزار است بلکه از روی نیکخواهی و دلسوزیست
یقین تصور نمایند خواجه محمد صدیق اگر یک روز پیشتر می آمد محتمل که فقیر خود را بهر حال
بشما می رسانید سے اما در اثنای راه سرهند ملاقی شدند معذور خواهند داشت
والخیر فیما صنع الله سبحانه. **مکتوب شصت و نهم** نیز بخان خانان صدور یافته
در بیان تواضع که موجب رفعت دارین است در بیان آنکه نجات وابسته بمتابعت اهل
سنت و جماعت ست که فرقهٔ ناجیه اند الحمد لله والصلوة والسلام علی رسول الله
التفات نامه گرامی که بمصحوب اخوی مولانا محمد صدیق ارسال داشته بودند
وصول یافت کرم فرمودند جزاکم الله سبحانه عنا خیر الجزاء چون رعایت آداب
فقرا نموده اند تبواضع سخن رانده اند امید است که بحکم من تواضع لله رفعه الله این تنزل
موجب رفعت دینی و دنیوی گردد بلکه گشت بشرے لکم چون الفاظ انابت
درجوع در میان آورده اند چنان تصور فرمایند که این انابت بر دست درویشے
از درویشان واقع شده است مترصد نتائج و ثمرهٔ آن باشند اما حقوق آن را باید
که مهما امکن مرعے دارند از وصایا و نصائح چه نویسد و از علوم و معارف چه وانماید
که علماء مجتهدین و صوفیهٔ محققین شکر الله تعالی سعیهم در بسط و تفصیل سخن تقصیر جائز
نداشته اند و پارهٔ از مسودات این کم بضاعت را نیز ظاهراً بعضے از یاران
بخدمت شما برده اند به نظر شریف گذشته باشد بالجمله طریق النجاة متابعة
اهل السنة والجماعة کثرهم الله سبحانه فی الاقوال والافعال وفی الاصول وفی الفروع
فانهم الفرقة الناجیة وما سواهم من الفرق فهم فی معرض الزوال وشرف الهلاک علمه الیوم احد
اولم یعلم اما فی الغد فیعلمه کل احد ولا ینفع النعم نبهنا قبل ان ینبهنا الموت سیادت مآبی سید
ابراهیم از قدیم چون انتسابے بآن آستان علیه دارد و در سلک دعاگویان منتظم ست
بر ذمه کرم لازم ست که دستگیری فرمایند که از ان فقر و پیری با اهل و عیال خود بفراغ خاطر گذرانند

و در مطاعم و مشارب و مساکن حدود شرعیه را رعایت باید نمود و تجاوز از آن حدود تجویز نباید کرد
در اموال نامیه و انعام سائمه زکوة مفروضه را ادا باید کرد و چون تجلی باحکام شرعیه میسر شد از مضرت
دنیا نجات حاصل گشت و با آخرت جمع شد و اگر این قسم ترک حکمی هم میسر نشود از مبحث خارج است
حکم منافق دارد که صورت ایمان دارد آخرش سود مندش نخواهد گشت نتیجهٔ او عصمت دما و اموال دنیوی
است فقط ؎ من آنچه شرط بلاغست با تو میگویم ÷ تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال ÷ تا کدام صاحب
دولت باشد که با این طمطراق دنیاوی و با این خدم و حشم و با این طعامهای لذیذ و چرب و با این لباسهای
فاخره در برش کلمهٔ حق را بسمع قبول استماع نماید ؎ گوشش از بار در گران شده است ÷ نشنود ناله و فغان
مرا ÷ وفقنا الله سبحانه و ایاکم بمتابعة الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة بقیة المراد
میان شیخ زکریا که سابق کروری بود مرد عالم و فاضل است بشومی اعمال مدتی است که بزندان محبوس است
بواسطهٔ ضعف پیری و ضیق معیشت و تمامی مدت حبس بستوه آمده است بفقیر نوشته بود که در عسکر آمده
سعی در مخلص ما نماید کثرت مسافت راه مانع آمد چون اخوی خواجه محمد صدیق بخدمت ایشان میرفتند
بضرورت بچند کلمه متصدع گشت امید است که توجه عالی درباره آن ضعیف مرعی خواهند داشت
که عالم است و پیر والسلام اولاً و آخراً **مکتوب هفتاد و سوم** به قلیج بن قلیچخان صدور یافته در مذمت
دنیا و ابنای آن و در نکوهش تحصیل علوم غیر نافع و در اجتناب از فضول مباحات و تحریص بر خیرات و اعمال
صالحه علی الخصوص در زمان عنفوان جوانی و ما یناسب ذلک حق سبحانه و تعالی بر جادهٔ شریعت
سنیهٔ مصطفویه علی صاحبها الصلوات والتسلیمات والتحیات الابدیة السرمدیة استقامت ارزانی فرماید ای فرزند
دنیا محل آزمایش و ابتلاست ظاهر او را بانواع مزخرفات مموه و مزین گردانیده است صورت او را بخال
و خط و زلف و خد موهومه مزین ساخته اند و بنمود شیرین است و بطراوت و نضارت متخیل است لیکن فی الحقیقت
جیفه ایست عطر اندود و مزبله ایست پر از ذباب و دود و سرابی است آب نما و شکری است زهر آسا باطن او بسیار
خراب و ابتر است معامله او با بنای خود با این همه گندگی از هر چه گوئی بدتر فریفتهٔ او دیوانه و مسحور است گرفتار او مجنون
و مخدوع است هر که بظاهر او مفتون گشت بداغ خسارت ابدی متسم شد و هر که بحلاوت و طراوت
نظر کرد ندامت سرمدی نصیب او آمد سرور کائنات حبیب رب العالمین علیه و علی
آله الصلوة والسلام فرموده است ما الدنیا والآخرة الا ضرتان ان رضیت احدهما

آنکه در ساختہ است قطرۂ بارانے را ؛ علی ہذا القیاس در جمیع امور بمقتضاے فتوے علماء دین تارک راہ عزیمت را اختیار نمودہ اند واز رخصت اجتناب کردہ زندگانی باید کرد وسیلۂ نجات ابدی باید دانست مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم **مکتوب ہفتاد ویکم** بمیرزا دارا ب ابن خان خانان صدوریافتہ دربیان آنکہ شکر منعم بر منعم علیہ واجب ست وحصول شکر باتیان شریعت ست لاغیر ایدکم اللہ سبحانہ ونصرکم شکر منعم بر منعم علیہ واجب ست عقلاً وشرعاً ومعلوم ست کہ وجوب شکر بہ اندازۂ وصول نعمت ست پس ہرچند وصول نعمت بیشتر وجوب شکر زیادہ تر پس براعتبار علی تفاوت درجات ہم نسبت بفقراء اضعاف مضاعف شکر واجب آمد لہذا فقراء این امت بپیش از اغنیا بہ پانصد سال در بہشت خواہند درآمد وشکر منعم تعالیٰ اولاً تبصحیح عقائد ست بمقتضاء آراے فرقۂ ناجیہ کہ اہل سنت وجماعت اند وثانیاً باتیان احکام شرعیہ وعملیہ است بر وفق آراے مجتہدین این فرقۂ علیہ وثالثاً بتصفیہ وتزکیہ ست بر طبق سلوک صوفیہ علیہ این فرقۂ سنیہ ووجوب این رکن اخیر استحسانے ست بخلاف رکنین سابقہ چہ اصل اسلام مربوط باین دو رکن ست وکمال اسلام منوط بآن یک رکن وعملی کہ مخالف این ارکان ثلثہ است اگرچہ از جنس ریاضات شاقہ ومجاہدات شدیدہ باشد داخل معصیت ست ونافرمانی وناسپاسی منعم جل سلطانہ براہمۂ ہند وفلاسفۂ یونان در ریاضات ومجاہدات خود را معاف نداشتہ اند اما آن ریاضات چون بر وفق شرائع انبیا صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی جمیعہم عموماً وعلی افضلہم خصوصاً واقع نشدہ اند مردود اند واز نجات اخروی بے نصیب فعلیکم بمتابعۃ سیدنا ومولانا وشفیع ذنوبنا وطبیب قلوبنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ومتابعۃ خلفاء الراشدین المہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین **مکتوب ہفتاد ودوم** بخواجہ جہان صدور یافتہ دربیان آنکہ جمع ساختن دین با دنیا دشوار ست پس طالب آخرت را از ترک دنیا چارہ نباشد واگر ترک حقیقی میسر نشود از ترک حکمی چارہ نیست ثبتنا سبب ذلک سلمکم اللہ سبحانہ وعافاکم ما احسن الدین والدنیا لو اجتمعا جمع ساختن دین ودنیا را از قبیل جمع اضداد ست پس طالب آخرت را ترک دنیا لابد آمد وچون درین اوان حقیقت ترک آن میسر نیست بلکہ متعسر ست بضرورت بہ ترک حکمی باید قرار داد وترک حکمی عبارت از انست کہ در امور دنیویہ بمقتضاے حکم شریعت غرا محکوم باید شد

آنہم بہ نیت جمعیت از برائے ادائے وظائف بندگی مثلاً مقصود از خوراک قوت بر
ادائے طاعت ست واز پوشاک ستر عورت ودفع حر و برد و علی ہذا القیاس
سائر المباحات الضروریۃ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم عمل بعزیمت
اختیار کردہ اند واز رخصت مہما امکن اجتناب فرمودہ اند از جملہ عزائم اکتفا ست
بقدر ضرورت واگر این دولت میسر نشود باری از دائرہ مباحات بیرون نباید نہاد و محرمات
و مشتبہات نباید رفت تنعمات بامور مباحات بر وجہ اتم و اکمل حق سبحانہ از کمال کرم تجویز
فرمودہ است و دائرہ این تنعمات را پر وسیع ساختہ قطع نظر ازین تنعمات کدام
عیش برابر آنست کہ مولائے این کس از کردار این شخص راضی باشد و کدام جفا برابر
آنست کہ سید او از اعمال او در سخط باشد رضاء اللہ تعالی فی الجنۃ خیر من الجنۃ و سخط
اللہ تعالے فی النار شر من النار این کس بندہ ایست محکوم بحکم مولے او را بیسر خود
نساختہ اند و در ہر جہ افتد وانہ گذاشتہ فکر باید کرد و عقل دوراندیش را کار باید فرمود
فردا غیر از ندامت و خسارت ہیچ بدست نخواہد آمد وقت کار موسم جوانی ست جوانمرد آنست
کہ این وقت را از دست ندہد و فرصت غنیمت شمرد محتمل کہ در اثناے زمان پیری نگزارند و اگر گزارند
جمعیت میسر نشود و اگر میسر شود ہنگام ضعف و سستی کاری نتواند کرد حالانکہ اسباب جمعیت
ہمہ میسر ست و وجود والدین ہم از جملہ اتمامات حق ست سبحانہ کہ غم معیشت این کس بسر آنہاست
و موسم فرصت ست و زمان قوت و استطاعت بکدام عذر امروز بفردا باید انداخت و رخت
بہ تسویف باید کشید قال علیہ الصلوۃ والسلام ہلک المسوفون آرے اگر مہمات دنیاے دنی
(تاخیر کردن در کارے)
را بفردا اندازند و امروز باعمال آخرت پردازند بس مستحسن ست چنانکہ عکس این مستقبح ست
درین وقت عنفوان جوانی کہ استیلاء دشمنان دین ست از نفس و شیطان اندک عمل را آنقدر
اعتبار ست کہ در وقت عدم استیلاء آنہا اضعاف مضاعف آن را اعتبار نیست در تورہ
سپاہی گری سپاہیان کارگزار در وقت استیلاے اعدا اعتبار بیشتر است
اندک تردد ہم اعتبار سے گیرد و نمایان مے شود و در وقت امن از شر اعدا این قسم اعتبار
نمی ماند ای فرزند مقصود از خلقت انسانی کہ خلاصہ موجودات است نہ لہو و لعب و نہ خوردن و خفتن ست

غضبت الاخرے پس ہر کہ دنیا راراضی ساخت آخرت از وے در سخط ست پس نا چار از
آخرت بے نصیب آمد اعاذنا اللہ سبحانہ وایاکم من محبتہا ومحبۃ اہلہا اے فرزند ہیچ
میدانی کہ دنیا چیست انچہ ترا از حق سبحانہ باز دارد پس ازن وفرزندان ومال وجاہ وریاست
ولہو ولعب واشتغال بمالا یعنے ہمہ داخل دنیاست علومے کہ با آخرت کار نیاینند
ہم از دنیا اند اگر تحصیل نجوم ومنطق وہندسہ وحساب واشال آنہا از علوم لا طائل
بکار مے آمد فلاسفہ از اہل نجات مے بودند قال علیہ الصلوٰۃ والسلام علامۃ
اعراضہ تعالیٰ عن العبد اشتغالہ بما لا یعنیہ ؎ ہر چہ جز عشق خدائے احسن ست *
گر شکر خوردن بود جان کندن ست * وآنکہ گفتہ اند کہ علم نجوم از برائے معرفت اوقات
صلوٰۃ درکارست نہ باین معنے ست کہ معرفت اوقات بے معرفت نجوم حاصل نیست بلکہ
باین معنی ست کہ علم نجوم یکے از طرق معرفت اوقات ست بسیارے از مردم ہستند
کہ از علم نجوم خبر ندارند واوقات صلوٰۃ را بہ از عالمان نجوم مے شناسند قریب باین
سخن ست وجہیکہ در تحصیل علم منطق وحساب وماننداینہا کہ فی الجملہ در بعضے علوم
شرعیہ درکار اند گفتہ اند بالجملہ بعد از تمحلات بسیار وجہ جواز از برائے اشتغال باین
علوم پیدا میشود اما اگر مقصود اینہا غیر از معرفت احکام شرعیہ وتقویت ادلۂ
کلامیہ امرے دیگر نباشد والا لا یجوز اصلا انصاف باید کرد ارتکاب امر مباح کہ مستلزم
فوت امور واجبہ باشد از حد اباحت مے برآید یا نہ شک نیست کہ اشتغال باین
علوم مفوت اشتغال بعلوم شرعیہ ضروریہ است اے فرزند حق سبحانہ وتعالیٰ از کمال
عنایت بے غایت خویش ترا در ابتداء جوانی توفیق توبہ کرامت فرمودہ بود بدولت
یکے از درویشان سلسلۂ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم انابت دادہ نمیدانم
از دست نفس وشیطان ترا ثبات بر آن توبہ میسر شدہ باشد یا نہ استقامت مشکل مینماید
موسم عنفوان جوانی ست واسباب دنیوے ہمہ میسر وبیشتر از قرنا بی مناسب ونا ملائم
؎ ہمہ اندر زمن بتو این ست * کہ تو طفلی وخانہ رنگین ست * اے فرزند کار این ست
کہ از فضول مباحات اجتناب باید نمود واز مباحات بقدر ضرورت اکتفا باید کرد

پس حال اینہا از دو حالت خالی نیست خبر حق را سبحانہ با ور نمی کنند یا اطلاع حق سبحانہ تعالےٰ
را اعتبار نمید ہند پس این قسم کرو ہارا ایمانست یا از کفر پس بران فرزند لازم ست کہ از سر تجدید
ایمان بکنند قال علیہ الصلوٰۃ والسلام جددوا ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ واز نامرضیات حق
سبحانہ توبہ نصوح از سر اعادہ نماید از اموریکہ نہی فرمودہ است و محروم ساختہ مجتنب باشد و پنج
وقت نماز بجماعت گزارد اگر قیام لیل ونہار از تہجد میسر شود زہے سعادت وادای زکوٰۃ مال نیز از جملہ
ارکان اسلام ست آنرا البتہ ادا کند و طریقے کہ ادای آن اسہل باشد آنست کہ از مال خود آنچہ
حق فقرا است سالیانہ جدا سازد و بہ نیت زکوٰۃ نگاہداشتہ در تمام سال بمصارف زکوٰۃ خرچ نماید
بریں تقدیر ہر مرتبہ تجدید نیت ادای زکوٰۃ لازم نیست یکدفعہ جدا کردن کفایت میکند معلوم
است کہ در سال تمام چہ قدر خرچ میکنند بہ فقرا و مستحقان اما چون بہ نیت زکوٰۃ نیست محسوب
نمیشود و در صورت مرقومہ زکوٰۃ از ذمہ ادا میشود و ہم از خرچ سبب تقریب خلاصی ست و اگر
بالفرض آنقدر در سال خرچ فقرا نشود و بقیہ ماند آنرا ہمان طور جدا از مال خود نگاہدارند در
ہر سال ہمین قسم عمل بکار برند چون مال فقرا جدا میشود اگر امروز توفیق ادای آن روزی نشد
شاید کہ فردا موفق سازند اے فرزند چون نفس بالذات بخیل ست و در امتثال احکام الٰہی
جل سلطانہ سرکش بضرورت سخن بصرفہ گفتہ میشود والا اموال واملاک ہمہ از حق ست سبحانہ
این کس را چہ مجالست کہ دران مکث نماید باید کہ بمنت تمام ادا کند و ہمچنین در سائر عبادات خود را
ہیچ وجہ معاف ندارد و در ادای حقوق عباد سعی بلیغ مبذول باید داشت و کوشش باید نمود
کہ حق ہیچکس در ذمہ نماند اینجا ادای آن حق آسانست بملایمت و تملق ہم رفع میشود و در آخرت
کار مشکل ست علاج پذیر نیست احکام شرعیہ را از علماء آخرت باید استفسار نمود سخن ایشان را
تاثیرے ہست شاید ببرکت انفاس ایشان بعمل آن موفق شود از علماء دنیا کہ علم را وسیلہ
مال وجاہ ساختہ اند دور باید بود مگر آنکہ علماء متقی پیدا نشود بضرورت بقدر ضرورت با ایشان
باید پرداخت آنجا میان حاجی محمد اترہ از علماء دیندار اند و شیخ علی اترہ خود آشناے
شما اند غرض این ہر دو عزیزان دران نواحی مغتنم اند در تفتیش مسائل شرعیہ با ایشان رجوع
نمودن انسب ست اے فرزند ما فقرا را با اغنیاء دنیا چہ مناسبت کہ از نیک و بد ایشان

مقصود از وے اداے وظائف بندگیست وذل وانکسار وعجز وافتقار ودوام التجا وتضرع بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ عبادات کہ شرع محمد علیہ الصلوۃ والسلام بآن ناطق ست ومقصود از اداے آن منافع ومصالح عباد ست وبجناب قدس خداوندی عز شانہ ہیچ ازان عائد نمیشود بجان ممنون گشتہ میباید اداکرد وبانقیاد تمام در امتثال اوامر وانتہا از مناہی باید کوشید حق سبحانہ باوجود غنا مطلق عباد را باوامر ونواہی سرافراز ساختہ است ما محتاجان را شکر این نعمت بروجہ اتم باید کرد ومنت داری تمام در امتثال احکام باید کوشید اے فرزند میدانند کہ اگر از ابناے دنیا کہ بشوکت وجاہ صوری تحقق ست اگر از متعلقان زیر دست خود را بخدمتی سرافراز سازد ودران خدمت نفعی بآمر نیز عاید ست این زیر دست حکم اورا چہ بلا عزیز میدارد ومیداند کہ شخصے عظیم القدر این خدمت را فرمودہ است بہ ممنونیۃ تمام بجا باید آورد چہ بلا شد عظمت خداوندی جلشانہ از عظمت این شخص ہم در نظر کمتر می آید کہ امتثال خداوندی عظمت نمی کوشد شرم باید کرد واز خواب خرگوش خود را باید برآورد عدم امتثال اوامر الٰہی جل سلطانہ از دو چیز خالی نیست یا آنکہ اخبارات شرعیہ را دروغ میدانند وباور نمیکنند یا عظمت امر تعالی وتقدس در نظر حقیر تر از عظمت ابناء دنیا می آید شناعت این امر را باید ملاحظہ نمود اے فرزند اگر شخصے کہ کذب اورا بارہا تجربہ کردہ اند بگوید کہ اعدا باستیلاء تمام بر فلان قوم شبخون خواہند ریخت عقلاء آن قوم از پئے محافظت خود میشوند وفکر دفع آن بلیہ مینمایند باوجودیکہ میدانند کہ آن مخبر بکذب متہم ست لیکن میگویند کہ در محل توہم خطر نزد عقلا احتراز لازم ست مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام بمبالغتہا تمام از عذاب اخروے خبر دار ساختہ است ہیچ متاثر نمیشوند اگر متاثر شوند فکر دفع آن بکنند وحال آنکہ علاج دفع آنرا نیز از مخبر صادق علیہ الصلوۃ والتحیۃ معلوم کردہ اند پس چہ ایمان ست کہ خبر مخبر صادق در رنگ خبر دروغگو اعتبار ندارد وصورت اسلام نجات نمی بخشد یقین می باید حاصل کرد یقین کجاست کہ ظن ہم نیست بلکہ وہم ہم نیست چہ عقلا در خطرہا وہم را نیز اعتبار مے نہند وہمچنین حق تعالے در کلام مجید خود می فرماید واللہ بصیر بما تعملون باوجود این اعمال قبیحہ بوقوع مے آرند اگر بدانند کہ شخص حقیرے بر اعمال اینہا مطلع ست ہرگز عمل شنیع در نظر او نمیکنند

پوید علی الخصوص در نشأهٔ اخرویه که مالکیه و ملکیه چه بطریق حقیقت و چه بطریق مجاز مخصوص بحضرت
مالک یوم الدین ست حضرت حق سبحانه و تعالی در روز قیامت ندا در دهد که لمن الملک
الیوم و خود در جواب آن فرماید لله الواحد القهار عبا درا دران روز غیر از هول و وحشت
متحقق نیست و جز حسرت و ندامت مقصود نه الله تعالی در قرآن مجید از شدت آن
روز و از غایت اضطراب خلائق خبر میدهد حیث قال تبارک و تعالی ان زلزلة
الساعة شیء عظیم یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها و
تری الناس سکاری وما هم بسکاری ولکن عذاب الله شدید ه دران روز کز فعل
پرسند و قول ؎ اولوالعزم را دل بلرزد بهول ؛ بجائیکه دهشت برد انبیا ؛ تو عذر گنه
را چه داری بیا ؛ بقیة النصح اتباع صاحب الشریعة علیه الصلوة والسلام والتحیة لازم فان
النجاة بدونها محال وعدم الالتفات الی زخارف الدنیا وعدم الاعتناء بوجودها وعدمها
فان الدنیا مبغوضة الله سبحانه لیس لها قدر عنده تعالی ینبغی ان یکون عدمها خیرا من
وجودها عند العباد وقضیة عدم وفائها وسرعة زوالها مشهورة بل مشهودة فاعتبروا
یا بنائها الذین مضوا من قبل وفقنا الله سبحانه وایاکم بمتابعة سید المرسلین علیه وعلی
آله الصلوة والسلام **مکتوب هفتاد و پنجم** نیز بمیرزا بدیع الزمان صدور یافته در تحریص
بر متابعت سید کونین علیه وعلی آله الصلوة والسلام اولاً بتصحیح عقائد وثانیاً بدانستن
احکام ضروریه فقهیه و در بیان آنکه از حق سبحانه و تعالی بوسیله یا بی وسیله
او تعالی میباید طلبید سلمکم الله سبحانه و عافاکم لقد سعادت دارین منوط
بمتابعت سید کونین ست علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها بنهجیکه
علماء اهل سنت شکر الله سعیهم بیان فرموده اند اولاً تصحیح عقائد بمقتضای آرای
صائبه این بزرگواران باید کرد ثانیاً علم حلال و حرام و فرض و واجب و سنت
ومندوب و مباح ومشتبه حاصل باید نمود و عمل بمقتضای این علم نیز در کار است بعد
از حصول این دو جناح اعتقادی و عملی اگر سعادت ازلی مدد فرماید طیران عالم قدس
میسر آید و بدونها خرط القتاد دنیاے دنی که رای آن نمیکند که آنرا از مطالب شمرند و حصول ال و

سخن کنم نصائح شرعیه درین باب بروجه اتم واکمل وارد شده اند فللّٰه الحجة البالغة اما آن فرزند چون
از راه انابت به قرار جوع آورده بود دل را بواسطهٔ آن مناسبت در اکثر اوقات توجه
بحال آن فرزند میشود همان توجه باعث این گفتگو شده است میدانم که اکثر این نصائح
ومسائل بگوش آن فرزند رسیده باشد اما مقصود عمل است نه مجرد علم بیماری که علم بدار و وی مرض
خود دارد و تا آن دارد را نخورد صحت نمی یابد علم بدار و فائده نمیکند این همه ابرام و مبالغه
برای عمل است علم خود حجت را درست میسازد قال علیه الصلوة والسلام ان اشد الناس
عذابا یوم القیمة عالم لم ینفعه الله بعلمه آن فرزند بداند که انابت سابق بواسطه قلت صحبت
ارباب جمعیت اگرچه ثمره نداده باشد اما از نفاست جوهر استعداد آن فرزند خبر میدهد
امید است که حق سبحانه ببرکت آن انابت در آخر بتوفیق مرضیات خویش موفّق
گرداند داز اهل نجات سازد بهر حال رشتهٔ محبت این طائفه را از دست ندهد و التجا
وتضرع باین قوم شعار خود سازد و منتظر باشد که حق سبحانه بتوسل محبت این طائفه به محبت
خود مشرف سازد و بتمام بجانب خود کشد وازین خرخشه ها بالکل خلاص سازد مثنوی عشق
آن شعله است کو چون برفروخت ❊ هرچه جز معشوق باقی جمله سوخت ❊ تیغ لا در قتل غیر حق
براند ❊ در نگر زان پس که بعد لا چه ماند ❊ ماند الا الله باقی جمله رفت ❊ شاد باش ای عشق
شرکت سوز زفت مکتوب هفتاد و چهارم به میرزا بدیع الزمان صدور یافته در تحریص
بر محبت فقرا و توجه بایشان والنصح باتباع صاحب الشریعة علیه و علی آله الصلوة والسلام
مراسلهٔ شریفه وصفا و صفه لطیفه ورود یافت حمدالله سبحانه که از فحوای آن محبت فقرا
و توجه در ویشان مفهوم گشت که سرمایهٔ سعادت است لانهم جلساء الله سبحانه وهم قوم
لا یشقی جلیسهم وکان رسول الله صلی الله تعالی علیه و علی آله وسلم یستفتح بصعالیک
المهاجرین وقال علیه الصلوة والسلام فی شانهم رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم
علی الله لابره سعادت آثار فقره در صحیفهٔ گرامی اندراج یافته بود که خدیو نشائتین
این نعمتی است که مخصوص بحضرت واجب الوجود است جل سلطانه عبد مملوک لا یقدر
علی شیء را چه رسد که بوجهی از وجوه بخداوند جل سلطانه مشارکت جوید و در راه خداوندی

صعالیک جمع صعلوک بمعنی فقیر و درویش ۱۲

کثیر دارد و چون اجتناب از فضول مباحات بالکلیہ در ہمہ اوقات خصوصًا درین وقت بسیار عزیز الوجود ست اجتناب از نا محرمات لازم ساختہ مہما امکن دائرۂ ارتکاب فضول مباحات را تنگ تر باید ساخت و درین ارتکاب ہموارہ نادم و مستغفر می باید بود و دریچہ از برائے دخول حوالی محرمات وابستہ ہمیشہ بحق سبحانہ ملتجی و متضرع باید شد ازین ندامت و استغفار و التجا و تضرع محتمل کہ کار آن اجتناب بکند کہ بفضول مباحات تعلق داشت واز آفت آن مصئون و محفوظ دارد عزیزی میفرماید انکسار العاصین احب الی من صولۃ المطیعین و اجتناب از محرمات نیز بر دو قسم ست قسمے ست کہ بحقوق اللہ سبحانہ تعلق دارد و قسمی ست کہ بحقوق عباد متعلق ست و رعایت قسم ثانی اہم تر ست حق سبحانہ و تعالی غنی مطلق ست و ارحم الراحمین و عباد و فقرا محتاجانند و بالذات بخیل و لیئم اند قال رسول اللہ تعالی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شیٔ فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درہم ان کان لہ عمل صالح اخذ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ و قال ایضًا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم لہ ولا متاع فقال صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ان المفلس من امتی من لایاتی یوم القیمۃ بصلوۃ و صیام و زکوۃ و یاتی قد شتم ہذا و قذف ہذا و اکل مال ہذا و سفک دم ہذا و ضرب ہذا فیعطے ہذا من حسناتہ و ہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم ثانیا اظہار محمدت گزارے ایشان مے نماید کہ در بلدۂ معظمۂ لاہور بوجود ایشان بسیارے از احکام شرعیہ درین طور زمانہ رواجے پیدا کردہ است و تقویتہ دین و ترویج ملت دران بقعہ حاصل گشتہ است وآن بلدہ نزد فقیر ہمچو قطب ارشاد ست نسبت بسائر بلا د ہند وستان خیر و برکت آن بلدہ بہ جمیع بلا د ہند وستان ساریست اگر آنجا دین را ترو تیج ست در ہمہ جا نحوے از رواج متحقق ست حق سبحانہ و تعالی مؤید و ناصر ایشان باد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لایزال طائفتہ من امتی ظاہرین علی الحق و یضرہم من خذلہم حتی یاتی امر اللہ

جاه او را که مقاصد انکار رند بلند همت باید بود از حق سبحانه و تعالی بوسیله یا بی وسیله
او را تعالی باید طلبید ع کار اینست غیر این همه هیچ * چون التفات نموده و همتی
خواسته اند بشرے لکم سالماً و غانماً مراجعت خواهند نمود اما یک شرط را مرعی دارند و آن
وحدت قبله توجه است کبله توجه را متعدد ساختن خود را در تفرقه انداختن است شغل شهوت
هر که یکجا همه جا و هر که همه جا هیچ جا حضرت حق سبحانه و تعالی بر جادهٔ شریعت مصطفویه علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیة استقامت کرامت فرماید والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة
المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتحیات مکتوب هفتاد و ششم بقلیچ خان صدور یافته
در بیان آنکه ترقی وابسته بورع و تقوی است و در تحریص بر ترک فضول مباحات و اگر میسر نشود
اجتناب از محرمات ساخته دائرهٔ فضول مباحات را تنگ تر باید گرفت در بیان آنکه اجتناب از
محرمات نیز دو قسم است عصمکم الله سبحانه عما یصمکم و صانکم عما شانکم بحرمة سید البشر المتقی عنه زیغ البصر
علیه و علی آله من الصلوات اکملها و من التسلیمات افضلها قال الله تعالی فما آتکم الرسول فخذوه
و ما نهاکم عنه فانتهوا اندار نجات بر دو جزء آمد امتثال اوامر و انتهاء از نواهی و معظم ترین این
دو جزء جزو اخیر ست که معبر بورع و تقوے ست ذکر رجل عند رسول الله صلی الله تعالی علیه
و علی آله و سلم بعبادة و اجتهاد و ذکر آخر برعة فقال النبی صلی الله علیه وسلم لا تعدل بالرعة شیئا
یعنی الورع و قال ایضا علیه من الصلوات اتمها و من التسلیمات اکملها ملاک دینکم الورع و فضیلت
انسان بر ملک ازین جزو متحقق ست و ترقی بر مدارج قرب هم ازین جزو ثابت میشود چه ملائک
در جزو اول مشارک اند و ترقی در ایشان مفقود است پس رعایت جزو ورع و تقوی از اهم
مهام اسلام آمد و از اشد ضروریات این جزو که مدار آن بر اجتناب از محارم است بر وجه کمال
وقتی میسر شود که از فضول مباحات اجتناب نموده آید و بقدر ضرورت از مباحات اکتفا
کرده شود زیرا که ارخاء عنان در ارتکاب مباحات با مور مشتبها سے رساند و مشتبه
به محرم نزدیک ست من حام حول الحمی یوشک ان یقع فیه پس در حصول
کمال ورع و تقوی اکتفا از مباحات بقدر ضرورت لابد آمد و آن هم مشروط
به نیت اداے وظائف بندگی و الا آن قدر هم وبال ست و قلیل آن کثیر حکم

وصول ست بآن ولایت واگر سوال کنند کہ بعضے متابعان شریعت آن سرور را علیہ الصلوٰۃ
والسلام از ولایت آن سرور نصیبے نیست بلکہ بر قدم انبیاء دیگر اند واز ولایت ایشان نصیبی دارند
جواب گویم کہ شریعت پیغمبر ما علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع جمیع شرائع ست وکتابے کہ بر وے
منزل شدہ است شامل تمام کتب سماوے است پس اتباع این شریعت گوئیا اتباع
جمیع شرائع ست پس باندازہ استعداد خود مناسبتے بہ نبی از انبیا دارد کہ ولایت او را
اخذ میکند ولا محذور فیہ بلکہ گوئیم کہ ولایت او علیہ الصلوٰۃ والسلام حاوے ولایتہائے
جمیع انبیا ست علیہم الصلوات والتسلیمات پس وصول بآن ولایتہا وصول بجزویست از
اجزاء این ولایت خاصہ وسبب عدم الوصول الی تلک الولایۃ لقصور فے کمال
متابعتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وللقصور درجات فلا جرم حصل التفاوت فے درجات
الولایۃ ولو تیسر کمال الاتباع لا مکن الوصول الی تلک الولایۃ اعتراض وسئے وارد
میشود کہ متابعان شرائع انبیاء دیگر را ولایت خاصہ محمدی علیہ وعلیہم الصلوات و
التسلیمات والتحیات حاصل مے شد ولیس فلیس الحمد للہ الذی انعم علینا وھدینا
الی الصراط المستقیم والدین القویم صراط مستقیم عبارت ازین طریق متین وشریعۃ
مبین ست اناک لمن المرسلین علے صراط مستقیم ولیل این نعمتے ست رزقنا اللہ سبحانہ
وایاکم کمال اتباع شریعتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بحرمتہ مکمل اتباعہ ومعظم اولیائہ رضوان اللہ
تعالی علیہم اجمعین آمین حامل رقیمہ دعا تردد آن عدد دبود بجہند کلمہ محرک سلسلۂ محبت گشت
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحانہ لدیکم مکتوب ہفتاد وہشتم نیز بہ جباری خان صدور یافتہ
در بیان معنی سفر در وطن وسیر آفاقی وانفسی ودر بیان آنکہ حصول این دولت وابستہ باتباع
صاحب شریعت ست علیہ وعلے آلہ الصلوٰۃ والسلام حق سبحانہ وتعالے بر جادۂ شریعت
حقہ علے مصدرہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ استقامت ارزانی فرماید چند روز ست کہ از سفر دہلی واگرہ
مراجعت واقع شدہ است وبوطن مالوف آرامی حاصل گشتہ حب الوطن من الایمان نقد وقت ست للہ
وصول بوطن اگر سفر ست سفر در وطن ست سفر در وطن از اصول مقررۂ اکابر خانوادۂ علیہ نقشبندیہ است
قدس اللہ تعالی اسرارہم چاشنی ازین سفر درین طریق ابتدا میسر میگردد وبطریق اندراج النہایت فی البدایۃ حاصل

وہم علے ذلک چون ایشان را رشتۂ ارتباط جی بحضرت معرفت پناہی قبلہ گاہی خواجہ محکم بود بنا بر آن بہ تسوید چند کلمہ محرک آن نسبت جی گشت زیادہ برین اطناب ست حامل رقیمہ دعاگو کہ از مردم نیک و صلحاست و آدمی زادہ است حاجتے بجناب ایشان آوردہ است امید ست کہ توجہ شریف دربارہ او مرعی داشتہ رواسے حاجت او خواہند فرمود دولت حقیقی و سعادت سرمدی محصل باد بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد علیہ وعلے آلہ الصلوات والتحیات مکتوب ہفتاد و ہفتم بجباری خان صدور یافتہ دربیان آنکہ عبادت خداے بیچون و بیچگون کے میسر شود و مناسب ذلک الحمد للہ وسلام علے عبادہ الذین اصطفے ہ بعد از خداے ہرچہ پرستند ہیچ نیست ؛ بے دولت ست آنکہ ہیچ اختیار کرد ؛ عبادت خداے بیچون و بیچگون جل سلطانہ وقتے میسر شود کہ از رقیت تمام ماسواے آزاد شدہ قبلہ توجہ جز ذات احدیت ہیچ نماند در مصداق این توجہ استوا انعام و ایلام اوست تعالے بلکہ در ابتداے حصول این مقام ایلام مرغوب تر می آید از انعام اگرچہ در آخر کار بہ تفویض میکشد و ہرچہ میرسد اولے وانسب میداند عبادتے بر غبت و رہبت تعلق دارد فی الحقیقت آن عبادت خود ست مقصود از انجا نجات و سرور خویش ست ہ تا تو در بند خویشتن باشی ؛ عشق گوئی دروغ زن باشی ؛ حصول این دولت وابستہ بفنا مطلق است و این توجہ نتیجۂ محبت ذاتیہ است و مقدمہ ظہور ولایت خاصہ محمدیہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ حصول این نعمت عظمی موقوف ست بر کمال اتباع بشریعت او علیہ من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا چہ شریعت ہر نبی علیہم الصلوات والتسلیمات کہ از راہ نبوت بروے عطا فرمودند مناسب ولایت اوست چہ در ولایت رو بحق ست سبحانہ بالکلیہ و چون بہ نبوت فرود مے آرند ہمان نور فرود مے آید و ہمان کمال را با توجہ خلق جمع مے کند و سلب حصول کمالات مقام نبوت ہم ہمان نور ست و لہذا گفتہ اند ولایت نبی افضل ست از نبوت او لاجرم شریعت ہر پیغمبر مناسب ولایت او باشد و اتباع آن شریعت مستلزم

تعالےٰ جذب نماید و مخالفت را در وے گنجایش بماند تا سر موے راہ مخالفت شریعت کشادہ است محل نظر ست تمام سبیل مخالفت را باید مسدود ساخت بیت محال ست سعدیؔ کہ راہ صفا توان رفت جز در پے مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ وعلےٰ آلہ اعتراض بر اہل اللہ خصوصاً کہ اسم پیری و مرشدی در میان باشد و راہ افادہ کشادہ شدہ باشد نباید کرد و آن را سم قاتل باید انگاشت زیادہ برین اطناب ست این چند حروف بواسطہ ارتباط محبت و اخلاص تحریر آوردہ امید ست کہ موجب ملال نشود شاہ نبیا مصدع میگردد کہ ملا عمر و شاہ حسین آدمی زادہ اند خواہان ملازمت ایشان اند امیدست کہ داخل ملازمان خاصہ گردند اسمٰعیل نیز بہمین ارادہ بخدمت آمدہ است اگرچہ پیادہ است امیدوار ست کہ فراخور حالت خود بہرہ یابد زیادہ تصدیع ندارد و السلام والاکرام

مکتوب ہفتاد و نہم نیز بجباری خان صدور یافتہ در بیان آنکہ این شریعت غرا جامع شرائع ماتقدم ست و اتیان بمقتضاے این شریعت اتیان ست بمقتضاے جمیع شرائع و ما نیا سب ذلک

اللہ تعالیٰ بر جادۂ شریعت مصطفویہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ثبات و استقامت ارزانی فرمودہ بالکلیہ متوجہ جناب قدس خود گرداند چونکہ مقرر شدہ است کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جامع جمیع کمالات اسمائی و صفاتی ست و مظہر جمیع انبیا ست بر سبیل اعتدال کتابے کہ بر وے منزل شدہ است خلاصہ جمیع کتب سماوی ست کہ بر سائر انبیا علی نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات منزل شدہ اند وایضاً شریعتے کہ آن سرور را عطا فرمودہ اند زبدۂ جمیع شرائع ماتقدم ست و اعمالے کہ بمقتضاے این شریعت حقہ است منتخب از اعمال شرائع سابقہ است بلکہ از اعمال ملائکہ نیز صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علےٰ نبینا وعلیہم چہ بعضے از ملائکہ مامور برکوع اند و بعضے دیگر بسجود و بعضے بہ قیام و ہمچنین امم سابق بعضے بنماز بامداد مامور بودند و بعضے دیگر بنمازہاے دیگر درین شریعت از اعمال امم سابقہ و ملائکہ مقربہ خلاصہ زبدۂ آنرا انتخاب کردہ مامور ساختہ اند پس تصدیق باین شریعت و اتیان اعمال بمقتضاے آن فی الحقیقت تصدیق ست بجمیع شرائع و اتیان ست باعمال

میشود و جمعے را ازین طائفہ اگر خواہند مجذوب سالک گردانند در سیر بیرونی مے اندازند بعد
از تمام آن سیر آفاقی و سیر انفسی کہ سفر در وطن عبارت ازان ست آرامے میدہند مصرعہ
این کار دولت ست کنون تا کرا رسد ٭ ہنیا لارباب النعیم نعیمہا وصول باین نعمت عظمی وابستہ
با تباع سید اولین و آخرین ست علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا تا تمام
خود را در شریعت گم نسازد و با متثال اوامر و انتہا از نواہی متحلی نگردد بوی ازین دولت بمشام
جان او نرسد با وجود مخالفت شریعت اگرچہ برابر سر موی باشد اگر بالفرض احوال و مواجید ست
دہد داخل استدراج است آخر او را رسوا خواہند ساخت خلاصی بے اتباع محبوب رب العالمین جمیع جہد
علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا ممکن نیست حیوٰۃ چند روزہ را در
مرضیات حق سبحانہ باید صرف نمود چہ زندگانے ست و کدام عیش ست کہ مولاے
این کس از کردار او ناراضی باشد حق سبحانہ و تعالی بر احوال جزوے و کلے او
مطلع ست از حاضر و ناظر شرم باید کرد بالفرض اگر دانند کہ شخصے از عیوب و
افعال ناپسندیدۂ ایشان اطلاع خواہد یافت در حضور او امر ناشایستہ بوقوع
نمے آید و نمی خواہند کہ او مطلع بر عیوب ایشان گردد چہ بلا شد با وجود علم
حضور حق سبحانہ ہیچ باک نمیکنند این چہ اسلام ست حق سبحانہ را برابر آن شخص اعتبار
نمی نہند اعوذ باللہ سبحانہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا بحکم حدیث جددوا
ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ در ہر آنے تجدید ایمان باین قول عظیم الشان میباید
کرد و توبہ و انابت بحق سبحانہ از جمیع افعال ناپسندیدہ باید نمود شاید کہ فرصت
توبہ تا وقت دیگر ندہند ہلک المسوفون حدیث نبوی ست علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات
یعنی ہلاک گشتند سوف افعل گویندگان یعنی تاخیر کنندگان فرصت را غنیمت
باید شمرد و در مرضی حق سبحانہ صرف باید نمود توفیق توبہ از عنایت حق سبحانہ است
ہمیشہ از حق سبحانہ خواہان این نعمت باشند و درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت
دارند و از عالم حقیقت نیک شناسا اند از ایشان ہمتے باید طلب نمود و مددے
باید جست تا عنایت حق سبحانہ از دریچہ ایشان ظاہر شدہ تمام بجانب جناب قدس خود

کہ تا بدانند کہ طریق سن ہمان طریق اصحاب ست وطریق نجات منوط باتباع طریق ایشان ست
وبس چنان کہ حق سبحانہ فرمودہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ پس اطاعت رسول
عین اطاعت حق آمد سبحانہ وخلاف اطاعت او صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم عین معصیت
او تعالے و تقدس جماعہ کہ اطاعت خدای راجل سلطانہ خلاف طاعت رسول تصور کردہ اند
حق سبحانہ از حال آنہا خبر میدہد وحکم بکفر ایشانان مینماید آنجا کہ مے فرماید یریدون ان
یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک
سبیلا اولئک ہم الکفرون حقا پس در ما نحن فیہ دعوی اتباع آن سرورمودن علیہ الصلوٰۃ
والسلام بخلاف اتباع طریق اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دعوی
باطل است بلکہ آن اتباع فی الحقیقت عین معصیت رسول ست علیہ الصلوٰۃ والسلام پس
نجات را دران طریق مخالفت چہ مجال ویحسبون انہم علی شیئ الا انہم ہم الکاذبون مطابق
حال ایشان ست وشک نیست فرقہ کہ ملتزم اتباع اصحاب آن سرور اند علیہ وعلیہم الصلوات
والتسلیمات اہل سنت وجماعت اند شکر اللہ تعالیٰ سعیہم فہم الفرقۃ الناجیۃ چہ طاعنان اصحاب
پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات خود از اتباع ایشانان محروم اند کالشیعۃ والخوارج
ومعتزلہ خود مذہب محدوث دارند واصل بن عطا رئیس ایشان از تلامذہ امام حسن بصری ست
کہ باثبات واسطہ میان ایمان وکفر از امام جدا شدہ وامام درشان او فرمودہ اعتزل
عنا علی ہذا القیاس سائر الفرق الباقیۃ وطعن کردن در اصحاب فی الحقیقۃ طعن کردنست
بہ پیغمبر خدا جل شانہ ما آمن برسول اللہ من لم یوقر اصحابہ چہ خبث اینہا منجر بہ خبث
صاحب ایشان میشود نعوذ باللہ سبحانہ من ہذا الاعتقاد السوء وایضا شرائعے کہ از راہ
قران واحادیث بما رسیدہ است بتوسط نقل ایشان ست ہرگاہ ایشان مطعون باشند
نقل ایشان نیز مطعون خواہد بود این نقل مخصوص ببعض دون بعض نیست بل کلہم
سف العدالۃ والصدق والتبلیغ سواء پس طعن ایشان ای واحد کان منہم مستلزم طعن
در دین ست والعیاذ باللہ سبحانہ منہ اگر طاعنان بگویند کہ ما ہم متابعت اصحاب میکنیم
لازم نیست کہ جمیع اصحاب را متابع باشیم بلکہ ممکن نیست متابعت جمیع لتناقض آرائہم اختلاف

مقتضیات آن شرائع پس لاجرم مصدقان این شریعت خیر الامم باشند و همچنین تکذیب
این شریعت و عدم اتیان آن بمقتضای آن تکذیب ست مر جمیع شرائع ما تقدم را و عدم
اتیان ست بمقتضای آنها و همچنین ست انکار از آن سرور علیه الصلوة والسلام انکار
از جمیع کمالات اسمائی و صفاتی و تصدیق او تصدیق ست بجمیع آنها پس ناچار منکران
آن سرور و مکذبان شریعت بدترین امم باشند ازینجاست الاعراب اشد کفرا و نفاقا
محمد عربی کابروی هر دو سراست ٭ کسیکه خاک درش نیست خاک بر سر او ٭
الحمد لله ذی الانعام والمنة که حسن اعتقاد و گمان ایشان را نسبت باین شریعت و صاحب
آن شریعت علیه الصلوة والسلام والتحیة باحسن وجوه مشهود شده بود و ند
و ندامت بر اوضاع نا ملائمه همواره دامنگیر شان بوده حق سبحانه و تعالی از دیاد بران عطا
فرماید ثانیا آنکه حامل رقیمة الدعا میان شیخ مصطفی از نسل قاضی شریح اند درین دیار بزرگان
ایشان بزرگ شده آمده اند وجوه معاش و وظائف بسیار داشتند مشار الیه از بی معاشی
متوجه لشکر شده است و اسناد و فرامین همراه آورده امیدوار ست که بتوسل ایشان
جمعیت پیدا کند زیاده تصدیع نشد مشار الیه را بصدر و عظام بر نهجی سفارش فرمایند
که کارگر شود و سبب جمعیت ارباب تفرقه گردد والسلام والاکرام **مکتوب هشتادم**
بمیرزا فتح الله حکیم صدور یافته در بیان آنکه فرقهٔ ناجیه از هفتاد و سه فرقه اهل سنت و
جماعت اند و در نکوهش فرق مبتدعه و ما یناسب ذلک حق سبحانه و تعالی بر جادهٔ شریعت
مصطفویه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة استقامت ارزانی فرماید مصرع
کار اینست غیر این همه هیچ ٭ هر فرقه از هفتاد و سه گروه مدعی اتباع شریعت ست و
جازم نجات خود کل حزب بما لدیهم فرحون نقد وقت شانست اما دلیلی که پیغمبر صادق علیه
من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها بر تمیز فرقهٔ واحدهٔ ناجیه از آن فرق متعدده
فرموده است اینست الذین هم علی ما انا علیه و اصحابی یعنی آن فرقه واحدهٔ ناجیه آنانند
که ایشانان بطریقی اند که من بر آن طریقم و اصحاب من بر آن طریق اند ذکر اصحاب با وجود
کفایت بذکر صاحب شریعت علیه الصلوة والتحیة درین موطن برای آن توانند بود

قرآن را از ہر واحدے امتہ فما فوقہا گرفتہ جمع ساختہ اند پس انکار از بعض انکار ست از مبلغ
او پس اتیان جمیع شریعت در مادہ منکر متحقق نہ گشت فکیف النجاۃ و الفلاح قال اللہ تعالیٰ
افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوٰۃ
الدنیا و یوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب یا آنکہ گوئیم کہ قرآن جمع حضرت عثمانؓ
است بلکہ جامع فی الحقیقت حضرت صدیق و حضرت فاروقؓ اند جمع حضرت امیرؓ سوائے
قرآن ست پس باید این اندیشید کہ انکار این اکابر فی الحقیقت بانکار قرآن مے کشد عیاذاً
باللہ سبحانہ شخصی از مجتہد اہل تشیع سوال کرد کہ قرآن جمع حضرت عثمانؓ ست در حق این قرآن
چہ اعتقاد دارید گفت در انکار او مصلحت نمی بینم از انکار او دین بتمام برہم
مے شود دیگر عاقل ہرگز تجویز نمی کند کہ اصحاب آن سرور علیہ وعلیہم الصلوٰۃ و التسلیمات
در روز رحلت آن حضرت بر امر باطل اجتماع نمایند و مقرر ست کہ در روز رحلت آن حضرت
سی و سہ ہزار اصحاب آن سرور حاضر بودند و بطوع و رغبت بحضرت صدیق بیعت کردہ اند
اینہمہ اصحاب پیغمبر بر ضلالت جمع شدن از جملہ محالات ست وحال آنکہ آن حضرت علیہ
الصلوٰۃ والتحیۃ فرمودہ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ و توقفی کہ در ابتدا از حضرت امیرؓ واقع
شدہ است بواسطہ آن بود کہ در آن مشورہ حضرت امیرؓ را نہ طلبیدہ بودند چنانکہ
حضرت امیر فرمودہ اند ما غضبنا الا لتاخرنا عن المشورۃ وانا نعلم ان ابا بکر خیرنا الخ و
نا طلبیدن شان نان بنی بر مصلحت خواہد بود کالتسلیۃ لاہل البیت بوجود الامیر عندہم فی الصدمۃ
الاولی من المصیبۃ او نحو ذلک واختلافی کہ در میان اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت و
التسلیمات واقع شدہ نہ از ہوای نفسانی بود چہ نفوس شریفہ ایشان تزکیہ یافتہ بودند واز
امارگے باطمینان رسیدہ ہوای ایشان تابع شریعت شدہ بود بلکہ آن اختلاف بنی بر اجتہاد
بود و اعلائے حق پس مخطی ایشان نیز درجۂ واحدہ دارد عند اللہ و مصیب را خود دہ درجہ است
پس زبان را از جفای ایشان باز باید داشت وہمہ را بہ نیکی یاد باید کرد و قال الشافعی
رحمہ اللہ سبحانہ تلک دماء طہر اللہ عنہا ایدینا فلنطہر عنہا السنتنا ونیز شافعی فرمودہ است اضطر
الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابہم

نداهیم جواب گوئیم متابعت بعضے وقتے سودمند افتد که انکار از بعض دیگر با آن نشود و بر تقدیر انکار از بعض متابعت بعض دیگر متحقق نمیشود زیرا که حضرت امیر مثلاً توقیر و تعظیم خلفاء ثلثه رضوان الله تعالی علیهم اجمعین کرده اند شایان اقتدائیه ایشان را دانسته با ایشان بیعت نموده اند پس با وجود انکار خلفاء ثلثه ادعاے متابعت حضرت امیر نمودن محض افتراست بلکه آن انکار فی الحقیقت انکار حضرت امیرست و روایت صریح مر اقوال و افعال ایشان را و احتمال تقیه را در مادهٔ اسد الله راه دادن نیز از سخافت عقل ست عقل صحیح هرگز تجویز نمی کند که اسد الله با وجود کمال معرفت و شجاعت بعض خلفاء ثلثه را سی سال مبطن دارند و اظهار خلاف آن نمایند و صحبت نفاق با ایشان دارند از ادنائے اهل اسلام این قسم نفاق متصور نیست شناعت این فعل را باید دریافت که بحضرت امیر چه قسم زبونی و چه نوع خداع منتسب میشود و اگر بطریق فرض محال تقیه در مادهٔ اسد الله مجوز باشد تعظیم و توقیرے که حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم خلفاء ثلثه را میکردند و از ابتدا تا انتها ایشان را بزرگ داشته اند چه جواب خواهند گفت آنجا تقیه گنجایش ندارد و بتبلیغ حق بر پیغمبر واجب ست تقیه را آنجا راه دادن بزندقه میکشد قال الله تعالی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالته و الله یعصمک من الناس کفار میگفتند که محمد از وحی آنچه موافق اوست اظهار میکند و آنچه مخالف اوست اظهار نمیکند و مے پوشد و مقررست که نبی را بر خطا مقرر داشتن جائز نیست و الا خللے در شریعت او پیدا میشود پس چون خلاف تعظیم و توقیر خلفاء ثلثه از آن حضرت بظهور نیامد معلوم شد که تعظیم ایشان از خطا مصئون بود و از زوال محفوظ بر سر اصل سخن رویم و جواب اعتراض ایشان را منقح تر بگوئیم که متابعت جمیع اصحاب در اصول دین لازم است و هرگز در اصول اختلافے ندارند اگر اختلاف ست در فروع ست و شخصے که طاعن بعض است از متابعت جمیع محروم ست هرچند کلمهٔ ایشان متفق است اما شومی انکار او کار دین در اختلاف می اندازد و از اتفاق می آرد بلکه انکار قائل با انکار مقولهٔ او میرساند و ایضا مبلغان شریعت جمیع اصحاب اند کما قال ان الصحابة کلهم عدول از هر یکی چیزی از شریعت بما رسیده است و همچنین

امروز این نسبت عنقا، قاف ست بلکه اگر گفته شود باور نکنند ہنیئاً لارباب النعیم نعیمہا ؛ للعاشق المسکین ما یتجرع ؛ زیادہ برین چہ نوشتہ آید والسلام اولاً وآخراً

مکتوب ہشتاد و سوم بہ بہادر خان صدور یافتہ در تحریص بر جمع کردن جمعیت ظاہر و باطن را بشریعت وحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ از تعلقات شتیٰ نجاتے ارزانی فرمودہ بالکلیہ گرفتار جناب قدس خود گرداند بحرمت سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا **بیت** ہرچہ جز عشق خدائے احسن ست ؛ گر شکر خوردن بود جان کندن ست ؛ ظاہر را بظاہر شریعت غرّا آراستن و باطن را ہموارہ با حق جل و علا داشتن کار عظیم ست تاکدام صاحب دولت را این دو نعمت عظمیٰ مشرف سازند امروز جمع این دو نسبت بلکہ استقامت بر ظاہر شریعت تنہا نیز بسیار عزیز الوجود ست اعز من الکبریت الاحمر حق سبحانہ وتعالیٰ از کمال کرم خود استقامت بر متابعت سید الاولین و الآخرین ظاہراً و باطناً کرامت فرماید علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات

مکتوب ہشتاد و چہارم بسید احمد قادری صدور یافتہ در بیان اینکہ شریعت و حقیقت عین یک دیگر اند و علامت وصول بحق الیقین مطابقت علوم و معارف آن مقام ست بعلوم شرعیہ و ما یناسب ذلک حق سبحانہ وتعالیٰ بر جادۂ شریعت استقامت ارزانی داشتہ ہمگی ہمت متوجہ جناب اقدس خود گردانیدہ ما را اہتمام از ماسوا ذ بالکلیت اعراض از ما دون خود یسر گرداند بحرمۃ سید البشر المقدس عن زیغ البصر علیہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین - آمین **مصرعہ**

از ہرچہ میرود سخن دوست خوشتر ست ؛ ہرچند ہرچہ گفتہ میشود از دوست سخن اوست لیکن چون این سخن را نحوے از مناسبت با جناب او تعالیٰ و تقدس ثابت ست آن معنی مناسب را مغتنم شمردہ درین باب جرأت و زبان درازی مینماید المقصود شریعت و حقیقت عین یکدیگر اند و در حقیقت از یکدیگر جدا نیستند فرق اجمال و تفصیل ست استدلال وکشف است غیب و شہادت است و تعمل عدم تعمل است احکام و علومی کہ بموجب شریعت غرا مبین و معلوم شدہ اند از تحقیق بحقیقت حق الیقین ہمین احکام و

اینقول تصریح ست بہ نفی تقیہ و رضاء حضرت امیرؓ بہ بیعت حضرت صدیق بقیۃ المقصود آنکہ میان
سیدن ولد میان شیخ ابو الخیر از مرحوم بزرگ زادہ است در ملازمت شما بسفر دکن ہمراہ رفتہ
بود امید دار عنایت و التفات ست و نیز مولانا محمد عارف طالب علم و بزرگ زادہ است
پدر او مرد ملا بود بتقریب مدد معاش آمدہ توجہ را امید وار ست والسلام والاکرام

مکتوب ہشتاد و یکم

بہ لالا بیگ صدور یافتہ در تحریص بر ترویج اسلام و بیان ضعف و زبونئے اسلام و مسلمانان و استیلاء کفار نگونسار زادنا اللہ سبحانہ وایاکم حمیۃ الاسلام عزت اسلام نزدیک بیک قرن ست بر نہجے قرار یافتہ است کہ اہل کفر مجرد اجرائے احکام کفر بر ملا در بلاد اسلام راضی نمی شوند میخواہند کہ احکام اسلامیہ بالکلیہ زائل گردند و اثرے از مسلمانان و مسلمانی پیدا نشود و کار را تا بآن سرحد رسانیدہ اند کہ اگر مسلمانی از شعار اسلام اظہار نماید بقتل میرسد ذبح بقرہ در ہندوستان اعظم شعار اسلام ست کفار بجزیہ دادن شاید راضی شوند اما بذبح بقرہ ہرگز راضی نخواہند شد از ابتدار بادشاہت اگر مسلمانی رواج یافت و مسلمانان اعتبار پیدا کردند فبہا و اگر عیاذاً باللہ سبحانہ در توقف افتد کار بر مسلمانان بسیار مشکل خواہد شد الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث تا کدام صاحب دولت باین سعادت مستسعد گردد و کدام شاہباز باین دولت دستبرد نماید ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی متابعۃ سید المرسلین علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا والسلام

مکتوب ہشتاد و دوم

بسکندر خان بودے صدور یافتہ در بیان آنکہ سلامتی قلب بے نسیان ماسوائے حق جل و علا صورت نہ بندد این نسیان معبر بفنا ست حق سبحانہ و تعالیٰ ہموارہ باخود دارد و بغیر خود نگذارد بحرمت سید البشر المطہر عن زیغ البصر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات آنچہ بر ما و شما لازم ست سلامتی قلب ست از ما دون حق سبحانہ واین سلامتی وقتے میسر گردد کہ غیر حق را سبحانہ بر دل عبورے نماند و عدم عبور غیر وابستہ بہ نسیان ما سوا ست کہ معبر بفنا ست نزد این طائفہ علیہم با لفرض اگر غیر را بتکلف در دل گذرانند ہرگز نگذرد و تا کار باین مرتبہ نرسد سلامتی محال ست

چارہ نیست از اتیان اعمال صالحہ نیز چارہ نیست وجامع ترین عبادات ومقرب ترین طاعات
ادای صلوٰۃ است قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامہا فقد اقام الدین
ومن ترکہا فقد ہدم الدین وکسی را کہ بر مواظبت ادای صلوٰۃ موفق سازند از فحشاء ومنکر باز
دارند کریمۂ ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر مؤید این سخن ست وصلوٰۃ کہ نہ
چنین است صورت صلوٰۃ است حقیقت ندارد لیکن تا زمان حصول حقیقت صورت را
از دست نمی باید داد ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ اکرم الاکرمین اگر صورت را بحقیقت اعتبار
نماید مستبعد نیست فعلیکم بمواظبۃ ادای الصلوٰۃ مع الجماعات مع الخشوع والخضوع فانہا سبب
النجاۃ والفلاح قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون کار
آنست کہ باوجود مخاطرۂ کردہ شود سپاہیان در وقت غلبۂ غنیم اگر اندک تردد میکنند اعتبار
بسیار پیدا میکنند صلاح جوانان بآن سبب اعتبار دارد کہ باوجود غلبۂ شہوت نفسانیے
خود را بصلاح آوردہ اند اصحاب کہف اینہمہ بزرگی بواسطۂ یک ہجرت از مخالف
دین یافتند در حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام وارد است عبادۃ فی الہرج کہجرۃ الی
پس منافی فی الحقیقت عین باعث ست زیادہ ازین چہ نوشتہ آید فرزندے شیخ بہاء الدین
را صحبت فقراء مرغوب نمی افتد وباہل غناء وتنعم مائل ومنجذب است نمی نمیدانند کہ
صحبت ایشان سم قاتل است ولقمۂ چرب شان ظلمت افزا است الحذر الحذر ثم الحذر
الحذر در حدیث صحیح وارد است علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام من تواضع لغنی لغناہ ذہب
ثلثا دینہ فویل لمن تواضعہم لغنائہم واللہ سبحانہ الموفق

مکتوب ہشتاد وششم

بیکے از حکام پرگنہ جرک صدور یافتہ در بیان سلامتی قلب از ماسوای حق سبحانہ وتعالیٰ
برحد اعتدال ومرکز عدالت استقامت کرامت فرماید بحرمۃ سید المرسلین علیہ و
علی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا آنچہ بر ما وشما است سلامتی قلب ست
از گرفتاری ما دون حق سبحانہ واین سلامتی بر تقدیری است کہ غیر او را سبحانہ بر دل
خطورے نماند اگر فرضا ہزار سال حیات وفا کند غیر بر دل نگذرد بواسطہ نسیانی کہ دل را
از ماسوای حاصل شود **مصرعہ** کار این ست غیر این ہمہ ہیچ ٭ در وقت ملاقات

علوم بعینها بتفصیل منکشف میگردند و از غیبت بشهادت می آیند و تجشم کسب و تحمل عمل از میان بر میخیزد و علامت وصول بحقیقت حق الیقین مطابقت علوم و معارف آن مقام است معلوم و معارف شرعیه و تا سر موی مخالفت ست دلیل ست بر عدم وصول بحقیقة الحقائق و بر خلافی که بشریعت در علم و عمل از هر که واقع شده است از مشائخ طریقت مبنی بر سکر وقت است و سکر وقت واقع نمی باشد الا در اثناء راه منتهیان نهایة النهایت را همه صحو است و وقت مغلوب ایشان ست حال و مقام تابع کمال شان طلبیت صوفی ابن الوقت آمد در مثال ؛ لیک صافی فارغ ست از وقت و حال ؛ پس متحقق شد که خلاف شریعت علامتِ عدم وصول ست بحقیقت کار در عبارت بعضی از مشائخ واقع است که شریعت پوست حقیقت ست و حقیقت مغز شریعت این عبارت هرچند از سلب استقامتی متکلم این کلام خبر میدهد لیکن تواند بود که مرادش آن باشد که مجمل نسبت بمفصل حکم پوست دارد و نسبت بمغز و استدلال در جنب کشف در رنگ قشر ست نسبت به لب اما اکابر مستقیم الاحوال اتیان امثال این عبارت موهمه را تجویز نمی نمایند در فرق جز باجمال و تفصیل و استدلال و کشف مذکور نمی سازند سائلے از خواجه نقشبند قدس الله تعالی سره الاقدس سوال کرد که مقصود از سیر و سلوک چیست فرمودند تا معرفت اجمالی تفصیلی گردد و استدلالی کشفی شود رزقنا الله سبحانه الثبات و الاستقامة علی الشریعة علماً و عملاً صلوات الله تعالی و سلامه علی صاحبها بقیة التصدیع آن که حامل رقیمة الدعا شیخ مصطفیٰ شریحی از نسل قاضی شریح اند پدر ایشان بزرگ بودند و ظائف و وجوه مدد معاش بسیار داشتند اسناد و فرامین همراه گرفته متوجه لشکر شده است مشار الیه از فقدان اسباب معاش مضطر ست التفات نموده بر نہجے توجه فرمایند که سبب حصول جمعیت شود و از اضطراب و تفرقه نجات یابد زیاده مصدع نشد

مکتوب هشتاد و پنجم بمرزا فتح الله حکیم صدور یافته بوده در ترغیب بر اتیان اعمال صالحه خصوصاً اداے صلوٰة بجماعات و ما یناسب ذلک

وفقکم الله سبحانه لمرضاته آدمی را چنانکه از درستی اعتقادات

اوضدیق نیز میباید که از مرگ ایشان بمرگ خود عبرت بگیرند و تمام خود را بمرضی حق سپرند و حیات دنیا را
غیر از متاع غرور نشمارند اگر تمتعات دنیوی را اندک اعتباری بود برابر سر موی بر کفار بدکردار
تجویز نمی فرمودند رزقنا الله سبحانه و ایاکم الاعراض عن ما سوی الله سبحانه والاقبال الی جناب
قدسه بحرمة سید المرسلین علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها والسلام
والاکرام **مکتوب نودم** بخواجه قاسم صدور یافته در ترغیب بر آنکه بکلیت متوجه حق
سبحانه باید بود و امروز حصول این دولت وابسته بتوجه و اخلاص باین طبقه علیه نقشبندیست
قدس الله تعالی اسرارهم حضرت حق سبحانه و تعالی دنیای دنیه را در منظر همت خوار و بی اعتبار
گردانیده حسن و جمال آخرت را در مرآت باطن متجلی و متزین گردانا و بحرمة سید البشر
المطهر عن زیغ البصر علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها التفات نامه
گرامی مع هدایای محترمه وصول یافت کرم نمودند جزاکم الله سبحانه خیر الجزاء نصیحتی که بجان
و مخلصان کرده میشود همه آنست که بکلیت اقبالی بجناب قدس خداوندی عز شانه میسر
گردد و اعراضی از مادون او تعالی حاصل آید **مصرعه** کار اینست غیر اینهمه هیچ : امروز حصول
دولت عظمی وابسته بتوجه و اخلاص باین طبقه علیه نقشبندیه است بریاضات و مجاهدات
شاقه آن میسر نگردد که بیک صحبت ایشان حصول یابد چه در طریق این بزرگواران
اندراج نهایت در بدایت است در اول صحبت آن می بخشد که منتهیان را در
نهایت بدست می افتد طریق این بزرگواران طریق اصحاب کرام است ایشانرا در اول
صحبت خیر البشر علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات آن کمالات میسر میشد که اولیا امت
را شاید در نهایت میسر شود و این طریق اندراج نهایت در بدایت است فعلیکم بمحبة هولاء الاکابر
فانها ملاک الامر والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله
الصلوة والسلام **مکتوب نود و یکم** بشیخ کبیر صدور یافته در بیان آنکه تصحیح عقائد و اتیان
اعمال صالحه هر دو جناح اند از برای طیران عالم قدس مقصود از اعمال شریعت و احوال
حقیقت تزکیه نفس و تصفیه قلب است رزقنا الله سبحانه و ایاکم الاستقامة علی متابعة السنة السنیة علی
صاحبها الصلوة والسلام والتحیة کار اینست که اول تصحیح عقائد بر وفق آرای علماء اهل سنت و

از روی کرم گفته بودند که در عملی و کاری اگر رجوع افتد بما خواهی نوشت بناءً علی ذلک متصدع
گشت که شیخ عبد اللہ صوفی از نیکان است بواسطہ بعضی حوائج قرضدار گشتہ است امید است
که مددے در تخلیص ذمہٗ او خواہند فرمود والسلام مکتوب ہشتاد و ہفتم
بہ پہلوان محمود صدور یافتہ در بیان آنکہ چہ سعادت است که دوستان خدا جل و علا کسی را
قبول نمایند سلمکم اللہ تعالیٰ و ثبتکم اللہ علی جادۃ الشریعۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ
نخستین بشارت خاندان ایشان را قدوم میان شیخ مزمل است برکات صحبت ایشان
را چہ شرح دہد چہ سعادت که دوستان خدا جل و علا کسی را قبول نمایند چہ جائے
آنکہ بمحبت و قربت ممتاز سازند ہم قوم لایشقی جلیسہم بالجملہ صحبت ایشان را غنیمت
شمرند و ادب صحبت را مرعی دارند تا مؤثر افتد زیادہ چہ نویسد والسلام اولاً و آخراً۔
مکتوب ہشتاد و ہشتم نیز بہ پہلوان محمود صدور یافتہ در بیان آنکہ چہ نعمتی که کسی
با ایمان و صلاح موی سیاہ خود را سفید کردہ باشد و در جوانی خوف غالب باید و در پیری
رجاء حق سبحانہ و تعالیٰ ہمراہ باخود دارد چہ نعمتی است که کسی با ایمان و صلاح موی
سیاہ خود را سفید سازد در حدیث نبوی ست علیہ الصلوۃ والسلام من شاب شیبۃ
فی الاسلام غفر لہ جانب امید را ترجیح دہند و ظن مغفرت را غالب سازند که در
جوانی خوف بیشتر در کار است و در پیری رجاء غالب تر بباید والسلام اولاً و آخراً
مکتوب ہشتاد و نہم بہ مرزا علیجان صدور یافتہ در عزا پرسی حق سبحانہ و تعالیٰ
بر جادۂ شریعت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ استقامت ارزانی فرماید آدمی را الحکم
کل نفس ذائقۃ الموت از مرگ چارہ نیست فطوبی لمن طال عمرہ و کثر عملہ یمین موت است
که مشتاقان را بآن تسلی میدہند و وسیلۂ وصول دوست بدوست میسازند من کان
یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت آرے حال واپس ماندگان و گرفتاران بیدولت
حضور بمطلب رسیدگان و آزادگان خراب و ابتر است ولی نعمت مرحومہ شما درین اوان
بسی مغتنم بودند الحال بر شما آن لازم است که مکافات احسان باحسان بکنند و بدعا و صدقہ
ساعت بساعت مدد نمایند فان المیت کالغریق ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او اخ

ذکر یافته باشند متوسل باید ساخت والله سبحانه المیسر کل العسیر والسلام **مکتوب
نود و چهارم** بخضرخان لودی صدور یافته در بیان آنکه آدمی را از تصحیح عقائد واتیان
اعمال صالحه چاره نیست تا باین دو جناح طیران عالم حقیقت نماید حضرت حق سبحانه تعالی
برجاده شریعت مصطفویه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة استقامت کرامت
فرماید انچه لابد است وناچار تصحیح عقائد است اولاً بموجب آرای صائبهٔ اهل سنت و
جماعت که فرقهٔ ناجیه اند وثانیاً اتیان اعمال است بموجب احکام فقهیه بعد از دانستن
آن احکام از فرائض وسنن وواجبات ومستحبات وحلال وحرام ومکروه ومشتبه
چون این دو جناح اعتقادی وعملی میسر شد اگر توفیق خداوندی جل سلطانه مساعدت
نماید میتواند که بعالم حقیقت طیران نماید وبی حصول این دو بازو طیران وصول بعالم
حقیقت محالست **بیت** محالست سعدی که راه صفا ٭ توان رفت جز در پی مصطفی ٭
ثبتنا الله سبحانه وایاکم علی متابعته علیه وعلی آله الصلوة والسلام **مکتوب
نود و پنجم** بسید احمد بجواڑه صدور یافته در بیان آنکه آدمی نسخهٔ جامع است وقلب
او نیز بصفت جامعیت مخلوق است واقوال بعضی از مشائخ که در مرتبه سکر واقع
شده است در وسعت قلب وامثال آن محمول بر توجیهات اند ودر بیان آن که صحو
افضل است از سکر وما یناسب ذلک آدمی نسخهٔ ایست جامع هرچه در تمام موجودات
در انسان تنها ثابت ست لیکن از عالم امکان بطریق حقیقت واز مرتبهٔ وجوب
بطریق صورت ان الله خلق آدم علی صورته درهمین جامعیت است قلب انسان
که هرچه در کلیت انسانست در قلب تنهاست لهذا آن را حقیقت جامعه گویند و بحیثیت
همین جامعیت بعضی از مشائخ از وسعت قلب چنین خبر داده اند که اگر عرش ومافیه
در زاویهٔ قلب عارف اندازند هیچ محسوس نشود زیرا که قلب جامع عناصر وافلاک است
وعرش وکرسی وعقل ونفس شامل مکانی ولامکانی است پس هرآئینه عرش ومافیه
را بواسطهٔ شمول لامکانیه در قلب مقداری نباشد چه عرش ومافیه باوجود وسعت داخل
دائره مکانیست مکانی هرچند وسیع است تنگ است درجنب لامکانی قدری ندارد اما ارباب

جماعۂ کہ فرقۂ ناجیہ اند باید کرد و ثانیاً علم و عمل بمقتضای احکام فقہیہ لازم باید ساخت بعد از تحصیل این دو جناح اعتقادی و عملی قصد طیران عالم قدس باید نمود **مصرعہ** کار اینست غیر این ہمہ ہیچ ؛ مقصود از اعمال شریعت و احوال طریقت و حقیقت تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب است تا نفس مزکی نشود و قلب سلامتی پیدا نکند ایمان حقیقی کہ نجات وابستہ بآن است میسر نشود و سلامتی قلب وقتی صورت بندد کہ غیر او تعالیٰ اصلا بر دل خطور نکند اگر ہزار سال گزرد و غیر را در دل عبور نباشد زیرا کہ این زمان دل را نسیان ماسوا بتمام میسر شدہ است کہ اگر بتکلیف یاد ش دہند یا د نکند اینحالت معبر بفناست و قدم اول است درین راہ و بروں نہ خرط القتاد و السلام اولاً و آخراً

مکتوب نود و دوم

نیز بشیخ کبیر صدور یافتہ در بیان آنکہ اطمینان قلب بذکر است نہ بنظر و استدلال ثبتنا اللہ سبحانہ و ایاکم علی الشریعۃ المصطفویۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب راہ اطمینان قلب ذکر اللہ است سبحانہ نہ نظر و استدلال است **مصرعہ** پای استدلالیان چوبین بود ؛ پائے چوبین سخت بے تمکین بود ؛ چہ در ذکر کسب مناسب است با جناب قدس ہرچند ہیچ مناسب نیست ما للتراب و رب الارباب لیکن یک قسم علاقہ درمیان ذاکر و مذکور پیدا میشود کہ موجب محبت می گردد و چون محبت مستولی شد غیر اطمینان ہیچ نیست و چون کار باطمینان قلب رسید دولت ابدی نقد وقت او گشت **ے** ذکر گو ذکر تا ترا جان است ؛ پاکی دل ز ذکر یزدان است ؛ والسلام اولاً و آخراً

مکتوب نود و سوم

بسکندر خان لودی صدور یافتہ در بیان آنکہ در جمیع اوقات بذکر الٰہی جل شانہ باید پرداخت بعد از ادائے نماز پنجگانہ بجماعت و ادائے سنن رواتب اوقات خود را مصروف ذکر الٰہی جل سلطانہ باید ساخت و بغیر آن نباید پرداخت چہ در خوردن و چہ در خفتن و چہ در آمدن و چہ در رفتن طریق ذکر را بہ شما معلوم کردہ شدہ است ہمان طریق استعمال نمایند اگر در جمعیت فتوری یابند اول باید تعیین سبب فتور کرد بعد از آن تلافی تقصیر آن باید نمود و التجا و تضرع تام بحضرت حق سبحانہ رو باید آورد و دفع ظلمت آن باید خواست و شیخی را کہ از وے

که ولایت نبی افضل است از نبوت او نزد این حقیر امثال این سخنان دور از کار مینماید چه در نبوة
رو بخلق فقط نیست بلکه باین توجه وجهی نیز دارد باطنش بالحق ست سبحانه وظاهر ش باخلق
و آنکه تمام رو بخلق دارد از مدبرانست انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بهترین جمیع موجودات
اند بهترین دولت با ایشانان مسلم داشته اند ولایت جزو نبوة است ونبوة کل است لاجرم نبوة
افضل باشد از ولایت خواه ولایت نبی باشد خواه ولایت ولی پس صحو افضل است از سکر چه
در صحو سکر مندرج است همچو اندراج ولایت در نبوة صحو تنها که عوام الناس راست از مبحث
خارج است بر آن صحو ترجیح دادن معنی ندارد وصحوی که متضمن سکر است البته افضل است
از سکر علوم شرعیه که مصدر آنها را مرتبه نبوة است سراسر صحو است ومخالف آن علوم هرچه باشد
از سکر است صاحب سکر معذور است شایان تقلید علوم صحو است نه علوم سکر ثبتنا الله سبحانه
علی تقلید العلوم الشرعیة علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیة یرحم الله عبداً قال آمینا وانچه در
حدیث قدسی واقع است لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن مراد ازین
گنجایش صورت مرتبه وجوبست نه حقیقت که حلول در آنجا محال است چنانکه بالا گذشت پس
ظاهر شد که شمول قلب مر لا مکانیة را باعتبار صورت لامکانیة است نه حقیقت آن تا عرش
وما فیه را مقداری نباشد این حکم مخصوص بحقیقت لامکانیه است

مکتوب نود وششم

بمیر شریف صدور یافته در منع وزجر تسویف وتاخیر ودر تحریص بر متابعت شریعت علی
صاحبها الصلوة والسلام والتحیة وما یناسب ذلک ای فرزند امروز که آوان فرصت است
واسباب جمعیت همه میسر گنجایش تسویف وتاخیر نیست بهترین اوقات را که زمان عنفوان
جوانی ست در بهترین اعمال که طاعت وعبادت مولی ست تعالی وتقدس بیاید مصروف
داشت از محرمات ومشتبهات شرعیه اجتناب نموده پنجوقت نماز بجماعت لازم باید ساخت
واداء زکوة بر تقدیر وجود نصاب نیز از ضروریات اسلام است آنرا هم برغبت بلکه بمنت
بیاید ادا نمود از کمال کرم خود حق تعالی در تمام روز وشب پنج وقت از برائے عبادة معین
ساخت واز اموال نامیه وانعام سائمه ربع عشر را تحقیقاً وتقریباً از برائے فقرا تعیین
فرموده ومیدان تصرف مباحات را فراخ گردانیده خیلی بے انصافی است که در شصت گرهی

صحو از مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میدانند کہ این حکم مبنی بر سکر است و محمول است بر عدم تمایز میان حقیقت شئی و انموذج او عرش مجید کہ محل ظہور تمام است ازان رفیع تر است کہ در قلب تنگ آنرا گنجایش باشد انچہ در قلب از عرش مینماید آن انموذج عرش است نہ حقیقت عرش و شک نیست کہ آن انموذج را ہیچ مقداری نیست در جنب قلب کہ او جامع انموذجات بی نہایت است آئینہ کہ در وے آسمان باین بزرگی با شیای دیگر نماید نمیتوان گفت کہ آئینہ از آسمان وسیع تر است آرے تمثال آسمان کہ در آئینہ است در جنب آسمان صغیر است نہ حقیقت آسمان این مبحث بمثالی روشن گردد مثلا در انسان انموذجے از کرۂ عنصر خاک مکنونست نظر بجامعیت انسان نمیتوان گفت کہ وجود انسان از کرۂ عنصر خاک اوسع است بلکہ وجود انسان را در جنب کرۂ خاک ہیچ مقداری نیست جز محقر شئی بلکہ بانموذج حقیر شئی را شئی دانستہ انحکم بوقوع می آید ازہمین قبیل است کلام بعضی از مشائخ کہ در غلبۂ سکر گفتہ اند جمع محمدی از جمع الٰہی جل سلطانہ چون محمد را علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ جامع حقیقت وامکان و مرتبۂ وجوب دانستہ اند حکم کردہ اند کہ جامعیت محمد از جامعیت اللہ تعالیٰ شانہ زیادہ است اینجا نیز صورت را حقیقت تصور نمودہ انحکم کردہ اند محمد علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات جامع صورت مرتبۂ وجوب است نہ حقیقت وجوب اللہ تعالیٰ وتقدس واجب الوجود حقیقی ست واگر فرق میکردند در میان حقیقت وجوب وصورت وجوب چنین حکم نمیکردند حاشا وکلا من امثال ہذہ الاحکام السکریۃ محمد بندہ ایست محدود و متناہی واو تعالیٰ وتقدس غیر محدود است و نامتناہی باید دانست کہ ہرچہ از احکام سکریہ است از مقام ولایت است وہرچہ از صحو است بمقام نبوت تعلق دارد کہ اکمل تابعان انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات بواسطہ صحو ازینمقام بطریق تبعیت نیز نصیب است بسطامیہ سکر را بصحو تفضیل میکنند لہذا شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ میگوید لوائی ارفع من لواء محمد لوائی خود را لوائی ولایت میداند ولوای محمد را علیہ الصلوات والتسلیمات لوائی نبوۃ لوای ولایت را کہ رو بسکر دارد ترجیح میدہند بر لوای نبوہ کہ رو بصحو دارد و ازین عالم است سخن بعضی کہ گفتہ اند الولایۃ افضل من النبوۃ میدانند کہ در ولایت رو بحق دارند و در نبوۃ رو بخلق و شک نیست کہ رو بحق افضل است از رو بخلق بعضی در توجیہ این سخن گفتہ اند

مامورہ تحصیل یقین است ادای عبادات صورت ایمان ست نہ حقیقت ایمان کہ تعبیر ازان
بہ یقین کردہ شدہ قال عز شانہ یا ایہا الذین آمنوا آمنوا ای الذین آمنوا صورۃ آمنوا باد او وظائف
العبادات المامورۃ و مقصود از فنا و بقا کہ ولایت عبارت از تحصیل این دولت ست ہمین
یقین ست و بس و اگر از فنا فی اللہ و البقا بمعنی دیگر خواہند کہ بحالیت و محلیت موہم باشد خود عین
الحاد و زندقہ است در غلبۂ حال و سکر وقت چیزہا ظاہر میشوند کہ آخر از ان باید گزشت
و مستغفر باید شد ابراہیم بن شیبان کہ از مشائخ طبقات است قدس اللہ تعالی ارواحہم میگوید
کہ علم الفناء و البقاء یدور علی اخلاص الوحدانیۃ و صحۃ العبودیۃ و ما سوی ذلک مغالیط و زندقۃ و الحق
کہ راست میفرماید و این کلام از استقامت او خبر میدہد فنای فی اللہ عبارت از فنائی در مرضیات
اوست سبحانہ و علی ہذا القیاس السیر الی اللہ و السیر فی اللہ و نحوہما ثانیاً مصدع میگردد کہ صلاح
آثاری میان شیخ اللہ بخش بصلاح و تقوی و فضیلت آراستہ اند و جمعی کثیر باایشان وابستہ در مادۂ
از مواد اگر معونتی طلبند امید ست کہ توجہ شریف بحال ایشان مرعی خواہند فرمود و السلام علیکم
و علی من اتبع الہدی **مکتوب نود و ہشتم** بہ عبد القادر پسر شیخ زکریا صدور یافتہ در ترغیب
بر رفق و ترک عنف با یراد احادیث نبویہ علی مصدرہا الصلوۃ و السلام حق سبحانہ و تعالی بر مرکز
عدالت استقامت ارزانی فرماید چند حدیث نبوی علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات
اکملہا کہ در باب تذکیر و وعظ و نصیحت وارد شدہ اند ایراد نمودہ حق سبحانہ و تعالی عمل بمقتضای آنہا
میسر گرداند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان اللہ رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق ما لا
یعطی علی العنف و ما لا یعطی علی ما سواہ رواہ مسلم و فی روایۃ لہ قال لعائشۃ علیک بالرفق و ایاک
بالعنف و الفحش ان الرفق لا یکون فی شیٔ الا زانہ و لا ینزع من شیٔ الا شانہ و قال ایضا علیہ
و علی آلہ الصلوۃ و التحیۃ من یحرم الرفق یحرم الخیر و قال ایضا علیہ و علی آلہ الصلوۃ و السلام ان من
احبکم الی احسنکم اخلاقا و قال ایضا علیہ الصلوۃ و السلام من اعطی حظہ من الرفق اعطی حظہ من الدنیا
و الآخرۃ و قال ایضا علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات الحیاء من الایمان و الایمان فی الجنۃ
و البذاء من الجفاء و الجفاء فی النار ان اللہ یبغض الفحشاء البذی الا اخبرکم بمن یحرم علی النار و بمن
یحرم النار علیہ الا کل ہین لین قریب سہل المومنون ہینون لینون کالجمل الانف ان قید انقاد و ان

روز و شب دو گھڑی صرف طاعت حق سبحانہ نشود و از چہل سہم یک سہم بفقرا ادا نماید و از
دائرہ وسیعۂ مباحات پا بیرون کشیدہ بمحرمات و مشتبہات در رفتہ شود در موسم جوانی کہ اوان
سلطان نفس امارہ است و قہرمان شیطان لعین قلیل عمل را بکثیر اجر می بردارند و فردا کہ
بارذل عمر رسانند و حواس و قوی سستی پیدا کند و اسباب جمعیت تشتت نمایند غیر از ندامت
و پشیمانی محصل نخواہد بود و بسیار است کہ تا فردا نگزارند و فرصت ندامت و پشیمانی کہ نحوی از
توبہ است میسر نشود و عذاب ابدی و عقوبت سرمدی کہ پیغمبر صادق علیہ من الصلوات افضلہا و من
التسلیمات اکملہا ازان اخبار فرمودہ و عصاۃ را ازان ایعاد نمودہ در پیش است تخلفی ندارد امروز شیطان
بغرور کرم پروردگار جل سلطانہ در مداہنت می اندازد و عفو او را سبحانہ بہانہ ساختہ مرتکب معاصی
میسازد و باید دانست کہ در دار دنیا کہ محل آزمایش و ابتلا است دشمن و دوست را ممتزج ساختہ اند
و بظاہر شمول رحمت گردانیدہ کریمۂ و رحمتی وسعت کل شئی ازان مشعر است و در روز قیامت
دشمن را از دوست جدا خواہند ساخت کریمۂ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون مخبر ازانست و در آن
وقت قرعۂ رحمت را بنام دوستان خواہند انداخت و دشمنان را محروم مطلق و ملعون محقق خواہند فرمود
فسأکتبہا للذین یتقون و یؤتون الزکوٰۃ والذین ہم بآیتنا یؤمنون شاہد این معنی است یعنی تحقیق
اثبات خواہم کرد آن رحمت از برای آنجماعت کہ پرہیز میکنند از کفر و معاصی و ادا میکنند زکوۃ را پس
کرم و رحمت را در آخرۃ مخصوص بابرار و اہل اسلام نیک کردار داشت آری مطلق اہل اسلام را
بہ تقدیر خیریت خاتمت از رحمت نصیب است اگرچہ بعد از ازمنہ متطاولہ از عذاب دوزخ نجات یابند
اما ظلمات معاصی و عدم مبالات باحکام منزلۂ سماوی کی بگذارد کہ نور ایمان را بسلامت ببرد علماء
فرمودہ اند کہ اصرار بر صغیرہ بہ کبیرہ میرساند و اصرار بر کبیرہ مفضی بہ کفر است عیاذاً باللہ سبحانہ فرد
اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ٭ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است ٭ حق سبحانہ و تعالی
توفیق مرضیات خود رفیق گرداند بحرمۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بقیۃ المقصود آنکہ
مولانا اسحٰق حامل رقیمہ آشنا و مخلص فقیر است و حق جوار از قدیم نیز دارد اگر بدو و اعانتی
طلبد توجہ سامی مرعی خواہند داشت مشار الیہ در فن کتابت و انشا بقدر ضرورت اطلاع
دارد و السلام مکتوب نود و ہفتم بشیخ درویش صدور یافتہ در بیان آنکہ مقصود از عبادات

بقائے دنیا بس اندک ست و عذاب آخرت بسیار شدید ست و دائمی ست عقل دور اندیش را کار باید فرمود و بطراوت بے حلاوت دنیا مغرور نباید شد و اگر بدنیا کسی را عزت و آبرو باشد کفار و دنیاداران باید که از همه عزیزتر باشند و بظاهر دنیا فریفته گشتن از بخیر و بیست فرصت چند روزه را غنیمت باید شمرد و در مرضی خدای عز و جل باید کوشید و بخلق خدائے باید احسان نمود التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ هر دو اصل عظیم اند از برای نجات اخروی مخبر صادق علیه الصلوٰة والسلام هرچه فرموده است مطابق نفس الامر ست هزل و هذیان نیست خواب خرگوش تا چند خواهد بود آخر رسوائی ست و بینوائی قال اللہ سبحانه و تعالیٰ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ هرچند میداند وقت شما تقاضای استماع امثال این سخنان نمیکند و عنفوان جوانی ست و تنعمات دنیوی میسر و حکومت و تسلط بر خلائق حاصل اما شفقت براحوال شما باعث این گفتگو میگردد و هنوز هیچ نرفته است وقت توبه و انابت ست خبر شرط ست ع درخانه اگر کس ست یک حرف بس ست مکتوب

نود و نهم به ملا حسن کشمیری صدور یافته در جواب استفساری که نموده بود از کیفیت دوام آگاهی وجمع آن بحالت نوم که سراسر غفلت و تعطیل است التفات نامه گرامی مشرف ساخت استفساری که رفته بود از کیفیت دوام آگاهی و جمع آن با حالت نوم که سراسر غفلت و تعطیل است که بعضی براکابر این خانوادهٔ بزرگ از حصول آن دولت خبر داده اند مخدوما حل این اشکال مبنی بر مقدمه ایست که بیان آن ضروریست گوئیم روح انسانی را پیش از تعلق باین هیکل هیولانی راه ترقی و عروج مسدود بود و در قفص وما منا الا له مقام معلوم مقید و محبوس لیکن در نهاد آن جوهر نفیس استعداد عروج بشرط نزول ودیعت نهاده بودند و مزیت او ازین راه بر ملک مقرر فرموده حق سبحانه و تعالیٰ از کمال کرم خویش آن جوهر نورانی باین هیکل ظلمانی جمع فرموده فسبحان من جمع بین النور والظلمة وقرن الامر بالخلق و چون این دو امر فی الحقیقت بر دو طرف نقیض واقع شده بودند حکیم مطلق جل سلطانه از برای تحقیق این اجتماع و تقریر این نظام روح را بانفس نسبت تعشق و گرفتاری داد و این گرفتاری را سبب انتظام انها گردانید کریمهٔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ رمزی ازین بیان میفرماید و این تنزل روح

اینبغی علی صخرۃ استناح من کظم غیظاً وہو یقدر علی ان ینفذہ دعاہ اللہ علی رؤس الخلائق
یوم القیمۃ حتی یخیرہ فی ای الحور شاء ان رجلا قال للنبی صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ
وسلم اوصنی قال لاتغضب فردمرارا قال لاتغضب الا اخبرکم باہل الجنۃ کل ضعیف متضعف
لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باہل النار کل عتل جواظ مستکبر اذا غضب احدکم وہو قائم
فلیجلس فان ذہب عنہ الغضب والا فلیضطجع ان الغضب لیفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل
من تواضع للہ رفعہ اللہ فہو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعہ اللہ فہو فی
اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لہو اہون علیہم من کلب او خنزیر قال موسی بن عمران
علی نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات یا رب من اعز عبادک قال من اذا قدر غفر و قال
ایضا علیہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ من خزن لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن کف غضبہ کف اللہ
عنہ عذابہ یوم القیمۃ ومن اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ وقال ایضا علیہ الصلوۃ
والسلام من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شیء فلیتحلل منہ الیوم قبل ان لایکون لہ دینار
ولا درہم ان کان لہ عمل صالح اخذ بقدر مظلمتہ وان لم یکن حسنات اخذ من سیأت صاحبہ
فحمل علیہ وقال ایضا علیہ الصلوۃ والسلام اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم لہ
ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیمۃ بصلوۃ وصیام وزکوۃ ویاتی
قد شتم ہذا واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا فیعطی ہذا من حسناتہ فان
فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار
وعن معاویۃ رضی اللہ عنہ انہ کتب الی عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان اکتبی الی کتابا
توصینی فیہ ولا تکثر فکتبت سلام علیکم اما بعد فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم یقول من التمس رضی اللہ بسخط الناس کفاہ اللہ مؤنۃ
الناس ومن التمس رضی الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ الی الناس والسلام علیک صدق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم وبارک رزقنا اللہ سبحانہ وایاکم التوفیق بالعمل
بما اخبر المخبر الصادق والسلام این احادیث اگرچہ ترجمہ نوشتہ شدہ است اما بہ خدمت
شیخ جیو رجوع نمودہ معانی اینہا را فہمیدہ سعی خواہند کرد کہ عمل بمقتضای اینہا میسر شود

بلکه رضامندی حق سبحانه تعالی درین اقبال ست و مبتدی را رغبت ست و نا مرضی
حق ست سبحانه و فرقی دیگر گوئیم مبتدی را میسر ست که از عالم روگردانیده رو بحق تعالی و
تقدس آرد و منتهی را اعراض از خلق محال ست دوام اقبال بخلق لازم مقام او ست مگر آنکه
کار دعوت او تمام شود و او را از دار فنا بدار بقا انتقال دهند آن زمان ندای اللهم الرفیق الاعلی
نقد وقت او ست مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم در تعیین مقام دعوت سخنان فرموده اند
جمعی جمع توجه بین الخلق والحق گفته اند اختلاف آن مبنی بر اختلاف احوال و مقامات ست هر کسی
از مقام خود خبر داده والامر عند الله سبحانه و آنچه سید الطائفه جنید رضی الله تعالی عنه
فرموده است النهایة هی الرجوع الی البدایة موافق دعوتیست که درین مسوده تحریر یافته
چه در بدایت تمام رو بخلق ست حدیث تنام عیناي و لاینام قلبی که تحریر یافته بود اشارت بدوام
آگاهی نیست بلکه اخبار ست از عدم غفلت احوال خویش و امت خویش لهذا نوم در حق آن
سرور علیه الصلوة والسلام ناقض طهارت نگشت و چون نبی در رنگ شبانست در محافظت
ست خود غفلت شایان منصب نبوت او نباشد و حدیث لی مع الله وقت لایسعنی فیه ملک
مقرب ولا نبی مرسل بر تقدیر صحت اشارت بتجلی ذاتی برقی تواند بود و آن تجلی نیز مستلزم توجه بجناب
قدس خداوندی جل سلطانه نیست بلکه این تجلی از ان جانب ست متجلی له در آن صنعی نیست
از قبیل سیر معشوق و عاشق ست عاشق از سیر سیر گشته است **بیت** آینه صورت از سفر
دور است ٭ کان پذیرای صورت از نور ست ٭ باید دانست که بر تقدیر رجوع بخلق حجب
مرتفعه عود نمیکند با وجود بی پردگی او را بخلق مشغول داشته اند و فلاح خلائق را با و مربوط ساخته
مثل این بزرگواران مثل شخصی ست که کمال تقرب بپادشاه دارد و میان او و بادشاه حائلی از صورت
و معنی هیچ نیست مع ذلک او را بخدمات ارباب حوائج مشغول داشته است این فرق دیگر
است در میان مبتدی و منتهی در رجوع چه مبتدی صاحب حجب ست و منتهی مرتفع الحجب والسلام
علیکم و علی سائر من اتبع الهدی **مکتوب صدم** نیز بملا حسن کشمیری صدور یافته در جواب
سوالی که نموده بود که شیخ عبد الکبیر یمنی گفته است که حق سبحانه و تعالی عالم الغیب نیست ٭ التفات
نامهٔ گرامی مشرف ساخت آنچه از روی کرم مرقوم بود بوضوح انجامید نوشته بودند که شیخ عبد الکبیر

وگرفتاری آن فی الحقیقت از قبیل مدح بما یشبه الذم است پس بواسطۂ آن نسبت جبی روح تمام
خود را بعالم نفس انداخت و خود را تابع او گردانید بلکه خود را نیز فراموش ساخت و تعبیر از خود
بنفس اماره نمود این لطافت دیگرست در نهاد روح که از کمال لطافت بهرچه روی آرد
حکم او میگیرد و پس هرگاه خود را فراموش کرده باشد ناچار نسبت آگاهی سابق خود را که بمرتبۂ
وجوب تعالی و تقدس ست داشت نیز فراموش گرداند و تمام خود را بغفلت سپارد و حکم
ظلمه گیرد والله تعالی از کمال مهربانی و بنده نوازی انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات مبعوث
ساخت و او را بتوسل این اکابر بخود دعوت فرمود بمخالفت نفس روح را که معشوقهٔ اوست امر
نمود فمن رجع القهقری فقد فاز فوزاً عظیماً و من لم یرفع راسه واختار الخلود الی الارض فقد ضل ضلالاً
بعیداً اما جواب آن اشکال گوییم که ازین مقدمه اجتماع روح با نفس مفهوم گشت بلکه فنای آن
در نفس و بقاء آن بدو پس ناچار تا زمانیکه این اجتماع و انتظام برپاست غفلت ظاهر عین غفلت
باطن بود نوم که غفلت ظاهرست عین غفلت باطن وچون این انتظام خلل پذیرد و باطن از
محبت ظاهر اعراض نموده رو بمحبت الظن البطون آرد و فنا و بقا که به فانی پیدا کرده بود رو
بزوال آورده فنا و بقا به باقی حقیقی تعالی و تقدس حاصل کند این زمان غفلت ظاهر در
حضور باطن تاثیر نکند چرا تاثیر کند باطن را تمام پشت بجانب ظاهر گشته است و از ظاهر
به باطن هیچ در نمیرود پس روا است که ظاهر غافل باشد و باطن آگاه ولا محذور مثلاً
روغن با دام تا زمانیکه کنجاده ممتزج و مختلط ست حکم هردو متحدست وچون روغن از کنجاده
جدا گشت احکام متمائزه پیدا شد پس حکم یکی بر دیگری متمشی نشود همچنین صاحب دولتے را
اگر خواهند بعالم بازگردانند و عالمی را بتوسط وجود شریعت او از ظلمات نفسانی وارهانند
او را بطریق سیر عن الله باید فرود می آرند روی او بتمام بخلق میگردد بی آنکه گرفتاری
با نها پیدا کند چه او برهمان گرفتاری سابق خودست بی اختیار او را درین عالم آورده اند
پس این منتهی با سائر مبتدیان در اعراض از جناب قدس تعالی و تقدس و اقبال بخلق
در صورت شرکت دارد اما فی الحقیقت هیچ مناسبت ندارد و از گرفتاری تا عدم گرفتاری
تفاوت فاحش ست و ایضاً اقبال بخلق در حق این منتهی بے اختیاریست رغبتی درین ندارد

در مرتبهٔ احدیت مجرده نسبت علمیه منتفی ست اما عالمیة او تعالی برحال خودست چه بذات
عالم ست نه بصفت که صفت آنجا مستغنی ست نفاة صفات حق سبحانه عالم میگویند یا آنکه صفت
علم را از وے تعالی مسلوب میسازند انکشافی که بر صفت مترتب می شد بهر ذات مترتب
میدانند فکذا انهم او توجیهی که خود کرده اند و از غیب غیب ذات تعالی و تقدس اراده
نموده اند و تعلق علم را بآن جائز نداشته اند اگر علم واجب باشد تعالی و تقدس اقرب توجیهات
ست اما فقیر را در عدم جواز تعلق علم واجب تعالی بذات بحت او سبحانه بحث ست چه وجهی که
در عدم جواز گفته اند اقتضا حقیقت علم است مر احاطه معلوم را و ذات مطلق تعالے مقتضی
عدم احاطه است فلا یجتمعان لهذا التعلق ست اینجا محل خدشه زیرا که در علم حصولی این معنی
درکار است که آنجا حصول صورت معلوم ست در قوت علمیه اما در علم حضوری هیچ درکار نیست
و در ما نحن فیه علم حضوری ست نه حصولی فلا محذور فی ان تعلق العلم الواجب سبحانه
بذاته تعالی بطریق الحضور لا بطریق الحصول والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال وصلی الله تعالی
علی سیدنا محمد وآله الطاهرین وسلم وبارک والسلام اولاً وآخراً **مکتوب صد و یکم**
نیز بملا حسن کشمیری صدور یافته در رد بر جماعه که کامل را ناقص تصور کرده زبان اعتراض
دراز می نمایند۔ احسن الله سبحانه حالکم و اصلح بالکم مفاوضهٔ شریف مولانا محمد صدیق رسانیدند
حمد الله سبحانه که دور افتادگان را فراموش نساخته اند مخاطبانی که به نفس بحسب ظاهر ایراد
نموده بودند فی الجمله بوضوح پیوست آرے هر اعتراضی که بر نفس دارند در زمان امارگی
مسلم ست اما بعد از حصول اطمینان مجال اعتراض نیست چه نفس درین موطن از حق
سبحانه راضی است و حق سبحانه از وی راضی پس او مرضی و مقبول ست بر مقبول اعتراض
نمیرود و او مراد حق است سبحانه زیرا که حصول این دولت در زمان تخلق باخلاق الله
است ساحت قدس او از اعتراض ما پست فطرتان بلندست هر چه میگوئیم بما عاید ست
بیت اگر از خویشتن چو نیست چنین ؛ چه خبر دارد از چنان و چنین ؛ بسا ست که جاهلان
از کمال جهل نفس مطمئنه را با امارگی تصور میکنند و احکام امارگی بر مطمئنه اجرا مینمایند
چنانکه کفار انبیا را علیهم الصلوة والسلام در رنگ سایر بشر انگاشته از کمالات نبوت انکار

می گفته است که حق سبحانه و تعالی عالم الغیب نیست مخدوما فقیر را تاب استماع امثال این سخنان
هرگز نیست بی اختیار رگ فاروقیم در حرکت می آید و فرصت تاویل و توجیه آن نمیدهد قائل آن
سخنان شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی کلام محمد عربی علیه و علی آله الصلوة والسلام درکار است
نه کلام محی الدین عربی و صدر الدین قونوی و عبد الرزاق کاشی ما را بنص کار است نه بفص
فتوحات مدنیه از فتوحات مکیه مستغنی ساخته است حق تعالی در کلام مجید خود را عالم غیب خود
می ستاید و خود را عالم الغیب میفرماید نفی علم غیب کردن از وسبحانه بسیار مستقبح و مستنکره است
و فی الحقیقت تکذیب است مرحق را سبحانه غیب را معنی دیگر گفتن از شناعت نمی بر آید و کبرت
کلمة تخرج من افواههم فیالیت شعری ما حملهم علی التفوه بامثال هذه الکلمات الصریحة فی
خلاف الشریعة منصور اگر انا الحق گوید و بسطامی سبحانی معذور اند و مغلوب اند در غلبات
احوال اما این قسم کلام مبنی بر احوال نیست تعلق بعلم دارد و مستند بتاویل است عبد را نمی
شاید و هیچ تاویل درین مقام مقبول نیست فلان کلام السکاری یحمل و یصرف
عن الظاهر لا غیر و اگر متکلم این کلام مقصود از اظهار این کلام ملامت خلق داشته باشد و
نصرت انها آن نیز مستنکره است و مستهجن از برای تحصیل ملامت خلق راهها بسیار است بجز
ضرورت کسی تا بسر حد کفر رساند و چون در تاویل این کلام سخن کرده اند و استفسار نموده بحکم
سوالی را جوابی باید بضرورت در ان باب سخن سراید و علم الغیب عند الله سبحانه آنکه گفته اند
که غیب معدوم باشد علم به معدوم نباشد یعنی چون غیب نسبت بحق سبحانه معدوم مطلق ست
و لاشئ محض تعلق علم را بوی معنی نباشد چه معلومیت او را از عدمیة مطلق و لاشیئیت محض می برآرد
نتوان گفت که حق سبحانه و تعالی عالم بشریک خود ست چه شریک او تعالی و تقدس اصلا موجود
نیست و لاشئ صرف ست آری مفهوم غیب و مفهوم شریک تصور کردن ممکن ست اما کلام در صدق
انهاست نه در مفهوم همچنین ست حال جمیع محالات که مفهومات آنها ممکن التصور اند و ما صدقات
ممتنع التصور چه معلومیت از استحاله می بر آرد و لا اقل وجود ذهنی می بخشد و اعتراضی که بر توجیه
مولانا محمد روجی کرده اند درست ست نفی نسبت علمیة در مرتبه احدیت مجرده مستلزم نفی مطلق
علم است تخصیص بنفی علم غیب کردن وجهی ندارد و اشکال دیگر بر توجیه مولانا آنست که اگرچه

ایشان از برای جماعه از ان پل پزند آن جماعه را آن طعام خوردن حلال است یا نه جماعه داری وسپاه گری را حیله احتیاج ساختن و قرض بسود را باین علت گرفتن و آنرا جائز و حلال دانستن از تدین دور ست می باید که شیوهٔ امر معروف و نهی منکر را مرعی داشته جماعه که باین بلا گرفتار باشند منع نمایند و بعدم صدق این حیله آگاه سازند چرا کسی را باید اختیار کرد که آخر بارتکاب این قسم محظور و مبتلا باید شد وجوه معیشت بسیار است منحصر در سپاه گری نیست چون شما از اهل صلاح و تقوی اید روایت طیب در اکل فرستاده شده نوشته بودند که درین زمان بی شبهه پیدا امی شود راست ست اما مهما امکن از شبهه باید احتراز نمود زراعت بی طهارت که منافی طیب داشته اند در هندوستان اجتناب ازان ممکن نیست لا یکلف الله نفساً الا وسعها اما ترک طعام بسود نمودن در کمال آسانی ست حلال را حلال دانستن و حرام را حرام دانستن در حلال و حرام قطعی ست که انکار آن بکفر میکشد در ظنیات نه چنین ست بسا امور مباحه اند نزد حنفی که شافعی آنرا مباح نمید اند و بالعکس پس در ما نحن فیه اگر کسی در حلیت قرض بسود محتاج مشکوک را که بظاهر مخالف حکم نص قطعی ست توقف نماید نمیتوان اورا تضلیل نمود و تکلیف باعتقاد حلیت او فرمود بلکه صواب بجانب او و راجح ست بل متقین و مخالف او در خطر ست بعضی از یاران شما نقل کردند که روزی مولانا عبد الفتاح در حضور شما گفت که اگر قرض بسود پیدا شود بهتر ست چرا کسی بسود نگیرد شما او را زجر کردید و گفتید که از حلال انکار میکنی مخدوما امثال این سخنان در حلال قطعی گنجایش دارند و اگر حلال باشد شک نیست که ترک آن اولی است اهل ورع برخصت امر نمی کنند و بعزیمت دلالت مینمایند مفتیان لاهور احتیاج را دخل داده حکم به حلیت کرده اند احتیاج را دامن فراخ ست اگر چنین کنند هیچ ربا نماند و حکم نص قطعی بحرمت ربا عبث می افتد چنانکه بالا گذشت اما اینقدر ملاحظه بایستی می نمود که دیگران را طعام خورانیدن چه قسم احتیاج است مر مستقرض بسود را روایت قنیه بعد القیا و اللتی مجوز استقراض بسود است مر محتاج را نه دیگران را اگر کسی گوید که محتاج این طعام را شاید به نیت کفارت یمین یا ظهار یا صوم پخته باشد و شک نیست که او با دای این کفارت محتاج ست گوئیم اگر استطاعت اطعام ندارد روزه دارد نه آنکه قرض بسود گیرد و اگر اقسام احتیاج

نموده اند اعاذنا الله سبحانه عن انکار هؤلاء الاکابر و انکار متابعتهم علیهم الصلوات و التحیات

مکتوب صد و دوم بملا مظفر صدور یافت در بیان آنکه محرم در قرض بسود مجموع مبلغ ست نه زیادتی فقط مثلاً شخصی ده تنگه را قرض گرفت بدوازده تنگه درین صورت مجموع دوازده تنگه حرام ست نه ده تنگه زیادتی و ما یتعلق بذلک

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی شما آن روز میفرمودید که ربا در قرض بسود همان فضل است و بس محرم در قرض ده تنگه بدوازده تنگه همان دو تنگه زیادتی است چون ببعض کتب فقهیه رجوع کرده شد ظاهر گشت که در شریعت هر عقدیکه در وی فضل ست نیز رباست پس ناچار این عقد محرم باشد و هر چه بنسبت محرم تحصیل نمایند محرم خواهد بود پس آن ده تنگه نیز ربا باشد و محرم مقصود از فرستادن کتاب جامع الرموز و روایات کتاب ابراهیم شاهی اظهار اینمعنی بود باقی ماند صورت احتیاج مخدوما حرمت ربا بنص قطعی ثابت شده است که شامل محتاج و غیر محتاج است تخصیص محتاج ازانجا نمودن نسخ این حکم قطعی ست بروایت قنیه رتبهٔ آن ندارد که نسخ حکم قطعی کند و حال آنکه مولانا جمال لاهوری که اعلم علماء لاهور اندمے فرمودند که بسیاری از روایات قنیه اعتماد را نشایان نیست و مخالف است بروایات کتب معتبره و لو سلم صحة هذه الروایة پس احتیاج را باضطرار و مخمصه میباید فرود آورد تا مخصص آن حکم قطعی کریمهٔ فمن اضطر فی مخمصة باشد که مثل اوست در قوة ع که رستم را کشد هم رخش رستم ؛ و ایضاً اگر از محتاج عام تر گرفته شود پس باید که موردی از برای حکم حرمت ربا پیدا نشود چه هر که زیادتی قبول میکند علتش احتیاجی از احتیاجهای خواهد بود بی احتیاج هیچکس بضرر خود اقدام نخواهد نمود فلا یبقی لهذا الحکم المنزل من الحکیم الحمید مزید فائدة تعالی کتابه العزیز من امثال هذا التوهم و ولو سلم عموم الاحتیاج ولو علی سبیل فرض المحال گوئیم که احتیاج از جمله ضروریات ست و الضرورة یتقدر بقدرها پس طعام ازان مبلغ سود پختن و بمردم خورانیدن داخل احتیاج نیست ضرورتی بآن تعلق نه لهذا در ترکهٔ میت احتیاج مستثنی ست و آن مقصود برکفن ساخته اند و طعامی بروحانیت او پختن داخل احتیاج نداشته اند با آنکه او محتاج ترست بصدقه پس در در صورت متنازع فیه ملاحظه فرمایند که مستقرضان بسود محتاج اند یا نه و بر تقدیر احتیاج ہماناکه

بغذاہای مناسب بتدریج امر تا بقوت اصلی اوی آرند پس آدمی تا زمانیکہ بمرض قلبی مبتلاست فی قلوبہم
مرض ہیچ عبادتی وطاعتی اورا نافع نیست بلکہ مضرست رب تال للقرآن والقرآن یلعنہ حدیث معروف
است ورب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع والظماء خبر صحیح اطبای امراض قلبیہ نیز اول بازالہ مرض
امر میفرمایند وآن مرض عبارت از گرفتاری بغیر حق ست سبحانہ بلکہ گرفتاری ست تجوہ و چہ ہر کسی ہر چیزرا
کہ میخواہد برای خود میخواہد اگر فرزند را دوست میدارد برای خود دوست میدارد وہمچنین اموال وریاست
وحب جاہ پس فی الحقیقت معبود او ہوای نفس اوست تا زمانیکہ ازین گرفتاری تخلاص نشود امید
نجات بسی مستبعدست پس بر علماء اولو الالباب وحکمای ذوی الابصار فکر ازالہ این مرض لازم ست
ع درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست ؛ **مکتوب صد وششم** بمحمد صادق کشمیری صدور یافتہ
در بیان آنکہ محبت این طائفہ کہ متفرع بر معرفت ایشان ست از اجل نعم خداوندیست جل شانہ
مکتوب مرغوب کہ مبنی از فرط محبت وکمال وداد بود وصول یافت اللہ سبحانہ الحمد والمنۃ علی ذلک
محبت این طائفہ کہ متفرع بر معرفت ست از اجل نعم خداوندیست جل سلطانہ تا کدام صاحب دولت
را باین نعمت مشرف سازند شیخ الاسلام ہروی میفرماید الٰہی چیست اینکہ دوستان خود ترا کردی کہ
ہر کہ ایشان را شناخت ترا یافت وتا ترا نیافت ایشان را نشناخت بغض این طائفہ سم قاتل ست و
طعن ایشان موجب حرمان ابدی ست نجانا اللہ سبحانہ وایاکم عن ہذا الابتلاء شیخ الاسلام فرمود الٰہی
ہر کرا خواہی بر اندازی او را با ما در اندازی بیت بی عنایات حق وخاصان حق ؛ گر ملک باشد سیاہستش
ورق ؛ این رجوع وانابت کہ حق سبحانہ بتجدید شما را کرامت فرمودہ است نعمت عظمیٰ تصور
فرمایند واز حضرت حق سبحانہ استقامت بران طلبند والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم
متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات **مکتوب صد وہفتم** نیز بمحمد صادق
کشمیری صدور یافتہ در اجوبہ اسولہ چند کہ نوشتہ بود واز انجا بوی تعنت می آمد واین مکتوب مشتمل
است بر فوائد ضروریہ کہ در ایمان این طائفہ علیہ نافع آید وحق سبحانہ وتعالیٰ بسعادت ایمان این
طائفہ علیہ مستعد گرداناد وکتابتی کہ ارسال داشتہ بودند مشتمل بر اسولۂ چند رسید ہر چند
سوالیکہ شائبہ تعنت وتعصب داشتہ باشد مستحق جواب نیست مع ذلک تنزل نمودہ در
جواب اقدام مینماید اگر یکی را نفع نکند شاید کہ دیگری را نافع آید **سوال اول** آن بود

از این قبیل دیگر هم پیدا شود باندک توجه برکت تقوی مندفع خواهد شد ومن یتق الله یجعل له
مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب زیاده اطناب نرفت والسلام علیکم وعلی من اتبع الهدی
مکتوب صد و سوم بسیادت و نقابت پناهی شیخ فرید صدور یافته در بیان معنی
عافیت وطلب کردن قاضی از برای سرهند حق سبحانه وتعالی بعافیت دارد آن عافیت
خواسته می آید که عزیزی همواره دعا میکرد و تمنای عافیت یکروزه می نمود شخصی از ان عزیز
سوال کرد این همه میگذرانی مگر عافیت نیست گفت آن میخواهم که روزی از صباح تا شام مرتکب
معصیتی از معاصی حق سبحانه نباشم مدتی ست که سرهند قاضی ندارد و از اجرای بعضی احکام شرعیه
کار بعجز میرسد مثلا برادرزاده یتیم داریم از پدر او پاره میراث مانده است وصی ندارد و در تصرف
آن مال بی اذن شرعی مضطر ست اگر قاضی باشد باذن او کار میکشاید علی هذا القیاس **مکتوب
صد و چهارم** بقضاة پرگنه مستکن صدور یافته در عزا؛ هرچند مصیبتی که از فوت مغفرت پناهی
رسیده بسیار شدید است و مستصعب اما بندگیست غیر از راضی بودن بفعل مولی تعالی و تقدس چاره
نیست از برای بودن نیاورده اند از برای کار کردن آورده اند کار باید کرد و اگر کار کرده رفت
باکی نیست بلکه بادشاه است الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب در شان او ثابت مصیبت بر رفتن
نیست بر حال رونده الی الحبیب ست تا با وچه معامله کنند بدعا و استغفار و تصدق امداد نمود قال
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام
او اخ او صدیق فاذا لحقته کان احب الیه من الدنیا وما فیها وان الله تعالی لیدخل علی اهل القبور
من دعاء اهل الارض امثال الجبال من الرحمة وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم التفات
نامه رسیده هوای سرما بر فقرا بسیار شدید است و الا خود را معاف نمیداشت سفارش بتاکید نوشته
است انشاء الله تعالی سودمند گردد زیاده تصدیع ست محبت شعاری قاضی حسن و سائر اعزه وعوام
فراوان مطالعه نمایند و از حق تعالی در جمیع امور راضی و شاکر باشند **مکتوب صد و پنجم** بحکیم عبد القادر در
صدور یافته در بیان آنکه مریض تا زمانیکه از امراض به نشود هیچ غذا او را سودمند نیست وما یناسب ذلک
چون نزد حکما مقرر ست که مریض تا زمانیکه از امراض به نشود هیچ غذا او را سودمند نیست اگرچه مرغ مطجن
باشد بلکه مقوی مرض است ع هرچه گیرد علتی علت شود؛ پس اول فکر ازاله مرض او نماید بعد از آن

هیچکس از القای شیطانی محفوظ نیست هرگاه که در انبیا متصور باشد بلکه متحقق در اولیا بطریق اولی
خواهد بود طالب صادق چه باشد غایة ما فی الباب انبیا را علیهم الصلوات والتسلیمات بر آن القاء
متنبه میسازند و باطل را از حق جدا مینمایند کریمهٔ فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله آیاته تنبیه دال
است برهمین معنی و در اولیا این لازم نیست که او متابع نبی است هرچه مخالف نبی خواهد یافت رد
خواهد کرد و باطل خواهد دانست اما در صورتیکه شریعت نبی از ان ساکت است و باثبات و نفی
آن حکم نمیکند امتیاز حق از باطل بطریق قطعیت دشوار است چه الهام ظنی است لیکن درین
عدم امتیاز هیچ قصوری بولایت راه نمییابد چه اتیان شریعت ومتابعت نبی متکفل نجات دارین
است وامور مسکوت عنها زائده بر شریعت اند و ما مکلف بر امور زائده نیستیم باید دانست که غلط
کشف منحصر بر القای شیطانی نیست بسا است که در متخیله احکام غیر صادقه صورتے پیدا کنند که
شیطان را در آنجا هیچ مدخلی نباشد ازین قبیل است که در بعضی منامات حضرت پیغمبر را علیه الصلوٰة
والسلام می بینند و بعضی احکام را اخذ میکنند که فی الحقیقت خلاف آن احکام متحقق است درین
صورت القای شیطانی متصور نیست که مختار علماء عدم تمثل شیطان است بصورت خیر البشر
علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بهر صورتیکه باشد پس درین صورت نیست الا تصرف متخیله که غیر
واقع را واقع دانانیده است سوم آن بود که چون تصرف کراماتست و تاثیرات استدراج
در نمایش برابر است مبتدی چگونه شناسد که این ولی صاحب کراماتست واین مدعی
صاحب استدراج جوابش آنست والله سبحانه اعلم بالصواب که طالب مبتدی را درین تفرقه
دلیل واضح است و آن وجدان صحیح اوست که اگر دل خود را در صحبت او بحق سبحانه تعالی جمع
خواهد یافت خواهد دانست که آن ولی صاحب کراماتست واگر خلاف این معنی خواهد یافت معلوم
خواهد کرد که او مدعی صاحب استدراج است واگر خفائی درین معنی ست عوام کالانعام راست
نه طالبان را و خفای عوام نزد خواص از حیز اعتبار ساقط است که منشای آن مرض قلبی است و
غشاوهٔ بصری چیزهای بسیار بر عوام مخفی مانده که دانستن آنها از دانستن تفرقه ضروریست و نختم هذا
المکتوب ببعض المعارف التی ینفعک فی ازالة مثل هذه الشکوک والشبهات بدانکه معنی تخلقوا باخلاق
الله که ولایت ماخوذ ازانست آنست که حاصل شود مر اولیاء الله را صفاتیکه مناسب باشند مر صفات واجبی را

سبب چیست که از اولیاء متقدمین کرامات و خوارق بسیار ظهور میکردند از بزرگان این زمان کم ظاهر
میشود اگر مقصود ازین سوال نفی بزرگان این وقت ست بواسطه قلت خوارق از ایشان
چنانکه ظاهر از فحوای عبارت ست فالعیاذ باللہ سبحانہ من تسویلات الشیطان ظهور
خوارق نه از ارکان ولایت نه از شرائط آن بخلاف معجزه مر نبی را علیه الصلوة والسلام که از
شرائط مقام نبوة ست لیکن ظهور خوارق از اولیاء اللہ شائع و ذائع است کم ست که تخلف
کند اما کثرت ظهور خوارق بر افضلیت دلالت ندارد تفاضل آنجا باعتبار درجات قرب
الهی ست جل سلطانه تواند بود که از ولی اقرب ظهور خوارق اقل باشد و از ابعد اکثر خوارق
که از بعضی اولیای این امت بظهور آمده از اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیهم عشر عشیر
آن بظهور نیامده باآنکه افضل اولیای بمرتبه ادنی صحابی نرسد نظر بر ظهور خوارق از
کوته نظریست و دلیل ست بر قصور استعداد تقلیدی شایان قبول فیوض نبوة و ولایة جماعه
اند که استعداد تقلیدی در ایشان غالب باشد بر قوة نظرے ایشان صدیق اکبر رضی اللہ
تعالی عنه بواسطه قوت استعداد تقلیدی در تصدیق نبی علیه وعلی آله الصلوة والسلام اصلا
محتاج بدلیل نگشت و ابوجهل لعین بواسطه قصور همین استعداد با وجود ظهور چندین آیات باهره و معجزات
قاهره بدولت تصدیق نبوت مشرف نشد و حضرت حق سبحانه در شان این بی دولتان میفرماید۔ فَاِنْ یَّرَوْا
كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
یا آنکه گوئیم که ظهور خوارق از اکثر متقدمین در طول عمر زیاده از پنج شش خوارق نقل نکرده اند جنید
که سید این طائفه است معلوم نیست که از وے ده خوارق نقل کرده باشند و حضرت حق سبحانه
تعالی از حال کلیم خود علی نبینا و علیه الصلوة والسلام چنین خبر داده است حیث قال عزوجل وَلَقَدْ
آتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ از مشائخ این وقت از کجا معلوم شد که امثال این خوارق بظهور نمی
آید بلکه اولیای اللہ را چه متقدم و چه متاخر در هر ساعت ظهور خوارق ست مدعی آنرا داند یا
نداند مصرع ع خورشید نه مجرم ار کسی بینا نیست ٭ دوم آن بود که در کشف و شهود طالبان صادق
القای شیطان را دخل باشد یا نه اگر هست وضوح کیفیت کشف شیطانی چگونه است و اگر نیست
سبب آنکه در امور ما همه بعضی غلط یافته میشود چیست جوابش آنست واللہ سبحانه اعلم بالصواب

دندان چو دُرّ و گوهر ست ٭ عجب کاریست که در مکتوب سابق اخلاص بسیار ظاهر ساخته بودید و
سبب آن را ظهور دو واقعه پی درپی نموده نوشته بودید که اثر آنرا در اقامت نیز یافت بحدی که
ندامت تمام از وضع سابق متحقق گشت و به توبه و انابت که آورد و تجدید ایمان مشرف ساخت
یکماه نگذشته بود که تغیری درین وضع مفهوم گشت و برجوع قهقری بوضع سابق انتقال حاصل
آمد و درصدد آن آمدید که آن دو واقعه را وجهی پیدا شود که باقتضای شیطانی منجر گردد و یا بغلط
کشفی نکشد آن چه بود و این چیست **بیت** بگفتا فلانی چه بد میکند ٭ نه با من که با نفس خود میکند
والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات

مکتوب صد و ہشتم بمیان سید احمد صدور یافته در بیان آنکه نبوت افضل از ولایت است

بعکس آنچه گفته که ولایت افضل از نبوت ست ثبتنا الله سبحانه وایاکم وجمیع المسلمین علی متابعة سید
المرسلین علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها بعضی از مشائخ در سکر وقت گفته
اند که ولایت افضل از نبوت است و بعضی دیگر ازین ولایت ولایت نبی خواسته اند
تا وهم افضلیت ولی بر نبی رفع شود اما فی الحقیقة کار برعکس است زیرا که نبوت نبی از ولایت او
افضل است در ولایت از تنگی سینه رو بخلق نمیتوانند آورد و در نبوت او بکمال انشراح صدری
نه توجه حق سبحانه مانع توجه خلق است و نه توجه خلق مانع توجه حق تعالی در نبوت تنها رو بخلق
نیست تا ولایت را که رو بحق دارد ترجیح بروی دهند عیاذاً بالله سبحانه رو بخلق تنها مرتبه
عوام کالانعام است شان نبوت ازان برتر است فهم اینمعنی ارباب سکر را دشوار
است اما اکابر مستقیم الاحوال ازین معرفت ممتاز اند ع هنیئاً لارباب النعیم نعیمها ٭ بقیة المقصود میان
شیخ عبدالله ولد میان شیخ عبدالرحیم باین فقیر قوت قرابت دارند و والد ایشان مدتها ملازم
بهادرخان بودند و حاجتمند الحال عذر بصارت دارند پسر خود را فرستاده اند که پیش بهادرخان
نوکر شود در ینباب اگر از جانب ایشان نیز اشارتی رود سودمند خواهد بود والسلام

مکتوب صد و نهم به حکیم صدر صدور یافته در بیان سلامتی قلب و نسیان او ما دون حق را سبحانه اهل الله اطبای
امراض قلبیه اند ازالهٔ علل باطنیه منوط بتوجه این بزرگواران است کلام ایشان دوا است و نظر
ایشان شفا هم قوم لایشقی جلیسهم وهم جلساء الله بهم یمطرون وبهم یرزقون راس امراض باطنیه

تعالی لیکن آن مناسبت در اسم بود و مشارکت در عموم صفات نه در خواص معانی که آن محال ست و
مستلزم قلب حقائق در تحقیقات خواجه محمد پارسا قدس سره میفرماید در مقام بیان معنی تخلقوا باخلاق
الله صفت دیگر ملک ست و معنی ملک متصرف بود بر همه چون رونده راه که بر نفس خود متصرف شود
او را مقهور تواند داشت و تصرف در و لها نفاذ یابد بدین صفت موصوف شده باشد صفت دیگر
سمیع است و معنی سمیع شنوا است و چون روندهٔ راه سخن حق را از هر کسی که باشد بی گرانی قبول
کند و اسرار غیبی و حقایق لاریبی بگوش جان فهم کند بدین صفت موصوف شده باشد صفت دیگر بصیر است
و معنی بصیر بینا است چون روندهٔ راه را بصر بصیرت او بینا شده باشد و بنور فراست همه
عیوب خود بیند و کمال حال دیگران یعنی همه کس را به از خود بیند و نیز بصیرتی حق منظور
نظر او شده باشد تا هر چه کند موجب پسندیدهٔ حق کند بدین صفت موصوف شده باشد
صفت دیگر محیی است و معنی محیی زنده کننده بود و چون روندهٔ راه باحیاے سنت متروکه قیام
نماید بدین صفت موصوف شده باشد صفت دیگر ممیت است و معنی ممیت میرانندهٔ
بود چون سالک بدعتها که بجاے سنت گرفته اند وی منع آن بدعتها نماید بدین صفت
موصوف شده باشد علی هذا القیاس و عوام معنی تخلقوا را برنگ دیگر فهمیده اند ناچار در تیه ضلالت
فرو نشسته اند و خیال کرده اند که ولی را احیای جسدی در کار است و اشیاے غیبی میباید
که اکثر بروسے منکشف شود و امثال اینها و هو کما تری من الظنون الفاسدة ان بعض الظن
اثم و ایضا خوارق منحصر در احیاء و اماتت نیست علوم معارف الهامیه از اعظم آیات است
وارفع خوارق لهذا معجزهٔ قرآنی از سائر معجزات اقوی و ابقے اند چشم بکشایند که این همه
علوم و معارف که در رنگ ابر نیسان میریزد از کجاست علوم باین کثرت بتمامها
موافق علوم شرعیه اند سر موی مخالفت را گنجایش نیست این خصوصیت علامت علوم است
حضرت خواجهٔ ما قدس سره نوشته بودند که علوم شما همه صحیح است اما چه فائده که سخن حضرت
خواجه بر شما حجت نیست هر چند خود را پیرے راست نامید زیاده چه نوشته آید و این اسولهٔ شما اولاً
هر چند گران نمود اما چون باعث چندین علوم و معارف گشته و این همه سخن بتقریب اینها در گفت
آمده است نیک است **بیت** هیچ زشتی نیست کو را خوبی همراه نیست ؛ زنگی شبرنگ را

متحقق اگرچه اقل قلیل باشد از ارباب توحید نیست بی تحصیل این دولت واحد گفتن و واحد دانستن نزد ارباب اصول از فضول است آری از واحد گفتن و دانستن که در تصدیق ایمان معتبر است لابد است اما بمعنی دیگر است فرقی درمیان لا معبود الا الله و درمیان لا موجود الا الله بین است تصدیق ایمان علمی ست و او راک وجدانی حالتی است پیش از حال سخن از آن راندن محظور ست جمعی از مشائخ که درین باب سخن رانده اند از دو حالت خالی نیست یا معذور اند در غلبهٔ حال مستور یا مقصود از نوشتن و اظهار احوال نمودن آن بوده باشد که دیگران را محک احوال شود و استقامت احوال و اعوجاج آنرا بمیزان احوال ایشان بسنجند بی این دولت افشای اسرار ممنوع است حق سبحانه شمهٔ از احوال ارباب کمال نصیب ما بدبران گردانیده استقامت بر متابعت سنت سنیه مصطفویه علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیة روزی گرداناد بحرمة النبی و آله الامجاد علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات بقیة التصدیع آنکه حامل رقیمهٔ دعا میان شیخ عبد الفتاح حافظ از مردم ذی عزت و آدمی زاده اند و کثیر العیال و ابو البنات قلت اسباب معیشت بر آن آورده که خود را بکریمه رسانند امید است که بمقصود برسند زیاده تصدیع است

مکتوب صد و دوازدهم

بشیخ عبد الجلیل صدور یافته در بیان آنکه کار آنست که بر عقائد اهل سنت و جماعت متحقق گردیم + باین دولت اگر احوال و مواجید عطا فرمایند منت میداریم والاهمین دولت را کافی میدانیم چون این هست همه هست حق سبحانه و تعالی شانه ما مفلسان را بحقیقت معتقدات حقهٔ اهل حق یعنی اهل سنت و جماعت متحقق ساخته توفیق اعمال مرضیه نقد وقت گردانیده احوال که ثمرات این اعمال اند کرامت فرموده تمام بجناب قدس جل سلطانه جذب فرماید ع کار اینست وغیر این همه هیچ ❊ چه احوال و مواجید که بی تحقق بحقیقت معتقدات این فرقهٔ ناجیه میسر شود جز استدراج هیچ نمیدانیم و جز خرابی هیچ نمی انگاریم ما این دولت اتباع فرقهٔ ناجیه هرچه بدهند منت میداریم و شکر بجا می آریم و اگر همین را بدهند و هیچ از احوال و مواجید ندهند باک نداریم و راضی ایم و از بعضی مشایخ قدس الله تعالی اسرارهم که در غلبهٔ حال و سکر وقت بعضی از علوم و معارف متضاده آرائی صائبهٔ اهل حق بظهور می آید چون منشای آن کشف است معذور اند امید است که فردا بآن مؤاخذه نمایند حکم مجتهد مخطی دارند که خطای او را نیز یک اجر خواهد بود و حق بجانب علماء اهل حق است شکر الله تعالی سعیهم زیرا که علوم علمای

ور مُیس علل معنویہ گرفتاری قلب ست بما دون حق سبحانہ و تعالیٰ وتا ازین گرفتاری تمام آزادی میسر شود سلامتی محالست چہ شرکت را در آن حضرت جل سلطانہ اصلا بار نیست الا للہ الدین الخالص فکیف کہ شریک را غالب ساختہ باشد نہایت بیحیائی است محبت غیر حق را سبحانہ بر نہجے غالب ساختن کہ محبت او تعالیٰ در جنب آن معدوم گردد یا مغلوب الحیاء شعبۃ من الایمان مگر این حیا را گفتہ باشند و علامت عدم گرفتاری قلب نسیان اوست ما سوا را کلیۃ و ذہول اوست از اشیاء جملۃ کہ اگر بتکلف یاد اشیا کند ہرگز بیادش نیاید پس گرفتاری اشیا را دران موطن چہ مجال اینحالت نزد اہل اللہ معبر بفنا است و قدم اول است درین راہ مبدا ظہور انوار قدم است و منشاء ورود معارف و حکم و دونہا خرط القتاد ہیچکس نا تا نگردد این فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا۔

مکتوب صد و دہم بشیخ صدر الدین صدور یافتہ در بیان آنکہ از خلقت انسانی ادائے وظائف سلوک است و کمال اقبال ست بجناب حق سبحانہ و تعالیٰ حق سبحانہ تعالیٰ لمنتہای نقہای ارباب بمآل رساند مقصود از خلقت انسانی ادای وظائف بندگیست و دوام اقبال است بجناب حق سبحانہ و این معنی بے تحقق شدن بکمال اتباع سید اولین و آخرین ظاہرا و باطنا علیہ من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا میسر نیست رزقنا اللہ سبحانہ و ایاکم کمال اتباعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قولا و فعلا ظاہرا و باطنا عملا و اعتقادا آمین رب العالمین۔ بعد از خدای ہرچہ پرستند ہیچ نیست بیدولتست آنکہ ہیچ اختیار کرد۔ ہرچہ غیر از حق سبحانہ مقصود است معبود است از عبادت غیر وقتی نجات یابد کہ غیر از خدا وند جل و علا مقصودی نماند اگرچہ از مقاصد اخروی و متنعمات بہشتی باشد ہرچند این مقاصد از حسنات است اما نزد مقربان از سیئات است ہرگاہ در امور اخروی حال بدین منوال باشد از امور دنیویہ چگوید کہ دنیا مغضوبہ حق است سبحانہ و تا آفریدہ است ہرگز بجانب او نگاہ نکرد۔ و حب او سر گناہان است و طالبان آن مستحق طعن و طرد اند الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ تعالیٰ انجانا اللہ سبحانہ عن شرہا و شر ما فیہا بحرمۃ حبیبہ محمد سید الاولین و الآخرین علیہ الصلوۃ والسلام

مکتوب صد و یازدہم بشیخ حمید سنبھلی صدور یافتہ در بیان توحید عبارت از تخلیص قلب است از ما دون حق سبحانہ و تعالیٰ و ما یناسب ذلک۔ الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفے توحید عبارت از تخلیص قلب است از توجہ ما دون او سبحانہ تا زمانیکہ دل را گرفتاری بما سوی

بخشاد که ذره این متابعت مرضیه از جمیع تلذذات دنیاوی و تنعمات اخروی بمراتب بهتر است فضلیت منوط بمتابعت سنت اوست و مزیت مربوط باتیان شریعت او علیه و علی آله الصلوة والسلام والتحیة مثلاً خواب نیم روزی که از روی این متابعت واقع شود از کرور کرور احیای لیالی که غیر از متابعت است اولی وافضل است و همچنین افطار یوم فطر که شریعت مصطفوی بآن امر فرموده است از صیام ابد الآباد که نه ماخوذ شریعت اند بهتر است اعطای جیتلی بامر شارع از انفاق کوه زر که از نزد خود باشد فاضل تر است امیر المومنین عمر رضی الله عنه روزی نماز بامداد بجماعت ادا کرده در اصحاب نگاه کرد یک کس را حاضر نیافت پرسید اصحاب عرض کردند که آنکس تمام شب را زنده میدارد شاید درین وقت خوابش برده باشد امیر المومنین فرمود که اگر او تمام شب خواب کردی و نماز بامداد را بجماعت گزاردی بهتر بودی اهل ریاضات مجاهدات بسیار کرده اند اما چون موافق شریعت حقه نیستند بی اعتبار و خوار اند اگر اجرے بدان اعمال شاقه مترتب میشود هم مقصور بر بعضی منافع دنیویست تمام دنیا چیست تا بعضی منافع او را کسی اعتبار نهد مثل ایشان مثل کناسی است که ریاضتش از همه بیش است اجرتش از همه کمتر مثل تابعان شریعت مثل آن جماعت است که در جواهر نفیسه بالماسات لطیفه کار میکنند عمل اینها در نهایت قلت است و اجر ایشان در غایت رفعت عمل یکساعت تواند بود که باجر هزار ابرابر بود سر آنست که عمل که موافق شریعت واقع میشود مرضی حق است سبحانه و خلاف آن نامرضی اوست تعالی پس نامرضی چه جای ثواب بلکه متوقع عقاب است این معنی را در عالم مجاز شاهد واضح است باندک التفات بظهور می آید بیت هر چه گیرد علتی علت شود * کفر گیرد کاملی ملت شود * پس سرمایه جمیع سعادات متابعت سنت است و هیولای جمیع فسادات خلاف شریعت ثبتنا الله سبحانه وایاکم علی متابعة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات والسلام

مکتوب صد و پانزدهم بملا عبد الحق دهلوی صدور یافته در بیان آنکه ما در صدد و قطع آنیم همگی هفت گام است **مصرع** از هر چه میرود سخن دوست خوشتر است * این راه که ما در صدد و قطع آنیم همگی هفت گام است دو گام در عالم خلق است و پنجگام در عالم امر بگام اول که در عالم امر مینهند تجلی افعال رو میدهد و بگام دوم تجلی صفات و بگام سوم شروعی در تجلیات ذاتیه می افتد ثم و ثم علی تفاوت درجات الکمال کما لایخفی علی اربابها الکمال ذاکر

مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ مؤید است بوحی قطعی مقتدای معارف این صوفیہ کشف والہام است کہ خطا را بوی راہ است ومصداق صحت کشف والہام مطابقت است باعلوم علماء اہل سنت اگر سر موئی مخالفت است از دائرہ صواب بیرون است ہٰذا ہو العلم الصحیح والحق الصریح فماذا بعد الحق الا الضلال رزقنا اللہ سبحانہ وایاکم الاستقامۃ علیٰ متابعۃ سید المرسلین ظاہراً وباطناً عملاً واعتقاداً علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات اکملہا ومن التسلیمات افضلہا والسلام علیکم وعلیٰ من اتبع الہدیٰ **مکتوب صد وسیزدہم** بجمال الدین حسین کولابی صدور یافتہ در بیان فرق درمیان جذبۂ مبتدی وجذبۂ منتہی وآنکہ مشہود مجذوبان وابتدائیت الارواح کہ فوق قلب است وہمان مشہود را شہود الٰہی جل شانہ متخیل می کند الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ انجذاب وکشش نمی باشد الا بمقام فوق نہ بفوق فوق وکذا الحال فی الشہود ونحوہ پس مجذوبان سلوک ناکردہ را کہ در مقام قلب اند انجذاب نیست الا بمقام روح کہ فوق مقام قلب ست انجذاب الٰہی در جذبۂ منتہیان است کہ فوق آنہا مقام دیگر نیست ومشہود در جذبۂ بدایت نیست الا ارواح منفوخ وچون روح بصورت اصل خود موجود است ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ شہود روح را شہود حق میدانند تعالیٰ وتقدس وچون روح را بعالم اجساد نحوی از مناسبت ثابت است گاہی آن شہود را شہود احدیت در کثرت میگویند وگاہی بمعیت قائل میشوند شہود حق جل وعلا بے حصول فنای مطلق کہ نہایت سلوک متحقق است متصور نیست **شعر** ہیچکس را تا نگردد او فنا ٭ نیست رہ در بارگاہ کبریا ٭ واین شہود را بعالم ہیچ کاری نیست فرق درمیان شہودین آنست کہ اگر با عالم بوجہ من الوجوہ مناسبت دارد شہود حق نیست تعالیٰ وتقدس واگر بی مناسبت است علامت شہود است الٰہی جل وعلا شہود بواسطۂ تنگی عبارت از اطلاق میباید والا نسبت در رنگ منتسب الیہ بیچگون وبیچگونہ است **ع** عالم چون را بہ بیچون راہ نیست ٭ لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ **مکتوب صد وچہاردہم** بصوفی فرمان صدور یافتہ در تحریص بر متابعت سید المرسلین علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات چون حق سبحانہ ما مفلسان بے برگ وسر را بدولت اتباع سید اولین وآخرین کہ بطفیل دوستی او کمالات اسمائی وصفاتی خود را در عرصۂ ظہور آوردہ او را بہترین جمیع کائنات خلق کرد علیہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا مشرف گردانا دو بران استقامت

فرستاده بودند رسید مضمون بوضوح پیوست قال اللہ تعالیٰ من عمل صالحاً فلنفسه ومن اساء فعلیها خواجه
عبد اللہ انصاری میفرمایند الٰہی ہر کرا خواہی براندازی با ما در اندازی **بیت** ترسم آن قوم که
بر دُرد کشان میخندند ٭ در سر کار خرابات کنند ایمان را ٭ حق سبحانه وتعالیٰ کافهٔ اہل اسلام را
از انکار فقرا وطعن درویشان نگاہدارد بحرمة سید البشر علیه وعلیٰ آله الصلوات والتسلیمات والسلام

مکتوب صد و نود و نہم بمیر نعمان بدخشی صدور یافته در ترغیب بر صحبت شیخ مقتدا و در بیان
آنکه گاه است که کاملان بعضی از مریدان ناقص خود را ہم بتعلیم طریقت اجازت مینمایند

بواسطهٔ بعضی نیات مکتوب شریف خدمت میر وصول یافت این را دیوانگی می طلبد در خبر
آمده است لن یؤمن احدکم حتی یقال انه مجنون وچون جنون آمد از تدبیر زن و فرزند
فارغ گشت واز اندیشه کذا و کذا جمعیت میسر شد این دیوانگی در نهاد شماست اما بعوارض لاطائل
آن را خس پوش ساخته اند چه توان کرد درین کسب بے مناسبتی بسیار مفهوم میگردد زود تدارک
نمایند وبے استطاعت دانسته رفع بعد صوری نمایند جمعیت این طائفه در ماورای جمعیت خلق
است اسباب جمعیت خلق باعث تفرقه ایشان ست ودست در اسباب تفرقه باید زد تا جمعیت
حاصل آید و اگر فرضاً در جمعیت خلایق این طائفه را جمعیت بخشند از ان جمعیت باید ترسید
وبجناب حق سبحانه التجا باید آورد تا آن جمعیت بلای جان نگردد و قیاس باحوال فلانؒ
فلان نباید کرد که پیش از تمامی ہمه مراتب نقص ست علیٰ تفاوة درجاتها ع فراق دوست اگر
اندک است اندک نیست ٭ مشائخ طریقت پیش از تمامی بعضی مریدان را اجازت تعلیم
طریقت داده اند حضرت خواجهٔ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سره مولانا یعقوب چرخی را
بعد از تعلیم طریقت وتسلیک بعضی از منازل فرموده بودند که ای یعقوب ہر چه از ما بتو رسیده است
بخلق برسان وحال آنکه فرموده بودند که بعد از من در خدمت علاء الدین خواہی بود واکثر کار
در خدمت علاء الدین کرده اند حتی که خدمت مولانا عبد الرحمن جامی در نفحات ایشان را اول در
مریدان خواجهٔ علاء الدین میشمارند وثانیاً بحضرت خواجهٔ نقشبند نسبت مید هند بالجمله علاج این
تفرقه صحبت ارباب جمعیت است مکرر آن مؤکداً نوشته شده است وشنیده شد که مولانا محمد صدیق نوکری
اختیار کرده وضع فقرا را گذاشته است افسوس ہزار افسوس که کسی را از اعلیٰ علیین باسفل سافلین

منوط بمتابعت سید الاولین والآخرین علیه من الصلوات اکملها ومن التسلیمات افضلها و آنکه گفته‌ام که این راه دو خطوه است مراد از ان عالم خلق و عالم امر داشته‌اند علی سبیل الاجمال تسهیلا للامر علی نظر الطلاب وحقیقة الامر ما حققت بتوفیق الله سبحانه هذا هو

مکتوب صد و شانزدهم بملا عبد الواحد لاهوری صدور یافته در بیان آنکه سلامتی قلب موقوف بر نسیان ماسوای است از قلب و در منع کردن از کثرت اشتغال دنیوی مبادا رغبتی در دنیا پیدا شود

مکتوب مرغوب اخوی رسید و از سلامتی قلب که تحریر یافته بود بوضوح انجامید بلی سلامتی قلب موقوف بر نسیان ماسوای است از قلب بحدیکه اگر بتکلیف یادش دهند بیاد نیارد برین تقدیر خطور ماسوی را معنی نباشد این حالت معبر بفنای قلبی است و قدم اول است درین راه و مبشر کمالات مراتب ولایت است علی تفاوت درجات الاستعداد همت را بلند دارد و بجوزی و مویزی قناعت نکنند ان الله یحب معالی الهمم از کثرت اشتغال بامور دنیویه خوف رغبت است درین امور دنیه زنهار بآن سلامتی قلب غره نشوند که امکان رجوع است و در اشتغال دنیوی مهما امکن اقدام ننمایند که مبادا رغبتی پیدا شود و در خسارت اندازد عیاذاً بالله سبحانه کناسی در فقر بمراتب بهتر است از صدر نشینی در غنا همگی همت آن باشد که بفقر و نامرادی زندگانی چند روزه بسر برده شود فر من الغناء وارباب الاکثار کما تفر من الاسد والسلام

مکتوب صد و هفدهم بملا یار محمد بدخشی قدیم صدور یافته در بیان آنکه در ابتدا قلب تابع حس است و در انتها این تبعیت نمی ماند

مولانا یار محمد فراموش نکرده باشد چند گاه قلب تابع حس است پس ناچار هرچه از حس دور است از قلب نیز دور است حدیث من لم یملک عینه فلیس القلب عنده این مرتبه است در نهایت کار چونکه قلب را تبعیتی بحس نماند دوری از حس در قرب قلبی تاثیر نکند لهذا مشایخ طریقت مبتدی و متوسط را مفارقت از صحبت شیخ کامل مکمل تجویز نفرموده اند بالجمله بحکم ما لا یدرک کله لا یترک کله بر همان طریق باشند و از صحبت ناجنس بوجه ابلغ اجتناب نمایند قدوم میان شیخ مزمل مقدمه سعادت دانسته صحبت ایشانرا غنیمت شمرند و اکثر اوقات بایشان صحبت دارند که بسیار عزیز الوجود اند والسلام

مکتوب صد و هیژدهم بملا قاسم علی بدخشی صدور یافته در بیان خسارت جماعه که بر اهل الله اعتراض کنند

کتابتی که محبت آثاری مولانا قاسم علی

مولانا یار محمد وجہ انتقال را خواہند گفت چون ارادہ سفر جانب ہندوستان مصمم دارند بردند و
از اہل و عیال خبری بگیرند الباقی عند التلاقی مثل مشہور است سوم احتراز و اجتناب از اختلاط باغیار
لابدست ہمت را بلند باید داشت و بہر چہ بد است نباید پرداخت **بیت** ما از پی طوری کہ بود
مشرق انوار ؛ از مغربی و کوکب و مشکوٰۃ گذشتیم ؛ فقرای این زمانہ اکثر در مقام روی اکتفا اقامت
دارند صحبت ایشان سم قاتل ست فر منہم کما تفر من الاسد برہمین طریق ملازم باشند و واقعات
را چندان اعتبار نہند کہ مجال تاویل را میدان وسیع است زنہار بخواب و خیال گول نشوند
شعر کیف الوصول الی سعاد ودونہا ؛ قلل الجبال ودونہن حیوف ؛ والسلام **مکتوب صد و
بست و سوم** بملا طاہر بدخشی صدور یافت در بیان آنکہ ادای نفل اگرچہ حج باشد اگر مستلزم
باشد فوت فرضی را از فرائض لایعنی داخل لایعنی ست ؛ مکتوب شریف اخوی ارشدی لازال
کاسمہ طاہرا عن دنس التعلقات رسید ای برادر در خبر آمدہ است علامۃ اعراضہ تعالی
عن العبد اشتغالہ بما لا یعنیہ اشتغال بنفلی از نوافل با عراض فرضی از فرائض داخل بما لا یعنی
ست پس تفتیش مر احوال خود نمودن لازم آمد تا معلوم گردد کہ اشتغال او بچہ چیز ست بنفل
ہست یا بفرض بواسطہ یک حج نفل مرتکب چندین محظورات نباید شد نیک ملاحظہ نمایند العاقل
تکفیہ الاشارۃ والسلام علیکم وعلی رفقائکم **مکتوب صد و بست و چہارم** نیز بملا طاہر
بدخشی صدور یافتہ در بیان آنکہ استطاعت راہ شرط وجوب حج ست ادای حج باوجود بی استطاعتی
نسبت بحصول مطلب داخل تضیع اوقات ست ؛ مکتوب شریف اخوی خواجہ محمد طاہر بدخشی رسید
للہ سبحانہ الحمد والمنۃ کہ فتور در اخلاص و محبت فقرا راہ نیافتہ است باوجود تمامی ایام مہاجرت این
علامت سعادت عظیمہ است محبت آثارا چون شما رخصت طلبیدید و برفتن عزم مصمم کردید در وقت وداع
اینقدر مذکور ساختہ بود باحتمال کہ شاید ما ہم بشما درین سفر ملحق شویم ہر چند قصد کردہ شد استخارہا موافق
نیامد و تجویزی درینباب مفہوم نگشت بضرورت تقاعد ورزید صلاح فقرا از اول در رفتن شما نبود اما
شوق شما را ملاحظہ نمودہ منع صریح نکرد استطاعت شرط راہ است بی استطاعت تضیع اوقات ست
امر اہم گذاشتہ بامر غیر ضروری پرداختن مناسب نیست در چند کتابت بشما این مضمون را نوشتہ است رسیدہ
باشد یا نہ سخن اینست بیشتر مختار اید **مکتوب صد و بست و پنجم** بمیر صالح نیشاپوری صدور یافتہ

برندامراوازوحال بیرون نخواہد بود یا در نوکری جمعیتش خواہند و او یا نخواہند و اگر جمعیت خواہند داد به واگر نخواہند داد بدتر ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب والسلام

مکتوب صد و بستم نیز بمیر محمد نعمان صدور یافتہ در ترغیب بر صحبت ارباب جمعیت ماناکہ خدمت میر فراموشی گزیدند کہ بسلامی و پیامی ہم یاد آوری نمی نمایند فرصت یسیر است و صرف آن در اہم مہام ضروریست و آن صحبت ارباب جمعیت ست لا تعدل بالصحبۃ شیئا ایا ما کان الا تری ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وبارک فضلوا بالصحبۃ علی من عداہم سوی الانبیاء علیہم السلام وان کان اویسا قرنیا وعمر امرو انیا مع بلوغہما نہایۃ الدرجات ووصولہما غایۃ الکمالات سوی الصحبۃ فلا جرم صار خطاء معاویۃ خیرا من صوابہما ببرکۃ الصحبۃ وسہو عمرو بن العاص افضل من صوابہما لما ان ایمان ہؤلاء الکبراء صار بالصحبۃ شہودیا برؤیۃ الرسول وحضور الملک وشہود الوحی ومعاینۃ المعجزات وما اتفق لمن عداہم ہذہ الکمالات التی ہی اصول سائر الکمالات کلہا ولو علم اویس فضیلۃ الصحبۃ بہذہ الخاصیۃ لم یمنعہ مانع من الصحبۃ وما آثر شیئا من الاشیاء علی ہذہ الفضیلۃ واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم **بیت** سکندر را نمی بخشند آبے ٭ بزور و زر میسر نیست این کار ربنا اللہم وان لم تخلقنا فی ہذہ النشاءۃ فی قرن ہؤلاء الاکابر فاجعلنا فی النشاءۃ الآخرۃ محشورین فی زمرتہم بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات والتسلیمات والسلام

مکتوب صد و بست و یکم نیز بمیر نعمان صدور یافتہ در بیان آنکہ این راہ ہمگی ہفت گام قرار یافتہ است بعضی از یاران بشش گام رسیدہ اند خدمت میر دعوات فقرا و ان مطالعہ فرمایند مدتیست کہ از احوال خود اطلاع نداوہ اند واز فقراے اینجا خبری نگرفتہ الحمد للہ سبحانہ والمنۃ کہ فقراے مرفہ الاحوال اند شمہ بطریق اجمال در معرض بیان می آرد محبت آثارا این راہ ہمگی ہفت گام قرار یافتہ است جمعی از یاران کار را تا شش گام رسانیدہ اند و جمعی تا پنج گام وطائفہ تا چہار گام و فرقہ تا سہ گام علی تفاوۃ درجاتہم وصاحب سہ گام ہم بمردم افادت مینماید فکیف جماعہ کہ بیش قدم باشند بلند ہمتی درکار است تا بہ حقیر و فقرا اکتفا نہ شود زیادہ برین گنجایش وقت نبود والسلام

مکتوب صد و بست و دوم بملا طاہر بدخشی صدور یافتہ در ترغیب بر بلند ہمتی و عدم التفات بہر چہ در دست افتد ٭ مولانا محمد طاہر معذور اند

نمودن از اتحاد و عینیت و احاطه و معیت و سکر ست ذات او تعالی فی الحقیقت از نسبت معرا است
و از مناسبت مبرا ما للتراب و رب الارباب با نیقدر مناسبت ظاهریت و مظهریت وحدة وجود گویند
یا نگویند فی الواقع وجودات متعدده است لیکن بطریق اصالت وظلیت وظاهریت و مظهریت نه آنکه
یک موجود است و ماسوای او اوهام وخیالاتست این مذهب بعینه مذهب سوفسطائیست
اثبات حقیقت ورد ی نمودن او هام وخیالات دیرامی برآرد که مقصود سوفسطائی است
مثنوی چون بدانستی تو؛ ورا از نخست ٭ سوی آن حضرت نسب کردی درست ٭ وانکه دانستی
که ظل کیستی ٭ فارغی گر مردی وگر زیستی ٭ **مکتوب صد و بست و ششم** نیز بمیر صالح
نیشاپوری صدور یافته در بیان آنکه طالب باید که اهتمام در نفی آلهه باطله نماید چه آفاقی وچه
انفسی و در جانب اثبات معبود بحق جل سلطانه هرچه در حوصلهٔ فهم و در حیلهٔ ادراک آید آن را
نیز در تحت نفی داخل ساخته اکتفا بموجودیت مطلوب نماید واگر وجود را نیز در آن موطن گنجایش
نیست و ما یناسب ذلک سیادت و نقابت دستگاها طالب را باید که اهتمام در نفی آلهٔ باطلهٔ
آفاقی وانفسی نماید و در جانب اثبات معبود بحق جل سلطانه هرچه در حوصلهٔ فهم در حیطهٔ وهم درآید آنرا نیز
در تحت نفی داخل سازد و اکتفا به موجودیت مطلوب نماید **مصرع** بیش ازین پی نه پرده اند که هست ٭
اگرچه وجود را نیز در ان موطن گنجایش نیست و ماورای وجود باید طلبید علماء اهل سنت شکر الله تعالی
سعیهم زیبا گفته اند که وجود واجب تعالی زائد است بر ذات او سبحانه وجود را عین ذات گفتن و ماورای
وجود امر دیگر اثبات ناکردن از قصور نظر ست قال الشیخ علاء الدوله فوق عالم الوجود عالم الملک الودود
این درویش را چون از مرتبهٔ وجود بالا گزرانید وتا چندگاه که مغلوب آنحال بود خود را از روی ذوق و
وجدان از ارباب تعطیل مییافت وحکم بوجود واجب جل شانه نمیکرد وچه وجود را در راه گزاشته بود در
مرتبهٔ ذات وجود را گنجایش نمییافت اسلام اودر ان وقت اسلام تقلیدی بود نه تحقیقی بالجمله هرچه در
حوصلهٔ ممکن درآید بطریق اولی ممکن شاید فسبحان من لم یجعل للخلق الی الله سبیلا الا بالعجز عن معرفته
از حصول فانی فی الله والبقاء بالله کسی گمان نکند که ممکن واجب گردد که آن محال است و مستلزم
قلب حقایق پس چون ممکن واجب نگردد نصیب ممکن غیر از عجز نباشد **فرد** عنقا شکار کس نشود دام باز
چین ٭ کاینجا همیشه باد بدست ست دام را ٭ بلند همتی همین طور مطلب می خواهد که هیچ از و بدست نمی آید

در بیان آنکه عالم چه صغیر و چه کبیر مظاهر اسماء و صفات الٰہیہ اند تعالیٰ شانہ عالم را با صانع خویش ہیچ
نسبتی نیست الا المخلوقیۃ والمظہریۃ و ما ینا سب ذلک ۔ اللہم ارنا حقائق الاشیاء کما ہی عالم چہ
صغیر و چہ کبیر مظاہر اسماء و صفات الٰہیہ است تعالیٰ شانہ و مرایای شیون و کمالات ذاتیہ او
عز سلطانہ کنجی بود مخفی و سری بود مکنون خواستہ کہ از خلا بملا عرض دہد و از اجمال بہ تفصیل آرد
عالم را بر تہجی خلق فرمود کہ بذات و صفات خویش دال باشد بر ذات و صفات او سبحانہ پس عالم
را با صانع خویش ہیچ نسبتی نیست الا آنکہ مخلوقات وی اند و تدبیرات و شیونات او تعالیٰ
حکم باتحاد و عینیت و نسبت احاطہ و سریان و معیت ذاتیہ آنجا از غلبۂ حال و سکر وقت است
اکابر مستقیم الاحوال کہ از قدح صحو ایشان را شربی ارزانی داشتہ اند عالم را با صانع ہیچ
نسبتی اثبات نمیکنند الا المخلوقیۃ والمظہریۃ و احاطہ و سریان و معیت علمی میدانند مطابق علماء
اہل حق اند شکر اللہ تعالیٰ سعیہم عجب ست کہ جماعۂ صوفیہ کہ اثبات بعضی نسبت ذاتیہ مینمایند
کالاحاطۃ والمعیۃ مثلاً معترف اند باآنکہ از ذات جمیع نسب مسلوب ست حتی کہ صفات ذاتیہ
را نیز سلب مینمایند فہل ہذا الا تناقض و در ذات مراتب اثبات نمودن از برای دفع این تناقض
تکلف است در رنگ تدقیقات فلسفیہ است ارباب کشف صحیح ذات را تعالیٰ جز بسیط حقیقی نمیدانند
و اورای او ہرچہ باشد داخل اسامی شمرند فرد فراق دوست اگر اندک ست اندک نیست ؎
درون دیدہ اگر نیم موست بسیار ست ؎ مثالی از برای تحقیق این مبحث بیان کنم مثلاً عالمی نحریری
ذوفنونی خواہد کہ کمالات مکنونۂ خود را در عرصۂ ظہور آرد و ایجاد حروف و اصوات نماید تا در پردۂ
آن کمالات را جلوہ دہد پس درین صورت این حروف و اصوات و دال را با معانی مخزونہ ہیچ
نسبتی نیست الا این حروف و اصوات مظاہر آن معانی مخفیہ است مرایای آن کمالات مخزونہ حروف
و اصوات را عین آن معانی مخفیہ گفتن معانی ندارد و ہمچنین حکم باحاطہ و معیت درین صورت غیر واقع
است معانی ہمان صرافۃ مخزونہ اند ہیچ تغیری در ذات و صفات آن معانی راہ نیافتہ است لیکن
چون در میان معانی و این حروف و اصوات و دال نحوی از مناسبت دالیۃ و مدلولیت متحقق
است بعضی معنی زائدہ از ان در تخیل می آید فی الحقیقت آن معانی مخزونہ از ان معانی زائدہ
منزہ و مبرا است آنچہ معتقد ماست درین مسئلہ اینست اثبات امر زائدہ ورای مظہریۃ و مراتب

مرید مقتدی ست ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم **مکتوب صد و بست و نهم** بسید نظام صدور یافته در بیان آنکه جامعیت انسان باعث تفرقه اوست وهمین جامعیت است که سبب جمعیت اوست کما قیل ما المحجوبین و بلا المحجوبین مکتوب شریف وصول یافت آدمی چون که جامع ترین موجودات ست و بواسطه هر جزوی از اجزای تعلقی و گرفتاری بیک فردی بموجودات متکثره پیداست پس فی الحقیقت جامعیت او باعث دوری او از جناب قدس خداوندی جل سلطانه از همه بیش گشت و تعلقات متعدده سبب محرومی او از همه زیاده آمد واگر توفیق ایزدی عز شانه خود را از این تعلقات پراگنده جمع سازد و رجوع قهقری نماید فقد فاز فوزاً عظیماً و الا فقد ضل ضلالاً بعیداً بهترین موجودات بواسطه جامعیت چونکه انسان ست بدترین مخلوقات بواسطه جامعیت هم اوست آئینهٔ او بواسطه جامعیت اتم ست اگر رو بعالم دارد از هرچه گویند کدر تر ست واگر رو بحق سبحانه و تعالی دارد و مصفاست واز همه بیش نماست کمال آزادی از وسی این تعلقات خاصهٔ محمد رسول است صلی الله علیه وآله وسلم و بعد از این انبیا و اولیا دیگر علی تفاوت درجاتهم صلوات الله وتسلیماته علی نبینا وعلیهم وعلی اتباعهم اجمعین الی یوم الدین رزقنا الله سبحانه وایاکم نجاتا عن هذه التعلقات بحرمة النبی المصطفی الممدوح بقوله سبحانه و تعالی ما زاغ البصر وما طغی علیه وعلی آله من الصلوات اتمها ومن التسلیمات اکملها زیاده برین موجب ملال است و السلام والاکرام **مکتوب صد و سی ام** بجمال الدین صدور یافته در بیان آنکه تلونیات احوال را چندان اعتباری نیست حصول مقصد بیچونی و بیچگونی باید کرد و تلونیات احوال را چندان اعتبار نیست بآن مقید نباشد که چه آمد و چه رفت و چه گفت و چه شنود مقصود دیگر ست که از گفت و شنود و دید و شهود منزه و مبراست طفلان سلوک را بجوز و مویز تسلی میدهند همت بلند باید داشت کار دیگر ست اینها همه خواب و خیال ست در خواب اگر کسی خود را بادشاه دید نفس الامر بادشاه نیست اما این خواب امید واری می بخشد در طریق نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم وقایع را اعتباری نهند این بیت در کتب ایشان نوشته **بیت** چو غلام آفتابم هم از آفتاب گویم ؛ نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم ؛ اگر حالی از احوال بیاید و برود جای شادی و غم نیست منتظر حصول مقصود بیچونی و بیچگونی باید بود والسلام **مکتوب صد و سی و یکم** بخواجه کابلی

وهیچ نام ونشان از و پیدا نشود جمعی هستند که مطلبی میخواهند که آنرا عین خود یابند وقرب معیت باو پیدا سازند
مصرع آن ایشانند من چنینم یا رب ٭ والسلام اولاً وآخراً **مکتوب صد و بست وهفتم** بملا صفر احمد
رومی صدور یافته در بیان آنکه خدمت والدین هرچند از حسنات ست امادر جنب وصول مطلب حقیقی بیکاری
محض ست وتعطیل صرف بلکه داخل سیئهاست حسنات الابرار سیئات المقربین ومانیاسب ذلک مکتوب
مرغوب رسید عذریکه درباب توقف نموده بودند صحیح ست زیاده ازانچه بوقوع مے آید باید کرد
وخود را مقصر باید دانست قال الله سبحانه وتعالی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ کُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ
کُرْهًا وقال الله سبحانه ایضاً اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ معتقد آن باید بود که اینهمه درجنب وصول
مطلب حقیقی بیکاری محض ست بلکه در خورطی منازل سلوک نیز تعطیل صرف حسنات الابرار
سیئات المقربین شنیده باشند **بیت** هرچه جز عشق خدای احسن است ٭ گر شکر خوردن بود
جان کندن ست ٭ حق الله سبحانه بر حقوق جمیع خلایق مقدم ست اداے حقوق اینها امتثالاً
لامره است سبحانه والا کرامجال آن بود که خدمت او را گذاشته بخدمت دیگری اشتغال
نماید پس خدمات اینها باین تقریب از جمله خدمات حق ست سبحانه امااز خدمت تا خدمت
فرق بسیار است مزارعان وقلبه رانان نیز خدمت بادشاهان میکنند اما خدمت مقربان دیگر است
آنجا تمام زراعت وقلبه رانی بردن عین معصیت ست ومزد هرکار باندازهٔ آن کار است
قلبه رانان باآنکه تمام در روزی یک تنکه اجرت میگیرند ومقرب در ساعت بخدمت حضور مستحق لکها
میگردد مع ذلک او را باین لکها هیچ تعلقی نیست گرفتار قرب شاه است وبس شان مابنیما فرخ حسین
خیلی موفق ست خاطر از جانب او جمع دارند زیاده چه نویسم والسلام **مکتوب صد و بست و هشتم**
بخواجه مقیم صدور یافته در ترغیب بر بلند همتی وعدم اکتفا بغیر مطلب بیچونی ٭ خدمت خواجه مقیم دور افتادگان را
فراموش نسازند بلکه دور ندانند المرء مع من احب المقصود منزلگاه بغایت طویل ست ومطلب
درغایت کمال رفعت وهم درغایت منقصت ومنازل وسطی همچو سراب مطلب نماست عیاذاً
بالله سبحانه وسط رانهایت انگاشته بیکبار مقصد را مقصد دانند وچون را بیچون تصور نمایند واز وصول
مطلب حقیقی باز مانند همت را بلند بباید ساخت وبهیچ حاصل سر فرونمی باید کرد ودر ورای الوراء
میباید جست وصول اینچنین همت وابسته بتوجه شیخ مقتدا است وتوجه او بقدر اخلاص ومحبت

سیزده گردد چنین ست حضرت پیغمبر ما علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات که گاهی سیزده رکعت ادا فرموده اند
و گاهی یازده و گاهی نه و گاهی هفت نماز تهجد همراه وتر حکم فردیّه پیدا کرده است نه آنکه دو رکعت
قعود را حکم یک رکعت قیام داده اند منشاء امثال این علم و عمل عدم تتبع سنت سنیه مصطفویه ست
علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة عجب ست در بلاد علما که ماورای این مجتهدین ست علیهم
الرضوان این قسم محدثات رواج یافته با آنکه ما فقیران علوم اسلامیه را از برکات ایشان استفاضه نموده ایم
والله سبحانه الملهم للصواب **فرد** اندکی بیش تو گفتم غم دل ترسیدم ؛ که دل آزرده شوی ورنه سخن
بسیار است ؛ والسلام **مکتوب صد و سی و دوم** بملا محمد صدیق بدخشی صدور یافته در اجتناب از
صحبت ارباب غنا و ترغیب بر صحبت فقرا که کناسی فقرا به از صدر نشینی اغنیاست ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب ای برادر ظاهر از صحبت فقرا دلتنگ
گشته مجلس اغنیا اختیار کرده اید بسیار بد کرده اید امروز اگر چشم شما پوشیده است فردا خواهند
گشاد و غیر از ندامت فائده نخواهد کرد خیر شرط است ای بوالهوس امر تو از دو حال خالی نیست
در مجلس اغنیا جمعیت خواهند داد یا نه اگر بدهند استدراج ست عیاذاً بالله سبحانه من ذلک و اگر ندهند
خسر الدنیا والآخرة نشان حالست کناسی فقرا به از صدر نشینی اغنیاست امروز این سخن معقول شما شود یا
نشود آخر معقول خواهد شد و فائده نخواهد داشت آرزوی طعام چرب و تمنای لباس فاخره شما را درین
بلا انداخت هنوز هم هیچ نرفته است فکر بر اصل بکنید و هر چه از حق سبحانه تعالی مانع آید آنرا دشمن
دانسته از و فرار نمائید و حذر کنید انّ من ازواجکم واولادکم عدوّا لکم فاحذروهم نص قاطع ست
حقوق صحبت بر آن داشت که یکمرتبه بشما نصیحتی کرده شود بعمل در آرند یا نه من از اول میدانستم از
فضولیهاے شما که استقامت بر فقر باین وضع دشوار ست **شعر** و قد کان ما خفت ان یکونا ؛
انا الی الله راجعونا ؛ والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات
والتسلیمات والتحیات اتمها واکملها من از فطرت و استعداد شما توقع دیگر داشتم جوهر نفیس را شما در
سرگین انداختید انا لله وانا الیه راجعون **مکتوب صد و سی و سوم** نیز بملا صدیق صدور
یافته در بیان آنکه فرصت را غنیمت باید شمرد و وقت را عزیز باید داشت مکتوبیکه بدست قاصد
ارسال داشته بودند رسید فرصت را غنیمت باید شمرد و وقت را عزیز باید داشت اکثر سوم

صدور یافته در بیان علو شان طریقهٔ حضرات خواجها قدس الله تعالی اسرارهم و شکایت از حال
جماعت که درین طریقهٔ علیه احداثات نموده اند و آنرا تکمیل این طریقه دانسته الحمد لله رب العالمین
والصلوة والسلام علی سید المرسلین و آله الطاهرین + اخوی ارشدی خواجه محمد اشرف شرفه الله
سبحانه بتشریفات اولیائه الکرام بدانند که طریقه حضرات خواجگان قدس الله تعالی اسرارهم
اقرب طرق موصله است و نهایت دیگران در بدایت این بزرگواران مندرج و نسبت
ایشان فوق همه نسبتهاست اینهمه بواسطه آنست که درین طریق التزام سنت است و اجتناب از
بدعت مهما امکن عمل برخصت تجویز نمی نمایند اگرچه بظاهر در باطن نافع یابند و عمل بعزیمت از دست
نمیدهند اگرچه بصورت در سیرت متضرر دانند احوال مواجید را تابع احکام شرعیه ساخته اند و اذواق
و معارف را خادم علوم شرعیه دانسته اند جواهر نفیسهٔ شرعیه را در رنگ طفلان بجوز و مویز وجد و
حال عوض نمیکنند و به ترهات صوفیه مغرور و مفتون نمیگردند از نص باز نمیگرایند و از فتوحات مدنیه
بفتوحات مکیه التفات نمی کنند حال ایشان بردوام است و وقت ایشان براستمرار تجلی ذاتی
که دیگران را کالبرق است این بزرگواران را دائمی ست حضوری که غیبت در قفای آن باشد
نزد این عزیزان از حیز اعتبار ساقط است رجال لاتلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله اما فهم هر کس
بمذاق این اکابر نرسد نزدیک است که قاصران این طریقه علیه نیز از بعضی کمالات ایشان انکار
نمایند **بیت** قاصری گر کند این طائفه را طعن قصور + حاش لله که برآرم بزبان این گله را +
آری بعضی از خلفای متاخرین این طریقهٔ علیه درین طریق نیز احداثها نموده اند و روش اصل
اکابر از دست داده جمعی از مریدان ایشان اعتقاد آن دارند که باین محدثات تکمیل این طریقه
نموده اند حاشا و کلا کبرت کلمة تخرج من افواههم بلکه در تخریب و تضییع آن کوشیده اند افسوس هزار
افسوس بعضی از بدعتها که در سلاسل دیگر اصلا موجود نیست درین طریقه علیه احداث نموده اند و نماز
تهجد را بجماعت میگزارند از اطراف و جوانب در آن وقت مردم از برای نماز تهجد جمع میگردند
و بجمعیت تمام ادا مینمایند و این عمل مکروه است بکراهت تحریمیه از جمعی فقها که تداعی شرط کراهت داشته
اند جواز جماعت نفل را مقید بناحیهٔ مسجد ساخته زیاده از سه کس را باتفاق مکروه گفته اند و ایضا نماز تهجد را باین
وضع سیزده رکعت میدانند که دوازده رکعت را ایستاده می گزارند و دو رکعت را نشسته تا حکم یک رکعت پیدا کند بآن

اما فی طرف النزول فلان لاجساد الاولیاء المحمدیة علیہ وعلی آلہ الصلوٰة والسلام والتحیة نصیبا من
کمالات درجات تلک الولایة لما انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسری لیلة المعراج بالجسد الی
ماشاء اللہ تعالیٰ وعرض الجنة والنار واوحی الیہ ما اوحی وشرف ثمہ بالرؤیة البصریة وہذا القسم من
المعراج مخصوص بہ علیہ الصلوٰة والسلام وللاولیاء المتابعون بکمال المتابعة السالکون تحت قدمہ لہم
ایضا النصیب من ہذہ المرتبة المخصوصة **مصرع** وللارض من کاس الکرام نصیب ؂ غایة ما فی
الباب ان وقوع الرؤیة فی الدنیا مخصوص بہ علیہ الصلوٰة والسلام والحالة التی حصلت للاولیاء
الذین تحت قدمہ لیست رؤیة والفرق بین الرؤیة وتلک الحالة کالفرق بین الاصل والفرع والشخص والظل ولیس
احدہما عین الآخر **مکتوب صد و سی و ششم** نیز بملا محمد صدیق صدور یافتہ در منع از تسویف
وتاخیر در تحصیل مطلوب حقیقی مکتوب مرغوب وصول یافت چون قاصد در اخر عشرہ
متبرکہ رسید بعد از مضی آن بجواب کتابتہا پرداخت جواب کتابت خانخانان در جواب
کتابت خواجہ عبد اللہ را نیز نوشتہ فرستادہ است ملاحظہ خواہند نمود رفتن شما درین
دفعہ بلشکر معقول فقیر نمی شود تا حکمت چہ باشد والامر عند اللہ سبحانہ ملاحظہ فرمایند کہ
حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ از کمال کرم قوت یومیہ عطا فرمودہ است این را غنیمت شمردہ
فکر کار خود باید کرد نہ آنرا وسیلۂ قوت دیگر باید ساخت کہ کار بہ تسلسل میکشد در درویشی طول
امل کفر ست ومعاملہ تخلیص از قرض معلوم نیست کہ از خواجگی صورتے پیدا کند واگر اشتباہی
دارند بخواجگی چیزی نوشت منقح وصریح اگر او در جواب ہم منقح بنویسد ووعدۂ موکد مفہوم شود
با این نیت بروند اما علاج تسویف وتاخیر چہ باشد ہرچہ کنند زود تر بکنند کہ فرصت بسیار غنیمت است
مکتوب صد و سی و ہفتم بحاجی خضر افغان صدور یافتہ در علو شان نماز کہ منوط ست
کمال آن بنہایة النہایت ومانیا اسب ذلک + مکتوب مرغوب رسید مضمون بوضوح پیوست
التذاذ در عبادات ورفع کلفت در ادای آنہا از اجل نعم حق است سبحانہ خصوصا در
ادای صلوٰة کہ غیر منتہی را میسر نیست علی الخصوص در ادای فرائض صلوٰة زیرا کہ در ابتدا نہایت با دای
صلوٰة نافلہ یلتذ می سازند ودر نہایت نہایت این نسبت بفرائض منوط میگردد ودر ادای نوافل
خود را بیکار رسیداند کار عظیم نزد ما ادای فرائض ست ولس **مصرع** این کار دولت ست کنون تا کرا رسد

عادات کاری نمی کشاید واز تمہل و تعلل جز خسارت و حرمان نمی افزاید مخبر صادق علیہ من الصلوات اتمہا ومن التسلیمات اکملہا فرمود ہلک المسوفون سوف افعل گویندگان ہلاک شدند عمر موجود را صرف امر موہوم نمودن و موہوم را از برائے موجود نگاہداشتن بسی مستکرہ است باید کہ نقد وقت مصروف اہم امور گردد و نسیہ از برای مزخرفات لایعنی مدخر باشد حق سبحانہ تعالے ذرۂ بی آرامی بدہد کہ از آرام ماسوی او تعالی نجاتی میسر گردد و گفت و گو ماحصل ندارد و سلامتی قلب می طلبند فکر بر اصل باید کرد و از مالایعنی اعراض تمام باید نمود **بیت** ہرچہ جز عشق خدائے احسن ست؛ گر شکر خوردن بود جان کندن ست؛ ما علی الرسول الا البلاغ **مکتوب صد و سی و چہارم** نیز بملا محمد صدیق صدور یافتہ در منع از تسویف حضرت حق سبحانہ و تعالی در مدارج قرب عروجات بی اندازہ کرامت فرماید بحرمۃ سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا محبت آثارا الوقت سیف قاطع معلوم نیست تا فردا فرصت دہند یا نہ امر اہم را امروز باید کرد و غیر اہم را فردا باید انداخت حکم عقل اینست نہ عقل معاش بلکہ عقل معاد زیادہ برین چہ نویسد والسلام **مکتوب صد و سی و پنجم** ہذا المکتوب ارسل الی المخلص الصدیق محمد صدیق فی بیان مراتب الولایۃ عامۃ کانت او خاصۃ مع بعض خواص الخاصۃ اعلم ان الولایۃ عبارۃ عن الفناء والبقاء وہی اما عامۃ او خاصۃ ونعنی بالعامۃ مطلق الولایۃ وبالخاصۃ الولایۃ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ الفناء فیہا اتم والبقاء اکمل ومن شرف بہذہ النعمۃ العظمی فقد لان جلدہ للطاعۃ وانشرح صدرہ للاسلام واطمأنت نفسہ فرضیت عن مولاہا ورضی مولاہا عنہا وسلم قلبہ المتقلبۃ وتخلص روحہ کلیۃ الی مکاشفۃ حضرت صفات اللاہوت وشاہد سرہ مع ملاحظۃ الشیون والاعتبارات وفی ہذا المقام شرف بالتجلیات الذاتیۃ البرقیۃ وتحیر خفیۃ لکمال التنزہ والتقدس والکبریاء واصل اخفاہ اتصالا بلاتکیف وضرب من المثال ہذہ **مصرعہ** ہنیأ لارباب النعیم نعیمہا؛ ومما ینبغی ان یعلم ان الولایۃ الخاصۃ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ متمیزۃ عن سائر مراتب الولایۃ فی ظہر فی العروج والنزول اما فی طرف العروج فلان فناء الاخفی وبقاءہ مختصان بتلک الولایۃ الخاصۃ وعروج سائر الولایات الی الخفی فقط مع تفاوت درجاتہا یعنی ان عروج بعض ارباب الولایات اسلے مقام الروح وعروج البعض الی السر وعروج البعض الآخر الی الخفی وہو اقصی درجات الولایۃ العامۃ

را از تذکر مواعظ و تعقل نصایح در پرده انداخته بکلمه و کلام متاثر نخواهد شد فالحذر الحذر من صحبتهم و الحذر و الحذر
من رؤیتهم واللّٰه سبحانه الموفق نجانا اللّٰه سبحانه و ایاکم عما لا یرضی عنه ربنا المتعال بحرمة سید البشر الممدوح بمازاغ
البصر علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها والسلام **مکتوب صد و سی و نهم**
بجعفر بیگ تهانی صدور یافته در بیان آنکه جماعة بیدولتان که طعن در اهل اللّٰه نمایند هجو و نکوهش آن
جماعت مجوز ست بلکه مستحسن التفات نامه گرامی مشرف ساخته حق سبحانه و تعالی ایشانرا بسلامت
دارد که تفقد حال فقرا میفرمایند و حضور و غیبت را یکسان میدارند مخذولان کفار قریش چون از
کمال بی سعادتی در هجو و نکوهش اهل اسلام مبالغه نمودند حضرت پیغامبر علیه وعلی آله الصلوة والسلام
بعضی از شعرای اسلامیه امر فرمودند که هجو کفار نگونسار نمایند آن شاعر در حضور آن سرور علیه وعلی
آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها بر بالای منبر می برآمد و اشعار هجویه کفار بر ملا میخواند
آن سرور میفرمودند که روح القدس با وست مادامیکه هجو کفار میکند ملامت و ایذاء خلق از مغتنمات عشق
است اللهم اجعلنا منهم بحرمة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات **مکتوب صد و
چهلم** بملا محمد معصوم کابلی صدور یافته در بیان آنکه رنج و محنت از لوازم محبت ست محبت آثار رنج و محنت از لوازم
محبت است اختیار فقر را درد و غم لابد ست **بیت** غرض از عشق تو ام چاشنی درد و غم است ٭ ورنه
زیر فلک اسباب تنعم چه کم ست ٭ دوست آزار کی میخواهد تا از غیر او بکلیه انقطاع حاصل گردد
اینجا آرام در بی آرامی است و ساز در سوز ست و قرار در بیقراری و راحت در جراحت در نیمقام
فراغت طلبیدن خود را در محنت انداختن است تمام خود را بمحبوب باید سپرد و هرچه از و بیاید برضا
باید قبول کرد و ابرو نباید پیچید طریق زندگانی درین وضع است تا توانند استقامت ورزند والا فتور
در قفاست مشغولی شما خوب شده بود اما پیش از قوت بضعف کشید غم نیست اگر اندکی خود را ازین
ترددات جمع سازند بهتر از پیشتر خواهد شد که این اسباب تفرقه را عین اسباب جمعیت دانند تا توانند
کار میکرده والسلام **مکتوب صد و چهل و یکم** بملا محمد قلیج صدور یافته در بیان آنکه عمده این کار محبت
و اخلاص ست حضرت حق سبحانه و تعالی ترقیات کرامت فرماید بحرمة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوات
والتسلیمات از احوال قلبی گاهی نمینویسند که چه صورت دارد البته از آن باب نیز مینوشته باشند که موجب
توجه غائبانه است عمده این کار محبت و اخلاص ست اگر الحال ترقی مفهوم نشود غم نیست چون استقامت

باید دانست التذاذی که در حین ادای صلوات دست میدهد نفس را اصلا دران حظی نیست در عین
این التذاذ در ناله و فغان ست سبحان الله چه رتبه ایست **مصرع** هنیئا لارباب النعیم نعیمها؛ امثال
ما مردم بوالهوس را گفت و شنودِ این سخنان هم مغتنم ست **مصرع** باری بهیچ خاطر خود شاد میکنم؛
و نیز بدانند که رتبهٔ نماز در رنگ رتبهٔ رؤیت ست در آخرت نهایت قرب در دنیا در نماز ست و نهایت
قرب در آخرت در حین رؤیت است و بدانند که سائر عبادات وسائل اند از برای نماز و نماز از مقاصد است
والسلام والاکرام **مکتوب صد و سی و هشتم بشیخ بهاء الدین سرهندی در صدور یافت در مذمت**
دنیای دنیه و اجتناب از صحبت ارباب دنیا فرزندی ارشدی باین دنیای مبغوضه خرسند نباشند
و سرمایهٔ دوام اقبال را بجناب قدس خداوندی جل سلطانه از دست ندهند فکر باید نمود که چه چیز
میفروشند و چه چیز میخرند آخرت بدنیا عوض نمودن و از حق سبحانه بخلق باز ماندن سفاهت و بیخردی
است جمع دنیا و آخرت از قبیل جمع اضداد است ما احسن الدین والدنیا لو اجتمعا ازین دو ضد هر کدام را
اختیار کنند و بهر که خواهد خود را بفروشند عذاب آخرت ابدیست و متاع دنیا قلیل ست دنیا مبغوضه
حق ست سبحانه و آخرت مرضیهٔ او تعالی و تقدس عش ما شئت فانک میت؛ والزم ما شئت فانک
مفارقه آخر زنان و فرزندان را باید گذاشت و تدبیر اینها را بحق سبحانه باید سپرد امروز خود را مرده باید انگاشت
و مهمات اینها را باو تعالی باید تفویض نمود و انّ من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروهم نص قاطع ست مگر شنیده
باشند که خواب خرگوش تا چند خواهد بود آخر چشم باید کشود صحبت اهل دنیا و اختلاط با ایشان سم
قاتل است کشتهٔ این سم بموت ابدی گرفتار ست العاقل تکفیه الاشارة فکیف التصریح مع المبالغة
والتاکید لقمهٔ چرب ملوک در ازدیاد مرض قلبی میکوشند فکیف الفلاح والنجاة الحذر الحذر
من اینچه شرط بلاغ ست باتو میگویم؛ تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال؛ فر من صحبتهم اکثر ما تفر من
الاسد فانه یوجب الموت الدنیوی وهو قد یفید فی الآخرة واختلاط الملوک یوجب الهلاک الابدی
والخسارة السرمدی فایاک وصحبتهم وایاک ونفقتهم ایاک ومحبتهم وایاک ورؤیتهم وقد ورد فی الخبر الصحیح من تواضع
غنیا لغناه ذهب ثلثا دینه و نیز باید اندیشید که اینهمه تواضع و چاپلوسی از جهت غنای ایشان ست یا چیز
دیگر شک نیست که از جهت غنای ایشان ست و نتیجه ذهاب ثلث دین ست فاین انت من الاسلام
و این انت من النجاة اینهمه مبالغه و ابرام بواسطهٔ آنست که میدانند که لقمهٔ چرب و صحبت ناجنس دل آنعزیز

حرکت این اینجا گنجایش ندارد و سیر الی اللہ عبارت از حرکت علمیست کہ از علم اسفل بعلم اعلی میرود
واز ان اعلا با علای دیگر الی ان ینتہی الی علم الواجب تعالی بعد طی علوم الممکنات کلہا و زوالہا بالسرہا و
ہذہ الحالۃ ہو المعبر بالفناء و سیر فی اللہ عبارت از حرکت علمیہ ست در مراتب وجوب از اسما و صفات و شیون
و اعتبارات و تقدیسات و تنزیہات الی ان ینتہی الی المرتبۃ التی لا یمکن التعبیر عنہا بعبارۃ و لا اشارۃ الیہا
باشارۃ و لا تسمی باسم و لا تکنی بکنایۃ و لا یعلمہا عالم و لا یدرکہا مدرک و ہذا السیر المسمی بالبقا و سیر الی اللہ
باللہ کہ سیر ثالث ست نیز عبارت از حرکت علمیہ است کہ از علم اعلی بعلم اسفل فرو می آید و از ان
اسفل باسفل دیگر الی ان یرجع الی الممکنات رجوع القہقری و ینزل عن علوم مراتب الوجوب کلہا و
ہو العارف الذی نسی اللہ باللہ و رجع عن اللہ مع اللہ و ہو الواجد الفاقد و ہو الواصل المہجور و ہو القریب
البعید و سیر رابع کہ سیر در اشیا ست عبارت از حصول علم اشیا ست شیأ فشیأ بعد زوال علوم الاشیاء
کلہا فی السیر الاول فالسیر الرابع مقابل للسیر الاول و السیر الثالث للسیر الثانی کما تری و سیر
الی اللہ و سیر فی اللہ از برای تحصیل نفس ولایت ست کہ عبارت از فنا و بقاست و سیر ثالث
و رابع از برای حصول مقام دعوت ست کہ مخصوص بانبیاء مرسل ست صلوات اللہ تعالی و
تسلیماتہ علی جمیعہم عموماً و علی افضلہم خصوصاً و متابعان کمل را از مقام این بزرگواران علیہم صلوات
اللہ تعالی نیز نصیب ست قل ہذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی اینست حدیث
بدایت و نہایت کہ مقصود از ذکر آن تنویہ و تشویق طلاب ست ؎ برشکر غلطیدہ ئی صفرائیان ؛ از برای
کوری سودائیان ؛ والسلام علی من اتبع الہدی و التزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوات
والتسلیمات

مکتوب صد و چہل و پنجم

بملا عبد الرحمن مفتی صدور یافت در بیان آنکہ مشائخ طریقت
نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم ابتدا اسیر از عالم امر اختیار کردہ اند و در بیان سر عدم تاثیر بعضی از مبتدیان
این طریقت بسرعت ؛ ثبتنا اللہ سبحانہ و ایاکم علی جادۃ الشریعۃ المصطفویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ
و یرحم اللہ عبداً قال آمینا مشائخ طریقت نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم ابتدا اسیر از عالم امر اختیار
کردہ اند و عالم خلق را در ضمن آن سیر قطع می نمایند بخلاف مشائخ سائر طرق کہ ابتداء سیر ایشان از عالم
خلق ست بعد از طی عالم خلق قدم در عالم امر می نہند و بمقام جذبہ میرسند لہذا طریق نقشبندیہ اقرب
طرق آمد و لا جرم نہایت دیگران در بدایت ایشان مندرج گشت ؏ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

بر اخلاص ست امید ست که کار سنین بساعات میسر گردد والسلام **مکتوب صد و چهل و دوم** بملا عبد الغفور
سمرقندی صدور یافت در بیان آنکه از نسبت این بزرگواران اگر اندک بدست افتد اندک نیست مکتوب
شریف که از روی التفات ارسال داشته بودند رسید محبت فقرا و توجه باین طائفه از اجل نعم خداوندی
ست جل سلطانه از حضرت حق سبحانه و تعالی استقامت بر آن مسئول و مربوط ست نیازیکه بدرویشان
فرستاده بودند نیز وصول یافت فاتحه سلامت خوانده شد طریقه که اخذ کرده بودند و نسبتی که از انجا
فرا رسیده بود از ان مقوله هیچ ذکر نیافته معاذ الله که در ان فتوری رفته باشد **بیت** یک چشم
زدن خیال او پیش نظر ۞ بهتر ز وصال خوبرویان همه عمر ۞ از نسبت این بزرگواران اگر اندک بدست
افتد اندک نیست زیرا که نهایت دیگران در بدایت ایشان مندرج ست **مصرع** قیاس کن ز گلستان
من بهار مرا ۞ اما از ین فتور غم نیست چون رشتهٔ محبت بجمله این نسبت قوی ست فرجی که مکرر شده
است ارسال داشته شد گاه گاه آن را بپوشند و بادب نگاه دارند که فوائد بسیار از ان متوقع است
هرگاه آن جامه را بپوشند با وضو بپوشند و تکرار سبق نمایند امید ست که جمعیت تمام رو دهد و هرگاه
چیزے نویسند باید که اول از احوال باطن خود نویسند که احوال ظاهر بے احوال باطن از حیز
اعتبار ساقط ست **مصرع** از هر چه میرود سخن دوست خوشتر ست ۞ ثبتنا الله سبحانه و ایاکم علی متابعة
سید البشر المطهر عن زیغ البصر علیه و علی آله الصلوة و السلام ظاهرا و باطنا **مصرع** کار اینست غیر
این همه هیچ ۞ **مکتوب صد و چهل و سوم** بملا شمس الدین صدور یافت در بیان آنکه موسم جوانی
را غنیمت شمرده بلهو و لعب صرف نکنند محب فقرا مولانا شمس موفق باشند که موسم جوانی را غنیمت شمرده بلهو و لعب
صرف نکنند و بجوز و مویز عوض نمایند که آخر غیر از ندامت و پشیمانی امر دیگر نخواهد بود و سود نخواهد داشت خیر شرطا ست
پنج وقت نماز بجماعت ادا نماید و حلال را از حرام امتیاز کند طریق نجات اخروی متابعت صاحب شریعت است علیه
و علی آله الصلوات و التسلیمات تلذذات فانیه و تنعمات هالکه منظور نظر باشند والله سبحانه الموفق للخیرات ۞ **مکتوب
صد و چهل و چهارم** بحافظ محمود لاهوری صدور یافت در بیان معنی سیر و سلوک و بیان سیر الی الله
و سیر فی الله و دو سیر دیگر که بعد از ین دو سیر است حضرت حق سبحانه و تعالی در مدارج کمالات ترقیات
بی اندازه کرامت فرماید بحرمة سید البشر المطهر عن زیغ البصر علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات
مصرع از هر چه میرود سخن دوست خوشتر است ۞ سیر سلوک عبارت از حرکت در علم است که از مقوله کیف ست

مذہب مینماید و میفرماید کہ سبقت از ان طرف نکوست بلی اما جمعی کہ گسستن را مقدم داشتہ اند و انکار این
سبقت مینمایند مراد ایشان از پیوستن ظہور تام است و آن منافی سبقت بر ظہور مطلق نیست ظہور مطلق
مقدم باشد بر گسستن وظہور تام موخر از ان برین تحقیق نزاع ایشان بلفظ راجع میگردد اما نظر طائفہ
اولی بلندست کہ قلیل را در حیز اعتبار نمی آرند باید دانست کہ برین توجیہ تقدم زمانی نیز پیدا گشت فافہم
و اللہ سبحانہ الملہم للصواب بہر حال مظہر گسستن و پیوستن باید شد کہ مرتبہ ولایت منوط باین دو
مرتبہ است و بدونہا خرط القتاد مرتبہ اولی مربوط بسیر الی اللہ است و مرتبہ ثانی بسیر فی اللہ و مجموع
این دو سیر بمرتبہ ولایت و کمال میرسد علی تفاوت درجاتہا و دو سیر دیگر از برای تحصیل تکمیل است
و وصول بدرجہ دعوت ع بانگ دو کردم اگر در دہ کس است **مکتوب صد و چہل**
و ہشتم بملا صادق کابلی صدور یافتہ در بیان آنکہ صاحب رای بیحاصل است و در بیان آنکہ زنہار
بتوسط روحانیات مشائخ و امدادات ایشان مغرور نشوند کہ صور مشائخ فی الحقیقت لطائف
شیخ مقتدا است ٭ دو مکتوب پی در پی رسیدند مکتوب اول از حصول وسری انبا نمودہ و مکتوب ثانی
از تسلی و بیحاصلی الحمد للہ سبحانہ کہ عبرت مرخاتم راست صاحب رای بیحاصل است و آنکہ خود را
بیحاصل دانست واصل است مکرر بشما گفتہ شدہ است کہ زنہار بتوسط روحانیات مشائخ و امدادات
ایشان مغرور نشوند کہ آن صور مشائخ فی الحقیقت لطائف شیخ مقتدا است کہ بآن صور ظہور نمودہ است
قبلہ توجہ را وحدت شرط است توجہ را پراگندہ ساختن موجب خسران است عیاذاً باللہ سبحانہ
ثانیاً آنکہ مکرر و مؤکد بشما گفتہ ایم کہ سر رشتہ کار مختصر بگیرند تا بسرعت سرانجام یابد امر ضروری را گذاشتہ
بامر لاطائل پرداختن از عقل دور اندیش بسیار مستبعد است اما شما معتقد رای خود اید سخن کس در شما
کم است کہ موثر افتد شما دانید ما علی الرسول الا البلاغ **مکتوب صد و چہل و نہم** نیز بملا صادق کابلی
صدور یافتہ در بیان آنکہ ہر چند مسبب الاسباب تعالی اشیا را بر اسباب مترتب ساختہ است اما چہ در کار
کہ نظر بر سبب معین دوختہ شود ٭ اخوی مولانا محمد صادق عجب است کہ انچہ خود در العالم اسباب وگذاشتہ
است ہر چند مسبب الاسباب تعالی و تقدس اشیا را بر اسباب مترتب ساختہ است اما چہ در کار کہ نظر
بر سبب معین دوختہ شود **مصرع** گر دری بستہ شد ای دل دگری بکشاید ٭ این قسم کوتہ نظری بسیار
بے مناسبتی میطلبد از امثال شما مردم بسیار مستحسن است ساعتی بحال خود فرو باید رفت و این شناخت را باید

جمعی باشند از طلاب این طریقه علیه که با آنکه ابتداء سیر ایشان از عالم امر ست بسرعت متأثر نشوند و نداق و حلاوت که مقدمهٔ جذبه است بزودی پیدا نکنند و جهتش آنست که عالم امر در ایشان نسبت بعالم خلق ضعیف افتاده است و همین ضعف سد راه سرعت تاثیر و تاثر شده و این بطوء تاثیر تا زمانی متحقق ست که عالم امر در ایشان بر عالم خلق قوت پیدا کند و امر منعکس گردد علاج این ضعف مناسب این طریقهٔ علیه تصرف تام ست مر صاحب تصرف تام را و علاجی که مناسب طرق دیگران ست تقدیم تزکیهٔ نفس ست و ریاضات و مجاهدات شاقه که موافق شریعت واقع شوند علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة باید دانست که بطور تاثیر علامت نقصان استعداد نیست گروهی باشند تام الاستعداد که باین بلا مبتلا گردند والسلام **مکتوب صد و چهل و ششم** بشرف الدین حسین صدور یافت در نصیحت بر تکرار سبق * مکتوب فرزندی شرف الدین حسین وصول یافت الله سبحانه الحمد والمنة که بسعادت یاد فقرا مستسعد اند سبقی که گرفته بودند بتکرار آن وقت را معمور دارند و فرصت را از دست ندهند مبادا که گردش فرقانیه از جا بر دو طمطراق زائله بحلاوت سازد **بیت** همه اندر زمن بتو انیست * که تو طفلی و خانه رنگین ست * چه نعمتی است که حضرت حق سبحانه و تعالی بنده را در عنفوان شباب توفیق توبه کرامت فرماید و بر آن استقامت بخشند توان گفت که تنعمات تمام دنیا در جنب آن نعمت حکم شبنمی دارد در جنب دریای عمیق چه آن نعمت موجب رضای مولی است سبحانه که فوق جمیع نعم ست چه دنیوی و چه اخروی و رضوان من الله اکبر والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها **مکتوب صد و چهل و هفتم** بخواجه اشرف کابلی صدور یافته در بیان آنکه گسستن بر پیوستن مقدم است یا پیوستن بر گسستن و حق سبحانه تعالی در مدارج کمال ترقیات کرامت فرماید بحرمة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوات اکملها والتسلیمات اتمها جمعی از مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم گسستن را بر پیوستن مقدم داشته اند و جمعی دیگر ازین بزرگواران پیوستن را بر گسستن تقدیم داده اند و طائفهٔ ثالث بتوقف رفته اند ابو سعید خراز گوید قدس سره تا نرهی نیابی و تا نیابی نرهی ندانم کدام پیش بود راقم سطور گوید گسستن و پیوستن در یک زمان متحقق میگردند جائز نیست که گسستن و پیوستن جدا باشد و پیوستن بے گسستن هویدا گردد غایت ما فی الباب اگر خفائی هست در تقدم ذاتی ست و تعین علیة یکی مر دیگری را شیخ الاسلام هروی قدس سره خفیا

صد و پنجاه و دوم بسیادت و نقابت پناهی شیخ فرید صدور یافت در بیان آنکه اطاعت رسول
عین اطاعت حق است سبحانه و ما یناسب ذلک قال الله سبحانه و تعالی من یطع الرسول فقد اطاع الله حضرت
حق سبحانه و تعالی اطاعت رسول را عین اطاعت خود فرموده پس اطاعت خدای عزوجل که غیر اطاعت
رسول باشد اطاعت او نیست سبحانه و از برای تاکید و تحقیق این معنی کلمهٔ قد آورد تا بوالوسی در میان این
دو اطاعت جدائی پیدا نکند و یکی را بر دیگری نه گزیند و در جای دیگر حضرت حق سبحانه و تعالی شکایت میکند
از حال جماعتی که در میان این دو اطاعت تفرقه مینمایند کما قال سبحانه یریدون ان یفرقوا بین الله و
رسله و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک هم الکافرون حقا
آری بعضی از مشائخ کبار قدس الله تعالی اسرارهم در وقت غلبه سکر و غلبه حال سخنان گفته اند که
موذن تفرقه اند میان این دو اطاعت و مشعر اند باختیار محبت یکی بر دیگری منقول است که سلطان
محمود غزنوی در ایام بادشاهت خود نزدیک بخرقان فرود آمده بود از آنجا وکلای خود را بخدمت
شیخ ابو الحسن خرقانی فرستاد و التماس نمود که حضرت شیخ بدیدن او بیایند و بوکلاے خود گفت که
اگر از شیخ توقفی فهم کنید کریمهٔ اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم بر خوانید چون وکلا از
شیخ توقف فهمیدند کریمه مذکوره را بر خواندند شیخ در جواب فرموده که چندان گرفتار اطیعوا الله ام
که شرمنده اطیعوا الرسول ام و باطاعت اولی الامر چه رسد حضرت شیخ اطاعت حق را سبحانه
در غیر اطاعت رسول او دانسته این سخن از استقامت دور است مشائخ مستقیم الاحوال ازین
قسم سخنان تنزه مینمایند و در جمیع مراتب شریعت و طریقت و حقیقت اطاعت حق سبحانه را در اطاعت
رسول او میدانند و اطاعت حق سبحانه که در غیر اطاعت رسول اوست علیه الصلوة والسلام
عین ضلالت می انگارند و نیز منقول است که شیخ امنه و شیخ ابوسعید ابو الخیر مجلسی داشتند و سید
اجل از اکابر سادات خراسان نیز در مجلس ایشان نشسته بودند باتفاق در آن اثنا مجذوبی
مغلوب الاحوال پیدا شد حضرت شیخ او را بر سید اجل تقدیم دادند سید را ناخوش آمد بسید فرمودند که
تعظیم شما بواسطه محبت رسول است علیه الصلوة والسلام و تعظیم این مجذوب بواسطه محبت حق
سبحانه این قسم تفرقه را نیز اکابر مستقیم الاحوال تجویز نمی نمایند و غلبهٔ محبت حق را سبحانه بر محبت
رسول او علیه الصلوة والسلام از سکر حال میدانند و جز فضولی نمی انگارند اما اینقدر هست

فهمید در کسوت فقر این همه تلاش در تحصیل مبغوضه حق جل شانه چه بلا مستنکر است عجب است که این مستنکر را در نظر شما چه طور زیبا نموده اند در تحصیل امور ضروریه بقدر ضرورت باید کوشید تمام همت را بآن مصروف ساختن و عمر را در پی آن گزرانیدن سفاهت محض است فرصت بسیار غنیمت است هزار افسوس که آنرا کسی در تحصیل علوم لاطائل صرف کند خبر شرطا است و ما علی الرسول الا البلاغ از گفت و شنود مردم آزار نکشند چیزها بکه بشما نسبت میکنند هرگاه در شما نباشند هیچ غم نیست چه دولتی است اگر مردم کسی را بد دانند و فی الحقیقة نیک باشد اگر عکس این قضیه متحقق شود محل خطر است و السلام

مکتوب صد و پنجاهم بخواجه محمد قاسم صدور یافته در بیان آنکه شایان مطلوبیت جز حضرت واجب الوجود تعالی و تقدس نیست + التفات نامه اخوی محمد قاسم وصول یافت موجب فرحت گشت از تشتت اوضاع دنیوی و تفرق احوال صوری و لتنگ نشوند که کرای آن نمیکند زیراکه این نشأه در معرض فنا است بمراضی حق سبحانه و تعالی میباید بسر برد و درین ضمن عمر باشد یا یسر شایان مطلوبیت راجز ذات واجب الوجود نیست جل شانه خصوصاً امثال شما مردم عزیز را مع ذلک اگر بجد ستی و کاری اشارت نمایند بهمت درسعی آن خواهد کوشید والسلام **مکتوب صد و پنجاه و یکم** بمیر مومن بلخی صدور یافته در بیان بزرگی طریقه حضرات خواجگان قدس الله تعالی اسرارهم و بیان معنی یاد داشت که مخصوص باین اکابر است ؎ از هرچه میرود سخن دوست خوشتر است + یاد داشت از طریقه حضرت خواجگان قدس الله تعالی اسرارهم عبارت از حضور بی غیبت است یعنی دوام حضور حضرت ذات است تعالی و تقدس بی تخلل حجب شیونی و اعتباراتی و اگر گاهی حضور است و گاهی غیبت یعنی وقتی حجب تمام مرتفع شوند و وقتی دیگر درمیان آیند چنانچه در تجلی ذاتی برقی که کالبرق حجب تمام از پیش حضرت ذات او تعالی و تقدس مرتفع میگردد و بسرعت باز در پردۀ شیون و اعتبارات می آید پس نزد این اکابر از حیز اعتبار ساقط است پس حاصل حضور بی غیبت آن گشت که تجلی ذاتی دقیقه عبارت از ظهور حضرت ذات است بی توسط شیون و اعتبارات که در نهایت این راه میسر میگردد و فنای اکمل را در انمقام اثبات میکنند دائمی گردد و حجب هرگز رجوع نکند و اگر رجوع کند حضور بغیبت متبدل خواهد گشت و یاد داشت نخواهند گفت پس متحقق گشت که شهود این اکابر بروجهی اتم و اکمل است و اکملیت فنا و اتمیت بقا باندازۀ اتمیت و اکملیت شهود است ؏ قیاس کن ز گلستان من بهار مرا + **مکتوب**

اینجا حلول یا اتحاد فہم کند و بورطۂ ضلالت رود اینجا حلول بود و اتحاد ہم پیش از تحقیق باین مقام تفکر
آن ممنوع است رزقنا اللہ سبحانہ و ایاکم الاستقامۃ علی الطریقۃ المرضیۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
والتحیۃ از احوال خود می نوشتہ باشند کہ دخل تمام دارد باوجود علائق صوریہ آزاد باشند و وجود و
عدم آنرا مساوی دانند والسلام والاکرام **مکتوب صد و پنجاہ و پنجم** نیز بمیان شیخ
مزمل صدور یافتہ در ترغیب رجوع باصل خود حق سبحانہ و تعالی با خود دارد ؎ بعد از خدای
ہرچہ پرستند ہیچ نیست ؛ بیدولت است آنکہ بہیچ اختیار کرد ؛ غرہ ماہ جمادی الاول روز جمعہ
بطواف حضرت دہلی مشرف گشت و محمد صادق نیز ہمراہ است چندروزہ اگر ارادہ خداوندی موافق
است اینجا بسر بردہ بسرعت متوجہ وطن اصلی خواہد شد حب الوطن من الایمان خبر صحیح ست بیچارہ
بلکجا رود و ناصیہ بدست او دارد و ما من دابۃ الا ہو آخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم این المفر مگر آنکہ
ففروا الی اللہ گفتہ دروی بوی بگریزند بہرحال اصل را اصل دانستہ فرع را طفیلی ساختہ رو باصل
باید آورد ؎ ہرچہ جز عشق خدای احسن ست ؛ گر شکر خوردن بود جان کندن است **مکتوب
صد و پنجاہ و ششم** نیز بمیان مزمل صدور یافتہ در ترغیب بر صحبت اہل اللہ کتابتی کہ بدست
قاضی زادہ جالندہر فرستادہ بودند در دہلی رسانیدا الحمد للہ والمنۃ کہ محبت فقرا نقد وقت دارند و
بحکم المرء مع من احب با ایشانند ماہ رجب ہرچند بحسب اوقات و ازمان نزدیک ست
اما ببعد ی دور ست ؎ فراق دوست اگر اندک ست اندک نیست ؛ درون دیدہ اگر نیم موست
بسیار ست ؛ چون بواسطۂ رعایت حقوق ارباب حقوق امعنی را اختیار کردہ اند ہمان طور کنند
فقیر ہم تا ماہ رجب شاید اینجا بماند واللہ سبحانہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب بہرحال چند
روزہ عمر را بفقرا می باید گزرانید واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون
وجہہ خود نص قاطع ست کہ حق سبحانہ و تعالی حبیب خود را علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا
بآن امر فرمودہ عزیزی میفرماید الٰہی چہ حیثیت اینکہ دوستان خود را کردی کہ ہر کہ ایشان را شناخت ترا یافت
و تا ترا نیافت ایشان را نشناخت رزقنا اللہ تعالی و ایاکم محبۃ ہذہ الطائفۃ العلیۃ والتشرع
مکتوب صد و پنجاہ و ہفتم بحکیم عبدالوہاب صدور یافتہ دربیان آنکہ چون کسی پیش درویشان
برود باید کہ خود را خالی کردہ رود تا مملو باز گردد و دربیان آنکہ اول تصحیح عقائد باید کرد در مرتبۂ ثما

که در مقام کمال که مرتبهٔ ولایت است محبت حق سبحانه غالب است و در مقام تکمیل که نصیبی از مقام نبوت است
محبت رسول غالب. ثبتنا الله سبحانه علی اطاعة الرسول التی هی عین اطاعة الله سبحانه **مکتوب**
صد و پنجاه و سوم بیان شیخ مزمل صدور یافته در بیان خلاصی تمام از رقیت ماسوای که مربوط
بفنای مطلق است ۞ کتابتیکه ارسال داشته بودند رسید الحمد لله ذی الانعام والمنة که طالبان
خود را در طلب بیقرار و بی آرام میدارد و درین بی آرامی از آرام بغیر بخود نجات می بخشد اما خلاصی
تمام از رقیت اغیار وقتی میسر شود که بفنای مطلق مشرف شود و نقوش ماسوای را بالکل از آئینهٔ دل
محو سازد و تعلق علمی و حبی او را بهیچ چیز نماند و غیر از حق سبحانه و تعالی او را مقصودی و مرادی نباشد
و دونه خرط القتاد هر چند گمان بی تعلقی دارد اما ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً **مصرع** ع این کار
دولتست کنون تا کرا رسد ۞ گرفتار احوال و مقامات گرفتار غیر است از چیزهای دیگر چه گوید
ع بهر چه از دوست وامانی چه کفر آن حرف و چه ایمان ۞ بهر چه از راه دور افتی چه زشت آن
نقش و چه زیبا. غربت شما بتطویل انجامید فرصت غنیمت است اگر یاران اهل اند در رخصت چون
توقف خواهند و اگر نااهل چه احتیاج رخصت مرضی حق سبحانه را میباید ملاحظه کرد اهل عالم راضی باشند
یا نباشند. عدم رضای ایشان چه خواهد بود ع طفیل دوست باشد هر چه باشد ۞ مقصود حق را سبحانه
باید دانست با او هر چه جمع شود و شود و اگر نشود گو نه شود ع رخسار من اینجا و تو در گل نگری ۞ والسلام

مکتوب صد و پنجاه و چهارم نیز بیان مزمل صدور یافته در بیان آنکه از خود باید گذشت
و در خود باید رفت ۞ حق سبحانه و تعالی با خود دارد و یک لحظه با غیر خود نگذارد. اللهم لا تکلنا
الی انفسنا طرفة عین فنهلک و لا اقل منها فنضیع هر بلائی که هست از گرفتاری بخود است چون
از خود خلاص شد از گرفتاری مادون او سبحانه خلاص شد اگر بت می پرستند فی الحقیقت خود را
می پرستند که افرایت من اتخذ الٰهه هواه ع از خود چو گذشتی همه عیش است و خوشی ۞ ودع نفسک
و تعال. همچنانکه از خود گذاشتن فرض است در خود رفتن هم لازم است که یافت اینجاست در بیرون
خود یافت نمیباشد ع با تو در زیر گلیم است آنچه هست ۞ همچو نابینا مبر هر سوی دست ۞ سیر
آفاقی بعد در بعد است و سیر انفسی قرب در قرب اگر شهود است در خود است و اگر معرفت
است هم از خود اگر حیرت است هم در خود بیرون خود قدم نگاهی نیست سخن بکجا رفت مبادا ساده دلی

البعض لسلامة القلب وتخلص الروح وکمال الآخر بها وبالشہود السری ایضا وکمال الثالث
ذلک الثلث بالحیرة المنسوبة الی الخفی وکمال الرابع بذلک الاربع الاتصال المنسوب الی الاخفی
ذلک فضل الله یؤتیہ من یشاء والله ذو الفضل العظیم وبعد حصول الکمال فی ای مرتبة کانت من
المراتب المذکورة اما رجوع القہقری او ثبات واستقرار فی ذلک الموطن والاول ہو مقام التکمیل و
الارشاد ورجوع من الحق الی الخلق للدعوة والثانی ہو موطن الاستہلاک والعزلة من الخلق والسلام اولا
وآخرا **مکتوب صد و پنجاہ و نہم** بشرف الدین حسین بدخشی صادر شدہ در عزا۔ ہر چند آلام و مصائب
بظاہر تلخ ست و مولم جسم لیکن بباطن شیرین ست و لذت بخش روح زیرا کہ جسم و روح گویا ہر دو طرف
نقیض واقع شدہ الم یکی مستلزم لذت دیگری نیست پیست فطرتی کہ درمیان این دو نقیض و لوازم آنہا
تمیز نتواند کرد از بحث خارج ست و قابلیت ندارد اولٰئک کالانعام بل ہم اضل ؎ آگہ از خویشتن
چو نیست جنین ؛ چہ خبر دارد از چنان و چنین ؛ شخصی کہ روح او تنزل نمودہ در مرتبہ جسم استقرار
نمودہ باشد و عالم امر او تابع عالم خلق گشتہ سر این معما را چہ شناسد تا روح بمقر اصلی خود رجوع
قہقری ننماید و امر از خلق جدا نشود جمال این معرفت جلوہ گر نگردد حصول این دولت وابستہ
بمولی است کہ پیش از دو اجل مسمی صورت می بندد و مشائخ طریقت قدس الله تعالیٰ اسرارہم
آنرا فنا تعبیر کردہ اند ؎ خاک شو خاک تا بروید گل ؛ کہ بجز خاک نیست مظہر گل ؛ وکسیکہ پیش
از مردن نمرد مصیبت او باید داشت و عزا او باید آورد خبر ارتحال والد مرحومی شما کہ بنیکنامی
شہرت داشتند و شیوۂ امر معروف و نہی منکر را نیک رعایت میکردند مسلمانان را موجب حزن و
مستلزم اندوہ گشت انا للّٰہ وانا الیہ راجعون آن فرزند شیوۂ صبر را پیش گرفتہ پیش رفتگان
را بصدقہ و دعا و استغفار مدد و معاون باشد کہ موتی را اشد احتیاج بامداد احیاء در حدیث نبوی
علیہ وعلی آلہ الصلوات والتحیات آمدہ است ما المیت الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقہ
من اب اوام اواخ اوصدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان الله لیدخل
علی اہل القبور من دعاء اہل الارض امثال الجبال من الرحمة وان ہدیة الاحیاء الی الاموات
الاستغفار بقیة النصح بمداومة الذکر وملازمة الفکر فان الفرصة قلیلة جدا ینبغی ان یصرف الی اہم المہام
والسلام **مکتوب صد و شصتم** نامزد این کمترین بندۂ خود فرمودہ اند اعنی یار محمد الجدید البدخشی

قدم رنجه فرموده آمده اید وزود برخاسته رفتید فرصت آن نشده که بعضی از حقوق صحبت ادا کرده
شود مقصود از ملاقات افاده است یا استفاده و چون مجلس ازین هردو خالی باشد از اعتداد خارج
است پیش این طائفه خالی شده باید آمد تا مملو بازگردد و اظهار افلاس خود باید نمود تا ایشان را بروی
شفقت آید و راه استفاضه بکشاید سیر آمدن و سیر رفتن مزه ندارد و امتلا را جز علت بار نیست
و استغنا را جز طغیان کار نه حضرت خواجه نقشبند قدس الله تعالی سره فرموده اند اول نیاز خسته
بعد از ان توجه خاطر شکسته پس توجه را نیاز شرط آمد مع ذلک درین آوان که طالب علمی آمده
طلب سفارش بجانب ایشان ظاهر ساخت بخاطر ریخت که چون مجرد آمدن ایشان را هم حقے هست
پس از جانب خود مهما امکن ادا ر حق باید نمود لاجرم بزبان قلم از جهت تدارک ما مضی و تلافی ما سبق
چند کلمه بمقتضای وقت و حال املا نموده بجانب ایشان ارسال داشت و الله سبحانه الملهم
للصواب و الموفق للسداد سعادت آثارا آنچه بر ما و شما لازم است تصحیح عقاید بمقتضاے کتاب و
سنت بر نهجیکه علماء اهل حق شکر الله تعالی سعیهم از کتاب و سنت آن عقائد را فهمیده اند و از آنجا اخذ
کرده چه فهمیدن ما و شما از حیز اعتبار ساقط است اگر موافق افهام این بزرگواران نباشد زیراکه
هر مبتدع و ضال احکام باطله خود را از کتاب و سنت می فهمد و از آنجا اخذ مینماید و الحال انه لا یغنی
من الحق شیئا و ثانیاً علم باحکام شرعیه است از حلال و حرام و فرض و واجب و ثالثاً عمل بمقتضای این
علم است و رابعاً طریق تصفیه و تزکیه که مخصوص بصوفیه کرام است قدس الله تعالی اسرارهم تا تصحیح عقائد
نه نماید علم باحکام شرعیه فائده نمی دهد و تا این هردو متحقق نشوند عمل نافع نیاید و تا این هرسه میسر نگردند حصول
تصفیه و تزکیه محال است بعد ازین چهار رکن با متممات و مکملات اینها کالسنة مکملة للفرض
هرچه هست از فضول است و داخل دائره مالایعنی و من حسن اسلام المرء ترکه مالایعنیه و اشتغاله
بما یعنیه والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و آله الصلوات والتحیات

مکتوب صد و پنجاه و هشتم بشیخ حمید بنگالی صدور یافته فی بیان تفاوت مراتب الکمال بحسب تفاوت
الاستعداد اعلم ان مراتب الکمال متفاوتة بحسب تفاوت الاستعدادات والتفاوت فی الکمال قد
یکون بحسب الکمیة وقد یکون بحسب الکیفیة وقد یکون بهما معاً فکمال البعض مثلا التجلی الصفاتی وکمال
الآخرین بالتجلی الذاتی مع تفاوت فاحش بین افراد ذینک التجلیین و بین اربابهما ایضا فکمال

کہ آن شخص متالم شود چنانچہ طائفہ ثالث بآن قائل اند علی ہذا القیاس جمیع افعال ذمیمہ کہ از مخلوقات
صادر میشوند نمیتوان گفت کہ فعل حق ست سبحانہ چنانکہ سایہ بارادۂ خود حرکت کند نمیتوان گفت کہ شخص
متحرک شد آرے میتوان گفت کہ اثر قدرت وارادت اوست یعنی مخلوق اوست و مقرر است
کہ خلق قبیح قبیح نیست بلکہ فعل و کسب قبیح قبیح است طائفہ ثالث قائل اند بوحدت وجود یعنی
در خارج یک موجود است و بس و آن ذات حق سبحانہ ست و عالم را در خارج اصلا تحقیقی نیست
ثبوت علمی دارند میگویند الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود و ہر چند این جماعہ ہمہ عالم را ظل حق سبحانہ
میگویند لیکن میگویند کہ وجود ظل ایشان در مرتبہ حس ست فقط در نفس الامر و خارج عدم محض ست
و ذات حق را عز و جل متصف بصفات وجوبیہ و امکانیہ میدانند و مراتب تنزلات اثبات
میکنند و در مرتبۂ ہمان ذات احد را باحکام لائقہ این مرتبہ متصف میسازند و متلذذ و متالم ہمان ذات
عز شانہ را میدانند لیکن در پردۂ این ظلال محسوسہ متوہمہ و محظورات عقلاً و شرعاً بر اینہا بسیار
وارد میشود کہ در جواب آنہا تمحلات و تکلفات مینمایند ہر چند این طائفہ واصل و کامل اند علی
تفاوت درجات الوصل و الکمال اما خلق را تخان اینہا بضلالت و الحاد رہنمونی کردہ بزندقہ
رسانید و طائفہ اولیٰ اکمل و اتم اند و اسلم و اوفق اند بکتاب و سنت اما اسلمیۃ و اوفقیۃ ظاہر
است و اکملیۃ و اتمیۃ بنا بر آنست کہ بعض مراتب وجود انسانی بغایت لطافت و تجرد بمبدا مشابہت
و مناسبت تمام دارند کالخفی و الاخفی پس جماعہ کہ با وجود فنای سری این مراتب را از مبدا
جدا نتوانستند کرد یا بتحت لا در آوردہ نفی آن کنند بلکہ مبدا نزد ایشان ممتزج و متشابہ ماند و خود
را حق یافتند گفتند کہ در خارج حق ست سبحانہ فقط و ما را اصلا وجودی نیست اما چون تعدد آثار
خارجیہ متحقق بود بضرورت بہ ثبوت علمی قائل شدند و از ہمین جاست کہ اعیان را برزخ بین الوجود
و العدم میگویند چون بعض مراتب وجودات مخلوقات را از مبدا جدا نساختند قائل بوجوب وجود
او نا شدہ بہ برزخیت گویا شدند در رنگ وجوب را در ممکن ثابت کردند و ندانستند کہ آن رنگ
ہم رنگ ممکن ست مشابہ بواجب دلونی الصورۃ و الاسم و اگر آن رنگ را جدا میکردند و تمام ممکن را
از واجب جدا میساختند ہرگز خود را حق عز و جل نمیدیدند و عالم را از حق جدا میساختند و بیک وجود
قائل نمی گشتند و تا آنکہ اثری در ین کس باقی نماند خود را حق نداند ہر چند بداند کہ اثری از من باقی

الطالقانی در بیان آنکه مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم سه طائفه اند با شرح احوال هرکدام اینها و کمال و نقصان هر طائفه ازینها مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم سه طائفه اند طائفه اولی قائل اند بآنکه عالم بایجاد حق سبحانه در خارج موجود است و هرچه در وست از اوصاف و کمال همه بایجاد حق است سبحانه و خود را هیچی بیش نمیدانند بلکه شخصیت هم از دست عز شانه در بحر نیستی چنان گم میگردند که نه از عالم خبردارند و نه از خود در رنگ شخصی برهنه که جامهٔ عاریت پوشیده باشد و بداند که این جامهٔ عاریت است و این دید عاریت بروی چنان غالب می آید که درست جامه را باصل میدهد و خود را برهنه می یابد و اگر اینچنین شخصی را از بی شعوری و سکر بشعور و بصحو آرند و به بقا بعد الفنا مشرف سازند هرچند جامه را برخود می یابد اما بیقین میداند که از دیگر است چه آن فنا اکنون در علم مندرج است و گرفتاری و تعلقی که بآن جامه داشت هیچ نمی ماند و همچنین است حال شخصی که اوصاف و کمالات خود را در رنگ جامهٔ عاریت می انگارد و انامیداند که این جامه در وهم است در خارج هیچ جامه ندارم برهنه ام این دید غالب می آید بحدیکه آن لباس وهمیه را درست می اندازد و خود را برهنه می یابد و بعد از افاقت و صحو آن جامهٔ وهمیه را نیز همراه خود می یابد لیکن فنای شخص اول اتم است و بقای مترتب برآن اکمل کما سیجیٔ عن قریب انشاء الله تعالی و این بزرگواران در جمیع معتقدات کلامیه که بروفق کتاب و سنت و اجماع ثابت شده اند بعلماء اهل سنت و جماعت متفق اند و فرق نیست درمیان متکلمین و ایشان الا بآنکه متکلمین این معنی را علماً و استدلالاً دریافته اند و ایشان کشفاً و ذوقاً ایضاً این بزرگواران عالم را بحق سبحانه بغایت تنزیه هیچ نسبت اثبات نمیکنند و جمیع نسبت را سلب میکنند فکیف العینیة و الجزئیة تعالی شانه الا نسبت مولائیت و عبودیت و صانعیت و مصنوعیت بلکه در غلبهٔ حال این نسبت را هم گم میکنند این زمان بفنای حقیقی مشرف شده قبول تجلیات ذاتیه پیدا میکنند و مظهر تجلیات بی نهایت میگردند طائفه دیگر عالم را ظل حق سبحانه میدانند اما قائل اند بآنکه عالم در خارج موجود است لیکن بطریق ظلیت نه بطریق اصلیت و وجود اینها قائم بوجود حق است سبحانه کقیام الظل بالاصل مثلاً از شخصی سایه ممتد شد و آن شخص از کمال قدرت خود صفات خود را نیز منعکس ساخت از علم و قدرت و اراده وغیره حتی که لذت و الم پس اگر بالفرض آن سایه برآتش افتد بآن متالم شود عقلاً و عرفاً نخواهند گفت

بانکار مدتی متوقف بود آخرالامر بانکار انجامید و نمودند که این پایه پایان است رخت بمقام ظلیت برد اما
درین انکار بے اختیار بود و نمیخواست که از آن مقام برآید بواسطه آنکه مشائخ عظام بآن مقام اقامت
دارند و چون بمقام ظلیت رسید و خود را و عالم را ظل یافت چنانکه طائفه ثانیه بآن قائل اند آرزوے
آن شد که کاشکے ازین مقام ببرند که کمال در وحدت وجود میدانست و این مقام فی الجمله باو مناسبت
دارند اتفاقاً از کمال عنایت و غریب نوازی از آن مقام هم بالا بردند و بمقام عبدیت رسانیدند
این زمان کمال اینمقام در نظر آمد و علو آن واضح گشت و از مقامات گزشته تائب و مستغفر شد و
اگر آن درویش را باین طریق نمی بروند و فوقیت بعض را از بعض نمی نمودند تنزل خود را در همین مقام
میدانست چه نزد او بالاتر از توحید مقام دیگر درست نبوده والله یحق الحق و هو یهدی السبیل باید دانست
که منشاء تفاوت علوم و معارف جدا در مکتوب و رسائل که این درویش بلکه از هر سالک که صادر شده
است همین تفاوت حصول مقامات متفاوت است هر مقام را علوم و معارف جدا است و هر
حال را اقوال علحده پس فی الحقیقت تدافع و تناقض در علوم نباشد در رنگ نسخ احکام شرعیه است
فلاتکن من الممترین وصلی الله تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آله وسلم **مکتوب صد و شصت و**
یکم بملا صالح بدخشی کولابی صدور یافته در بیان آنکه مقصود از سطے منازل سلوک حصول ایمان
حقیقی ست که وابسته باطمینان نفس ست مقصود از سطے منازل سلوک حصول ایمان
حقیقی ست که وابسته باطمینان نفس است تا نفس مطمئنه نگردد نجات متصور نیست و نفس بمرتبه
اطمینان نرسد تا سیاست قلب بروی نگمارند و سیاست قلبی وقتی میسر گردد و قلب از کاری
کمیش خود داشت فارغ گردد و سلامتی از گرفتاری مادون حق سبحانه حاصل کند و علامت
سلامتی از گرفتاری نسیان ماسوای اوست تعالیٰ و تقدس و تا سرمو از غیر آگاه است از سلامتی
گمراه است فطوبیٰ لمن سلم قلبه لربه سعی لازم ست هرکه بسلامتی قلب مشرف گردد باطمینان نفس انجامد
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم والسلام **مکتوب صد و شصت و**
دوم بخواجه محمد صدیق بدخشی صدور یافته در بیان فضیلت ماه رمضان و بیان مناسبت او با
قرآن مجید که سبب نزول آن درین ماه گزشته است و بیان جامعیت تمر که افطار بآن مستحب است
و ما یتعلق بذلک باسمه سبحانه شان کلام از جمله شیونات ذاتیه است جامع جمیع کمالات

نمانده است این نیز از کوته نظری اوست و طائفهٔ ثانیه هرچند این مراتب را هم از مبدا جدا دیدند و بکلمهٔ لا در آورده نفی آن نمودند اما بواسطهٔ ظلیت و اصالت یک چیزی از بقایای وجود اینها ثابت ماند چه رتبت ظل را با اصل رشتهٔ تعلق بسیار قوی ست این نسبت از نظر شان محو نشد اما طائفهٔ اولی بواسطهٔ کمال مناسبت و متابعت حضرت رسالت خاتمیة علیه من الصلوات اتمها و من التحیات اکملها جمیع مراتب ممکن را از واجب جدا ساختند و همه را تحت کلمهٔ لا در آورده نفی نمودند ممکن را بواجب هیچ مناسبتی ندیدند و هیچ نسبت را با و اثبات نکردند و خود را غیر از عبد مخلوق عاجز ندانستند و او را عز شانه خالق و مولای خود دانستند خود را مولی دانستن و با ظل او انگاشتن برین بزرگواران بسیار گران و دشوار می آید ما للتراب و رب الارباب این بزرگواران اشیا را بواسطهٔ آنکه مخلوق حق اند سبحانه دوست میدارند و محبوب در نظر شان می در آید و همین واسطه که مصنوع حق اند و افعال آنها نیز مصنوع اوست جل شانه تمام منقاد و تسلیم اشیا میکردند و بر افعال انکار نمیتوانستند کرد الا بانکار الشریعة چنانکه ارباب توحید را واسطهٔ مظهریة بلکه عینیت اشیا نسبت بحق سبحانه را ازین قسم محبت و انقیاد دست میدهد ایشان را بمجرد مصنوعیت و مخلوقیت آنها دست میدهد ع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا. عین محبوب را بانک محبت هم دوست میتوان داشت اما مصنوعات و مخلوقات و عبید او را تا کمال محبت محبوب پیدا نکند دوست نمیدارد و محبوب نمی انگارد این طائفهٔ علیه را از مقام عبدیة که نهایت جمیع مقامات ولایت ست بهرهٔ تمام است و کدام دلیل بر صحت حال این برگزیدگان ازین تمام تر است که تمام کشف ایشان موافق کتاب و سنت و ظاهر شریعت ست و سر موی از ظاهر شریعت مخالفت بر اینها راه نیافته است اللهم اجعلنا من محبیهم و متابعیهم بحرمة محمد المصطفی صلی الله تعالی علیه و آله وسلم و بارک درویشی که این سطور از وی مستفاد گشت اول معتقد توحید بود از زمان صبی علم این توحید داشت و به یقین پیوسته بود هرچند حال نداشت و چون درین راه در آمد اول راه توحید منکشف شد و مدتی در مراتب این مقام جولان نمود و علوم بسیار که مناسب این مقام بودند فائض گشتند و مشکلات و واردات که ارباب توحید وارد میشوند همه مکشوف و علوم فائضه حل شدند بعد از مدتی نسبت دیگر برین درویش غلبه آورد و در غلبهٔ آن در توحید توقف نمود اما این توقف بحسن ظن بود

کہ گوئیا اکل آن فائدہ جمیع ماکولات دارد و برکت آن باعتبار جامعیت تا وقت افطار بنماید و این فائدہ غذا کہ مذکور شد بر تقدیری مترتب میشود کہ آن غذا بتجویز شرعی واقع شود و سرموی از حدود شرعیہ متجاوز نباشد و ایضاً حقیقت این فائدہ وقتی میسر شود کہ اکل آن از صورت گذشتہ بحقیقت پیوستہ باشد و از ظاہر و باطن آرمیدہ ظاہر غذا بر ظاہر او باشد و باطن غذا مکمل باطن او والا بر امداد ظاہری مقصور ست و اکل آن درین تصور سعی کن تا لقمہ را سازی گہر۔ بعد ازان چندان کہ میخواہی بخور۔ ہمین سر تکمیل غذا است مر صاحب غذا را و تعجیل افطار و تاخیر تسحیر والسلام

مکتوب صد و شصت و سوم

بسیادت و نقابت پناہی شیخ فرید صدور یافتہ در بیان آنکہ اسلام و کفر ضد یکدیگر اند احتمال جمع شدن این دو ضد محال ست و عزت دادن یکی را مستلزم خواری دیگر ست الی آخر ما قال سلمہ اللہ فی تذلیل الکفار و عدم الاختلاط معہم مع بیان مضار ہذا الاختلاط و در بیان آنکہ دنیا و آخرت نیز ضد یکدیگر اند

الحمد للہ الذی انعم علینا و ہدانا الی الاسلام و جعلنا من امۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام نقد سعادت دارین وابستہ باتباع سید کونین ست و لیس علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا متابعۃ او علیہ الصلوۃ والسلام باتیان احکام اسلامیہ است و رفع رسوم کفریہ چہ اسلام و کفر ضد یکدیگر اند اثبات یکی موجب رفع دیگر ست احتمال جمع شدن این دو ضد محال است و عزت دادن یکی را مستلزم خواری آن دیگر ست حق سبحانہ و تعالیٰ حبیب خود را علیہ الصلوۃ والتحیۃ مے فرماید یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم پس پیغمبر خود را کہ موصوف بخلق عظیم است بجہاد کفار و غلظت بایشان امر فرمود معلوم شد کہ غلظت بایشان داخل خلق عظیم ست پس عزت اسلام در خواری کفر و اہل کفر است کسیکہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت عزیز داشتن عبارت ازان نیست کہ البتہ ایشان را تعظیم کنند بالا نشانند در مجالس خود و جائے دادن و با ایشان مصاحبت نمودن و مہربانی کردن با ایشان داخل اعزاز ست در رنگ سگان ایشان را دور باید داشت و اگر غرضی از اغراض دنیاوی بایشان مربوط باشد و بی ایشان میسر نشود و شیوۂ بی اعتباری را مرعی داشتہ بقدر ضرورت بایشان باید پرداخت و کمال اسلام آنست کہ از ان غرض دنیاوی نیز باید گذشت و بایشان

ذاتی و شیونات صفاتی ست چنانکه در علوم سابق مذکور گشت و ماه مبارک رمضان جامع جمیع
خیرات و برکات ست و هر خیر و برکت که هست مفاض از حضرت ذاتست تعالی و تقدس و نتیجهٔ
شیونات او سبحانه چه هر شر و نقص که بوجود می آید منشا آن ذات و صفات محدثه است ما اصابک
من حسنة فمن الله و ما اصابک من سیئة فمن نفسک خود نص قاطع است پس جمیع خیرات و
برکات این ماه مبارک نتیجهٔ آن کمالات ذاتیه است که شان کلام جامع آنهاست و قرآن مجید
حاصل تمام حقیقت آن شان جامع ست پس این ماه مبارک را با قرآن مجید مناسبت تمام
است که قرآن جامع جمیع کمالات ست و این ماه جامع جمیع خیرات نتائج و ثمرات آن کمالات اند
و بهمین مناسبت باعث نزول قرآن درین ماه شد شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن و
شب قدر درین ماه خلاصه و زبدهٔ این ماه است آن لب است و این ماه در رنگ قشر آن
پس هر که درین ماه بجمعیت گزارد و از خیرات و برکات این بهره مند شود تمام سال بجمعیت
گزارد و بخیر و برکت مملو و محتوی باشد وفقنا الله سبحانه للخیرات و البرکات فی هذا الشهر المبارک
و رزقنا الله سبحانه النصیب الاعظم حضرت رسالت خاتمیت علیه الصلوة و السلام و التحیة
فرموده است اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکة آن سرور افطار صوم بتمره کرده اند و
در بودن آن تمره برکت آنست که شجرهٔ آن نخله است بعنوان جامعیت و صفت اعدلیت
مخلوق ست در رنگ انسان لهذا حضرت پیغمبر صلی الله تعالی علیه و آله و سلم نخله را عمهٔ بنی آدم
فرموده که از طینت آدم مخلوقست کما قال علیه الصلوة و السلام اکرموا عمتکم النخلة فانها خلقت من بقیة
طینة آدم و تسمیه او به برکت باعتبار همین جامعیت تواند بود پس افطار بتمره آن که تمرست جزو صاحب
افطار می شود و حقیقت جامع آن باعتبار این جزئیت جزو حقیقت آکل آن میگردد و آکل آن بآن اعتبار
جامع کمالات بی نهایت که در حقیقت جامع آن تمر مندرج اند میشود و این معنی هر چند در اکل مطلق آن حاصل ست
اما در وقت افطار که اوان خلو صائم ست از شهوات بالغه و لذات فانیه بیشتر تاثیر میکند و آن
معنی بروجه اتم و اکمل ظاهر میشود و آنکه آن سرور فرموده علیه من الصلوات اتمها و من التحیات
اکملها نعم سحور المؤمنین من التمر باعتبار آن داند که در غذا از آن که جزو صاحب غذا میگردد و میل حقیقت
او ست به حقیقت آن غذا و چون این معنی در صوم مقصود است از برای تلافی بسحور تمر ترغیب فرموده

که کار تا بکجا میکشد و از مسلمانی بوئی نمی ماند عزیزی فرموده است تا بکی از شاد یوانه نشود مسلمانی نرسد و یوانگی عبارت از در گذشتن است و نفع و ضرر خود بواسطه اعلای کلمهٔ اسلام با مسلمانی هرچه شود گو شود و اگر نشود گو نشود و چون مسلمانی است رضای خدای عز و جل است و رضای پیغمبر علیه الصلوة والسلام والتحیه دولتی عظیم تر از رضای مولا نیست رضینا بالله سبحانه ربا و بالاسلام دینا و بمحمد علیه الصلوة والسلام نبیا و رسولا همبریم بداریم یارب بحرمة سید المرسلین علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها والسلام اولا و آخرا عجالة الوقت انچه ضروری و لابدی دانست بطریق اجمال نوشته فرستاد بعد ازین اگر توفیق رفیق گشت مفصل تر ازین نوشته ارسال خواهد گشت همچنانکه اسلام ضد کفر است آخرت نیز ضد دنیا است دنیا و آخرت جمع نشوند ترک دنیا بر دو نوع است نوعی است که از مباحات آن همه ترک کرده شود مگر بقدر ضرورت این قسم اعلی ترک دنیا است و نوعی دیگر آنست که از محرمات و مشتبهات آن اجتناب کرده شود با مور مباحه آن تنعم نموده آید این قسم نیز خصوصاً درین اوان بسیار عزیز الوجود است ؎ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنه بس عالیست پیش خاک تود ٭ پس ناچار از استعمال ذهب و فضه و لبس حریر و امثال آنها که شریعت مصطفویه علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیة آنرا محرم ساخته است اجتناب باید نمود اوانی ذهب و فضه را که برای تجمل کنند فی الجمله گنجایش دارد اما استعمال آنها حرام است از آب و طعام خوردن در آنها و خوشبوی انداختن و سرمه دان ساختن و جز آن القصه حق سبحانه و تعالی دائره امور مباحه را بسیار وسیع ساخته است تنعمات و تمتعات با نها در عیش و لذت زیاده از آن است که در امور محرمه است در مباحات رضای حق ست سبحانه و در محرمات عدم رضای او تعالی عقل سلیم هرگز تجویز نمیکند که کسی برای لذتی که بقا هم ندارد عدم رضای مولای خود اختیار کند و حال آنکه در عوض آن لذت محرمه لذت مباحه هم تجویز فرموده است رزقنا الله سبحانه و ایاکم الاستقامة علی متابعة صاحب الشریعة علیه و علی آله الصلوة والسلام در معاملهٔ حل و حرمت همواره بعلماء دیندار رجوع باید نمود از آنها استفسار باید کرد و بمقتضای فتوای ایشان عمل باید نمود که راه نجات شریعت اوست و بعد شریعت هرچه هست باطل است و بی اعتبار فماذا بعد الحق الا الضلال والسلام اولا و آخرا مکتوب صد و شصت و چهارم بحافظ بهاء الدین سرهندی

نباید پرداخت حق سبحانه در کلام مجید خود اهل کفر را دشمن پیغمبر خود فرموده است پس اختلاط و موانست با این دشمنان خدا و رسول او از اعظم جنایات باشد اقل ضرر در مصاحبت مخالطت این دشمنان آنست که قدرت اجرای احکام شرعی و رفع رسوم کفری زبون میگردد و حیای موانست مانع آن می آید و این ضرر بسیار عظیم ست دوستی و الفت با دشمنان خدا منجر بدشمنی خدای عز و جل و دشمنی پیغمبر او علیه الصلوة والسلام میشود شخصی گمان میکند که او از اهل اسلام است و تصدیق ایمان بالله و برسوله دارد اما نمیداند که این قسم اعمال شنیعه دولت اسلام او را پاک و صاف میبرد نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا سه خواجه پندارد که مرد واصل است ؛ حاصل خواجه بجز پندار نیست ؛ کار این نابکاران استهزا و سخریت است باسلام و اهل آن که منتظر اند اگر قابو بیابند مارا از اسلام بر آرند یا همه را بقتل برسانند یا بکفر باز گردانند پس اهل اسلام را هم شرمے درکار است که الحیاء من الایمان و ننگ مسلمانی ضروریست هموارہ در مقام خواری اینها باید بود جزیه از اهل کفر که در هندوستان برطرف شده است بواسطه شومی مصاحبت اهل کفر است باسلاطین این دیار و مقصود اصلی جزیه گرفتن از ایشان خواری ایشان ست و این خواری بحدیست که از ترس جزیه جامه خوب نمیتوانند پوشید و بتجمل نمیتوانند بود و همیشه ترسان ولرزان میباشند از اخذ اموال بادشاها نراچه میرسد که منع جزیه گرفتن کنند حق سبحانه وتعالی جزیه را ازبرای خواری ایشان وضع کرده است مقصود رسوائی ایشان ست و عزت و غلبهٔ اهل اسلام جهود هر که شود کشته شود اسلام ست علامت حصول دولت اسلام بغض با اهل کفر عداوت با ایشان حق سبحانه وتعالی در کلام مجید خود ایشان را نجس فرموده و در جای رجس فرمود پس در نظر اهل اسلام میباید که اهل کفر نجس و پلید در آیند چون چنین بینند و دانند لاجرم از صحبت ایشان پرهیز نمایند و در مجانست ایشان مستکره بوند چیز ها از ایشان پرسیدن و بمقتضای حکم اینها عمل کردن از کمال اعزاز این دشمنان ست همچنین که کسی از ایشان طلبد دعائیکه بتوسط ایشان خواهد چه خواهد بود حق سبحانه وتعالی در کلام مجید خود می فرماید وما دعاء الکافرین الا فی ضلال دعاء این دشمنان باطل و بیحاصل ست اجابت را در انجا چه احتمال اینقدر فساد لازم می آید که اعزاز این سگان می افزاید ایشان اگر دعا خواهند کرد بتان خود را وسیله خواهند آورد و خیال باید کرد

جمع نشوند جمع ضدین را محال گفته اند محبت یکی مستلزم عداوت دیگریست نیک تامل باید فرمود که هنوز
کار از دست نرفته است تدارک ما مضی میتوان نمود فردا که کار از دست برود غیر از ندامت حاصلی
نخواهد بود ؎ بوقت صبح شود همچو روز معلومت ٭ که باکه باخته عشق در شب دیجور ٭ متاع دنیا
غرور در غرور است معامله اخروی ابدی بر آن مترتب است زندگانی چند روزه را اگر بمتابعت
سید الاولین و آخرین علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات بسر برده شود امید نجات ابدی است والا
هیچ در هیچ است هر که باشد و هر عمل خیری که کند ؎ محمد عربی کابروی هر دو سراست ٭ کسیکه خاک درش
نیست خاک بر سر او ٭ حصول این دولت عظمی متابعت موقوف بر ترک کلی دنیاوی نیست تا
دشوار نماید بلکه اگر زکوة مفروضه مثلاً مودی شود حکم ترک کل دارد در عدم وصول مضرت چه مال
زکی از ضرر بر آمده پس معالجه دفع ضرر از مال دنیاوی اخراج زکوة هست از ان اگرچه ترک کلی اولی
و افضل است اما ادای زکوة هم کار ان می کند ؎ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنه بس
عالیست پیش خاک تود ٭ پس لازم است که همگی همت در اتیان احکام شریعت باید صرف نمود و
اهل شریعت را از علماء و صلحا تعظیم و توقیر باید داشت و در ترویج شریعت باید کوشید و اهل هوا و بدعت را
خوار باید داشت من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام و با کفار که دشمنان خدای عز و جل اند
و دشمنان رسول وی اند علیه الصلوات والتسلیمات دشمن باید بود و در ذل و خواری ایشان
سعی باید نمود و بهیچ وجه عزت نباید داد و این بی دولتان را در مجلس خود راه نباید داد و انس نباید
نمود و راه شدت و غلظت را با ایشان پیش باید کرد و مهما امکن در هیچ امری با ایشان رجوع نباید نمود
و اگر فرضاً ضرورتی افتد در رنگ قضای حاجت انسانی بکره و اضطرار قضای حاجت
از ایشان باید نمود راهیکه بجناب قدس جد بزرگوار شما علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات
می رساند اینست اگر باین راه رفته نشود وصول باین جناب قدس دشوار است هیهات هیهات
؎ کیف الوصول الی سعاد و دونها ٭ قلل الجبال و دونهن حیوف ٭ زیاده چه ابرام نماید ؎
اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ٭ که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیارست ٭ مکتوب
صد و شصت و ششم بملا محمد امین صدور یافته در بیان آنکه مدار بر حیات بی مدار چند روزه
نباید نهاد و فکر ازاله مرض قلبی درین فرصت یسیر بذکر کشیه که از اهم مهام است باید نمود

صدور یافته در بیان آنکه فیض حق سبحانه علی الدوام بر خواص و عوام از دوست تفاوت قبول و عدم قبول
آن ازین طرف ناشی است و حق سبحانه و تعالی بر جادۂ شریعت استقامت بخشد بمنه اگرچه فیض حق سبحانه و
تعالی علی الدوام بر خواص و عوام و کرام و لئام چه از قسم اموال و اولاد و چه از جنس هدایت و ارشاد
بی تفرقه وارد است تفاوت ازین طرف ناشی است در قبول بعضی فیوض را و عدم قبول بعضی دیگر ما ظلمهم
الله ولکن کانوا انفسهم یظلمون آفتاب تابستان برگاذر و جامه یکسان می تابد روی گاذر سیاه میگردد و
جامۂ او سفید این عدم قبول بواسطۂ اعراض ست از جناب قدس خداوندی جل سلطانه معرض
را او بار لازم است و حرمان از نعمت واجب اینجا کسی نگوید که بسیاری از معرضان باشند که بنعمات
عاجله ممتاز اند و اعراض سبب حرمان ایشان نگشته است باید دانست که آن نعمت است که
بصورت نعمت ظاهر گردانیده اند بطریق استدراج از برای خرابی او تا در اعراض و ضلالت منهمک گردد
قال الله سبحانه و تعالی ایحسبون انما نمدهم به من مال و بنین نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون.
پس دنیا و نعمات او با وجود اعراض عین خرابی ست الحذر الحذر و السلام مکتوب صد و
شصت و پنجم بسیادت و نقابت پناهی شیخ فرید صدور یافته در ترغیب بر متابعت صاحب
شریعت علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات و عداوت و بغض و غلظت با مخالفان
شریعت او علیه الصلوة و السلام شرفکم الله سبحانه بتشریف المیراث المعنوی من النبی الامی
القرشی الهاشمی علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها کما شرفکم بتشریف المیراث
الصوری و یرحم الله عبداً قال آمینا میراث صوری آن سرور علیه و علی آله الصلوات
و التسلیمات بعالم خلق تعلق دارد و میراث معنوی بعالم امر که آنجا همه ایمان و معرفتست
و رشد و هدایت شکر نعمت عظمی میراث صوری آنست که بمیراث معنوی متحلی گردند و التحلی بالمیراث
المعنوی لا یتیسر الا بکمال الاتباع المصطفوی علیه الصلوة و السلام و التحیة فعلیکم باتباعه
و اطاعته فی اوامره و نواهیه و کمال متابعت فرع کمال محبت است بآن سرور علیه الصلوة و السلام
مصرع ان المحب لمن یهواه مطیع ❊ و علامت کمال محبت کمال بغض ست با اعدای او صلی الله
علیه و سلم و اظهار عداوت است با مخالفان شریعت او علیه الصلوة و السلام در محبت مداهنت گنجایش ندارد
و محب دیوانهٔ محبوب است تاب مخالفت ندارد و با مخالفان محبوب هیچ وجه آشتی نمی نماید در محبت متباینه

رام پسر جسرت و برادر لچهمن و شوهر سیتا هرگاه رام زوجهٔ خود را نگاه نتوانند داشت غیری را
چه مدد نماید عقل دور اندیش را کار باید نمود بتقلید ایشان نباید رفت هزاران عار است که کسی
پروردگار عالمیان را باسم رام یا کرشن یاد کند در رنگ آنست که بادشاه عظیم الشان را باسم ارذل الناس
یاد کنند رام و رحمن را یکی دانستن از نهایت بی عقلی است خالق با مخلوق یکی نمی شود و بیچون با چون
متحد نمی گردد پیش از خلقت رام و کرشن پروردگار عالم را رام و کرشن نمی گفتند بعد از پیدا شدن
اینها چه شد که نام رام و کرشن باو سبحانه تعالی اطلاق می کنند و یاد کرشن و یاد کرشن و رام را یاد
پروردگار میدانند حاشا و کلا ثم حاشا و کلا پیغمبران ما علیهم الصلوات و التسلیمات که قریب بیک
لک و بست و چهار هزار گذشته اند خلائق را بعبادت خالق ترغیب فرموده اند و از عبادت غیر
منع نموده و خود را بنده و عاجز دانسته اند و از هیبت او و عظمت او تعالی ترسان و لرزان بوده اند
و آلهه هنود خلق را بعبادت خود ترغیب کرده اند و خود را آله دانسته هر چند به پروردگار قائل اند اما او را
در خود حلول و اتحاد اثبات کرده اند و ازین جهت خلق را بعبادت خود می خوانند و خود را اله گویانیده اند
و در محرمات بی تحاشی افتاده بزعم آن که آله از هیچ چیز ممنوع نیست و در خلق خود هر تصرفی که خواهد بکند
اقسام این تخیلات فاسده بسیار دارند ضلوا فاضلوا بخلاف پیغمبران علیهم الصلوات و التسلیمات
که خلائق را از آنچه منع فرموده اند خود را نیز از آن چیز باز داشته اند بر وجه اتم و اکمل خود را
بشر مثل سائر بشر می گفتند ؎ ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا ✽ **مکتوب صد و بست و هشتم** بمخدوم زادهٔ ان کبنی اعنی خواجه محمد قاسم صدور یافته در بیان
علو سلسلهٔ علیهٔ نقشبندیه و شکایت از حال جماعه که محدثات و مخترعات درین طریقهٔ شریفه
لاحق کرده اند و ما یناسب ذلک ؛ الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علی سید المرسلین
و آله الطاهرین اجمعین اما بعد دعوات موفوره و تحیات نامحصوره بعالی جناب سلالة المشائخ
الکرام نتیجهٔ اولیاء العظام خدمت مخدوم زادهٔ مستقیم بر جاده سلمه الله تعالی سبحانه و ابقاه
تبلیغ نموده اظهار اشتیاق و آرزومندی مینماید ؎ کیف الوصول الی سعاد و دونها قلل الجبال
و دونهن حیوف ؛ معلوم شریف مخدوم زادگی باد که علو این طریقهٔ علیه و رفعت طبقهٔ نقشبندیه
بواسطهٔ التزام سنت است و اجتناب از بدعت لهذا اکابر این طریقهٔ علیه از ذکر جهر اجتناب

مخدوما تا چند بر خود چون مادر مهربان باید لرزید و تا کی بر خود از غصه و غم باید پیچید خود را و همه را مرده باید
انگاشت و جماد بی حس و حرکت باید پنداشت انک میت و انهم میتون نص قاطع است فکر ازاله مرض
قلبی درین فرصت یسیر بذکر کثیر از اهم مهام ست و علاج علت معنوی درین مهلت قلیل بیاد رب جلیل
از اعاظم مقاصد دلی که گرفتار غیر است از وی چه توقع خیر روحی که مائل بکهتر ست نفس اماره ازو بهتر
است آنجا همه سلامتی قلب می طلبند و خلاصی روح می جویند و ما کوته اندیشان همه در فکر تحصیل
اسباب گرفتاری روح و قلبیم هیهات هیهات چه توان کرد و ما ظلمهم الله و لکن کانوا انفسهم یظلمون
دیگر از عمر ضعف ظاهر اندیشه نکنند ان شاء الله تعالی بصحت و عافیت تبدیل خواهد یافت
خاطر اینجانب ازین ره گذر جمع است جامه فقرا که طلب داشته بودند پیراهن فرستاده شده
خواهند پوشید و مترصد نتائج و ثمرات آن خواهند بود که کثیر البرکت ست ع هر کس افسانه
بخواند افسانه است * و آنکه دیدش نقد خود مردانه است * والسلام علی من اتبع الهدی
والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات مکتوب صد و شصت و هفتم
به هردے رام هندو که اظهار اخلاص این طائفه علیه نموده بود صدور یافته در ترغیب بر عبادت
پروردگار عالمیان که بیچون و بیچگونه است و اجتناب از عبادت آلهه باطله هنود ** و کتاب
شما رسید از هردے و محبت فقرا و التجا باین طائفه علیه مفهوم گشت چه نعمتی است که هر کسی را
باین دولت بنوازند ثانیاً ع من انچه شرط بلاغ ست با تو می گویم ** تو خواه از سخنم پند گیر و
خواه ملال ** بدان و آگاه باش که پروردگار ما و شما بلکه پروردگار عالمیان چه سموات چه ارضین
و چه علیین و سفلیین یکی است بیچون و بیچگونه از شبه و مانند منزه است و از شکل و مثال مبرا پدری
و فرزندی در حق او تعالی محال ست کفائت و تماثل را در آنحضرت چه مجال شائبه اتحاد
و حلول در شان او سبحانه مستهجن است و مظنه مکنون بودن و بروز در آن جناب قدس مستقبح زمانی نیست
که زمان مخلوق است مکانی نیست که مکان مصنوع اوست وجود او را ابتدا نیست
و بقائے او را نهایت نه هر چه از خیر و کمال است باو سبحانه ثابت است و هر چه از نقص
و زوال است ازو تعالی مسلوب پس مستحق عبادت او تعالی باشد و سزاوار پرستش او سبحانه
رام و کرشن و مانند آنها که آلهه هنود اند از کمینه مخلوقات وے اند و از مادر و پدر زائیده اند

واجتناب از سنت هم گنجایش دارد و از تهجد راجمعیت تمام و امینا ید و این بدعت در رنگ سنت
تراویح در مسجد رواج و رونق می بخشند و این عمل را نیک میدانند و مردم را بران ترغیب می کنند
واحال آنکه ادای نوافل را بجماعت فقها شکر الله تعالی سعیهم مکروه گفته اند اند شد کراهت و جمعی از فقها
که تداعی شرط کراهت در جماعت نفل داشته اند جواز جماعت نفل را مقید بناحیهٔ مسجد ساخته اند و زیادت از
سه کس را باتفاق مکروه گشته اند و ایضاً نماز تهجد را باین وضع سیزده رکعت می انگارند که دوازده رکعت
استاده می گذارند و دو رکعت نشسته که حکم یک رکعت پیدا کند از انجا گرفته اند که ثواب قاعد نصف
ثواب قائم است و این علم و عمل نیز مخالف سنت ست علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة حضرت
پیغامبر که سیزده رکعت ادا فرموده اند همراه وتر ست و فرضیت دو رکعت نماز تهجد از فرضیت رکعات
وتر پیدا شده است لا کما زعم مولانا العظام ــــه اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ÷ که دل آزرده
شوی ورنه سخن بسیار ست ÷ عجیب ست که بلاد ما وراء النهر که ماوای علمای اهل حق ست
این قسم بدعتها رواج یافته و این نوع مخترعات شیوع پیدا کرده و حال آنکه با فقیران علوم شرعیه
را از برکات الشان استفاده می نمائیم والله سبحانه الملهم للصواب ثبتنا الله سبحانه و
ایاکم علی جادة الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلواة والسلام والتحیة ویرحم الله عبداً قال آمینا

مکتوب صد و شصت و نهم بشیخ عبد الصمد سلطانپوری صدور یافته در جواب سوال

او از حال مریدی که به پیر خود گفته اگر در وقت خاص منکر یا حق سبحانه باشد تو در میان نه آیی سر از
تن جدا کنم پیر آن سخن او را پسندیده و در کنار گرفت الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین
و آله الطاهرین اجمعین مراسله شریفه و معاوضهٔ لطیفه که از روی کرم صادر فرموده بودند رسید موجب فرحت
گشت استفساری رفته بود مخدوما مقصد اقصی و مطلب اسنی وصول بجناب قدس خداوند بیست
جل سلطانه لیکن چون طالب در ابتدا بواسطه تعلقات شتی در کمال تدنس و تنزل است و جناب
قدس او تعالی در نهایت ترفع و مناسبتی که سبب افاضه و استفاده است در میان مطلوب و طالب
مسلوب ست لاجرم از پیر راه دان راه بین چاره نبوده که برزخ بود و از هر دو طرف حظ وافر دارد
تا واسطه وصول طالب بمطلوب گردد و هر قدر که طالب را بمطلوب مناسبت پیدا می گردد
همان قدر پیر خود را از میان می کشد و چون طالب را بمطلوب مناسبت تمام پیدا شد

فرموده اند و بذکر قلبی دلالت نموده اند و از سماع و رقص و تواجد که در زمان آن سرور علیه الصلوة والسلام
و در زمان خلفای راشدین نبوده علیهم الرضوان منع فرموده و خلوت و اربعین که در صدر اول
نبوده بجای آن خلوت در انجمن اختیار کرده لاجرم نتائج عظمی برین التزام مترتب گشته است و ثمرات
کثیره بر آن اجتناب متفرع شده ازینجاست که نهایت دیگران در بدایت این بزرگواران مندرج
است و نسبت ایشان فوق همه نسبتها آمده کلام ایشان دوای امراض قلبیه است و نظر شان شفای
علل معنویه توجه وجیه ایشان طالبان را از گرفتاری کونین نجات می بخشد و همت رفیع شان
مریدان را از حضیض امکان بذروهٔ وجوب می برد ع نقشبندیه عجب قافله سالارانند ٭ که برند از ره
پنهان بحرم قافله را ٭ از دل سالک ره جاذبهٔ صحبت شان ٭ می برد وسوسهٔ خلوت و فکر چله را ٭
لیکن درین اوان که آن نسبت شریفه عنقای مغرب گشته و رو باستتار آورده جمعی از همین طبقه
از نایافت آن دولت عظمی و از فقدان آن نعمت قصوی دست و پای بهرسو زده اند و از جوهر
نفیسه بخزف ریزه چند خرسند گشته و در رنگ طفلان بجوز و مویز آرام یافته از غایت اضطراب و
حیرانی طریق اکابر خود را گذاشته گاهی بجهر تسلی می جویند و زمانی بسماع و رقص و آرام می طلبند
و چون در انجمن ایشان را خلوت میسر نشده اربعین خلوت اختیار می نمایند عجب تر آنکه این بدعتها
متمم و مکمل این نسبت شریفه می انگارند و این تخریب را عین تعمیر می شمرند حضرت حق سبحانه و
تعالی ایشان را انصاف دهاد و شمهٔ از کمالات اکابر این طریقه بمشام جانهای ایشان رسانا د
بالنون والصاد بحرمة النبی و آله الامجاد علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات و چون این محدثات در آن دیار
شیوعی پیدا کرده است بحدیکه طریق اهل اکابر را پوشیده ساخته و وضیع و شریف آنجا
وضع محدث و جدید را اختیار نموده اند و از طریق اهل قدیم اعراض نموده بخاطر ریخت که شمهٔ ازین
با خادمان آن عتبه علیه اظهار نماید و باین وسیله در ذیل بیرون انداز و نمی داند که انیس مجلس
خدمت مخدوم زادگی از کدام طائفه است و مونس محفل از کدام فرقه ٭ خواهم لشد از دیده
درین فکر جگر سوزه کاغوش که شد منزل و آسایش خوابت ٭ والمسئول من الله سبحانه ان
یعصم جناب قدسکم عن عموم هذه البلوی وان یحفظ عتبة شریفکم عن سموم هذه الابتلاء مخدوما اکثر ما احدثت
و ابداع را درین طریقه علیه بعضی خلیفها رواج داده اند که اگر مخالفان گویند که درین طریق التزام بدعت

یشار الیه بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمه الله و ستهم داشتن افعال و نبات خود را اگرچه مثل فلق صبح باشد و عدم اعتنا باحوال و مواجید خود اگرچه صحیح و مطابق باشد اعتماد نباید کرد و مستحسن نباید پنداشت مجرد تائید دین و تقویت ملت را و ترویج شریعت و دعوت خلق را بحق جل و علا سبب این قسم تائید گاه هست که از کافر و فاجر هم آید قال علیه الصلوٰۃ والسلام ان الله لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر مردیکه بطلب آید و اراده مشغولی نماید آنرا در رنگ بیر و شیر باید دانست و باید ترسید که مبادا ازین راه خرابی او خواهند و استدراج او نمایند و اگر فرضاً در قدوم مرید در خود فرحی و سروری یابند آن را کفر و شرک دانند و تدارک آن به ندامت و استغفار چندان نمایند که اثری ازان سرور نماند بلکه بجای آن فرح حزن و خوف نشیند و نیک تاکید نمایند که طمعی در مال مرید و توقع در منافع دنیوی او پیدا نشود که مانع رشد مرید ست و باعث خرابی هرچه اینها همه تن خالص می طلبند الا لله الدین الخالص شرک را دران حضرت هیچ وجه گنجایش نیست و بدانند که هر ظلمتی و کدورتی که که بر دل طاری گردد ازالۂ آن بتوبه و استغفار و ندامت والتجا اسهل وجوه میسر ست مگر ظلمتی و کدورتیکه از راه محبت دنیای دنی بر دل طاری شود منغص می گرداند و مستهجن میسازد و در ازالۂ آن تعسر تام ست و تعذر بر کمال صدق رسول الله تعالی صلی الله علیه و آله وسلم حب الدنیا راس کل خطیئة نجانا الله سبحانه وایاکم عن محبة الدنیا ومحبة ابنائها وارباها والاختلاطاتهم والمصاحبتهم فانها سم قاتل و مرض هالک و بلاء عظیم و داء عمیم اخوی ارشدی شیخ حمید باحسن وجوه متردد آن حدود اند استماع سخنان نو و تازه را از ایشان غنیمت دانند والباقی عند التلاقی **مکتوب صد و هفتاد و دوم** بشیخ بدیع الدین صدر یافته در بیان بعضی از اسرار خاص که نصیب اخص قلیل ست از خواص و بیان آن که درین موطن عارف خود را از دائرۂ شریعت بیرون می یابد با ذکر سبب آن و تطبیق آن با ظاهر شریعت غرّاء مع ما یتعلق بذلک + بعد الحمد والصلوٰۃ معلوم اخوی اعزی باد که شریعت را صورتی ست و حقیقتی صورتش آنست که علمای ظواهر به بیان متکفل اند و حقیقتش آنکه صوفیه علیه بآن ممتاز اند نهایت عروج صورت شریعت تا نهایت سلسلۂ ممکنات ست بعد ازان اگر در مراتب وجوب سیر واقع شود صورت با حقیقت متمزج خواهد بود و این معاملۂ امتزاج نیز تا عروج ایشان العلم ست که مبدا تعین سید البشر ست علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات

پیر تمام خود را از میان برکشید و طالب را بمطلوب بی توسط خود واصل گردانید پس در ابتدای و در توسط
مطلوب را بی آئینه پیر نمی توان دید و در انتهای توسط آئینه پیر جمال مطلوب جلوه گر میگردد و وصل عریان حاصل
میشود و آنکه گفته که پیر اگر در آن وقت حاضر شود سر از تن جدا سازم از دیوانگی گفته ارباب استقامت چنین
نگویند و براه بی ادبی نپویند و مرادات را از برکات پیر جویند **مکتوب صد و هفتادم** بشیخ نور صدور
یافته در بیان آنکه آدمی را همچنان که از امتثال اوامر و نواهی حق جل و علا چاره نیست
از مراعات ادای حقوق خلق و مواسات بایشان نیز چاره نه و ما ینا سب ذلک ۔ الحمد لله و
سلام علی عباده الذین اصطفی برادر ارشد آدمی را همچنان که از امتثال او امر حق جل علا و انتها
از نواهی چاره نیست از مراعات ادای حقوق خلق و مواسات بایشان نیز چاره نه التعظیم لامر الله
و الشفقة علی خلق الله بیان ادای این دو حقوق می فرماید و بمراعات هر دو سطر آن دلالت
می نماید پس اختصار بر یکی از این دو امر قصور است و اکتفا بر جزو از کل از کمالیت دور پس تحمل ادای
خلق ضروری آمد و حسن معاشرت بایشان واجب گشت بی دماغی نمی زیبد و ناپروائی نمی سزد
ع هر که معشوق شد اگرچه نازنین عالم ست ۔ نازکی کے راست آید بار می باید کشید ۔ چون مدتها
در صحبت بوده آید و مواعظ و نصائح شنیده و از اطالت سخن اعراض نموده بر فقره چند اختصار
افتاد ثبتنا الله سبحانه و ایاکم علی جادة الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة
مکتوب صد و هفتاد و یکم بملا طاهر بدخشی صدور یافته در بیان آنکه آنچه در فقر لازم ست
دوام ذل ست و افتقار و ادای وظائف عبودیت و محافظت حدود شرعیه و متابعت سنت سنیه
علی صاحبها الصلوة والسلام و مشاهده استیلای ذنوب و خوف انتقام علام الغیوب و ما
یناسب ذلک ۔ الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و آله الطاهرین آنچه
بر ما فقیران لازم ست دوام ذل ست و افتقار و انکسار و تضرع و التجا و ادای وظائف عبودیت و محافظت
حدود شرعیه و متابعت سنت سنیه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة و تصحیح نیات در تحصیل خیرات
و تخلیص بواطن و تسلیم ظواهر و رویت عیوب و مشاهده استیلای ذنوب و خوف انتقام علام الغیوب
و قلیل پنداشتن حسنات خود را اگرچه بسیار باشد و کثیر انگاشتن سیئات خود را اگرچه اندک باشد
و ترسان و لرزان بودن از شهرت و قبول خلق قال علیه الصلوة والسلام بحسب امرء من الشر ان

قلب نیز گنجایش ست پس قدم از مطلق شریعت بیرون ماندن بچه معنی باشد گوئیم که حقیقت شریعت
تیز از روح و سر می گذرد و بخفی و اخفی می رسد و قدم بیرون ماندگان فی الحقیقت همین خفی و اخفی اند

و الله سبحانه اعلم بحقیقة الحال ثبتنا الله سبحانه و ایاکم و جمیع المسلمین علی متابعة سید المرسلین علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات اتمها و اکملها

مکتوب صد و هفتاد و سوم بمیر محمد نعمان صدور یافته در جواب سوالیکه کرده بودند با بیان بعضی از اسرار غریبه که متعلق اند به نفی و اثبات کلمه طیب لا اله الا الله بعد الحمد و الصلوة معلوم جناب سیادت پناهی باد که پرسیده بودند چون هرچه در دید و دانش در آید بکلمهٔ لا نفی آن ضروریست چه مطلوب مثبت ماورای دید و دانش ست پس ازینجا لازم می آید که شهود محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم نیز شایان نفی باشد و مطلوب مثبت در ماورای آن متحقق بود ای برادر محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم با آن علو شان بشر بود و بداغ حدوث و امکان متسم بشر از خالق البشر جل سلطانه چه دریابد و ممکن از واجب تعالی چه فرا گیرد و حادث قدیم را جلت عظمته چه طور احاطه نماید لا یحیطون به علما نص قاطع ست شیخ عطار فرماید؎ نمی بینی که شاهی چون پیمبر نیافت او فقیر کل تو ریخ کم بر؛ ای عزیز این مقام تفصیل می طلبد بگوش هوش باید شنید بدانکه کلمهٔ طیب لا اله الا الله را دو مقام ست نفی و اثبات و هر کدام از نفی و اثبات را دو اعتبار اول آنکه نفی استحقاق عبادت آلههٔ باطله کرده شود و اثبات استحقاق عبادت معبود بحق نموده آید و اعتبار ثانی آنکه نفی متعلق شود بمقصودات غیر مقصوده و متعلقات غیر مطلوبه و متعلق اثبات جز مطلوب حقیقی نباشد و ورای مقصود اصلی نبود و کمال در اعتبار اول در ابتدا آنست که هرچه معلوم و مشهود شده است همه در تحت لا داخل شود و در جانب اثبات غیر از کلمهٔ مستثنی هیچ چیز ملحوظ نبود و بعد از چندگاه که بصیرت حدت پیدا کند و کحل خاک راه مطلوب مکتحل گردد مستثنی نیز در رنگ مستثنی منه شود مع ذلک سالک خود را گرفتار ماورای آن مشهود می یابد و مطلوب را در بیرون آن می طلبد چه در ابتدا این کمال هرچه در تحت لا داخل شده بود تمام از دائرهٔ ممکنات بود که استحقاق عبادت نداشت و به برکت تکرار این کلمه طیبه از معبودی که مستحق عبادت ست و بکلمهٔ الا مثبت گشته جدا شده بود لیکن از ضعف بصیرت مرتبهٔ وجوب را که شایان عبادت جدا شده و بکلمهٔ الا مثبت گشته نمی دید غیر از

بعد از ان اگر ترقی واقع شود صورت و حقیقت هر دو وداع خواهند نمود معاملۀ عارف بشان آب حیوة خواهد افتاد و این شان عظیم الشان را بعالم هیچ مناسبتی نیست از شیونات حقیقت است که گرد صفات بان نرسیده است تا تعلقی بعالم پیدا کند و این شان دروازۀ مقصود است و مقدمۀ مطلوب درین موطن عارف خود را از دائرۀ شریعت بیرون می یابد اما چون محفوظ است دقیقه از دقائق شریعت فرو نمی گذارد جماعه که باین دولت عظمی مشرف شده اند اقل قلیل اند اگر عدد آنرا بیان کند شاید که اقل قلیل قبول نکند و جمعی کثیر از صوفیه اند که بظلال این مقام عالی رسیده اند چه هر مقام عالی را در سافل ظلی ست از ظلال آن انگاشته اند که قدم از دائرۀ شریعت بیرون نهاده اند پوست را گذاشته بمغز رسیده این مقام از مزلة اقدام صوفیه است جمعی از ناقصان ازین راه بالحاد و زندقه رسیده اند و سر از ربقۀ شریعت غرا بر آورده ضلوا فاضلوا و جمعی از کاملان که بدرجه از درجات ولایت مشرف شده اند و این معرفت را در ظلی از ظلال آن مقام عالی حاصل نموده هر چند باصل آن مقام نرسیده اند اما محفوظ اند و ادبی از آداب شریعت را فرو گذاشت تجویز نمی نمایند هر چند سر این معرفت را نمی دانند و حقیقت معامله را نمی فهمند و چون برین فقیر بعنایت الله سبحانه و صدقۀ حبیبه علیه و علی آله الصلوة والسلام سر این معما منکشف شده است و حقیقت کار کما ینبغی بوضوح پیوسته شمۀ از ان ماجرا در معرض بیان می آرد تحیل که ناقصان را براه آرد و کاملان را حقیقت معامله وانماید باید دانست که تکلیفات شرعیه مخصوص بقالب اند و بقلب چه تزکیۀ نفس متفرع بر اینهاست و آنچه او لطائف قدم از دائره شریعت بیرون می نهند ماسوای اینهاست پس آنچه بشریعت مکلف است همیشه مکلف است و آنچه مکلف نیست هرگز مکلف نبوده غایت ما فی الباب پیش از سلوک لطائف با یکدیگر ممتزج بودند از قلب جدائی نداشتند چون سیر و سلوک هر کدام را از دیگر جدا ساخت و بمقر اصلی خود رسانید معلوم شد که مکلف که بود و غیر مکلف کدام **سوال** اگر گویند در آن مقام عارف قالب و قلب خود را نیز بیرون دائرۀ شریعت می یابد وجه آن چه باشد **جواب** گوییم آن یافت تحقیقی نیست تخیلی است منشاء تخیل انصباغ قلب و قالب ست برنگ الطف لطائف که قدم بیرون نهاده اند اگر گویند که اگر چه تکلیفات صورت شریعت مخصوص بقلب و قالب است اما حقیقت شریعت را ورا ورای

نقد نما باشد و صلی می جویند که بهر آسا بود تسویف و تاخیر را تجویز نمی یابند تعطیل و تعجیل را مستحسن
می انگارند نقد وقت بر خزفات بیهوده صرف نمی کنند سرمایۀ عمر را به مموهات لاطائل تلف نمی فرمایند
از شریف بخسیس نمی گرایند و از مرضی بمغضوب التفات نمی نمایند بلقمهای چرب و شیرین خود را منفیر و غند
و بجامهای رقیق و نزیب حظ بندگی نمی دهند عار دارند از آنکه تخت شاهی را بقاذورات تعلقات
ملوث دارند و ننگ دارند از آنکه در ملک خداوندی جل سلطانه لات و عزی را شرکت دهند ای برادر اینجا همه
دین خالص می طلبند الا لله الدین الخالص و غباری از شرکت تجویز نمی فرمایند لئن اشرکت لیحبطن عملک
ساعتی بحال خود در روید اگر این دین خالص میسر شده است بشری لکم و الا علاج واقعه پیش از وقوع
باید کرد و واقعه که نوشته بودند ظهور جن بود و تصرف باطل و این قسم ظهور و تصرف او بر طالبان بسیار واقع
می شود غم نیست ان کید الشیطان کان ضعیفا و اگر باز ظهور کند بتکرار کلمۀ تمجید لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم
دفع آن کید نمایند والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله
الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها **مکتوب صد و هفتاد و هفتم** بحافظ محمود صدور یافته
در بیان آنکه تلوینات احوال و حصول تمکین و معنی حدیث لی مع الله وقت مفاوضه شریفه برادری
وصول یافت شمه از تلوینات احوال خود نوشته بودند که سالکان را چه در بدایت و چه در
نهایت از تلوینات احوال چاره نبود غایت ما فی الباب اگر آن تلوین بر قلب است سالک از
ارباب قلوب است و مسمی با بن الوقت و اگر قلب از تلوین برجست و از رقیت احوال خود آزاد گشت
و بمقام تمکین پیوست این زمان ورود احوال متلونه بر نفس است که بمقام قلب بخلافت آن نشسته است
این تلوین بعد از حصول تمکین است و صاحب این تلوین را اگر ابو الوقت گویند گنجایش دارد و اگر
بمحض فضل ایزدی جل سلطانه نفس نیز از این تلوینات برگذشته بمقام تمکین و اطمینان پیوست این
زمان ورود تلوینات بر قالب است که از امور مختلفه ترکیب یافته است این تلوین دائمی است
چه تمکین در حق قالب متصور نیست اگرچه مصبغ شده باشد برنگ الطف لطائف زیرا که تمکین که از راه
این انصباغ می آید بطریق تبعیت است و ورود احوال متلونه بطریق اصالة والعبرة للاصل لا للتبع و صاحب
این مقام از اخص خواص است و فی الحقیقت ابو الوقت هم او تواند بود که معنی حدیث لی مع الله
که از آن سرور علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات نقل کرده اند و جمعی از وقت مستمر

تکلم بکلمهٔ مستثنی ازان مقام نصیب نداشت اما بعد از قوت بصیرت مستثنی نیز در رنگ مستثنی منه شهود گشت
وچون مرتبهٔ وجوب جامع اسماء و صفات الٰهی است جل سلطانه و متعلق همت سالک احدیت مجرده است
که استحقاق عبادت نیز در آن موطن در رنگ عدم استحقاق عبادت در راه مانده است لاجرم مقصود
خود را ازماوراء اسماء و صفات می طلبد و از گرفتاری بما دون آن تحاشی مینماید ؎ چو دل با دلبری آرام گیرد +
ز وصل دیگری کے کام گیرد ؛ نهی صد دسته ریحان پیش بلبل ؛ نخواهد خاطرش جز نکهت گل ؛ ز مهر آتش
چه در نیلوفر افتد ؛ تماشای مهش کے در خور افتد ؛ چو خواهد تشنه جانی شربت آب ؛ نیفتد سودمندش
شکر تاب ؛ وکمال در اعتبار ثانی که مقصود ازان نفیٔ مقصودات غیر مقصود است آنست که شهود مرتبه
وجوب نیز در رنگ شهود مراتب امکانی در تحت لا داخل شود و در جانب اثبات هیچ چیز ملحوظ نبود مگر
بقوله بکلمهٔ مستثنی ؎ چه گویم با تو از مرغی نشانه ؛ که با عنقا بود هم آشیانه ؛ ز عنقا هست نامی پیش مردم ؛
ز مرغ من بود آن نام هم گم ؛ والحق که فطرت علیاء همت قصوی همین قسم مطلب را خواهان ست
که هیچ ازان در دست نیاید بلکه هیچ گروے بدامن ادراک نرسد و تیهٔ اخروی حق ست اما تصور
آن مرا از جا می برد مردم بوعدهٔ رویت اخروی مسرور و محظوظ اند و گرفتاری من بحر یعنی الغیب
نه همگی همت خواهان آنست که سروی از مطلوب از غیب به شهادت نیاید و از گوش با غوش
نرسد در خت از علم بعین نکشد چه توان کرد مرا چنین آفریده اند ع هر کسی را بهر کاری ساختند
هر چند درین مقام از دیوانگی ها بسیار دارم اما از ادب لب نتوانم جنبانید ع جنون من
حبیب ذی فنون ست ؎ عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نشد ؛ شب باخر شد
کنون کوته کنم افسانه را ؛ والسلام علی من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه و
علی آله الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها **مکتوب صد و هفتاد و چهارم** بخواجه اشرف
کابلی صدور یافته در بیان آنکه دیوانگان این راه باین معیت تسلی نمیگیرند و باین بعد قرب نما تسکین
نمی یابند قربے می خواهند بعد نما و وصلی می جویند هجر آسا و در بیان آنکه واقع که نوشته بودند ظهور حین
بود و تصرف باطل او ؛ مکتوب مرغوب اخوی اعزی وصول یافت چون مبنی از محبت فقرا و التجا
باین طائفهٔ علیا بود موجب فرحت گشت المرء مع من احب نقد وقت دانند اما بدانند که دیوانگان
این راه باین معیت تسلی نمیگیرند و باین بعد قرب نما تسکین نمی یابند قربے می خواهند که

چہ احتیاج با آنکہ با کسی احسان و حسن معاشرت ولادت نماید بالکہ نزدیک است کہ آن دلالت و دخل سوء ادب شود غایت ما فی الباب آدمی در وقت احتیاج بہر حقیر و نقیر نسبت می نماید و از ہر ضعیف تخفیف تسلی می جوید بنا بر آن بتقدیع دہ گشتہ تسلی ارباب مسئلہ نمودہ آید مخدوما مکرما احسان در ہمہ جا محمود است علی الخصوص نسبت بجماعت کہ قرب جوار دارند حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات در اداء حقوق جوار آن قدر مبالغہ می فرمودند کہ اصحاب کرام ازان مبالغہ گمان می بردند کہ شاید با ہل جوار ارث ہم بدہانند **مثنوی** چون چنین با یکدگر ہمسایہ ایم * تو چو خورشیدی و ما چون سایہ ایم * چہ بدے ای مایۂ بی مایگان * گر نگہ داری حق ہمسایگان * والسلام

مکتوب صد و ہفتاد و نہم

بمیر عبد اللہ ابن میر نعمان صدور یافت در نصیحت * فرزندی اعزی لازال کاسمہ موفق باشند موسم جوانی را غنیمت دانستہ بتحصیل علوم شرعیہ و عمل بمقتضای آن علوم اشتغال دارند و اہتمام نمایند کہ این عمر گرامی در ما لا یعنی صرف نشود و بلہو و لعب تلف نہ گردد دیگر والد بزرگوار شما بعد از چند روز بشما ملحق خواہند شد ان شاء اللہ تعالی تا رسیدن ایشان از متعلقان بو آحق خبر دار خواہند بود ع بد رخویش باش گر مردی *

مکتوب صد و ہشتادم

بمخدوم زادہ انکنکی یعنی خواجہ ابو القاسم صدور یافتہ در استفسار بعضے از اسامی پیران کہ در آن تردد پیدا شدہ بود مخدوما مکرما انچہ از حضرت خواجہ اعنی خواجہ محمد باقی علیہ الرحمۃ بما رسیدہ است در تحقیق اسامی پیران کہ باین حضرت مولانا خواجگی انکنکی و حضرت خواجہ احرار گذشتہ اند آنست کہ دو بزرگ اند یکی ازین دو بزرگ و آن بزرگوار حضرت مولانا است اعنی مولانا درویش محمد و دومی از ایشان مولانا محمد زاہد است کہ خال مولانا درویش محمد است درین نزدیکی شیخت پناہی خواجہ خاوند محمود باین حدود تشریف آوردہ بودند بہ اول ملاقات سخن از حضرت مولانا درویش محمد گذشتند و گفتند کہ ایشان از کسی اجازت نبودند لہذا در اوائل مرید نمی گرفتند و در اواخر عمر شروع در سخن کردند گفتہ شد کہ ایشان از بزرگ بودند و تمام ما وراء النہر بہ بزرگے ایشان قائل ہرگز تجویز نمی توان کرد کہ بے اجازت ایشان مرید گرفتہ باشند در اوائل یا در اواخر کہ این عمل داخل خیانت است با دنی تسلم این ظن نمی توان کرد خصوصیت باکابر دین بعد ازان خواجہ خاوند محمود گفتہ کہ یک روز مولانا پیش خواجہ کلان وہ بیدی رفتہ بودند و ایشان خربزہ می خوردند مولانا اظہار طلب فرمودند ایشان

مراد داشته اند و جمعی دیگر وقت تا در راجع باین بیان باشند چه نسبت به بعضی لطائف مستتر است
و نسبت به بعضی دیگر قدرته فلا خلاف بالجملہ ظاہر را بشریعت غرا متحلی داشته بتکرار سبق باطن مداومت نماید
ع اندرین بحر بیکرانہ چو غوک ـ دست و پائی بزن چہ دانی بوک ـ اخوی اعزی مولانا محمد صدیق
در آگره اند ملاقات ایشان را غنیمت دانند ـ **مکتوب صد و ہفتاد و ششم** بملا محمد صدیق صدور یافته
در بیان آنکه محافظت اوقات از ضروریات این راه ست تا بامور لاطائل تلف نشود الحمد لله و سلام
علی عباده الذین اصطفی من حسن اسلام المرء اشتغاله بما یعنیه و اعراضه عما لا یعنیه پس از محافظت ا
اوقات خود چاره نبود تا بامور لاطائل تلف نشود شعر خوانی و قصه پردازی را نصیب اعدا دانسته
بسکوت و حفظ نسبت باطن باید پرداخت اجتماع یاران درین طریق از برای جمعیت باطن
نه از برای تشتت خاطر لهذا انجمن را بر خلوت اختیار کرده اند و جمعیت را از اجتماع حسنه
اجتماعی که سبب تفرقه باشد تحاشی آن لازم ست با جمعیت باطن هر چه جمع شود مبارک ست
و هر چه جمع نشود شوم و نامبارک نوعی باید زندگانی نمود که جمعی را در صحبت این کس جمعیتی حاصل شود
نه آنکه در تفرقه انداز و ورق خود را باید گردانید و از گفت بسکوت آمد وقت مشاعره نیست و هنگام محاوره
ع چه وقت مدرسه و بحث کشف و کشاف ست و السلام **مکتوب صد و ہفتاد و ہفتم**
بجمال الدین حسین بدخشی صدور یافته در ترغیب بر تصحیح عقائد بمقتضای آرای صائبه اہل سنت
و جماعت شکر الله تعالی سعیهم ـ خواجه جمال الدین حسین عنفوان شباب را غنیمت شمرند و مهما امکن صرف
مرضیات حق نمایند جل و علا یعنی اولا تصحیح عقائد بمقتضای آرای صائبه اہل سنت و جماعت شکر الله
تعالی سعیهم لازم دانند و ثانیا عمل بموجب احکام شرعیه فقهیه و ثالثا سلوک طریقه علیه صوفیه قدس الله
تعالی اسرارهم و من وفق لهذا فقد فاز فوزا عظیما و من تخلف عن هذا خسر خسرانا مبینا خدمتگاری
فرزندان خواجه محمد صالح را از سعادت عظمی دانند چه آن خدمت فی الحقیقت امداد و اعانت بخواجه
مشار الیه است که از مقبلان ست ع دادیم ترا ز گنج مقصود نشان والسلام **مکتوب صد و ہفتاد و ہشتم**
بمیرزا مظفر صدور یافته در سفارش شخصی و در ترغیب بر متابعت سید عالمیان و خلاصهٔ آدمیان
علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات عظم الله اجرکم و رفع قدرکم و یسر امرکم و شرح صدرکم
بحرمة سید المرسلین علیه و علی آله الصلوة و السلام متخلقان اخلاق نبویه را علیه الصلوة و السلام

خالی نیست یا نظر کشفی با خطا میکند که قریب را بعید میداند و بعید را قریب یا سبب اکملیت این مقام
امری است ورای یقین یا ترتب یقین بر قربت نیست در جواب گفتیم که ترتب یقین بر قرب است
قرب بیشتر یقین زیاده تر سبب اکملیت آن مقامات نیز اتمیت یقین است نه امر دیگر و نظر کشفی هم
صحیح است غایت ما فی الباب حصول قرب مر الطف لطائف است پس یقین نیز نصیب همینان باشد
و اکملیت آن مقامات چون مترتب بر اتمیت یقین ست نیز ایشان را حاصل بود پس تواند بود که بزرگی با وجود قلت
قرب در مقامی از مقامات الطف لطائف او تاست و رزیده باشد و با کشف لطائف رجوع ناکرده
بود در مقامات مذکوره اکمل بود از بزرگی دیگر که قرب بیشتر دارد و با کشف لطائف که لطیفهٔ قالب است
رجوع کرده چه لطیفهٔ قالب چون از ان قرب محروم است پس یقین نیز نصیب او نباشد
پس اکملیت آن مقامات از کجا پیدا کند و در بزرگی رجوع او با این لطیفه افتاده است
حکم این لطیفه پیدا کرده است و یقینیات لطائف دیگر که سابقاً حاصل شده بود دستور گشته
بخلاف بزرگی که به قالب رجوع او نیفتاده است حکم او حکم الطف لطائف است قرب و یقین
در حق او استقامت دارد و استتار پیدا نه کرده پس ناچار در مقامات مذکوره اتم و اکمل بود و انا
باید دانست که صاحب رجوع همچنانکه در قرب و یقین اکمل است در مقامات نیز اکمل ست لیکن
این کمالات او را مستور ساخته اند و برای دعوت خلق و حصول مناسبت بخلائق که سبب افاده
و استفاده است ظاهر او را همچو ظاهر عوام الناس گردانیده این مقام بالاصالة مقام انبیاء
و رسل است علیهم الصلوات و التسلیمات لهذا حضرت ابراهیم خلیل الرحمن علی نبینا و علیه الصلوٰة و السلام
طلب اطمینان قلب فرموده و در حصول یقین در رنگ عوام الناس محتاج برویه
بصری گشت و حضرت عزیر علی نبینا و علیه الصلوٰة و السلام گفت انی یحیی هذه
الله بعد موتها و آنکه رجوع نه کرده ست از یقین خود گفته لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا
این کلام اگر ثابت شود که از حضرت امیر ست کرم الله تعالی وجهه پس حمل بر آن باید کرد که پیش از
حصول رجوع فرموده باشند چه بعد از رجوع صاحب رجوع در رنگ عوام الناس در
حصول یقین محتاج بدلائل و براهین است این درویش را پیش از رجوع جمیع معتقدات
کلامیه بدیهی شده بود و یقین آن معتقدات را زیاده از یقین محسوسات می یافت اما بعد از رجوع

گفتند که خربزہ شما تمام است مولانا فرمودند که شما گواہی میدہید که خربزہ ناتمام است فرمودند که گواہی میدہم که خربزہ شما تمام است ازانوقت مولانا مرید گرفتن شروع نمودند این نقل ہم بسیار مستبعد بنود که بمجرد این قول مولانا خود را شیخ نگیرند و در پی مرید گرفتن شوند بعد ازان خدمت خواجہ خاوند محمود گفتند که این دو اسامی بزرگان که این حضرت مولانا و حضرت خواجہ احرار نقل می کنند و مسمی باین دو اسم میدانند خطاست باسامی دیگر یاد کرد ند و نیز گفتند که مولانا درویش محمد را از حال خود نسبتی نیست از شخصی دیگر است ازین سخنان ایشان تعجب بسیار حاصل شد بضرورت تصدیع داده گشت که اسامی آن دو بزرگ را از روی تحقیق نویسند که مجال سخن نماند و حدیث اجازت را چه احتیاج است که نوشته شود بزرگی ایشان گواہ عدل ست مع ذلک اگر نویسند قطع لسان طاغیان شود دیگر معلوم نشد که مقصود خدمت خواجہ خاوند محمود ازین سخنان پریشان چه بود اگر مقصود نفی این فقراء بی بضاعت بود بالغ وجوہ چه نفی پیر مستلزم نفی مرید است بالکد وجوہ پس نفی این بی بضاعتان را طرق بسیار بود چه احتیاج بآنکه از برای این غرض نفی بزرگان نموده آید و اگر مقصود دیگر داشته باشد و نفی بزرگان

بالاصالہ خواسته نیز مستحسن نیست کما لا یخفی علی من له ادنی درایة ربنا لا تزغ قلوبنا

بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمة انک انت الوہاب بحرمة سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات والسلام علی من اتبع الہدی مکتوب صد و ہشتاد و یکم بحضرت مخدوم زادہ اعنی محمد صادق سلمہ اللہ والبقاہ علی مفارق المحبین صدور یافته در جواب استفسار آنکه سبب چیست که جمعی از مشائخ را می بینیم که در مراتب قرب الہی جل شانہ درجہ ادنی دارند مع ذلک در مقامات زہد و توکل و غیرہما ایشان را درجات علیاست و جمعی دیگر از مشائخ می بینیم که در مراتب قرب تفوق دارند و در مقامات مذکورہ تنزل دارند انسب ذلک * فرزندی ارشدی محمد صادق پرسیدہ که سبب چیست که جمعی از مشائخ را می بینیم که در مراتب قرب الہی جل سلطانہ درجہ ادنی دارند مع ذلک در مقامات زہد و توکل ترک و صبر و رضا ایشان را درجات علیا مفہوم می شود و جمعی دیگر از مشائخ را می بینیم که در مراتب قرب درجہ علیا دارند و در مقامات زہد و توکل و غیرہما اقدام سفلی و مقرر ہست که اکملیت این مقامات باعتبار اتمیت یقین است و اتمیت یقین بسبب اقربیت است بجناب قدس خداوندی جل شانہ پس از چند امام

بلای جان تو ہٗ بیش از مرگ اگر کاری کرد فبها و الا خرابی در خرابی است سبق باطن را عزیز باید داشت و هر چه منافی آن باشد آنرا دشمن باید داشت ؎ هر چه جز عشق خدای احسن است ٭ گر شکر خوردن بود جان کندن است ٭ و ما علی الرسول الا البلاغ

مکتوب صد و هشتاد و چهارم بفتح الله صدر بلد در ترغیب بر متابعت سید المرسلین علیه و علی آله الصلوات و السلام و التحیة مکتوب مرغوب فرزندی اعزی که از روی محبت و اخلاص نوشته بودند بر سید خواجه رسانیدند موجب فرحت گشت حضرت حق سبحانه و تعالی توفیقات مرضیات خود رفیق گرداناد بحرمة النبی و آله الامجاد علیه و علیهم من الصلوات اکملها و التسلیمات ایها ای فرزند انچه فردا بکار خواهد آمد متابعت صاحب شریعت است علیه الصلوة و السلام و التحیة احوال و مواجید و علوم و معارف و اشارات و رموز اگر بآن متابعت جمع شوند فبها و نعمت و الا جز خرابی و استدراج هیچ نیست سید الطائفه جنید را بعد از فوت شخصی بخواب دید و از حالش پرسید جنید در جواب او گفت طاحت العبارات و فنیت الاشارات و ما نفعنا الا رکعات رکعناها فی جوف اللیل فعلیکم بمتابعة النبی و متابعة خلفائه الراشدین علیه و علیهم الصلوات و السلام و ایاکم و مخالفة شریعته قولا و عملا و اعتقادا فان الاولی یمن و برکة و الثانیة شوم و هلکة ہذا دیگر رساله که فرستاده بودند رسید بعضی جاها که خوانده شد در نظر خوب در آمد اما کار دیگر از تصنیف اهم تر است دباو پرداختن انسب و اولی است و السلام

مکتوب صد و هشتاد و پنجم بمنصور عرب صدور یافته در سفارش شخصی حضرت حق سبحانه و تعالی بر جادهٔ شریعت مصطفویه علی صاحبها الصلوة و السلام و التحیة استقامت ارزانی داشته بکلی همت متوجه جناب قدس خود گرداناد و انچه بر ما و شما لازم است سلامتی قلب است از گرفتاری ما دون حق سبحانه و این سلامتی بر تقدیری میسر گردد که غیر او را سبحانه بر دل خطوری نماند اگر فرضا هزار سال حیات وفا کند غیر بر دل نگذرد بواسطه نسیانی که دل را از ما سوای او تعالی حاصل شده است ع کار اینست غیر این همه هیچ بقیة المرام آنکه مولانا فاضل سرهندی که بخدمات علمیه قیام دارد پدر او در سرهند است آرزوی آن دارد که در پیری و ضعف خود بملاقات پسر خود مبتهج و مسرور گردد بنا بر ذلک فقیر را بر تصدیع این معنی متوسل ساخت و الامر عندکم بل کل من عند الله و السلام

مکتوب صد و هشتاد و ششم بخواجه عبد الرحمن مفتی کابلی صدور یافته در تحریص بر متابعت سنت و اجتناب از بدعت

آن یقین مستور شد و در رنگ عوام الناس محتاج بدلائل و براہین گشت ع چنانکہ پرورشم مید ہند میروم والسلام

مکتوب صد و ہشتاد و دوم

بملا صالح کولابی صدور یافتہ در بیان حدیث نبوی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ فرمودہ اند و بعضی اصحاب خود را کہ شکایت از خواطر سوء خود نمودہ اند ذلک من کمال الایمان و ما یناسب ذلک

جمعی از درویشان نشستہ بودند سخنی از خطرات و وساوس طالبان در میان آوردند درین ضمن حدیثی مذکور شد کہ روزی بعضی از اصحاب خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات پیش آن سرور از خطرات سوء خود شکایت کردند آن سرور فرمودہ اند علیہ الصلوٰۃ والسلام ذلک من کمال الایمان این فقیر را در انوقت معنی این حدیث چنین بخاطر گذشت اللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ کمال ایمان عبارت از کمال یقین است و کمال یقین مترتب بر کمال قرب و ہر چند قلب و مافوق او را از لطائف قرب الٰہی جل شانہ بیشتر پیدا شود ایمان و یقین زیادہ تر خواہد بود و بی تعلقی او بقالب افزون تر خواہد گشت این زمان خطرات در قالب بیشتر ظہور خواہد یافت و وساوس نامناسب تر لائح خواہد گشت پس ناچار سبب خطرات سوء کمال ایمان بود پس منتہی نہایت النہایت را ہر چند خطرات بیشتر و نامناسب تر اکملیت ایمان زیادہ ترچہ کمال ایمان تقاضای بی مناسبتی تمام دارد العلقۃ لطائف اللطیفۃ قالب و این بی مناسبتی ہر چند افزون تر قالب خالی تر و ظلمت و کدورت نزدیک تر و ورود خواطر و وساوس در آن بیشتر بخلاف مبتدی و متوسط کہ این قسم خواطر ایشان را سم قاتل ست و زیادتی بخش باطن فلا تکن من القاصرین این معرفت از معارف غامضہ این درویش است والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات

مکتوب صد و ہشتاد و سوم

بملا معصوم کابلی صدور یافتہ در نصیحت بحضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بر جادۂ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ استقامت کرامت فرمودہ بکلیت گرفتار جناب قدس خود گرداند امید است کہ تعلقات شتّی و توجہات پراگندہ کہ بظاہر استیلا یافتہ اند مانع نسبت باطن نباشند مع ذلک سعی نمائید کہ تحقیقی کہ در تفرقہ ظاہر میسر آید مباد اکہ در باطن سرایت کند و از وصول مطلب باز دارد عیاذاً باللہ سبحانہ و من ذلک دنیا و ما فیہا کرای آن نمیکند کہ کسی آنرا بعوض عمر گرامی حاصل کند خبر شرط است خواب خرگوش تا کی خواہد بود ع ای سرای و باغ تو زندان تو

دست چپ مستحسن داشته اند وسنت و فرش ارسال آن بین الکتفین است پر ظاهر است که این بدعت
رافع سنت است وهم چنین است انچه علماء در نیت نماز مستحسن داشته اند که با وجود ارادهٔ قلب زبان
نیز باید گفت وحال آنکه ازان سرور علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام ثابت نشده است بروایت صحیح
ونه بروایت ضعیف ونه از اصحاب کرام وتابعین عظام که بزبان نیت کرده باشند بلکه چون اقامت
می گفتند تکبیر تحریمه می فرمودند پس نیت بزبان بدعت باشد واین بدعت راحسنه گفته اند واین فقیر
میداند که این بدعت چه جای رفع سنت که رفع فرض می نماید چه در تجویز آن اکثر مردم بزبان اکتفا مینمایند
واز غفلت قلبی باک ندارند پس درین ضمن فرضی از فرائض نماز که نیت قلبی باشد متروک میگردد
وبفساد نماز میرسانند علی هذا القیاس سائر المتبدعات والمحدثات فانها زیادات علی السنة و
لو بوجه من الوجوه والزیادة نسخ والنسخ رفع فعلیکم بالاقتصار علی متابعة سنة رسول الله صلی الله
تعالی علیه وعلی آله وسلم والاکتفاء علی اقتداء اصحابه الکرام فانهم کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم و
اما القیاس والاجتهاد فلیس من البدعة فی شیء فانه مظهر لمعنی النصوص لامثبت امر زائد فاعتبروا
یا اولی الابصار والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات

مکتوب صد وهشتاد و هفتم بخواجه محمد اشرف کابلی صدور یافته در بیان آنکه طریق

رابطه اقرب طرق موصله است ودر بیان آنکه رابطه نافع تر است مرید را از ذکر گفتن او کتابتی
که بیاران نوشته بودند بنظر درآمد وبر احوال مستوره مطلع گشت بدانند که حصول رابطه
شیخ مر مرید را بی تکلف وبی تعمل علامت مناسبت تام است درمیان پیر و مرید که سبب افاده
واستفاده است وهیچ طریقی اقرب بوصول از طریق رابطه نیست تا کدام دولتمند را که بآن سعادت
مستسعد سازند حضرت خواجه احرار قدس الله تعالی سره در فقرات می آرند که سایهٔ رهبر به است
از ذکر حق گفتن باعتبار نفع انست یعنی سایهٔ رهبر نافع تر است مرید را از ذکر گفتن او چه مرید را هنوز
بمذکور جل وعلا مناسبت کامل حاصل نیست تا براه ذکر نفع تمام تواند گرفت والسلام اولاً وآخراً

مکتوب صد وهشتاد و هشتم بخواجه محمد صدیق بدخشی صدور یافته در بیان حل مسائل که پرسیده

بودند مکتوب مرغوب اخوی اعزی وصول یافت از امور سه گانه پرسیده بودند محبت آنها را
باکتفای بعضی از لطائف مرتبهٔ قلب مقصور بران لطائف است که قلب متضمن آنها است

و در بیان آنکہ ہر بدعت ضلالت است ؛ از حضرت حق سبحانہ و تعالی بتضرع و زاری و التجا
و افتقار و ذل و انکسار در سر و جہار مسألت مینماید کہ ہرچہ در دین محدث شدہ است و مبتدع گشتہ کہ در
زمان خیر البشر و خلفاء راشدین او نبودہ علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات اگرچہ آن چیز در روشنی
مثل فلق صبح بود این ضعیف را با جمعی کہ باو پیوستہ اند گرفتار عمل آن محدث نگرداناد و مفتون حسن آن مبتدع
نکناد بحرمة سید المختار و آلہ الابرار علیہ و علیہم الصلوة و السلام گفتہ اند کہ بدعت بر دو نوع است حسنہ
و سیئہ حسنہ آن عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آن سرور و خلفاء راشدین علیہ و علیہم الصلوات اتمہا
و من التحیات اکملہا پیدا شدہ باشد و رفع سنت ننماید و سیئہ آنکہ رافع سنت باشد این فقیر در ہیچ
بدعتی ازین بدعتہا حسن و نورانیت مشاہدہ نمی کند و جز ظلمت و کدورت احساس نمی نماید اگر فرضاً عمل
مبتدع را امروز بواسطہ ضعف بصارت بطراوت و نضارت بینند فردا کہ حدید البصر گردند دانند کہ جز
خسارت و ندامت نتیجہ نداشت بیت بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؛ کہ با کہ باختہ عشق
در شب دیجور ؛ سید البشر می فرمایند علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات من احدث فی امرنا ہذا ما
لیس منہ فہو رد چیزیکہ مردود باشد حسن از کجا پیدا کند و قال علیہ الصلوة و السلام اما بعد فان
خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الہدی ہدی محمد و شر الامور محدثاتہا و کل بدعة ضلالة و قال علیہ الصلوة
و السلام اوصیکم بتقوی اللہ و السمع و الطاعة و ان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری
اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا و عضوا علیہا بالنواجذ و
ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة ہرگاہ ہر محدث بدعت باشد و ہر بدعت
ضلالت پس معنی حسن در بدعت چہ بود و ایضاً آنچہ از احادیث مفہوم می گردد آنست کہ ہر بدعت
رافع سنت است تخصیص بہ بعض ندارد پس ہر بدعت سیئہ بود قال علیہ الصلوة و السلام ما احدث
قوم بدعة الا رفع مثلہا من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة و عن حسان قال ما ابتدع
قوم بدعة فی دینہم الا نزع اللہ من سنتہم مثلہا ثم لا یعیدہا الیہم الی یوم القیمة باید دانست کہ بعضی
از بدعتہا کہ علما و مشایخ آنرا سنت دانستہ اند چون نیک ملاحظہ نمودہ می آید معلوم شود کہ رافع
سنت اند مثلاً در تکفین میت عمامہ را بدعت حسنہ گفتہ اند با آنکہ ہمین بدعت رافع سنت است چہ زیادتی
بر عدد مسنون کہ سہ ثوب باشد نسخ است و نسخ عین رفع و ہمچنین مشایخ ارسال فش را بجانب

بنا یہ کرد و لله سبحانه الحمد والمنة که دوام ذکر در طریقه حضرات خواجگان قدس الله تعالی اسرارهم در ابتدا
میسر می گردد و بطریق اندراج النهایة فی البدایة حاصل میشود پس اختیار این طریقه علیه مر طالب را اولی
وانسب باشد بلکه واجب و لازم پس ترا باید که قبله توجه را از همه سو گردانیده بکلیت بجناب عالی اکابر این
طریقه علیه اقبال نمائی و همتی از باطن شریف ایشان خواهی در ابتدا از ذکر گفتن چاره نبود باید که
متوجه قلب صنوبری گردی که آن مضغه همچون حجره ایست مر قلب حقیقی را و اسم مبارک الله را بر آن قلب
بگذرانی و درین وقت بقصد هیچ عضوی را حرکت ندهی و بکلیت بتوجه قلب نشینی و در تخلیه صورة قلب را
جا ندهی و بآن ملتفت نباشی چه مقصود توجه بقلب است نه تصور صورت آن و معنی لفظ مبارک الله را
بیچونی و بیچگونگی ملاحظه نمائی و هیچ صفت را بآن منضم نسازی و بخاطر و ناظر نیز ملحوظ نکنی تا از ذروه
حضرت ذات تعالی بحضیض صفات فرود نیائی و از انجا که شهود وحدت در کثرت منتفی و از
گرفتاری بیچون شهود چون آرام نگیری و هر چه در مرآت چون ظاهر شود بیچون نبود و هر چه در
کثرت نمودار گردد واحد حقیقی نباشد بیچون را در رای دائره چون باید جست بسیط حقیقی را بیرون
ملاحظه کثرت باید طلبید اگر در وقت ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاهر شود آن را نیز بقلب
باید برد و در قلب نگاشته ذکر باید گفت میدانی که پیر کیست پیر آنکس است که از وی طریق وصول
بجناب قدس خداوندی جل شانه استفاده نمائی و مددها و اعانتها درین طریق یابی مجرد
کلاه و دامنی و شجره که عرف شده از حقیقت پیری و مریدی خارج است و داخل رسوم
و عادات مگر آنکه جامه تبرک از شیخ کامل و مکمل بدست آوری و با اعتقاد و اخلاص با و
زندگانی نمائی احتمال ثمرات و نتایج درین صورت نیز هست و بدانی که منامات و واقعات شایان
اعتماد و اعتبار نیست اگر کسی خود را در خواب بادشاه دید یا قطب وقت یافت فی الحقیقت چنین است
بیرون خواب و واقع اگر بادشاه شود یا قطب گردد مسلم است پس از احوال و مواجید هر چه در
بیداری و افاقت ظاهر شود گنجایش اعتماد دارد و الا فلا و بدانی که نفع ذکر و ترتب آثار بر آن مربوط
باتیان شریعت است پس در ادای فرائض و سنن و اجتناب از محرم و مشتبهه نیک احتیاط باید
کرد و در قلیل و کثیر بعلماء رجوع باید نمود و بمقتضای فتوای ایشان زندگانی باید نمود والسلام مکتوب صد
و نود و یکم بخانخانان صدور یافته در ترغیب بر متابعت انبیا علیهم الصلوة والسلام

نہ آن لطائف کہ دراو رای قلب تحقق دارند کہ اختفای آنہا در مرتبہ قلب معنی ندارد دیگر شخصی کہ استعداد
تام مرتبہ قلب با روح است پیر صاحب تصرف تواند او را بمراتب فوق رسانید اما اینجا دقیقہ ایست کہ
بحضور تعلق دارد بتحریر بیان آن متعسر است دیگر چون ظاہر برنگ باطن متلون شود و باطن بلون
ظاہر مصبغ گردد چہ دشوار است کہ احکام ظاہر در باطن و احوال باطن در ظاہر سید آید و السلام

مکتوب صد و ہشتاد و نہم بشرف الدین حسین صدور یافتہ در بیان آنکہ با فقرا با وجود گرفتاریہای
لاطائل اشد مناسبت است با فقرا و بطراوت دنیای دنی فریفتہ نباشد و سبق باطن را عزیز باید
داشت و در بیان آنکہ از احکام شریعت سر نباید پیچید و بہ منت و زاری تمام قبول باید نمود

و ما نیا سب ذلک بہ الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و آلہ الطاہرین
اجمعین مکتوب شریف فرزندی ارجمندی اعزی ارشدی شرف الدین حسین وصول یافت موجب
فرحت و باعث بہجت گردید چہ نعمتی است کہ با وجود گرفتاری ہای لاطائل فقرا دور از کار از یاد
نرفتہ اند از این معنی یا دار شدت مناسبت مید ہد کہ سبب افادہ و استفادہ است بعضی از وقائع
کہ اندراج یافتہ بود نیک و اصل است برار تباط معنوی اول دلیل ای فرزند بطراوت دنیای دنی
فریفتہ نشوی و بکرو فر بعضی او مفتون نگردی کہ بے مدار و بی اعتبار است امروز اگر این معنی
معقول شما نشود فردا البتہ معقول خواہد شد و فائدہ نخواہد داشت کوشش از بار رزر گران
شدہ است بہ فتنو و نالہ و فغان مراد باید کہ سبق باطن را از اجل نعم خداوندی جل شانہ دانستہ
بتکرار آن مولع و حریص باشند و پنج وقت نماز را بجماعت بے کسل و فتور را دا نمائید و از جہل
یکی زکوۃ را بمنت بفقرا و مساکین رسانند و از محرمات و مشتبہات اجتناب دارند و بر خلائق
شفق و مہربان باشند طریق نجات و رستگاری اینست و السلام

مکتوب صد و نود دم
بیکی از فرزندان میر محمد نعمان بدخشی صدور یافتہ در تحریص بر دوام ذکر الہی جل سلطانہ و در
ترغیب بر اختیار نمودن طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم با بیان طرز و ذکر و ما ینیا سب

ذلک الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و آلہ الطاہرین اجمعین
دانا و آگاہ باش کہ سعادت تو بلکہ جمیع بنی آدم و فلاح و رستگاری ہمہ در ذکر مولا خود است جل سلطانہ
تا ممکن باشد جمیع اوقات را مستغرق ذکر الہی جل شانہ باید ساخت و یک لحظہ تجویز غفلت

مع ذلک لباس ابریشم بر زنان مباح فرموده که منافع آن نیز عائد بمردان است و همچنین است حال ذهب و فضه که حلی زنان از برای تمتع مردان است اگر بی انصافی باین یسر و باین سهولت متعسر و متعذر داند بمرض قلبی مبتلا است و بعلت باطنی گرفتار بسیاری از کارها است که اصحاب رخصت آن یسر تمام دارند و بر ضعفا متعسر است بعسر تمام مرض قلبی عبارت از عدم یقین قلب است باحکام منزله سماوی و تصدیقی که دارند صورت تصدیق است نه حقیقت تصدیق علامت حصول حقیقت تصدیق ثبوت یسر است در اتیان احکام شرعیه و بدونها خرط القتاد و قال الله تبارک و تعالی کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه الله یجتبی الیه من یشاء و یهدی الیه من ینیب والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها

مکتوب صد و نود و دوم بشیخ بدیع الدین سهارنپوری صدور یافته در جواب استفساری که نموده بود که از مقام رنگین که بلندتر از مقام حضرت صدیق اکبر است رفته بود اخوی اعزی ارشدی شیخ بدیع الدین استفسار نموده بودند که در عرضداشتی از دیم که بحضرت خواجه قدس سره نوشته واقع شده است که بمقامی رنگین وصول میسر گشت که بلندتر از مقام صدیق اکبر است رضی الله تعالی عنه معنی این کلام چه باشد بدان ارشدک الله تعالی لا نسلم که این عبارت مستلزم تفضیل است باآنکه لفظ هم نیز واقع شده است و لو سلم گوئیم این سخن و سخنان دیگر که در آن عرضداشت واقع شده است از جمله واقعات است که به پیر خود نوشته و مقرر این طائفه است که هر چه از وقائع رو مید هد صحیح باشد یا سقیم بی تحاشی به پیر خود اظهار مینمایند چه در غیر صحیح نیز احتمال تاویل و تعبیر است پس از اظهار آن چاره نبود و در ما نحن فیه بملاحظه این معنی هیچ محظور لازم نمی آید و حل دیگر آنکه تجویز نموده اند که اگر در جزئی از جزئیات غیر نبی را بر نبی فضل متحقق شود باکی نیست بلکه واقع است چنانکه در مادهٔ شهدا و زیادتها واقع شده است که در انبیا نیست علیهم الصلوات والتسلیمات باآنکه فضل کلی مر نبی راست علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات برین تقدیر اگر سیر غیر نبی در کمالات آن جزئی واقع شود و خود را در آن مقام بلندتر یابد هم مجوز باشد هرچند حصول آن مقام او را بواسطهٔ متابعت نبی است و نبی را نیز از آن مقام بحکم حدیث من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها نصیب تام است پس هرگاه تفضیل جزئی غیر نبی را بر نبی مجوز گشت بر غیر نبی بالطریق اولی مجوز خواهد بود فلا اشکال والصلاة والسلام

مکتوب صد و نود و سوم بسیادت پناهی شیخ فرید

و در بیان آنکه در تکلیفات شرعیه مراعات یسیر تام نموده اند و تخفیف تام فرموده الحمد لله الذی هدانا
لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق سعادت ابدی و نجات سرمدی
مربوط بمتابعت انبیا صلوات الله تعالی و تسلیماته سبحانه علی جمیعهم عموماً و علی افضلهم خصوصاً اگر فرضاً
هزار سال عبادت کرده شود و ریاضات شاقه و مجاهدات شدیده بجا آورده اگر بنور متابعت این بزرگواران
منور نگردد بجوی نمی خرند و بخواب نیمروزی که سراسر غفلت و تعطیل است که بامر این برگزیدگان واقع
شود برابر نمی اندازند و مثل سراب بقیعیت می شمرند کمال عنایت خداوندی جل سلطانه آنست که
در جمیع تکلیفات شرعیه و مامورات ملیه نهایت یسیر و غایت سهولت را مراعات فرموده است مثلاً در
شبانروزی به هفده رکعت نماز تکلیف فرموده که وقت ادای آن مجموع بیکساعت نمیکشد مع
ذلک در قراءة آن بهر چه میسر شود کفایت نموده اگر قیام متعذر شود بقعود تجویز فرموده و در وقت تعذر قعود
باضطجاع اشارت فرموده و چون رکوع و سجود متعسر شود بایما و اشارت دلالت نموده و در طهارت
اگر قدرت بر استعمال آب متحقق نشود تیمم را خلیفهٔ آن ساخته و در زکوة از چهل یک حصه را بفقراء و
مساکین تعین فرموده و آنرا نیز معتد باموال نامیه و انعام سائمه داشته و در تمام عمر یک حج را
فرض ساخته مع ذلک مشروط بزاد و راحله و امن طریق گردانیده و دائره مباح را وسیع ساخته
چهار زن به نکاح و از سراری هر قدر که بخواهد مباح فرموده و طلاق را وسیلهٔ تبدیل
نساء گردانیده و از اطعمه و اشربه و اقمشه اکثر را مباح ساخته و اندک را محرم و آن هم بواسطه
مصالح عباد اگرچه یک شراب بی مزه پر ضرر را حرام گردانیده اما چندین اشربه خوش مزه و
خوشبوئی چندان منافع را در عوض آن مباح ساخته عرق قرنفل و عرق دارچینی با آن خوشخوری
و خوشبوی چندان منافع و فوائد دارد که چه نویسد چیزی تلخ و بد مزه تند بوی بد خوی بیهوش کن
پر خطر را با آن عرق خوشبوی خوش خور چه مناسبت شتان بینهما مع ذلک
فرقی که از راه حل و حرمت می خیزد جدا است و تمیز یکیه از ره گذر رضای پروردگار جل
سلطانه و عدم رضای او تعالی پیدا می شود علحده و بعضی از لباسهای ابریشم را که محرم
فرموده چه باک که چندین انواع جامهای زیب و قماشهای زرین در عوض آن حلال
گردانیده است و لباسهای پشمین که مطلقاً مباح ساخته بمراتب از لباسهای ابریشم بهتر است

شیخ جیو در حویلی خود مسجد جامع بنا کردند الحمد للہ سبحانہ علی ذلک حضرت حق سبحانہ وتعالی مزید توفیق ارزانی فرماید این قسم اخبار کہ مخلصان میشنوند غایۃ الغایۃ مسرور و مبتہج میگردند سیات پناہا کرما امروز اسلام بسیار غریب است اجتیل کہ امروز در تقویت آن صرف میکنند بکرورہا میخرند تا کدام شاہ باز را باین دولت عظمی مشرف سازند ترویج دین و تقویت ملت در ہمہ وقت از ہر کس کہ بوقوع می آید زیباست و رعنا اما درین وقت کہ غربت اسلام است از امثال شما جوانمردان اہل بیت زیباتر و رعناتر است کہ این دولت خانہ زاد خاندان بزرگ شما است از شما ذاتیست و از دیگران عرضی حقیقۃ وراثت نبوی علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات والتسلیمات اکملہا در تحصیل این امر عظیم القدر است حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب را مخاطب ساختہ فرمودند کہ شما در زمانی موجود شدہ اید کہ اگر از اوامر و نواہی دہم حصہ را ترک کنید ہلاک شوید بعد از شما گروہی خواہند آمد کہ اگر دہم حصہ را از اوامر و نواہی بوقوع آرند خلاص شوند و بعد از شما این آن وقت است و این گروہ آن گروہ ہے گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند ہیچ کس بمیدان در نمی آید سواران را چہ شد درین وقت کشتن کافر لعین گوبند وال بسیار خوب واقع شد و باعث شکست عظیم بر ہنود مردود گشت بہر نیت کہ کشتہ باشند و بہر غرض کہ ہلاک کردہ خواری کفار خود نقد وقت اہل اسلام است این فقیر پیش از آنکہ این کافر را بکشند در خواب دیدہ بود کہ پادشاہ وقت کلہ سر شرک را شکستہ است والحق کہ آن گبر رئیس اہل شرک بود و امام اہل کفر خذلہم اللہ سبحانہ و آن سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والسلام در بعضی ادعیہ خود اہل شرک را باین عبارت نفرین فرمودہ اند اللہم شتت شملہم و فرق جمعہم و خرب بنیانہم وخذہم اخذ عزیز مقتدر عزت اسلام و اہل آن در خواری کفر و اہل کفر است مقصود از اخذ جزیہ خواری کفار است و اہانت ایشان ہر قدر کہ اہل کفر را عزت باشد ذلت اسلام ہمان قدر است این سر رشتہ را نیک باید نگاہداشت و اکثر مردم این سر رشتہ را گم کردہ اند و از شومی آن دین را بر باد دادہ قال اللہ سبحانہ وتعالی یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم جہاد با کفار و غلظت بر ایشان از ضروریات دین است بقایای رسوم کفر کہ در قرن سابق پیدا شدہ بود درینوقت کہ پادشاہ اسلام را آن توجہ باہل کفر نماندہ است در دلہای مسلمانان بسیار گران است بر مسلمانان لازم است کہ پادشاہ اسلام را از شنیع رسوم آن بدکیشان اعلام بخشند و در رفع آن کوشند شاید بقایای اینہا

صدور یافته در ترغیب بر تصحیح عقاید بر وفق آرای اهل سنت و جماعت و تحریص بر تعلم احکام فقهیه از حلال و حرام و فرض و واجب و سنت و مندوب و در بیان غربت اسلام و اعزاز برترو یج و تائید ان الله تعالی ناصرکم و معینکم علی کل ما یعیبکم و یشینکم نخستین ضروریات بر ارباب تکلیف تصحیح عقائد است بر وفق آرای علمای اهل سنت و جماعت شکر الله تعالی سعیهم که نجات اخروی وابسته باتباع آرای صواب نمای این بزرگواران است و فرقه ناجیه هم ایشان و اتباع ایشان و ایشانند که بر طریق آن سرور و اصحاب آن سرور اند صلوات الله و تسلیماته علیه و علیهم اجمعین و از علومیکه از کتاب و سنت مستفاد اند همان معتبر اند که این بزرگواران از کتاب و سنت اخذ کرده اند و فهمیده زیرا که هر مبتدع و ضال عقائد فاسدهٔ خود را بزعم فاسد خود از کتاب و سنت اخذ می کند پس هر معنی از معانی مفهومه از ینها معتبر نباشد و از برای تصحیح این عقائد حقه رساله امام اجل توربشتی بسیار مناسب است و قریب بفهم تو کو مجلس شریف بوده باشد اما رساله مذکوره چونکه مشتمل بر استدلال است و طول و بسط بسیار دارد اگر رساله که متضمن مسائل صرف بوده باشد اولی و انسب خواهد بود درین اثناء بخاطر حقیر نیز خطور کرده که درین باب رساله بنویسد که متضمن عقائد اهل سنت و جماعت باشد و سهل المأخذ اگر میسر شد نوشته متعاقب بخدمت خواهد فرستاد بعد از تصحیح این عقائد علم حلال و حرام و فرض و واجب و سنت و مندوب و مکروه که علم فقه متکفل آنست و عمل بمقتضای این علم نیز ضرور است بعضی از طلبه فرمایند که از کتاب فقه که بعبارت فارسی بوده باشد در مجلس می خوانده باشند مثل مجموعه خانی و عمدة الاسلام و اگر عیاذاً بالله سبحانه در مسئله از مسائل اعتقادیه ضروریه خلل رفت از دولت نجات اخروی محروم است و اگر در عملیات مساهله رود تحمل که بتوبه هم درگذرانند و اگر مواخذه هم کنند آخر کار نجات است پس عمده کار تصحیح عقائد است از حضرت خواجه احرار قدس الله تعالی سره منقول است که میفرمودند که اگر تمام احوال و مواجید را بما دهند و حقیقت ما را بعقائد اهل سنت و جماعت متحلی نسازند جز خرابی هیچ نمیدانیم و اگر تمام خرابی های را برما جمع کنند و حقیقت ما را بعقائد اهل سنت و جماعة بنوازند هیچ باکی نداریم ثبتنا الله سبحانه وایاکم علی طریقتهم المرضیة بحرمة سید البشر علیه و علی آله من الصلوات اتمها و من التسلیمات اکملها درویشی از جانب لاهور آمده بود گفت که شیخ جیو در مسجد جامع نخاس کهنه از برای نماز جمعه حاضر شده بودند و میان رفیع الدین بعد از اظهار التفات ایشان گفتند که نواب

بخون شهدای فی سبیل الله وزن خواهند کرد ولیکن این سیاهی خواهد چه بید شر الناس شر العلما
وخیر الناس خیار العلما ثانیاً ملتمس آنکه بعضی بینات بر آن آورد که خود را العسکر رساند تقریب ماه مبارک
رمضان در حضرت دهلی توقف واقع شد ان شاء الله بعد از مضی این ماه مبارک بخدمت اعزه خواهد
رسید **مکتوب صد و نود و پنجم** بصدر جهان صدور یافته در اعزاز و تحریض بر ترویج شریعت غرا و
تاسف بر ضعف اسلام و اهل آن نصرکم الله سبحانه و ابقاکم احسان سلاطین چونکه نسبت بکافه عام است
بضرورت دلهای خلائق بحکم جبلت الخلائق علی حب من احسن الیهم بجانب محسنان مائل است پس
ناچار بواسطه این ارتباط صاحب اخلاق و اوضاع بادشاهان بعموم خلائق علی تفاوت درجات الاحسان
سرایت از خیر و شر و صلاح و فساد مینماید که از ینجا گفته اند الناس علی دین ملوکهم کار و بار قرن سابق
مصداق این سخن است اکنون که انقلاب دول بظهور پیوسته و صورت عناد اهل ملل برهم شکسته
بر ائمه اسلام از صدور عظام و علماء کرام لازم است که تمام همت خود را مصروف رواج شریعت غرا ساخته
در بدایت امر ارکان اسلام منهدمه را بر پا سازند که در تسویف خیریت ظاهر نمی شود و دلهای
غریبان ازین تاخیر در اضطراب شدتهااست قرن سابق در دلهای مسلمانان متمکن است مبادا
تلافی آن نشود و غربت اسلام بتطویل انجامد هرگاه بادشاه را گرمی ترویج سنت سنیه مصطفویه
علی صاحبها الصلوات والتحیة نباشد و مقربان ایشان نیز درین باب خود را معاف دارند و حیات
چند روزه را عزیز شمرند کار بر فقرای اهل اسلام بسیار تنگ و تیره خواهد بود انا لله وانا الیه راجعون
عزیزے می فرماید ؎ آنچه از من گم شده گر از سلیمان گم شدی ؛ هم سلیمان هم پری
هم اهرمن بگریستی ؛ شعر صبت علی مصائب لو انها ؛ صبت علی الایام صرن لیالیا ؛
از جمله شعائر اسلام تعیین قضاة است در بلاد اسلام که در قرن سابق محو شده بود
سرهند که اعظم بلاد اسلام است چند سال است که قاضی ندارد و حامل رقیمه دعاگو قاضی یوسف
آبای او تا نبائر سرهند است قاضی شده آمده اند چنانکه اسناد سلاطین بدست دارد مشار الیه
بصلاح و تقوی متحلی است اگر صلاح دانند این امر عظیم القدر را باو تفویض فرمایند ثبتنا الله
سبحانه وایاکم علی جادة الشریعة الحقة علی مصدرها الصلوات والسلام والتحیة **مکتوب صد و نود**
و ششم بمنصور عرب صدور یافته در بیان آنکه راهی که ما در صدد قطع آنیم همگی هفت گام

متبنی باشد بر عدم علم بادشاه بر شنیع آنها اگر فی الجملہ گنجایش وقت یابند بعضی از علمای اہل اسلام را
اعلام بخشند کہ آمدہ بر شناعت رسوم اہل کفر اعلام نمانید کہ از برای تبلیغ احکام شرعی اظہار خوارق و کرامات
ہیچ در کار نیست در قیامت عذر نخواہند شنید کہ بے تصرف تبلیغ احکام شرعی نہ کرد انبیا علیہم الصلوات
والتسلیمات کہ بہترین موجودات اند تبلیغ احکام شرعی میکردند اگر امتان معجزات می طلبیدند می فرمودند
کہ معجزات از نزد خدا است عز وجل بر ما تبلیغ احکام است و تواند بود کہ در آن اثنا شاید حق سبحانہ
وتعالی امری ظاہر سازد کہ باعث اعتقاد حقیت این جماعت باشد بہر حال از حقیقت مسائل شرعیہ
اطلاع دادن ضروری است تا این واقع نشود عہدہ بر ذمہ علما و مقربان حضرت بادشاہ ہست
چہ سعادت کہ درین گفتگو جمعے بآزار رسند انبیا علیہم الصلوات والتحیات در تبلیغ احکام شرعیہ
چہ آزارہا کشیدہ اند و چہ محنتہا ندیدہ بہترین الشان علیہم من الصلوات افضلہا ومن التحیات
اکملہا فرمودہ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نشد شب
بآخر شد کنون کوتہ کنم افسانہ را والسلام والاکرام

مکتوب صد و نود و چہارم

بصدر جہان صدور یافتہ در تحریص بر ترویج ملت و تائید دین و ما یتعلق بذلک سلمکم اللہ
سبحانہ والقاکم استماع سخنان ترویج احکام شرعیہ و تذلیل اعداء ملت مصطفویہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ مسلمانان ماتم زدگان را فرح بخش و روح افزا است
الحمد للہ سبحانہ والمنۃ علی ذلک والمسئول من اللہ سبحانہ الملک القدیر ازدیاد ہذا الامر الخطیر
بحرمۃ النبی البشیر النذیر علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا
یقین است کہ مقتدایان اسلام از سادات عظام و علماء کرام در خلا و ملا متصدی
ازدیاد این دین متین و تکمیل این صراط مستقیم خواہند بود بے سروبرگے درین باب
چہ دراز نفسی نماید شنیدہ شد کہ بادشاہ اسلام از حسن استعداد اسلامی خواہان علما اند
الحمد للہ سبحانہ علی ذلک معلوم شریف است کہ در قرن سابق ہر فسادی کہ پیدا شد
از شومی علماء سوء بظہور آمد درین باب تتبع تمام مرعی داشتہ از علما دیندار انتخاب نمودہ اقدام
خواہند فرمود علماء سوء لصوص دین اند مطلب الشان حب جاہ و ریاست و منزلت نزد خلق است
والعیاذ باللہ سبحانہ من فتنتہم آرے بہترین الشان بہترین اند اگر اشیا شند کفر دای قیامت سیاہی الشان

جان است اہل آن در دنیا ہمیشہ در تفرقہ اند و در آخرت از اہل ندامت و حسرت حقیقت ترک آن عبارت
در ترک رغبت در آنست و ترک رغبت وقتی متحقق شود کہ وجود و عدم آن مساوی شدہ باشد و حصول
این معنی بی صحبت ارباب جمعیت متعسر است صحبت این بزرگان اگر میسر شود مغتنم باید شمرد و خود را باین
باید سپرد و صحبت میان شیخ مزمل ہر چند شما را مغتنم است و امثال این عزیز عزیز الوجود اعز من کبریت
الاحمر اما شیوۂ اہل کرم ایثار است یعنی تقدیم حاجت غیر بر حاجت خود چند روز اگر میان شیخ مزمل را
رخصت فرمایند بر محل است بعد از فراغ کار ان شاء اللہ العزیز باز خواہند رفت اخلاص غائبانہ ہم شما را اکار
حضور می کند زیادہ تصدیع است رزقنا اللہ سبحانہ و ایاکم الاستقامۃ علی متابعۃ سید البشر علیہ و علی آلہ
من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا و السلام و الاکرام **مکتوب صد و نود و ہشتم** بخانخانان
صدور یافتہ در بیان آنکہ آشنائی فقرا با غنیا درین زمان بسیار متعسر است و ما یناسب ذلک فتوحات
مکیہ مفتاح فتوحات مدنیہ باد بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات التفات نامۂ
گرامی کہ نام زد فقرا فرمودہ بودند وصول یافت موجب ازدیاد محبت گشت بشری لکم ثم بشری لکم
مخدوما فقرا را با غنیا آشنائی کردن درین زمان بسیار متعسر است اگر فقرا گفتن یا نوشتن راہ
تواضع و حسن خلق کہ از لوازم فقر است پیش میگیرند کوتہ اندیشان از سوء ظن خود می انگارند کہ طامع
و محتاج اند لاجرم درین ظن خسر الدنیا و الآخرۃ می گردند و از کمالات این بزرگواران محروم میمانند و اگر
فقرا باستغنا کہ نیز از لوازم فقر است حرف میزنند قاصر نظران از بدخلقی خود قیاس می کنند کہ متکبر
و بدخلق اند نمی دانند کہ استغنا نیز از لوازم فقر است کہ جمع ضدین ازینجا از استحالہ بر آمدہ است
ابو سعید خراز می فرماید عرفت ربی بجمع الاضداد ہر چند ارباب نظر این مقدمہ را قبول نمی کنند و
محال می انگارند لیکن علم منیت طور ولایت و ورای طور نظر عقل است باقی احوال را امیر مولانا بتفصیل
معروض خواہند داشت و السلام علی من اتبع الہدی **مکتوب صد و نود و نہم** بملا محمد امین کابلی
صدور یافتہ در بیان قبول فرمودن انچہ او طلب نمودہ بود از درود مشغولی صحیفۂ گرامی کہ منبئ بود از
فرط محبت و اخلاص و مشعر از مودت و اختصاص ورود یافت موجب فرحت گشت عافاک اللہ سبحانہ
اظہار طلب وردی از اوراد نمودہ بودند بنا بر علی ذلک اخوی ارشدی مولانا محمد صدیق را فرستادہ شد
تا بذکر ہی ازین طریقۂ علیہ مشغول سازد و بانچہ امر می فرمایند در امتثال آن سعی بلیغ خواہند نمود امید است

است و بهر گامی ازین گامها سالک از خود دور می افتد و بحق سبحانه نزدیک میگردد صحیفهٔ مرحمت
و رقیمهٔ مکرمت در اعز ازمنه ورود یافت لله سبحانه الحمد والمنة که خواص از یاد عوام فارغ نشستند و مهتران
از غمخوارگی کهتران خالی نیند جزاکم الله سبحانه عنا خیر الجزاء مخدوما ع از هرچه میرود سخن دوست خوشتر است
این راه که ما در صدد قطع آنیم همگی هفت گام است دو گام بعالم خلق تعلق دارد و پنج گام بعالم امر بگام
اول که سالک در عالم امر میزند تجلی افعال رو میدهد و بگام دوم تجلی صفات و بگام سوم شروع در
تجلیات ذاتیه می افتد ثم و ثم علی تفاوت درجاتها کما لا یخفی علی اربابها کل ذلک منوط بمتابعة
سید الاولین والآخرین علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات والتحیات اکملها آنکه
گفته اند که این راه دو خطوه است مراد ازان عالم خلق و عالم امر داشته اند علی سبیل الاجمال
و تیسیر الامر علی نظر الطلاب بهر گامی ازین گامهای هفت گانه از خود دور می افتد و بحق سبحانه نزدیک
و بعد از طی این گامهای فنای اتم است که بقای اکمل بر آن مترتب است و باین فنا و بقا حصول
ولایت خاصهٔ محمدیه است علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة مصرع این کار دولت است کنون
تا کرا رسد ❊ ما فقیران نامراد را با امثال این سخنان چه مناسبت است غیر ازان که کام و دهان خود را
بزلال اهل کمال سیراب و شیرین داریم رباعی گر نداریم از شکر جز نام بهره ❊ این بسی خوشتر
که اندر کام زهر ❊ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ❊ ورنه بس عالیست پیش خاک تود ❊ والسلام
اولاً و آخراً المکتوب صد و نود و هفتم بپهلوان محمود صدور یافته در بیان آنکه سعادتمند کسی
است که دلش از دنیا سرد شده باشد و بحرارت محبت حق سبحانه و تعالی گرم و ما یناسب
ذلک ثبتکم الله سبحانه علی جادة الشریعة سعادتمند کسی است که دلش از دنیا سرد شده باشد و بحرارت
محبت حق سبحانه تعالی گرم محبت دنیا سر گناهان است و ترک آن سر جمیع عبادات چه دنیا مغضوبهٔ
حق است سبحانه و تا آنرا آفریده است بسوی آن نظر نفرموده او و اهل او بداغ طرد و طعن موسوم اند در
خبر است که الدنیا ملعونة و ملعون ما فیها الا ذکر الله چون ذاکران بلکه هر ذره از ذرات وجود ایشان بذکر الله
سبحانه مملو است پس ذاکران حق سبحانه ازین وعید خارج باشند و در شمار اهل دنیا نیایند زیرا که دنیا چیزی نیست
که دل را از حق سبحانه باز دارد و بغیر او مشغول سازد خواه اموال و اسباب باشد آن چیز و خواه جاه و ریاست
و خواه ننگ و ناموس فاعرض عن من تولی عن ذکرنا نص قاطع است هرچه از دنیا است بلاسکے

نموده است و چون این غیبت و ذهول از خلق متضمن حضور و شعور بخالق است تعالی و تقدس آن
حضور و شعور را به ماه اشارت فرموده این مقام بیان می طلبد بگوش هوش باید شنید که مدبر جسد روح است
و مربی قالب قلب قوای جسدی مکتسب از قوت روحانی است و حواس قالبی مستفاد از نورانیه قلبی پس
ناچار هر وقت توجه قلب و روح بجناب قدس خداوندی جل سلطانه که لازم طریق جذبه است در ابتدا احوال
که اوان نقص است فتوری در تدبیر جسد و تربیت قالب راه می یابد که بسبب تعطیل حس و ذهول از شعور میگردد
و سستی قوی و جوارح میرساند و بی اختیار بر زمین میخواباند و این حالت را شیخ اجل شیخ محی الدین بن العربی
قدس سره در فتوحات مکیه تعبیر بسماع روحی فرموده است و سماعی که برقص و حرکت دور نیست آن را سماع
گفته و مبالغه بمنع آن نموده پس محقق شد که این غیبت صوری متضمن حضور معنوی است و این ذهول
جسدی مشتمل بر شعور روحی که تعبیر از آن به ماه مناسب است بر سر اصل سخن رویم باید دانست که پوشیدن
روی ماه با بر سیاه کنایت از ظهور صفات بشریه است که مبتدیان را باستتار آن حضور و آگاهی
میرساند و این استتار تا توسط احوال است چه متوسطان را این استتار نیست هر چند بی استتار نیست
تواند بود که بهمین معنی گفته باشد که چون نیم شبی شد دیگر پاره ماه از ابر بیرون و اثر قدم آن دو جوان
باز یافتیم چه در حالت بسط که اوان حضور و آگاهیست راه روشن می گردد و قطع مسافت
بیشتر نموده می آید چون صبح رسید یعنی آن غیبت و ذهول زائل شد و آن حضور و آگاهی
قوت گرفت با توجه خلق جمع گشت و کنایت ازین حضور بطلوع آفتاب کرده است که عبارت
از وجود بشریت است که درین وقت برون ظاهر ساخته اند که درین طریق تزکیه نفس بعد از تصفیه
قلب است و چون آن دو ترکمان قوت جذب داشتند و استیلاء محبت لاجرم مردوار بپای
بر بالای کوه بشریت نهادند و بیک ساعت بر آن بالا شدند بجوی از فنا مشرف گشتند و حسین قصاب
چون آن قوت جذب نداشت به محنت تمام بالای آن بر آمد آن هم ببرکت متابعت آن دو ترکمان
میسر شد والا سرش بر میداشتند لشکرگاه عبارت از مرتبه اعیان ثابت است که جامع
تعینات حقائق امکانی است و تعین علمی وجوبی که خیمهای بی نهایت کنایت از آن تعینات
است و در آن میان خیمه عظیم اشارت بتعین علمی وجوبی است تعالی و تقدس که آن را خیمه
سلطانی گفتند و چون حسین قصاب شنید که آن خیمه سلطانی است خیال کرده که مطلب

که مثمر نتائج گردد چون مجرد نوشتن کفایت نمی گردد تعلق بحضور صحبت داشت بنابران تصدیع اخوی
مشار الیه داده شد والسلام

مکتوب دوصدم بملا سکیبی اصفهانی صدور یافته در حل عبارت نفحات که انغلاق داشت و طلب شرح او نموده بود

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین
وعلی آله الطاهرین اجمعین عبارت نفحات که فی الجمله اغلاقی داشت فرموده بودند که آنرا شرح
باید کرد بنابران اینچند کلمه جرأت نمود مخدوما مکرما عین القضات همدانی میگوید در بیان حال جماعه
که بے راهبری راه ناسلوک رفتند بعضے ازایشان را مغلوبی در پناه خود نگاهداشت و مستی سایبان
سر ایشان شد و هرکه با تمیز بود سرش بر داشتند مراد از راه سلوک والله سبحانه اعلم طریق سلوک است
و طی مقامات عشرهٔ مشهوره بترتیب و تفصیل و درین طریق تزکیهٔ نفس متقدم است بر تصفیهٔ قلب و
انابت شرط هدایت است و راه ناسلوک عبارت از طریق جذبه و محبت است و تقدیم
تصفیه است بر تزکیه و راه اجتبا است که مشروط با نابت نیست و این طریق طریق محبوبان
و مرادانست بخلاف طریق اول که طریق محبین است و راه مریدین بعضی ازایشان که قوت جذبه داشتند
واستیلاء محبت که مغلوبی و مستی عبارت ازانست از شر شیاطین آفاقی و انفسی محفوظ ماندند
واز اغوا و اضلال ایشان مصئون هرچند راهبر نداشتند اما فضل ایزدی جل سلطانه رهنمونی
فرموده ایشان را بمطلوب حقیقی رسانید و هرکه ازایشان با تمیز بود یعنی قوت جذبه نداشت
واستیلاء محبت در حق وی مفقود بود چون راهبر نداشت اعداء دین او را از راه بردند و بهلاکش ساختند
و بموت ابدی گرفتارش گردانیدند و از جمله مغلوبان آن دو ترکان بودند که حسین قصاب برمز و
اشارت ازایشان حکایت کرد که با کاروان عظیم در راهی میرفتم ناگاه دو ترکان ازمیان آن کاروان
بیرون شدند و راه ناسلوک را درپیش گرفتند الی آخر القصه راهیکه کاروان عظیم بآن راه
میرفتند راه سلوک است که به قطع مقامات عشرهٔ مشهوره به ترتیب و تفصیل صورت بندد
چه اکثر مشائخ علی الخصوص از متقدمین بهمین طریق بمقاصد خود رسیده اند و راه ناسلوک
که آن دو ترکان اختیار کردند و حسین قصاب با ایشان دران راه متابعت نمود طریق
جذبه و محبت است که نزدیک تر است بوصول آن از راه سلوک معهود و مقدمه این طریق التذاذ
و آرام است که بسبب غیبت است از حس و باعث ذهول است از شعور و کنایت ازان حالت بشبه

وحضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کہ خلیفہ نخستین ایشان است درینمعنی بیت میخوانند ؎
اگر شکستی دل وزبان راز ٭ قفل جہان را ہمہ بکشادمی ٭ ثبتنا اللہ سبحانہ علی طریقۃ ہولاء الاکابر والسلام

مکتوب دوصد ویکم بکوچک بیگ حصاری صدور یافتہ در استفسار او الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ٭ جناب بکوچک بیگ حصاری پرسیدند کہ شخصی میگوید کہ علوم تمام در دو سہ حرف مندرج است این سخن را باور میتوان کرد یا نہ در جواب گفتہ شد کہ ظاہرا آن شخص از روی علم وسماع ومطالعہ کتب گفتہ باشد کہ از کبار متقدمین امثال این سخنان سر زدہ اند حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ فرمودہ اند کہ جمیع علوم در با بسملہ مندرج است بلکہ در نقطۂ آن واگر آن شخص درین سخن دعوی کشف میکند پس امر او از دو حال خالی نیست اگر گوید بر من منکشف ساختہ اند کہ تمام علوم در دو سہ حرف مندرج است عام تر از آنکہ آن دو سہ حرف را مخصوص علوم او کردہ باشند یا نہ احتمال صدق دارد واگر گوید کہ تمام علوم را در ضمن دو سہ حرف بر من منکشف گردانیدہ اند ودر صفحہ آن دو سہ حرف تمام علوم را مطالعہ میکنم پس مدعی کذاب است از و باور نباید کرد والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا

مکتوب دوصد ودوم بمیرزا فتح اللہ حکیم صدور یافتہ در تاسف از حال جماعہ کہ خود را در سلک ارادہ این اکابر داخل ساختہ اند وبموجب قطع این بزرگواران نمودہ ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی الطریقۃ المستقیمۃ المرضیۃ المصطفویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ روزی سخنی از غیرت مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم مذکور میشد در اثنا مذکور شد کہ حال آن جماعہ چہ خواہد شد کہ خود را در سلک ارادہ این اکابر داخل ساختہ اند و یا در ضمن انہا خود را در آوردہ اند وایشانان قبول فرمودہ ودر ثانی الحال بے جہت وبموجب قطع این بزرگواران نمودہ اند وبطن وتخمین متشبث اذیال دیگران گشتہ درین ضمن نام شما ونام قاضی سنام مذکور شدہ بود وآن فدا کردہ معلوم نیست کہ یک لمحہ کشیدہ باشد وآنہم مبتنی بر تقریب بودہ بعد از ان خدا نکند جلشانہ کہ فقیری آزار مسلمانی را خواستہ باشد یا در دل کینہ نگاہداشتہ خاطر شریف آن رہگذر جمع باشد معلوم شما شدہ باشد کہ طریق ما طریق دعوت اسمانیست اکابر این طریقت استہلاک در مسمای این اسما اختیار فرمودہ اند از ابتدا توجہ ایشان باحدیت صرف است از اسم وصف

رسیده خواست که از مرکب سکر و مستی که قطع ازین راه بی مدد آن مرکب میسر نیست فرود آید که
بوصول مطلوب بپا ساید پای راست که عبارت از روح است چه درین راه سلوک بپای
قلب و روح میروند نه بپای علم و عمل که آن براه سلوک مناسبت دارد و اول از مستی که فرود
می آید همان روح است و ثانیا قلب که پای چپ معبر از آنست از رکاب بیرون آورده بود که الهام
بگوشش رسیده که سلطان در خیمه نیست و الحق که چنین است حسین قصاب چون قوت جذب نداشت
باندک بشارت از مستی فرود آمد و آن بزرگان چون جذب قوی داشتند و غلبهٔ محبت بامثال این
بی شراب گول نشدند و مردوار بالا گذشتند حسین قصاب اگر هزار سال انتظار بکشد سلطان را
هرگز در خیمه نخواهد یافت که او تعالی وراء الوراء است قوله بر نشسته است و بشکار رفته یعنی بر مجالی
و مظاهر جمیله بر نشسته است و بصید دلهای عشاق شده و این آواز و این معنی باندازهٔ فهم و درایت
حسین قصاب بود که بطریق تنزل با وی سخن کرده اند و الا آنجا که اوست تعالی و تقدس
بر نشستن و بشکار رفتن معنی ندارد بیت لا و هو زان سرای روز بهی ✿ باز گشتند و جیب و
کیسه تهی ✿ و این عبارت را معنی دیگر نیز بخاطر فاتر میرسد که مناسب مقام تفرد و کبریائی است
هر چند این معنی نیز شایان جناب قدس آنحضرت نیست جل سلطانه اما از معانی دیگر اولی و انسب است
و این معنی آنست که بر وحدت که تعین اول است و فوق مرتبهٔ واحدیت بر نشسته است و چون
در مرتبهٔ وحدت اضمحلال و استهلاک تعینات علمی و عینی است شکار که سبب هلاک وحوش و طیور است
مناسب آن مقام دانسته بشکار رفته فرموده شیخ محمد معشوق طوسی و امیر علی عیور بشکار گاه
سلطان رسیدند و صید او گشتند اما معشوق طوسی اقدم و اقرب است و حسین قصاب بامید
برگشتن سلطان در خیمه های واحدیت ماند والله سبحانه اعلم بحقیقة المراد و ما فیه من الصواب
والسداد مخدوما اکابر طریقهٔ نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم همین راه سلوک را اختیار کرده
اند و آن راه نامعهود در طریقهٔ این بزرگواران راه معهود گشته است و عالم عالم را ازین راه بتوجه و
تصرف بمطلب می رسانند این طریق را وصول لازم است اگر مراعات آداب پیر مقتدا نموده آید چه
درین طریق پیر و جوان در وصول برابر اند و نساء و صبیان مساوی بلکه موتی نیز ازین دولت امیدوار اند
حضرت خواجه نقشبندیه قدس سره فرموده اند که از حق سبحانه طریقی خواسته ام که البته موصل باشد

که جلیس ایشان از شقاوت محفوظ است در حدیث نبوی ست علیه من الصلوات اتمها ومن التحیات اکملها که
خدای تعالی را فرشتگانند ورای کتبهٔ اعمال در راهها و سر گذرها طلب اهل ذکر میکنند تا آنکه یابند این
طائفه را که در ذکراند و یکدیگر ندا کنند که بشتابید بسوی حاجت خویش پس گرد گیرند ایشانرا باجنحهٔ خویش
و از بسیاری تا آسمان رسند پس خداوند تعالی که داناتر است بحال بندگان از ملائکه پرسد چون دید
بندگان مرا فرشتگان گویند الهی حمد و ثنای تو میگفتند و ترا به بزرگی یاد میکردند و ترا از جمله عیوب و
نقصان تبری می نمودند خداوند تعالی میفرماید ایشان مرا دیده اند گویند ندیده اند فرماید اگر ببینند
چگونه باشند گویند بیشتر تحمید و تکبیر گویند خداوند تعالی فرماید ایشان از من چه می طلبیدند گویند
بهشت میطلبیدند خداوند تعالی فرماید ایشان بهشت را دیده اند گویند ندیده اند فرماید اگر به بینند
چگونه باشند گویند بیشتر طلبند و بیشتر حرص آن نمایند ملائکه گویند یارب آن طائفه از دوزخ
می ترسیدند و بتو پناه میجستند حق سبحانه و تعالی فرماید ایشان دوزخ را دیده اند گویند ندیده اند فرمان
آید که اگر به بینند چگونه باشند گویند اگر به بینند بیشتر تعوذ نمایند و راه فرار از ان بیشتر اختیار کنند
خداوند تعالی فرشتگان را فرماید شما را گواه گرفتم ایشانرا همه بیامرزیدم ملائکه گویند یارب در ان
مجلس ذکر آن فلان از برای ذکر نیامده بود حاجت دنیاوی داشت برای آن آمده بود حق
سبحانه فرماید ایشان جلیسانند یعنی جلیسان من اند بحکم انا جلیس من ذکرنی همنشین ایشان بدبخت
نباشد پس ازین حدیث و از حدیث سابق که المرء مع من احب لازم می آید که محبان این طائفه
با ایشانند و هر که با ایشان است بدبخت نباشد ثبتنا الله سبحانه و ایاکم علی محبتهم بحرمة سید
النبی الامی و الهاشمی علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات و التحیات کلما ذکره الذاکرون و کلما غفل
عن ذکره الغافلون و آنچه از احوال خویش در مکتوب میان شیخ الهداد قلمی نموده بود بدان این قسم
عدمات و کم شد تنها طالبان را بسیار روی دهد همت بلند دارند و هر چه بدست افتد قناعت نکنند
؎ بس بی رنگ است یار دل خواه ای دل ؛ قانع نشوی برنگ ناگاه ای دل ؛ صحبت
این طائفه از جمله ضروریات است حق سبحانه و تعالی در صحبت ایشان اندازد ؎ گر دستان
گرد اگر کم میرسد بوی رسد ؛ گرچه بوسه هم نباشد رویت ایشان بس است ؛ بهمان طریقه که از
حضرت قبله گاهی یعنی خواجه عبد الباقی قدس سره اخذ کرده باشند اسم مبارک الله را یعنی بجوفی

جزو ذات نمیخواہند تعالی و تقدس لاجرم نہایت دیگران در بدایت ایشان مندرج گشته است ع
قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ الحال چون آن نداکرده بتوسط نقلہای متعدده ہیئت دیگر پیدا کرده و
شایان آن گشته که از آن جانب توہمات دیگر ناشی گردد از برای دفع آن باین چند کلمه اقدام نمود از
آشنائی شما ہیچ نمی افزاید و از عدم آشنائی ہیچ نقصی راه نمی یابد ملحوظ و منظور خیر اندیشی شما بود و اما الراضی
بالضرر لایستحق النظر مثل مشہور است یقین دانند که این فقیر ضرر شما نخواسته و نخواہد خواست انشاء الله تعالی
سخنی بود از روی غیرت که درویشان را میباشد بتقریبے گفته بود بخاطر بارند ہند دیگر شخصی که خود را در حضرت
صدیق رضی الله تعالی عنه افضل داند امر او از دو حال خالی نیست زندیق محض است یا جاہل صرف
این فقیر پیش ازین بچند سال مکتوبی که بجناب شما نوشته بود در بیان فرقۂ ناجیه که اہل سنت و جماعت اند
عجب است که بعد از مطالعۂ آن این قسم سخنان را تجویز مینمایند کسی که حضرت امیر رض را افضل از حضرت
صدیق رض گوید از جرگۂ اہل سنت می برآید فکیف که خود را افضل داند و مقرر این طائفه است اگر سالکی
خود را از سلک کرکین بہتر داند از کمالات این بزرگواران محروم است اجماع سلف بر افضلیت حضرت
صدیق رض بر جمیع بشر بعد از انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات منعقد گشته است احمقی باشد که توہم خرق این
اجماع نماید این فقیر در کتب و رسائل خود نوشته است که وحشی قاتل حضرت حمزه رض که یکمرتبه بصحبت خیر البشر
علیه وعلی آله الصلوة والسلام رسیده از اویس قرنی رض که خیر التابعین است بہتر است پس در حق این
طور شخصی آن قسم سخنان تخیل نمودن از عقل دور و اندیشه دور است عبارتیکه مردم این توہم را از آنجا پیدا
کرده اند باید دید و بحقیقت معامله وا رسیده مجرد تقلید ارباب حسد نمودن چه مناسب است با آنکه مشائخ
در غلبۂ سکر چیزہائے نامناسب گفته اند شیخ بسطام میگوید لوائی ارفع من لواے محمد از اینجاے با فضلیت
نتوان برد که عین زندقه است و در عبارت فقیر حاشا و کلا که این قسم کلام چیزے مذکور شده
باشد والسلام

مکتوب و صد و سوم بملا حسینی صدور یافته در تحریص بر محبت این طائفه علیه و در بیان آنکه جلیس ایشان از شقاوت محفوظ است و ما یناسب ذلک احسن الله تعالی

احوالکم و اصلح سبحانه اعمالکم وآمالکم مکتوب شریف چون مبنی بر محبت فقرا بود برسیدن آن فرحت
فراوان روی داد حق سبحانه و تعالی محبت این طائفه علیه را روز بروز زیاده گرداند و نیازمندی
نسبت بایشان سرمایه روزگار سازد بحکم المرء مع من احب محبان ایشان با ایشانند و ایشانند

وخذلان می آرد و غیر از حسرت و ندامت نمی گمارد باید که بعد از تجلی و تزئین باطن باحکام شرعیه عملاً و اعتقاداً
بر وفق آرای علماء اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم باطن خود را بذکر الٰہی جل سلطانه معمور دارند و سعی
که در طریقه علیه و اکابر نقشبندیه قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اخذ کرده اند تکرار فرمایند که در طریق این بزرگواران
اندراج نہایت در بدایت است و نسبت ایشان فوق نسبتها است کوته اندیشان سخن را باور دارند ما به مقصود
ترغیب و تشویق دوستان است مخالفان خارج از بحث اند ۔ ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است ؛ و آنکہ
دیدش نقد خود مردانہ است ؛ بالجملہ فلاح اخروی را مربوط بذکر کثیر داشتہ اند کریمہ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم
تفلحون - شاہد این معنی است پس ذکر کثیر باید قرار داد و ہر چہ منافی این دولت است آن را دشمن باید داشت
علاج رستگاری این است ما علی الرسول الا البلاغ ۔ ذکر گو ذکر تا ترا جان است ؛ پاکی دل ز ذکر
رحمان است ؛ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب نص قاطع است المسئول من اللہ سبحانه التوفیق علی ذلک و الثبات
والاستقامة علیه فانه ملاک الامر والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه و علیٰ آله الصلوات
والتسلیمات اتمہا و اکملہا جامہ فرجی که در اوقات نیک مکرر پوشیده است مرسل داشته خواہند پوشید
عواقب جمیع امور بخیر باد بحرمة النبی وآله الامجاد علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام

مکتوب دو صد و ہفتم

بمرزا حسام الدین احمد صدور یافته در بیان آنکه قرب ابدان را در قرب قلوب تاثیر عظیم است
و در بیان آنکه وجد حال را تا بمیزان شرع نسنجند به نیم حبتی نخرند الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین
اصطفیٰ مدتی است اخبار سلامتی جناب شما و حضرات مخدوم زادہا فرزندی میان جمال الدین
حسین و سائر اعزہ و خدمت عتبۂ علیه و علی الخصوص میان شیخ الہ داد و میان شیخ الہ دیا
نرسیده مانع آن غیر از نسیان دور افتادہا نخواہد بود آرے قرب ابدان را در قرب
قلوب تاثیر عظیم است لہذا ہیچ ولی بمرتبۂ صحابه نرسد و قرنی بآن رفعت شان که بشرف
صحبت خیر البشر علیه و علیٰ آله الصلوات والتسلیمات نرسیده بمرتبه ادنیٰ صحابی نرسد شخصے از
عبد اللہ بن المبارک رضی اللہ عنه پرسیده ایہما افضل معاویة ام عمر بن عبد العزیز در جواب
فرمود الغبار الذی دخل انف فرس معاویة مع رسول صلعم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرة احوال
و اوضاع اینجا و جمیع لواحق و توابع مقرون بعافیت است للہ الحمد والمنة علی ذلک بل علیٰ
جمیع النعماء والآلاء وعلی الخصوص علیٰ نعمة الاسلام و متابعة سید الانام علیه و علیٰ آله الصلوٰة

وبیچگونگی بعد از توجه بالکلیه بقلب گذرانند وبمعنی حاضر وناظر تصور نکنند هیچ صفت ملحوظ ندارند همین اسم مبارک را بعد از توجه نیکو همواره در دل حاضر دارند بعضی امور ضروریه منوط بحضور وصحبت است اگر ملاقات میسر شد مذکور خواهد شد تا زمان ملاقات احوال مجدوده نویسان باشند که مطالعه آنها باعث توجه غائبانه میگردد والسلام

مکتوب دوصد وچهارم بمیر محمد نعمان بدخشی صدور یافت در بیان آنکه از تعرضات اهل خسران محنت نکشند وبکاریکه در پیش دارند مشغول باشند ودر جمعیت دوستان وحصول ترقیات ایشان خدمت میر نعمان از سخنان پریشان ارباب خسران محنت نکشند کل یعمل علی شاکلته لائق آنکه بمکافات ومجازات متعرض نشوند ودعی را فروغی نیست باعث کسادت بازار آنها کلمات متناقضهٔ آنها خواهد بود وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوْرًا فَمَا لَهُ مِنْ نُوْرٍ شغلی که در پیش دارند در همان کوشند واز غیر آن چشم بپوشند قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ اخوی خواجه محمد صادق بوقت رسیدند عشره اعتکاف باتفاق بجا آوردند وبفتوحات وارادات مجدوده مشرف گشتند والحمد لله سبحانه که اوقات سائر دوستان نیز مقرون بجمعیت است وترقیات پی در پی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

مکتوب دوصد وپنجم بخواجه محمد اشرف کابلی صدور یافته فی بیان ان متابعة صاحب الشریعة علیه وعلی آله الصلوة والسلام والتحیة ملاک الامر شرفکم الله سبحانه بکمال المتابعة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة فانه ملاک الامر ومنة الصدیقین وما سوی ذلک فاوهام باطلة وخیالات فاسدة نجانا الله سبحانه وایاکم عنها والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات دائما

مکتوب صد وششم بملا عبد الغفور سمرقندی صدور یافته در مذمت دنیا ونکوهش بگرفتاری بنعمات آن اللهم نبهنا قبل ان نهلکنا الموت بحرمة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات اتمها وافضلها مفاوضهٔ لطیفه وملا طفهٔ شریفه که نامزد این حقیر دور افتاده نموده بودند بوصول آن مبتهج ومسرور گردید جزاکم الله سبحانه عنا خیر الجزاء ای برادر آدمی را در دنیا از برای طعامهای چرب ولذیذ ولباسهای فریب ونفیس نیاورده اند واز برای تمتع وتنعم ولهو ولعب نیافریده مقصود از خلقت او ذل وانکسار وعجز وافتقار اوست که حقیقت بندگی است اما آن انکسار وافتقار که شریعت مصطفویه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة بآن اذن فرموده چه ریاضات ومجاهدات اهل باطن که موافقت بشریعت غرا ندارد جز خسارت

بجز ان

وغیر از غنا ہیچ حاصل نہ کریمۂ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ شاہد باینمعنی است وچون این بزرگواران از
مراتب عروج نزول میفرمایند وانوار بالارا خود گرفتہ فرودمی آیند درین اسماء علی تفاوت مراتبہا کہ مناسبت
باحبار طبقۂ ایشان دارند اقامت میفرمایند وتوطن مینمایند لہذا اگر کسی ایشانرا بعد از استقرار جوید درہمان
اسمایابد پس بلند استعداد کہ متوجہ حضرت ذاتست تعالیٰ وتقدس ناچار در وقت عروج بآن اسما خواہد
رسید وازانجا بفوق خواہد گذشت الاماشاء اللّٰہ تعالیٰ چون آن سالک را از بالا فرود آید وباسمیکہ مبدأ
تعین وجودی اوست نزول نماید آن اسم البتہ پایان تر از ان اسامی کہ مقامات انبیاست علیہم الصلوات
والتسلیمات خواہد بود وتفاوت مقامات انجا ظاہر خواہد شد کہ مناط افضلیت است ہر کہ مقام او بلند
است افضل است وتا سالک باز باسم خود نگردد واسم خود را پایان تر از ان اسامی نیابد افضلیت
آن بزرگواران را بطریق ذوق وحال نتواند دریافت بہ تقلید ایشان را افضل میگوید وبہ تقین
سابق حکم باولیت آنہا میکند اما وجدان او مکذب حکم اوست دریئوقت التجاء وتفرع وعجز ونیاز
بحضرت حق سبحانہ درکار است تا انچہ حقیقت کار است ظاہر گردد وانیمقام مزلۃ اقدام سالکان
است این جواب را بمثالی واضح گردانیم ارباب معقول گفتہ اند کہ دخان مرکب از اجزاے
ارضی واجزاء ناری است ووقتیکہ دخان صعود نماید اجزاء ارضی بمصاحبت اجزای ناری بالا
خواہند رفت وبحصول قسر قاسر عروج خواہند نمود گفتہ اند اگر دخان قوی باشد عروج او تا کرۂ
نار متحقق می شود درین صعود اجزاء ارضی بمقامات اجزاء آبی واجزاء ہوائی کہ بالطبع تفوق دارند خواہند
رسید وازانجا عروج نمودہ بالا خواہند رفت درینصورت نمیتوان گفت کہ رتبۂ اجزاء ارضی
بلندتر است از مرتبۂ اجزاء ہوائی چہ آن تفوق باعتبار قاسر بودہ است نہ باعتبار ذات
وبعد از وصول بہ کرۂ نار چون آن اجزاء ارضی ہبوط نمایند وبمرکز طبعی خود برسند ہر آئینہ
مقام اینہا فرود تر از مقام آب وہوا خواہد بود پس درمانحن فیہ عروج آن سالک ازان مقامات
باعتبار قاسر است کہ آن قاسر افراط از حرارت محبت است وقوت جذب عشق وباعتبار ذات
مقام او تحت آن مقامات این جواب کہ گفتہ شد مناسب حال منتہی است اما در ابتدا اگر این توہم
پیدا شود خود را در مقامات اکابر یابد جہتش آنست کہ ہر مقام را در ابتداء وتوسط ظل ومثال است
ومبتدی ومتوسط چون بظلال آنہا میرسند خیال میکنند کہ بحقیقت آن مقامات رسیدند فرق

والسلام فانہ ملاک الامر ومدار النجاۃ ومناط الفوز بالسعادات الدینویۃ والاخرویۃ ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم
علی ذلک بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوۃ اتمہا واکملہا ع کار اینست غیر این ہمہ ہیچ ؛
از ترہات صوفیہ چہ میکشاید واز احوال ایشان چہ می افزاید آنجا وجد وحال را بابیزان شرع نسنجند تبر نیم
جتیل بیخرند وکشوف والہامات را تا بر محک کتاب وسنت نزنند بہ نیم جوی نمی پسندند مقصود سلوک
طریق صوفیہ حصول ازدیاد یقین ست بمعتقدات شرعیہ کہ حقیقت ایمان ہست ونیز حصول یسر است
در اداء احکام فقہیہ نہ امرے دیگر ورای آن چہ رویۃ موعود بآخرت است در دنیا البتہ واقع نیست ومشاہدات
وتجلیاتی کہ صوفیہ بآن خرسند اند آرام بظلال است وتسلی بشبہ ومثال او تعالی وراء الوراست عجائب
کار وبار است اگر حقیقت مشاہدات وتجلیات ایشان را کماہی گفتہ شود خوف آن دارد کہ فتوری در
طلب مبتدیان این راہ پیدا شود وقصوری در شوق ایشان افتد واز ان نیز می ترسند کہ اگر نگوید
باوجود علم تجویز التباس باطل بحق کردہ باشد یا دلیل المتحیرین دلنی بحرمۃ من جعلتہ رحمۃ للعالمین
علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات گاہ گاہ اگر از کیفیات احوال اعلام فرمایند موجب ازدیاد محبت
است والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وعلی آلہ الصلوات والتحیات و
التسلیمات افضلہا واکملہا مکتوب دوصد وہشتم بحضرت مخدوم زادہ اعنی میان محمد صادق
سلمہ اللہ سبحانہ علی مفارق المحبین صدور یافتہ در جواب سوالی کہ نمودہ بودند کہ سالک این
طریق گاہست کہ خود را در مقامات انبیا می یابد علیہم التسلیمات والصلوات بلکہ در بعضی اوقات
می بیند کہ از ان مقام نیز بالا رفتہ است سر اینمعنی چیست فرزندی پرسیدہ بود کہ سالک
این طریق در مقامات عروج گاہ ہست کہ خود را در مقامات انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات اتمہا
واکملہا می یابد بلکہ در بعضی اوقات میداند کہ از ان مقام نیز بفوق رفتہ است سر اینمعنی چیست و حال
آنکہ مقرر است ومجمع علیہ کہ فضل انبیا راست علیہم الصلوات والتحیات اولیا ہر چہ میابند وکمالات
ولایت میرسند بمتابعت ایشان میرسند جوابش آنست کہ آن مقامات انبیا علیہم الصلوات والبرکات
نہایت مقامات عروج ایشان نیست بلکہ عروج این بزرگواران بمراتب از ان مقامات بالا
رفتہ است چہ آن مقامات عبارت از اسماء الہیست جل سلطانہ کہ مبادی تعینات ایشان است
ووسائل فیوض از حضرت ذات تعالی وتقدس چہ حضرت ذات را بی توسط اسما بعالم ہیچ مناسبتی نیست

اگرچہ مجرد اعتبار است نیز رضای آن میکند کہ فوق آن معنی زائد دیگر باشد مناسب آن شان کہ مبداء وجود
اعتباری او گردد پس این اسم را از ان مرتبہ نصیبی حاصل شدہ ودر فوق آن معنی زائد نیز این احتمال جاری
است اما قوت بشری از ضبط آن عاجز است این فقیر کم بضاعت یک مرتبہ دیگر را ہم گزرانیدہ است
اما در فوق آن مرتبہ غیر از استہلاک واضمحلال نصیب ندارد وفوق کل ذی علم علیم شعر ہنیئا لارباب
النعیم نعیمہا ؛ وللعاشق المسکین ما یتجرع ؛ تفاضل اقدام اہل اللہ باعتبار تخطے ایں مراتب شتی است
علیٰ تفاوت الاستعداد والقابلیات والواصلون الی الاسم قلیلون من الاولیاء فان اکثرہم
واصلون الی ظل من ظلال ذلک الاسم بعد ان عرجوا من المراتب الامکانیۃ باسرہا بطریق السلوک
والسیر التفصیلی وقد یتوہم الوصول الی ذلک الاسم فی طریق الجذبۃ الصرفۃ ایضا لکنہ غیر معتبر ولا یعتدبہ
والذین عرجوا من ذلک الاسم وقطعوا مراتبہ الثلاثۃ وتہ قلت او کثرت فہولاء اقل قلیل منہم بر سر اصل سخن
رویم وگوئیم کہ حقیقت شخص چنانکہ تعین وجوبی را گویند تعین امکانی او را نیز گویند چون این مقدمات
معلوم شد گوئیم کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الصلوات والتحیات در رنگ کافۂ انام مرکب از عالم
خلق وعالم امر است واسم الٰہی جل شانہ کہ رب عالم خلق اوست شان العلیم است وآنکہ ترتیب عالم
امر او میفرماید آن معنی است کہ مبداء وجود اعتباری آن شان است کما م حقیقت محمدی عبارت از شان
العلیم است وحقیقت احمدی کنایہ ازان معنی کہ مبداء آن شان ست وحقیقت کعبہ ربانی ہمان معنی
است ونبوتی کہ پیش از خلق حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام آن سرور را حاصل بودہ وازان
مرتبہ خبر دادہ وگفتہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین باعتبار حقیقت احمدی بودہ است کہ بعالم امر تعلق
دارد وہمین اعتبار حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ کلمۃ اللہ بودہ اند وبعالم امر بیشتر مناسبت
داشتہ بشارت قدوم آن سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات باسم احمد دادہ وفرمودہ ومبشرا
برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ونبوتی کہ بنشاء عنصری تعلق دارد وباعتبار حقیقت محمدیست بلکہ
باعتبار حقیقتین است ورب او درین مرتبہ آن شان ومبداء آن شان لہذا دعوت این مرتبہ اتم است از
دعوت مرتبہ سابق چہ دران مرتبہ دعوت او مخصوص بعالم امر بودہ است وتربیت او مقصور بر روحانیان
وھدین مرتبہ دعوت او شامل خلق وامر است وتربیت او مشتمل بر اجساد وارواح غایت ما فی الباب درین
نشا نشاء عنصری او را علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام غالب ساختہ بودند بر نشاء ملکی او تا مناسبت

درمیان ظلال حقائق نمیتوانند کرد و همچنین شبه و مثال اکابر را چون در ظلال مقامات ایشان یابند خیال میکنند که شرکتی باکابر در مقامات پیدا کرده اند نه چنین است بلکه اینجا اشتباه ظل شئ است به نفس شئ اللهم ارنا حقائق الاشیاء کما هی وجنبنا عن الاشتغال بالملاهی بحرمة سید الاولین والآخرین علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها

مکتوب دو صد و نهم بمیر محمد نعمان بدخشی صدور یافته در حل بعضی از عبارات متعلق رساله مبدأ و معاد که پرسیده بودند و بعضی از عبارات دیگر که بتقریب مسطور گشته و در جواب مکتوب او که مشتمل است بر بعضی ضروریات این راه الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وآله الطاهرین اجمعین سیادت پناهی اخوی اعزی میر محمد نعمان بجمعیت باشند احوال اینجا و دستوجب حمد است در وقت وداع در سرای فرخ شما اخوی خواجه محمد اشرف معنی العبارات که در رسالهٔ مبدأ و معاد واقع شده پرسیده بودند چون وقت مساعدت نکرد موقوف مانده بود الحال بخاطر رسید که در حل آن عبارت چیزی نوشته شود که موجب تشفی احباب گردد و عبارت آن رساله اینست که بعد از هزار و چند سال از زمان رحلت آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام زمانی می آید که حقیقت محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبه متحد گردد و این زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و مظهر ذات احد جل سلطانه گردد و هر دو اسم مبارک بمسمی متحقق شود و مقام سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زمانیکه حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیه الصلوة والسلام نزول فرماید و عمل بشریعت محمدی نماید علیهم الصلوات والتحیات در ان وقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج فرموده بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند باید دانست که حقیقت شخصی عبارت از تعین وجوبی است که تعین امکانی آن شخص ظل آن تعین است و آن تعین وجوبی اسمیست از اسماے الٰہی جل سلطانہ کالعلیم والقدیر والمرید والمتکلم و امثالها و آن اسم الٰہی جل سلطانہ رب آن شخص است و مبدأ فیوض وجودی و توابع وجودی او و این اسم را نسبت بحضرت ذات تعالیٰ شانہ مراتب شتی است و در مرتبه شان صفت که وجود آن زائد است بر وجود ذات این اسم اطلاق مییابد و در مرتبه شان که زیادتی آن بر ذات بمجرد اعتبار است نیز این اسم صادق می آید و فرق درمیان صفت و شان در مکتوبیکه در بیان سلوک و جذبه نوشته شده به تفصیل ذکر یافته است اگر خفائی باشد بآن رساله رجوع نمایند و شک نیست که حصول شان

وعلیہم الصلوۃ والسلام اولیاء امت او کہ بظہور آیند ہر چند اقل باشند اکمل بوند تا تقویت این شریعت بروجہ اتم نمایند حضرت مہدی خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام از قدوم مبارک او بشارت فرمودہ اند بعد از ہزار سال بوجود خواہند آمد و حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نیز بعد از ہزار سال نزول خواہند فرمود بالجملہ کمالات اولیاء این طبقہ شبیہ بکمالات اصحاب کرام ست ہر چند بعد از انبیاء فضل مر اصحاب کرام راست علیہم السلام اما جاے آن دادہ کہ از کمال تشابہ یکی را بر دیگری فضل نتوان داد و از ینجا تواند کہ آن سرور فرمودہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام لا یدری اولہم خیر ام آخرہم نفرمود لا ادری اولہم خیر ام آخرہم بعلمہ بحال کل من الفریقین لہذا قال خیر القرون قرنی اما چون از کمال مشابہت جای تردد بود فرمود لا یدری اگر پرسند کہ آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را خیر ساختہ است و بعد از قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس خیریت این دو قرن نیز برین طبقہ متیقن باشد پس نشا این طبقہ در کمالات باصحاب کرام چہ بود در جواب گویم تواند بود کہ خیریت آن قرن برین طبقہ باعتبار کثرت ظہور اولیاء اللہ باشد و قلت وجود اہل بدعت و ندرت ارباب فسق و معصیت وہو لا ینافی کون بعض الافراد من اولیاء اللہ فی ہذہ الطبقۃ خیرا من اولیاء ذلک القرن کحضرۃ المہدی مثلا

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ؛ دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد ؛

اما قرن اصحاب از جمیع وجوہ خیر است آنجا سخن کردن از فضولی ہست سابقان سابقانند در جنت نعیم مقربان ایشانند انفاق کوہ ذہب دیگران بمد شعیر ایشان نرسد واللہ یختص برحمتہ من یشاء باید دانست کہ از بیان سابق واضح گشت معنی آن عبارت کہ در رسالہ مبدا و معاد فوق این مذکور مسطور گشتہ است کہ حقیقت کعبہ ربانی مسجود حقیقت محمدی گشت چہ حقیقت کعبہ ربانی بعینہا حقیقت احمدی است کہ حقیقت محمدی فی الحقیقت ظل اوست پس ناچار مسجود حقیقت محمدی باشد اگر سوال کنند کہ کعبہ بطواف اولیاء امت او می آید و از ایشان برکات می جوید چون حقیقت او را تقدم باشد بر حقیقت محمدی اعنی چگونہ جائز باشد در جواب گویم کہ حقیقت محمدی نہایت مقامات نزول محمد است از اوج تنزیہ و تقدیس و حقیقت کعبہ نہایت مقامات عروج کعبہ است مرتبہ اول در عروج حقیقت محمدی بر مرتبہ تنزیہ حقیقت کعبہ است و نہایت عروجات

که سبب افاده و استفاده است بیشتر پیدا شود و خلائق که جانب بشریت در ایشان غالب است حضرت
حق سبحانه تعالی حبیب خود را صلی الله علیه و علی آله وسلم با کدوجه امر میفرماید باظهار بشریت خود کما قال سبحانه
وتعالی قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی اتیان لفظ مثلکم از برای تاکید بشریت است و بعد از ارتحال از نشاء
عنصری جانب روحانیۃ او علیه الصلوٰۃ والسلام غالب آمد ومناسبت بشریت رو بنقص آورد و نورانیت
دعوت تفاوت پیدا کرد بعضی از اصحاب کرام فرموده اند که هنوز از دفن آن سرور علیه وعلیهم الصلوٰۃ
والسلام فارغ نشده بودیم که در دلهای خود تفاوت یافتیم بلے ایمان شهودی بایمان غیبی مبدل
گشت و معامله از آغوش بگوش کشید و از دیدن بشنیدن آمد و از زمان رحلت او علیه و علی آله
الصلوٰۃ والسلام چون هزار سال گذشت که مدت مدید است و از منه متطاوله جانب روحانیت
بر نهجے غالب آمد که جانب بشریت را بتمام متلون بلون خود ساخت که عالم خلق منصبغ بعالم امر گردانید
پس ناچار آنچه از عالم خلق او علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام رجوع بحقیقت خود نموده بود یعنی
حقیقت محمدی عروج فرموده ملحق به حقیقت احمدی گشت و حقیقت محمدی با حقیقت احمدی متحد شد
مراد از حقیقت احمدی و حقیقت محمدی در ینجا تعین امکانی خلق و امر اوست علیه و علی آله الصلوٰۃ
والسلام نه تعین وجوبی که تعین امکانی او ظل آنست چه عروج تعین وجوبی را معنی نیست و متحد گشتن
با آن تعین معقول نه چون حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوٰۃ والسلام نزول خواهد فرمود و متابعت شریعت
خاتم الرسل علیها الصلوٰۃ والسلام خواهد نمود و از مقام خود عروج فرموده به تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواهد
رسید و تقویت دین او علیها الصلوات والتحیات خواهد نمود و از اینجاست که نقل میکنند از شرائع ما تقدم
که بعد از هزار سال از ارتحال پیغمبران اولو العزم از انبیاء کرام و رسل عظام مبعوث میشدند که
تقویت شریعت آن پیغمبران فرمایند و اعلاء کلمه او نمایند و چون دورهٔ دعوت شریعت او تمام
میشد پیغمبر اولوا العزم دیگر مبعوث مے گشت و تجدید شریعت خود میفرمود و چون شریعت
خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات از نسخ و تبدیل محفوظ است علماء امت او را حکم
انبیاء داده کار تقویت شریعت و تائید ملت را با ایشان تفویض فرموده مع ذلک یک پیغمبر
اولی العزم را تابع او ساخته ترویج شریعت او نموده است قال الله سبحانه و تعالی انا نحن
نزلنا الذکر و انا له لحافظون باید دانست که بعد از هزار سال بعد از ارتحال خاتم الرسل علیه

ایشان از سرمایه برند و چون خیزند بمحبت ایشان خیزند بحرمة من افتخر بالفقر و آثره علی الغناء علیه و علی آله
الصلوات و التسلیمات اتمها و اکملها از روی کرم مرقوم فرموده بودند که حقیقت معامله آن حکایت چیست که در
نفحات مذکور است از مرید شیخ ابن السکینه قدس سره که روزی در آب دجله بتقریب غسل غوطه زده بود
و سر از آب نیل برآورده بمصر درآمد و آنجا کدخدا شد و فرزندان بهم رسانیده و تا هفت سال در مصر اقامت
ورزید اتفاقاً روزی بتقریب غسل در آب نیل غوطه زده بود سر از آب دجله برآورده دید که در کنار دجله
همه جامهای او که در اول برکنار دجله گذاشته بود بحال خود است جامها را پوشیده بخانه درآمد اهلیه او
گفت طعامیکه از برای مهمانان فرموده بودی طیار است الی آخر القصه مخدوما مکرما اشکال این
حکایت نه از ان رهگذر است که در یکساعت کار سنین چگونه میسر شود چه این قسم معامله بسیار بوقوع
آمده است حضرت رسالت خاتمیت علیه و علی آله الصلوة و السلام و التحیة در شب معراج بعد از
طے معارج عروج و قطع منازل وصول که بالوف سنین میسر شود چون بوثاق خود رجوع فرمودند
دیدند که هنوز حرارت بستر خواب زائل نشده است و حرکت آب که در ابریق برای طهارت جدا کرده
بودند تسکین نیافته و جنبش همانست که در نفحات بعد از نقل این حکایت مذکور است که از قبیل بسط
زمان است بلکه اشکال آن حکایت ازین رهگذر است که در بغداد آن یک باشد و در مصر همان آن
امتداد هفت سال پیدا کند مثلاً اهل بغداد در ان زمان در سال سه صد و شصت باشند از تاریخ هجری
و اهل مصر در آنوقت در سال سه صد و شصت و هفت عقل و نقل تجویز این معنی نمی نمایند این معامله نسبت
بیک شخص یا دو شخص مجوز است اما نسبت به بلاد مختلفه و امکنه متعدده محال آنچه بخاطر کلیل این حقیر
میگذرد آنست که این حکایت نه از عالم تیقظ است بلکه از قبیل رویا و واقعات است که مستمع رویا برویته
مشتبه گشته است و نوم به تیقظ التباس یافته این قسم اشتباه بسیار واقع میشود بلکه از مظنهٔ آن اشتباهات
در خواب دیده است و در خواب به پیر خود گفته و فرزندان را آورده و حکایتیکه بعد ازین حکایت از شیخ محی الدین
بن العربی قدس سره نقل میکنند نیز ازین قبیل است و الله سبحانه اعلم بحقائق الامور کلها نوشته بودند
که شرح این عبارت باید نوشت که مربی جسد روح است و مربی قالب قلب مخدوما مودای این
هر دو عبارت واحد است و آن تربیت عالم خلق انسان استتار عالم امر او و چون لفظ جسد مقرون بلفظ
روح درا طلاقات بسیار واقع میشود و مناسبت لفظی در میان قالب و قلب بوده هر کدام را التناسب

شرح عبارت کہ مربی جسد روح است و مربی قالب قلب ۱۲

اورا غیر از حق سبحانه اطلاع ندارد و چون اولیا را اکمل است اورا از عروجات آنسرور علیه وعلی آله الصلوٰة
والسلام نصیب تام است اگرچه کعبه از برکات این بزرگواران دریوزه نماید چه عجب است زمین زاده
بر آسمان تاخته به زمین و زمان را پس انداخته ؛ و عبارت دیگر از آن رساله که در مقام واقع شده بود نیز حل شد
و آن عبارت اینست که صورت کعبه همچنانکه مسجود صور اشیا است حقیقت کعبه نیز مسجود حقائق آن اشیا است
چه از مقدمات سابق معلوم شده است که حقائق اشیا عبارت از اسمای الٰهیست جل سلطانه که مبادی
فیوض وجودی و توابع وجود ایشان است و حقیقت کعبه فوق آن اسما است پس هر آئینه حقیقت کعبه
متبوع حقائق اشیا باشد آری اگر اکمل اولیا را سیر بالاتر از حقیقت کعبه واقع شود و انوار بالا را گرفته بمراتب حقائق خود
که شبیه با جبار طبعی اشیا است در مراتب عروج فرود آیند کعبه از برکات ایشان توقع خواهد نمود کما مر سابقاً
و ایضاً در رساله مبدأ و معاد چند فقره نوشته است در بیان افضلیت انبیاء اولو العزم صلوات الله تعالی و
تسلیماته علیهم یعنی افضلیت ایشان را از بعض دیگر و چون مبنای آن بر کشف و الهام است که ظنی است
از آن نوشتن و تفرقه نمودن در فضل آدم و مستغفر است چه در آن باب سخن جز بدلیل قطعی جائز نیست
استغفر الله واتوب الی الله من جمیع ما کره الله قولاً و فعلاً در مکتوب خود نوشته بودند که در سرای فرخ
پرسیده بودم که تعلیم طریقت مر طالبان را انست بمن مرضی است یا نه تو در جواب گفته بودی که به خاطر
فقیر نمانده است که نفی مطلق کرده باشد بلکه گفته بود که مشروط بشرائط است مطلقاً مرضی نیست والحال
هم همین طور میدانند باید که در رعایت شرائط نیک احتیاط نمایند مبادا مساهله کنند تا باستحقاق الیقین نشود
که باید تحقیق نگویند و اخوی مولانا یار محمد قدیم را نیز همین معنی دلالت نمایند و تاکید بگویند که در تعلیم طریقت
سرعت ننمایند مقصود دوکان پیش کردن نیست مرضی حق را سبحانه باید ملاحظه نمود خبر شرط است دیگر از مسترشدان
خود گله نموده بودند گله از وضع خود باید کرد که با آن جماعت بر نهجی زندگانی میکنند که البته عاقبت آن آزار است
گفته اند که پیر باید که در نظر مرید خود را متحمل نماید نه آنکه در اختلاط بکشاید و مصاحبانه سلوک کند و بحرف و حکایت
هنگامه را گرم دارد والسلام مکتوب سی و دوم و صد و هم بملا شکیبی اصفهانی صدور یافته در حل عبارت نفحات
که رسیده بود و در ذکر بعضی از نصائح ضروریه که مسئله نموده بودم مراسله شریفه و ملاطفه لطیفه که از
روی شفقت و مهربانی نامزد این حقیر قلیل البضاعت فرموده بودند بمطالعه آن مشرف گشته مبتهج
و مسرور گردید سلامت باشند و بسلامت بروند و تا باشند بر محبت فقرا باشند و چون بروند بر محبت

و با اندازهٔ او یقین بهم رسیده چون سلوک طریق صوفیه میسر شود آن استدلال و کشف و شهود مبدل میگردد و
یقین اکمل حاصل میشود علی هذا القیاس سائر الاعتقادیات و ایضاً مقصود تحصیل یسر است در ادای احکام
فقهیه و ازالهٔ عسر که از امارگی نفس منبعث و یقین این فقیر آنست که طریق صوفیه فی الحقیقت خادم شرعیه
است نه امری مباین از شریعت و این معنی را در کتب و رسائل خود تحقیق نموده است و از برای حصول
این غرض اعتبار طریق علیه نقشبندیه در میان سائر طرق اولی و انسب است چه این بزرگواران
التزام متابعت سنت نموده اند و اجتناب از بدعت فرموده لهذا اگر دولت متابعت دارند و از
احوال هیچ ندارند خرسند اند و اگر با وجود احوال در متابعت فتور دانند آن احوال را نمی پسندند حضرت
خواجه احرار قدس الله سره فرموده اند که اگر احوال و مواجید را بما بدهند و حقیقت ما را باعتقاد اهل
سنت و جماعت نوازند جز خرابی هیچ نمی دانیم و اگر اعتقاد اهل سنت و جماعت را بدهند و از احوال
هیچ ندهند غم نداریم و ایضاً درین طریق اندراج نهایت در بدایت ست پس در اول قدم آن می یابند
که دیگران در نهایت یابند اگر فرق است باجمال و تفصیل است و شمول و عدم شمول همین نسبت بعینها
نسبت اصحاب کرام است علیهم الرضوان چه در اول صحبت خیر البشر علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات
آن یافته اند که اولیاء امت را معلوم نیست که در نهایت میسر شود ازینجا است که اویس قرنی قدس سره
که خیر التابعین است بمرتبه وحشی قاتل حضرت حمزه علیه الرضوان که یکبار بصحبت خیر البشر علیه و علی آله
الصلوة و السلام رسیده نرسد زیراکه فضل صحبت فوق جمیع فضائل و کمالات است چه ایمان ایشان
شهودی است و دیگران را هرگز این دولت میسر نشده مصرع ؏ شنیده کے بود مانند دیده ۞ لهذا انفاق
مد شعیر ایشان بهتر از انفاق کوه ذهب دیگران آمد و جمیع اصحاب درین فضیلت برابر اند پس همه را
بزرگ باید داشت و به نیکی یاد باید کرد زیراکه صحابه همه عدول اند در روایت و تبلیغ احکام همه
برابر روایت یکے بر روایت دیگر مزیتے نیست حاملان قرآن مجید ایشان بوده اند و آیات متفرقه
را باعتماد عدالت ایشان از هر کدام دو آیه سه آیه کم و بیش اخذ نموده جمع ساخته اند اگر در یکے از اصحاب
کسی جرح نماید آن جرح منجر بقرآن مجید مے گردد چه حامل بعضے آیات تواند بود که او باشد و
مخالفات و منازعات که در میان آن بزرگواران گذشته بر محامل نیک صرف باید نمود و از

هوا و تعصب خود را دور باید ساخت قال الشافعی رحمه الله سبحانه و هو اعلم بحال الصحابة

خود جمع کرده تعیین عبارت اختیار افتاده است طلب نصائح رفته بود مخدوما عطوفت آثارا شرم می آید
با وجود اینهمه خرابی و گرفتاری و کم بضاعتی و بیحاصلی ازان باب چیزی نویسد و بصریح یا باشارت ازان
مقوله حرف زند لیکن ازان نیز می ترسد که اگر از قول معروف هم خود را معاف دارد و مبادا کار بخست و دناءت
بکشد و لضنه و بخل انجامد بناءً علی ذلک بچند کلمه جرأت مینماید مخدوما مدت بقای دنیا بسیار قلیل است وازان قلیل
هم اکثر تلف شد و اقل مانده و مدت بقای آخرت خلود و دوام ست معامله خلود را به بقای چند روزه
مربوط ساخته اند بعد ازان یا تنعم دائمی است یا عذاب سرمدی مخبر صادق ازان خبر داده است احتمال
تخلف ندارد عقل دور اندیش را کار باید فرمود مخدوما اشرف عمر در هوا و هوس گذشت و بمرضی اعدای
خدا جل شانه بسر آمد و ارذل عمر مانده اگر امروز آنرا هم بمرضیات حق جل سلطانه صرف بکنیم و تلافی
اشرف بارذل هم نمائیم و محنت اقل را وسیلهٔ راحت مخلد نسازیم و کفایت سیأت کثیره را بحسنات قلیله
هم نفرمائیم فردا بکدام رو پیش او تعالی خواهیم رفت و کدام حیله را پیش خواهیم برد خواب خرگوش تا کی
خواهد بود و پنبهٔ غفلت در گوش تا چند آخر غشاوه از بصارت خواهند برداشت و پنبهٔ غفلت از
سامعه ازاله خواهند نمود اما سود نخواهد برداشت و بجز حسرت و ندامت نقد وقت نخواهد بود پیش از ورود
موت کار خود باید ساخت وا شوقا گویان باید مرد اولاً از درستی اعتقاد چاره نبود و از تصدیق بانچه
از دین معلوم شده است بطریق ضرورت و تواتر گزر و ثانیاً علم و عمل بانچه فقه متکفل آنست نیز
ضروریست و ثالثاً سلوک طریق صوفیه هم درکارست نه از برای آن غرض که صور و اشکال غیبی را
مشاهده نمایند و انوار و الوان را معاینه فرمایند این خود داخل لهو و لعب است صور و انوار حسی چه
نقصان دارد که کسی اینها را گذاشته بریاضات و مجاهدات هوس صور و انوار غیبی نماید این صور و انوار
و آن صور و انوار هر دو مخلوق حق اند سبحانه و از آیات داله بر صانعیت او تعالی نور آفتاب و ماهتاب
که از عالم شهادت است بوجوه مزیت دارد بران انوار که در عالم مثال بیند اما چون این دید دائمی است
و خواص و عوام دران شرکت دارند از نظر اعتبار ساقط ساخته هوس انوار غیبی مینمایند بلے **مصرع**
آبے که رود پیش در ت تیره نماید ٭ بلکه مقصود از سلوک طریق صوفیه تحصیل ازدیاد یقین است
در معتقدات شرعیه تا از مضیق استدلال بفضای کشف آیند و از اجمال بتفصیل گرایند مثلاً وجود
واجب الوجود تعالی و تقدس و وحدة او سبحانه اول بطریق استدلال یا بتقلید معلوم شده بود

بر فرحت افزود حضرت حق سبحانه وتعالی ترقیات بی نهایت کرامت فرماید بحرمت سید المرسلین علیه وعلی آله
الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها پرسیده بودند که پیر صاحب تصرف مرید مستعد را بتصرف خود بمراتبی که
فوق از استعداد اوست تواند رسانید یا نه بلی تواند رسانید اما بان مراتب فوق که مناسب استعداد
اوست نه بمراتبی که متباین استعداد او باشد مثلاً مریدیکه استعداد ولایت موسوی دارد ونهایت قوت
استعداد تا وصول بنصف راه آن ولایت است پیر صاحب تصرف اورا خود تواند باقصای درجات آن ولایت
رسانید اما آنکه اورا از ولایت موسوی بولایت محمدی آرد ودرین ولایت اورا ترقیات بخشد معلوم
الوقوع نیست و ایضاً پرسیده بودند که آن کدام مرتبه است اخفی که الطف لطائف انسانی ست
دران مرتبه حکم نفس اماره دارد ودر دنائت وخساست شبه او پیدا میکند معلوم اخوی باد که خفی هر چند
الطف لطائف است اما داخل دائره امکان ست وبداغ حدوث متسم چون سالک پا از دائره امکان
بیرون نهد که در مراتب وجوب سیر فرماید واز ظلال وجوبی باصول آن برسد واز تقید صفت وشان رهد
ناچار ناممکن در نظر او خوار وبی اعتبار درآید واخس والطف را در دنائت وخساست برابر بیند ونفس
واخفی را دریک مقام توامین انگارد و نوشته بودند که بواسطه یا بی واسطه از تو شنیده ایم که در وقت عبادت
حق را سبحانه حاضر دیده عبادت کردن موجب تنزل اوست سبحانه بنده وار عبادت باید کرد این که او را
سبحانه حاضر داشته عبادت کند سوی او بسبب محبت آثار این قسم مقوله معلوم نیست که ازین فقیر سر برزده
باشد جای دیگر دیده باشند. و واقعه که نوشته بودند حضرت رسول اکرم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام را دران
واقعه دیده بسیار نیک ست که اصالت دارد وآب کنایه از علم است دست دران کردن حصول
قدرت است در علم ومشارکت حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام درین معنی موکد حصول است
چه آنحضرت تلمیذ حضرت رحمن است وعلم آدم الاسماء کلها غایة ما فی الباب مراد از علم درین واقعه
علم باطن است بلکه نوعی از علم باطن که مناسبت به نسبت اهل بیت دارد علیهم الرضوان والباقی
عند التلاقی والسلام

مکتوب دو صد و سیزدهم بسیادت پناهی شیخ فرید صدور یافت در بیان
مواعظ ونصائح ودر ترغیب بر متابعت علماء اهل سنت وجماعت که فرقه ناجیه اند واجتناب از صحبت
علماء سوء که علم را وسیله حطام دنیوی ساخته اند

عصمکم الله سبحانه عما لا یلیق بجنابکم بحرمة جدکم الامجد علیه وعلی
آله الصلوات والتسلیمات قال الله سبحانه وتعالی هل جزاء الاحسان الا الاحسان میداند که احسان شمارا

علیهم الرضوان تلک دماء طهر الله عنها ایدینا فلنطهر عنها السنتنا و مثل این مقوله از امام اجل جعفر صادق رضی
نیز منقول است والسلام اولاً و آخراً **مکتوب دو صد و یازدهم** بملا یار محمد قدیم بدخشی صدور یافته
در جواب سوال که کرده بود از مقوله مولوی علیه الرحمه و در بیان شرائط ضروریه مقام تکمیل و ارشاد مکتوب
مرغوب اخوی اعزی مولانا یار محمد قدیم وصول یافت موجب فرحت گشت حضرت حق سبحانه و تعالی
بذروهٔ کمال و تکمیل رساناد بحرمة النبی المختار و آله الامجاد علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات از مقوله مولوی
علیه الرحمه پرسیده بودند که گفته اند آن نازنینی که در کنار من بوده حق بوده است آیا این گفتن جائز
است یا نه بدانند که این قسم امور درین راه بسیار واقع میشود و بزبان می آید این نوع معامله تجلی صوری
است که صاحب معامله آن صورت متجلی له را حق می انگارد و تعالی شانه سخن همان ست که شیخ اجل
امام ربانی حضرت خواجه یوسف همدانی فرموده اند تلک خیالات تربی بها اطفال الطریقه دیگر چون
نوعے از اجازت تعلیم طریقت بشما کرده شده است در بنیاب بعضے فوائد نوشته میشود بگوش
هوش استماع نموده بعمل خواهند در آورد بدانند که چون طالبے باراده پیش شما بیاید در تعلیم
طریقت او تامل بسیار باید کرد مبادا درین امر استدراج شما خواسته باشد و خرابی
منظور باشد علی الخصوص که در آمدن مرید فرحے و سروری پیدا شود باید که درینباب راه التجا
و تضرع اختیار نموده استخارهای متعدد نمایند تا آنکه بیقین بپیوندد که طریقه را باو باید گفت و استدراج
و خرابی مراد نیست زیرا که در بندها حق سبحانه تصرف کردن و وقت خود را در عقب ایشان غارت
نمودن بی اذن سبحانه تجویز نیست آیه کریمه لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربهم دلالت برین
معنی دارد عزیزے فوت کرد خطاب آمد که توئی که زره پوشیده بودی در دین من بر بندهاے من گفت
بلی فرمود هلا کلت خلقی الی فقلبت بقلبک علی و اجازتیکه بشما و دیگران کرده شده است بشروط شرائط
است و منوط است بحصول علم بمرضی او تعالی هنوز آنوقت نیامده است که اجازت مطلق کرده
شود تا درود آن وقت شرائط را نیک مرعی دارند خبر شرط است و بمیر نعمان هم این معنی نوشته است
از انجا نیز معلوم خواهند نمود بالجمله سعی نمایند که آنوقت برسد و از تنگی شرائط وارهند والسلام
مکتوب دو صد و دوازدهم بمولانا محمد صدیق بدخشی صدور یافت در جواب بعضے
اسوله که پرسیده بود و حل واقعه که دیده بود نوشته اند مکتوب مرغوب پے در پے رسید فرحت

می شمرند نه از برای آن غرض که در آن فرصت تنعمات و تلذذات فرمایند که بعد از وی ثبات است مع ذلک معلّات محن و عقبات بلکه تا در ان فرصت کشت و کار فرمایند و از یک دانه عمل خیر کریمه و اللّٰه یضاعف لمن یشاء ثمرات بی نهایت حاصل کنند ازینجا است که اعمال صالحه چند روزه را به تنعمات مخلد جزا فرموده اند و اللّٰه ذو الفضل العظیم اگر پرسند که تضاعف اجر در حسنات است و در سیئات جزا مثل است پس کفار را بواسطه سیئات معدوده عذاب مخلد چون باشد گوئیم که مماثلة جزا مر عمل را مفوض بعلم واجبست تعالی و تقدس علم ممکن از ادراک قاصر است مثلاً در قذف محصنات جزا مماثل آن هشتاد تازیانه فرموده و در حد سرقه قطع یمین سارق جزا آن نموده و در حد زنا در صورت بکر به بکر صد تازیانه و تغریب عام تقدیر نموده و در صورت شیخ و شیخه حکم برجم فرموده علم این حدود و تقدیرات از طوق بشر خارج است ذلک تقدیر العزیز الحکیم پس در ماده کفار حق سبحانه تعالی کفر موقت را عذاب مخلد جزاء و وفاق فرموده معلوم شد که جزاء مماثل مر کفر موقت را همین عذاب مخلد است و کسی که خواهد که جمیع احکام شرعیه را معقول نموده سازد و با دلائل عقلیه برابر نماید آن کس منکر طور نبوت است علیه ما یستحق با وی سخن کردن از بیخردیست بیت زان کس که بقرآن و خبر زو نرهی آنست جوابش که جوابش ندهی بقیة المرام رافع رقیمه فقرا سیان شیخ احمد ولد اعز مغفرت پناهی شیخ سلطان تهانیسری است الطاف و احسانهای شما را که نسبت به پدر بزرگوار او بوده یاد نموده بخدمت علیه توسل این فقیر خود را رسانیده است و از جمله الطاف ایشان موضعی بود که در پرگنه اندری کرم فرموده بودند و الامر عندکم بل کل من عند اللّٰه و السلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی و التزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات

مکتوب دو صد و یازدهم بمرزا داراب صدور یافته در مذمت دنیا

مکتوب شریف که از حسن نشاء استعداد و فطری به نیاز تمام بفقرا ارسال داشته بودند رسید جزاکم اللّٰه سبحانه عنا خیر الجزاء بصدقة حبیبه علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات ای فرزند ارباب دنیا و اصحاب غنا به بلای عظیم گرفتار اند و با بتلای عظیم مبتلا زیرا که دنیا مبغوضه حق است سبحانه و مردار ترین جمیع نجاسات در نظر ایشان مزین ساخته اند و فریب گردانیده در رنگ آنکه نجاستی را از زر اندوده سازند و زهری را شکر آلود مع ذلک عقل دور اندیش را شناعت این دنیه متنبه ساخت و بر قباحت این نامرضیه دلالت فرمود لهذا علما فرموده اند که اگر شخصی وصیت کرد که مال مرا باعقل زمانه بدهند به زاهد باید داد که از دنیا بیرغبت است و آن بی رغبتی از کمال عقل اوست معهذا از کمال رحمت بیک شائبه

بکدام احسان مکافات نماید غیر از آنکه در اوقات نیک بدعای سلامتی دارین رطب اللسان باشد الحمد للہ سبحانہ والمنۃ کہ اینمعنی بنحو است میسر است واحسان دیگر کہ لائق مکافات است موعظت وتذکیر است اگر در معرض قبول افتد چہ غنیمت تقابت ونجابت دستگاہا خلاصۂ مواعظ وزبدہ نصائح اختلاط وانبساط با اہل تدین وارباب تشرع است تدین وتشرع منوط بسلوک طریقہ حقہ اہل سنت وجماعت ست کہ فرقۂ ناجیہ اند در میان سائر فرق اسلامیہ نجات بی متابعت این بزرگواران محالست وفلاح بی اتباع آرای اینہا ممتنع دلائل عقلی ونقلی وکشفی برینمعنی شاہد ست کہ احتمال تخلف ندارد واگر معلوم شود کہ شخصی بہ خردل از صراط مستقیم این بزرگواران جدا افتادہ است صحبت او را سم قاتل باید دانست ومجالست او را زہر افعی باید انگاشت طالب علمان بیباک از ہر فرقہ کہ باشند لصوص دین اند اجتناب از صحبت اینہا نیز از ضروریات است واین ہمہ فتنہ وفساد کہ در دین پیدا شدہ است از شومی این جماعت ست کہ بواسطہ حطام دنیوی آخرت خود را برباد دادہ اند اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین ابلیس لعین را شخصی دید کہ آسودہ وفارغ البال نشستہ است ودست را از اغوا واضلال کوتاہ کردہ سر آنرا پرسید لعین گفت علماء سوء این وقت کار مرا کفایت کردہ اند متکفل اغوا واضلال گشتہ از ذلالۂ آنجاے مولانا را عمر نیک نہادہ است بشرط آنکہ او را از اینہا بر ہند ودر اظہار حق دلیر سازند وحافظ امام نیز جنون اسلام دارد کہ در اسلام از ان جنون چارہ نبود لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ مجنون معلوم شریف است کہ فقیر بگفتن ونوشتن در تحریص بر صحبت نیک تقصیر نکردہ است ودر مبالغہ نمودن از اجتناب از مصاحبت سوء نیز خود را معاف نداشتہ کہ آنرا اصل عظیم میداند والقبول عندکم بل کل من عند اللہ فطوبی لمن جعلہ اللہ سبحانہ مظہر الخیر تذکر احسانہاے شما برین گفت وگوی می آرد وملاحظہ تصدیع وملال را از میان بر می اندازد والسلام

مکتوب دو صد و چہاردہم

بخانخانان صدور یافتہ در بیان آنکہ دنیا مزرعہ آخرت است ودر جواب آن سوال مشہور کہ کفار را بواسطہ کفر موقت عذاب مخلد چون باشد وسفارش حاجتمندی طوبی لمن جعلہ اللہ سبحانہ مظہر الخیر حضرت حق سبحانہ دنیا را مزرعہ آخرت گردانیدہ بیدولت باشد کسیکہ تخم را درست بخورد وبر زمین استعداد نیندازد واز یکدانہ ہفتصد دانہ نسازد واز براے روزی کہ برادر از برادر گریزد ومادر بفرزند نیامیزد ذخیرہ نکند خسارت دنیا وآخرت نقد وقت ست وحسرت وندامت دارین برکف دست وصاحب دولتان فرصت دنیا را غنیمت

است تا مدتها بخاطر میخلید که وجه چیست که اولیا و اکمل این است بسیار گذشته اند اما آن قدر خوارق که از حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سره ظاهر گشته است از هیچ کدام آنها ظهور نیافته آخر الامر حضرت حق سبحانه سر این معما را ظاهر ساخت و معلوم فرمود که عروج ایشان از اکثر بلندتر واقع شده است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمده اند که از عالم اسباب بلندتر است مناسب این مقام حکایت خواجه حسن بصری و حبیب عجمی است قدس سرهما منقول است که روزی خواجه حسن بصری بر لب دریا ایستاده بودند و انتظار کشتی میبردند که از و بگذرند و درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید که چرا ایستاده اید گفت انتظار کشتی میبرم حبیب گفت چه احتیاج کشتی ست شما یقین ندارید خواجه حسن گفت تو علم نداری حبیب بے اعانت کشتی از آب گذشت و خواجه در انتظار کشتی استاده ماند حسن بصری چون بعالم اسباب فرود آمده بود با او بتوسط اسباب معامله میفرمودند و حبیب عجمی چون اسباب را در ست از نظر انداخته بودند بی توسط اسباب با او زندگانی میکردند اما فضل حسن راست که صاحب علم است و عین الیقین را بعلم الیقین جمع ساخته است و اشیا را چنانکه هست دانسته چه نفس الامر قدرت را در پس حکمت مستور ساخته اند و حبیب عجمی صاحب سکر است یقینی بفاعل حقیقی داروی آنکه اسباب را مدخلی بود این دید مطابق نفس امر نیست زیرا که توسط اسباب بحسب واقع کائن است اما معامله تکمیل و ارشاد بر عکس معامله ظهور خوارق است زیرا که در مقام ارشاد هر چند نازل تر کاملتر که در ارشاد حصول مناسبت درمیان مرشد و مسترشد درکار است که متوسط به نزول بدانند که اغلب آنست که هر چند بالا رود و پایان تر فرود آید لهذا حضرت رسالت خاتمیت علیه و علی آله الصلوة والسلام والتحیة از همه بالاتر رفت و در وقت نزول از همه پایان تر فرود آمد از اینجاست که دعوت او اتم گشت و به کافه انام مرسل شد چه بواسطه نهایت نزول مناسبت بهمه پیدا کرده و در راه افاده تمام تر گشته و بسیار است که از متوسطان این راه آنقدر را افادهٔ طالبان بوقوع آید که از منتهیان غیر مرجوع میسر نشود زیرا که متوسطان بیشتر مناسبت وارند بمبتدیان خبر مرجوع از اینجاست که شیخ الاسلام هروی قدس سره گفته اگر خرقانی و محمد قصاب بجای بودندی من شما را بوی فرستادمی نه بخرقانی که وی شما را سودمند تر بود از خرقانی یعنی خرقانی منتهی بود مرید از وی بهره کمتر یافتی یعنی منتهی غیر مرجوع نه منتهی مطلقا که عدم افادهٔ تام در حق او غیر واقع است زیرا که محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم منتهی تر بود از همه حال آنکه افادهٔ او

عقل کفایت ننمود شاهد دیگر از نقل نیز بآن ضم فرموده و بزبان رسل علیهم الصلوات والتحیات که
رحمت عالمیانند بر حقیقت آن متاع کاسد اطلاع بخشید و از محبت و گرفتاری بآن قحبهٔ مکاره منع بلیغ
فرموده باوجود این دو شاهد عدل هم اگر کسی بطمع شکر موهوم زهر بخورد و بامید زر متخیل نجاست اختیار کند
سفیه محض است و بلید بالطبع بلکه فی الحقیقت منکر اخبار رسل است علیهم الصلوات والتحیات حکم منافق
دارد که صورت ایمان در آخرت سودمندش نخواهد گشت و نتیجهٔ آن غیر از عصمت دماء و اموال
دنیوی چیزی دیگر نخواهد بود امروز پنبهٔ غفلت از گوش باید برداشت که فردا غیر از حسرت و ندامت
سرمایه نخواهد ماند خبر شرط است **بیت** همه اندر زمن بتو انیست ٭ که تو طفلی و خانه رنگین است ٭
والسلام **مکتوب دوصد و شانزدهم** بمرزا حسام الدین احمد صدور یافته در بیان
سر کثرت ظهور خوارق از بعضی اولیاء و قلت ظهور از بعضی دیگر و در بیان اهمیت مقام تکمیل
و ارشاد و ما یناسب ذلک الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و آله الطاهرین
اجمعین بخاطر فاتر میرسد که چون در میان احبا بعد صوری حائل گشته است و ملاقات ظاهر
متعذر شده اگر احیاناً بعضی از علوم و معارف بایشان نوشته شود مناسب مینماید بناء علی ذلک
گاه گاه ازین قسم چیزی می نویسد امید است که بملال نکشد مخدوما چون مبحث ولایت در میان است
و نظر عوام بر ظهور خوارق ازین مقوله سخنی چند مذکور میسازد استماع خواهند فرمود ولایت عبارت
از فنا و بقا است که خوارق و کشوف از لوازم آنست قلت او کثرت لیکن نه هر که خوارق بیشتر دارد
ولایت او اتم بود بلکه بسیار است که خوارق کمتر ظاهر شود و ولایت اکمل بود و مدار کثرت ظهور
خوارق بر دو چیز است در وقت عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر فرود آمدن بلکه اصل عظیم
در ظهور کثرت خوارق قلت نزول است از جانب عروج بهر کیف که باشد زیرا که صاحب نزول بعالم
اسباب فرود می آید و وجود اشیاء را مربوط باسباب مییابد و فعل مسبب الاسباب را در پس پردهٔ
اسباب می بیند و آنکه نزول نکرده است یا نزول کرده باسباب نرسیده و نظر او بر فعل
مسبب الاسباب است و بس زیرا که اسباب تمام از نظر او بر فعل مسبب الاسباب مرتفع گشته است لازم
حق سبحانه تعالی به مقتضای ظن با هر کدام علیحده معامله میفرماید و کار اسباب بین را باسباب می اندازد
و آنکه اسباب را نمی بیند کار او را بتوسط اسباب مهیا میسازد و حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی شاهد اینمعنی

میشود وخلاف آن بظهور می آید مثلا خبر کردند که فلانی بعد از یکماه خواهد مرد یا از سفر بوطن مراجعت خواهد نمود
اتفاقاً بعد از یکماه ازین دو چیز هیچکدام بوقوع نیامد در جواب گوئیم که حصول آن مکشوف ومخبر عنه مشروط بشرائط
بوده است که صاحب کشف در آن وقت بتفصیل آن شرائط اطلاع نیافته وحکم کرده بحصول آن شی مطلقاً
یا آنکه گوئیم حکمی از احکام لوح محفوظ بر عارفی ظاهر شده که آن حکم فی نفسه قابل محو واثبات است از
قبیل قضاء معلق اما آن عارف را از تعلیق وقابلیت محو وی خبر نه درینصورت اگر بمقتضای حکم خود حکم کند
ناچار احتمال تخلف خواهد داشت منقول است که روزی حضرت جبرئیل علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
پیش حضرت پیغمبر ما علیه وعلی آله الصلوة والسلام آمده اخبار کرد در حق شخصی که این جوان فردا علی الصباح خواهد مرد حضرت پیغمبر ما
علیه وعلی آله الصلوة والسلام بر حال جوان رحم آمد پرسیدند که از دنیا چه آرزو داری گفت دو چیز
منکوحه بکر وحلوا فرمودند تا هر دو مهیا ساختند آن جوان شب با اهلیه خود در خلوت خانه نشسته بود و
طبق حلوا در پیش اتفاقاً سائل محتاج بر در آمده اظهار احتیاج نمود این جوان طبق حلوا را از دست
برداشته بآن فقیر داد چون صباح شد حضرت پیغامبر علیه وعلی آله الصلوة والسلام انتظار خبر
فوت آن جوان بردند چون دیر شد فرمودند که خبر بیارید که آن جوان چه حال دارد خبر آوردند که
خوش وخرم است متحیر ماندند درین اثنا حضرت جبرئیل علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام آمده گفت
که تصدق حلوا دفع بلای آن جوان نمود زیر بستر او مار کلانی یافتند که مرده ودر درون آن مار بقدر
حلوا کوفته اند که از بسیاری حلوا بجان داده است واین فقیر این نقل را نمی پسندد وتجویز خطا بر
جبرئیل امین نمی نماید که حامل وحی قطعی اوست واحتمال خطا بر حامل وحی تجویز نمودن مستقبح
می داند مگر آنکه گوئیم که عصمت وامانت وعدم احتمال خطای او مخصوص بوحی است که به تبلیغ است
از قبل حق سبحانه درین خبر از قسم وحی نیست بلکه اخبار است از علمی ومستفاد از لوح محفوظ است که
محل محو واثبات است پس خطا را درین خبر مجال پیدا شد بخلاف وحی که مجرد تبلیغ است فافترقا
کالفرق بین الشهادة والاخبار فان الاول معتبر فی الشرع لا الثانی بدان ارشدک الله تعالی
سبحانه که قضا بر دو قسم است قضاء معلق وقضاء مبرم در قضاء معلق احتمال تغیر وتبدیل است
ودر قضاء مبرم تغیر وتبدیل را مجال نیست قال الله سبحانه وتعالی ما یبدل القول لدی این
در قضای مبرم است ودر قضای معلق میفرماید یمحو الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب

از ہمہ زیادہ تر بود پس مدار زیادتی افادہ وکمتر آن بر رجوع وہبوط آمدنہ بر انتہا وعدم انتہا اینجا دقیقہ
ایست باید دانست کہ ہمچنانکہ در حصول نفس ولایت مرولی را علم بولایت خود شرط نیست چنانکہ مشہور
است علم بوجود خوارق خود ہم شرط نیست بلکہ بسیار است کہ مردم از وی خوارق نقل کنند واو را از آن
خوارق اصلا اطلاع نہ و اولیا را کہ صاحب علم وکشف اند جائز است کہ بر بعضی از خوارق خود اطلاع
پیدا کنند بلکہ صور مثالیہ ایشان را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند ودر مسافات بعیدہ کارہای عجیبہ وغریبہ
از آن صور بظہور آرند کہ صاحب آن صور را از انہا اصلا اطلاع نیست **مصرع** از ما وشما بہانہ
برساختہ اند حضرت مخدومی قبلہ گاہی قدس سرہ میفرمودند کہ عزیزی میگفت عجائب کار و بار است
مردم از اطراف وجوانب می آیند بعضی میگویند کہ ترا در مکہ معظمہ دیدہ ام ودر موسم حج حاضر بودہ اید و
باتفاق حج کردہ ایم وبعضی دیگر میگویند کہ ترا در بغداد دیدہ بودیم واظہار آشنائی مینمایند ومن ہرگز از
خانۂ خود نہ برآمدہ ام وہرگز این قسم مردم را ندیدہ ام چہ تہمتی است کہ برمن میکنند اللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور
کلہا زیادہ برین اطناب است اگر تعطش ایشان را معلوم ساخت زودتر وبیشتر خواہد نوشت انشاء اللہ
تعالی **مکتوب دو صد وہفتدہم** بملا طاہر بدخشی صدور یافت در بیان آن کہ نسبت باطن
ہر چند بجہالت وحیرت کشد زیباتر است ودر بیان آنکہ سبب چیست کہ در بعضی از کشوف اولیاء
اللہ غلط واقع میشود وخلاف آن ظاہر میگردد وفرق درمیان قضاء معلق وقضاء مبرم وحکم ہر کدام
اینہا ودر بیان آنکہ انچہ قطعی است شایان اعتماد کتاب وسنت است ودر بیان آنکہ اجازت
تعلیم طریقت بعضی مخلصان را علامت کمال وتکمیل نیست وما یتعلق بذلک + الحمد للہ رب العالمین
والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ الطاہرین اجمعین مدتیست کہ از احوال واوضاع
خود اطلاع ندادہ اند بہر حال استقامت مطلوب است سعی نمایند کہ سر موی خلاف شریعت
اعتقاداً وعملاً بوقوع نیاید ومحافظت نسبت باطن خود از اہم مہام است وہر چند بجانب جہالت
کشد زیباتر بود وچندان کہ بجانب حیرت انجامد بہتر باشد کہ کشوف الہی وظہورات اسمائی در اثنای
راہ است بعد از وصول اینہا ہمہ کوتہی میکنند وغیر از جہالت وعدم یافت مطلوب دیگر نمی ماند
از کشوف کونی چہ نویسد کہ آنجا مجال خطا بسیار است ومظنۂ غلط غالب وجود وعدم آنرا مساوی باید
دانست اگر پرسند سبب چیست کہ در بعضی از کشوف کونی کہ از اولیاء اللہ صادر میگردد غلط واقع

ومصروف الظاہر است ومحمول برتاویل وتعبیر اینمقام ازجملہ اغلاط کشفیہ است بالجملہ آنچہ قطعی است وشایان اعتماد
کتاب وسنت است کہ بوحی قطعی ثابت شدہ است وبہ نزول ملک مقرر گشتہ واجماع علما واجتہاد مجتہدین نیز
راجع باین دو اصل است وماورای این چہار اصل شرعی ہرچہ باشد اگر موافق است باین اصول
مقبول والا فلا اگرچہ از علوم ومعارف صوفیہ باشد واز الہام ایشان بود آنجا وجد وحال را تا بمیزان شرع
نسنجند بنیم جو نمیخرند وکشوف والہام را تا بمحک کتاب وسنت نزنند بنیم جتیل نمی پسندند مقصود از سلوک طریق
صوفیہ حصول ازدیاد یقین است بحقیقت معتقدات شرعیہ کہ حقیقت ایمان است وحصول یسر است
در اداء احکام شرعیہ نہ امری دیگر ورای آنچہ رویت موعود باخرت است در دنیا واقع نیست و
مشاہدات وتجلیات کہ صوفیہ بآن خرسند اند آرام بظلال است وتسلی بہ شبہ ومثال او تعالیٰ ورای
الوراست می ترسم کہ اگر حقیقت این مشاہدات وتجلیات را کماہی بگویم فتوری در طلب مبتدیان
این راہ افتد وقصوری در شوق ایشان پیدا آید واز ان میترسم کہ اگر نگویم باوجود علم تجویز التباس
حق بباطل کردہ باشم بضرورت اینقدر را اظہار مینمایم کہ مشاہدات وتجلیات این راہ را بمحک تجلی و
شہود کوہ موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام باید زد اگر درست نیاید ناچار بظلال وشبہ
ومثال باید برد البتہ درست نخواہد آمد چہ دک وفک مقصود است ودر دنیا ازان چارہ نبود اگر بر
باطن متجلی شود واگر بر ظاہر دک وفک البتہ باید خاتم الانبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ازین وسمہ
مبرا است اورا در دنیا رویت میسر شد وسرموی ازجا نرفت واکمل تابعان اورا کہ ازین مقام
نصیب دارند گفتہ اند بی پردہ ظلی از ظلال نخواہد بود صاحب تجلی فہمد یا نہ ہرگاہ کلیم اللہ را از
مشاہدہ این حال بی آنکہ تجلی شود صعقہ در گرفت دیگران چہ باشند دیگر بدانند کہ مقصود از اجازت بعضی
از مخلصان آن بود کہ درین طور گرداب ضلالت جمعی را براہ حق جل وعلا رہنمونی نمایند وخود ہم
باتفاق آن طالبان مشغولی کنند وترقیات نمایند این سررشتہ را نگاہداشتہ سعی نمایند کہ بقای خود
را برباد دادہ کوشش کنند کہ مسترشدان نیز باین دولت مشرف شوند نہ آنکہ این اجازت در توہم
کمال وتکمیل اندازد واز مقصود بازدارد وما علی الرسول الا البلاغ والسلام **مکتوب دوصد**
وہیژدہم بملا داؤد صدور یافتہ در بیان رعایت پیر طریقت مکتوب شریف اخوی اعزی مولانا
داؤد رسید موجب بہجت گشت حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ظاہر وباطن بمرضیات خود متحلی ومتزین دارد

حضرت قبله گاهی ام قدس سره میفرمودند که حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سره در بعضی از رسائل خود
نوشته اند که در قضاء مبرم هیچ کس را مجال نیست که تبدیل بدهد مگر مرا که اگر خواهم آنجا هم تصرف کنم و ازین سخن
تعجب بسیار میکردند و استبعاد میفرمودند و این نقل مدتها در خزینۀ ذهن این فقیر بود تا آنکه حضرت سبحانه
تعالی باین دولت عظمی مشرف ساخت روزی در صدد دفع بلیۀ بودم که به بعضی از دوستان نامزد
شده بود و درانوقت التجا و تضرع و نیاز و خشوع تمام داشتم ظاهر شد که در لوح محفوظ قضاء این امر
معلق بامری نیست و مشروط بشرطی نه یک گونه یاس و ناامیدی دست داده و سخن حضرت سید
محی الدین قدس سره بیاد آمد مرۀ ثانیة باز ملتجی و متضرع گشت و راه عجز و نیاز پیش گرفته متوجه شده
محض بفضل و کرم ظاهر ساختند که قضاء معلق بر دو گونه است قضائی است که تعلیق او را در لوح محفوظ
ظاهر ساخته اند و ملائکه را بران اطلاع داده و قضای که تعلیق او نزد خدا است جل شانه و بس
در لوح محفوظ صورت قضاء مبرم دارد این قسم اخیر از قضاے معلق نیز احتمال تبدیل دارد در
رنگ قسم اول ازانجا معلوم شد که سخن سید مصروف باین قسم اخیر است که صورت قضاء مبرم دارد نه قضائے
که بحقیقت مبرم است که تصرف و تبدیل دران محال ست عقلاً و شرعاً کما لا یخفی والحق که کم کسے را
بحقیقت آن قضاء اطلاع است فکیف که درانجا تصرف نماید و بلیه که متوجه آن دوست شده بود
دران قسم اخیر یافت و معلوم شد که حضرت حق سبحانه تعالی دفع آن بلیه فرموده والحمد لله سبحانه
علی ذلک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً علیه کما یحب ربنا و یرضی والصلوة والسلام والتحیة علی سید الاولین
والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین الذی ارسله رحمة للعالمین و علی آله و اصحابه و علی جمیع اخوانه
من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین والملائکة المقربین اجمعین اللهم اجعلنا من محبیهم
ومتابعی آثارهم ببرکة هؤلاء الاکابر آمین و یرحم الله عبداً قال آمینا برسر اصل سخن رویم و گوئیم و در
بعضی اوقات خطائی که در بعضی علوم الهامی واقع میشود سبب آنست که بعضی از مقدمات
مسلمه که نزد صاحب الهام ثابت ست و در نفس امر کاذب با علوم الهامی فدا میشود و به حیثیتی که
صاحب الهام نمی تواند تمیز نمود بلکه مجموع علوم را الهامی انکارد پس ناچار در مجموع خطا واقع
شود بسبب خطا در بعضی اجزاء آن و ایضاً گاه هست که در کشوف و واقعات امور غیبی را می بیند و خیال
میکند که محمول بر ظاهر ست و مقصود بر صورت باندازه آن خیال حکم میکند و خطاء واقع میشود نمیداند که آن امور

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر و کریمۂ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا ہر دو شاہد این معنی است مصرع خورشید نہ مجرم ار کسی بینا نیست بپس فکر ازالۂ این مرض لازم آمد با طبا حاذق التجا آوردن فرض عین گشت ما علی الرسول الا البلاغ والسلام

مکتوب دوصد و بستم بشیخ حمید بنگالی

صدور یافتہ در بیان بعضی از اغلاط صوفیہ و منشاء غلط آنہا الحمد للہ رب العالمین والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین احوال و اوضاع فقراء اینجا روز بروز موجب ازدیاد شکر است ہمین توقع را در ماده دوستان دور افتاده دارد ای عزیز درین راه غیب الغیب مزلۂ اقدام سالکان بسیار است سر رشتہ شریعت را در اعتقادیات و عملیات نیک نگاه داشتہ زندگانی فرمایند در حضور و غیبت ہمین نصیحت است مبادا غفلت واقع شود بعضے از اغلاط این راه را می نویسد و منشاء غلط را تعیین مینماید بنظر اعتبار ملاحظہ خواہند نمود و در ماورای جزئیات مذکوره باندازۂ آن کار خواہند فرمود بدانند کہ بعضی از اغلاط صوفیہ آنست کہ گاه سالک در مقامات عروج خود را فوق دیگران یابد کہ فی الحقیقت افضلیت آنہا باجماع علما ثابت شده است و بیقین مقام این سالک دون مقامات آن بزرگواران ست بلکہ این اشتباه گاہست کہ نسبت بانبیا کہ بہترین خلائق اند قطعاً علیہم الصلوات والتسلیمات واقع شود عیاذاً باللہ سبحانہ من ذلک منشاء غلط جمعی از آنست کہ ہر یکی از انبیا و اولیاء را اولاً عروج تا باسماء است کہ مبادی تعینات وجود ایشانست و باین عروج اسم ولایت متحقق میشود ثانیاً عروج دران اسماست و ازان اسما الی ماشاء اللہ تعالیٰ اما با وجود این عروج ماوای و منزل ہر کدام ایشانان ہمان اسم ست کہ مبدا تعین وجود اوست لہذا در مقامات عروج ہر کہ ایشانرا جوید اکثر در ہمان اسما یابد چہ مکان طبعی این بزرگواران در مراتب عروج ہمان اسما است و عروج و ہبوط ازان اسما بواسطہ عوارض است پس سالک بلند فطرت چون سیر او از اسما بلندتر واقع شود لاجرم ازان اسما نیز بالاتر خواہد رفت و آن توہم پیدا خواہد کرد عیاذاً باللہ سبحانہ ازانکہ آن توہم یقین سابق را زائل گرداند و در افضلیت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات و اولیائیکہ باجماع افضل اند اشتباه پیدا آرد این مقام از مزال اقدام سالکان است در آن وقت سالک نمیداند کہ آن اکابران ازان اسماء عروجات بی نہایت فرمودند و بفوق فوق رسیده و نیز نمیداند کہ آن اسما امکنۂ طبیعیۂ عروجی ایشانہست و اوراء نیز در انجا مکانی طبعی کہ او دون

بحرمة النبي وآله الامجاد عليه وعليهم الصلوات والتسليمات در تکرار سبق باطن و استقامت بر طریقت اکابر قدس الله تعالی اسرارهم باید که از توجهات شتی فتوری واقع نشود و اگر فرضاً ظلمتی و کدورتی طاری شود علاج آن التجا و تضرع و نیاز و شکستگی است بجناب قدس خداوندی جل سلطانه و توجه تام است بمربی خود که وسیلهٔ حصول این دولت اوست و در حضور و غیبت رعایت آداب و اساس این دولت عظمی را اینک نمایند و رضای این بزرگواران را وسیله رضای حق سازند سبحانه طریق نجات و فلاح اینست والسلام

مکتوب دوصد و نوزدهم بمرزا ایرج صدور یافته در بیان آنکه آدمی از نادانی خود در فکر ازاله امراض ظاهر خود است و از مرض باطنی که عبارت از گرفتاری دل است غافل و ما یناسب ذلک

عصمکم الله سبحانه عما یصمکم وصانکم عما شانکم بحرمة سید الاولین والآخرین علیه وعلی آله اجمعین من الصلوات انمها ومن التسلیمات اکملها سعادت و نجابت آثار آدمی را چون مرضی از امراض ظاهر طاری میگردد و عضوی از اعضای او را آفتی میرسد آنقدر سعی و مبالغه مینماید که آن مرض دفع شود و آن آفت زائل گردد و مرض قلبی که عبارت از گرفتاریست بماسوای حق جل وعلا بر نهجی بروی استیلا یافته است که نزدیک است که او را بموت ابدی رساند و بعذاب سرمدی گرفتارش گرداند هیچ فکر در ازاله آن نمی نماید و سعی در دفع آن نمی فرماید اگر این گرفتاری را مرض نمیداند سفیه محض است و اگر میداند و باک ندارد و بلید صرف ما تا که از برای ادراک این مرض عقل معاد درکار است عقل معاش از کوته اندیشی خود مقصور بر ظاهر بینی است عقل معاش چنانچه آفات معنویه را بواسطه تلذذات فانیه مرض نمی انگارد عقل معاد نیز امراض صوریه را بواسطه مثوبات اخرویه مرض نمیداند عقل معاش قصیر النظر است و عقل معاد حدید البصر عقل معاد نصیب انبیا و اولیاست علیهم الصلوات والتسلیمات و عقل معاش مرغوب اغنیا و ارباب دنیا و شتان ما بینهما و اسبابی که محصل عقل معاد است ذکر موت است و تذکر احوال آخرت و مجالست با جماعه که بدولت دار آخرت مشرف شده اند

داديم ترا ز گنج مقصود نشان ٭ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی ٭

باید دانست که مرض ظاهر چنانچه موجب تعسر ادای احکام شرعیه است مرض باطن نیز مستلزم آن تعسر است قال الله تبارک و تعالی کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه و قال سبحانه وانها لکبیرة الا علی الخاشعین در ظاهر ضعف قوی و جوارح مستلزم آن عسر است و در باطن ضعف یقین و نقص ایمان موجب عدم تیسر و الا در تکالیف شرعیه همه تخفیف است و تمام تیسر و سهولت کریمهٔ

وسماوی وہمین اشتباہ انموذج بحقیقت شئ صاحب فتوحات مکیہ گفتہ است کہ جمع محمدی اجمع است نمونہ از جمع الٰہی چہ جمع محمدی مشتمل بر حقائق کونی والٰہی پس اجمع باشد نمیداند کہ آن اشتمال بر ظلی از ظلال مرتبۂ الوہیت است وانموذجی است از انموذجات آن نہ برحقیقت آن مرتبہ مقدسہ بلکہ نسبت بآن مرتبہ مقدسہ کہ عظمت وکبریائی از لوازم آنست جمع محمدی راہیچ مقداری نیست ما للتراب ورب الارباب وہم درین مقام کہ سیر سالک در اسمی کہ رب اوست واقع شود گاہست کہ پندارد کہ بعضی از اکابر کہ بیقین از وی افضل اند بتوسط او بعضی از درجات فوق رسیدہ اند وبتوسل او ترقی فرمودہ اینجا نیز مزال اقدام سالکان است عیاذًا باللہ سبحانہ کہ باین کمال خود را افضل داند وبخسارت ابدی پیوندد چہ عجب وکدام فضیلت اگر بادشاہ عظیم الشان وتمام السلطان در نصرت زمینداری کہ داخل مملکت اوست برود وبتوسط آن زمیندار بہ بعضی از مقامات برسد وبتوسل آن فتح بعضی مواضع نماید غایۃ ما فی الباب اینجا احتمال فضل جزئی ہست کہ خارج از مبحث است چہ ہر حجام وحائک بہ بعضی از وجوہ مخصوصۂ خود بر عالم ذو فنون وحکیم بو قلمون فضل دارد اما آن فضیلت از اعتبار خارج است آنچہ معتبر است فضل کلی است کہ عالم وحکیم را ثابت است این درویش را نیز ازین اشتباہات بسیار واقع شدہ بود ازین تخیلات بسیار ناشی گشتہ وتا مدتہا این حالت در او بود مع ذلک حفظ خداوندی جلشانہ شامل حال او بودہ کہ در یقین سابق سرمُوی تذبذب نرفت ودر اعتقاد مجمع علیہ فتوری راہ نیافت اللہ سبحانہ الحمد والمنۃ علی ذلک وعلی جمیع نعمائہ وانچہ خلاف مجمع علیہ ظاہر میشد در حیز اعتبار نمی آورد وبہ محامل نیک صرف میگرد و مجملا اینقدر میدانست کہ برتقدیر صحت این کشف این زیادتی راجع بہ فضل جزئی خواہد بود ہر چند این وسوسہ معارض میشد کہ مدار فضل بر قرب الٰہیست جل سلطانہ واز ین زیادتی در آن قرب است پس جزئی چون باشد اما در جنب یقین سابق وسوسہ ہبار منثور میگشت وہیچ اعتبار ندانست بلکہ بتوبہ واستغفار و انابت والتجا می آورد وبتضرع وزاری دعا میکرد کہ ازین قسم کشوف ظاہر نشود وخلاف معتقدات اہل سنت وجماعت سرمُوی منکشف نگردد روزی این خوف غلبہ کرد کہ مبادا برین کشوف مؤاخذہ نمایند واین توہمات مسألت فرمایند وغلبۂ این خوف بیقرار وبی آرام ساخت التجا وتضرع را بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ مضاعف گردانید واین حالت تا مدتی کشید اتفاقًا درینوقت گزر بر مزار عزیزی افتاد ودرین معاملہ آن عزیز را ممد ومعاون خود کرد درین اثنا عنایت خداوندی

آن اسما است و انزل آنها چه افضلیت هر شخصی باعتبار اقدمیت اسم اوست که مبدا تعین او گشته است
ازین قبیل است آنچه بعضی از مشائخ گفته اند که گاه هست که عارف در مقامات عروج برزخیت کبری
را حائل نیابد و بی توسط او ترقی فرماید حضرت خواجهٔ ما میفرمودند که رابعه نیز ازین جماعه است این
جماعه در وقت عروج چونکه از اسمی که مبدا تعین برزخیهٔ کبری ست بفوق گذشته اند توهم کرده اند که برزخیت
کبری در میان حائل نمانده است و از برزخیهٔ کبری حقیقت حضرت رسالت خاتمیت علیه وعلی آله الصلوة
والسلام مراد داشته اند و حقیقت معامله آنست که بالا گذشت و منشاء آن غلط جمعی دیگر را آنکه چون
سیر سالک در اسمی واقع شود که مبدا تعین اوست و آن اسم جامع جمیع اسما است بر سبیل اجمال
چه جامعیت انسان بواسطه جامعیت آن اسم است پس ناچار در ضمن اسمای که مبادی تعینات
مشائخ دیگر است بطریق اجمال نیز بآن سیر قطع خواهد کرد و از هر یکے گذشته به منتهای آن اسم خواهد
رسید و توهم فوقیت خود پیدا خواهد کرد نمیداند که آنچه او دیده است از مقامات مشائخ و از آنها
گذشته انموذجی است از مقامات ایشان حقیقت آن مقامات و چون درین مقام خود را جامع
مییابد و دیگران را اجزاء خود می انگارد لاجرم توهم اولویتهٔ خود پیدا می آرد و درینمقام شیخ بسطام میگوید
لوائی ارفع من لواء محمد از غلبهٔ سکر نمیداند که ارفعیت لوای او نه از لوای محمد است علیه وعلی
آله الصلوة والسلام بلکه از انموذج لوای اوست که در ضمن حقیقت اسم او مشهود گشته است ازین قبیل
است آنچه او گفته از وسعت قلب خود که اگر عرش و ما فیه در زاویهٔ قلب عارف بنهند هیچ محسوس
نشود اینجا نیز اشتباه انموذج بحقیقت است والا عرش که حضرت حق سبحانه او را عظیم میفرماید
قلب عارف را در جنب او چه اعتبار و چه مقدار ظهوریکه در عرش ست عشر عشیر آن در قلب
نیست اگرچه قلب عارف باشد رویتهٔ اخروی بظهور عرشی متحقق خواهد شد این سخن امروز هر چند
بر بعضی از صوفیه گران خواهد آمد اما آخر ایشان معقول خواهد شد این سخن را بمثالی واضح گردانیم انسان
را که جامع عناصر و افلاک است هرگاه نظر بر جامعیت خود افتد عناصر و افلاک را اجزاء خود بیند و چون
این دید غالب آید دور نباشد که بگوید که من از کرهٔ زمین کلان ترم و از سموات عظیم ترین درینوقت عاقلان
می فهمند که عظمت و کلانی از اجزاء خود است و کرهٔ زمین و سموات فی الحقیقت اجزاء او نیستند انموذجات
ازین اجزاء او ساخته اند و کلانی او از ان انموذجات است که اجزاء وی اند نه از حقیقت کرهٔ ارضی

والسلام علی سید المرسلین وآله الطاهرین اجمعین اخوی اعزی سیادت پناهی میر سید حسین دور افتادگان را
فراموش نکرده باشند ورعایت آداب این طریقهٔ علیه که از سائر طرق مشائخ کرام بوجوه امتیاز دارد وا
دست نداده باشند که فرصت ملاقات شما بسیار اندک بود بنابر ملاحظه اینمعنی بعضی از خصائص کمالات این
طریقهٔ علیه را در ضمن علوم بلند و معارف ارجمند در معرض تحریر می آرد هرچند میداند که ادراک این قسم علوم
و معارف بالفعل از اذهان مستمعان بعید است اما اظهار اینچنین معارف بدو ملاحظه است یکی آنکه مستمع را
استعداد این علوم هست اگرچه بالفعل دور از کار او مینماید دوم آنکه اگرچه در ظاهر مخاطب معین است
اما فی الحقیقت مخاطب کسی هست که محرم این معامله است السیف للضارب مثل مشهور است ای برادر
سر حلقهٔ این طریقهٔ سنیه حضرت صدیق اکبر است رضی الله تعالی عنه که به تحقیق افضل جمیع بنی آدم است
بعد از انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات وبهمین اعتبار در اعتبارات اکابر این طریقه واقع شده است
که نسبت ما فوق همه نسبتها است چه نسبت ایشان که عبارت از حضور و آگاهی خاص است همان
نسبت و حضور حضرت صدیق رضؓ است که فوق سائر آگاهی هاست و درین طریق اندراج نهایت در
بدایت است حضرت خواجه نقشبند قدس سره فرموده اند که ما نهایت را در بدایت درج میکنیم ع قیاس
کن ز گلستان من بهار مرا ÷ اگرچه پرسند که چون نهایت دیگران در بدایت ایشان مندرج شد پس نهایت
ایشان چه خواهد بود ایضاً نهایت دیگران هرگاه وصول بحق باشد سبحانه پس سیر ایشان از حق بکجا خواهد
شد لیس وراء العبادات قریة مثل مشهور است جواب گوییم که نهایت این طریق علیه اگر میسر شود
وصل عریان است که علامت حصول آن حصول یاس است از حصول مطلوب فافهم فان کلامنا
اشارة لا یدرکها الا الاول من الخواص بل من اخص علامة حصول آن دولت عظمی را برای
آن مذکور ساخت که جمعی ازین طائفه دم از وصل عریان زده اند و طائفهٔ دیگر بیاس از حصول
مطلوب قائل گشته اما جمع این دو دولت را اگر بر ایشان عرض کرده شود نزدیک است که جمع آنرا از ضدین
انکار ند واز جملهٔ محالات شمارند جمعی که ادعاء وصل می نمایند یاس را حرمان میدانند و جماعت که مدعی
اند وصل را عین فصل می انگارند اینهمه علامت نارسائی است بآن منزلت علیا غایة ما فی الباب
پرتوی ازان مقام عالی بر باطن ایشان تافته است جمعی آنرا وصل انگاشته اند و جمعی دیگر یاس
این تفاوت از راه استعداد هر کدام میخیزد و مناسب استعداد طائفهٔ وصل است و موافق استعداد طائفهٔ

جلشانه در رسید وحقیقت معامله را کما ینبغی وانمود روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیه وعلی آله الصلوة
والسلام که رحمت عالمیان ست درین وقت حضور ارزانی فرمود وتسلی خاطر حزین نمود ومعلوم گشت که آری
قرب الهی موجب فضل کلی است اما این قرب که ترا حاصل شده است قرب ظلی است از ظلال مراتب
الوهیت که مخصوص باسمی است که رب تست پس موجب فضل کلی نباشد وصورت مثالی انیقام را
بنهجی منکشف گردانیدند که جای ریب نماند ومحل این بالکلیة زائل گشت واین درویش بعضی از علوم
که محل اشتباه دارند وگنجایش تاویل وتوجیه در کتب ورسائل خود نوشته بود منتشر گشته خواست که
انتشار اغلاط آن علوم را که بمحض فضل خداوندی جلشانه لائح گشته است بنویسد وانتشار دهد که گناه
اشتهار را اشتهار توبه در کار است تا مردم از ان علوم خلاف شریعت فهم نکنند وبتقلید در ضلالت نیفتند
تا به تعصب وتکلف تفضیل وتجهیل نورزند که درین راه غیب الغیب این گلها بسیار میشگفند جمعی را
بهدایت میبرد وجمعی دیگر را بضلالت رهنمونی می فرماید از والد بزرگوار خود شنیده ام قدس سره
میفرمودند که اکثر ازگروه های هفتاد ودو ملت که بضلالت رفته اند وراه راست گم کرده منشار
آن دخول در طریق صوفیه است که کار بانجام نارسانیده غلطها کرده اند وبضلالت رفته والسلام

مکتوب دوصد وبست ویکم بسید حسین مانک پوری صدور یافته در بیان خصائص وکمالات
طریقه علیه نقشبندیه مثل افضلیت این طریق واندراج نهایت در بدایت آن بابیان نهایت این طریق
ومثل سفر در وطن وخلوت در انجمن وتقدیم جذبه بر سلوک وابتدای او سیر از عالم امر وبودن این طریق
اقرب طرق که البته موصل است وبودن این طریق بر نهجی که در ابتدا آن حلاوت ووجدان است
ودر انتها بیمزگی وفقدان که از لوازم یاس است وهمچنین در ابتدا این طریق قرب وشهود ست ودر انتها
بعد وحرمان واکابر این طریقه احوال ومواجید را تابع احکام شرعیه ساخته واذواق معارف را خادم
علوم دینیه داشته ودرین طریق پیری ومریدی به تعلیم وتعلم طریقت است نه بکلاه وشجره ودرین طریق ریاضات
ومجاهدات بانفس اماره باتیان احکام شرعیه است والتزام متابعت سنت سنیه علی صاحبها الصلوة والسلام
والتحیة ودرین طریق تسلیک طالب مربوط بتصرف شیخ مقتدا است واین بزرگواران همچنانکه قدرت کامل در
اعطای نسبت دارند در سلب این نسبت نیز قدرت تامه دارند ودرین طریق بیشتر افاده واستفاده بسکوت
است وآن سکوت از لوازم طریق ایشانست ومایناسب ذلک . الحمد لله رب العالمین والصلوة

هست رب الناس را با جان ناس ٭ هیچکس از مشائخ این طریقهٔ علیه از نهایت طریق خود خبر نداده است از ابتدای
طریقت خود گفته اند که نهایت را در ان اندراج است هرگاه بدایت ایشان نهایت آمیز باشد نهایت هم باید
که مناسب آن بدایت باشد و آن همانست که این فقیر باظهار آن امتیاز یافت ٭ اگر بادشه بر
در پیرزن ٭ بیاید تو ای خواجه سبلت مکن ٭ لله سبحانه الحمد والمنة علی ذلک ای برادر واصلان این
نهایت ازین طریق که از طرق دیگر اقل قلیل اند اگر تعداد فراوان نماید نزدیک است نزدیکان دوری
جویند و از انکار بعیدان خود چه استبعاد نماید کل ذلک لکمال الوصول الی نهایة النهایة بصدقة حبیبه علیه و علی
آله الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها و از جمله خصائص این طریقهٔ علیه سفر در وطن است که عبارت
از سیر انفسی است هرچند سیر انفسی در جمیع طرق مشائخ ثابت است اما آن سیر در نهایت میسر میشود
بعد از سیر قطع آفاقی و درین طریق ابتدا ازین سیر است و سیر آفاقی در ضمن این سیر قطع مینماید پس
منشاء این سیر که در ابتدا حاصل میگردد اندراج النهایة فی البدایة گشت و خاصهٔ خلوت دیگر
در انجمن است که متفرع است بر سفر در وطن میسر شد پس در انجمن تفرقه نیز در خلوتخانهٔ وطن سفر
نماید و تفرقهٔ آفاق بحجرهٔ انفس راه نیابد این خلوت هرچند منتهیان طرق دیگر را نیز میسر است
اما درین طریق چون در ابتدا دست میدهد از خواص این طریق گشت باید دانست که خلوت در انجمن بر تقدیر
است که درهای خلوتخانهٔ وطن را بربسته باشد و روزنها را مسدود ساخته یعنی در انجمن تفرقه ملتفت
احدی نگردد و متکلم و مخاطب نباشد نه آنکه چشم را بپوشد و حواس را بتکلف معطل سازد که آن منافی
این طریق است ای برادر اینهمه تحمل و تکلف در ابتدا و در وسط است و در انتها ازین تحملات هیچ
درکار نیست در عین تفرقه جمعیت است و در نفس غفلت حاضر ازینجا کسی گمان نکند که تفرقه و عدم تفرقه در
حق منتهی مطلقاً مساویست لا بلکه مراد آنست که تفرقه در نفس جمعیت باطن او برابر اند مع ذلک اگر ظاهر
را با باطن جمع سازد و تفرقه را از ظاهر نیز دفع نماید اولی انسب خواهد بود قال الله سبحانه آمراً للنبیه علیه و علی
آله الصلوة والسلام واذکر اسم ربک وتبتل الیه تبتیلا باید دانست که در بعضی اوقات از تفرقهٔ ظاهر چاره نبود که
حقوق خلق ادا باید پس تفرقهٔ ظاهر نیز در بعضی اوقات مستحسن گشت اما تفرقهٔ باطن در هیچ وقتی از
اوقات جائز نیست که آن خالص از برای حق است سبحانه پس سه حصه از عباد مسلم از برای حق
شد تعالی باطن تمام و نصفی از ظاهر و نصف دیگر از ظاهر از برای ادای حقوق خلق باقی ماند

دیگر یاس نزد این حقیر استعداد یاس نیکوتر از استعداد وصل است هرچند آنجا وصل و یاس ملازم یکدیگر اند جواب اعتراض دوم نیز ازین جواب لائح گشت چه وصل مطلق دیگر است و وصل عریان دیگر و شتان ما بینهما و نعنی بالوصول العریانی رفع الحجب کلها وزوال الموانع باسرها و لما کان اعظم الحجب و اقواها هی التجلیات المتنوعة و الظهورات المختلفة لا بد ان تنقضی و تتم تلک التجلیات و الظهورات بتمامها سواء کان التجلی و الظهور فی المرایا الامکانیة او المجالی الوجوبیة فانهما فی حصول نفس الحجب سواء و ان کان التفاوت بینهما فی الشرف و الرتبة و هو خارج عن نظر الطالب اگر پرسند ازین بیان لازم می آید که تجلیات را نهایت باشد و حال آنکه مشائخ طریقت تصریح کرده اند که تجلیات را نهایت نیست جواب گوئیم که بے نهایتی تجلیات بر تقدیریست که سیر در اسماء و صفات به تفصیل واقع شود برین تقدیر وصول بحضرت ذات تعالیٰ و تقدس میسر نیست و وصل عریان حاصل نه وصول بحضرت ذات تعالیٰ و تقدس منوط بطے اسما و صفات ست بر سبیل اجمال پس تجلیات را نهایت باشد اگر گفته شود که تجلیات ذاتی را نیز بی نهایت گفته اند چنانکه حضرت مولوی جامی قدس سره در شرح لمعات بآن تصریح نموده است پس تجلیات را نهایت گفتن بکدام وجه راست آید جواب گوئیم که آن تجلیات ذاتیه نیز بملاحظه شیون و اعتبارات نیست که تجلی بے آن ملاحظه ممکن نیست و آنچه ما در صدد بیان آنیم امریست ماورای تجلیات صفاتی باشد آن تجلیات یا ذاتی چه اطلاق تجلی دران موطن جائز نیست هر تجلی که باشد زیراکه تجلی عبارت از ظهور شئی است در مرتبه ثانی یا ثالث یا رابع الی ماشاء الله تعالیٰ و آنجا مراتب همه ساقط گشته است و مسافت بتمام طی شده اگر پرسند که آن تجلیات را ذاتی بکدام اعتبار گفته شود گوئیم که تجلیات اگر بملاحظه معانی زائده است تجلیات صفات است و اگر بملاحظه معانی غیر زائده تجلیات ذات لهذا ظهور وحدت را که تعین اول است و زائد بر ذات نیست تعالیٰ تجلی ذات گفته اند و مطلب ما حضرت ذات است تعالیٰ و تقدس که ملاحظه معانی را دران موطن اصلا گنجایش نیست زائد باشند آن معانی یا غیر زائد زیراکه معانی تمام بطریق اجمال طے شده بحضرت ذات تعالیٰ و تقدس وصول میسر شده است باید دانست که وصل دران موطن در رنگ مطلب بیچون و بیچگون ست اتصالی که عقل را از فهم کند از مبحث خارج است و شایان آنجناب قدس نیست زیراکه چون را به بیچون راه نیست لایحمل عطایا الملک الا مطایاه ؎ اتصال بی تکیف بی قیاس

حلاوت و وجدان و همچنین درین طریق در ابتدا قرب و شهود است و در انتها بُعد و حرمان بخلاف طرق
سائر مشائخ کرام تفاوت طرق ازینجا قیاس باید کرد و بزرگی این طریق عالی را باید دریافت چه قرب و
شهود و حلاوت و وجدان از دوری و مهجوری خبر میدهد و بُعد و حرمان و بیحلاوتی و فقدان از نهایت
قرب و فهم من فهم در شرح این سر اینقدر وا مینماید که هیچکس از نفس خود بخود نزدیکتر نمیدارد و نسبت قرب
شهود و حلاوت و وجدان در حق نفس خود او را مفقود است و نسبت بغیر خود که با او مباینت دارد این
نسبتها موجود فالعاقل تکفیه الاشارة و اکابر این طریقه علیه احوال و مواجید را تابع احکام شرعیه ساخته اند و
اذواق و معارف را خادم علوم دینیه داشته جواهر نفیس شرعیه را در رنگ طفلان بجوز و مویز و جد و حال
عوض نمیکنند و به ترهات صوفیه مغرور و مفتون نمیگردند احوالی که بارتکاب محظورات شرعیه و خلاف سنت
سنیه حاصل شود قبول ندارند و نخواهند ازینجاست که سماع و رقص را تجویز نمی نمایند و بذکر جهر اقبال نمی
فرمایند حال ایشان بر دوام است و وقت ایشان بر استمرار تجلی ذاتی که دیگران را کالبرق است ایشان را دائمی
است حضوری که غیبت در قفای آن باشد نزد این بزرگواران از حیز اعتبار ساقط است بلکه کارخانه
ایشان از حضور و تجلی بلندتر است چنانکه اشارتے بآن رفته حضرت خواجهٔ احرار قدس سره فرموده اند
که خواجگان این سلسله علیه قدس الله تعالی اسرارهم بهر زراقی و رقاصی نسبت ندارند کار ایشان
بلندست و درین طریق پیری و مریدی به تعلیم و تعلم طریقه است نه بکلاه و شجره که در اکثر طرق مشائخ
رسم شده است حتی که متاخران ایشان پیری و مریدی را منحصر بر کلاه و شجره ساخته اند ازینجاست
که تعدد پیر تجویز نمی نمایند و معلم طریق را مرشدی نامند پیر نمیدانند و رعایت آداب پیری را در حق
او بجا نمی آرند این از کمال جهالت و نارسائی ایشان است نمیدانند که مشائخ ایشان پیر تعلیم پیر صحبت
را نیز پیر گفته اند و تعدد پیر تجویز فرموده اند بلکه در عین حیات پیر اول اگر طالبی رسد خود را در جائے
دیگر بیند بے انکار پیر اول جائز ست که پیر ثانی اختیار کند حضرت خواجهٔ نقشبند قدس سره در باب
تجویز همین از علماء بخارا فتوی درست فرموده بودند آرے اگر از پیری خرقهٔ ارادت گرفته
باشند از دیگرے خرقهٔ ارادت نه گیرد اگر گیرد خرقه تبرک گیرد ازینجا لازم نمی آید که پیر دیگر اصلا
نگیرد بلکه رواست که خرقه ارادت از یکی گیرد و تعلیم طریقت از دیگری و صحبت با ثالث وارد و اگر
این هر سه دولت از یکی میسر گردد چه نعمتی است و جائز است که تعلیم و صحبت از مشائخ متعدده

اما در ادای آن حقوق هرگاه امتثال اوامر حق ست سبحانه آن ضعف دیگر نیز راجع بحق گشت سبحانه الیه یرجع الامر کله فاعبده و توکل علیه و ما ربک بغافل عما تعملون و درین طریق تقدم جذبه است بر سلوک و ابتدا از سیر از عالم امر ست نه از عالم خلق بخلاف اکثر طرق دیگر و قطع منازل سلوک در ضمن طے معارج جذبه مندرج است و سیر عالم خلق در تحت سیر عالم امر میسر پس اگر باین اعتبار درین طریق اندراج البدایة فی النهایة هم بگویند گنجایش دارد پس معلوم شد که سیر ابتدا درین طریق در سیر انتها مندرج است نه آنکه از انتها برای سیر ابتدا فرود آیند و بعد از تمامی سیر نهایت در بدایت سیر کنند ازانجا باطل شد زعم کسیکه میگوید نهایت این طریق بدایت طرق سائر مشائخ است اگر کسی گوید در عبارت بعضی از مشائخ این طریقه واقع شده است که ایشانرا سیر در اسما و صفات بعد از تمامی نسبت ایشان واقع میشود پس درست آمد که نهایت ایشان بدایت دیگران شد چه سیر در اسما و صفات بعد از سیر در تجلیات ذاتیه نیست چه سیر در اسما و صفات در ابتدا است بلکه در ضمن همین سیر آن سیر هم واقع میشود غایت ما فی الباب چون سیر اسمائی و صفاتی بسبب عروض بعضی از عوارض ظهور سے کند سیر تجلیات ذاتی مستور می گردد و تخیل میشود که آن سیر را تمام کرده داخل تجلیات اسمائی و صفاتی بسبب عروض گشته است و نه چنین است که آرے بعد از تمامی سیر و مدارج ولایت رجوعی بعالم واقع میشود از برای دعوت خلق بحق جل و علا اگر آن رجوع را نهایت ایشان دانسته بدایت خود تصرف کرده باشند بعید نیست اما چه میگوید مشائخ او نیز در نهایت همین رجوع دارند و ایضاً مراد از نهایت و بدایت نهایت ولایت ست و این سیر رجوع بولایت تعلق ندارد و نصیبی است از مرتبهٔ دعوت و تبلیغ و این طریق اقرب طرق است و البته موصل حضرت خواجهٔ نقشبند قدس سره فرموده اند طریق ما اقرب طرق است و فرموده اند از حق سبحانه و تعالی طریقی خواستم که البته موصل باشد و این خواست ایشان باجابت مقرون گشته است چنانچه در رشحات از حضرت خواجهٔ احرار قدس سره نقل کرده است چرا اقرب نباشد و موصل نبود که آنها در ابتدا در آن اندراج یافته است خیلی بے دولتی باشد که درین طریق داخل شود و استقامت نورزد و بے نصیب برود **مصرع** خورشید نه مجرم ار کسی بینا نیست ؎ آرے اگر طالبی بدست ناقصی افتد گناه طریق چیست و تقصیر طالب کدام زیرا که فی الحقیقت راهبر این طریق موصل ست نه نفس این طریق و درین طریق در ابتدا حلاوت و وجدانست و در انتها بیمزگی و فقدان که از لوازم یاس بخلاف طرق دیگر که در ابتدا بیمزگے و فقدان دارند و در انتها

احوال و دید و متهم داشتن حسنات خود را و جمع شدن این دید قصور با کمالات ولایت بلکه این دید اثر آن
کمالات ست و ما یناسب لک ، اللهم قفنا لمرضاتک و ثبتنا علی طاعتک بحرمة سید الاولین والآخرین
علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات بزرگی فرموده است مرید صادق آنست که مدت بست سال کاتب
شمال او چیزی نیابد که بر وی بنویسد و این فقیر پر تقصیر بذوق و وجدان در حق خود مییابد که کاتب
یمین معلوم نیست که در مدت بست سال حسنهٔ بیابد که در صحیفه اعمال او درج نماید خداوند دانا است
جل سلطانه که این سخن را به تصنع و تکلف نمیگوید و ایضاً بذوق مییابد که کافر فرنگ از وی بمراتب بهتر است
و اگر لم آنرا پرسند از جواب عاجز نیاید و ایضاً بطریق ذوق خود را محک خطئیات میداند و مشمول
سیئات می انگارد و حسناتی که بوجود می آید کاتب شمال خود را بکتابت آن احق می بیند و مییابد که کاتب
شمال او همیشه در کار است و کاتب یمین او معطل و بیکار و صحف یمین را خالی و سفید میداند و صحف
شمال را مملو و سیاه امید می جز به رحمت ندارد و دست آویزے جز مغفرت نه دعا اللهم مغفرتک اوسع
من ذنوبی و رحمتک ارجی عندی من عملی موافق حال اوست عجائب کار و بار است فیوض و واردات
الهی جل سلطانه که علی الدوام در مدارج کمال و تکمیل فائض و واردات تایید این دید قصور مینماید و
تقویت این عیب بینی میفرماید بجائے عجب منقصت می افزاید و در محل ترفع را بتواضع و فروتنی میکشاید
در آن واحد هم بکمالات ولایت مشرف است و هم بدید قصور متصف هرچند بالاتر میرود پایان تر خود را
می بیند بلکه همان بالا رفتن سبب پایان تر دیدن شده است ظرفا آنرا باور دارند یا نه و اگر سر آنرا معلوم
کنند شاید باور دارند سوال سر این جمع متنافیین چیست و وجود احد المتنافیین سبب وجود متنافی دیگر
چرا باشد جواب استحالهٔ جمع متنافیین مشروط باتحاد محل ست و در ما نحن فیه محل متعدد است بالا روندها
لطائف عالم امر است از انسان کامل و فرود آینده ها از عالم خلق او لطائف عالم امر هرچند بالاتر روند
بمناسب تر میگردند بعالم خلق و همان بمناسبتی سبب پایان تر آمدن عالم خلق است و عالم خلق
هرچند پایان تر می آید سالک را بی حلاوت تر میسازد و دید عیوب و نقائص را زیاده تر میگرداند ازینجا است
که منتهیان مرجوع آرزوی آن التذاذ و حلاوت دارند که در ابتدا ایشانرا میسر شده بود و در انتها از دست
رفته بمیزگی بجای آن نشسته و هم ازینجاست که کافر فرنگ را عارف از خود بهتر میداند زیرا که در کافر نورانیت
هست بواسطه امتزاج عالم امر بعالم خلق و در عارف این امتزاج حائل شده است عالم خلق تنها که امار

استفاده نماید باید دانست که پیر آنست که مرید را بحق سبحانه رهنمائی فرماید اینمعنی در تعلیم طریقت بیشتر ملحوظ
و واضح است پیر تعلیم هم استاد شریعت و هم رهنمای طریقت بخلاف پیر خرقه پس رعایت آداب پیر تعلیم
بیشتر بجا باید آورد و باسم پیری او احق باشد و درین طریق ریاضات و مجاهدات بانفس امّاره باتیان
احکام شرعیه است والتزام متابعت سنت سنیه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة زیرا که مقصود
از ارسال رسل و انزال کتب رفع هواهای نفس اماره است بعبادات مولای خود جل سلطانه منصب
گشته است پس رفع هوای نفس مربوط باتیان احکام شرعیه گشت هر قدر که در شریعت راسختر باشد
از هوای نفس بعیدتر بود پس هیچ چیز بر نفس امّاره شاقتر از امتثال اوامر و نواهی شریعت نبود و
خرابی او جز در تقلید صاحب شریعت متصور نباشد ریاضات و مجاهدات که باورای تقلید سنت اختیار
کنند معتبر نیست که جوگیه و براهمه هند و فلاسفه یونان درین امر شرکت دارند و آن ریاضات در حق ایشان
جز ضلالت نمی افزاید و بغیر خسارت راه نمی نماید و درین طریق تسلیک طالب مربوط بتصرف شیخ
مقتدی ست بی تصرف او کاری نمی کشاید چه اندراج نهایت در بدایت اثر از توجه شریف اوست
و حصول معنی بیچونی و بیچگونگی نتیجه کمال تصرف او کیفیت بیخودی که آنرا راه مخفی اعتبار کرده اند
حصول آن در اختیار مبتدی نیست و توجهی که معرا از شش جهت ست وجود آن در خور حوصله طلبه
نقشبندیه عجب قافله سالار انند که برند از ره پنهان بحرم قافله را ؎ این بزرگواران همچنان که
قدرت کامله بر اعطاء نسبت دارند و حضور و آگاهی زا در اندک وقت بطالب صادق عطا میفرمایند
در سلب آن نسبت نیز قدرت تامه دارند و بیک بی التفاتی صاحب نسبت را مفلس میسازند بلی آنها
که میدهند می ستانند هم اعاذنا الله سبحانه من غضبه و غضب الاولیاء الکرام و درین طریقه علیه بیشتر افاده
و استفاده بسکوت فرموده اند هر که از سکوت ما منتفع نشد از کلام چه نفع خواهد گرفت و این سکوت
را به تکلف اختیار نکرده اند بلکه از لوازم طریق ایشانست چه از ابتدار توجه این بزرگواران
باحدیت مجرده است از اسم وصفت جز ذات نمی خواهند و معلوم ست که مناسب آن توجه و ملایم
آن مقام سکوت و خرس ست من عرف الله کل لسانه مصداق این سخن است و اختتم هذه المقالة بحمد الله

سبحانه و الصلوة حبیبه الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و آله الطاهرین اجمعین
والسلام **مکتوب دو صد و بیست و دوم** بخواجه محمد اشرف کابلی صدور یافته در بیان خرابی

احتیاط و تاکید چاره نبود مبادا بمکر و حیله از جا ببرند و به تسویل و تمویه سیأت را بصورت حسنات وانمایند فرموده اند که دشمن لعین چون از راه اطاعت و نصیحت در آید دفع کردن آن متعسر است پس همیشه ملتجی و متضرع باید بود و از حق سبحانه و تعالی به شکستگی و زاری باید طلبید که ازین راه خرابی او نخواهند و استدراج او نطلبند طریق استقامت اینست که بسعادت ابدی رهنمائی فرماید دیگر فقر و نامرادی جمال این طائفه است بسید کونین علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات حضرت حق سبحانه و تعالی از کمال کرم کفیل رزق عباد خود شده است و ما و شما را ازین تردد فارغ ساخته هر چند اشخاص بیشتر رزق زیاده ترجمع است متوجه مرضیات حق باشند تعالی و تقدس و غم متعلقان را بکرم او سبحانه حواله نمایند والباقی عند التلاقی بعضی یاران که از آن طرف آمدند اظهار نمودند که هنوز توهم آزار در خاطر میر متمکن است بنابر علی ذلک بتاکید و مبالغه نوشته شد که رفع توهم آزار نمایند دیگر کتابتی بملا یار محمد قدیم نوشته بود که متضمن نصائح و مواعظ باشد ظاهراً مضمون آن کتابت مقبول طبیعتش نیفتاد که جواب کتابت نفرستاد بلکه در فرستادن دعا نیز خود را معاف داشت گو مقبول طبیعتش نیفتد جماعه که باین حقیر منسوب اند اگر مظان غلط و مواد خطا ایشان را اعلام نکند و حق را از باطل جدا نسازد از عهده چگونه بر آید و در آخرت چه رو نماید باو بگویند ؎ من انچه شرط بلاغ است با تو میگویم ✤ تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال ✤ بدانکه مقام شیخی و دعوت خلق بحق جل و علا بس مقام عالی است الشیخ فی قومه کالنبی فی امته شنیده باشند هر بے سر و برگ را باین منزلت علیه چه مناسبت ؎ هر گدائی مرد میدان کی شود ✤ پشه آخر سلیمان کی شود ✤ علم به تفصیل احوال و مقامات و معرفت به حقیقت مشاهدات و تجلیات و حصول کشوف و الهامات و ظهور و تعبیرات و اقعات از لوازم این مقام عالی است و بدونها خرط القتاد غایتما فی الباب کابر طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بعضی از مریدان خود را بملاحظه بعضے از مصالح پیش از آنکه بمقام شیخی برسند نوعی از اجازت میدهند و نحوے از تجویز می فرمایند که بطالبان تعلیم طریقت نمایند که بر احوال و واقعات مطلع گردند درین نوع تجویز بر شیخ مقتدا لازم است که آن مرید مجاز را امر باحتیاط درین کار فرماید و بتاکید مواد غلط را ادا نماید و بتکرار بر نقص آنها اطلاع بخشد و بمبالغه ناتمامی آنها را ظاهر سازد درینصورت اگر شیخ در اظهار حق مساهلة نماید خائن باشد و اگر مرید را بد آید بید ولت بود مگر نمی داند که رضای حق جل و علا منوط برضای

عارف بروی سے افتد جدا مانده است که سراسر پر از ظلمت و کدورت است و هرچند لطائف عالم امر فرود
می آیند با عالم خلق اختلاطی ندارند و امتزاجی حاصل نمیکنند چنانچه در ابتدا داشتند مکتوبی که بدست اخوی خواجه
محمد طاهر ارسال داشته بودند رسید حصول رابطه که مبنی بر مناسبت تامه است در زمان غیبت از نعمتهای عظیم شمرند
و تا موانع مرتفع شود اکتفا بقرب قلوب نمایند با وجود این قرب خواهش قرب ابدان از دست ندهند که
تمامی نعمت مربوط باین قرب است اویس قرنی با وجود قرب قلوب چون ابدان نداشت با دنای آن
جماعه که اقرب ابدان داشتند نرسد لهذا انفاق کوه ذهب او بمد شعیر ایشان که انفاق کنند برابری نکند
فلا تعدل بالصحبة شیئاً کائناً ما کان والسلام **مکتوب دو صد و بست و سوم** بخواجه جمال الدین
حسین کولابی صدور یافته در تحریص بر اظهار احوال و واقعات نمودن پیش بزرگوار خود اخوی خواجه
جمال الدین حسین مدتی است که از کیفیات احوال خود اعلام نداده اند شنیده اند که مشائخ کبرویه مریدی را
که تا سه روز از احوال و واقعات خود بعرض شیخ خود نرساند کفش پای میفرمایند مضی ما مضی و دیگر چنین نکنند
و هرچه رود بر نویسان باشند قدوم مبارک اخوی اعزی را مغتنم دانسته در خدمت و دلجوئی کوشند و صحبت
گرامی ایشانرا عزیز دانند ع دادیم ترا ز گنج مقصود نشان **مکتوب دو صد و بست و چهارم** بمیر محمد نعمان
بدخشی صدور یافته در بیان رعایت آداب و دفع مظنه آزار که توهم نموده بودند و امر باحتیاط و تاکید در تعلیم طریقت
و تحمل نمودن بجفای فقر و نامرادی و بعضی نصائح و تنبیهات که بملا یار محمد قدیم در پشت این مکتوب
نوشته شده مکتوب شریف اخوی ارشدی سیادت پناهی میر محمد نعمان وصول یافت مضمون مقدماتی
که ترتیب داده بودند و فحوای تشکیکاتی که نموده بوضوح انجامید بعضی مردم شمارا اعقل زمان میگویند
این قسم سخنان در میان آوردن با کسی که از وی گزیر و چاره نباشد چه مناسب است قطع نمیتوان کرد و
مفارقت نمیتوان جست مع ذلک خیال نکنند که ازین نوع سخنان غباری بخاطر این جانب راه یافته باشد که
با آزار انجامد چه جای آنکه به بیزاری بکشد خوبیهای شما در نظر است و زلات شما از اعتبار ساقط هیچگونه خاطر
خود را مشوش نسازند و هیچ چه آزار اینجانب تصور نمایند که بوجه من الوجوه آزار واقع نیست چرا آزار
متصور شود که موجب آزار منتفی است اموری که بسهو و نسیان بمقتضای بشریت سر برزند شایان مؤاخذه
نیست توهم آزار از خاطر بر آورده به تعلیم طریقه و افاده طلبه سرگرم باشند امر باستخاره ها از برای تاکید
این امر است نه از برای نفی این امر هرگاه دشمن لعین و نفس بدقرین در کمین این مسکین باشند از

آنسرور گردد و السلام **مکتوب دوصد و بست و ششم** به برادر حقیقی خود میان شیخ محمد مودود املا نموده اند
در بیان آنکه فرصت حیوة بسیار قلیل است و عذاب ابدی متفرع بران دما یناسب ذلک مکتوب
مرغوب اخوی اعزی وصول یافت موجب فرحت گشت ای برادر وفقنا الله سبحانه وایاک فرصت
حیوة بسیار قلیل ست و عذاب ابدی متفرع بران حیف باشد که کسی این فرصت را در تحصیل امور لاطائل
صرف نماید و ملتزم آلام مخلد گردد ای برادر مردم از اطراف و جوانب ترک اسباب دنیوی نموده در رنگ
مور و ملخ میریزند و شما قدر دولت خانگی را ناشناخته در طلب دنیای دنیه بذوق میدوید و بشوق
خواهان حصول آیند الحیاء شعبة من الایمان حدیث نبوی ست علیه من الصلوات افضلها و من التسلیمات
اکملها ای برادر این نوع اجتماع اهل الله و این قسم جمعیت لله فی الله که امروز در سرهند میسر است
اگر گرد عالم گردید معلوم نیست که عشر عشیر این دولت پیدا آرید و شمه ازین ماجرا حاصل کنید و شما اینچنین
دولت را مفت از دست دادید و از جواهر نفیس بجوز و مویز در رنگ طفلان اکتفا نمودید **مصرع**
شرمت بادا هزار شرمت بادا ای برادر تا وقت دیگر شاید فرصت ندهند و اگر بدهند این اجتماع برپا
نگذارند آن زمان علاج چیست و تدارک بچه بود و تلافی بچه چیز حاصل آید غلط کرده آید و خطا فهمیده اید
بلقمهای چرب و شیرین مفتون نشوید و بلباسهای نفیس و مزیب فریب نخورید و نتایج آنها غیر
از حسرت و ندامت چه در دنیا و چه در آخرت هیچ نیست بواسطه رضا طلبی اهل و عیال خود را در بلا انداختن
و اختیار عذاب اخروی نمودن از عقل دور و اندیشه بسیار دور است حق سبحانه و تعالی عقل معاد
عطا کناد ای برادر دنیا که در بیوفائی مثل است و اهل دنیا که در دنائت و خست مشهور حیف باشد
که عمر گرامی خود را از پی بیوفا و خسیس صرف نماید ما علی الرسول الا البلاغ والسلام **مکتوب دوصد**
و بست و هفتم بملا طاهر لاهوری صدور یافته در بیان بعضی از نصائح و مواعظ که بمقام شیخی
تعلق دارد + الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی مکتوب شریف وصول یافت موجب
فرحت گشت از حلاوت و التذاذ یاران نوشته بودند فرحت بر فرحت افزود ای برادر حق سبحانه
تعالی که شما را این منصب گرامت فرموده است شکر این نعمت را بر وجه اتم ادا نمائید و محافظت
کنید که امرے صادر نشود که باعث نفرت خلائق گردد که وبال عظیم است نفرت خلق مناسب
حال ملامتیه است که بشیخی و دعوت کار ندارند بلکه مقام نقص ملامت نقص مقام شیخی است مبادا این دو

شیخ است وسخط او تعالی مربوط بسخط او چه باشد نمی فهمد که قطع کردن از ما منجر بکجا میشود اگر از ما قطع کند بکه خواهد پیوست و اگر عیاذاً باللہ سبحانہ این قسم امرے بخاطر او راه یافته باشد بی توقف گوئید که توبه کند و استغفار نماید و بحضرت حق سبحانه ملتجی و متضرع باشد که باین ابتلای عظیم مبتلا نسازد و باین بلای خطرناک گرفتار نگرداند للہ سبحانہ الحمد والمنة که ازین همه ناپروائی و اضطراب یاران هیچ غباری و آزاری بر خاطر اینجانب راه نداده است از اینجا امیدوار است که عواقب امور بخیر بگذرد و باقی احوال و اوضاع را اخوی ارشدی مولانا محمد صالح به تفصیل مذکور خواهند ساخت و محل بعضی اشتباهات را از ایشان استفسار خواهند نمود والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها

مکتوب دوصد و بست و پنجم بملا طاهر لاهوری صدور یافته در بیان آنکه در بدایت این طریقهٔ علیه احوالی که دیگران را در نهایت میسر میگردد میسر میشود و لیکن بطریق اندراج نهایت در بدایت که لوازم این طریق عالی است و ظهور اینچنین احوال در بدایت مستلزم آن نیست که صاحب آن احوال را کامل مکمل گویند و اجازت تعلیم طریقت نمایند و ما یناسب ذلک

بحمده و نصلی علی نبیه و نسلم علیه و علی آله الکرام مراسلات شریفه پی در پی وصول یافت از گرمی هنگامهٔ طالبان و افتادن در جمعیت ایشان اندراج یافته بود فرحت بر فرحت افزود غایت ما فی الباب چون درین طریق اندراج نهایت در بدایت است مبتدیان این طریق عالی را در ابتدا احوال رو میدهد که شبیه باحوال منتهیان است بحیثیتی که فرق درمیان این دو نوع احوال نتواند کرد مگر عارفی که حدت نظر داشته باشد پس برین تقدیر اعتماد بر حصول احوال باید نمود و آن صاحب احوال را اجازت تعلیم طریقت نباید فرمود که درین صورت ضرر آن صاحب احوال فوق ضرر مسترشدان اوست بحتمل که تخیل کمال او را از ترقیات باز دارد و تواند بود که حصول جاه و ریاست که از لوازم مقام ارشاد است او را در بلا اندازد که امارهٔ او هنوز بر کفر خود است تزکیه او راه نیافته مفتی ما مفتی جمعی را که اجازت داده اند بملایمت معقول آنها سازند که این نوع اجازت مبنی بر کمال نیست کار بسیار هنوز در پیش است این احوال که در ابتدا رو داده است از قبیل اندراج نهایت در بدایت است و نصائحی که مناسب دانند در کار دارند و بر منقصت آنها اطلاع بخشند و چون اجازت داده اند از تعلیم طریقت منع شان نکنند که شاید ببرکت نفس شما بحقیقت مقام ارشاد برسند دیگر چون شروع درین امر عظیم القدر نموده اند مبارک است سعی و اهتمام را در کار دارند و سرگرم باشند که باعث ازدیاد گرمی هنگامهٔ طالبان

درمراعات آن احتیاط فرمایند وبتضرع وزاری تلافی تقصیرات نمایند ودرعشرهٔ این ذی الحجه باعتکاف نشینند بنیت قضای اعتکاف عشرهٔ اخیرهٔ ماه رمضان که وقت از ماه ترک شده باشد تا باین نیت مرتکب سنت باشد ودران عشرهٔ اعتکاف بتضرع وزاری وابتهال ونیاز عذر تقصیرات جویند فقیر نیز دران عشره مدد شما خواهد نمود انشاء الله تعالی در تحریر اجازت نامه که اینهمه مبالغه وابرام دارند مقصود چیست اجازت تعلیم طریقت بشما داده است اگر او کفایت نکند اجازت نامه چه کار خواهد کرد لازم نیست که هرچه در خاطر بگذرد آنرا البته سعی باید کرد چیزیکه بخاطر میگذرد که ترک آن اولی وانسب است نفس بجستجوی امری را که پیش گرفت میخواهد آنرا بانصرام رساند وبحیثیت وبطلان آن ملاحظه نمیکند بخاطر شما چند کلمه نوشته شد حضرت حق سبحانه نافع آرد فکر کار خود باید کرد تا ایمان بسلامت برد اجازت نامه ومریدان بکار نخواهند آمد در ضمن کار خود اگر شخصی بطلب صادق بیاید آنرا تعلیم طریقت بکنند نه آنکه تعلیم طریقت را اصل کار بگیرند ومعامله خود را تابع آن سازند آن خود را سراسر ضرر وخسران است **مکتوب و وصد و بست وسیم** بمیرزا حسام الدین احمد صدور یافت در بیان آنکه طریق ما همان طریق حضرت ایشان است ونسبت همان نسبت لیکن تکمیل صناعت وتتمیم نسبت بتلاحق افکار وتعاقب انظار است

الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفی مراسلات شریفه که نامزد مخلص مشتاق خود ساخته بودند پی درپی رسید موجب ازدیاد فرحت وباعث افراط محبت گشت جزاکم الله سبحانه عنا خیر الجزاء مجملاً بعضی از شبهات وتردیدات که اندراج یافته بود آنکه طریق ما طریق حضرت ایشان است قدس الله تعالی سره الاقدس ونسبت همان نسبت شریفه آنحضرت کدام طریق از ان طریق عالی وکدام نسبت از ان نسبت علیه اولی وانسب است که کسی آنرا اختیار نماید غایت ما فی الباب تکمیل صناعت وتتمیم هر نسبت بتلاحق افکار وتعاقب انوار است مثلا نحوی که در زمان سیبویه بوده بتلاحق افکار متاخران دوچند زیاده گشته است ومحرر ومنقح شده مع ذلک همان نحو سیبویه است که افکار متاخران بیش از بیش مشاطگی وتزئین آن نموده است مقولهٔ شیخ علاء الدوله قدس سره بسمع شریف رسیده باشد که فرموده هرچند وسائط بیشتر بود راه نزدیکتر وروشن تر گردد این قسم زیادتی بران نسبت علیه که بطریق مشاطگی وتزئین پیدا شده باشد ودر گفت آمده جمعی را در تخیلات انداخته است حقیقت معامله آنست که بے تکلف وتصنع نموده آید

مقام را غلط نمایند و در عین شیخی آزردی ملامت نکنند که ظلم عظیم است و در نظر مریدان خود را متجمل دارند و در اختلاط وموانست با مسترشدان افراط نمایند که باعث استخفاف است که منافی افاده و استفاده است و در محافظت حدود شرعیه نیک رعایت نمایند مهما امکن عمل برخصت تجویز نکنند که هم منافی این طریقه علیا است و هم مناقض دعوای متابعت سنت سنیه عزیزی فرموده است ریاء العارفین خیر من اخلاص المریدین چه ریای عارفان از برای انجذاب قلوب طلاب است بجناب اقدس خداوندی جل سلطانه پس ناچار از اخلاص مریدان بهتر باشد و ایضاً اعمال عارفان اسباب تقلید است مر طالبان را در اتیان اعمال اگر عارفان عمل نکنند طالبان محروم مانند پس عارفان برای آن کنند تا طالبان بآن اقتدا نمایند این ریا عین اخلاص است بلکه بهتر از اخلاص که از برای نفع خود باشد ازینجا کسی گمان نکند که عمل عارفان محض از برای تقلید طالبان ست و عارفان را بعمل احتیاج نیست عیاذاً بالله سبحانه این خود عین الحاد و زندقه است بلکه عارفان در اتیان اعمال بسائر طالبان برابراند و از اتیان اعمال هیچکس را استغنا نیست غایت مافی الباب در اعمال عارفان گاه هست که نفع طالبان که مربوط به تقلید است نیز ملحوظ است و بآن اعتبار آنرا ریاء نامند بالجمله در قول و فعل نیک محافظت نمایند که اکثر خلائق درین آوان هنگامه طلب اندکاری بوقوع نیاید که منافی اینمقام باشد و جهال را طعن اکابر رساند از حضرت حق سبحانه تعالی استقامت طلبند دیگر از حصول نسبتهای مشائخ نوشته بودند وجه آن را مکرر بشما بالمشافهه گفته شده است ورای آن چیزی نفهمند که در آن خیریت نیست زیاده چه نویسد والسلام مکتوب دوصد و بست و هشتم بمیر محمد نعمان صدور یافته در بیان بعضی از نصائح که بمقام تکمیل و تعلیم طریقت تعلق دارد و ما یناسب ذلک مکتوب مرغوب اخوی سیادت پناهی رسید موجب فرحت گشت اخی برادرا مکرر بشما گفته شده است که مدار این طریق بر دو اصل است استقامت بر شریعت بحدیکه بترک ادنای آداب آن راضی نباید شد و رسوخ و ثبات است بر محبت و اخلاص شیخ طریقت بر نهجیکه اصلا بر وی مجال اعتراض نماند بلکه جمیع حرکات و سکنات او بیاد محبوب در نظر مرید در آید عیاذاً بالله سبحانه در امری از امور که باین دو اصل متعلق ست خللی واقع شود و اگر بعنایت الله سبحانه این دو اصل مستقیم است سعادت دنیا و آخرت نقد وقت است و نصائح و وصایای دیگر نیز گوش زد شما شده است

ودونمن خیوف نہ اللہ تعالیٰ بیچون و بیچگونہ است ہرچہ در دید و دانش و شہود و مکاشفہ درآید غیر اوست سبحانہ و تعالیٰ وراء است زنہار بجوز و مویز این راہ در رنگ طفلان گول نشوند و بوصول نہایت مغرور نگردند و واقعات احوال را پیش شیخان ناقص ظاہر نسازند کہ ایشان باندازۂ یافت خود قلیل را کثیر می انگارند و بدایت را نہایت می شمرند لاجرم طالب مستعد در زعم کمال می افتد و فتور در طلب او راہ می یابد شیخ کامل باید طلبید و معالجۂ امراض باطنیہ را ازو باید خواست تا زمانیکہ بشیخ کامل نرسید باید کہ این احوال را در تحت لا در آوردہ نفی بکنید و اثبات معبود برحق کہ بیچون و بیچگونہ است نمائید حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند ہرچہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آنہمہ غیر است بحقیقت کلمہ لا نفی آن باید کرد و بیشتر ہرچہ رود ہر نفی بکنید کہ او تعالیٰ وراء الوراء است درجات اثبات غیر از حکم بکلمۂ مستثنیٰ ہیچ درست نباشد طریق اکابر این طریقت نیست والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا **مکتوب دوصد و سی و یکم**

بمیر محمد نعمان صدور یافت در جواب سوالے کہ نمودہ و پرسیدہ کہ فرق در میان حصول و وصول چیست و اسمائی کہ مبادی تعینات انبیاست علیہم الصلوات والتسلیمات ہمان اسمائے مبادی تعینات اولیا است یا نہ و اگر ہست فرق چیست و پرسیدہ بود کہ منع از ذکر جہر می کنند کہ بدعت است وحال آنکہ ذوق و شوق می بخشد چرا از چیزہای دیگر کہ در زمان آنسرور نبود علیہ الصلوۃ والسلام منع نمی نمایند مثل لباس فرجی و شال و سراویل نخمرہ ونصلی علیٰ نبیہ ونسلم علیہ وعلیٰ آلہ الکرام دو مکتوب شریف متعاقب رسید مکتوب اول ہرچند مبنی بر سوزش و اضطراب بود اما مکتوب ثانی ملائم ہموارہ بودہ است و مشعر از شوق و سرگرمی محبت آثار ااز زمانیکہ میر سعدالدین راہی می شدند طلب کتابت نمودند دران وقت بیدماغ مقبوض بود بحدیکہ بخط خود نتوانست نوشت بمولانا یار محمد جدید گفتہ کہ بنولسید در وقت بیدماغی اگر کلمۂ ناملائم مندرج شدہ باشد معذور خواہند داشت باآنکہ باید کہ باندک چیزے بیجا نگردند و معاملہ را برہم نزنند حق سبحانہ و تعالیٰ نکند کہ آزارے درمیان باشد و یا از روے رنجش و اعراض چیزی نوشتہ آید از روے نصیحت اگر چیزی نوشتہ شود خوشحال باید بود مکتوب ثانی شما بسیار محظوظ ساخت حرارت در ہر امر در کار است پژمردگی و افسردگی نصیب اعدا باد نوشتہ بودند کہ فرق درمیان حصول

مکتوبات و رسائل این فقیر را به بینند که این طریق را طریق اصحاب کرام علیہم الرضوان ثابت کردہ است
و این نسبت را فوق ہمہ مدلل ساختہ و مداحی این طریق عالی و اکابر این طریق را بر نہجی نمودہ است کہ ہیچکس
از خلفای این خانوادۂ بزرگ با یراد عشر عشیر آن موفق نگشتہ و ایضاً این فقیر در روزمرہ و در نشست و برخاست
رعایت آداب و لوازم این طریق بر وجہ اتم مینماید و سر موی مخالفت و احداث تجویز نمیکند عجب
است کہ اینہمہ ہنرہا از نظر مستور ماندہ است و اگر بالفرض در ایام آزار نسبت ببعضی یاران در کلمہ و کلام
سخن ناملائم واقع شدہ باشد در نظر درآمدہ عجب تر آنکہ شما امثال این سخنان را باور میدارید و بمجرد
شنیدن از جا میروید اگر حسن ظن است چرا مخصوص بآن جماعۃ است یا مگر قابل حسن ظن نیستم بالجملہ
اگر مدار بر گفت و شنود است از دست سخن چینان خلاصی متصور نیست و اخلاص متوقع نہ از گفت
و شنود بگذرند و از امور گذشتہ یاد نکنند تا اخلاص متصور شود و رفع کلفت دیرینہ گردد نوشتہ بودند
کہ وقت تربیت حضرات پیرزادگان رسیدہ و میگذرد و وصیت حضرت ایشان را قدس سرہ یاد دادہ بودم
مخدوما مکرما سعادت خادمان است کہ بخدمت مخدوم زادہای خود فائز گردند لیکن درین مدت از خدمت
ظاہری بواسطہ موانع معلوم خود را معاف میداشت و انتظار ظہور زمان وصیت علیہ میکرد حالا اگر میدانند
کہ مانعی نیست و راہ گفت و شنود مسدود گشتہ است اشارت فرمایند کہ چند روز آمدہ بانیخدمت اشتغال
نماید و اگر تیک ملاحظہ مینماید میداند کہ درین کار مجرد امتثال وصیت باید نمود و الا تربیت ظاہر و باطن
شما ایشانرا کافیست احتیاج دیگری نیست دیگر اخوی مولانا عبد اللطیف میفرمودند کہ میان محمد
قلیچ مخدوم زادہ کلانرا در حق تعلیم و تربیت ظاہری بخود گرفتہ است و ایشان نیز تجویز اینمعنی نمودہ اند
استماع این خبر در تعجب آورد و اگر او از نارسائی خود چیزے تخیل کند ایشان چون تجویز نمایند ازین
میترسد کہ مبادا آزار محمد قلیچ جای دیگر سرایت کند **مکتوب دو صد و سی ام بشیخ یوسف برکی**
صدور یافتہ در علو ہمت و عدم اکتفا بانچہ حصول شود بلکہ نفی انچہ مشہود و معلوم گردد و اثبات معبود
بیچون و بیچگون کہ ماورای دید و دانش است الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفے اشمہ از احوال
گرامی شما میان بابو بامرشا اظہار نمودند و استفسار حقیقت آن فرمودند بنا بر علی ذلک چند کلمہ نوشتہ آید
مخدوما بتقسیم احوال در اوائل اقدام مبتدیان این راہ را بسیار دست می دہد ہیچ در اعتبار
نمی آرند بلکہ نفی آن مینمایند اصل کو نہایت کدام **شعر** کیف الوصول الی سعاد و دونہا قلل الجبال

ومموهات رویه را و نظر بصیرت منکشف گردانیده حسن و جمال آخرت را باطراوت جنات و انهار آنها را
باز یاد می نماید پروردگار آن جل سلطانه جلوه گر گرداناد بحرمة سید المرسلین علیه وعلی آله من الصلوات
افضلها ومن التسلیمات اکملها تا ازین قبیح سریع الزوال بی رغبتی حاصل گشته بکلیه توجهی بعالم بقا که محل رضای
مولی است جل سلطانه میسر آید و تا قبح این دنیه ظاهر نشود خلاصی از گرفتاری آن محالست و تا خلاصی از
گرفتاری آن میسر نشود فلاح و نجات اخروی متعسر حب الدنیا راس کل خطیئة قضیه مقرر است و چون معالجه بانند
او سنت علاج ازالهٔ محبت این دنیه منوط باشد برغبت نمودن در امور آخرت و اتیان اعمال صالح بر وفق
احکام شریعت غرا حق سبحانه تعالی حیوة دنیا را منحصر بر پنج چیز بلکه در چهار چیز گردانید حیث قال الله تعالی
انما الحیوة الدنیا لعب ولهو وزینة وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد پس ناچار و قتیکه اشتغال باعمال
صالح نماید جزو اعظم آن که لعب و لهو است رو بنقصان آرد و اجتناب از لبس حریر و تلبیس بذهب و فضه
که عمده در تحصیل زینت اند فرمایند جزو دیگرش که زینت است رو بزوال آرد و چون یقین نماید که فضیلت و
کرامت نزد خدای عزوجل بورع و تقوی است نه بحسب و نسب هر آئینه از تفاخر باز ماند و چون داند که
اموال و اولاد مانع ذکر حق اند سبحانه و معرض از جناب قدس او تعالی ناچار از تکاثر دران تقاعد فرماید و تزاید
آنرا از معاتب شمرد و بالجمله ما آتاکم الرسول فخذوه و ما نهاکم عنه فانتهوا کیما یغفر کم شیء **بیت** دادیم ترا ز گنج مقصود
نشان ٭ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی ٭ بقیة المرام میان شیخ عبد المومن بزرگ زاده اند تحصیل علوم بانجام
رسانیده سلوک طریقت صوفیه میفرمایند و در ضمن این سلوک احوال غریبه مشاهده مینمایند ضرورت
بشری از قبیل اهل و عیال منجر و بی اختیار مضطر میسازد این فقیر از برای دفع این اضطرار دلالت بجناب
شما نموده من دق باب الکریم انفتح والسلام

مکتوب دوصد و سی و سوم بعالیجناب شیخ

فرید در بعضی نصائح بحسن او صدور یافته ثبتنا الله سبحانه وایاکم علی ما جاء به جدکم الامجد علیه و علی آله واصحابه
من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها در ایام عرس حضرت خواجه قدس سره بحضرت دهلی رسید بخاطر
داشت که در ملازمت علیه نیز برسد درین اثنا خبر کوچ منتشر گشت بضرورت توقف نموده بچند کلمه نامربوط
تصدیع ده گشت اگر در حضور است و اگر در غیب همگی همت خواهان سلامتی ایشان است از آنچه
نباید و نشاید و در بعضی اوقات غلبهٔ خیر اندیش بران می آرد که للکی ایشانرا اختیار کرده از آنچه شایان
عتبهٔ علیه ایشان نباشد بتاکید و مبالغه مانع آید و در مجلس شریف نااهلان را نگذارد امامی داند

و وصول نمیتوانند فهمید اے برادر حصول با وجود بعد متصورست و وصول متعذر عنقا را کہ بصورت مخصوصہ تصور میکنیم میتوان گفت کہ عنقا در مدرکۂ ما حاصل است امّا وصول بعنقا متحقق نیست زیراکہ ظلیت کہ عبارت از ظہور شئ است در مرتبۂ منافی حصول آن شئ نیست اما وصول شئ ظلیت را بر نتابد فافترقا و ایضا پرسیدہ بودند کہ اسمائی کہ مبادی تعینات انبیا است علیہم الصلوات والتسلیمات ہمان اسمای مبادی تعینات اولیا است یا نہ و اگر ہست فرق چیست اے عزیز مبادی تعینات انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کلیات اسما است و مبادی تعینات اولیا جزئیات آن اسما کہ در تحت آن کلیات مندرج است و مراد از جزئیات آن اسما ہمان اسما است کہ بقیدی از قیود ماخوذ گشتہ است کالارادۃ المطلقۃ والارادۃ المقیدۃ بشئ و چون اولیا را بواسطۂ متابعت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات ترقی واقع می شود رافع آن قید نمودہ لمحق بمطلق خواہد بود این فرق را در بعضی مکاتیب بہ تفصیل مذکور ساختہ است ملاحظہ خواہند نمود و ایضا پرسیدہ بودند کہ منع از ذکر جہر میکنند کہ بدعت ست با آنکہ ذوق و شوق می بخشد چرا از چیزہای دیگر کہ در زمان آنسرور نبود علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات منع نمیکنند مثل لباس فرجی و شالوار سراویل مخدوم عمل آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسّلام بر دو نوع است بر سبیل عبادت است یا بر طریق عرف و عادت عملیکہ بر سبیل عبادت بودہ خلاف آنرا از بدعتہای منکر میدانیم و در منع آن مبالغہ مینمایم کہ احداث در دین است و آن مردود است و عملیکہ بنا بر عرف و عادت است خلاف آن را بدعت منکر نمیدانیم کہ در منع آن مبالغہ نمی نمایم کہ بدین تعلق ندارد وجود و عدم آن مبنی بر عرف و عادت ست نہ بر دین و ملت چہ عرف بعضی بلاد خلاف عرف بعضی از بلاد دیگر است و ہمچنین در یک بلدہ باعتبار تفاوت ازمنہ تفاوت عرف واقع است مع ذلک رعایت سنت عادی نیز مثمر نتائج است و منتج سعادات ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلی تابعی کل من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا والسّلام

مکتوب دوصد و سی و دوم

بخانخانان صدور یافت در بیان حقیقت دنیای دنیہ و قبح مزخرفات ردیۂ آن و علاج ازالۂ محبت این دنیہ و ما یناسب ذلک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ حقیقت دنیای دنیہ نامرضیہ را و قبح مزخرفات

وتقدس و این ظل محمول ست بذات تعالی وتقدس و بر اشیا بر سبیل تشکیک اشتقاقا لا مواطاة و مراد ازان ظل
ظهور حضرت وجود است تعالی در مراتب تنزلات و از افراد آن ظل اولی و اقدم و اشرف فردیست که محمول
بذات است تعالی اشتقاقا پس در هر مرتبه اصالت الله تعالی وجود توان گفت نه الله تعالی موجود و در
مرتبهٔ آن ظل الله تعالی موجود صادق ست نه الله تعالی وجود و چون حکما و طائفه از صوفیه که بعینیه وجود
قائل گشته اند بحقیقت این فرق اطلاع نیافته اند و ظل را از اصل جدا نساخته حمل اشتقاق و حمل مواطاة
هر دو دریک مرتبه اثبات نموده و در تصحیح حمل اشتقاق محتاج بتحمل و تکلف گشته والحق ما حققت بالهام الله سبحانه
و این اصالت و ظلیت در رنگ اصالت و ظلیت سائر صفات حقیقیه است زیرا که در هر مرتبه اصالة که موطن
اجمال ست و غیب الغیب حمل این صفات بطریق مواطاة ست نه بطریق اشتقاق توان گفت
الله تعالی علیم و نمیتوان گفت که الله تعالی عالم زیرا که در حمل اشتقاق از حصول مغایرة چاره نبود و لو
بالاعتبار و هو مفقود فی ذلک الموطن راسا اذ التغایر لایکون الا فی المراتب الظلیة و لا ظلیة ثمة لانه فوق التعین
الاول کما مر اصلا لان النسب ملحوظة بطریق الاجمال فی ذلک التعین ولا ملاحظة شیء من الاشیاء بوجه
من الوجوه فی ذلک الموطن و در مرتبهٔ ظل که تفصیل آن اجمال است حمل اشتقاق صادق است
نه حمل مواطاة لیکن عینیت این صفات در ان مرتبه فرع عینیت وجود است تعالی که مبدا هر خیر و کمال ست
و منشا هر حسن و جمال و این فقیر در کتب و رسائل خود هر جا نفی عینیت وجود کرده است مراد ازان وجود
ظلی باید داشت که مصحح حمل اشتقاق است و این وجود ظلی نیز مبدا آثار خارجیه است پس ماهیاتی
که بآن وجود متصف گردند در هر مرتبه از مراتب موجودات خارجیه خواهند بود فافهم فانه ینفعک فی کثیر
من المواقع پس صفات حقیقیه نیز موجودات خارجیه باشند و ممکنات نیز در خارج موجود بودند هذا
فرزند سر فاضل بشنود که کمالات ذاتیه در مرتبهٔ حضرت ذات تعالی و تقدس عین حضرت ذات است مثلا صفت
علم در ان موطن عین حضرت ذات است تعالی و همچنین قدرت و ارادت و سائر صفات و ایضا در ان موطن
حضرت ذات بتمامه علم است که همچنان بتمامه قدرت است نه آنکه بعض حضرت ذات علم ست و بعض دیگر
قدرت ست که تبعض و تجزی آنجا محال است و این کمالات که گویا منتزع از حضرت ذات تعالی در
مرتبهٔ حضرت علم تفصیل یافته است و تمیز پیدا کرده مع بقاء حضرت الذات تعالت و تقدست علی تلک الصرافة
الاجمالیة الوحدانیة بعد ازان هیچ چیز در ان موطن نمانده که درین تفصیل داخل نشده و تمیز نگشته بلکه جمیع کمالات

متمیز

که جمیع آرزوها میسر نیست بضرورت بدعای ظهر الغیب رطب اللسان است شاید که بعرض قبول افتد حضرت خواجه احرار قدس سره از بزرگی و کلانی خود میفرمودند که هرچند کفر است که کسی چنان کلان شود که اگر او برهم شود که همه عالم برهم شود اما چه توان کرد که ما را ابی ما کلان ساخته اند امروز آن قسم بزرگی و کلانی نزدیک است که درمادهٔ جناب شما صادق آید چه در رفاهیت خلائق است و بالعکس ازینجا است که نزد مردم دعای خیر شما در رنگ دعا و نزد دل مضطر است که بعامهٔ خلائق نافع است پس عیب باشد که بآن کلانی و بزرگی برابر دانهٔ خشخاش جای انگشت بماند و این دانهٔ خشخاش بر دل دوستان و خیراندیشان بار عظیم است کرم نموده ایشانرا سبکسار سازند چندگاه هست که این خیراندیش ازین مقوله فرحی ننوشته است که مبادا تکرار و مبالغه گران آید ؎ یار نازک بدن از باد هوا میرنجد ٭ هیچو گل بر ز آسیب صبا میرنجد ٭ اما از دوستی دور نمود که بملاحظهٔ گرانی خاطر در مقام سکوت آید ؎ حافظ وظیفهٔ تو دعا گفتن است و بس ٭ در بند آن مباش که نشنید یا شنید ٭ چندگاه است داعیهٔ زیارت حرمین شریفین حرسهما الله سبحانه عن الآفات پیدا شده است و باعث این سفر همان داعیه است و چون امنیتی منوط استخراج و استرضاء ایشان بوده خبر کوچ آن داعیه را در تسویف انداخت الخیر فیما صنع الله سبحانه والسلام

مکتوب دوصد و سی و چهارم

بحقائق آگاه معارف دستگاه عالم ربانی عارف سبحانی مخدوم زادهٔ کلان اعنی الشیخ محمد صادق سلمه الله تعالی سبحانه وابقاه واوصله الی غایة ما یتمناه صدور یافته در بیان آنکه حقیقت واجب الوجود تعالی وجود محض است که منشاء هر خیر و کمال و حقائق ممکنات عدمات اند که مبادی هر شر و نقص اند و معنی من عرف نفسه فقد عرف ربه و بیان تجلی ذاتی که فوق جمیع نسب و اعتبارات است و معنی تاویل کریمهٔ الله نور السموات والارض و ما یناسب ذلک مع اسولة و اجوبة یتعلق بتوضیح هذا المقام و تنبیهات تلیق بتلخیص هذا المرام

بسم الله الرحمن الرحیم اما بعد حمد خدائے بیچون و درود پیغمبر رهنمون معلوم فرزندی باد که حقیقت حق سبحانه وجود صرف است که امرے دیگر بآن انضمام یافته است و آن وجود تعالی منشاء هر خیر و کمال است و مبداء هر حسن و جمال و جزئی است حقیقی و بسیطی است که ترکیب اصلا بآن راه نیافته است لا ذهنا و لا خارجا و بحسب حقیقت ممتنع التصور است و محمول است بر ذات تعالی مواطاة لا اشتقاقا هرچند نسبت حمل را نیز در الموطن فی الحقیقت گنجایش نیست زیرا که جمیع نسب درانجا ساقط گشته اند و وجودیکه عام و مشترک است از ظلال آن وجود خاص است تعالی

برآمده و وجود خارجی پیدا میکند که آن محال است و مستلزم جہل تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا بلکه بآن معنی
است که ممکنات در خارج برطبق آن صور علمیه وجودی پیدا کرده اند ورای وجود علمی و وجود خارجی
موافق آن وجود علمی حاصل نموده در رنگ آنکه استاد نجار در ذہن صورت سریر تصویر نموده در خارج
اختراع آن نماید در نیصورت آن صورت ذہنیه سریر که در معنی ماہیت آن سریر است از خانۂ علم آن نجار
نبر آمده است بلکه در خارج آن سریر وجودی برطبق آن صورت ذہنیه پیدا کرده است فافہم بدانکه
ہر عدمی لظلی از ظلال کمالات وجودیه که مقابل اوست منعکس در و منصبغ گشته در خارج وجود ذہنی
پیدا کرده است بخلاف عدم صرف که باین ظلال متاثر گشته است و رنگی نگرفته است چگونه رنگی بگیرد که
مقابل این ظلال نیست اگر مقابله دارد بحضرت وجود صرف دارد تعالی و تقدس پس عارف تام المعرفة
بحضرت وجود ترقی نموده در مقام عدم صرف نزول نماید بتوسل او این عدم نیز بآن حضرت انصباغی
پیدا کرده مزین میگردد و مستحسن میشود این زمان جمیع مراتب اعدام آن عارف که فی الحقیقة جمیع مراتب
ذاتیه اوست اجمالی و تفصیلے حسن و خیریت پیدا کرده است و کمال و جمال حاصل نموده است و این
خیریت که در جمیع مراتب ذاتیه سرایت نماید مخصوص باینچنین عارف است و غیر او را اگر خیریت سرایت
نموده است یا قصور است بر بعضی مراتب تفصیلیه اعدام ذاتیه او و یا جمیع مراتب تفصیلی او دیده است
علی تفاوت الدرجات و این قسم اخیر نیز نادر الوجود است اما در مرتبه اجمال عدم که عین ہر شر و نقص
است ہیچ یکی را از غیر آن عارف بوئی از خیریت نیافته است و رنگی از حسن پیدا نکرده پس ناچار
شیطان آن عارف که بخیریت تمام متصف گشته نیز حسن اسلام پیدا کند و نفس اماره مطمئنه گشته از
مولای خود راضی گردد و از ینجا است که سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات فرموده
اسلم شیطانی پس ہیچ غازی در غزا از وی سبقت نکند و مثل شیطان را دلالت بخیر نماید سبحان الله
معارفی که ازین حقیر بنحو است بظہور می آید اگر اکثری جمع شده در تصویر آن کوشد معلوم نیست که
میسر شود ما ناکه حظ وافر ازین معارف نصیب حضرت مہدی موعود علیه الرضوان خواہد بود ؎ اگر بادشه
بر در پیرزن ٭ بیاید تو ای خواجه سبلت مکن ٭ فتبارک الله احسن الخالقین والحمد لله رب العالمین
پس ذوات ممکنات عدمات باشند که ظلال کمالات وجودی در آنہا منعکس گشته مزین ساخته است
پس ناچار ممکنات بالذات ماورای ہر شر و فساد باشد و ملاذ ہر سوء و نقص ہر خیر و کمال که در مانہا

کہ ہرکدام ایشان عین ذات بود تعالی درمرتبہ علم آمدہ است واین کمالات مفصلہ درمرتبہ ثانی وجود ظلی پیدا کردہ صفات نام یافتہ اند وقیام بحضرت ذات کہ اصل اینہاست پیدا کردہ اند واعیان ثابتہ نزد صاحب فصوص علیہ الرحمۃ عبارت از ہمان کمالات مفصلہ است کہ درخانہ علم وجود علمی حاصل کردہ است ونزد فقیر حقائق ممکنات عدمات اند کہ ماوای ہرشر ونقص اند بآن کمالات کہ درآنہا منعکس گشتہ اند این سخن تفصیلی میطلبد بگوش ہوش باید شنید ارشدک اللہ تعالی کہ عدم مقابل وجود است ونقیض اوست پس بالذات منشاء ہرشر ونقص باشد بلکہ عین ہرشر وفساد بود چنانچہ وجود درمرتبہ اجمال عین ہرخیر وکمال ست وچنانچہ حضرت وجود درموطن اصل الاصل محمول بر ذات تعالی بطریق اشتقاق نیست عدم نیز کہ درمقابل آن وجود است محمول بر ماہیۃ عدمیہ بطریق اشتقاق نیست دران مرتبہ آن ماہیۃ را معدوم نمیتوان گفت بل ہو عدم محض ودرمراتب تفصیل علمی کہ بآن ماہیت عدمیہ تعلق یافتہ است جزئیات آن ماہیت متصف بعدم میگردند وحمل اشتقاق درآنہا راست می آید ومفہوم عدم کہ گویا منتزع ازان ماہیت اجمالیہ عدمیہ است وکالظل است مرآن ماہیت را بر جمیع افراد مفصل آن بطریق اشتقاق حمل می یابد کما یجیٔ وچون آن عدم درمرتبہ اجمال عین ہرشر وفساد بودہ ودرعلم اللہ سبحانہ ہرشرے از شر دیگر جدا گشتہ وہرفسادی از فساد دیگر امتیاز داشتہ چنانکہ درجانب وجود درمرتبہ اجمال حضرت وجود عین ہرخیر وکمال بودہ ودرمرتبہ تفصیل علمی ہرکمالی از کمال دیگر امتیاز یافتہ وہرخیری از خیر دیگر جدا گشتہ پس ہرکمالی ازین کمالات وجودیہ ہرنقصی ازین نقائص عدمیہ کہ مقابل اوست درخانہ علم منعکس گشتہ است وصور علمیہ یکدیگر باہمدیگر مزج پیدا کردہ است وآن عدمات کہ عبارت از شرور ونقائص اند بآن کمالات منعکسہ کہ درمرتبہ حضرت علم تفصیل علمی یافتہ اند ماہیات ممکنات اند غایت مافی الباب آن عدمات دررنگ اصول ومواد آن ماہیات اند وآن کمالات ہمچو صور حالہ دران پس اعیان ثابتہ نزد این حقیر عبارات ازین عدمات وازان کمالات است کہ بایکدیگر ممتزج گشتہ اند وقادر مختار جل سلطانہ این ماہیات عدمیہ را بالوازم اینہا وبا کمالات ظلال وجودیہ کہ دراینہا درحضرت علم منعکس گشتہ اند وماہیات ممکنات نام یافتہ ہرگاہ خواست بآن وجود ظلی منصبغ گردانیدہ موجودات خارجیہ ساخت ومبداء آثار خارجیہ گردانید باید دانست کہ منصبغ ساختن صور علمیہ را کہ عبارت از اعیان ثابتہ ممکنات اند وماہیات ایشان نہ بآن معنی است کہ صور علمیہ ازخانہ علم

لازم نمی آید زیراکه این ظل لازم آن اصل است فلا انفکاک غایة ما فی الباب عارفیکه قبلۂ توجہ احدیت ذات
است تعالی و تقدس واز اسماء وصفات ہیچ ملحوظ او نیست درانموطن ہر آئینہ ذات رامیابد تعالی واز صفات
ہیچ ملحوظ او نمیشود نہ آنکہ صفات درانوقت حاصل نیستند پس انفکاک صفات از حضرت ذات تعالی و تقدس
باعتبار ملاحظہ عارف ثابت نشد نہ باعتبار نفس امر تا باہل سنت مخالف باشد فافہم ازین بیان لائح گشت
معنی قول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ زیراکہ کسی کہ شناخت حقیقت خود را بشرارت و نقص دانست کہ ہر
خیر و کمال کہ در وی تعبیہ کردہ اند مستعار از حضرت واجب الوجود است تعالی و تقدس پس ناچار حق را
سبحانہ بخیر و کمال و حسن و جمال خواہد شناخت ازین تحقیقات واضح گشت معنی تاویلی کریمۂ اللہ نور السموات
والارض زیراکہ مبین شد کہ ممکنات باسرہا عدمات اند کہ سراسر ظلمت و شرارت است و خیر و کمال و
حسن و جمال در اینہا از حضرت وجود است کہ نفس ذات ست تعالی و تقدس و عین ہر خیر و کمال ناچار نور
آسمانہا و زمینہا حضرت وجود باشد کہ حقیقت واجب است تعالی و تقدس چون این نور در آسمانہا
و زمین بتوسط ظلال بودہ است از برای رفع وہم واہان کہ بے توسط فہمند تمثیلی از برای آن نور
آوردہ حیث قال تعالی مثل نورہ کمشکوة فیہا مصباح المصباح فی زجاجة الی آخر الآیة الکریمة تا ثبوت وسائط
فرماید و تفصیل تاویل این کریمہ انشاء اللہ تعالی در جای دیگر ثبت خواہد یافت کہ مجال سخن در انجا
بسیار است و این مکتوب گنجایش تفصیل آن ندارد و آنکہ گفتیم کہ معنی تاویلی کریمہ است زیراکہ معنی تفسیر
مشروط بنقل و سماع ست من فسر القرآن برأیہ فقد کفر شنیدہ باشند و در تاویل مجرد احتمال کافی است
بشرط آنکہ مخالف کتاب و سنت نباشد پس مقرر شد کہ ذوات و اصول ممکنات عدماتست و صفات نقائص
و رزائل اشیان مقتضیات آن عدمات کہ بایجاد قادر مختار جل سلطانہ بوجود آمدہ اند و صفات کاملہ اشیان
مستعار از ظل کمالات حضرت وجود است تعالی و تقدس کہ بطریق انعکاس ظہور یافتہ بایجاد قادر مختار جل
سلطانہ نیز موجود شدہ اند و مصداق حسن و قبح اشیاء آنست کہ ہرچہ رو باخرت دارد و برای آخرت معد است
حسن است اگرچہ بظاہر مستحسن نماید و ہرچہ رو بدنیا دارد و برای دنیا معد است قبیح است اگرچہ بظاہر حسن نماید
بحلاوت و طراوت ظاہر شود کالمزخرفات الدنیویة ازینجاست کہ در شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوة
والسلام والتحیة منع فرمودہ اند از نظر کردن بمیل و خواہش بحسن امارد و نساء اجنبیہ و مزخرفات دنیہ
کہ این حسن و طراوت از مقتضیات عدم ست کہ ماوای ہر شر و فساد است اگر منشاء این حسن و

تعبیه فرموده اند عاریتی است که از حضرت وجود که خیر محض است فائض شده است کریمه ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سیئة فمن نفسک شاهد این معنی است و چون فضل خداوندی جل سلطانه این دید رعایت استیلا یابد و کمالات خود را دوست از آن طرف بیند خود را شر محض یابد و نقص خالص اند و هیچ کمالی در خود مشاهده نکند اگرچه بطریق انعکاس باشد در رنگ شخصی که برهنه بود و جامهٔ عاریت در بر کرده باشد این دید عاریت بروی کمال استیلا یابد بر نهجی که درست جامها را در تخیل بصاحبش بدهد هر آئینه خود را آن وقت برهنه یابد اگرچه عاریت واسطه باشد صاحب این دید مشرف بمقام عبدیت میگردد که فوق جمیع کمالات ولایت است این اجتماع خیر و شر و نقص و کمال که فی الحقیقت اجتماع وجود و عدم است از قبیل جمع نقیضین نیست که تو آنرا محال دانی زیرا که نقیض وجود صرف عدم صرف است و این مراتب ظلیه چنانکه در جانب وجود از ذروهٔ اصل بحضیض تنزلات نزول فرموده اند در جانب عدم نیز آن مراتب ظلیه از حضیض صرافت عدم ارتقائی نموده اند اجتماع اینها در رنگ اجتماع عناصر متضاده است که صورت ضدیه هر کدام را منکسر ساخته جمع فرموده اند فسبحان من جمع بین الظلمة والنور اگر گفته شود که تو در بالا عدم صرف را نیز حکم بانصباغ کرده بوجود صرف که نقیض اوست پس اجتماع نقیضین پیدا شد گوئیم که اجتماع نقیضین در یک محل محالست اما قیام یک نقیض بنقیض دیگر و اتصاف یکی بدیگرے محال نیست چنانکه ارباب معقول گفته اند که وجود معدوم است و اتصاف وجود بعدم محال نیست پس اگر عدم موجود شود منصبغ بوجود گردد چرا محال باشد اگر گویند که عدم از معقولات ثانیه است که منافی وجود خارجی است پس وجود خارجی چگونه متصف گردد در جواب گوئیم که مفهوم عدم را از معقولات ثانویه گفته اند اما اگر فردی از افراد عدم متصف گردد بوجود چه فساد است چنانچه ارباب معقول ضد وجود گفته اند بطریق اشکال که وجود باید که عین ذات واجب الوجود تعالی و تقدس نباشد زیرا که وجود از معقولات ثانویه است که وجود خارجی ندارد و ذات واجب الوجود تعالی و تقدس در خارج موجود است پس عین نباشد و در جواب این گفته اند که مفهوم وجود از معقولات ثانویه است و جزئیات او پس جزوی از جزئیات او منافی وجود خارجی نباشد و تواند بود که در خارج موجود بود سوال از تحقیق سابق معلوم شد که وجود صفات حقیقیه در مراتب ظلال است و در مرتبه اصل اشیا نرا وجودے حاصل نیست این سخن مخالف رای اهل حق است شکر الله تعالی سعیهم چه صفات را هیچ وقتی از ذات تعالی و تقدس جدا نمیدانند و ممتنع الانفکاک تصور میفرمایند جواب آنکه ازین بیان جواز انفکاک

مرآت حضرت ذات تعالی و تقدس که در خارج جز او موجود نمیدانند انعکاس پیدا کرده نمود خارجی حاصل کرده است
و آن صور علمیه را غیر از صور شیون و صفات واجبی ندانسته است جل سلطانه لاجرم حکم بوحدت وجود کرده است
و وجود ممکنات را عین وجود واجب گفت تعالی و تقدس و شر و نقص را منتفی گفته نفی شرارت مطلق و نقص محض
کرده است ازینجاست که خیر را قبیح بالذات نمیدانند حتی که کفر و ضلالت نسبت ایمان و هدایت بد میدانند نه نسبت
بذات خود که آنرا عین خیر و صلاح می انگارد و بنسبت بارباب خود اینها را باستقامت حکم مینماید و کریمهٔ
و ما من دابة الا هو آخذ بناصیتها ان ربی علی صراط مستقیم شاهد اینمعنی میسازد آری هرکه حکم بوحدة وجود نماید از
امثال این سخنان چرا تحاشی فرماید آنچه برین حقیر ظاهر ساخته اند آنست که ماهیات ممکنات عدمات اند بکمالات
وجودیه که در انها منعکس گشته است و ممتزج شده کما مر مفصلا و الله سبحانه یحق الحق و هو یهدی السبیل ای فرزند
این علوم و معارف که هیچ یک از اهل الله بدان تکلم نفرموده است نه بتصریح و نه باشارت از اشرف معارف اند و اکمل
علوم که بعد از هزار سال در منصهٔ ظهور آمده و حقیقت واجب تعالی و تقدس ممکنات را کما ینبغی و یلیق بیان
فرموده اند نه مخالفت بکتاب و سنت دارند و نه مباینت باقوال اهل حق ما ناکه مراد از دعاء نبوی علیه و علی
آله الصلوة والسلام که گوئیا از برای تعلیم است فرموده اند اللهم ارنا حقائق الاشیاء کما هی این حقائق اند
که در ضمن این علوم مبین گشته اند و مناسب مقام عبودیة اند و بر نقص و ذل و انکسار که ملائم حال بندگی است
دلالت دارند بندهٔ عاجز که خود را عین مولای قادر خود دارد چه لطافت دارد و از کمال بی ادبی خبر میدهد
ای فرزند این آن وقتیست که در امم سابقه در چنین وقتیکه پر از ظلمت است پیغمبر اولو العزم مبعوث
میگشت و احیاء شریعت جدیده میکرد و درین امت که خیر الامم است و پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیه و علی آله
الصلوات والتسلیمات علماء را مرتبهٔ انبیاء بنی اسرائیل داده اند و بوجود علماء از وجود انبیاء کفایت فرموده اند
لهذا بر سر هر مائة از علماء این امت مجددی تعیین مینمایند که احیاء شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضی الف
که در امم سابقه وقت بعثت پیغمبر اولی العزم است و بر هر پیغمبری در آنوقت اکتفا نموده اند درینطور وقت
عالمی عارفی تام المعرفة درکار است که قائم مقام اولی العزم امم سابقه باشد شعر فیض روح القدس ار باز
مدد فرماید ؎ دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد ؎ ای فرزند وجود صرف مقابل عدم صرف است و بالا
گذشت که وجود صرف حقیقت واجب الوجود است تعالی و تقدس و عین هر خیر و کمال هر چند ملاحظهٔ این
عینیه هم اگرچه بر سبیل اجمال باشد دران موطن گنجایش ندارد که شائبهٔ ظلمیت دارد و عدم صرف که

جمال کمالات وجوبیه میتوان منع نیز نمودند مگر ازین راه که توجه نمودن بظلال با وجود اصل مستهجن است و این منع منع استحبابی است
نه وجوبی بخلاف منع سابق پس حسنی که در مظاهر جمیلهٔ دنیوی ظاهر و هویداست نه از ظلال حسن اوست تعالی بلکه از لوازم عدم است
که بواسطه مجاور حسن حقیقی در مظاهر پیدا کرده است و فی الحقیقت قبیح و ناقص است در رنگ آنکه زهر را بشکر غلاف سازند
و نجاست را زر اندوده نمایند و آنکه تجویز تمتعات نسا جمیله نکاحیه وا ما فرموده است بواسطه تحصیل اولاد
و بقاء نسل است که مطلوب است و بقاء نظام عالم پس بعضی از صوفیه که بمظاهر جمیله و نغمات مستحسنه گرفتار اند به تخیل آنکه
این جمال و حسن مستعار از کمالات حضرت واجب الوجود است تعالی و تقدس که درین مظاهر ظهور فرموده است
و این گرفتاری را نیک و مستحسن می انگارند بلکه راه وصول تصور می نمایند نزد این حقیر خلاف آن ثابت شده
است چنانچه شمه ازان بالا مذکور شده است عجب کاریست بعضی ازینها دران مطلب خود این قول را سند
می آرند که گفته ایاکم والمردان فان لهم لونا کلون الله کلمه کلون الله ایشان را در اشتباه می اندازد و نمی دانند که این قول منافی
طلب ایشان است و مؤید معرفت این درویش زیرا که کلمه تحذیر آورده است منع توجه بایشان نموده است و منشأ غلط را
بیان فرموده که حسن ایشان مشابه حسن و جمال حق است سبحانه و تا در غلط نیفتند قال علیه السلام والصلوة
ما الدنیا والآخرة الا ضرتان ان رضیت احدهما سخطت الاخری درین حدیث نیز تصریحی است آنکه درمیان حسن و
جمال اخروی تناقض و مباینت است و مقرر است که حسن دنیوی نامرضی باشد و حسن اخروی مرضی پس غیر لازم
حسن دنیوی باشد و غیر لازم حسن اخروی پس ناچار منشأ اول عدم بود و منشأ ثانی وجود آری بعضی از
اشیا هستند که یک وجه بدنیا دارند و وجه دیگر بآخرت این اشیا از وجه اولی قبیح اند و از وجه ثانیه حسن و
امتیاز درمیان این دو وجه درمیان حسن و قبح هر کدام اینها مفوض بعلم شریعت است قال الله سبحانه ما آتکم
الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا در خبر آمده است که ازانوقت که دنیا آفریده شده است حضرت حق سبحانه
و تعالی بروی نظر نکرده است و مغضوبه حق است سبحانه اینهمه بواسطه قبح و شرارت و فساد اوست که از مقتضیات
عدم است که ماوای هر شر و فساد است حسن و جمال دنیوی و حلاوت و طراوت آن کالمطروح فی الطریق اند
و منظور نظر نیستند جمال آخرت است که شایان نظر است و مرضی حق است سبحانه قال الله سبحانه حکایة
عن حالهم تریدون عرض الدنیا والله یرید الآخرة اللهم صغر الدنیا باعیننا و کبر الآخرة فی قلوبنا بحرمة من افتخر بالفقر
و تجنب عن الغناء علیه و علی آله الصلوات اتمها و اکملها و چون شیخ اجل شیخ محی الدین العربی نظر بحقیقت
شرارت و نقص و فساد اینها نینداخته است حقائق ممکنات را صور علمیه حق جل و علا داشته است که صور

وکمالات ہمہ منسوب باو تعالیٰ الحمد للہ سبحانہ رب العالمین اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً وسرمداً وعلیٰ آلہ الکرام واصحابہ العظام والسلام علی سائر من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا

مکتوب دوصد وسی و پنجم بملا عبد الغفور سمرقندی وحاجی بیگ فرکنے و خواجہ اشرف علی کابلی صدور یافت در بیان آنکہ محبت این طائفہ سرمایۂ سعادت دنیویہ اخرویہ است و توفیق اتیان احکام شرعیہ وتحصیل جمعیت معنویہ از ثمرات آن محبت است وما یناسب ذلک بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات معلوم شریف دوستان حقیقی ومشتاقان تحقیقی باد کہ مکاتبات شریفہ مبنی از فرط محبت واشتیاق بودہ بوصول آن مبتہج ومسرور گردیدہ ثبتکم اللہ سبحانہ علیٰ ہذہ المحبۃ این محبت را سرمایۂ سعادات دنیویہ و اخرویہ دانستہ از حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ثبات واستقامت بران مسالت باید نمود و توفیق اتیان احکام شرعیہ نتیجۂ این محبت ست وتحصیل جمعیت باطن ازین مودت اگر عالم عالم ظلمات وکدورت را در باطن بریزند واین محبت را برپا دارند غم نباید خورد بلکہ امیدوار باید بود واگر کوہ کوہ انوار واحوال را در باطن اضافہ کنند وسرموی ازین محبت بردارند جز خرابی ہیچ نباید دانست واستدراج باید شمرد واین سررشتہ را نیک محکم داشتہ متوجہ کار خود باشند وبامور لاطائل عمر گرانمایہ را تلف نسازند ؎ ہمہ اندرز من بتو اینست ٭ کہ تو طفلی وخانہ رنگین ست ٭ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا

مکتوب دوصد وسی وششم بمخدوم زادگی میان شیخ محمد صادق سلمہ اللہ تعالیٰ در بیان بعضی از اسرار صدور یافت بعد الحمد للہ والصلوٰۃ معلوم فرزندی ارشدی باد کہ از مکتوب شما کہ در شرح احوال نوشتہ بود دیدخیان مفہوم گشتہ بود کہ شما را مناسبتی بولایت خاصۂ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پیدا شدہ است ازین معنی شکر خداوندی جل سلطانہ بجا آوردہ کہ از مدتہا آرزوی این دولت داشتہ کہ در حق شما بحصول پیوندد واین زمان امیدوار گشتہ متوجہ آن شد کہ شما را باین دولت جذب نماید اتفاقاً درین جست وجو شما را داخل ولایت موسوی یافت علیٰ نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات وازانجا کشیدہ داخل دائرۂ ولایت خاصہ ساخت للہ سبحانہ الحمد والمنۃ علیٰ ذلک وچون شما را بہ قسر درین ولایت درآوردہ اند زیادہ از بست روز است کہ در کنار خود نگاہداشتہ پرورش مینمایند معلوم نیست کہ از ضعف این نسبت معلوم شما شدہ باشد وحالا چون او بقوۃ آوردہ است امید است کہ معلوم شما نیز گردد وازانعامات

مقابل آن وجود است آن عدم ست که هیچ نسبتی و اضافتی باو راه نیافته است و عین هر شر و نقص است هر چند
این عینیت نیز در انجا نمی گنجد که بوئی از اضافة دارد و معلوم است که ظهور شئ بر وجه اتم که در مقابل حقیقی آن شئ
صورت بندد و بضدها تتبین الاشیا پس ناچار ظهور وجود صرف بر وجه اتم در مرآت عدم صرف حاصل گردد و مقرر
که نزول باندازهٔ عروج است پس کسیکه عروج بعنایت الله سبحانه بحضرت وجود صرف متحقق شود نزول او ناچار
بعدم صرف که مقابل وست خواهد بود لیکن در وقت عروج آنجا استهلاک عارفست که جهل آنرا لازم ست و در
وقت نزول بصحو متحقق است که مقام علم معرفت است درین مقام صحو او را تجلی ذاتی که مبراست از شائبه
ظلیت و منزه است از ملاحظهٔ شیون و اعتبارات ذاتیه مشرف میسازند و می دانند که پیش ازین هر تجلی که
حاصل شده بود در پردهٔ ظلی از ظلال اسما و صفات و شیون و اعتبارات بود هر چند عارف آن تجلی را
بی ملاحظه اسما و شیون داند و تجلی حضرت وجود صرف شمرد سبحان الله این عدم که ماورای هر شر و نقص است
بواسطهٔ ظهور تام حضرت وجود تعالی معنی حسن پیدا گردد و آن یافت که هیچکس نیافت قبح لذاته بواسطهٔ حسن
عارضی مستحسن گشت نفس اماره انسانی که بالذات بشرارت مائل است از همه مناسبت تمام بآن عدم دارد
لهذا در تجلی خاص از همه فائق آمد و بر همه ترقی گزید ع که مستحق کرامت گناهگارانند ۰ باید دانست که عارف
تام المعرفة بعد از سطے مقامات عروج و مراتب نزول فرماید و آئینه داری حضرت وجود نماید هر آئینه جمیع کمالات
اسمائی و صفاتی در وی ظهور خواهد یافت و تفصیلا همه را وا خواهد نمود با لطافتیکه مقام اجمال متضمن آنست
که این دولت غیر او را میسر نیست و این آئینه داری لباسی است فاخر که بر قد او دوخته اند در خزینهٔ حضرت
علم هر چند این تفصیل صورت یافته است اما آن آئینه در مرتبهٔ علم است و آئینه آن عارف در مرتبهٔ خارج
که در خارج جمیع کمالات را وا نموده است **سوال** معنی مراتب عدم چیست و عدم که لاشئ محض است
بکدام اعتبار مرآت وجود گفته اند **جواب** عدم باعتبار خارج لاشئ محض است اما در علم امتیازی پیدا کرده
است بلکه وجود علمی نیز حاصل کرده نزد شبستان وجود ذهنی وا و را مرآت وجود بآن اعتبار گفته اند که
در مرتبهٔ عدم هر چه از نقص و شرارت که ثابت شود از وجود که نقیض اوست لاجرم مسلوب خواهد بود
و هر کمالیکه در مرتبهٔ عدم مسلوب گردد در حضرت وجود مثبت خواهد بود پس ناچار عدم سبب ظهور
کمالات وجودی گشت ولا معنی للمرآتیة الا هذا فافهم فانه ینفعک والله سبحانه الملهم ای فرزند این معارف
که مسوده یافته است امید است که از الهامات رحمانی باشند که شائبه اصلا وساوس شیطانی

تا جمعیت حاصل شود و معاملہ بترقی انجامد مطالعہ مکتوبات را لازم گیرند کہ سودمند است ع دادیم ترا ز گنج مقصود
نشان ۞ والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات
اتمہا و اکملہا **مکتوب دو صد و سی و ہشتم** بمیر نعمان صدور یافت در بیان آنکہ در تکثر اخوان
امیدواریہاست و در تنبیہ آنکہ مبادا احوال و معارف مریدان باعث توقف پیران شود و منجر بعجب گردد
و در بیان آنکہ احوال مریدان باید کہ موجب حیا باشد کہ ترغیب بر ترقیات نماید الحمد للہ رب العالمین
والصلوۃ علی سید المرسلین و علی آلہ الطیبین الطاہرین اجمعین مکتوب شریف کہ بمصحوب کس خواجہ رحمی
ارسال داشتہ بودند وصول یافت موجب فرحت فراوان گشت و چون احوال مسترشدان آنجا
بتفصیل اندراج یافتہ بود فرحت افزود زیراکہ در تکثر اخوان بموجب اکثروا اخوانکم فی الدین امیدواریہاست
و کریمہ سنشد عضدک باخیک نیز مؤید ایں معنے است لیکن باید کہ منظور نظر احوال و اعمال خود باشد
و ملحوظ سکون و حرکت خود بود مبادا کہ ترقیات مریدان باعث توقفات پیران گردد و حرارت مسترشدان
در خانہ مرشدان برودت اندازد و ازیں معنے ترسان و لرزان باید بود و احوال مقامات مریدان را در
رنگ شیر و ببر باید دانست چہ جائے آنکہ باینہا مفاخرت و مباہات باید کرد کہ مبادا ازیں راہ دروازہ عجب
کشادہ گردد و بلکہ باید کہ بحکم الحیا شعبۃ من الایمان ترقیات مریدان باعث شرمندگی و خجالت باشد
و حرارت طلب طالبان موجب عزت و غیرت بود باید کہ قصور اعمال و متہم داشتن نیات لازم وقت
بود و لسان حال و قال کلمۂ ہل من مزید مرطوب باشد ہرچند متوقع از اوضاع پسندیدہ شما ہمیں قسم
معاملات است اما ملاحظہ اعدای دین کہ امارہ لعین بود نمودہ بطریق تاکید مبالغہ کردہ آمد ازیں
راہ مبادا برودتے در سرگرمی توجہ طالبان افتد کہ مقصود جمع کردن ایں دو دولت است اقتصار بر یکے
از قصور است خواجہ رحمی و سید احمد باید کہ در خدمت شما حاضر باشند توجہ شما بحال ایشان بروجہ اتم مرعی
باشد میر عبد اللطیف ہم اگر توفیق توبہ یافتہ باشند و نمایند کہ استقامت پیدا کنند نوشتہ بودند کہ بعضے
از طالبان طریقۂ قادریہ را التماس مینمایند باید کہ غیر از طریقۂ نقشبندیہ بہیچکس ہیچ طریقہ تعلیم نکنند کہ
خلط دو طریقہ نشود و اما اگر کلاہ و شجرہ طلبند و استخارہ راہ دہد مرید بگیرند و نصیحت فرمایند والسلام علیکم و
علی سائر اصحابکم و احبابکم و علی سائر من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوۃ
والسلام اتمہا و اکملہا **مکتوب دو صد و سی و نہم** بملا احمد برکی صدور یافت در جواب

حضرت حق سبحانہ چہ نویسد کہ درباب این عاصی علی التواتر والتوالی فائض ست ؎ من آن خاکم کہ ابر نوبہاری ٭ کند از لطف برمن قطرہ باری ٭ اگر بر روید از تن صد زبانم ٭ چو سوسن شکر لطفش کے توانم ٭ دیگر فرزندی اعزی محمد سعید کہ در مکتوب خود اظہار احوال خود نمودہ بود بسیار اصیل ست بآن خصوصیت از یاران کم کسے را رو دادہ است امیدوار است کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ او را نیز بولایت خاصہ مشرف گرداند و فرزندی محمد معصوم خود بفضل خداوندی جل سلطانہ بالذات قابل آن دولت ست حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ از قوہ بفعل آرد بصدقۃ حبیبہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام

مکتوب دوصد وسی وہفتم بملا محمد طالب بیانکی صدور یافتہ در ترغیب بر متابعت سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ در مداحی طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی جادۃ الشریعۃ الحقۃ المصطفویۃ علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام اخوی ارشدی اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم التزام متابعۃ سنت سنیہ نمودہ اند واختیار عمل بعزیمت فرمودہ اگر باین التزام واختیار ایشان را باحوال ومواجید مشرف سازند نعمت عظیم میدانند واگر احوال ومواجید بایشان بدہند ودرین التزام واختیار فتوری یابند آن احوال را نمی پسندند وآن مواجید را نمیخواہند ودران فتور جز خرابی خود ہیچ نمیدانند زیرا کہ برہمنان وجوگیان ہند وفلاسفۂ یونان از قسم تجلیات صوری ومکاشفات مثالی علوم توحیدی بسیار دارند اما غیر از خرابی ورسوائی نتیجۂ آن ندارند وجز بعد وحرمان نقد وقت شان نیست آن برادر چون بفضل الٰہی جل سلطانہ خود را در سلک ارادۂ این اکابر داخل ساختہ ناچار ست کہ متابعت ایشان را التزام نماید وسر موی مخالفت را گنجایش ندہد تا از کمالات ایشان سودمند وبرخوردار گردد واولاً تصحیح عقاید بر وفق معتقدات اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ سبحانہ فرماید ثانیاً علم فرض وسنت وواجب ومندوب وحلال وحرام ومکروہ ومشتبہ کہ در علم فقہ مذکور است وعمل بمقتضای این علم حاصل باید ثالثاً نوبت بعلوم صوفیہ برسد تا آن دو جناح درست نکند طیران عالم قدس محال است واگر احوال ومواجید بی حصول آن دو بازو میسر شد خرابی خود را دران باید دانست وازان احوال ومواجید استعاذہ باید نمود ع کار اینست غیر اینہمہ ہیچ ٭ ما علی الرسول الا البلاغ اخوی میان شیخ داؤد آنجا آمدہ اند صحبت ایشان را مغتنم شمرند بانچہ نصیحت ودلالت نمایند انقیاد نمایند کہ در صحبت مریدان این اکابر بسیار بودہ اند وراہ روش ایشان معلوم نمودہ یارانیکہ آنجا اند وبتوسط خدمت میر نعمان داخل این طریقہ علیہ گشتہ باید کہ صحبت مشار الیہ را غنیمت شمرند ودر حلقہ یکجا نشینند ودر یکدیگر فانی باشند

این راه و بعضے از فوائد کلمه طیبه لا اله الا الله الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی رساله که متضمن احوال
خیر مآل شما بود رسید مطالعهٔ آن باعث مسرت گشت ع در عشق چنین بوالعجبها باشد ؛ اما باید که از احوال گذشته
بمحول احوال باید رسید که آنجا همه جهالت و نادانیست بعد از ان اگر بمعرفت مشرف سازند زهی دولت بالجمله
هرچه در دید و دانش درآید قابل نفی است اگرچه شهود وحدت در کثرت باشد چه آن وحدت را در کثرت اصلا
گنجایش نیست آنچه مینماید شبح و مثال آن وحدتست نه او پس مناسب حال شما درین وقت ذکر کلمهٔ طیبهٔ لا
اله الا الله است و تکرار این کلمه تا بحدیکه در دید و دانش هیچ نگذارد و رخت را بحیرت و جهالت نبرد و معامله را
بفنا اندازد تا بحیرت و جهل برود از فنا نصیبے نیست آنچه شما فنا دانسته اید معبر بعدم است نه فنا و چون بعد از وصول بجهل
فنا دست دهد اول قدم درین راه زده باشند وصل کجا و اتصال کرا ؎ کیف الوصول الی سعاد و دونها ؛
قلل الجبال و دونهن حتوف ؛ احوال شما درست است اما گذشتن از ان لازمست والسلام علی
من اتبع الهدی نصیحت دیگر استقامت بر شریعت است و تطبیق احوال است باصول شرعیه اگر عیاذاً بالله سبحانه
در قول و فعل خلافی با شریعت پیدا آید خرابی خود دران باید دانست طریق ارباب استقامت انیست والسلام

مکتوب دو صد و چهل و یکم بجانب مولانا صالح محمد صدور یافت در بیان ترقی بعضے یاران بعد
الحمد و الصلوة معلوم اخوی ارشدی باد که احوال اینجا مستوجب حمد است یاران اینجای خرم و خوشوقت
اند علی الخصوص مولانا محمد صدیق درین ایام بعنایت الله سبحانه بولایت خاصه مشرف گشتند و از اسم
جزئی باسم کلی ملحق شدند مع ذلک نظر بفوق دارند از انجا نصیب وافر حاصل کرده شاید میل برجوع نمایند
والله یختص برحمته من یشاء گاه گاه از احوال خود و یارانیکه داخل طریقه شده اند و میشوند نوشته باشند
و چند روز در انجا استقامت ورزند والسلام

مکتوب دو صد و چهل و دوم بجانب ملا بدیع الدین
صدور یافته در جواب بعضے سوالها که نموده بودند بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات معلوم اخوی
اعزی باد که درویش کمال صحیفهٔ شریفه رسانید موجب فرحت گشت از دید تصور و متهم داشتن نیات
و اعمال خود نوشته بودند بوضوح انجامید از حضرت حق سبحانه و تعالی مزید این دید مسئول است و
اتمام این اهتمام مطلوب که درین راه این هر دو دولت از ملاک امور است نوشته بودند و استفسار
نموده که شغل اسم ذات تعالی و تقدس تا کجاست و چه مقدار حجب از مدد و همت
این اسم مبارک بر طرف میگردند و نهایت نفی و اثبات تا بچه حد است و ازین کلمهٔ متبرکه

کتابت او که نوشته بود و استفسارها نموده الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین وآله
واصحابه الطاهرین اجمعین صحیفه گرامی که از روی شفقت و مهربانی مرسل داشته بودند بمطالعه مضامین آن
بتهج و مسرور گردید نوشته بودند که عرض احوال بر تقدیر احوال است الخ مخدوما مقصود از حصول احوال گرفتاری
بمحول احوال ست و چون این گرفتاری حاصل است حصول احوال گو نباشد نوشته بودند که در حضور مذکور شده بود
که در حق شما تخم ریزی بسیار کردیم الخ مخدوما الواقع کذلک لکن حصول الثمرات منوط بمرور الدهور والازمان
حال الحیوٰة وبعد الممات البشر ولا تعجل از مقوله مولانا محمد صالح نوشته بودند چون مولانا مذکور حاضر نبود که مراد
او فهمیده شود از ان مقوله معترض نشده اما خیر است بخاطر هیچ نرسانید از سوء ادب که رفته بود نوشته
بودند از مخلصان زلات مغفور است بخاطر هیچ نرسانند از احوال خود تفتیش نموده بودند لله سبحانه الحمد والمنة
که شما را از مقبولان ساخته اند قیل من قبل بلا علة نوشته بودند که دو شیخ زاده آمده بودند که تلقین ذکر بگیرند
الخ مخدوما استخاره در هر امر مسنون است و مبارک لیکن در کار نیست که بعد از استخاره امری ظاهر شود در
خواب یا در واقع یا در بیداری که دلالت بر فعل یا ترک نماید بلکه بعد استخاره یا رجوع بقلب باید نمود
اگر در اقبال بآن امر زیاده از پیش است دلالت بر فعل دارد و اگر اقبال همانقدر است که سابق داشت و
نقصان پیدا نکرده هم منع نیست درین صورت استخارها را مکرر سازد تا زیادتی اقبال مفهوم شود نهایت تکرار استخارها
تا هفت مرتبه است و اگر بعد از ادای استخاره نقصانی در اقبال سابق مفهوم شد دلالت بر منع است
درین صورت نیز اگر استخارها مکرر سازد گنجایش دارد بلکه بر هر تقدیر استخاره مکرر ساختن اولی وانسب است
واحتیاط است در اقدام و عدم اقدام دران امر معنی عبارت رسالت مبدا و معاد که در بیان جسد مکتسب
روح تحریر یافته است پرسیده بودند مخدوما مباشرت روح مر افعالی را که مناسب افعال اجسام است بواسطه همان
جسد مکتسب است ازین قبیل است مددهای که از روحانیت اکابر قدس الله تعالی اسرارهم که مناسب
افعال اجسام است کاهلاک الاعداء ونصرة الاحباء بوجوه مختلفه وانچه اشتی طلب امان از فتنه ظلمت فرموده
بود حضرت حق سبحانه تعالی شما را بلکه بقعه شما را از شر آن ظلمه محفوظ ساخته است بفراغ خاطر متوجه جناب
قدس او باشند تعالی و تقدس وامید است که این حفظ را موقت نسازند ان ربک واسع المغفرة اما اهل آن
بقعه را نصیحت فرمایند که تغیر وضع صلاح و خیر اندیشی مسلمانان نکنند قال الله سبحانه وتعالی ان الله لا یغیر ما بقوم
حتی یغیروا ما بانفسهم والسلام **مکتوب دو صد و چهلم** بشیخ یوسف برکی صدور یافت در بیان نسخ تناهی

بجوز و مویز وجد و حال عوض نمیکنند و ترهات صوفیه مغرور و مفتون نمیگردند از نص بفص نمیگرایند و از فتوحات مکیه
بفتوحات مدنیه التفات نمینمایند از ینجاست که حال ایشان دوام است و وقت ایشان بر استمرار از نقوش ما سوی
از باطن ایشان بر نهجی متلاشی میگردد که اگر هزار سال تکلف در احضار ما سوا نمایند میسر نشود و آن تجلی ذاتی که
دیگران را کالبرق است این بزرگواران را دائمی است حضوری که غیبت در قفای آن باشد نزد این عزیزان
از حیز اعتبار ساقط است رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله بیان حال شانست مع ذلک طریق ایشان
اقرب طرق است و البته موصل است و نهایت دیگران در بدایت این بزرگواران مندرج است و نسبت
ایشان که بحضرت صدیق رضی منسوب است رضی الله تعالی عنه فوق همه نسبتهای مشائخ است اما فهم هر کس بمذاق
این اکابر نرسد نزدیک است که قاصران این طریقهٔ علیه نیز از بعضی کمالات ایشان انکار نمایند ؎ قاصری
گر کند این طائفه را طعن قصور ٭ حاش لله که برآرم بزبان این گله را ٭ شاعر عرب فرماید شعر فذلک آبائی
فجئنی بمثلهم ٭ اذا جمعنا یا جریر المجامع ٭ حضرت خواجه احرار قدس سره فرموده اند که خواجگان این
سلسلهٔ علیه قدس الله تعالی اسرارهم بهر زراقی و رقاصی نسبت ندارند کارخانهٔ ایشان بلند است ؎
چه باشد شرح او اندر جهان ٭ همچو راز عشق باید در نهان ٭ لیک گفتم وصف او تا ره برند ٭ پیش ازان
کز فوت آن حسرت خورند ٭ اگر وفاتر در بیان خصائص و کمالات این برگزیدگان ثبت نموده آید حکم قطره باشد
از دریای بینهایت ع دادیم ترا ز گنج مقصود نشان ٭ والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه
وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها. مکتوب دوصد و چهل و چهارم بملا محمد صالح
کولابی صدور یافته در جواب کتابتی که نوشته بودند در بیان خرابی خود ٭ مکتوب شریف اخوی ارشدی خواجه
محمد صالح وصول یافت از خرابی احوال خود نوشته بودند امید است که ازان هم خراب تر گردد و
نهایت این خرابی در مکتوبی که باسم فرزندی ارشدی درین ایام نوشته اندراج یافته است ازانجا معلوم
خواهند فرمود اگر میدانند که بودن شما آنجا چند روز سبب جمعیت یاران است اگر صلاح دانند چند روز
دیگر هم مکث نمایند این فقیر نیز درین نزدیکی ارادهٔ سفر حضرت دارد که استخارها و توجهات
بواعث آن سفر اند و انتقام را بفرزندی ارشدی عنایت فرموده اند و اخل ولایت ایشان
ساخته اند فقیر این جا در رنگ مسافران در ولایت ایشان نشسته است یاران که داخل طریقهٔ علیه
شده اند علی الخصوص میر سید مرتضی و مولانا شکر الله و میر سید نظام بدعوات فراوان مخصوص اند فرزندی

چه گنجایش ها پیش می آیند و چه مقدار حجب مرتفع میشوند بدانند که ذکر عبارت از طرد غفلت است و چون ظاهر
را از غفلت چاره نیست چه در ابتدا و چه در انتها پس ظاهر همه وقت محتاج بذکر گشت غایة ما فی الباب در بعضی
اوقات ذکر اسم ذات عزوجل انفع است و در بعضی دیگر از اوقات ذکر نفی و اثبات انسب باقیماند معاملهٔ
باطن در آنجا نیز تا زمان ارتفاع غفلت بالکلیة از ذکر گفتن چاره نبود اینقدر هست که در ابتدا این دو ذکر
متعین است و در توسط و انتها این دو ذکر متعین نیست اگر تلاوت قرآن و ادا صلوة نیز طرد غفلت نموده
آید گنجایش دارد لیکن تلاوت قرآن بحال متوسط مناسب و ادای نماز نوافل مناسب حال منتهی است
باید دانست که حضور حضرت ذات تعالی و تقدس که بملاحظهٔ اسماء و صفات باشد اگرچه دائمی بود نزد متوجهان
احدیت مجرده داخل غفلت است این غفلت را نیز طرد باید نمود و بوراء الوراء باید رفت ؎ فراق دوست
اگر اندک است اندک نیست ٭ درون دیده اگر نیم موست بسیار است ٭ از وقائع که رو میدهند نوشته بودند
پیش ازین بیشتر در جواب نوشته بود که اینها مبشرات اند هنوز وقت ظهور اینها نرسیده است منتظر باشند
و کار کنند ؎ کیف الوصول الی سعاد و دونها ٭ قلل الجبال و دونهن حیوف ٭ والسلام

مکتوب دوصد و چهل و سوم

بجانب ملا ایوب محتسب صدور یافت در ترغیب بر طریقهٔ علیهٔ نقشبندیه بعد
الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات معلوم اخوی اعزی باد که چند دفعه در کتابهای متعدده طلب نصائح نموده بودند
اما این حقیر نظر بر خرابیهای خود انداخته اقدامی در اجابت آن مسئول نمی نمود چون طلب مکرر گشت بضرورت چند
فقرهٔ نامربوط نوشته آمد استماع نمایند و بدانند که آنچه برین کس است و لابد است و بآن مکلف امتثال اوامر است و انتهاء از
نواهی کریمهٔ ما آتاکم الرسول فخذوه و ما نهاکم عنه فانتهوا شاهد این معنی است و چون امور با اخلاص است الا لله الدین الخالص و
آن بی فنا صورت نمی بندد و بی محبت ذاتیه متصور نمی شود لاجرم سلوک طریق صوفیه که محصل فنا و محبت ذاتیه است
نیز ضروری آمد تا حقیقت اخلاص صورت بندد و طرق صوفیه در مراتب کمال و تکمیل چونکه متفاوت اصالة است
پس هر طریقی که ملتزم متابعت سنت سنیه باشد و اوفق باتیان احکام شرعیه از برای اختیار اولی و انسب بود
و آن طریق اکابر نقشبندیه است قدس الله تعالی اسرارهم العلیة چه این بزرگواران درین طریق التزام سنت
نموده اند و اجتناب از بدعت فرموده مهما امکن عمل برخصت تجویز نمی کنند اگرچه بظاهر در باطن نافع یابند و عمل
بعزیمت از دست نمی دهند اگرچه بصورت در سیرت مضر دانند احوال و مواجید را تابع احکام
شرعیه ساخته اند و اذواق و معارف را خادم علوم دینیه دانسته جواهر نفیسهٔ شرعیه را در رنگ طفلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ علی
سید المرسلین وآلہ واصحابہ الطاہرین اجمعین صحائف شریفہ کہ بتواتر و توالی رسید فرحتہای فراوان سانید
قاصدی متوجہ آن حدود نبودہ تا جواب ہریک را علیحدہ مینوشت معذور خواہند داشت بعد از وصول
مکتوب کہ بمصحوب میرزادا رسال داشتہ بودند روزی بعد از نماز بامداد در حلقۂ یاران نشستہ بود نخواست باین خواست
توجہی بجانب شما پیدا شد و در صدد رفع بقایای آثارکہ بنظر می در آمد گشت و اہتمام در دفع ظلمات وکدورت
کہ محسوس میگشت نمود تا آنکہ ہلال کمال شما بدر کامل گشت وانچہ در آفتاب ہدایت ودیعت نہادہ بودند ہمہ
دران بدر منعکس شد حتی کہ در جانب کمال ہیچ متوقعی و منتظری نماند الا ان یتبع الطرف بعد ذلک یاخذ
بقدر وسعۃ شیئا فشیئا و تا زمان تطویل صورت شایبہ اینمعنی را در نظر داشت و تا یقینی کہ مصداق صدق
است حاصل آمد الحمد للہ سبحانہ علی ذلک حصول این دولت تاویل آن واقعہ ایست کہ شما دیدہ بودید و
حصول آن را بمبالغہ و تاکید مسئلہ مینمودید للہ الحمد سبحانہ والمنۃ کہ مرام شما بتمام ادا یافت و سعود منجر شد
معہود سوفی گشت امید وار است کہ تکمیل باندازۂ این کمال حاصل آید و دشت و صحرای آن حدود بوجود
شریف شما منور گردد و از بے توفیقی خود نوشتہ بودند ظاہر اسبب آن فیض مفرط است و چون فیضہای
شما مفرط و طویل الذیل است مسبب آن نیز باندازہ سبب طویل خواہد بود مع ذلک خود را بہ تکلف
بر اتیان اعمال و ادای عبادات دارند و بتعمل بر اینمعنی باشند دیگر درین سال علوم باسند و معارف ارجمند بظہور
آمدہ است از انجملہ دو مسودہ را آخوند مولانا محمد امین ہمراہ آوردہ اند یکے در حل و شرح بعضے از رباعیات
حضرت خواجۂ ما ست قدس سرہ کہ در وقت قراءت یاران فیروزآبادی نوشتہ شدہ است دران
رسالہ علوم توحید آمیز بتقریب آن رباعیات اندراج یافتہ است و تطبیقی دادہ در میان علما و صوفیہ
کہ بوحدت وجود قائلند و بر نہجے تحریر یافتہ است کہ نزاع فریقین بلفظ راجع گشتہ و ہم ازان دو مسودہ مکتوبی است
کہ بفرزندی ارشدی بہ اطناب بسط تحریر یافتہ است علو درجۂ آن علوم وقت مطالعہ خواہند دریافت اگر امری از ان
بماند استفسار نمایند مکتوب دو صد و چہل و ہفتم بعرفان پناہی مرزا حسام الدین احمد صدور یافتہ در بیان
آنکہ دلیل بر وجود حق تعالی و تقدس ہمان وجود حق است جل سلطانہ ما سواہ کو نعم و ما تیا سبب لک عرفت
ربی بفسخ العزائم لا بل عرفت فسخ العزائم بربی جل و علا فانہ سبحانہ الدلیل علی ما سواہ لا العکس فانی للدلیل
اظہر من المدلول وای شیء اظہر منہ سبحانہ لان الاشیاء انما ظہرت بہ و منہ سبحانہ و تعالی فہو الدلیل علی نفسہ

خواجه محمد صادق و سائر برادران شما و جمیع یاران را دعا میرساند

مکتوب دو صد و چهل و پنجم بملا صالح صدور یافت در جواب استفسارها که نموده بود بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات مینماید که مکتوب شریف که بمصحوب قاصد ارسال داشته بودند رسید موجب فرحت گشت نوشته بودند که ذکر نفی و اثبات تا بیست و یکعدد رسانیده است اما مداومت نمیشود و غیبت هم گاه گاه رو میدهد محبت آثارا در ذکر گفتن ظاهرا شرطی از شرائط مفقود است که نتیجه بر آن عدد مترتب نگشته بالمشافهه انشاء الله تعالی استفسار خواهد نمود دیگر استفسار نموده بودند معنی این قول را نوشته بودند که حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه کار خود را تمام کرده فرمودند که ذکر اللسان لقلقة و ذکر القلب وسوسة و ذکر الروح شرک و ذکر السر کفر باید دانند که چون ذکر مبنی از ذاکر و مذکور است هر ذکرے که باشد مقصود فنائے ذاکر و ذکر است در مذکور لاجرم ذکر را لقلقه و وسوسه و شرک و کفر فرمودند ع

هرچه از دوست وامانی چه کفر آن حرف چه ایمان ٭ هرچه از راه وا افتی چه زشت آن حرف و چه زیبا ٭

اما ذکر را عروض این اسامی پیش از حصول فنا و بقا باید دانست زیرا که بعد از حصول بقا وجود ذاکر و ثبوت ذکر از وی مذموم نیست اگر در یمعنے خفائی مانده باشد در حضور استفسار خواهند نمود که حوصله کتابت تنگ است پس این قول را نسبت بحضرت صدیق نمودن خصوصا بعد از تمامی کار مستحسن نیست استفسار دوم آن بود که نوشته بودند که شیخ ابو سعید ابو الخیر طلب دلیل مقصود از ابو علی سینا نموده بودند او در جواب نوشته که در آی در کفر حقیقے و بر آی از اسلام مجازی و شیخ ابو سعید بعین القضاة نوشته که اگر لکه سال عبادت میکردم انچه ازین کلمهٔ ابی علی سینا حاصل شد از وی نمی شد عین القضاة نوشته که اگر می فهمیدند مثل آن بیچاره مطعون و ملام گرامی شدند باید دانست که کفر حقیقے عبارت از رفع اثنینیت است بالکل و استتار کثرت است تمام که مقام فنا است و فوق آن کفر حقیقے مقام اسلام حقیقی است که موطن بقا است کفر حقیقے نسبت باسلام حقیقی منقصت تمام دارد از کوته نظری ابن سینا است که باسلام حقیقی دلالت ننموده و فی الحقیقت او را از کفر حقیقے هم نصیبے نبوده از روی علم و تقلید گفته و نوشته بلکه او از اسلام مجازی هم حظ وافر نگرفته و در خرخشهای فلسفی مانده امام غزالی تکفیر او مینماید و الحق که اصول فلسفے او منافی اصول اسلام ست دیگر شیخ ابو سعید از عین القضاة بسیار مقدم است او چه نوسید اگر شائبهٔ از اشتباه باقی مانده باشد در حضور استفسار خواهند نمود و السلام

مکتوب دو صد و چهل و ششم بمیر محمد نعمان صدور یافت در بیان حصول مقام که متوقع و مترصد بوده است در مراتب کمال و تکمیل

حصول آن تجلی بطفیل اوست علیه الصلوٰة والسلام و کمل اولیاء را این نسبت بتبعیت او علیه الصلوٰة والسلام انبیاء
بر خوان این نعمت عظمی طفیلی و جلیس اویند علیه و علیهم الصلوات والتحیات و اولیاء خادم ریزه خوار و از جلیس طفیلی تا
خادم ریزه خوار فرق بسیار است اینمقام از مزلات اقدام است در تحقیق آن شبه ازان این فقیر در مکتوبات
و رسائل خود وجوه شتی ذکر کرده والحق ما حققت فی هذه المسودة بفضل الله سبحانه و کرمه تعالی معلوم شریف
بوده باشد که هر چند جمیع انبیاء را علیهم الصلوات والتسلیمات بطفیل آنسرور علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات ازان تجلی
نصیب وافر است اما معلوم میشود که این ولایت خاصه در اولیاء امت او ایشان سرایت نکرده است و از ان تجلی
نصیبی وافر نگرفته اند چه هر گاه در حصول آن تجلی این دولت طفیلی و انعکاسی باشد بفروع بطریق عکس العکس چه رسد
مصداق اینمعنی کشف صریح است نه استدلالی عقلی آنچه سابقاً مذکور شده که کمل تابعان تمام کمالات متبوعان
را جذب مینمایند مراد ازان کمالات اصلیه متبوعان است نه مطلقاً تا تناقض پیدا نشود بلکه ایشان را در ولایت
مخصوصه هر کدام انبیاء خود به تبعیت بهره ور گشته اند در میان امتان همین امت به تبعیت باین تجلی مخصوص
اند و باین دولت عظمی مشرف لهذا خیر الامم گشته و علماء اینها در رنگ انبیاء بنی اسرائیل شده ذلک فضل الله
یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم خواست که از فضائل و خصائص این ولایت خاصه شمه بنویسد تنگی وقت
مساعدت نکرد و کاغذ کوتهی آورد و بعنایت الله سبحانه علوم و معارف در رنگ باران نیسان میریزند و بر
عجائب و غرائب اسرار اطلاع می بخشند محرمان این راز فرزندان گرامی اند علی قدر الاستعداد یاران دیگر
چند روز در حضور اند و چند روز دیگر در غیبت از ینجا گفته اند هر چند ولی باشد اما بمرتبه صحابی نرسد شوق
دریافت ملازمت فوق الحد است صحیفه گرامی که بنام این حقیر فرموده بودند بورود آن مشرف گشت دید
حضور اعمال از اهل نعیم است اما توسط احوال در جمیع امور محمود است افراط در رنگ تفریط از حد اعتدال بیرون
است والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات مکتوب
دو صد و چهل و نهم در بیان فضائل متابعة سید الاولین والآخرین و کمالات مرتبه بران و مراتب مخصوصه
آن بمیرزا داراب صدور یافته الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی نجات اخروی و فلاح سرمدی
منوط بمتابعت سید الاولین والآخرین است علیه و علی آله الصلوة والسلام اتمها و اکملها لهذا بمتابعت او بمقام
محبوبیت حق جل سلطانه میرسند و بمتابعت او بتجلی ذات تعالی و تقدس مشرف میگردند و بمتابعت او بمرتبه عبدیت
که فوق جمیع مراتب کمالست و بعد از حصول مقام محبوبیت است سرفراز میسازد و تابعان کمل او را

وعلی ما سواہ فلا جرم عرفت ربی بربی وعرفت الاشیاء بہ تعالی فالبرہان ہہنا لمی وزعم الاکثر انہ انی وتفاوت

تفاوت النظر والاختلاف باختلاف النظر بل لا مجال للاستدلال والبرہان ثمہ اذ لا خفاء فی وجودہ

سبحانہ ولا ریب فی ظہورہ تعالی فہو من اجلی البدیہیات وما خفی ذلک علی احد الا لمرض فی قلبہ وغشاوۃ علی

بصرہ ولا شیاء محسوسۃ بالحواس الظاہرۃ ومعلوم بالضرورۃ ان وجودہا منہ تعالی وتقدس مع فقدان ہذا العلم

للبعض بواسطۃ عروض المرض الا یضر فی المطلوب والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی

علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام اتمہا واکملہا مکتوب دو صد و چہل و ہشتم نیز بجانب میرزا حسام الدین احمد

صدور یافتہ در بیان آنکہ کمل تابعان انبیاء را علیہم الصلوات والتسلیمات از جمیع کمالات ایشان نصیب

است بطریق تبعیت و بیان آنکہ ہیچ ولی بمرتبۂ نبی نرسد و تحقیق آنکہ تجلی ذاتی کہ مخصوص بآنسرور علیہ الصلوۃ

والسلام گفتہ اند بچہ معنی است و ما ینا سب ذلک الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان

ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق صلوات اللہ تعالی والتسلیمات سبحانہ علیہم وعلی اتباعہم و اعوانہم

وخزنۃ اسرارہم کمل تابعان انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات بجہت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ بمحض

عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب مینمایند و بکلیت برنگ ایشان منصبغ میگردند

حتی کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعان و تابعان الا بالاصالۃ والتبعیۃ والاولیۃ والآخریۃ مع ذلک ہیچ

تابعی اگرچہ از متابعان افضل الرسل باشد بمرتبہ ہیچ نبی اگرچہ مادون انبیاء باشد نرسد لہذا حضرت صدیق کہ افضل

بشر است بعد از انبیاء و سر او ہمیشہ زیر قدم پیغمبر ما بیاشد کہ پایان تر جمیع پیغمبران است ازین جا است کہ مبادی

تعینات جمیع انبیاء و ارباب ایشان از مقام اصل است مبادی تعینات امتان از اعالی و اسافل ارباب

ایشان از مقامات ظلال آن اصل علی تفاوت الدرجات فکیف تیصور المساوات بین الاصل والظل

قال اللہ تبارک وتعالی ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم

الغالبون و آنکہ گفتہ اند کہ تجلی ذات تعالی وتقدس درمیان انبیاء مخصوص بخاتم الرسل علیہ

وعلیہم الصلوات والتحیات و کمل تابعان آنسرور را ازان تجلی نصیب است نہ باین معنی است

کہ تجلی ذات نصیب انبیاء نیست و بہ تبعیت نصیب کمل است حاشا وکلا من ان یتصور ہذا المعنی

فان فیہ مزیۃ الاولیاء علی الانبیاء بلکہ مخصوص بودن آن تجلی بآنسرور باین معنی است کہ دیگران را

حصول آن بطفیل و تبعیت اوست علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات انبیاء را علیہم الصلوات والتحیات

لہ وجود الحق اجلی من جمیع الاشیاء فی اعلی البدیہیات ۱۲

حصول

صدور یافته در بیان فضائل خلفاء راشدین و فضل حضرات شیخین در بعضے از خصائص حضرت امیر و در بیان
تعظیم و توقیر اصحاب کرام علیهم الرضوان و در بیان محامل صحیحه از برائے منازعات و مشاجرات ایشان و ما یتعلق بذلک بعد
الحمد والصلوٰة و تبلیغ الدعوات معلوم اخوی ارشدی خواجه اشرف باد بعضے از علوم غریبه و اسرار عجیبه و مواهب لطیفه
و معارف شریفه که اکثر آنها تعلق بفضائل و کمالات حضرات شیخین و ذی النورین و حیدر کرار رضی الله عنهم اجمعین داشته
بحسب فهم قاصر خود می‌نویسد بگوش هوش استماع فرمایند که حضرت صدیق و حضرت فاروق رض با وجود حصول کمالات
محمدی و وصول بدرجات ولایت مصطفوی علیه و علی آله الصلوٰة والسلام در میان انبیاء ما تقدم در طرف
ولایت مناسبت بحضرت ابراهیم صلوات الله تعالی و تسلیماته علی نبینا و علیه دارند و در طرف دعوات که مناسب
مقام نبوت است مناسبت بحضرت موسیٰ دارند صلوات الله تعالیٰ و تسلیماته علی نبینا و علیه و حضرت
ذی النورین در هر دو طرف مناسبت بحضرت نوح دارند صلوات الله تع و تسلیماته علی نبینا و علیه و حضرت
امیر در هر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰ دارند صلوات الله تعالیٰ و تسلیماته علی نبینا و علیه و چون حضرت عیسیٰ
روح الله است و کلمهٔ او لاجرم طرف ولایت در ایشان غالب است از جانب نبوت و در حضرت امیر نیز بواسطهٔ
آن مناسبت طرف ولایت غالب است و مبادی تعینات خلفای اربع صفة العلم علی اختلاف الجهات
اجمالاً و تفصیلاً و آن صفت باعتبار اجمال رب محمد است و باعتبار تفصیل رب حضرت خلیل و باعتبار برزخیت
اجمال و تفصیل رب حضرت نوح است چنانکه رب حضرت موسیٰ صفة الکلام است و رب حضرت عیسیٰ صفة القدرت
و رب حضرت آدم صفة التکوین بر سر اصل سخن رویم حضرت صدیق و حضرت فاروق حامل بار نبوة محمدی
اند علی اختلاف المراتب و حضرت امیر بواسطهٔ مناسبت حضرت عیسیٰ و غلبهٔ جانب ولایت حامل بار ولایت
محمدی اند و حضرت ذی النورین باعتبار برزخیت حمل بار هر دو طرف فرموده اند و تواند بود که بدین
اعتبار نیز ایشان را ذو النورین گویند و چون حضرت شیخین حمل بار نبوة فرموده اند مناسبت بحضرت
موسیٰ بیشتر دارند چه مقام دعوت که ناشی از مرتبهٔ نبوت است در میان سائر انبیا بعد از پیغمبر ما در ایشان اتم و
اکمل است و کتاب ایشان بعد از قرآن مجید بهترین کتب منزله لهذا است ایشان در امم ما تقدم بیشتر در بهشت
خواهند رفت هر چند شریعت حضرت ابراهیم و ملت او را جمیع شرائع و ملل افضل و اکمل است
از ینجا است که پیغمبر افضل الرسل را امر متابعت او فرموده کریمهٔ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملة
ابراهیم حنیفا شاهد این معنی است و حضرت مهدی موعود که رب او نیز صفت العلم است در رنگ حضرت امیر

مثل انبیاء بنی اسرائیل میشوند پیغمبران اولو العزم آرزوی متابعت او مینمایند لو کان موسی حیا فی زمنه ما وسعه
الا اتباعه و قصهٔ نزول روح الله و متابعت حبیب الله علیه الصلوة مشهور است او بواسطهٔ متابعت او خیر الامم گشته است
و اکثر اهل جنت شده فردا بدولت متابعت ایشان پیشتر از جمیع امم به بهشت خواهند درآمد و تنعمات خواهند
فرمود کذا او کذا تم کذا و کذا فعلیکم بمتابعته و التزام سنته و اتیان شریعته علیه و علی جمیع اخوانه من الصلوات
افضلها و من التسلیمات اکملها ثانیا سفارش شیخ اسماعیل مینماید از آشنایان معارف آگاهی حاجی
عبدالحق است والسلام مکتوب دو صد و پنجاهم بملا احمد برکی صدور یافت در حل بعضی استفسارها
که نموده بود بسم الله الرحمن الرحیم بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات میرساند که احوال و اوضاع فقراء
الحمد و مستوجب حمد است المسئول من الله سبحانه عافیتکم صحیفهٔ شریفه وصول یافت نوشته بودند
که ذوقی و فرحی که اول داشت حالا در خود نمییابد و این را تنزل خود دیده اند معلوم اخوی باد
که حالت اولی در رنگ حالت اهل وجد و سماع بوده است که جسد را در انجا دخل تمام بوده و حالتیکه
الحال میسر شده است جسد از انجا قلیل النصیب است بقلب و روح تعلق بیشتر دارد و بیان
این معامله تفصیلی میطلبد بالجمله حالت ثانیه فوق حالت اولی است بمراتب عدم وجدان ذوق
و فقدان فرحت فرح فوق وجدان ذوق و فرح است چه نسبت هر چند بجهالت بکشد و بحیرت
انجامد و از حد در تر رود اصیل است و بحصول مطلوب نزدیکتر زیرا که در ان موطن جز عجز و جهل
را گنجایش نیست جهل را تعبیر بمعرفت میکنند و عجز را ادراک مینامند نوشته بودند که آن نسبت را
تاثیرے که در اول بوده است حالا نمانده بلی تاثیر جسدی نمانده اما تاثیر روحی بیشتر پیدا کرده هر چند
هر کس آن را درک نکند چه توان کرد مدت صحبت شما با این فقیر بسیار کم بوده است و علوم و معارف خاصه کم
مذکور شد مگر آنکه حضرت حق سبحانه تعالی خواسته باشد که صحبت ثبتی شود و چندے روز بهم باشیم ایضا استفسار
نموده بودند که آیا با وجود زاد و راحله درین زمانه بمکه رفتن فرض هست یا نه مخدوما روایات فقهیه درین باب
اختلاف بسیار دارند و مختار درین مسئله فتوای فقیه ابو اللیث که گفته است اگر غالب بر ظن امن عدم
هلاک است در راه پس فرضیتش ثابت است و الا لاکن این شرط شرط وجوب ادا است شرط نفس وجوب
کما هو الصحیح پس وصیت بحج درینصورت واجب باشد چون وقت مساعدت نکرد جواب استفسارهاے
دیگر شما را بر کتابت دیگر موقوف داشته والسلام مکتوب دو صد و پنجاه و یکم بمولانا محمد اشرف

پس اینہا از کمالات شیخین چہ دریا بند این ہر دو بزرگوار از بزرگی وکلانی در انبیا معدود اند وبفضائل انبیا محفوف
قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر امام غزالی نوشتہ کہ در ایام عزای حضرت فاروق
عبد اللہ بن عمر محضر صحابہ گفت مات تسعۃ اعشار العلم چون در بعضی در فہم اینمعنی توقف دید گفت مراد من علم باللہ ست
نہ علم حیض ونفاس از حضرت صدیق رضی چہ گوید کہ جمیع حسنات حضرت عمر یک حسنہ اوست چنانچہ مخبر صادق ازان خبر
داده ومحسوس میگردد انحطاطی کہ حضرت فاروق را از حضرت صدیق است زیاده ازان انحطاط ست کہ
حضرت صدیق را از حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات پس قیاس کن کہ انحطاط دیگران از حضرت
صدیق چہ قدر خواہد بود شیخین بعد از موت نیز از حضرت پیغمبر جدا نشده اند وحشر نیز در میان ایشان خواہد بود
چنانچہ فرموده پس فضلیت بواسطہ قربیت ایشان نیز بود این حقیر قلیل البضاعت از کمالات ایشان چہ گوید واز
فضائل ایشان چہ بیان نماید ذره را چہ یارا کہ سخن از آفتاب گوید وقطره را چہ مجال کہ حدیث بحر عمان برزبان آرد اولیا
کہ برای دعوت خلق مرجوع اند واز ہر دو طرف ولایت ودعوت بہره دارند وعلماء مجتہدین از تابعین وتبع
تابعین بنور کشف صحیح وفراست صادقہ واخبار متتابعہ فی الجملہ کمالات شیخین را دیافتہ اند وشمۂ از فضائل
ایشان شناختہ ناچار حکم بافضلیت شان نموده اند وبرانیمعنی اجماع فرموده اند وسخنی کہ برخلاف
این اجماع ظاہر شده برعدم صحت حمل نموده اعتبار نکرده اند کیف وقد صح فی الصدر الاول افضلیتہما کما روی
البخاری عن ابن عمر رض قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر رض ثم عثمان ثم ترک
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم وفی روایۃ لابی داؤد قال کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حی افضل امۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعده ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم وآنکہ گفتہ الولایۃ افضل
من النبوۃ از ارباب سکر است واز اولیاء غیر مرجوع کہ نصیبی فراز کمالات مقام نبوۃ ندارد ونبظر شماد رآمده
باشد کہ فقیر در بعضی از رسائل خود تحقیق نموده است کہ نبوۃ افضل از ولایت است اگرچہ ولایت آن نبی باشد
وحق ہمین ست وآنکہ برخلاف آن گفتہ از جہالت کمالات مقام نبوۃ است چنانچہ بالا گذشت ومعلوم
است کہ سلسلۂ علیہ نقشبندیہ در میان سائر سلاسل اولیاء منتسب بحضرت صدیق است پس نسبت
صحو در ایشان غالب باشد ودعوت ایشان اتم بود وکمالات حضرت صدیق بر ایشان بیشتر
ظاہر شود ناچار نسبت ایشان فوق جمیع نسبتہای سائر سلاسل باشد پس دیگران بہ کمالات
ایشان چہ پی برند واز حقیقت معاملۂ ایشان چہ دریابند نمی گوئیم کہ جمیع مشائخ نقشبندیہ

مناسبت بحضرت عیسیٰ دارند گویا یک قدم حضرت عیسیٰ بر سر حضرت امیر است و قدم دیگر بر سر مهدی دانند
که ولایت موسوی جانب یمین ولایت محمدی واقع شده است و ولایت عیسوی جانب یسار آن ولایت و چون حضرت امیر حامل
بار ولایت محمدی بوده اند اکثر سلاسل اولیا بایشان منتسب گشت و کمالات حضرت امیر بیشتر از کمالات حضرات شیخین بر
اکثر اولیاء عظام که بکمالات ولایت مخصوص اند ظاهر شد اگر نه اجماع اهل سنت بر افضلیت شیخین بودی کشف اکثر
اولیاء عظام بافضلیت حضرت امیر حکم کردی زیرا که کمالات حضرات شیخین شبیه بکمالات انبیا است علیهم الصلوات
والتسلیمات و دست ارباب ولایت از دامان آن کمالات کوتاه است و کشف ارباب کشوف بواسطه علو درجات
آنها در راه کمالات ولایت در جنب آن کمالات کالمطروح فی الطریق اند کمالات ولایت زینها اند از برای
عروج بر کمالات نبوة پس مقدمات را از مقاصد چه خبر بود و مبادی را از مطالب چه شعور امروز این سخن
بواسطه بعد عهد نبوت بر اکثرے گرانست و از قبول دور لیکن چه توان کرد سه در پس آئینه طوطی صفتم
ساختہ اند ﴿ هرچه اوستاد ازل گفت همان میگویم ﴾ اما الحمد لله سبحانه والمنة که درین گفتگو علماء اهل سنت
شکر الله تعالیٰ سعیهم موافقم و به اجماع ایشان متفق استدلالی ایشانرا برمن کشفی ساختہ اند
واجمالے را بر تفصیلے این فقیر را تا زمانیکه بکمالات مقام نبوت بمتابعت پیغمبر خود نرسانیدند
وازان کمالات بهرۂ تام ندادند بر فضائل شیخین بطریق کشف اطلاع نه بخشیدند و غیر از تقلید راهی
نمودند الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق روزے
شخصے نقل کرد که نوشته اند که نام حضرت امیر بر در بهشت ثبت کرده اند بخاطر رسید که حضرات
شیخین را از خصائص آن سوطن چه باشد بعد از توجه تام ظاهر شد که دخول این امت در بهشت
باستصواب و تجویز این دو اکابر خواهد بود گویا حضرت صدیق بر در بهشت ایستاده اند و تجویز
دخول مردم میفرمایند و حضرت فاروق دست گرفته بدرون می برند و مشهود می گردد که گویا تمام
بهشت بنور حضرت صدیق مملو است در نظر این حقیر حضرات شیخین را در میان جمیع صحابه شان
علحده است و درجه منفرده گویا هیچ احدے مشارکت ندارند حضرت صدیق با حضرت پیغمبر
علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات گویا هم خانه است اگر تفاوت است بعلو و سفل است و حضرت فاروق
بطفیل حضرت صدیق نیز باین دولت مشرف اند و سائر صحابه کرام بآنسرور علیه وعلیهم الصلوات
والتسلیمات نسبت همسرے او وار اند یا هم شهری باولیاء امت خود چه سد ع این بسکه رسد ز دور بانگ جرسم

داشتہ باشد اہل سنت برخلاف آن حاکم اند چنانکہ گذشت وکتب القوم مشحونۃ بالخطاء الاجتہادی کما صرح الامام الغزالی والقاضی ابوبکر وغیرہما پس تفسیق وتضلیل در حق محاربان حضرت امیر جائز نباشد قال القاضی فی الشفا قال مالک رضی اللہ تعالی عنہ من شتم احدا من اصحاب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ابا بکر وعمر وعثمان ومعاویۃ وعمرو ابن العاص رضی اللہ عنہم فان قال کانوا علی ضلال وکفر وان شتمہم بغیر ہذا من مشاتمۃ الناس نکل نکالا شدیدا فلا یکون محاربو علی کفرۃ کما زعمت الغلاۃ من الرفضۃ ولا فسقۃ کما زعم البعض ونسبہ شارح المواقف الی کثیر من اصحابہ کیف وقد کانت الصدیقۃ وطلحۃ والزبیر وکثیر من الاصحاب الکرام منہم وقد قتل الطلحۃ والزبیر فی قتال الجمل قبل خروج معاویۃ مع ثلثۃ عشر الفا من القتلی فتضلیلہم مما لا تجترئ علیہ المسلم الا ان یکون فی قلبہ مرض وفی باطنہ خبث وانچہ در عبارات حقیت خلافت او از زمان خلافت حضرت امیر خواہد بود نہ جوریکہ باتش فسق وضلالت است تا با قول اہل سنت موافق باشد مع ذلک ارباب استقامت از اتیان الفاظ موہمہ خلاف مقصود اجتناب می نمایند وزیادہ برخطا تجویز نمی کنند کیف یکون جائرا وقد صح انہ کان اماما عادلا فی حقوق اللہ سبحانہ وفی حقوق المسلمین کما فی الصواعق وحضرت مولانا عبد الرحمن الجامی کہ خطا منکر گفتہ است نیز زیادہ کردہ است بر خطا ہرچہ زیادت کند خطا است وانچہ بعد ازان گفتہ است کہ اگر مستحق لعنت است الخ نیز نامناسب گفتہ است چہ جای تردید است وچہ محل اشتباہ اگر این سخن در باب یزید می گفت گنجایش داشت اما درماد حضرت معاویہ رض گفتن شناعت دارد ودر احادیث نبوی باسناد ثقات آمدہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام در حق معاویہ دعا کردہ اند اللہم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب ودجای دیگر در دعا فرمودہ اند اللہم اجعلہ ہادیا ومہدیا ودعاء آن حضرت مقبول ظاہرا این سخن از مولانا بر سبیل سہو ونسیان سر برزدہ باشد وایضا مولانا در ہمان ابیات تصریح نام نا کردہ گفتہ است آن صحابی دیگر این عبارت نیز از ناخوشی خبر میدہد ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا وانچہ از امام شعبی در ذم معاویہ رضی اللہ عنہ نقل کردہ اند ونکوہش او را از فسق بالا گذرانیدہ اند بہ ثبوت نہ پیوستہ است امام اعظم کہ از تلامیذ او است بر تقدیر صدق او احق بود بہ این نقل وامام مالک کہ از تابعین است ومعاصر او واعلم علماء مدینہ شاتم معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ وعمرو بن العاص را بقتل حکم کردہ است چنانکہ بالا گذشت اگر او مستحق شتم بود چرا حکم بہ قتل شاتم

در معاملہ تساوی اند کیف بل لو وجد واحد من الالوف علی ہذہ الصفۃ لاغتنم الکارم کہ حضرت مہدی موعود کہ باکملیت ولایت معہود است نیز برین نسبت خواہد بود وتتمیم وتکمیل این سلسلہ علیہ خواہد فرمود چہ نسبت جمیع ولایات دون این نسبت عالیہ ست زیرا کہ سائر ولایت از کمالات مرتبہ نبوت قلیل النصیب اند این ولایت بواسطہ انتساب بحضرت صدیق از آن کمالات حظ وافر دارد کما مر آنفا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ای برادر حضرت امیر چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوۃ والسلام تربیت مقام اقطاب وابدال واوتاد کہ از اولیا عزلت وجانب کمالات ولایت در ایشان غالب است مفوض بامداد واعانت آنحضرت است سر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است زیر قدم اوست قطب مدار بحمایت ورعایت او مہم خود را سرانجام مینماید واز عہدہ مداریت برمی آید حضرت فاطمہ علیہا السلام وامامین نیز درین مقام با حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک اند بدانند کہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہمہ بزرگ اند وہمہ را بہ بزرگی یاد باید کرد خطیب از انس روایت کند کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ فرمودہ ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واختار لی منہم اصہارا وانصارا فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذاہ اللہ وطبرانی از ابن عباس روایت کند رسول فرمودہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ابن عدی از عائشہ روایت کند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ رسول فرمودہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ان شرار امتی اجرأہم علی اصحابی ومنازعات ومحاربات کہ درمیان ایشان واقع شدہ است برمحامل نیک صرف باید کرد واز ہوا وتعصب دور باید داشت زیرا کہ آن مخالفات مبنی بر اجتہاد وتاویل بودہ نہ بر ہوا وہوس چنانکہ جمہور اہل سنت برآنند اما باید دانست کہ محاربان حضرت امیر کرم اللہ وجہہ برخطا بودہ اند وحق بجانب حضرت امیر بودہ لیکن چون این خطا خطاء اجتہادی است از ملامت دور است واز مؤاخذہ مرفوع چنانکہ شارح مواقف از آمدی نقل میکند کہ واقعات جمل وصفین از روی اجتہاد بودہ شیخ ابوشکور سلمی در تمہید تصریح کردہ کہ اہل سنت وجماعت برآنند کہ معاویہ با جمعے از اصحاب کہ ہمراہ او بودند بر خطا بودند خطای ایشان اجتہادی بود وشیخ ابن حجر در صواعق گفتہ کہ منازعت معاویہ با امیر از روے اجتہاد بودہ واین قول را از معتقدات اہل سنت فرمودہ وانچہ شارح مواقف گفتہ کہ بسیارے از اصحاب ما برآنند کہ آن منازعت از روی اجتہاد نبودہ مراد از اصحاب کدام گروہ را

هذا یزید بید و لت از زمرهٔ فسقه است توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر اهل سنت است که شخص معین را اگرچه کافر
باشد تجویز لعنت نکرده اند مگر آنکه بیقین معلوم کنند که ختم او بر کفر بوده کابی لهب الجهنمی و امرأته نه آنکه او شایان لعنت
نیست ان الذین یؤذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و الآخرة بدانند که درین زمان چون اکثر مردم
بحث امامت را پیش داشته همواره سخن از خلافت اصحاب کرام علیهم الرضوان نصب عین ساخته اند و بتقلید
جهلهٔ ارباب و مردهٔ اهل بدعت اکثر اصحاب کرام را بنیک یاد نمیکنند و امور نا مناسبه بجناب ایشان منتسب
میسازند بضرورت شمهٔ ازانچه معلوم داشت در قید کتابت آورده بدوستان مرسل داشت قال علیه و
علی آله الصلوٰة و السلام اذا ظهرت الفتن و شاع البدع و سب اصحابی فلیظهر العالم علمه فمن لم یفعل ذلک
فعلیه لعنة الله و الملائکة و الناس اجمعین لا یقبل الله له صرفا و لا عدلا اما الحمد لله سبحانه و المنة که سلطان
وقت خود را حنفی مذهب میگیرد و از اهل سنت میداند و الا کار بر مسلمانان بسیار تنگ میشد شکر این
نعمت عظمی بجا باید آورد پس باید که مدار اعتقاد را بر انچه معتقد اهل سنت است دارند و سخنان
زید و عمرو را درگوش نیارند مدار کار بر افسانهاے دروغ ساختن خود را ضائع کردنست تقلید
فرقهٔ ناجیه ضرورست تا امید نجات پیدا شود و بدونه خرط القتاد و السلام علیکم و علی سائر من اتبع
الهدے و التزم متابعة المصطفٰی علیه و علی آله الصلوٰة و السلام

مکتوب دوصد و پنجاه و دوم

بجناب شیخ بدیع الدین صدور یافته در جواب استفسار هاے که رفته بود الحمد لله و السلام
علی عباده الذین اصطفٰی مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید فرحت فراوان رسانید استفسار ها رفته بود
معلوم شریف بوده باشد که مبدا تعین حضرت نوح و حضرت ابراهیم صلوات الله تعالی و تسلیماته سبحانه
علی نبینا و علیهما صفة العلم ست چنانکه مبدا تعین محمدی علیه الصلوٰة و السلام نیز همان صفة است تفاوت
بجهات و اعتبارات است چه آن صفت را وجهے بعالم است و وجهے دیگر بمعلوم وجه اولی بوحدت ملائم است
و وجه ثانیه بکثرت و آن صفت را نیز اجمال است و تفصیل هریک از اعتبار مبدا تعین بزرگی شده
است دیگر معارفیکه تعلق حمل بار نبوت و ولایت داشته بود در مکتوبیکه بخواجه محمد اشرف نوشته
به تفصیل اندراج یافته است بتکرار ننوشته ازانجا طلبند دیگر خواسته در جواب استفسار فرق میان
قطب و غوث و خلیفه نویسد باذن بازگشت بر وقت موقوف دارند و السلام

مکتوب دوصد و پنجاه و سوم

بمشیخت مآب شیخ ادریس سامانی صدور یافت در بیان جواب سوالهٔ او و در بیان بی نهایتی این راه و تفصیل

او میگردد پس معلوم شد که شتم او را از کبائر دانسته حکم بقتل شاتم او کرده و ایضاً شتم او را در رنگ شتم ابی بکر و عمر و عثمان رضی الله عنهم ساخته است چنانکه بالا گذشت پس معاویه مستحق ذم و نکوهش نباشد ای برادر معاویه تنها درین معامله نیست نصفے از اصحاب کرام کم و بیش درین معامله با وی شریک اند پس محاربان امیر اگر کفره یا فسقه باشند اعتماد از شطر دین میخیزد که از راه تبلیغ ایشان بما رسیده است و تجویز نکند اینمعنے را مگر زندیقی که مقصودش ابطال دین است ای برادر منشاء اثارهٔ این فتنه قتل حضرت عثمان است رضی الله تعالی عنه طلب قصاص نمودن از قتلهٔ او و طلحه و زبیر که اول از مدینه برآمدند بواسطه تاخیر قصاص برآمدند و حضرت صدیقه نیز با ایشان درین امر موافقت نمود و جنگ جمل که در آنجا سیزده هزار آدم بقتل رسیدند و طلحه و زبیر که از عشرهٔ مبشره اند نیز بقتل رسیدند بواسطه تاخیر قصاص حضرت عثمان بوده بعد ازان معاویه از شام بیرون آمده با ایشان شریک شده جنگ صفین نمودند امام غزالی تصریح کرده که آن منازعت بر امر خلافت نبوده بلکه در استیفاء قصاص در صدر خلافت حضرت امیر بوده و شیخ ابن حجر نیز اینمعنے را از معتقدات اهل سنت گفته است و شیخ ابوشکور سلمی که از اکابر حنفیه است گفته است که منازعت معاویه با امیر در امر خلافت بوده که پیغمبر علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات معاویه رضی الله عنه را فرموده بودند اذا ملکت الناس فارفق بهم ازانجا معاویه را طمع در خلافت پیدا شده بود اما او مخطی بود درین اجتهاد و امیر محق زیراکه وقت تاخیر خلافت حضرت امیر بوده و توفیق درمیان این دو قول آنست که منشاء منازعت تواند بود که تاخیر قصاص باشد بعد ازان طمع خلافت نیز پیدا کرده باشد بهر تقدیر اجتهاد در محل خود واقع شده است اگر مخطی است یک درجه است و محق را دو درجه بلکه ده درجه ای برادر طریق اسلم درینموطن سکوت از ذکر مشاجرات اصحاب پیغمبر است علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات و اعراض از تذکرهٔ منازعات ایشان پیغمبر فرموده علیه الصلوة والسلام ایاکم وما شجر بین اصحابی و نیز فرموده علیه الصلوة والسلام اذا ذکر اصحابی فامسکوا و نیز فرموده علیه الصلوة والسلام الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا یعنے بترسید از خدای عز و جل در حق اصحاب من بیشتر بترسید از خدا جل و علا در حق ایشان ایشان را نشانهٔ تیر خود نسازید قال الشافعی و هو منقول عن عمر بن عبد العزیز ایضاً تلک دماء طهر الله عنها ایدینا فلنطهر عنها السنتنا ازین عبارت مفهوم میشود که خطای ایشان را هم بر زبان نباید آورد و غیر از ذکر خیر ایشان نباید کرد

اجمال نوشته آمده والامر عند الله سبحانه والسلام علیکم وعلی من لدیکم **مکتوب دو صد و پنجاه و چهارم**
بملا احمد برکی صدور یافت در جواب بعضی سوالہ که پرسیده بود الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفی نوشته
بودند که بعضی اکابر فرموده اند که آدمی هرچه کند بفرمان صاحب زمان کند تا نتیجه بدهد اگرچه کار ها مشروع باشد
اگر این سخن صحیح است امیدوار فرمان است در کل مشروعات مخدوما سخن اکابر صحیح است و شما را اذن حاصل
کرده اذون ساخت باید دانست که مراد از نتیجه نتیجه معتد بها ست نه مطلقا نوشته بودند که در رساله تحریر یافته
است که حضرت خواجه احرار قدس سره فرموده اند که قرآن بحقیقت از مرتبه عین جمع است یعنی از احدیت
ذات تعالی و تقدس پس معنی آنچه در رساله مبدا و معاد تحریر یافته که حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت قرآنی است
چه باشد مخدوما مراد از احدیت ذات احدیت مجرده نیست که هیچ صفتی و شانی در انجا ملحوظ نباشد چه حقیقت
قرآن ناشی از صفت کلام است که یکی از صفات ثمانیه است و حقیقت کعبه ناشی از مرتبه ایست که
از تلونیات صفات و شیونات برتر است پس تفوق آن را گنجایش شد نوشته بودند که در بعضی از تفاسیر
نوشته اند که اگر کسی گوید که من کعبه را سجده میکنم کافر میشود چه سجده بطرف کعبه باید نه بکعبه و در جای دیگر
نوشته اند که در اول اسلام در سجده لک سجدت میگفتند مدلول ضمائر نفس ذات ست تعالی و تقدس پس
معنی آنچه در رساله مبدا و معاد تحریر یافته که صورت کعبه همچنانکه مسجود صور اشیا است حقیقت کعبه نیز مسجود
حقائق اشیا است چه باشد مخدوما این از مسامحات عبارات است چنانکه میگویند آدم مسجود ملائکه است
سجده مرخالق را ست جل سلطانه نه مخلوق و مصنوع او را هر مخلوقیکه باشد والسلام علیکم و علی اصحابکم
واحبابکم علی الخصوص ملا پاینده شیخ حسن **مکتوب دو صد و پنجاه و پنجم** بملا طاهر لاهوری
صدور یافت در تحریض بر احیای سنت سنیه و رفع بدعت نا مرضیه الحمد لله و سلام علی
عباده الذین اصطفی مکتوب شریف که بمصحوب حافظ بهاء الدین ارسال داشته بودند رسید فرحت
فراوان رسانید چه نعمتی است که محبان و مخلصان بهمگی همت خود متوجه احیای سنتی از سنن مصطفویه علی
صاحبها الصلوة والسلام والتحیة باشند و بکلیه خود خواهان رفع بدعتی از بدع منکره
نا مرضیه بوند سنت و بدعت ضد یکدیگرند وجود یکی مستلزم نفی دیگری ست پس احیای
یکی مستلزم اماتت دیگری بود احیای سنت موجب اماتت بدعت است و بالعکس پس بدعت
حسنه یا سیئه مستلزم رفع سنت است مگر حسن نسبتی اعتبار کرده باشد که حسن مطلق آنجا گنجایش ندارد چه جمیع

بعضی از مقامات و منازل طریق برسبیل رمز و اجمال بعد الحمد والصلوات و تبلیغ الدعوات میرساند که احوال و اوضاع

فقرا را بحمد و مستوجب حمد است والمسئول من الله سبحانه سلامتکم و عافیتکم و ثباتکم و استقامتکم علی الطریقة المرضیة

المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة بیان احوال و مواجید که بلسان مولانا عبد المؤمن حواله نموده بودند
و استفسار جواب آن فرموده مولانا تفصیل همه را وانمود گفت که فرموده اند که اگر بجانب زمین نظر میکنم زمین را نمی
یابم و اگر بجانب آسمان نظر می اندازم آنرا نیز نمی یابم و همچنین عرش و
کرسی و بهشت و دوزخ را نیز وجود نمی یابم و خود را نیز وجود نمییابم و وجود حق جل شانه بی پایان است نهایت
او را هیچکس نیافته است بزرگان نیز تا همین جا گرفته اند و تا اینجا آمده از سیر مانده شده اند و زیاده بر همین
اختیار ننموده اند اگر شما نیز همین را کمال میدانید و در همین مقام میدانید پس من پیش شما برای چه آیم و تصدیع بکشم
و تصدیع بدهم و اگر امری دیگر و رای این کمال ست پس اعلام بخشند تا وی باردیگر که درد طلب بسیار دارد آنجا
برسیم چندین سال توقف در آمدن بواسطهٔ حصول این تردد بوده مخدوما این احوال در امثال این احوال از
تلونیات قلبست مشهود میگردد که صاحب این احوال از مقامات قلب یک ربع طی نکرده است سه حصه دیگر
از مقامات قلب طی باید کرد تا معامله قلب را تمام طی کرده باشد از گذشت قلب روح است و از گذشت
روح سر است و از گذشت سر خفی است بعد از ان اخفی هر کدام ازین چهار باقیمانده احوال و مواجید علاوه
دارد و همه را جدا جدا طی باید کرد و به کمالات هر کدام متجلی باید شد از گذشت این پنجگانه عالم امر و طی منازل
اصول آنها مرتبه بعد مرتبه و قطع مدارج ظلال اسماء و صفات که اصول این اصول است درجه بعد درجه تجلیات
اسما و صفات است و ظهورات شیون و اعتبارات از گذشت این تجلیات تجلیات ذاتست تعالت و تقدس
این زمان معامله باطمینان نفس می افتد و حصول رضای پروردگار جل سلطانه میسر می آید کمالاتیکه درین موطن
حاصل میگردد در جنب این کمالات کمالات سابق حکم قطره دارد در جنب دریای محیط بیکران اینجا شرح صدر
میسر گردد و به اسلام حقیقی متعرف شود و کار این است غیر اینهمه پیچ تجلیات اسما و صفات که پیش از قطع منازل
این پنجگانه عالم امر با اصول و اصول اصول متوهم شود ظهورات بعضی از خواص عالم امر است و نصیبی از بیچونی
و بهره از لامکانیت دارد نه تجلیات اسما و صفات سالکی درین مقام گفته است که سی سال روح
را بخدا سے پرستیدم پس وصول کجا است و میرے کراشعر کیف الوصول لی سعاد و دونها قلل الجبال و
دونهن خیوف چون التفات نموده طلب کشف حقیقت این راه فرموده بودند شمه از ان بطریق

حکمی اندازینجا است که صاحب فتوحات مکیه مینویسد ما من قریة مومنة کانت او کافرة الا و فیها قطب بدانند که صاحب منصب البته صاحب علم است و آنکه کمال آن منصب دارد و منصب نمارد لازم نیست که از ارباب علم بود و از خدمات خود مطلع باشد و بشارتیکه از عالم غیب میسر سد بشارت حصول کمالات آنمقام است نه بشارت منصب آنمقام که منوط بعلم است وایضاً پرسیده بودند که مراد از ایمان که در حدیث لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح واقع شده است چیست وسبب رجحان آن کدام است بدانند که رجحان ایمان بواسطه رجحان مومن به است وچون متعلق ایمان حضرت صدیق فوق متعلقات ایمان امت است هرآئینه راجح باشد نحذو ما در عروجات معامله تابجائے میرسد که اگر یک نقطه بالاتر رود کمالیکه بسبب عروجات آن نقطه حاصل شده است از جمیع کمالات ماتقدم افزون تر بود زیراکه آن نقطه از جمیع انچه ماتحت اوست افزون تراست همچنین است حال آن نقطه که فوق آن نقطه ماتقدم است چه نقطه ماتقدم بانچه در تحت اوست در جنب نقطه فوق حقیر و نقیر ست علی هذا القیاس پس هرکه متعلق ایمان او کمال فوق بود هرآئینه راجح خواهد بود از جمیع انچه ماتحت آن بود ازینجا گفته اند که معامله عارف بجائی میرسد که در طرفة العین کسب جمیع کمالات ماتقدم می نماید و باندازه تحقیق فقیر دریک لحه تحصیل زیاده از جمیع کمالات ماتقدم میفرماید ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم وایضاً پرسیده بودکه شیخ ابن العربی و تابعان ایشان نوشته اند که آنقدر اطفال که بسبب حضرت موسی علی نبینا و علیه الصلوٰة و السلام کشته شدند استعدادات جمیع آن مقتولان بحضرت موسی منتقل گشت علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام حقیقت این سخن را به تفصیل نویسد بدانند که این اصیل است زیراکه به تحقیق نوشته است که چنانچه یک شخص را سبب حصول کمالات جماعه میگردانند همچنان جماعه را نیز سبب حصول کمالات یک شخص میسازند پیر هرچند سبب کمالات مریدان است لیکن مریدان نیز اسباب کمالات پیراند اینمعنے را فقیر در ماکولات و مشروبات که اجزاء بدن خود میساخت نیز احساس میکرد که هر طعامی و شرابی که تناول میکرد بسبب جامعیت استعداد او میگشت و قابلیت دیگر پیدا میکرد و در بعضے اوقات که قصد ترک ماکولات لذیذه مینمود ممنوع میشد بواسطه تحصیل اینجامعیت و بترک آن طعام لذیذ ماذون نمیگشت بسبب حصول آن قابلیت و بسا است که استعداد یکی بدیگرے انتقال کرده است کلا او بعضا و محسوس شده است که آن یکے خالی مانده است و دیگرے جمعیت هم رسانیده پرسیده بودند که شیخ نجم الدین کبری

سنن مرضی حق اند جل سلطانہ و اضداد آنہا مرضیات شیطان امروز این سخن بواسطۂ شرح بدعت بر اکثری گران است
ما فردا معلوم خواہند کرد کہ ما بر ہدایتیم یا ایشان منقول است کہ حضرت مہدی در زمان سلطنت خود چون ترویج دین نماید
واحیای سنت فرماید عالم مدینہ کہ عادت بعمل بدعت گرفتہ بود و از حسن پنداشتہ ملحق بدین ساختہ از تعجب گوید کہ این
مرد رفع دین ما نمودہ و اماتت ملت ما فرمودہ حضرت مہدی امر بکشتن آن عالم فرماید وحسنۂ او را سیئۂ انکار د
ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم والسلام علیکم وعلی سائر من لدیکم نسیان بر فقیر غالب
آمدہ است معلوم نشد کہ مکتوب شما را کہ سپردہ بود تا جواب را برا استفسار ہا نویسید معذور خواہند داشت
میان شیخ احمد فرملی از محبان است چون در جوار شما واقع است التفات و توجہ در مادہ مشار الیہ مرعی خواہند
داشت مکتوب دو صد و پنجاہ و ششم بمیان بدیع الدین صدور یافت در جواب سوالہ کہ نمودہ بود
پرسیدہ بود کہ معنی قطب و قطب الاقطاب و غوث و خلیفہ چیست و ما یتعلق بذلک پرسیدہ بود و از تحقیق بیعت
بوذرن ایمان ابی بکر رض وغیر ذالک الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی مکتوب شریف کہ بمصحوب
درویشی ارسال داشتہ بودند رسید فرحت فراوان رسانید پرسیدہ بودند کہ معنی قطب و قطب الاقطاب
غوث و خلیفہ چیست و ہر کدام بچہ خدمت مامور اند و از خدمت خود اطلاع دارند یا نہ و بشارت
قطب الاقطابی کہ از عالم غیب میرسد اصلی دارد یا اختراع واہم و خیال است باید دانست کہ کمل تابعان
انبیا علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات چون بہ تبعیت کمالات مقام نبوت را تمام کنند بعضے ایشان را بمنصب
امامت سرفراز میسازند و بعضے را بمجرد حصول آن کمال اکتفا میفرمایند این ہر دو بزرگ در نفس حصول آن کمال برابر اند
تفاوت در منصب و عدم منصب است و در اموریکہ تعلق بآن منصب دارند و چون تابعان کمل کمالات ولایت
را تمام کنند بعضے را بمنصب خلافت مشرف میسازند و بعضے را بمجرد حصول آن کمالات اکتفا مینمایند چنانکہ بالا
گذشت این ہر دو منصب تعلق بکمالات اصلیہ دارند و در کمالات ظلیہ مناسب منصب امامت منصب قطب ارشاد است
و مناسب منصب خلافت منصب قطب مدار گوئیا این دو مقام کہ در تحت اند ظلال آن دو مقام اند کہ در فوق
اند و غوث نیز در شیخ محی الدین العربی ہمان قطب مدار است نزد او غوث منصب علیحدہ نیست از منصب
قطبیت و آنچہ معتقد فقیر است آنست کہ غوث غیر قطب مدار نیست بلکہ مدد و معاون روزگار او ست
قطب مدار در بعضے امور مدد از وے میخواہد و در نصب مناسب مقام ابدال نیز او را دخل است
و قطب را باعتبار اعوان و انصار او قطب الاقطاب نیز گویند چہ اعوان و انصار قطب الاقطاب

گذشت قلب سیر در مراتب روح است که فوق وست واز گذشت روح اینمعامله بامر است که فوق
اوست وہکذا الحال الخفی والاخفی بعد از طے منازل این لطائف پنجگانہ وبعد از حصول علوم ومعارف کہ تعلق ہر کدام اینہا
علیحدہ علیحدہ دارد بعد از تحقیق احوال مواجید کہ بہر یکے ازین پنجگانہ جداجدا مخصوص است سیر در اصول این
پنجگانہ است کہ در عالم کبیر است چہ ہر چہ در عالم صغیر است اصل آن در عالم کبیر ست مراد از عالم صغیر انسان است
واز عالم کبیر مجموعۂ کائنات وشروع سیر در اصول این پنجگانہ از عرش مجید است کہ اصل قالب انسان است
وفوق آن اصل روح انسانی است وفوق فوق آن اصل سر انسانی است فوق اصل سر اصل خفی است
وفوق اصل خفی اصل اخفی است وچون این پنجگانہ عالم کبیر را بتفصیل طے کند وبنقطۂ آخر آن برسد دائرہ
امکان را تمام کردہ باشد وقدم در اول منزل از منازل فنا نہادہ بود وبعد ازان اگر ترقی واقع شود سیر
در ظلال اسما وصفات واجبی جل سلطانہ خواہد بود واین ظلال کالبرازخ اندبین الوجوب والامکان
واصول اند آن پنجگانہ عالم کبیر را وسیر درین ظلال نیز بہمان ترتیب خواہد بود کہ در فروع آنہا ذکر یافتہ
است واگر بفضل ایزدی جل شانہ منازل ستکثرہ این ظلال را نیز طے کردہ بنقطۂ آخر آن برسد
شروع سیر در اسما وصفات واجبی جل سلطانہ خواہد بود وتجلیات اسما وصفات رو خواہد نمود وظہورات
شیون واعتبارات جلوہ خواہد فرمود این زمان معاملہ پنجگانۂ عالم امر را تمام کردہ باشد وحق اینہا
را ادا کردہ بود وبعد ازان اگر بفضل خداوند جل شانہ از آنمقام نیز ترقی واقع شود معاملہ باطمینان نفس
خواہد افتاد وحصول مقام رضا کہ نہایت مقامات سلوک است میسر خواہد شد درینموطن شرح صدر
حاصل میگردد وبشرف اسلام حقیقی مشرف می شود کمالاتیکہ درین موطن حاصل میشود در جنب این
کمالات کمالاتیکہ بعالم امر متعلق بودہ است حکم قطرہ وارد در جنب دریاے محیط این ہمہ کمالات
کہ ذکر یافتہ است تعلق باسم الظاہر دارد وکمالاتیکہ تعلق باسم الباطن دارد دیگر است کہ باستار
وتبطن مناسب است وچون کمالات این دو اسم مبارک تمامہا حاصل شود وبازوی طیران از براے
سالک میسر گردد کہ بقوت آن دو باز وطیران عالم قدس فرماید وترقیات بی اندازہ نماید تفصیل اینمعاملہ
در بعضے مسودات تحریر یافتہ است فرزندے ارشدے مجمع آنرا بجد است دیگر اگر میسر شود خود را بکم تہا انجا
رسانند امابشرط آنکہ آن مقام را خالی نگذارند وآن سر رشتہ را برہم نزنند خود تنہا بیایند وانیہ یاران
ہر کرا پیشقدم دانند پیشواے انجماعہ ساختہ متوجہ اینحدود گردند واللہ سبحانہ اعلم تا وقت دیگر فرصت

مرید خود را پیش عزیزی فرستاده بودند تا بتوسل او معلوم کنند که ایشان زیر قدم کدام پیغمبر اند آن عزیز فرمود که یهود تلو
در چه کاراست شیخ ازین عبارت فهمیدند که زیر قدم حضرت موسی اند صلوات الله تعالی وتسلیماته علی نبینا وعلیه
ازین عبارت این معنی چه طور مفهوم گشت بدانند که جهود یهود را گویند که امت حضرت موسی بودند علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
پرسیده بودند که در نفحات می نویسد که ولایت جمیع اولیاء بعد از مردن سلب میشود مگر چهار کس را بدانند که مراد
از ولایت تصرفات وظهور کرامات داشته باشند نه اصل ولایت که عبارت از قرب الهی است جل سلطانه و
نیز مراد از سلب سلب کثرت ظهور کرامات خواهد بود نه سلب اصل آن ظهور با آنکه این سخن کشفی است در کشف
مجال خطا بسیار است تا چه دیده باشد وچه فهمیده طلب ظهور بعضی از کرامات اولیاء نموده بودند منتظر باشند
سبحان الله بعد عسر یسرا پرسیده بودند که در نیشاپوری می نویسد ان شانئک هو الابتر بالیاء تحقیق چیست بهمزه
است یا بیا یا بهمزه است وآنکه بیا نوشته قرائتی خواهد بود غیر مشهوره نوشته بودند که بعضی عورات طلب
مشغولی مینمایند اگر مجاز سازند چه مانع است والا در پرده بنشینند وطریقه را اخذ نمایند پرسیده بودند که در هر ماهی
ارباب حدیث ایام منهی قرار داده اند وحدیثی درینباب نقل میفرمایند چه باید کرد والد فقیر قدس سره
میفرمودند که شیخ عبدالله وشیخ رحمت الله که از اکابر محدثین بودند ودر حرمین ایشان ملقب بشیخین بودند
بتقریبی بهندوستان آمده بودند میفرمودند که آن حدیث را کرمانی شارح بخاری نقل کرده است اما ضعیف
است حدیث صحیح درینباب لا ایام ایام الله والعباد عباد الله است نیز میفرمایند که نحوست ایام بولادت
رحمت عالمیان علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات زائل گشته است ایام نحسات نسبت به امم ماتقدم بوده
وعمل فقیر نیز بهمین است وهیچ روزی را بر روز دیگر ترجیح نمیدهد تا آنکه ترجیح آنها از شارع معلوم نمیکند کالجمعة
ورمضان ونحوهما نوشته بودند که معارفی که بتحمل بار نبوة تعلق دارد در مکتوب خواجه محمد اشرف نیافتم
کجا یابند که آن مکتوب درین ایام نوشته شده است ونقل آن بشما رسیده مکتوب دور دراز است زیاده
از یک جزو خواهد بود گفته ام که نقل آن را فرستند والسلام **مکتوب دو صد و پنجاه و هفتم** به میر نعمان صدور
یافت در بیان طرق بطریق اجمال بعد الحمد والصلوات وتبلیغ الدعوات میرساند که مکتوب شریف
که بمصحوب شیخ احمد فرملی ارسال داشته بودند رسید فرحت فراوان رسانید طلب رساله بیان طریق نموده بودند
مسوده ها افتاده است اگر توفیق یافت به بیاض رسانیده خواهد فرستاد الحال چند فقره در بیان طریق بطریق
اجمال می نویسد بگوش هوش استماع فرمایند سیادت پناها طریقیکه اختیار کرده ایم ابتدای سیر آن از قلب است

معاملہ دور فیا لیت شعری ماذا اراد اصحابنا الماتریدیۃ من استقلال العقل فی بعض الامور کاثبات وجود الصانع تعالی و وحدتہ سبحانہ فکلفوا الشاھق الجبل لعابد للصنم لهما وان لم تبلغہ دعوۃ الرسول وحکموا بترک النظر فیھما بکفرہ و خلودہ فی النار و نحن لا نفہم الحکم بالکفر والخلود فی النار الا بعد البلاغ المبین والحجۃ البالغۃ المنوطۃ بارسال الرسل نعم العقل حجۃ من حجج اللہ تعالی لکنہ لیس حجۃ بالغۃ فی الحجۃ یترتب علیہ اشد العذاب سوال اگر شاھق جبل کہ عابد صنم است در دوزخ مخلد نباشد در بہشت خواہد بود و این جائز نیست زیرا کہ دخول بہشت بمشرکان حرام است و ماوای ایشان دوزخ است کما قال اللہ تعالی حاکیا عن عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ و ماواہ النار و واسطہ میان جنت و نار ثابت نشدہ است اصحاب اعراف بعد از چندروز بہ بہشت خواہند رفت پس خلود در جنت است یا در نار این سوال بسیار متعصب است آن فرزندی ارشدی سید اند کہ مدتہا برین فقیر تکرار سوال میکرد و جواب شافی نمی یافت وانچہ صاحب فتوحات مکیہ در حل این سوال گفتہ و بعثت پیغمبری در روز قیامت از برای دعوت این قوم ثابت کردہ و باندازۂ انکار و قبول ایشان آن دعوت را حکم بدوزخ و بہشت نمودہ نزد این فقیر مستحسن نیست چہ آخرت دار جزاست نہ دار تکلیف تا بعثت پیغمبرے نمودہ آید بعد از مدت مدید عنایت خداوندی جل سلطانہ رہنمونی فرمود و حل این معما نمود و منکشف ساخت کہ جماعہ کہ نہ در بہشت مخلد خواہند بود نہ در دوزخ بلکہ بعد از بعث و احیاے اخروی ایشانرا در مقام حساب داشتہ باندازۂ جریمہ معاتب و معذب خواہند ساخت و استیفای حقوق نمودہ در رنگ حیوانات غیر مکلف ایشانرا نیز معدوم مطلق و لاشئے محض خواہند فرمود پس خلود کرا بود و مخلد کدام باشد این معرفت غریبہ را چون در محضر انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات عرض نمودہ شد ہمہ تصدیق آن فرمودند و مقبول داشتند والعلم عند اللہ سبحانہ برین فقیر بسیار گران می آید کہ حکم کنند باآنکہ حضرت حق سبحانہ تعالی باکمال رافت و رحمت خود بندہ را بمجرد عقل کہ مجال خطا و غلط در وی بسیار است بی آنکہ ابلاغ مبین بتوسط انبیا علیہم الصلوات والتحیات فرمایند در آتش مخلد دارد و بعذاب ابدی گرفتار سازد چنانچہ گرانست حکم کردن او را باوجود شرک بخلود جنت کما یلزم من مذہب الاشعری لعدم القول بالواسطۃ بین الجنۃ والنار فالحق بالاعتبار بہ من اعدامہ بعد استیفاء محاسبہ یوم الحشر کما مر و ہمین حکم است نزد فقیر در اطفال مشرکان دار الحرب چہ دخول بہشت منوط بایمانست باصالت یا بتبعیت اگرچہ

دهند یا نه والسلام مکتوب دو صد و پنجاه و هشتم بشریف خان صدور یافت در بیان اقربیت حق تعالی
الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی صحیفهٔ شریفه که از روی کرم نا مزدهٔ فقراء اینجد ود ساخته بودند
بورود آن مبتهج گشت و مسرور گردید جزاکم الله سبحانه خیر الجزاء مخدوما هرچند اقربیت او تعالی بما از ما بنص قطعی
ثابت شده است اما چه توان کرد که او تعالی از عقول و افهام ما و از علوم و ادراکات ما وراء الوراء است
با آنکه دانیم که این درایت در جانب قریب است نه در جانب بعید که او سبحانه از هر نزدیکی نزدیکتر است
حتی که ذات احدیت او را سبحانه نزدیکتر می یابیم از صفاتیکه ما افعال و آثار آن صفاتیم این معرفت ورای
طور نظر عقل است زیرا که عقل از خود نزدیک تر را نتواند تصور نمود مثالیکه توضیح این مبحث نماید هرچند تتبع
نموده آمد پیدا نشد مستند این معرفت نص قطعی است و کشف صحیح مشائخ طریقت از توحید و اتحاد سخن گفته اند و از
قرب و معیت بیان فرموده اند اما از اقربیت او تعالی سکوت ورزیده اند و بیان شافی در آن باب نفرموده
عجائب کار و بار است اقربیت او سبحانه سبب بعدیت ناگشته است هذا الی ان یبلغ الکتاب اجله فافهم فان
کلامنا اشارات و بشارات والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله
الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها مکتوب دو صد و پنجاه و نهم بمخدوم زادگی خواجه محمد سعید که جامع
علوم عقلیه و نقلیه اند و صاحب نسبت علیه در بیان فوائد ارسال رسل و عدم استقلال عقل در معرفت واجب
الوجود تعالی و تقدس و حکم خاص که در باره مشاهق جبل و مشرکان زمان فترة رسل و اطفال مشرکان
دار حرب بیان فرموده اند و در بیان تحقیق بعثت انبیاء در زمین هند از اهل هند در امم سابق و ما نیا سب
ذلک الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق شکر نعمت
ارسال رسل علیهم الصلوات والتسلیمات بکدام زبان بجا آورده شود و بکدام دل اعتقاد منعم آن نموده
آید و جوارح کو که باعمال حسنه مکافات این نعمت عظمی نماید اگر وجود شریف این بزرگواران نمی بود ما
قاصر فهمان را بوجود صانع تعالی و وحدت او جل سلطانه که دلالت می نمود قدماے فلاسفهٔ یونان
با وجود زیرکیهای بوجود صانع جل شانه مهتدی نگشتند و وجود کائنات را به دهر منتسب ساختند و چون
روز بروز انوار دعوت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات ساطع گشت متاخران فلاسفه ببرکت آن انوار
رد مذهب قدماء خود نموده بوجود صانع جل شانه قائل گشتند و اثبات او تعالی نمودند پس عقول ما
بے تائید انوار نبوت ازین کار معزول است و افهام ما بتوسط وجود انبیا علیهم الصلوات و التحیات ازین

توفر دواعی بتواتر منقول نگشت ولیس فلیس زیرا که گوئیم که دعوت این پیغمبران مبعوث عام نبود بلکه دعوت بعضے مخصوص بیکقوم بوده و بعضے دعوت مخصوص بیکقریه و یا بیک بلده بود و تواند بود که حضرت حق سبحانه و تعالی در قومی یا در قریهٔ شخصے را باین دولت مشرف ساخته باشد و آن شخص آن قوم یا اہل آن قریهٔ را دعوت معرفت حق جل شانه کرده باشد که منع از عبادت غیر او تعالی نموده و آن قوم یا اہل قریهٔ انکار او کرده بگفتند و تضلیل و تجہیل او نموده و چون انکار و تکذیب ایشان بنہایت رسیده باشد عذاب حضرت حق جل و علا آمده ایشان را ہلاک کرده باشد و ہمچنین بعد از مدتے پیغمبرے دیگر بقومے یا بقریهٔ مبعوث شده باشد و عامل معہم کما عامل الاول لقومه وفعل بہم ما فعل باوائلہم وہکذا الی ما شاء اللہ تعالی و آثار ہلاکت قری و بلاد در زمین ہند بسیار است و این قوم ہر چند ہلاک شدند اما آن کلمهٔ دعوت در میان اقران آنہا باقیمانده وجعلہا کلمةً باقیةً فی عقبه لعلہم یرجعون خبر نبوت انبیاء مبعوث وقتے بما رسیده که جمع کثیر با ایشان گرویده باشند و قومے پیدا کرده یک کس آمد و چند روز دعوت کرد و گذشت و ہیچکس او را قبول نکرد و دیگرے آمد و ہمین کار را کرد یک کس او را گرویده و دیگرے را دو کس یا سه کس گرویدند خبر از کجا منتشر شود کفار ہمه در مقام انکار بودند و مخالف دین آباء خود را رد می کردند ناقل که بود و به که نقل کنند دیگر الفاظ رسالت و نبوت و پیغمبری از لغات عرب و فارسی آمده بواسطه اتحاد دعوت پیغمبر ما علیه و علی جمیع الانبیاء الصلوات والتسلیمات و این الفاظ در لغت ہند نبوده تا انبیاء مبعوثهٔ ہند را نبی یا رسول یا پیغمبر گویند و باین اسامی ایشان را یاد کنند و ایضاً در جواب آن سوال بطریق معارضه گوئیم که اگر انبیاء در ہند مبعوث نشده باشند و ہم بزبان ایشان با ایشان دعوت نکرده باشند ہر آئینه حکم اینہا حکم شاہق جبل بود با وجود تمرد و دعوے الوہیت بدوزخ نه درآیند و عذاب مخلد ایشان را نشود ہذا والآیة تقضیه العقل السلیم ولا یساعده الکشف الصحیح فانا نشاہد بعض مردتہم فی وسط الجحیم واللہ سبحانه اعلم بحقیقة الحال

مکتوب دو صد و شصتم بحقائق آگاه معارف دستگاه مظہر فیض الٰہی منبع رحمت نامتناہی مخدوم زادگی میان شیخ محمد الصادق سلمه اللہ تعالی صدور یافت در بیان طریقے که حضرت ایشان را بآن طریق ممتاز ساخته اند و متضمن است آن بیان ولایت سه گانه را که ولایت صغری است و آن ولایت اولیاست و ولایت کبرے که ولایت انبیاست و ولایت علیا که ولایت ملاء اعلی و مشتمل است بر بیان افضلیت نبوة بر ولایت ہر ولایت

تبعیت در اسلام باشد چنانچه امر اطفال اهل فترہ است و ایمان در حق اینها مطلق مفقود است پس دخول بهشت
اینها را متصور نباشد و دخول دوزخ و خلود دران مربوط بشرک بعد ثبوت تکلیف و آن نیز در حق اینها
مفقود است فحکمهم حکم البهائم من الاعدام بعد البعث و النشور للحساب و استیفاء الحقوق و همین حکم است در مشرکان
زمان فترۃ رسل که دعوت پیغمبری بایشان نرسیده است ای فرزند این فقیر هر چند ملاحظه نماید و نظر را میدواند
هیچ جائی نمی یابد که دعوت پیغمبری ما علیه و علی آله الصلوۃ و السلام بآنجا نرسیده است بلکه محسوس میگردد که در رنگ
آفتاب همه جا نور دعوت او علیه و علی آله الصلوۃ و السلام رسیده است حتی که در یاجوج و ماجوج نیز که سد حائل
دارند و در امم سابق که ملاحظه میکند کم بقعه می یابد که در انجا بعثت پیغمبری نشده باشد حتی که در زمین هند که دور
ازین معامله مینماید نیز می یابد که از اهل هند پیغمبران مبعوث شده اند و دعوت بصانع جل شانه فرموده اند و در بعضی از
بلاد هند محسوس میگردد که انوار انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات در ظلمات شرک در رنگ مشعلها افروخته اند و اگر
خواهد تعیین آن بلاد هند نماید و می بیند که پیغمبری است که هیچکس او را نگرویده است و دعوت او را قبول
نکرده و پیغمبریست دیگر که یک کس بوی ایمان آورده است و دیگریست که دو کس بوی گرویده اند و بعضی
را سه کس ایمان آورده اند زیاده از سه کس در نظر نیاید که در هند به پیغمبری ایمان آورده باشند تا چار کس امت
یک پیغمبر بوده باشند و آنچه رؤسای کفر هند از وجود واجب تعالی و از صفات او سبحانه و از تنزیهات و تقدیسات
او تعالی نوشته اند همه مقتبس از انوار مشکوۃ نبوت است چه در هر یک عصری در امم سابقه نبی از انبیا گذشته
است و از وجود واجب تعالی و از صفات ثبوتیه او سبحانه تعالی و از تنزیهات و تقدیسات وی سبحانه تعالی خبر کرده
و اگر نه وجود شریف این بزرگواران بودے عقل لنگ کور این بیدولتان که ملوث بظلمات کفر و معاصی است
کے باین دولت مهتدی شدے عقول ناقصه این بیدولتان نفی حد ذاته بالوهیت خود حاکم اند و غیر از خود
آلهی اثبات می کنند چنانکه فرعون مصر گفته ما علمت لکم من اله غیری و نیز گفته لئن اتخذت الها غیری
لاجعلنک من المسجونین و چون از اخبار انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات معلوم کردند که عالم را صانعی است
واجب الوجود تعالی بعضی ازین بیدولتان برتبه ادعاء خود اطلاع یافته بتقلید و تستر
اثبات صانع نموده اند و او را در خود حال او ساری دانسته اند و باین حیله مردم را
بپرستش خود خوانده تعالی الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا این جا کوته اندیشی سوال نکند
که اگر در زمین هند مبعوث می شد هر آئینه خبر بعثت ایشان نیز بما میرسید بلکه آن خبر از جهت

(ف) در زمین هند پیغمبران مبعوث شده اند ۱۲

دارد ہر جزئی آن صفت حقیقت شخص است از اشخاص غیر انبیا کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام ومبادی
تعینات انبیاء و ملائکہ اصول این ظلال است یعنی کلیات این جزئیات مفصلہ مثلاً صفۃ العلم وصفۃ القدرۃ
وصفۃ الارادۃ وغیرہا وبسیارے از اشخاص در یک صفت کہ مبدأ تعین است شرکت دارند باعتبارات
مختلفہ مثلاً مبدأ تعین خاتم الرسل شان العلم است و ہمان صفۃ العلم باعتبارے مبدأ تعین حضرت ابراہیم
است علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ ونیز آن صفت باعتبارے مبدأ تعین حضرت نوح ست علی نبینا وعلیہم
الصلوات والتسلیمات وتعیین این اعتبارات در مکتوب خواجہ محمد اشرف ذکر یافتہ است و آنکہ
بعضے از مشائخ گفتہ اند حقیقت محمدی تعین اول ست کہ حضرت اجمال است و مسمی بوحدت مراد ایشان انچہ
برین فقیر ظاہر ساختہ اند واللہ سبحانہ اعلم مرکز ہمین دائرۂ ظل ست این دائرہ ظل را تعین اول انگاشتہ
اند و مرکز او را اجمال دانستہ بوحدت نامیدہ اند وتفصیل آن مرکز را کہ محیط این دائرہ است واحدیت
گمان بردہ اند و مقام فوق دائرہ ظل را کہ دائرہ اسما و صفات است ذات بیچون کہ برا ست از تعین
تصور نمودہ نہ اینچنین است بلکہ گوئیم کہ مرکز این دائرہ ظل ظل مرکز دائرہ فوق انست کہ اصل وست
و مسمی است بدائرہ اسما و صفات و شیون و اعتبارات فی الحقیقت حقیقت محمدی مرکز این دائرہ اصل
است کہ اجمال اسما و شیونات است وتفصیل اسما و صفات درین دائرہ مرتبہ احدیت است و
اطلاق وحدت و احدیت در مرتبہ ظلال اسما نمودن مبنی بر اشتباہ ظل است باصل و ازین قبیل ست
یا اطلاق سیر فی اللہ دران موطن چہ فی الحقیقت آن سیر داخل سیر الی اللہ ست ہذا بعد از آن اگر عروجی در
دائرہ اسما و صفات کہ در اصل این دائرہ ظل ست بطریق سیر فی اللہ واقع شود شروع در کمالات ولایت
کبری خواہد بود و این کمالات کبری مخصوص بانبیا است علیہم الصلوات والتسلیمات بالاصالۃ وبتبعیت
ایشان باصحاب کرام ایشان نیز باین دولت رسیدہ ونصف سافل این دائرہ متضمن اسما و صفات زائدہ است
ونصف عالی آن مشتمل بر شیون و اعتبارات ذاتیہ نہایت عروج پنجگانہ عالم امر تا نہایت این دائرہ اسما و شیونات
است بعد ازان اگر بمحض فضل یزدی جل شانہ از مقام صفات و شیونات ترقی واقع شود سیر
در دائرہ اصول انتہا خواہد بود و از گذشت این دائرہ اصول دائرہ اصول آن اصول ست بعد از طے
آن دائرہ قدسی دائرہ فوق ظاہری خواہد بود آنرا نیز قطع باید نمود وچون ازان دائرہ فوق
جز از قوسی ظاہر نشد ہمان قوس اقتصار نمودہ آید درینجا سری خواہد بود بران سر اطلاع نہ بخشیدہ اند

که باشد و بیان لطائف عشرهٔ انسانی که پنج ازان از عالم امرست و پنج دیگر از عالم خلق که نفس و عناصر اربعه باشند باکمالاتیکه مخصوص بهر کدام ازین لطائف است و بیان افضلیت عالم خلق بر عالم امر با بیان کمالاتیکه مخصوص به عنصر خاک است و بیان علوم و معارف غریبه که مناسب هر مقام ست و امثال ذلک بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی سید المرسلین و علی آله و اصحابه الطیبین الطاهرین - بدان ای فرزند اسعد که الله تعالی و سبحانه که پنجگانه عالم امر قلب و روح و سر و خفی و اخفی که اجزاء عالم صغیر انسانی است اصول اینها در عالم کبیر ست در رنگ عناصر اربعه که اجزاے انسانست اصول خود در عالم کبیر دارد و ظهور اصول آن پنجگانه فوق العرش ست که بلامکانیت موصوف است ازینجا است که عالم امر را لامکانی گویند دائره امکان چه خلق و چه امر و چه صغیر و چه کبیر بنهایت این اصول تمام شود و امتزاج عدم بوجود که منشاء امکانست درین موطن منتهی گردد و چون سالک رشید محمدی المشرب پنجگانه عالم امر را به ترتیب طی کرده سیر در اصول اینها که در عالم کبیر است فرماید - و به بلند فطرتی بلکه بمحض فضل ایزد جل شانه آن همه را بترتیب و تفصیل طے کرده به نقطهٔ آخر آن برسد هر آئینه دائره امکان را بالسیر الی الله تمام کرده باشد و اطلاق اسم فنا بر خود حاصل کرده شروع در ولایت صغرا که ولایت اولیاست نموده بود و بعد ازان اگر سیر در ظلال اسماء وجوبی تعالت و تقدست که فی الحقیقت آن ظلال اصول این پنجگانه عالم کبیر ست و شائبه عدم انجاراه نیافته واقع شود و آن همه را بفضل خداوندی جل سلطانه بطریق سیر فی الله طی کرده بنهایت آن برسد دائره ظلال اسماء وجوبی را نیز تمام کرده باشد و وصول بمرتبهٔ اسماء و صفات واجبی جل سلطانه حاصل نموده بود و نهایت عروج ولایت صغری تا اینجا است و درین موطن شروعی در حقیقت فنا متحقق میگردد و قدمی در بدایت ولایت کبری که ولایت انبیاست علیهم الصلوات والتسلیمات نهاده می آید باید دانست که این دائره ظل متضمن مبادی تعینات خلائق ست سوای انبیاء کرام و ملائکه عظام علیهم الصلوة والسلام و ظل هر اسم مبداء تعین شخصے ست از اشخاص حتی که مبداء تعین حضرت صدیق رضی الله عنه که افضل بشر است بعد از انبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات نقطهٔ فوق این دائره است و آنکه گفته اند که چون سالک باسمی که مبداء تعین اوست برسد سیر الی الله را تمام کرده باشد مراد ازان اسم ظل اسم آلهی جل شانه باید داشت و جزئی از جزئیات آن اسم نه اصل آن اسم و این دائره ظل فی الحقیقت تفصیل مرتبه اسماء و صفات است مثلا علم صفتے است حقیقی که جزئیات دارد و تفصیل آن جزئیات ظلال صفت ست که باجمال مناسبت

ف بیان دائره ولایت صغری و ولایت کبری و ولایت علیا ۱۲

مدت مدیده را در طرفة العین میسر آرد ع باکریمان کارہا دشوار نیست ہمچنین گفته است که دائره اسما وصفات
وشیون واعتبارات را طی کرده سیر در اصول اینها نماید طی کردن جمیع اسما وصفات وشیون واعتبارات در
گفتن آسان است ودر طی کردن مشکل از صعوبت این طی مشایخ فرموده اند منازل الوصول لا ینقطع ابد الآبدین
ومنع نموده اند تمامی سیر این مراتب را ع نه حسنش غایتی دارد نه سعدی را سخن پایان ۔ بمیرد تشنه
مستسقی ودریا ہمچنان باقی ۔ گمان نکنی که عدم انقطاع مراتب وصول باعتبار ذاتیه گفته باشند باعتبار
تجلیات صفاتیه مراد از حسن حسن ذاتی داشته باشند نه حسن صفاتی زیراکه گوئیم که آن تجلیات ذاتیه بیملاحظهٔ
شیون واعتبارات نیست وآن حسن ذاتی بی روپوش صفات جمالیه نه چه گفت وگو را بلی این روپوش
در انموطن مجال نیست من عرف الله کل لسانه وتجلی نحوی از ظلیت میطلبد پس از ملاحظه شیون در آنمقام
چاره نبود پس آن منازل وصول ومراتب حسن داخل ہمان دائره اسما وشیونات است که انقطاع
آن نزد ایشان متعسر است وامریکه برین درویش ظاهر ساخته اند ماورای تجلیات وظهورات است چه تجلی
ذاتی وچه تجلی صفاتی وورای حسن وجمال است چه حسن ذاتی وچه حسن صفاتی بالجمله مطالب بلند ومقاصد ارجمند را
در سلک عبارات محقره بطریق اجمال انتظام نموده است ودریا ہای بی نہایت را در کوزہای چند درآورده
ولا تکن من القاصرین بر سر اصل سخن رویم گوئیم که بعد از حصول دو جناح اسم الظاهر واسم الباطن چون طیران
میسر شد وعروجات واقع گشت معلوم شد که این ترقیات بالاصالہ نصیب عنصر ناری است وعنصر ہوائی وعنصر
آبی که ملائکه کرام را علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات نیز ازین عناصر سه گانه نصیب است چنانکه وارد
شده است که بعضی از ملائکه از نار وثلج مخلوق اند وتسبیح ایشان سبحان من جمع بین النار والثلج است
ودر اثنای این سیر در واقع نمودند که گوئیا بسرای میروم از بسیاری رفتن سخت درمانده شده ام
آرزوی چوب وعصا دارم که بمدد آن شاید توانم راه رفت میسر نمیشود وبہر خس وخاشاک دست
می اندازم که تقویت راه رفتن بنماید چاره ندارم غیر از راه رفتن وچون مدت باین حال سیر نمودم
فنای شہری ظاهر شد بعد از طی مسافت آن فنا دخول بآنشہر واقع شده معلوم کردند که این شہر
عبارت از تعین اول است که جامع جمیع مراتب اسما واصول صفات وشیون واعتبارات
است ونیز جامع است مر اصول این مراتب را واصول اینها را ومنتهای عبارات ذاتیه است که تمائز آنها
بعلم حصولی مناسب است بعد ازان اگر سیر واقع شود مناسب علم حضوری خواهد بود ای فرزند

واین اصول سه گانه اسماء وصفات که مذکور شد بمجرد اعتبارات اند در حضرت تعالی وتقدس که مبادی صفات
وشیونات گفته حصول کمالات این حصول سه گانه مخصوص بنفس مطمئنه است وحصول اطمینان مرادرا درین موطن
میسر میگردد ودر همین مقام شرح صدر حاصل میشود وسالک باسلام حقیقی مشرف میگردد وهمین موطن است که مطمئنه
بر تخت صدر جلوس میفرماید بمقام رضا ارتفاع مینماید موطن نهائی ولایت کبری است وولایت انبیا است
علیهم الصلوات والتسلیمات وچون سیر را تا باینجا رسانند موهم شد که مگر کار را تمام کرده باشند ندا در دادند که
این همه تفصیل اسم ظاهر بوده که یک بازوی طیران است و اسم باطن هنوز در پیش است که بازوی دوم ست
از برای طیران عالم قدس چون آن را بتفصیل بانجام رسانی دو جناح از برای طیران طیار کرده باشی چون
بعنایت الله سبحانه سیر اسم باطن نیز بانجام رسید دو جناح طیران میسر شد الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی
لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق ای فرزند از سیر اسم الباطن چه نویسد که مناسب حال آن سیر استتار
تبطن است اینقدر راز مقام وامی نماید که سیر در اسم الظاهر سیر در صفات است بی آنکه در ضمن آنها ذات
ملحوظ گردد تعالی وتقدس وسیر در اسم الباطن نیز هر چند سیر در اسما است اما در ضمن آنها ذات ملحوظ است
وآن اسما در رنگ سپرها اند که روپوش حضرت ذات تعالی وتقدس گشته مثلاً در صفت العلم ذات تعالی
اصلا ملحوظ نیست ودر اسم آن علیم ملحوظ ذاتست تعالی در پس پرده صفت زیرا که علیم ذاتی است که
مر او را علم ست فالسیر فی العلم سیر فی الاسم الظاهر والسیر فی العلیم سیر فی الاسم الباطن وقس علی هذا سائر
الصفات والاسماء واین اسماء باسم الباطن تعلق دارد ومبادی تعینات ملائکه ملاء اعلی است علی نبینا و
علیهم الصلوات والتحیات وشروع سیر درین اسماء نمودن وقدم نهادن در ولایت علیا که ولایت ملاء اعلی
و فرقی که درمیان علم وعلیم در بیان اسم الظاهر واسم الباطن نموده آید که آن فرق را اندک خیال نکنی ونگوئی که
از علم تا علیم اندک راه ست لا بلکه فرقی که درمیان مرکز خاک محدب عرش است نسبت بآن فرق حکم
قطره دارد ونسبت بدریای محیط در گفت نزدیک ودر حصول دور دراز این قبیل است ذکر مقاماتیکه
بر سبیل اجمال در بیان می آید مثلا گفته شده است که بنجگانهٔ عالم امر را طی کرده سیر اصول اینها نماید تا
دائره امکان تمام شود ودرین عبارت سیر الی الله بتمام ذکر یافته است وحصول ازین سیر بتقدیر
به مدت پنجاه هزار ساله راه نموده کریمهٔ تعرج الملائکة والروح فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة
رمزی ازین معنی مینماید غایت ما فی الباب جذب عنایت جل سلطانه نزدیک است که کار این

نشود دام باز چینن ؎ اینجا همیشه باد بدست است دام را ؛ فهو سبحانه بعد وراء الوراء ثم وراء الوراء ؎ هنوز ایوان استغنا بلند است ؎ مرا فکرے رسیدن ناپسند است ؎ آن ورائیت نه باعتبار وجوب حجب است چه حجب تمام مرتفع گشته است بلکه باعتبار ثبوت عظمت و کبریائی است که مانع ادراک است ومنافی وجدان فهو سبحانه اقرب فی الوجود وابعد من الوجدان آرے بعضے از کمل مردان باشند که دران سرادقات عظمت و کبریائی بطفیل انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات ایشانرا جادهند ومحرم بارگاه سازند فعومل معهم ما عومل معهم ای فرزند این معامله مخصوص بهیات وحدانی انسانی است که از مجموع عالم خلق وعالم امر ناشے گشته است مع ذلک درنیموطن نیز رئیس همه عنصر خاک است وانکه گفته لیس وراءه الا العدم المحض زیرا که بعد از تمامی مراتب وجود خارجی ووجود علمی حصولی است که نقیض او ست وذات الله سبحانه وراء این وجود وعدم است همچنانکه عدم راآنجا راه نیست وجود رانیز گنجایش نه زیرا که وجودیکه عدم بر نقاضت او برپا باشد چه شایان آنحضرت است جل سلطانه واگر اطلاق وجود درانمرتبه کنیم از تنگی عبارت مراد وجودی خواهد بود که عدم را باو مجال نقاضت نباشد وانچه این فقیر در بعضے مکاتیب خود نوشته است که حقیقت حضرت حق سبحانه وتعالی وجود محض است از نارسائی خود نوشته است بحقیقت اینمعامله وازین قبیل است بعضے از معارف که در توحید وجودی وغیر آن نوشته سرش عدم اطلاع بوده است وچون از حقیقت کار آگاه ساختند از انچه در ابتداء ووسط نوشته است وگفته نادم ومستغفر گشته استغفر الله واتوب الی الله من جمیع ما کره الله سبحانه وتعالی ازین بیان لائح گشت که کمالات نبوت در مراتب صعود ست وایضا در عروجات نبوة رو بحق است سبحانه نه آنچنانکه اکثری گمان برده اند که در ولایت رو بحق است سبحانه وتعالی ودر نبوة رو بخلق وولایت در مراتب عروج است ونبوة در مدارج نزول ازینجا توهم کرده اند که ولایت افضل از نبوة بود آرے هرکدام ولایت ونبوة را عروجی است وهبوطی در عروج هردو را رو بحق است سبحانه وتعالی ودر هبوط رو بخلق غایت مافی الباب در مرتبه هبوط ولایت بکلیه رو بخلق نیست بلکه باطنش بحق است وظاهرش بخلق سرش آنست که صاحب ولایت مقامات عروج را تمام ناکرده نزول نموده است لاجرم نگرانی فوق همه وقت دامنگیر اوست ومانع توجه اوست کلیه بخلق بخلاف صاحب نبوة که مقامات عروج را تمام کرده هبوط فرموده است لهذا بکلیت خود متوجه دعوت خلق است بحق جل وعلا فافهم فان هذه المعرفة الشریفة ومثالها لما تکلم بها احد باید دانست که در مراتب عروج چنانکه عنصر خاک از همه بالاتر

ف ۱ در افضلیت نبوة بر ولایت وبنای قول بعضی بافضلیت ولایت بر نبوة

اطلاق علم حصولی و علم حضوری در آنحضرت جل سلطانه باعتبار تمثیل و تنظیر است زیرا که صفاتی که وجود آنها زائد
است بر وجود ذات تعالی و تقدس علم آنها مناسب علم حصولی است و اعتبارات ذاتیه که اصلا زیادتی آنها
بر ذات تعالی و تقدس متصور نیست علم آنها مناسب علم حضوری والا فلیس ثمه الا تعلق العلم بالمعلوم
من غیر ان یحصل من المعلوم فیه شئ فافهم و این تعین اول که آن ظهر جامع کنایت ازوست جامع جمیع ولایت
انبیاء کرام و ملائکه عظام است علیهم الصلوات والتسلیمات و منتهای ولایت علیاست که مخصوص بملاء اعلی
است بالاصالة درینمقام ملاحظه نموده آید که آیا این تعین اول حقیقت محمدی است یا نه معلوم شد که حقیقت
محمدی همانست که بالا ذکر یافته است و آنرا تعین اول گفتن باعتبار آنست که آن مرکز ظل این تعین اول
است باعتبار جامعیت اسما و صفات و شیون و اعتبارات و سیرے که فوق آن سیر واقع شود شروع
در کمالات نبوة خواهد بود و حصول این کمالات مخصوص بانبیا است علیهم الصلوات والتحیات و ناشئی از مقام
نبوت است کمل تابعان انبیا را نیز به تبعیت ازان کمالات نصیب است و در میان لطائف انسانی
حظ وافر ازین کمالات بالاصالة عنصر خاک راست و سائر اجزا انسانی چه از عالم امر و چه از عالم خلق درینمقام
تابع آن عنصر پاک اند و بطفیل او بانید ولت مشرف اند و چون این عنصر مخصوص به بشر است ناچار
خواص بشر از خواص ملک افضل گشتند چه آنچه این عنصر را میسر شده است هیچکس را میسر نشده و بعد
از و نوحقیقت تدلی از نیموطن بظهور می آید و سر قاب قوسین او ادنی اینجا انکشاف می یابد و درین سیر معلوم
میگردد که کمالات جمیع ولایات چه ولایت صغری و چه ولایت کبری و چه ولایت علیا همه ظلال کمالات مقام
نبوة اند و آن کمالات شبح و مثال اند مر حقیقت این کمالات را و لائح میگردد که نقطه که در ضمن این سیر قطع
مییابد زیاده از جمیع کمالات مقام ولایت است پس قیاس باید کرد که جمیع این کمالات را چه نسبت بود
جمیع کمالات ما تقدم دریاے محیط را نیز نسبتے است بقطره در اینجا آن نسبت هم مفقود است مگر آنکه گوئیم
نسبت مقام نبوة بمقام ولایت همچون نسبت غیر متناهی است به متناهی سبحان الله جاهلی ازین سیر میگوید الولایة
افضل من النبوة و دیگرے از عدم آگاهی اینمعامله در توجیه میگوید ولایة النبی افضل من النبوة کبرت کلمة تخرج من
افواههم و چون بعنایت الله سبحانه و صدقة حبیبه علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات این سیر را نیز بانجام رسانید
مشهود گشت که اگر بالفرض قدم دیگر در سیر افزاید در عدم محض خواهد افتاد اذ لیس ورائه الا العدم المحض
ای فرزند ازین ماجرا در توهم نیفتی که عنقا در شکار آمد و سیمرغ در دام افتاد ؎ عنقا شکار کس

که از کمالات اخفی که نهایت مراتب امر ست نیز نصیب داشته باشد اما معامله اخفی را بانجام نرساند و
بنقطهٔ آخرا و منتهی نشود بلکه در ابتداء او یا در وسط او ماند و چون در اخفی کوتهی کند در اصول آن نیز باندازه آن
کوتهی خواهد کرد و کار را بانجام نخواهد رسانید و همین نسبت در باقی چهارگانه عالم امر که تمامی استعداد هر مرتبه وابسته
بوصول است بنقطهٔ آخر آن مرتبه ابتداء و وسط از نقص خبر میدهد اگرچه برابر مو از نهایت کوتهی کند ؎
فراقِ دوست اگر اندک است اندک نیست ؛ درون دیده اگر نیم موست بسیار است ؛ و این کوتهی در اصول
وصول اصول نیز سرایت خواهد کرد و از اصول بمطلب باز خواهد داشت و آنکه گفتم که این بیان مخصوص بمحمدی
المشرب است زیرا که غیر محمدی المشرب کسی باشد که کمال و مقصور بر درجه اولی باشد از درجات
ولایت و مراد از درجه اولی مرتبه قلب دیگری بود که کمال او مقصور بر درجه ثانی باشد از درجات ولایت
که مقام روح است و شخص ثالث باشد که نهایت عروج کمال او تا درجه ثالث بود که مقام سر است و شخصی
رابع بود که نهایت کمال او تا درجهٔ رابع باشد که مقام اخفی است درجه اولی را مناسبت بتجلی صفات
افعال است و درجهٔ ثانیه را بتجلی صفات ثبوتیه ذاتیه و درجه ثالث را بشیئون و اعتبارات ذاتیه مناسبت
و درجهٔ رابع بصفات سلبیه که مقام تقدیس و تنزیه است مناسبت دارد و هر درجه از درجات ولایت
زیر قدم نبی است از انبیاء اولی العزم درجهٔ اولی از ولایت زیر قدم حضرت آدم است علی نبینا
و علیه الصلوة والسلام رب او صفت تلوین است که منشاء صدور افعال است و درجهٔ ثانیه زیر قدم
حضرت ابراهیم است و حضرت نوح نیز درین مقام مشارکت دارند علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات
و رب ایشان صفت العلم است که اجمع صفات ذاتیه است و درجهٔ ثالث زیر قدم حضرت موسی علی
نبینا و علیه الصلوة والسلام و رب او از مقام شیونات شان الکلام است و درجهٔ رابع زیر قدم حضرت عیسی
است علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و رب او از صفات سلبیه است نه ثبوتیه که موطن تقدیس و تنزیه است
و اکثر ملائکه کرام علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام درین موطن مشارکت بحضرت عیسی دارند و شان عظیم الشان را
درین مقام حاصل است و درجهٔ خامس زیر قدم خاتم الرسل است علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات و رب او
علیه الصلوة والسلام رب الارباب است که جامع صفات و شیونات و تقدیسات و تنزیهات
است و مرکز دائرهٔ این کمالات است و در مرتبهٔ صفات و شیونات تعبیر ازان رب جامع بشان العلم مناسب است که
این شان عظیم الشان جامع جمیع کمالات است و بهمین مناسبت ملت او علیه الصلوة والسلام ملت حضرت ابراهیم گشت

در منازل هبوط آن عنصر از همه پایان تر فرود می آید چرا پایان تر فرود نیاید که مکان طبعی آن همه پایان تر است

وچون از همه پایان تر فرود آید ناچار دعوت صاحب آن اتم بود و افادهٔ آن اکمل باشد بدان ای فرزند

چون طریقه نقشبندیه ابتداء سیر از قلب بود که از عالم امر است ابتداء سخن از عالم امر نموده آید بخلاف سائر

طرق مشائخ کرام که شروع در تزکیهٔ نفس مینمایند و تطهیر قالب می فرمایند بعد از آن بعالم امر می در آیند و الی

ماشاء الله تعالی آنجا عروج مینمایند از انجاست نهایت دیگران در بدایت این بزرگواران اندراج یافته است

و این طریق اقرب گشته است چه حصول تزکیه و تطهیر در ضمن این سیر ایشان بوجه احسن میسر شده است که مسافت

کوتاه گشته لاجرم این بزرگواران سیر عالم خلق را قصداً ضائع دانسته اند بیکار شمرده اند لا بلکه مضر و مانع

وصول بمطلب یقین نموده اند زیرا که سالکان طریق بقدم تزکیه و بریاضات شاقه و مجاهدات شدیده قطع

بادیه هاے صورت عالم خلق نموده چون شروع در سیر عالم امر فرمایند و در انجذاب قلبی التذاذ روحی افتند

بسیار است که باین انجذاب قناعت کنند و باین التذاذ کفایت ورزند و مظنهٔ لا مکانیت این عالم دامنگیر

شان شود و شائبهٔ بیچونی آن عالم از بے چون حقیقی باز دارد مگر درینمقام سالکی گفته است سی سال روح را

بخداے پرستیدم و دیگری گفته که سر استواء و ظهور تنزیه فوق العرش از معارف غامضه است و از بیان

سابق معلوم شده است که آن تنزیه نیز داخل دائرهٔ امکان است تنزیه نماست فی الحقیقت تشبیه است

بخلاف بزرگواران این طریقهٔ علیا که شروع از مقام جذبه مینمایند و بمدد التذاذ ترقیات میفرمایند این انجذاب

والتذاذ در حق ایشان در رنگ ریاضات و مجاهدات است در حق دیگران پس آنچه دیگران را مانع وصول

است این بزرگواران را ممد و معاون لا مکانیت عالم امر را عین مکانیه تصور نموده بلا مکانی حقیقی توجه میفرمایند

و بیچونی آن عالم را عین چون دانسته به بیچون حقیقی ارتقا مینمایند لاجرم بغرور وجد و حال در رنگ دیگران

مفتون نمیگردند و بجوز و مویز این راه بر مثال طفلان گول نمی شوند و به ترهات صوفیه مباهات نمیکنند و

به شطحیات مشائخ افتخار نمی نمایند متوجه باحدیت صرف اند و از اسم و صفت جز ذات مقدس نمی خواهند

باید دانست که این عروج که در ما تقدم ذکر یافته است مخصوص بمحمدی المشرب است که تام الاستعداد است

که از کمالات جواهر خمسهٔ عالم امر نصیب کامل دارد چه از عالم صغیر و چه از عالم کبیر همچنین از اصول آن

پنجگانه که ظلال اسمای وجوبی است حظ وافر دارد و همچنین از وصول آن ظلال که مقام اسماء

و صفات است و آنکه گفتم که تام الاستعداد بود زیرا که نبا است که به مظاهر محمدی المشرب بود

نهایت دیگران در بدایت این بزرگواران اندراج یافته است ۱۲

یس لعیسیٰ علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام تلک الجسامۃ والشان فعلمنا ان التفاوت فی ذلک لموطن بامر آخر دراء ذلک العلو والسفل وبہا انا اجتبہ من بعد مفصلاً انشاء اللہ تعالیٰ الحسن توفیقہ وکمال منہ وکرمہ تعالیٰ

وکذلک وجدنا التفاوت بین خلیل الرحمان وسائر الانبیاء غیر خاتم الرسل علیہم الصلوات والتسلیمات فی الکمالات التی تتعلق بحقیقت الکعبۃ الربانیۃ التی ہی فوق جمیع الحقائق البشریۃ والملکیۃ فان للخلیل ثم شانا عظیما ومرتبۃ رفیعۃ لم تیسر لاحد ذلک الشان والرتبۃ درین مقام شگرف کہ مناسب مقام ظہور سرادقات عظمت وکبریائی است کمالات مرکز آن مقام کہ مقام اجمال است نصیب خاتم الرسل است و باقی ہمہ مفصل بحضرت خلیل مسلم ہر کہ دیگر است درآنجا طفیلی ایشانست از انبیا وکمل اولیاء علیہم الصلوات والتسلیمات مانا کہ حضرت پیغمبر ما علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام تفصیل آن اجمال طلب فرمودہ اند آنہا کہ تشبیہ دادہ اند صلوات وبرکات مسئول خود را بصلوات وبرکات حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات و بدین فقیر ظاہر ساختہ اند کہ بعد از مضے ہزار سال آن تفصیل ایشانرا نیز میسر شد و مسئول مجاب گشت الحمد للہ سبحانہ علے ذلک وعلی جمیع نعمائہ وکمالات آن مقام عالے فوق کمالات ولایات وکمالات نبوت ورسالت است چرا فوق نباشد کہ آن حقیقت مسجود الیہا است مر انبیاء کرام و ملائکہ عظام را علیہم الصلوات والتحیات وانچہ این فقیر در رسالہ مبداء ومعاد نوشتہ است کہ حقیقت محمدی از مقام خود عروج نمودہ بمقام حقیقت کعبہ کہ فوق اوست رسیدہ متحد گردد وحقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد آن حقیقت کعبہ ظلے از ظلال این حقیقت بودہ در وقت عدم ظہور این حقیقت ہمہ آنرا حقیقت انگاشتہ این اشتباہ بسیار واقع میشود کہ ظل را در وقت عدم ظہور اصل اصل می انگارد و بحقیقت می نامد از انجاست کہ یک مقام چند مرتبہ ظاہر میشود وسرش آنست کہ ظہورات آنمقام باعتبار ظلال آنمقام است فی الحقیقت حقیقت آنمقام ہمان ست کہ در مرتبہ اخیر ظاہر شدہ است اگر گویند از کجا معلوم شود کہ این مرتبہ مرتبہ اخیر ظہورات اوست تا بحقیقت دانستہ شود گوئیم کہ حصول علم بظلیت ظہورات سابق شاہد عدل است بر آخریت آن ظہور چہ این علم در وقت ظہورات سابق حاصل نیست بلکہ ہر ظہور را حقیقت میدانند کہ ہیچ یکے را ظلال نمی انگارد اگرچہ میدانند کہ اختلاف این حقائق از کجا آمدہ است فافہم ای فرزند از معارف سابق معلوم شد کہ کمالاتیکہ بعالم امر تعلق دارند مقدمات اند و معارج مر کمالاتے را کہ بعالم خلق متعلق اند وکمالات اولی از ظلیت خالی نیستند ومخصوص اند بمقامات

و قبلہ او قبلۂ او علیہما الصلوات والتسلیمات باید دانست کہ تفاضل اقدام ولایت نہ باعتبار تقدم و تاخر درجات است تا صاحب اخفی افضل باشد از دیگران و علی ہذا القیاس بلکہ باعتبار قرب باصل و بعد ست از اصل وطی منازل درجات ظلال کثرت و قلت پس روا بود کہ صاحب قلت باعتبار قرب باصل افضل باشد از صاحب اخفی کہ آن قرب پیدا نکردہ ست کیف و ولایۃ النبی التی فی الدرجۃ الادنی من الولایۃ افضل قطعا من ولایۃ الولی الذی فی الدرجۃ الاخری سے پوشیدہ نماند کہ سلوک لطائف بترتیب مذکور کہ از قلب بروح روند و از روح بسر و از سر بخفی و از خفی باخفی نیز مخصوص بمحمدی المشرب ست کہ بترتیب این پنجگانۂ عالم امر را تمام ساختہ بترتیب در اصول اینہا سیر نمایند بعد از ان در اصول اصول ہمین ترتیب را مرعی داشتہ کار بانجام میرسانند و این راہ بترتیب مذکور شاہ راہ است مر وصول را و صراط مستقیم است مر متوجہان احدیت را بخلاف ولایات دیگر کہ در آنجا گویا از ہر درجہ نقبی کندہ اند و تا بمطلوب رسانیدہ اند از مقام قلب نقبی کندہ اند و بصفات افعال کہ اصل اصل وست رسانیدہ و ہمچنین از مقام روح گوئیا نقبی کندہ اند و بصفات ذاتیہ رسانیدہ و علے ہذا القیاس و شک نیست کہ افعال و صفات و تعالے از ذات او منفک نیست اگر انفکاک است در ظلال است پس در آن موطن واصلان افعال و صفات را نیز نصیبے از تجلیات ذات بیچون تعالے و تقدس حاصل خواہد شد چنانچہ صاحب خفی را بعد از تمامی کار را نیز دولت میسر خواہد شد اگرچہ تفاوت باعتبار علو و سفل باقی خواہد ماند و صاحب قلب با صاحب اخفی برابری نخواہد جست اما اینجا غلط نکنی کہ این تفاوت درمیان اولیاء بایکدیگر متصور است کہ صاحب ولایت قلب دون است از صاحب ولایت اخفی بعد از وصول ہر دو مرتبہ کمال ما اولیاء را نسبت با انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات این تفاوت مفقود است زیراکہ ولایت نبی کہ از مقام قلب ناشی شدہ است افضل است از ولایت ولی کہ از مقام اخفی ناشے گشتہ است اگرچہ آن ولی کمالات اخفی را بانجام رسانیدہ باشد و سر این صاحب ولایت ہمیشہ زیر قدم نبی آن ولایت است قال اللہ سبحانہ تعالی و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون و ان جندنا لہم الغالبون آرے این تفاوت درمیان انبیاء بایکدیگر متصور است و صاحب علو افضل است از صاحب سفل لیکن این تفاوت در انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات نیز با خر دائرہ کمالات عالم امر است بعد از ان تفاضل مربوط باین علو و سفل نیست تواند کہ صاحب این سفل دران موطن افضل باشد از صاحب این علو کما شاہدنا التفاوت فی ذلک الموطن بین موسی و عیسی علے نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات فان موسی جسیم جسیم ذو شان عظیم

کہ از عالم خلق ست وانچہ نصیب عالم امر ست از اعمال نافلہ است پس قربیکہ ثمرۂ ادای این اعمال ست باندازۂ اعمال
خواہد بود پس ناچار قربیکہ ثمرۂ ادای فرائض ست نصیب عالم خلق باشد و قربیکہ ثمرۂ ادای نوافل ست نصیب عالم امر
و شک نیست کہ نفل باندازۂ فرض ہیچ اعتدادی نیست کاشکی حکم قطرہ داشت نسبت دریاے محیط بلکہ نفل را
باندازۂ سنت نیز ہمین نسبت ست اگرچہ درمیان سنت و فرض نیز نسبت قطرہ و دریا ست پس تفاوت
درمیان دو قرب ازینجا قیاس باید کرد و مزیت عالم خلق را بر عالم امر ازین تفاوت باید دانست اکثر خلائق
چون ازین معنے نصیب ندارند فرائض را خراب ساختہ در ترویج نوافل میکوشند صوفیۂ خام ذکر و فکر را از اہم مہام
دانستہ در اتیان فرائض و سنن مساہلات می نمایند و اربعینات و ریاضات اختیار نمودہ ترک جمعہ و جماعت میکنند
نمی دانند کہ ادای یک فرض بجماعت از ہزاران اربعین ایشان بہتر ست آرے ذکر و فکر با مراعات آداب
شرعیہ بہتر و مہم تر ست و علماء بی سرانجام نیز در ترویج نوافل سعی دارند و فرائض را خراب و ابتر میسازند
مثلاً نماز عاشورا کہ از حضرت پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات بصحت نہ پیوستہ است
بجماعت و جمعیت تمام میگذارند و حال دیگر میدانند کہ روایات فقہیہ بکراہت جماعت نافلہ ناطق ست
و در ادای فرائض کسل می ورزند کم ست کہ فرض را در وقت مستحب ادا نمایند بلکہ از اصل وقت ہم تجاوز
میکنند و بجماعت نیز چندانی تقید ندارند بیک کس یا بدو کس در جماعت قناعت دارند بلکہ بیساخت
کہ بتنہائی کفایت کنند ہرگاہ مقتدایان اسلام اینمعاملہ نمایند از عوام چہ گوید از شومی این عمل ضعف
در اسلام پیداست و از ظلمت این کردار ہوای بدعت ہویدا ست ؎ اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست ؂ و ایضاً ادای نوافل قرب ظلی از ظلال می بخشد و ادای فرائض
قرب اصلی کہ شائبۂ ظلیت ندارد مگر نوافل کہ براے تکمیل فرائض ادا کردہ شود آن نیز ممد و معاون
قرب اصل ست و از ملحقات فرض پس ناچار ادای فرائض مناسب عالم خلق بود کہ با صل متوجہ ست و
ادای نوافل مناسب عالم امر کہ رو بظلال ست فرائض ہمہ ہرچند قرب اصل می بخشند اما افضل و اکمل
اینہا صلوات ست الصلوۃ معراج المؤمن شنیدہ باشی و اقرب مایکون العبد من الرب فی
الصلوات وقت خاص کہ حضرت پیغمبر را بود علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام کہ تعبیر از ان بہ لی
مع اللہ وقت فرمود نیز فقیر در نماز بود نماز ست کہ مکفر سیئات است و نماز است کہ نہی
از فحشاء و منکر میفرماید و نماز ست کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام راحت خود را در ان میجوید

ممتاز در میان اہل علم و علماء منہ ۱۲

ولایت وکمالات ثانیہ از شائبۂ ظلیت کہ مناسب ظہورات این نشاء دنیویہ اند برآمدہ اند واز مقامات نبوۃ
نصیب کامل یافتہ پس طریقت وحقیقت کہ بولایت مربوط اند خادمان باشند مر شریعت را کہ ناشی از مرتبۂ نبوۃ است
وولایت زینہ باشد عروج نبوۃ را ازین بیان معلوم شد کہ سیری کہ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اختیار
کردہ اند وابتداء از عالم امر نمودہ اولیٰ وانسب است چہ ترقی از ادنیٰ کہ عالم امر است باعلیٰ کہ عالم خلق است باید
نمود نہ از اعلیٰ بادنیٰ چہ توان کرد این معمّا را برہمہ نکشودہ اند دیگران بصورت نظر انداختہ عالم خلق را پست دیدہ
شروع از پستی بہ بلندی صوری ارتقاء نمودہ اند ندانستہ اند کہ حقیقت کار دیگرگون است وپستی فی الحقیقت بلندی
است وبلندی پستی ملی نقطۂ آخر کہ عالم خلق ست نزدیک افتادہ ست نقطۂ اولیٰ کہ اصل الاصل است این
قرب نقطۂ دیگر را میسر نشدہ است ع کہ مستحق کرامت گناہگارانند ٭ این دید مقتبس از مشکوۃ نبوۃ است
ارباب ولایت ازین معرفت قلیل نصیب اند انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات شروع سیر از عالم امر نمودہ اند
واز حقیقت بشریعت آمدہ اند غایت مافی الباب اولیاء کمل را کہ سیر ایشان موافق سیر انبیاء علیہم الصلوات
والتسلیمات افتادہ است در ابتداء صورت شریعت ست ودر وسط شریعت حقیقت کہ بولایت تعلق دارند
ومناسب عالم امر اند ودر آخر حقیقت شریعت است کہ ثمرۂ نبوت است پس مقرر شد کہ حصول طریقت مقدمہ
است مر حصول حقیقت شریعت را پس بدایت اولیاء کمل وبدایت انبیاء مرسل حقیقت شد ونہایت ہردو
ایشان شریعت فلا معنیٰ لقول من قال بدایۃ الاولیاء نہایۃ الانبیاء واز بدایۃ اولیا ونہایت انبیاء شریعت
خواستہ آرے آن بیچارہ چون از حقیقت کار آگہی نداشت لاجرم باین شطح تکلم نمود این معارف
ہرچند کسے نگفتہ است بلکہ کثرے برعکس آن گفتہ اند ومستبعد از ادراک است اما منصفیکہ جانب بزرگی
انبیاء را علیہم الصلوات والتسلیمات ملاحظہ نماید وعظمت شریعت بروے مستولی بود محتمل کہ قبول این اسرار
غامضہ فرماید واین قبول را وسیلۂ زیادتی ایمان خود نماید اے فرزند بشنو کہ انبیا علیہم الصلوات
والتسلیمات دعوت را مقصور بر عالم خلق ساختہ اند بنی الاسلام علیٰ خمس وچون قلب را مناسبت
بعالم خلق بیشتر بود بتصدیق او نیز دعوت فرمودہ اند واز ماوراء قلب سخن نفرمودند و
آنہا را کالمطروح فی الطریق ساختند واز مقاصد نہ شمردند بلے نعمات بہشت وآلام
دوزخ ودولت دیدار وبید ولتی حرمان ہمہ وابستہ بعالم خلق است عالم امر را بان
تعلق نیست دیگر عملے کہ فرض وواجب وسنت است اتیان آن بقالب تعلق دارد کہ

ف طریقت وحقیقت خادمان شریعت اند ۱۲

ف لا معنیٰ لقول من قال بدایۃ الاولیاء نہایۃ الانبیاء ۱۲

وسلطنت پیدا میکند و استیلاء بر ممالک قرب میفرماید این تخت صدر فی الحقیقت فوق جمیع مقامات عروج
مرتبهٔ ولایت کبری ست برآینده این تخت را نظر باطن بطون نفوذ میکند و به غیب الغیب سرایت مینماید بلے
کسے که بار رفع امکنه صعود فرماید بصر او تا باعد ابعاد نفوذ خواهد نمود و بعد از تمکین این مطمئنه عقل نیز از نیمقام خود
برآمده باو ملحق خواهد شد و عقل معاد نام خواهد یافت هر دو باتفاق بلکه باتحاد متوجه کار خود خواهند بود ای
فرزند مطمئنه را گنجایش مخالفت نمانده است و مجال سرکشی نه بکلیت خود متوجه مطلوب ست و بتمامی گرفتار
مقصود همتش جز برضاء پروردگار نیست جل سلطانه و مطلبش جز طاعت و عبادت او تعالی و سبحانه
نه اماره که اول بدترین خلائق بوده بعد از اطمینان و حصول رضاء حضرت سلطان رئیس الطائفه
عالم امر گشته است و راس قران خود شده بلی مخبر صادق فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام خیارکم
فی الجاهلیة خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا بعد ازین اگر صورت خلاف و سرکشی ست منشا آن طبائع مختلفه
عناصر اربعه است که اجزاء قالب اند اگر قوت غضبیه است از انجا ناشی ست اگر شهویه است هم از انجا
اگر حرص و شره است هم از انجا خاسته است اگر خست و دنائت است هم از انجاست یعنی بعض حیوانات
که نفس اماره ندارند این اوصاف رذائل در آنها بوجه اتم و اکمل حاصل ست پس تواند بود که مراد از جهاد
اکبر که حضرت پیغمبر فرموده علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر جهاد
با قالب بود نه جهاد با نفس کما قیل که نفس باطمینان انجامیده است و راضی و مرضی گشته پس صورت
خلاف و سرکشی از وی متصور نیز نباشد و صورت خلاف و سرکشی از اجزاست فانبعاث از
ارادات ترک اولی است و ارتکاب امور رخصه و ترک عزیمت نه اراده ارتکاب اشیاء محرمه و ترک فرائض
و واجبات که آن در حق او نصیب اعدا گشته است ای فرزند هرچند کمالات عناصر اربعه فوق کمالات مطمئنه
است چنانکه گذشت اما مطمئنه بواسطه آنکه مناسبت بمقام ولایت دارد و ملحق بعالم امر گشته است
صاحب سکر ست و در مقام استغراق لاجرم مجال مخالفت در وے نمانده و عناصر را چونکه مناسبت
بمقام نبوت بیشتر است صحو در ایشان غالب است ناچار صورت مخالفت در ایشان باقیمانده از برای
تحصیل بعضے منافع و فوائد که بآن مربوط است فافهم باید دانست که منصب نبوت ختم بر خاتم الرسل
شده است علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات اما از کمالات آن منصب بطریق تبعیت متابعان
او را نصیب کامل ست این کمالات در طبقه صحابه بیشتر است و در تابعین و تبع تابعین نیز

انجا که میفرماید ارحنی یا بلال و نماز است که ستون دین است و نماز است که فارق اسلام و کفر گشته بر سر اصل سخن رویم
و از مزیت عالم خلق بر عالم امر گوئیم که عالم امر اینجا خط خود را فرا گرفته است و مشاهده و معاینه حاصل
کرده فردا در بهشت مر ساکنان عالم خلق رفته رویت بلا کیف را میسر آید و ایضاً متعلق مشاهده ظلی است از
ظلال وجوب و مرئی در آخرت واجب الوجود پس هر قدر که فرق در میان مشاهده و رویت است در میان
ظلیت دارد همان قدر فرق عالم امر و عالم خلق بدان و نیز بدان که مشاهده ثمرهٔ ولایت است و رویت ثمرهٔ
نبوت که به تبعیت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات عالیهٔ متابعان را نیز میسر خواهد شد ازینجا تفاوت
در میان ولایت و نبوت نیز دریاب تنبیه هر عارفی را که بعالم امر مناسبت بیشتر باشد قدم او در کمالات
ولایت زیاده تر خواهد بود و هر کرا بعالم خلق بیشتر مناسبت است قدم او در کمالات نبوت افزون تر ازینجاست
که حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام در ولایت قدم بیشتر دارند و حضرت موسی را قدم در نبوت
زیاده تر علی نبینا و علیه الصلوة والسلام چه جانب امر در حضرت عیسی غالب است لهذا ملحق بروحانیان گشت
و جانب خلق در حضرت موسی غالب علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام لهذا بمشاهده اکتفا ننموده طلب رویت
بصر فرمود این است بیان سبب تفاوت اقدام انبیا در کمالات نبوت که در ما تقدم وعدهٔ بیان آن نموده
بودم نه علو بعض الانبیاء و تفاوت آن که در تفاوت کمالات ولایت معتبر است والله سبحانه الملهم للصواب ای فرزند
چون عالم خلق که ... تعلق بقالب بیشتر داشت و انبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات را نیز
مناسبت بعالم خلق بیشتر بوده ازینجا گمان برده اند که نبوت عبارت از نزول بدعوت خلق است
بعد از عروج بمقامات قرب که بولایت تعلق دارند ندانسته اند که نهایت عروج و غایت قرب در نبوت است
قربیکه سابق حاصل شده بود ظلی از ظلال این قرب بوده که بصورت بعد متصور میگردد و عروجی که اول میسر
شده بود عکسی از عکوس این عروج بوده که بظاهر نزول مینماید نمی بینی که مرکز دائره که بعد نقطه است نسبت
بمحیط دائره و حال آنکه فی الحقیقت هیچ نقطه اقرب بمحیط نیست از نقطهٔ مرکز زیرا که محیط تفصیل آن نقطهٔ اجمال
است و این نسبت نقطهٔ دیگر را میسر نیست عوام صورت بین این قرب را نتوانند دریافت حکم
به بعدیت آن نقطه مینمایند و حکم اقربیت آن نقطه را جهل مرکب تصور می کنند و حاکم این حکم را نسبت بتجهیل و تحمیق
می نمایند والله المستعان علی ما تصفون باید دانست که مطمئنه بعد از حصول شرح صدر که از لوازم
کمالات ولایت کبری ست از مقام خود عروج فرموده بر تخت صدر ارتقا مینماید و آنجا تمکین

بیان فرق درمیان ... ولایت و نبوت علیهم السلام ۱۱

و بطمانیت

انکار روا دارد این عوام کیفی ست و ضروری نه استدلالی و نظری ذکر بعضی مقدمات از برای تنبیه است
و تقریب بافهام عوام بلکه تبیین و تشریح ست برای ادراک خواص نه تمام اینست بیان طریقیکه حضرت حق سبحانه تعالی
این حقیر را بآن طریق ممتاز ساخته است از بدایت تا نهایت بنیادش نقشبندیه است که متضمن اندراج نهایت
در بدایت ست برین بنیاد عمارتها ساخته و کوشکها بنا فرموده اگر این بنیاد نمی بود معامله تا باینجا نمی رسید و تخم از بخارا و سمرقند
آورده در زمین هند که مایه اش از خاک یثرب و بطحا ست کشتند و بآب فضل سالها آن را سیراب داشتند و تربیت
احسان مربی ساختند چون آن کشت و کار بکمال رسید این علوم و معارف ثمرات بخشید الحمد لله الذی هدانا
لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق باید دانست که سلوک این طریق عالی
مربوط ست برابطه محبت شیخ مقتدا که بسیر مرادی باین راه یافته باشد و بقوت انجذاب باین کمالات منصبغ
گشته نظر او شافی امراض قلبیه ست و توجه او رافع علل معنویه صاحب این کمالات امام وقت است و خلیفه
روزگار اقطاب و ابدال بظلال مقامات خرسند بوده اند و نجبا از بحار کمالات او بقطره قانع نور هدایت
و ارشاد او در رنگ نور آفتاب بی خواست او بر همه کس فائض ست فکیف که بخواهد هر چند که خواهش
او در اختیار او نباشد چه بسا ست که طلب خواهش امری نماید و آن خواهش در وی پیدا نشود لازم
نیست جماعه که بنور او مهتدی شوند که بتوسل و رشد پیدا کنند این معنی را بدانند بلکه بسیار ست که اصل
هدایت و رشد خود را نیز کما ینبغی ندانند مع ذلک بکمالات شیخ مقتدا متحقق شوند که عالمی را
هدایت نمایند چه علم همه را نمیدهند و معرفت تفصیل سیر مقامات همه را نمی بخشند آری
شیخی که مدار بنای خصوصیت طریقه از طرق وصول منوط بوجود شریف او ست البته صاحب علم
است و از تفصیل سیر گاه دیگران را بعلم او کفایت نموده بتوسط او بمرتبه کمال و تکمیل میرسانند و
بفنا و بقا مشرف میسازند ع خاص کند بنده مصلحت عام را ؛ افاده و استفاده ما انعکاسی و انصباغی
است مرید برابطه محبت که بشیخ مقتدا دارد ساعةً فساعةً برنگ او منصبغ میگردد و بطریق انعکاسی
بانوار میشود درینصورت علم چه در کار بود و هم در افاده و هم در استفاده خربزه که بتابش خورشید
ساعةً فساعةً پخته میگردد و بمرور ایام می پزد چه در کار ست که او را علم به پختگی خود بود و یا آفتاب
داند که آن را پخته می سازد آری علم از برای سلوک و تسلیک اختیاری در کار ست که
بسلاسل دیگر مربوط ند در طریق ما که طریقه اصحاب کرام ست علیهم الرضوان علم بسلوک و تسلیک

این دولت بر سبیل قلت سرایت کرده است بعد از آن رو باستتار آورده است و غلبهٔ کمالات ولایت ظلی جلوه گر
گشته است اما امید است که بعد از مضی الف این دولت از سر تازه گردد و غلبه و شیوع پیدا کند و کمالات
اصلی رو بظهور آرند و ظلی استتار پیدا کنند و حضرت مهدی علیه الرضوان بظاهر و باطن مروج این نسبت
علیه باشند ای فرزند تابع کامل نبی علیه و علی آله الصلوة والسلام چون تبعیت کمالات مقام نبوت را
تمام کند اگر از اهل مناصب است بمنصب امامتش سرافراز میسازند و چون کمالات ولایت کبری را تمام
کند اگر از اهل منصب باشد بمنصب خلافتش مشرف میسازند و از مقامات کمالات ظلی مناسب امامت
منصب قطب ارشاد است و مناسب منصب خلافت منصب قطب مدار گوئیا این دو مقام که در تحت
اند ظلال آن دو مقام اند که در فوق اند و غوث نزد شیخ محی الدین العربی همان قطب مدار است
غوثیه منصب علیحده نیست و آنچه معتقد فقیر است آنست که غوث قطب مدار است قطب از وے
در بعضے امور مدد خواهد و در نصب مناصب ابدال او را نیز دخل است ذلک فضل الله یؤتیه من
یشاء والله ذو الفضل العظیم تذییل علوم و معارفیکه مناسب مقام نبوت است و ولایت آن نبوت
شرائع انبیا است علیهم الصلوات والتسلیمات و چون در اقدام نبوت تفاوت است در شرائع انبیا
نیز باندازهٔ آن تفاوت اختلاف پیدا آمده است و معارفے که مناسب مقام ولایت اولیاء
است شطحیات مشائخ است و علومیکه از توحید و اتحاد خبر دهد و از احاطه و سریان نبا نماید و از قرب
و معیت نشان بخشد و از مرآتیت و ظلیت اشعار فرماید و شهود و مشاهده اثبات کند بالجمله
معارف انبیا کتاب و سنت است و معارف اولیا فصوص و فتوحات مکیه ع قیاس کن ز گلستان
من بهار مرا • ولایت اولیا بے بقرب حق برد و ولایت انبیا نشان از قربیت و تعالے نماید و ولایت
اولیا دلالت بشهود نماید و ولایت انبیا نسبت مجهول الکیفیة اثبات فرماید ولایت اولیا قربیت
را نشناسد که چیست و جهالت را نداند که کدام است و ولایت انبیا با وجود اقربیت قرب را عین
بعد داند و شهود النفس غیب شمرد ع گر بگویم شرح این بیحد شود • ای فرزند سخن را در بیان کمالات
نبوت و مزیت آن بر ولایت و فرق در میان ولایت سه گانه که ولایت صغرا است و ولایت
کبری و ولایت علیا است و معارف مناسب هر کدام و حال متعلقه هر یک علی التفصیل ساخته فقرهای
مکرره و متکثره در بیان اینمعنے اندراج نموده تا بود که از کمال غرابت از استبعاد افهام بدر آید و از مظان

ف بیان کمالات نبوت و مزیت آن بر ولایت ۱۲

وطالب را بمطلوب که دلالت نمود ولذت بخشش هیچ در کار نیست هرچند شیخ مقتدا که هم جویائی آن طریقه است
بکمال علم و و نور معرفت متحقق ست پس ناچار در ین طریق عالی در حق وصول احیاء و اموات و مبتدیان و شیوخ
وجوان و کهول مساوی باشند که برابطهٔ محبت یا بتوجه صاحب دولت به منتهای مقاصد برسند ذلک فضل الله یؤتیه
من یشاء والله ذو الفضل العظیم اما بداند که منتهی هرچند صاحب علم نبود اما از ظهور خوارق چاره نباشد گاه باشد
که او را دران ظهور اختیار نبوده بلکه بسیار ست علم ظهور آن نیز نباشد مردم از وے خوارق بینند و او را ازان
اطلاع نه و آنکه گفته شد که منتهی صاحب علم نبود مراد از عدم علم تفصیل احوال ست نه عدم علم مطلقاً بحیثیتی که احوال
خود هیچ نفهمد کما مرت الاشارة الیه و این نور هدایت او در مریدان او بے واسطه و بواسطه و بوسائط
تا زمانے ساریست که طریقهٔ مخصوص او را بلوث تغیرات و تبدیلات ملوث نساخته و بالحاق مخترعات
و مبتدعات خراب نگردانیده ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم عجب آنکه جماعت این تبدیلات را
تکمیلات آن طریقه گمان می برند و آن الحاقات تتمات آن نسبت تصور مینمایند نمیدانند که تتمیم و تکمیل آن کار نه
سرانجامی نیست والحاق و اختراع فراخور هر بیسرو برگی نه ؏ هزار نکتهٔ باریک تر ز مو اینجاست ٭ نه هر که سر
بتراشد قلندری داند ٭ نور سنت سینه را علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة ظلمات بدعتها مستور ساخته اند
و رونق ملت مصطفویه را علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیة کدورات امور محدثه ضائع گردانیده عجب تر
آنکه جمعی آن محدثات را امور مستحسنه میدانند و آن بدعتها را حسنات می انگارند و تکمیل دین و تتمیم ملت ازان
حسنات می جویند و در اتیان آن امور ترغیبات مینمایند هداهم الله سبحانه سواء الصراط مگر نمیدانند
که دین پیش از ین محدثات کامل شده بود و نعمت تمام گشته و رضاء حضرت حق سبحانه و تعالی بحصول
پیوسته کما قال الله تعالی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا پس کمال دین
از ین محدثات جستن فی الحقیقت انکار نمودن است بمقتضاے این کریمه بیت اینکه پیش تو گفتم
غم دل ترسیدم ٭ که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است ٭ علماء مجتهدین اظهار احکام دین فرموده اند نه
احداث ما لیس منه پس احکام اجتهادیه از امور محدثه نباشد بلکه از اصول دین بود لان الاصل الرابع هو القیاس
اے فرزند معرفتی در رساله مبدأ و معاد در باب افاده و استفاده که بقطب ارشاد تعلق دارد نوشته
است چون مناسبت باین مقام داشت و سودمند بوده این معرفت در ین مکتوب نیز نوشته از ینجا اعتبار
نمائید قطب ارشاد که جامع کمالات فردیه نیز باشد بسیار عزیز الوجود ست و بعد از قرون بسیار و ازمنهٔ

بظهور می آید و عالم ظلمانی که نور ظهور را و نورانی میگردد و نور ارشاد و هدایت او شامل تمام عالم ست از محیط
عرش تا مرکز فرش هر کسے را که رشد و هدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راه او می آید و از و
استفاده میگردد تبوسط او بیچکس نیابند دولت نمیرسد مثلاً نور او در رنگ دریای محیط تمام عالم را فرا گرفته است
و آن دریا گوئیا منجمد است اصلا حرکت ندارد و شخصے که متوجه آن بزرگ ست و باو اخلاص دارد یا آنکه اگر
آن بزرگ متوجه حال طالبے شده در وقت توجه گویا روزنی در دل طالب کشاده میشود و از ان راه بقدر توجه
و اخلاص دریا سیراب می گردد و همچنین شخصے که متوجه ذکر الٰہی ست جلشانه و بآن عزیز اصلا متوجه نیست نه از انکار
بلکه او را نمی شناسد همین قسم افاده انجام حاصل میشود لیکن در صورت اولے بیشتر از صورت ثانیه ست
اما شخصے که منکر آن بزرگ ست و یا آن بزرگ از در رباست هر چند بذکر الٰہی تعالیٰ و تقدس مشغول ست
اما از حقیقت رشد و هدایت محروم ست همان انکار و آزار سد راه فیض و میگردد بے آنکه آنعزیز متوجه
عدم افادهٔ او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت هدایت از وی مفقود ست صورت رشد ست صورت
یعنے قلیل النفع ست و جماعه که اخلاص و محبت آنعزیز دارند هر چند از توجه مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ جلشانه
خالی باشند نیز ایشانرا بواسطه مجرد محبت نور رشد و هدایت میرسد و لیکن هذه المعرفة آخر المکتوب
بس کنم این زیرکان را این بس ست ؛ بانگ دو کردم اگر در ده کس ست ؛ الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم
اولا و آخرا والصلوة والسلام علی رسوله محمد و آله دائما سرمدا

مکتوب دو صد و شصت و یکم

بسیادت مآب میر نعمان صدور یافت در بیان فضائل نماز و کمالات مخصوصهٔ آن در ضمن معارف
بلند و حقائق ارجمند بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات معلوم اخوی اعزی ارشدے الله سبحانه
باد که نماز رکن دوم ست از ارکان پنجگانهٔ اسلام و جامع عبادات ست جزوی آنست که از جامعیت
حکم کل پیدا کرده است و فوق جمیع مقربات اعمال آمده دولت رویت که سرور عالمیان را علیه و علی
آله الصلوات والتسلیمات در شب معراج در بهشت میسر شده بود و از نزول در دنیا مناسب این
نشاء آن دولت ایشان را در نماز میسر میشد لهذا فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام الصلوة معراج المومن و نیز
فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام اقرب ما یکون من الرب فی الصلوة و کمل تابعان او را
علیه و علیهم الصلوات والتحیات از ان دولت درین نشاء در نماز حظ وافر ست و نصیب کامل
اگرچه رویت نیست که این نشاء آن را برنتابد اگر بنماز کردن نمی فرمود نقاب از چهرهٔ مقصود که می کشود

ولم خیرام اوسطهم چه مناسبت آخر را باول بیشتر دیده که محل تردد گشته ودر حدیث دیگر فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام که بهترین این امت اول ست یا آخر و درمیان گذاشت آرے در متاخرین این امت اگرچه نسبت علو است اما قلیل است بل اقل و در متوسطان هرچند نسبت بآن علو نیست لیکن کثیر است بل اکثر ولکل وجهة کمیة کیفیة اما اقلیت آن نسبت متاخران را بدرجات علیا رسانیده و بسابقان مناسبت داده و مبشر ساخته قال علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات الاسلام بدأ غریبا و سیعود کما بدأ فطوبی للغرباء و شروع آخریت این امت از بدایت الف ثانی ست از ارتحال آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام زیرا که مضی الف را خاصیتے است عظیم در تغیر امور و تاثیرے ست قوی در تبدیل اشیاء و چون درین امت نسخ و تبدیل نبود ناچار نسبت سابقان همان طراوت و نضارت در متاخران جلوه گر گشته است و تائید شریعت و تجدید ملت در الف ثانی فرموده گواهان عدل برین معنے حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و حضرت مهدی است علیه الرضوان ؎ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ؛ دیگران هم بکنند آنچه مسیحا می کرد اے برادر این سخنها مروز به اکثر خلائق گران است و افهام اینها دور دور اما اگر بر سر انصاف بیایند علوم معارف یکدیگر را موازنه کنند و صحت و سقم احوال را بمطابقت علوم شرعیه و عدم مطابقت آن ملاحظه نمایند و تعظیم و توقیر شریعت نبوت را به بینند که در کدام یکی مبنی تر است شاید از استبعاد برآیند دیده باشند که فقیر در کتب و رسائل خود نوشته که طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند و نبوت افضل از ولایت است اگرچه ولایت آن نبی باشد و نوشته که کمالات ولایت را نسبت بکمالات نبوت هیچ مقداری نیست کاشکے حکم قطره داشتے نسبت بدریائے محیط و امثال این بسیار نوشته است خصوصا در مکتوبیکه بنام فرزندی در بیان طریق نوشته است آنجا ملاحظه نمایند مقصود ازین گفتگو اظهار نعمت حق است سبحانه و ترغیب طالبان این طریقت نه تفضیل خود بر دیگران معرفت خدا ے جل و علا بر آنکس حرام است که خود را از کافر فرنگ بهتر داند فکیف از اکابر دین ابیات ولی چون شه مرا برداشت از خاک ؛ سزد گر بگذرانم سر ز افلاک ؛ من آن خاکم که ابر نوبهاری ؛ کند از لطف بر من قطره باری ؛ اگر بر روید از من صد زبانم ؛ چو سوسن شکر لطفش کے توانم ؛ بعد از مطالعه این مکتوبات اگر شوقے بتعلیم نماز و حصول بعضے از کمالات مخصوصه آن در شما پیدا شود و بی آرام سازد بعد از استخاره ها متوجه اینجا شوید و دگر دغدغه شطری از عمر بتعلیم نماز صرف نمائید و الله سبحانه الهام دهد

بیشمار انقسم گوهری غمگسار ست نماز ست که راحت ده بیمار انست ارحنی یا بلال رمزیست ازین معنی وقرة عینی
فی الصلوة اشاره ایست باین تمنا اذواق و مواجید و علوم و معارف و احوال و مقامات و انوار و الوان و تلوینات و
تمکینات و تجلیات متکیفه و غیر متکیفه و ظهورات متلونه و غیر متلونه هرچه ازینها در بیرون نماز میسر شود و بی آگاهی از
حقیقت نماز رو دهد منشاء آن ظلال و امثال ست بلکه ناشئی از وهم و خیال مصلی که از حقیقت نماز آگاه ست
در وقت ادای صلوة گویا از نشاء دنیوی می برآید و در نشاء اخروی می درآید لاجرم درینوقت دولتی که مخصوص
باخرت ست نصیبی ازان فرا میگیرد و حظی از اصل بی شائبه ظلیت بدست می آرد چه نشاء دنیوی مقصور بر کمالات
ظلی است که معامله بیرون ظلال ست مخصوص باخرت است پس از معراج چاره نبود و آن نماز ست در حق مؤمنان
این دولت مخصوص باین امت ست که به تبعیت پیغمبر خود علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات که در شب معراج از دنیا
باخرت رفت و به بهشت درآمده بدولت رویت مشرف شده باین کمال مشرف گشتند و باین سعادت
مستسعد شدند اللهم اجزه عنا ما هو اهله واجزه عنا افضل ما جزیت نبیا عن امته واجز الانبیاء کلهم جزاء فانهم
دعاة الخلق الی الله سبحانه وهداتهم الی لقاء الله تعالی جمعی را ازین طائفه که بحقیقت نماز آگاه نساختند و بکمالات
مخصوصه آن اطلاع نبخشیدند معالجات امراض خود را از امور دیگر جستند و حصول مرادات خود را با شیاء
دیگر مربوط ساختند بلکه گروهی ازینها نماز را دور از کار دانسته بنای آن را بر غیرت و غیریت داشتند و علوم را از صلوة
افضل انگاشتند صاحب فتوحات مکیه میگوید که در صوم که ترک اکل و شرب ست بصفت صمدیت تحقق حاصل ست
و در نماز تغییر و غیریت آمدن عابد و معبود دانستن و هو کما تری مبنی علی مسئلة التوحید الوجودی الذی هو من
احوال السکاری از عدم آگاهی حقیقت نماز ست که جم غفیر ازین طائفه تسکین اضطراب خود را از سماع و نغمه و وجد و
تواجد جستند و مطلوب خود را در پرده های نغمه مطالعه نمودند لاجرم رقص و رقاصی را دیدن خود گرفتند یا آن که
شنیده باشد ما جعل الله فی الحرام شفاء بلی الغریق یتعلق بکل حشیش و حب الشیء یعمی و یصم اگر شمه از حقیقت
کمالات صلواتیه برایشان منکشف شدی هرگز دم از سماع و نغمه نزدندی و یاد وجد و تواجد نکردندی
ع چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند ☆ ای برادر بهر قدر فرق که در میان نماز و نغمه است همان
قدر فرق در میان کمالات که منشاء آن نماز ست و کمالاتیکه منشاء آن نغمه است ایدان العاقل
تکفیه الاشارة این کمالیست که بعد از هزار سال بوجود آمده است و آخریتی ست که برنگ
اولین برآمده مگر ازینجا فرموده علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات ام لم خیر او آخره هم نفرمودند

این دولت در نماز توجه مصلی است بجهت کعبه که موطن ظهورات حقائق الٰهی است تعالت و تقدست پس کعبه
اعجوبه ایست در دنیا بصورت از دنیا است و فی الحقیقت از آخرت است نماز بتوسط آن نیز این نسبت
پیدا کرده است و بصورت و حقیقت جامع دنیا و آخرت گشته و بتحقیق پیوسته است که حالتے که در ادای نماز
میسر میشود فوق جمیع حالات است که در بیرون نماز حاصل میشوند چه آن حالات از دائرهٔ ظلال بر آمده اند هر چند
علو پیدا کنند و این حالت نصیبے از اصل دارد هر قدر فرق که در میان ظل و اصل است همان قدر فرق
در میان آن حالات و این حالت باید دانست و مشاهده می گردد که حالتے که بعنایت الله سبحانه در وقت
موت رو خواهد داد فوق حالت نماز خواهد بود چه موت از مقدمات احوال آخرت است و هر چه بآخرت
نزدیک است اتم و اکمل است چه اینجا ظهور صورت است و آنجا ظهور حقیقت شتان ما بینهما و همچنین حالتے که بکرم
الٰهی جل سلطانه در برزخ صغری میسر خواهد بود فوق آن حالت خواهد بود که در وقت مرگ میسر شده بود
و همین نسبت برزخ کبری را که روز قیامت است با برزخ صغری که مشهود آنجا اتم و اکمل است
و مشهود جنات النعیم نسبت بمشهود برزخ کبری اتمیت و اکملیت دارد و فوق جمیع ابنیه آن موطن است
که مخبر صادق علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات از آن خبر داده فرموده ان لله جنة لیس فیها حور ولا قصور
یتجلی فیها ربنا ضاحکا پس پایان تر جمیع ظهورات دنیا و ما فیها اند و بالاتر جمیع آن تا جنة بلکه دنیا
اصلا از مواطن ظهور نیست ظهورات ظلال و نمودار مثال که مخصوص بدنیا است نزد فقیر معدود از
امور دنیویه اند و فی الحقیقت داخل دائرهٔ امکان آن ظهورات را خواه تجلیات صفات گویند
و خواه تجلیات ذات تعالی الله عما یقولون علوا کبیرا فقیر دنیا را بتمام ملاحظه مینماید خالی محض می یابد
و رائحهٔ از مطلوب آنجا بمشام او نمیرسد غایته ما فی الباب مزرعه ایست مر آخرت را مطلوب
و اینجا جستن خود را پریشان کردن است یا غیر مطلوب را مطلوب دانستن چنانچه اکثرے بآن
گرفتار اند و بخواب و خیال آرام گرفته اند نماز است درین موطن که خبری از اصل دارد و بوئی از مطلوب
می آرد و دونه خرط القتاد **مکتوب دو صد و شصت و چهارم** بمیر سید باقر سهارنپوری در صدور
یافت در بیان آنکه معامله خود را بحیرت و جهالت باید برد و اعتماد بر احوال کشوف نباید کرد درین ضمن واقع
که بعضے از مشائخ نواحی اظهار نموده بودند ذکر یافته و تعبیر آن فرموده الحمد لله و سلام علی عباده الذین
اصطفی صحیفهٔ شریفهٔ که از فرط محبت و کمال اشتیاق صادر فرموده بودند فرحت فراوان رسانید متوجه کار خود

الی سبیل الرشاد والسلام علی من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه وعلیٰ آله الصلوٰة والسلام اتمها واکملها

مکتوب دو صد و شصت و دوم بمولانا محب علی صدور یافت در بیان آنکه ارتباط ماحبی است ونسبت ما انعکاسی در قرب و بعد تفاوت ندارد و مانیاسب ذلک الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ صحیفهٔ شریفه که از روی التفات مرقوم فرموده بودند بوصول آن مبتهج گردید چون مبنی از فرط محبت و کمال اختصاص بود ازدیاد فرحت بخشید سخن از وفای عهد سابق اندراج یافته بود مخدوما بهر وضعی که باشند از اوضاع شرعیه محل مضائقه نیست بشرط آنکه رشتهٔ محبت گسسته نشود بلکه روز بروز قوت پیدا کند و نائرهٔ این اشتیاق سرد نگردد بلکه ساعةً فساعةً در التهاب بیفزاید چه ارتباط ماحبی است ونسبت ما انعکاسی انصباغی در قرب و بعد تفاوت ندارند مگر در سرعت و بطوء در علم و بعضی از خصوصیات طریق و عدم علم به آن تحقیق اینمعنی را از خاتمهٔ مکتوبی که بنام فرزندی ارشدی در بیان طریق نوشته است طلب فرمایند نقل آن مکتوب را یاران سیادت پناه اخوی میر محمد نعمان آورده اند از انجا طلبند زیاده چه اطناب نماید والسلام **مکتوب دو صد و شصت و سوم** بجناب معارف آگاه میان تاج الدین صدور یافت در بیان معارف که تعلق بکعبهٔ ربانی دارد و در بیان فضائل صلواتیه و ما ینا سب ذلک الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ خبر قدوم مسرت لزوم محبان مشتاق را فرحت فراوان رسانید لله سبحانه الحمد والمنة علی ذلک **انصاف** بده ای فلک مینا فام ٭ تا زین دو کدام خوبتر کرد خرام ٭ خورشید جهانتاب تو از جانب شرق یا ماه جهان گرد من از جانب شام ٭ چون قدم رنجه فرموده اند زود تر تشریف آرند که مشتاقان نزدیر بانتظار اند و از روی استماع احبار بیت الله دارند نزد فقیر چنانچه صورت کعبهٔ ربانی مسجود الیها است مر صور خلائق را چه بشر و چه ملک حقیقت آن نیز مسجود الیها است مر حقائق آن صور را لاجرم آن حقیقت فوق جمیع حقائق آمده است و کمالات متعلقهٔ آن فوق کمالات متعلقهٔ سائر حقائق گشته گوئیا این حقیقت برزخ است میان حقائق کونی و حقائق الٰہی مرتبه کبریائی داشته که هیچ رنگی و کیفی بدامان قدس آن نرسیده و هیچ ظلیتی به آن راه نیافته نهایت عروجات و نیوی و ظهورات آن نا منتهای حقائق کونی است نصیبی از حقائق آلهی جل شانه مخصوص باخرت است الا در نماز که معراج مومن است و دران معراج که گوئیا از دنیا به آخرت رفتن است حظی از انچه در آخرت میسر خواهد شد میسر میگردد و انکارم که عمده در حصول

مکتوب دو صد و شصت و پنجم بشیخ عبد الہادی بداونی صدور یافت در بیان آنکه در اختیار عزلت باید که حقوق مسلمانان ضائع نشود و با بیان حقوق و ما یناسب ذلک بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ دعوات میرساند که مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید فرحت فراوان رسانید للہ سبحانہ الحمد و المنة که تمادی ایام مفارقت تاثیری در محبت و اخلاص مودت و اختصاص نکرده مع ذلک اگر میرسید مناسبتر بوده الخیر فیما صنع اللہ سبحانہ از روے عزلت نموده بودند بلی العزلة نیة الصدیقین مبارک باشد عزلت اختیار کنند و انزوا گزینند لیکن مراعات حقوق مسلمانان از دست ندهند قال علیه و علی آله الصلوة و السلام حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام و عیادة المریض و اتباع الجنائز و اجابة الدعوة و تشمیت العاطس اما در اجابت دعوت شرائطاست فی الاحیاء و یمنع من الاجابة ان کان الطعام طعام شبهة او التماثیل علی سقف او حائط او سماع شئ من المزامیر و الملاهی و التشاغل بنوع من اللهو و اللعب و کل ذلک مما یمنع الاجابة و یوجب تحریمها و کراهتها و کذلک ان کان الداعی ظالما او مبتدعا او فاسقا او شریرا او متکلفا طالبا للمباهات و الفخر و فی شرعة الاسلام و لا یجیب الی طعام صنع ریاء و سمعة فی المحیط لا ینبغی ان یقعد علی المائدة اذا کان علیها لعب و غناء او قوم یغتابون او یشربون الخمر کذا فی مطالب المومنین اگر این موانع همه مفقود شوند از اجابت دعوت چاره نبود هر چند درین زمانه فقدان این موانع دشوار است و نیز بدانند که ع عزلت از اغیار باید نے زیار ❊ که صحبت باهم از ان سنت موکده این طریقه علیه است حضرت خواجه نقشبند فرموده اند قدس سره که طریق ما صحبت است که در خلوت شهرت است و در شهرت آفت مراد از صحبت صحبت موافقان طریق است نه مخالفان طریق زیرا که نفی در یکدیگر شرط صحبت داشتن که بی موافقت میسر نشود و عیادت مریض سنت است اگر آن مریض را شخصی متعهد بود و بیمار داری او نماید و الا عیادت آن مریض واجب است چنانچه در حاشیه مشکوٰة گفته اند و به نماز جنازه حاضر شدن لا اقل چند قدم در متابعت جنازه باید رفت تا حق میت ادا کرده باشند و حضور جمعه و جماعة پنجگانه و نماز عیدین از ضروریات اسلام است که از ان چاره نبود باقی اوقات را به تبتل و انقطاع بگذرانند اما اول تصحیح نیت کنند و عزلت را به لوث هیچ غرضے از اغراض عاجله ملوث نسازند و هیچ مقصدی غیر از جمعیت باطن بذکر الٰهی جل سلطانه و اعراض از اشتغال لاطائل و ملاهی هیچ نبود در تصحیح نیت نیک احتیاط نمایند مبادا غرضے نفسانی در ضمن آن مختفی باشد و درین تصحیح التجاء و تضرع بسیار نمایند و عجز و انکسار

باشند بذکر اسم ذات تعالی و تقدس بیملاحظهٔ اسما و صفات اشتغال نمایند تا معامله بجهالت نکشد و کار بحیرت انجامد چه
ملاحظهٔ اسما و صفات بسیار ست که باعث ظهور احوال گردد و واسطهٔ وجود و مواجید آید شنیده باشند که احتمال
خفا در احوال و مواجید بسیار ست و اشتباه باطل بحق در آنموطن بیشتر بشنوند که درین ایام یکے از مشائخ نواحی
این فقیر پیغام فرستاد و اظهار احوال خود نمود که فنا و محویت بجاے رسیده است که بهر چه نظر میکنم هیچ نمی یابم
آسمان و زمین را که نگاه میکنم نمی یابم و عرش و کرسی را نیز نمی یابم و خود را که ملاحظه میکنم هیچ نمی یابم و پیش کسے
میروم او را نیز نمی یابم و خدای عز و جل و علا بے نهایت است نهایت او را کس نیافته است
مشائخ همین را کمال دانسته اند اگر تو نیز همین را کمال میدانی پس طلب حق جل و علا براے چه پیش تو بیایم
واگر امر دیگر را کمال میدانی بنویس فقیر در جواب او نوشت که این احوال ز تلوینات قلب ست و قلب زینهٔ اول
است ازین راه و صاحب این احوال ربعے از مقام قلب طے کرده است سه حصهٔ دیگر از قلب او را طے باید
کرد بعد از ان برزینهٔ دوم که عبارت از روح است عروج باید نمود الی ماشاء الله تعالی بعد از مدتے
ازین ماجرا یکے از یاران فقیر که طریقه اخذ نموده بوطن خود رفته بود برگشته آمد و چون بیان احوال خود کرد معلوم شد
که حال او موافق حال آن شیخ مستفسر است بلکه این دران مقام از و قدمی بیشتر دارد و چون نیک بحال او
ملاحظه نموده آمد ظاهر شد که آن فنا و محویت او در عنصر هوا است که محیط هر ذره از ذرات ست و مشهود
او غیر از هوا امر دیگر نیست و همان را خدای بے نهایت دانسته تعالی الله سبحانه عن ذلک علوا کبیرا
مرتبهٔ دیگر او را طلبیده تفتیش احوال او نمود یقین شد که گرفتاری او بغیر عنصر هوا با امر دیگر نبوده است
و او را نیز برین معنی مطلع ساخت و چون او بوجدان خود رجوع نمود نیز معلوم کرد که حاصل او غیر از هوا امر دیگر
نیست و از ان احوال مستغفر گشته قدم بیشتر گذاشت بدانند که قلب برزخ است درمیان عالم خلق
که عالم عناصر اربع است و درمیان عالم ارواح و رنگے از هر دو عالم دارد پس گوئیا که نصف قلب از
عالم خلق ست و نصف دیگر او از عالم ارواح و نصف عالم خلق آن را که نصف سازیم معامله بعنصر
خواهد افتاد پس ربع قلب عبارت از مقام هوا باشد که قلب متضمن آنست پس آنچه آخر ظاهر شد
موافق جواب اول ست و بیان کشف حقیقت دست الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان
هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق زیاده برین گنجائش وقت نبود والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی
والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها

خواجه حسام الدین احمد را حضرت حق سبحانه از ما جزاء خیر دهاد که مؤنت ما مقصران را بر خود التزام نموده مگر
همت را در خدمت خدمهٔ عتبهٔ علیه بسته اند و ما دور افتادگان را فارغ ساخته ؎ گر بر تن من زبان شود هر موی
یک شکر وی از هزار نتوانم کرد ٭ سه مرتبه فقیر بدولت عتبه بوسی حضرت ایشان مشرف گشت مرتبهٔ اخیر فقیر را
فرمودند که ضعف بدن بر من غالب آمده است امید حیات کم مانده از احوال طفلان خبردار خواهی بود و
در حضور خود شما را طلبیدند و شما در حجور مرضعات بودید و لفقیر امر کردند که بایشان توجه بکن بامر ایشان در حضور
ایشان بشما توجه کرده بحدیکه ظاهر اثر آن توجه نیز ظاهر شده بعد از ان فرمودند که حضرت والدات ایشان را نیز
غائبانه توجه بکن حسب الامر غائبانه توجه نموده آمد امید است که ببرکت حضور ایشان ان توجه مثمر نتائج باشد
تصور نکنند که از امر واجب الامتثال و وصیت لازمهٔ ایشان ذهولی واقع شده است یا تغافلے
زده باشد کلا بل انتظار اشارت دارد و منتظر اذن است الحال چند فقره بطریق نصیحت نوشته می آید
بگوش هوش استماع خواهند فرمود اسعدکم الله سبحانه فرض نخستین بر عقلا تصحیح عقائد است
بموجب آرای صائبهٔ اهل سنت و جماعت شکر الله تعالی سعیهم که فرقهٔ ناجیه اند بعضے از مسائل اعتقادیه که
در آنجا نوع خفا بوده بیان آن مینماید باید دانست که الله تعالی و تقدس بذات خود موجود است و اشیاء
بایجاد او تعالی موجود اند و او تعالی یگانه است هم در ذات و هم در صفات و هم در افعال هیچکس را در هیچ
امرے با او تعالی فی الحقیقت شرکتے نیست چه در وجود و چه غیر آن مشارکت اسمی و مناسبت لفظی از مبحث
خارج است صفات و افعال او تعالی در رنگ ذات او سبحانه تعالی چون بیچگونه اند و بصفات و
افعال ممکنات هیچ مناسبت ندارد مثلا صفت العلم او را سبحانه صفتی است قدیم و بسیطی است حقیقی که
هرگز تعدد و تکثر با آن راه نیافته است گر باعتبار تعدد و تعلقات باشد زیرا که آنجا یک انکشافی است
بسیط که معلومات ازل و ابد بهمان انکشاف منکشف میگردد جمیع اشیا را با احوال مناسبه و متضادهٔ ایشان
با کلیت و جزئیت با اوقات مخصوصه هر کدام در آن واحد بسیط دانسته است در همان آن زید را هم موجود
دانسته است و هم معدوم و جنین دانسته است و صبی و جوان دانسته است و پیر و زنده دانسته است و
مرده و قائم دانسته است و قاعد و مستند دانسته است و مضطجع و خندان دانسته است و گریان و متلذذ
دانسته است و متالم و عزیز دانسته است و ذلیل هم در برزخ دانسته است هم در حشر و هم در جنت
دانسته است هم در متلذذات پس تعدد و تعلق نیز در آن موطن مفقود باشد چه تعدد و تعلقات تعدد آنات می طلبد

پیش آرند بتحمیل که بحقیقت نیت میسر شود و نیت استخاره ادا نموده به نیت درست عزلت گزینند امید است که ثمرات
عظیمه بران مترتب شود باقی احوال را موقوف بر ملاقات داشته والسلام **مکتوب دو صد و شصت**
و ششم بحضرت پیرزادها یعنی خواجه عبید الله و خواجه عبد الله صدور یافت در بیان بعضی از عقائد
کلامیه بر وفق آرای اهل سنت و جماعت شکر الله تعالی سعیهم که حضرت ایشان را از روی الهام و فراست
حاصل گشته نه از روی تقلید و تخمین و در اوائل احوال حضرت پیغمبر را علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات بخواب
دیده بودند که میفرمایند تو از مجتهدان علم کلامی و این واقعه را بحضرت خواجه خود گذرانیده بودند از آن
رو حضرت ایشان را در هر مسئله از مسائل کلامیه رای علیحده است و حکم جداگانه در اکثر مسائل موافقت بمشائخ ماتریدیه
دارند با بیان رد فلاسفه و ذم دنکوهش ایشان و رد ملاحده و زنادقه که مراد صوفیه را نافهمیده بضلالت افتاده اند و در بیان
بعضی از احکام فقهیه که بصلوة متعلق اند و در بیان کمالات طریقه نقشبندیه و التزام ایشان بر متابعت
سنت را و در بیان منع استماع غنا و منع از حضور مجلس رقاصان و ما یناسب ذلک بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ
الدعوات بجناب مخدوم زادهای کرام مینماید که این فقیر از سر تا قدم غرق احسانهای والد بزرگوار شما است
درین طریق سبق الف و بی را از ایشان گرفته است و تهجی حروف این راه از ایشان آموخته و دولت
اندراج النهایة فی البدایة ببرکت صحبت ایشان حاصل کرده و سعادت سفر در وطن را بصدقه خدمت
ایشان یافته توجه شریف ایشان در دو نیم ماه این ناقابل را به نسبت نقشبندیه رسانیده و حضور خاص
این اکابر را عطا فرموده و درین مدت قلیله آنچه از تجلیات و ظهورات و انوار و الوان و بیچونی و بی
چگونگیها و بی کیفیتها که بطفیل ایشان رو داده چه شرح دهد و چه بیان تفصیل آن نماید به یمن توجه شریف
ایشان کم دقیقه مانده باشد در معارف توحید و اتحاد و قرب و احاطه و سریان که برین فقیر نکشادند و دقایق
از حقیقت آن اطلاع نداده اند شهود وحدت در کثرت و مشاهده کثرت در وحدت از مقامات مبادی
این معارف است بالجمله که نسبت نقشبندیه است و خصوص خاص این اکابر تمام این معارف
بر زبان آوردن و نشان این شهود و مشاهده را بیان نمودن از کوته نظری است کارخانه این اکابر
بلند است بهر زراقی و رقاصی نسبت ندارد و هر گاه این طور دولتی رفیع القدر از حضرت ایشان
باین فقیر رسیده باشد اگر در مدت عمر سر خود را پامال اقدام خدمه عتبه علیه به شما کرده باشد
هیچ نکرده باشد از تقصیرات خود چه عرض نماید و از شرمندگیهای خود چه اظهار نماید اما معارف آگاه

فعل است و مصنوعات اولین و آخرین بهمان یک فعل بوجود می آیند کریمه و ما امرنا الا واحدة کلمح بالبصر تعبیر ازین است اگر احیا ست و اگر اماتت مربوط بآن فعل ست و اگر ایلام و اگر انعام منوط هم بآن فعل و همچنین اگر ایجاد است و اگر اعدام ناشی ازان فعل است پس در فعل حق سبحانه نیز تعدد تعلقات ثابت نبود بلکه بیک تعلق مخلوقات اولین و آخرین با وقات مخصوصه وجود خود بوجود می آیند این تعلق نیز در رنگ فعل و تعالی بیچون و بیچگونه است زیرا که چون را به بیچون راه نیست لایحمل عطایا الملک الا مطایاه و اشعری چون از حقیقت فعل حق جل سلطانه اطلاع نیافته تکوین را حادث گفت و افعال او سبحانه را حادث دانسته نه دانسته که اینها آثار فعل ازلی حق اند سبحانه نه افعال او تعالی و ازین قبیل است آنچه بعضے از صوفیه تجلی افعال اثبات نموده اند و درانموطن در مرأت افعال ممکنات جز فعل واحد جل سلطانه ندیده اند آن تجلی فی الحقیقت تجلی آثار فعل حق است سبحانه نه تجلی فعل او تعالی زیرا که فعل او تعالی که بیچون و بیچگونه و قدیم است و قایم بذات اوست تعالی که آنرا تکوین گویند در مرایاے محدثات گنجایش نیست و در مظاهر ممکنات ظهور نه

در تنگنای صورت معنی چگونه گنجد ؛ در کلبهٔ گدایان سلطان چه کار دارد ؛

تجلی افعال و صفات نزد فقیر بے تجلے ذات متصور نیست چه افعال و صفات را از حضرت ذات تعالی و تقدس انفکاکی نیست تا تجلی آنها بے تجلی ذات متصور بود و آنچه منفک از ذات است تعالی و تقدس ظلال افعال و ظلال صفات اوست سبحانه پس تجلی آنها تجلے ظلال افعال و صفات بود نه تجلی افعال و صفات اما فهم هرکس باین کمال نرسد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم بر سر اصل سخن رویم او تعالی در هیچ چیز حلول نکند و هیچ چیز در وی حال نبود اما او تعالی محیط اشیا بود و قرب و معیت با ایشان دارد نه آن احاطه و قرب و معیت که در خور فهم قاصر ما باشد که آن شایان جناب قدس او نیست تعالی آنچه بکشف و شهود معلوم کنند ازان نیز منزه است چه ممکن را از حقیقت ذات و صفات و افعال او تعالی جز جهل و حیرت نصیب نیست ایمان بغیب باید آورد و هرچه مکشوف و مشهود گردد تحت لا نفی باید ساخت

عنقا شکار کس نشود دام باز چین ؛ کاینجا همیشه باد بدست است دام را ؛

بیتے از مثنوی حضرت ایشان مناسب این مقام است

هنوز ایوان استغنا بلند است ؛ مرا فکر رسیدن ناپسند است ؛

پس ایمان آریم که او تعالی محیط اشیا ست و قریب است بایشان و با ایشان ست اما معنی احاطه و قرب و معیت

دیکثر از منه میخواهد و لیس ثمة الا آن واحد و بسیط من الازل الی الابد لا تعدد فیه اصلاً اذ لا یجری علیه تعالی زمان و لا تقدم و لا تاخر پس در علم او تعالی اگر تعلق بمعلومات اثبات کنیم یک تعلق خواهد بود که بجمیع معلومات متعلق گشته است و آن تعلق نیز مجهول الکیفیة است و در رنگ صفة العلم بیچون و بیچگونه است استبعاد این تصور را بمثالے زائل گردانیم و بگوئیم که رواست که شخصے در یک وقت کلمه را باقسام متباینه و احوال متغائره و اعتبارات متضاده او بداند پس در همان وقت کلمه را هم اسم داند و هم فعل و هم حرف و هم ثلاثی و هم رباعی و هم معرب داند و هم مبنی و هم متمکن داند و هم غیر متمکن و هم منصرف و هم غیر منصرف و هم معرفه داند و هم نکره و هم ماضی داند و هم مستقبل و هم امر داند و هم نهی بلکه جائز است که آن شخص بگوید که این همه اقسام و اعتبارات کلمه را در مرأت کلمه در یک وقت بتفصیل مے بینم هرگاه در علم ممکن بلکه در دید ممکن جمع اضداد متصور بود در علم واجب تعالی و لله المثل الاعلے چرا مستبعد باشد باید دانست که اینجا هر چند صورت جمع ضدین است اما فی الحقیقت درمیان اینها ضدیت مفقود است زیرا که هر چند زید را در آن واحد موجود و معدوم دانسته است اما در همان آن دانسته است که وقت وجود او مثلاً بعد از هزار سال سنه هجریست و وقت عدم سابق او پیش ازان بسال معین است و وقت عدم لاحق او بعد از هزار و یکصد سال است فلا تضاد بینهما فی الحقیقة لتغائر الزمان و علی هذا القیاس سائر الاحوال فافهم ازین تحقیق واضح گشت که علم او تعالی هر چند بجزئیات متغیره تعلق گیرد شائبه تغیر در وے راه نمی یابد و مظنه حدوث در آن صفت پیدا نمیشود کما زعمت الفلاسفة زیرا که تغیر بر تقدیرے متصور باشد که یکے را بعد از دیگرے دانسته باشد و چون همه را در آن واحد بداند گنجائش تغیر و حدوث نبود پس حاجت نباشد باثبات تعلقات متعدده مرادراتا تغیر و حدوث راجع بآن تعلقات بود نه بصفت علم کما فعله بعض المتکلمین لدفع شبهة الفلاسفة آرے اگر تعدد تعلقات در جانب معلومات اثبات کنیم گنجایش دارد و همچنین یک کلام بسیط است که از ازل تا ابد همان یک کلام گویا است اگر امر است از همانجا ناشے است و اگر نهی است هم ازانجا اگر اعلام است هم ازانجا ماخوذ است و اگر استعلام است هم ازانجا اگر تمنی است هم ازانجا مستفاد است و اگر ترجی است هم ازانجا جمیع کتب منزله و صحف مرسله ورقیست ازان کلام بسیط اگر توریت است ازانجا انتساخ یافته و اگر انجیل است هم ازانجا صورت لفظی گرفته است اگر زبور است هم ازانجا مسطور گشته و اگر فرقان است هم ازانجا تنزل فرموده واللّٰه کلام حق که من الحق یکیست بس؛ پس در نزول مختلف آثار آمده؛ و همچنین یک

معتزلہ و فلاسفہ نیز تغائر علمی واتحاد خارجی گفتہ اند واز تغائر علمی انکار نمودہ و نگفتہ اند کہ مفہوم علم عین مفہوم ذات است تعالی وتقدس یا عین مفہوم قدرت و ارادت است و اتحاد باعتبار وجود خارجی گفتہ اند پس تا تغائر وجود خارجی اعتبار نکنند از تفاوت صفات خارج نشوند والتغائر الاعتباری لایجدیہم نفعا کما عرفت واو تعالی قدیم و ازلی است و غیر اورا تقدم و ازلیت ثابت نبود جمیع مسلمین برین حکم اجماع فرمودہ اند و ہر کسیکہ بقدم و ازلیت غیر حق جل و علا قائل گشتہ است بکفر رفتہ است امام غزالی ازین راہ تکفیر ابن سینا و فارابی و غیر ایشان نمودہ است کہ قائل بقدم عقول و نفوس اند و بقدم ہیولی و صورت گمان بردہ اند و سموات را بانچہ در ایشان است قدیم دانستہ اند و حضرت خواجۂ ما قدس سرہ میفرمودند کہ شیخ محی الدین بن العربی بقدم ارواح کمل قائل است این سخن را از ظاہر مصروف باید داشت و محمول بر تاویل باید ساخت تا باجماع اہل ملل مخالف نشود واو تعالی قادر مختار است از شائبۂ ایجاب و مظنۂ اضطرار منزہ و مبرا است فلاسفۂ بے خرد کمال را در ایجاب دانستہ نفی اختیار از واجب تعالی نمودہ اثبات ایجاب نمودہ اند این بیخبران واجب را تعالی و تقدس معطل و بیکار داشتہ اند و جز یک مصنوع کہ آنہم بایجاب است از خالق سموات و الارض صادر ندانستہ و وجود حوادث را نسبت بعقل فعال دادہ کہ وجود آن جز در توہم ایشان ثابت نشدہ است بزعم فاسد ایشان ایشان را بحق سبحانہ و تعالی ہیچ کارے نیست ناچار باید کہ در وقت اضطراب و اضطرار التجا بعقل فعال آرند و بحضرت سبحانہ ہیچ رجوعی نکنند کہ او تعالی را در وجود حوادث مدخلے ندادہ اند گویند کہ عقل فعال است کہ بایجاد حوادث تعلق دارد بلکہ بعقل فعال ہم رجوع ندارند کہ اورا در دفع بلیات ایشان نیز اختیاری نیست این بیدولتان در حق بلاہت پیشقدم فرق ضالہ اند کفار التجا بحضرت حق سبحانہ و تعالی می آرند و دفع بلیہ ازو تعالی می طلبند بخلاف این سفیہان دو چیز درین بیدولتان از جمیع فرق ضلالت و بلاہت بیشتر است یکے کفر و انکار است باحکام منزلہ و عناد و عداوت است باخبار مرسلہ دوم ترتیب مقدمات فاسدہ است و تلبیس دلائل و شواہد باطلہ در اثبات مقاصد و مطالب واہیہ آنقدر خبط در اثبات مقاصد خود کہ ایشان خوردہ اند ہیچ سفیہے نخوردہ سموات و کواکب کہ ہمہ وقت بیقرار و سرگردانند مدار کار بر حرکات و اوضاع ایشان داشتہ اند واز خالق سموات و موجد کواکب و محرک اینہا و مدبر امر ایشان چشم پوشیدہ اند و دور از معاملہ دانستہ زہے بیخبران زہے بیدولتان سفیہ تر از ایشان آنکہ ایشان را زیرک داند و صاحب فطانت انگارد واز علوم متسق

او را تعالیٰ ندانیم که چیست احاطه و قرب علمی گفتن از تاویلات متشابه است ما قائل بتاویل آن نیستیم و او تعالیٰ بہیچ چیز متحد نشود و ہمچنین ہیچ چیز با و سبحانه متحد نمیگردد و آنچه از بعضے عبارات صوفیه اتحاد مفهوم میشود خلاف مراد ایشان است زیرا که مراد ایشان ازین کلام که موہم اتحاد است اذا تم الفقر فهو الله آنست که چون فقر تمام شود و نیستی محض حاصل آید باقی نمی ماند مگر الله تعالیٰ نه آنکه آن فقیر بخدا متحد شود و خدا گردد که آن کفر و زندقه است تعالیٰ سبحانه عما یتوہم الظالمون علوا کبیرا و حضرت خواجه قدس سره می فرموده اند که معنے عبارت انا الحق نه آنست که من حقم بلکه آن است که من نیستم و موجود حق است سبحانه و تغیر و تبدیل را بذات و صفات و افعال او تعالیٰ راه نیست فسبحان من لا یتغیر بذاته و صفاته و لا فی افعاله بحدوث الاکوان و آنچه صوفیه وجودیه تنزلات خمس اثبات نموده اند نه از قبیل تغیر و تبدیل است در مرتبهٔ وجوب که آن کفر و ضلالت است بلکه این تنزلات در مراتب ظهورات کمال او تعالیٰ اعتبار کرده اند بے آنکه تغیرے و تبدیلے در ذات و صفات و افعال او تعالیٰ راه یابد و او تعالیٰ غنی مطلق است ہم در ذات و ہم در صفات و ہم در افعال و در ہیچ امرے بہیچ چیز محتاج نبود چنانچه در وجود محتاج نیست در ظهور نیز محتاج نه و آنچه از عبارات بعضے صوفیه مفهوم میشود که او تعالیٰ در ظهور کمالات اسمائی و صفاتی بما محتاج است این سخن برین فقیر بسیار گران است میدانند که مقصود از آفرینش ایشان حصول کمالات است مر ایشان را نه کمالی که عاید بجناب قدس او باشد تعالیٰ و تقدس کریمه و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون ای لیعرفون موئد این معنے ست پس مقصود از خلقت جن و انس حصول معرفت ایشان بود که کمال ایشان است امریکه عائد بجناب حق بود سبحانه و آنچه در حدیث قدسی واقع شده است فخلقت الخلق لاعرف مراد از انجا نیز معرفت ایشان است نه آنکه من معروف شوم و بتوسط معرفت ایشان کمالی حاصل نمایم تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا و او تعالےٰ از جمیع صفات نقص و سمات حدوث منزه و مبرا است جسم و جسمانی نیست و مکانی و زمانی نه و صفات کمال او را ثابت است از انجمله ہشت صفت کمال در وے موجود اند بوجود زائد بر وجود ذات تعالیٰ و تقدس و آن صفات حیات و علم و قدرت و ارادت و بصر و سمع و کلام و تکوین است این صفات در خارج موجود اند نه آنکه در علم موجود بوجود زائد از وجود ذات و در خارج نفس ذات اند تعالیٰ و تقدس چنانچه بعضے از صوفیه وجودیه گمان برده اند و گفته ؎ از روے تعقل ہمه غیر اند صفات ؛ با ذات تو از روی تحقق ہمه عین ؛ که آن فی الحقیقت نفی صفات است چه تفاوت صفات

اختیار کردہ اند و از توسط حال دور ماندہ شیخ را کہ از اولیاء مقبولان است بواسطہ خطاء کشفی چگونہ رد کردہ
شود و علوم او را کہ از صواب دور اند و مخالف آرای اہل حق اند چگونہ بتقلید قبول توان کرد فالحق
ہو التوسط الذی وفقنی اللہ سبحانہ بمنہ وکرمہ آرے در مسئلۂ وحدت وجود جم غفیر ازین طائفہ با شیخ شریک اند
ہرچند سخن درین مسئلہ نیز طرز خاص دارد اما در اصل سخن شرکت دارند این مسئلہ نیز ہرچند بظاہر مخالفت بمعتقدات
اہل حق دارد اما قابل توجیہ است و شایان جمع این فقیر بعنایت اللہ سبحانہ در شرح رباعیات حضرت ایشان
این مسئلہ را بمعتقدات اہل حق جمع ساختہ است و نزاع فریقین را بلفظ عائد داشتہ و شکوک و
شبہات طرفین را حل ساختہ بنہجیکہ محل ریب و اشتباہ نماندہ کما لایخفی علی الناظر فیہ باید دانست
کہ ممکنات باسرہا چہ جواہر و چہ اعراض و چہ اجسام و چہ عقول و چہ نفوس و چہ افلاک و چہ عناصر ہمہ
ستند بایجاد قادر مختار اند کہ از کتم عدم اینہا را بوجود آوردہ است و چنانچہ اینہا در وجود با و تعالی
محتاج اند در بقا نیز باو سبحانہ محتاج اند وجود اسباب و وسائط را روپوش فعل خود ساختہ است
و حکمت را آفتاب قدرت گردانیدہ لا بلکہ اسباب را دلائل ثبوت فعل خود کردہ و حکمت را وسیلۂ
وجود قدرت فرمودہ زیرا کہ ارباب فطانت بصیرت ایشان بکحل متابعت انبیا علیہم الصلوات
والتسلیمات مکتحل شدہ است میدانند کہ اسباب و وسائل کہ در وجود و بقا باو سبحانہ
محتاجند و ثبوت و قیام از و دارند و بوسے دارند تعالی و تقدس وفی الحقیقت جماد محض اند
چگونہ در دیگرے کہ مثل نہاست تاثیر کنند و احداث و اختراع آن نمایند قادری است ورای
آنہا کہ ایجاد آن میفرماید و کمالات لائقہ او را اعطا مینماید چنانچہ عقلاے فعلی از جماد محض بینند
از انجا پی برند بفاعل و محرک او و چہ میدانند کہ این فعل فراخور حال او نیست فاعلے است ماوراے
او کہ ایجاد آن فعل میفرماید پس فعل جماد نزد عقلا روپوش فعل فاعل حقیقی نشد بلکہ آن فعل نظر
بکمال دیدہ او دلیل شد بر فاعل حقیقی فکذا ہذا آرے در فہم ابلہے فعل جماد روپوش فعل فاعل
حقیقی است کہ از کمال غباوۃ جماد محض را بواسطۂ آن فعل صاحب قدرت دانستہ است و
از فاعل حقیقی کافر گشتہ یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا این معرفت مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است
فہم ہر کس اینجا نرسد جمعے کمال را در دفع اسباب می دانند و ابتداء اشیا را بتوسط اسباب بحضرت
حق سبحانہ و تعالی منتسب می سازند نمیدانند کہ در رفع اسباب رفع حکمت است کہ در ضمن آن چندان

ومنتظم ایشان علم هندسه است ما لا یعنی محض است و لا طائل صرف مساوات زوایای ثلث مثلث هر دو قائمه را بچه
کار می آید و شکل عروسی و مامونی که جانکاه ایشان ست بکدام غرض مربوط است علم طب و علم تهذیب اخلاق که
بهترین علوم ایشان است از کتب انبیاء ما تقدم علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام سرقه کرده ترویج اباطیل خود
نموده اند کما صرح به الامام الغزالی فی المنقذ عن الضلال اهل ملت و متابعان انبیاء علیهم الصلوة والسلام
اگر در دلائل و براهین غلط کنند باکے نیست که مدار کار ایشان بر تقلید انبیاء است علیهم الصلوة والسلام
دلائل و براهین بر اثبات مطالب عالیه خود بر سبیل تبرع می آرند همان تقلید ایشان را کافی ست
بخلاف این بیدولتان که از تقلید خود را برآورده اند و در صدد اثبات بدلائل گشته ضلوا
فاضلوا دعوت نبوت حضرت عیسیٰ علے نبینا و علیه الصلوة والسلام چون با فلاطون کلان تر این
بیدولتان بوده رسیده گفت نحن قوم مهتدون لا حاجة بنا الے من یهدینا زهے سفیه مالا یعنی
شخصے که احیاے اموات مینماید و ابراء اکمه و ابرص مے کند که خارج از طور حکمت ایشان است
اورا ندیده و تفطن احوال وے نکرده نادیده جواب دادن از کمال عناد و سفاهت است
ـه فلسفه چون اکثرش باشد سفه پس کل آن ؛ هم سفه باشد که حکم کل حکم اکثر است ؛ نجانا الله
سبحانه عن ظلمات معتقداتهم السوء درین ایام فرزندی محمد معصوم جواهر شرح مواقف را تمام کرده
در اثناء سبق او قباحتهاے این بیخردان بوضوح آمد و فائدها بر آن مرتب شد الحمد لله
الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق و عبارات شیخ محی الدین
ابن العربی نیز ناظر بایجاب است و در معنی قدرت موافقت بفلسفه دارد که صحت ترک را تجویز نمی نماید
و جانب فعل را لازم میداند عجائب کار و بار است شیخ محی الدین از مقبولان در نظر در می آید و اکثر
علوم او که مخالف آرای اهل حق اند خطا و نا صواب ظاهر میشود مانا که بخطای کشفی معذور داشته اند
و در رنگ خطاء اجتهادی از ملامت مرفوع ساخته این اعتقاد خاص است این فقیر را در ماده
شیخ محی الدین که او را از مقبولان میدانند و علوم مخالفه او را خطا و مضر می بینند جمعے هستند ازین
طائفه که هم شیخ را طعن و ملامت میکنند و هم علوم او را تخطیه می نمایند و جمعے دیگر ازین
طائفه تقلید شیخ را اختیار کرده جمیع علوم او را صواب میدانند و بدلائل و شواهد حقیت
آن علوم را اثبات مے نمایند و شکے نیست که این هر دو فریق راه افراط و تفریط

منسوب است وکسب بایشان عادت اللہ سبحانہ برین جاری شدہ است کہ بعد از قصد عبد مر فعل خود را خلق حق سبحانہ وتعالیٰ بآن فعل متعلق میشود وچون فعل عبد بقصد واختیار او صادر می یابد بنا بر آن متعلق مدح وذم وثواب وعقاب بود وآنکہ گفتہ اند کہ اختیار عبد ضعیف است اگر ضعیف باعتبار قوت اختیار حق سبحانہ گفتہ اند مسلم است اگر ضعیف بایں معنے گفتہ اند کہ در اداء فعل مامور کافی نیست پس غیر صحیح است قال اللہ لا یکلف بما لیس فی وسعہ بل یرید الیسر ولا یرید العسر غایت ما فی الباب جزاء مخلد مر فعل معرفت را مفوض بتقدیر حق است تعالیٰ ذلک تقدیر العزیز الحکیم ایقدر بتوفیق اللہ سبحانہ ماہم میدانم کہ کفر ورزیدن نسبت بحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کہ مولی نعم ظاہرہ وباطنہ است وموجد سموات وارض است وہر بزرگے وکمالے کہ ہست مر جناب قدس او را ثابت است جزاء آن کفر باید کہ از شدائد عقوبات بود وآن خلود است در عذاب وہمچنین ایمان آوردن بغیب اینچنین منعمے بزرگے را واو را نیکو داشتن در با وجود مزاحمت نفس وشیطان باید کہ جزاء او بہترین جزا یا بود وآن خلود است از تنعمات وتلذذات بعضی از مشائخ فرمودہ اند کہ دخول بہشت فی الحقیقت مربوط بفضل حق است سبحانہ ومنوط ساختن آنرا بایمان بنا بر آنست کہ جزاء اعمال بود والذ باشد ونزد فقیر دخول بہشت فی الحقیقت مربوط بایمان است لیکن ایمان فضل اوست سبحانہ وعطیۂ او تعالیٰ ودخول نار مربوط بکفر است وکفر ناشئی است از ہوائے نفس امارہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک باید دانست کہ مربوط ساختن دخول بہشت را بایمان فی الحقیقت تعظیم ایمان است بلکہ تعظیم مومن بہ است کہ اینچنین اجر عظیم القدر بر آن مترتب شدہ است وہمچنین منوط ساختن دخول نار را بکفر تحقیر کفر است وتفصیلے آنکہ نسبت بہ او تعالیٰ این کفر بوقوع آمدہ است کہ این طور عقوبتے بر دوام مترتب گشتہ است بخلاف آنچہ بعضی از مشائخ گفتہ اند کہ ازین دقیقہ خالی است ابقا در دخول نار کہ عدیل اوست مثلاً بنوجہ متمشی نیست چہ دخول نار فی الحقیقت مربوط بکفر است واللہ سبحانہ الملہم ہذاء حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ را مومنان در آخرت بہ بہشت خواہند دید بجہت وبے کیف وبے شبہہ وبے مثال این مسئلہ ایست کہ جمیع فرق اہل ملت وغیر اہل ملت غیر اہل سنت ہم منکر اند رویت بے جہت وبے کیف را تجویز نمی نمایند حتے کہ شیخ محی الدین بن العربی نیز رویت آخرت را تجلی صورے فرود می آرد وبجز این تجلی تجویز نمی نماید روزے حضرت ایشان

مصالح ملحوظ است ربنا ما خلقت ہذا باطلا انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات مراعات اسباب می نمایند و
تفویض امر با این مراعات بحضرت حق سبحانہ وتعالی میفرمایند چنانچہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
ملاحظہ چشم زخم نمودہ پسران خود را وصیت فرمود یا بنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب
متفرقۃ باوجود این مراعات تفویض امر بحق فرمودہ جل سلطانہ گفت وما اغنی عنکم من اللہ من شیء ان
الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون وحضرت حق سبحانہ وتعالی این معرفت را تحسین فرمودہ
است وبخود نسبت دادہ کہ بعد ازان فرمودہ وانہ لذو علم لما علمناہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون
وحضرت حق سبحانہ وتعالی در قرآن مجید حضرت پیغمبر ما را نیز بتوسط اسباب بشارت میفرماید یا ایہا
النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین باقی ماند تاثیر اسباب رواست کہ حضرت حق سبحانہ در بعض
اوقات در اسباب تاثیر نیز خلق فرماید تا موثر افتد ودر بعضے اوقات تاثیر در آنہا خلق نکند پس
ناچار ہیچ اثر بر آنہا مترتب نشود چنانچہ مشاہدہ مینمایم بعضے را در اسباب کہ وجود مسببات گاہی ان
اسباب مترتب میشود وگاہے ہیچ اثری ازان بظہور نمی آید انکار از مطلق تاثیر اسباب مکابرہ است
تاثیر باید گفت وآن تاثیر را در رنگ وجود آن سبب بایجاد حضرت حق سبحانہ وتعالی باید دانست رائے
فقیر درین مسئلہ اینست واللہ سبحانہ اعلم ازین بیان لائح گشت کہ توسط اسباب منافی توکل نیست چنانچہ
ناقصان گمان بردہ اند بلکہ در توسط اسباب کمال توکل است حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ
الصلوۃ والسلام مراعات سبب را با تفویض امر بحق جل وعلا توکل فرمودہ علیہ توکلت وعلیہ
فلیتوکل المتوکلون واو تعالے مرید خیر وشر است وخالق این ہر دو الا از خیر راضے است
واز شر راضے نہ این فرقیست دقیق در میان ارادہ ورضا کہ حضرت حق سبحانہ وتعالے اہل سنت
را بآن فرق مہتدی ساختہ است سائر فرق بواسطۂ عدم اہتدا باین فرق در ضلالت ماندہ اند
معتزلہ درینجا عبد را خالق فعل خود گفتہ اند وایجاد کفر ومعاصی را باو منسوب ساختہ واز کلام شیخ
محی الدین ومتابعان او مفہوم میشود کہ چنانچہ ایمان واعمال صالح مرضی اسم الہادی است کفر و
معاصی نیز مرضی اسم المضل است این سخن نیز مخالف اہل حق است میلی بایجاب دارد کہ منشاء رضا
گشتہ است چنانکہ گویند کہ اشراق واضاءۃ مرضی آفتاب است حضرت حق سبحانہ وتعالی عباد را
قدرت وارادہ دادہ است کہ باختیار خود کسب افعال مینمایند خلق افعال بحضرت حق سبحانہ

تصرف در ملک او تعالی از عدم جواز آن تمیز میگردد و امثال این فوائد بعثت بسیار است پس مقرر رشد که
بعثت رحمت است و آنکه سفاہت و ہوائے نفس اماره گشته بحکم شیاطین لعین انکار بعثت نماید و بمقتضائے بعثت عمل نکند
گناه بعثت چیست و بعثت چرا رحمت نبود سوال عقل فی حد ذاته ہرچند در احکام الٰہی جل شانہ ناقص و ناتمام
است اما چرا نتواند که بعد از حصول تصفیه و تزکیه عقل را مناسبتے و اتصال غیر متکیف بمرتبه وجوب تعالی و
تقدس پیدا شود که بسبب آن مناسبت و اتصال احکام از انجا اخذ نماید و حاجت معیت که بتوسط ملک
است نشود جواب عقل ہرچند آن مناسبت و اتصال پیدا کند اما تعلقیکه باین پیکر ہیولانی داشت
بالکل زائل نگردد و تجرد تمام پیدا نکند پس واہمہ ہمیشه دامنگیر او بود و متخیله ہرگز خیال و را نگذارد و قوت غضبیه
و شهویه ہموارہ مصاحب او بوند و رذیله حرص و شره ہمه وقت ندیم او باشد و سہو و نسیان که از لوازم نوع
انسان است از وی منفک نبوند و خطا و غلط که از خواص این نشاء اند از وجدا نباشد پس عقل شایان
اعتماد نبوده احکام ماخوذهٔ او از سلطان وہم و تصرف خیال مصئون نبوند و از شائبه نسیان و مظنهٔ خطا
محفوظ نباشند بخلاف ملک که از این اوصاف پاک است و از رذائل مبرا پس ناچار شایان اعتماد بود و احکام
ماخوذهٔ او از شائبهٔ وہم و خیال و مظنهٔ نسیان و خطا مصئون باشند و در بعضے اوقات محسوس میگردد در
علومیکه بتلقے روحانی اخذ نموده است در اثنائے تبلیغ آن بقوی و حواس بعضے از مقدمات مسلمهٔ غیر
صادقه که از راه وہم و خیال یا غیر آن حاصل شده اند بے اختیار بآن علوم منضم میشود بحیثیتے که در آنوقت
اصلا تمیز نتواند کرد و در ثانی الحال گاه بود که علم آن تمیز دہند و گاه ندہند پس لاجرم آن علوم بواسطهٔ
خلط آن مقدمات ہیئت کذب پیدا می کند و از اعتماد می برآیند یا آنکه گوئیم که حصول تصفیه و تزکیه
منوط است باتیان اعمال صالحه که مرضیات مولی باشد سبحانه و اینمعنے موقوف بر بعثت است چنانکه
گذشت پس بغیر بعثت حصول حقیقت تصفیه و تزکیه میسر نشود و صفائی که کفار و اہل فسق را حاصل
میشود آن صفائی نفس است نه صفائی قلب و صفائی نفس غیر از ضلالت نمی افزاید و بجز از خسارت
و ضلالت نمی نماید و کشف بعضے از امور غیبیه که در وقت صفائی نفس کفار و اہل فسق را دست میدہد
استدراج است که مقصود از ان خرابی و خسارت آن جماعه است نجانا الله سبحانه عن ہذه البلیة
بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات و علی آلہ ازین تحقیق واضح گشت که تکلیف شرعی
که از راه بعثت ثابت شده است نیز رحمت است نه آنچنانکه منکران تکلیف شرعی زعم فاسده نمادہ و گمان

از شیخ نقل میکردند که اگر معتزله رویة را بمرتبهٔ تنزیه مقید نمی کردند و به تشبیه نیز قایل می گشتند و رویة را باین
تجلی نیز میدانستند هرگز از رویة انکار نمیکردند و محال نمیدانستند یعنے انکار ایشان از بیجهتے و بی کیفی است
که مخصوص بمرتبهٔ تنزیه است بخلاف این تجلی که جهت و کیف دران ملحوظ است پوشیده نماند که رویت
آخرت را بتجلے صوری فرود آوردن فی الحقیقت انکار کردن است هر رویت را چه آن تجلی صوری اگرچه
از تجلیات صوریه دنیا جدا بود رویت حق تعالی اینست ؎ یراه المؤمنون بغیر کیف ؛ و ادراک
و ضرب من مثال ؛ بعثت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات رحمت عالمیان است اگر توسط وجود
این بزرگواران نمی بود ماگمراهان را بمعرفت ذات و صفات واجب الوجود تعالی و تقدس
که دلالت میفرمود و مرضیات مولائی ما را جلشانه از عدم مرضیات او سبحانه که تمیز مینمود عقول
ناقصهٔ ما بے تائید نور دعوت ایشان از ینمعنے معزول است و افهام ناتمام ما بے تقلید
این بزرگواران درین معامله مخذول آرے عقل هر چند حجت است اما در حجت ناتمام است
و بمرتبهٔ بلوغ نرسیده حجة بالغه بعثت انبیا است علیهم الصلوات والتسلیمات که عذاب و ثواب اخروی
دائمی منوط بآنست **سوال** چون عذاب اخروی دائمی منوط به بعثت شد پس بعثت را رحمت عالمیان
گفتن بچه معنی بود **جواب** بعثت عین رحمت است که سبب معرفت ذات و صفات واجب الوجود
است تعالے و تقدس که متضمن سعادت دنیویه و اخرویه است و بدولت بعثت معلوم و ممیز گشته
است آنچه مناسب جناب قدس او تعالی است و آنچه نامناسب جناب قدس او ست سبحانه
زیراکه عقل لنگ و کور ما که بداغ امکان و حدوث متسم است چه داند که مناسب حضرت وجوب
قدم از لوازم او ست از اسما و صفات و افعال او کدام است و نامناسب کدام تا اطلاق آن
نموده آید و اجتناب ازین کرده شود بلکه بسیار است که از نقص خود کمال را نقصان داند و نقص را
کمال انگارد و این تمیز نزد فقیر فوق جمیع نعم ظاهره و باطنه است بیدولت تر آنکه امور نامناسبه را
به جناب قدس او تعالی نسبت دهد و اشیا ناشایسته را بحضرت او سبحانه منتسب سازد
بعثت است که باطل را از حق جدا ساخته است و نامستحق عبادت را از مستحق عبادت تمیز داده
بعثت است که براه حق جل و علا بتوسط آن دعوت می فرمایند و بنده ها را بسعادت قرب و
وصل مولی جل سلطانه میرسانند و بوسیلهٔ بعثت اطلاع بر مرضیات مولی جلشانه میسر شود که مامور و جواز

قبر نیز دو جهت دارد سعادتمند کسی است که از زلات و معاصی او بکمال کرم و رافت در گذرند و اصلا مواخذه
نفرمایند و اگر در مقام مواخذه آیند از کمال رحمت کفارت گناهان او را آلام و محن دنیوی سازند و اگر سیئه
مانده باشد بضغطهٔ قبر و محنتهائی که در آن موطن مقرر ساخته اند کفارت کنند تا پاک و پاکیزه بحشر مبعوث گردد و
هر کرا چنین نکنند مواخذهٔ او را باخرت اندازند عین عدلست اما وای بر گناهگاران شرمساران لیکن
اگر از اهل اسلام است مآل برحمت است و از عذاب ابدی محفوظ این نیز نعمتی است عظیم ربنا
اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر بحرمة سید المرسلین علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات روز قیامت
حق است و در ان روز سموات و کواکب و ارض و جبال و بحار و حیوان و نبات و معادن همه معدوم
و ناچیز خواهند گشت آسمانها منشق گردند و ستارها انتشار پیدا کنند و بریزند و زمین و کوهها هبا منثور
شوند این اعدام و فنا بنفخهٔ اولی تعلق دارد و بنفخهٔ ثانیه از قبرها برانگیزند و بمحشر روند فلاسفه اعدام
سموات و کواکب را تجویز نکنند و فنا و فساد برینها جائز ندارند اینها را ازلی و ابدی گویند
مع ذلک متاخران ایشان از بیخردی خود را از زمرهٔ اهل اسلام میگیرند و اثبات بعضی از احکام اسلام
مینمایند عجب آنکه بعضی از اهل اسلام هم بعضی را از ایشان باور میدارند و بی تحاشی ایشانرا مسلمان
میدانند عجب تر آنکه بعضی از مسلمانان اسلام بعضی را که ازین جماعه اند کامل میدانند و طعن و تشنیع
اینها را منکر می انگارند و حال آنکه اینها منکر نصوص قطعی اند و انکار اجماع انبیا مینمایند علیهم الصلوات
والتسلیمات قال الله تعالی اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت وقال الله تعالی اذا
السماء انشقت واذنت لربها وحقت وقال الله تعالی وفتحت السماء فکانت ابوابا
منشقة و امثال ذلک فی القران کثیرة نمیدانند که مجرد تلفظ بکلمهٔ شهادت در اسلام کافی نیست تصدیق
جمیع ما علم مجیئه من الدین بالضرورة باید و تبری از کفر و کافری نیز در کار است تا اسلام
صورت بندد و بدونه خرط القتاد و حساب و میزان و صراط حق است که مخبر صادق علیه و علی
آله الصلوة والسلام از ان خبر داده استبعاد بعضی از جاهلان طور نبوت از وجود این امور از حیز
اعتبار ساقط است چه طور نبوت وراء طور عقلست اخبار صادقهٔ انبیا را بنظر عقل
موافق ساختن فی الحقیقت انکار طور نبوت است اینجا معامله بر تقلید است بدانند که طور
نبوت مخالف طور عقلست بلکه طور عقل بی تائید انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بآن

برده اند و تکلیف را از کلفت تصور نموده معقول دانسته اند و گویند کدام مهربانی است که عباد را بامور شاقه
تکلیف کنند و گویند که اگر بمقتضای آن تکلیف عمل کنند به بهشت خواهند رفت و اگر خلاف آن را مرتکب
شوند بدوزخ خواهند رفت چرا تکلیف نکنند و گذارند که بخورند و بخسپند و بطور خود باشند این بیدولتان
و بیخبردان مگر نمیدانند که شکر منعم واجب است عقلا و این تکلیفات شرعیه بیان لیتان آن شکر است پس
تکلیف بعقل واجب باشد و ایضاً نظام عالم منوط باین تکلیف است اگر هر یکے را بطور خود میگذاشتند غیر از
شرارت و فساد بظهور نمی آمد هر بو الهوسی در نفس و مال دیگر دست درازی می کرد و بخبث و فساد پیش می آمد هم
خود ضائع میشد و هم او را ضائع میساخت عیاذاً باللہ سبحانه اگر زواجر و موانع شرعی نمی بودند ولکم فی
القصاص حیٰوة یا اولی الالباب ؎ کند زنگے مست در کعبه قی؛ اگر چوب حاکم نباشد ز پی؛ یا آنکه گوئیم که
او تعالیٰ مالک علی الاطلاق است و عباد مملوک وی اند سبحانه پس هر حکمے و تصرفے که در ایشان فرماید
عین خیر و صلاح است و از شائبه ظلم و فساد منزه و مبرا است لا یسأل عما یفعل ؎ کرا زهره آنکه
از بیم او؛ کشاید زبان جز بتسلیم او؛ و اگر همه را بدوزخ فرستد و عذاب ابدی فرماید جائے
اعتراض نیست و در ملک غیر ما را تصرف بے شائبه ستم پیدا کند بخلاف املاک ما که فی الحقیقت
املاک او یند سبحانه جمیع تصرفات از ما در آنها عین ستم است زیرا که صاحب شرع بواسطه
بعضے مصالح آن املاک را بما نسبت داده است و فی الحقیقت املاک او یند سبحانه پس تصرف ما در
آنها همان قدر مجوز باشد که مالک علی الاطلاق آن تصرف را تجویز فرموده است و مباح ساخته
انبیاء این بزرگواران علیهم الصلوات والتسلیمات باعلام حق جل وعلا اختیار نموده اند و بیان احکام
فرموده همه صادق اند و مطابق واقعه در احکام اجتهادیه این بزرگواران علیهم الصلوات والتحیات
هر چند خطا تجویز نموده اند اما تقریر بر خطا در حق ایشان مجوز نداشته اند و گفته اند زود ایشان
را بان متنبه میسازند و تدارک آن بصواب می فرمایند فلا اعتداد بذلک الخطأ و عذاب قبر مر
کافران را و بعضے از عاصیان اهل ایمان را حق است مخبر صادق علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات
از ان خبر داده و سوال منکر و نکیر مؤمنان را و کافران را در قبر نیز حق است قبر برزخی است درمیان دنیا و آخرت
عذاب او نیز بیک وجه مناسبت بعذاب دنیوی دارد و انقطاع پذیر است و بوجه دیگر مناسبت بعذاب
اخروی که فی الحقیقة از عذابهای آخرت است کریمۀ النار یعرضون علیها غدوا و عشیا نزلت فی عذاب القبر و همچنین راحت

وامام الحرمین وصاحب فتوحات مکیه بافضیلت خواص ملک از خواص بشر قائل اند وانچه برین فقیر ظاهر
ساخته اند آنست که ولایت ملک افضل است از ولایت نبی علیهم الصلوات والتسلیمات امادر نبوت و
رسالت درجه ایست مر نبی را که ملک بآن نرسیده است وآن درجه از راه عنصر خاک آمده است که
مخصوص به بشر است ونیز برین فقیر ظاهر ساخته اند که کمالات ولایت را نسبت بکمالات نبوت
هیچ اعتدادی نیست کاش حکم قطره داشت نسبت بدریای محیط پس مزیتی که از راه نبوة آمد باضعاف
زیاده خواهد بود از آن مزیت که از راه ولایت حاصل شود پس فضیلت مطلق مر انبیا را بود علیهم
الصلوات والتسلیمات وفضل جزوی مر ملائکه کرام راست علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات
فالصواب ما قال الجمهور من العلماء شکر الله تعالی سعیهم ازین تحقیق لائح گشت که هیچ ولی بدرجه نبی
از انبیا نرسد علیهم الصلوات والتسلیمات بلکه سر آن ولی همیشه زیر قدم آن نبی بود باید دانست که در
هر مسئله از مسائل که علماء وصوفیه در آن اختلاف دارند چون نیک ملاحظه مینمایند حق بجانب علماء
می یابند سرش آنست که نظر علما بواسطه متابعت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بکمالات نبوت و علوم
آن نفوذ کرده است ونظر صوفیه مقصور بر کمالات ولایت و معارف آنست پس ناچار علمیکه از مشکوٰة
نبوت اخذ نموده شود اصوب واحق خواهد بود از انچه از مرتبه ولایت ماخوذ شود تحقیق بعضے ازین معارف
در مکتوبیکه بنام فرزندی ارشدی در بیان طریق نوشته است اندراج است اگر خفا ماند بآنجا رجوع
فرمایند ایمان عبارت از تصدیق قلبی است انچه از دین بطریق ضرورت و تواتر بما رسیده است و اقرار لسانی
نیز رکن ایمان گفته اند که احتمال سقوط دارد و علامت این تصدیق تبریست از کفر و بیزاری از کافری
وانچه در کافریست از خصائص و لوازم آن همچنان بستن زنار و مثل آن واگر عیاذا بالله سبحانه با دعوی این
تصدیق تبرا از کفر نماید مصدق ومبین است که بداغ ارتداد متسم است و فی الحقیقت حکم او حکم منافق
است لاالی هولاء ولا الی هولاء پس در تحقق ایمان از تبری کفر چاره نبود و ادنای آن تبری قلبی است
و اعلای آن تبرے قلبی و قالبی و تبری عبارت از دشمنی است با دشمنان حق جل و علا آن دشمنی
خواه بقلب بود اگر خوفی از ضرر ایشان داشته باشد و خواه بقلب و قالب بود در وقت عدم آن خوف
کریمه یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم مؤید این معنی است چه محبت خدای عز وجل و محبت
رسول وی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات بی دشمنی دشمنان او صورت نه بندد ع تولی بے تبرا

مطالب عالی نتوانند معتقد شد مخالفت دیگر است و نارسیدن دیگر چہ مخالفت بعد از رسیدن متصور بود و بہشت
و دوزخ موجود اند بعد از محاسبۂ روز قیامت گروہے را بہ بہشت خواہند فرستاد و گروہی را بدوزخ و ثواب و
عقاب اینہا ابدی است کہ انقطاع ندارد کما دلت علیہ النصوص القطعیۃ المؤکدۃ صاحب فصوص گوید کہ مآل ہمہ برحمت است
ان رحمتی وسعت کل شیٔ کفار را عذاب دوزخ تا سہ حقبہ ثابت کند بعد از ان گوید کہ نار در حق ایشان برد و سلام
گردد چنانچہ بر حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام شدہ بود و خلف در وعید حق جائز دارد و گوید کہ ہیچکس
از اہل دل بخلود عذاب کفار نرفتہ است درین مسئلہ نیز از صواب دور افتادہ است ندانستہ است کہ وسعت رحمت
در حق مؤمنان و کافران مخصوص بدنیا است و در آخرت بوئی از رحمت بکافر نرسد کما قال اللہ تعالیٰ انہ لا ییئس من
روح اللہ الا القوم الکافرون وقال تعالیٰ بعد قولہ سبحانہ ورحمتی وسعت کل شیٔ فساکتبہا للذین یتقون و یؤتون
الزکوٰۃ والذین ہم بآیاتنا یؤمنون شیخ اول آیت را خواندہ و آخر را کار نفرمودہ و کریمہ فلا تحسبن اللہ مخلف
وعدہ رسلہ دلالت ندارد بر خصوصیت خلف وعدہ تواند بود کہ اقتصار بر عدم خلف بوعدہ اینجا بواسطۂ آن بود کہ
مراد از وعدہ اینجا نصرت رسل است و غلبۂ اینہا بر کفار و آن متضمن وعدہ و وعید است وعدہ است مر رسل
را و وعید است مر کفار را پس گویا درین کریمہ ہم خلف وعدہ منتفی شد و ہم خلف وعید فالآیۃ مستشہدۃ علیہ لا لہ
وایضا خلف در وعید در رنگ خلف در وعدہ مستلزم کذب است و ناشایان آنحضرت جل سلطانہ زیرا کہ
در ازل دانستہ بود کہ کفار را عذاب مخلد نخواہم کرد مع ذالک برای مصلحتی مخالف علم خود گفتہ کہ عذاب
مخلد خواہم کرد اینمعنے را تجویز نمودن شناعت تمام دارد سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام
علی المرسلین اجماع اہل دل بر عدم خلود عذاب کفار کشف شیخ است و مجال خطا در کشف بسیار است
فلا اعتداد بہ مع کونہ مخالفا لاجماع المسلمین ملائکہ بندہائے خدا اند جل سلطانہ کہ از معاصی معصوم
اند و از خطا و نسیان محفوظ لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یؤمرون از خوردن و آشامیدن
پاک اند و از زناشوئی منزہ و مبرا و تذکیر ضمائر در قرآن مجید در حق ایشان باعتبار
شرف صنف ذکور است از صنف نساء کما اورد سبحانہ تذکیر الضمائر فی حق
نفسہ و حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بعضے از ایشان را برسالت برگزیدہ است چنانچہ
بعضے از انسان را نیز باین دولت مشرف ساختہ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من
الناس جمہور علماء اہل حق برانند کہ خواص بشر افضل اند از خواص ملک امام غزالے

استدراج و کید است در حق ایشان کریمۂ ایحسبون انما نمدهم به من مال و بنین نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون
و کریمۂ سنستدرجهم من حیث لا یعلمون و املی لهم ان کیدی متین شاهد این معنی است فلیفهم فائدہ جلیله عذاب
ابدی دوزخ جزاے کفر است پس اگر پرسند که شخصے با وجود ایمان رسوم کفر بجامی آورد و تعظیم مراسم
اهل کفر مے نماید و علما بکفر او حکم مے کنند و او را از اهل ارتداد مے شمرند چنانکه اکثر مسلمانان هند باین
بلا مبتلا اند پس بفتوی علما باید که آن شخص در آخرت بعذاب ابدی گرفتار گردد و حال آنکه در اخبار
صحاح آمده است که کسے که در دل او مقدار ذره از ایمان بود از دوزخ او را بیرون خواهند آورد و
در عذاب مخلد نخواهند گذاشت تحقیق این مسئله نزدیک توچیست گوئیم که اگر کافر محض است عذاب
مخلد نصیب وست عیاذا بالله سبحانه منه و اگر با وجود اتیان مراسم کفر ذره از ایمان نیز دارد بعذاب دوزخ
مبتلا خواهد شد اما ببرکت آن ذرۂ ایمان امید است که از خلود عذاب خلاص شود و از گرفتاری
دائمی نجات یابد فقیر یکباری بعیادت شخصے رفته بود که معاملۂ او قریب باحتضار رسیده
بود چون متوجه حال او شد دید که قلب او ظلمات بسیار دارد هرچند متوجه دفع آن ظلمات شد که
آن ظلمات را بیرون نهد قبول نکرد بعد از توجه بسیار معلوم شد که آن ظلمات ناشی از صفات کفار است
که در وے مکنونست و منشاء آن کدورات موالات اوست با کفره اهل کفر توجهات در دفع ان ظلمات
نمایند تنقیۂ او از ان ظلمات مربوط بعذاب نار است که جزاء کفر است و معلوم شد که ذرۂ از
ایمان دارد که ببرکت آن آخر او را از دوزخ خواهند برآورد چون این حال را در وی مشاهده نمود
بخاطر گذشت که آیا بر جنازۂ او نماز باید کرد یا نه بعد از توجه ظاهر شد که نماز باید کرد پس مسلمانی که با وجود
ایمان رسوم اهل کفر می نمایند و تعظیم ایام ایشان میکنند بر جنازۂ اینها نماز باید و بکفار ملحق نباید ساخت
کما هو العمل الی الیوم و امیدوار باید بود که آخر ببرکت ایمان از عذاب ابدی نجات یابند پس معلوم شد
که اهل کفر را عفو و مغفرت نیست ان الله لا یغفر ان یشرک به اگر کافر صرف است عذاب ابدی جزاء کفر
اوست و اگر ذرۂ ایمان نیز دارد جزاے او عذاب موقت است از نار و در سائر کبائر انشاء الله
تعالی اغفر و ان شاء عذب نزد فقیر عذاب دوزخ موقت باشد یا مخلد مخصوص بکفر است و بصفات
کفر کما سیجئ تحقیقه و اهل کبائر که گناهان ایشان بمغفرت نه آمده اند بتوبه یا شفاعت یا بمجرد عفو و
احسان و نیز آن کبائر را بالام و محن دنیوی یا شدائد و سکرات موت مکفر نساخته امید است که

نیست ممکن ہا اینجا صادق است شیعہ کہ این قاعدہ را در موالات اہل بیت جاری ساختہ اند و تبری خلفای
ثلثہ وغیر ایشان را شرط آن موالات داشتہ نامناسب ست زیرا کہ تبری از دشمنان شرط موالات دوستان
داشتہ اند نہ تبری مطلق از غیر ایشان و ہیچ عاقل منصف تجویز نکند کہ اصحاب پیغمبر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات
والتحیات دشمن باشند و حال آنکہ این بزرگواران در محبت او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام اموال و انفس
خود را صرف کردہ اند و جاہ و ریاست را برباد دادہ چگونہ دشمنی اہل بیت را با ایشان منسوب توان
ساخت و حال آنکہ بنص قطعی محبت اہل قرابت آن سرور علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات ثابت
شدہ است و اجرت دعوت را محبت ایشان ساختہ کما قال اللہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربی و من یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا و علیہ الصلوات
والسلام این ہمہ بزرگی کہ یافت و شجرۂ انبیا گشت بواسطہ تبری از دشمنان او تعالی بودہ قال اللہ تعالی
لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا لقومہم انا برآء منکم و مما تعبدون من دون اللہ
کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تومنوا باللہ وحدہ و ہیچ عملی در نظر فقیر از برائے
حصول رضای حق جل و علا برابر این تبری نیست تبری باید کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی را با کفر و کافرے
عداوت ذاتی ست و آلہہ آفاقی مثل لات و عزی و عبدہ ایشان بالذات دشمنان حق اند جل سلطانہ
و خلود نار جزاء این عمل شنیع است و آلہہ ہوائی نفسانی و سائر اعمال سیئہ این نسبت ندارند زیرا کہ عداوت
و غضب نسبت باینہا ذاتی نیست اگر غضب ست بصفات منسوب ست و اگر عقاب و عتاب ست
بافعال راجع لہذا خلود نار جزاء این سیئات نگشتہ بلکہ مغفرت ایشان را منوط بمشیت خود داشتہ باید دانست
کہ چون بکفر و کافران عداوت ذاتی متحقق گشت ناچار رحمت و رافت کہ از صفات جمال است در آخرت
بکافران نرسد و صفت رحمت رفع عداوت ذاتی نکند چہ آنچہ بذات تعلق دارد اقوی دارفع است
از آنچہ بصفت تعلق دارد پس مقتضاے صفت تبدیل مقتضاے ذات نتواند کرد و آنچہ در حدیث قدسی
آمدہ است سبقت رحمتی علی غضبی مراد از غضب غضب صفاتی باید داشت کہ مخصوص بعصاۃ مومنان
است نہ غضب ذاتی کہ بمشرکان مخصوص است سوال اگر گویند کہ در دنیا کافران را از رحمت
نصیب است چنانکہ تو بالا تحقیق آن کردہ پس در دنیا صفت رحمت رفع عداوت ذاتی چگونہ
نمود جواب گوئیم کہ حصول رحمت در دنیا کافران را باعتبار ظاہر و صورت است و فی الحقیقت

ونقصان ندارند تفاوت در انجلا ونمایندگی است که از صفات ذاتیہ آن است پس نظر شخص ثانی صائب
است وتحقیقت شی نافذ ونظر شخص اول مقصور است واز صفت بذات نرفته یرفع اللہ الذین آمنوا منکم
والذین اوتوا العلم درجات ازین تحقیق کہ این فقیر با ظہار آن موفق شده است اعتراضات مخالفان
کہ بر عدم زیادتی ونقصان ایمان نموده اند زائل گشت وایمان عامۂ مومنان در جمیع وجوه مثل ایمان
انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات نشد زیرا کہ ایمان انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کہ تمام تجلی ونورانی
است ثمرات ونتایج باضعاف زیاده دارد واز ایمان عامۂ مومنان کہ ظلمات وکدورات دارد ہے
تفاوت در جا تسم وہمچنین ایمان ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ در وزن زیاده از عامیان این امت است
اعتبار انجلا ونورانیت باید داشت وزیادتی را راجع بصفات کاملہ باید ساخت نمی بینی کہ انبیا
علیہم الصلوات والتسلیمات با عامۂ در نفس انسانیت برابر اند ودر حقیقت ذات ہمہ متحد تفاضل باعتبار
صفات کاملہ آمده است وآنکہ صفات کاملہ ندارد گویا از ان نوع خارج ست واز خواص وفضائل آن
نوع محروم با وجود این تفاوت در نفس انسانیت زیادتی ونقصان راه نمی یابد ونمیتوان گفت کہ آن
انسانیت قابل زیادتی ونقصان است واللہ سبحانہ الملہم للصواب وایضاً گویند کہ مراد از تصدیق ایمانی
نزد بعض تصدیق منطقی است کہ شامل ظن ویقین است برین تقدیر زیادتی ونقصان را در نفس ایمان
گنجائش گشت لیکن صحیح آنست کہ مراد از تصدیق اینجا یقین واذعان قلبی است نہ معنی عام کہ شامل
ظن ہم بود امام اعظم رح گویدانا مؤمن حقا وامام شافعی گویدانا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ فی الحقیقت
نزاع ایشان لفظی است مذہب اول باعتبار ایمان حال است ومذہب ثانی باعتبار مآل وعاقبت کار
اما تحاشی از صورت استثنا اولیٰ واحوط است کما لا یخفی علی المنصف وکرامات اولیاء اللہ حق است
واکثرت وقوع خوارق عادت از ایشان ایمعنی از ایشان عادت مستمره گشتہ است ومنکر
این منکر علم عادی وضروریست معجزۂ نبی مقرون بدعوی نبوت است وکرامت ولی از ینمعنی خالی است
بلکہ مقرونست باعتراف متابعت آن نبی فلا اشتباه بین المعجزة والکرامة کما زعم المنکرون
وترتیب درمیان خلفاء راشدین ترتیب خلافت است اما فضلیت شیخین باجماع
صحابہ وتابعین ثابت شده است چنانچہ نقل کرده اند آنرا جماعہ از اکابر ائمہ کہ یکے
از ایشان امام شافعی است قال الشیخ امام ابو الحسن الاشعری ان تفضیل ابی بکر رض

در عذاب آنها جمعے را بعذاب قبر کفایت کنند و جمعے دیگر را با وجود محنتہائے قبر باہوال قیامت و شدائد
آن روز اکتفا فرمایند و از گناہان باقی نگذارند کہ محتاج بعذاب نار گردند کریمۂ الذین آمنوا ولم یلبسوا
ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن مؤید اینمعنے است چہ مراد از ظلم شرک است واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا
اگر گویند کہ در جزاے بعضے از سیئات غیر کفر عذاب دوزخ نیز آمدہ است کما قال تعالی ومن یقتل مؤمنا
متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا و در اخبار آمدہ است کہ کسے کہ یک نماز فرض بعمد قضا کند یک حقبہ او را
در دوزخ عذاب کنند پس عذاب دوزخ مخصوص بکفار نگشت گوئیم کہ عذاب قاتل مخصوص بمستحل قتل است
و مستحل قتل کافر است کما ذکرہ المفسرون در سیئات غیر کفر کہ عذاب دوزخ آمدہ است از شائبہ
صفات کفر خالی نخواہد بود مثل استخفاف آن سیئہ و عدم مبالات باتیان آن و خوار داشتن اوامر
و نواہی شرعیہ را در خبر آمدہ شفاعتی لاہل الکبائر من امتی و در جائے دیگر فرمودہ امتی امۃ مرحومۃ
لا عذاب لہا فی الآخرۃ الخ کریمۂ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن مؤید اینمعنے است
کما مر و احوال اطفال مشرکان و شاہقان جبل و مشرکان زمان فترۃ رسل در مکتوبیکہ بنام فرزندی
محمد سعید نوشتہ است بتفصیل ثبت یافتہ از انجا معلوم فرمایند و در زیادتی و نقصان ایمان
علما را اختلاف است امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالی عنہ میفرماید الایمان لا یزید ولا ینقص و امام
شافعی رحمہ اللہ سبحانہ میفرماید کہ یزید و ینقص و شک نیست کہ ایمان عبارت از تصدیق و یقین
قلبی است کہ زیادتی و نقصان را درانجا گنجایش نیست و آنچہ قبول زیادتی و نقصان کند داخل
دائرہ ظن است نہ یقین غایۃ ما فی الباب اتیان اعمال صالحہ انجلاء آن یقین میفرماید و اعمال
غیر صالحہ آن یقین را مکدر میسازد پس زیادتی و نقصان باعتبار اعمال و را انجلاء آن یقین ثابت
شد نہ در نفس آن یقین جمعے یقین را کہ منجلی و روشن یافتند زیادہ گفتند از ان یقینے کہ آن انجلاء و روشنی
ندارد گوئیا بعضے غیر منجلی یقین را یقین ندانستند ہمان بعض منجلی را الیقین دانستہ ناقص گفتند و جمعے
دیگر کہ حدت نظر داشتند دیدند کہ این زیادتی و نقصان راجع بصفات یقین است نہ نفس یقین
لاجرم یقین را غیر زائد و ناقص گفتند مثل آنکہ دو آئینہ برابر کہ در انجلاء و نورانیت تفاوت دارند
شخصے بیند آئینہ را کہ انجلاء زیادہ دارد و نمایندگی در و بیشتر است گوید کہ این آئینہ زیادہ است
ازین آئینہ دیگر کہ انجلاء و نمایندگی ندارد و شخصے دیگر گوید کہ ہر دو آئینہ برابر اند زیادہ

فیه شک ان یوقد و قال عز وجل ان الذین یؤذون اللہ و رسوله لعنهم اللہ فی الدنیا والآخرة و آنچه مولانا
سعد الدین در شرح عقائد نسفی درین افضلیت از انصاف دانسته است از انصاف دور است و تردیدی که نموده
است بے حاصل است چه مقرر علما ست که افضلیت باعتبار کثرت ثواب نزد خدای جل و علا اینجا مراد
است نه افضلیتی که بمعنی کثرت ظهور فضائل و مناقب بود که نزد عقلاء اعتبار ندارد زیرا که سلف از صحابه و تابعین
آنقدر فضائل و مناقب که از حضرت امیر نقل کرده اند از هیچ صحابی منقول نشده است حتی قال الامام احمد ما جاء لاحد من
الصحابة من الفضائل ما جاء لعلی مع ذلک همه ایشان حکم کرده اند بافضلیت خلفاء ثلثه پس معلوم شد که وجه
افضلیت دیگر است و رای این فضائل و مناقب و اطلاع بران افضلیت مشاهدان وحی و ولت (؟) را میسر است که بصریح یا
بالقرائن معلوم نموده باشند و آن صحابه پیغمبر اند علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات پس آنچه شارح عقائد نسفی گفته است اگر
مراد از افضلیت کثرت ثواب است پس توقف را جهتی است ساقط است زیرا که توقف را وقتی گنجائش
باشد که آن افضلیت را قبل از صاحب شریعت صریحاً او دلالة معلوم نکرده باشند و چون معلوم کرده باشند
چرا توقف نمایند و اگر معلوم نکرده باشند چرا حکم بافضلیت کنند و آنکه همه را برابر داند و فضل یکی بر دیگری
فضولی انگارد بوالفضول است عجب بوالفضولی که اجماع اهل حق را فضولی داند مگر لفظ فضل او را
باین فضولی برده است و آنچه صاحب فتوحات مکیه گفته است که سبب ترتیب خلافتهم مدة اعمارهم دلالت بر مساوات در
افضلیت ندارد چه امر خلافت دیگر است و مبحث افضلیت دیگر و بر تقدیر تسلیم این و امثال این از شطحیات اوست
که شایان تمسک نیست اکثر معارف کشفیه وی که از علوم اهل سنت جدا افتاده است از صواب دور است پس متابعت
نکنند آنرا مگر کسے که دلش مریض است یا مقلد صرف و آنچه در میان صحابه از منازعات و مشاجرات گذشته بر محامل
نیک صرف باید کرد و از هوا و تعصب دور باید داشت قال التفتازانی مع افراط فی حب علی کرم اللہ تعالی
وجهه ما وقع من المخالفات والمحاربات لم یکن عن نزاع فی خلافته بل عن خطاء فی الاجتهاد و فی حاشیة
الخیالی علیه فان معاویة و احزابه بغوا عن طاعته مع اعترافهم بانه افضل اهل زمانه و انه الاحق بالامامة منه بشبهة
هی ترک القصاص عن قتلة عثمان رضی اللہ تعالی عنه و نقل فی حاشیة کمال القری عن علی کرم اللہ تعالی وجهه انه قال
اخواننا بغوا علینا ولیسوا کفرة ولا فسقة لما لهم من التاویل و شک نیست که خطاء اجتهادی از ملامت
دور است و از طعن و تشنیع مرفوع مراعات حقوق صحبت خیر البشر را علیه و علی آله الصلوات و التحیات
نموده جمیع اصحاب کرام را به نیکی یاد باید کرد و بدوستی پیغمبر علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات ایشانرا دوست

ثم عمرؓ علی بقیۃ الامۃ قطعی قال الذہبی وقد تواتر عن علی فی خلافتہ وکرسی مملکتہ بین الجم الغفیر من شیعتہ ان ابابکر وعمر افضل الامۃ ثم قال درواہ عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نیف وثمانون نفسا وعدّ منہم جماعۃ ثم قال فقبح اللہ الرافضۃ ما اجہلہم ودوی البخاری عنہ انہ قال خیر الناس بعد النبی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ابو بکرؓ ثم عمرؓ ثم رجل آخر فقال ابنہ محمد بن الحنفیۃ ثم انت فقال انما انا رجل من المسلمین وصحح الذہبی وغیرہ عن علی انہ قال لا وانہ بلغنی ان رجالا یفضلونی علیہما ومن وجدتہ فضلنی علیہما فہو مفتری علیہ ما علی المفتری واخرج الدار قطنی عنہ لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکرؓ وعمرؓ الا جلدتہ جلد المفتری وامثال ذالک عنہ ومن غیرہ من الصحابۃ متواترۃ بحیث لا مجال فیہا لانکار احد حتی قال عبد الرزاق من اکابر الشیعۃ افضل الشیخین بتفضیل علی ایاہما علی نفسہ والا لما فضلتہما کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ کل ذالک مستفاد من الصواعق واما تفضیل عثمان برعلی رضی اللہ عنہما پس اکثر علماء اہل سنت برانند کہ افضل بعد از شیخین عثمانؓ است پس علی ومذہب ائمہ اربعہ مجتہدین نیز ہمین است وتوقفے کہ در فضیلت حضرت عثمانؓ از امام مالک نقل کردہ اند قاضی عیاض گفتہ کہ او رجوع کردہ است از توقف بسوی تفضیل عثمانؓ وقرطبی گفتہ است ہو الاصح انشاء اللہ تعالیٰ وختنین توقفے کہ ازین عبارت امام اعظم رحمہ اللہ فہمیدہ اند کہ من علامات السنۃ والجماعۃ تفضیل الشیخین ومحبۃ الختنین نزد این فقیر اختیار این عبارت را محل دیگر است کہ چون ظہور فتن واختلال در امور مردم در زمان خلافت حضرت ختنین بسیار شدہ بود وبدلہای مردم ازین راہ کدورتے راہ یافتہ امام اینمعنے را ملاحظہ فرمودہ در حق ایشان لفظ محبت اختیار نمودہ است ودوستی ایشانرا از علامات سنت ساختہ بے آنکہ شائبۂ توقف ملحوظ بود وکیف وکتب الحنفیۃ مشحونۃ بان افضلیتہم علی ترتیب خلافتہم بالجملۃ افضلیت شیخین یقینے است وافضلیت حضرت عثمانؓ دون اوست اما احوط آنست کہ منکر افضلیت حضرت عثمانؓ را بلکہ افضلیت شیخین را نیز حکم بکفر نکنیم ومبتدع وضال دانیم چہ علما را در تکفیر او اختلاف است ودر قطعیت این اجماع قیل وقال این منکر قرین یزید بید ولت است کہ بواسطۂ احتیاط در لعن او توقف کردہ اند ایذا ئیکہ بحضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از راہ ایذاء خلفاء راشدین او میرسد در رنگ ایذا ئے است کہ از راہ ایذاء اماین باو رسیدہ علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ ورسولہ

پنج بار یا هفت بار بگوید و در وقت سجده رفتن آنچه بزمین نزدیک است اول او را بر زمین نهد پس اول
دو زانو بر زمین نهد بعد از ان هر دو دست بعد از ان بینی را بعد از ان جبین را در وقت وضع زانو
و دست ابتدا از یمین باید نمود و در وقت رفع راس آنچه بآسمان نزدیک است اول باید برداشت
پس ابتدا رفع از جبین باید نمود و در وقت قیام نظر بر موضع سجود باید دوخت و در وقت رکوع بر پاهای
خود نظر باید کرد و در سجود بر نوک بینی خود و در جلوس بر دو دست خود یا بر کنار خود ملاحظه باید نمود چون
نظر را از پراگندگی دوخته شود بر موضع مذکور گماشته گردد نماز بجمعیت میسر شود و صلواة بخشوع حاصل آید
کما هو المنقول عن النبی علیه و علی آله الصلوة والسلام و همچنین تفریج اصابع دو دست در وقت رکوع و ضم
ساختن آن اصابع در وقت سجود سنت است آنرا مراعات فرمایند انگشت کشادن یا ضم ساختن
بے تقریب نیست فوائد در ضمن آن ملاحظه نموده صاحب شرع بعمل در آورده است را هیچ فائده
برابر متابعت صاحب شریعت نیست علیه و علی آله الصلوة والسلام اینهمه احکام در کتب فقهیه مذکورند
بتفصیل و ایضاح مقصود از ایراد اینجا ترغیب بر اعمال است بمقتضاے علم فقه وفقنا الله سبحانه و ایاکم
علی الاعمال الصالحة الموافقة للعلوم الشرعیة بعد از ان وفقنا الله سبحانه لتصحیح العقائد الدینیة بحرمة سید المرسلین
علیه و علیهم و علی آل کل من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها اگر شوقے بفضائل صلواة و دانستن
کمالات مخصوصه آن در خود یابند پس سه مکتوب که متصل و قریب یکدیگر اند انرا مطالعه فرمایند
اول مکتوب بنام فرزندی محمد صادق نوشته شده است و مکتوب دوم بنام محمد نعمان و مکتوب سوم
باسم مشیخت مآب میان شیخ تاج بعد از تحصیل دو جناح اعتقادی و عملی اگر توفیق ایزدی جل سلطانه رهنمونے
فرماید سلوک طریقه علیه صوفیه است نه از براے آن غرضکه شیئے زائد از ان اعتقاد و عمل حاصل کنند و امر
جدید بدست آرند بلکه مقصود آنست که نسبت بمعتقدات یقینے و اطمینانی حاصل کنند هرگز بتشکیک مشکک زائل نگردد و بایراد
شبهه باطل نشود چه پاے استدلال چوبین است و مستدل بے تمکین الا بذکر الله تطمئن القلوب و
نسبت باعمال یسری و سهولتے حاصل کنند و کسل و سرکشی که از اماره ناشے میشود زائل گردانند
و ایضا مقصود از سلوک طریقه صوفیه نه آنست که صور و اشکال غیبی را مشاهده نمایند و انوار
و الوان را معاینه کنند این خود داخل لهو و لعب است صور و انوار حسی چه نقصان
دارد که کسے اینها را گذاشته بریاضات و مجاهدات تمنای صور و انوار غیبی نماید چو این صور

باید داشت قال علیه و علی آله الصلوة والسلام من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم یعنی محبتی که با اصحاب من
تعلق کرده همان محبت است که بمن تعلق شده است و همچنین بغضی که بایشان تعلق گیرد همان بغض است که بمن
تعلق گرفته است ما را بجاربان حضرت امیر هیچ آشنائی نیست بلکه جای آنست که از ایشان دور و دراز باشیم ما چون
اصحاب کرام پیغمبر اند که ما بمحبت ایشان مأموریم و از بغض و ایذاء ایشان ممنوع ناچار همه را دوست میداریم بدوستی
پیغمبر علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات و از بغض و ایذاء ایشان گریزان که آن بغض و ایذاء منجر بآن سرور میشود ولیکن محق را
محق گوئیم و مخطی را مخطی حضرت امیر بر حق بودند و مخالفان ایشان بر خطا زیاده برین فضولیست تحقیق این بحث
در مکتوبیکه بخواجه محمد اشرف نوشته است بتفصیل ذکر یافته است اگر خفائی مانده باشد بآن مکتوب رجوع
فرمایند بعد از تصحیح عقائد از تعلم احکام فقه چاره نبود و از دانستن فرض و واجب و حلال و حرام و سنت و مندوب و
مشتبه و مکروه گذر نه و همچنین عمل بمقتضای این علم نیز ضروریست مطالعه کتب فقه از ضروریات شمرند و سعی
بلیغ در اتیان اعمال صالحه مرعی دارند شمه از فضائل و ارکان صلوة که عماد دین است ایراد مینماید استماع
فرمایند اول از اسباغ وضو چاره نبود هر عضو را سه بار بتمام و کمال باید شست تا بر وجه سنت ادا یابد و در مسح سر
استیعاب باید نمود و در مسح گوش و مسح رقبه احتیاط باید فرمود و تخلیل بخنصر دست چپ از جانب زیر اصابع
آمده است آنرا مراعات فرمایند اتیان مستحب را اندک ندانند مستحب دوست داشته شده حق است جل و علا و مرضی
او تعالی اگر تمام دنیا یک فعل مرضی و محبوب حق جل سلطانه معلوم شود و عمل بمقتضای آن میسر گردد مغتنم است
حکم آن دارد که کسی بخزف ریزهای چند جواهر نفیس بخرد و بجماد لاطائلی درّ را بدست آرد بعد از ظهور کمال
واسباغ وضو قصد نماز که معراج مؤمن است باید فرمود و اهتمام باید نمود که نماز فرض بی جماعت ادا نیابد
بلکه تکبیر اولی با امام ترک نشود و نماز در وقت مستحب ادا یابد و در قرائت مراعاة قدر مسنون باید کرد و در
رکوع و سجود از طمانینت چاره نبود که فرض است یا واجب بقول مختار در قومه راست باید ایستاد بحیثیکه
استخوانها بمقر خود رجوع نماید و بعد از راست ایستادن طمانینت در کار است نیز باید که فرض است یا واجب
یا سنت علی اختلاف الاقوال و همچنین در جلسه که میان دو سجده است بعد از نشستن درست
اطمینان نیز در کار است چنانچه در قومه و اقل تسبیح رکوع و سجود سه بار است و اکثرش
تا هفت بار یا یازده بار علی اختلاف الاقوال و تسبیح امام باندازه حال مقتدیان است
شرم می آید که کسی در حال انفراد در وقت استطاعت اقتصار بر اقل تسبیحات نماید اگر نتواند

پنج یا

احصای آن متعذر است مع ذلک اگر شخصی حدیث منسوخ یا روایت شاذ را باحت سرود بیارد اعتبار نباید کرد
که فقیهی در هیچ وقتی و زمانی فتوی باباحت سرود نداده است و رقص و پاکوبی را تجویز نداشته چنانچه در ملتقط امام
همام ضیاء الدین شامی مذکور است و عمل صوفیه در حل و حرمت سند نیست همین بس است که ما ایشانرا معذور داریم
و ملامت نکنیم و امر ایشانرا بحق سبحانه تعالی مفوض داریم اینجا قول امام ابی حنیفه و امام ابی یوسف و امام محمد معتبر است
نه عمل ابوبکر شبلی و ابی حسن نوری صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بهانه ساخته سرود و رقص را
دین و ملت خود گرفته اند و طاعت و عبادت ساخته اولئک الذین اتخذوا دینهم لهوا و لعبا و از روایت
سابق معلوم شده است کسیکه فعل حرام را مستحسن داند از زمره اهل اسلام می برآید و مرتد میگردد پس خیال
باید کرد که تعظیم مجلس سماع و رقص نمودن بلکه آن را طاعت و عبادت دانستن چه شناعت دارد لله سبحانه
الحمد و المنة که پیران ما باین امر مبتلا نشده اند و ما متابعان را از تقلید این امر وا رهانیده اند شنیده
میشود که مخدوم زادها میل بسرود دارند و مجلس سرود و قصیده خوانی در شبها جمعه منعقد میسازند
و اکثر یاران درین امر موافقت مینمایند عجب هزار عجب مریدان سلاسل دیگر عمل پیران خود را بهانه
ساخته ارتکاب این امر مینمایند و حرمت شرعی را بعمل پیران خود دفع میکنند اگرچه فی الحقیقت
درین امر محق نباشند یاران درین ارتکاب چه معذرت خواهند فرمود حرمت شرعی یکطرف و مخالفت
طریقت پیران خود یکطرف نه اهل شریعت ازین فعل راضی اند و نه اهل طریقت اگر حرمت شرعی نبودی
مجرد احداث امر در طریقت شنیع بودی فکیف که حرمت شرعی با آن جمع شود یقین است که جناب میرزاجیو
باین امر راضی نخواهند بود اما مراعات آداب شما نموده تصریح منع هم نمی کنند و یاران را ازین اجماع نهی نمی نمایند
این فقیر چون در آمدن خود توقف دید چند فقره فراهم آورده نوشته فرستاد این سبق در ملازمت میرزاجیو
بگذارند و از اول تا آخر پیش ایشان بخوانند والسلام **مکتوب دو صد و شصت و هفتم**
بمیرزا حسام الدین احمد صدور یافت در بیان آنکه اسرار و دقائق که حضرت ایشان بآن متمیز گشته اند
شمه ازان بظهور نمی توان آورد بلکه برمز و اشارت نیز ازان باب سخن نمیتوان کرد و آن اسرار جمعیتش از
مشکوة نبوت است و ملائکه علیین نیز درین دولت شریک اند و ما یناسب ذلک بعد الحمد والصلوة
و تبلیغ الدعوات میرساند که صحیفه شریفه که از روی کرم نامزد این احقر ساخته بودند
بمطالعه آن مشرف گشت جزاکم الله سبحانه خیرا از انعامات حق جل سلطانه چه نویسد و چه

وآن صور واین انوار وآن انوار ہمہ مخلوق حق اند جل وعلا وازآیات دالہ بر وجود او تعالیٰ ودرمیان طریق
صوفیہ اختیار کردن طریقہ علیہ نقشبندیہ اولیٰ وانسب ست چہ این بزرگواران التزام متابعت سنت نمودہ اند
واجتناب از بدعت فرمودہ لہٰذا اگر دولت متابعت دارند واز احوال ہیچ ندارند خرسندند واگر با وجود
احوال در متابعت فتور دانند آن احوال را نمی پسندند ازینجا ست کہ سماع ورقص را تجویز نکردہ اند واحوالیکہ
بران مترتب شود اعتبار ننمودہ اند بلکہ ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند وثمراتیکہ بران مترتب
شود التفات بآن ننمودہ روزے بمجلس طعام از ملازمت حضرت ایشان حاضر بودیم شیخ کمال کہ یکے از
مخلصان حضرت خواجۂ ما بود در وقت افتتاح طعام درحضور ایشان اسم اللہ را بلند گفت ایشانرا ناخوش
آمد بحدیکہ زجر بلیغ فرمودند کہ اورا منع کنند کہ در مجلس طعام ما حاضر نشود واز حضرت ایشان شنیدہ ام کہ حضرت
خواجۂ نقشبند علماء آنجا را جمع کردہ بخانقاہ حضرت امیر کلال بردہ بودند تا ایشانرا از ذکر جہر منع فرمایند
علماء بحضرت امیر گفتند کہ ذکر جہر بدعت است نکنند ایشان در جواب فرمودند کہ نکنیم کابرا این طریقت ہرگاہ در منع
جہر این ہمہ مبالغہ نمایند از سماع ورقص ووجد چہ گوید احوال ومواجید کہ براسباب نامشروعہ مترتب شوند
نزد فقیر از قبیل استدراجات است چہ اہل استدراج رانیز احوال واذواق دست مید ہد وکشف توحید و
مکاشفۂ معائنہ در مرایا صور عالم بظہور می آید حکماء یونان وجوگیہ براہمہ ہند درین معنی شریک اند علامت صدق
احوال موافقت علوم شرعیہ است باجتناب از ارتکاب امور محرمہ ومشتبہہ بدانند کہ سماع ورقص فی الحقیقت
داخل لہو ولعب است کریمۂ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث درشان منع سرود نازل شدہ است
چنانچہ مجاہد از شاگردان ابن عباس ست واز کبائر تابعین گوید کہ مراد از لہو الحدیث سرود است
فی المدارک لہو الحدیث السمر والغناء وکان ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم یحلفان انہ الغناء
وقال مجاہد فی قولہ تعالیٰ والذین لایشہدون الزور ای لایحضرون الغناء وحکی عن امام الہدیٰ ابی منصور
الماتریدی من قال لمقری زماننا احسنت عند قرائتہ یکفر وبانت منہ امراتہ واحبط اللہ تعالیٰ کل حسناتہ
وحکی عن ابی نصیر الدبوسی عن القاضی ظہیر الدین الخوارزمی من سمع الغناء من المتغنی وغیرہ اویری فعلا
من الحرام فیحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد یصیر مرتدا فی الحال بناء علی انہ ابطل حکم الشریعۃ
ومن ابطل حکم الشریعۃ فلایکون مومنا عند کل مجتہد ولایقبل اللہ تعالیٰ طاعتہ واحبط اللہ کل حسناتہ
اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک وآیات واحادیث وروایات فقہیہ در حرمت غنا بسیار ست بحدیکہ

داد و ضاع فقراء اینجد و دستو جب حمد است المسئول من الله سبحانه سلامتکم و عافیتکم و ثباتکم و استقامتکم چون
مبحث علم و وراثت در میان بوده چند کلمه از ان بمقوله بمقتضای وقت نوشته آمد در اخبار آمده العلماء ورثة الانبیاء
علمیکه از انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات باقی مانده است دو نوع است علم احکام و علم اسرار عالم
وارث کسی است که او را از هر دو نوع علم سهم بود نه آنکه او را از یک نوع نصیب بود نه از نوع
دیگر که آن منافی وراثت است چه وراثت را از جمیع انواع ترکهٔ مورث نصیب ست نه از بعض دون
بعض و آنکه او را از بعض معین نصیب است داخل غرما ست که نصیب او بجنس حق او تعلق گرفته است و
همچنین فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مراد از علماء وارثانند نه
غرما که نصیبی از بعض ترکه فرا گرفته اند چه وارث را بواسطهٔ قرب و جنسیت همچو مورث میتوان گفت
بخلاف غریم که ازین علاقه خالی است پس هر که وارث نبود عالم نباشد مگر آنکه علم را
مقید بیک نوع سازیم و گوئیم که عالم علم احکام است مثلا و عالم مطلق آن بود که وارث باشد و
از هر دو نوع علم او را نصیب وافر بود اکثر مردم گمان دارند که علم اسرار عبارت از علم توحید
وجود است و شهود وحدت در کثرت مشاهدهٔ کثرت در وحدت و کنایه است از معارف احاطه و سریان
وجود و قرب و معیت او تعالی برنهجیکه مکشوف و مشهود ارباب احوال است حاشا و کلا ثم حاشا
و کلا که این علوم و معارف از علم اسرار بوده شایان مرتبهٔ نبوت باشد زیرا که مبنای این
معارف سکر وقت است و غلبهٔ حال که منافی صحو است و علم انبیا علیهم الصلوات والتحیات چه علم از احکام
و چه علم اسرار همه صحو در صحو است که شمهٔ از سکر با آن ممتزج نگشته است بلکه این معارف مناسب مقام ولایت اند که قدم راسخ
در سکر دارد پس این علوم از اسرار ولایت بوند نه از اسرار نبوت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات هر چند ولایت نیز ثابت است آنجا
اما احکام آن مغلوب اند و در جنب احکام نبوت مضمحل ع بلی هر جا شود مهر آشکارا ٭ سها را جز نهان بودن چه یارا
فقیر در کتب و رسائل خود نوشته است و تحقیق نموده که کمالات نبوت حکم دریای محیط دارد و
کمالات ولایت در جنب آن قطره است محقر اما چه توان کرد جمعی از نارسائی بکمالات نبوت
گفته اند که الولایة افضل من النبوة و جمعی دیگر در توجیه آن گفته اند که ولایت نبی افضل است از نبوت
و این هر دو فریق حقیقت نبوت را نا دانسته حکم بر غائب کرده اند نزدیک باین حکم است حکم بترجیح
سکر بر صحو اگر حقیقت صحو میدانستند هرگز سکر را بصحو نسبت نمی دادند ع چه نسبت خاک را

شکر آن نماید علوم و معارفی که افاضه میشود بتوفیق خداوندی جلشانه اکثر آن در قید کتابت می آید و بسمع اہل
دنا اہل میرسد اما اسرار و دقائقی که بآن متمیز است شمّهٔ ازان بظهور نمیتوانند آورد بلکه برمز و اشارت نیز ازان مقوله
سخن نمیتوانند کرد فرزندی اعزی که مجموعهٔ معارف فقیر است و نسخهٔ مقامات سلوک و جذبه رمزے ازین اسرار
دقیقه با او در میان نمی آرد و بسعے تمام در استتار آن می کوشد با آنکه میداند که فرزندے از محرمان اسرار است
و از خطا و غلط محفوظ اما چه کند که وقت معانی زبان را میگیرد و لطافت اسرار لبها را می بندد و یضیق صدرے
و لاینطلق لسانی نقد وقت است آن اسرار نه ازان قبیل اند که در بیان نیاید بلکه در بیان نمی آرند ع
فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست ٭ هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب هست ٭ آین دولت که ما در استتار
آن میکوشیم مقتبس از مشکوٰة نبوت انبیا است علیهم الصلوات والتسلیمات و ملائکه ملاء اعلی علی نبینا و علیهم
الصلوات والتسلیمات شریک این دولت اند و از متابعان انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات هر کرا باین
دولت مشرف سازند ابو هریره گوید رضی الله عنه که من از رسول خدا صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم
دو نوع علم اخذ نمودم یکے ازان دو علم آنست که در میان شما منتشر ساختم و علم دیگر را اگر منتشر سازم حلقوم
مرا ببرند و آن علم دیگر علم اسرار است که فهم هر کس بآن نرسد ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله
ذو الفضل العظیم ثانیاً مرفوع آنکه کتابتے که بحضرت خواجه زادها نوشته است بنظر شریف خواهد گذشت
مخدوما مکرما احداثی که در طریقت پیدا کنند نزد فقیر کم از بدعتے نیست که در دین احداث کنند برکات طریقت
تا زمانی فائض است که احداثی در طریقت پیدا نشده است و چون امر محدث در طریقت پیدا شد راه
فیوض و برکات آن طریق مسدود گشت پس محافظت طریقت از اہم مهام آمد و اجتناب از
مخالفت طریقت از ضروریات گشت پس هر جا که از ہر مخالف طریقت خود بینند بزجر و مبالغه منع
آن فرمایند و در ترویج تقویت آن طریقت کنند والاعلام والاکرام

مکتوب دویست و شصت و هشتم بخان خانان صدور یافت در بیان آنکه علم وراثت انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات
چیست و مراد از علما که در حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل واقع شده اند کدام
اند و در بیان آنکه علم اسرار که از وراثت انبیا باقی مانده است علیهم الصلوات و التسلیمات
غیر آن اسرار است که اولیاء امت بآن تکلم کرده اند از علم توحید وجودی و بیان احاطه
و سریان و قرب و معیت و ما یشاکل ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی احوال

در ترغیب بر اہانت رسانیدن با عدای دین و تخریب بتخانہ ایشان و اظہار تمنای خود باین امر عظیم القدر رسانیدن. الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ہرکسی را در دل تمنای امریست از امور و تمنای این فقیر شدت نمودن است بدشمنان خدا جل و علا و دشمنان پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات و اہانت رسانیدن است باین بیدولتان و خوار داشتن ایشان و آلہۂ باطلہ ایشان را و یقین میداند کہ ہیچ عملی نزد حق جل و علا ازین عمل مرضی تر نیست بنا بر آن مکرر ایشان را باین عمل مرضی ترغیب می نمایند و ایشان باین عمل از اہم مہام اسلام میداند چون بدولت آنجا تشریف بردہ اند و برای تحقیر و اہانت رسانیدن آن بقعۂ کثیفہ و اہل آن متعین شدہ اند دل شکر این نعمت بجا باید آورد کہ جمع کثیر برای تعظیم و توقیر انتقام و اہل آن میروند للہ سبحانہ و تعالی الحمد والمنۃ کہ ما را باین بلا ابتلا انساخت و بعد از شکر این نعمت عظمی در تحقیر و توہین این بیدولتان و آلہۂ باطلہ ایشان سعی بلیغ باید فرمود ہر قدر کہ میسر شود بخفیہ یا جہر در تخریب این جماعہ باید کوشید و انواع اہانت باین بت تراشیدہ ناتراشیدہ باید رسانید امید است کہ بعضے از مداہنتہا کہ واقع شدہ است باین عمل تلافی آنہا نمایند و کفارۃ سازند ضعف بدن و شدت سرما مانع است والا خود بست ایشان رسیدہ ترغیب این امر می نمود و باین تقریب یکبار رفقی بران سنگ می انداخت آخر اسر مایۂ سعادت میساخت زیادہ چہ مبالغہ نماید والسلام

مکتوب دویست و ہفتادم بشیخ نور محمد صدور یافتہ در بیان ترجیح بعضے صحبتہا بر عزلت الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اخوی شیخ نور محمد دورافتادگان را نباید فراموش ساختند کہ بسلامی و پیامی ہم یاد نمیکند متمنای شما عزلت و انزوا بودہ کہ میسر شدہ اما بعضے از صحبتہا ہست کہ بر عزلت می چربد قیاس از حال اویس قرنی نمایند کہ چون عزلت اختیار کردہ بصحبت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات نرسید از کمالات صحبت بہرہ نیافت و از تابعین گشت و از خیریت پایۂ اولی بدرجۂ دوم رسید بنابریت اللہ سبحانہ صحبت ہر روز بطرز دیگر است من استوی یوماہ فہو مغبون والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ و علی آلہ الصلوات والتحیات

مکتوب دویست و ہفتاد و یکم بشیخ حسن برکی صدور یافتہ در حل استفسار واقعہ کہ دیدہ بود الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی مکتوب شریف اخوی اعزی شیخ حسن احسن اللہ سبحانہ حالہ و اوصلہ الی کمالہ رسید واقعۂ روشن

با عالم پاک چه؟ آنانکه صحو خواص را نیز مماثل صحو عوام دانسته سکر را بر آن ترجیح داده اند کاش سکر خواص را مماثل سکر
عوام دانسته جرأت باین حکم نمی نمودند چه مقرر عقلاست که صحو بهتر از سکر است اگر صحو و سکر مجازی است این حکم
ثابت است و اگر حقیقی است نیز این سخن ولایت را از نبوت افضل گفتن و سکر را بر صحو ترجیح دادن در رنگ
آنست که کسی کفر را باسلام ترجیح دهد و جهل را از علم بهتر داند زیرا که کفر و جهل مناسب مقام ولایت
است و اسلام و معرفت مناسب مرتبهٔ نبوت منصور گوید ع کفرت بدین الله والکفر واجب
لدیّ و عند المسلمین قبیح و محمد رسول الله صلی الله علیه و علی آله وسلم از کفر استعاذه می نماید
قل کل یعمل علی شاکلته چنانچه در عالم مجاز اسلام بهتر از کفر است در حقیقت نیز اسلام را بهتر از کفر
باید دانست فان المجاز قنطرة الحقیقة اگر گویند که در مقام ولایت چنانچه در مرتبهٔ جمع کفر و جهل ثابت
است در مرتبهٔ فرق بعد الجمع اسلام و صحو و معرفت نیز متحقق پس کفر و سکر و جهل را بمقام ولایت مناسب
گفتن بچه معنی بود گوئیم که صحو و مانند آن در فرق مرتبه اثبات نمودن بنسبت بمرتبهٔ جمع است که سراسر
سکر و استتار است و الا صحو آن مرتبه نیز ممتزج بسکر است و اسلام آن مختلط بکفر و معرفت مشوب بجهل اگر
در کتاب گنجایش می دانست احوال معارف مرتبهٔ فرق را بتفصیل ذکر کرده امتزاج سکر و مانند آن را
در ان مرتبه بیان می نمود ارباب فطانت شاید این معنی را بتفرس نیز دریابند العجب کل العجب این قدر
باید فهمید که انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات این همه بزرگی و کمالاتی که یافتند نه از راه نبوت یافته اند
نه از راه ولایت بیش از خادمی نیست از برای نبوت و اگر ولایت را بر نبوت مزیتی میبود ملائکه
ملاء اعلی که ولایت ایشان اکمل است از سائر ولایات از انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات افضل میشدند
و گروهی از این طائفه چون ولایت را افضل از نبوت دانسته و ولایت ملاء اعلی را اکمل از ولایت
انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات دیدند ناچار ملائکه علیین را از انبیا افضل گفتند علیهم الصلوات والتسلیمات
و از جمهور اهل سنت جدا افتادند کل ذلک لعدم الاطلاع علی حقیقة النبوة و چون در نظر مردم بواسطه
بعد عهد نبوت در جنب کمالات ولایت حقیر می درآید لاجرم سخن را در ینباب مبسوط ساخت
و شمهٔ از حقیقت معامله وانمود ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا
وانصرنا علی القوم الکافرین اخوی ارشدی شیخ داؤد چون متردد آن حدود بودند باعث
این تصدیع گشتند

مکتوب دویست و شصت و نهم بمرتضی خان صدور یافت

امر دیگر مشهود و منظور و غیر از ادای طاعت و دعوت خلق بحق جل و علا او را کار نباشد و چون امر دعوت
تمام کند و عالم فانی را وداع نماید بکلیت بجناب قدس متوجه شود و رخت از غیب بشهادت کشد و معامله را از گوشه
بآغوش برد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم قصه رجوع بکلیت را نقص خیال نکنند
و توجه باطن را که بحق است جل سلطانه بهتر از توجه بخلق که برای دعوت و تکمیل ایشانست ندانند زیرا که صاحب
رجوع باختیار خود در مقام رجوع نیامده است بلکه مراد حق جل سلطانه از اعلی به اسفل نزول کرده است
و از وصل به هجر خود قرار داده پس صاحب رجوع قائم بمراد حق است جل شانه و فانی از مراد خود صاحب توجه
بوصل و شهود محفوظ است و به قرب و معیت شادان ـه هجرے که بود مراد محبوب ؛ از وصل هزار بار
خوشتر ؛ لانی فی الوصال عبد نفسی ؛ و فی الهجران مولی للموالی ؛ و شغلی بالحبیب بکل حال ؛ احب الی من شغلی
بحالی ؛ و فضائل و کمالات رجوع بسیار است صاحب توجه را نسبت بصاحب رجوع قطره ایست نسبت بدریا یا
محیط این رجوع از فضائل نبوت است و آن توجه از آثار ولایت شتان ما بینهما اما فهم هر کس باین کمال نرسد
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم بعضی از جاهلان تنزیه و تشبیه گویند که ایمان بتنزیه همه
مؤمنان را حاصل است عارف آنست که ایمان به تشبیه با آن جمع کند و خلق را ظهور خالق بیند و کثرت را
بکسوت وحدت داند و صانع را در صنع مطالعه کند بالجمله توجه تنزیه صرف نزد ایشان نقص است و شهود
وحدت بی ملاحظه کثرت عیب این جماعه متوجهان احدیت صرف را ناقص می شمرند و ملاحظه وحدت را
بی مطالعه کثرت تجرید میدانند و تقیید می انگارند سبحان الله و بحمده دعوت انبیا علیهم الصلوات
والتسلیمات به تنزیه صرف است و کتب سماوی ناطق بایمان تنزیهی است انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات
نفی آلهه باطله آفاقی و انفسی مینمایند و به ابطال آنها دعوت میفرمایند و به وحدت واجب الوجود که بیچون
و بیچگونه است دلالت میکنند هیچ شنیده که پیغمبری دعوت بایمان تشبیه نموده است و خلق را ظهور خالق
گفته جمیع پیغمبران علیهم الصلوات والتسلیمات در کلمه توحید واجب الوجود تعالی و تقدس متفق اند
نفی ارباب مادون او سبحانه مینمایند قال الله تبارک و تعالی قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء
بیننا و بینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا
فقولوا اشهدوا بانا مسلمون این جماعه اسباب بے نهایت اثبات مے نمایند
و هم را ظهورات رب الارباب تخیل میکنند و کتاب و سنت را که در مطالب خود مستشهد می آرند

که رد داده بود و نوشته بودند بوضوح انجامید امیدوار باشند و بآنچه مامور اند در اتیان آن بجان
بکوشند و سر موی از اتیان احکام شرعیه تجاوز تجویز نکنند و بمعتقدات حقهٔ اهل سنت و جماعه متحلی باشند ع کار اینست
و غیر این همه هیچ ٭ و اگر والدین شما تجویز بکنند و آخوند راضی باشند سیر هندوستان مغتنم شمرند والسلام +

مکتوب دویست و هفتاد و دوم بمیر سید محب الله مانکپوری صدور یافته در بیان ایمان بالغیب و ایمان
شهودی و توحید شهودی و توحید وجودی و آنچه در حصول فنا در کار است توحید شهودی است توحید وجودی
هیچ در کار نیست و در بیان اصناف هر کدام و فضل و ایمان غیب بر ایمان شهادت و در بیان آنکه اول کسیکه
اظهار توحید وجودی نموده است و تصریح بآن کرده صاحب فتوحات مکیه است عبارات مشائخ ما تقدم هر چند
از توحید و اتحاد خبر میدهند اما محمول بر توحید شهودی اند و ما یناسب ذلک بعد الحمد و الصلوة سیادت پناه
اخوی اعزی میر محب الله معلوم فرمایند که ایمان بالغیب بوجود واجب تعالی و بسائر صفات او سبحانه
نصیب انبیا است و نصیب اصحاب انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات و نصیب اولیائی که بکلیت مرجوعند
و نسبت ایشان بنسبت اصحاب است اگرچه اینها قلیل اند بل اقل و نصیب علما و نصیب عامهٔ مؤمنان
و ایمان شهودی نصیب عامهٔ صوفیه است از ارباب عزلت بودند یا از ارباب عشرت چه ارباب
عشرت هر چند مرجوعند اما بکلیت رجوع ننموده اند باطن ایشان همچنان نگران فوق است ظاهر بخلق اند
و باطن بحق جل سلطانه پس همه وقت ایمان شهودی نصیب شان است و انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات
چون بکلیت مرجوعند و بظاهر و باطن متوجه دعوت خلق بحق جل و علا لاجرم ایمان غیب نصیب شان است
و این فقیر در بعضی رسائل خود تحقیق نموده است که با وجود رجوع نگرانی فوق علامت نقص است و عدم
وصول است بانجام کار و رجوع بکلیت علامت وصول است به نهایة النهایة صوفیه کمال را در جمع بین التوجهین
دانسته اند و جامع تشبیه و تنزیه را از اکمل شمرده مصرع آن ایشانند و من چنینم یا رب ٭ انبیا علیهم
الصلوات و السلام چون از مقام دعوت فارغ میگردند و متوجه عالم بقا میشوند و مصلحت رجوع تمام میشود بشوق
تمام نداء و الرفیق الاعلی بر آورده بکلیت متوجه حق جل شانه میگردند در مراتب قرب بخیمه مینمایند ع
هنیئاً لارباب النعیم نعیمها ٭ و للعاشق المسکین ما یتجرع ٭ نزد فقیر کمال آنست که در وقت عروج کثرت
بکلیت از نظر مرتفع شود حتی که اسماء و صفات نیز ملحوظ نباشد و جز احدیت مجرده هیچ مشهود نبود +
ثم عومل معه ما عومل معه در وقت رجوع نظر تمام بکثرت افتد و غیر از خلق در رنگ عامهٔ مومنان

و غلط عوام مانع اظهار آنها نگشت این جماعه کسیکه به دو وجود قائل است و از عبادت ماسوای او تعالی اتنزه مینماید
او را مشرک می نامند و آنکه بیک وجود قائل است او را موحد میگویند اگرچه عبادت هزار صنم نماید بتخییل آنکه اینها
ظهورات حق اند سبحانه و عبادت ایشان عبادت حق است تعالی شانه انصاف باید نمود که ازین صنف
مشرک کدام است و موحد کدام انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بوحدت وجود دعوت نکرده اند و دو وجود
گوینده را مشرک نگفته دعوت ایشان بوحدت معبود است جلشانه عبادت ماسوی را شرک گفته اند اگر
صوفیه وجودیه ماسوا را بعنوان غیریت ندانند در رفع شرک نمیکنند ماسوی ماسوای است و انبیا ماسوا دانند بعضے
از متاخران ایشان عالم را عین حق جل سلطانه نمیگویند و از عینیت تحاشی مینمایند و طعن و تشنیع بقائلان
عینیت میکنند و شیخ محی الدین و تابعان او را ازین راه بانکار پیش می آیند و بدیاد میکنند مع ذلک
این جماعه عالم را غیر حق جل سلطانه نمی گویند بلکه نه عین حق و نه غیر حق جل و علا میدانند این سخن از صواب دور است
الاثنان متغائران قضیه مقرر است منکر اثنینیت مصادم بدیهه عقل است غایة ما فی الباب متکلمین در صفات
واجبی جل سلطانه لاهو و لا غیره گفته و از غیر مصطلح مراد داشته جواز انفکاک و متغایرین مراعات نموده اند
چه صفات واجبی جل سلطانه از حضرت ذات تعالی و تقدس منفک نیستند و جواز انفکاک در میان ذات و
صفات قدیمه او تعالی و تقدس متصور نیست پس لاهو و لاغیره در قدیمه صادق است بخلاف عالم که این
نسبت در وے مفقود است کان الله ولم یکن معه شیٔ پس نفی غیریت از عالم نمودن هم بلغت و هم باصطلاح از صدق
دور است ازین جماعه از نارسائی خود عالم را در رنگ صفات قدیمه انگاشته اند و حکم مخصوص آنرا اینجا
اطلاق نموده و این جماعه چون به نفی عینیت عالم قائل گشته اند لازم است بر ایشان که به غیریت عالم
قائل شوند و از زمرهٔ ارباب توحید وجودی بر آیند و به وجودات متعدده عالم گردند و در توحید وجود
از عین گفتن چاره نیست چنانچه شیخ محی الدین و تابعان او گفته اند و عین گفتن باین معنے است که عالم با صانع
متحد است حاشا و کلا بلکه بآن معنے است که عالم معدوم است و موجود واجب است تعالی و تقدس چنانچه
این فقیر در بعضے رسائل خود تحقیق اینمعنے نموده است سوال صوفیه وجودیه گوینده دو وجود را که مشرک
گویند باعتبار آنست که او دو بینی است شرک طریقت است جواب رفع دو بینی که شرک طریقت است بتوحید شهودی
حاصل میشود و توحید وجودی در آنموطن هیچ در کار نیست باید که مشهود سالک ملحوظ او غیر از یکذات مقدس
امری دیگر نبود تا فنا متحقق شود و شرک طریقت مندفع گردد در روز که آفتاب انتهاے می بیند ستارها

الکتاب هو الاول والآخر والظاهر والباطن و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی ان الذین یبایعونک انما
یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم واسته اللهم انت الاول فلیس قبلک شیئ و انت الآخر فلیس بعدک شیئ
وانت الظاهر فلیس فوقک شیئ و انت الباطن فلیس دونک شیئ هیچ استشهاد نیست زیرا که این عبارت حصر از برای
نفی کمال وجود از ماسوا است و ابلغ وجه نفی اصل وجود چنانکه فرموده لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب و فرموده
لا ایمان لمن لا امانة له و امثال آن در کتاب و سنت بسیار است این توجیه نه تاویل نصوص است
چنانکه گمان برده اند بلکه حمل نصوص است بر کمال بلاغت و در عرف چون اهتمام بامر رسالت شخصی مینمایند
میفرمایند که دست او دست منست مقصود اینجا حقیقت نیست مجاز است که ابلغ از حقیقت است و چون
فعل از انداز و قدرت فاعل که عبد و مملوک صاحب قدرت کامله است زیاده بوقوع آید و التفات و توجه آن
مالک قادر در آن فعل مرعی باشد مالک را سزد که بگوید این فعل را من کردم نه تو سخن را هیچ دلالت نیست
بر اتحاد فعل و نه بر اتحاد ذات حاشا و کلا که فعل عبد مملوک عین فعل مالک مقتدر بود و یا ذات او عین ذات او
این جماعة مذاق انبیا را علیهم الصلوات والتسلیمات مگر نفهمیده اند که مدار دعوت ایشان بر اثنینیت است
و وجود غیر و غیریت عبارات ایشان را بر توحید و اتحاد فرود آوردن از تکلفات بارده است اگر فی الحقیقت
موجود یکے بود و ماسوائے او ظهورات او بوند و عبادت ماسوی عبادت او باشد چنانچه این جماعه گمان برده
اند چرا انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات مبالغه و تاکید منع آن نمایند و عقوبتهای ابدی بر عبادت ماسوی
مترتب سازند و عابدان آنها را دشمنان خدا گویند چون بر منشاء غلط ایشان اطلاع نه بخشند و دید غیریت را
که از جهل ایشان ناشی شده است زائل نگردانند و عبادت ایشان را عین عبادت حق جل و علا نه دانانند
بعضے ازین جماعه گویند که پیغمبران علیهم الصلوات والتسلیمات بواسطه قصور فهم عوام اسرار توحید وجود
را پوشیده بنای دعوت را بر غیر و غیریت کرده اند و وحدت را پوشیده به کثرت دلالت نموده اند این سخن
در رنگ تقیه شیعه ناسموع است پیغمبران علیهم الصلوات والتسلیمات احق اند به تبلیغ آنچه نفس الامر است
هرگاه نفس الامر موجود یکے بود غیر او را موجود نباشد چرا پوشیده داشته اظهار خلاف نفس نمایند علی الخصوص
احکامی که بذات و صفات و افعال واجب الوجود تعالی و تقدس تعلق داشته باظهار و اعلان احق اند
کوته نظران اگر چه در فهم آن قاصر بوند نمی بینی که متشابهات قرآنی و آنچه در احادیث آمده است
از متشابهات چه جائے عوام که خواص نیز در فهم آن عاجز اند مع ذلک در اظهار آن ممنوع نشده اند

توحید شہودی را عین وجودی خیال کردہ معرفت وحدت وجود را از شرائط راہ دانستہ اند و وجودگوینده را ضال
و مضل انگاشتہ حتی کہ بسیاری از ایشان معرفت حق جل سلطانہ منحصر در معارف توحید وجود خیال کردہ اند و شہود وحدت را
در مرایای کثرت از انجام کار تصور نمودہ تا آنکہ بعضے از ایشان تصریح کردہ کہ حضرت پیغمبر ما علیہ و علی جمیع اخوانہ من
الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا بعد از حصول کمالات نبوت در مقام شہود وحدت در کثرت بودہ است
کریمہ انا اعطیناک الکوثر را اشارت بآن مقام مینمایند و ترجمہ کریمہ را باین عبارت میکنند بدرستیکہ دادیم ترا شہود
وحدت در کثرت ما ناکہ از توسط داد کوثر در میان حروف کثر این اشارت را فہمیدہ اند حاشا و کلا کہ
این قسم معارف شایان مقام نبوت باشند چہ انبیا علیہم الصلوات والتحیات بخلاف بیچون جل سلطانہ
دعوت مینمایند و ہرچہ در مرایاے چون گنجایش دارد از بیچونی بی نصیب است و بداغ چونی و چنایی متسم حضرت
حق سبحانہ و تعالیٰ ایشان را انصاف دہاد کہ انبیاء را علیہم الصلوات والتسلیمات بترازوی کمالات خود میسنجند و
کمالات ایشان را مماثل کمالات خود میدانند کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ؎ چو آن کرمی کہ در سنگے نہان است
زمین و آسمان او ہمان است ؛ کمینہ امت او را ازین قسم معرفت کہ اوائل حاصل شدہ بود ندامت و
استغفار ہست و آن شہود را در رنگ حلول نصاری از انجناب قدس نفی مینمایند حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ
میفرماید ہرچہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است بحقیقت کلمۂ لا نفی آن باید کرد پس
شہود وحدت و کثرت نیز شایان نفی گشت و ہرچہ شایان نفی است از آنجناب قدس منتفی است
این کلام حضرت خواجہ مرا ازین شہود بر آوردہ است و از گرفتاریہای مشاہدہ و معاینہ نجات بخشیدہ
و رخت از علم بجہل کشیدہ و از معرفت بحیرت بردہ جزاہ اللہ سبحانہ عنی خیر الجزاء من باین یک سخن مرید حضرت
خواجہ ام و حلقہ بگوش ایشان والحق از اولیاء کم کسے بمثل این عبارت تکلم نمودہ است و جمیع مشاہدات
و معائنات را برین نہج نفی ساختہ درین مقام حقیقت این سخن ایشان کہ فرمودہ اند معرفت خالق
بر بہاء الدین حرام اگر ابتداء او انتہاء بایزید نباشد باید جست چہ بایزید با آن بزرگے از شہود
و مشاہدہ نگذشتہ است و از تنگناے سبحانی قدم بیرون نزدہ بخلاف حضرت خواجہ ما کہ بیک
کلمۂ لا نفی جمیع مشاہدات او فرمودہ اند و ہمہ را غیر حق ساختہ جل سلطانہ تنزیہ او نزد خواجہ
تشبیہ است و بیچون و چون کمال از نقص ناچار انتہاء او کہ از تشبیہ نگذشتہ است ابتداء خواجہ
باشد چہ بدایت از تشبیہ است و نہایت بہ تنزیہ مگر بایزید را در آخر حال برین نقص اطلاع بخشیدند

نمی بیند دفع دو بینی حاصل شدست هرچند هزاران از ستارها در روز موجود بوند مقصود آنست که یک آفتاب
مشهود بوند ستارها معدوم باشند یا موجود بلکه گوئیم که کمال فنا در ان صورتست که اشیاء موجود باشند سالک از کمال فنای
که بمطلوب حقیقی دارد بهیچ چیز التفات ننماید بلکه هیچ چیز را مشاهده نکند و هیچ چیز در دیدهٔ بصیرت او نه در آید و اگر اشیاء
موجود نباشند فنا از که متحقق شود و فانی از که بود و کرا فراموش سازد اول کسیکه تصریح بتوحید وجودی کرده است
شیخ محی الدین بن العربی است عبارات مشائخ متقدم هرچند که از توحید و اتحاد خبر میدهد اما قابل حمل اند بر توحید شهودی
چه هرگاه غیر حق را جل شانه نه بینند بعضی گویند لیس فی جبتی سوی الله و بعضی ندای سبحانی زنند و بعضی لیس فی
الدار غیره دیار رانند و در دهند اینهمه گلها است که از شاخ یک بینی میشگفد هیچ کدام را دلالت بر وحدت وجود نیست و
آنکه مسئله وحدت وجود را مبوب و مفصل ساخته است و در رنگ صرف و نحو تدوین نموده شیخ محی الدین است و بعضی
از معارف غامضه این مبحث را مخصوص بخود گردانیده حتی که گفته خاتم النبوة بعضی از علوم و معارف را از خاتم
الولایت اخذ میکنند و خاتم الولایة محمدی خود را میداند و شراح در توجیه آن گفته اند که بادشاه اگر از خزینه دار خود
چیزی بگیرد چه نقصان دارد بالجمله در تحصیل فنا و بقا و حصول کمالات دلالت کبری توحید وجودی هیچ در کار نیست
توحید شهودی باید تا فنا متحقق شود و نسیان ماسوی حاصل گردد و تواند بود که سالکی از بدایت تا نهایت سیر کند و از
علوم معارف توحید وجودی هیچ بروی ظاهر نشود بلکه نزدیکست که انکار این علوم نماید نزد فقیر راهیکه بی ظهور
این معارف بسلوک میسر شود اقرب است از ان راهی که متضمن این ظهور بود و ایضا سالکان این راه اکثر
عنان بمطلوب میرسند و روندهای آن راه اکثر شان در راه میمانند و از دریا بقطره سیر میگردند و بتوهم اتحاد ظل
گرفتار میمانند و از وصل محروم میشوند و اینمعنی را تجربها معلوم ساخته است والله سبحانه الملهم للصواب

و نیز فقیر هرچند براه ثانی میسر شده است و از ظهورات علوم و معارف توحیدی حظ وافر یافته اما چون
عنایت خداوندی جل سلطانه شامل حال و بود و سیر محبوبی داشته بوادی صفا وزراه را بامداد فضل عنایت
طی نموده است و از کمال کرم و را از ظلال گذرانیده باصل رسانیدند و چون عیانا بهتر شدن آن فنا دید که راه دوم اقرب
بوصول است و اسهل بحصول الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق. تنبیه و تحقیق
سابق معلوم شد که اگرچه موجودات متعدد باشند و ماسوی حق جل و علا موجود بود اوست که فنا و بقا متحقق شود و ولایت
صغری و کبری حاصل آید چه نسیان ماسوی فنا است نه اعدام ماسوی و دید ماسوی باید که مفقود شود نه آنکه ماسوی
معدوم و ناچیز بود و این سخن با وجود ظهور بسیار اکثر خواص پوشیده مانده است از عوام چه گوید

ظاہر شود تنزیہ خر زنہار تبرّہات صوفیہ مفتون نگردی و غیر حق را حق جلّ سلطانہ حق ندانی این جماعہ بواسطہ غلبۂ
حال اگر معذور اند و در رنگ مجتہد مخطی از مؤاخذہ مرفوع اما با مقلدان ایشان تا چہ معاملہ کند کاش در رنگ
مقلدان مجتہد مخطی باشند و اگر چنین نکنند کار مشکل است قیاس و اجتہاد اصلی است از اصول شرعیہ کہ ما بہ تقلید آن
ماموریم بخلاف کشف و الہام کہ ما را بتقلید آن امر نفرمودہ اند الہام بر غیر حجت نیست و اجتہاد بر مقلد حجت است
پس تقلید علماء مجتہدین باید کرد و اصول دین را موافق آرای ایشان باید جُست و صوفیہ آنچہ بگویند و بکنند منافی
آراء علماء مجتہدین آنرا تقلید نباید کرد و بحسن ظن از طعن ایشان لب باید بست و از شطحیات ایشان باید شمرد
و از ظاہر مصروف باید ساخت عجب است کہ بسیاری از صوفیان عوام را با ایمان امور کشفیہ و الہامیہ خود ہمچو
وحدت وجود مثلاً دلالت میکنند و ترغیب بتقلید آنہا مینمایند و بر عدم آن ایمان تہدیدات مے کنند
کاش دلالت بر عدم انکار این امور مینمودند و بر منکران تہدیدات میفرمودند چہ ایمان دیگر است
و عدم انکار دیگر ایمان این امور لازم نیست اما از انکار آنہا محافظت باید نمود تا مبادا انکار این امور
بہ انکار ارباب این امور کشد و بہ اولیاء حق جلّ و علا بغضے و عداوتی پیدا کند بر وفق آرای علماء اہل
حق کار باید کرد و از کشفیہ صوفیہ بحسن ظن سکوت باید ورزید و بہ لا و نعم جرأت نباید کرد ہذا ہو الحق المتوسط
بین الافراط و التفریط واللہ سبحانہ الملہم للصواب عجائب کار و بار است جمعے از مدعیان این راہ
با این شہود و مشاہدہ قناعت ندارند بلکہ این شہود را تنزل انگاشتہ درین اثنا برؤیۃ بصری قائلند میگویند
کہ ذات بیچون واجب الوجود را جلّ سلطانہ می بینیم و میگویند کہ آن دولت کہ حضرت پیغمبر ما را علیہ الصلوۃ
والسلام یکبار در شب معراج میسر شدہ بود ما را ہر روز میسر است و نوریکہ مرئی ایشانرا میشود آن را
باسفار صبح تشبیہ مینمایند و نور را مرتبہ یک بینی می انگارند و نہایت مراتب عروج را تا ظہور آن نور تصور
مینمایند تعالی سبحانہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً و ایضاً اثبات کلام و مکالمہ با آنحضرت جلّ شانہ مینمایند
و میگویند کہ خدای تعالی چنین فرمودہ است و چنان گاہے در حق دشمنان خود از ان حضرت عز شانہ
و غیرہا نقل میکنند و گاہے دوستان خود را بشارتہا میدہند بعضے از ایشان گویند کہ بقیۂ ثلث شب یا ربع
شب تا نماز صبح با حق سبحانہ و تعالی مکالمہ داشتم و از ہر باب سخنان پرسیدم جواب یافتم لقد استکبروا فی
انفسہم و عتوا عتواً کبیراً از سخنان این جماعہ مفہوم میشود کہ آن نور مرئی را عین حق می دانند جلّ
سلطانہ و آن نور را ذات او تعالی تصور میکنند نہ آنکہ آنرا ظہوری از ظہورات او تعالے انگارند

کہ نزدیک باستحضار بیگفت ما ذکرتک الا عن غفلة وما فترتک الا عن فترة حضور سابق را غفلت دانست کہ حضور او نبود تعالیٰ بلکہ حضور ظلی بود از ظلال و ظهوری بود از ظهورات پس ناچار از و غافل باشد جل سلطانہ وتعالیٰ ورا ورا و وراء ظلال و ظهورات ہمہ از مبادی و مقدمات اند و از معارج و معدات و آنچہ حضرت خواجہ فرمودہ اند ما نہایت را در بدایت درج میکنیم مطابق واقع است زیرا کہ از ابتداء توجہ ایشان بر احدیت صرف است و از اسم و صفت جز ذات نمی خواہند تعالیٰ مبتدیان رشید این طائفہ علیہ را این دولت بطریق انعکاس از شیخ مقتدا کہ باین کمال مشرف شدہ است حاصل میشود ناچار نہایت کمل در بدایت این بزرگواران مندرج باشد غایة ما فی الباب این توجہ احدیت در ایشان اگر غلبہ پیدا کند و ظاہر را نیز برنگ باطن منصبغ سازد سالک از مشاہدات سفلی کہ در مرایای ممکنات ظاہر شود آزاد است و از معارف تشبیہی خلاص اگر این توجہ غلبہ پیدا نکرد و بر باطن مقصور گشت لبسا است کہ ظاہر بشہود وحدت در کثرت ملتذ بود و بتوحید و اتحاد محظوظ باشد اما این شہود در حق ایشان مقصور بر ظاہر است بباطن سرایت نکند باطن شان متوجہ احدیت صرف است و ظاہر شان مشاہد وحدت از کثرت باشد کہ توجہ باطن بواسطۂ غلبۂ نسبت ظاہر معلوم نشود و غیر از شہود ظاہر امر دیگر مفہوم نبود چنانچہ در اوائل حال کاتب این سطور بودہ است کہ بواسطۂ غلبۂ نسبت ظاہر از توجہ بباطن کہ با حدیت صرف بود آگاہی نداشت و بالکلیت خود را متوجہ شہود وحدت در کثرت می یافت بعد از مدتے حضرت حق سبحانہ بر توجہ باطن اطلاع بخشید و باطن را بر ظاہر نصرت داد معاملہ را تا با نجا رسانید الحمد للہ سبحانہ علی ذلک ازین قبیل است معارف توحیدی و مشاہدات سفلی کہ از بعض خلفاء این خاندان بزرگ سر برزدہ است نہ آنکہ ایشان بظاہر و باطن متوجہ این شہود اند و گرفتار این معرفت بخلاف دیگران کہ بظاہر و باطن گرفتار این شہود اند و این شہود را جامع تنزیہ و تشبیہ دانستہ از کمال مے دانند این جماعہ ہرچند باطن ایشان نیز ایمانے بتنزیہ صرف دارد اما گرفتارے دیگر است و ایمان دیگر و حال دیگر است و علم دیگر جماعۂ کہ ایمان بتنزیہ صرف ندارند و جز مشاہدۂ سفلی امر دیگر را معتقد نیستند از ملاحدہ اند کہ از بحث خارج اند نزد فقیر شہود حق جل و علا در مرایای ممکنات کہ جماعۂ از صوفیہ آنرا کمال می شمرند و جمع بین التشبیہ والتنزیہ می انگارند آن شہود و شہود حق نیست جل و علا مشہود در ان جز متخیل و منحوت ایشان نہ آنچہ در ممکن مے بینند واجب نیست تعالیٰ و تقدس و آنچہ در حادث می یابند قدیم نہ و بہرچہ در تشبیہ

منکر آن کافر بود فافهم فان ہذا التحقیق ینفعک فی کثیر من المواضع واللہ سبحانہ الموفق باید دانست وجودی کہ در ممکنات
اثبات میکنیم وجودیست ضعیف در رنگ سائر صفات ممکنات را در جنب علم واجب تعالی چہ مقدار است و
قدرت حادثہ را در جنب قدرت قدیمہ چہ اعتبار ہمچنین وجود ممکن در جنب وجود واجب تعالی لاشئ محض است چہ جای
آن دارد کہ ناظر بواسطہ تفاوت مراتب این دو وجود در شک افتد کہ آیا اطلاق وجود برین دو فرد بطریق حقیقت است
یا اطلاق او بر یک فرد بطریق حقیقت است و بر فرد دیگر بطریق مجاز نمی بینی کہ جم غفیر از صوفیہ لشبق ثانی یقین نمودہ اند
اطلاق وجود بر وجود ممکن بر سبیل تجوز دانستہ اند موجود ممکنات را اثبات نکنند مگر عوام یا اخص
خواص مراد از اخص انبیا اند علیہم الصلوات والتسلیمات و از امتان ایشان کسیکہ بولایات اصلیہ
ایشان مشرف شدہ است و دائرۂ ظلال را بتمام طے کردہ عوام ظاہر بین اند وجود واجب تعالی و وجود
ممکن را از اقسام مطلق وجود میدانند و ہر دو را موجود تصور مینمایند و اخص خواص حدید البصر اند ہر دو
وجود را از افراد مطلق وجود می یابند و تفاوت مراتب افراد وجود را راجع بصفات و اعتبارات وجود
مینمایند نہ راجع بحقیقت و ذات وجود تا یکے حقیقت شود و دیگر مجاز و جماعۂ متوسطان کہ از رتبۂ عوام
قدم فوق ماندہ است و از کمالات اخص خواص کوتاہ دست اند مشکل است کہ قائل بوجود ممکنات گردند
اطلاق وجود بر وجود ممکن بطریق حقیقت نمایند از ینجاست کہ گفتہ اند کہ ممکن را موجود بہ این علاقہ میگویند کہ
او را نسبتے ست بوجود کما یقال ماء مشمس آنکہ وجودی بوی قائم است تا بطریق حقیقت موجود شود و بعضے ازین
جماعہ از وجود ممکن ساکت اند بنفی و اثبات آن تصریح نمی نمایند و بعضے دیگر نفی وجود از ممکن مینمایند
و موجود جز واجب تعالی را نمیدانند و طائفہ از ایشان وجود ممکن را غیر وجود نمیدانند چنانچہ عین نمیدانند
و گروہے از ایشان تصریح کردہ اند باینکہ وجودی کہ واجب تعالی بان وجود موجود است ممکن نیز بہمان وجود
موجود است این عبارت نیز نفی وجود از ممکن مینماید بالجملہ در اثبات وجود ممکن حدت نظر باید تا در عین
شعشعہ نور وجود واجب تعالی تواند آن را دید تیز بینان در روز با وجود شعشعہ آفتاب
ستارہا را می بینند و آنکہ تیز بین نیست نمیتواند دید پس وجود ممکنات در رنگ وجود ستارہاست
در روز ہر کہ حدید البصر است تواند دید ہر کہ ضعیف البصر است ازین دید بے نصیب است اگر بیند نہ
عوام با وجود ضعف بصر در کوری بصیرت چگونہ وجود ممکنات را میتوانند دید و حال آنکہ شعشعہ انوار وجود
واجب تعالی مانع رؤیت اوست گوئیم از ارباب علم اند نہ ارباب دید سخن ما در ارباب دید است نہ در

وظلی از ظلال او دانند وشک نیست کہ آن نور را ذات حق گفتن جل سلطانہ افترا محض است والحاد صرف
وزندقہ خالص نہایت تحمل خداوندی است جلشانہ کہ امثال این مفتریان را بعذابہاے گوناگون استعجال
نمی فرماید واستیصال آنہا نمی نماید سبحانک علی حلمک بعد علمک سبحانک علی عفوک بعد قدرتک
قوم حضرت موسے علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بمجرد طلب رویۃ ہلاک گشتند وحضرت موسیٰ
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد از طلب رویۃ زخم لن ترانی خورد وبیہوش
افتاد وازان طلب تائب گشت ومحمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ محبوب رب العالمین
است وبہترین موجودات اولین وآخرین با وجود آنکہ بدولت معراج بدنی مشرف شد واز
عرش وکرسی درگذشت واز مکان وزمان بالا رفت علماء را در رویۃ او علیہ وعلی آلہ الصلوۃ و
السلام با وجود اشارتہاے قرآنی اختلاف است اکثر علماء بعدم رویۃ او علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
قائل گشتہ اند قال الامام الغزالی والاصح انہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ما رای ربہ سبحانہ لیلۃ المعراج
این بے سرانجامان بزعم باطل خود ہر روز خدا را می بینند جلشانہ حال آنکہ علماء در یک دیدن محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قیل وقال دارند قبحہم اللہ سبحانہ ما اجہلہم وایضاً از سخنان این جماعہ معلوم
گردد کہ آن کلام را کہ می شنوند نسبت آن بحضرت حق سبحانہ ہمچو نسبت کلام بمتکلم میدانند واین عین الحاد
است حاشا وکلا کہ از حضرت حق سبحانہ کلامی صادر شود بطریق تکلم کہ در وے ترتیب باشد وتقدیم وتاخیر
بودہ کہ آن علامات حدوث است سخنان مشائخ کبار ایشان را در غلط انداختہ است چہ مشائخ نیز اثبات
کلام ومکالمہ با حضرت جل سلطانہ نمودہ لیکن باید دانست کہ مشائخ نسبت آن کلام را بحضرت حق سبحانہ
ہمچو نسبت کلام بمتکلم نمیتوانند بلکہ ہمچو نسبت مخلوق بخالق یقین میکنند ودرینجا ہیچ محظور نیست حضرت موسے
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ از شجرۂ مبارکہ کلام حق شنید جلشانہ نسبت این کلام بحق
جل سلطانہ ہمچو نسبت مخلوق بود بخالق نہ ہمچو نسبت کلام بمتکلم وہمچنین کلامیکہ از حضرت جبرئیل
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام شنید نسبت آن کلام بحضرت حق سبحانہ وتعالے ہمچو
نسبت مخلوق بود بخالق غایۃ ما فی الباب آن کلام نیز کلام حق است جل سلطانہ ومنکران
آن کافر وزندیق گویا کلام حق مشترک است درمیان کلام نفسی وکلام لفظی کہ بتوسط امرے
حق سبحانہ وتعالی ایجاد آن فرماید پس کلام لفظی نیز بحقیقت کلام حق باشد جل وعلا پس ناچار

علیه و علی آله و اصحابه من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که ایمان انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات و ایمان اصحاب ایشان و ایمان اولیا که ملحق باصحاب اند بعد از شهود که بواسطهٔ رجوع بدعوت به غیبت قرار یافته است در رنگ آنکه شخصے آفتاب را در روزنه بیند و ایمان شهودی بوجود آفتاب پیدا کند و چون شب شود ایمان شهودی او مبدل به ایمان غیبت گردد و ایمان علماء هر چند بغیب است تا غیب ایشان بواسطهٔ متابعت انبیا علیهم الصلوات و التحیات حکم حدس پیدا کرده است و از نظر نه بر آمده است مراد اینجا علماء آخرت ست نه علماء دنیا زیرا که علماء دنیا داخل عامهٔ مؤمنان اند و ایمان بغیب که بعامهٔ مؤمنان منسوب است بهترین اقسام او ایمانی ست که بتقلید انبیاء علیهم الصلوات و التسلیمات مربوط است تعالی الله و قال رسول الله صلی الله علیه و سلم منوط است سوال علماء فرموده اند ایمان استدلالی بهتر است از ایمان تقلیدی حتی که بسیاری از علماء استدلال با شرائط ایمان نموده اند و ایمان تقلیدی را معتبر نداشته و تو ایمان تقلیدی را بهتر گفته جواب ایمانی که بر تقلید انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات حاصل شود ایمان استدلالی است زیرا که صاحب تقلید بدلیل میداند که انبیا علیهم الصلوات و التحیات در تبلیغ رسالت صادق اند چه شخصیکه حضرت حق سبحانه و تعالے بمعجزات تصدیق او نموده است البته صادق است پس انبیا که همه مؤید بمعجزات اند همه صادق باشند علیهم الصلوات و التسلیمات تقلید غیر معتبر آن است که در ایمان تقلید آن وجود نماید و صدق انبیا علیهم الصلوات و التحیات و حقیت تبلیغ ایشان هیچ منظور او نبود و این ایمان نزد بسیارے از علماء معتبر نیست باقی ماند استدلالی که بمقدمات ارباب نظر حاصل کنند و به ترتیب صغری و کبری ایمان نتیجه پیدا سازند آن استدلال امریست که بمکان نزدیکست و از وقوع دور و در مقام استدلالی باثبات واجب تعالی مثل مولانا جلال الدین دوانی از ارباب نظر معلوم نیست که کسے گذشته باشد زیرا که او هم محقق است و هم متاخر در اثبات این مطلب عالی سعی بسیار نموده مع ذلک هیچ مقدمه از مقدمات استدلالات او نباشد که محشیان رسائل او در آن مقدمه بمنع یا بنقض پیش نیامده باشند و دخلهای موجه نکرده باشند و امی به صاحب استدلال کس ایمان را بحجر و استدلال حاصل نماید و تقلید انبیا علیهم الصلوات دستگیری او نه نماید ربنا آمنا بما انزلت و اتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاهدین

مکتوب دویست و هفتاد و سوم

بمرزا حسام الدین احمد صدور یافت در بیان آنکه سالک را باید که ملتزم طریق شیخ خود باشد و بطریق مشائخ دیگر التفات نکند و اگر وقائع بر خلاف آن رو دهند اعتبار نکند که شیطان دشمنے است قوی از مکر و کید او غافل نباید شد

ارباب علم چه ارباب علم از بحث خارج اند پس گویا ظهور انوار واجب تعالیٰ در حق ایشان مفقود است پس مانع رویت وجود ممکنات نباشد یا آن گوئیم که ظهور انوار مانع شهود وجود ممکنات است نه مانع علم بوجود ممکنات چه علم اشیا بسا است که بسماع و تقلید نیز حاصل شود و بنظر استدلال هم صورت بندد چنانچه علم بوجود ستارها در روز ضعیف بصر را نیز حاصل است با وجود ظهور نور از آفتاب عوام را علم بوجود ممکنات است نه شهود وجود آنها چه شهود از صفات بصیرت است و بصیرت ایشان کور است مشهود ملک بود یا ملکوت جبروت باشد یا لاهوت اے عزیز عوام چنانچه درین مبحث مشارک اخص خواص اند در جاهاے دیگر نیز در میان ایشان شرکتے حاصل است ازینجاست که انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات در بسیاری از احکام در رنگ عوام زندگانی مینمایند در معاشرت با خلق یا اهل و عیال خیر البشر با اهل و عیال مثل ایشان معامله میفرماید اخبار حسن معاشرت خود علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات مشهور اند منقولست که روزے سید البشر علیه و علی آله الصلوات والسلام تقبیل امامین میفرمودند و به انبساط تمام با ایشان معاشرت می نمودند شخصی از حاضران گفت یا رسول الله من یازده پسر دارم و هرگز هیچ یکے را بوسه نکرده ام حضرت پیغمبر فرمودند علیه و علی آله الصلوات والسلام که این رحمت است که بر بندهاے رحیم خود عطا می فرماید و چون اخص خواص و بعضی اوصاف بعوام مشارک اند اگرچه شرکت باعتبار صورت باشد و ناچار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان قلیل النصیب اند و ایشانرا در رنگ خود ها خیال میکنند و آنکه در اوصاف و شمائل از ایشان جدا بود اورا میگزیدند و بزرگ میدانند ازینجاست که اوصاف و اخلاق اولیا را که از اوصاف اخلاق ایشان جدا است بهتر میدانند از ان اوصاف و اخلاق که مشابه اخلاق ایشان است اگرچه آن اخلاق در انبیاء موجود بودند علیهم الصلوات والتسلیمات بشنو نقل کرده اند از مخدوم شیخ فرید گنجشکر که چون یکے از فرزندان ایشان می مرد و خبر موت او بایشان میرسید هیچ تغیرے در ایشان راه نمی یافت و میگفتند که سگ بچه مرده است بیرون تابید و چون فرزند سید البشر ابراهیم نام علیه الصلوات والسلام فوت کرد حضرت پیغمبر علیه و علی آله الصلوات والسلام بروے گریه کردند و محزون گشتند و فرمودند انا بفراقک یا ابراهیم لمحزونون بتاکید مبالغه بیان حزن خود فرمودند گنجشکر بهتر است یا سید البشر نزد عوام کالانعام معامله اول بهتر است و آنرا بی تعلق میدانند و ثانی را عین تعلق و گرفتاری می انگارند اعاذنا الله سبحانه عن معتقداتهم السوء و چون این وارد از آزمایش و ابتلاست عوام را شتبه ساختن و در شبهات انداختن عین حکمت و مصلحت است اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه بحرمة سید البشر

وصنادید قریش و رؤسائے اہل کفر آنجا حاضر بودند و بسیارے از اصحاب کرام نیز در آن مجلس بودند پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بر ایشان سورۂ والنجم میخواندند چون ذکر آلہہ باطلۂ ایشان بکلام آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام منضم ساخت بر نحویکہ حاضران آنرا از کلام آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام انگاشتند و ہیچ را آیہ تمیز آن نیافت کافران کہ حاضر بودند غلغلہ بر آوردند وگفتند کہ محمد با ما صلح کرد وستائش بتان ما نمود و حاضران اہل اسلام نیز ازان کلام متحیر ماندند و آن سرور از کلام آن لعین اطلاع نداشتند فرمودند چہ واقعہ است صحابہ کرام عرض کردند کہ این فقرہا در اثنای کلام شما ظاہر شد آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام متفکر و محزون گشتند درین اثنا جبرئیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آمد و وحی آورد کہ آن کلام القاء شیطانی بودہ و ہیچ نبی و رسولی نگذشتہ است کہ شیطان در کلام او القا نکردہ است پس ازان حق سبحانہ وتعالیٰ آنرا رو کردہ است و کلام خود را محکم ساختہ است پس ہرگاہ در زمان حیات آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام در حالت یقظہ و در محضر صحابہ شیطان لعین در کلام آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کلام باطل خود را القا نماید و ہیچکس تمیز نکند بعد از وفات آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام در حالت منام کہ محل تعطیل حواس است وجائے التباس و اشتباہ با وجود تنہائی رائی از کجا معلوم شود کہ آن واقعہ از تصرف شیطان محفوظ است و از تلبیس او مصئون یا آنکہ گوئیم چون در اذہان قصائد نعت خوانندگان و شنوندگان متمکن شدہ بود کہ آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ازین عمل راضی خواہند بود چنانچہ محمد حسان از ما و حسان راضی اند و این معنے در متخیلۂ ایشان منتقش گشتہ تواند بود کہ در واقعہ آن صورت متخیلۂ خود را دیدہ باشند بے آنکہ واقعہ حقیقے باشد و یا تمثیل شیطانی بود و ایضاً واقعات در رویاء صادقہ گاہے محمول بر ظاہر و حقیقت آنہا ہا لنست کہ رائی دیدہ است مثلاً صورت زید را در خواب دیدہ است و مراد ہمان حقیقت زید است وگاہے مصروف از ظاہر اند و محمول بر تعبیر مثلاً صورت زید را در خواب دیدہ است و مراد ازان عمرو داشتہ اند مثلاً بواسطہ علاقہ مناسب کہ درمیان عمرو و زید بودہ است پس این وقائع یاران از کجا معلوم شود کہ محمول بر ظاہر اند و از ظاہر مصروف نیند چرا نتوان بود کہ مراد ازان وقائع تعبیرات بود و آن وقائع کنایات باشد از امور دیگر بے آنکہ تمثیل شیطانی را گنجائش بود و بالجملہ اعتبار وقائع نباید نمود اشیا در خارج موجود اند سعی باید نمود کہ اشیا را در یقظہ بینند کہ شایان اعتماد است وگنجائش تعبیر نہ آنچہ در خیال

وانا بسب فی ملک الحمد لله الذی ہدانا لهذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق علیہم من الصلوات اتمہا
والتسلیمات اکملہا صحیفۂ التفات کہ از روے کرم نامزد این حقیر ساختہ بودند بوصول آن مبتہج ومسرور گردید جزاکم الله
سبحانہ خیر الاندراج یافتہ بود کہ اگر چنانچہ مبالغہ در منع سماع متضمن منع مولود کہ عبارت از قصائد نعت واشعار غیر نعت
خواندن است نیز بود اخوی واعزی میر محمد نعمان وبعض یاران اینجائی کہ در واقعہ آنحضرت را صلی الله تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم
دیدہ اند کہ ازین معرکۂ مولود بسیار راضی اند بر تنہا ترک شنودن مولود بسے مشکل است مخدوما اگر وقائع را اعتبار بود
وبر مقامات اعتبار باشد مریدان را بہ پیران ہیچ احتیاج نباشد والتزام طریقے از طرق عبث می افتد چہ ہر مریدی موافق
وقائع خود عمل خواہد کرد ومطابق منامات خود زندگانی خواہد نمود آن وقائع ومنامات موافق طریق پیر باشند یا نباشند
ومرضی او بوند یا نبوند برین تقادیر سلسلۂ پیری ومریدی برہم میخورد وہر بوالہوسے بوضع خود مستقل میگردد
ومرید صادق ہزار وقائع را با وجود پیر بہ نیم جو نمیخرد وطالب رشید بدولت حضور پیر منامات را از
اضغاث احلام می شمرد وہیچ التفات بہ آنہا نمی نماید شیطان لعین دشمنی است قوی منتہیان از کید او ایمن
نیستند واز مکر او ترسان ولرزان اند از مبتدیان ومتوسطان چہ گوید غایۃ ما فی الباب منتہیان محفوظاند
واز سلطان شیطان مصئون بخلاف مبتدیان ومتوسطان پس وقائع ایشان شایان اعتماد نباشد واز
مکر دشمن محفوظ نبوند سوال واقعہ کہ دران واقع حضرت پیغمبر را ببیند صادق است واز کید ومکر شیطان محفوظ
فان الشیطان لا یتمثل بصورتہ کما ورد پس وقائع ما نحن فیہ صادق باشند واز مکر شیطان محفوظ بوند جواب
صاحب فتوحات مکیہ عدم تمثیل شیطان را مخصوص بصورت خاصۂ آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام
کہ مدفون در مدینہ است میسازد وحکم بعدم آن تمثیل بہر صورتیکہ ببیند تجویز نمی نماید وشک نیست کہ تشخیص آن
صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام خصوصاً در منامات بسیار متعسر است پس چگونہ شایان اعتماد بود واگر
عدم تمثیل شیطان را مخصوص بصورت خاصۂ آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نسازیم وبہر صورتیکہ ببیند
عدم آن تمثیل را در صورت تجویز نمائیم چنانچہ بسیار از علماء بدان رفتہ اند ونیز مناسب رفعت شان آنسرور است
علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام گوئیم کہ اخذ احکام از آنصورت ودریافتن مرضی آن از مشکلات است چہ
تواند بود کہ دشمن لعین درمیان متوسط شدہ باشد وخلاف واقع را بواقع نمودہ بود وبینندہ را در اشتباہ
والتباس انداختہ عبارت واشارت خود را عبارت واشارت آن صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ گردانیدہ
باشد چنانچہ مرویست کہ روزے سید البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مجلسے داشتند

مرا فکر رسیدن ناپسند است بمقصود ذکر از کلمهٔ طیبه لا اله الا الله که فقیر در مکتوب سابق بشما نوشته بود نفی این شهود بود
که کثرت تعلق داشت بنده سبحانه الحمد والمنة که ببرکت این کلمهٔ طیبه این شهود از شما زائل گشت همت بلند دارند و تجویز نمودن
راه اکتفا ننمایند ان الله سبحانه یحب معالی الهمم از کوچهٔ تنگ توحید بر آمده بشاهراه بر افتاده اند چه نعمتی است اگر تذکره
احوال سابق نکنند و یاد لذتهای شهود کثرت آمیز ننمایند و استقامت عمری درین راه تنگ و پر فراخ بیابند بسیاری
از کوکنار یاران دیده ام که کوکنار را گذاشته اند و بر قبح آن فعل مطلع گشته اتفاقاً بعد از مدتی تذکرهٔ احوال کوکنار
خوردن و یاد لذتهای آن حالت نمودن باز ایشان را بحالت قدیم ایشان برده است محذور ما شهود یکه بمرایای
کثرت تعلق دارد و لذت بخش است و شهود تنزیهی که روی بجهل دارد و از التذاذ بعید است تا بمدد شیخ مقتدا
بآن راه رفتن متعذر است اخوی اعزی مولانا احمد برکی که عوام او را از علما ظاهر میدانند و او نیز علم باحوال
خود و احوال یاران خود ندارد سرش آنست که باطن او متوجه شهود تنزیهی است که موطن جهل است و ایمان
او در رنگ علما ایمان بغیب است باطن او از بابت فطرتی اتفاقی بشهود کثرت آمیز نکرده است
و ظاهر بتبرکات صوفیه مفتون و مغرور نگشته وجود شریف او در ان نواحی مغتنم است این حالت که شما
از حصول آن خبر داده اید مولانا را نیز است که بآن حالت متحقق است علم او لم یعلم نزد فقیر مدار آن بقعه
بر وجود مولانا است عجب است که بر اهل کشوف آن نواحی این معنی چگونه مخفی مانده است در علم فقیر بزرگی
مولانا در رنگ وجود آفتاب ظاهر و باهر است زیاده چه تصدیع دهد التماس دعا و فاتحه دارد والسلام

مکتوب دویست و هفتاد و پنجم بملا احمد برکی صدور یافته در جواب استفسار که از قبول خود نموده
و بیان احوال یاری از یاران خود نوشته بود و تحریض نمودن بتعلیم علوم شرعیه و نشر احکام فقهیه و ما یناسب
ذلک بعد الحمد والصلوة و تبلیغ الدعوات میرساند که دو صحیفهٔ شریفه که بمصحوب شیخ حسن و غیره ارسال داشته
بودند رسید فرحت فراوان رسانید در یک صحیفه بیان احوال خواجه اویس نموده اند و در صحیفهٔ دیگر استفسار
از قبول خود فرموده درین اثنا توجهی بحال ایشان نموده اند دید که مردم آن نواحی بجانب شما میدوند و التجا
بشما می آرند معلوم شد که شما را مدار آن زمین ساخته اند و مردم آن حدود را بشما مربوط داشته لله سبحانه
الحمد والمنة علی ذلک ظهور این معامله را از جمله واقعات نه انگارند که از مظان ریب و اشتباه است
بلکه از محسوسات و مشاهدات شمرند عمده در تحصیل اینها دولت شما را از تعلیم علوم شرعیه است و نشر احکام
فقهیه در مواضعیکه در آنجا تمکن گشته است و بدعت رسوخ پیدا کرده و بآن محبت و اخلاص که شما را

دیده شود وخواب وخیال است یاران آنجا مدتیست که بوضع خود زندگانی نموده اند اختیار بدست ایشانست اما
میر محمد نعمان را غیر از انقیاد چه چاره است عیاذاً بالله سبحانه اگر لمحه بعد از منع توقف نماید اگر فرضاً توقف کند که
آمرزش خواهد کرد و مبالغهٔ فقیر در منع بواسطهٔ مخالفت طریقت خود است مخالفت طریق خواه بسماع و رقص بود خواه بمولود
و شعر خوانی هر طریق را موصلیت بمطلب خاص و وصول بمطالب خاص این طریق متوسط بترک این امور هر کرا طالب مطلب
این طریق بود باید که از مخالفت این طریق اجتناب نماید و مطالب طریق دیگر منظور نظر او نباشد حضرت خواجهٔ نقشبند
قدس سره فرموده اند نه این کار میکنیم و نه آنکار میکنیم یعنی این کار منافی طریق خاص است پس نکنیم و چون مشائخ دیگر کرده اند
بر آن انکار هم نمائیم ولکل وجهة هو مولیها فیروزآباد که ملجاء و ملاذ ما فقراست و قدوهٔ ما پیروان هرگاه در وی امری حادث شود
که مخالف این طریقهٔ علیه بود جای اضطراب ما فقراست مخدوم زاده ها احق بمحافظت طریق والد بزرگوار خود فرزندان
حضرت خواجه احرار قدس سره بعد از تغیر والد بزرگوار ایشان طریق اصل را ایشان محافظت نمودند و با تغیر کنندگان
مجادله فرمودند چنانچه بسمع شریف شما نیز رسیده باشد از مشرب قوی العذب حضرت خواجهٔ ما نوشته بودند آری در اوائل
حال در بعض صورات رعایت مذهب ملامتیه نموده مساهله میفرمودند و ملامت را ترجیح داده ترک عزیمت در بعض اشیاء
ارتکاب مینمودند اما در اواخر از این امور هم اجتناب داشتند و با ملامت و ملامتیه نمیکردند به نظر انصاف به بینند و اگر
فرضاً حضرت ایشان درین آوان در دنیا زنده بودند و این مجلس و اجتماع منعقد میشد آیا این امر راضی میشدند
و این اجتماع را می پسندیدند یا نه یقین فقیر آنست که هرگز این معنی تجویز نمیفرمودند بلکه انکار می نمودند مقصود فقیر
اعلام بود قبول کنند یا نکنند هیچ مضائقه نیست و گنجائش مشاجره نه اگر مخدوم زاده ها و یاران آنجائی بر همان
وضع مستقیم باشند ما فقیران را از صحبت ایشان غیر از حرمان چاره نیست زیاده چه تصدیع دهد والسلام
اولاً و آخراً

مکتوب دویست و هفتاد و چهارم بشیخ یوسف برکی صدور یافته در بیان بلند همتی و عدم التفات به شهودات سفلی که تعلق بمرایای کثرت دارد و ما یناسب ذلک

بعد الحمد والصلوٰة و تبلیغ الدعوات میرساند رسائل ثلثهٔ شما که ارسال داشته بودید رسید و از وقائع احوال و کرامات که
اندراج یافته بود بوضوح انجامید حالیکه در آخر حال شهود وحدت در کثرت نوشته اند و باین عبارت ادا
نموده اند که دیگر انتها آنست که بحال اول شهود گم شدن کم کنند یعنی بنده ام و خلق و امت محمد مصطفی ام
صلی الله تعالی علیه و علی آله وسلم آن حال اصیل است و فوق احوال مذکوره است اما
انتها دیگر است و نهایت از آن حال بمراحل بعید است هنوز ایوان استغنا بلند است

و قسم ثانی مخزن علم حقائق و اسرار ید و وجه و قدم و ساق و اصابع و انامل که در قرآن و حدیث آمده است همه از
متشابهات است و همچنین حروف مقطعات که در اوائل قرآن وارد شده اند نیز از متشابهات اند که بر تاویل آنها
اطلاع نداده مگر علماء راسخین را خیال نکنی که تاویل عبارت از قدرت است که ید بتعبیر آن نموده اند و یا ذات
است که به وجه آنرا معبر ساخته بلکه تاویل آنها از اسرار غامضه است که باخص خواص آنرا نموده اند از حروف
مقطعات قرآنی چه نویسد که هر حرفی از ان حروف بحریست مواج از اسرار خفیه عاشق و معشوق و رمزیست
غامض از رموز دقیقه محب و محبوب و محکمات هر چند امهات کتاب اند اما نتائج و ثمرات آن که متشابهات اند از مقاصد
کتاب اند امهات از وسائل پیش نیستند از برای حصول نتائج پس لب کتاب متشابهات اند و محکمات کتاب قشر آن لب
متشابهات اند که برمز و اشاره بیان اصل می نمایند و از حقیقت معامله آن مرتبه نشان میدهند بخلاف محکمات متشابهات
حقائق اند و محکمات نسبت به متشابهات صور آن حقائق عالم راسخ کسی بود که لب را بقشر توامان جمع ساخت
و حقیقت را بصورت توام فرو آورد و علماء قشر به قشر خرسند اند و به محکمات اکتفا نموده و علماء
راسخین علم محکمات را حاصل نموده از تاویل متشابهات حظ وافر فرا میگیرند و جمع صورت و حقیقت
که محکم و متشابه است مینمایند اما کسیکه بعلم محکمات و بعمل بمقتضای آن محکمات تاویل متشابهات
جوید و صورت را گذاشته بحقیقت پوید آنکس جاهل است که از جهل خود بیخبر است و ضالست
خود بی شعور نمیداند که این نشاء مرکب از صورت و حقیقت است تا این نشاء است هیچ حقیقت از صورت
منفک نیست قال الله تعالی واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ای الموت کما قال المفسرون عبادت را
تا زمان موت منتهی ساخت که منتهای این نشاء است لان من مات فقد قامت قیامته و در نشاء اخروی
که ظهور حقائق است انفکاک صور از حقائق آنجا حاصل است پس حکم هر نشاء علیحده است خلط نکند یکی را
بدیگری مگر جاهل یا زندیق که مقصودش ابطال شرائع است چه هر حکمی که شریعت را بر تبدیلیست همان حکم
بمنتهی است عامه مومنان و اخص خواص از عارفان درین معنی متساوی الاقدام اند متصوفان خام و ملحدان
بی سرانجام در صدد آنند که گردنهای خود را از ربقه شریعت بر آرند و احکام شرعیه را مخصوص بعوام دارند
خیال میکنند که خواص مکلف بمعرفت اند و بس چنانکه از جهل امراء و سلاطین را بجز عدل و انصاف
مکلف نمیدانند و میگویند که مقصود از اتیان شریعت حصول معرفت است و چون معرفت
میسر شد تکلیفات شرعیه ساقط گشت و این کریمه واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ای الله

بہندوستان خود بعض عطا فرمودہ است تعالی فعلیکم بتعلیم العلوم الدینیة ونشر الاحکام الفقهیة با استطعتم فانهما ملاک الامر ومناط
الارتقاء ومدار النجاة کمر همت را مضبوط بستہ خود را در جرگۂ علما دارند و بامر معروف ونهی منکر خلق را براہ
حق جل سلطانہ دلالت فرمایند قال اللہ سبحانہ وتعالی ان هذه تذکرة فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا ذکر قلبی کہ بآن
مجاز اند نیز مؤید اتیان احکام شرعیہ است ودافع سرکشی نفس امارہ آن طریق را نیز جاری دارند و از عدم اطلاع
باحوال یاران خود دلگیر نباشند وآنرا دلیل بیحاصلی خود ندانند احوال یاران در آئینہ داری کمالات شما کافی است
احوال شما است کہ بطریق انعکاس در یاران ظاهر گشتہ است شیخ حسن یکی از ارکان دولت شما است ومحد ومعاون
معاملہ شما اگر فرضاً شما را سیر با ورار النهر یا سیر بہ ہندوستان پیدا شود و نائب مناب شما آنجا شیخ حسن است التفات
وتوجہ در حق او مرعی دارند وکوشش بلیغ فرمایند کہ از تحصیل علوم دینیہ ضروریہ زودتر فارغ شود این سیر ہندوستان
هم در حق او مغتنم بود وهم در حق شما رزقنا اللہ سبحانه وایاکم الاستقامة علی ملة الاسلام علی صاحبها الصلوة والسلام
والتحیة نوشتہ بودند کہ آن یار ارشاد شما است کہ ترقی واقع شدہ است آنچہ در غیبت وبی شعوری دست میدہد
از ارواح طیبات حالا در افاقت می بیند مخدوما این دید را هیچ دلالت بر ترقی نیست در شعور بیند یا در بی شعوری
قدم اول درین راہ آنست کہ غیر حق را سبحانه هیچ نبیند وازماسوای او سبحانه در مبدأ اندیشہ او هیچ نماند نہ باین معنی
کہ اشیا را غیر او تعالی نبیند وبعنوان ماسوای اندانہ این خود کثرت بینی است بلکہ غیر او را سبحانه اصلا نبیند
ونداند این حالت معبر بفنا است ومنزل اول است از منازل این راہ وبدون خرط القتاد ہیچکس را
تا نگردد او فنا ٭ نیست رہ در بارگاہ کبریا ٭ مکتوباتی کہ درین ایام نوشتہ شدہ است بسیار عزیز الوجود است
وفوائد غریبہ در انجا اندراج یافتہ نقل آنرا شیخ حسن آوردہ اند بنیکی ملاحظہ خواهند فرمود والتماس دعاء مغفرت
والدہ مرحومہ خود نمودہ بودند اجابت نمودہ آمد باقی احوال اینجا را شیخ حسن بتفصیل معروض خواهند داشت
والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التحیات اکملها فقیر و
فقیرزادہ ہا التماس دعاء سلامتی خاتمہ دارند والسلام

مکتوب دویست وهفتاد وششم بمیان شیخ بدیع الدین صدور یافتہ در بیان محکمات ومتشابہات قرآنی وبیان علمار راسخین وبیان کمالات ایشان ومایناسب ذلک

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین علیه وعلی آله واصحابه
الطیبین الطاهرین اجمعین جعلنا اللہ سبحانه وایاکم من الراسخین فی العلم اے برادر حضرت حق سبحانه وتعالی
کتاب مجید خود را دو قسم ساخت محکمات ومتشابہات قسم اول منشاء علم شرائع واحکام است

کلامیکه برای اهل سنت به ثبوت پیوسته است هزاران شهود و مشاهدات را بیک مسئله بیچونی و بیچگونگی حق جل و علا که از
مسائل کلامیه است برابر نمی اندازند و احوال و مواجید و تجلیات و ظهورات را که بخلاف حکمی از احکام شرعیه
ظاهر گردد به نیم جو نمیخرند و آن ظهور را از سلطان استدراج می شمرند اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده
ایشانان علماء راسخان اند که بر حقیقت معامله ایشانرا اطلاع بخشیده اند و ببرکت مراعات آداب شریعت
ایشانرا بحقیقت شریعت رسانیده بخلاف فرقهٔ ثانیه که هرچند متوجه حقیقت اند و گرفتاری بحقیقت دارند
و در اتیان احکام شرعیه مهما امکن سرموی تجاوز نمی نمایند اما چون آن حقیقت را ورای شریعت دانسته اند
و شریعت را قشر آن حقیقت تصور نموده ناچار بظلی از ظلال آن حقیقت فرو مانده اند و بحقیقت معامله آن
حقیقت راه وصول نیافته لاجرم ولایت ایشان ظلی آمد و قرب ایشان صفاتی بخلاف ولایت علماء راسخ
که اصل است در راه وصول باصل یافته و از حجب ظلال تمام گذشته لاجرم ولایت ایشان ولایت انبیاست
علیهم الصلوات والتسلیمات و ولایت آن اولیا ظل ولایت انبیا علیهم الصلوات والتحیات و فقیر علماء
راسخان را غیر از ایمان بمتشابهات نصیب نمی یافت و تاویلاتی که علماء صوفیه بیان کرده اند آنها را لائق
باشان آن متشابهات نمی دانست و از اسراری که قابل استتار باشد آن تاویلات را تصور نمیکرد چنانچه
عین القضاة در تاویل بعضے از متشابهات گفته مثلا از الف لام میم الم خواسته که بمعنی دردست که لازم عشق
و محبت است و امثال آن آخر کار چون حضرت حق سبحانه تعالی بمحض فضل خود شمهٔ از تاویلات متشابهات را
بمین فقیر ظاهر ساخت و جدولی از آن دریای محیط به زمین استعداد این مسکین کشاده گردانید دانست
که علماء راسخانرا نیز از تاویلات متشابهات نصیب وافر است الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی
لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق تعبیرات و وقائع مسطوره را که طلب نموده بودند حواله
بر حضور داشته از ان مقوله هیچ ننوشت چه کند قلم بمعارف دیگر جاری گشت و معامله دیگر پیش آمد معذور
خواهند داشت والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله و علی اخوانه
الصلوات والتسلیمات العلی

مکتوب دویست و هفتاد و هفتم بملا عبد الحی صدور یافته

در بیان علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین این علوم از علوم سابقه است که در توسط حال
تحریر یافته بود درین معرفت نهایت شهود شهود انفسی است و معارفیکه اخیر نوشته اند شهود انفسی را
در رنگ شهود آفاقی بے حاصل دانسته و ورای انفس شهود اثبات نموده اند در رنگ

کما قال سهل التستری بیت مستشهد می آرند یعنی انتهاء عبادت تا حصول معرفت حقتعالی است ظاهر آنکسیکه بیان کرده است الیقین را بالله سبحانه مرادش انتهای کلفت عبادت بوده باشد تا زمان حصول معرفت حق جل وعلا نه نفس عبادت که آن مفضی الحاد و زندقه است و می انگارند که عبادت عارفان ریائی است برای آن میکنند که مبتدیان و پس روان ایشان بآن اقتدا کنند نه آنکه عارفان محتاج به عبادات اند و در تائید این قول از مشائخ نقل میکنند که گفته اند تا پیر منافق و مرائی نباشد مرید از وی منتفع نگردد خذلهم الله سبحانه ما اجهلهم آنقدر احتیاج که عارفان را بعبادات است عشر آن مبتدیان را از ان احتیاج حاصل نیست و عروجات ایشان مربوط بعبادات است و ترقیات ایشان منوط به اتیان احکام و شرائع ثمرات عبادات که عوام را فردا متوقع است عارفان را ثمرات آن امروز میسر است پس ایشان احق بعبادت باشند و احوج باتیان شریعت بوند باید دانست که شریعت عبارت از مجموع صورت و حقیقت است صورت ظاهر شریعت است و حقیقت باطن شریعت پس قشر و لب هر دو اجزاء شریعت اند و محکم و متشابه هر دو افراد آن علماء ظاهر بقشر آن کفایت نموده اند و علماء راسخین قشر آنرا بلب جمع ساخته اند و از مجموع صورت و حقیقت حظ وافر فرا گرفته پس شریعت را در رنگ شخصے که مرکب از صورت و حقیقت است تصور باید کرد جمعے بصورت آن گرفتارے پیدا کردند و از حقیقت آن انکار نمودند و پیر مقتدا اسے خود را غیر از هدایه بزودے ندانستند این جماعه علماء قشر اند جماعه دیگر گرفتاران حقیقت گشتند اما ان حقیقت را حقیقت شریعت ندانستند بلکه شریعت مقصور بر صورت داشتند و قشر انگاشتند و لب و را ء آن تصور نمودند مع ذلک سر موی از اتیان احکام شریعت باز نماندند که صورت را از دست ندادند و تارک حکمے از احکام شریعت را بطال و ضال شمردند اینها اولیاء خدا اند جل سلطانه و بمحبت او تعالی از ماسوای او سبحانه بریده اند و جمعے دیگر آنند که شریعت را مرکب از صورت و حقیقت دانسته و مجموع قشر و لب یقین نمودند حصول صورت شریعت بی تحصیل حقیقت آن نزد ایشان از حیز اعتبار ساقط است و حصول حقیقت آن بی ثبات صورت ناتمام و ناقص بلکه حصول صورت را که بے ثبوت حقیقت بود آنرا از اسلام نیز میدانند و نجات بخش تصور میکنند کما هو حال ظواهر العلماء و عوام المؤمنین و حصول حقیقت از بی ثبوت صورت از جمله محالات تصور مینمایند و قائل آنرا از زندیق و ضال می نامند بالجمله کمالات صوری و معنوی نزد این بزرگواران منحصر در کمالات شرعیه است و علوم و معارف الٰهیه مقصور بر عقائد

قدس اللہ تعالی سرہ علم الیقین حجاب عین الیقین و عین الیقین حجاب علم الیقین وقال ایضا و علامۃ من عرف
حق المعرفۃ ان یطلع علی سرہ فلا یجد علما بہ فذلک الکامل فی المعرفۃ التی لا معرفۃ وراءہا وقال بعضہم ایضا قدس اللہ
تعالی اسرارہم الغلبۃ اعرفہم باللہ اشدہم تحیرا فیہ حق الیقین عبارت از شہود اوست سبحانہ بعد ارتفاع التعین و
اضمحلال التعین اما این شہود او حق را سبحانہ بحق است جل و علا اذ لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ و این در
بقا باللہ کہ مقام بی یسمع و بی یبصر است صورت بندد و گاہ سالک را بعد از تحقق بفنای مطلق کہ فنای ذات و
صفات است حق سبحانہ و تعالی بمحض عنایت خویش از نزد خود وجودی می بخشد و از سکر حال و بیخودی بصحو و افاقت
می آرد و این وجود را وجود موہوب حقانی گویند دران موطن علم و عین حجاب یکدیگر نمی شوند در عین شہود
عالم و در عین علم مشاہد و ہمین تعین اوست کہ عارف دران موطن آنرا عین حق می یابد عز شانہ بتعین کونی چہ اثری
ازان در دیدۂ شہود او نماندہ است و از تجلیات صوریہ کہ تعینات و صور خود ہا را حق می یابند تعالے شانہ
آن تعینات کونیہ است کہ فناے باو راہ نیافتہ است فاین احدہما عن الآخر ما للتراب و
رب الارباب اگرچہ ظاہر عبارت نزد عوام موہم عدم فرق است میان تجلی صوری کہ خود را حق
یافتن است و میان حق الیقین کہ درانجا ہم خود را حق یافتن است اما در تجلی صوری آثار صورت نیفتد و
در حق الیقین بر حقیقت و نیز در تجلی صوری حق را بخود می بینند و درین موطن حق را بحق می بینند تعالے شانہ
حق را بخود نمیتوان دید پس اطلاق شہود در تجلی صوری بر سبیل تجوز است چہ حق را جز بحق
نمیتوان دید آن در مرتبۂ حق الیقین است کہ حقیقت شہود دران مقام متحقق است و بعض شیوخ
الزمان لما لم یطلع علی ہذا الفرق و لم یعلم التعین الا التعین الکونی اطال لسان الطعن علی الاکابر
قدس اللہ تعالی اسرارہم فی تفسیرہم حق الیقین علی النہج الذی قررہ و زعم ان ہذا التعین
قد یحصل فی التجلی الصوری الذی ہو اول القدم فی السلوک و ہم فسروا بہ حق الیقین
الذی ہو نہایۃ الاقدام فکیف یستقیم بل حکم ان حق الیقین الذی حصل لہم فی النہایۃ
یحصل لنا فی التجلی الصوری الذی ہو اول اقدامنا و اللہ یہدی من یشاء الی صراط
مستقیم والسلام **مکتوب دویست و ہفتاد و ہشتم** بملا عبد الکریم سنامی صدور
یافتہ در بیان آنکہ لازم بر ہر کسے بعد از تصحیح عقائد و عمل بمقتضاے شریعت غرا سلامت
داشتن قلب لازم است از ما دون حق جل و علا کہ نسیان ماسوا ست و مداحی طریقہ علیہ

شهود آفاقی بی‌حاصل دانسته ورای انفس و آفاق شهود اثبات نموده اند بلکه انفس شهود را دروازهٔ وصول دانسته از ماورای
آن علوم و معارف نوشته اند چنانکه بعضی از کتب و رسائل ایشان لائح است بدان ارشدک الله تعالی که علم الیقین در
ذات حق سبحانه و تعالی عبارت از شهود آیاتیست که دال اند بر قدرت او تعالی و تقدس و شهود آن آیات را سیر
آفاقی گویند اما شهود و حضور ذاتی جز سیر انفسی متصور نیست و آن جز در نفس سالک نمی‌باشد ؎ ذره گر بس نیک
و ربس بد بود + گرچه عمری تگ زند در خود بود :: وآنچه در بیرون خود مشاهده میکند همه از قبیل مشاهدهٔ آثار و
دلائل است بر ذات او تعالی نه مشاهده ذات حضرت سلطانه قطب المحققین سید العارفین ناصر الدین خواجه عبید الله
قدس سره الاقدس فرموده اند که سیر بر دو نوع است سیر مستطیل و سیر مستدیر سیر مستطیل بعد در بعد است و سیر
مستدیر قرب در قرب سیر مستطیل مراد از خارج دائره خود طلبیدن است و سیر مستدیر بر گرد دل خود گشتن است
و مقصود از خود جستن پس تجلیاتے که در صور حسی هو مثالی و همچنین در پردهٔ انوار میباشند داخل علم الیقین اند
هر صورتیکه باشد و هر نوریکه ظاهر شود رنگین باشد آن نور یا بیرنگ متناهی باشد یا غیر متناهی
محیط کائنات بود یا نه حضرت مخدومی مولوی عبد الرحمن الجامی قدس الله سره السامی در شرح
لمعات میفرمایند در بیان این بیت ؎ ای دوست ترا بهر مکان میجستم + هر دم خبرت
زاین و آن میجستم :: که این اشارت بمشاهدهٔ آفاقیست که مفید علم الیقین است و این شهود
چون از مقصود منه خبر نمیدهد و حضور آن نمی‌بخشد الا بالامارات والاستدلال لاجرم در رنگ شهود
دود و حرارت باشد که دلالت میکند بر ذات آتش پس این شهود از دائره علم نه بر آید و مفید
عین الیقین نشود و مفنی وجود سالک نباشد عین الیقین عبارت از شهود حق است ایزد سبحانه بعد
انکان معلوماً بالعلم الیقینی و این شهود مستلزم فنای سالک است در غلبهٔ این شهود تعین او بالکلیه گم میگردد
و در دیدهٔ شهود او اثرے از آن باقی نمیماند و در شهود فانی و مستهلک می‌گردد و این شهود نزد طائفه علیه
قدس الله تعالی اسرارهم معتبر است با دراک بسیط و معرفت نیز گویند و درین ادراک عوام و خواص شریک اند
لیکن فرق آنست که خواص را شهود خلق مزاحم شهود حق جل و علا نیست بلکه در دیدهٔ شهود
شان جز حق جل و علا مشهود نه عوام را مزاحم است لهذا از آن شهود ذهول تمام دارند و از
ادراک خبر ندارند و این عین الیقین حجاب علم الیقین است کما ان علم الیقین حجابه در وقت
تحقیق این شهود همه حیرت و نادانی است علم را دران موطن اصلا گنجایش نیست قال بعض الکبراء

حق سبحانه وتعالی استقامت بران کرامت فرماید که مشار الیه چون در اسلام نو در آمده است اول تعلیم عقائد کلامیه که در کتب فارسی مذکور اند نمایند و همچنین تعلیم احکام فقهیه نیز نمایند تا معرفت فرض و واجب و سنت و مندوب و حلال و حرام و مکروه و مشتبه پیدا کند و بمقتضاے آن زندگانی نماید و تعلم و تعلیم کتاب گلستان و بوستان داخل بیکاریست والسلام

مکتوب دویست و هفتاد و نهم بملا حسن کشمیرے صدور یافت. در اداء شکر نعمت دلالت او بر طریقه علیه نقشبندیه و تحریص بر صحبت و خدمت حضرت ایشان قدس سره الاقدس و در ضمن آن اظهار نعم خداوندی جل سلطانه که بتوسط آن مرتب گشته ذکر یافته الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی صحیفه شریفه که از روے کرم و التفات نام زد این فقیر ساخته بودند بجناب مولانا احمد بعلی رسانیدند موجب فرحت فراوان گشت سلامت باشند استفسار رفته بود از ین عبارت شیخ محی الدین بن العربی قدس سره که سبب ترتیب خلافتهم مدة اعمارهم که در کدام کتاب از مصنفات ایشان واقع شده است مخدوما فقیر این عبارت را ندیده است که در فتوحات مکیه دیده بود در رینولاهر چند تفحص کرد تعیین الفص میسر نشد اگر مرة ثانیه بنظر در آمد اعلام خواهد نمود ان شاء الله تعالی دیگر فقیر در اداء شکر نعمت دلالت شما اعتراف بقصور دارد و در مکافات آن احسان شما معترف بعجز انهمه کاروبار متمنی بر آن نعمت است و انهمه بدو داد مربوط باحسان بحسن توسط شما آن داده اند که کم کسے دیده است و همین توسل شما آن بخشیده اند که کم کسے چشیده است از خواص عطایا آنقدر عطا فرموده اند که اکثرے را از علوم عطایای آن مقدار میسر نشده است احوال و مقامات و اذواق و مواجید و علوم و معارف و تجلیات و ظهورات همه زینه ها را عروج ساخته بمدارج قرب و منازل وصول رسانیده اند لفظ قرب و وصول از تنگی میدان عبارت اختیار کرده است والا فلا قرب ثمه ولا وصول ولا عبارة ولا اشارة ولا شهود ولا حلول ولا اتحاد ولا کیف ولا این ولا زمان ولا مکان ولا احاطة ولا سریان ولا علم ولا معرفة ولا جهل ولا حیرة ؎ چه گویم با تو از مرغے نشانه * که با عنقا بود هم آشیانه * ز عنقا هست نامے پیش مردم * ز مرغ من بود آن نام هم گم * چون اظهار این احسانهای خداوندے جل سلطانه که در عالم اسباب ظهور آنها مترتب است بران نعمت شما بوده است متضمن شکر نعمت شما نیز بوده است در ضمن چند فقره مندرج ساخته بقید کتابت در آورده بود که لختے از شکر آن نعمت شما ادا یابد والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الهدے والتزم متابعة المصطفی علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات

مکتوب دویست و هشتادم

نقشبندیہ ودر تحریص با مداد و اعانت موتی و ما ینا سب ذلک الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
مکتوب مرغوب اخوی رسید موجب فرحت گشت نصیحتے کہ بہ یاران کردہ ومیکنند آنست کہ بعد از تصحیح
عقائد بروفق کتب کلامیہ اہلسنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم بعد از اتیان احکام فقہیہ از فرض وواجب وسنت
ومندوب وحلال وحرام ومکروہ ومشتبہ امتثالا وانتہاء سلامت داشتن قلب است از گرفتاری ما دون حق سبحانہ
وتعالیٰ وسلامتی قلب وقتے میسر شود کہ در قلب ماسوے حق جل وعلا مخطور نشود فرضاً اگر ہزار سال
حیات وفا کند خیر حق سبحانہ در دل خطور نکند بآن معنے کہ اشیاء در خاطر گذرند وآنہا را غیر حق نداند
جل سلطانہ زیرا کہ این معنی در ابتداء مراقبان توحید را نیز میسر است بلکہ بآن معنی کہ اشیاء اصلا در دل
خطور نکند واین عدم خطور مبنی بر نسیان قلب است ما دون حق را سبحانہ بر نہجے کہ اگر بہ تکلف اشیا را
بیاد او بدہند یاد نکند این دولت معبر بفناء قلب است وقدم اول است درین راہ وسائر کمالات لاحقہ لاحقہ
متفرع برین دولت اندسہ ہیچکس را تا نگردد او فنا ٭ نیست رہ در بارگاہ کبریا ٭ واقرب طرق
از برای وصول باین دولت عظمےٰ طریقہ علیہ نقشبندیہ است قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم باہا چہ این بزرگواران
ابتداء سیر از عالم امر نمودہ اند واز قلب بمقلب قلب راہ جستہ ایشان را بجاے ریاضات ومجاہدات
دیگران التزام سنت است واجتناب از بدعت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند طریق ما اقرب
طرق است اما التزام سنت کار مشکل فطوبیٰ لمن توسل بہم واقتدے بہدا ہم للمولوی الجامی سہ
نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند ٭ کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را ٭ از دل سالک رہ جاذبہ
صحبت شان ٭ می برد وسوسۂ خلوت وفکر چلہ را ٭ قاصری گر کند این طائفہ را طعن قصور ٭ حاش للہ کہ
برآرم بزبان این گلہ را ٭ ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند ٭ روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ٭
ثانیاً مرقوم آنکہ صحیفہ محبت اطوار قاضی محمد شریف رسید چون مبنی از فرط محبت فقراء بودہ موجب فرحت
گشت دعاء فقیر را بایشان رسانند تا لثا لاثا نح باد کہ مکتوب مرغوب شیخ حبیب اللہ رسید از فوت
والد مرحوم خود نوشتہ بودند انا للہ وانا الیہ راجعون از جانب فقیر دعاء رسانیدہ عزاے
مصیبت نمایند وگویند کہ بدعاء وفاتحہ وصدقہ واستغفار امداد واعانت والد مرحوم خود
نمایند فان المیت کالغریق ینتظر دعوۃ تلحقہ من ولد او اب اوام او اخ او صدیق ثانیاً
مکشوف آنکہ شیخ احمدی طریقہ این بزرگواران را نمودہ متاثر گشتہ است حضرت

و بعد از اجلاس دیگرے بجاے خود بنہجیکہ ہیچ فتوری بوضع سابق راہ نیابد اگر متوجہ باشند و دشوند گنجایش دارد بدون این شرائط معاملہ آنجا را برہم نزنند و در جمعیت طالبان فتور نہ اندازند زیادہ چہ مبالغہ نماید و السلام

مکتوب دویست و ہشتاد و دوم بمیان بدیع الدین صدور یافتہ در بیان ملاقات حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ و السلام و شمۂ از احوال ایشان

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی مدتی بود کہ یاران از احوال حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام استفسار مینمودند فقیر را چون اطلاع بر احوال ایشان کما ینبغی نداده بودند در جواب توقف میکرد اتفاقاً امروز در حلقہ بامدادی مے بینم کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات بصورت روحانیان حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم حضرت حق سبحانہ و تعالی ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شده کارہای کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ما صدور می یابد از حرکات و سکنات جسمانی و طاعات و عبادات جسدی درین اثنا پرسیده کہ شما نماز بہ مذہب شافعی ادا مینمائید فرمودند ما بشرائع مکلف نیستیم چون مہمات قطب مدار را بما مربوط ساختہ اند و قطب مدار بر مذہب شافعی است ما ہم در پس او نماز بمذہب شافعی ادا مینمائیم درانوقت معلوم شد کہ بر طاعت ایشان جزا مترتب نیست در ادا طاعات موافقت باہل طاعت مینمایند و مراعات صورت عبادت میکنند و نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بفقہ شافعی است و کمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی اگر فرضاً درین امت پیغمبرے مبعوث میشد موافق فقہ حنفی عمل میکرد و درینوقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کرده اند کہ حضرت عیسٰی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عمل خواہد کرد درانوقت بخاطر رسید کہ ازین دو بزرگوار در یوزه نماید فرمودند کہ کسی را کہ عنایت خداوندی جلشانہ شامل حال او بود ما را در انجا چہ دخل باشد گویا خود را از میان کشیدند و حضرت الیاس علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام درین گفتگو ہیچ تکلم نفرمودند و السلام

مکتوب دویست و ہشتاد و سوم بہ صوفی قربان صدور یافت در بیان رویۃ حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات در شب معراج کہ آن در دنیا واقع نشده است بلکہ در آخرت واقع شده است پرسیده بودند کہ اجماع اہل سنت و جماعت است کہ رویت در دنیا واقع نیست کہ اکثر علما اہل سنت منع رویۃ حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات در شب معراج نموده اند قال حجۃ الاسلام و الاصح

بحافظ محمود صدور یافته محبت این طائفه سرمایهٔ سعادتست و هر کرا باین نعمت مشرف سازند و استقامت
دهند همه چیز خواهند داد و بعد الحمد لله والصلوٰة و تبلیغ الدعوات میرساند که مکتوب شریف که بمصحوب جناب مولانا
محمد یعلی ارسال داشته بودند رسید موجب فرحت گشت لله سبحانه الحمد که محبت فقرا که سرمایهٔ سعادت دنیویه و اخرویه است
رسوخ تمام دارد و تمادی ایام مفارقت تاثیری دران نکرده دو چیز را محافظت لازم است متابعت صاحب شریعت
علیه و علی آله الصلوٰة والسلام و محبت و اخلاص با شیخ مقتدا با این دو چیز هر چه دهند نعمتی است و اگر هیچ ندهند و این دو چیز
راسخ باشد غم نیست آخر خواهند داد و اگر عیاذاً بالله سبحانه در یکی ازین دو چیز خلل رفت مع ذلک احوال و اذواق
بحال خود است از استدراج باید دانست و خرابی خود باید انگاشت طریق استقامت اینست والله سبحانه الموفق
والسلام مکتوب دویست و هشتاد و یکم بسیادت مآب میر محمد نعمان صدور یافت در شکر نعمت انتساب بسلسلهٔ
علیه نقشبندیه و آنکه درین طریق راه بکمالات نبوت بطریق تبعیه و وراثت میکشایند و هر که درین طریق بنا را اعتماد
بر وقائع و منامات خود سازد و اختراع امور محدثه نماید و مراعات آداب آن نکند خاسر و خائب است و ما یناسب
ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی شکر این نعمت عظمی بکدام زبان بجا آید که حضرت حق سبحانه و تعالی ما
فقرا را بعد از تصحیح عقائد بموجب آرا اهل سنت و جماعت شکر الله تعالی سعیهم بسلوک طریقهٔ علیه نقشبندیه مشرف ساخت و
از مریدان منتسبان این خاندان بزرگ گردانید نزد فقیر یک گام درین طریق زدن بهتر از هفت گام طرق دیگر است
راهیکه بکمالات نبوت بطریق تبعیه و وراثت کشاده میشود مخصوص باین طریق عالی است نهایت طرق دیگر تا نهایت کمالات
ولایت است از انجا راهی بکمالات نبوت نکشاده اند ازینجاست که این فقیر در کتب و رسائل خود نوشته است که طریق این بزرگواران
طریق اصحاب کرام است علیهم الرضوان چنانچه اصحاب کرام بوراثت از کمالات نبوت حظ وافر گرفته اند منتهیان این طریق نیز ازان
کمالات بطریق تبعیت نصیب کامل میابند مبتدیان و متوسطان که ملتزم این طریق اند و محبت کامل بمنتهیان این طریق دارند نیز
امیدوارند المرء مع من احب بشارتی است دور افتادگان را خائب و خاسر درین طریق کسی است که داخل این طریق شود و مراعات
آداب این طریق نکند و امور محدثه درین طریق اختراع نماید و باعتماد منامات و وقائع خود بخلاف این طریق اقدام کند
درینصورت گناه طریق چیست او براه منامات و واقعات خود متمشی است که بروی بترکستان دارد و به اختیار راه از
راه کعبه منحرف گشته است ع ترسم نرسی بکعبه ای اعرابی ✽ این ره که تو میروی بترکستان است ✽ خوش نمی آید که با وجود
جمعیت یاران و سرگرمی طالبان این طریق شما را ازاینجا بجا سازم پیش ازین اگر اشارتی به سیر انجید و در رفته بود
مشروط بشرائط بوده الحال نیز مشروط بشرائط است بعد از استخارهای مکرر و انشراح قلب بی شبهه بی تردد

دو قسم اند طایفه اند که علم بنفس حصول احوال ندارند و از تلوینات آنها اصلاً واقف نیستند و جمعی دیگر تلوینات احوال
را خبردارند اما تشخیص احوال نمی توانند کرد این جماعه هرچند تشخیص احوال نمیتوانند کرد اما داخل ارباب علم اند و
شایان مشیخت و تشخیص احوال کار هر شیخ نیست بلکه این دولت بعد از قرون متطاوله ظهور مینماید تا یکی را بآن دولت
بنوازند و دیگران را بعلم او حواله فرموده طفیلی او سازند انبیاء اولو العزم صلوات الله تعالی و تسلیماته علیهم بعد از
مدتهای مدیده مبعوث میشدند باحکام متمایزه هر کدام از ایشان مخصوص می گشت و انبیاء دیگر علیهم الصلوات و
التحیات مامور بمتابعت آنها میشدند و در دعوت بهمان احکام اکتفا میفرمودند ع خاص کند بنده مصلحت
عام را؛ والسلام **مکتوب دویست و هشتاد و پنجم** بمیر سید محب الله مانکپوری صدور یافته در بیان
احکام سماع و وجد و رقص و بعضی از معارف که بروح تعلق دارند بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله و سلام علی
عباده الذین اصطفی بدان ارشدک الله تعالی طریق السداد و الهمک صراط الرشاد که سماع و وجد جماعه را
نافع است که بتقلب احوال متصف اند و بتبدل اوقات متسم وقتی حاضر اند و وقتی غائب گاهی واجد گاهی
فاقد ایشان ارباب قلوب اند که در مقام تجلیات صفاتیه از صفتی بصفتی و از اسمی باسمی متنقل و متحول اند
تلون احوال نقد وقت ایشان است و تشتت آمال حاصل مقام ایشان و دوام حال در حق ایشان محال است
و استمرار وقت در شان شان ممتنع زمانی در قبض اند و زمانی در بسط فهم ابناء الوقت یعلو بهم تمرة لبعض حین و
اخری یهبطون ارباب تجلیات ذاتیه که بتمام از قلب برآمده بمقلب قلب پیوسته اند و بکلیت رسته وقت ایشان
دائمی است و حال شان سرمدی لا بل لا وقت و لا حال فهم آباء الوقت و ارباب التمکین و هم الواصلون الذین
لا رجوع لهم اصلا و لا فقد لهم قطعا فمن لا فقد له لا وجد له آری قسمی از منتهیان اند که سماع با وجود استمرار وقت ایشان
را نیز نافع است بیان آن بتفصیل در آخر این مبحث تحریر خواهد یافت ان شاء الله تعالی اگر سوال کنند که حضرت
رسالت خاتمیت علیه و علی آله الصلوة و التحیة فرموده است لی مع الله وقت و لا یسعنی فیه ملک مقرب و لا نبی مرسل
ازین حدیث مفهوم میشود که وقت دائمی نمی باشد جواب گوئیم که بر تقدیر صحت این حدیث بعضی از مشائخ
ازین وقت وقت مستمر خواسته اند لی مع الله وقت مستمر فلا اشکال جواب دیگر گوئیم که در وقت مستمر
کیفیت خاصه احیانا نادر دست میدهد تواند بود که از وقت وقت نادره مراد دارند و این کیفیت نادره
خواهند این زمان نیز اشکال مرتفع میشود و اگر سوال کنند که سماع نغمه تواند بود که در تحصیل آن
کیفیت نادره مدخلے داشته باشد پس نغمه نیز برای تحصیل آن کیفیت محتاج

انه علیه الصلوٰة والسلام ما رآی ربه لیلة المعراج و تو در رسائل خود بوقوع رویة آنسرور علیه الصلوٰة والسلام
در شب معراج در دنیا اعتراف نموده وجه آن چه باشد در جواب گویم که رویة آنسرور علیه الصلوٰة والسلام در
شب معراج در دنیا واقع نشده است بلکه در آخرت واقع شده زیرا که آنسرور علیه الصلوٰة والسلام در آن
شب چون از دائره امکان و زمان بیرون جست و از تنگی امکان برآمد ازل و ابد را آن واحد یافت بدایت
و نهایت را در یک نقطه متحد دید اهل بهشت که بعد از چندین هزار سال به بهشت خواهند یافت در بهشت دید
عبد الرحمن بن عوف که بعد از پانصد سال از فقراء صحابه رضوان الله تعالی علیهم اجمعین به بهشت خواهند رفت
دید که به بهشت قبل از مضی آن مدت در آمد و سر توقف را از وی پرسید پس رویتی که در ان موطن شود
رویة آخرت خواهد بود و منافات باجماع بر عدم وقوع آن نخواهد داشت و آن رویة دنیوی گفتن محمول
بر تجوز است و مبنی بر ظاهر والله سبحانه اعلم بحقائق الامور کلها

مکتوب دویست و هشتاد و چهارم

بملا عبد القادر انبالی صدور یافت در بیان آنکه احوال و مواجید نصیب عالم امر است و علم باحوال نصیب
عالم خلق این معرفت از معارف سابقه است حقیقت معامله آنست که در مکتوبات حضرت مخدوم زاده کلان
علیه الرحمة در بیان طریقت تحریر یافته است بدانکه انسان مرکب است از عالم خلق که ظاهر اوست و از عالم
امر که باطن اوست احوال و مواجید و مشاهدات و تجلیات که در ابتدا در توسط ظهور مینمایند نصیب عالم امر است
که باطن امر انسان است و همچنان حیرت و جهالت و عجز و یاس که در انتها حاصل میشود نیز نصیب عالم امر است
که باطن انسان است ظاهر الحکم والارض من کاس الکرام نصیب بر وقت قوت دارد و ازین ماجرا نیز نصیب است
هر چند ثبات و استقامت نیست اما نحوے از ان عالم پیدا میگردد و باصالت کاری که بظاهر تعلق دارد علم آن
احوال است زیرا که باطن را حصول احوال است نه علم بآن احوال اگر ظاهر نمیبود در راه دانش و تمیز نمی کشود و ظهور
صور مثالیه و معارج مقامات از برائے ادراک ظاهر است پس حال باطن را ست علم بآن حال ظاهر را ازین بیان
معلوم شد که اولیائے که صاحب علم اند و آنانیکه از علم بے نصیب اند در نفس حصول احوال فرقے ندارند اگر
فرقے هست از راه علم بران احوال است و عدم علم به آنها مثلاً شخصے که حالة جوع بروے طاری
شده است وے بے قرار و بے آرام ساخته مع ذلک میداند که این حالت را جوع می نامند و همچنین شخصی
دیگر است که طریان آن حالت در حق وے ثابت شده است اما نمی داند که آن حالة معبر بجوع
است پس این هر دو شخص در نفس حصول آن حالت برابر اند فرقے ندارند مگر در علم و عدم علم باید دانست جماعة که علم ندارند

وتسکین در ادای حقوق بندگی وطاعات میل عروج در نهایت ایشان کم است وشوق صعود در بواطن شان قلیل هنوز متابعت ملت جبین وقت ایشان لامع است ومکحل اتباع سنت دیدهٔ بصیرت شان مکتحل لاجرم حدید البصر اند از دو چیزے بینند که نزدیکان در ابصار آن عاجزند هر چند عروج کمتر دارند اما نورانی که هنوز اصل منورند در همان مقام شان عظیم دارند وجلیل القدر اند ایشانرا احتیاج بسماع ووجد نیست عبادات ایشانرا کار سماع میکند ونورانیت اصل از عروج کفایت میبخشد جماعهٔ مقلدان از اهل سماع ووجد که بر عظم شان این بزرگواران واقف نیستند خود را از عشاق میگیرند وایشانرا از زهاد گویا عشق محبت را منحصر در رقص ووجد میدانند وطائفهٔ دیگر از منتهیان آنانند که بعد از قطع مسالک سیر الی الله وتحقق به بقاء بالله ایشانرا جذب قوی عنایت میفرمایند وبقلاب انجذاب کشان کشان می برند برودت آنجا از سرایت ممنوع است وتسلیهٔ ایشانرا غیر جائز در عروج محتاج بامور غریبه نیستند سماع ورقص را در تنگنائے خلوت ایشان بار نیست ووجد وتواجد را با ایشان کار نه باین عروج انجذابی بنهایت نهایت مرتبهٔ ممکن الوصول میرسند وبواسطهٔ متابعت آنسرور علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات والتحیات از مقامیکه مخصوص بآنسرور است علیه الصلواة والتحیة نصیبے مے یابند این نوع وصول مخصوص طائفهٔ افراد است اقطاب نیز از ان مقام نصیب ندارند اگر بمحض فضل ایزدے جل سلطانه این نوع واصل نهایت النهایت را بعالم باز گردانند وتربیت مستعدان با وحواله نمایند نفس او در مقام بندگی فرود می آید وروح بمیرغ نفس متوجه جناب مقدس است اوست که جامع کمالات فردیه است وحاوی تکمیلات قطبیه واعنی بالقطب ههنا قطب الارشاد ولا قطب الاوتاد علوم مقامات ظلی ومعارف مدارج اصلی او را میسر است بلکه آنجا که اوست نه ظل است ونه اصل از ظل واصل او را گذرانیده اند این کامل مکمل بسیار عزیز الوجود است اگر بعد از قرون متطاوله وازمنهٔ متباعده بظهور آید هم مغتنم است عالمی از وے منور گردد ونظر او شافی امراض قلبیه است وتوجه او دافع اخلاق ردیهٔ نامرضیه اوست که مدارج عروج را اتمام نکرده در مقام بندگی فرود آمده است وآرام وانس بعبادات گرفته بمقام عبدیت که فوق آن مقامی نیست در مقامات ولایت ازین طائفه بعضے را انتخاب نموده مشرف میسازند وقابلیت منصب محبوبیت نیز ایشانرا مسلم است جامع جمیع کمالات مرتبهٔ ولایة است وحاوی تمام مقامات درجهٔ دعوت از ولایت خاصه ونبوت بهره مند است بالجمله در شان او این مصراع صادق است ع آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری هذا مبتدی را سماع ووجد مضر است ومنافی عروج هر چند بشرائط واقع شود شمهٔ از شرائط سماع در آخر این رسالهٔ تحریر

بسماع گشت جواب گوییم که تحقیق آن کیفیت غالباً در حین ادای نماز است و اگر در بیرون نماز احیاناً دست دهد نیز از نتایج و ثمرات آنست تواند بود که در حدیث قرة عینی فی الصلوة اشاره باین کیفیت نادره باشد و ایضاً در خبر است اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوة و قال تبارک و تعالی واسجد واقترب و شک نیست که در هر وقتیکه قرب الٰہی جل شانه بیشتر است گنجایش غیر در آنوقت منتفی تر پس از تیخیر و از کریمه نیز مفهوم میشود که آنوقت در نماز است دلیل بر استمرار وقت و دوام وصل اتفاق مشائخ است قال ذو النون المصری ما رجع من رجع الا من الطریق و من وصل لا رجع و یادداشت که عبارت از دوام حضور است بجناب قدس خداوندی جل سلطانه در طریقۂ حضرات خواجگان قدس الله اسرارهم امر مقرر است بالجمله انکار از دوام وقت علامت نارسائی است و شرذمه قلیله از مشائخ کابن العطا و امثاله که بجواز رجوع واصل بصفات بشریت قائل گشته اند و از انجا عدم دوام وقت مفهوم میشود خلاف در جواز رجوع دارند نه در وقوع چه رجوع البته واقع نیست کما لا یخفی علی اربابه پس اجماع مشائخ بر عدم رجوع واصل ثابت شد و خلاف بعض را رجع بجواز رجوع گشت بهر طائفه از منتهیان که بعد از وصول بدرجه از درجات کمال و حصول مشاهده جمال لایزالی ایشان را برودت قویه دست میدهد و نسبت تامه حاصل میشود که از عروج بمنازل وصول باز میدارد و چه منازل وصول هنوز در پیش دارند و مدارج قرب تا غایت منقطع نگشته اند باوجود این برودت میل عروج دارند و از روی کمال قرب درینصورت سماع ایشانرا سودمند است و حرارت بخش هر زمان بمدد سماع ایشانرا عروج بمنازل قرب میسر میشود و بعد از تسکین از ان منازل فرود می آیند امارنگی از ان مقامات عروج همراه می آرند و بآن رنگ منصبغ می گردند این وجه بعد از فقد نیست چه فقد در حق ایشان مفقود است بلکه باوجود دوام وصل از برای ترقی بمنازل وصول است ازین قبیل است سماع و وجد منتهیان و واصلان آری بعد از فنا و بقا ایشان را هرچند جذبه عطا فرمایند لیکن چون برودت قوت دارد جذبه تنها در تحصیل ترقیات منازل عروج کفایت نمی کند محتاج به سماع میگردند طائفه دیگر از مشائخ اند قدس الله تعالی اسرارهم که بعد از وصول بدرجه ولایت نفوس ایشان در مقام بندگی فرود می آیند و ارواح ایشان بی مزاحمت نفوس در مقام اصلی متوجه جناب قدس اند هر زمان از مقام نفس مطمئنه که در مقام بندگی متمکن و راسخ گشته است مددی بروح میرسد روح را بواسطهٔ آن امداد مناسبت خاصه بمطلوب پیدا میگردد و آرام این بزرگواران بعبادات است

اگر خواهند که او را از ان اسم گذرانند تواند بود که بیک قدم آن اسم را طی نماید و بنهایة النهایة برسد و اگر همانجا
مستهلک گشت زہے شرافت و اگر برای تربیت خلق بازش آورند زهی فضیلت گمان نکنی که وصول بآن
اسم امر آسان است جای نمی باید کرد تا باین دولت مشرف سازند و تا کرا ازین میان باین نعمت قصوے
سرفراز گردانند و آنکه تو آنرا تنزیه و تقدیس خیال میکنی بسا است که عین تشبیه و تنقیص است بلکه بسیاری از مراتب
که تو آنرا تنزیه خیال میکنی از مقام روح نیز پایان تر است تنزیهی که فوق العرش ترا متخیل میشود نیز داخل دائرۂ تشبیه است
و ان مکشوف منزه از عالم ارواح است چه عرش محدد جهات و منتهاے ابعاد است عالم ارواح ماوراے
عالم جهات و ابعاد است چه روح لامکانی است در مکان نمیگنجد و روح را در ماوراے عرش اثبات نمودن
ترا در وهم نیندازد که روح از تو بعید است و مسافت دور دراز در میان تو و روح است نه چنین است
روح را نسبت با جمیع امکنه باوجود لامکانیت برابر است ماوراے عرش گفتن معنی دیگر دارد تا بآنجا
نرسی نتوانی دریافت طائفه از صوفیه که به تنزیه روحی رسیده اند و فوق العرش آنرا دریافته تنزیه الهی
جل شانه تصور نموده اند و علوم و معارف آن مقام را از غوامض علوم گفته و سر استوا را درین مقام حل کرده
و حق آنست که آن نور نور روح است این فقیر را نیز در وقت حصول آن مقام این نوع اشتباه پیدا شده بود
اما چون عنایت خداوندے جل سلطانه از ان ورطه گذرانیده دانست که آن نور نور روح بود نه نور
الهی جل سلطانه الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله و چون روح لامکانی
است و بصورت بیچگونگی مخلوق است لاجرم محل اشتباه میگردد والله یحق الحق وهو یهدی السبیل
و جماعۂ از ایشان که آن نور روح فوق العرش را گرفته فرو می آیند و بآن بقا پیدا می کنند خود را
جامع بین التشبیه و التنزیه میدانند و اگر آن نور را از خود جدا می یابند مقام فرق بعد الجمع تصور میکنند
امثال این مغالطات صوفیه را بسیار است وهو سبحانه العاصم عن مظان الاغلاط و محال لاحتیاط باید دانست
که روح هرچند نسبت بعالم بیچون است حقیقی داخل دائره چون است گوئیا برزخ است درمیان عالم چون و درمیان
جناب قدس حقیقی پس رنگ هر دو طرف دارد و هر دو اعتبار درو صحیح است بخلاف بیچون حقیقی که چون
را اصلا بوی راه نیست پس تا از جمیع مقامات روح عروج ننماید بآن اسم نرسد پس اول از جمیع
طبقات سموات حتی العرش می باید گذشت و بتمام از لوازم مکان می باید بر آمد بعد از ان مراتب
لامکانیت عالم ارواح را نیز طی باید نمود آنزمان تا بآن اسم رسد ؎ خواجه پندارد که مرد واصل است

خواہد یافت انشاء اللہ تعالیٰ وجد او معلول است حال و وبال حرکت او طبعی است تحرک او مشوب بہوای
نفسانی و اعنی بالمبتدی من لا یکون من ارباب القلوب ارباب القلوب متوسطون بین المبتدین و المنتهین
ہو الفانی فی اللہ و الباقی و ہو الواصل الکامل ولا انتہاء درجات بعضہا فوق بعض وللوصول مراتب لا یمکن
قطعہا ابد الآبدین بالجملہ سماع متوسطان را نافع است و قسمی از منتہیان را نیز چنانکہ بالا گذشت لیکن باید دانست کہ
ارباب قلوب را نیز سماع مطلقاً محتاج الیہ نیست بلکہ جماعہ را است کہ بدولت جذب مشرف نشدہ اند بریاضات
و مجاہدات شاقہ میخواہند کہ قطع مسافت نمایند سماع و وجد درینصورت این جماعہ را ممد و معاون است و اگر
ارباب قلوب از مجذوبان باشند قطع مسالک سیر ایشان را بمدد جذبہ است محتاج بسماع نیستند و نیز باید دانست
کہ سماع ارباب قلوب غیر مجذوب را مطلقاً نافع نیست بلکہ انتفاع از ان مشروط بشرائط است و بدونہا
خرط القتاد و از جملہ شرائط عدم اعتقاد است بکمال خویش و اگر بتمامی خود معتقد است محبوس است آرے
سماع او را نیز نحوی از عروج میبخشد اما بعد از تسکین از انمقام فرود می آید و شرائط در کتب کابر مستقیم الاحوال
کعوارف المعارف و نحوہا مبین شدہ کہ اکثر آنہا در ابنای این وقت مفقود است بلکہ این قسم سماع و رقص
کہ درینوقت شائع شدہ است و این نوع اجتماع کہ درین اوان متعارف گشتہ شک نیست کہ مضر
محض است و منافی صرف عروج در انجا معنی ندارند و صعود درانصورت متصور نیست امداد و اعانت
از سماع درین محل مفقود است مضرت و منافات موجود تنبیہ سماع و رقص ہرچند نسبت بعضی منتہیان
نیز درکار است لیکن ایشان چون ہنوز مراتب عروج در پیش دارند از اوساط اند و تا مراتب عروج
ممکن الحصول بتمام طی نکنند حقیقت انتہا از ینہا مفقود است نہایت گفتن باعتبار نہایت سیر الی اللہ
است و نہایت این سیر تا اسمی است کہ سالک مظہر آنست بعد از ان سیر در ان اسم و ما یتعلق بہ است چون
از اسم و ما یتعلق بہ بما ینکشف علی اربابہ گذشتہ بمسمای حقیقی برسد و در انجا فنائی و بقائی پیدا کند منتہی
حقیقی است و فی الحقیقت نہایت الی اللہ درینصورت است نہایت اول را کہ نہایت تا اسم است نیز
نہایت سیر الی اللہ اعتبار کردہ اند و باعتبار فنائی و بقائی کہ در آنمرتبہ حاصل میشود اطلاق اسم
ولایت نمودہ اند و آنکہ گفتہ اند کہ سیر فی اللہ را نہایت نیست این سیر در وقت بقاست و بعد از
طی منازل عروج بمعنی بی نہایتی آن سیر آنست اگر سیر در ان اسم واقع شود بتفصیل بشیونات مندرج در ان
متحقق گردد و ہرگز بنہایت آن نرسد چہ ہر اسم مشتمل بر شیونات مندرج و بی نہایت است اما در وقت عروج

بسم اللہ الرحمن الرحیم بدان ارشدک اللہ تعالی والہمک سواء الصراط کہ از جملہ ضروریات طریق سالک اعتقاد صحیح است کہ علماء اہلسنت آنرا از کتاب و سنت و آثار سلف استنباط فرمودہ اند و کتاب و سنت را محمول داشتن بر معانی کہ جمہور علماء اہل حق یعنی علماء اہلسنت و جماعۃ آن معنی را از ان کتاب و سنت فہمیدہ اند نیز ضرورست و اگر بالفرض خلاف آن معانی مفہومہ بکشف و الہام امرے ظاہر شود آنرا اعتبار نباید کرد و از ان استعاذہ باید نمود مثلاً آیات و احادیث کہ از ظواہر آنہا توحید وجود مفہوم میشود و ہمچنین احاطہ و سریان و قرب و معیت ذاتیہ معلوم میگردد و چون علماء اہل حق از ان آیات و احادیث این معانی نفہمیدہ اند اگر در اثناے راہ بر سالک این معانی منکشف شود و موجود جز یکے نیابد یا او را بالذات محیط داند و قریب ذاتاً یابد ہر چند او درین وقت بواسطہ غلبہ حال و سکر وقت معذور است اما باید کہ ہمیشہ بحق سبحانہ و تعالی ملتجی و متضرع باشد کہ او را ازین ورطہ بر آوردہ امورے کہ مطابق آراء صائبہ علماء اہل حق ست بروے منکشف گرداند و سر موی از خلاف معتقدات حقہ ایشان ظاہر نسازد و بالجملہ معانی مفہوم علماء اہل حق را مصداق کشف خود باید ساخت و محک الہام خود را جز آن نباید داشت چہ معانی کہ خلاف معانی مفہومۂ ایشانست از حیز اعتبار ساقط است زیرا کہ ہر مبتدع و ضال مقتدے معتقدات خود را کتاب و سنت میدانند و باندازۂ افہام رکیکۂ خود ازان معانی غیر مطابقہ می فہمد یضل بہ کثیراً و یہدی بہ کثیراً و آنکہ گفتم کہ معانی مفہومۂ علماء اہل حق معتبر است و خلاف آن معتبر نیست بنا بر آنست کہ آن معانی را از تتبع آثار صحابہ و سلف صالحین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اخذ کردہ اند و از انوار نجوم ہدایت شان اقتباس فرمودہ اند لہذا نجات ابدی مخصوص بایشان گشت و فلاح سرمدی نصیب شان آمد اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون و اگر بعضے از علماء با وجود حقیت اعتقاد در فرعیات بداہت نمایند و مرتکب تقصیرات باشند در عملیات انکار از مطلق علماء نمودن و ہمہ را مطعون ساختن بی انصافی محض است و مکابرہ صرف بلکہ انکار است از اکثر ضروریات دین چہ ناقلان آن ضروریات ایشانند و ناقدان جید آنرا از ردیہ آن ایشانند لولا نور ہدایتہم لما اہتدینا لولا تمییزہم الصواب عن الخطاء لغوینا و ہم الذین بذلوا جہدہم فی اعلاء کلمۃ الدین القویم و اسلکوا طریق کثیر من الناس علی الصراط المستقیم فمن تابعہم نجی و افلح و من خالفہم ضل و اضل باید دانست کہ معتقدات صوفیہ بالآخرۃ یعنی بعد از تمامی منازل سلوک و وصول باقصی درجات الولایت ہمین معتقدات علماء اہل حق است

حاصلِ خواجہ بجز بیند ازحسیت ۞ فهو سبحانه وراء الوراء این عالم خلق عالم امر است و وراء عالم امر مراتب اسما و شیونات ظلاً و اصالةً و اجمالاً و تفصیلاً و ورا و وراء این مراتب ظلی و اصلی و کونی و آلهی و اجمالی و تفصیلی مطلوب حقیقی رامی باید جست تا کرا باین جست وجو بنوازند و کدام صاحب دولت را باین سعادت مشرف سازند ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ہمت بلند باید داشت و بہر چہ در راہ بدست افتد قناعت نباید کرد و ورا و وراء اورا می باید جست سے کیف الوصول الی سعاد ودو نہا ۞ قلل الجبال و دونهن حتوف ۞ تنبیہ آخر دوام وصل و استمرار وقت کسی را مسلم است کہ بعد از تحقیق فنا مطلق باللہ مشرف شدہ باشد و علم حصولی او بعلم حضورے تبدیل یافتہ این مبحث را بہ بیان واضح ولائح گردانیم بدانکہ ہر علمیکہ عالم را از ماوراء ذات خود حاصل میگردد طریق حصول آن حصول صورت معلوم است در ذہن عالم و ہر علمیکہ محتاج بحصول صورت نباشد و آن علم ذات خود است علم حضوری است چہ ذات بنفسہ حاضر در عالم است در علم حصولی تا صورت معلوم حاصل است در ذہن متوجہ معلوم است و چون صورت از ذہن زائل گشت آن توجہ ذہن نیز زائل گشت پس دوام توجہ در علم حصولی محال عادی است بخلاف در علم حضوری کہ غفلت از معلوم در انجا غیر متصور است چہ منشاء تحقق آن علم حضور ذات عالم است و چون این حضور دائمی است علم نیز بذات دائمی باشد پس زوال توجہ از ذات خود ممکن نباشد و در بقاء باللہ علمی است حضورے کہ زوال آن متصور نیست گمان نکنی کہ بقاء باللہ عبارتست از آنکہ خود را عین حق یابی چنانکہ بعضے ازین طائفہ حق الیقین را باین عبارت تعبیر نمودہ اند نہ چنین است بقاء باللہ کہ بعد از فناء مطلق میسر شود باین قسم علوم مناسبت ندار د واین حق الیقین کہ بعضی گفتہ اند مناسب بقاء است کہ در جذبہ دست مید ہد بقائی کہ مقصود ما دیگر است ع ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی ۞ پس استمرار توجہ و دوام حضور در صورت بقاء باللہ ثابت شد پیش از تحقق ببقاء باللہ دوام ممکن نیست اگرچہ بسیاری را پیش از رسیدن باین مقام این معنی متوہم میشود علی الخصوص در طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم والحق ما حققت والصواب ما الہمت واللہ تعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب الحمد للہ رب العالمین اولاً و آخراً والصلوۃ والسلام علی رسولہ دائماً و سرمداً مکتوب دوصد و ہشتاد و ششم بمولانا امان اللہ فقیہ صدور یافت در بیان اعتقاد صحیح ماخوذ از کتاب و سنت بر وفق آراء صائبہ اہل سنت و جماعۃ و رد جماعتیکہ از کتاب و سنت خلاف معتقدات اہل سنت و جماعۃ فہمیدہ اند و یا بکشف خلاف اہل حق معلوم ساختہ اند

الا تجلی صوری و این قول مستلزم انکار رویت حق است سبحانه رویتی که تجلی صوری تجویز نموده اند فی الحقیقة
رویت حق نیست سبحانه قریب ست از شبح و مثالی ؎ یراه المؤمنون بغیر کیف ؛ و ادراک و ضرب من مثال ؛

و کقولهم بقدم ارواح الکمل و ازلیتها و هذا القول ایضاً مخالف لاهل الاسلام فان عندهم العالم بجمیع اجزائه

محدث و الارواح من جملة العالم لان العالم اسم لجمیع ما سوی الله تعالی فافهم پس سالک را باید که پیش از
وصول بحقیقت کار باوجود مخالفت کشف و الهام خود تقلید علماء اهل حق را لازم داند و علماء را محق و خود را مخطی
انگارد چه مستند علماء تقلید انبیاء است علیهم الصلوات و التسلیمات که بوحی قطعی موید اند و از خطا و غلط معصوم و کشف
و الهام او بر تقدیر مخالفت باحکام ثابته بوحی خطا و غلط است پس کشف خود را بر قول علماء مقدم داشتن فی الحقیقت
مقدم داشتن است بر احکام قطعیه منزله و هو عین الضلالة و محض الخسارة و ایضاً همچنانکه اعتقاد بموجب کتاب و سنت
ضروریست عمل بمقتضای آنها بر نهجیکه ائمه مجتهدین از کتاب و سنت استنباط فرموده اند استخراج احکام از انها نموده از
حلال و حرام و فرض و واجب و سنت و مستحب و مکروه و مشتبه و علم باین احکام نیز ضروری ست مقلد را نمیرسد که خلاف رای
مجتهد از کتاب و سنت احکام اخذ کند و بران عامل باشد و در عمل قول مختار را از مذهب مجتهدی که خود را تابع
او ساخته اختیار کند و از رخصت اجتناب نموده بعزیمت عمل نماید و مهما امکن در جمع کردن اقوال مجتهدین سعی
نماید تا بر قول متفق علیه عمل واقع شود مثلاً امام شافعی در وضو نیت را فرض می گوید بی نیت وضو نکند و
همچنین ترتیب در غسل اعضا و ولا را نیز لازم میداند رعایت ترتیب و ولا باید کرد امام مالک دلک را در غسل
اعضا فرض میگوید البته دلک بکند همچنین لمس نساء و مس ذکر را ناقض وضو گفته اند بر تقدیر وقوع لمس نساء و مس ذکر
تجدید وضو بکند علی هذا القیاس بعد از حصول این دو جناح اعتقادی و عملی متوجه عروج مدارج قرب ایزدی گردد
جلشانه که طالب قطع منازل ظلمانی و مسالک نورانی باشد لیکن بداند که این قطع منازل و عروج مدارج وابسته
بتوجه و تصرف حضرت شیخ کامل مکمل راه دان راه بین راه نماست که نظر او شافی امراض قلبیه است و توجه او
دافع اخلاق رویه نامرضیه پس بدل طلب شیخ نماید اگر به محض فضل خداوندی جل شانه شیخ را باو دانانند معرفت
شیخ را نعمت عظمی تصور کرده خود را ملازم او سازد و تمام منقاد تصرفات او گردد شیخ الاسلام هروی میفرماید
الهی چیست اینکه دوستان خود را کردی که هر که ایشان را شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشان را
نشناخت اختیار خود را بالکلیه در اختیار شیخ گم کند و خود را از جمیع مرادات تهی ساخته کمر همت را در
خدمت او بندد و هر چه شیخ او را امر فرماید سرمایه سعادت خود را دران دانسته در امتثال آن بجان

علما را بنقل و باستدلال ست و صوفیه را بکشف و الهام اگرچه بعضی صوفیه را در اثنای راه بواسطهٔ سکر وقت و غلبهٔ
حال امور مخالفهٔ آن معتقدات ظاهر میشوند لیکن اگر او را ازان مقام گذرانیده بنهایت کار رسانند آن مخالفات ابناز
نشور میگردند و الا بر همان مخالفت مینمایند آیا امید ست که او را بآن مخالفت اخذ میکنند حکم او حکم مجتهد مخطی است
مجتهد در استنباط خطا نمود و او در کشف از جمله مخالفات بعضی ازین طائفه حکم بوحدت وجود ست و احاطه و قرب و معیت
ذاتی چنانکه بالا گذشت و همچنین ست انکار ایشان از وجود صفات سبعه یا ثمانیه در خارج بوجود زائد بر ذات عز سلطانه
زیرا که علمای اهلسنت صفات را موجود میدانند و در خارج بوجود زاید بر وجود ذات تعالی انکار ایشان ازین راه پیدا
شده است که در ینوقت مشهود ایشان ذاتست تعالی و تقدس در مرآت این صفات و معلوم است که مرآت از نظر رائی
مختفی میباشد پس بواسطهٔ آن اختفا حکم بعدم وجود آنها در خارج کرده اند و گمان برده اند که اگر موجود میبودند مشهود
میگشتند فحیث لاشهود لاوجود و بر علما بواسطهٔ حکم ایشان بوجود صفات طعنها کرده اند بلکه بکفر و ثنویه حکم نموده
اعاذنا الله سبحانه عن الجراءة فی الطعن و اگر ایشانرا ازین مقام ترقی واقع میشد و شهود ایشان ازین پرده
می برآمد و حکم مرآتیة زائل میگشت صفات را جدا میدیدند و حکم بانکار نمیکردند و کار ایشان بطعن اکابر علما نمیکشید
و از جملهٔ مخالفات آن بعض حکم بعضی امور ست که مستلزم ایجاب واجب اند تعالی و تقدس اگرچه ایشان لفظ
ایجاب اطلاق نمیکنند و اثبات ارادت مینمایند اما فی الحقیقت نافی اراده اند و درین حکم جمیع اهل ملل را
مخالف اند یکی ازانجمله امور حکم ایشانست بآنکه حق سبحانه قادرست بقدرت بمعنی ان شاء فعل و ان لم یشاء
لم یفعل اما شرطیه اولی را واجب الصدق میدانند و ثانیه را ممتنع صدق و این قول بایجاب ست بلکه انکار
قدرت ست نیز بمعنی که مقرر اهل ملل ست چه نزد ایشان قدرت بمعنی صحت فعل و ترک ست و لازم از
قول ایشان وجوب فعل و امتناع ترک ست فاین هذا من ذلک مذهب ایشان درین مسئله بعینه مذهب
حکماست و اثبات اراده نمودن باوجود وجوب صدق اولی و امتناع صدق ثانیه و خود را باین اثبات
از حکما جدا ساختن نافع نیست چه ارادت تخصیص احد المتساویین ست فحیث لا تساوی لا ارادة و
ههنا التساوی معدوم للوجوب و الامتناع فافهم و ازجملهٔ آن امور بیان ایشانست در تحقیق مسئلهٔ قضا و
قدر بنهجیکه ظاهرش ایجاب است و ازجملهٔ عبارات ایشان دران مبحث اینست که الحاکم محکوم و المحکوم حاکم
قطع نظر از ایجاب حق سبحانه را محکوم احدی ساختن و حاکمی بروی گماشتن بسیار مستقبح است انهم لیقولون
منکرا من القول و زورا و امثال اینها از مخالفات بسیارست کقولهم بعدم امکان رویة الحق سبحانه

فراغت خود است نمیخواهد که خود را بچیزے مقید گرداند وآن فراغت وعدم تقیید نیز داخل محرم است یا فضول پس در امتثال اوامر مخالفت با نفس اماره اجتناب ازین محرم یا فضول آمده از راه آدای اوامر فقط که ملائکه نیز دارند فالقیاس صحیح پس هر طریقے که مخالفت نفس دران بیشتر ست اقرب طرق است و شک نیست که رعایت مخالفت نفس از سائر طرق در طریقه علیه نقشبندیه بیشتر است چه این بزرگواران عمل بعزیمت اختیار کرده اند و از رخصت اجتناب نموده و معلوم است که در عزیمت هر دو جز را اجتناب محرم و فضول مرعی است بخلاف در رخصت که اجتناب از محرم است و بس اگر گفته شود که تواند بود که سائر طرق نیز عزیمت اختیار کرده باشند گوئیم که در اکثر طرق سماع و رقص است بعد از تحمل بسیار کار رخصت میسر شد عزیمت را دران چه مجال و همچنین ذکر جهر که پیش از رخصت دران متصور نیست و ایضاً مشائخ سلاسل دیگر در طرق خود بواسطهٔ بعضے نیات حقانیه امور محدثه پیدا کرده اند که نهایت تصحیح دران حکم برخصت است بخلاف اکابر این سلسله علیه که سر موی مخالفت سنت تجویز نکرده اند و ابداع و احداث روا نداشته پس مخالفت نفس درین طریق اتم باشد پس اقرب طرق باشد پس طالب را اختیار این طریق اولی و انسب باشد چه راه بغایت اقرب است و مطلب در کمال رفعت و جماعهٔ از متاخرین خلفاے ایشان ترک اوضاع این بزرگواران گرفته بعضے امور درین طریق احداث نموده اند و سماع و رقص و جهر اختیار کرده منشار آن عدم وصول است بحقیقت نیات اکابر این خانوادهٔ بزرگ خیال کرده اند که برین محدثات و مبدعات تکمیل و تتمیم این طریقه مینمایند ندانسته اند که در تخریب و اضاعت آن میکوشند والله یحق الحق وهو یهدی السبیل

مکتوب دو صد و هشتاد و هفتم

بحقائق آگاه برادر حقیقی حضرت ایشان میان غلام محمد صدور یافته در بیان جذبه و سلوک و معارفے که مناسب این دو مقام اند

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق وختمهم بافضلهم و اكملهم محمد الذي جاء بالصدق صلوات الله سبحانه و برکاته علیه و علیهم و علی من تابعهم اجمعین الی یوم الدین آمین چون دیده شد که طالبان بواسطهٔ دنائت همت و پستی فطرت و عدم دریافت صحبت شیخ کامل مکمل مسلک طویل را و مطلب رفیع را براه قصیر و مقصد وضیع فرود آورده اند و هر چه ایشان را در راه میسر شده از حقیر و نقیر اکتفا نموده اند

سعی نماید شیخ مقتدے اگر مناسب استعداد او ذکر خواہد دید بآن امر خواہند نمود و اگر توجہ و مراقبہ مناسبت
بآن اشارت خواہد کرد و اگر در مجرد صحبت کفایت معلوم خواہد کرد بآن امر خواہد نمود بالجملہ باوجود دریافت صحبت
شیخ احتیاج ذکر بہیچ شرطے از شرائط راہ نیست ہرچہ مناسب حال طالب خواہد دید خواہد فرمود و اگر در بعضی از
شرائط راہ تقصیرے واقع خواہد شد صحبت شیخ آنرا تلافی خواہد کرد و توجہ او جبر نقصان آن خواہد نمود و اگر بشرف
صحبت چنین شیخ مقتدا مشرف نشد اگر از مراد انست جذبش خواہند کرد بمحض عنایت بغایت کار او را کفایت
خواہند نمود بہیچ شرطی و او بیکہ در کار شود اعلام خواہند فرمود و در قطع منازل سلوک روحانیات بعضی اکابر را
وسائل راہ او خواہند ساخت چہ بطریق جریے عادۃ اللہ سبحانہ در قطع راہ سلوک توسط روحانیات مشائخ
در کار ست و اگر از مریدانست کار او بے توسط شیخ مقتدا در خطر ست تا زمان وصول شیخ میباید کہ ہمیشہ بحق
سبحانہ ملتجی و متضرع باشد کہ او را بشیخ مقتدا رساند و نیز میباید کہ رعایت شرائط راہ لازم داند شرائط در کتب
مشائخ بتفصیل بیان یافتہ است از انجا ملاحظہ نمودہ مرعی دارند کہ عبارت معظم شرائط راہ مخالفت با نفس
است و آن موقوف بر رعایت مقام ورع و تقوےٰ است کہ عبارت از انتہا راز محارم ست و انتہا راز
محارم صورت نہ بندد تا از فضول مباحات اجتناب نکند چہ ارخاے عنان در ارتکاب مباحات باشیار
مشتبہات میرساند و مشتبہ بمحرم نزدیک است و احتمال وقوع دران قوی ترومن حام حول الحمی یوشک ان
یقع فیہ پس اجتناب از محرمات موقوف شد بر اجتناب از فضول مباحات پس در ورع اجتناب از فضول
مباحات نیز مرعی شد و ترقے و عروج وابستہ بورع است بیانش آنست کہ اعمال را دو جزو ست امتثال
و امر و انتہا راز مناہی در امتثال اوامر قدسیان نیز شریک اند اگر در امتثال ترقے واقع میشد قدسیانرا نیز
واقع میشد و انتہا راز مناہی در قدسیان نیست چہ ایشان بالذات معصوم اند مجال مخالفت ندارند تا
از ان نہی کردہ شود پس لازم آمد کہ ترقے وابستہ بہمین جزو است و این اجتناب سراسر مخالفت
نفس است چہ شریعت براے رفع ہوای نفسانی و دفع رسوم ظلمانی وارد شدہ است زیرا کہ مقتضاے
طبیعت نفس یا ارتکاب محرم ست یا فضولی کہ بانجام بمحرم رساند پس اجتناب از محرم و فضول عین مخالفت
نفس ست اگر سوال کنند کہ در امتثال اوامر نیز مخالفت نفس ست زیرا کہ نفس نمیخواہد کہ بعبادات اشتغال
نماید پس امتثال نیز مستلزم ترقے باشد و چون در ملائکہ در امتثال مخالفت مفقود است سبب ترقی نشد
فالقیاس مع الفارق جوابش آنست کہ عدم رضاء نفس در اداے عبادات بواسطہ آنست کہ او خواہان

این طریق را که بدولت سلوک مشرف نشده اند انقسم تخیل و این نوع توهم پر بسیار است و جمعی را هم از ایشان
که منقلب در مقام جذبه حاصل میشود از حالی بحالی میروند قطع منازل سلوک و طی مسالک سیر الی الله
می انکارند و بآن نقلیات خود را مجذوب سالک میدانند بخاطر فاتر قرار یافت که فقرهٔ چند نوشته شود
در بیان حقیقت جذبه و سلوک و فرق در میان این هر دو مقام با ذکر بعضی از خواص ممیزه هر یک از
دیگرے و فرق در میان جذب مبتدی و جذب منتهی و حقیقت مقام تکمیل و ارشاد و علوم دیگر که مناسب
آنمقام باشد لیحق الحق و یبطل الباطل و لو کره المجرمون فشرعت فیه بحسن توفیقه سبحانه و هو سبحانه یهدی السبیل و نعم المولی
و نعم الوکیل این مکتوب مشتمل ست بر دو مقصد و یک خاتمه مقصد اول در بیان معارفیکه بمقام جذبه متعلق اند
و مقصد ثانی در آنچه تعلق بسلوک دارد و در خاتمه بیان بعضی علوم و معارف متفرقه است که طالبان را دانستن آنها
کثیر المنفعت است مقصد اول بدانکه مجذوبان سلوک تمام ناکرده هر چند جذب قوی داشته باشند و از هر راهیکه
منجذب شوند داخل جرگه ارباب قلوب اند بے سلوک و تزکیه نفس از مقام قلب نمی توانند گذشت که بمقلب قلب
پیوست انجذاب ایشان قلبی است محبت شان عرضی ست نه ذاتی عرضی ست نه اصلی چه نفس با روح در مقام
ممتزج است و ظلمت با نور درین معامله مختلط بالکلیه از ضیق مقام قلب بر آمدن و بمقلب قلب پیوستن و انجذاب
روحی بمطلوب پیدا کردن بی تخلص روح از نفس از برائے توجه بمطلوب و جدا شدن نفس از روح و فرود آمدن
او در مقام بندگی متصور نیست مادام که این هر دو فی الحقیقت مجتمع اند اما حقیقت جامعه قلبیه بحکم و بر یاست
انجذاب خالص روحی متصور نیست و تخلص روح از نفس بعد از قطع منازل سلوک و طی مسالک سیر الی الله
و تحقق سیر فی الله بلکه بعد از حصول مقام الفرق بعد الجمع که بسیر عن الله بالله تعلق دارد صورت بندد ؎
هر گدائی مرد میدان کی شود ٭ پشهٔ آخر سلیمان کی شود ٭ فظهر الفرق بین جذب المنتهی و جذب المبتدی شهود این
مجذوبان ارباب قلوب در پردهٔ کثرت ست یعنی را معلوم کند یا نه و مشهود شان درین کثرت نیست الا عالم ارواح
که بلطافت و احاطه و سریان بموجد خود بصورت شبه است ان الله خلق آدم علی صورته و باین مناسبت
شهود روح با شهود حق میدانند تعالی و تقدس و احاطهٔ سریان و قرب و معیت هم برین قیاس ست زیرا که
نظر سالک عبور نمیکند مگر تا بمقام فوق نه بمقام فوق فوق و فوق مقام ایشان مقام روح ست پس نظر شان از
مقام روح بالا نرود و مشهود جز روح امر دیگر نباشد نظر بفوق روح موقوف است بر سیدن بمقام روح و محبت و
انجذاب هم در رنگ شهود ست شهود حق سبحانه بلکه محبت و انجذاب بجناب قدس او وابسته بحصول فنا است

و همانرا مقصد پنداشته و خود را بحصول آن کامل و منتهی انگاشته اند احوالیکه منتهیان راه و واصلان درگاه
از انجام کار و نهایت روزگار خود بیان فرموده اند این جماعت پست فطرتان باستیلاء قوت متخیلهٔ خود آن
احوال کامله را بر احوال ناقصهٔ خود تطبیق داده اند همان قصه است م بخواب اندر مگر موشی شتر شد ؛ از بحر عمیق بقطره
بلکه بصورت قطره از دریاے عمان برشحهٔ بلکه بصورت رشحه قناعت کرده اند چون را بیچون تصور کرده از بیچون
آرام گرفته و مانند را بیمانند تخیل نموده از بیمانند بمانند گرویده اند احوال جماعه که بتقلید ایمان به بیچون آورده اند و
بیمانند را گرویده از احوال این طالبان سلوک تمام ناکرده و تشنگان آرام بسراب گرفته بمراتب بهتر است از
محق تا مبطل و از مصیب تا مخطی فرق بسیار است وای بر طالبان بمطلب نارسیده که محدث را قدیم میدانند و چون
را بیچون می انگارند اگر بکشف غیر صحیح ایشانرا معذور ندارند و باین خطا و غلط مواخذه نمایند ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا
او اخطانا مثلاً شخصے طالب کعبه شد و از شوق متوجه وصول آن گشت اتفاقاً در اثناء راه خانهٔ شبیه بخانهٔ کعبه
او را پیش آمد اگرچه آن مشابهت در صورت است آن شخص خیال کرد که کعبه است و همانجا معتکف گشت و
شخصے دیگر خواص کعبه را از واصلان کعبه معلوم ساخته تصدیق به کعبه کرد این شخص هر چند گامی از طلب براه
کعبه نزده است اما غیر کعبه را کعبه ندانسته است و در تصدیق خود محق ست حال او از حال طالب مخطی مذکور
بهتر است آرے حال طالبی که هر چند بمطلب نرسیده است اما غیر مطلب را مطلب ندانسته است از حال مقلد
محق که قدمے در راه مطلب نزده است بهتر ست چه او با وجود حقیقت تصدیق بمطلوب قطع مسافت راه
مطلوب نیز فی الجمله کرده است پس مزیت او را متحقق باشد و طائفه هم از ایشان باین کمال خیالی و وصال
وهمی خود را بمسند شیخی و اقتدا خلق کشیده اند و بعلت منقصت خویش استعداد بسیارے از مستعدان
کمالات را ضائع ساخته اند و بشومی برودت صحبت خود حرارت طلب طالبان را زائل گردانیده اند ضلوا
فاضلوا ضاعوا فاضاعوا این تخیل کمالات و این توهم وصال در مجذوبان سلوک ناکرده از سالکان
مجذوب نارسیده بیشتر است زیرا که مبتدے و منتهی در صورت جذب مشارکند و بظاهر در عشق و محبت
متساوے اگرچه فی الحقیقت بایکدیگر مناسبت ندارند و احوال یکدیگر جدا است ع چه نسبت خاک را
با عالم پاک ؛ در ابتدا هر چه هست معلول ست و بر غرض محمول و در انتها چون بحق ست برای حق است
تفصیل این سخن عنقریب مذکور خواهد شد ان شاء الله تعالی این مشابهت صوری و این مناسبت ظاهری
باعث آن تخیل میشود و چون در طریقهٔ علیهٔ نقشبندیه جذب سلوک مقدم ست مجذوبان

است که دیگرانرا نیست واگر هست نادر است ولهذا البعضی ایشانرا درینمقام بے آنکه قطع منازل سلوک
نمایند فناء وبقاء شبیه بفناء وبقاے ارباب سلوک حاصل میشود وشربے از مقام تکمیل که شبیه بمقام سیر
عن الله بالله هست نیز بدست می آید که بآن تربیت مستعدان مینمایند تحقیق این مبحث عنقریب تحریر
خواهد یافت انشاء الله تعالی اینجا دقیقه است باید دانست که روح را پیش از تعلق به بدن نحوی از توجه
بمقصود حاصل بود چون به بدن متعلق گشت آن توجه زائل شد اکابر این سلسلهٔ علیه طریقه از براے
ظهور آن توجه سابق وضع نموده اند لیکن چون روح متعلق به بدن است توجه قلبی حاصل میشود که جامع
توجه نفس وروح است وشکی نیست که توجه روحی در توجه قلبی مندرج است اما توجه روحی که منتهیان
راست بعد از فناے روح است وبقاے او بوجود حقانی که معبر به بقا بالله است وتوجه روحی که در ضمن
توجه قلبی است بلکه توجه روح که پیش از تعلق به بدن بود نیز توجهی است که با وجود هستی روح است که
فنا باو راه نیافته است وفرق درمیان توجه روح باوجود هستی روح وتوجه روح بافنای روح بسیار است
پس نهایت گفتن آن توجه روحی مندرج را باعتبار آنست که توجه روح است که در نهایت همین توجه
میماند وبس پس مراد از اندراج نهایت در بدایت اندراج صورت نهایت است در بدایت نه
حقیقت نهایت که اندراج او در بدایت محال است تواند بود که عدم اتیان لفظ صورت برای ترغیب
طلاب این طریق بوده باشد والحقیقة ما حققت بعون الله تعالی وسابقان که انجذاب ایشان بی تعمل و
کسب است بلکه بتوجه وحضور آمده اند آن انجذاب نیز قلبی است واثرے است از توجه سابق روح
که بالکل بواسطهٔ تعلق به بدن زائل نشده است کسب وتعمل از براے ظهور توجه سابق جماعه راست که
بواسطهٔ این تعلق توجه سابق را فراموش کرده اند کسب گویا از برای تنبیه بر توجه سابق است وتذکیر است
مرآن دولت گم شده را لیکن ناسیان توجه سابق از سابقان مذکورین لطیف الاستعداد اند وجه نسیان
توجه سابق بالکلیه از توجه کلی بمتوجه الیه بالفعل وگم شدن دران خبر میدهد وعدم نسیان توجه چنین نیست
غایت مافی الباب در سابقان آن توجه وشمول وسریان در کلیه ایشان پیدا میکند وبدن ایشان
نیز حکم روح شان میگیرد کما هو شان المحبوبین المرادین اما فرق درمیان شمول محبوبان وشمول
سابقان در رنگ فرق میان حقیقت شئ وصورت شئ است کما هو الظاهر علی ارباب آری محبان
واصل ومریدان کامل را این قسم شمول نیز متحقق است لیکن کالبرق است دائمی نیست شمول دائمی خاصهٔ

که نهایت سیر الی الله معبر است ؎ هیچکس را هم نکرده او فنا * نیست ره در بارگاه کبریا * اطلاق شهود
درین مقام از تنگی میدان عبارتست والا کارخانهٔ این بزرگواران با ورا ورا شهود متعارفست همچنانکه مقصود
ایشان بیچون و بیچگونه است اتصال ایشان با وسبحانه نیز بیچون و بیچگونه است چون را به بیچون راه نیست
لا یحمل عطایا الملک الا مطایاه ؎ اتصال بے تکیف بیقیاس * هست رب الناس را باجان ناس *
احاطه و سریان و قرب و معیت حق سبحانه نزد محققین ارباب سلوک که بنهایت کار رسیده اند علمی ست موافق
علماء اهل حق شکر الله تعالی سعیهم حکم کردن بقرب ذاتی و امثال آن نزد ایشان از بیحاصلی و دوربینیست
نزدیکان حکم بقرب نمیکنند بزرگی میفرماید هرکه گوید نزدیکم دورست و هرکه دورست نزدیک ست تصوف
بنسبت علمیکه متعلق بتوحید وجود است منشاء آن محبت و انجذاب قلبی ست ارباب قلوب که جذبه پیدا
نکرده اند و براه سلوک قطع منازل مینمایند این علم با ایشان مناسبت ندارد و همچنین مجذوبانی که بسلوک از
قلب بکلیت متوجه بمقلب قلب اند ازین علوم تبری مینمایند و مستغفر میباشند بعضی از مجذوبان باشند که هرچند
براه سلوک در آیند و طی منازل نمایند اما نظر شان از مقام مالوف قطع نشود و ازو بذوق پیدا نکند امثال
این علوم دامن ایشان نمیگذارد و ازین ورطه نمیتوانند برآمد لهذا در عروج بمدارج قرب و صعود بمعارج
قدس کند و لنگ اند ربنا اخرجنا من هذه القریة الظالم اهلها واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا
من لدنک نصیرا علامت وصول بنهایت مطلب تبری ازین علوم است چه هرچند به تنزیه بیشتر مناسبت
پیدا شود عالم را با صانع بے مناسبت تر بیابد این زمان عالم را عین صانع داشتن و یا صانع را محیط
عالم پنداشتن بالذات معنی ندارد و ما للتراب و رب الارباب معرفت حضرت خواجه نقشبند
قدس الله تعالی سره الاقدس فرموده اند که ما نهایت را در بدایت درج میکنیم معنی این عبارت آنست که
انجذاب و محبتی که منتهیان را در نهایت میسر میشود در ضمن طریق انجذاب و محبت که در ابتدا پیدا میشود مندرج
ست زیرا که انجذاب منتهی روحی ست و مبتدی جذب قلبی و چون قلب برزخ است میان روح و نفس
در ضمن جذب قلبی جذب روحی نیز حاصل ست و تخصیص کردن این اندراج را بآن طریق هرچند این معنی
در جمیع جذبات حاصل است بنا بر آنست که اکابر این خانواده طریقے از برائے حصول این معنی
وضع نموده اند و مسلکے از برائے وصول این مطلب تعین کرده اند و دیگران را این معنی بر سبیل اتفاق
میسر مے شود و ضابطه بدست ندارد و ایضاً این بزرگواران را در مقام جذبه شان خاص

مخصوص بمنتهی است پس لاجرم در کیفیت افادهٔ منتهی راجح باشد و ایضاً منتهی را فی الحقیقت ہمت و توجه
نیست و مجذوب صاحب ہمت و توجه است ہمت و توجه کار طالب را پیش میبرد ہر چند بحد کمال
نرساند و ایضاً نہایت توجہیکه طالبانرا از مجذوبان حاصل میشود ہمان توجه سابق روح است که فراموش
کرده بودند و در صحبت شان بیاد ایشان آمده بطریق اندراج در توجه قلبی حاصل گشته بخلاف توجہیکه
در صحبت منتہیان پیدا میشود توجه حادث است که بیشتر اصلا موجود نبود و موقوف بود بر فنای روح بلکه
بر بقاے او بوجود حقانی پس لابد توجه اول اسہل الحصول باشد و توجه ثانی متعسر الوجود و ہرچه اسہل است
بیشتر است و ہرچه متعسر است کمتر از ینجا است که گفته اند که تحصیل جہت جذبه شیخ مقتدا واسطه نیست
چه آن نسبت اورا اول حاصل شده بود که بواسطه نسیان به تنبیه و تعلیم محتاج گشته این شیخ را شیخ تعلیم میگویند
و شیخ تربیت و در جہت سلوک از برای قطع منازل سلوک شیخ مقتدا در کار است و تربیت آن ضروری
شیخ مقتدا را نشاید که بتقسیم مجذوب متمکن را بافادهٔ عام رخصت بدہد و در مقام تکمیل و شیخی نشاند چه بعضی
از طالبان باشند که استعداد ایشان بلند افتاده باشد و قابلیت کمال و تکمیل بروجه اتم داشته باشند در صحبت
این مجذوب اگر افتند محتمل که آن استعداد ضائع شود و آن قابلیت برطرف گردد مثلا زمینی که قابلیت تمام از
برای زراعت گندم داشته باشد اگر تخم جید گندم دران زمین اندازند بار باندازهٔ استعداد نیکوی آرد و
اگر دران زمین تخم ردی گندم یا تخم نخود اندازند چه جای بار که مسلوب القابلیت گردد و اگر بالفرض شیخ مقتدا
مصلحت در رخصت او بیند و معنی افاده در وے یابد باید که افاده او را مقید سازد به بعضی قیود مثل ظہور مناسبت
طالب بطریق افادهٔ او و عدم اضاعت استعداد این در صحبت او و عدم طغیان نفس او در ین ریاست
و اقتدار بہواے نفسانی از وی زائل نشده است بواسطه عدم تزکیهٔ نفس چون معلوم کند که طالب از وے
بنہایت افاده او رسیده است و در استعداد طالب ہنوز قابلیت ترقی است باید که بوی آنمعنی را ظاہر سازد
و او را رخصت بدہد تا کار خود را از شیخ دیگر باتمام رساند و خود را منتہی نداناند و باین حیله راه زنی مردم نکند
و امثال این شرائط که مناسب وقت و حال او داند مذکور سازد و بآن وصیت تمام نموده رخصت بدہد اما منتہی
مرجوع در افاده و تکمیل محتاج باین قیود نیست چه او را بواسطه جامعیت بجمیع طرق و استعدادات مناسبت است
ہر کس از وی بقدر استعداد و مناسبت بہره تواند یافت ہر چند تفاوت در سرعت و بطوء بواسطه قوت
مناسبت و ضعف آن در صحبت شیوخ و مقتدایان نیز متصور است اما در اصل افاده متساوی الاقدام اند شیخ

محبوبان است معرفت مجذوبان ارباب قلوب چون در مقام قلب تمکن و رسوخ پیدا کنند و معرفتے و صحوے کہ مناسب آنمقام است ایشانرا میسر شود میتوانند کہ طالبانرا فائدہ رسانند و در صحبت ایشان انجذاب و محبت قلبی جماعہ طلاب را حاصل شود ہرچند ایشان بکمال نرسند چہ ایشان خود بحد کمال نرسیدہ اند دیگریرا واسطہ حصول کمال نمیتوانند شد مشہور است کہ از ناقص کامل نیاید افادہ ایشان ہر قدر کہ باشد پیش از افادۂ ارباب سلوک است ہرچند بنہایت سلوک رسند و جذب منتہیان پیدا کنند امّا بمقام قلب ایشانرا بطریق سیر عن اللہ باللہ فرود نیاوردہ باشند چہ منتہی غیر مرجوع بعالم مرتبہ تکمیل و افادہ ندارد چہ اورا بعالم مناسبتے و توجہے نماندہ تا افادہ تواند نمود شیخ مقتدا را کہ برزخ میگویند باعتبار آنست کہ او در مقام برزخیت کہ مقام قلب است فرود آمدہ است و از ہر دو جہت روح و نفس حظی وافر گرفتہ است از جہت روح از فوق استفادہ میکند و از جہت نفس بادون خود افادہ مینماید زیراکہ اورا توجہ حق سبحانہ با توجہ خلق جمع شدہ است کہ ہیچ کدام حجاب دیگرے نیست پس افادہ و استفادہ معا اورا حاصل است بعضی از مشائخ ازین برزخیت برزخیت بین الخلق والحق میخوانند و شیخ برزخ را جامع بین التشبیہ والتنزیہ میگویند پوشیدہ نماند کہ این قسم برزخیت کہ بنا ر آن بر سکر است لائق مقام شیخی کہ مبناے آن بر صحو است نیست زیراکہ نفس شان درین مقام در غلبات انوار روح مندرج است و ہمان اندراج منشاء سکر شدہ است و در مقام برزخیت قلب نفس و روح از یکدیگر جدا است پس ناچار سکر را دران گنجائش نباشد بلکہ آنجا ہمہ صحو است کہ مناسب مقام دعوت است ہذا و شیخ کامل را چون در مقام قلب فرود می آرند بواسطۂ برزخیت مناسبت بعالم پیدا میکند و واسطہ حصول کمالات مستعدان کمالات میشود و مجذوب متمکن نیز چون در مقام قلب است بعالم مناسبت دارد و توجہ را از ایشان دریغ نمیدارد و از انجذاب و محبت اگرچہ قلبی باشد نیز نصیبے بدست آوردہ است لاجرم راہ افادہ بروے کشادہ است بلکہ گوئیم کہ کمیت افادہ مجذوب متمکن بیش از کمیت افادہ منتہی مرجوع است و کیفیت افادۂ منتہی زیادہ از کیفیت افادہ مجذوب است زیراکہ منتہی مرجوع را ہرچند بعالم مناسبت پیدا شدہ است اما در صورت است فی الحقیقت جدا است منصبغ برنگ اصل است و باقیست باو و این مجذوب را بالعالم مناسبت فی الحقیقت است و از جملہ افراد عالم است و باقی است ببقائی کہ عالم بآن بقا باقی است پس ناچار طالبان بواسطہ مناسبت حقیقے از مجذوب بیشتر فائدہ گیرند و از منتہی مرجوع کمتر لیکن افادہ مراتب کمالات ولایت

وبرکاته علی نبینا وعلیهم وعلی جمیع اتباعهم وصول این فیض بلکه فیض اول هم ایشانرا بتوسط صفاتست
پس گوئیم اسمی که رب آنسرور است علیه الصلوة والسلام وواسطه وصول فیض دوم است ظل شان العلم
است واین شان جامع جمیع شیون اجمالی است وآن ظل معبر بقابلیت ذاتست تعالی وتقدس مر شان
علم را بلکه جمیع شیون اجمالی وتفصیلی را لیکن باعتبار شمول علم مر اینها را باید دانست که این قابلیت
اگرچه برزخ است میان ذات عزشانه ومیان شان العلم اما چون تمحیت او بیرنگ است وآن جهت ذات
است تعالی شانه در برزخ نیز رنگ آن پیدا نمیشود پس آن برزخ برنگ جهت دیگر که شان العلم است
منصبغ است پس ناچار اثر ظل آن شان گفته شد وایضاً ظل شی عبارت از ظهور شی است اگرچه بشبه و
مثال باشد در مرتبهٔ دوم وچون حصول برزخ بعد حصول طرفین است لاجرم این برزخ در وقت مکاشفه
در تحت آن شان منکشف میشود پس باعتبار این ظهور ربا آخر اطلاق ظلیت مناسب افتاد وطائفه از
اولیاء الله که بر قدم وی اند صلی الله علیه وعلیهم وسلم وبارک اسمائی که ارباب ایشان اند در وصول فیض ثانی
ظلال آن قابلیت را جامع اند وکالتفاصیل اند مر آن ظل مجمل را وارباب سائر انبیا صلوات الله تعالی
وتسلیماته علی نبینا وعلیهم وواسطهٔ وصول فیض اول وثانی ایشانرا قابلیات اتصاف ذاتست عزسلطانه به
صفات موجودهٔ زائده وطائفهٔ که بر اقدام ایشان اند ارباب ایشان صفات است در حق وصول فیض اول وثانی
وواسطهٔ وصول فیض اول مر آنسرور را علیه الصلوة والسلام قابلیت اتصاف ذاتست تعالی وتقدس مر جمیع
صفات را گوئیا قابلیاتی که وسائل فیوض سائر انبیا اند صلوات الله وبرکاته علی نبینا وعلیهم ظلال این قابلیت
جامعه اند وکالتفاصیل اند مر آن جامع مجمل را وطائفه که بر قدم آنسرور اند علیه الصلوة والتحیة وسائط وصول
فیض اول نیز ایشانرا جدا است که صفات اند پس محمدیانرا وسائل وصول فیض اول جدا آمد از وسائط
وصول فیض ثانی بخلاف دیگران که یکی است بعضی از مشائخ قدس الله تعالی اسرارهم که رب آنحضرت را
علیه الصلوة والتحیة در قابلیت اتصاف منحصر ساخته اند منشار آن عدم فرق است میان شیون وصفات
بلکه عدم علم است بمقام شیون والله یحق الحق وهو یهدی السبیل پس محقق شد که رب آنحضرت
علیه الصلوة والسلام والتحیة رب الارباب است هم در مقام شیون وهم در خانهٔ صفات وواسطهٔ
وصول هر دو فیض است ونیز معلوم گشت که وصول فیض مراتب کمالات ولایت آنحضرت
علیه الصلوة والسلام از ذاتست بی توسط امر زائد چه شیون عین ذات اند اعتبار زیادتی در ایشان

مقتدا را در وقت افاده طالب التجا بجناب حق سبحانه واعتصام بحبل متین او وخوف از مکر سبحانه فی ضمن
ہذا الاستشعار لازم است و این التجا چه درین امر بلکه در جمیع امور و در جمیع اوقات حق سبحانه وتعالی او را
عطا فرموده است در ہیچ وقتی از اوقات و در ہیچ فعلی از افعال از وی منفک نمیشود ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم **مقصد ثانی در بیان آنچہ تعلق بسلوک دارد** بدانکہ طالبی چون بطریق
سلوک متوجه بفوق گردد اگر باسمیکه رب اوست برسد و در ان فانی و مستهلک گردد اطلاق فنا بروے
درست می آید و بعد ازان بقا بدان اسم اطلاق بقا بروے مسلم است و باین فنا و بقا بمرتبه اولی از ولایت
مشرف گردد لیکن اینجا تفصیلی است که بسط سخن دران ضروریست بتمهید فیضی که از ذات تعالی و
تقدس میرسد دو نوع است نوعی است که بایجاد و ابقا و تخلیق و ترزیق و احیاء و اماتت و امثال
آنها تعلق دارد و نوع دیگر بایمان و معرفت و سائر کمالات مراتب ولایت و نبوت متعلق است نوع
اول از فیض بتوسط صفاتست و بس و نوع ثانی بعضے را بتوسط صفات است و بعضی دیگر را بتوسط
شیوناتست و فرق درمیان صفات و شیونات بسیار دقیق است لا یظهر الا علی احاد من الاولیاء
المحمدی المشرب و لم یعلم انه تکلم به احد بالجمله صفات در خارج موجودند بوجود زائد بر ذات تعالی و
تقدس و شیونات مجرد اعتبارات اند در ذات عز سلطانه این مبحث بمثالی روشن گردد آب مثلا بالطبع
از بالا به پایان فرود می آید این فعل طبعی در وی اعتبار حیات و علم و قدرت و ارادت پیدا میکند چه
ارباب علم بواسطه ثقل خود و بمقتضای علم از بالا به پایان می آیند و توجه فوق نمیکنند و علم تابع حیوة است
و اراده تابع علم است و قدرت نیز ثابت شد چه ارادت تخصیص احد المقدورین است این اعتبارات
در ذات آب اثبات کرده شود و بمنزله شیوناتست اگر باوجود این اعتبارات صفات زائده در ذات آب
اثبات کرده شود بمنزله صفات موجود است بوجود زائد آب را باعتبارات اولی حی و عالم و قادر و مرید میتوان گفت
از برای این اسامی ثبوت صفات زائده در کار است پس آنچہ در عبارت بعضی مشائخ در اثبات اسامی
مذکوره از برای آب واقع شده است بنای آن عدم فرق است میان شیون و صفات و ہمچنین حکم بنفی وجود
صفات نیز محمول است بر عدم آن فرق و فرق دیگر درمیان شیون و صفات آنست که مقام شیون مواجه ذی شانست
و مقام صفات چنین است محمد رسول اللہ صلے اللہ علیه و آله وسلم و اولیائیکه بر قدم وی اند رضوان اللہ تعالی علیهم
اجمعین وصول فیض ثانی ایشانرا بتوسط شیوناتست و سائر انبیاء و جماعه که بر قدم ایشانند صلوات اللہ تعالی

(حاشیه: مقصد ثانی در بیان سلوک)

این فانی را فانی فی اللہ نباید گفت و باقی را باقی باللہ بلکہ مطلق فانی و باقی میتوان گفت یا مقید بصفتے یعنے فانی در صفت علم یا باقی بآن صفت پس ناچار فنای محمدیان اتم آمد و بقای ایشان اکمل و ایضاً عروج محمدی چون بجانب شیون است و شیون را با عالم ہیچ مناسبتے نیست چہ عالم ظل صفاتست نہ ظل شیون پس فنای سالک در شانی مستلزم فنای مطلق او باشد بنہجیکہ ہیچ بقا وجود سالک و اثر او نماند و ہمچنین بر تقدیر بقا بتمامے خود بآن شان باقی میگردد بخلاف فانی در صفت کہ بتمام از خود نمی برآید و اثرش زائل نمیگردد چہ وجود سالک اثر ہمان صفت است و ظل آن پس ظہور اصل ماحی وجود ظل بالکل نباشد و بقا باندازۂ فنا است پس محمدی از رجوع بصفات بشریت امین باشد و از خوف او محفوظ چہ او بکلی از خود برآمدہ است و باو سبحانہ باقی گشتہ درین محل عود ممنوع باشد بخلاف درصورت فنای صفاتی کہ عود درانجا بواسطہ بقای اثر وجود سالک ممکن است ازینجا تواند بود اختلافیکہ درمیان مشائخ در جواز رجوع واصل و عدم جواز آن واقع است حق آنست کہ اگر محمدیست محفوظ است از عود والا در خطر است و ہمچنین است اختلافیکہ در زوال اثر وجود سالک بعد از فنای او واقع است بعضے بزوال عین و اثر قائل گشتہ اند و بعضے دیگر زوال اثر را جائز نداشتہ اند حق درین باب نیز تفصیل است اگر محمدیست عین و اثر ہر دو را گم میسازد و غیر او را اثر زائل نمیشود چہ اصل صفت کہ اصل وست باقی است پس زوال ظل آن را سامکن نباشد اینجا دقیقہ ایست باید دانست کہ مراد از زوال عین و اثر شہود زوال شہودیست نہ وجودی چہ قول بزوال وجودی مستلزم الحاد و زندقہ است و جماعہ ازین طائفہ زوال وجودی تصور کردہ اند و از زوال اثر ممکن گریختہ اند و آنرا الحاد و زندقہ دانستہ اند والحق ما حققت با علامہ سبحانہ عجیب است کہ با وجود قول بزوال وجودے بزوال عین نیز قائل گشتہ اند چہ حکم بزوال عین وجود در رنگ حکم بزوال اثر مستلزم الحاد و زندقہ است بالجملہ زوال وجودی در عین و اثر محالست و شہودی در ہر دو ممکن بلکہ واقع لیکن مخصوص بمحمدے مشرب است پس محمدیان کہ بتمام از قلب می برآیند و بمقلب قلب می پیوندند از تقلب احوال آزاد اند و از رقیت ماسوے بالکلیہ محرر و دیگران را چون وجود آثار دامنگیر است و تقلب احوال نقد وقت مخلصے از مقام قلب ندارند چہ وجود آثار و تقلب احوال از شعب حقیقت جامعۂ قلبیہ است پس شہود دیگران ہمیشہ در پردہ باشد چہ ہر قدر کہ از بقایاے وجود سالک ثابت است پردۂ مطلوب ہمانقدر است چون اثر باقیست پردہ ہمان اثر است **معرفت** اگر سالک از راہ سلوک غیر متعارف در مرتبہ از مراتب فوق اسمی کہ رب او ست برسد فی المثل بآن اسم رسد و در آن مرتبہ فانی و مستہلک گردد فانی فی اللہ در الصورت گفتن درست است و ہمچنین است بقا بآن

از منتزعات عقل است لهذا تجلی ذاتی مخصوص او گشت و کمل تابعان او چون از راه او فیض میگیرند ایشان را نیز
ازین مقام مشربے بدست آمد و دیگران را چون وسائط صفاتی درمیان است صفات بوجود زائد موجود اند حاجز
حصین درمیان افتاد و تجلی صفاتی نام زد ایشان گشت باید دانست که قابلیت اتصاف هرچند اعتبار است
وجود زائد ندارد چه صفات وجود اند نه قابلیات اینها اما چون قابلیات در رنگ برازخ اند میان ذات و
صفات بلکه میان شیون و صفات و برزخ رنگ طرفین خود میگیرد و قابلیات نیز رنگ صفات گرفته حائلیت
پیدا کرده اند ؎ فراق دوست اگر اندک است اندک نیست ٭ درون دیده اگر نیم موست بسیار است ٭
ازین بیان لائح گشت که ظهور ذات تعالی و تقدس بی پرده منافی تجلی شهودی نیست لیکن تجلی وجودی را
منافی است لهذا آن سرور علیه الصلوة والسلام والتحیة در جانب وصول فیض وجود کمالات ولایت حائلے
درمیان نیامد و در جانب فیض وجود حائلی درمیان آمد که قابلیت اتصاف است چنانکه گذشت گفته نشود
که چون شیون و قابلیات اینها از اعتبارات عقل باشند وجود ذهنی ثابت شد و از ان حجاب علمی لازم آمد
غایت ما فی الباب حجب صفات خارجی است و حجب شیون علمی زیراکه گوئیم که موجود ذهنی درمیان دو
موجود خارجی پرده نمیشود و موجود خارجی را پرده نمیشود مگر موجود خارجی و لو سلم فالحجاب العلمی یمکن
ارتفاعه من البین بحصول بعض المعارف بخلاف الخارجی فانه لایمکن زواله چون این مقدمات معلوم گشت
پس بدانکه اگر محمدیست منتهای سیر او که مسمی بسیر الی الله است تا بظل شان است که اسم اوست بعد از فنا
دران اسم بفنائے فی الله مشرف میگردد و اگر بآن اسم باقی گشت ببقا بالله او را نیز میسر گشت و باین فنا
و بقا در مرتبه اولی از ولایت خاصهٔ محمدیه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة داخل میشود و اگر محمدی
مشرب نیست بقابلیت صفت یا نفس صفت که رب اوست میرسد و اگر درین اسم فانی گشت فانے
فی الله بروی اطلاق نباید کرد و همچنین بر تقدیر بقا بآن اسم باقی بالله نیست چه اسم الله عبارت از مرتبه
ایست که جامع جمیع شیون و صفات است و چون در جهت شیون زیادت اعتبار نیست عین ذات اند و عین
یکدیگر پس فنا در یک اعتبار فنا در جمیع اعتبارات است بلکه فنا در ذات است تعالی و تقدس و همچنین بقا
بیک اعتبار بقا بجمیع اعتبارات است پس فانی فی الله و باقی بالله درین صورت گفتن درست میشود
بخلاف در جانب صفات که موجود اند بوجود زائد بر ذات مغایرت اینها با ذات عز سلطانه و با یکدیگر
تحقیقی است پس فنا در یک صفت مستلزم فنا در جمیع نیست و هکذا الحال فی البقاء پس ناچار

بلکہ گوئیم آن تجلی کہ در پردہ است تجلی ذات نیست داخل تجلی صفات است تجلی ذات کہ مخصوص آنحضرت است
علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ تجلی بے پردہ است و علامت پردہ بے شعوری ہست و بے شعوری از دوریست و
دلیل بے پردگی شعور است و شعور در کمال حضور است بزرگی از حال صاحب این تجلی کہ بالاصالۃ والاستقلال نصیبست
چنین خبر دادہ علیہ الغفران آنجا کہ گفت ع موسیٰ از ہوش رفت بیک پرتو صفات ٭ تو عین ذات می نگری
در تبسمی ٭ ہمین تجلی ذاتی کہ بے پردہ است محبوبان را دائمی است و محبان را برقی زیرا کہ ابدان محبوبان رنگ
ارواح شان گرفتہ اند آن نسبت در کلیہ ایشان سرایت کردہ است و در محبان این سرایت بر سبیل ندرت
و آنچہ در حدیث نبوی علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و اکملہا واقع شدہ است لی مع اللہ وقت مراد از وقت نہ این تجلی
برقی است زیرا کہ این تجلی در حق آنسرور کہ بادشاہ مرادانست علیہ الصلوٰۃ والسلام دائمی است بلکہ نوعی از
خصوصیت این تجلی دائمی است کہ آن بر سبیل قلت واقع است کما لایخفی علی ارباب معرفت مشائخ قدس اللہ
تعالیٰ اسرارہم در بیان حدیث لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل دو طائفہ اند جمعی از وقت
وقت مستمر ارادہ نمودہ اند و دیگر جمعی بندرت وقت قائل گشتہ اند و حق آنست کہ باوجود استمرار وقت وقت
نادر نیز متحقق است کما مرت الاشارۃ الیہ آنفا نزد این حقیر تحقق آن وقت نادر در وقت ادای نماز
است و ہمانا کہ آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در حدیث قرۃ عینی فی الصلوٰۃ بآن اشارت فرمودہ است
و ایضاً آنسرور فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ و قال
تبارک و تعالیٰ واسجد واقترب پس در ہر وقتی کہ قربت الٰہی جل شانہ بیشتر است گنجائش غیر در آن وقت
منتفی تر است و آنچہ بعضی از مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم فرمودہ اند از وقت حال و وقوف
و استمرار آن چنین خبر دادہ است حیث قال حالی فی الصلوٰۃ کحالی قبل الصلوٰۃ فالاحادیث
المذکورۃ بل النص المذکور ینفی المساواۃ والاستمرار باید دانست کہ استمرار وقت متحقق است
سخن در آنست کہ باوجود استمرار حالتی نادرہ ہم واقع است یا نہ جمعی را کہ بر ندرت وقت اطلاع
ندادہ اند نفی آن قائل گشتہ اند و جمعی دیگر را کہ از آن مقام بہرہ دادہ اند بآن اعتراف نمودہ اند
والحق کسی را کہ بطفیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ در نماز جمعیت دادہ اند از دولت قرب آن شربے
ارزانی داشتہ اند اقل قلیل اند رزقنا اللہ سبحانہ بکمال کرمہ نصیبا من ہذا المقام بحرمۃ محمد علیہ
و علی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام معرفت منتہیان ارباب صفات در علوم و معارف

مرتبه پس تخصیص فنا فی الله بآن اسم باعتبار آنست آن مرتبهٔ اولی است از مراتب فنا فی الله معرفت سلوک
انواع است بعضی را بی تقدم جذبه است و بعضی دیگر را جذبه بر سلوک شان مقدم است و جماعه را در اثنای قطع منازل
سلوک جذبه حاصل میشود و جمعی را طی منازل سلوک میسر میشود اما تا بجذبه میسر شود تقدم جذبه محبوبان راست
و باقی اقسام بمحبین تعلق دارد و سلوک محبان عبارت از طی مقامات عشرهٔ مشهوره است به ترتیب و تفصیل و در
سلوک محبوبان خلاصه مقامات عشره حاصل میشود و به ترتیب و تفصیل کاری ندارند علم بوحدت وجود و مانند آن
از احاطه و سریان و معیت ذاتیه بجذبه مقدم یا بتوسط وابسته است سلوک خالص و جذبه منتهیان را با مثال این
علوم مناسبت نیست چنانکه بالا گذشت و حق الیقین منتهیان نیز بعلوم مناسبه توحید وجود مناسبت نیست
هر جا بیان حق الیقین بمقام مجذوبان مناسب مقام ارباب توحید وجود کرده اند آن حق الیقین مجذوبان
مبتدی یا متوسط است معرفت بعضی مشائخ فرموده اند که چون کار طالب بجذبه برسد بعد از آن راهبر همان
جذبه است و بس یعنی احتیاج بتوسط راهبر دیگر ندارد و همان جذبه کافی است اگر ازین جذبه جذبه سیر فی الله
اراده نموده اند بلی کافی است اما لفظ راهبر منافی این اراده است چه بعد از سیر فی الله مسافتی نیست که در
قطع آن محتاج براهبر باشد و همچنین جذبه متقدم هم مراد نیست چنانکه متبادر از عبارتست پس ناچار جذبهٔ متوسط
اراده نموده باشند و کفایت او در وصول به مطلوب معلوم نمیشود چه بسیاری از متوسطان در وقت حصول این
جذبه از عروج بفوق تقاعد نموده اند و همان جذبه را جذبه نهایت انگاشته اند اگر کافی میبود در اثنای
راه نمیگذاشت آری جذبه متقدم چون بمحبوبان تعلق دارد و اگر کافی باشد گنجایش دارد و محبوبان را بقلاب
عنایت خواهند کشید و در اثنای طریق نخواهند گذاشت اما این کفایت در حق جمیع جذبات متقدم هم
ممنوع است جذبه که انجام کار او بسلوک کشد کافی است و اگر بسلوک نیاید مجذوب ابتر است از محبوبان
نیست **خاتمه** طائفه از مشائخ قدس الله تعالی اسرارهم گفته اند که تجلی ذاتی مذهل شعور است
و معطل حس بعضی از ایشان از حال خود چنین گفته اند که در وقت ظهور این تجلی ذاتی تا مدتی بی حس
و حرکت افتاده بودند و مردم مرده می انگاشتند و بعضی دیگر منع کلام و جز آن در تجلی ذات کرده اند
حقیقت این سخن آنست که این تجلی ذات در پرده اسمی است از اسماء بقار پرده بواسطه بقایای اثر
وجود صاحب تجلی است و آن بی شعوری بواسطهٔ آن بقیه است اگر بتمام فانی میگشت و به بقا بالله
مشرف میشد آن تجلی هرگز او را بی شعوری نمی ساخت **شعر** یحرق بالنار من یمس به من هو النار کیف یحترق

بلکه بقائی بقدیم یافته عرش و ما فیها اگر در وافتد محو و متلاشی گردند و اثر از منها باقی نماند کما قال سید الطائفه
فی هذا المقام ان المحدث اذا قورن بالقدیم لم یبق له اثر این لباسی است گویا که خاص بر قد روح دوخته اند
ملائکه نیز این خصوصیت ندارند داخل دائره امکانند و متصف بحدوث‌اند لاجرم انسان خلیفهٔ رحمن آمد جل سلطانه
بلی صورت شئ خلیفهٔ شئ است تا بر صورت شئ مخلوق نباشد خلافت شئ را نشاید و تا خلافت را شایان نباشد
تحمل بار امانت اهل خود نتواند کرد لا یحمل عطایا الملک الا مطایاه قال تبارک و تعالی انا عرضنا الامانة علی
السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا کثیر الظلم علی
نفسه بحیث لا یبقی من وجوده ولا توابع وجوده اثر ولا حکم کثیر الجهل حتی لا یکون له ادراک تعلق بالمقصود ولا علم
له نسبة الی المطلوب بل العجز عن الادراک فی ذلک الموطن ادراک والاعتراف بالجهل معرفة اکثرهم معرفة بالله
اشدهم تحیرا فیه تنبیه اگر در بعضی عبارات لفظی که موهم ظرفیة یا مظروفیة است در شان او تعالی و تقدس واقع میشود
حمل بر تنگی میدان عبارت میباید کرد و مراد کلام را مطابق آرای اهل سنت میباید داشت معرفت عالم چه صغیر و
چه کبیر مظاهر اسما و صفات الٰهیه است تعالی شانه و مرایای شیونات و کمالات ذاتیه او سبحانه گنجی بود مکنون و سری
بود مخزون خواست که خلا را بملا آورد و از اجمال بتفصیل آرد عالم را آفرید تا دلالت کند بر اصل خویش و علامت باشد
بر حقیقت خود پس عالم را با صانع بیچون هیچ نسبتی نیست الا آنکه عالم مخلوق اوست و دلیل است بر کمالات مخزونه
او تعالی و تقدس ما ورا این هر حکمی که هست از جنس اتحاد و عینیت و احاطه و معیت از سکر وقت و غلبهٔ حال است
اکابر مستقیم الاحوال که از قدح صحو ایشان را شربی ارزانی داشته اند ازین علوم متبری و مستغفر اند اگر چه بعضی
ایشان را در اثنای راه این علوم حاصل میشود اما بالآخرة ازینها میگذرانند و مطابق علوم شریعت علوم
ازلی بر ایشان ایراد میفرمایند مثالی از برای تحقیق این مبحث بیان کنیم عالمی نحریری ذو فنونی که
کمالات مخزونهٔ خود را در عرصهٔ ظهور آرد و فنون مکنونهٔ خود را بر ملا جلوه دهد ایجاد حروف و اصوات نماید
تا در پردهٔ آن حروف و اصوات آن کمالات را متجلی سازد و آن فنون را اظهار نماید پس درین صورت این حروف
و اصوات دوال را با معانی مخزونه بلکه با آن عالم موجد هیچ نسبتی نیست الا آنکه آن عالم موجد اینها است
و اینها دوال اند بر کمالات مکنونهٔ او و حروف و اصوات را عین آن عالم موجد یا عین آن معانی
گفتن معنی ندارد و همچنین حکم باحاطه و معیت درین حادثه غیر واقع است معانی بهمان صرافت
مخزونه اند آری چون درمیان معانی و صاحب معانی و درمیان حروف و اصوات مناسبت

مجذوبان نزدیک‌اند و در شهود هردو شان نیز یکرنگ چه هردو از ارباب قلوب‌اند غایة ما فی الباب ارباب
صفات از تفاصیل مطلع اند بخلاف مجذوبان و ایضاً ارباب صفات بواسطهٔ سلوک و عروج بفوق قرب
بیشتر دارند از مجذوبان عروج ناکرده لیکن محبت اصل و دامنگیر شان است اگرچه حب درمیان است چه عجب گر بحکم المرء مع
من احب در مجذوبان نیز قرب و معیت اصل اعتبار کرده شود و پس مجذوبان در محبت مناسبت بمجذوبان دارند چه حب
ذاتی او لوسع الحجب در مجذوبان نیز متحقق است معرفت در عبارت بعضے ازین طائفه واقع است که اقطاب را تجلی
صفات است و افراد را تجلی ذات درین سخن مجال تامل است چه قطب محمدی مشرب است محمدیان را تجلی ذات است آرے
درین تجلی نیز تفاوتها است قریبک افراد راست اقطاب را نیست اما هردو را از تجلی ذات نصیب است مگر آنکه گوئیم که
از قطب قطب ابدال مراد داشته باشند که بر قدم حضرت اسرافیل است نه بر قدم محمد معرفت ان الله خلق
آدم علی صورته الله تعالی بیچون و بیچگونه است روح آدم که خلاصهٔ اوست بر صورت بیچونی و بیچگونگی آفرید
پس همچنانکه حق سبحانه لامکانیست روح نیز لامکانی آمده و نسبت روح با بدن همچو نسبت اوست تعالی و
تقدس با عالم نه داخل است و نه خارج نه متصل نه منفصل بیش از قیومیت نسبتی مفهوم نمیشود و هر ذره از ذرات
بدن را مقوم روح است همچنانکه الله تعالی قیوم عالم است قیومیت او تعالی مر بدن را بواسطهٔ قیومیت
روح است هر فیضی که وارد میشود محل ورود آن فیض ابتدا روح است و بواسطهٔ روح آن فیض ببدن میرسد
و چون روح بصورت بیچونی و بیچگونگی آفریده شد لاجرم بیچون و بیچگون حقیقی را در وے گنجایش آمد
لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن چه ارض و سما با وجود وسعت و فراخی چون
داخل دائره امکان شده بداغ چونی و چگونگی متسم گنجائش لامکانی که مقدس از چندی و چونی است ندارند
لامکانی در مکان گنجائش ندارد و بیچون در چون آرام نمیگیرد پس ناچار گنجائش در قلب عبد مؤمن که لامکانی
است و مبرّی از چندی و چونی است متحقق گشت تخصیص بقلب عبد مؤمن بنا بر آنست که قلب غیر
مومن کامل از اوج لامکانی فرود آمده است گرفتار چندی و چونی شده است و حکم آن گرفته پس بواسطهٔ این تنزل
و گرفتاری چونکه در داخل دائره امکان شده است و چونی پیدا کرده است آن قابلیت را ضائع ساخته است
اولئک کالانعام بل هم اضل و از مشائخ هر که از وسعت قلب خود خبر داده است مرادش لامکانیت قلب
بوده باشد چه مکانی هرچند وسیع است تنگ است عرش با وجود عظمت و فراخی چون مکانیست هر آئینه
در جنب لامکانی که روح است حکم دانهٔ خردل دارد بل اقل بلکه گوئیم که این قلب چون محل تجلی انوار قدس شده است

وعلی آلہ الابرار وصحبہ الاخیار باید دانست کہ اکثر مردم از خواص و عوام دریں زمان در ادای نوافل اہتمام تمام دارند و در مکتوبات مساہلات مینمایند و مراعات سنن و مستحبات را در انہا کمتر میکنند نوافل را عزیز میدارند و فرائض را ذلیل و خوار کم است کہ فرائض را در اوقات مستحبہ ادا نمایند و در تکبیر جماعۃ مسنونہ بلکہ در نفس جماعۃ تقییدی ندارند بتکاسل و تساہل اداے نفس فرائض را غنیمت میشمارند و روز عاشورا و شب برات و شب بست و ہفتم ماہ رجب و اول شب جمعہ ماہ مذکور کہ آنرا لیلۃ الرغائب نام نہادہ اند بکمال اہتمام را مرعی داشتہ بجمعیت تمام نوافل را بجماعت میگزارند و آنرا نیک و مستحسن می پندارند نمیدانند کہ این تسویلات شیطانی اند کہ سیئات را بصورت حسنات مینماید شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی در حاشیہ شرح وقایہ میفرماید کہ تطوع بجماعت و ترک فرض بجماعت از حبائل شیطانست باید دانست کہ نوافل را بجمعیت تمام گزاردن از بدعتہاے مذمومہ و مکروہہ است از ان بدعتہا است کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا در شان آن فرمودہ است من احدث فی دیننا ہذا فہو رد بدانکہ اداے نوافل بجماعت در بعضی روایات فقہیہ مطلق مکروہ است و در بعضی دیگر کراہت مشروط بتداعی و تجمع است پس اگر بے تداعی یک دو کس در ناحیۂ مسجد نفل بجماعت گزارند روا باشد بے کراہت و در سہ کس اختلاف مشائخ است و در چہار کس باتفاق مکروہ نیست در بعضی روایات و در بعضی دیگر اصح آنست کہ مکروہ است فی الفتاوے السراجیۃ کرہ التطوع بالجماعۃ بخلاف التراویح وصلوۃ الکسوف وفی الفتاوے الغیاثیۃ قال الشیخ الامام السرخسی رحمہ اللہ سبحانہ التطوع بالجماعۃ خارج رمضان انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی اما اذا اقتدی واحد واثنان لایکرہ وفی الثلث اختلاف وفی الاربع یکرہ بلا خلاف وذکر فی الخلاصۃ التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ اما اذا صلوۃ بجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد فلا یکرہ وقال شمس الائمۃ الحلوانی اذا کان سوی الامام ثلثۃ لایکرہ بالاتفاق وفی الاربع اختلاف والاصح مکروہ وفی الفتوی الشافیۃ ولا یصلی التطوع بالجماعۃ الا فی شہر رمضان وذلک انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی یعنی باذان و اقامۃ اما لو اقتدی واحد او اثنان لا علی سبیل التداعی فلا یکرہ واذا اقتدی ثلثۃ اختلف المشائخ رحمہم اللہ وان اقتدی باربعۃ کرہ اتفاقاً وامثال این روایات بسیار است وکتب فقہیہ بہ آن مملو اند واگر روایتے پیدا شود کہ از ذکر عدد ساکت باشد و مطلقا مجوز باشد اداے نوافل بہ جماعت آنرا حمل باید کرد بر مقید کہ در روایات دیگر واقع شدہ است و از مطلق مقید مراد باید داشت

دالیت و مدلولیت متحقق است بعضی معانی زائده غیر واقعه در تخیل مے آید فی الحقیقت آن عالم و معانی مخزونهٔ
او از ان نسب نائده منزه و مبرا است و این حروف و اصوات در خارج موجود اند نه آنکه آن عالم و معانی موجود
اند و آن حروف و اصوات اوهام و خیالات اند پس عالم که عبارت از ماسوی است در خارج موجود است بالوجود
الظلی والکون الطبعی نه آنکه عالم اوهام و خیالات است این مذهب بعینه مذهب سوفسطائی است که عالم را اوهام
و خیالات میداند اثبات حقیقت در عالم نمودن عالم را از اوهام و خیالات بر آرد و حقیقت موجود شد نه عالم
زیراکه عالم ورای الحقیقة مفروض است تنبیه مراد از مظهریت و مرآتیت عالم را مر اسما و صفات اوست مر صور اسما
و صفات را نه اسما و صفات باعیانها چه اسم در رنگ مسمی محاط هیچ مرات نمیشود و صفت همچون موصوف مقید
به هیچ مظهر نگردد ع در تنگنائے صورت معنی چگونه گنجد؛ در کلبهٔ گدایان سلطان چکار دارد؛ معرفت کمل
تابعان آنسرور علیه الصلوٰة والسلام اگرچه بواسطهٔ اتباع آنحضرت علیه الصلوٰة والسلام والتحیة از تجلی ذات که
بالاصالة خاصهٔ آنحضرت است علیه الصلوٰة والسلام نصیب است و سائر انبیا را علی نبینا و علیهم الصلوات
والتسلیمات تجلیات صفات است و تجلی ذات اشرف است از تجلی صفات لیکن باید دانست که انبیا را
علی نبینا و علیهم الصلوات والتحیات در تجلیات صفات مراتب قرب حاصل است که کمل تابعان این
امت را نیست با وجود تجلی ذات بطریق تبعیت مثلاً شخصی بمحبت جمال آفتاب مدارج عروج را طی کرده
تا آفتاب برسد در میان آفتاب و او غیر از حائلی دقیقی نماند و شخصی دیگر با وجود محبت ذات آفتاب در عروج تا آنمراتب
عاجز است هرچند میان او و آفتاب حائلی در میان نیست که شک نیست که شخص اول نزدیکتر است بآفتاب
و عالم تر است بکمالات دقیقهٔ او پس در هر که قرب بیشتر است و معرفت زیاده تر فاضل تر است پس هیچ ولی از
اولیاء این امت که خیر الامم است با وجود افضلیت پیغمبر خویش بمرتبهٔ هیچ نبی از انبیا نرسد اگرچه او را بواسطهٔ متابعت
پیغمبر خویش از مقام مابه الافضلیة نصیبی حاصل شود فضل کلی انبیا را است اولیا طفیلی اند ولیکن هذا آخر الکلام
الحمد لله سبحانه علی ذلک و علی جمیع نعمائه والصلوٰة والسلام علی افضل انبیائه و علی جمیع الانبیاء والمرسلین
والملائکة المقربین و علی الصدیقین والشهداء والصالحین

مکتوب دوصد و هشتاد و دوم

بسید امین مانکپوری صدور یافته در منع از اداے صلوات نوافل بجماعه در نماز عاشوراء و شب برات
و غیرها و ما یناسب ذلک بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی شرفنا بمتابعة سید المرسلین و جنبنا عن ارتکاب
المبتدعات فی الدین والصلوٰة والسلام علی من قمع بنیان الضلالة و رفع اعلام الهدایة

و در ینباب زجر را بابلغ وجوه مرعی دارند تا استیصال این بدعت که منجر بفتنه است متحقق شود والله یحق
الحق و هو یهدی السبیل **مکتوب دو صد و ہشتاد و نہم** بمولانا بدر الدین صدور یافت در بیان
اسرار قضا و قدر و ما یناسب ذلک بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی کشف سر القضاء و القدر علی
الخواص من عباده وستر عن العوام لمکان الضلال عن سواء السبیل واقتصاده والصلوة والسلام علی من
ارسل به الحجة البالغة وقطع به اعذار العصاة الهالکة وعلی آله واصحابه البررة الاتقیاء الذین آمنوا بالقدر
ورضوا بالقضاء وبعد فلما کانت مسئلة القضاء والقدر قد کثر فیه الحیرة والضلال وغلب علی اکثر ناظریها
باطل الوهم والخیال حتی قال بعضهم بمحض الجبر فیما یصدر من العبد بالاختیار ونفی بعضهم نسبته الی الواحد القهار
واخذ طائفة بطرفی الاقتصاد فی الاعتقاد الذی هو الصراط المستقیم والمنهج القویم ولقد وفق بهذا الطریق
الفرقة الناجیة الذین هم اهل السنة والجماعة رضی الله تعالی عنهم وعن اسلافهم واخلافهم فترکوا الافراط
والتفریط واختاروا الوسط والبین روی عن ابی حنیفة رضی الله تعالی عنه انه سأل جعفر ابن محمد الصادق
رضی الله تعالی عنهما فقال یا ابن رسول الله هل فوض الله تعالی الامر الی العباد فقال الله تعالی اجل من
ان یفوض الربوبیة الی العباد فقال هل یجبرهم علی ذلک فقال الله اعدل من ان یجبرهم علی ذلک ثم
یعذبهم فقال فکیف ذلک فقال بین البین لا جبر ولا تفویض ولا کره ولا تسلیط لهذا قال اهل السنة ان الافعال
الاختیاریة للعباد مقدورة الله تعالی من حیث الخلق والایجاد ومقدورة العباد علی وجه آخر من التعلق
یعبر عنه بالاکتساب فحرکة العبد باعتبار نسبتها الی قدرته تعالی تسمی خلقا وباعتبار نسبتها الی قدرة العبد
کسبا له غیر ان الاشعری منهم ذهب الی ان لا مدخل لاختیار العباد فی افعالهم اصلا الا انه سبحانه اوجد
الافعال عقیب اختیارهم بطریق جری العادة اذ لا تاثیر للقدرة الحادثة عنده وهذا المذهب حائل الی الجبر و
لهذا یسمی بالجبر المتوسط قال الاستاد ابو اسحاق الاسفرائنی بتاثیر القدرة الحادثة فی اصل الفعل وحصول
الفعل بمجموع القدرتین وقد جوز اجتماع الموثرین علی اثر واحد بجهتین مختلفتین قال القاضی ابوبکر الباقلانی
بتاثیر القدرة الحادثة فی وصف الفعل بان یجعل الفعل موصوفا بمثل کونه طاعة ومعصیة والمختار عند
العبد الضعیف تاثیر القدرة الحادثة فی اصل الفعل وفی وصفه معا اذ لا معنی للتاثیر فی الوصف بدون
التاثیر فی الاصل والوصف اثره المتفرع علیه لکنه محتاج الی تاثیر زائد علی تاثیر اصل الفعل اذ وجود الوصف
زائد علی وجود الاصل ولا محذور فی القول بالتاثیر وان کبر ذلک علی الاشعری اذ التاثیر فی القدرة

وجواز مقصود بر اثنین یا ثلث باید نمود چه علمای حنفیه اگرچه در اصول مطلق برا بر اطلاق میگذارند و بر مقید
حمل نمیکنند اما در روایات حمل مطلق بر مقید جائز داشته اند بلکه لازم دانسته و اگر بر طریق فرض محال حمل
نکنیم و بر اطلاق بگذاریم هر آئینه این مطلق معارض خواهد بود مر آن مقید را اگر در قوت برابر باشند و مساوات
ممنوع است چه روایات کراهت با وجود کثرت مختار و مفتی بها اند بخلاف روایت اباحت و لو سلم
مساوات هما گوئیم که بر تقدیر تعارض ادلهٔ کراهت و ادلهٔ اباحت ترجیح جانب کراهت راست که رعایت
احتیاط در آنست چنانچه مقرر اهل اصول فقه است پس جماعت که در روز عاشورا و شب برات و
لیلة الرغائب نماز بجماعت میگذارند و دویست و سیصد کما بیش که در مسجدها جمع میشوند و
آن نماز را و اجتماع و جماعت را مستحسن می پندارند مرتکبان امر مکروه اند باتفاق فقها و مکروه را مستحسن دانستن
از اعظم جنایات است چه حرام را مباح دانستن منجر بکفر است و مکروه را حسن پنداشتن یک مرتبه ازان پایان
است شناعت این فعل را نیک ملاحظه باید نمود و دست آویز ایشان در باب دفع کراهت عدم تداعی
است آرے عدم تداعی بمقتضای بعضے روایات دفع کراهت میکند اما مخصوص به واحد و اثنین است
و آنهم بشرطے است که ناحیهٔ مسجد متحقق شود و بدونها خرط القتاد با آنکه تداعی عبارت از اعلام یکدیگر است
از برائے ادائے نماز نفل و همین معنی درین جماعت متحقق است چه قبیله قبیله در روز عاشورا یکدیگر را اعلام میکنند
و می خوانند که در مسجد فلان شیخ یا فلان عالم می باید رفت و نماز بجمعیت می باید گزارد و این فعل را اعتبار
نموده اند تقسیم اعلام از اذان و اقامت هم ابلغ است پس تداعی هم ثابت شد اگر تداعی را مخصوص
باذان و اقامت داریم چنانچه در بعضے روایات واقع شده است و حقیقت اذان و اقامت خواهیم
پس جواب همانست که بالا گذشت که مخصوص بواحد و اثنین است با شرط دیگر که بالا مذکور شد باید دانست
که بنائے ادائے نوافل بر اخفا و تستر است که مظنهٔ ریا و سمعه است و جماعت منافی آنست و در ادائے
فرائض اظهار و اعلان مطلوب است چه از شائبه ریا و سمعه مبرا است پس با جماعت مناسب باشد یا آنکه
گوئیم کثرت اجتماع محل حدوث فتنه است لهذا از برائے ادائے نماز جمعه حضور سلطان یا نائب او شرط کرده اند
تا از حدوث فتنه امن متحقق شود و درین جماعت مکروهات هم احتمال ایقاظ فتنه قوی است پس این اجتماع
مشروط نباشد و منکر باشد و در حدیث نبوی است علیه من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها الفتنة نائمة
لعن الله من ایقظها پس ولاة اسلام و قضاة و اهل احتساب را لازم است که منع این اجتماع نمایند

في هذه المسألة حتى قالوا ان المجوس اسعد حالا منهم حيث لم يثبتوا الا شريكا واحدا والمعتزلة اثبتوا شركاء لا تحصى
فزعمت الجبرية انه لا فعل للعبد اصلا وان حركاته بمنزلة حركات الجمادات لا قدرة لهم اصلا ولا قصد ولا اختيار
وزعموا ان العباد لا يثاب بالخير ولا يعاقب بالشر والكفار والعصاة معذورون غير مسئولين لان الافعال
كلها من الله تعالى والعبد مجبور في ذلك وهذا كفر وهؤلاء المرجئة الملعونون الذين يقولون بان المعصية
لا تضر والعاصي لا يعاقب روي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال لعنت المرجئة على لسان سبعين
نبيا ومذهبهم باطل بالضرورة للفرق الظاهر بين حركة البطش وحركة الارتعاش فعلم ونعلم قطعا ان
الاول باختياره دون الثاني والنصوص القطعية تنفي هذا المذهب ايضا كقوله تعالى جزاء بما كانوا يعملون
وقوله سبحانه فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر الى غير ذلك واعلم ان كثير الناس لضعف فهمهم وقصور نياتهم
يطلبون الاعتذار ودفع السؤال عن انفسهم فيميلون الى مذهب الاشعري بل الى مذهب الجبرية فتارة يقولون
بان لا اختيار للعبد حقيقة ونسبة الفعل اليه مجاز وتارة يقولون بضعف الاختيار المستلزم للاجبار ومع ذلك
يسمعون كلام بعض الصوفية في هذا المقام من ان الفاعل واحد ليس الا هو وان لا تاثير لقدرة العبد في الافعال
وان حركاته بمنزلة حركات الجمادات بل وجود العبد ذاتا وصفة كسراب بقيعة يحسبه الظمآن ماء حتى اذا جاءه لم يجده
شيئا ووجد الله عنده وامثال هذا الكلام ازدادوا هم جراءة على المداهنات والمساهلات في الاقوال والافعال فنقول
في تحقيق هذا المقام والله سبحانه اعلم بحقيقة المرام ان الاختيار لو لم يكن ثابتا للعبد حقيقة كما هو مذهب الاشعري لما
نسب الله تعالى الظلم الى العباد اذ لا اختيار لهم ولا تاثير لقدرتهم وانما هي مدار الكسب عنده وقد نسب سبحانه الظلم
اليهم في غير موضع من كتابه المجيد ومجرد المدارية بدون التاثير ولو في الجملة لا يوجب الظلم منهم نعم ان الايلام
والتعذيب للعباد منه تعالى من غير ان يكون الاختيار ثابتا لهم ليس بظلم اصلا اذ هو سبحانه مالك على الاطلاق
يتصرف في ملكه المطلق كيف يشاء اما نسبة الظلم اليهم مستلزم لثبوت الاختيار لهم واحتمال المجاز في هذه النسبة
خلاف المتبادر فلا يرتكب من غير ضرورة فاما القول بضعف الاختيار فلا يخلو اما يراد به الضعف بالنسبة الى اختياره
تعالى فمسلم ولا نزاع فيه لاحد وكذا الضعف بمعنى عدم الاستقلال في صدور الافعال ايضا مسلم واما الضعف
بمعنى عدم المدخلية للاختيار في الافعال ممنوع وهو اول المسألة وسند المنع قد مر مفصلا ينبغي ان يعلم ان الله تعالى
كلف عباده بقدر طاقتهم واستطاعتهم وخفف في التكليف لضعف خلقهم قال الله تبارك وتعالى يريد الله ان يخفف
عنكم وخلق الانسان ضعيفا كيف وهو سبحانه حكيم رؤف رحيم لا يليق بالحكمة والرافة والرحمة تكليف ما لا يستطيع له

ایضا بایجاد اللہ سبحانہ کما ان نفس القدرۃ بایجادہ تعالی ایضا والقول بتاثیر القدرۃ ہو الاقرب الی الصواب
ومذہب الاشعری داخل فی دائرۃ الجبر فی الحقیقۃ اذ لا اختیار عندہ حقیقۃ ولا تاثیر للقدرۃ الحادثۃ اصلا عندہ
الا ان الفعل الاختیاری عند الجبریۃ لا ینسب الی الفاعل حقیقۃ بل مجازا وعند الاشعری ینسب الی الفاعل
حقیقۃ وان لم یکن الاختیار ثابتا لہ حقیقۃ لان الفعل ینسب الی قدرۃ العبد حقیقۃ سواء کان القدرۃ مؤثرۃ ولو فی المحل
کما ہو مذہب غیر الاشعری من اہل السنۃ او مدارا محضا کما ہو مذہبہ وبہذا الفرق تمیز مذہب اہل الحق عن
مذہب اہل الباطل ونفی الفعل عن الفاعل حقیقۃ واثباتہ لہ مجازا کما ہو مذہب الجبریۃ کفر محض وانکار عن
الضرورۃ قال صاحب التمہید ومن الجبریۃ من قال بان الفعل من العبد ظاہرا ومجازا لا فی الحقیقۃ لا استطاعۃ
لہا والعبد کالشجر اذا حرکتہا الریح تحرکت فکذلک العبد مجبور کالشجر وہذا کفر ومن اعتقد ہذا یصیر کافرا وقال ایضا فی
مذہب الجبریۃ قولہم ان لیس للعباد افعال علی الحقیقۃ لا فی الخیر ولا فی الشر وما یفعلہ العبد فالفاعل ہو اللہ سبحانہ و
ہذا کفر فان قلت اذا لم یکن لقدرۃ العبد تاثیر فی الافعال ولم یکن الاختیار لہ حقیقۃ فما معنی لنسبۃ الافعال
الی العبد حقیقۃ عند الاشعری قلت ان القدرۃ وان لم یکن لہا تاثیر فی الافعال لانہ سبحانہ جعلہا مدار الوجود
الافعال بان یخلق اللہ تعالی الافعال عقب صرف قدرتہم واختیارہم الی الافعال بطریق جری العادۃ و
کان القدرۃ علۃ عادیۃ لوجود الافعال فیکون للقدرۃ مدخل فی صدور الافعال عادۃ لانہا لم توجد بدونہا
عادۃ وان لم یکن لہا تاثیر فی الافعال فباعتبار العلۃ العادیۃ ینسب الی العباد افعالہم حقیقۃ ہذا ہو
النہایۃ فی تصحیح مذہب الاشعری والکلام بعد محل تامل اعلم ان اہل السنۃ آمنوا بالقدر وقالوا بان القدر
خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ من اللہ سبحانہ لان معنی القدر ہو الاحداث والایجاد ومعلوم انہ لیس بمحدث ولا موجد
الا اللہ سبحانہ لا الہ الا ہو خالق کل شیء فاعبدوہ والمعتزلۃ والقدریۃ انکروا القضاء والقدر وزعموا بان
افعال العباد حاصلۃ بقدرۃ العبد وحدہا قالوا لو قضی اللہ سبحانہ الشر ثم یعذبہم علی ذلک جورا منہ سبحانہ
ہذا جہل منہم لان القضاء لا یسلب القدرۃ والاختیار عن العبد لانہ قضی بان العبد یفعلہ او یترکہ باختیارہ غایۃ
ما فی الباب انہ یوجب الاختیار وہو محقق للاختیار لا منافی لہ وایضا منقوض بافعال الباری تعالی لان فعلہ
سبحانہ بالنظر الی القضاء اما واجب او ممتنع اذ لو تعلق القضاء بالوجود فیجب او بالعدم فیمتنع فلو کان وجوب الفعل
بالاختیار منافیا لہ لم یکن الباری تعالی مختارا وہذا کفر ولا یخفی علی احد ان القول باستقلال قدرۃ العبد فی ایجاد افعالہ
مع کمال ضعفہ فی غایۃ السخافۃ ومنشاہ نہایۃ السفاہۃ ولہذا بالغ مشائخ ما وراء النہر شکر اللہ تعالی سعیہم فی تضلیلہم

علی سید المرسلین وآله واصحابه الطیبین الطاهرین بدانکه طریقی که اقرب است واسبق واوفق واوثق واسلم و
احکم واصدق واولی واعلی واجل وارفع واکمل طریقهٔ علیهٔ نقشبندیه است قدس الله تعالی ارواح اهالیها
واسرار موالیها اینهمه بزرگی اینطریق وعلوشان این بزرگواران بواسطهٔ التزام متابعت سنت سنیه است
علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة واجتناب از بدعت نامرضیه ایشانند که در رنگ اصحاب کرام علیهم
الرضوان من الملک المنان نهایت کار در بدایت شان مندرج گشته است وحضور وآگاهی ایشان دوام
پیدا کرده بعد از وصول بدرجهٔ کمال فوق آگاهیهای دیگران شده ای برادر ارشدک الله تعالی الی سواء الصراط
این درویش را چون هوس این راه پیدا شد عنایت خداوندی جل وعلا هادی کار او گشته بخدمت
ولایت پناه حقیقت آگاه هادی طریق اندراج النهایة فی البدایة والدال سبیل الموصل الی درجات الولایة
مؤید الدین الرضی شیخنا وامامنا محمد الباقی قدس الله تعالی سره که یکی از خلفای کبار خانوادهٔ حضرت اکابر
نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم بوده اند رسانید وایشان این درویش را ذکر اسم ذات جل سلطانه
تعلیم فرمودند وبطریق معهود توجه نمودند تا التذاذ تام در من پیدا شد واز کمال شوق گریه دست داد وبعد از
یکروز کیفیت بیخودی که نزد این اکابر معتبر است ومسمی است بغیبت رو نمود ودران بیخودی یک دریای محیط دیدم
وصور واشکال عالم را در رنگ سایه دران دریا یافتم واین بیخودی رفته رفته استیلائی پیدا کرده بامتداد
کشید گاهی تا یک پهر روز میکشید وگاهی تا دو پهر ودر بعضی اوقات استیعاب شب مینمود وچون این قصه
را بحضرت ایشان رسانیدم فرمودند نحوی از فنا حاصل شده است واز ذکر گفتن منع فرمودند ونگاهداشت
آن آگاهی امر نمودند بعد از دو روز فنای مصطلح حاصل شد بعرض رسانیدم فرمودند بکار خود مشغول
باش بعد از آن فنای فنا حاصل شد چون بعرض رسانیدم فرمودند که تمام عالم را یکی میبینی ومتصل واحد
می یابی عرض کردم که بلی فرمودند که معتبر در فنای فنا آنست که با وجود دید آن اتصال بیشعوری حاصل
در همان شب فنای فنا بآن صفت حاصل شد بعرض رسانیدم وحالتیکه بعد از فنا حاصل شد نیز بعرض رسانیدم
وگفتم که من علم خود را نسبت بحق سبحانه حضوری مییابم واوصافیکه بمن منسوب بود بحق سبحانه منسوب مییابم
بعد از آن نوریکه محیط همه اشیاء است ظاهر گشت ومن آنرا حق دانستم جل وعلا وآن نور رنگ سیاه داشت
بعرض رسانیدم فرمودند که حق مشهود است جل سلطانه اما در پردهٔ نور ونیز فرمودند که این انبساط که دران نور
مینماید در علم است بواسطهٔ تعلق ذات جل شانه باشیاء متعدده که در بالا و پست واقع شده اند منبسط

العبد فلم تکلف برفع الصخرة العظیمة التی لا یقدر علی رفعها العبد بل کلف بما ہو الیسر علی العبد من الصلوات والسکنة
علی القیام والرکوع والسجود والقرءة المیسرة وکل ذلک یسیرة غایة الیسر وکذا الصوم مثلا فی نہایة السہولة والزکوة
ایضا کذلک اذ قدر بربع العشر ولم یقدر بالکل والنصف مثلا للثقل علی العباد من کمال الرافة جعل للمامور
خلفا ان العسر الاصل فجعل للوضوء خلفا ہو التیمم وکذا حکم بان من لم یقدر علی القیام صلی قاعدا ومن لم یقدر
علی القعود صلی مضطجعا وکذا من لم یقدر علی الرکوع والسجود صلی مومیا الی غیر ذلک مما لا یخفی علی الناظر فی الاحکام
الشرعیة بنظر الاعتبار والانصاف یجد تمام التکلیفات الشرعیة فی غایة الیسر ونہایة السہولة ویطالع کمال الرافة
منہ سبحانہ علی العباد فی صفحات صفحات التکلیفات ومصداق تحقیق التکلیفات تمنی العوام فی زیادة التکلیف
من المامورات فان بعضہم یتمنی الزیادة فی الصوم المفروض وبعضہم فی الصلوات المفروضات علی ہذا القیاس
وما ہذا التمنی الا لکمال التخفیف وعدم وجدان العسر فی اداء الاحکام للبعض مبنی علی وجود ظلمات نفسانیة و
کدورات طبعیة ناشیة عن ہوی النفس الامارة المتصفة بمعادات اللہ سبحانہ قال اللہ سبحانہ کبر علی المشرکین
ما تدعوہم الیہ وقال تعالی وانہا لکبیرة الا علی الخاشعین فکما ان مرض الظاہر موجب للعسر لاداء الاحکام کذلک
مرض الباطن ایضا موجب لذلک العسر وقد وردالشرع الشریف لابطال رسوم النفس الامارة ورفع ہوا جسہا
فہوی النفس ومتابعة الشریعة علی طرفی نقیض فلا جرم یکون وجود ذلک العسر دلیل وجود ہوی النفس فبقدر وجود
الہوی بقدر العسر فاذا انتفی الہوی کلیة انتفی العسر راسا واما کلام بعض الصوفیة المذکور سابقا فی
نفی الاختیار اوضعفہ فاعلم ان کلامہم ان لم یکن مطابقا باحکام الشریعة فلا اعتبار لہ اصلا فکیف یصلح للحجة
والتقلید وانما الصالح للحجة والتقلید اقوال العلماء من اہل السنة فما وافق اقوالہم من کلام الصوفیة نقبل وما
خالفہم لا نقبل علی انا نقول ان الصوفیة المستقیمة الاحوال لم یتجاوزوا الشریعة اصلا لا فی الاحوال ولا فی
الاعمال ولا فی الاقوال ولا فی العلوم والمعارف وتعلمون ان بقیة الخلاف مع الشریعة ناشیة عن سقم فی الحال
وخلل فیہ ولو صدق الحال ما خالف الشریعة الحقة وبالجملة خلاف الشریعة دلیل الزندقة وعلامة الالحاد وغایة ما فی الباب
ان الصوفی لو تکلم بکلام مخالف للشریعة ناش عن الکشف فی غلبة الحال وسکر الوقت فہو معذور وکشفہ غیر صحیح وغیر
صالح للتقلید ینبغی ان یحمل کلامہ ویصرف عن ظاہرہ فان کلام السکاری یحمل ویصرف عنہ ہذا ما تیسر
فی ہذا المقام بعون اللہ سبحانہ وحسن توفیقہ تعالی الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی مکتوب
دو صد و نود و ہم بملا محمد ہاشم صدور یافتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام

عرض یا فتم و در خارج جز تکیذات موجود ندیدم چون انجالت را بعرض اشرف رسانیدم فرمودند که مرتبهٔ فرق
بعد الجمع همین است و نهایت سیر تا اینجا است بیش ازین آنچه ور نهاده و استعداد او هر کس نهاده اند ظاهر میشود و
این مرتبه را مشائخ طریقت مقام تکمیل گفته اند باید دانست که این درویش را در مرتبهٔ اولی چون از سکر بصحو
آوردند و از فنا به بقا مشرف ساختند چون در هر ذره از ذرات وجود خود نظر کرد جز حق را نیافت و هر ذره
را مرات شهود او یافت از انمقام باز بحیرت بردند چون بخود آوردند حضرت حق سبحانه تعالی را با هر ذره از ذرات
وجود خود یافت نه در روی و مقام سابق نسبت باین مقام ثانی فرو دتر در نظر در آمد باز بحیرت بردند چون
بافاقت آوردند در غیر مرتبه حق را سبحانه نه متصل عالم یافت و نه منفصل نه داخل عالم و نه خارج نسبت معیت و
احاطه و سریان بنحیکه اول می‌یافت بالکلیه منتفی گشت مع ذالک بهان کیفیت مشهود شد بل کان محسوس
و عالم نیز درین وقت شهود بود اما با حق سبحانه ازین نسبت مذکوره هیچ نداشت باز بحیرت بردند چون بصحو
آوردند معلوم گشت که حق سبحانه و تعالی را بالعالم نسبتی است و راء این نسبت مذکوره و آن نسبت مجهول
الکیفیه است او تعالی مشهود شد به نسبت مجهول الکیفیه باز بحیرت بردند و نحوی از قبض درین مرتبه رو داد
چون باز بخود آوردند او تعالی مشهود گشت بغیر آن نسبت مجهول الکیفیه بطوریکه هیچ نسبت بعالم
ندارد نه معلوم الکیفیه نه مجهول الکیفیه و درین وقت عالم مشهود بود بهان خصوصیت و دران وقت علم خاص
عنایت شد که بسبب آن علم هیچ مناسبتی در میان خلق و حق تعالی نماند با وجود حصول هر دو شهود درین
وقت معلوم گردانیدند که این مشهود باین صفت باین تنزیه ذات حق است سبحانه تعالی عن ذلک
بلکه صورت مثالی تعلق تکوین اوست سبحانه که وراء او تعلقات کونی است معلوم الکیفیه باشد آن
تعلق یا مجهول الکیفیه هیهات هیهات شعر کیف الوصول الی سعاد و دونها قلل الجبال و دونهن حیوف
ای عزیز اگر قلم را در تفصیل احوال و تبیین معارف جاری سازم بتطویل انجامد و به اطناب کشد علی الخصوص
معارف توحید وجود عالم ظلیت اشیا اگر در بیان آیند جماعه که عمرها در توحید وجودی گذرانیده اند معلوم نمایند که
قطره از ان دریای بی نهایت حاصل نکرده اند عجب آنست که همان جماعت این درویش را از ارباب توحید
وجودی انکار ندو از علماء منکرین توحید می شمارند و از کوته نظری پنداشته اند که اصرار بر معارف توحیدی از
کمال است و ترقی از انمقام از نقص است بجز وی چند خود بخیر به عیب پسند ند بر عجم هنر بمستشهد آنجماعه در نشر
امر اقوال مشائخ ما تقدم است که در توحید وجودی واقع شده اند حضرت حق سبحانه و تعالی ایشان را انصاف

بینماید نفی انبساط باید کرد بعد ازان آن نور سیاه منبسط رو بانقباض آورد و تنگ شدن گرفت تا آنکه
بنقطه کشید فرمودند آن نقطه را هم نفی باید کرد بحیرت آمده همچنان کردم آن نقطه موهوم هم از میان زائل شد
و بحیرت انجامید که درانموطن حق سبحانه خود بخود داست چون بعرض رسانیدم فرمودند که همین حضور حضور نقشبندیه
است و نسبت نقشبندیه عبارت ازین حضور است و این حضور را حضور بے غیبت نیز میگویند و اندراج نهایت
در بدایت درین موطن صورت می بندد و حصول این نسبت مر طالب را درین طریق در رنگ اخذ کردن طالب نسبت
است در سلاسل دیگر اذکار و اوراد از پیر تا بران عمل نماید و پی به مقصود برد ع قیاس کن ز گلستان من بهار
مرا؛ و این نسبت عزیز الوجود بعد از دو ماه و چند روز از ابتدا از زبان تعلیم ذکر حاصل شده بود و بعد از متحقق
شدن این نسبت فنای دیگر که آنرا فنای حقیقی میگویند حاصل گشت و دل را آنقدر وسعت پیدا شد
که تمام عالم را از عرش تا مرکز زمین در جنب آن وسعت مقدار خردل قدرے نبود بعد ازان خود را و هر فرد
عالم را بلکه هر ذره را حق میدیدم جل و علا بعد ازان هر ذره عالم را فرادی فرادی عین خود دیدم و خود را عین
همه اینها تا آنکه تمام عالم را در یک ذره گم یافتم بعد ازان خود را بلکه هر ذره را بدانقدر منبسط و وسیع دیدم که تمام
عالم را بلکه اضعاف عالم را دران گنجایش باشد بلکه خود را و هر ذره را نورے یافتم منبسط که هر ذره ساریست
صور و اشکال عالم دران نور مضمحل و متلاشی بعد ازان خود را بلکه هر ذره را مقوم تمام عالم یافتم چون بعرض رسانیدم
فرمودند که مرتبه حق الیقین در توحید همین است و جمع الجمع عبارت ازین مقام است بعد ازان صور و اشکال عالم را
چنانکه اول حق می یافتم این زمان موهوم و هر ذره را که حق مییافتم بے تفاوت و بے تمیز همان ذره را موهوم یافتم
بغایت حیرت دست داد و درین اثنا عبارت فصوص که از پدر بزرگوار علیه الرحمة شنیده بودم بیاد آمد که فرموده است
ان شئت قلت انه ای العالم حق وان شئت قلت انه خلق وان شئت قلت انه حق من وجه وخلق من وجه وان شئت
قلت بالحیرة لعدم التمیز بینهما این عبارت فی الجمله مسکن آن اضطراب گشت بعد ازان در ملازمت ایشان
رفته عرض حال خود نمودم فرمودند که هنوز حضور تو صاف نشده است بکار خود مشغول باش تا تمیز موجود از موهوم
ظاهر شود و عبارت فصوص را که مشعر بر عدم تمیز بود خواندم فرمودند که شیخ بیان حال کامل نکرده است عدم تمیز
هم نسبت به بعضی ثابت است حسب الامر بکار خود مشغول گشتم حضرت حق سبحانه و تعالی بمحض توجه شریف
حضرت ایشان بعد از دو روز تمیز در موجود و موهوم ظاهر گردانید تا موجود حقیقی از موهوم متخیل ممتاز یافتم
و صفات و افعال و آثار که از موهوم مینمایند از حق سبحانه دیدم و این صفات و افعال را نیز موهوم

وثانی واصل منتهی است وواصل را رجوع نمی باشد بزرگی میفرماید ما رجع من رجع الا من الطریق ومن وصل
الیه لا یرجع باید دانست که صاحب وجود عدم هر چند در راه است اما از نهایت کار بحکم اندراج النهایة
فی البدایة آگاه است آنچه منتهی را در آخر میسر است خلاصهٔ آن این را در بدایت اجمالا حاصل است و این نسبت
چونکه در منتهی شمولی پیدا کرده است و عموم سیر البته آن در روحانیت و جسمانیت او حاصل گشته و در وجود
عدم مقصور بر خلاصهٔ قلب است ولو فی الجملة وان کان علی سبیل الاجمال لاجرم منتهی صاحب تفصیل است و
رجوع او بصفات جسمانیه ممتنع چه سریان آن نسبت در مراتب جسمانیه او را از صفات آن بر آورده است و
فانی ساخته و این فنا موهبت محض است و رجوع از موهبت محض لایلیق بجناب قدسه تعالی و تقدس
بخلاف صاحب وجود عدم که این سر ایست در حق او مفقود است چون این مراتب تابع قلب اند آن
نسبت بطریق تبعیت در ینها نیز فی الجملة ساری شده است و از صورت باز داشته مغلوب ساخته لیکن تا
فنا و زوال نرسانیده فیمکن الرجوع منه اذ المغلوب قد یغلب بعروض بعض العوارض ولحوق بعض الموانع و
الزائل لا یعود کما مر بدانکه بعضی از مشائخ این سلسلهٔ علیه قدس الله تعالی ارواحهم بر استهلاک و اضمحلال
مذکور و بقائیکه بران مترتب است اطلاق فنا و بقا کرده اند و تجلی ذاتی و شهود ذاتی نیز در ینمرتبه اثبات نموده
و این باقی را واصل گفته اند و یاد داشت که عبارت از دوام آگاهی است بجناب قدس حق سبحانه نیز
درینجا متحقق میدانند و کل ذلک باعتبار اندراج النهایة فی البدایة والا فالفناء والبقاء لا یکونان الا
للمنتهی هو الواصل والتجلی الذاتی مخصوص به و دوام الحضور مع الله سبحانه لا یکون الا للمنتهی الواصل
اذ لا رجوع له اصلا اما اطلاق اول هم باعتبار مذکور صحیح است و منتهی بر وجه وجیه ازین قبیل است فنا و بقا و
تجلی ذاتی و شهود ذاتی و وصل و یاد داشت در کتاب نفحات حضرت خواجه احرار قدس الله تعالی سره الاقدس
واقع است عزیزے میفرمودند که بنای آن کتاب و مکتوبات و رسائل است بعضی از مخلصان ایشان و رعایت
معرفت من ارسلت الیه است کلموا الناس علی قدر عقولهم در انجا مرعی است و نیز ازین قبیل است رسالهٔ
سلسلة الاحرار که بطریق کلام حضرت خواجه احرار واقع شده است و رباعیات مشرحه که حضرت خواجه ما
مؤید الدین ارضی شیخنا و مولانا محمد الباقی سلمه الله تعالی نوشته اند و این بقا را بلکه بر بقائیکه در جهت جذبه پیدا
شود آنرا در توحید وجود است لهذا البعضے از مشائخ حق الیقین را بر نهجی بیان کرده اند که مآلش به توحید وجودی است
و بعضی را همین بیان در اشتباه انداخت که حق الیقین ایشان عبارت از تجلی صوری است و کار که بطبعیت و تشتت

دہا و از کجا دانستہ اند کہ آن مشائخ را از انمقام ترقی واقع نشدہ است و محبوس آنمقام ماندہ اند سخن در
نفس حصول معارف توحیدے نیست کہ آن البتہ واقع است بلکہ سخن در ترقی از انمقام است اگر صاحب
ترقی را منکر توحید گویند و بران اصطلاح بہ بندند چہ مناقشہ است بر سر اصل سخن رویم و گوییم کہ چون قلیل را
بر کثیر دلالت است و قطرہ را بہ بحر غدیر اشارۃ اقتصار بر قلیل نمودم و اکتفا بقطرہ ای برادر چون حضرت خواجہ
مرا کامل مکمل دانستہ اجازت تعلیم طریقہ فرمودند و جمعی از طالبان را حوالہ من نمودند مرا در انوقت در کمال و تکمیل خود
ترددی بود فرمودند جای تردد نیست کہ مشائخ عظام این مقامات را مقام کمال و تکمیل فرمودند اگر ترددی
درین مقام پیدا شود در تردد ے در کمالیت آن مشائخ لازم آید حسب الامر شروع در تعلیم طریقت نمودم توجہات
در کار طالبان مرعی ساختم و در مسترشدان اثرہاے عظام محسوس شد حتی کہ کار سنین بساعات قرار یافت
یک چندے باین امر سرگرمی داشتم آخر الامر باز علم بہ نقص خود پیدا شد و ظاہر ساختند کہ تجلی ذاتے
برقے کہ اکابر مشائخ آنرا نہایت گفتہ اند ہیچ درین راہ پیدا نشد و سیر الی اللہ و سیر فی اللہ نیز معلوم نشد کہ
چیست پس از تحصیل امثال این کمالات چارہ نبود این زمان علم بہ نقص خود مبرہن گشت طالبانی کہ در
گرد من بودہ اند جمع کردہ حدیث نقص خود گفتم و وداع ہمہ را ساختم اما طالبان ہمین معنی را بر تواضع محمول داشتہ
از انچہ داشتند بر نگشتند بعد از چندگاہ حضرت حق سبحانہ و تعالی احوال منتظرہ را محصل گردانید بصدقہ حبیبہ علیہ و
آلہ الصلوات والتسلیمات بدانکہ حاصل طریقہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالی اسرارہم اعتقاد اہلسنت
و جماعت است و اتباع سنت سنیہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ و اجتناب است
از بدعت و ہواے نفسانیہ و عمل بعزیمت امور مہما امکن و احتراز از عمل بہ رخصت و استہلاک و
اضمحلال است اولا در جہت جذبہ و این استہلاک را بعدم تعبیر کردہ اند و بقائے کہ درین جہت پیدا
شود بعد از تحقق این استہلاک معبر بوجود عدم است یعنی وجودے و بقاے کہ مترتب است بر عدم
استہلاک است و این استہلاک و اضمحلال نہ عبارت از غیبت از حس است بلکہ با این استہلاک بعضی را
غیبت از حس اتفاق افتد و بعضی دیگر را نہ و صاحب این بقا ممکن است کہ بصفات بشریت رجوع کند و
باخلاق نفسانیہ عود نماید بخلاف بقائیکہ بر فنا مترتب است کہ عود از ان جائز نیست تواند بود کہ حضرت خواجہ
بزرگ قدس اللہ تعالی سرہ الاقدس ہمین معنی فرمودہ باشد کہ وجود عدم بوجود بشریت عود میکند اما وجود فنا
بوجود بشریت ہرگز عود نمی کند چہ باقی ببقاء اول ہنوز در راہ است و رجوع از راہ ممکن است

ازان اسم نیز عروج میفرمایند و ترقیات بی نهایت الا ماشاء الله مینمایند شعر ومن بعد هذا ما یدق صفاته
وما کتمه احظی لدیه واجمل ۞ هرچند واصلان سائر ارباب سلوک در جهت ثانی با ایشان مشارک اند و بفنا
فی الله و البقاء به متحقق لیکن مسافتی که ارباب سلوک بریاضات و مجاهدات قطع میکنند و در ازمنه طویله
بمنتهای آن میرسند اکابر این خانواده بزرگ بالتذاذ دولت شهود و ذوق یافت مقصود آن مسافت
را بزمان قلیل قطع میفرمایند و بکعبه مطلوب میرسند و بعد از رسیدن ترقیات بی نهایت مینمایند که منتهیان
ارباب سلوک ازان ترقی و قرب قلیل النصیب اند چه تقدم جذبه بر سلوک نحوی از معنی محبوبیت میطلبند تا
مراد نباشد جذبه نمیکنند و چون بکشند هر آئینه نزدیکتر افتند و قرب بیشتر پیدا کنند از خواسته شده و ناخواهنده
فرق بسیارست ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم ۞ مثنوی ۞ عشق معشوقان نهانست و ستیر ۞
عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر ۞ لیک عشق عاشقان تن زه کند ۞ عشق معشوقان خوش و فربه کند ۞
اگر گویند که مرادان سلاسل دیگر هم درین ترقی و قرب شریک اند چه جذبه بر سلوک شان مقدم است پس مزیت این طریق
بر طرق دیگر چه باشد و اقرب طرق برای چه گفته شود جواب آنست که طرق دیگر موضوع از برای حصول این معنی نیستند
بلکه بعض ایشانرا بر سبیل اتفاق این دولت دست میدهد و این طریق موضوع از برای حصول این دولت است و
یادداشت که در عبارات اکابر این سلسله علیه واقع میشود بعد از تحقق هر دو جهت جذبه و سلوک صورت می بندد
و نهایت گفتن اورا باعتبار نهایت مراتب شهود و آگاهیست والا نهایت مطلق وراء الوراست تفصیلش
آنست که شهود یا در مرآت صورتست یا در معنی یا وراء صورت و معنی این شهود بی پرده را برقی گفته اند یعنی
حصول آن شهود کالبرق است باز در پرده میشود و همین شهود اگر بمحض فضل یزدی جل سلطانه دوام پذیرد و تمام
از ضیق پردها برآید تعبیر از آن بیادداشت میفرمایند که حضور بی غیبت است چه هرگاه مشهود در پرده آمد غیبت
متحقق گشت مادام که دوام بی پردگی پیدا نکند نام یادداشت بران اطلاق نمیشود اینجا دقیقه ایست باید دانست
که مر هر واصل را رجوع نباشد و آگاهیش دائمی است اما سریان آن نسبت در کلیه و کالبرق است بخلاف محبوبانی که جذبه
بر سلوک شان مقدم است این سریان دائمی است و کلیه ایشان حکم سر گرفته است و کار سر میکنند کما مرت الاشارة الیه
لانت اجسادهم کما لانت ارواحهم حتی صارت ظواهرهم بواطنهم وبواطنهم ظواهرهم پس لاجرم غیبت را در آگاهی ایشان
گنجایش نباشد پس آن نسبت فوق همه نسبتها باشد و بهمین معنی در کتب و رسائل این حضرات آن عبارت شایع
است چه نسبت عبارت از آگاهی است و نهایت مراتب آگاهی آنست که بی پرده میسر شود و دوام پذیرد و مشائخ

انجامید و حق آنست که این حق الیقین ایشان در جهت جذبه پیدا شده است و این معرفت مناسب
آن مقام است تجلی صوری چیزی دیگر است کما لا یخفی علی اربابه و شهود وحدت در مرأت کثرت بنحویکه مرأت بتمام
مختفی شود و شهود جز بوجهه باقی هیچ نماند آن مقام را بیادداشت مناسب باصطلاح اطلاق یادداشت برین مرتبه کرده اند
و این را تجلی ذاتی و شهود ذاتی نیز میگویند و این مقام را مقام احسان میفرمایند و آن گم شدن را بوصل معبر ساخته
ع تو در وگم شو وصال اینست و بس ؛ و این اصطلاح مخصوص است بحضرت ناصر الدین خواجه عبید الله از مشائخ
متقدمین این سلسله هم کسی باین اصطلاح تکلم نفرموده است ع هرچه خوبان کنند خوب آید ؛ از کلمات قدسی
سمات ایشانست که زبان مرأت دل است و دل مرأت روح و روح مرأت حقیقت انسانی و حقیقت انسانی
مرأت حق سبحانه تعالی الحقائق غیبیه از غیب ذات قطع مسافات بعیده کرده بزبان می آید و آنجا صورت لفظی
پذیرفته بمسامع مستعدان حقائق میرسد و نیز فرموده اند بعضے اکابر را که ملازمت کردم دو چیز مرا کرامت کردند
یکے آنکه هرچه نویسم جدید بود نه قدیم دویم آنکه هرچه گویم مقبول بود نه مردود و ازین کلمات قدسیه بزرگی ایشان
و علو منزلت معارف شان مفهوم میگردد و واضح میگردد که ایشان دران سخنان در میان نیستند و مرآتے
بیش نیند و الله سبحانه اعلم بحقیقة الحال و ما عنده و من علو درجته و منزلته کماله این مثنویات را مناسب حال
خود میخوانند مثنوی هر کسی از ظن خود شد یار من ؛ از درون من نجست اسرار من ؛ سر من از ناله من دور
نیست ؛ لیک گوش و چشم را این نور نیست ؛ این حقیر شمه از حقیقت علوم و معارف ایشان در آخر
این مکتوبات باندازه فهم قاصر خود خواهد نوشت و الامر عند الله سبحانه و اگر حق سبحانه بکمال عنایت خویش
بعضے ایشان را بعد از حصول آن جذبه و تمامی الجهة بدولت سلوک مشرف گرداند بمدد جذبه مسافت بعید را که
تقدیر به پنجاه هزار ساله راه کرده اند در کریمه تعرج الملائکة و الروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة
رمزیست باین تقدیر باندک مدت تواند قطع نمود و بحقیقت فنا فی الله و البقاء بالله تواند رسید منتهای سلوک
تا نهایت سیر الی الله است که بفنای مطلق معبر است بعد ازان باز مقام جذبه است که بالسیر فی الله و البقاء
بالله تعبیر کرده اند سیر الی الله عبارت از سیر تا اسمی است که سالک مظهر آنست که سیر فی الله سیر دران اسم است
چه هر اسم جامع اسماء بی نهایت است پس سیر دران نیز بے نهایت باشد و این روش را در مقام معرفت خاص
است و درین نزدیکے ذکر خواهد یافت ان شاء الله تعالی و این اسم در مراتب عروج فوق عین ثابته است زیرا که عین
ثابته سالک ظل همان اسم است و صورت علمیه آن جماعة که بفضل ایزدی جل شانه مخصوص اند

مشهورست در عبارات ایشان واقع میشود که اقرب طرق طریقهٔ علیهٔ علائیه است هر چند اصل این جذبه از
حضرت خواجه نقشبندست اما وضع طریق از برای تحصیل مخصوص آن بخواجه علاء الدین ست قدس الله
تعالی اسرارهما والحق که این طریق کثیر البرکت ست اندک این طریق نافع تر از بسیار طرق دیگر آنست تا این وقت
خلفای مشائخ خانوادهٔ علائیه واحراریه باین دولت عظمی بهره مند اند وطالبان ازین راه تربیت
میفرمایند حضرت خواجه احرار باین دولت عظمی از خدمت مولانا یعقوب چرخی علیهما الرضوان که
از خلفای حضرت خواجه علاء الدین رسیده است نوع اول از جذبه که بحضرت صدیق رضی الله تعالی
عنه منسوب است طریق علیحده از برای حصول آن موضع ست وآن طریق وقوف عددی ست سلوکیکه بعد
از حصول این جذبه متحقق میشود هم دو نوع ست بلکه انواع ست نوعیست که حضرت صدیق رضی الله
تعالی عنه از ان طریق بمقصود پیوسته اند وحضرت رسالت خاتمیت علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة
نیز ازهمین خانه جذبه بهمین طریق رسیده اند وحضرت صدیق رضی الله تعالی عنه بجهت کمال اخلاص که بآنسرور
داشتند وفانی در ایشان بودند از میان سائر اصحاب رضوان الله تعالی علیهم اجمعین باین خصوصیت طریق
مخصوص گشته اند وهمین نسبت جذبه وسلوک تا بحضرت امام جعفر صادق بهمین خصوصیت رسیده وچون
والدهٔ امام از اولاد کرام حضرت صدیق است رضی الله تعالی عنهم امام باعتبار این هر دو فرمودند ولدنی ابوبکر
مرتین وچون حضرت امام از آبای کرام خود هم نسبتی جدا گرفته اند جامع این هر دو طریق گشته اند وآن جذبه را
با سلوک ایشان جمع فرمودند وباین سلوک بمقصود پیوستند وفرق درمیان این هر دو سلوک آنست که
سلوک حضرت امیر سیر آفاقی قطع میشود وسلوک حضرت صدیق بآفاقی چندانی تعلق ندارد بآن نمیاید
که تقی از خانه جذبه کنده باشند وبمطلوب رسانیده در سلوک اول تحصیل معارف ست ودر ثانی غلبهٔ محبت
لاجرم حضرت امیر باب مدینهٔ علم آمد وحضرت صدیق قابلیت خلت آنسرور علیه الصلوة والسلام پیدا
کرد قال علیه الصلوة والسلام لو کنت متخذا احدا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا وحضرت امام باعتبار جانب معیت
جذبه که مبنای آن محبت ست بجهت سلوک آفاقی که منشاء علوم ومعارف ست نصیبی وافر از محبت ومعرفت
حاصل کردند بعد از ان امام این نسبت مرکبة الطریق ودیعت بسلطان العارفین قدس الله تعالی سره سپرده اند
گویا این بار امانت را بر پشت ایشان نهاده اند تا بتدریج باهل آن برسد وروی توجه شان جانب دیگر ست پیش از تحمل
آن امانت بآن نسبت مناسبت ندارند ودرین تحمیل نیز حکمتهاست هر چند حاملان ازین نسبت قلیل النصیب اند

این طریقه که این نسبت را بخود مخصوص میدانند باعتبار وضع طریق ست ازبرای حصول آن دولت کما مر والا
بعضے اکابر سلاسل دیگر را هم اگرچه میسر شود جائز ست بلکه واقع شده که اکابر اهل الله شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس
الله تعالی سره ازین آگاهی رمزے مینماید و از استاد خود تحقیق آن میفرماید آنجا که میپرسد که این حدیث دائمی
باشد استاد در جواب میفرماید نباشد شیخ باز تکرار آن مسئله مینماید و همان جواب میابد و مرتبه سوم باز تکرار آن
سوال میکند استادش در جواب میفرماید که اگر باشد نادر باشد شیخ برقص درآمده وگفته که این از آن نادرها ست و
آنکه گفته بودم که نهایت مطلق در ارالورا رست بیانش آنست که بعد از تحقق این آگاهی اگر عروجی واقع
شود در گرداب حیرت می افتد و این آگاهی را در رنگ سائر مراتب عروج واپس میگذارد و همین حیرت ست که
مسمے بحیرت کبرے ست که مخصوص باکابر ست کما وقع فی کتب القوم بزرگے درین مقام میفرماید ؎ حسن تو مرا کرد
چنان زیر و زبر ٭ کز خال وخط و زلف توام نیست خبر ٭ دیگرے میفرماید ؎ عشق بالاے کفر و دین دیدم ٭
برتر از شک و از یقین دیدم ٭ کفر و دین و یقین و شک هر چار ٭ همه با عقل همنشین دیدم ٭ چون گذشتم ز عقل
صد عالم ٭ چون بگویم که کفر و دین دیدم ٭ هر چه هستند سد راه تواند ٭ سد اسکندری همین دیدم ٭ عزیزی دیگر
میفرماید ؎ لا و هوزان سرای روز بهی ٭ باز گشتند جیب و کیسه تهی ٭ بعد از حصول این حیرت مقام معرفت ست
تا کرا باین دولت مشرف سازند و بحصول ایمان حقیقی بعد از کفر حقیقی که مقام حیرت ست بنوازند نهایت
مطلوب محققان درین ایمان ست و مقام دعوت و کمال متابعت حضرت صاحب شریعت علیه الصلوة
والسلام که ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی درین مقام ست که آن سرور دین و دنیا علیه الصلوة والسلام
این ایمان را میطلبد و میفرماید اللهم اعطنی ایماناً صادقاً ویقیناً لیس بعده کفر و از کفر حقیقی که مقام حیرت
است استعاذه میفرماید که اعوذ بک من الفقر والکفر این مرتبه مراتب نهایت حق الیقین ست اینجا علم و عین
حجاب یکدیگر نیستند شعر فطوبی لارباب النعیم نعیمها ٭ وللعاشق المسکین ما یتجرع ٭ باید دانست ارشدک الله
تعالی که جذبه این عزیزان دو نوع است نوع اول که از حضرت صدیق اکبر رسیده و بهمین اعتبار طریق ایشان
منسوب بآنحضرت است رضی الله تعالی عنه و حصول آن متوجه بوجه خاص ست که قیوم جمله موجودات ست و
استهلاک و اضمحلال دران نوع دوم که مبدا ظهور آن درین طریق حضرت خواجه نقشبند و آن از راه معیت ذاتیه میخیزد
و آنجذبه از حضرت خواجه بخلیفه نخستین ایشان خواجه علاؤالدین رسیده و چون ایشان قطب ارشاد وقت خود
بودند ازبرای حصول آن قسم جذبه نیز طریقے وضع کردند آن طریق در خلفای خانواده ایشان بطریق علائیه

واقع اخلاق نا مرضیه سید الطائفه جنید البغدادی باین دولت مستسعد شده بود و باین منزلت که مشرف
گشته نسبت قطبیت ایشان را از شیخ سری سقطی حاصل شده بود و نسبت فردیت از شیخ محمد قصاب از
سخنان قدسی نشان ایشانست مرقوم میدانند که من مرید سری ام من مرید محمد قصابم نسبت فردیت را
غالب ساخته نسبت قطبیت را فراموش کرده در جنب آن معدوم دانسته است بعد از خلفای حضرت خواجه نقشبند
چراغ این خاندان بزرگ حضرت خواجه احرار بودند جذبه خواجها را اتمام نموده متوجه سیر آفاقی گشتند و تا اسم سیر
را رسانیده بی آنکه در اسم در آمده استهلاک وفنا دران پیدا کنند باز بجانب جذبه در آمدند و استهلاک و
اضمحلال خاص در همین جهت پیدا کردند و بقای هم در همین جهت یافتند بالجمله شان عظیم در جذبه داشتند و
علوم و معارف که از فنا و بقا دست میدهد ایشان را در همین مقام میسر شد اگرچه در علوم بواسطه تغایر جهتین
تفاوت پیداست یکی از تفاوتها اثبات توحید وجود ست و عدم آن و همچنین ست اثبات اموریکه مناسب توحید
مذکور اند من الاحاطة والسریان والمعیة الذاتیات وشهود الوحدة فی الکثرة مع اختفاء الکثرة بالکلیة بحیث
لا یرجع کلمة انا علی السالک اصلا وامثال ذلک بخلاف العلوم التی تترتب علی البقاء الذی بعد الفناء
المطلق فانها لیست کذلک بل علومهم مطابقة لعلوم الشریعة بحقیقیة غیر محتاجة الی التمحلات والتکلفات
والاسولة والاجوبة بالجمله بقائیکه در جهت جذبه ست هر نوع جذبه که باشد از سکر بیرون نمی آرد و در صحو نمی آرد
لهذا با وجود بقا انا بر باقی رجوع نمیکند و اشارت باو نمی افتد چه در جذبه غلبه محبت ست و غلبه محبت را سکر لازم
ست پس بهیچ وجه سکر از وی منفک نشود پس ناچار علوم آن نیز سکر آمیز باشند کالقول بوحدة الوجود فان مبناها
علی السکر وغلبة المحبة بحیث لا یبقی فی نظره الا المحبوب فیحکم بنفی ما سواه واگر بصحو می آمد شهود محبوب مانع شهود
ما سوا او نمیشد و حکم بوحدت وجود نمیکرد و بقائیکه بعد از فنای مطلق و نهایت سلوک ست منشاء صحو و مدار
معرفت ست سکر را در ان موطن مدخلی نیست آنچه از سالک در حالت فنا گم شده بود همه رجوع کرده اما منصبغ برنگ
اصل وهو المعنی بالبقاء بالله پس ناچار در علوم شان سکر را مجال نباشد پس علوم ایشان مطابق علوم انبیا باشد
علیهم الصلوات والتسلیمات والبرکات الی یوم الدین ایضا از عزیزی شنیده ام که حضرت خواجه نسبتی از آبای
مادری خود که صاحب غربیه بودند و جذبه های قویه داشتند نیز حاصل کرده بودند و از مقام اقطاب اثنا عشر
که تائید دین بایشان مربوط ست و در محبت شان عظیم دارند حضرت خواجه را نصیب وافر بود تائید
شریعت و نصرت دین ایشان را از انجا بود و شمه از احوال گرامی ایشان بالا مذکور شده است بعد ازان

اما این نسبت را از انوار آن بزرگوار نصیبے وافرست مثلاً نوعی از سکر که درین نسبت مندرج ست از آثار
انوار سلطان العارفین ست آن سکر مبتدیانرا از حس غائب میسازد و از هوش می برد بعد ازان بتدریج رو
باستتارے آرد و باعتبار غلبهٔ صحو این نسبت در مراتب صحو مندرج میگردد در ظاهر صحو ست و در باطن سکر
این بیت در بیان حال ایشان ست ؎ از درون شو آشنا و از برون بیگانه وش ٭ اینچنین زیبا روش
کم میبود اندر جهان ٭ علی هذا القیاس از هر بزرگے نورے فرا گرفته تا باهل خود رسیده و آن عارف
ربانی حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی ست که سر حلقهٔ سلسلهٔ حضرات خواجهاست قدس الله تعالیٰ
اسرارهم درین وقت باز این نسبت علیه از سر طراوت گرفته در عرصهٔ ظهور آمد بعد از ایشان درین سلسله
جانب سلوک آفاقے باز مختفی شد بعد حصول جذبه براهها دیگر سلوک نمودند و عروج پیدا کردند تا
زمانیکه حضرت خواجه نقشبند قدس الله تعالیٰ سره الاقدس بعالم ظهور آمدند آن نسبت بآن جذبه و سلوک
آفاقے باز ظاهر گشت و بآن هر دو جهت جامع کمال معرفت و محبت گشتند با وجود آن یک قسم جذبه دیگر را
که از راه معیت میخیزد نیز ایشانرا عطا فرمودند چنانکه بالا گذشت و از کمالات ایشان نصیبے وافر نائب مناب
ایشان اعنی خدمت خواجه علاء الحق والدین را حاصل گشت و بدولت هر دو جذبه و سلوک آفاقی مشرف گشتند و
بمقام قطب ارشاد رسیدند و همچنین خدمت خواجه محمد پارسا از کمالات ایشان بهره تمام یافتند و حضرت
خواجه در آخر حیات در حق ایشان فرمودند که هر که میل دیدن من کند محمد را به بیند و نیز از ایشان منقول است که
میفرمودند مقصود از وجود بهاء الدین ظهور محمد ست و خدمت خواجه پارسا با وجود این کمالات نسبت فردیت
مولانا عارف ریوگری ست در آخر حیات خود عطا فرمودند و غلبهٔ همین نسبت ایشانرا مانع شیخی و تکمیل طلبه
گشت والا در کمال و تکمیل درجهٔ علیا داشتند حضرت خواجه نقشبند در شان ایشان فرمودند اگر او شیخی کند عالم از وے
منور شود و مولانا عارف این نسبت فردیت را از مولانا بهاء الدین که پدر شان بود یافته بودند باید دانست که نسبت فردیت
با تمام رو بحق ست سبحانه و بشیخی و تکمیل و دعوت کارے ندارد و اگر آن نسبت با نسبت قطب ارشاد که مقام دعوت
و تکمیل خلق ست جمع شود باید دید که اگر نسبت فردیت غالب ست پلهٔ ارشاد و تکمیل درینصورت زبون ست والا
صاحب آن دو نسبت در حد اعتدال ست ظاهرش بتمام با خلق ست و باطنش بالکلیه با حق تعالیٰ و تقدس
درجهٔ علیا در مقام دعوت خلق صاحب این دو نسبت راست هر چند نسبت قطبیت ارشاد نیز تنها در دعوت کفایت
میکند الا این بزرگواران را درین مقام مرتبهٔ دیگر ست نظر ایشان شافی امراض قلبیه ست و صحبت شان

ایشان مغلوب آن حال اند پس هر آئینه معذور باشند ولا ایراد ولا طعن علی المضطر المعذور لیکن اینقدر میدانند که
فوق این معرفت دیگر ست و ورای این حال حالی دیگر متحقق محبوسان اینمقام از کمالات بسیار ممنوع اند و از مقامات
بیشمار محروم این حقیر قلیل البضاعت را بی آنکه ممارست بمعنی توحید نماید در ضمن مراقبات و اذکار بلکه بے آنکه
جد و جهد نماید بمحض فضل ایزدی در ملازمت هدایت و افاضت پناهی حقائق و معارف آگاهی مؤید الدین الرضی
شیخنا و مولانا محمد الباقی قدس الله تعالی سره الاقدس بعد از تعلیم ذکر و توجه و التفات ایشان در مقام قلب آورده
در این معرفت کشاده بودند و علوم و معارف اینمقام را فراوان عطا فرموده و دقائق این معارف را منکشف ساخته و تا
مدتی در اینمقام داشتند آخر الامر از کمال بنده نوازیها از مقام قلب بر آوردند درین ضمن آن معرفت که بزوال آورده رفته
رفته بتمام معدوم گشت مقصود از اظهار احوال خود آنست تا معلوم شود که این فقیر قوم را از روی کشف و ذوق انکار
آورده است نه از روی ظن و تقلید و معارف توحیدی که از بعضی اولیاء الله ظاهر شده اند در ابتدای احوال در مقام
قلب سر بر زده باشند پس هیچ نقص بایشان ازین راه لاحق نشود و این حقیر نیز در آن وقت رسائل در معارف توحیدی نوشته
است و چون آن نوشتها را بعضی یاران منتشر ساخته جمع آنرا متعسر دانسته آن رسائل را بحال خود گذاشته نقص و قدحی
لازم نمی آید که از آن مقام نگذرانند طائفهٔ دیگر از ارباب توحید آنانند که استهلاک و اضمحلال در شهود خود بر وجه اتم
پیدا کرده اند و همت ایشان آنست که در شهود همواره مضمحل و معدوم باشند و اثری از لوازم وجود ایشان ظاهر نشود و
رجوع آثار را بر خود کفر میدانند و نهایت کار نزد ایشان فنا و نیستی ست مشاهده را نیز گرفتاری میدانند بعضی از ایشان
میفرمایند اشتهی عدما لا اعود ابدا عدمی میخواهیم که هرگز او را وجود نبود ایشان اند مقتول محبت حدیث قدسی من
قتلته فانا دیته شان ایشان متحقق ست همیشه در زیر بار وجود اند و لمحه آسایش ندارند چه آسایش در غفلت ست بر
تقدیر دوام استهلاک غفلت را گنجایش نیست شیخ الاسلام هروی میفرماید کسیکه مرا یکساعت از حق سبحانه غافل سازد
امید ست که گناهان او را ببخشند وجود بشریت را غفلت در کار هست حق سبحانه تعالی از کمال کرم خویش هر یکی را از ایشان
باندازهٔ استعداد او باموری که مستلزم غفلت اند ظاهر ایشانرا بآن امور مشغول ساخته است تا آن بار وجود فی الجمله از ایشان
تخفیف یابد جمعی را بسماع و رقص الفت داده و طائفه را بتصنیف کتب و تحریر علوم و معارف شعار ساخته و گروهی
را ببعضی امور مباح مشغول داشته عبد الله اصطخری همراه سگبانان بصحرا میرفت شخصی از عزیزی سر آنرا پرسید
فرمود تا نفسی از بار وجود خلاص شود و بعضی را بعلوم توحید وجودی و شهود وحدت در کثرت آرام داد از آن بار ساعتی
بیاسایند ازین قبیله ست توحیدیکه از بعضی اکابر مشائخ نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم ظاهر شده است نسبت این

احیای طریقت این بزرگواران و اشاعت آداب این عزیزان علی الخصوص در ممالک ہندوستان کہ اہل آن از کمالات ایشان بے بہرہ بودند بظہور ارشاد و پناہی معارف آگاہی مؤید الدین الرضی شیخنا و مولانا محمد الباقی سلمہ اللہ تعالی متحقق گشت خواست کہ شمہ از کمالات ایشان نیز درین مکتوب درج نماید چون رضاے ایشان درین باب مفہوم نگشت از جرأت آن درین باب تقاعد نمود

مکتوب دو صد و نود و یکم بمولانا عبد الحی صدور یافتہ در بیان مراتب توحید وجودی و شہودی و معارف متعلقہ آنہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین بدان ارشدک اللہ تعالی کہ منشاء توحید وجودی جمعی را کثرت ممارست مراقبات توحید ست و تعقل معنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بلا موجود الا اللہ ظہور این قسم توحید بعد از تعمل و تامل و تخیل بواسطہ استیلای سلطان خیال ست کہ از کثرت مزاولت معنی توحید آن معرفت در متخیلہ نقش بستہ ہست و چون مجعول جاعل مجعول ست ہر آئینہ معلوم ست صاحب این توحید از ارباب احوال نیست چہ ارباب احوال ارباب قلوبند و از مقام قلب درینوقت خبر ندارد و علمی بیش نیست بلکہ علم را درجاتست بعضہا فوق بعض و جمعی دیگر را انشاء توحید وجودی انجذاب و محبت قلبی ست کہ ابتدا بیادگار و مراقبات کہ خالی از تخیل معنی توحید ست اشتغال نمودہ اند و بجد و جہد یا بمجرد سابقہ عنایت بمقام قلب رسیدہ اند و جذبے پیدا کردہ اند و درینمقام اگر برایشان جمال توحید وجودے ظاہر شود سبب آن غلبہ محبت محبوب خواہد بود کہ ماسوائے محبوب را از نظر شان مختفی ساختہ است و مستور گردانیدہ و چون ماسوائے محبوب را نمی بینند و نمی یابند لاجرم جز محبوب را موجود نمیدانند این قسیم توحید از احوال ست و از علت تخیل و شائبہ توہم پاک و مبرا و اگر اینجاعہ ارباب قلوب را ازہمان مقام بعالم باز گردانند محبوب خود را در ہر ذرہ از ذرات عالم مشاہدہ مینمایند و موجودات را مرایا و مجالی حسن و جمال محبوب میدانند اگر بمحض فضل خداوندے جل سلطانہ از مقام قلب برآمدہ متوجہ جناب قدس مقلب قلب گردند آن معرفت توحید کہ در مقام قلب پیدا شدہ بود رو بزوال می آرد ہر چند در معارج عروج صعود نمایند خود را از آن معرفت بے مناسبت تر یابند جمعی از اینہا تا بحد انکار و طعن برسند برار باب آن معرفت مثل رکن الدین ابو المکارم شیخ علاؤ الدولہ سمنانی و بعضی دیگر را بعد از زوال آن معرفت بہ نفی و اثبات آن کارے نمی ماند کاتب این سطور از انکار ارباب آن معرفت تحاشی مینماید و از طعن ایشان خود را دور میدارد و انکار و طعن را وقتی مجال باشد کہ ارباب آن حال را در ظہور آن حال قصدے و اختیارے باشد بے ارادہ ایشان این معنی در ایشان ظاہر شدہ است

میگردند پس ناچار عالم را عین شہود مینمایند یا در مرآت عالم آنرا جلوه میدہند تا ساعتی از ان بار تخفیف یابند منشاء این قسم اخیر توحید این حقیر را بطریق کشف و ذوق معلوم نبود ہمان دو وجه سابق را مید انست ظنی باین قسم داشت و لہذا در رسائل و مکتوبات ہمان دو وجه بلکه وجه دوم را نوشته است و توحید وجود را منحصر دران ساخته است لیکن چون بعد از رحلت ارشاد پناہی قبله گاہی بتقریب زیارت مزار شریف ببلدهٔ محروسهٔ دہلی اتفاق عبور افتاد روز عید بزیارت شریف ایشان رفته بود در اثنای توجه بمزار متبرک التفاتی تمام از روحانیت مقدسهٔ ایشان ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی نسبت خاصهٔ خود را که بحضرت خواجهٔ احرار منسوب بود مرحمت فرمودند چون آن نسبت در خود یافت بضرورت حقیقت این علوم و معارف را بطریق ذوق دریافت و معلوم گشت که منشاء توحید وجودی در ایشان انجذاب قلبی و غلبهٔ محبت نیست بلکه مقصود ازین معرفت تخفیف آن غایت ست تا مدتی اظہار این معنی را مناسب نمی دید اما چون در بعضی رسائل آن دو وجه سابق مذکور شده بودند مردم قلیل الدرایت از ان در توہم افتادند که ازین بیان تنقیص این دو اکابر لازم می آید که طریق ایشان طریق ارباب توحید ست باین توسل زبان فتنه انگیزی دراز کردند حتی که این توہم در بعضی طلاب قلیل الارادت باعث فتور احوال ایشان گشت بضرورت مصلحت در اظہار این قسم توحید دید و از برای استشہاد ذکر آن واقعه نیز مناسب دانسته در تحریر آورد درویشی از مخلصان خواجهٔ ما نقل کرد که میفرمودند مردم میدانند که ما از مطالعهٔ کتب ارباب توحید نسبتی فرا میگیریم نخین ست مقصود آنست که ساعتی خود را غافل سازیم این سخن مؤید کلام سابق ست فضیلت پناہی شیخ عبد الحق که از مخلصان حضرت خواجهٔ ماست نقل کردند که حضرت خواجه قبیل ایام رحلت میفرمودند که ما را به تعین الیقین معلوم شده است که توحید کوچهٔ تنگ ست شاه راه دیگر ست ہر چند پیش ازین ہم میدانستم اما این قسم یقین اکنون بظہور آمده است ازین سخن نیز مفہوم میشود که در آخر کار مشرب ایشان بتوحید مناسبت نداشت در ابتدای حال اگر این قسم توحید ہم ظاہر شده باشد باکی نیست بلکه بسیارے از مشائخ را در ابتدا این قسم بظہور آمده است و باخر کار ازان بر آمده اند ایضاً بعد از وصول بمقام جذبه نقشبندیه طریق حضرت خواجهٔ نقشبند و طریق حضرت خواجهٔ احرار از یکدیگر جداست و علوم و معارف نیز از ہمدگر جدا اند غلبهٔ توجه حضرت خواجهٔ احرار بعد ازان به نسبت باطنی اجداد مادری خود ست که پشت به پشت بزرگ آمده اند و این فنا نیستی که در بالا مذکور شد از لوازم نسبت آن بزرگواران ست این حقیر بواسطهٔ مصلحت ابنای این وقت از برای تربیت طالبان طریق حضرت

بزرگواران به تنزیه صرف میکشند بعالم وشهود در عالم کارے ندارند معارفیکه ارشاد پناهی حقائق ومعارف
دستگاهی ناصر الدین خواجه عبد الله مناسب علوم توحید وجودی وشهود وحدت در کثرت نوشته اند از قسم اخیر توحید
ست کتابت فقرات ایشان که مشتمل ست بر بعضی علوم توحید وجز آن منشاء علوم آن کتابت مقصود از ان
معارف استیناس والفت ایشانست بعالم وهمچنین ست معارف خواجه تا که در بعضی رسائل بر طبق کلام کتابت
فقرات تحریر یافته منشاء این علوم توحید نه جذبه ست ونه غلبه محبت وشهود ایشان را با عالم نسبتے نیست آنچه ایشان را
در عالم مینماید شبه ومثال شهود حقیقی ایشانست مثلاً شخصے گرفتار جمال آفتاب ست واز کمال محبت خود را در
آفتاب گم ساخته ست ونام ونشانے از خود نگذاشته همچنین گم شده را اگر خواهند باو باز دهند وانسی والفتے
درروی بما سوے آفتاب پیدا آرند تا ساعتے از شعشعان انوار آفتاب نفسی راست کنند ومی بیاساید
همان آفتاب را در مجالی این عالم وانمایند وبآن علاقه او را باین عالم انسی والتفاتی پیدا میسازند گاهی او را
مینمایانند که این عالم عین آفتابست وجز آفتاب هیچ چیز موجود نیست وگاهی در مرآت ذرات عالم جمال آفتاب را
مینمایند اینجا کسی سوال نکند که چون عالم نفس الامر عین آفتاب نباشد پس آنرا آفتاب وانمائیدن خلاف واقع باشد زیرا
که گوئیم افراد عالم بایکدیگر در بعضی امور اشتراک دارند ودر بعضی دیگر امتیاز حق سبحانه وتعالی بکمال قدرت خویش اموری که
باعث امتیاز اند بواسطه بعضی حکم ومصالح از نظر اینها مختفی میسازد واجزاے مشترک فقط مشهود مینمایند پس ناچار حکم
باتحاد یکدیگر میکنند پس آفتاب را نیز باین علاقه عین عالم مییابد همچنین حق را سبحانه با عالم هر چند فی الحقیقت هیچ
مناسبت نیست اما مشابهت اسمی مصحح این اتحاد میگردد مثلا حق سبحانه وتعالی موجودست وعالم هم موجود هر چند
فی الحقیقت درمیان این دو وجود هیچ مناسبت نیست وهمچنین او تعالی سمیع وعالم وبصیر وحی وقادر ومرید ست و
بعضے افراد عالم نیز باین صفات متصف اند هر چند صفات یکدیگر از همدگر جدا است اما چون خصوصیت وجود امکانی
ونقائص صفات محدثات را از نظر ایشان مستور ساخته اند اگر حکم باتحاد کنند گنجائش دارد واین قسم اخیر توحید اعلای
اقسام توحید ست بلکه فی الحقیقت ارباب این معرفت مغلوب این دارو نیند وسکر ایشان باعث این معرفت نشده است
بلکه این دارو بر ایشان از برای مصلحتے آورده اند وخواستند که بتوسل این معرفت ایشان را از سکر بصحو
آرند وتسلی دهند چنانچه جمعی را بسماع ورقص وطائفه را استعمال بعضی امور مباحه تسلیه داده اند باید دانست که همگنان
ایشان ازین طائفها ببعضے امور یکه مغائر مشهود ایشانست اشتغال مینمایند وتسلی میابند بخلاف این بزرگواران
بامرے که مغائر مشهود ایشانست التفات نمی نمایند ورام نمیگردند پس ناچار عالم را عین مشهود ایشان مینمایند ورام

طالبی را باین نحو پیر کامل مکمل دلالت فرمودند باید که وجود شریف او را مغتنم داند و خود را بتمام باو سپارد و سعادت خود را در مرضیات او داند و شقاوت خود را در خلاف مرضیات او شناسد بالجمله هوای خود را تابع رضای او سازد

در خبر نبوی است علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها لن یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به

بداند که رعایت آداب صحبت و مراعات شرائط از ضروریات این راه است تا راه افاده و استفاده مفتوح گردد

و بدونهما لا نتیجة للصحبة ولا ثمرة للمجلس بعضی از آداب و شرائط ضروریه در معرض بیان آورده میشود بگوش هوش باید شنید باید که طالب را باید که روی دل خود را از جمیع جهات گردانیده متوجه پیر خود سازد و با وجود پیر بی اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و در حضور او بغیر او التفات ننماید و بالکلیه خود متوجه او نشیند حتی که بذکر هم مشغول نشود مگر آنکه او امر کند و غیر از نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند نقل کرده اند از سلطان انوقت که وزیرش پیش او استاده بود اتفاقاً درین اثنا آن وزیر التفاتی بجانب جامهٔ خود کرده بند آنرا بدست خود راست میساخت درینحال نظر سلطان بران وزیر افتاد و دید که بغیر او متوجه است بزبان عتاب گفت که این را هضم نمیتوانم کرد که تو وزیر من باشی و در حضور من به بند جامه التفات نمائی باید اندیشید که هرگاه وسائل دنیا دنیه را آداب دقیقه درکار است وسائل وصول الله را بر وجه اتم و اکمل رعایت این آداب لازم خواهد بود و مهما امکن در جای نه ایستد که سایه او بر جامه یا بر سایهٔ او افتد بر مصلای او پا ننهد و در متوضای او طهارت نکند و بظروف خاصهٔ او استعمال نکند و در حضور او آب نخورد و طعام تناول ننماید و بکسی سخن نکند بلکه متوجه احدی نگردد و در غیبت پیر در جائی که او ست پا دراز نکند و بزاق و دهن بآنجانب نیندازد و هرچه از پیر صادر شود آنرا صواب داند اگرچه بظاهر صواب ننماید و هرچه میکند از الهام میکند و باذن کار میکند برین تقدیر اعتراض را گنجائش نباشد و اگرچه در بعضی صور در الهامش خطا راه یابد چه خطای الهامی در رنگ خطای اجتهادی است ملامت و اعتراض بران مجوز نیست و ایضاً چون این را محبتی به پیر پیدا شده است در نظر محب هرچه از محبوب صادر میشود محبوب نماید پس اعتراض را مجال نباشد و در کلی و جزئی اقتدا به پیر کند چه در خوردن و پوشیدن و چه در خفتن و طاعت کردن نماز را بطرز او باید ادا کرد و فقه را از عمل او باید اخذ نمود ۔

آنرا که در سرای نگاریست فارغ است ز باغ و بوستان و تماشاے لاله زاره

و هیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندهد اگرچه آن اعتراض بمقدار حبهٔ خردله باشد زیرا که اعتراض را غیر از حرمان نتیجه نیست و بی سعادت ترین جمیع خلائق عیب بین این طائفه علیه است نجانا الله سبحانه عن هذا البلاء العظیم و طلب خوارق و کرامات از پیر خود نکند اگرچه آن طلب بطریق خواطر و وساوس باشد

خواجه نقشبندیه اختیار کرده است و علوم و معارف آن طریق که بعلوم ظاهر شریعت بیشتر مناسبت دارند
در چنین زمان فاسد که ارکان شریعت در آن سستی تمام پیدا کرده اند ظهور آنها را مناسب دید تعیین همان طریق از
برای افاده طلبه نمود اگر حق سبحانه طریق احراریه را بتوسط این حقیر ترویج میخواست عالم را بآن انوار منور میساخت
چه انوار این هر دو بزرگواران را بطریق کمال عطا فرموده است و طریق تکمیل هر دو اکابر را واضح نموده ذلک فضل
الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم ؎ پادشاهیست که از عنایت خویش ٭ هر دو عالم بیک گدا بخشد
؎ اگر پادشه بر در پیرزن ٭ بیاید تو ای خواجه سبلت مکن ٭ بحکم و اما بنعمة ربک فحدث بعضی اسرار خفیه را
در معرض ظهور آورده است حق سبحانه و تعالی طالبان حق را از آن بهره مند گرداند هر چند میداند که منکران را
غیر از انکار نخواهد افزود اما مقصود افادهٔ طلاب است منکران از مبحث خارج اند و از مطمح نظر بیرون یضل به کثیرا
و یهدی به کثیرا ارباب بصیرت مخفی نیست که اختیار یک طریق برای مصلحتی فضیلت این طریق بر طریق دیگر
لازم نمی آید و نقص دیگر نمیکشد ؎ دروازهٔ شهر را توان بست ٭ نتوان دهن مخالفان بست ٭ مکتوب
دو صد و نود و دوم بشیخ حمید صد وریافت در بیان آداب ضروریهٔ مریدان و رفع شبهه بسم الله الرحمن
الرحیم الحمد لله الذی ادبنا بالآداب النبویة و هدانا بالاخلاق المصطفویة علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات
اتمها و اکملها بدانکه سالکان این راه از دو حال خالی نیستند مریدند یا مراد اگر مرادند طوبی لهم براه انجذاب
و محبت ایشانرا کشان کشان خواهند برد و بمطلب اعلی خواهند رسید و هر ادبی که در کار شود بتوسط یا بی توسط
تعلیم شان خواهد شد و اگر زلتی واقع شود زود متنبه خواهند فرمود و بر آن مواخذه نخواهند کرد و اگر
به پیر ظاهر احتیاجی داشته باشد بی سعی ایشان بآن دولت دلالت خواهند فرمود بالجمله عنایت ازلی
جل سلطانه متکفل حال این بزرگواران است بسبب و بی سبب کار ایشانرا خواهند کرد و الله یجتبی من یشاء و اگر
مریدند کار ایشان بتوسط پیر کامل مکمل دشوار است پیری باید که بدولت جذبه و سلوک مشرف شده باشد و
بسعادت فنا و بقا مستسعد گشته و سیر الی الله و سیر فی الله و سیر عن الله بالله و سیر فی الاشیاء بالله را
بانصرام رسانیده اگر جذبهٔ او بر سلوک او مقدم است و بتربیت مرادان مربی شده کبریت احمر است کلام او دوا است
و نظر او شفا احیای دلهای مرده بتوجه شریف او منوط است و تازگی جانهای فسرده بالتفات لطیف او مربوط
و اگر اینطور صاحب دولت پیدا نشود سالک مجذوب هم مغتنم است و تربیت ناقصان از و میسر می آید و بتوسط او دولت
فنا و بقا میسر شود ؎ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنه بس عالیست پیش خاک تود ٭ اگر بعنایت خداوندی جل سلطانه

تکمیل صناعت بتلاحق افکار ست اگر بریک کس ماندی زیادتی پیدا نه کردی نحو یکه در زمان سیبویه بوده است
امروز باختلاف آرا و تلاحق انظار صد چند زیادتی و کمال پیدا کرده است اما چون بنا را او نهاده است فضل
او راست الفضل للمتقدمین لیکن کمال نهایت را مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولهم خیر ام آخرهم حدیث نبوی است علیه و
علی آله الصلوٰة والسلام تذنیب لرفع شبهة بعض المریدین بدانکه گفته اند الشیخ یحیی و یمیت احیا و اماتت از لوازم
مقام شیخی ست مراد از احیا احیاء روحی ست نه جسمی و همچنین مراد از اماتت اماتت روحی ست نه جسمی مراد از حیوٰة و
موت فنا و بقاست که بمقام ولایت و کمال میرساند و شیخ مقتدا باذن الله سبحانه متکفل این هر دو امر است پس شیخ را
ازین احیا و اماتت چاره نباشد معنی یحیی و یمیت یبقی و یفنی احیا و اماتت جسمی را بمنصب شیخی کاری نیست شیخ مقتدا
حکم کاه ربا دارد هر کس را که با و مناسبت ست در رنگ خس و خاشاک در عقب او میدود و نصیب خود را از وی استیفا
مینماید خوارق و کرامات از برای جذب مریدان نیست مریدان بمناسبت معنویه منجذب میگردند و آنکه باین بزرگواران
مناسبت ندارد از دولت کمالات ایشان محروم ست اگرچه هزار معجزه خوارق و کرامات ببیند ابوجهل و ابولهب
را شاهد این معنی باید گرفت قال الله سبحانه فی حق الکفار و ان یروا کل آیة لا یؤمنوا بها حتی اذا جاؤک یجادلونک
یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین والسلام **مکتوب دو صد و نود و سوم** بشیخ محمد چتری
صدور یافته در جواب اسوله که پرسیده بود لی مع الله وقت در حدیث نبوی علیه و علی آله الصلوٰة والسلام آمده
است و ابوذر غفاری نیز همین را گفته وجه آن چه باشد و پرسیده بود که قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله حضرت شیخ
عبدالقادر قدس سره فرموده و دیگرے نیز همین را گفته حقیقت این معامله چیست و پرسیده که مراد از اولیا که قدم ایشان بر
گردن آنها نهاده بود اولیا همان عصر اند یا مطلقاً الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی صحیفهٔ شریفه که ارسال داشته بودند
بورود آن مبتهج و مسرور گردید چه نعمتی ست که دوستان حق جل و علا دور افتاده ها را یاد فرمایند اندراج یافته بود که
حضرت رسالت پناه علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات فرموده است لی مع الله وقت و حضرت ابوذر غفاری نیز همین
گفته و حضرت میران محی الدین گفته که پای من بر گردن همهٔ اولیا و دیگرے همین گفته است گاه گاه برین و لفظ غوثنا
میشود عنایت نموده نویسند که این دو سخن چه معنی دارد و درین دو چه فرق ست متوجه شده تمامی را واضح نوشته
که قریب بفهم این غریب باشد ارسال نمایند مخدوما این فقیر در رسائل خود نوشته است که آن سرور را وجود استمرار
وقت وقت نادر هم بوده است و آن وقت در حین ادای نماز بوده است الصلوٰة معراج المؤمنین شنیده باشند
وارحنی یا بلال شاهد است عدل در اثبات این مطلب و ابوذر غفاری بوراثت و تبعیت نیز باین دولت

هیچ شنیده که مومنی از پیغمبری معجزه طلب کرده باشد معجزه طلبان کفار اند و اهل انکار ؎ معجزات از بهر قهر
دشمن است ؛ بوی جنسیت پی دل بردنست ؛ موجب ایمان نباشد معجزات ؛ بوی جنسیت کند جذب صفات ؛
اگر شبهه پیدا شود در خاطر آنرا بی توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بر خود نهد و هیچ منقصت را بجانب پیر عائد
نسازد و واقعه که رو دهد از پیر پنهان ندارد و تعبیر وقائع از وطلب کند و تعبیری که بر طالب منکشف شود نیز عرض
نماید و صواب و خطا را از وی جوید و بر کشوف خود زنهار اعتماد نکند که حق با باطل درین دار ممتزج است و صواب با خطا
مختلط و بضرورت و بی اذن از وی جدا نشود که غیر او را برای گزیدن منافی ارادت است و آواز خود را بر آواز او بلند نکند و
سخن بلند با او نگوید که سوء ادب است و هر فیضی و فتوحی که برسد آنرا بتوسط پیر تصور نماید و اگر در واقع بیند که فیضی از مشائخ دیگر
رسیده است آنرا نیز از پیر داند و بداند که چون پیر جامع کمالات و فیوض است فیض خاص از پیر مناسب استعداد خاص
مرید ملائم کمال شیخی از شیوخ که صورت افاضه از وی ظاهر شده است بمرید رسیده است و لطیفه از لطائف پیر که
مناسب با آن فیض دارد بصورت آن شیخ ظاهر شده است بواسطه استیلای مریدان لطیفه را شیخ دیگر خیال کرده است و
فیض را از آن دانسته این مغالطه عظیم است حق سبحانه از زلت قدم نگاهدارد و بر اعتقاد و محبت پیر مستقیم دارد بحرمة سید البشر
علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات بالجمله الطریق کله ادب مثل مشهورست هیچ بی ادبی بخدا نرسد و اگر مرید در رعایت
بعضی از آداب خود را مقصر داند و در ادای ما ینبغی نرسد و اگر سعی هم نتواند از عهده بر آید معفوست اما از اعتراف
بتقصیر ناچار است و اگر عیاذا بالله سبحانه رعایت آداب نکند و خود را مقصر هم نداند از برکات این بزرگواران محروم
است ؎ هر که او روی به بهبود نداشت ؛ دیدن روی نبی سود نداشت ؛ آری مریدیکه ببرکت توجه پیر بمرتبه فنا و بقا برسد و راه
الهام و طریق فراست بر وی ظاهر شود و پیر آنرا مسلم دارد و بکمال او گواهی دهد آن مرید را میرسد که در بعضی امور الهامی به پیر خلاف
کند و بمقتضای الهام خود عمل کند اگرچه نزد پیر خلاف آن متحقق بود چه آن مرید درینوقت از ربقه تقلید بر آمده است و تقلید
در حق وی خطاست نمی بینی که اصحاب پیغمبر صلی الله علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات در امور اجتهادیه و در احکام غیر منزله
با آنسرور خلاف کرده اند و در بعضی اوقات صواب بجانب اصحاب ظاهر شده است کما لا یخفی علی ارباب العلم پس معلوم شد
که خلاف با پیر مرید را بعد از رسیدن بمرتبه کمال مجوز است و از سوء ادب مبراست بلکه اینجا همین دانسته و اگر نه
اصحاب پیغمبر علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات بکمال ادب مؤدب بوده اند غیر از تقلید امر دیگر نکرده و هذا ابو یوسف را
بعد از رسیدن بمرتبه اجتهاد تقلید ابی حنیفه رضی الله تعالی عنه خطاست صواب در متابعت رای خود است

نه رای ابی حنیفه قول مشهورست از امام ابو یوسف رح که ناظرت ابا حنیفة فی مسئلة خلق القرآن ستة اشهر شنیده باشد که

افضل باشد چه ولایت محمدی فوق جمیع ولایات انبیاست علی نبینا وعلیہم الصلوات والتحیات زیراکہ گوئیم
سرحلقۂ ولایت محمدیہ است کہ از راہ سر حاصل گشتہ است چنانکہ گذشت نہ سرحلقۂ مطلق آن و ازاینجا تا افضلیت
لازم آید یا آنکہ گوئیم سرحلقۂ مطلق ولایت محمدیہ بودن مستلزم افضلیت نیست زیراکہ تواند بود کہ دیگرے در
کمالات نبوۃ محمدیہ بطریق تبعیت و وراثت پیش قدم بود و فضلیت از راہ آن کمالات او را ثابت باشد جمعی از
مریدان حضرت شیخ عبدالقادر در حق شیخ غلو مینمایند و در محبت جانب افراط میگیرند و در رنگ محبان مفرط حضرت
امیر کرم اللہ وجہہ از فحوای کلمہ و کلام اجماعۂ مفہوم میشود کہ شیخ را ایشان از جمیع اولیاء ما تقدم و ما تأخر افضل
میدانند و غیر از انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات معلوم نیست کہ دیگری را بر حضرت شیخ فضل دہند این از افراط محبت است
اگر گویند آنقدر ظہور خوارق و کرامات کہ از شیخ بوجود آمدہ است از ہیچ ولی بظہور نیامدہ پس افضل او را باشد گوئیم کہ
کثرت ظہور خوارق بر افضلیت دلالت ندارد تواند بود کہ یکے بود کہ ہیچ خارقی از وی بظہور نیاید و افضل باشد از
آن کس کہ خوارق و کرامات از وی بظہور می آیند شیخ الشیوخ در عوارف بعد ذکر کرامات و خوارق مشائخ فرمودہ است

کل ہذہ مواہب اللہ سبحانہ وقد یکاشف بہا قوم ویعطی وقد یکون فوق ہؤلاء من لا یکون لہ شیء من

ہذا لان ہذہ کلہا تقویۃ للیقین ومن منح صرف الیقین لا حاجۃ لہ الی شیء من ہذہ الکرامات ودون ما ذکرنا
تجویز الذکر فی القلب و وجود ذکر الذات کثرت ظہور خوارق را دلیل بر افضلیت ساختن در رنگ آنست کہ کسی
کثرت فضائل و مناقب حضرت امیر را دلیل افضلیت او سازد بر حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہما کہ آنقدر فضائل
و مناقب از وی بظہور نیامدہ است ای برادر بشنو خوارق عادات بر دو نوع ست نوع اول علوم و معارف الہیست
جل سلطانہ کہ بذات و صفات و افعال واجبی جل و علا تعلق دارد و ورای طور نظر عقل ست خلاف معارف
معتادست کہ بندہ ہای خاص خود را بآن ممتاز ساختہ است و نوع ثانی کشف صور مخلوقات و اخبار از
مغیبات کہ بعالم تعلق دارد و نوع اول مخصوص باہل حق و ارباب معرفت ست و نوع ثانی شامل محق و
مبطل ست زیراکہ اہل استدراج را نیز نوع ثانی حاصل ست نوع اول نزد خدا جل و علا شرافت و اعتبار
دارد کہ باولیاء خود مخصوص ساختہ است و اعدا را در ان شرکت ندادہ و نوع ثانی نزد عوام خلائق
معتبر ست و در انظار ایشان معزز و محترم یعنی اگرچہ از اہل استدراج بظہور آید نزدیک ست کہ از
نادانی او را پرستش نمایند و بر رطب و یابس کہ او ایشانرا تکلیف نماید مطیع و منقاد او گردند بلکہ
محجوبان نوع اول را از خوارق نشمارند و از کرامات نمی شمرند خوارق نزد ایشان منحصر در نوع ثانی است

مشرف شده باشد چه کمل تابعان آنسرور را از جمیع کمالات او علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات بطریق وراثت نصیب وافر است و حظ کامل و آنچه حضرت شیخ عبد القادر فرموده قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و جمیع الاولیاء صاحب عوارف که مرید و مربای شیخ ابو النجیب سهروردی ست که از محرمان و مصاحبان حضرت شیخ عبد القادر بوده است این کلمه را از آن کلمات ساخته است که مشعر عجب اند که از مشائخ در بدایت احوال بواسطه بقایای سکر یافته اند و در نفحات از شیخ حماد دباس که از شیوخ حضرت شیخ است نقل کرده است که او بطریق فراست فرموده که این عجمی را قدمیست که در وقت وی برگردن همه اولیاء خواهد بود و هر آئینه مامور شود بآنکه بگوید قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و هر آئینه آنرا بگوید و همه اولیاء برگردن نهند بهر تقدیر حضرت شیخ در این کلام محق اند این کلام خواه از بقایای سکر از ایشان سر بر زده باشد و خواه مامور باشند باظهار این کلام چه قدم ایشان برگردنهای جمیع اولیاء آن وقت بوده است و جمیع اولیاء آن وقت بزیر قدم ایشان بوده اند لیکن باید دانست که این حکم مخصوص باولیاء آن وقت است اولیاء ما تقدم و ما تاخر از ین حکم خارج اند چنانکه از کلام شیخ حماد مفهوم میشود که قدم او در وقت وی برگردن همه اولیاء خواهد بود و نیز غوثے که در بغداد بوده است و حضرت شیخ عبد القادر و ابن سقا و عبد الله بزیارت او رفته بودند نه آن غوث بطریق فراست در حق شیخ گفته که می بینم ترا در بغداد که بمنبر بر آمدهٔ و میگوئی قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و می بینم اولیاء وقت ترا که همه گردنهاے خود را پست کرده اند اجلال و اکرام ایشان از کلام این بزرگ نیز مفهوم که آن حکم مخصوص باولیاء آن وقت بوده است در ینوقت نیز اگر کسی را حق سبحانه چشم بینا عطا فرماید ببیند چنانچه آن غوث دیده بود که گردنهاے اولیاء آن وقت زیر قدم وی اند و آن حکم تجاوز بغیر اولیاء آن وقت نکرده است در اولیاء ما تقدم آن حکم چگونه مجوز بود که شامل اصحاب کرام است که بیقین از حضرت شیخ افضل اند و در ما تاخر نیز چگونه متمشی شود که شامل حضرت مهدی ست که آنسرور علیه و علی آله الصلوة و السلام بقدوم او بشارت داده است و امت را بوجود او بشیر ساخته و او را خلیفة الله فرموده و همچنین اصحاب حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیه الصلوة و السلام که از انبیاء اولوالعزم ست از سابقانند و بواسطهٔ متابعت این شریعت ملحق باصحاب خاتم الرسل اند علیهم الصلوة و السلام از بزرگ متاخران این امت تواند بود که آن سرور فرموده باشد علیه و علی آله السلام لا یدری اولهم خیر ام آخرهم بالجمله حضرت شیخ عبد القادر را در ولایت شان عظیم ست و درجه علیا ست ولایت خاصهٔ محمدیه را علی صاحبها الصلوة و السلام و التحیة از راه سیر بنقطهٔ آخر رسانیده است و سر حلقهٔ آن دائره گشته ازینجا کسی توهم نکند که چون شیخ سر حلقهٔ دائرهٔ ولایت محمدیه بود باید که از همه اولیاء

بصفات ثمانیه واجب الوجود تعالی و تقدس تعلق دارد و در تحقیق مبادی تعینات انبیا علیهم الصلوات
والتسلیمات و مبادی تعینات سائر خلائق و لحوق جزئیات با کل خود و عدم جواز انتقال جزئیات بیک کلی
دیگر و در فرق میان تجلی و شهود انبیا و اولیا علیهم الصلوات والتسلیمات و در بیان حصول وصل عریان مر
کمل تابعان را با وجود توسط انبیا علیهم الصلوات والسلام و در تحقیق الفاظ محو و اضمحلال که در عبارت مشائخ
قدس الله اسرارهم واقع شده اند و ما یناسب ذلک صفات ثمانیه حقیقیه واجب الوجود تعالی و تقدس
که اول شان صفة الحیوة است و آخر شان صفت تکوین سه قسم اند قسمی است که تعلق آن بعالم غالب
است و اضافت آن بخلائق بیشتر کالتکوین ازینجاست که جمعی از اهل سنت و جماعت انکار وجود او نموده اند
و گفته اند که تکوین از صفات اضافیه است والحق انه من الصفات الحقیقیة الغالبة علیها الاضافة و
قسمی دیگر آنست که اضافت دارد اما کمتر از قسم سابق کالعلم والقدرة والارادة والسمع والبصر والکلام و
قسم ثالث اعلای اقسام ثلثه که آنرا هیچ وجه بعالم تعلق نیست و رائحه از اضافت ندارد کالحیوة این صفت
ام جمیع صفاتست و اصل همه آنها و اسبق کل و اقرب باین صفت صفة العلم است که مبدأ تعین خاتم الرسل
است علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات اتمها و صفات دیگر مبادی تعینات خلائق دیگر است و چون هر صفت
باعتبار تعلقات متعدده جزئیات دارد و مثل تکوین که آنرا باعتبار تعلقات شتی تخلیق و ترزیق و احیا و اماتت جزئیات
پیدا شده است و این جزئیات نیز در رنگ کلیات خود مبادی تعینات خلائق آمده و هر که مبدأ تعین
او کلی آمد تعینات دیگر که مبادی آنها جزئیات آن کلی است تابع آنکس خواهد بود و زیر قدم او زندگانی خواهند
نمود ازینجاست که میگویند فلانی زیر قدم محمد است و فلانی زیر قدم عیسی و فلانی زیر قدم موسی علیهم الصلوات
والتحیات و التسلیمات اتمها و اکملها و چون این جزئیات را بطریق سلوک ترقی واقع شود ملحق بکلیات خود
خواهند شد و شهود کلیات خواهد بود و فرق باصالة و تبعیت خواهد ماند و امتیاز متوسط و عدم توسط خواهد شد چه
تابع هرچه یابد و هرچه بیند بے توسط اصل ممکن نیست گاه باشد که تابع از قصور خود اصل را متوسط نه یابد اما فی الحقیقة
اصل درمیان تابع و شهود او حائل است نه حائلی که مانع شهود باشد بلکه باعث شهود در رنگ عینک
صاف و جائز نیست که جزئیات یک کلی ترقی نموده از کلی خود خروج کرده تحت کلی دیگر در آیند و مشهود
ایشان مشهود آن کلی دیگر شود مثلاً جماعه که زیر قدم موسی اند انتقال نموده زیر قدم عیسی داخل شوند
اما تواند بود که زیر قدم محمد آیند بلکه همیشه زیر قدم اویند علیه و علی آله الصلوة والسلام زیرا که

وکرامات بزعم این محجوبان مخصوص بکشف صور مخلوقاتست واخبار از مغیبات ایشان زہی بیخبردان
علمیکہ بہ احوال مخلوقات حاضر یا غائب تعلق دارد کدام شرافت وکرامت دروی حاصل ست بلکہ این
علم شایان ست کہ بجہل مبدل گردد تا نسیان از مخلوقات واحوال ایشان حاصل آید معرفت واجبی
ست حق تعالیٰ وتقدس کہ بشرافت وکرامت سزاوارست وباعزاز واحترام شایان ست ع پری نہفتہ
رخ و دیو در کرشمہ و نازہ بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست ؛ وقریب مما ذکرنا قال شیخ الاسلام
الہروی وامام الانصاری فی منازل السائرین وشارحہ والذی ثبت عندی بالتجربۃ ان فراسۃ
اہل المعرفۃ انما ہی فی تمییزہم من یصلح لحضرت اللہ جل وعلا ممن لا یصلح ویعرفون اہل الاستعداد الذین
اشتغلوا باللہ سبحانہ ووصلوا الی حضرۃ الجمع فہذہ فراسۃ اہل المعرفۃ واما فراسۃ اہل الریاضۃ بالجوع
والخلوۃ وتصفیۃ الباطن من غیر وصلہ الی جانب الحق تعالیٰ فلہم فراسۃ کشف الصور والاخبار
بالمغیبات المختصۃ بالخلق فانہم لا یخبرون الا عن الخلق لانہم محجوبین عن الحق سبحانہ واما اہل المعرفۃ
فلاشتغالہم بما یرد علیہم من معارف الحق تعالیٰ لا یکون اخبارہم الا عن اللہ تعالیٰ لما کان العالم اکثرہم
اہل انقطاع عن اللہ سبحانہ واشتغال بالدنیا مالت قلوبہم الی اہل کشف الصور والاخبار عما غاب من
احوال المخلوقات فعظموہم واعتقدوا انہم اہل اللہ خاصۃ واعرضوا عن کشف اہل الحقیقۃ واتہموہم فیما یخبرون
عن اللہ سبحانہ وقالوا لو کان ہؤلاء اہل الحق کما یزعمون لاخبرونا عن احوالنا واحوال المخلوقات و
اذا کانوا لا یقدرون علی کشف احوال المخلوقات فکیف یقدرون علی کشف امور اعلیٰ من ہذہ وکذبوہم بہذا
القیاس الفاسد وعمیت علیہم الانباء الصحیحۃ ولم یعلموا ان اللہ تعالیٰ قد حمی ہؤلاء عن ملاحظۃ الخلق
وخصہم وشغلہم عما سواہ حمایۃ لہم وغیرۃ علیہم ولو کانوا ممن یتعرض الی احوال الخلق ما صلحوا للحق سبحانہ
وقد رأینا اہل الحق اذا التفتوا ادنی التفات الی کشف الصور ادرکوا بما لا یقدر غیرہم علی ادراکہ بالفراسۃ
التی یشبہہا اہل المعرفۃ وہی الفراسۃ فیما یتعلق بالحق سبحانہ والقرب منہ واما فراسۃ اہل الصفاء
الخارجین المتعلقین بالخلق فلا یتعلق بجناب الحق سبحانہ ولا بالقرب منہ ویشترک المسلمون
والنصاریٰ والیہود وسائر الطوائف فیہا لانہا لیست شریفۃ عند اللہ سبحانہ فیختص بہا اہلہ

مکتوب دو صد و نود و چہارم بمخدوم زادگی کہ جامع علوم ظاہرہ معارف و اسرار
باطنیہ اند مجد الدین خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ تعالیٰ صدور یافت در بیان معارفے کہ

اگرچه سائر انبیاء را نیز بالاصالۃ از ذات تعالیٰ نصیب است و امثال کمل ایشان را بہ تبعیت انبیاء و رسل علیہم و علیٰ اممہم الصلوٰۃ و التحیات نیز نصیب است سوال ہرگاہ صفت الحیوٰۃ فوق صفت العلم باشد پس در راہ حقیقت الحقائق نیز تعین صفۃ الحیوٰۃ حائل آمد پس وصل عریان چون بود و تجلّی ذات چرا نامند جواب آن تعین کالا تعین است محو و متلاشی میگردد و ہیچ اعتبارے او را در مرتبۂ حضرت ذات تعالیٰ نمیماند ہرچند صفات دیگر را نیز در مرتبۂ حضرت ذات اعتباری نیست اما آنہا تا مرتبۂ ذات میرسند بنوعی کہ متلاشی گردند بخلاف صفۃ الحیوٰۃ کہ آنجا میرسد و متلاشی میگردد لہذا تعین حقیقت محمدی و سائر تعینات خلائق دیگر دائمی اند و زوال آنہا در مرتبۂ از مراتب محال گشت بلی رسیدن بشی دیگر است و مضمحل گشتن در شی دیگر در عبارت بعضی از مشائخ قدس اللہ اسرارہم کہ لفظ محو و اضمحلال واقع میشود مراد از ان محو نظرے است نہ محو یعنی تعین سالک از نظر او مرتفع میگردد نہ آنکہ در نفس الامر محو میشود کہ آن الحاد و زندقہ است جمعی از ناقصان این راہ از ان الفاظ موہمہ محو اضمحلال عینی دانستہ اند و بزندقہ رسیدہ اند کہ از عذاب و ثواب اخروے انکار نمودہ اند و خیال کردہ اند کہ ہمچنانکہ از وحدت بکثرت آمدہ اند در مرتبۂ دیگر ہمین طور از کثرت بوحدت خواہند رفت و این کثرت در ان وحدت مضمحل خواہد شد و جمعی ازین زنادقہ آن محو شدن را قیامت کبریٰ خیال کردہ اند و از حشر و نشر و حساب و صراط و میزان انکار نمودہ اند ضلوا فاضلوا کثیرا من الناس یک شخص را از ان جماعت دیدہ کہ در مطلب خود شعر مولانا عبد الرحمٰن الجامی را قدس اللہ سرہ استشہاد می آورد ؎ جامی معاد و مبدا ما وحدت است و بس ؛ ما در میانہ کثرت موہوم و السلام ؛ نمیدانند کہ مراد مولانا ازین بیت عود و رجوع بوحدت باعتبار نظر و شہود است غیر از یکذات مشہود ایشان نمیماند و کثرتہا تمام از نظر ایشان مختفی میگردد نہ رجوع عینی و وجودی مگر کور رند نمی بینند کہ از ہیچ کاملی عجز و نقص و احتیاج زائل نشدہ است پس رجوع وجودی بوحدت چہ باشد و اگر رجوع بوحدت بعد از موت خیال کردہ اند کافر زندیق اند کہ از عذاب اخروے انکار دارند و ابطال دعوت انبیاء مینمایند علیہم الصلوات و التسلیمات اتمہا و اکملہا سوال تو در بعضے از رسائل خود نوشتہ کہ فنای اخفا مخصوص بولایت محمدیست معنی آن سخن چیست جواب از تحقیق ما تقدم معلوم شد کہ وصل عریان مخصوص بولایت محمدیست و دیگران را ہرچند حجب مرتفع شود اما از حیلولہ ہیچو بیراہن شعر کہ از راہ توسط حقیقت محمدی حاصل می گردد چارہ نبود کما مر پس از اخفا کہ نہایت مراتب انسانی است رعلو باندازۂ

رب محمد رب الارباب است و اصل جمیع آن کلیات پس نسبت بآن جزئیات اصل لاصل باشد و
این ترقی گوئیا باصل الاصل است نه باصل که مباین اصل آنہاست اینقدر فرق درمیان جزئیات و
کلیات آنہا خواہد ماند که جزئی را دو حائل است یکی اصل خود که کلی اوست دیگر اصل لاصل و کلی او را
حجاب اصل لاصل است پس اینجا معلوم گشت که شہود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بی پردۂ
تعینات است و شہود دیگران در پردۂ تعینات لا اقل در پردۂ تعین محمدی ازینجاست که گفته اند تجلی ذات
خاصه محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم و تجلی دیگران در پردۂ صفات لا اقل در پردۂ رب الارباب
که رب محمد است که فوق جمیع اسما و صفات است سوای صفة الحیوٰۃ اگر گویند که ازین بیان لازم می آید
شہود سائر انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات در پردۂ مبداء تعین محمدیست که رب وست و اولیاء امت او
که بالاصالة زیر قدم اویند علیہ الصلوٰۃ والسلام شہود ایشان نیز در رنگ شہود سائر انبیا در پردۂ رب الارباب
خواہد بود پس فرق درمیان سائر انبیا علی نبینا و علیہم الصلوات والتحیات و درمیان اولیاء امت او
علیہ الصلوٰۃ والسلام چه باشد در جواب گوئیم که انبیاء را سوای این شہود که در پردۂ حقیقت محمدی است
شہود دیگر ہم ہست که از راه مبادی تعینات ایشان پیدا میشود و بالاصالة عینک ہاے مخصوصۂ
خود را بر دیدہ ہاے بصیرت گذاشته مشاہدۂ غیب الغیب میفرمایند باید دانست که این دو شہود
نه باین معنے است که ہر دو معاً متحقق میشود بلکه باین معنے است که اگر ترقی که باصل لاصل برسد شہود او
در پردۂ حقیقت محمدیست در رنگ عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوات والسلام که بعد از نزول بین دولت
مشرف خواہد شد و این ترقی متعسر است نزدیک باستحالہ است فضل عظیم خداوندی جل سلطانه در کار است
و در عالم اسباب شفقت پیر محمدی مشرب است و اگر ترقی از اصل خود نموده و از حقیقت خود
بحقیقة الحقائق نرسیده شہود او در پردۂ حقیقت مخصوصۂ خود است بدان و آگاه باش ہمچنانکه بحضرت
ذات تعالی و تقدس راہی است از حقیقت الحقائق که بعد طی منازل کثیره وصول میسر میشود ہمچنین
از سائر حقائق کلیات نیز راہی است بحضرت تعالی و تقدس که بعد از طی مراحل متکثره وصول حصول
می پیوندد و غایت ما فی الباب در راه حقیقت الحقائق وصول بعریانست و در سائر طرق ہر چند وصل
ذات میسر میشود اما این سیر از منتہای اصول عالیه حقیقت الحقائق که حقیقت محمدی است درمیان
حائل ہست اگرچه حصین نباشد و مانع متین نبود ہمین قدر حاجزیت است که مانع اطلاق تجلی ذات گشته

سبحانه هذا العبد بها بصدقة حبیبه محمد علیه و علی آله الصلوة والسلام **سوال** مقرر است که مقصود
از آفرینش خاتم الرسل است علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات دیگران در نفس وجود و حصول کمالات
طفیلی او یند در تبعیت او بدرجات علیا میرسند لهذا در روز قیامت آدم و من دونه تحت لوای او علیه و
علیهم الصلوة خواهند بود و تو گفتی دولت وصول بر سائر انبیا علی نبینا و علیهم الصلوات والتحیات بطریق
اصالت است نه بطریق تبعیت وجه آن چه باشد **جواب** همچنانکه محمد رسول الله صلی الله علیه و علی آله
وسلم از راه حقیقت خود طریقی است بحضرت ذات تعالی و تقدس انبیاء دیگر را علی نبینا و علیهم الصلوات
والتسلیمات نیز راهها است از حقائق خود بحضرت ذات تعالی شانه در این وصول تبعیتی نیست بخلاف
امتان که به تبعیت انبیا از راه حقائق ایشان که مناسب استعداد هر کدام است بمطلب میرسند اصالة
در حق ایشان مفقود است غایت ما فی الباب چون وصل دیگران اگرچه باصالة باشد وصل عریانی نیست
چه حقیقت خاتم الرسل علیه الصلوات والتسلیمات پیراهن شعر مطلوب گشته است پس ناچار اول فیضی که
میرسد بآن حقیقت اتصال می یابد بعد از ان بتوسط او بدیگران میرسد و معنی تبعیت همین حصول توسط
است پس آن اصالة با این تبعیت جنگ ندارد و نیک باید دریافت تبعیتی که در حق امتان گفته شده است
ورا این تبعیت است که منافی اصالة است کما مر غیر مرة فافترقا اگر گویند که در مراتب عروج از مرتبه
صفة الحیوة نیز نصیب کمل هست یا نه گوئیم که هست اگر گویند که در بالا مذکور شد که نهایت این صفت را
اضمحلال و تلاشی است در حضرت ذات تعالی و تقدس نصیب کمل از مقام محو و تلاشی چه بود و حال آنکه تو
در بالا گفته که تعینات حقائق را اضمحلال عینی نیست اگر هست نظری است که اضمحلال عینی بالحاد و زندقه
میرساند **جواب** اضمحلال عینی چه در کار اضمحلال نظری کافیست اگرچه در این اضمحلال مراتب متفاوت
باشد فافهم والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه
و علی آله الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها **مکتوب دو صد و نود و پنجم** بحاجی یوسف کشمیری
صدور یافته در بیان نظر بر قدم و هوش در دم و سفر در وطن و خلوة در انجمن که اصول مقرره طریقه علیه
نقشبندیه است قدس الله تعالی اسرار مشائخها باید دانست که یکی از اصول مقرره طریقه نقشبندیه قدس الله
تعالی اسرار مشائخها نظر بر قدم است مراد از نظر بر قدم آن نیست که باید نظر از قدم تجاوز نکند و پیش از قدم میل
بفوق ننماید زیرا که خلاف واقع است بلکه نظر همیشه از قدم تفوق سیر نماید و قدم را ردیف خود ننماید زیرا که

آن حیلوله بقیه مینماید پس بملاحظهٔ آن بقیه اطلاق فنای در مطلق مجوز نباشد بقای آن بقیه را غیر از
محمدی کیست که دریابد واز هزاران محمدی المشرب اگر کسی را این حدت نظر پیدا شود هم مغتنم است
مشائخ طبقات اکثرشان تا روح و سر سخن کرده اند کم کسے باشد که از اخفا سری گفته باشد فکیف از
اخفا و آنکه در دریای اخفا غوطه زده باشد و بهر ذره از ذرات آن رسیده و اطلاع یافته کبریت احمر است
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم **سوال** معتقد تو آنست که هرچه نبی را علیه و علی آله
الصلوة والسلام از کمالات حاصل آید کمل تابعان او را نیز به تبعیت از ان کمالات نصیب است پس
لازم آید که از وصل عریان نیز نصیب باشد و حال آنکه همان در میان حائل است **جواب** حیلولهٔ نبی در وصل
عریان ضرر ندارد چه آن واصل به تبعیت نه باصالة پس حیلوله موکد تبعیت باشد نه منافی چه معنی تبعیت
حصول متوسط است نه رفع از متوسط که آن مناسب مقام اصالة است پس هم حیلوله باشد و هم وصل
عریان به تبعیت میسر شود فافهم **سوال** فرق چیست که در ماده کمل تابعان نبی علیه و علیهم الصلوات
والتسلیمات وصل عریان و تجلی ذات اطلاق میکنند و در انبیاء دیگر صلوات الله تعالی وتسلیماته علی نبینا
وعلیهم این اطلاق تجویز نمیکنند با آنکه حیلوله نبی ما علیه الصلوة والسلام در هر دو ماده حاصل **جواب**
تجویز این اطلاق در ماده کمل تابعان باعتبار تبعیت است که توسط نبی منافی آن اطلاق نیست چنانکه
گذشت و در انبیاء دیگر علی نبینا و علیهم الصلوات والتحیات اگر این اطلاق تجویز یابد باعتبار اصالة خواهد بود
چه این بزرگواران باصالة قطع منازل فرموده بحضرت ذات تعالی رسیده اند و شک نیست که
متوسط در صورت اصالة منافی آن اطلاق خواهد بود پس فرق واضح گشت باید دانست که فرق اصالة
و تبعیت در میان انبیاء ما تقدم و کمل تابعان این امت علی نبینا و علیهم و علی اممهم الصلوة والسلام والتحیة
موجب افضلیت انبیاء است علی نبینا و علیهم الصلوات والتحیات چه اصل مقصود است و تابع طفیلی هرچند بر تابعان
اطلاق وصل عریان و تجلی ذات صحیح است و در متبوعان این اطلاق نیست اما طفیلی را چه یارا که بمقصودی مساوات
جوید چگونه مساوات میسر شود که آن دولت در اصل بر وجه اتم و اکمل است و در تابع بوجه اسم و رسم اما اینقدر
مناسبت تصحیح نسبت مینماید و تابع را همچو متبوع میسازد لهذا خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوات علماء
امت خود را همچو انبیاء بنی اسرائیل فرموده ازین بیان لازم آمد که حصول تجلی ذات مر اولیاء این امت را
موهم فضل نباشد مر انبیاء را که تجلی ذات ندارند فافهم فانه من مزلة الاقدام و انصف فان هذه العلوم استاثر الله

عالی اندراج البدایت فی النهایت نیز گوئیم گنجائش دارد و کلمهٔ چهارم که قرین این کلمات سه گانه است کلمهٔ خلوت در انجمن است هرگاه سفر در وطن میسر شد پس در انجمن نیز در خلوت خانهٔ وطن سفر نماید و تفرقهٔ آفاق بحجرهٔ انفس راه نیابد این نیز بر تقدیریست که درهای حجره را بر بسته باشد و روزنها مسدود ساخته ببین باید که در انجمن تفرقه متکلم و مخاطب نباشد و ملتفت احدی نگردد و اینهمه تحملات و تکلفات در ابتداست و در وسط و انتها هیچ ازینها درکار نیست در عین تفرقه جمعیت است و در نفس غفلت حاضر ازینجا کسی گمان نکند که تفرقه و عدم تفرقه در جمعیت حق منتهی مطلقاً مساوی است لا بلکه مراد آنست که تفرقه و عدم تفرقه در جمعیت باطن او برابر اند مع ذلک اگر ظاهر را با باطن جمع سازد و تفرقه را از ظاهر نیز دفع نماید اولی و انسب خواهد بود قال الله سبحانه و تعالی لنبیه علیه و علی آله الصلوٰة والسلام واذکر اسم ربک و تبتل الیه تبتیلا باید دانست که در بعضی اوقات از تفرقهٔ ظاهر چاره نبود که حقوق خلق ادا شود پس تفرقهٔ ظاهر نیز در بعضی اوقات مستحسن باشد اما تفرقهٔ باطن هیچ وقتی از اوقات مستحسن نیست که آن خالص از برای حق است سبحانه پس سه حصه از عبادت مسلم از برای حق باشد جل شانه باطن تمام و نصفی از ظاهر و نصفی دیگر از ظاهر از برای اداء حقوق خلق ماند و در اداء آن حقوق چونکه امتثال اوامر حق است سبحانه آن نصف دیگر هم راجع بحق گشت تعالی و تقدس الیه یرجع الامر کله فاعبده

مکتوب دو صد و نود و ششم

در بیان بساطت صفات حق جل و علا و نفی تعدد تعلق آن باشیاء بحضرت مخدوم زادگی خواجه محمد سعید سلمه الله تعالی و ابقاه صدور یافت الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین و آله الطاهرین اجمعین بدان اسعدک الله تعالی که صفات واجبی جل سلطانه در رنگ ذات او تعالی بیچون و بیچگونه اند و بر بساطت حقیقت اند مثلاً علم یک انکشاف بسیط است که معلومات ازل و ابد بهمان یک انکشاف منکشف میگردد و یک قدرت کامله بسیطه است که مقدورات اولین و آخرین بوسیلهٔ آن بوجود می آید دیگر یک کلام بسیط است که از ازل تا ابد بهمان کلام گویاست علی هذا القیاس سائر الصفات الحقیقیة و تعدد که باعتبار تعلق بمعلومات و مقدورات پیدا شود نیز در ان مرتبه مفقود است اشیاء معلوم و مقدور حق اند سبحانه اما صفت علم و قدرت را با اشیاء هیچ تعلقی نیست این معرفت وراء طور نظر عقل ست ارباب معقول هرگز مثل این معنی تجویز نمی نمایند و محال میدانند که اشیاء معلوم و مقدور حق باشند جل شانه و علم او تعالی بآنها تعلق نکند و همچنین مقدور باشند و قدرت متعلق نشود و نمی بینند که در آن مرتبه ازل و ابد آن حاضر است

عروج برزینهای علو اول نظر است بعد ازان قدم صعود مینماید و چون قدم بمرتبهٔ نظر رسید نظر ازانجا بزینهٔ بالامی آید
و قدم بتبعیت آن نیز صعود میفرماید بعد ازان باز نظر ازان مقام ترقی میکند علی هذا القیاس و اگر مراد آنست که
نظر باید که بمقامی ترقی نماید که آنجا قدم را گنجائش نباشد پس آن نیز خیر واقع است زیرا که بعد از تمامی قدم اگر نظر
تنها نباشد بسیاری از مراتب کمال فائت شود بیانش آنست که نهایت قدم تا نهایت مراتب استعداد
سالک است بلکه تا نهایت استعداد نبی که آن سالک بر قدم اوست لیکن قدم اول باصالت است و قدم
ثانی بتبعیت آن نبی و فوق مراتب این استعداد او را قدم نیست اما نظر ست و این نظر چون حدت پیدا کند
منتهای او نهایت مراتب نظر آن نبی است علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات که آن سالک بر قدم اوست
چه کمل تابعان نبی را که از جمیع کمالات او نصیب است لیکن با نهایت مراتب استعداد که باصالهٔ سالک
و بتبعیت اوست قدم و نظر موافقت دارند بعد ازان قدم کوتهی میکند و نظر تنها صعود مینماید و تا نهایت
مراتب نظر آن نبی ترقیات میفرماید پس معلوم شد که نظر انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات نیز فوق اقدام
ایشان صعود میفرماید و کمل متابعان این بزرگواران را از مقام انظار ایشان نیز نصیب است
چنانچه از مقامات اقدام ایشان نصیب است و فوق قدم خاتم الانبیا علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات
مقام رویت است که دیگرانرا موعود بآخرتست آنچه دیگرانرا نسیه است او را نقد است کمل تابعان او را
ازین مقام نصیب است اگرچه رویت نیست ؎ فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست ✽ هم قصهٔ غریب و
حدیث عجیب هست ✽ بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که اگر مراد آنست که قدم باید که از نظر تخلف نماید
بنوعیکه در هیچ وقتی از اوقات بمقام نظر نرسد نیک است زیرا که این معنی مانع ترقی است و همچنین اگر از
قدم و نظر قدم و نظر ظاهر مراد داشته شود گنجائش دارد چه در وقت راه رفتن نظر را پراگندگی پیدا میکند بمحسوسات
متلونه انتشار حاصل میگردد و اگر نظر را بر قدم دوخته شود بجمعیت اقرب باشد و این مراد مناسب است
بمعنی کلمهٔ دیگر که قرین اوست و آن کلمه نیست هوش در دم غایت ما فی الباب کلمهٔ اولی از برای دفع تفرقه
ایست که از آفاق میخیزد و کلمهٔ ثانی دفع تفرقهٔ انفس میسازد و کلمهٔ ثالث که قرین این دو کلمه است کلمهٔ سفر
در وطن است و آن عبارت از سیر در انفس است که منشا حصول اندراج النهایت فی البدایت است که
مخصوص باین طریقهٔ علیه است هر چند سیر در انفس در جمیع طرق است اما بعد از وصول سیر آفاقی است و در این طریق
شروع ازین سیر است و سیر آفاقی در ضمن این سیر مندرج است و باین اعتبار اگر در این طریق

اقسام الاقسام من الماضی والمضارع والامر والنہی والمصدر واسم الفاعل والمفعول والمثنی والمتصل والمنقطع والحال والتمیز والثلاثی والرباعی والخماسی والحروف الجارۃ والناصبۃ والحروف المختصۃ بالافعال والحروف المختصۃ الداخلۃ علیہا الی غیر ذلک من الاقسام الحاصلۃ من التقسیمات الغیر المتناہیۃ فہذہ الاقسام کلہا غیر الکلمۃ بل ہو لا اعتبارات مندرجۃ تحت الکلمۃ ما زاد فی تفصیلہا وتمیزہا عن الکلمۃ وفی تمیز بعضہا عن بعض شئ الا اعتبار العقل وفی الخارج لیست الا الکلمۃ ولہذا صح الحمل ولکن لکل مرتبۃ من المراتب اسم تختص ہو بہا واحکام لا توجد فی غیرہا مثلا الدال علی المعنی بالاستقلال مع الاقتران بالزمان فعل وبغیر الاقتران اسم وغیر الدال علی المعنی بالاستقلال حرف وکذا المقترن بالزمان الماضی فعل ماض وبالزمان الحال والاستقبال مضارع وما وجد فیہ علتان من العلل التسعۃ المشہورۃ فغیر منصرف والا فمنصرف وحروف عملہا الجر جارۃ وحروف عملہا النصب ناصبۃ فاطلاق اسم مرتبۃ علی مرتبۃ اخرے واجراء احکام احدہما علی الاخرے کاطلاق فعل الماضی علی المضارع والمنصرف علی غیر المنصرف والجارۃ علی الناصبۃ مع کون المراتب کلہا لیست الا الکلمۃ فاجراء احدہما علی الآخر ضلالۃ مخصۃ وخروج عن الصراط السوی فنقول واللہ سبحانہ اعلم ان لکل مرتبۃ من المراتب منزل الوجود سبحانہ اسما تختص بہا واحکام لا توجد الا فیہا فالوجوب الذاتی والاستغناء الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الجمع والالوہیۃ والامکان الذاتی والافتقار الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الکون والفساد والمرتبۃ الاولی بمرتبۃ الربوبیۃ والخالقیۃ والمرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ العبودیۃ والمخلوقیۃ فلو اطلق اسامی احدہما علی الاخرے واجرے احکام مختصۃ بمرتبۃ علی المرتبۃ الاخرے لکان زندقۃ صرفۃ وکفرا محضا والعجب من بعض الملاحدۃ والزنادقۃ انہم کیف یخلطون المراتب یجرون احکام مرتبۃ علی مرتبۃ اخری فیصفون الممکن بصفات الواجب والواجب بصفات الممکن مع علمہم بتمایز صفات الممکن الذی ہو مرتبۃ واحدۃ بعضہا عن بعض واختلاف احکامہم وعلمہم بعدم زوال تمایزہم واختلاف احکامہم مع صلاح اتحادہم فی المرتبۃ الکونیۃ فانہم یعلمون بالبداہۃ مثلا ان الحرارۃ والاشراق من صفات النار المختصۃ بہا لیست واحدۃ منہما فی الماء ولا یوصف بہا الماء وکذا البرودۃ التی اختصت بالماء لیست فی النار وکذا یتمیزون بالضرورۃ بین ازواجہم وامہاتہم ویحکمون بتفرقۃ احکامہم واللہ سبحانہ الہادی الی سبیل الرشاد والسلام علی من اتبع الہدی مکتوب صد و نود و ہشتم بمیر سید محب اللہ مانکپوری صدور یافتہ در بیان فصول نہایت کار بطریق اشارت خفیہ و عبارت لطیفہ و بر سر این معما غیر از مخدوم زادہ کلان علیہ الرحمۃ

بلکہ آنہم گنجائش ندارد وپیش از تعبیر با قرب شی واوفق آن نیست وموجودات ازل وابد در آن آن حاضر
اند ودر ہمان آن حاضر زید را ہم معدوم میدانند ہم موجود وہم جنین میدانند وہم صبی وہم جوان میدانند و
ہم پیر وہم حی میدانند وہم میت وہم در برزخ میدانند وہم در حشرات وجنات ومعلوم است کہ آن آن را
با این موجودات ہیچ تعلقی نیست چہ اگر تعلقی پیدا کند از آنیت خواہد برآمد وزمان نام ماخواہد یافت
وماضی واستقبال خواہد گشت پس این موجودات ہمدران ثابت اند وہم غیر ثابت پس اگر انکشافی
ثابت کردہ شود بسیط حقیقی کہ او را ہیچ یکے از معلومات تعلق نباشد وجمیع معلومات بآن یک انکشاف
معلوم گردند چہ عجب زیرا کہ جمع ضدین در ہمچو موطن از آنہا استحالہ برآمدہ است کہ مخصوص باتحاد زمان است و
اتحاد جہت اینجا زمان را گنجائش نیست اذ لا یجری علیہ سبحانہ زمان واتحاد جہت نیز مفقود است کہ
فرق اجمال وتفصیل است در رنگ آنکہ در مرتبہ کلمہ شخصی بگوید کہ اسم وفعل وحرف کہ قسیم یکدیگر اند
ہمہ را در آنمرتبہ در آن واحد متحد می بینیم ومنصرف را عین غیر منصرف می یابیم ومبنی را عین معرب
میدانیم وبگوید کہ باوجود این جامعیت کلمہ را با ہیچ یکی ازین اقسام تعلقی نیست واز این ہمہ مستغنی است و
ہیچ یکی از عقلا انکار آن شخص نمی نماید واستبعاد آن نمیکند در ما نحن فیہ وللہ المثل الاعلی چرا استبعاد کنند
وتوقف نمایند اگر گویند کہ مثل این سخن کسی نگفتہ است چہ شد اگر نگفتہ است اما مخالف سخن دیگران نیست
تا مناسب مرتبہ وجوب نہ تعالی وتقدس ع خربوزہ بخور ترا بفالیز چہ کار ہ مثالیکہ در مخلوقات
میتوان گفت از برای توضیح این معرفت است کہ گفتہ اند کہ علم بعلت مستلزم علم بمعلول است درینصورت
بالاصالۃ مدرک متوجہ علت است وتعلق بعلت پیدا کردہ است علم معلول بتبعیت آن علم علت آمدہ
بے آنکہ تعلق ثانی پیدا کردہ باشد ارباب معقول درینصورت نیز بے تعلق علم در مرتبہ ثانی معلومیت
معلول تجویز نخواہند کرد اگرچہ آن تعلق بالاصالۃ نباشد لیکن مثالی قریب تر ازین مثال معلوم نیست کہ
پیدا شود ومقصود توضیح است نہ اثبات واللہ تعالی اعلم بحقائق الامور کلہا والصلوۃ والسلام علی
من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وعلی آلہ من الصلوات والتحیات والمبارکات مکتوب
دو صد ونود وہفتم بمولانا بدر الدین صدور یافتہ در تحقیق احاطہ وسریان حق سبحانہ وتوضیح آن
بامثلہ ودر رعایت حفظ مراتب وجوبی وامکانی اعلم ان احاطۃ الحق سبحانہ بالاشیاء وسریانہ فیہا
کاحاطۃ المجمل بالمفصل وسریانہ فیہ کالکلمۃ مثلا ساریۃ فی جمیع اقسامہا من الاسم والفعل والحرف کذا فی

ہیا

است زیاده چه نویسد **مکتوب سه صدم** بمخدوم زادگی جامع علوم عقلی و نقلی مجد الدین محمد معصوم
سلمه الله تعالی صدور یافته در بیان اسرار غامضه و معارف غریبه بلسان رمز و اشارت و ایماے از
مقام قاب قوسین او ادنی نیز اندراج یافته الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی انسان کامل
چون سیر تفصیلی مراتب اسماء و صفات را طی کرده جامعیت تام پیدا کند و مرآت کمالات اسماء و صفات
الٰہی جل سلطانہ گردد و عدم ذاتی او که مرآت آن کمالات است بتمام متحقق شود و غیر آن کمالات در روے
ہیچ چیز ظاہر نبود این زمان به بقاے خاص که منوط بآن کمالات است بعد حصول فنای تام که مربوط
بانتفای عدم او بوده مشرف گردد و اسم ولایت بروی صادق آید و بعد از ان اگر عنایت ازلی جل سلطانه
شامل حال او بود تواند بود که مرة ثانیه این کمالات که عارف بآن بقا یافته بود در مرآت حضرت ذات
تعالی و تقدس منعکس گردد و ظهور آنجا پیدا کند در نیوقت سر قاب قوسین بظهور آید باید دانست که ظهور شئ
در وی در نیموطن کنایت از حصول نسبت مجهول است مر شئ را بآن مراتب نه آنکه آنجا حقیقت مرآت است و
حصول شئ است در وی و لله المثل الاعلی و چون آن کمالات که عارف بقا بآن یافته بود در مرآت
آنجناب قدس سره بطریق حقیقت و اصالة منعکس گردد و ظهور آنجا پیدا کند و نسبت مجهول الکیفیت
او را آنجا حاصل شود لاجرم انا که بعارف تعلق داشت آنجا اطلاق یابد و خود را آن کمالات ظاہره
بیند بنهایت عروج انا در مقام قاب قوسین تا اینجا است ای فرزند شنو مرآت صورت که در روے
حسن و جمال منعکس گردد اگر فرضاً آن مرآت صورت و علم پیدا کند ناچار بظهور آن حسن و جمال ملتذ خواهد شد
و حظ وافر خواهد برد و در مراتب حقیقت هرچند لذت و الم مفقود است که از صفات امکانست اما امری که شایان
آن مرتبه علیاست و از سمات نقص و حدوث مبرا کائن و ثابت است ؎ فریاد حافظ اینهمه آخر بهرزه نیست ؞
هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب هست ؞ این کمالات ظاہره که در آنمرتبه نسبت مجهول الکیفیت پیدا کرده اند
حکم اینها در رنگ حکم عالم خلق انسانست نسبت بعالم امر سر من عرف نفسه فقد عرف ربه اینجا دریاب و چون این
کمالات ظاہره که تفصیل حضرت اجمال ذات است تعالی و تقدس نسبت مجهول الکیفیت بحضرت اجمال هم پیدا کرده
و اتصال بلاکیف بدست آورده اند آئینه داری حضرت اجمال نمودند ناچار در حضرت اجمال تفصیل بمجرد اعتبار و
بحض توهم نیز پیدا شد که سبب عروج انای عارف گشت این کمال وابسته بمقام او ادنی است ؎ قلم اینجا رسید
و سر بشکست ؞ اینست بیان نهایت النهایت و غایت الغایت که فهم آن از ادراک خواص بمراحل دور است و از

والرضوان از یاران هیچکس اطلاع نیافته بدان ارشدک الله تعالی مدتها که سیر در ظلال داشت وصول بظل عین حصول می یافت حالا که وصول باصل میسر شده است حصول جز ظل ندارد کالمرآة الکائنة فی ید الشخص لوا ( ) الیه لانصیب بها من الشخص الا ظله فافهم فان کلامنا اشارة بدانند عبارتی مناسب بیان که بطریق رمز و اشارت تحریر یافته بود مناسب اینمقام دانسته نیز درین مکتوب مندرج ساخت فهم نمایند ذکر چنان ماخوذ از تیسر اعدا ( ) مداومت بران بازگشت بفضل حضرت رحمان وصل عریان باقی همه حسبان والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله من الصلوات اتمها ومن التحیات اکملها مکتوب وصد و نود و نهم بشیخ فرید ابهوسے صدور یافته در عزای مصیبت و دلالت بصبر و رضا بقضا و فضیلت مرگ طاعون و در بیان آنکه فرار از زمین طاعون گناه کبیره است و در رنگ فرار یوم زحف است بعد الحمد والصلوٰة وتبلیغ الدعوات میرساند که مکتوب شریف رسید از مصیبتها نوشته بودند انا لله وانا الیه راجعون صبر و تحمل باید نمود و رضا بقضا باید داد ؎ من از نورو نه بیچم گرم بیازاری ٭ که خوش بود ز عزیزان تحمل خواری ٭ قال الله تبارک و تعالی ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر وقال تبارک وتعالی ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس و درین بلا از شومی اعمال ما اول موشان هلاک شدند که با اختلاط بیشتر داشتند و زنان که مدار نسل و بقای نوع انسان بر وجود ایشانست بیشتر از مردان مردند هر که درین وبا از مردن گریخت و سلامت ماند خاک بر حیات او و آنکه نگریخت و مرد طوبی له و بشری له بالشهادة وقد جزم شیخ الاسلام ابن حجر فی کتاب بذل الماعون فی فضل الطاعون بان المیت بالطاعون لا یسأل لانه نظیر المقتول فی المعرکة وبان الصابر فی الطاعون محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ما کتب له اذا مات فیه بغیر الطعن لا یفتن ایضا لانه نظیر المرابط کذا ذکره الشیخ الاجل السیوطی فی کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور وقال هو حجة جدا و همین کسی که نگریخت و نمرد از جملهٔ غازیان و مجاهدانست و از جرگهٔ صابران و بلاکشان هر کسی را اجلی است مسمی که گنجائش تقدیم و تاخیر ندارد و اکثر گریزایان که سلامت ماندند بعلت آنکه اجل ایشان نرسیده بود نه آنکه گریختن ایشان را از مرگ خلاص ساخت و اکثر صابران که هلاک شدند هم باجل هلاک شدند فلیس الفرار ینجی ولا الاستقرار یهلک این فرار در رنگ فرار یوم زحف است و گناه کبیره است از مکر خدا اندیشید جل سلطانه که گریزندگان سلامت ماندند و صبر کنندگان هلاک شوند بفضل به کثیر او یهدی به کثیرا شنیده میشد از صبر و تحمل شما و امداد و اعانت شما بمسلمانان جزاکم الله سبحانه خیرا در تربیت طفلان و تحمل اذای ایشان دلتنگ نشوند که امیدواری اجر جزیل بران مترتب

از خصائص مقام نبوة انگاشته نه این چنین است بلکه این نزول در رنگ عروج هر دو از ولایت اند عروج و
نزول دیگر است فوق مقام ولایت که به نبوت تعلق دارد و این توجه بخلق غیر آن توجه بخلق است که به نبوة
مناسب است و این دعوت غیر آن دعوت است که از کمالات نبوة شمرده اند چه کنند که قدم از دائرهٔ ولایت
بیرون ننهاده اند و حقیقت کمالات نبوة را در نیافته نصف ولایت را که جانب عروج اوست تمام ولایت
انگاشته اند و نصف دیگر آن که جانب نزول اوست مقام نبوة تصور کرده اند چه آن کرمے که در سنگی نهان است
زمین و آسمان او همان است ؛ و ممکن است که شخصے براه اول وصول پیدا کند و جمیع کمالات مفصلهٔ ولایت و نبوة
نماید و تمیز در میان کمالات باین دو مقام کما ینبغی حصول فرماید و عروج و نزول هر کدام را جدا سازد و حکم نماید
بدانکه نبوة نبی بهتر است از ولایت او و باید دانست که بعد از وصول براه دوم هر چند کمالات مفصلهٔ مقام ولایت
بحصول نه پیوسته است اما از زبده و خلاصهٔ ولایت بوجه احسن میسر گشته است توان گفت که اهل ولایت از
کمالات ولایت پوست بدست آورده اند و این واصل مغز آنرا حاصل کرده آرے بعضی از علوم سکریه و ظهورات
ظلیه که ارباب ولایت را حاصل شده است آن واصل از آن علوم و ظهورات قلیل النصیب است کما ینبغی موجب
مزیت نیست بلکه آن واصل را از ین علوم و ظهورات ننگ و ناموس است جاے آن دارد که آنرا ذنب و سوء ادب
داند بلی واصل اصل از ظلال آن اصل گریزان و مستغفر است گرفتاری بظل تا زمان عدم وصول است باصل ظل
بے حاصل است و توجه بظل سوء ادب ای فرزند حصول کمالات نبوة مربوط بموهبت محض است و منوط بمکرمت
صرف کسب و عمل را در حصول این دولت عظمی هیچ مدخلی نیست کدام عمل و کسب است که منتج این دولت
عظمی باشد و کدام ریاضت و مجاهده است که مثمر این نعمت اسنی بود بخلاف کمالات ولایت که مبادے و
مقدمات آن کسبی است و حصول آن مربوط بریاضت و مجاهده است هر چند روا است که بعضی را بی مؤنت کسب
و عمل نیز باین دولت مستعد سازند و فنا و بقا که ولایت عبارت از انست نیز موهبت است و بعد از کسب مقدمات
بفضل و کرم هر کرا خواهند بدولت فنا و بقا مشرف سازند و ریاضات و مجاهدات آن سرور علیه و علی جمیع الانبیاء
والمرسلین و علی ملائکة المقربین و علی اهل طاعة اجمعین الصلوات والتسلیمات پیش از بعثت و بعد از بعثت
نه از برای تحصیل این دولت بود بلکه منافع و فوائد دیگر منظور بوده قلت حسنات و کفارت زلات بشریت و
ارتفاع درجات و مراعات صحبت فرشتهٔ مرسل که از اکل و شرب پاک است و کثرت ظهور خوارق که
مناسب مقام نبوة اند و امثال آن باید دانست که حصول این موهبت در حق انبیاء علیهم الصلوات

عوام چہ گوید از خص خواص نیز اقل قلیل اند کہ باین دولت و معرفت مہتد گشتہ اند ؎ اگر بادشہ بر در پیرزن ؛ بیاید
تو ای خواجہ سبلت مکن ؛ این نہایت باعتبار ظہورات و تجلیاتست کہ بعد آن از قسم تجلی و ظہور ہیچ متصور
نیست ؎ و من بعد ہذا لا یدق صفاتہ ؛ و ما کتمہ احظی لدیہ و اجمل ؛ والسلام علی من اتبع الہدی و التزم
متابعۃ المصطفی علیہ و علی آلہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین و علی کل الملئکۃ المقربین الصلوات و التسلیمات
و التحیات و البرکات اتمہا و اکملہا و اولہا و اعلاہا و ادومہا و ابقاہا و اعمہا و اشملہا ؎ مکتوب سہ صد و یکم بمولانا
امان اللہ در بیان قرب نبوۃ و قرب ولایت و راہ ہائے کہ بقرب نبوۃ موصل اند بعد الحمد و الصلوۃ معلوم
فرزندے مولانا امان اللہ باد کہ نبوۃ عبارت از قرب الٰہی است جل سلطانہ کہ شائبہ ظلیت ندارد و
عروجش رو بحق دارد جل و علا و نزولش رو بخلق این قرب بالاصالۃ نصیب انبیا است علیہم الصلوات
و التسلیمات و این منصب مخصوص باین بزرگواران علیہم الصلوات و البرکات و خاتم این منصب سید البشر است
علیہ و علی آلہ الصلوۃ و السلام حضرت عیسے علی نبینا و علیہ الصلوۃ و التحیۃ بعد از نزول متابع شریعت خاتم
الرسل خواہد بود علیہما الصلوۃ و السلام غایۃ ما فی الباب متابعان و خادمان را از دولت و اوکشش
صاحبان نصیب است پس از قرب انبیا علیہم الصلوات و التحیات کمل تابعان را ہم نصیب بودہ و علوم
و معارف و کمالات آن مقام بطریق وراثت نیز نصیب تابعان باشد ع خاص کند بندۂ مصلحت
عام را ؛ پس حصول کمالات نبوۃ مر تابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ و
علی جمیع الانبیاء و الرسل الصلوات و التحیات منافی خاتمیت او نیست علیہ و علی آلہ الصلوۃ و السلام فلا
تکن من الممترین بدان اسعدک اللہ تعالیٰ راہ ہائے کہ بکمالات نبوۃ موصل اند دو است راہی است کہ مربوط بطی
کمالات مفصلۂ مقام ولایت است و منوط است بحصول تجلیات ظلیہ و معارف سکریہ کہ مناسب قرب ولایت اند
بعد از طی این کمالات و حصول تجلیات قدم در کمالات نبوۃ نہادہ می آید در ین مقام وصول و التفات بظلیت نیست
راہ دیگر آنست کہ بتوسط حصول این کمالات ولایت وصول بکمالات نبوۃ میسر میگردد و این راہ دوم شاہراہ است
اقرب است بوصول کہ بکمالات نبوۃ رسیدہ است الا ماشاء اللہ تعالیٰ باین راہ رفتہ است از انبیاء کرام علیہم
الصلوۃ و السلام و از اصحاب ایشان بہ تبعیت و وراثت ایشان علیہم و علی اصحابہم الصلوۃ و التحیۃ و راہ اول
دور دراز است متعسر الحصول متعذر الوصول جمعی از اولیا در مقام ولایت کہ بشرف نزول مشرف گشتہ اند
کمالاتیکہ بمقام نزول تعلق داشتہ کمالات نبوۃ خیال کردہ اند و رو بخلق را کہ مناسب مقام دعوت است

بوده در پرده الوان و انوار همه وقت در مقامات ولایت است و در طی مقامات و مبادی آن بخلاف مرتبهٔ نبوة
که در آنموطن وصول باصل است و استغناست از تجلیات و ظهورات که ظلال آن اصل اند و همچنین در وقت طی مقامات
و مبادی آنمرتبه نیز احتیاج بآن تجلیات نیست مگر آنکه از راه ولایت عروج واقع شود این زمان حصول آن
تجلیات بواسطهٔ ولایت است نه بواسطهٔ طی مسافت راه وصول نبوة بالجمله تجلیات و ظهورات از ظلال خبر میدهند
و آنکه از گرفتاری ظلال گذشته است از تجلیات وارسته سر ما زاغ البصر اینجا باید طلبید ای فرزند ذوق و عشق
و طنطنهٔ محبت و نعرهای شوق انگیز و صیحه های درد آمیز و وجد و رقص و رقاصی همه در مقامات ظلال است و در
آوان ظهورات و تجلیات ظلیه بعد از وصول باصل حصول این امور متصور نیست محبت در آنموطن بمعنی
ارادهٔ طاعت است چنانچه علما فرموده اند نه معنی زائد بر آن که منشا شوق و ذوق است چنانچه بعضی
صوفیه گمان برده اند ای فرزند بشنو چون در مقام ولایت رفع اثنینیت مطلوب است ناچار اولیا بزوال
اراده سعی مینمایند شیخ بسطام گویا ارید ان لا ارید و در مرتبهٔ نبوة چونکه رفع اثنینیت در کار نیست زوال نفس
اراده مطلوب نگشت چرا مطلوب باشد که اراده صفتی است فی حد ذاتها کامل اگر نقصی باو راه یافته است
بواسطهٔ حیثیت متعلق اوست پس باید که متعلق او امر مجتنب و نامرضی نباشد بلکه جمیع مرادات آن مرضی
حق باشد جل و علا و همچنین در مقام ولایت در نفی جمیع صفات بشریت میکوشند و در مرتبهٔ نبوة مطلوب
نفی متعلقات سوء این صفات است نه نفی اصل این صفات که فی حد ذاتها کامله اند مثلا صفة علم فی حد
ذاتها از صفات کامله است اگر نقصی بوی راه یافته است از راه متعلق سوء اوست پس نفی متعلق سوء آن
ضروری آمد نه نفی اصل آن صفة علی هذا القیاس پس شخصی که بمقام نبوة از راه ولایت آمده است ورا در اثنای
راه از نفی اصل صفات چاره نبود و آنکه بی توسط ولایت بآنمقام رسیده است ورا بنفی اصل صفات کاری
نیست نفی متعلقات سوء این صفات باید کرد باید دانست که مراد ازین ولایت که مذکور شد ولایت ظلی است
که بولایت صغری معبر است و ولایت اولیا است اما ولایت انبیا که از ظل گذشته است دیگر است آنجا مطلوب
نفی متعلقات سوء صفات بشریت است نه نفی اصل این صفات و چون نفی متعلقات سوء صفات حاصل گشت
ولایت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بحصول پیوست بعد از آن عروجی که واقع شود متعلق بکمالات نبوة
خواهد بود ازین بیان لایح گشت که نبوة را از اصل ولایت چاره نبود نیز که ولایت از مبادی و مقدمات
اوست اما ولایت ظلی در وصول کمالات نبوة هیچ در کار نیست بعضی را اتفاق افتد و بعضی دیگر را اصلا

والتسلیمات بتوسط است و در حق اصحاب انبیا علیهم الصلوات والتحیات که بتبعیت و وراثت باین دولت
مشرف گشته اند بتوسط انبیا است علیهم الصلوات والبرکات بعد از انبیا و اصحاب ایشان علیهم الصلوات
والتسلیمات کم کسی باین دولت مشرف گشته است هرچند جائز است و دیگری را نیز بتبعیت و وراثت باین دولت
ممتد سازند ؎ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ؛ دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد ؛ انگارم که این دولت
در کبار تابعین نیز پرتوی انداخته است و در اکابر تبع تابعین نیز سایه افگنده بعد از آن رو باستتار
آورده تا آنکه نوبت بالف ثانی از بعثت آن سرور علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات رسیده
درین وقت نیز آن دولت بتبعیت و وراثت بر منصه ظهور آمده و آخر را باول مشابه ساخته ؎
اگر پادشه بر در پیرزن ؛ بیاید تو ای خواجه سبلت بکن ؛ والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة
المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها مکتوب سه صد و دوم بمخدوم زادگی
که جامع علوم ظاهره و اسرار و معارف باطنه اند اعنی مجد الدین محمد معصوم سلمه الله تعالی صدور یافته
در بیان فرق ولایت سه گانه که ولایت اولیا و ولایت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات و ولایت
ملاء اعلی است علی نبینا و علیهم الصلوات والتحیات و در بیان آنکه نبوة افضل است از ولایت و بعضی از
خصائص معارف تعلق دارند و با نیاسب ذلک بدان ارشدک الله تعالی که ولایت عبارت از قرب
الهی است جل سلطانه که بی شائبه ظلیت صورت نه بندد و بی حیلوله حجب حصول نه پذیرد و اگر ولایت اولیا
است البته بداغ ظلیت متسم است و ولایت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات هرچند از ظلیت بر آمده است
اما بی حیلوله حجب اسما و صفات متحقق نیست و ولایت ملاء اعلی علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات هرچند از
حجب اسما و صفات بلند رفته است لیکن از حجب شیون و اعتبارات ذاتیه چاره ندارد و نبوة و رسالت است
که شائبه ظلیت باو راه یافته است و حجب صفات و اعتبارات را در راه گذاشته پس ناچار نبوة از ولایت افضل باشد
و قرب نبوة ذاتی و اصلی باشد و من لم یطلع علی حقیقتها حکم بالعکس و جزم بالقلب پس وصول در مرتبه نبوة باشد و
حصول در مقام ولایت زیرا که حصول بملاحظه ظلیت صورت نه پذیرد بخلاف وصول و ایضا در کمال حصول
رفع اثنینیت است و در کمال وصول بقاء اثنینیت پس رفع دوگانگی مناسب مقام ولایت باشد و بقاء دوگانگی
ملائم مرتبه نبوة و چون رفع دوگانگی مناسب مقام ولایت است ناچار سکر همه وقت لازم مقام ولایت باشد
و در مرتبه نبوة چون بقاء اثنینیت است پس صحو از خواص آن مرتبه بود ایضا حصول تجلیات خواه در کسوت صور و اشکال

آخرت را در رنگ گرفتاری دنیا باید شمرد و درد آخرت را در رنگ درد دنیا محمود نباید دانست امام داؤد طائی
فرمایند اردت السلامة سلم علی الدنیا وان اردت الکرامة کبر علی الآخرة و دیگرے ازین طائفه گوید کریمۀ
منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرة شکایت از فریقین است بالجمله فنا که عبارت از نسیان ما وراے
حق است جل و علا شامل دنیا و آخرت است و فنا و بقا هر دو اجزاے ولایت اند پس در ولایت از نسیان آخرت
چاره نبود و در مرتبۀ کمالات نبوة گرفتارے آخرت محمود است و درد آخرت مرضی و مقبول بلکه در آنموطن درد
آخرتست و گرفتارے آخرت کریمۀ یدعون ربهم خوفا وطمعا و کریمۀ ویخشون ربهم ویخافون عذابه و کریمۀ
الذین یخشون ربهم بالغیب وهم من الساعة مشفقون نقد وقت ارباب آنمقام است گریه و نالۀ ایشان
از تذکر احوال آخرتست والم و اندوه ایشان از ترس احوال قیامت همواره از فتنۀ قبر در استعاذه اند و
همیشه از عذاب نار پناه جو و متضرع در حق جل و علا نزد ایشان درد آخرة است و شوق و محبت ایشان شوق
و محبت آخرة چه اگر لقا است موعود بآخرة است و اگر رضا است کمالش نیز موقوف بآخرة و دنیا مبغوضۀ
حق است جل و علا و آخرة مرضیۀ او تعالی مبغوضه را با مرضیه در هیچ امر برابر نمیتوان ساخت زیرا که
مبغوضه شایان اعراض است و مرضیه شایان اقبال از مرضیه اعراض نمودن عین سکر است و خلاف
موعود مرضی او تعالی کریمۀ والله یدعوا الی دار السلام شاهد این معنی است حضرت حق سبحانه و تعالی عباد را
و تاکید ترغیب آخرة میفرماید پس اعراض از آخرت نمودن فی الحقیقت معارضه است بحق جل و علا و سعی در
رفع مرضی او کردن است امام داؤد طائی با آن بزرگے چون در ولایت قدم راسخ داشت ترک آخرت را کرامت
گفت مگر ندانست که اصحاب کرام علیهم الرضوان همه بدرد آخرة مبتلا بودند و از عذاب آخرت ترسان روزے
حضرت فاروق رضی الله تعالی عنه بشتر سوار بکوچه میگذشتند قاری این کریمه را خواندان عذاب ربک
لواقع ما له من دافع از استماع آن از هوش رفتند و از شتر بیخود بر زمین افتادند از آنجا برداشته بخانه بردند
و تا مدتی از ان درد بیمار افتادند که مردم بعیادت ایشان می آمدند آرے در توسط احوال در مقام فنا نسیان
از دنیا و آخرة میسر میگردد و گرفتاری آخرة را در رنگ گرفتاری دنیا میدارند اما چون بشرف بقا مشرف
گشت و کار را بانجام رسانیده بکمالات نبوة پرتوے انداخت آنجا همه درد آخرتست و استعاذه از دوزخ
است و تمنای بهشت و اشجار و انهار و حور و غلمان بهشت را باشیای دنیوی هیچ مناسبت نیست بلکه
اینها دو طرف نقیض اند در رنگ تناقض غضب و رضا اشجار و انهار و آنچه در بهشت است نتائج و ثمرات

بأن

بابهٔ آن عبوری واقع شود فافهم و شک نیست که نفی اصل صفات میسر است نسبت بنفی متعلقات سوء آن
صفات پس حصول کمالات نبوة اهون و اقرب باشد نسبت بحصول کمالات ولایت و همین نسبت بسیر و قرب
است در هر امرے که وصول باصل دارد نسبت باموریکه از اصل جدا افتاده اند نمی بینی که کیمیای اصل بسهولت
عمل میسر است و باقرب طرق حاصل و آنکه از اصل آن جدا افتاده است و در محنت است و عمرے در تحصیل آن
فانی میسازد مع ذلک حرمان نقد وقت وست و انچه بدست آورده است بعد اللتیا والتی شباهت بآن اصل دارد
و بساست آن شباهت عارضه از وے زائل گردد و به اصل خود عود نماید و بقلابی و غلی نکشد بخلاف واصل
اصل آنکه باوجود سهولت عمل و نزدیکی راه از خوف قلابی و غلی ایمن است جمعی از سالکان این راه که بریاضات
شاقه و مجاهدات شدیده بظلی از ظلال رسیده اند گمان برده اند که وصول بمطلب منوط بریاضات شاقه است
و مجاهدات شدیده نمیدانند که راه دیگر اقرب ازین راه است و موصل بنهایة النهایت و آن راه اجتباست که بمجرد
فضل و کرم منوط است و راهی که ایشان اختیار کرده اند راه انابت است که بمجاهدات مربوط است و واصلان این
راه اقل قلیل اند و واصلان راه اجتبا جم غفیر انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات همه براه اجتبا رفته اند و اصحاب
ایشان علیهم الصلوات والتحیات نیز بتبعیت و وراثت براه اجتبا واصل گشته اند و ریاضات ارباب اجتبا از
برای ادای شکر نعمت وصول است قال علیه الصلوٰة والسلام فی جواب السائل عن وجه ریاضاته الشدیدة مع
کون ذنوبه المتقدمة والمتاخرة مغفورة افلا اکون عبدا شکورا و مجاهدات اهل انابت از برائے حصول وصول است
شتان ما بینهما راه اجتبا راه بردن است و راه انابت راه رفتن از بردن تا رفتن فرق عظیم است زود می برند و
دور می رسانند و دیر می روند و در راه میمانند حضرت خواجه نقشبند قدس سره فرموده اند ما فضلیانیم بلے تا فضل
نباشد نهایت دیگران در بدایت ایشان چگونه مندرج گردد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله
ذو الفضل العظیم برسر اصل سخن رویم و گوئیم که این فقیر در عرضداشتها که به پیر بزرگوار خود قدس سره نوشته است
که جمیع مرادات مرتفع گشته اند اما نفس اراده هنوز برجاست بعد از مدتے نوشته که آن اراده نیز در رنگ
مرادات مرتفع گشته و چون حضرت حق سبحانه و تعالی بوراثت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات مشرف
ساخت دانست که مقصود رفع متعلق سوء آن اراده بوده است نه رفع نفس آن اراده لازم نیست که رفع
متعلق سوء بعد از رفع اصل بروجه اتم و اکمل حاصل شود بلکه بساست که بمجرد فضل آن میسر شود که بتعمل و تکلف
عشر عشیر آن حاصل نگردد ای فرزند در مقام ولایت دست از دنیا و آخرت باید شست و گرفتاری

بمولانا عبدالحی صدور یافته در بیان اعمال صالحه که در اکثر آیتهای قرآنی دخول بهشت منوط بآن ساخته است
تعالی و تقدس و در بیان ادای شکر و در بیان بعضی از معانی و اسرار نماز بعد الحمد و الصلوة بدان اسعدک الله
تعالی تا مدتها تردد داشت که آیا مراد از اعمال صالحه که حضرت حق سبحانه و تعالی در اکثر آیتهای قرآنی وعدهٔ دخول
بهشت را مربوط بآن ساخته است جمیع اعمال صالحه است یا بعضی اگر جمیع است متعسر است که کم کسی باتیان جمیع
موفق شده باشد و اگر بعضی است مجهول است و تعیین نیافته آخر بمحض فضل خداوندی جل سلطانه بخاطر ریخت که
شاید مراد از اعمال صالحه ارکان خمسهٔ اسلام باشد که بنای اسلام بر آنست امید است که اگر این اصول پنجگانه
اسلام بر وجه کمال ادا یابد نجات و فلاح نقد وقت است چه اینها فی حد ذاتها اعمال صالحه اند و موانع سیئات و
منکرات اند کریمهٔ ان الصلوة تنهی عن الفحشاء و المنکر شاهد این معنی است چون اتیان این پنجگانه اسلام میسر شد
امید است که شکر ادا یافت و چون شکر ادا یافت از عذاب نجاتی حاصل آمد ما یفعل الله بعذابکم ان شکرتم و آمنتم
پس در اتیان این پنجگانه بجان باید کوشید علی الخصوص در اقامت نماز که عماد دین است مهما امکن بترک
ادنی از آداب آن راضی نباید شد اگر تمام ساخته شد حبل عظیم از اسلام بدست آورد و حبل متین از برای خلاصی حاصل گردد
والله سبحانه الموفق بدانکه تکبیر اولی در نماز اشارت به استغنا و کبریای اوست تعالی از عبادت عابدان و از نماز مصلیان و
تکبیراتی که بعد ارکان اند رمز و اشارتند بعدم لیاقت ادای هر رکن از برای عبادت جناب قدسی و تعالی و در تسبیح رکوع
چون معنی تکبیر ملحوظ بوده است در آخر رکوع تکبیر گفتن نفرموده بخلاف سجدتین که باوجود تسبیحات آنها در اول و آخر تکبیر گفتن
فرموده تا کسی در وهم نیفتد که در سجود که نهایت انحطاط و انخفاض است غایت تذلیل و انکسار در حق عبادت ادا
می یابد و از برای دفع این وهم هم در تسبیح سجود لفظ اعلی اختیار افتاده هم تکرار تکبیر مسنون گشته و چون نماز
معراج مؤمن است در آخر نماز کلمات تحیه که آن سرور علیه و علی آله الصلوة و السلام در شب معراج به آن کلمات
مشرف شده بود خواندن فرموده پس مصلی را باید که نماز را معراج خود سازد و نهایت قرب در نماز جوید قال علیه و
علی آله الصلوة و السلام اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوة و مصلی چون مناجی رب است عز شانه
و مشاهدهٔ عظمت جلال اوست تعالی در وقت ادای نماز جای آنست که در وی رعبی و هیبتی پیدا شود
از برای تسلی او ختم نماز بتسلیمتین فرموده و آنچه در حدیث نبوی آمده است علیه و علی آله الصلوة و السلام
صد بار تسبیح و تحمید و تهلیل بعد از نماز فرض در علم فقیر سرش آنست که در ادای نماز هر چه از قصور و تقصیر واقع شده
به تسبیح و تکبیر تلافی آن باید نمود و اعتراف عدم لیاقت و ناتمامی عبادت خود باید فرمود و چون ادای عبادت

اعمال صالحه اند پیغمبر علیه و علی آله الصلوٰة والسلام فرمود که بهشت درخت ندارد و آنجا درختان نشانید
پرسیدند که چه طور بنشانیم فرمود علیه و علی آله الصلوٰة والسلام به تسبیح و تحمید و تمجید و تهلیل یعنی سبحان الله
بگویید تا در بهشت نهال یک درخت بنشانند پس درخت بهشت نتیجهٔ التسبیح گشت کمالات تنزیهی است چنانچه
درین کلمه در کسوت حروف و اصوات مندرج ساخته اند در بهشت آن کمالات را در کسوت درخت تعبیه میفرمایند
علی هذا القیاس آنچه در بهشت نتیجهٔ عمل صالح و هرچه از کمالات خوبی بغایت تعبیه است در ضمن کسوت صالح
قولی و عملی اندراج یافته است در بهشت آن کمالات در پردهٔ لذات تنعمات ظهور میفرمایند پس ناچار آن
تلذذ و تنعم مرضی و مقبول باشند و وسیله باشد از برای بقاء و وصول رابعه بیچاره اگر ازین سر آگاه میگشت
فکر سوختن بهشت نمی نمود و گرفتاری آنرا غیر گرفتاری حق جل و علا نمیدانست بخلاف تلذذ و تنعم دنیوی که
منشاء آن خبث و شرارت است منتهی آن حرمان در آخرة اعاذنا الله سبحانه منه این تلذذ اگر مباح شرعی است
محاسبه در پیش است اگر رحمت دستگیری نفرماید وای صد وای و اگر مباح شرعی نیست مورد وعید است ربنا ظلمنا
انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین پس این تلذذ را با آن تلذذ چه نسبت بود این تلذذ سم قاتل است
و آن تلذذ تریاق نافع پس در آخرة یا نصیب عوام مومنان است یا نصیب اخص خواص خواص ازین ورد
تنزه بنمایند و کراهت در خلاف آن می انگارند ع آن ایشانند من چنینم یا رب مکتوب سه صد و
سوم بحاجی یوسف کشمیری بعد الحمد والصلوٰة باید دانست که کلمات اذان هفت است الله اکبر ای
الله اکبر ان یکون له حاجة الی عبادة عابد کررت هذه الکلمة اربع مرات لتاکید هذا المعنی المبهم اشهد ان
لا اله الا الله ای اشهد انه تعالی مع کبریائه و استغنائه عن العبادة لیس المستحق للعبادة الا هو سبحانه
اشهد ان محمدا رسول الله ای اشهد انه علیه و علی آله الصلوٰة والسلام رسوله سبحانه و مبلغ عنه تعالی
طریق العبادة فلا یکون العبادة اللائقة بجناب قدسه تعالی الا ما هی ماخوذة من جهة تبلیغه و رسالته علیه
و علی آله الصلوٰة والتحیة حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح کلمتان یطلب المصلی الی اداء الصلوٰة المؤدیة الی
الفلاح الله اکبر ای اکبر من ان یلیق بجناب قدسه تعالی عبادة احد لا اله الا الله ای انه تعالی لا محالة هو
المستحق للعبادة وان لم تصدر العبادة من احد ای لائقة بجناب قدسه تعالی بزرگی شان نماز از بزرگی این
کلمات که موضوع از برای اعلام نماز است باید دریافت ع سالی که نکوست از بهارش پیداست ٭ اللهم
اجعلنی من المصلین المفلحین بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات مکتوب سه صد و چهارم

والتحیة میدانند که تمنای تمام تمامی حسنات خود را درجنب سهو آنسرور علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام مسألت مینمایند
وعمل سهو آنسرور علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام مثل سلام دادن اوست علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بر دو رکعت
نماز فرض چهارگانی بطریق سهو کما روی پس نماز منتهی با وجود نتائج وثمرات دنیوی اجر جزیل آخرت بر آن مترتب
باشد بخلاف نماز مبتدی وعامی ع چه نسبت خاک را با عالم پاک ٭ شمهٔ از خصائص نماز منتهی وامی نماید از آنجا
قیاس نمایند گاه هست که منتهی در نماز در وقت قرآت قرآن واتیان تسلیمات وتکبیرات زبان خود را در رنگ شجرهٔ
موسوی مییابد وقوی وجوارح خود را بیش از آلات ووسائط نمیدانند وگاهی مییابد که در وقت ادای نماز باطن وحقیقت
بتمام از ظاهر وصورت تعلق گسسته بعالم غیب ملحق شده است ونسبت مجهول الکیفیت بغیب پیدا کرده وچون از
نماز فارغ شده باز رجوع نموده با آنکه جواب اصل سوال گوییم که اتیان امور اربعه مذکوره بتمام وکمال نصیب منتهی
است مبتدی وعامی دور است که باتیان این امور بتمام وکمال موفق شوند هرچند ممکن وجائز است وانها
لکبیرة الا علی الخاشعین والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب سه صد وششم بمولانا صالح صدور
یافته در ذکر بعضے از مناقب وکمالات حقائق آگاه معارف دستگاه مخدوم زادهٔ کلان خواجه محمد الصادق
علیه الرحمة والغفران ومخدوم زادهای خرد مرحومی مغفوری محمد فرخ وعیسی رحمة الله علیهم ودر خاتمه این مکتوب
بیان فنای ارباب ولایت ودر بیان آنکه این فنا در قرب نبوة هیچ در کار نیست ومایناسب ذلک الحمد لله و
سلام علی عباده الذین اصطفی اخوی ملا صالح واقعات اهل سرهند را شنیده باشد فرزندی اعظم رضی الله عنه
نیز با دو برادر خرد محمد فرخ ومحمد عیسی سفر آخرت اختیار فرمودند انا لله وانا الیه راجعون حمد الله سبحانه که او تعالی باقیماندگان را
قوت صبر عطا فرمود وتا تنبیه طلبه را سرداوند خوش گفت ٭ من از تو روی نپیچم گرم بیازاری ٭ که خوش بود ز عزیزان
تحمل خواری ٭ فرزند مرحومی آیتی بود از آیات حق جل وعلا ورحمتی بود از رحمتهای رب العالمین در بیست وچهار
سالگی آن یافت که کم کسی یافت پایهٔ مولویت وتدریس علوم نقلیه عقلیه را بحد کمال رسانیده بود حتی که تلامذه
ایشان بیضاوی وشرح مواقف وامثال اینها را بقدرت تمام درس دارند وحکایات معرفت وعرفان وقصص شهود و
کشوف ایشان مستغنی است از آنکه در بیان آرد معلوم شما است که در سن هشت سالگی بر نهجی مغلوب حال شده بود که حضرت
خواجه ما قدس سره معالجه تسکین حال ایشان را بطعامهای بازار که مشکوک ومشتبه است مینمودند ومیفرمودند که محبتی که
مرا بمحمد صادق است با هیچکس نیست وهمچنین محبتی که او را با ماست با هیچکس نیست از این سخن بزرگی ایشان باید
دریافت ولایت موسوی را بنقطهٔ آخر رسانیده بود وعجائب وغرائب آن ولایت علیه را بیان میفرمود وهمواره

بتوفیق او تعالی میسر شده است تحمید و شکر آن نعمت باید بجا آورد و مستحق عبادت غیر او را نباید دانست امید است
که چون اداء نماز مقرون بشرائط و آداب واقع شود و بعد از آن تلافی تقصیر و شکر نعمت توفیق و نفی استحقاق عبادت
از غیر او تعالی از صمیم قلب باین کلمات طیبه نموده آید تا آن نماز شایان قبول خداوندی جل سلطانه گردد و صاحب
آن نماز مصلی و مفلح بود اللهم اجعلنی من المصلین المفلحین بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم و علی آله الصلوات والتسلیمات

مکتوب سی صد و نهم بمیر محب الله صدور یافته در بیان اسرار نماز و فرق در میان نماز مبتدی
و عامی و در میان نماز منتهی و ما یناسب ذلک

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی
بدان ارشدک الله تعالی تمامی صلوة و کمالات آن نزد فقیر عبارت از اتیان فرائض و واجبات و سنن و
مستحبات نماز است که در کتب فقهیه بتفصیل بیان یافته است امرے دیگر ورائے این امور اربعه نیست که در تمامی
نماز آنرا مدخلے باشد خشوع نماز نیز مندرج در همین امور اربعه است خضوع قلب نیز منوط باینها جمعیه جمعے بعلم
این امور کفایت ورزیده اند و در عمل مساهلت و مداهنت اختیار نموده لاجرم از کمالات نماز قلیل النصیب گشته
اند و جمعی دیگر اهتمام بحضور قلب بحق سبحانه داشته باعمال اوبیه جوارح کم پرداخته اند و اقتصار بر فرائض و سنن
نموده اند و اینجماعه نیز از حقیقت نماز آگاه نگشته اند و کمال نماز را از غیر نماز جسته چه حضور قلب را از جمله
احکام نماز نشمرده اند و آنچه در خبر آمده است لا صلوة الا بحضور القلب تواند بود که مراد از حضور حضور قلب
باشد باین امور اربعه تا فتورے در اتیان امرے ازین امور واقع نشود و در دوامی این حضور حضور دیگر بفهم
این فقیر نمی درآید سوال چون تمامی نماز و کمال آن مربوط باتیان امور اربعه گشت و امرے دیگر ورائے
اینها در کمال آن ملحوظ نشد پس فرق در میان نماز مبتدی و منتهی بلکه نماز عامی که مقرون باتیان این
امور باشد چه بود جواب فرق از راه عامل است نه از راه عمل اجر یک عمل بواسطه تفاوت عمل
متفاوت است عملیکه از عامل مقبول و محبوب بوقوع آید اجر آن اضعاف مضاعف است از آن اجری
که مترتب بر عمل غیر آن عامل باشد چه عامل هر چند عظیم القدر باشد عمل و جزیل الاجر است از ینجا گفته اند
که عمل ریائی عارف بهتر از عمل باخلاص مرید است علت آنکه عمل عارف مقرون باخلاص بود لهذا حضرت
صدیق رضی الله تعالی عنه سهو حضرت پیغمبر را علیه و علی آله الصلوة بهتر از صواب عمد خود دانسته طلب سهو او علیه
و علی آله الصلوة والتحیة میفرماید آنجا که میگوید یا لیتنی کنت سهو محمد آرزوی آن دارد که بجلت خود سهو آن سرور باشد
علیه و علی آله الصلوة والسلام پس تمامی اعمال و احوال خود را کم از عمل سهو آن سرور علیه و علی آله الصلوة

علم حضوری نسبت بآن علم همچو علم حصولی است نسبت بعلم حضوری این معرفت را طور عقل و فکر است من لم یذق
لم یدر لیس مقرر شد که علم اشیا منافی علم حق نشد جل و علا پس نسیان اشیا هیچ در کار نباشد بخلاف طریق ولایت
که زوال گرفتاری اشیا آنجا بی نسیان اشیا متصور نیست چه در ولایت گرفتاری بظلال است و گرفتاری ظلال را
آنقدر قوت نیست که با وجود علم اشیا گرفتاری اشیا را تواند زائل گرداند پس اول از نسیان اشیا چاره نبود
تا گرفتاری با زائل گردد این معرفتی است که مخصوص باین درویش است و دیگر بآن تکلم نکرده الحمد لله الذی هدانا
لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق مکتوب سه صد و هفتم بمولانا عبد الواحد
لاهوری صدور یافته در بیان معنی کلمهٔ طیبه سبحان الله و بحمده و ما یناسب ذلک بسم الله الرحمن الرحیم
بعد الحمد و الصلوة باید دانست که عابد در وقت ادای عبادت هرچه از جنس حسن و کمال در عبادت
خود یابد آن همه راجع بتوفیق خداوندی است جل سلطانه و از حسن تربیت و احسان اوست تعالی
و هرچه از جنس قصور و ناتمامی در عبادت خود یابد آن همه عائد بنفس اوست و از شرارت جبلی او ناشی
شده است و بجناب قدس او تعالی هیچ چیز از قسم نقص و قصور راجع نیست آنجا همه خیر و کمال است
و همچنین هرچه در عالم وقوع می آید حسن و کمال آن راجع بجناب قدس اوست تعالی و شر و نقص آن عاید
بدائرهٔ ممکنات که قدم راسخ در عدم دارد که منشاء هر شر و نقص است کلمهٔ طیبهٔ سبحان الله و بحمده بوجه ابلغ
بیان این دو امر میفرماید و کمال تنزیه و تقدیس او تعالی مینماید از آنچه شایان جناب قدس او تعالی نیست
از شرور و نقائص و ادای شکر بعبارت حمد که راس هر شکر است میکند بر صفات و افعال جمیلهٔ او و بر انعامات
و احسانات جزیلهٔ او سبحانه انما اینجاست که در حدیث نبوی آمده است علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات که هر که
این کلمهٔ طیبه در روز یا در شب صد بار بگوید هیچ یکی در عمل در آن روز و در آن شب با و برابری نجوید مگر آنکه مثل
او این کلمهٔ طیبه را بگوید چگونه برابری جوید که هر عمل که عبادت و ادای شکری است از شکرهای خداوند جل سلطانه
بجز و این کلمهٔ طیبه را یافته است و جزو دیگر او که بیان تنزیه و تقدیس او تعالی مینماید علیحده است فعلیکم باتیان هذه
الکلمة الطیبة کل یوم و لیلة مائة مرة والله سبحانه الموفق سوال در حدیث نبوی آمده است علیه و علی آله الصلوات
و التسلیمات سبحان الله و بحمده عدد خلقه و رضا نفسه و زنة عرشه و مداد کلماته و آمده است سبحان الله ملاء المیزان
و آمده الحمد لله اضعاف ما حمده جمیع خلقه و قائل غیر از یکبار نگفته است و عدد غیر از یک فرد بوقوع نیامده
آن را عدد خلقه بچه اعتبار گویند و رضا نفسه بچه معنی گویند و زنة عرشه چگونه بود و مداد کلماته چون

خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و متذلل و منکسر بوده میفرموده که هر یکی از اولیا از حضرت حق سبحانه تعالی
چیزے خواسته است و من التجا و تضرع خواسته ام از محمد فرخ چه نویسد که در یازده سالگی طالب العلم شده بود
و کافیه خوان و بشعور سبق میخوانده و همواره از عذاب الآخرة ترسان و لرزان بوده و دعا میکرد که در سن
طفولیت و دنیا دنیه را وداع نماید تا از عذاب آخرت خلاص شود و در مرض موت یارانی که بیمارداری او
میکردند عجائب و غرائب از وی مشاهده نمودند و کرامات و خوارق از محمد عیسیٰ تا هشت سالگی که مردم معائنه
کرده اند چه نویسد بالجمله جواهر نفیسه بودند که بودیعت سپرده بودند لله سبحانه الحمد و المنة که امانات را باهل
امانات بے کره و بے اکراه حواله نمودیم اللهم لا تحرمنا اجرهم و لا تفتنا بعدهم بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات
و التسلیمات ؎ از هر چه میرود سخن دوست خوشتر است ❊ بدانند که مقصود از فنا که عبارت از نسیان
ماسوای حق است سبحانه آنست که محبت گرفتاری مادون او تعالی زائل گردد چه هرگاه ذوات و صفات
و افعال اشیا از دیده و دانش زائل گردند گرفتاری محبت اینها ناچار رو بزوال خواهد آورد و در طریق
ولایت از برای زوال گرفتاری ما دون حق جل و علا از نسیان ماسوای چاره نبود و در مدارج قرب
نبوة در زوال گرفتاری اشیا نسیان اشیا هیچ درکار نیست زیرا که در قرب نبوة گرفتاری باصل که فی
حد ذاتها حسن و جمیل است نمیگذارد که از گرفتاری اشیا که فی نفسها قبیح و غیر مستحسن اند نامی و نشانی بماند و
اشیا فراموش شوند یا نه زیرا که علم اشیا بواسطه گرفتاری به اشیا که مستلزم اعراض است از جناب قدس او
تعالی وصف ذم پیدا کرده بودند چون گرفتاری اشیا زائل گشت علم اشیا مذموم نشد علم اشیا چگونه مذموم
بود که اشیا همه مسائل علم حق اند جل سلطانه و علم اینها از صفات کامله است اگر گویند که هرگاه علم ما دون حق
جل و علا زائل نشود نسیان علم حق جل و علا با علم ما دون حق جل شانه در یکوقت چگونه جمع شود پس از نسیان
ما دون او تعالی چاره نبود گویم علمیکه با اشیا تعلق میگیرد از قبیل علم حصولی است و علمیکه بحضرت حق سبحانه و
تعالی تعلق پیدا میکند مشابه علم حضوری پس هر دو علم در یکوقت جمع شوند و هیچ محذور لازم نیاید محذور وقتی
لازم آید که هر دو علم حصولی باشند و آنکه گفتیم از قبیل علم حصولی است و مشابه علم حضوری زیرا که آنجا نه
حقیقت حصول است و نه گنجائش حضور علم حق سبحانه و تعالی که با اشیا تعلق میگیرد حصولی نیست زیرا که
حوادث را در ذوات و صفات او تعالی حلولی و حصولی نیست و علم این عارف پرتوی است از آن علم و علمیکه
تعلق بحضرت حق سبحانه بود آنرا حضوری نیز نمیتوان گفت زیرا که او تعالی بمدرک از مدرک که هم نزدیکتر است

صفات الکمال کما قال ہل جزاء الاحسان الا الاحسان فلاجرم تکون الکلمتان ثقیلتین فی المیزان لمحو السیئات
بسبب تکرارہما حبیبتین الی الرحمان بوجود الاخلاق الحمیدۃ بواسطتہما والسلام مکتوب سہ صد و نہم بمولانا
حاجی محمد فرکیتی صدور یافتہ در بیان محاسبہ یومی و لیلی کما ورد حاسبوا قبل ان تحاسبوا بعد الحمد و الصلوٰۃ و تبلیغ
الدعوات میرساند کہ جمعی از مشائخ کرام قدس اللہ تعالی اسرارہم طریقہ محاسبہ اختیار کردہ اند و در شب قبل نوم
دفتر افعال و اقوال و حرکات و سکنات یومیہ خود را ملاحظہ مینمایند و بتفصیل بحقیقت ہر کدام وا می رسند تقصیرات
و سیئات خود را تدارک بتوبہ و استغفار و التجا و تضرع میفرمایند و اعمال و افعال صالحہ خود را راجع بتوفیق حق
تعالی ساختہ بحمد و شکر خداوندے جل سلطانہ پیش می آیند و صاحب فتوحات مکیہ قدس سرہ از محاسبان
بودہ میفرماید من در محاسبہ خود از مشائخ دیگر افزودم و خطرات و نیات خود را نیز محاسبہ نمودم و نزد فقیر صد
بار تسبیح و تحمید و تکبیر قبل نوم بر نہجیکہ از مخبر صادق بہ ثبوت پیوستہ است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات
حکم محاسبہ دارد و کار محاسبہ مینماید گوئیا بہ تکرار کلمہ تسبیح کہ مفتاح توبہ است اعتذار از تقصیرات و سیئات خود
مینماید و جناب قدس او تعالی از انچہ ارتکاب این سیئات عائد شدہ بود تنزیہ و تقدیس میفرماید چہ مرتکب
سیئات را اگر عظمت و کبریائی جناب قدس حضرت آمر و ناہی ملحوظ و منظور میشد ہرگز بعدم امتثال امر او
تعالی مبادرت نمی نمود و چون مبادرت نمود معلوم شد کہ امر و نہی او را تعالی نزد مرتکب اعتدادے و
اعتبارے نبودہ اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک پس بہ تکرار کلمہ تنزیہ تلافی آن تقصیر مینماید باید دانست در استغفار
طلب ستر ذنب است کہ در تکرار کلمہ تنزیہ طلب استیصال ذنب فاین ہذا من ذلک سبحان اللہ عجب کلمہ ایست
الفاظش در غایت قلت و معانی و منافع آن در نہایت کثرت و بتکرار کلمہ تحمید شکر توفیق خداوندی جل سلطانہ
بجامی آرد و ادائے شکر نعم او تعالی میفرماید بتکرار کلمہ تکبیر اشارتست بہ آنکہ جناب قدس او تعالی بلند تر است
از آنکہ این اعتذار و این شکر شایان آنحضرت جل شانہ باشند زیرا کہ اعتذار و استغفار او محتاج باعتذار و
استغفار کثیر است حمد او راجع بنفس او و سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ
رب العالمین محاسبان باستغفار و شکر کفایت مینمایند و باین کلمات قدسیہ ہم کار استغفار حاصل شود و ہم شکر
بجامی آید و ہم ایمائی باظہار نقص استغفار و شکر میسر گردد ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و صلی اللہ تعالی
علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ الطاہرین و سلم و بارک علیہ و علیہم اجمعین مکتوب سہ صد و دہم بمولانا
محمد ہاشم در بیان جامعیت انسان و بعضی از اسرار غامضہ کہ تعلق باینمقام دارد و ما یناسب ذلک

راست آمد و میزان را چگونه پر سازد و اضعاف یا حمده جمیع خلقه بچه معنی گفته شود گوئیم که انسان جامع عالم خلق و عالم امر است هرچه در خلق و امر است مر انسان راست مع شئ زائد و آن هیئة وحدانی اوست که از ترکیب خلق و امر ناشی شده است و این هیئة وحدانی هیچکس را بغیر او میسر نشده است و این هیئة اعجوبه ایست غریب و انموذجی است بدیع پس حمدی که از انسان بوقوع آید اضعاف حمد جمیع خلائق خواهد بود علی هذا القیاس حل سائر الاسوله الیسر او از جمیع خلق ماسوای انسان باید داشت و اگر انسان را نیز داخل کنیم گوئیم که انسان کامل چنانچه جمیع افراد عالم را اجزای خودمی یابد افراد انسان را نیز اجزای خودمی یابد و خود را کل همه میداند برین تقدیر حمد خود را اضعاف حمد خود می یابد و اضعاف حمد جمیع افراد انسانی نیز خواهد یافت والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله من الصلوات اتمها ومن التحیات اکملها

مکتوب سه صد و هشتم بمولانا فیض الله پانی پتی صدور یافته در بیان معنی حدیث نبوی علی صاحبها الصلوٰة والسلام کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم

بدان ارشدک الله تعالی قال علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم وجه خفتهما علی اللسان ظاهر لقلة الحروف اما وجه ثقلهما فی المیزان وکونهما حبیبتین الی الرحمن فلان الجزء الاول من الکلمة الاولی تفید تنزیهه تعالی سبحانه عما لا یلیق بجناب قدسه عز وجل والبعاد جناب کبریائه عن صفات النقص وسمات الحدوث والزوال والجزء الثانی من تلک الکلمة یفید اثبات صفات الکمال وشیونات الجمال له تعالی سواء کانت الصفات والشیونات من الفضائل او من الفواضل وجعل الاضافة للاستغراق فی الجزئین یفید ثبوت جمیع التنزیهات والتقدیسات وثبوت جمیع صفات الکمال والجمال له تعالی فحاصل الجزئین من الکلمة الاولی ارجاع جمیع التنزیهات والتقدیسات لله سبحانه واثبات جمیع صفات الکمال والجمال له عز وجل وحاصل الکلمة الثانیة اثبات جمیع التنزیهات والتقدیسات له تعالی مع اثبات العظمة والکبریاء له عز وجل وفیها الی ان سلب النقائص عنه تعالی لیس الا لاجل العظمة وکبریائه سبحانه فلا جرم یکون الکلمتان ثقیلتین فی المیزان حبیبتین الی الرحمن وایضاً التسبیح مفتاح التوبة بل زبدة التوبة وخلاصتها کما حققت فی بعض المکاتیب فیکون التسبیح وسیلة الی محو الذنوب وعفو السیئات فلا جرم یکون ثقیلاً فی المیزان مرجحاً لکفة الحسنات حبیباً الی الرحمن لانه سبحانه یحب العفو وایضاً ان المسبح الحامد لما نزه جناب قدسه تعالی عما لا یلیق به واثبت صفات الکمال والجمال له تعالی فالمرجو من الکریم الوهاب جل شانه ان ینزه المسبح عما لا یلیق به ویوجد فی الحامد

صفات الکمال

با ناکه توهم در غیبت ذات و صفات واجبی تعالی و تقدس ایشانرا ازینجا ناشی شده است که تغایر و تباین آنموطن را
در رنگ تباین و تغایر اینموطن خیال کرده اند و چون آنرا در رنگ تباین و تغایر اینموطن که ذات و صفات
نا باشد نیافتند و تمایز آنرا با تمایز این مشابه ندیدند لاجرم حکم بنفی تغایر و تمایز نمودند و بعینیت یکدیگر قائل گشتند
ندانستند که تمایز و تباین آنموطن در رنگ ذات و صفات واجبی تعالی بیچون و بیچگونه است و آن تمایز را باین تمایز
نسبتی نیست الا در صورت و اسم پس تباین و تمایز در آنموطن متحقق باشد و ما در درک آن عاجز باشیم نه آنکه هرچه را
درک نتوانیم کرد نفی آن بکنیم و مخالف اهل حق باشیم والله سبحانه الملهم للصواب مکتوب سه صد و یازدهم
بمخدوم زادگی مظهر فیض الهی و مظهر اسرار نامتناهی خواجه محمد سعید صدور یافت در بیان اسرار غامضه و حقائق نادره
بطریق رمز و اشارت این اسرار تعلق بحروف مقطعات دارد که از متشابهات قرآنی است که علماء راسخین را از تاویل
آن اطلاع داده اند در الم ❁ های دو چشمی است مربی ما ❁ همچو الف رب حبیب خدا ❁ لام مربی خلیل الله است ❁
میم زند بیر کلیم الله است ❁ مبدای کار و بار حضرت کلیم علی نبینا و علیه الصلوة والسلام حقیقت الف است و
مبدای معامله این حقیر نیز به تبعیت و وراثت همان حقیقت الف لیکن بازگشت حضرت کلیم علی نبینا و علیه الصلوة
والسلام بحقیقت میم است و بازگشت این حقیر بحقیقت های دو چشمی است الحال مرجع و ملاذ من همین حقیقت
است این حقیقت همانست که تعبیر از ان به غیب هویت مینماید و این حقیقت گنجینهٔ رحمت است یک رحمت که در دنیا
پهن کرده اند بود و نه رحمت که برای آخرة ذخیره مانده اند مستقر و مستودع همه آنها همین حقیقت است گویا یک
چشمهٔ آن مخزن رحمت دنیا است و چشمهٔ دیگر گنجینهٔ رحمت آخرت صفت ارحم الراحمین ازین حقیقت انبار مینماید
درینموطن ظهور جمال صرف است که شائبه از جلال آنرا نیافته است و دوستانرا در دنیا هرچه از قسم محنت و
اندوه بدیشان میرسد تربیت جمالی است که بصورت جلال ظاهر شده است و دشمنانرا در دنیا هرچه از جنس نعمت و
سرور بدیشان میرسد ظهور جلال است که بصورت جمال وانموده اند هذا هو المکر الالهی جل سلطانه یضل به کثیرا و یهدی
به کثیرا و مبدای کار و بار حضرت خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات حقیقتی است که فوق حقیقت الف است
و همچنین مبدای حضرت خلیل علی نبینا و علیه الصلوة والسلام همان حقیقت فوقانی است غایت ما فی الباب حقیقت
مبدای حضرت خاتم الرسل اجمال آن حقیقت است و حقیقت مبدای حضرت خلیل تفصیل آن حقیقت علیهم الصلوات
والتسلیمات اتمها و اکملها و بازگشت حضرت خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوة والسلام حقیقت الف است و
بازگشت حضرت خلیل علی نبینا و علیه الصلوة والسلام حقیقت لام است بلی جمال را با وحدت بیشتر مناسبت

بعد الحمد والصلوٰة مینماید که هرچه در انسان از کمالات است همه مستفاد از مرتبهٔ وجوبست تعالت وتقدست اگر علم هست
مستفاد از علم آنمرتبه است واگر قدرتست نیز ماخوذ از قدرت آنمرتبه علی هذا القیاس ما کمال هر مرتبه باندازهٔ آنمرتبه است
علم انسان در جنب علم واجب تعالی وتقدس حکم مرده دارد که لاشی محض است نسبت بزنده که بحیات ابدی زندگی
یافته باشد وهمچنین قدرت انسان در جنب قدرت واجب تعالی وتقدس حکم عنکبوت دارد که نساجی بیت خود نماید
نسبت بشخصی که به یک دمیدن او آسمانها وزمینها وجبال وبحار پاره پاره گردند وهبای منثور شوند کمالات دیگر را
هم برین قیاس باید کرد این تفاوت از تنگی عبارت گفته میشود والا چه نسبت ع چه نسبت خاک را با عالم پاک : پس
کمالات انسان در صورت کمالات مرتبهٔ وجوب تعالت وتقدست گشت واین کمالات بیش از مشارکت اسمی از
کمالات آنمرتبه چیزے دیگر حاصل نکرده است ازینجاست ان الله خلق آدم علی صورته ومعنی من عرف نفسه فقد عرف
ربه ازین بیان لائح میگردد چه هرچه در نفس است اگرچه صورتست همانست که حقیقت آن در مرتبهٔ وجوب تعالت
وتقدست حاصل است ازینجا سر خلافت انسان را دریاب چه صورت شی خلیفهٔ شی است درینمقام زنادقه و
مجسمه گمان برده اند که خدا عز وجل سلطانه بصورت انسانست ازینجا دی قوی وجوارح انسانی را در ان
حضرت جل سلطانه اثبات نموده اند ضلوا فاضلوا ندانسته اند که اطلاق صورت ومثال آن در آنحضرت
از قبیل تشبیه وتمثیل است نه بر سبیل تحقیق وتثبیت چه حقیقت آنصورت ترکیب مطلبد وتبعض وتجزے
میخواهد که منافی وجوبست ومانع قدم متشابهات قرآنی نیز از ظاهر مصروف اند وبر تاویل محمول قال
الله تعالی وما یعلم تاویله الا الله یعنی تاویل آن متشابه را هیچ کس نمیداند مگر خدای عز وجل پس معلوم شد
که متشابه نزد خدائے عز وجل وعلا نیز محمول بر تاویل است واز ظاهر مصروف وعلماے راسخین را نیز از علم
این تاویل قلبی عطا میفرماید چنانچه بر علم غیب که مخصوص باوست سبحانه خاص رسل را اطلاع می بخشد
آن تاویل را خیال نکنی که در رنگ تاویل یدست بقدرت وتاویل وجه بذات حاشا وکلا آن تاویل
از اسرار است که باخص خواص علم آن عطا میفرماید وباید دانست که صاحب فتوحات مکیه وتابعان او
میگویند که صفات واجبی تعالی وتقدس چنانچه عین ذات واجب الله تعالی همچنین این صفات نیز عین یکدیگر
اند مثلا علم چنانچه عین ذاتست عین قدرتست نیز وعین ارادتست وعین سمع وعین بصر علی هذا القیاس سائر الصفات
واین سخن نزد فقیر از صواب دور است زیرا که این سخن مبنی بر نفی وجود صفات زائده است که خلاف مذهب
اهل سنت وجماعت است چه صفات ثمانیه یا سبعه بر وفق آراے این بزرگواران در خارج موجود اند

غیر روایات اصول است وغیر ظاہر مذہب است وانچہ امام محمد شیبانی گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم یشیر ونصنع کما یصنع النبی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ثم قال ہذا قولی وقول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہما از
روایات نوادر است ونہ روایات اصول کما فی الفتاوی والغرائب وفی المحیط ہل یشیر باصبعۃ السبابۃ من یدہ الیمنی
لم یذکر محمد ہذہ المسئلۃ فی الاصل وقد اختلف المشائخ فیہ منہم من قال لا یشیر ومنہم من قال یشیر وذکر محمد فی غیر
روایۃ الاصول حدیثا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان یشیر ثم قال ہذا قولی وقول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالےٰ
عنہما وقد قیل انہ سنۃ وقیل مستحب ثم قال ہذا ما ذکروا والصحیح ان الاشارۃ حرام وفی السراجیۃ ویکرہ ان یشیر
بالسبابۃ فی الصلوٰۃ عند قولہ اشہد ان لا الہ الا اللہ ہو المختار ومن الکبرےٰ وعلیہ الفتوےٰ لان مبنے
الصلوٰۃ علی السکون والوقار وفی الغیاثیۃ من الفتاوےٰ ولا یشیر بالسبابۃ عند التشہد ہو المختار وعلیہ الفتوےٰ
فی جامع الرموز لا یشیر ولا یعقد وہو ظاہر اصول اصحابنا کما فی الزاہدی وعلیہ الفتوےٰ کما فی المضمرات والولوالجی
والخلاصۃ وغیرہا وعن اصحابنا انہ سنۃ فی خزانۃ الروایات من التاتارخانیۃ ثم اذا اخذ فی التشہد وانتہی الی
قولہ لا الہ الا اللہ ہل یشیر باصبعۃ السبابۃ الید الیمنی لم یذکر محمد رحمہ اللہ فی الاصل فقد اختلف المشائخ فیہ
منہم من قال لا یشیر وفی الکبرےٰ وعلیہ الفتویٰ ومنہم من قال یشیر ومن الغیاثیۃ ولا یشیر بالسبابۃ عند التشہد
ہو المختار ہرگاہ در روایات معتبرہ حرمت اشارہ واقع شدہ باشد وبر کراہت اشارۃ فتویٰ دادہ باشند
وازاشارت وعقد نہی کنند وآنرا ظاہر اصول اصحاب گویند ما مقلدان را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث
عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم وبفتاوےٰ چندین علماء مجتہدین مرتکب امر محرم ومکروہ ومنہی گردیم ومرتکب
این امراز حنفیہ از دو حال خالی نیست یا آنکہ علماء مجتہدین را علم احادیث معروفہ جواز اشارت اثبات می
نماید یا آنکہ محامل این احادیث میدانند ما عمل بمقتضای این احادیث در حق این بزرگواران تجویز می کنند و
می انگارد کہ اینہا بمقتضای آرا خود برخلاف احادیث حکم بر حرمت وکراہت کردہ اند واین ہر دو شق فاسد
است تجویز نکند آنرا اگر سفیہ یا معاند وانچہ در ترغیب الصلوٰۃ گفتہ است کہ انگشت شہادت برداشتن
در تشہد سنت علماء متقدم است اما علماء متاخر نہی کردہ اند از آنکہ چون رافضیان
درین غلو کردند سنیان ترک کردند از برائے نفی تہمت سنی بہ رافضی مخالف روایات کتب معتبرہ
است زیرا کہ ظاہر اصول اصحاب ما عدم اشارت وعدم عقد است پس عدم اشارت سنت علمای
ما تقدم شدہ ووجہ ترک نفی تہمت نگشت حسن ظن ما باین اکابر دین آنست کہ تا زمانیکہ دلیل حرمت

است لاجرم بالف مراجعت میسر گشت که قریب بوحدت است و تفصیل بکثرت بیشتر مناسبت داشت ناچار باز گشت
به لام که نزدیک بکثرت است حاصل آمد و پس حضرت ابراهیم علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام هم در مبدا ر کثیر البرکات اند
و هم در معاد و مرجع ازینجا است که سید البشر علیه و علی آله الصلوٰة والسلام صلوٰة و برکت که مماثل صلوٰة و برکت
حضرت خلیل است علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام مسالة مینمایند و در اسمار الٰهیه که رتبه اینها فوق رتبه صفات است
رب حضرت خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوٰات والتسلیمات اسم مبارک الله است تعالیٰ شانه و رب اینحقیر اسم مبارک
الرحمٰن است جل و علا چون اینحقیر را در مبدایت مناسبت بحضرت کلیم است علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام ناچار
برکات بسیار از آنحضرت باینحقیر رسیده است هر چند ولایت اینحقیر ولایت موسوی نیست اما از برکات آن ولایت
ملو است و ترقیات بسیار از آن راه نموده استفاده که اینحقیر از ولایت نموده است از راه اجمال آن ولایت است
و استفادهٔ فرزندی اعظمی علیه الرحمة از راه تفصیل آن ولایت و ولایت فقیر کما از ولایت موسوی مستفاد است شبیه ولایت
رجل مومن است که از آل فرعون بوده و ولایت فرزندے علیه الرحمة شبیه بولایت سحرهٔ فرعون است که
ایمان آوردند مکتوب سه صد و دوازدهم بمیر محمد نعمان صدور یافت در جواب اسوله که پرسیده بود
در اینجا تحقیق اشارت سبابه است و آنچه مختار علماء حنفیه است دران باب الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة والسلام
علی سید المرسلین و علی اخوانه من الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین و عباد الله الصالحین اجمعین صحیفهٔ شریفه
که بمصحوب ملا محمود ارسال داشته بودند رسید فرحت فراوان رسانیده پرسیده بودند که علما میگویند که زمین
روضهٔ متبرکه مدینه علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة از مکه معظمه بزرگتر است با وجود مسجود بودن صورت
و حقیقت کعبه معظمه بر صورت و حقیقت محمدیه را علی صاحبها الصلوٰة والتحیة زمین روضهٔ متبرکه چون بزرگتر
باشد مخدوما آنچه نزد فقیر ثابت شده است آنست که خیر البقاع کعبه معظمه است بعد از ان روضهٔ مقدسه
مدینه علی صاحبها الصلوٰة والتحیة بعد از ان زمین حرم حضرت مکه حرسها الله تعالیٰ عن الآفات اگر علمای
روضهٔ متبرکه را از مکهٔ معظمه بهتر گفته باشند مراد از مکه معظمه سوای زمین کعبه مقدسه مراد داشته باشند و ایضاً
پرسیده بودند در مادهٔ تجویز اشارت سبابه ملازمان مرحومی مولانا علم الله رساله نوشته اند فرستاده شده است
درینباب هر چه اشارت شود مخدوما احادیث نبوی علی مصدرها الصلوٰة والسلام درباب جواز اشارت
سبابه بسیار وارد شده اند و بعضے از روایات فقهیه حنفیه نیز درین باب آمده چنانچه مولانا در رساله ایراد
نموده است و چون در کتب فقه حنفی نیک ملاحظه نموده می آید معلوم میشود که روایات جواز اشارت

تواند بود که جمیع روایات را در اوقات مختلفه کرده باشند گوئیم که در بسیاری از روایات لفظ کان واقع شده است که نزد غیر منطقیان از ادوات کلیه است فلا یمکن التوفیق وانچه از امام اعظم منقولست که اگر حدیثی مخالف قول من بیابید قول مرا ترک کنید و بر حدیث عمل نمائید مراد ازان حدیث حدیثی است که بحضرت امام نرسیده است و بنا بر عدم علم این حدیث حکم بخلاف آن فرموده است احادیث اشارت ازان قبیل نیست احادیث معروفه اند احتمال عدم علم ندارند اگر گویند که علمای حنفیه بر جواز اشارت نیز فتوی داده اند بمقتضای فتاوای متعارضه بهر طرف که عمل نموده مجوز باشد گوئیم اگر تعارض در جواز و عدم جواز و حل و حرمت واقع شود ترجیح جانب عدم جواز را ست و جانب حرمت را ایضا شیخ ابن همام در رفع یدین گفته است که احادیث رفع و عدم رفع متعارض اند بالقیاس احادیث عدم رفع را ترجیح میدهیم که بنای صلوٰة بر سکون و خشوع است که باجماع مطلوب و مرغوب است والعجب من الشیخ ابن الهمام انه قال وعن کثیر من المشائخ عدم الاشارت و هو خلاف الروایة والدرایة کیف نسب التجهیل الی العلماء المجتهدین المتمکنین بالقیاس الذی هو الاصل الرابع من الشرع و هو ظاهر المذهب وظاهر الروایة عند الحنفیة و هذا الشیخ قد ضعف حدیث القلتین بالاضطراب الحاصل من کثرة اختلاف الرواة فرزندی ارشدی محمد سعید درین باب رساله مینویسند چون به بیاض برسد فرستاده خواهد شد انشاء الله تعالی و ایضاً پرسیده بودند که طالبان طریقهٔ ایشان بهر طرف جمعی هستند در هیچ جا دلیری ذکر و بکس نگفته که سر حلقه باشد بهر چه اشارت شود هر کرا مناسب دانند فرمایند که سر حلقهٔ جمعی باشند این امر بصلاح شما مفوض است بعد از استخاره و توجه امر فرمایند والسلام علیکم وعلی من لدیکم

مکتوب سه صد و سیزدهم بخواجه محمد هاشم صدور یافته در حل اسوله که نوشته بودند **سوال** اول آنکه کمالات اصحاب کرام مربوط به فنا و بقا و سلوک و جذبه بود یا نه **سوال** دوم آنکه طریقهٔ علیهٔ نقشبندیه از ریاضات منع میکنند و مضر میدانند و حال آنکه آنسرور علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام ریاضات شاقه کشیده اند **سوال** سوم آنکه این طریق چرا منسوب بحضرت صدیق گشت **سوال** چهارم آنکه در یک مکتوب نوشته اند که طالب را از ولایت موسوی بولایت محمدی بتصرف نمیتوان برد و در مکتوب دیگر نوشته اند که شما را از ولایت موسوی بولایت محمدی آورد وجه توفیق چیست **سوال** پنجم آنکه پیراهن پیش چاک باید پوشید یا پیراهن حلقه گریبان **سوال** ششم آنکه توجه نفی و اثبات بدل گفته شود لا را چرا بر فوق برند و آله را بجانب یمین و در آخر

یا کراہت در مبحث اشارت نزد ایشان ظاهر نشده است حکم بحرمت یا کراهت نکرده اند هرگاه بعد از ذکر سنیت و استحباب اشارت گویند هذا ما ذکروا و الصحیح ان الاشارت حرام معلوم میشود که ادله سنیت و استحباب نزد این بزرگواران بصحت نه پیوسته است بلکه خلاف آن بصحت رسیده غایت ما فی الباب ما را علم بآن دلیل نیست این معنی مستلزم قدح اکابر نیست اگر کسی گوید که ما علم بخلاف آن دلیل داریم گوئیم که علم مقلد در اثبات حل و حرمت معتبر نیست در مبحث ظن مجتهد معتبر است ادله مجتهدین را اوهن از بیت عنکبوت گفتن بسا جرأت نمودن است و علم خود را بر علم این اکابر ترجیح دادن ظاهر اصول اصحاب حنیفه را باطل ساختن و روایات معتبره مفتی بها را برهم زدن و شواذ گفتن احادیث را این اکابر بواسطه قرب عهد و وفور علم و حصول ورع و تقوی از ما دور افتادگان بهتر میدانستند و صحت و سقم و نسخ و عدم نسخ آنها را بیشتر از ما می شناختند البته وجه موجه داشته باشند در ترک عمل بمقتضای این احادیث علی صاحبها الصلوٰة والسلام و ما قاصر فهمان اینقدر می فهمیم که روایات احادیث در کیفیت اشارت و عقد اختلاف بسیار دارند و کثرت اختلاف ایشان اضطراب در نفس اشارت پیدا کرده است از بعضی روایات مفهوم میشود که اشارت بی عقد فرموده اند و آنکه بعقد گفته اند بعضی روایت کرده اند که عقد ثلاثه و خمسین بود و بعضی دیگر روایت کرده اند که عقد ثلث و خمسین و بعضی بر قبض خنصر و بنصر و حلقه ابهام با وسطی اشارت سبابه روایت کرده اند و در روایتی بمجرد وضع ابهام بر وسطی اشارت میفرمودند و در روایتی آمده که دست راست را بر فخذ چپ وضع کرده و دست چپ را بر پای راست نهاده اشارت میکردند و در روایت دیگر است دست راست بر پشت دست چپ در رسغ بر رسغ و ساعد بر ساعد نهاده اشارت میفرمودند و در بعضی روایت آمده است که قبض جمیع اصابع فرموده اشارت میکردند از بعضی روایات معلوم میشود که اشارت بی تحریک سبابه بوده است و بعضی دیگر اثبات تحریک نیز مینمایند و ایضا در بعضی روایات واقع شده است که اشارت در وقت قراءة تشهد میفرمودند من غیر تعیین و در بعضی دیگر آمده است که اشارت در وقت تلفظ بکلمه شهادت بوده است و در بعضی روایات مقید بوقت دعا ساخته است که میفرمود یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک و چون علمای حنفیه در اتیان اشارت اضطراب روات دیدند فعل زائد در نماز بخلاف قیاس اثبات نه نمودند که بنای صلوٰة بر سکون و وقار است و ایضا توقیع اصابع بجانب قبله تا ممکن باشد سنت است کما قال علیه الصلوٰة والسلام فلیوجه من اعضائه القبلة ما استطاع اگر گویند که کثرت اختلاف وقتی مضطرب سازد که توفیق در میان روایات ممکن نباشد و در ما نحن فیه ممکن است زیرا که

در ملازمت حضرت خواجهٔ خود بودم قدس سره که این دولت رو بظهور آورده بود باین عبارت بخدمت ایشان عرض کرده بودم که بر من امری ظاهر شده است که سیر انفسی نسبت بآن امر همچو سیر آفاقیست نسبت به سیر انفسی زیاده تر ازین عبارت در خود قدرت تعبیر از ان دولت نمی یافتم بعد از سالها چون انمعامله عجیبه منقح و محرر گشت بعبارت مجمله در تحریر آورد والحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق پس عبارت فنا و بقا و جذبه و سلوک محدث باشد و از مخترعات مشائخ بود مولوی جامی علیه الرحمة در نفحات مینویسد که اول کسی که دم از فنا و بقا زده است ابو سعید خراز ست قدس سره حاصل سوال دوم آنکه در طریقهٔ نقشبندیه التزام متابعت سنت ست و حال آنکه آنسرور علیه و علی آله الصلوٰة والسلام ریاضات عجیبه و گرسنگیهای شدیده کشیده اند و درین طریق از ریاضات منع مینمایند بلکه ریاضات را بواسطه ظهور کشوف صوریه مضر میدانند عجب نمایند که در متابعت سنت چگونه احتمال ضرر متصور شود محبت اطوار اگه گفته است که ریاضات درین طریقه ممنوع اند از کجا شنیده که ریاضات را مضر میدانند درین طریق دوام محافظت نسبت والتزام متابعت سنت علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة وسعی در ستر احوال و اختیار توسط حال و مراعات حد اعتدال در مطاعم و ملابس از ریاضات شاقه و مجاهدات شدیده است غایت مافی الباب عوام کالانعام این امور را از ریاضات نمی شمرند و از مجاهدات نمیدانند ریاضت و مجاهدت نزد ایشان منحصر در گرسنگی است و کثرت جوع در نظر ایشان عظیم القدر ست زیرا که خوردن نزد این بهائم صفتان از اهم مهام ست و از اعظم مقاصد پس ناچار ترک آن ریاضت شاقه بود و مجاهدهٔ شدیده باشد بخلاف دوام محافظت بسنت والتزام متابعت سنت علی صاحبها الصلوٰة والتحیة و امثال آنها را در نظر عوام قدری نیست و اعتدادی بهٔ نا ترک اینها را از منکرات دانسته تحصیل این امور را از ریاضات شمرند پس لازم ست بر اکابرین طریقت که در ستر احوال میکوشند ترک ریاضتی که در نظر عوام عظیم القدر ست و باعث قبول خلق است و مستلزم شهرت است که متضمن آفت است و مثمر شرارت نمایند قال علیه و علی آله الصلوٰة والسلام بحسب امرء من الشر ان یشار الیه بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمه الله نزد فقیر گرسنگیهای دور دراز مراعات حد اعتدال در ماکولات بسیار آسان است که سیر تمام وار دمی باید که ریاضت مراعات توسط حال از ریاضت کثرت جوع زیاده است حضرت والد بزرگوار قدس سره میفرمودند که در علم سلوک رسالهٔ دیده ام که در انجا نوشته که ماکولات مراعات اعتدال نمودن حد وسط

این مکتوب بیان مراعات آداب پیر فرموده اند و فرموده اند که ختم دفتر این مکتوب را بهمین مکتوب سازند و
عدد سیصد و سیزده را رعایت کنند که موافق عدد پیغمبران مرسل ست علیهم الصلوات والتسلیمات و نیز عدد اهل
بدر ست رضی الله تعالی عنهم اجمعین و فرموده اند که در خاتمه این مکتوب عریضه داشتی که حضرت مخدوم زاده کلان علیه
الرحمة والغفران نوشته اند نویسند تا خوانندها بدعای و فاتحه ایشان را یاد کنند بعد الحمد والصلوٰة و تبلیغ الدعوات
بجناب اخوی خواجه محمد هاشم میرسانند سوالها که طلب حل آنها در مکتوب میر سید محب الله نموده بودند در جواب آنها انچه
معلوم داشت نوشته فرستاده حاصل سوال اول آنکه قرب الهی جل سلطانه بحسب فنای فی الله و بقای بالله و طی تمام
مقامات جذبه و سلوک است اصحاب کرام که بیک صحبت خیر الانام علیه و علیهم الصلوٰة والسلام از اولیای امت افضل
گشتند آیا اینهمه سیر و سلوک و فنا و بقا ایشانرا در همان یک صحبت حاصل بود از تمامی سیر و سلوک و دیگر فنا و بقا اصحاب کرام
را بتوجه و تصرف آنحضرت بوده علیه و علیهم الصلوٰة والتحیة بمجرد اسلام و نیز ایشانرا علم بسلوک و جذبه حالاً و
مقاماً بوده یا نه و اگر بوده بچه نام میخوانده اند و اگر طریق سلوک و تصرف نبوده پس اینها را بدعت حسنه توان گفت
بدانند که حل این مشکل منوط به صحبت ست و موقوف بر خدمت سخنی که درین مدت کسی نگفته است به یک
نوشتن چگونه معقول شما خواهد شد اما چون سوال کرده اند از جواب گفتن چاره ندارد و بضرورت بوجه
اجمال حل آن مینماید استماع نمایند قربیکه منوط بفنا و بقا و سلوک و جذبه است قرب ولایت است که
اولیای امت به آن مشرف گشته اند و قربیکه اصحاب کرام را در صحبت خیر الانام علیه و علیهم الصلوٰة
والسلام میسر شد قرب نبوة است که به تبعیت و وراثت ایشانرا حاصل میگشت و درین قرب نه فنا است
نه بقا نه جذبه است نه سلوک و این قرب بمراتب از قرب ولایت اعلی و افضل است چه این قرب قرب
اصالة ست و آن قرب ظلیت خستان ما بینهما اما فهم هر کس بمذاق این معرفت نرسد نزدیکست که خواص در فهم این معرفت
بعوام مشارک باشند ـ گر بو علی نوای قلندر نواختی ٭ صوفی بدی هر آنکه بعالم قلندر ست ٭ آری نبرده کمالات
قرب نبوة براه قرب ولایت عروج واقع شود از فنا و بقا و جذبه و سلوک چاره نباشد که اینها مبادی و معدات
آن قرب اند و اگر این راه رفته نشود و شاهراه قرب نبوة اختیار افتد فنا و بقا و جذبه و سلوک هیچ در کار
نباشد اصحاب کرام بشاهراه قرب نبوة رفته اند که بجذبه و سلوک و فنا و بقا کار ندارند بیان این معرفت از
مکتوبیکه بنام مولانا امان الله نوشته است طلب نمایند و این فقیر هرجا در مکتوبات و رسائل خود نوشته است
که معامله من بما وراء سلوک و جذبه است و وراء تجلیات و ظهور ست مراد از آن همین قرب است

اوست تا زمانیکه بسیاست قلب بلکه بمتابعت سنت و اتباع شریعت علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة بلکه بمحض
فضل خداوندی جل سلطانه مزکی و مطهر نگردد و خبث ذاتی او زائل نگردد فلاح و بهبود ازوی متصور نیست افلاطون
از کمال جهل صفائی خود را که باماره او تعلق داشت در رنگ صفای قلب موسوی انگاشت ناچار خود را نیز
مهذب و مطهر در رنگ او خیال کرده و از دولت متابعت او علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام محروم ماند و بداغ
خسارت ابدی متسم گشت اعاذنا الله سبحانه عن هذا البلاء و چون این حضرات در نهاد جوع مکمون بوده اکابر
این طریقه قدس الله تعالی اسرارهم ریاضت جوع را ترک نموده در مطعومات بریاضت اعتدال و مجاهده توسط
حال و دلالت نموده اند و منافع جوع را با احتمال این ضرر عظیم الخطر ترک کرده اند و دیگران منافع جوع را ملاحظه نموده
چشم از مضار آن پوشیده اند و بجوع ترکیب نموده اند مقرر عقلاست که باحتمال ضرر منافع کثیره را میتوان گذاشت
نزدیک این مقاله است آنچه علما فرموده اند شکر الله تعالی سعیهم که اگر امری دائر باشد میان سنت و بدعت ترک
بدعت بهتر است از اتیان سنت یعنی در بدعت احتمال ضرر است و در سنت توقع منافع پس احتمال ضرر را بر توقع
منافع ترجیح داده ترک بدعت باید نمود پس عجب نباشد که در اتیان سنت ضرری از راه دیگر پیدا شود
حقیقت این سخن آنست که آن سنت گوئیا موقت بآن قرن است چون توقیت آنرا بواسطۂ دقت و خفا جمعی در نیافته اند
مبادرت در تقلید آن نموده اند و جمع دیگر آنرا موقت دانسته تقلید نورزیده اند و الله سبحانه اعلم بحقیقة الحال
سوال سوم آنکه در کتب اکابر این طریقه علیه است که نسبت با آنحضرت صدیق رضی الله عنه منسوبست بخلاف سائر طرق اگر مدعی
گوید که اکثر طرق به امام جعفر صادق رضی الله عنه میرسد و حضرت امام بحضرت صدیق رضی الله عنه منسوبست پس سلاسل دیگر چرا بحضرت
صدیق رضی الله عنه منسوب نباشند جواب آنکه حضرت امام نسبتی هم از حضرت صدیق دارد و هم از حضرت امیر رضی الله تعالی
عنهما و باوجود اجتماع این دو نسبت علیه در حضرت امام کمالات هر نسبت در ایشان جدا است و از یکدیگر متمیز
است جمعی بواسطۂ مناسبت صدیقی از حضرت امام نسبت صدیقیه اخذ نموده اند و بحضرت صدیق منسوب
گشت و جمعی دیگر هم بواسطۂ مناسبت امیری نسبت امیریه را اخذ نموده بحضرت امیر منسوب گشته اند این فقیر بتقریبی
در پرگنه بنارس رفته بود که آنجا آب گنگ و آب جمن جمع اند باوجود آن اجتماع محسوس میگردد که آب گنگ علاحده
است و آب جمن علاحده بر نهجیکه گوئیا در میان برزخ مانده اند که آب یکی بدیگرے خلط نشود جمعیکه بجانب آب
گنگ واقع شده اند از همان آب مجتمع آب گنگ میخورند و جمع دیگر که بجانب آب جمن اند از آب جمن میخورند
اگر گویند که حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره در رسالۂ قدسیه تحقیق نموده است که حضرت امیر چنانچه از

نگاه داشتن در وصول بمطلوب کافیست باین مراعات هیچ احتیاج بذکر و فکر نیست و الحق که در مطاعم و ملابس
بلکه در جمیع امور توسط حال و میانه روی چه زیباست ؎ نه چندان بخور کز دهانت برآید ٭ نه چندان که
از ضعف جانت برآید ٭ حضرت حق سبحانه و تعالی حضرت پیغمبر ما را علیه و علی آله الصلوة و السلام قوت چهل
مرد عطا فرموده بود که بآن قوت تحمل بار گرسنگیهای شاقه مینمودند و اصحاب کرام نیز به برکت صحبت
خیر البشر علیه الصلوة و التحیة تحمل این بار میفرمودند و هیچ فتوری و خللی در اعمال و افعال ایشان واقع نمی شد باوجود
گرسنگی قدرت بر محاربهٔ اعدا بر نهجی داشتند که قدرت سیر شکمان به عشر آن نرسد از اینجا بوده که بیست کس از
صابران بر دویست کس از کفار غالب می آمدند و صد کس بر هزار غلبه مینمودند و جوع کشان غیر از صحابه
نزدیک ست که در اتیان آداب و سنن عاجز آیند بلکه بسا است که از عهدهٔ ادای فرائض بتکلف برآیند بی قدرت
درین امر تقلید اصحاب کرام نمودن در اتیان سنن و فرائض خود را عاجز ساختن ست منقولست که حضرت صدیق
رضی الله عنه تقلید آنسرور علیه و علی آله الصلوة و السلام نموده صوم وصال اختیار کردند از ضعف و ناتوانی
بی اختیار بر زمین افتادند آنسرور بطریق اعتراض فرمودند علیه و علی آله الصلوة و السلام کیست از شما مثل من
نزد پروردگار خود بیتوته میکنم و طعام و شراب از آنجا میخورم پس بی قدرت تقلید نمودن مستحسن نداشتند و ایضا
اصحاب کرام ببرکت صحبت خیر الانام علیه و علیهم الصلوة و السلام از مضرتهای خفیهٔ کثرت جوع محفوظ و مامون
بودند و دیگران را این حفظ و امن میسر نیست بیانش آنست که کثرت جوع البته صفا بخش ست جمعی را صفای
قلب میبخشد و جمعی دیگر را صفای نفس صفای قلب هدایت افزای و نور بخش ست و صفای نفس ضلالت نماست و
ظلمت افزا فلاسفهٔ یونان و براهمه و جوگیهٔ هند همه را ریاضت گرسنگی صفای نفس بخشیده بضلالت و خسارت
دلالت نمود افلاطون بی خرد اعتماد بر صفای نفس خود نموده و صور کشفیهٔ خیالیه خود مقتدای خود ساخته عجب
ورزید و بحضرت موسی علی نبینا و علیه الصلوة و السلام که در آنوقت مبعوث شده بود نگروید و گفت نحن قوم
مهدیون لا حاجة بنا الی من یهدینا اگر این صفای ظلمت افزای نمیداشت صور کشفیهٔ خیالیه سد راه او نمیگشتند
و از وصول بمطلب مانع نمی آمدند او بغلطه این صفا خود را نورانی پنداشت ندانست که این صفا از پوست قشریهٔ امارهٔ
او نگذشته است و امارهٔ او بر همان خبث و نجاست خود است بیش ازین نیست که نجاست مغلظه را بشکل غلاف رقیق
نماید قلب که فی حد ذاته پاکیزه است نورانی میگردد و زنگی بر روی او از مجاورت نفس ظلمانی نشسته است به
اندک تصفیه بحالت اصلی رجوع مینماید و نورانی میگردد بخلاف نفس که فی ذاتها خبث ست و ظلمت صفت ذاتی

شیخ نظام نارنولی پیراہن حلقه گریبان پوشیده طواف کعبه مینماید و جمعی از عرب از پیراہن او تعجب دارند که پیراہن زنان پوشیده است پس باعتبار عرف و عادت ہم عمل عرب بر صواب باشد و ہم عمل ہند و ماوراء النهر لکل وجهة ہو مولیها اگر سنیت پیراہن پیش چاک ثابت می شد علماء حنفیه لباس آنرا با اہل ذمه تجویز نمی نمودند و مخصوص باہل دین و اہل علم میداشتند و چون زنان درین لباس پیش قدم اند اینجا لباس مردان را تابع لباس زنان نموده اند حاصل سوال ششم آنکه چون از ابتداء توجه طالبان اینطریق با احدیت صرف است باید که نفی و اثبات این توجه جمع نشود زیراکه در وقت نفی توجه بغیر ست جواب آنکه توجه بغیر از برائے تقویت و تربیت توجه احدیت است و مقصود از نفی غیر حصول دوام آن توجه است بی مزاحمت اغیار پس توجه نفی غیر منافی توجه احدیت نباشد و منافی توجه احدیت توجه بغیر است نه توجه بنفی غیر شتان ما بینهما حاصل سوال ہفتم آنکه باید که ہر ذکر که مبتدی اینطریقه بکام و زبان میگوید قلب نیز ہمان میگوید آیا در نفی و اثبات قلب تمام را میگوید یا نه اگر تمام را میگوید پس صرف کردن لا بفوق و آله به یمین چگونه است جواب آنکه قلب اگر تمام را بگوید چه نقصان دارد و لا را بفوق ببرد و آله را بجانب یمین صرف کند و الا الله را بجانب خود بکشد با آنکه نفی و اثبات را دران طریق به تخیل میگذرانند بکام و زبان کاری ندارد تا مواطات قلب شرط قول نمایند این دو سوال اخیر شما از قبیل تشکیکات فخر رازے است اگر نیک متوجه میشدید مندفع میگشت بقیة المرام آنکه بعضے از یاران آنجائی مکرر نوشته اند که خدمت میر درین ایام باحوال طالبان کم می پروازند و گرفتارے بعمارت دارند مبلغ فتوح بر عمارت خرچ میشود و فقرا بی نصیب می مانند اینمقدمات را بر نہجے نوشته بودند که شائبه اعتراض از انجا مفہوم میگشت و بوے انکاری آمد بدانند که انکار این طائفه سم قاتل است و اعتراض بر افعال و اقوال این بزرگواران زہر افعی که بموت ابدے رساند و ہلاک سرمدے گرداند فکیف که این انکار و این اعتراض عائد به پیر گردد و سبب ایذاء پیر شود منکر این طائفه از دولت ایشان محروم است و معترض بر ایشان ہمه وقت خائب و خاسر تا زمانیکه جمیع حرکات و سکنات پیر در نظر مرید مستحسن و زیبا نه درآید از کمالات پیر بہره نیابد و اگر یابد استدراج بود که عاقبت آن خرابی و رسوائے است مرید با وجود کمال محبت و اخلاص که به پیر دارد اگر در خود برابر سر مو گنجائش اعتراض بر پیر یابد جز خرابے خود ہیچ نداند و از کمالات پیر بے نصیب بود و اگر فرضاً مرید را در فعلی از افعال پیر شبهه پیدا شود و دفع نشود باید که آنرا

حضرت رسالت خاتمیت علیه و علی آله الصلوٰة والسلام والتحیة تربیت یافته اند از حضرت صدیق رضی نیز تربیت یافته
پس نسبت حضرت امیر عین نسبت حضرت صدیق باشد و فرق چه بود گوییم با وجود اتحاد نسبت خصوصیات تعدد بحال
بحال خود است یک آب بواسطهٔ تعدد محال خصوصیات متمیزه پیدا میکند پس روا است که نظر بخصوصیت هر یکی طریقی
باو منسوب شود حاصل سوال چهارم آنکه در مکتوب ملا محمد صدیق نوشته اند که شخصی که استعداد ولایت موسوی
دارد معلوم نیست که صاحب تصرف او را باستعداد ولایت محمدی تواند آورد و در مکتوب درویش زادهٔ کلان قدس سره
نوشته اند که شما را از ولایت موسوی بولایت محمدی آورده وجه توفیق چه باشد جواب آنکه در مکتوب ملا محمد صدیق واقع
شده است که از ولایت موسوی بولایت محمدی بردن معلوم الوقوع نیست در ان وقت علم بوقوع این امر نبوده بعد از انکه
این امر را معلوم ساختند و قدرت تغییر و تبدیل دادند نوشته که شما را ازین ولایت بآن ولایت برده زمانه متحد نیست تا
تناقض متصور شود حاصل سوال پنجم آنکه پیراهن را صوفیان اینجائی پیش چاک می پوشند و میگویند سنت این است
و بندگان حضرت امیر بطریق حلقه میسازند تحقیق این چیست بدانند که ما هم درین باب تردد داریم اهل عرب پیراهن
پیش چاک می پوشند و آنرا سنت میدانند از بعضے کتب معتبره فقهیه مفهوم میشود که پیراهن پیش چاک مردان را
نباید پوشید که لباس زنانست امام احمد و ابو داود از ابی هریره روایت کنند که پیغمبر فرمودند علیه و علی آله الصلوٰة
والسلام لعن الرجل یلبس لبس المرأة والمرأة تلبس لبس الرجل فی مطالب المؤمنین ولا تشبه المرأة بالرجل ولا تشبه الرجل
بالنساء فان کلا الفریقین ملعون بلکه مفهوم میشود که پیراهن پیش چاک لباس اهل دین و اهل علم نیست لهذا اهل
ذمه را این لباس تجویز نموده اند در جامع الرموز از محیط نقل میکند فلا یلبس ای الذمی ما یختص باهل الدین والعلم
کالرداء والعمامة بل قمیصا خشنا من الکرباس جیبه علی صدره کالنساء و ایضا بقول بعض علماء پیش چاک قمیص
نیست بلکه درع است قمیص نزد ایشان آنست که بمنکبین چاک داشته باشد فی جامع الرموز فی بیان کفن
المرأة وفی الهدایة بدل القمیص الدرع وفرق بینهما ان شقه فی الصدر والقمیص الی المنکبین ح قالوا بالترادف
نزد فقیر صواب آن مینماید که چون مردان از تشبیه بلباس زنان ممنوع گشته اند به بینیم جائیکه زنان پیراهن
پیش چاک پوشند باید که مردان ترک تشبیه زنان نموده پیراهن حلقه گریبان بپوشند و در جائیکه زنان
پیراهن حلقه گریبان بپوشند مردان پیراهن پیش چاک اختیار کنند و در عرب زنان حلقه گریبان میپوشند مردان
بالضرورت پیراهن پیش چاک بپوشند و در ما وراء النهر و هند لباس زنان پیراهن پیش چاکست ناچار مردان نیز حلقه
گریبان اختیار کنند میان شیخ عبد الحق دهلوی میگفت که در حضرت مکه بودم و دیدم که یکے از مریدان

نشده است باقی احوال بجمعیت گذران است و در پناه معظم خیلی برکت مفهوم میشود و اخوی محمد سعید اوضاع هموار دارد و اوقات بجمعیت بذکر میگذراند یاران شهر نیز بذوق تمام حاضر میشوند و فقیر تا الحال چهار سیپاره چیزی بالا حفظ کرده است تا روز عید ظاهرا پنج سیپاره یاد کند والعبودیة

عرضداشت دوم عرضداشت کمترین بندگان محمد صادق بذروهٔ عرض میرساند که احوال و اوضاع اینجا موجب شکر است خیریت آن ذات کعبه مرادات مع خادمان و مخلصان مطلوب و مسئول است سرفراز نامهٔ نامی و صحیفهٔ گرامی که بمصحوب اسمعیل مرسل بود بمطالعهٔ آن مشرف و مبتهج گردید حق سبحانه و تعالی شانه عاطفت آن قبلهٔ عالمیان بر کافهٔ اهل اسلام باقی و پاینده داراد بحرمة النبی الامی وآله الامجاد علیه من الصلوات اتمها و من التسلیمات اکملها قبله گاها از خرابی احوال چه نویسد که غیر از حسرت و ندامت بر صدور اعمال و تضییع احوال ماضیه و حال سرمایه بدست ندارد و آرزوی آنست که هیچ لحظه و ساعتی بخلاف رضاء او تعالی و تقدس نگذرد و آن میسر نه مگر آنکه توجه خادمان آنسرور در گاه مددی فرماید و دستگیری نماید ع از کریمان کارها دشوار نیست ٭ الحمد لله والمنة که تا حال بهمین توجه شریف بطریقیکه امر فرموده بودند استقامت دارد و دران کم فتوری راه میباید بلکه روز بروز امیدوار ترقی و تزائد است بعد از فجر و ظهر و عصر حلقه می نشیند و حافظ بهاؤ الدین چون از ترددات فرصت میباید قرآن نیز میخواند و این فقیر در بعضی اوقات مقبوض است و دیگر مبسوط و قبض و بسط و توجه و ذوق و آرام و جز آن تعلق ببدن دارد و از ان تجاوز نمی نماید و لطائف سته نه متوجه اند و نه غافل و اگر متوجه اند توجه آنها مثل علم حضوری نیست بلکه عین آن و توجه و ذوق و مثل آن همه را داخل ظلال میداند و از ظل متجاوز نمیباید و لطائف اولاً ببدن مختلط بودند و در نظر بصیرت غیر از بدن امری دیگر مفهوم نمی شد چنانچه بحضور موفور السرور عرض کرده بود الحال از بدن ممتاز در می آیند و اینمقام مقام بقا میداند و بعد از بقا باز یک نوعی از فنا به لطائف رو نمود چنان معلوم شد که بی این فنا که بعد از بقا شود تمامی کار میسر نیست و الحال چند روز است که مقبوض و معامله سرور کم است تا چه ظاهر شود فاما تا حال توجه بعالم نیامده است چون عرض احوال ضرور میبود بچند کلمه جرأت نمود و قبله گاها فقیر هر شب حضرت را بخواب می بیند الا ما شاء الله زیاده چه نویسد که داخل تعلقات رسمیه است والعبودیة

عرضداشت سوم عرضداشت کمترین بندگان محمد صادق بموقف عرض میرساند که این حقیر مدتیست که مقبوض و مغموم میبود آخر الامر بمحض توجه اقدس عنایت خداوندی جل سلطانه در رسید و بسطی عظیم روی نمود و دران بسط چنان معلوم گشت که

استفسار بر نہجی نماید کہ از شائبہ اعتراض پاک بود و از مظنۂ انکار مبرا در ینوقت چون محق و مبطل ممتزج اند اگر احیاناً از پیر امرے خلاف شریعت ظاہر شود باید کہ مرید دران امر تقلید پیر نکند و بحسن ظن مہما امکن آن را محملے طلبد و وجہ صحت خواہد و اگر وجہ صحت پیدا نشود باید کہ در دفع آن ابتلا بحضرت حق سبحانہ و تعالی ملتجی و متضرع شود و بگریہ و زاری سلامتی پیر خواہد و اگر مرید را در حق پیر شبہہ در ارتکاب امر مباح پیدا شود آن شبہہ را اعتبار نکند ہرگاہ مالک الامور جل سلطانہ در اتیان مباح منع نفرمودہ باشد و اعتراض ننمودہ دیگرے را چہ رسد کہ از نزد خود اعتراض کند بسیار است کہ در بعضے جاہا ترک اولی اولی باشد از اتیان اولی در حدیث نبوی آمدہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ کما یحب ان یؤتی بالعزیمۃ یحب ان یؤتی بالرخصۃ خدمت پیر چون فیضہای مفرط دارند در ایام فیض اگر با حوال مریدان بہ پردازند تسلی خود ببعضے از امور مباحہ نمایند چہ جاے اعتراض است درینوقت عبد اللہ اصطخرے از برائے تسلی خود ہمراہ سگبانان بہ صحرا بہ شکار میرفت و بعضے از مشائخ درین وقت تسلی خود بسماع و نغمہ مینمودند والسلام علی من اتبع الہدے والتزم متابعۃ المصطفی علیہ و علی آلہ الصلوات اتمہا و اکملہا

خاتمہ عرضداشت اول کہ مغفرت پناہ مخدومزادۂ کلان قدس سرہ نوشتہ بودند

عرضداشت کمترین بندگان محمد صادق بعرض اشرف میرساند کہ احوال و اوضاع این حدود بیمن توجہات علیہ بجمعیت صوریے و معنوے گذران ست مدتیست کہ از طرف خادمان حضرت خاطر نگران و پریشان بیبودہ روز تحریر عریضہ میان بدر الدین رسید و خیر و عافیت کامل رسانید فرحت بیحد و مسرت بے اندازہ روی نمود والحمد للہ سبحانہ علی ذالک حمداً کثیراً کثیراً قبلہ گاہا حافظ بہاؤ الدین شب سیزدہم ختم قرآن مجید کرد از شب چہاردہم حافظ موسی شروع کردہ است پنج پنج سیپارہ میخواند شب آیندہ کہ شب نوزدہم است ختم میکند در عشرۂ اخیر حافظ بہاؤ الدین قرار دادہ است کہ ختم خواہد کرد حضرت سلامت شبی در نماز تراویح حافظ قرآن میخواند کہ مقامی وسیع بس نورانی ظاہر شد گوئیا کہ مقام حقیقت قرآنی بود ہر چند بابن جراءت نمیتواند کرد و چنان معلوم شد کہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اجمال اینمقام است گویا کہ دریای عظیم را در کوزہ در آوردہ باشند و اینمقام تفصیل حقیقت محمدی است اکثر از انبیاء و اولیاء ہر کس بقدر خود از بعض آن مقام بہرہ دارند و از تمام آنمقام بغیر از پیغمبر ما علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیبے مفہوم نشد و این حقیر نیز بہرہ یافت حق سبحانہ و تعالی بتوجہ عالی نصیبے کامل روزے گرداناد و تا ہنوز اینمقام خوب واضح

فہرست جلد ثانی مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

صفحہ	مضمون
۳	مکتوب ۱ بشیخ عبد العزیز جونپوری در بیان تحریر کردن شیخ محی الدین بن العربی در مسئلہ وحدۃ الوجود۔
۹	مکتوب ۲ بمیر شمس الدین خلخالی در بیان آنکہ مرتبہ ذات او تعالی و مرتبہ صفات او سبحانہ فوق از اعتبار وجود و وجوب است۔
۱۱	مکتوب ۳ بمخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد سعید در بیان معاملہ آفاق و انفس و لایت صغری و کبری و کمالات نبوت
۱۴	مکتوب ۴ بمیر محمد نعمان در بیان علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین کہ بعض صوفیہ قرار دادہ اند۔
۱۵	مکتوب ۵ بمیر شمس الدین در بیان آنکہ صفات او تعالی و اعتبارات او
۱۶	مکتوب ۶ بمخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بیان بعضی علوم
۱۷	مکتوب ۷ بہ فقیر عبد الحی در بیان مراتب پنجگانہ و محبوبیت و محبیت و حب و رضا و مرتبہ فوق آنہا۔
۱۸	مکتوب ۸ بخانخانان در بیان فرق ایمان حبیب خواص و ایمان عوام و ایمان متوسطان۔
۱۹	مکتوب ۹ بملا عارف ختنی در بیان فضائل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ
۲۰	مکتوب ۱۰ بحقائق آگاہی میاں محمد مودود برادر حقیقی حضرت ایشان در بیان آنکہ ہر ظہوری کہ باشد بی شائبہ ظلیت نیست بخلاف ظہور فوق عرشی۔
۲۱	مکتوب ۱۱ بمخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بیان بعضے از خصائص ظہور فوق عرشی و معنی تاویلی آیہ کریمہ اللہ نور السموات والارض۔
۲۴	مکتوب ۱۲ بمراتب آگاہی میاں غلام محمد برادر حقیقی حضرت ایشان در بیان فرق مشاہدہ ملک و انسان۔
۲۶	مکتوب ۱۳ بمیرزا شمس الدین در جواب کتابت او و در بیان آنکہ نصیب علماء ظواہر چیست و نصیب صوفیہ علیہ و نصیب علماء راسخین چیست۔
۲۷	مکتوب ۱۴ بمولانا احمد برکی در جواب استفسار او کہ صاحب منصب البتہ صاحب علم ست یا نہ۔
۲۸	مکتوب ۱۵ بسادات عظام و قضاۃ و اہالی و موالی کرام بلدہ سامانہ در نکوہش خطیب آنجا کہ در عید قربان ذکر خلفاے راشدین ترک کردہ۔
۲۹	مکتوب ۱۶ بشیخ بدیع الدین سہارنپوری در جواب استفسارہاے او و در بیان عجائب و غرائب برزخ صغرے و فضیلت مرگ طاعون۔
۳۰	مکتوب ۱۷ بمیرزا حسام الدین در بیان مصیبتہاے این عالم کہ بظاہر جراحت اند اما فی الحقیقت باعث ترقیات اند۔
۳۱	مکتوب ۱۸ بشیخ جمال ناگوری در بیان آنکہ نصیب علماء ظواہر چیست و علماء راسخین چیست۔
۳۲	مکتوب ۱۹ بمیر محب اللہ در اتباع سنت سنیہ و اجتناب از بدعات نامرضیہ۔

چنانچه سابقاً یاد داده توجه مثلاً از جانب این کس سیء الحال هرچه هست از جانب اوست تعالی و تقدس و در خود
بیش از قابلیت قبول نمی یافت کالمرآة التی تطلع علیه الشمس فاحترق بتلک الطلوع کل ظلمة وکدورة من
البدن اللطائف وحصل فیها کل نور وبرکة ینبغی فانشرح الصدر واتسع القلب وصار البدن کالنور
مضیئاً الطف من الروح والسر اللذین کانا قبل ذلک ووجدت التجلی الاکمل من بین الالطاف ثابتاً علی
القلب فلما نظرت الی القلب ظهر ان فی القلب قلباً آخر والتجلی علیه فلما نظرت الی قلب القلب
ظهر ان فی ذلک قلباً آخر وهکذا الی غیر النهایة فلم یظهر قلب بسیط الا وقلب آخر فیه والی متی [illegible]
ینتهی الی القلب البسیط ولیس بمتیقن والآن ظهر ان الحالات السابقة من هذه الحالة بالنسبة الیها کانت
کلها تکلفات صرفة وکان یخطر اسم هذا المقام فاکتبها لسوء الادب قبلہ گاہا این همه کمترین از نسبت
از آثار توجه اطہر سہ گر بر تن من زبان شود هر موے یک شکر تو از هزار نتوانم کرد بحضرت سلامت
آرزومندے دریافت ملازمت خادمان درگاه را چه شرح دهد و چه نویسد شب و روز بلکه هر ساعت
در تصور آنست که کدام وقت نیک و ساعت خوش خواهد بود که مطلب اعلی و مقصد اقصی حصول
خواهد پیوست غیر ازین تمنای آرزومندی در تصور نمی آید حق سبحانه و تعالی باحسن وجوه و اوفق طرق این دولت
عظمی میسر گرداناد بحرمة النبی وآله الامجاد علیه وعلی آله من الصلوات اتمها و اکملها والعبودیة

تمام شد جلد اول مکتوبات امام ربانی

صفحہ	مضمون
۹۵	مکتوب ۴۹ بخواجہ گدا در بیان آنکہ نسیان ما سواے گام اول این طریق ست۔
״	مکتوب ۵۰ بمیرزا شمس الدین در بیان آنکہ شریعت صورت حقیقت ست
۹۹	مکتوب ۵۱ بخواجہ محمد صدیق در بیان او سبحانہ۔
۱۰۰	مکتوب ۵۲ بخواجہ مہدی علی کشمیری۔
״	مکتوب ۵۳ بہ یکی از مشائخ صدور یافتہ۔
۱۰۱	مکتوب ۵۴ بسید شاہ محمد در بیان آنکہ متابعت آن سرور صلعم مراتب و درجات دارد۔
۱۰۴	مکتوب ۵۵ بمخدوم زادہ خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم در بیان آنکہ قرآن مجید جامع جمیع احکام شرعیہ است
۱۱۰	مکتوب ۵۶ بمولانا عبد القادر در بیان معاملہ عارف الخ
۱۱۱	مکتوب ۵۷ بملا غازے نائب کہ ذکر اولے است از صلواۃ۔
۱۱۲	مکتوب ۵۸ بخواجہ محمد تقی در جواب استفسار او وراء عالم مثال۔
۱۱۸	مکتوب ۵۹ بہ پیر زادہ خواجہ محمد عبد اللہ در بیان آنکہ معقول و موہوم مکشوف و مشہود و ہمہ داخل ماسواے است۔
۱۱۹	مکتوب ۶۰ بہ محمد تقی از جواب کتابت او۔
״	مکتوب ۶۱ در عزا مرحومی مولانا احمد برکے۔
۱۲۱	مکتوب ۶۲ بخانخانان کہ انسان مدنی الطبع مجبول است۔
۱۲۲	مکتوب ۶۳ بنور محمد در جواب استفسار او الخ
״	مکتوب ۶۴ بمحمد مومن در بیان تلون احوال الخ
۱۲۳	مکتوب ۶۵ بہ مولانا محمد ہاشم در احتراز از قول لاطائل۔
״	مکتوب ۶۶ بخانخانان در بیان توبہ و انابت و ورع و تقوے۔
۱۲۵	مکتوب ۶۷ بخانخانان در بیان عقائد اہل سنت و جماعت۔
۱۳۵	مکتوب ۶۸ بخواجہ شرف حسین در بیان ستون نورانی الخ۔
۱۳۸	مکتوب ۶۹ بہ محمد مراد بخشی در بیان تعدیل ارکان نماز الخ۔
۱۴۰	مکتوب ۷۰ بہ مولانا عبد الواحد در بیان اسرار کعبہ معظمہ الخ۔
۱۴۱	مکتوب ۷۱ بحضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید۔
۱۴۲	مکتوب ۷۲ بہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بیان معاملہ بیت اللہ۔
۱۴۳	مکتوب ۷۳ نیز بحضرت خواجہ محمد معصوم در بیان ظاہر و باطن انسان کامل۔
۱۴۵	مکتوب ۷۴ بخواجہ ہاشم در بیان تاویل کریمہ ظالم لنفسہ الخ

صفحہ	مضمون
۴۲	مکتوب ۲۰ بمولانا طاہر بدخشی در فضائل صلوٰۃ۔
۴۳	مکتوب ۲۱ بخواجہ محمد صدیق در بیان آنکہ مراد از قلب کہ در حدیث قدسی لا یسعنی الخ واقع شدہ مضغہ نیست۔
۴۷	مکتوب ۲۲ بمولانا صادق کشمیری در بیان شرافت سرہند
۴۸	مکتوب ۲۳ بمخدوم زادہ خواجہ محمد عبد اللہ در بیان اتباع سنت سنیہ و اجتناب از بدعت نامرضیہ الخ
۴۱	مکتوب ۲۴ بحاجی محمد دکنی در جواب کتابت او۔
۴۲	مکتوب ۲۵ بخواجہ شرف الدین بر عملیکہ موافق شریعت کردہ اند عمل نیکو است
〃	مکتوب ۲۶ بمیرزا حسام الدین در جواب کتابت او۔
۴۳	مکتوب ۲۷ بمولانا محمد طاہر بدخشی در جواب تشکیکات شیخ عبد العزیز جونپوری۔ در مکتوب اول کہ بنام اوست
۴۴	مکتوب ۲۸ بمولانا محمد صادق کشمیری در جواب استفسار او
۴۵	مکتوب ۲۹ بشیخ عبد الحق دہلوی در بیان آنکہ بہترین امتعۂ این نشاء حزن و اندوہ است۔
〃	مکتوب ۳۰ بخواجہ محمد اشرف و حاجی محمد در جواب سوال ورزش نسبت رابطہ و فتور مشغولی۔
۴۷	مکتوب ۳۱ بخواجہ شرف الدین حسین در بیان وعظ و نصیحت۔
〃	مکتوب ۳۲ بمیرزا قلیج اللہ در جواب عریضہ او۔
۴۸	مکتوب ۳۳ بہ مولانا محمد صالح در بیان آن کہ محبوب در نظر محب در ہمہ حال محبوب است اگر انعام فرماید و اگر ایلام الخ

صفحہ	مضمون
۴۹	مکتوب ۳۴ بنور محمد تتاری در جواب عریضہ او۔
〃	مکتوب ۳۵ بہ پیرزادہ محمد عبد اللہ در جواب استفسار کہ نمودہ بود نماز توحید و از عین الیقین۔
۵۰	مکتوب ۳۶ بخواجہ احمد تقی در بحث امامت۔
۶۴	مکتوب ۳۷ بفقیر عبد الحی در بیان فضائل کلمہ طیبہ۔
۶۶	مکتوب ۳۸ بحاجی یوسف کشمیری در بیان آنکہ اہل اللہ را در باطن برابر خردلہ تعلق بدنیا نیست۔
〃	مکتوب ۳۹ بسید عبد الباقی در بیان اصحاب یمین و شمال۔
۶۷	مکتوب ۴۰ بمولانا بدر الدین در بیان خرق محبت۔
۶۸	مکتوب ۴۱ بشیخ فرید در بیان آنکہ بمراتب نہایۃ النہایۃ مرتبۂ پیش مے آید الخ۔
〃	مکتوب ۴۲ بخواجہ جمال الدین حسین در بیان انحصار سیر در آفاق و انفس اثبات تخلیہ و تجلیہ الخ
۷۷	مکتوب ۴۳ بمولانا محمد افضل در تحقیق اندراج النہایۃ فی البدایۃ الخ۔
۸۰	مکتوب ۴۴ بہ محمد صادق در جواب استفسار او کہ از وحدت وجود برسیدہ بود۔
۸۵	مکتوب ۴۵ بخواجہ حسام الدین در بیان آنکہ عالم تمام مجالی اسما و صفات واجبی است۔
۸۹	مکتوب ۴۶ بمولانا حمید بنگالی در بیان فضائل کلمہ طیبہ
۹۴	مکتوب ۴۷ بخواجہ محمد قاسم در نصیحت و تنبیہ۔
〃	مکتوب ۴۸ بخواجہ محمد طالب در ترغیب بمقام رضا۔

بلمعۂ صنائع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
شمع کاشانۂ ہدایات و عرفان مصقل آئینۂ صافی درونان مورد انوار الہامات یزدانی اعنی
از دفاتر
مکتوبات امام ربانی
جلد ثانی
از ارشادات علیہ غوث ربانی حضرت مجدد الف ثانی مترجمہ مدرسہ مریدان خاص الخاص حضرت
در مطبع منشی نولکشور لکھنؤ طبع مزین مطبوع شد

صفحہ	مضمون
۱۴۶	مکتوب ۷۵ بمرزا مظفر دربیان آنکہ محن و بلیات مردوستان را کفارت است۔
۱۴۷	مکتوب ۷۶ بمولانا فرخ حسین دربیان حقیقت عرش الخ
۱۴۹	مکتوب ۷۷ بمولانا حسن برکے درجواب اعتراضات او کہ بر کلام صوفیہ نمودہ بود۔
۱۵۱	مکتوب ۷۸ بہ داراب خان دربیان محبت و اخلاص الخ
۱۵۲	مکتوب ۷۹ بشیخ یوسف درجواب رسالہ او۔
۱۵۳	مکتوب ۸۰ بشیخ حامد بنارسے دربیان آنکہ پرسیدہ بود کہ عین القضاۃ در تمہیدات مے نویسد و شما کہ خدا میداند نزد محمد است۔
〃	مکتوب ۸۱ بہ محمد مراد دربیان اجتناب از مزخرفات دنیاے دنیہ۔
۱۵۴	مکتوب ۸۲ بخواجہ شرف الدین حسین در اجتناب از دنیاے دنیہ۔
۱۵۵	مکتوب ۸۳ بہ میر ماہ محمود در محبت این طائفہ علیہ۔
〃	مکتوب ۸۴ بشیخ حمید بنگالی دربیان شکایت عدم رسی پیام و سلام۔
۱۵۶	مکتوب ۸۵ بشیخ نور محمد صدور یافتہ۔
〃	مکتوب ۸۶ بشیخ طاہر بدخشی درجواب کتابت او۔
〃	مکتوب ۸۷ بہ فتح خان افغان در نصائح
	صدور یافتہ۔
۱۵۷	مکتوب ۸۸ بملا بدیع الدین در رضا بقضا۔
〃	مکتوب ۸۹ بسیادت پناہ میر محب اللہ در نصیحت۔
۱۵۸	مکتوب ۹۰ بمیرزا عرب خان در سفارش۔
〃	مکتوب ۹۱ بخواجہ محمد سعید در اسرار قاب قوسین او ادنیٰ۔
۱۵۹	مکتوب ۹۲ بمیر محمد نعمان دربیان آنکہ ولایت عبارت از قرب الٰہی است۔
۱۶۳	مکتوب ۹۳ بخواجہ ہاشم بدخشی دربیان آنکہ ہر کدام از لطائف عالم خلق و عالم امر ہم ظاہر او و ہم باطن۔
۱۶۴	مکتوب ۹۴ بمولانا عبد القادر دربیان حقیقت فنا و بقا و جدا شدن عدم از حقیقت و صورت عارف و نسبت مجاورت بہم رسانیدن۔
۱۶۵	مکتوب ۹۵ بہ مقصود علی تبریزے در سوال او از کفر حقیقے صدور یافت۔
〃	مکتوب ۹۶ بخواجہ ابوالحسن بدخشی صدور یافت در جواب اعتراضات شیعہ۔
۱۷۴	مکتوب ۹۷ بخواجہ ہاشم کشمے درجواب کتابت او
۱۷۵	مکتوب ۹۸ بحضرت مخدوم زادہ ما خواجہ محمد معصوم و خواجہ محمد سعید۔
۱۷۹	مکتوب ۹۹ بمیر محمد نعمان درجواب سوالہا کہ کردہ بودند

تمت

بن العربی در مسئلہ وحدۃ الوجود بانچہ مختار حضرت ایشان ست سلمہ اللہ تعالی بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی جعل الامکان مرأۃ للوجوب وصیر العدم مظہر الوجود والوجوب والوجود ان کانتا صفتی کمالہ سبحانہ فہو تعالی وراء جمیع الاسماء والصفات ووراء جمیع الشیون والاعتبارات ووراء الظہور والبطون ووراء البروز والکمون ووراء التجلیات والظہورات ووراء المشاہدات والمکاشفات ووراء کل محسوس ومعقول ووراء کل موہوم ومتخیل فہو سبحانہ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء

ے چگویم با تو از مرغی نشانہ + کہ با عنقا بود ہم آشیانہ + ز عنقا ہست نامی پیش مردم + ز مرغ من بود آن نام ہم گم + فلا یصل حمد حامد الی جناب قدس ذاتہ بل ینتہی جمیع المحامد دون سرادقات عزتہ فہو الذی اثنی علی نفسہ وحمد ذاتہ بذاتہ فہو سبحانہ الحامد والمحمود وما سواہ عاجز عن اداء الحمد المقصود کیف وقد عجز عن حمدہ سبحانہ من ہو حامل لواء الحمد یوم القیمۃ تحتہ آدم من دونہ وہو افضل البرایا واکملہم ظہورا واقربہم منزلۃ واجمعہم کمالا واشملہم جمالا واتمہم بدرا وارفعہم قدرا واعظمہم ابہۃ وشرفا واقومہم دینا واعدلہم ملۃ واکرمہم حسبا واشرفہم نسبا واعزہم نبیا لولاہ لما خلق اللہ سبحانہ الخلق ولما اظہر الربوبیۃ وکان نبیا وآدم بین الماء والطین واذا کان یوم القیمۃ کان ہو امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم الذی قال نحن الآخرون ونحن السابقون یوم القیمۃ وانی قائل قولا غیر فخر وانا حبیب اللہ وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدہم اذا وفدوا وانا خطیبہم اذا انصتوا وانا مستشفعہم اذا حبسوا وانا مبشرہم اذا ایسوا والمفاتیح یومئذ بیدی

ے در قافلہ کہ اوست دانم نرسم ÷ این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم ÷ صلوۃ اللہ سبحانہ وتسلیماتہ تعالی وتحیۃ عز شانہ وبرکاتہ جل برہانہ علیہ وعلی جمیع اخوانہ من النبیین والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی اہل الطاعۃ اجمعین صلوۃ وسلاما وتحیۃ وبرکۃ ہو لہا اہل کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون وبعد الحمد والصلوۃ وتبلیغ الدعوات وارسال التحیات نمودہ می آید صحیفۂ شریفہ کہ نامزد این فقیر ساختہ بودند اخوی اعزی شیخ محمد طاہر رسانیدند وخوش وقت ساختند چون متضمن حقائق ومعارف ارباب کشف وشہود بود فرحت بر فرحت افزود جزاکم اللہ سبحانہ فقیر نیز موافقت صحیفۂ ایشان نمودہ از اذواق ومذاق این طائفہ علیہ سخن در میان آوردہ بچند کلمہ مصدع گشت مخدوما معلوم شریف است کہ وجود مبداء ہر خیر وکمال ست وعدم منشاء ہر نقص وشر ست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ وعلیہ کما یحب ربنا ویرضیٰ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ واہل بیتہ وکمل ورثتہ وسائر من اتبع الہدیٰ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین کما یلیق بعلو شانہم ویحری اما بعد فہذہ مکاتیب متضمنۃ لعلوم غریبۃ ومعارف عجیبۃ واسرار لطیفۃ ودقائق شریفۃ ما تکلم بہا احد من العرفاء وما اشار الیہا احد من الاولیاء مقتبسۃ من مشکوٰۃ انوار النبوۃ للامام الہمام قدوۃ العلماء الراسخین المشرف بتشریفات المرسلین صاحب الولایۃ الاصلیۃ مخزن الاسرار الالٰہیۃ واقف دقائق المتشابہات القرآنیۃ الآتیۃ العجیبۃ من الآیات الرحمانیۃ مجدد الالف الثانی شیخنا وامامنا الشیخ احمد الفاروقی سلمہ اللہ تعالیٰ سبحانہ علی رؤس العالمین چون جلد اول مکتوبات بعدد سیصد و سیزدہ مکتوب رسید حضرت ایشان سلمہم اللہ تعالیٰ فرمودند کہ بر ہمین عدد ختم کنند کہ موافق عدد پیغامبران مرسل است صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علی انبینا وعلیہم ونیز موافق عدد اہل بدر است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تبرکاً وتیمناً بران عدد ختم نمودہ آمد بعد ازان مکتوبات قدسی آیات دیگر کہ صدور یافتند معارف آگاہی حقائق دستگاہی مظہر فیض آلہی منظر اسرار نامتناہی جامع علوم ظاہرہ و باطنہ حضرت مخدوم زادگی شیخ مجدد الدین خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ واوصلہ الی غایۃ ما تیمناہ باعث گشتند کہ این مکاتیب جمع شوند بحسب اشارۂ شریف ایشان کمترین خاکروبان این درگاہ ضعیف عباد اللہ الباری عبدالحی بن خواجہ چاکر حصاری غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ وستر اللہ سبحانہ عیوبہ واحسن اللہ تعالیٰ خاتمتہ متصدی جمع این مکاتیب گشت ہو اللہ الموفق وعلیہ التکلان مکتوب اول بشیخ عبدالعزیز جونپوری صدور یافتہ در بیان تحریر مذہب شیخ محی الدین

مثلاً علم و قدرت چنانچه عین ذات اند تعالی عین یکدیگر اند نیز پس در آن موطن در هیچ اسم و رسم تعدد و تکثر نباشد و تمایز
و تباین نبود غایة ما فی الباب آن اسما و صفات و شیون و اعتبارات در حضرت علم تمایز و تباین پیدا
کرده اند اجمالاً و تفصیلاً اگر تمیز اجمالی است مسمی بتعین اول است و اگر تفصیلی ست مسمی بتعین ثانی تعین اول
را وحدت می نامند و آنرا حقیقت محمدی میدانند و تعین ثانی را واحدیت میگویند و حقائق سائر ممکنات
می انگارند و این حقائق ممکنات را اعیان ثابته میدانند این دو تعین علمی که وحدت و واحدیت اند در مرتبهٔ
وجوب اثبات مینمایند میگویند این اعیان بوی از وجود خارجی نیافته اند و در خارج غیر از احدیت مجرده هیچ موجودی
نیست و این کثرت که در خارج مینماید عکس آن اعیان ثابته است که در مرآت ظاهر وجود که جز او در خارج
موجودی نیست منعکس گشته است و وجود تخیلی پیدا کرده در رنگ آنکه در مرآت صورت شخص منعکس گردد
وجود تخیلی در مرآت پیدا کند این عکس را وجودی جز در تخیل ثابت نیست و در مرآت روے حلول
نکرده است و در روی آن مرآت چیزی منقش نگشته اگر انتقاش است در تخیل است که در وے
مرآت متوهم شده این متخیل و متوهم چون صنع خداوندیست جل سلطانه که اتقان تمام دارد برفع وهم و
تخیل مرتفع نگردد و ثواب و عذاب ابدی بران مرتب باشد این کثرتی که در خارج نمودے پیدا
کرده است بسه قسم منقسم است قسم اول تعین روحی است و قسم دوم تعین مثالی و قسم سوم تعین جسدی
که بشهادت تعلق دارد و این سه تعین را تعینات خارجیه میگویند و در مرتبهٔ امکان اثبات می نمایند تنزلات
خمسه عبارت ازین تعینات پنجگانه است و این تنزلات خمسه را حضرات خمس نیز گویند چون علم خارج
غیر از ذات واجب است تعالی و غیر از اسماء و صفات واجبی جل سلطانها که عین ذات اند تعالی و تقدس
نزد ایشان ثابت نشده است و صورت علمیه را عین این صورت دانسته اند نه شبح و مثال آن و
همچنین صورت منعکسهٔ اعیان ثابته را که در مرآت ظاهر وجود نمودی پیدا کرده است عین آن اعیان را
تصور کرده اند نه شبه آن ناچار حکم باتحاد نموده اند و همه اوست گفته اینست بیان مذهب شیخ
محی الدین ابن العربی در مسئلهٔ وحدت وجود بر وجه اجمال همین علوم مند و امثال این علوم که شیخ
آنها را مخصوص بخاتم الولایت مے داند و می گوید که خاتم النبوة این علوم را از خاتم
الولایت اخذ مے نماید و شراح فصوص در توجیه آن تکلفات مینمایند بالجمله پیش از شیخ
هیچ یکی از این طائفه باین علوم و اسرار زبان نکشاده است و این حدیث را بدین نهج

منتقش

پس وجود مر واجب را ثابت باشد جل سلطانہ وعدم نصیب ممکن بود تا ہمہ خیر وکمال عائد باو باشد وہمہ شر و نقص راجع باین ممکن را وجود ثابت کردن وخیر وکمال راجع باو داشتن فی الحقیقۃ شریک کردن است او را در ملک وملک حق جل سلطانہ وہمچنین ممکن را عین واجب گفتن تعالی شانہ وصفات وافعال او را عین صفات وافعال او تعالی ساختن سوء ادب است والحاد ست در اسماء وصفات او تعالی ایکناس خس کہ بنقص وخبث ذاتی متسم ست چہ مجال کہ خود را عین سلطان عظیم الشان کہ منشاء خیرات وکمالات ست تصور نماید وصفات وافعال ذمیمہ خود را عین صفات وافعال جمیلہ او توہم کند غایۃ ما فی الباب بنا بر قضیہ تشکیک علماء ظواہر ممکن را وجود ثابت کردہ اند ووجود واجب تعالی ووجود ممکن را از افراد مطلق وجود داشتہ ووجود واجب را تعالی اولے و اقدم گفتہ اند ہمین معنی موجب تشریک ممکن ست بواجب تعالی در کمالات وفضائل کہ از وجود ناشی گشتہ اند تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا در حدیث قدسی آمدہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری اگر علمای ظواہر ازین دقیقہ آگاہ می گشتند ہرگز ممکن را وجود ثابت نمیکردند وخیر وکمال کہ مخصوص بآن حضرت ست جل وعلا باعتبار اختصاص وجود ممکن را اثبات نمی نمودند ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا اکثر صوفیہ علی الخصوص متاخران ایشان ممکن را عین واجب تعالی دانستہ اند وصفات وافعال آنرا عین صفات وافعال او تعالی انگاشتہ میگویند ؎ ہمسائیہ وہمنشین وہمرہ ہمہ اوست + در دلق گدا واطلس شہ ہمہ اوست + در انجمن فرق ونہانخانہ جمع + باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست + این بزرگواران ہرچند از تشریک وجود تنزہ نمودہ اند واز اثنینیت گریختہ اما غیر وجود را وجود یافتہ اند ونقائص را کمالات گفتہ می گویند در ہیچ چیز شرارت ونقص ذاتی نیست اگر ہست نسبی واضافی ست سم قاتل نسبت بانسان شرارت وارد کہ مزیل حیات او ست ونسبت بحیوانی کہ در ان سم مخلوق ست آبحیات است وتریاق نافع مقتدای ایشان درین امر کشف وشہود ست ہر قدر کہ ظاہر ساختہ اند دریافتہ اند اللہم ارنا حقائق الاشیاء کما ہی درین باب انچہ بر فقیر ظاہر ساختہ اند بتفصیل وا مینماید اول مذہب شیخ محی الدین ابن العربی کہ امام ومقتدا اے متاخران صوفیہ ست درین مسئلہ بیان میکند بعد ازان انچہ مکشوف گشتہ است در تحریر می آرد تا فرق درمیان دو مذہب بروجہ اتم حاصل گردد واز دقت یکی بدیگری خلط نشود شیخ محی الدین عربی وتابعان او میفرمایند کہ اسماء وصفات واجبی جل وعلا عین ذات واجب اند تعالی وتقدس وہمچنین عین یکدیگر اند

از علم واجب تعالیٰ و تقدس ظلی است ازان که در مقابل خود منعکس گشته است و قدرت ممکن نیز ظلے
است که در عجز و مقابل اوست منعکس شده و همچنین وجود ممکن ظلی است از حضرت وجود که
مرآت عدم که مقابله اوست منعکس گشته است سے بنیا در دم از خانه چیزے نخست ؛ تو دادی
همه چیز من چیز تست ؛ لیکن نزد فقیر ظل شئ عین شئ نیست بلکه شبحی است و مثال آن شئ و حمل
یکی بر دیگرے ممتنع ست پس نزد فقیر ممکن عین واجب ثابت نبود چه حقیقت ممکن عدم است
و عکسی که از اسما و صفات دران منعکس گشته است شبح و مثال آن اسما و صفات است نه عین
آنها پس همه اوست درست نباشد بلکه همه از وست چه آنچه ذاتی ممکن ست عدم ست که شرارت
و نقص و خبث را منشا است و هر چه از جنس کمالات در ممکن پیدا است از وجود و توابع آن همه مستفاد
ازان حضرت است جل سلطانها و پرتوی است از کمالات ذاتیه او سبحانه پس ناچار او تعالے نور آسمانها
و زمین باشد و ما ورای او سبحانه همه ظلمت بود کیف والعدم فوق جمیع الظلمات تحقیق این مبحث کما ینبغی در
مکتوبے که بنام فرزندی اعظمی مرحومی در بیان حقیقت وجود و تحقیق ماهیات ممکنات نوشته است
طلب فرمایند پس عالم باسرها نزد شیخ محی الدین عبارت از اسما و صفات ست که در خانۂ علم تمیز پیدا
کرده در مرآت ظاهر وجود در خارج نمودی حاصل کرده است و نزد فقیر عالم عبارت از عدمات
است که اسما و صفات واجبی جل سلطانها در خانۂ علم در آنجا منعکس گشته اند و در خارج بایجاد
حق سبحانه آن عدمات بآن عکوس بوجود ظلی موجود شده پس در عالم خبث ذاتی پیدا شد و
شرارت جبلے ظاهر گشت و خیر و کمال همه عائد بجناب قدس او شد جل و علا کریمۂ ما اصابک من حسنة
فمن الله و ما اصابک من سیئة فمن نفسک مؤید این معرفت ست والله سبحانه الملهم پس ازین تحقیق
معلوم گشت که عالم در خارج موجود ست بوجود ظلی چنانچه حضرت حق سبحانه در خارج موجود است
بوجود اصلی بل بذاته غایتہ مافی الباب ازین خارج نیز ظل همان خارج ست در رنگ وجود و صفات
پس عالم را عین حق جل و علا سلطانه نمیتوان گفت و حمل یکے بر دیگرے جائز نباشد ظل شخص
را عین شخص نمیتوان گفت لوجود التغائر بینهما فی الخارج لان الاثنین متغائران و اگر کسے ظل شخص را عین
شخص گوید بر سبیل تسامح و تجوز خواهد بود که خارج از مبحث ست اگر گویند که شیخ محی الدین نیز تابعان
او نیز عالم را ظل حق می دانند تعالیٰ پس فرق چه بود گویم ایشان وجود آن ظل را جز در وهم نمی اثبات کنند

بیان نمودہ ہر چند سخنان توحید و اتحاد در غلبات سکر از ایشان بظہور آمدہ اند و انا الحق و سبحانی گفتہ اند اما
وجہ اتحاد را معلوم نساختہ اند و منشاء توحید را در نیافتہ پس شیخ برہان متقدمان این طائفہ آمدہ و حجت
متاخرین ایشان گشتہ مع ذلک دقائق کثیرہ درین مسئلہ مخفی ماندہ ست و اسرار غامضہ درین باب
بر منصۂ ظہور نیامدہ کہ فقیر باظہار آن توفیق یافتہ است و تحریر بعضی گشتہ و اللہ یحق الحق و ہو یہدی السبیل
مخدوما صفات ثمانیہ واجب الوجود تعالی و تقدس کہ نزد اہل حق شکر اللہ تعالی سعیہم در خارج موجود اند
ناچار در خارج از ذات تعالی و تقدس متمیز باشند تمیزیکہ از قسم بیچونی و بیچگونگی بود و ہمچنین این صفات از
یک دیگر متمیز اند تمیز بیچونی بلکہ تمیز بیچون در مرتبۂ حضرت ذات تعالی و تقدس نیز ثابت ست لانہ الواسع
بالوسع المجہول الکیفیۃ و تمیزیکہ فراخور فہم و ادراک ما باشد ازان جناب قدس مسلوب ست چہ تبعض
و تجزے در انجا متصور نیست تحلیل و ترکیب را دران حضرت جل سلطانہ بار نہ و حالیت و محلیت را
گنجائش نہ بالجملہ آنچہ از صفات و اعراض ممکن است ازان جناب قدس مسلوب ست لیس کمثلہ
شیء لا فی الذات و لا فی الصفات و لا فی الافعال با وجود این تمیز بیچونی و وحدت بیکیفی اسماء و صفات
واجبی جل سلطانہا در خانۂ علم نیز تفصیل و تمیز پیدا کردہ اند و منعکس گشتہ و ہر اسم و صفت متمیز را مقابلے
است در مرتبۂ عدم و نقیضے ست در انموطن مثلاً صفت علم را در مرتبۂ عدم مقابلے است و نقیضے کہ عدم علم
باشد کہ معبر بجہل است و صفت قدرت را مقابلی ست عجز کہ عدم قدرت باشد علی ہذا القیاس و آن
عدمات متقابلہ نیز در علم واجبی جل شانہ تفصیل و تمیز پیدا کردہ اند و مرایاے اسماء و صفات متقابلہ خود
گشتہ و مجالی ظہور عکوس آنہا شدہ نزد فقیران عدمات با آن عکوس اسماء و صفات حقائق ممکنات اند غایۃ ما
فی الباب آن عدمات در رنگ اصول و مواد آن ماہیات اند و آن عکوس ہمچون صور حالہ دران مواد
پس حقائق ممکنات نزد شیخ محی الدین ہمان اسماء و صفات متمیزہ اند در مرتبۂ علم و نزد فقیر حقائق ممکنات
عدمات اند کہ نقائض اسماء و صفات اند با عکوس اسماء و صفات کہ در مرایاے آن عدمات در خانۂ علم ظاہر
گشتہ و با یکدیگر ممتزج شدہ و قادر مختار جل سلطانہ ہر گاہ خواستہ کہ ماہیتے را ازان ماہیات ممتزجہ بوجود
ظلی کہ پرتوے است از حضرت وجود و بدین متصف گرداندہ موجود خارجی ساختہ بالجملہ پرتوے
از حضرت وجود باین ماہیت ممتزجہ انداختہ مبدأ آثار خارجیہ گردانید پس وجود ممکن در علم و
در خارج در رنگ سائر صفات او پرتویست از حضرت وجود و از کمالات تابعہ او مثل علم ممکن پرتویست

والحمد للہ رب العالمین والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم **مکتوب دوم** بمیر شمس الدین خلخالی تحریر یافت
دربیان آنکہ مرتبۂ ذات او تعالیٰ و مرتبۂ صفات او سبحانہ فوق از اعتبار وجود و وجوبست الحمد للہ وسلام
علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ مفاوضۂ شریفہ کہ از روی محبت و اخلاص صادر فرمودہ بودند رسید فرحت
فراوان رسانید کثرت اخوان دین سبب امیدواری است در آخرت اللهم اکثر اخواننا فی
الدین وثبتنا وایاہم علیٰ متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلیہم من الصلوات افضلها ومن التسلیمات
اکملها از ہرچہ میرود سخن دوست خوشتراست ؛ محبت آشنا را صفات سبع باثمانی واجب
الوجود تعالیٰ وتقدس اختلاف الآراء کہ صفات حقیقیہ اند در خارج موجود اند وغیر از اہل حق شکر
اللہ تعالیٰ سعیہم از فرق مخالفہ ہیچ یکی بوجود صفات واجبی جل سلطانہ قائل نگشتہ است حتی کہ متاخرین
صوفیہ از ایشان نیز انکار وجود صفات نمودہ اند و زیادتی صفات را بعلم راجع داشتہ اند گویندے
از روے تعقل ہمہ غیراند صفات ؛ با ذات تو از روی تحقق ہمہ عین ؛ والحق کہ سخن اہل حق برحق ست
ومقتبس ست از مشکات نبوت ومؤید ست بنور کشف وفراست غایۃ ما فی الباب اشکالی کہ مخالفان
در وجود صفات دارند قوی ست چہ صفات اگر موجود باشند خالی نیستند ممکن باشند یا واجب امکان
مستلزم حدوث ست لان کل ممکن حادث عندہم وقول بتعدد واجب منافی توحید ست وایضًا
بر تقدیر امکان جواز انفکاک صفات از ذات تعالیٰ وتقدس لازم ست واینمعنے موجب جواز جہل و
عجز ست مر واجب را تعالیٰ وتقدس حل این اشکال انچہ برین فقیر ظاہر ساختہ اند آن ست کہ حضرت
حق تعالیٰ بذات خود موجود ست نہ بوجود کہ عین باشد آن وجود یا زائد وصفات واجب تعالے
بذات تعالیٰ موجود اند نہ بوجود زیراکہ وجود را در ان موطن گنجایش نیست شیخ علاء الدولہ اشارتے
باینمقام فرمودہ است آنجاکہ گفتہ فوق عالم الوجود عالم الملک الودود ؛ پس نسبت امکان و وجوب
نیز در ان موطن متصور نباشد چہ امکان و وجوب نسبتی ست میان ماہیت و وجود ؛ حیث لا وجود لا امکان
ولا وجوب این معرفت وراء طور نظر و فکر ست محجوبان عقیلہ عقل از ین معرفت چہ دریابند وغیر
از انکار نصیب شان چہ بود الا من عصمہ اللہ سبحانہ دیگر سیادت پناہ میر محب اللہ چندگاہ اینجا
بودند الحال چون متوجہ آن حدود شدند صحبت وخدمت ایشانرا غنیمت دانند والسلام علیکم وعلے
من لدیکم **مکتوب سوم** بمخدوم زادگی حقائق ومعارف آگاہی مظہر فیض الٰہی خواجہ محمد سعید

وبای از وجود خارجی در حق آن تجویز نمینمایند بالجمله کثرت موهومه را بظل وحدت موجوده تعبیر مینمایند
ودر خارج موجود واحد را ابدا انند تعالی وشتان ما بینهما پس منشاء حمل ظل بر اصل وعدم آن حمل اثبات
وجود خارجی گشت مر ظل را وعدم اثبات آن وجود ایشانان وچون ظل وجود را وجود خارجی اثبات
نمی نمایند ناچار بر اصل محمول میسازند واین فقیر چون ظل را در خارج موجود میداند حمل بمبادرت نمی نماید ونفی وجود
اصلی از ظل فقیر وایشانان شریک اند ودر اثبات وجود ظلے نیز متفق لیکن این فقیر وجود ظلی در خارج اثبات
مینماید وایشانان وجود ظلی را در وهم وتخیل می انکارند ودر خارج جز احدیت مجرده را موجود نمیدانند وصفات
ثمانیه راکه بآرای اهل سنت وجماعت رضی الله تعالی عنهم وجود اینها در خارج ثابت شده است نیز
در علم اثبات نمیکنند علماء ظواهر وایشانان رضی الله تعالی عنهم دو طرف اقتصار را اختیار فرموده اند وحق
متوسط نصیب این فقیر بوده که بآن موفق گشته اگر ایشان را نیز این خارج را ظل آن خارج می یافتند
از وجود خارجی عالم انکار نمی نمودند وبر وهم وتخیل اقتصار نمی فرمودند وانکار از وجود خارجی از صفات واجب
الوجود نیز نمی کردند واگر علماء نیز آگاه می گشتند هرگز ممکن را وجود اصلی ثابت نمی کردند وبر وجود ظلی اکتفا می نمودند اثبات
وانچه فقیر در بعضے مکتوبات نوشته است که اطلاق وجود بر ممکن بطریق حقیقت است نه بطریق مجاز مناسب
این تحقیق نیست زیرا که ممکن در خارج بوجود ظلی بطریق حقیقت موجود است نه بر سبیل توهم وتخیل کما زعموا
سوال صاحب فتوحات مکیه اعیان ثابته را برزخ گفته است بین الوجود والعدم پس عدم بطور
او نیز داخل حقائق وممکنات گشت پس فرق در میان تحقیق وآن قول چه بود جواب برزخ باین اعتبار
گفته است که صور علمیه را دو رو است روی است که بوجود دارد بواسطه ثبوت علم ورویے
است که بعدم دارد بواسطه خارجی لان الاعیان ما شمت رائحة من الوجود الخارجی عنده وعدمی
که درین تحقیق اندراج یافته است حقیقت دیگر دارد وهمچنین انچه در عبارات بعضے اعزه که اطلاق
عدم بر ممکن رفته است مراد از ان معدوم خارجے است نه عدمی که بالتحقیق یافته واو تعالی
از ان اسماء وصفات که در علم تفصیل وتمیز یافته اند ودر مرایاے عدمات منعکس گشته حقائق
ممکنات شده اند وراء وراء است پس با عالم اورا سبحانه هیچ وجه مناسبت نباشد ان الله لغنی
عن العالمین اورا سبحانه با عالم عین ومتحد ساختن بلکه نسبت دادن برین فقیر بسیار گران ست
ست آن ایشانند ومن چنینم یا رب ه سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین

سیرے که بعد از سیر آفاق و انفس میسر گردد سیر در اقربیت حق است سبحانه و تعالی زیراکه فعل او تعالی
نیز از ما بما نزدیکتر است و همچنین صفت او تعالی از ما و از فعل او تعالی نیز بما نزدیکتر است و ذات او تعالی هم از ما
و هم از فعل و صفت او سبحانه بما نزدیکتر است سیر درین مراتب سیر در اقربیت است حقیقت تجلی فعل و تجلی صفت
و تجلی ذات درین موطن متحقق میشود و از سلطنت وهم و دائره خیال اینجا نجاتی حاصل میگردد زیراکه سلطان وهم
و خیال را در بیرون دائره آفاق و انفس سلطنت میسر نیست بنهایت وهم تا نهایت ظل است هرجا ظل نبود وهم نبود
پس ناچار در ولایت ظلی خلاصی از قید وهم بعد موت میسر شود که وهم او بعدم آرد و در ولایت اصلی که ولایت
کبری است خلاصی از قید وهم و خیال درین نشاء میسر است باوجود وهم از قید وهم آزادی است آنچه طائفهٔ
اولی را در آخرت است طائفهٔ اخری را اینجا میسر است و در ولایت ظلی درین نشاء حصول مطلوب غیر از
منحوت وهم و خیال نیست و در ولایت اصلی مطلوب از علت تراش وهم منزه و مبرا است ماناکه حضرت ملا آدم از
حیطهٔ وهم و قید خیال هم تنگ آمده آرزوی موت مینماید تا بود که مطلوب را عریان از لباس وهم و خیال در
کنار کشد و در مبادی موت منع عافاک الله فرموده میفرماید ؎ من شوم عریان زتن او از خیال ٭ تا خرام در
نهایات الوصال ٭ بشنو آنکه گفتیم در آفاق و انفس تجلیات ظلال افعال و صفات است نه تجلیات نفس افعال
و صفات بیانش آنست که تکوین از صفات حقیقیه است چنانچه مذهب علماء ماتریدیه است شکر الله تعالی سعیهم
نه از صفات اضافیه کما زعمت الاشعریة درین صفت چون رنگ اضافت غالب است نظیر بصفات دیگر از
از صفات اضافیه گمان برده اند نه چنین است بلکه آن صفت از صفات حقیقیه است که رنگ اضافت آن ممتزج
گشته است و این صفت تکوین پایان تر جمیع صفات است برنگ صفات عالیه دارد شمول نصیبے از علم و حیوة وارد
و ظلی از قدرت و ارادت نیز دارد و این صفت تکوین را جزئیات است که فی الحقیقت ظلال وی اند چون
تخلیق و ترزیق و احیا و اماتت و انعام و ایلام و این جزئیات داخل افعال اند که فی الحقیقت ظلال آن
صفت اند و از دائره صفات حقیقیه خارج و این فعل را دو وجه است وجهیست بفاعل و وجهیست
دیگر بمفعول و این دو وجه در نظر کشفی متمائز اند وجه اولی عالیست و وجه ثانیه سافل و ایضاً وجه
اولی در نظر بچو اصل می در آید و وجه ثانیه در رنگ ظل آن اصل و ایضاً وجه اول رنگے از
وجوب دارد و وجه ثانی رنگے از امکان این وجه ثانی مبادی تعینات غیر انبیا است علیهم
الصلوات و التسلیمات و از اولیاء کرام و سائر انام و این فعل حق جل سلطانه چون باعتبار

سلمه الله تعالی صدور یافت در بیان آنکه معامله آفاق و انفس داخل ظلال ست و در بیان ولایت
صغرے و کبری و کمالات نبوت و تحقیق حقیقت تجلی افعال که بعضے صوفیه را رو داده اند که آن
ظل فعل حق ست نه عین فعل بصفات و ذات + الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی هرچه در مرایای
آفاق و انفس ظاهر شود بداغ ظلیت متسم است پس سزاوار نفی بود تا اثبات نموده آید و چون معامله
از آفاق و انفس گذشت از قید ظلیت رست و شروعی در تجلی فعل و صفت میسر گشت و معلوم شد که
قبل ازین هر تجلی که رو داده بود در سیر آفاقی و انفسی اگرچه آن را تجلی ذات دانند همه تعلق بظلال
فعل و صفت داشت نه بنفس فعل و صفت بذات خود چه رسد تعالی و تقدس زیرا که دائرهٔ ظلیت بنهایت
انفس منتهی میگردد پس هرچه در آفاق و انفس ظهور کند داخل آن دائره است فعل و صفت نیز هرچند
فی الحقیقة ظلال حضرت ذات اند تعالی و تقدس اما داخل دائرهٔ اصل اند و ولایت این مرتبه ولایت اصلی
است بخلاف ولایت مرتبهٔ سابق که با آفاق و انفس تعلق دارد که ولایت ظلی ست منتهیان دائرهٔ ظل را
با تجلی برقی که ناشی از مرتبهٔ اصل است میسر است که یک ساعت از قید آفاق و انفس وارهانند و جمعیکه از
دائره آفاق و انفس درگذشتند و از ظل با اصل پیوستند ضیاء تجلی برقی در حق ایشان دائمی ست چه مسکن و
ماوای این بزرگواران دائرهٔ اصل است که تجلی برقی ناشی ازان ست بلکه معامله این بزرگواران از تجلیات
و ظهورات فوق است زیرا که هر تجلی و ظهور بهر مرتبه که تعلق کند از شائبهٔ ظلیت بیرون نیست و گرفتارے
اصل الاصل ایشانرا از ظل فارغ ساخته است و از زیغ البصر خلاص کرده نهایت کمال در ولایت ظلی
که ولایت صغری است به تجلی برقی حصول می پیوندد و این تجلی برقی قدم اول ست در ولایت کبرے که
ولایت انبیاست علیهم الصلوات والتسلیمات و ولایت صغری ولایت اولیاست قدس الله تعالی
اسرارهم ازینجا تفاوت ولایت اولیا و ولایت انبیا باید دریافت صلوات الله تعالی و تسلیماته سبحانه
علیهم که نهایت آن ولایت بدایت این ولایت ست از کمالات نبوة انبیا علیهم الصلوات والتحیات چه گویم
که بدایت نبوت نهایت این ولایت است مگر حضرت خواجه نقشبند قدس سره نصیبے از ولایت انبیا علیهم
الصلوات والتحیات به تبعیت و وراثت فرا گرفته اند که گفته ما نهایت را در بدایت درج میکنیم این فقیر
اینقدر میداند که نسبت و حضور نقشبندیه چون بکمال برسد بولایت کبری می پیوندد و از کمالات آن
ولایت حظ وافری گیرد بخلاف طرق دیگران که نهایت کمال شان تا تجلی برقی ست باید دانست

واتحاع ازآن حضرت تعالیٰ مسلوب ست پس قسم رابع پیدا شد سوای وجوب و امکان و امتناع و حالانکہ
انحصار عقلی ثابت شدہ است درین اشیاء ثلثہ گوئیم کہ این انحصار ماہیتہ راست نسبت بوجود آن بحیث
لا نسبۃ للماہیۃ الی الوجود لا انحصار کما فی ذات الواجب تعالیٰ وصفاتہ سبحانہ فان ذاتہ تعالیٰ موجود بذاتہ لا بالوجود
عینا کان او زائدا وصفاتہ تعالیٰ موجودۃ بذاتہ سبحانہ من غیر ان تخلل فیہا وجود فذاتہ تعالیٰ وصفاتہ سبحانہ فوق
ہوو لا و الثلثۃ المنحصرۃ غایۃ ما فی الباب ما تصور ذاتہ تعالیٰ وتعقل صفاتہ سبحانہ بالوجوہ والاعتبارات اذ لا سبیل
الی الکنہ عرض لذاتہ سبحانہ فی الوجود التصوری الظلی الوجوب کما ہو المناسب واللائق بعنایتہ تعالیٰ وعرض لصفاتہ
سبحانہ فی الوجود الذہنی الامکان کما ہو المناسب لہا لاحتیاجہا الی الذات فذاتہ تعالیٰ وصفاتہ سبحانہ فی حد نفسہما
فوق مرتبۃ الوجوب والامکان بل فوق مرتبۃ الوجود ایضا وباعتبار الوجود التصوری الظلی الوجوب یناسب الذات
تعالیٰ والامکان یناسب الصفات تعالت وتقدست فی الصفات تعالت من حیث الوجود الخارجی لا واجبۃ ولا
ممکنۃ بل ہی فوق الوجوب والامکان وباعتبار الوجود الذہنی ممکنۃ ولا یلزم من ہذا الامکان الحدوث لما انہ لیس
لذواتہا کما فی الممکنات بل لوجوداتہا الظلیۃ ویناسب ہذہ المعرفۃ ما قالہ ارباب المعقول من ان الکلیۃ والجزئیۃ تعرضان
للماہیۃ باعتبار خصوصیۃ الوجود الذہنی فلا یوصف بہا الماہیۃ حال الوجود الخارجی فزید الموجود فی الخارج مثلا قبل التعقل
لیس بجزئی کما انہ لیس بکلی بل عرض لہ الجزئیۃ بعد الوجود الذہنی الظلی بل نقول جمیع النسب والاضافات والاحکام
والاعتبارات التی تحمل علیہ تعالیٰ کالالوہیۃ والازلیۃ غیر الصفات الثمانیۃ الموجودۃ انما یصدق علیہ سبحانہ باعتبار
التصور والتعقل والا فالذات من حیث ہو غیر متصف بصفۃ ولا مسمی باسم ولا محکوم بحکم فصاحب الشرع تعالیٰ
انما اطلق علی ذاتہ اسما واحکاما باعتبار التناسب والتشابہ لتکون قریبۃ الی افہام المخلوقات ویکون التکلم
منہم علی قدر عقولہم کما یقال لزید الموجود فی الخارج بدون ملاحظۃ وجودہ الذہنی انہ جزئی علی سبیل التشبیہ
والتنظیر ویکون حکمہم بالجزئیۃ لزید انسب واشبہ من حکمہم بانہ کلی فکذلک الحکم بالوجوب والوجود علی الذات
الغنی العلی اولی وانسب من الحکم بالامکان والامتناع والا فلا یصل الی جناب قدسہ تعالیٰ وجوب
ولا وجود کما لا یلیق بجناب تنزیہہ تعالیٰ امکان و امتناع فافہم ہذہ المعرفۃ الشریفۃ المقدسۃ فانہا
اساس الدین وخلاصۃ علم الصفات والذات تعالت وتقدست وما تکلم بہا احد من العظماء ولا احد
من الکبراء استاثر اللہ سبحانہ ہذا العبد بہذہ المعرفۃ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مکتوب چہارم

بسیادت مآب میر محمد نعمان صدور یافتہ دربیان آنکہ علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین کہ بعضے

جهتین رنگی از وجوب دارد و رنگی از امکان ناچار ممکن باشد زیرا که مرکب از واجب و ممکن ممکن ست
وایضاً این فعل چون باعتبار جهت فوقانی روی بقدم دارد باعتبار جهت تحتانی قدمی در حدوث ناچار
حادث باشد زیرا که مرکب از قدیم و حادث حادث است و جمعیکه فعل حق را جل سلطانه قدیم گفته اند
نظر بجهت اولی است و جمعی دیگر که حادث دانسته اند منظور ایشان جهت اخری ست نظر طائفه اولے
بلند است و نظر طائفه ثانیه پست هرچند هر دو فریق از حق دو طرف مانده است و حق متوسط آنست که
این فقیر بآن امتیاز یافته است ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم مثل این تحقیق در صفات حقیقیه
نیز در بعضے از مکاتیب تحقیق یافته است طلب نمایند باید دانست که وجه ثانیه در فعل عبارت از خلق
خاص است که تعلق بزید گرفته است و این خلق زید گویا جزئی ست از جزئیات مطلق خلق مثلاً و این خلق خاص
که تعلق بزید گرفته است نیز جزئیات دارد در رنگ خلق ذات زید و خلق صفات زید و خلق افعال زید
و این جزئیات خلق زید در رنگ ظلال اند مرآن خلق زید را که بچون کلیست و خلق فعل زید را نیز ظلے
است و مظهری و آن کسب زید ست که تعلق بفعل نموده است این کسب را زید از خانهٔ پدر خود نیاورده است بلکه
کسب او پرتوی است از خلق حق جل و علا پس ازین معارف معلوم گشت که فعل ظل تکوین ست و وجه ثانیه از فعل
ظل ست مر وجه اولی را چنانچه تحقیق یافته است و وجه ثانیه را نیز ظلی ست که خلق زید بود مثلاً و خلق زید را نیز ظلی
است که خلق فعل زید بود و این ظل را نیز ظلی ست که کسب زید باشد چون این علوم دانستی بدانکه در نظر سالکان در
وقت سلوک مثلاً چون نسبت کسب زید از زید منتفی گردد و اضافت آن بزید مرتفع شود ناچار فاعل آن فعل حق
را میدانند تعالی و تقدس بلکه افعال متکثره و متباینه خلائق را فعل یک فاعل می یابند و ظهور انیمعنے را تجلی
افعال می انگارند انصاف بباید داد که این تجلی تجلی فعل حق است سبحانه یا تجلی ظلی از ظلال آن فعل ست
که بمراتب تنزل نموده اسم ظلیت یافته است بر تجلی فعلی تجلیات دیگر را قیاس باید کرد که بظلے از ظلال گرفتار
نموده اصل اصل انگاشته اند و بجوز و مویز آرام یافته باید دانست که وجوب وجود چونکه نسبت اضافت
است ناچار در مرتبهٔ فعل یافته شود و چون این نسبت بعالم مناسبت ندارد بلکه مخصوص بصانع عالم
است تعالی و تقدس پس بوجه اولی از فعل که بالا ذکر یافته است مناسب باشد اگر گویند ازین بیان
لازم می آید که وجوب در مرتبهٔ ذات و صفات تعالی و تقدس ثابت نباشد و ذات و صفات او تعالی
و تقدس واجب گفته نشود پس وجوب از حضرت ذات و صفات مسلوب بود چنانچه امکان

ہر مائۃ مجددی گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق ست
در مجددین اینہا نیز ہمانقدر فرق ست بلکہ زیادہ ازان و مجدد آنست کہ ہرچہ دران مدت از فیوض
بامتان برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آن وقت بود و ابدال و نجبا باشند ؎ خاص کند بندہ مصلحت
عام را ۞ والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات
العلی وعلی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعباد اللہ الصالحین اجمعین مکتوب
پنجم بمیر شمس الدین علی خلخالی صدور یافتہ دربیان آنکہ صفات او تعالی دو اعتبار دارند اول اعتبار
حصول آنہا است فی انفسہا و اعتبار دوم قیام آنہا است بذات و ہر دو اعتبار متمیز در خارج
اند + الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی مخدوما صفات واجبی جل سلطانہ کہ موجود اند و قیام بذات
دارند تعالی وتقدس دو اعتبار دارند اعتبار اول آنکہ فی حد ذاتہا ثابت اند و اعتبار دوم آنکہ
قیام بذات واجب دارند تعالی وتقدس باعتبار اول مناسبتہ بعالم دارند و مبادی تعینات اند باعتبار
دوم از عالم مستغنی اند و ہیچ توجہی بعالم و عالمیان ندارند و ایضا در نظر کشفی باعتبار اول از ذات تعالی
وتقدس منفک مینماید و اثبات ذات تعالی وتقدس ماورای اینہا نمودہ می آید و باعتبار ثانی نہ چنین
اند و انفکاک متصور نہ و ایضا باعتبار اول حجاب ذات اند تعالی وتقدس و باعتبار ثانی احتجاب نوع ست
در رنگ آنکہ بیاضی کہ قائم بجامہ باشد حجاب جامہ نیست غایۃ ما فی الباب بیاض بہر دو اعتبار حصول
نفسی و حصول قیامی حجاب ذات نیست ہرچند محسوس ہمان بیاض ست اما حجابیت مرفوع است بخلاف
صفات واجبی تعالی وتقدس باعتبار اول حاجب اند و باعتبار ثانی غیر حاجب و فرق درمیان این
دو اعتبار اندک خیال نکنی این فقیر با وجود جذب قوی و سرعت سیر ما بین این دو اعتبار را نزدیک
بہ پانزدہ سال قطع کردہ است علماء متقدمین بفرق این دو اعتبار مہتدی نگشتہ اند کہ حصول عرض فی نفسہ ہمان
حصول قیامی اوست در جوہر و از علماء متاخرین بعضی بفرق این دو اعتبار راہ یافتہ اند و تحقیق نمودہ اند
کہ حصول نفسی عرض دیگر ست و حصول قیامی دیگر لان العرض یقال فی حقہ انہ وجد فقام
فی الوجود غیر القیام این تحقیق متاخران کہ در عرض نمودہ اند گوئیا زینہ بود از برای عروج
مستمندی و وسیلہ بود از برای حاجتمندی بسیارے از تحقیقات کلامی و فلسفی درین سیر و
سلوک مدد نمودہ است و واسطۂ معارف الٰہی جل شانہ گشتہ والسلام علی من اتبع الہدی

صوفیه قرار داده اند فی الحقیقة دو شطر اند از سه شطر علم الیقین و یک شطر علم الیقین در پیش است تا بعین
الیقین چه رسد. بیان آنکه صاحب این علوم مجدد این الف ست والحمد لله وسلام علی عباده الذین
اصطفی. نیست که از احوال خیر مآل خود اطلاع نه بخشیده اند المسئول من الله سبحانه سلامتکم واستقامتکم بدانند
که علم الیقین عبارت از شهود آیات ست که افاده یقین علمی نماید این شهود فی الحقیقة استدلال ست
از اثر بمؤثر پس انچه از تجلیات و ظهورات و مرایای آفاق و انفس دیده شود همه از قبیل استدلال اثر
بمؤثر است اگرچه آن تجلیات را تجلیات ذاتیه نامند و آن ظهورات را بی کیف خوانند چه ظهور شیئ در
مرآت حصول اثریست از آثار آن شیئ بحصول عین آن شیئ پس سیر آفاقی و انفسی بتمامه قدم از دائرهٔ
علم الیقین بیرون نکشد و غیر از استدلال از اثر بمؤثر نصیب آن بنا شد قال الله تبارک و تعالی سنریهم
آیاتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق دیگران سیر آفاقی را از علم الیقین دانسته اند و عین الیقین
و حق الیقین در سیر انفسی اثبات نموده اند و بیرون انفس سیر نگفته ع آن ایشانند و من چنینم یا رب با
میدانند که حضرت حق سبحانه به بنده از بنده نزدیکتر است پس از بنده تا حق جل و علا در جانب اقربیت
سیر دیگر متخلل است که وصول بقطع آن منوط است این سیر ثالث نیز فی الحقیقة ثبت علم الیقین است
هرچند دائره ظلیت بیرون ست امّا از شائبه ظلیت پاک و مبرا نیست زیراکه اسماء و صفات واجبی جل سلطانه
فی الحقیقة ظلال حضرت ذات تعالی و تقدس و هر جا شوب ظلیت است داخل آثار و آیات است پس ایشانان
از سه سیر علم الیقین یک سیر اول را مخصوص بعلم الیقین ساخته اند و سیر دوم آنرا محصل عین الیقین و حق الیقین گردانیده اند
و به سیر ثالث لب نکشاده تا دائرهٔ علم الیقین تمام شود عین الیقین هنوز در پیش است ع قیاس کن ز گلستان من بهار
مرا + از عین الیقین و حق الیقین چه گوید و اگر گوید که فهم کند که دریابد این معارف از حیطهٔ ولایت ارباب ولایت
در رنگ علماء ظواهر در ادراک آن عاجز اند و در درک آن قاصر این علوم مقتبس از مشکوة انوار نبوت اند علی
اربابها الصلوة والسلام والتحیه که بعد از تجدید الف ثانی به تبعیت و وراثت تازه گشته اند و بطراوت ظهور
یافته صاحب این علوم و معارف مجدد این الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومه و معارفه التی
تتعلق بالذات والصفات والافعال و تتلبن بالاحوال والمواجید والتجلیات والظهورات فیعلمون
ان هؤلاء المعارف والعلوم وراء علوم العلماء و وراء معارف الاولیاء بل علوم هؤلاء بالنسبة الی
تلک العلوم قشر و تلک المعارف لب ذلک القشر والله سبحانه تعالی الهادی و بدانند که بر سر

علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة موطن ومسکن در مقام ملاحت دارد و بواسطۂ غلبۂ محبت ولایت محمدیہ علی صاحبها
الصلوٰة والسلام والتحیة نسبت محبوبیت غالب است و نسبت محبیت مغلوب و مستور ای فرزند با وجود این معامله که بخلقت
من مربوط بوده است کارخانۂ عظیم دیگر بمن حواله فرموده اند و برای پیری و مریدی مرا نیاورده اند و مقصود از خلقت من
تکمیل و ارشاد خلق نیست معاملۂ دیگر است و کارخانۂ دیگر درین ضمن هر که مناسبت دارد فیض خواهد گرفت والا معاملۂ
تکمیل و ارشاد نسبت بآن کارخانه امریست همچون مطروح فی الطریق و دعوت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات نسبت
بمعاملات باطنیۂ ایشان همین حکم دارد هر چند منصب نبوت ختم یافته است اما از کمالات نبوت و خصائص آن بطریق تبعیت
و وراثت اکمل تابعان انبیا را نصیب است علیهم الصلوات والتحیات مکتوب ہشتم بفقیر حقیر عبدالحی که جامع این
مکتوبات شریفه است صدور یافته در بیان مراتب پنجگانه محبوبیت ومحبیت ومحبت وحب و رضا و مرتبۂ فوق

آنها و خصوصیت هر کدام آنها به پیغمبری و ما یناسب ذلک الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی والحمد لله الذی

انعم علینا وهدانا الی الاسلام وجعلنا من امة حبیبه محمد المصطفی علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بدان ارشدک الله
تعالی در محبت ذاتیه که حضرت ذات تعالی وتقدس خود را دوست دارد سه اعتبار محبوبیت ومحبیت و
محبت ظهور کمالات محبوبیت ذاتیه بخاتم الرسل علیه وعلی آله وعلیهم الصلوات والتسلیمات مسلّم است غایة ما فی الباب
در جانب محبوبیت دو کمال ست فعلی و انفعالی فعلی اصل ست و انفعالی تابع آن لیکن انفعال علت غائی است مر فعل
را هر چند در وجود متاخر است اما در تصور متقدم و ظهور کمالات محبت نصیب حضرت کلیم الله است علی نبینا وعلیه الصلوٰة
والسلام و اعتبار سوم که نفس محبت است ابو البشر حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام اولا در انجا مشهود گشت
ثانیاً حضرت ابراهیم نیز علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام همانجا مشهود شد و ثالثاً حضرت نوح نیز در همان اعتبار
بنظر در آمد والامر الی الله سبحانه حضرت ذات تعالی وتقدس چنانچه خود را دوست میدارد کمالات اسمائی
وصفاتی وافعالی خود را نیز دوست میدارد و ظهور این محبت حضرت تعالی وتقدس مر اسما و صفات خود را
در حضرت خلیل تم ست علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام و ظهور محبوبیت اسمائی وصفاتی وافعالی در انبیاء دیگر
متحقق ست علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام والتحیات در رنگ ظهور محبیت انها و چون اسما و صفات و افعال
را ظلال است ظهور محبوبیت آن ظلال بتوسط اصول انبیا نصیب اولیای مرادان و محبوبان است و در رنگ
محبیت آن ظلال که نصیب اولیای مریدین و محبین است فوق مقام محبت ذاتیه مقام حب است که جامع
اعتبارات ثلثه است و اجمال آنها و مقام رضا فوق مقام محبت و حب است چه مرتبۂ رضا فوق مرتبۂ محبت است

والتزام متابعۃ المصطفٰے وعلٰی آلہ واصحابہ من الصلوات انمہا ومن التسلیمات اکملہا مکتوب شانزدہم
بمخدوم زادگی جامع علوم عقلیہ ونقلیہ مجدالدین خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ تعالیٰ صدور یافتہ دربیان بعضے
از اسرار غامضہ وازانجا وجہ امر اتباع پیغمبر با مر ملت حضرت ابراہیم را علیہما الصلوٰۃ والسلام مفہوم می گردد

الحمد للہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی انکارم کہ مقصود از آفرینش من آنست کہ ولایت محمدی لو لایت ابراہیمی
علیہما الصلوات والتحیات منصبغ گردد وحسن ملاحت این ولایت با جمال صباحت آن ولایت ممتزج شود

و ورد فی الحدیث اخی یوسف اصبح وانا الملح باین انصباغ وامتزاج مقام محبوبیت محمدیہ بدرجۂ علیہ رسد ماما
کہ مقصود از امر باتباع ملت ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حصول این دولت عظمٰی بودہ است و
طلب صلوات وبرکات مماثل صلوات وبرکات حضرت ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام برای این
غرض بودہ ملاحت وصباحت ہر دو مبنی از حسن ذات اند تعالیٰ بزخ صفات لیکن حسن صفات وافعال وآثار ہمہ
مستفاد از حسن صباحت است کہ کثیر البرکۃ است حسن ملاحت بحضرت اجمال مناسب تمہ است گویا ملاحت مرکزی
است حسن را وصباحت دائرۂ آن مرکز ودر حضرت ذات تعالیٰ وتقدس چنانچہ بساطت است وسعت است نیز نہ

آن بساطت و وسعت کہ در فہم ما درآید و نہ آن اجمال وتفصیل کہ مدرک ما گردد ولا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار
وہو اللطیف الخبیر بساطت ووسعت کہ در حضرت ذات تعالیٰ اثبات بنماییم از یکدیگر جدا اند نہ آنکہ عین یکدیگر اند چنانچہ
بعضے گمان بردہ اند ما تمیزی کہ درمیان انبیا دران مرتبہ ثابت است خارج از حیطۂ ادراک ما است وبیرون از
دائرۂ افہام ما پس ملاحت وصباحت نیز در ان مرتبہ تمیز باشند واحکام یکدیگر از ہمدگر جدا بوند وکمالاتی کہ باینہا متعلق
شوند از ہمدگر جدا باشند وانچہ مقصود از آفرینش خود دیدہ ام معلوم شد کہ بحصول پیوست ومسئول ہزار سالہ باجابت

قرین گشت الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلحا بین الفئتین اکمل الحمد علٰی کل حال والصلوٰۃ والسلام علٰی
خیر الانام وعلٰی اخوانہ الکرام من الانبیاء والملائکۃ العظام وچون صباحت نیز برنگ ملاحت متلون
گشتہ است لاجرم مقام خلت ابراہیمی نیز وسعتے پیدا کردہ است ومحیط حکم مرکز نیز یافتہ باید دانست
کہ مقام محبت بمرتبۂ ملاحت مناسبت دارد ومقام خلت بمرتبۂ صباحت در محبت محبوبیت
صرف نصیب خاتم الرسل است علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ومحبت خالص مخصوص بحضرت کلیم علٰی
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وحضرت خلیل علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت یاری ودیگی دارد محب ومحبوب دیگید
است ویاروندیم دیگر بہر کدام نسبت علیحدہ است واین فقیر چون مربای ولایت محمدیہ وولایت موسویہ است

حاصل کرده اند و خص خواص غیب الغیب را در پس پرده های ظلال جمال و جلال و وراء سرادقات تجلیات و
ظهورات مطالعه نموده ایمان بغیب حاصل نموده اند و متوسطان ظلال را اصل انگاشته و تجلیات عین متجلی دانسته بایمان
شهودی خرسند اند و در حق ایشان ایمان بالغیب نصیب اعداء است کل حزب بما لدیهم فرحون باعث تصدیع آنکه
مولانا عبد الغفور و مولانا حاجی محمد از یاران مخصوص اند هرچه قسم احسان در باب مشار الیهما بوقوع آید موجب امتنان
فقیر ست سه با کریمان کارها دشوار نیست ◆ والسلام **مکتوب نهم** بملا عارف ختنی صدور یافت در بیان فضائل
کلمهٔ طیبه لا اله الا الله و تحقیق مقام تنزیه و بیان آنکه ایمان بغیب وقتی متحقق شود که معامله باقربیت رسد چه آن معامله از
ضبط وهم و خیال بیرون ست الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی مولانا محمد عارف ختنی نخست نفی آلهه باطله نموده
اثبات معبود بحق جل سلطانه نماید و هرچه بداغ چونی و چندی متسم است آنرا تحت لا داخل ساخته ایمان بخدای بیچون
جل شانه حاصل کند تمامترین چه در نفی و اثبات کلمهٔ طیبه لا اله الا الله است قال علیه و علی آله الصلوة و السلام افضل الذکر لا اله
الا الله و قال علیه و علی آله الصلوة و السلام حاکیا عن الله سبحانه لو ان السموات السبع و ما فیهن غیری و الارضین السبع فی
کفة و لا اله الا الله فی کفة لمالت بهن لا اله الا الله چرا افضل نباشد و راجح نیاید که یک کلمهٔ آن نفی جمیع ماسوای مینماید چه
سموات و چه ارضین چه عرش و چه کرسی چه لوح و چه قلم و چه عالم و چه آدم و کلمهٔ دیگران اثبات معبود بحق میفرماید جل شانه
که خالق سموات و ارضین است ماسوای حق جل و علا هرچه هست از آفاق و انفس همه بداغ چونی و چندی متسم است پس ماجرای
ورای آفاق و انفس متجلی شود بطریق اولی چند و چون خواهد بود که شایان نفی است پس معلوم و موهوم و مشهود و محسوس
ما همه بچون و چگونه متصف است بعیب حدوث و امکان معیوب زیرا که معلوم و محسوس ما منحوت ما است و مجعول تنزیهی که در علم
ما متعلق شود عین تشبیه است و کمال که باندازهٔ فهم ما بود عین نقص پس آنچه بر ما تجلی و مکشوف و مشهود گردد همه غیر حق
است سبحانه و تعالی و وراء او وراء است حضرت خلیل علی نبینا و علیه الصلوة و السلام فرماید اتعبدون ما تنحتون و الله خلقکم و ما
تعملون و منحوت ما خواه بدست تراشیده باشیم و خواه بعقل و وهم همه مخلوق حق است سبحانه و شایان عبادت نه شایان عبادت
آن خدای بیچون و بیچگونه است که دست وهم ما از دامن ادراک و تعالی کوتاه است و دیدهٔ کشف و شهود ما از
شهود عظمت و جلال او سبحانه خیره و تباه پس ایمان باینچنین خدای بیچون و بیچگون جل شانه میسر نشود مگر بطریق غیب
چه ایمان شهودی ایمان باو نیست تعالی بلکه ایمان است بمنحوت خود که از مخلوقات اوست تعالی و تشریک است
ایمان غیر را با ایمان او تعالی بلکه ایمان بغیر است و بس اعاذنا الله سبحانه عن ذلک ایمان بغیب وقتی میسر شود که وهم سریع
السیر را آنجا جولانگاه نماید و هیچ چیز از انجا و متخیله منقش نگردد و اینمعنی در اقربیت او تعالی متحقق است که از حیطهٔ وهم

زیرا که در محبت وجود نسبت ست اجمالاً وتفصیلاً ودر مقام رضا خروج نسبت که مناسب حضرت ذات است تعالی و تقدس فوق مقام رضا قدمی نیست مگر خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات ازان مقام خبر داده که فرموده علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل در حدیث قدسی مکرر باین خصوصیت اشارتست که وارد شده یا محمد انا وانت وما سواک خلقت لاجلک فقال محمد علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام اللهم انت وما انا وما سواک ترکت لاجلک محمد رسول الله را صلی الله علیه وعلی آله وسلم امروز چه دریابند وعظمت وبزرگی ایشان را درین نشاء چه شناسند که حق با مبطل درین دار ابتلا ممتزج است وحق با باطل مخلوط در روز قیامت بزرگی ایشان معلوم خواهد گشت که امام پیغمبران باشند وصاحب شفاعت ایشان وآدم ومن دونه همه تحت لوای ایشان بوند علیه وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها جائزست که درین موطن خاص که فوق مقام رضاست خادمی را از خادمان اولش خور ایشان بوراثت وتبعیت جا دهند وبطفیل محرم آن بارگاه سازند ازکریمان کارها دشوار نیست ؛ این معنی مستلزم مزیت غیر انبیا بر انبیا نیست علیهم الصلوات والتحیات چه خادم را با همگنان مخدوم چه مساوات وتابع را با همسران متبوع چه نسبت اصل مقصود نیست وتابع طفیلی نهایت معامله تابع بفضل جزئی میکشد که دران محظور نیست چه هر حائک وحجام باعتبار صنعت خود بر عالم ذی فنون فضل دارد که از حیز اعتبار ساقط است کانها اشارات ورموز وبشارات وکنوز لا نصیب منها الا الاکثر الا ان یومنوا بها بحسن الظن فینتج ایمانهم ثمرات یشفع لهم والله سبحانه الموفق والسلام علی من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه وعلی جمیع اخوانه من الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها

مکتوب هشتم بخانخانان صدور یافته در بیان فرق ایمان غیب اخص خواص وایمان عوام وایمان متوسطان ؛ الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی ع از هر چه میرود سخن دوست خوشتر است ؛ قال الله تبارک وتعالیٰ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب وقال الله تعالیٰ ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا هو معهم اینما کانوا اقرب ومعیت او تعالیٰ همچو ذات او سبحانه بیچون وبیچگونه است زیرا که چون را به بیچون راه نیست پس هر چه از معنی قرب ومعیت بعقل وفهم ما مدرک شود ویا بکشف وشهود ما در آید او تعالیٰ ازین معنی منزه ومبرا است که آن معنی در مذهب مجسمه دارد ایمان آریم که او تعالیٰ قریب وبا ما است اما معنی قرب ومعیت ندانیم که چیست درین نشاء نهایت نصیب اکمل ایمان بغیب ست بذات وصفات او تعالیٰ ودوربینان بارگاه الست ؛ پیش ازین پی برده اند که هست ؛ ایمان بغیب که نصیب اخص خواص است در رنگ ایمان بغیب عوام نیست عوام بسماع یا باستدلال ایمان بغیب

باشد نسبت بدریای محیط بل اقل عرش آن ہست که حضرت حق سبحانه وتعالی آنرا عظیم می نامد وسر استواء آن جا اثبات می فرماید و
قلب عارف را بواسطۂ جامعیت بر سبیل تشبیه و تمثیل عرش الله می گویند چنانچه عرش مجید برزخ ست درمیان عالم خلق و عالم امر و عالم
کبیر و جامع است هر دو طرف خلق و امر را قلب نیز برزخ است میان عالم خلق و عالم صغیر و جامع ست هر دو طرف خلق و امر
آن عالم پس قلب را نیز بر سبیل تشبیه عرش می توان گفت تشبیه تشبیه قابلیت ظهور انوار قدم که از شائبۂ ظلیت منزه و مبرا است مخصوص
بعرش مجید است هیچکس نه از عالم خلق و نه از عالم امر و نه از عالم کبیر و نه از عالم صغیر این قابلیت دارد و غیر از عرش مجید قلب عارف کامل
بواسطۂ علاقۂ جامعیت و برزخیت از آن انوار اقتباس مینماید و غرفی از بحر بدست می آرد بعد عرش قلب عارف بتمام المعرفة هر جا ظهور ست
بداغ ظلیت تسمیم است و بوئی از اصل نیافته بایزید اگر از سکر اینچنین گوید بیرسد اما از جنید که مدعی صحو است ازین سخن زیبا نیست چه کنند که حقیقت
معامله آگاهی نیافتند و از گرداب دریای ظلیت بساحل نشتافتند این سخن هر چند امروز در نظر اکثر خلق مستبعد مینماید اما امروز یا فردا نزدیک
است استعجال ننماید اتی امر الله فلا تستعجلوه سبحانه وتعالی عما یشرکون والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات
والتسلیمات العلی علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکة المقربین وعلی سائر الصالحین وعلی المومنین والمومنات اجمعین مکتوب
یازدهم بمخدوم زادگی حقائق و معارف آگاهی مظهر فیض الٰهی مجدالدین خواجه محمد معصوم صدور یافته در بیان بعضی از خصائص ظهور فوق
عرشی و معنی تاویلی کریمۂ الله نور السموات والارض الآیة و بعضی از خواص کمالات انسان و فضائل جزو ارضی و ما یناسب ذلک نحمده و نصلی
علی نبیه و نسلم علیه وعلی آله الکرام عالم کبیر باوجود وسعت و تفصیل چونکه هیئت وحدانی ندارد قابلیت ظهور بسیط حقیقی که مجرد از نسب و اعتبارات ست
و معرا از تفاصیل شیون و صفات ست ندارد و اشرف اجزاء عالم کبیر حضرت عرش رحمن ست که محل ظهور انوار حضرت ذات مستجمع الصفات
است جل سلطانه و ماورای عرش مجید هر چه از عالم کبیر است ظهور و قادر آن شائبۂ ظلیت عفانی نیست لهذا رب العالمین سر استواء را
درمیان اجزاء عالم کبیر مخصوص بعرش مجید گردانید که افضل اجزاء آن عالم است زیرا که ظهور ظلی از ظلال فی الحقیقة ظهور او نیست
تعالی تا بعبارت استواء ممدوح آید و ایضا ظهوری که آنجاست ایجی ست بی تخلل استتار هر چند نور آسمانها و زمین اوست تعالی اما آن
نور مقرون بحجب ظلال است بی توسط ظلیت درینها ظهور نفرموده و اینهمه ظهورات مقتبس از انوار ظهور عرشیه است
که بحجاب ظلی از ظلال محتجب گشته ظهور فرموده است در رنگ آنکه از دریای محیط بتوسط ظروف آب را بهر جا
ببرند و منتفع گردند و در رنگ آنکه از مشعل کلان چراغهای خرد را گیرانند و اطراف و اکناف را بآن چراغها روشن
سازند معنی که در کریمه الله نور السموات والارض مثل نوره کمشکوة فیها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانها کوکب
دری یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لاشرقیة ولا غربیة یکاد زیتها یضیئ ولو لم تمسسه نار ایمای ست باین معارف
زیرا که در کریمه تمثیل برای آن اختیار افتاده تا ظهور آن نور را درینها بی توسط نفهمند وظل را با اصل مشتبه

وخیال بیرون نیست چه هر چند دورتر بود جولانگاه وهم آنجا بیشتر باشد ودر سلطنت خیال زودتر داخل شود این دولت مخصوص
بانبیاست علیهم الصلوات والتسلیمات ایمان بغیب نصیب این بزرگواران علیهم الصلوات والتسلیمات در تبعیت و وراثت ایشان هر کرا
باین دولت مشرف سازند وایمان بغیب که عامه مومنان را حاصل ست از حیطه وهم خارج نیست چه وراء الوراء نزد عوام جانب
بعد است که جولانگاه وهم ست ووراء الوراء نزد این بزرگواران علیهم الصلوات والتسلیمات والتحیات در جانب اقرب است که وهم را آنجا مجال نیست
تا زمانیکه دنیا برپاست وحیات دنیا زنده است از ایمان غیب چاره ندارد وچه ایمان شهودی اینجا معلوم است وچون نشأه آخرت پرتوی ندارد
وصورت وهم وخیال را شکند ایمان شهودی مقبول افتد واز علت جهل ونحت مبرا باشد الکارم که چون محمد رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم
در دنیا بدولت رویت مشرف گشت اگر ایمان شهودی در حق او علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات اینجا اثبات کنیم محمود بود واز علت جهل و
ونحت آزاد باشد چه آنچه دیگرانرا فردا موعود است او را اینجا میسر است علیه وعلی آله الصلوة والسلام ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله
ذوالفضل العظیم باید دانست که کلمه نفی را حضرت خلیل علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام تمام کرد هیچ دریای از دریاهای شرک نگذاشت که مسدود
نساخت لهذا امام انبیا آمد علیهم الصلوة والسلام وپیش قدم ایشان گشت علیه وعلیهم الصلوات والتحیات چه نهایت کمال درین نشأه منوط
باتمام این نفی است زیرا که ظهور کمالات کلمه طیبه اثبات موقوف بنشأه آخرت است غایة ما فی الباب چون خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوات
والتسلیمات درین نشأه بدولت رویت مشرف گشت از کمالات کلمه طیبه اثبات درین نشأه نیز نصیب وافر یافته توان گفت که
کلمه اثبات باندازه این نشأه ببعثت ایشان تمام گشت علیه وعلی آله الصلوة والسلام وبهمین معنی تواند بود که تجلی ذات در حق ایشان درین
نشأه اثبات مینمایند ودیگران را موعود میسازند والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله من الصلوات افضلها
ومن التسلیمات اکملها **مکتوب دهم** بحقائق آگاهی برادر حقیقی حضرت ایشان میان محمد مودود صدور یافت در بیان آنکه
هر ظهوریکه باشد بی شائبه ظلیت نیست بخلاف ظهور فوق عرشی وچون قلب بنهایت خود رسد لمعه از انوار عرشی اقتباس مینماید شیخ ابویزید
بسطامی گوید اگر عرش وانچه در عرش است در زاویه قلب عارف نهند عارف را از فراخی قلب هیچ احساس آن نشود شیخ جنید تائید
این سخن مینماید وبدلیل اثبات آن میکند ومیگوید که حادث چون بقدیم مقرون گردد آنرا اثر نماند یعنی عرش وما فیه حادث است وقلب عارف که محل
ظهور انوار قدم ست چون آن حادث را بآن قلب اقتران واقع شود مضمحل ومتلاشی گردد فکیف محسوس شود عجب بر عجب وساده صوفیه که سلطان
العارفین وسید الطائفه باشند هرگاه چنین گویند وعرش مجید را در جنب قلب عارف هیچ اعتبار ننهند وعرش را خالی از ظهورات انوار قدم دانسته
حادث گویند وقلب را بواسطه ظهور انوار قدم قدیم نامند از دیگران چه گوید وچه نویسد نزد این فقیر که مرئی خدمت الهی است آن است
که قلب عارف چون بمقتضای استعداد خاص خود بنهایة النهایه رسد کمال حاصل کند که فوق آن متصور نباشد قابلیت
آن پیدا کند که لمعه از لمعات بی نهایت ظهور انوار عرشی بروی فائض گردد واین لمعه نسبت بآن لمعات قطره

ذات او نخواہد بود و محسوس شخصے مستجمع صفات خواہد گشت و ہمچنین مفارقت صفات از حضرت ذات تعالیٰ و تقدس
در مراتب ظلال ست و در تصویرات مثال و چون وصول باصل میسر گشت صفات را منفک از ذات تعالیٰ نخواہد یافت
و شہود ذات منفک از شہود صفات نخواہد بود و تجلی صفات کہ از تجلی ذات جدا ساختہ اند و تجلی افعال علیحدہ دانستہ اند
و ہمہ در مقامات ظلال ست بعد از وصول باصل یک تجلی است کہ متضمن تجلیات ثلثہ است مثلاً زید را کہ می بیند
شہود ذات او از شہود صفات او منفک نیست در ہمان وقت کہ زید را می بیند می یابد کہ او عالم و فاضل ست علم و
فضل چنانچہ حجاب رویت او نیستند منفک از و نیز نیند آری اگر زید را تعقل کند و بعنوان ظلیت ادراک نماید صفات
از ذات او منفک خواہند بود و حجاب ذات خواہند گشت چنانچہ گذشت نمی بینی کہ مرئی در آخرت ذات مستجمع صفات
است تعالیٰ و تقدس نہ ذات معرا از اسما و صفات کہ آن مجرد اعتبار است زیرا کہ ذات را از صفات ہرگز تجرد
نیست و صفات از ذات ہرگز منفک نیستند تجرد بآن اعتبار گویند کہ عارف کامل را چون گرفتاری ذات تعالیٰ
و تقدس استیلا می یابد ملاحظہ اسما و صفات از نظر او ساقط میگردد و غیر از ذات احدیت تعالیٰ ہیچ مشہود او نمی ماند
پس تجرد ذات تعالیٰ و تقدس از صفات باعتبار نظر عارف گشت نہ باعتبار خارج و نفس امر کما سیجی تحقیقہ ان شاء
اللہ تعالیٰ و ایضاً این ظہور جامع منتہائے تصویرات مثال است کمالے کہ بعد ازان رو دہد در مرآت مثال
تصور نتوان یافت چہ در مثال امری را تصویر مینمایند کہ مشابہت و مناسبت بخارج داشتہ باشد اگرچہ آن
مشابہت در اسم بود و امریکہ بہیچ چیز و بہیچ وجہ در خارج مشابہت ندارد تصویر آن در مثال محال است و کمالات
فوق ازین قبیل اند کہ ہیچ چیز بہیچ وجہ مشابہ آنہا نیست تا در مثال تصویر آن نمود و آید ازینجاست کہ در ان
موطن جہل ہمہ وقت دامنگیر است و عدم ادراک نشانہ ادراک است درین نشاء ہرچند ازان مقام غیر از
جہل یا علم یافت امری دیگر بحصول نپیوستہ اما امید ست کہ در آخرت قوتی بخشند و ولی دہند کہ در شعشعان
نور متلاشی نگردد و از حقیقۃ معاملہ آگاہ بود ؎ تو مرا دل دہ و دلیری بین ٭ روبہ خویش خوان و شیری بین ٭
آگاہ باش کہ ظہور فوق العرش در وہم نیندازد کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ فوق العرش مستقر بود و مکان و جہت
او را ثابت باشد تعالیٰ عن ذلک و عما لا یلیق بجناب قدسہ تعالیٰ ظہور صورت زید در مرآت مستلزم
استقرار زید نیست در مرآت ہرچند بیخردان در توہم افتند و للہ المثل الاعلیٰ مومنان در آخرت حضرت
حق سبحانہ و تعالیٰ را در بہشت خواہند دید باآنکہ بہشت و غیر بہشت نسبت بحق سبحانہ برابر اند و ہمہ مخلوق
وے اند تعالیٰ و تجلی کہ بکوہ طور واقع شدہ بود شائبہ حالیت و محلیت نداشت غایۃ ما فی الباب

فنا سازند و نور ظل را محو قدر و مقتبس از نور اصل و انند یهدی الله لنوره من یشاء الآیة الکریمة محمول علی مراد الله تعالی

و نحن تاولنا بتاویل لو کشف علینا فنقول بعون الله تعالی سبحانه و حسن توفیقه تعالی الله نور السموات و الارض نور آنست که اشیا باو روشن گردند آسمانها و زمین باو تعالی روشن گشته است چه او سبحانه اینها را از ظلمات عدم بر آورده است و بظلال وجود و توابع وجود متصف گردانیده منور ساخته است آسمانها و زمین را که بآن نور تعالی روشن گشته اند در رنگ مشکوة تصور باید نمود و آن نور را بمثابه مصباح باید دانست که دران مشکوة مودع است و دخول کاف تمثیل بر مشکوة بنا بر اشتمال آن مشکوة است بران مصباح و از زجاجه پردهٔ اسما و صفات ملاحظه باید نمود چه آن نور متلبس باسما و صفات است نه معرا از شیون و اعتبارات و زجاجه صفات عز سلطانه بحسن وجوب و جمال قدم همچون کوکبی است درخشان و آن مصباح که دران مشکوة مودع است از شجرهٔ مبارکه زیتونه ایقاد یافته است که کنایت از ظهور جامع عرشی است که استوی رمز یست ازان ظهور چه ظهورات دیگر که با آسمانها و زمین تعلق دارند در رنگ اجزا اند مر آن ظهور جامع را و چون آن ظهور جامع لامکانی ست و بی جهت ست لا شرقیة و لا غربیة آنرا توان گفت یکاد زیتها یضئ و لو لم تمسسه نار صفت مادحه است مر آن شجرهٔ مبارکه را و بیان صفا و تلالؤیست آن شجره است که ممثل بنهایت نور رب یعنی آن پردهٔ زجاجه از جهت صفا و درخشندگی از دیاد آن نور نموده است و در حسن و جمال آن افزوده چه کمالات صفات با کمال ذات تعالی و تقدس جمع گشته است و حسن صفات با حسن ذات تعالی مقرون شده باوجود تضاعف نور و کمال ظهور یهدی الله لنوره من یشاء علی من لم یجعل الله له نورا فماله من نور این ظهور جامع که بعرش انتساب یافته است منتهای مشاهدات و معاینات و مکاشفات است و نهایت تجلیات و ظهورات است تجلی ذات باشد یا تجلی صفات بعد ازان معامله بجهل قرار یافتہ بر چنانچه شمهٔ ازان در بیان خواهد آمد ان شاء الله تعالی و این ظهور جامع هر چند مقرون بصفات است اما صفات درین موطن حجاب ذات نیستند حجابیت صفات مر ذات را تعالی و تقدس مخصوص بظهورات ظلیه است زیرا که ظهورات ظلیه در مرتبهٔ علم است و ظهور اصل در مقام عین و در علم صفات حجاب ذات اند نه در عین نمی بینی که زید را در مرتبهٔ علم چون تعقل کنی ظهور او در علم بصفات خواهد بود مثل طویل یا قصیر یا عالم یا جاهل صغیر یا کبیر شاعر یا کاتب این همه صفات که تعقل کنی حجاب ذات او خواهد بود و این همه تقیدات کلیه مفید تشخص او نخواهند گشت و چون آن زید رخت از علم بعین کشد باوجود صفات مشهود گردد و معامله از ظلیت بر اصالت قرار یابد چه صورت علمی زید ظل است مر زید موجود خارجی که اصل اوست اینجا صفات حجاب

احد جل سلطانہ پیدا کند و از صفات شیونات ہیچ ملحوظ و منظور و مقصود و مطلوب او نباشد بحکم المرء مع من
احب اور ایک قسم اتصالی مجہول الکیفیتہ بحضرت احدیت مجردہ پیدا میگردد و آن گرفتاری کہ بذات احد
جل سلطانہ او را حاصل شدہ بود نسبت قرب پیچون بذات بیچون در وی اثبات نماید در نیوقت انسان کامل
مرآت ذات احد میگردد بحیثیتی کہ از صفات و شیونات دران ہیچ مشہود و مرئی نشود بلکہ احدیت مجردہ تعالت و
تقدست دروی ظاہر و متجلی باشد سبحان اللہ العظیم ذاتی کہ از صفات ہرگز انفکاک نداشتہ در مرآت این انسان
کامل بحیثیت تجرد ظاہر و متجلی گشت و حسن ذاتی از حسن صفاتی ممیز باشد و این آئینت و مظہریت غیر از انسان کامل
احدی را تیسر نشدہ است حضرت ذات تعالیٰ و تقدس بی اقتران صفات و شیونات در ہیچ چیز غیر از انسان متجلی نگشتہ
عرش مجید در عالم کبیر مظہر ذات مستجمع صفات ست تعالیٰ و تقدس و انسان کامل در عالم صغیر مظہر ذات احد ست کہ
مجرد از اعتبارات ست این مرآتیت از اعجوبہای انسان ست واللہ سبحانہ المعطی لا مانع لما اعطاہ ولا معطی
لما منعہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوات والتحیات العلیٰ

مکتوب دوازدہم بمراتب آگاہی برادر حقیقی حضرت ایشان سلمہ اللہ تعالیٰ میان غلام محمد صدور یافت
در بیان آنکہ ملک ہر چند مشاہد اصل است و شہود انسان در مرآت انفس ست اما آن دولت را در انسان کالجزو
ساختہ اند و بقاء آن بخشیدہ و ما یناسب ذلک: الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ
والسلام مشاہد اصل اند و متوجہ اصل و گرفتاری باصل دارند شائبہ ظلیت در حق ایشان مفقود ست انسان بیچارہ
درین نشاء کم ست کہ از دائرہ ظلیت قدم بیرون نہد و بی توسط مرایای آفاق و انفس شہود دائمی پیدا کند بعد از
وصول باصل پرتوی از شعشعان انوار اصل را در مرآت قلب و متجلی ساخت بعالمش باز میگردانند و تربیت ناقصان
با و حوالہ میدارند درین رجوع ہم تربیت اوست وہم تربیت دیگران زیرا کہ آن پرتو انوار اصل کہ بہیچ جزوا و ساختہ اند
در مدت رجوع اجزای دیگر او را نیز منصبغ برنگ خود میسازد و متلون بلون خود مینماید چنانچہ دیگر انرا از نقص بکمال
می آرد و از غیب بشہود دلالت می کند و چون مدت دعوت و رجوع تمام شود و کتاب باجل رسد شوق اصل
پیدا شود و ندای رفیق اعلیٰ از نہاد او سر بر زند و از تعلقات شتیٰ وارستہ رخت از غیبت بشہادۃ کشد
و معاملہ را از گوش باغوش آرد الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب اینجا صادق می آید باید دانست
کہ ملک ہر چند مشاہد اصل ست و شہود انسان در مرآت انفس ست اما آن دولت را در انسان کالجزو ساختہ
اند و بقائی بآن بخشیدہ اند و تحقق بآن گردانیدہ بخلاف ملک کہ آن دولت را در وے کالجز و نگردانیدہ اند

بعضے محال قابلیت ظهور دارند بعضے دیگر را ازین قابلیت نیست مرآت قابلیت ظهور صور دارد و فعل منظور را این قابلیت نیست با آنکه هر دو ازان اند پس تفاوت در مظهر است نه در ظاهر و نسبت بظاهر نه مظاهر برابر اند قابل و ناقابل و همچنین الفاظی که موهم کلیه و جزئیه باشند و یا حالیت و محلیت ازان مفهوم میگردد از ظاهر مصروف اند شایان جناب قدس او تعالی نیستند از تنگی عبارت ارتکاب این الفاظ نموده می آید ؂ این قاعده یاد دار کانجا که خداست ✿ نی جزو نه کل نه ظرف نه مظروف است ✿ و چون قلب انسان عرش عالم صغیر است و مشابه عرش عالم کبیر تجلی که آن ذات ست بی شائبه ظلیت لمعه از همان تجلی بی شائبه نصیب آن قلب ست هر چند با سمانها و زمین نیز از همان تجلی رسیده است اما در پرده ظلی از ظلال است مگر قلب در رنگ عرش از شائبه ظلیت مبرا است اگرچه ظهور باعتبار صغیر و کبیر متفاوتست ؂ بقدر آئینه حسن تو مینماید رو ✿ پس تجلی بی شائبه ظلیت بعد از عرش مجید نصیب قلب بکمال اکمل انسان ست و دیگر انرا ظلیت دامنگیر است باید دانست که ظهور عرشی از شائبه ظلیت مبرا است اما آنجا صفات با ذات تعالی و تقدس ممتزج ست و شیون و اعتبارات در ذات تعالی ثابت اگرچه صفات و شیونات دران مرتبه حجاب ذات نباشند لیکن در دید و دانش مشارک اند و در محبت و گرفتاری مساهم گرفتاران محبت احدیت مجرده تعالت و تقدست بشرکت امری راضی نیستند و بحکم کریمهٔ الا لله الدين الخالص دین خالص را خواهانند عدم شرکت صفات علی تفاوت الدرجات نصیب هیئت وحدانی انسانی است و نصیب هیئت وحدانی قلب انسانست و نصیب جزو ارضی انسانست و فوق همه اینها هیئة ایست وحدانی مر انسان را که برنگ جزو ارضی او برآمده است و حکم آن گرفته بالجمله عمدهٔ اینها ملهم جزو ارضی است امور دیگر در رنگ تحسینات زائده است در انسان دو چیز اند که عرش ندارد و عالم کبیر را ازین نصیب نیست در انسان جزو ارضی ست که در عرش نیست و هیئة وحدانی که در عالم کبیر نیست و شعوریکه به هیئة وحدانی تعلق دارد نور علی نور است که مخصوص بعالم اصغر است پس انسان اعجوبه ایست که لیاقت خلافت پیدا کرده است و بار امانت برداشته است از خصائص غریبه انسانی بشنو بشنو که معاملهٔ او بجائے میرسد که قابلیت مرآتیت حضرت احدیت مجرده پیدا میکند و بی اقتران صفات و شیونات مظهر ذات احد می گردد تعالے شانه و حال آنکه حضرت ذات تعالے و تقدس همه وقت مستجمع صفات و شیونات است هیچ وقت ذات را تعالے انفکاکے از صفات و شیونات نیست بیانش آنکه انسان کامل چون از گرفتاری ماسوائے ذات احدیت تعالے و تقدس آزاد گشته گرفتاری بذات

ورثهٔ انبیا اند علیهم الصلوات والتسلیمات بآنچه علماء ظواهر دارند و بآنچه صوفیه بآن ممتاز اند از اسرار و دقائق است که در
متشابهات قرآنی رمزی و اشارتی بآن رفته است و بر سبیل تاویل اندراج یافته فهم الکاملون فی المتابعة
والمحققون بالوراثة ایشان بر سبیل تبعیت و وراثت شریک دولت خاص انبیا اند علیهم الصلوات والتسلیمات
و محرم بارگاه لاجرم بتشرف کرامت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مشرف گشته اند فعلیکم بمتابعة سید المرسلین
و حبیب رب العالمین علیه و علی جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین و اهل طاعتک اجمعین الصلوات
والتحیات و علما و عملا و حالا و وجدا لتکون وسیلة الی حصول الوراثة التی هی نهایة درجات السعادة مکتوب
بیست و هشتم بمولانا احمد برکی صدور یافته در جواب استفسار او که صاحب منصب البته صاحب علم ست یا نه و استفسار
دیگر که فنای فی الله و بقا بالله تا اکنون بدست نیاید و در عدم اطلاع بر احوال خود بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله و سلام علی
عباده الذین اصطفی و صحیفهٔ شریفه پی در پی رسید عزای مصائب نوشته اند انا لله و انا الیه راجعون بیاران و دوستان
فرمایند که هفتاد هفتاد بار کلمهٔ طیبه لا اله الا الله بروحانیت مرحومی خواجه محمد صادق و بروحانیت مرحومه همشیرهٔ او
ام کلثوم بخوانند و ثواب هفتاد هزار بار را بروحانیت یکی بخشند و هفتاد هزار دیگر را بروحانیت دیگرے از دوستان
دعا و فاتحه مسئول ست نوشته بودند که در مکتوبات اندراج یافته است که صاحب منصب صاحب علم ست مخدوما
قطب الاقطاب صاحب علم ست و اقطاب بقعات در رنگ اجزای وی دست و پای وی اند بعضی را علم بداریت خود
بود و بعضے دیگر را نبود نوشته بودند که فنای فی الله و بقا بالله تا اکنون بدست نیاید چه توان کرد که شما در صحبت کم بوده اید بقدر
مکث نگردید که از حصول بعضی از احوال شما اطلاع داده شود اکنون از هندوستان فنای و بقا شما را مشاهده میکنیم و این دو کمال که
گفته اند در شما احساس مینمائیم و شما انکار اینمعنی مینمائید مسافت بعیده در میان ست تا ملاقات صوری میسر نشود اطلاع بر احوال
مکنونه متعسر ست مشائخ در فنا و بقا سخنان گفته اند که همه برمز و اشارت ست از خود کس چه دریابد و حضرت حق سبحانه در
همه علم و احوال می بخشند شخصی را علم باحوال عطا فرموده پیشوا میسازد و جمعی را با مربوط ساخته بمرتبه کمال و تکمیل میرسا
ے خاص کند بنده مصلحت عام را باشد کاش شیخ حسن را چندروز دیگر نگاه داشته اطلاع بر بعضے احوال
او داده بخدمت شما میفرستادیم آمدن شما مشکل و زیاران رشید قابل شما اگر کسے می آمد و چند روز اقامت میکرد و فهم
سخن میداشت چه خوب بوده تا خبرهای ضروری بوی نموده میشد مقصود آنست که احوال حاصل شوند اطلاع بر احوال
امر دیگر ست والباقی عند التلاقی ان شاء الله الباقی والسلام و نصیحتی که لابد ست آنست که در درس علوم
هیچ وجه خود را معاف ندارند اگر تمام وقت شما مستغرق بدرس شود هوس ذکر و فکر نکنند ساعات شب

در بیرون نظارگی میکند و بقای تحقیقی بآن حاصل می نماید آن انصباغ و تلون که انسان را بلون اصل میسر شده است ملک ندارد و اختصاصی که خاکیانرا دست داده قدسیانرا حاصل نه زیرا که از درون تا بیرون تفاوت بسیارست اگرچه دولت درونی کالجزء بود و دولت بیرونی کالکل دون قدون است و بیرون بیرون کلامنا اشارة و بشارة لهذا خواص بشر از خواص ملک افضل گشتند و با وجود انبها استحقاق خلافت پیدا کردند والله یختص برحمته من یشاء والله ذو الفضل العظیم ؎ زمین زاده بر آسمان تاخته ٭ زمین و زمان راپس انداخته ٭ این دولت انسانرا بواسطهٔ جزء ارضی میسر شده است و قلب که عرش الله گشته است بدولت عنصر خاک ست که جامع کل ست و مرکز دائرهٔ امکان بلی زمین از پستی و بی سری انیهمه علو و رفعت پیدا کرده است و فروتنی او را سربلند ساخته من تواضع لله رفعه الله سبحانه تعالی و چون انسان بعد از تمامی مدت رجوع و دعوت و بعد از انصباغ بصبغ اصل رجوع باصل نماید و متوجه بجناب قدس گردد و اختصاصی و انبساطی که او را آنجا میسر شود یقین ست که دیگری را نشود و قربی و منزلتی که او را حاصل گردد غیری را نه چه او در اصل فانی گشته است و بقای باصل پیدا کرده و منصبغ برنگ اصل شده دیگری را چه مجال که باو برابری جوید چه انصباغ دیگران اگرچه باعتبار تجرد و تنزه اکمل و اتم بود اما از خارج آمده است حکم عارض دارد و انصباغ انسان چون درونی ست حکم ذاتی دارد شتان ما بینهما این کمال مخصوص بانبیاست صلوات الله تعالی و تسلیماته علیه و علیهم اجمعین که مراد از خواص بشر ایشانند و بوراثت و تبعیت هر کرا باین دولت عظمی مشرف سازند در اصحاب انبیا علیهم الصلوات و التحیات ببرکت صحبت این دولت بیشتر میسر بوده و از غیر اصحاب کرام هر کرا انبوازند هرچند قلیل بوند بل اقل ؎ اگر بادشه بر در پیرزن ٭ بیاید تو ای خواجه سبلت مکن ٭ ربنا اتمم لنا نورنا و اغفر لنا انک علی کل شیء قدیر بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات و التحیات و التسلیمات اکملها و اتمها

مکتوب سیزدهم بمرزا شمس الدین صدور یافته در جواب کتابت او و در بیان آنکه نصیب علماء ظواهر چیست و نصیب صوفیه علیه چیست و نصیب علماء راسخین چیست که ورثهٔ انبیا اند و ما ینا سب ذلک ٭ بعد الحمد و الصلوٰة و تبلیغ الدعوات میرساند صحیفه شریفه که از روی کرم صادر فرموده بودند اخوی اعزی شیخ محمد طاهر رسانیدند و خوشوقت ساختند اندراج یافته بود که تا زمان حصول ملاقات بمکتوبات که مشتمل بر نصائح باشد یاد میکرده باشند مخدوما مکرما النصیحة هی الدین و متابعة سید المرسلین علیه و علیهم من الصلوات افضلها و من التحیات اکملها نصیب علماء ظواهر از دین و متابعة سید المرسلین بعد از تصحیح عقائد علم شرائع و احکام ست و عمل بمقتضاے آن علم و نصیب صوفیه علیه با آنچه علماء دارند احوال و مواجید ست و علوم و معارف و نصیب علماء راسخین که

در اصل

ازاکابر صحابہ اند و از اقارب آن سرور علیہ وعلیہم التحیات بیقین محبت ومودت احق باشند قال اللہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ وقال علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ یوشک ان یاخذہ این قسم گل بدلوا از ابتدای اسلام تا اینوقت معلوم نیست کہ در ہندوستان شگفتہ باشد نزدیک است کہ ازین معاملہ تمام شہر متہم گردد بلکہ اعتماد از ہندوستان مرتفع شود سلطان وقت نصرہ اللہ سبحانہ علی اعداء الاسلام از اہل سنت وحنفی مذہب است در زمان او اینچنین بدعت نمودن نہایت جرأت ست بلکہ فی الحقیقت منازعہ کردن است با سلطان و خروج است از اطاعۃ اولی الامر مع ذلک عجب است کہ مخادیم عظام آن مقام درین واقعہ خود معاف دارند و مساہلہ فرمایند قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی ذم اہل الکتب ولولا ینہاہم الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون وقال اللہ تعالیٰ ایضا کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون درین طور واقعات تغافل ورزیدن مبتدعان را دلیر ساختن است و رخنہ در دین کردن از مساہلات است کہ جماعۃ مہدیہ آنجا برملا اہل حق را بباطل خود دعوت مینمایند و در اندک مدت یک دو را در رنگ گرگان از رمہ می ربایند زیادہ چہ تصدیع دہد چون استماع اینخبر وحشت انگیز و پرشورش آورد و رگ فاروقیم را حرکت داد بچند کلمہ اقدام نمود معذور خواہند داشت والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات

مکتوب شانزدہم

بشیخ بدیع الدین سہارنپوری صدور یافتہ در جواب استفسارہای او در بیان عجائب وغرائب احوال برزخ صغری و فضیلت مرگ طاعون ٭ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی صحیفہ شریفہ رسید اندراج یافتہ بود کہ در نیجہ دو حادثہ قوی رو دادہ است اول حادثہ طاعون دوم حادثہ قحط اعاذنا اللہ سبحانہ وایاکم عن البلیات نوشتہ بودند کہ باوجود این فتن شب و روز بعبادت و مراقبہ صرف میگردد و باطن معمور است للہ سبحانہ الحمد والمنۃ علی ذلک جواب اسولہ کہ اندراج یافتہ بود در سنن اکثر اوقات قرأت چہار قل کردہ میشود و کفن مسنون رجال را سہ ثوب است و دستار زائد است اقتصار بر مسنون نمائیم وجواب نامہ نویسیم کہ احتمال تلویث بقاذورات است و بسند صحیح بثبوت نہ پیوستہ است و عمل علماء ماوراء النہر بر آنیست و پیراہن تبرکی را اگر بجاے قمیص کفن بدہند گنجائش دارد و جامہاے شہدا ہمان اکفان ایشانست وحضرت صدیق رضی اللہ عنہ وصیت کردہ بودند کفنونی فی ثوبی ہذین برزخ صغرے چون از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد و احوال آنموطن نظر باشخاص متفاوت تفاوت فاحش دارد الانبیاء یصلون فی القبور شنیدہ باشند وحضرت پیغامبر ما علیہ وعلی

از برای ذکر و فکر فراخ ست شیخ حسن را نیز سبق گفته بیابشند و معطل نگذارند و چون آن حدود از علم قلیل النصیب
است احیای علوم شرعیه نمایند زیاده چه مبالغه نماید اوراق وقائع خواجه اویس رسید اکثر جاها بنظر در آمد مبشرانند
از حضرت حق سبحانه و تعالی امیدوار باشند تا از قوة بفعل آیند والسلام **مکتوب ۱۵ پانزدهم** بسادات عظام
و قضاة و اهالی و موالی کرام بلدهٔ سامانه صدور یافته در نکوهش خطیب آنجا که در عید قربان ذکر خلفای راشدین
رضی الله تعالی عنهم ترک کرده و نخوانده مناسب ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی باعث تصدیع خدام
ذوی الاحترام سادات عظام و قضاة و اهالی و موالی کرام بلدهٔ سامانه آنکه شنیده شد که خطیب آن مقام در خطبهٔ
عید قربانی ذکر خلفای راشدین را رضی الله تعالی عنهم ترک کرده و اسامی متبرکهٔ ایشانرا نخوانده و نیز شنیده که چون جمعی
باو تعرض نمودند بسهو و نسیان خود اعتذار نکرده تمرد پیش آمده و گفته که چه شد اگر اسامی خلفای راشدین مذکور نشده و
نیز شنیده که اکابر و اهالی آن مقام درینباب مساهله ورزیدند و بشدت و غلظت با آن خطیب بی انصاف پیش نیامدند ع
دای نه یکبار که صد بار وای + ذکر خلفای راشدین رضی الله تعالی عنهم اجمعین اگرچه از شرائط خطبه نیست ولیکن
از شعائر اهل سنت ست شکر الله تعالی سعیهم ترک نکند آنرا بعمد و تمرد مگر کسیکه دلش مریض و باطنش خبیث است اگر فرض
کنیم که تعصب و عناد ترک نکرده باشد و عید من تشبه بقوم فهو منهم را چه جواب خواهد گفت و از مظان تهم که اتقوا
مواضع التهم چگونه خلاص خواهد گشت اگر در تقدیم و تفضیل حضرات شیخین متوقف ست طریق اهل سنت را رافض
است و اگر در محبت حضرات شیخین متردد است نیز از اهل حق خارج و دور نیست که آن بیحقیقت که بکشمیر منسوب
است این خبیث را از مبتدعان کشمیر اخذ کرده باشد معقول و باید ساخت که افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابه
و تابعین ثابت شده است چنانچه نقل کرده اند آنرا جماعهٔ از اکابر ائمه که یکی از ایشان امام شافعی ست قال الشیخ الامام
ابو الحسن الاشعری ان تفضیل ابی بکر ثم عمر رض علی بقیة الامة قطعی و قد تواتر عن علی رضی الله تعالی عنه فی خلافته و کرسی
مملکته و بین الجم الغفیر من شیعته ان ابابکر رض و عمر رض افضل الامة و قال الذهبی ثم قال و رواه عن علی
رضی الله تعالی عنه سبعا و ثمانون نفسا و عدد منهم جماعة ثم قال فقبح الله الرفضة ما اجهلهم و روی البخاری الذی
کتابه اصح الکتب بعد کتاب الله تعالی انه قال خیر الناس من بعد النبی علیه و علی آله الصلوٰة والسلام ابو بکر رض
ثم عمر رض ثم رجل آخر فقال ابنه محمد بن الحنفیة ثم انت فقال انما انا رجل من المسلمین و امثال ذلک عنه و عن غیره من
اکابر الصحابة والتابعین کثیرة شهیرة لا ینکرها الا جاهل او معاند و آن بی انصاف باید گفت که بمحبت جمیع صحابهٔ
پیغامبر علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات ماموریم و از بغض و ایذای ایشان ممنوع حضرات شیخین

دیگر شہدا فی سبیل اللہ باین خصائص متمیز باشند مخدوما مفارقت فرزندی اعزی قدس سرہ از اعظم مصائب است معلوم نیست کہ کسی مثل این مصیبت مصاب شدہ باشد اما صبر و شکری کہ حضرت حق سبحانہ تعالے درین مصیبت این ضعیف قلب را کرامت فرمودہ از اجل نعم و اعظم انعامات است از حضرت حق سبحانہ مسألت مینماید کہ جزای این مصیبت معد بآخرت باشد و در دنیا ہیچ از ان جزا ظاہر نشود ہر چند میداند کہ این مسألہ از تنگی سینہ است و الا او تعالیٰ واسع الرحمۃ فلہ الآخرۃ و الاولی المسئول من الاخوان الامداد و الاعانۃ ودعاء وسلامۃ الخاتمۃ والعفو من الزلات اللازمۃ للانسانیۃ والتجاوز من التقصیرات الناشیۃ من البشریۃ ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الہدیٰ

مکتوب سی و ہم بشیخ جمال ناگوری صدور یافت در بیان آنکہ نصیب علماء راسخین چیست و نصیب علماء ظواہر چیست و نصیب صوفیہ چیست در جواب التماسی کہ نمودہ بود

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی العلماء ورثۃ الانبیاء در مدائح علماء عظام کافیست علم وراثت علم شریعت است کہ از انبیا باقیماندہ علیہم الصلوات والتسلیمات و علم شریعت را صورتی است و حقیقتے صورتش آنکہ نصیب علماء ظواہر ست شکر اللہ تعالے سعیہم کہ تعلق بمحکمات کتاب و سنت دارد و حقیقتش آنکہ نصیب علماء راسخین است رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ متعلق بمتشابہات کتاب و سنت است و محکمات ہر چند امہات کتاب اند اما نتائج و ثمرات آن متشابہات اند کہ از مقاصد کتاب اند امہات وسائل حصول آنہا نیستند از برای حصول نتائج پس لب کتاب متشابہات اند و محکمات کتاب قشر آن لب متشابہات اند کہ برمز و اشارت بیان اصل مینماید روا از حقیقت آن معاملہ نشان میدہند علماء راسخین قشر را بلب جمع ساختہ اند و مجموع صورت و حقیقت شریعت را دریافتہ بزرگواران شریعت را در رنگ شخصے تصور نمودہ اند کہ قشر و لب آن از صورت شریعت حقیقت شریعت باشد علم شرائع و احکام را صورت شریعت دانستہ اند و علم حقائق و اسرار را حقیقت شریعت دریافتہ و جمعے بصورت شریعت گرفتار گشتہ از حقیقت آن انکار نمودند و بیرو مقتدای خود را غیر از ہدایۃ پیروی ندانستہ و جمعے دیگر ہر چند گرفتار آن حقیقت گشتہ اما چون آن حقیقت را حقیقت شریعت ندانستہ بلکہ شریعت را مقصور بر صورت داشتند و قشر انگاشتہ و لب را ورای آن تصور نمودند لاجرم از حقیقت آن حقیقت آگاہی نیافتند و از متشابہات نصیبے فرا نگرفتند و العلماء الراسخون ہم الوارثون فی الحقیقۃ جعلنا اللہ سبحانہ و ایاکم من محبیہم و المقتفی آثارہم ثانیاً آنکہ اخوی میان شیخ نور محمد از جانب ایشان ظاہر

آله الصلوة والسلام شب معراج چون بر قبر حضرت کلیم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام گذشتند دیدند که در قبر نماز میگذارد
وهمان لحظه چون بآسمان رسیدند حضرت کلیم را آنجا یافتند حالمه آن موطن عجائب وغرائب دارد ودرین ایام چون
بتقریب فرزندی اعظمی مرحومی نظر بآن موطن بسیار کرده میشود اسرار غریبه بظهور می آید اگر شمهٔ ازان در گفت آید
باعث فتنها گردد وهر چند سقف جنت عرش مجید است اما قبر نیز روضه ایست از ریاض جنت هر چند عقل کوته اندیش
در تصویر آن عاجز باشد چشم دیگر است که تماشای این عجوبهای مینماید مجرد ایمان اگرچه بعد اللتیا والتی میسر است
اما رفع کلمهٔ طیبه مربوط بعمل صالحه است وگریختن از موت گناه کبیره است در رنگ فرار یوم زحف وکسیکه در زمین
وبا باصبر بماند وبمیرد از شهدا است واز فتنهٔ قبر مامون وآنکه صبر نماید وبمیرد از غازیان است ؎ ان قال لی مت
مت سمعا وطاعة ٭ وقلت لداعی الموت اهلاً ومرحباً ٭ چند روز است که بلغم وسرفه زبون ساخته است وضعف بدن
بهم رسیده بضرورت اقتصار بر اجوبه نموده آمد والسلام

مکتوب هفتم بمیرزا حسام الدین احمد صدور یافت
در بیان آنکه مصیبتهای این عالم اگرچه بظاهر جراحت اند اما فی الحقیقة باعث ترقیات اند ومراهم اند ودر فضیلت مرگ
طاعون وما یناسب ذلک ٭ بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات تصدیع ده میگردد که صحیفهٔ شریفه که بمصحوب شیخ مصطفی
در باب عزاء مصیبتها ارسال داشته بودند بمضمون آن مشرف گشت انا لله وانا الیه راجعون این مصیبتها بظاهر جراحت ها بوده
است وفی الحقیقة ترقیات ومراهم بعنایت الله سبحانه نتائج وثمراتی که درین نشاء برآنها مترتب شده است عشر عشیر
آن ثمرات است که از عنایات او تعالی در آخرت متوقع ومامول است بسبب وجود فرزندان عین رحمت است هم در حیوة شان
منافع وفوائد است وهم بعد ممات شان ثمرات ونتائج مترتب است امام اجل محی السنة در حلیة الابرار مینویسد که در
زمان عبد الله بن الزبیر سه روز طاعون واقع شد ودر سه روز طاعون هشتاد وسه پسر از حضرت انس که خادم حضرت
پیغامبر بوده علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات وآن سرور در حق او دعا برکت فرموده فوت کردند وچهل پسر از
حضرت عبد الرحمن ابن ابی بکر رضی الله تعالی عنهم فوت شدند هرگاه باصحاب کرام خیر الانام علیه وعلی آله الصلوة والسلام
اینمعامله فرمایند ما عاصیان در کدام حساب در خبر آمده است که طاعون امتان سابق را عذاب بوده است واین
امت را شهادت ست والحق جماعهٔ که درین وبا می میرند عجب حاضر ومتوجه میروند هوس می آید که کسی درین
ایام باین جماعه ارباب بلا ملحق شود ورخت از دنیا بآخرت بکشد این بلا درین امت بظاهر غضب است وبباطن
رحمت میان شیخ طاهر نقل می کردند که در لاهور در ایام طاعون شخصی دیده بود که میگویند که هرکه درین ایام نمیرد
حسرت خواهد کشید بلی هرگاه که نظر باحوال این گذشتگان سر داده میشود احوال غریبه ومعاملات عجیبه مشاهده میگردد

مومن است پس اہتمام تمام در اداءِ آن مرعی باید داشت واحتیاط باید نمود که از ارکان وشرائط وسنن و آداب آن کما ینبغی وبلیق ادا یابد ودر رعایت طمانینت وتعدیل ارکان بتکرار مبالغه نموده می آید نیک محافظت نمائید که اکثر مردم نماز را ضائع ساخته اند وطمانینت وتعدیل ارکان را برهم زده اند وعیدها در حق اینجماعه وارد شده اند وتهدیدها آمده وچون نماز درست شد امید عظیم از برای نجات میسر گشت چه دین برپا شد ومعراج عروج باتمام رسید ○ بر شکر غلطیدای صفرائیان ❊ از برای کوری سوداییان ❊ والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات العلی **مکتوب بست و یکم** بخواجه محمد صدیق ملقب بهدایه صدور یافته در بیان آنکه مراد از قلب که در حدیث قدسی واقع شده است لایسعنی ارضی الخ مضغه است نه حقیقة جامعه که بعضی مشائخ از وسعت آن خبر داده اند اما مضغه که بعد سلوک وجذبه وبعد از تصفیه وتزکیه وبعد تمکین قلب واطمینان نفس از ترکیب اجزاء عشره صورت یافته وهیئة وحدانی پیدا کرده ودر ضمن بیان این مضغه بحقیقة جامعه بچندین وجوه در بیان آنکه اینهمه کمالات که مضغه را ثابت نموده شد در مقام قاب قوسین است او معامله ادنیٰ دراء این است ❊ بسم الله الرحمٰن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ پرسیده بودند که تو در مکتوبات ورسائل خود نوشته که ظهور قلبی لمعه ایست از ظهور عرشی وفضل کلی مر ظهور عرشی راست ودر حدیث قدسی آمده است لایسعنی ارضی ولاسمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن ازین حدیث لازم می آید که ظهور قلبی اتم بود وفضل مراورا باشد مجیب آثار اعلی این اصل مبنی بر مقدمه است بدانکه ارباب ولایت قلب گویند ومراد حقیقة جامعه انسانی دارند که از عالم امر است وبلسان نبوة علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة قلب عبارت از مضغه است که بصلاح آن صلاح جسد مربوط است وبفساد آن فساد جسد منوط کما ورد فی الحدیث النبوی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات ان فی جسد آدم لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب وسعت قلب لازم اطلاق اول ست ازینجا است که ابایزید وجنید قدس الله تعالیٰ اسرارهما از وسعت قلب خبر داده اند وعرش ومافیه را در جنب عظمت قلب محقر انگاشته تنگی قلب لازم اطلاق ثانی است درینمقام قلب را تنگی بر نهجی است که جزء لایتجزی را که احقر واصغر جمیع اشیا است در آنجا گنجائش نیست در بعضی اوقات که تنگی قلب را بجزء لایتجزی نسبت داده میشود آن جزء محقر در نظر در رنگ طبقات سموات وارض ظاهر می گردد اینمعامله وراء طور نظر عقل است فلاتکن من الممترین هذا چون این مقدمه معلوم گشت بدانکه ظهور یکه بحقیقة جامعه مربوط است شک نیست که لمعه ایست بسته به ظهور تام عرشی وفضل کلی درین مقام مر عرش راست وشیخ بایزید و

ساختند کہ میفرمودند مارا از مشائخ سلاسل اجازتہاست از جانب نقشبندیہ نیز اجازتی میخواہیم مخدوما مکرما
پیری و مریدی در طریقۂ علیہ نقشبندیہ بتعلیم و تعلم طریقہ است نہ بکلاہ و شجرہ کہ در سلاسل دیگر متعارف است
طریق این بزرگواران صحبت است و ترتیب ایشان انعکاسی است لاجرم در ہدایت ایشان نہایت
دیگران اندراج یافتہ است و راہ اقرب گشتہ و نظر ایشان شافی امراض قلبیہ است و توجہ شان
دافع علل معنویہ ۔ع۔ نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند ۔ کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را ۔ معذور خواہند
داشت و العذر عند کرام الناس مقبول والسلام + **مکتوب ۱۹ نوزدہم** بمیر محب اللہ صدور یافتہ در
اتباع سنت سنیہ و اجتناب از بدعت نامرضیہ و ما یناسب ذلک + بعد الحمد والصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات
بمیادت پناہی اخوی اعزی میر محب اللہ میرساند کہ احوال و اوضاع فقرای اینجا و مستوجب حمد ست
المسئول من اللہ سبحانہ سلامتکم و ثباتکم و استقامتکم درین مدت از کیفیت احوال اینجا و اطلاع نہ بخشیدہ اند
بعد مسافت از موانع است النصیحۃ ہی الدین و متابعۃ سید المرسلین علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام و اتیان
السنۃ السنیۃ و الاجتناب عن البدعۃ اللامرضیۃ و ان کانت البدعۃ ترٰی مثل فلق الصبح لانہ فی الحقیقۃ لا نور فیہا
ولا ضیاء و لا للعلیل منہا شفاء و لا للداء منہا دواء کیف و البدعۃ اما رافعۃ للسنۃ او ساکتۃ عنہا و الساکتۃ لابد و ان
تکون زائدۃ علی السنۃ فتکون ناسخۃ لہا فی الحقیقۃ ایضا لان الزیادۃ علی النص نسخ لہ فالبدعۃ کیف کانت تکون
رافعۃ للسنۃ نقیضۃ لہا فلا خیر فیہا و لا حسن فیہا لیت شعری من این حکموا بحسن البدعۃ المحدثۃ فی الدین الکامل
والاسلام المرضی بعد اتمام النعمۃ و لم یعلموا ان الاحداث بعد الاکمال و الاتمام و حصول الرضا بمعزل من الحسن
فماذا بعد الحق الا الضلال و لو علموا ان الحکم بحسن المحدث فی الدین الکامل مستلزم لعدم کمالہ و مبنی عن
عدم تمام النعمۃ لم یجترؤا علیہ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا والسلام علیکم و علی من لدیکم **مکتوب ۲۰
بستم** بمولانا محمد طاہر بدخشی صدور یافتہ در فضائل صلوٰۃ و تحریض نمودن برآنکہ ارکان و شرائط
و آداب و تعدیل ارکان کما ینبغی بجا باید آورد و ما یناسب ذلک + الحمد للہ و سلام علی
عبادہ الذین اصطفی مکتوب شریف کہ از نواحی جونپور نوشتہ بودند رسید چون متضمن خبر ضعف
بودہ باعث بے آرامی گشت مترصد خبر صحت ست بدست آیندہ ہا مرسل دارند و کیفیات احوال
نویسند محبت اطوار اچون این دار دار عمل و دار جزاء دار آخرت است سعی در اتیان اعمال صالحہ
باید فرمود و بہترین اعمال فاضلترین عبادات اقامت صلوٰۃ است کہ عماد دین است و معراج

این اطمینان در مرتبه ولایت صورت می بندد که زینهٔ نبوت است علی اربابها الصلوة والسّلام والتحیة مناسب شان نبوت تقلب و اضطراب مضغه است نه تقلب حقیقت جامعه که آن نصیب عوام است و حضرت رسالت خاتمیت علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة که ثبات قلب نموده اند و گفته اللهم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی طاعتک مقصود ثبات مضغه است و در بعضی احادیث که در باب تقلب قلب وارد گشته اند نظر باحوال آنهاست اگر از قلب معنی گرفته شود که جامع و شامل حقیقت جامعه و مضغه بود گنجائش دارد و سوال این مضغه هر گاه بشرف یسعنی قلب عبدی المومن مشرف شده باشد و شایان مرآئیت حضرت تعالیٰ و تقدس گشته تقلب و اضطراب در وی چرا بود و محتاج باطمینان برای چه باشد جواب ظهور هر چند اتمست پیدا کند و از شائبهٔ شیون و صفات وارد جهل و حیرت بیشتر پیدا کند و نکارت و نایافت زیاده نیز حال آید بسا است که باوجود این ظهور و باوجود این گنجائش از کمال جهل و حیرت طلب دلیل بر وجود صانع نماید و در رنگ عوام بی استدلال با تقلید یقین بوجود صانع تعالیٰ پیدا نکند پس تقلب و اضطراب مناسب حال آن باشد و طلب اطمینان مر او را ضروری بود این فقیر در بعضی از رسائل خود نوشته است که عارف صاحب یقین را بعد از رجوع احتیاج باستدلال میگردد درینمقام معلوم شد که در عین حصول و وصول احتیاج بدلیل است اینمقام موافق حال بکمالات مرتبهٔ نبوت است علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة و آن مقام مناسب حال ولایت و چون صاحب این قلب را رجوع بدعوت واقع شود قلق و اضطراب و تقلب و تلون قلب او را بیشتر خواهد بود هر گاه در عین وصول بواسطهٔ جهل و حیرت محتاج بدلیل ست در زمان فرقت اولی باستدلال محتاج بود تا بوسیلهٔ استدلال فی الجمله اطمینان پیدا کند با آنکه گوئیم که دوستی که چند روز از و پوشیده داشته اند و بداغ فرقت آن تسیم ساخته جای آن دارد که همواره بقلق و اضطراب بود و بر دوام بحزن و اندوه باشد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الحزن دائم الفکر ببعضی وجوه که فارق این دو اطلاق قلب است بیان میکند بگوش هوش استماع باید نمود حقیقت جامعه که از عالم امر است بعد از تصفیه و تزکیه تمکین تمام بر دوام او را میسر است بخلاف مضغه که اطمینان او مربوط بادراک حواس است تا زمانیکه شیئی را بحواس ادراک ننماید از قلق نه بر آید لهذا حضرت خلیل علی نبینا و علیه الصلوة والسّلام و علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین از برای اطمینان قلب خود سوال کرد و گفت رب ارنی کیف تحی الموتی فارق دیگر آنکه حقیقت جامعه بذکر متاثر می گردد و چون حال ذکر میرسد بذکر متحد میشود و تجوهر بذکر می گردد و اینمقام را صاحب عوارف قدس اللہ تعالیٰ سره مقصد اسنی گفته است این تجوهر قلب را بذکر

شیخ جنید که قلب را اوسع از ہمہ گفتہ اند و عرش و ما فیہ را در جنب آن محقر دانستہ از قبیل اشتباہ شئی بہ الموذج شے
است الموذجات عرش و ما فیہ را در جنب جامعیت قلب محقر دیدہ حکم بر حقائق عرش و ما فیہ نمودہ اند منشاء این
اشتباہ را این فقیر در کتب و رسائل خود مکرر نوشتہ ست و آنچہ در حدیث قدسی آمدہ است موافق لسان انبیاست
علیہم الصلوات والتسلیمات مراد ازان قلب مضغہ است و شک نیست کہ ظہور اتم اینجا است و مراتب احدیت
ذات مجردہ تعالی امر او را مسلم ست عرش را ہر چند از ظہور تام کہ ظہور اصل ست نصیب وافر است اما صفات
را در الموطن امتزاج است و چون صفات فی الحقیقۃ ظلال حضرت ذات اللہ تعالی و تقدس آن ظہور از شائبہ
ظلیت پاک و مبرا باشد ازانجاست کہ عرش را ازین ظہور انسانی کہ باصل صرف تعلق دارد توقعات ست و مرکزین
معاملہ او ست سوال از حدیث قدسی وسعت آن قلب مفہوم میگردد تو آنرا تنگ میگوئی جواب تنگی آن باعتبار عدم
گنجائش ما سوی است در روی و وسعت آن باعتبار ظہور انوار قدم ست فلامنافاۃ این فقیر در بعضے رسائل خود تعبیر
ازان قلب باعتبار این عبارت کردہ است الضیق الاوسع البسیط الابسط والاقل الاکثر سوال شایان فضیلت
حقیقت جامعہ است کہ از عالم امر است مضغہ کہ از عالم خلق است و مرکب از عناصر این فضیلت از کجا یافت جواب
عالم خلق را فضیلتے ست بر عالم امر کہ ادراک عوام بلکہ ادراک اکثر خواص ازان مزیت قاصر است انمعنے را این
فقیر در مکتوبی کہ بنام مرحومی فرزندی اعظمی در بیان طریق نوشتہ است واضح ساختہ اگر تردد ی ماند ازانجا تشفی طلبند
حقیقت این مضغہ بشنو عوام را مضغہ ایست کہ ترکیب عناصر اربعہ بہم رسیدہ است و خواص را بلکہ اخص خواص را مضغہ
ایست کہ بعد از سلوک و جذبہ و بعد از تصفیہ و تزکیہ و بعد تمکین قلب و اطمینان نفس بلکہ بمحض فضل و کرم خداوندی
جلسلطانہ از ترکیب اجزای عشرہ صورت یافتہ است چہار جزو از عناصر و یک جزو از نفس مطمئنہ و پنج جزو از عالم امر
این ہر دو جزو با وجود تضاد و تباین یکدیگر بقدرت کاملہ واجب الوجود تعالی و تقدس صورت قضا و تباین اینہا
زائل گشتہ جمع شدہ اند و ہیئتہ وحدانی پیدا کردہ این مجموعہ را حاصل نمودہ اند جزو اعظم درین معاملہ عنصر خاک است
این ہیئتہ وحدانی نیز برنگ جزو ارضی برآمدہ است و بخاک استقرار یافتہ ؎ خاک شو خاک تا بروید گل ٭ کہ بجز
خاک نیست مظہر گل ٭ ای برادر دست ارباب ولایت بداماں این علوم و معارف نرسد کہ مقتبس از مشکوٰۃ انوار
نبوۃ است علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم و قلبے
کہ حضرت خلیل الرحمٰن علی نبینا و علیہ من الصلوٰۃ والسلام اتمہا و اکملہا اطمینان آن مسألت نمودہ ہمین مضغہ است
چہ حقیقت جامعہ او علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تمکین پیوستہ بود و نفس باطمینان رسیدہ زیرا کہ این تمکین و

جمیع اجزای او را از افراط و تفریط بحد اعتدال و توسط آورده اند بعد از ان بمحض فضل و کرم این اجزا را ترکیب داده
شخص معین ساخته اند و انسان کامل گردانیده قلب آن شخص را که خلاصه اوست و مرکز وجود او بمضغه تعبیر نموده اند نسبت
حقیقه مضغه که باندازهٔ عبارات در گفت آمده است والامر الی الله سبحانه اگر ناقصی گوید که هر انسان مرکب از این
اجزای عشره است و از ترکیب اینها هیئته وحدانی دارد گوییم آری از این اجزا مرکب است اما آن اجزاے مزکی
و مطهر نگشته اند و بجذبه و سلوک از دنس تعلقات ماسوا آزاد نگشته بخلاف اجزای انسان که بفنا و بقا پاک و پاکیزه
گشته اند چنانچه گذشت و در هر انسان چون این اجزا متبائن و متمائز اند و هر جزو را احکام و احوال متمائزه
است ناچار از هیئته وحدانی نصیبے ندارند و اگر هیئتے پیدا کرده است اعتباریست نه حقیقی بخلاف اجزاے
انسان کامل که از تمایز و تباین بر آمده ممتزج و مختلط گشته اند و احکام و احوال متمائزه ایشان زائل گشته بیک
حکم قرار یافته اند پس ناچار هیئته وحدانی روی حقیقی بود نه اعتباری در رنگ آنکه معجون را از ادویهٔ مختلفه است
سازند و سحق نموده جمیع اجزای او را بایکدیگر خلط کرده هیئته وحدانی ثابت کنند و از احکام متبائنه بیک حکم آرند
فافهم والله سبحانه اعلم ای برادر اینهمه کمالات که مر مضغه را ثابت نموده است در مقام قاب قوسین است که ظاهر
رنگی از مظهر متوهم ست هر چند اینجا ظاهر اصل است نه ظل آن که صورت باشد اما شخص ظاهر از رنگ مرآت پاک
و مبرا نیست پس قوسین ثابت باشند ماورای اینمقام مقام او ادنی است که ظاهر از مظهر رنگی نگرفته است و امر زائد آنجا
در تخیل نیامده پس قوسین آنجا مفقود اینجا باشند و جز یکرنگی در انجا متصور نباشد که مناسب مقام او ادنی است و
معامله این مقام علیحده است تمام ورق را بایدگردانید تا از قوسین به ادنی رخت برداشته شود کلامنا اشارات
و رموز و بشارات و کنوز والله سبحانه الملهم وصلی الله تعالی علی سیدنا محمد و صحبه وسلم و بارک **مکتوب بیست و دوم**
بمولانا محمد صادق کشمیری صدور یافته در بیان شرافت یافتن بلدهٔ سرهند بر اکثر بلاد بطفیل حضرت ایشان
سلمه الله تعالی و مشاهده نمودن نوری که گردی از صفته وی راه نیافته در زمین سکنی خود و آن زمین بعد از
چندگاه روضهٔ مقدسه مخدوم زادهٔ کلان خواجه محمد صادق قدس سره گشتن الحمد لله وسلام علی عباده الذین
اصطفی بعنایته الله تعالی و سبحانه و بصدقه حبیبه تعالی و علی آله الصلوٰة والسلام والتحیة والبرکة بلدهٔ سرهند
گویا زمین احیای من ست که برای من چاه عمیق تاریک را پر کرده صفه بلند ساخته اند و بر اکثر بلاد و بقاع
آن را ارتفاع داده نوری در ان زمین ودیعت گشته است که مقتبس از نور بیچونی و بیکیفی است و در رنگ
انواری که از زمین مقدسه بیت الله ساطع و لامع است پیش از ارتحال فرزندی اعظمی بچند ماه این نور را بودن

ذات تعالی تعبیر فرموده بخلاف مضغه که ذکر را باو راه نیست تا ثمر او کجا و تجوهر او کجا ظهور نمکورست باصالت
نه بظلیت نهایت عروج ما ذکر نا و اینز مذکور ست فرق دیگر آنکه حقیقت جامعه چون بنهایت النهایت سید
و از مرآتیت خاطر نصیب وافر حاصل کند اگر نمایندگی مطلوب پیدا آرد ظاهر در روی ظل مطلوب خواهد بود
عین آن مطلوب در رنگ مرآت ظاهر که ظاهر در روی شبح شخص ست نه عین شخص بخلاف مضغه که برخلاف
مرآت ظاهر در وی عین مطلوب ست نه ظل او لهذا فرموده لیسعنی قلب عبدی المؤمن انیعا لمه و وراء طور
نظر و فکر است زنهار از اینجا حلول و تمکن فهم نکنی که آن کفر و زندقه است هر چند عقل معاش باور نکند که عین یک
شئی در شئی دیگر ظاهر شود و حلول و تمکن آنجا نباشد و این از تصور عقل است و قیاس غائب است بر شاهد فلا تکن
من القاصرین فرق دیگر آنست که حقیقت جامعه از عالم امر است و مضغه از عالم خلق بلکه عالم خلق و عالم امر
هر دو اجزای او بند خلق جزو اعظم اوست و امر جزو اصغر او و از اجتماع این هر دو جزئیه وحدانی ایجاد یافته است
که اعجوبه روزگار گشته این اعجوبه هر چند از عالم خلق و از عالم امرست و بهیچ کدام بواسطه هیئته ترکیبی تناسب
و تشابه ندارد و اما معدود از عالم خلق است زیرا که جزو ارضی درین معامله عمده است و پستی خاک باعث رفعت
او فرق دیگر آنکه وسعت حقیقت جامعه باعتبار ظهور که صور اشیا است در وی وسعت مضغه که بعد از تنگی آن
منکشوف میگردد باعتبار گنجایش مطلوبست که نامحدود و نامتناهی ست و آن تنگی در طیر تنگ اوست که مانع دخول
ما سوای است حتی که ذکر را نیز نمیگذارد که داخل سرادقات مذکور شود و شائبه ظلیت را نیز نمیماند که گرد آن
حریم مقدس گردد ایضاً فراخی اول چون شائبه چون دارد شایان گنجایش بیچون نبود و فراخی ثانی چون
نصیبه از بیچونی یافته است چون را گنجایش ندهد عجائب کار و بار است همین قلب را بعد از رجوع بدعوت
ظلمت و غین طاری می گردد از اینجاست که سید البشر علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات فرموده اند انه
لیغان علی قلبی تا چند بیان فرق نماید ما للتراب و رب الارباب ای برادر این مضغه را بر چه گوشت لا یعبا به
خیال نکنی که آن جوهر نفیس که خزائن و اسرار عالم خلق در وی مخزون گشته است و دقائق و خفایای عالم
امر در وی مدفون شده بازیادتی معاملات خلاصه که بهیئته وحدانی او منوط است اول اجزای عشره
را به تصفیه و تزکیه و جذبه سلوک و بفنا و بقا مزکے و مطهر ساخته اند و از دنس تعلقات ما سوی آزاد گردانیده
مثلاً قلب را از تقلب گذرانیده بتمکین رسانیده اند و نفس را از آمارگی باطمینان آورده اند و جزو ناری
را از سرکشی و نافرمانی باز داشته اند و خاک را از پستی و پست فطرتی ارتفاع داده اند علی هذا القیاس

خرابی مربوط به تحصیل بدعت هر بدعت که باشد بدعت را در رنگ کلند میدانند که هدم بنیاد اسلام مینماید و سنت را
در رنگ کوکب درخشان مینماید که در شب دیجور ضلالت هدایت میفرماید علماء وقت را حضرت حق سبحانه تعالی توفیق
دهاد که بحسن هیچ بدعت لب نکشایند و باتیان هیچ بدعت فتوی ندهند اگرچه آن بدعت در نظرشان در رنگ فلق صبح
روشن در آید چه تسویلات شیطان را در ماوراء سنت سلطان عظیم است در ازمنهٔ ماضیه چون اسلام قوت داشت ناچار
تحمل ظلمات بدع مینمودند و شاید که بعضے ان از ظلمات در شعشان نور اسلام نورانی متخیل میشد و باعث حکم بحسن آن می گشت
اگرچه فی الحقیقة هیچ حسن و نورانیت نداشت بخلاف این وقت که وقت ضعف اسلام است تحمل ظلمات بدع صورت ندارد
و اینجا فتوی متقدمین و متاخرین متمشی نباید ساخت چه هر وقت را احکام علیحده است در این وقت عالم بواسطهٔ کثرت ظهور
بدعت در رنگ دریای ظلمات بنظر می در آید و نور سنت با غربت و ندرت دران دریای ظلمانی در رنگ کرمهای شب
افروز محسوس می گردد و عمل بدعت ازدیاد آن ظلمت مینماید و تقلیل نور سنت می سازد و عمل سنت باعث تقلیل آن ظلمت است
و تکثیر آن نور فمن شاء فلیکثر ظلمة البدعة و من شاء فلیکثر نور السنة و من شاء فلیکثر حزب الشیطان و من شاء فلیکثر حزب الله
الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون و الا ان حزب الله هم المفلحون و صوفیهٔ وقت نیز اگر بر سر انصاف بیایند و ضعف
الاسلام و افشای کذب را ملاحظه کنند باید که در ماوراء سنت تقلید پیران خود نکنند و امور مخترعه را بهانهٔ عمل شیوخ دیدن
خونگیر نه اتباع سنت البته منجی است و مثمر خیرات و برکات و در تقلید غیر سنت خطر در خطر است و ما علی الرسول الا البلاغ پیران
ما را حضرت حق سبحانه تعالی از ما جزای خیر دهاد که ما و اپس ماندگان را باتیان امور مبتدعه دلالت نکردند و بتقلید خودها در
ظلمات مهلکه نینداختند و جز بمتابعت سنت راه ننمودند و غیر از اتباع صاحب شریعت علیه و علی آله الصلوة و السلام و التحیة
و غیر از عمل بعزیمت هدایت نفرمودند لاجرم کارخانهٔ این بزرگواران بلند آمد و پیش طاق وصول ایشان مرتفع گشت
ایشانند که سماع و رقص را پشت پا زده اند و وجد و تواجد را بانگشت شهادت دو نیم ساخته مکشوف و مشهود دیگران
نزد این بزرگواران داخل ماسوی است و معلوم و متخیل آنها قابل نفی معامله این اکابر در ماوراء دید و دانش است و در ماوراء
معلوم و متخیل است و وراء تجلیات و ظهورات است و ورای مکاشفات و معاینات است اهتمام دیگران در اثبات است و
همت این بزرگواران در نفی ماسوای دیگران تکرار کلمهٔ نفی و اثبات برای آن میکنند تا دائره اثبات وسعت پیدا کند و تمام
عالم که بعنوان غریب پیدا است بتکرار کلمهٔ توحید بعنوان حقیقت منکشف گردد و همه را حق بینند و حق یابند تعالی و تقدس بخلاف
این بزرگواران که مقصودشان از تکرار کلمهٔ طیبه لا اله الا الله وسعت دائرهٔ نفی است تا هرچه مشهود و مکشوف و معلوم و متخیل
شده بود همه در تحت لا داخل شود و در جانب اثبات هیچ چیز ملحوظ و منظور نبود اگر فرضاً در جانب اثبات امری ظاهر شود

درویش ظاهر ساخته بودند و در زاویهٔ زمین سکنای فقیر آن را نشان واده نوری نمود ساطع که گردی از صفت و نشان بوی راه نیافته بود و از کیفیات منزه و مبرا آرزوی آن شد که آن زمین مدفن من شود و آن نور بر سر قبر من لامع بود تیمنی را بفرزندی اعظمی که صاحب سراپرده ظاهر ساختم و از ان نور و از ان آرزوی مطلع گردانیدم اتفاقاً فرزندی مرحومی باین دولت سبقت کرد و پردهٔ خاک در دریای نور مستغرق گشت ؎ هنیئا لارباب النعم نعیمها ٭ وللعاشق المسکین ما یتجرع ٭ از شرافت این بلدهٔ معظم ست که مثل فرزندی اعظمی که از اکابر اولیاء الله است در آنجا آسوده است و بعد از مدتی ظاهر شد که آن نور مودع لمعه الیست از انوار قلبیه این فقیر که از اینجا اقتباس نموده در آن زمین افروخته اند در رنگ آنکه چراغی از مشعله برافروزند قل کل من عند الله الله نور السموات والارض سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین

مکتوب بست و سوم بمخدوم زاده خواجه محمد عبد الله سلمه الله تعالی وابقاه وواصل الی غایة ما یتمناه صدور یافته در بیان آنکه عمده کار اتباع سنت سنیه است واجتناب از بدعت نامرضیه ومزیت طریقه نقشبندیه بر سبیل دیگر بواسطه اتباع صاحب شریعت علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام والتحیة وعمل بعزیمت نمودن ومداحی این طریقه علیه و ما یناسب ذلک ٭

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی نصیحتی که بفرزندی اعزی سلمه الله سبحانه عما لا یلیق بجنابه وسائر احبا نموده می آید اتباع سنت سنیه است علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة واجتناب از بدعت نامرضیه چون اسلام درین آوان غربت پیدا کرده است و مسلمانان غریب گشته اند و تا میروند غریب تر میگردند بحدیکه الله گوی بر زمین نخواهد ماند و تقوم الساعة علی شرار الناس سعادتمند کسی است که درین غربت احیای سنتی از سنن متروکه نماید و اماتت بدعتی از بدع مستعمله فرماید این آن وقت ست که هزار سال از بعثت خیر البشر علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام گذشته است و علامات قیامت پرتو انداخته و سنت بواسطهٔ بعد عهد نبوت مستور شده و بدعت بعلت افشای کذب جلوه گر گشته است شاهبازی باید که نصرت سنت فرماید و هزیمت بدعت نماید ترویج بدعت موجب تخریب دین است و تعظیم مبتدع باعث هدم اسلام من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام شنیده باشند بهمگی همت و تمامی نهمت متوجه آن باید بود که ترویج سنتی از سنن نموده آید و رفع بدعتی از بدع کرده شود همه وقت خصوصاً درین آوان ضعف اسلام اقامت مراسم اسلام منوط به ترویج سنت است و تخریب بدعت گذشتگان در بدعت حسنی دیده باشند که بعض افراد آنرا مستحسن داشته اند اما این فقیر درین مسئله بایشان موافقت ندارد و هیچ فرد بدعت را حسنه نمیداند وجز ظلمت و کدورت در ان احساس نمینماید قال علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام کل بدعة ضلالة و می باید که درین غربت و ضعف اسلام و سلامتی منوط با بیان سنت و

در بدایت ایشان مندرج گشته و مبتدی طریقهٔ ایشان حکم منتهیان طرق دیگر یافته و از ابتدای سفر ایشان در وطن متقرر شده و بخلوت در انجمن بحصول پیوسته و دوام حضور نقد وقت شان آمده ایشانند که تربیت طالبان مربوط بصحبت علیه ایشان است و تکمیل ناقصان منوط بتوجه شریف شان نظر شان شافی امراض قلبیه است و التفات شان دافع علل معنویه یک توجه ایشان کار صد اربعین میکند و یک التفات شان برابر ریاضات و مجاهدات سنین ؎ نقشبندیه عجب قافله سالارانند ۞ که برند از ره پنهان بحرم قافله را ۞ سعادت آثارا ازین بیان کسی توهم نکند که این اوصاف و شمائل جمیع اساتذه و تلامذه طریقهٔ علیه نقشبندیه را حاصل است کلا بلکه این شمائل مخصوص با اکابر این طریقهٔ علیه است که کار را بنهایة النهایة رسانیده اند و مبتدیان رشید با این اکابر نسبت ارادت درست کرده اند و مراعات آداب نموده اندراج نهایت در بدایت در حق ایشان ثابت است بخلاف مبتدی ازین طریق که بشیخ ناقص این طریق برسد اندراج نهایت در حق او متصور نیست چه شیخ او بنهایت نرسیده است در حق مبتدی بنهایت چگونه متصور شود ؎ از کوزه همان برون تراود که در وست ۞ نجابت آثارا طریق این اکابر طریق اصحاب کرام است علیهم الرضوان و این اندراج بنهایت در بدایت اثر آن اندراج است که در صحبت خیر البشر میسر میشد علیه و علی آله الصلوٰة والسلام زیرا که در اول صحبت آن سرور علیه و علی آله الصلوٰة والسلام آن میسر میشد که در انتها کم است که دیگران را میسر گردد و این فیوض و برکات همان فیوض و برکات است که در قرن اول بظهور می پیوست هر چند در ظاهر آخر از اول دور است نسبةً بوسط اما فی الحقیقة آخر با اول از وسط نزدیکتر است و منفیع بصبغ آن متوسطان آنرا یاد دارند یا نه بلکه اکثری از متاخران نیز معلوم نیست که بحقیقت انجامیده و ارسند والسلام علیکم و علی من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات العلی

مکتوب بست و چهارم

بحاجی محمد دکنی صدور یافته در جواب کتابت او

الحمد لله و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ مراسلهٔ شریفه که از کمال اخلاص و مودت مرسل داشته بودند موجب فرحت فراوان گشت نسبت رابطه همواره شمارا با صاحب رابطه میدارد و واسطهٔ فیوض انعکاسی میشود شکر این نعمت عظمی بجا باید آورد و قبض و بسط هر دو بازوی طیران این راه اند بقبض دلگیر نشوند و به بسط خوشحال نگردند آرزوی آن نموده بودند که در جمیع ذرات مشاهدهٔ جمال لایزال میسر شود محبت اطوار ابنده را با آرزو چه کار آرزوی او باندازهٔ فهم قاصر او خواهد بود جمال لایزال در مرآت ذرات مشاهده نمودن از قصور نظر است ذرات را چه مجال که مرایای آن جمال گردند آنچه در مرایای ذرات مشهود میگردد ظلی از نشأهٔ بی نهایت

آنرا نیز راجع بنفی باید ساخت وغیر از تکلم بکلمهٔ مستثنی در مقام اثبات هیچ نصیب نباشد پس ذکر نفی واثبات در طرق دیگران مناسب حال مبتدیان باشد و ذکر الله که کلمهٔ اثبات محض است بعد ازان مناسب بود تا ثبت مکشوف بتکرار این کلمه اثبات استقرار و استمرار پیدا کند بخلاف طریق این اکابر که بر عکس ست که اول اثبات است و ثانی نفی آن اثبات پس ذکر اسم الله درین طریق در ابتدای مناسب بود و ذکر نفی و اثبات بعد ازان صورت بند د اگر ناقصی سوال کند و گوید که بدین تقدیر اکابر این طریق را از مقام اثبات نصیب نباشد وغیر از نفی نقد وقت شان نبود جواب گوییم که اثبات دیگران در اوائل حال این بزرگواران را میسر است تا بعد از بلند همتی بآن التفات نمی نمایند بلکه شایان نفی دانسته آن را نفی می نمایند و مطلوب مثبت در ا وان میدانند پس هم اثبات دیگران ایشان را میسر است و هم نفی ازان اثبات که مناسب مقام کبریای است ایشان را مسلم هر بی انجام پی بکار ایشان نبرد و هر بوالهوسے از حقیقت معاملهٔ ایشان آگاه نبود و شمهٔ از عدم حصول این اکابر که دران موطن نفس حصول ست گفته شد اگر از حصول اکابر اکابر ایشان لب کشاید خواص به عوام ملحق شوند و منتهیان در رنگ مبتدیان سبق الف و با اختیار کنند شعر فریاد حافظ اینهمه آخر بهرزه نیست ؞ هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب هست ؞ و مراقبه ذات تعالی و تقدس که دیگران اختیار کرده اند نزد ایشان از حیز اعتبار ساقط است و بے اصل و لمراقبه آنجا جز ظلی از ظلال هیچ نیست تعالی الله عما یقولون علوا کبیرا ذات او تعالی بلکه اسما و صفات او سبحانه نیز بیرون از حیطهٔ فکر و مراقبهٔ ما است ازین مقام غیر از جهل و حیرت نصیبی نیست نه آن جهل و حیرت که مردم آنرا جهل و حیرت دانند که آن مذموم است جهل و حیرت این موطن عین معرفت و اطمینان است نه آن معرفت و اطمینان که در فهم مردم گنجد که از قبیل چون است و از بیچونی بی نصیب دران موطن و هر چه اثبات کنیم بیچون خواهد بود و تعبیر ازان خواه بجهل کنیم و خواه بمعرفة من لم یذق لم یدر و ایضا توجه این بزرگواران باحدیت است تعالی و تقدس و از اسم و صفت جز ذات نمیخواهند تعالی و تقدس و در رنگ دیگران از ذات بصفات فرود نمی آیند و از ذره بحضیض نمیگرایند عجب کار و بار است جمعے ازین طائفه ذکر اسم الله اختیار نموده اند و بآن اکتفا نه نموده بصفات فرود می آیند و ملاحظهٔ سمیع و بصیر و علیم می نمایند و باز بسبیل عروج از علیم و بصیر و سمیع باسم الله میروند چرا باسم الله تنها کفایت نکنند و قبلهٔ توجه جز احدیت ذات تعالی و تقدس نسازند الیس الله بکاف عبده نص قاطع است و کریمهٔ قل الله ثم ذرهم مؤید این معنی ست بالجمله نظر همت بزرگواران این طریقهٔ علیه بلند افتاده است بهر زراقی و قاصی نسبت ندارند لهذا نهایت

بی جنون طلب ایراد آن عبارات متصور نیست بعد از ارسال مکتوب مگر انحرافی راه یافته باشد ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب اما فقیر میداند که وصیت ایشان بحکمت نخواهد
بود وامید ست که عاقبت محمود خواهد داشت اما افسوس است که آن قسم طلب که شمهٔ ازان از مکتوب ایشان
مفهوم میگشت برباد رود وضد آن بجای آن نشیند بر دوستان و هواخواهان همینی بسیار گران است که اهتمام
آن دارند مکرما اگر کار بمجرد تلقین تمام است مبارک باشد نزد فقیر تلقین ذکر در رنگ تعلیم الف بی است مر صبیان
که بمجرد همین تعلیم محصل ملکهٔ مولویه است چه مضایقه متوقع از کرم التفات شما آنست که پلهٔ طرف دایرے را
بگذارند و مجمع یاران بمساوات آشنائی کنند زیاده چه مبالغه نماید والسلام مکتوب بست و هفتم بمولانا
محمد طاهر بدخشی ارسال یافته در جواب تشکیکات شیخ عبد العزیز جونپوری در مکتوب اول که بنام اوست
درآن نموده بود بعد الحمد والصلوات وتبلیغ الدعوات میرساند مکتوب شریف که بعد از مدت مدید ارسال
داشته بودند رسیده فرحت رسانید حضرت حق سبحانه وتعالی بجمعیت ظاهر و باطن متحلی و متزین دارد فقیر دو نیم
سه مکتوب بشما نوشته است از انجمله یک مکتوب بشما رسیده است مسافه بعیده عذر مینماید و مکتوبیکه
مشیخت مآب شیخ عبد العزیز نوشته بودند بمصحوب مکتوب شما نیز رسید وانچه اندراج نموده بودند بوضوح انجامید
آنجا اندراج یافته بود که اگر حقائق ممکنات که صور علمیه اند عدمات باشند که اضداد صفات اند لازم می آید
حصول آن عدمات در ذات تعالی وتقدس وهو سبحانه منزه عن ذلک عجب شبه است میدانند که حضرت
حق سبحانه اشیاء شریفه وکثیفه را میداند و هیچ کدام اینها در ذات تعالی حصول نیست و هیچ کدام
انصاف نه درینصورت حصول از کجا پیدا شود و نیز اندراج یافته بود که حقائق ممکنات باید که وجودے
وثبوتی باشند نه عدمی که حقائق عبارت از ارواح ونفوس ممکنات است بلی وجود وثبوت علمی دارند
که در حقائق در کار ست باید که این اعتراض اول بشیخ محی الدین بکنند که گفته الاعیان ما شمت رائحة الوجود
عجب کار است اینجا حقائق عبارت از ارواح ونفوس ممکنات داشته واعیان ثابت و معلومات اللّٰه
گذاشته و نیز اندراج یافته که انبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات واولیا علیهم الرضوان وسائر افراد
انسان که از ممکنات اند اگر حقائق اینها عدمات باشند که شرف وکرامت ازین زمرهٔ علیه مسلوب و
معدوم گردد چرا مسلوب ومعدوم میگردد که او تعالی بحکمت بالغه وقدرت کاملهٔ خود آن عدمات را
بحسن تربیت خود مرایای عکوس اسما وصفات خویش ساخته بشرف نبوت وولایت مشرف گردانیده

آن جمال ست او را تعالی وراء الوراء باید جست و بیرون دائرۂ آفاق و انفس باید طلبید نسبتے کالحال شما دارید
فوق تمنای شما ست زنہار بتقلید مردم بہ پستی میل نکنند و تمنای نزول از اوج بہ حضیض ننمایند کارخانۂ اکابر
بلند است ان اللہ سبحانہ یحبّ معالی الہمم المسئول من اللہ سبحانہ جمعیتکم الصوریۃ والمعنویۃ والسلام مکتوب بست و
پنجم بخواجہ شرف الدین حسین در آنکہ ہر عملی کہ بر وفق شریعت غرا کردہ آید داخل ذکر است اگرچہ بیع و شری بود
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ صحیفۂ شریفہ کہ فرزندی اعزی مصحوب مولانا عبد الرشید و مولانا جان محمد
ارسال داشتہ بودند رسید و صحت و مبلغ نذر نیز رسید جزاکم اللہ سبحانہ نیز استماع خبر صحت شما فرحت فراوان
رسانید ای فرزند فرصت غنیمت است و صحت و فراغ مغتنم ہموارہ اوقات را بذکر الٰہی جلشانہ مصروف
باید ساخت ہر عملیکہ بر وفق شریعت غرا کردہ آید داخل ذکر است اگرچہ بیع و شری بود پس در جمیع حرکات
و سکنات مراعات احکام شرعیہ باید نمود ہمہ ذکر گردد تاچہ ذکر عبارت از طرد غفلت است و چون مراعات
اوامر و نواہی در جمیع افعال نمودہ آید از غفلت آمر و ناہی آنہا نجاتی میسر شدہ و دوام ذکر او تعالیٰ حاصل گشت این
دوام ذکر و را یادداشت حضرات خواجہا است قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کہ آن مقصود بر باطن است و این
در ظاہر نیز متمشے ست اگرچہ متعسر است وفقنا اللہ سبحانہ و ایاکم بمتابعۃ صاحب الشریعۃ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ
والسلام والتحیۃ مکتوب بست و ششم بعرفان پناہی میرزا حسام الدین احمد ارسال یافتہ در جواب
کتابت او کہ از انجا بوی جانب داری می آید و در آنکہ تلقین ذکر در رنگ تعلیم الف وبی است مرصبیان را بسم اللہ
الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ صحیفۂ مکرمت کہ مصحوب قاصد کشمیر کرم ردہ ارسال داشتہ بودند
بمطالعۂ آن مشرف گشت چون متضمن خیریت حضرات آنحدود بودہ فرحت بخشید جزاکم اللہ سبحانہ خیرا اندراج یافتہ
بود کہ مخدوم زادۂ کلان و خواجہ جمال الدین حسین بواسطۂ شرم تلقین میان شیخ الہداد آنجا نتوانستند رسید
مخدوما ہنوز از ین قسم سخنان بوی جانب داری می آید و از ین طرح و وضع مباینت و مخالفت مفہوم میگردد
انا للہ وانا الیہ راجعون مخدوم زادۂ کلان بایستے شرم وصیت والد بزرگوار خود می کردند و شرم توجہ و
افادہ کہ در حضور ایشان نسبت بہر دو مخدومزادہ بامر حضرت ایشان واقع شدہ بود نیز می کردند و میان
شیخ الہداد باوجود دعوی پیر پرستی باوی درین امر جرأت نمیمودند و ملاحظۂ وصیت و شفقت افادہ میکردند
آنچہ شما نوشتہ اید حق و ثواب خواہد بود اما مکتوبیکہ مخدوم زادۂ کلان مصحوب برادر عزیز خود ارسال
داشتہ بودند متضمن کمال تواضع بودہ و مشتمل بر فرط طلب و شوق عبارتہا دران مکتوب اختیار نمودہ بودند کہ

افعال شاقۂ خود خبر دادہ اند کہ پیش از وجود عنصری بقرون متطاولہ صادر شدہ بودند آن صدور افعال از ارواح مجردۂ ایشان بودہ و اطلاع بر بعضے ایشان را بعد از وجود عنصرے حاصل شدہ جمعی را صدور این افعال در تو ہم تناسخ می اندازد حاشا و کلا کہ بدنے دیگر با و تعلق گرفتہ باشد روح مجرد است کہ باقدار خداوندے جل سلطانہ کار بدن میکند و ارباب زیغ را در ضلالت می اندازد و در ینمقام مجال سخن بسیار ست و تحقیقات غریبہ فائض گشتہ اگر توفیق یافت جای ثبت خواہد نمود ان شاء اللہ تعالیٰ الآن وقت مساعدت نمود و ایضاً پرسیدہ بودند کہ در رشحات مینویسد کہ چون خواجۂ علاء الدین قدس سرہ از مولانا نظام الدین خاموش گران خاطر شدہ خواستند کہ از ایشان سلب نسبت کنند مولانا در انوقت التجا بروحانیۃ آن سرور آورد علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام و از انحضرت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام بحضرت خواجہ خطاب رسید کہ نظام الدین آن ماست کسی را بروی مجال تصرف نباشد و جای دیگر در ہمین کتاب می نویسد کہ در پیری حضرت خواجۂ احرار قدس سرہ از مولانا سلب نسبت نمودند مولانا میگفت کہ خواجہ مارا پیر یافتند و ہرچہ داشتم بردند و در آخر کار مفلس گردانیدند این چگونہ بود کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام کسے را کہ از آن خود ساختہ باشند و فرمودہ کہ کسے را بروی مجال تصرف نیست حضرت خواجۂ احرار قدس سرہ چگونہ بروی تصرف کنند بدانند کہ حضرت خواجۂ ما قدس سرہ این نقل را نمی پسندیدند و در سلب نسبۃ مولانا توقف داشتند و میفرمودند کہ مولانا عبد الرحمٰن و غیر ایشان از مریدان مولانا سعد الدین کاشغرے کہ مرید مولانا نظام الدین ست بسیارند و ہیچ یکی برین نقل لب نکشادہ است و ہردو قول پیش نیامدہ مولانا فخر الدین علی از کجا نوشتہ باشد اگر این خبر صدق میداشت بتواتر نقل میشد لتوافر الدواعی علی نقلہ و چون بتواتر منقول نگشت و بہ خبر واحد قرار گرفت معلوم شد کہ در صدق آن تردد است و بعضے از نقلہای دیگر کہ صاحب رشحات کردہ است از صدق دور اند و اہل این سلسلہ علیہ در ان نقلہا تردد ہا دارند و ہو سبحانہ اعلم ایضاً حضرت خواجۂ ما قدس سرہ می فرمودند کہ مفلس ساختن دلالت بر سلب ایمان دارد اعاذنا اللہ سبحانہ منہ و انیمعنے تجویز نمودن بسیار مشکل ست ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب

مکتوب بست و نہم بفضیلت پناہی شیخ عبد الحق دہلوی صدور یافتہ در بیان آنکہ بہترین امتہ این نشاۂ حزن و

و بظلال کمالات خود متجلی گردانیده معزز و مکرم ساخت چنانچه انسان را از ماء مهین خلق کرده بدرجات
علیا رسانید العجب شرف و کرامت انسان را در نظر در آورند و تنزیه و تقدیس واجب را تعالی و تقدس
از دست دادند میگویند همه اوست اشیاء خسیسه و رذیله را عین حق میگویند تعالی و تقدس از ان مقوله
تحاشی نمی نمایند و حقائق عدمیه مر انسان را تجویز نمینمایند و از ان تحاشی دارند حضرت حق سبحانه تعالی انصاف
دهاد و نیز اندراج یافته بود که سخن اجماعی را با بدع ارتفاع نمیتوان نمود سخن مبدع مقوله همه اوست را میدانیم
مقوله همه از دست مجمع علیه علما است تا این زمان که راه ملامت و شناعت بر صاحب فصوص مسلوک است
بواسطه همین مقوله است که همه اوست میگوید و حاصل معارف فقیر که نوشته است همه از دست که مقبول شرع
و عقل است فلیف که مؤید بکشف و الهام گردد و شیخ مشار الیه بعد از ذکر اعتراضات در مقام شفقت آمده
نوشته اند که اگر حقائق ممکنات ارواح انسانی دارند موافق جمهور است که از جمهور کدام صنف را امراد
داشته باشند تا این زمان مسموع نشده است که حقائق ممکنات را کسے ارواح انسانی گفته باشد العجب کل العجب
شیخ خیال کرده که هر کسے سخن را بقیاس و تخمین میگوید و بتفکر و تخیل بیابد کلا معارفی که بی کشف و الهام در گفت
و نوشت آید بی شهود و مشاهده در تحریر و تقریر گنجد بهتان و افترا است علی الخصوص که مخالف قوم گوید شیخ
مشار الیه تا چه اعتقاد داشته باشد و این معارف را از کدام قبیل فهمیده بود ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا
فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین والسلام

مکتوب بست و هشتم بمولانا محمد صادق
کشمیری در جواب استفسار های او بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات میرساند مکتوب شریف رسید چون
متضمن احوال پسندیده بود موجب فرحت گشت نوشته بودند که در روایت معامله بجای رسیده است که
حمل صفات بروی تعالی و تقدس بے تکلف مینماید و وی را سبحانه ورای همه میداند سعی نمایند که این حمل هم بتکلف
میسر نشود و بحیرت صرف انجامد پرسیده بودند که در رشحات از بابا آب ریز نقل کرده است که گفته چون
حق سبحانه تعالی روز ازل گل آدم می سرشت من آب بران گل میریختم تاویل این چگونه باشد بدانند که
خدمات طینت حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلوة والسلام چنانچه ملائکه کرام را علی نبینا و علیهم الصلوة
والسلام دخل داده بودند روح او را قدس سره نیز دخل داده باشند و خدمت آب ریزی با وسپرده
بعد از نشاء عنصری او بلکه بعد از کمال او باین معنے او را اطلاع داده باشند جائز است که حضرت حق سبحانه
و تعالی ارواح مجرده را قدرتی دهد که افعال اجسام صادر نماید ازین قبیل است آنچه بعضے از کبراء از

واخلاص است بشیخ خود باثبوت این دو چیز اگر هزاران ظلمات طاری شود باک ندارد و آخرا ورا ضائع نخواهند گذاشت اگر عیاذاً باللہ سبحانہ یکی ازین دو چیز نقصان پیدا گردد خرابی در خرابی است اگرچہ بحضور وجمعیت باشد کہ آن استدراج است کہ عاقبت خرابی دارد و از حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اتضرع وزاری ثبات این دو امر خواہند واستقامت برین دو امر مسئلہ نمایند فانہما ملاک الامر ومدار النجاۃ والسلام علیکم وعلی سائر الاخوان خصوصاً علی الحبیب القدیم مولانا عبد الغفور السمرقندی مکتوب سی ویکم بخواجہ شرف الدین حسین صدور یافتہ در بیان وعظ ونصیحت الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی فرزند عزیز فرصت مغتنم است باید کہ تمام عمر بامور لاطائل صرف نشود بلکہ تمام بمرضی حق جل وعلا صرف یا بد نماز پنجگانہ بجمعیت وجماعت باتعدیل ارکان یا بد کہ ادا یا بد ونماز تہجد را از دست ندہند واستغفار سحر را رائیگان نگذارند وبخواب خرگوش محظوظ نباشند وبحظوظ عاجلہ مصر نگردند وتذکر موت واہوال آخرت نصب عین دارند بالجملہ از دنیا معرض باشند وبآخرت مقبل بقدر ضرورت بدنیا پردازند وسائر اوقات باشتغال امور آخرت معمور دارند حاصل کلام آنکہ دل باید کہ از گرفتاری ماسوی آزاد باشد وظاہر باحکام شرعیہ متحلی ومتزین ہمین کار است وغیر این ہیچ باقی احوال بخیر است والسلام مکتوب سی ودوم بمرزا قلیج اللہ صدور یافت درجواب عریضۂ او کہ شکایت از جمعیت باطن نوشتہ بود وبانیا سب ذلک بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات میرساند صحیفۂ شریفہ کہ در باب عزا نوشتہ بودند رسید انا للہ وانا الیہ راجعون ماہم بتوفیق اللہ سبحانہ بقضاء او تعالیٰ راضی شدیم شماہم راضی باشید وبدعا وفاتحہ مدد ومعاون گردید دیگر خبر خلاصی شما باعث مسرت وفرحت گشت واز دو الم یکی الم تسکین یافت للہ سبحانہ الحمد والمنۃ علی ذلک شکایت از جمعیت باطن نوشتہ بودند بلی تشتت ظاہر را تاثیر عظیم است در تصرف باطن چون در باطن کدورت یابند تدارک آن بتوبہ واستغفار نمایند وچون صورت ہائلہ ظاہر شود بکلمہ تمجید لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نفط دفع آن بکنند وتکرار معوذتین دران وقت مغتنم است باقی احوال مستوجب حمد است للہ سبحانہ الحمد والمنۃ دائماً وعلی کل حال واعوذ باللہ سبحانہ من حال اہل النار فقیر اثر ضعف داشت بنابران بتفصیل احوال نپرداخت حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ باو شمارا بر جادۂ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ استقامت کرامت فرماید والسلام مکتوب سی وسوم بمولانا محمد صالح کولابی صدور یافتہ در بیان آنکہ محبوب در نظر محب

اندوه است وگواراترین نعم این مائده الم ومصیبت الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی مخدوما مکرما
در ورود مصائب هرچند تحمل اذی است اما امید کرامتها است بهترین امتعه این نشاه حزن واندوه
است وگواراترین نعم این مائده الم ومصیبت این شکرپاره بداروی تلخ غلاف رفیق فرموده اند
باین حیله راه ابتلا وانموده سعادتمندان نظر بر حلاوت آنها انداخته وآن تلخی را در رنگ شکر می خایند
ومرارت را برعکس صفرا شیرین می یابند چرا شیرین نیابند که افعال محبوب همه شیرین اند
علتی گر آنرا تلخ یابد که باسوای گرفتار است دولتمندان در ایلام محبوب آنقدر حلاوت ولذت
می یابند که در انعام او متصور نباشد هرچند هردو از محبوب اند ولیکن در ایلام نفس محب را مدخلی نیست
ودر انعام قیام بمراد نفس است ع هنیئا لارباب النعیم نعیمها * اللهم لاتحرمنا اجرهم ولاتفتنا بعدهم وجود
شریف ایشان درین غربت اسلام اهل اسلام را مغتنم است سلمکم الله سبحانه وابقاکم والسلام

مکتوب سی ام بخواجه محمد اشرف وحاجی محمد فرکتی در جواب کتابت ایشان ودر جواب و سوال یکی از ورزش نسبت رابطه ودیگری از فتور مشغولی خود

بسم الله الرحمن الرحیم * الحمد لله وسلام
علی عباده الذین اصطفی صحیفه گرامی که اخوی اعزین اشرفین ارسال داشته بودند رسید وکیفیات
احوال که اندراج یافته بود بوضوح انجامید خواجه محمد اشرف ورزش نسبت رابطه را نوشته بودند که بحدی
استیلا یافته است که در صلوات آنرا مسجود خود می دانند ومی بینند واگر فرضاً نفی کنند منتفی نمیگردد محبت
اطوار این دولت متمنای طلاب است از هزاران یکی را مگر بدهند صاحب اینمعامله مستعد تام المناسبت
است بتحصیل که باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید رابطه را چرا نفی کنند که او مسجود الیه است
نه مسجود له چرا محاریب ومساجد را نفی نکنند ظهور این قسم دولت سعادتمندان را میسر است تا در جمیع احوال
صاحب رابطه را متوسط خود دانند ودر جمیع اوقات متوجه او باشند نه در رنگ جماعه بیدولت که خود را
مستغنی دانند وقبله توجه را از شیخ خود منحرف سازند ومعامله خود را برهم زنند دیگر خبر فوت والده
فرزندان خود نوشته بودند انا لله وانا الیه راجعون خوانده فاتحه خوانده شد ودر اثنای خواندن اثر اجابت
مفهوم گشت مولانا حاجی محمد اظهار نموده بودند که قریب دو ماه است که فتوری در مشغولی رفته است
وآن ذوق وحلاوت که سابقا داشت نمانده موقت اطوار را غم نیست اگر در دو چیز فتور نرفته باشد یکی
ازان دو چیز متابعت صاحب شریعت است علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات والتحیات دوم محبت

اضافات معرا است کما لا آنچه در بعضی از مکتوبات اندراج یافته است که فوق مقام رضا قدم گاهی نیست الا خاتم الرسل
را علیه و علیهم و علی آله کمل الصلوات و التسلیمات مگر عبارت از همین مقام است که مخصوص باوست علیه و علی آله الصلوة والسلام
والله سبحانه اعلم بحقائق الامور کلها باید دانست که کراهت ظاهر منافی رضای باطن نیست در مرآت صورت فانی حلاوت
حقیقت نه زیرا که ظاهر و صورت عارف کامل را بر صفات بشریت واگذاشته اند تا باقتضای کمالات او گرد و ابتلا و
آزمائش پیدا کند و محق با مبطل ممتزج گردد این ظاهر و صورت عارف کامل را نسبت بباطن حقیقت او در رنگ جامه
یکتا تصور باید نمود نسبت بشخص لابس آن جامه و معلوم است که جامه را نسبت بآن شخص چه مقدار است همچنین است
قدر صورت نظر بحقیقت او این صورت عارف را بی بصران در رنگ کوه می انگارند و مثل صوری حقائق خود خیال میکنند
لاجرم در مقام انکار می آیند و حرمان کسب می نمایند والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی مکتوب
سی و چهارم بنور محمد تهاری صدور یافته در جواب عریضهٔ او که از توارد احوال نوشته بود الحمد لله و سلام علی عباده
الذین اصطفی مکتوب شریف رسید از توارد احوال بوضوح انجامید بدانند که حضرت حق سبحانه و تعالی چنانچه داخل
عالم نیست خارج عالم هم نیست و چنانچه منفصل از عالم نیست متصل بعالم هم نیست او تعالی هست اما این همه صفات
دخول و خروج و اتصال و انفصال از وی سبحانه مسلوب است خالی ازین صفات اربع او را سبحانه باید جست و
بیرون ازین صفات او را تعالی باید یافت اگر رنگی ازین صفات ممتزج است گرفتاری ظلال و مثال حاصل است
بلکه بصفت بیچونی و بیچگونی که گرد ظلیت نداشته باشد او را تعالی باید طلبید و اتصال بیچونی بآن مرتبه پیدا باید
کرد این دولت نتیجهٔ صحبت است بگفتن و نوشتن راست نمی آید و اگر بنویسد که فهم کند که در یابد بکار خود سرگرم باشند
و تا حین ملاقات کیفیات احوال را نویسان باشند والسلام مکتوب سی و پنجم به پیرزادگی خواجه محمد عبدالله سلمه الله
تعالی صدور یافته در جواب استفسارهای که نموده بودند از توحید و از عین الیقین و ما یناسب ذلک بسم الله الرحمن
الرحیم بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات بجناب مخدوم زاده میرساند صحیفهٔ شریفه رسید از مطالعهٔ آن فرحت فراوان
بحصول انجامید از شمول نسبت حضور و استیلای آن اندراج یافته بود نیک و مبارک است این دولت که شما را
در سه ماه میسر شده است در سلاسل دیگر اگر در ده سال میسر گردد نعمت عظمی شمرند و کرم عظیم تصور نمایند شکر این نعمت
بجا باید آورد چون میدانند که فطرت شما بلند است و به تحسین این قسم احوال از شائبهٔ عجب مبرا است اظهار این نعمت
نموده آید لئن شکرتم لازیدنکم نص قاطع است نوشته بودند که پیشگاه توحید ظهور کردن گرفته است این دولت نیز مبارک
باشد با وجب قبول این دولت نمایند تا علامهٔ این حال آداب شرعیه را نیک مراعات فرمایند و حقوق بندگی را کما ینبغی

در ہمہ حال محبوب است اگر انعام فرماید واگر ایلام نماید بلکہ نزد اقل ایلام ازدیاد محبت بخش است از
انعام او مزیت حمد بر شکر و ماینا سب ذلک الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اخوی اعزے
مولانا محمد صالح معلوم فرمایند کہ محبوب در نظر محب بلکہ در نفس امر ہمہ وقت محبوب است و ہمہ حال
محبوب اگر ایلام فرماید محبوب است واگر انعام نماید محبوب نزد اکثر مردم کہ بدولت محبت مشرف گشتہ اند
در وقت انعام ازدیاد محبت محبوب ست از وقت ایلام ازدیاد ہر دو در دو وقت مساوات است و نزد اقل
عکس اینمعاملہ است و ایلام ازدیاد محبت بخش است از انعام او مقدمہ این دولت عظمی حسن ظن است بمحبوب حتی
کہ اگر محبوب بر حلقوم محب اجرائے سکین نماید و ہر عضو او را از عضو دیگر جدا سازد محب او را عین صلاح خود داند و
بہبود خود تصور کند و چون بحصول این حسن ظن کراہت فعل محبوب از نظر محبت بر خاست بدولت محبت ذاتی کہ
مخصوص بحبیب رب العالمین است علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات و معرا است از جمیع نسب و اعتبارات
مشرف گشت و در ایلام زیادہ از انعام محبوب التذاذ و فرح یافت اکارم کہ اینمقام فوق مقام رضا است
چہ در رضا دفع کراہت فعل ایلام محبوب است و اینجا التذاذ باین فعل زیراکہ ہر چند از جانب محبوب جفا بلند تر
بود از جانب محب فرح و سرور زیادہ تر باشد شتان ما بینہما و چون محبوب در نظر محب بلکہ در نفس امر ہمہ
وقت و ہمہ حال در نظر او محبوب است لاجرم محبوب در ہمہ وقت و ہمہ حال بلکہ در واقع و نفس امر محمود و ممدوح
نیز خواہد بود و محب در وقت ایلام و انعام او مادح و ثنا خوان او فحیصدق لہذا المحب الصادق ان یقول
صادقاً و مصدوقاً الحمد للہ رب العالمین علی کل حال و یصیر ہذا المحب من الحامدین لہ سبحانہ فی السراء
والضراء حقیقۃ ما نا کہ مزیت حمد بر شکر ازین رہگذر است کہ در شکر انعام منعم ملحوظ است کہ راجع بصفت
بلکہ بفعل است و در حمد ملحوظ حسن و جمال محمود است سواء کان ذاتیا او وصفیاً او فعلیاً و سواء کان انعاماً او
ایلاماً فان ایلامہ سبحانہ حسن کانعامہ تعالی فیکون الحمد ابلغ فی الثناء و اجمع لمراتب الحسن والجمال و ابقی فی
حالتی السراء والضراء بخلاف الشکر فانہ مع تصورہ سریع الزوال و علی شرف الہلاک بزوال الانعام و ہلاک
الاحسان سوال تو در بعضی از مکتوبات خود نوشتہ کہ مقام رضا فوق مقام محبت و مقام حب است و اینجا مینویسی کہ
این مقام محبت فوق مقام رضا است توفیق در میان دو سخن چیست جواب اینمقام محبت ورای آن مقام محبت و مقام
حب است چہ آن مقام مشتمل بر نسب و اعتبارات است اجمالاً و تفصیلاً اگر چہ آن محب را محبت ذاتی گویند و این
حب را حب ذات تصور کنند زیراکہ آنجا قطع نظر از ملاحظہ شیون و اعتبارات نیست بخلاف اینمقام کہ از نسب و

بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات میرساند محبت درویشان وارتباط والفت با ایشان ورغبت استماع سخنان
این طائفه علیه ومیل باوضاع واطوار این طبقه سنیه از اجل نعم خداوندیست جل سلطانه واز اعظم دول او
تعالی مخبر صادق فرموده است علیه وعلی آله الصلوة والسلام المرء مع من احب پس محبت ایشان با ایشان است
ودر حرم حریم قرب طفیلی ایشان توفیق آثار سعادت اطوار فرزندی خواجه شرف الدین حسین ظاهر ساختند
که این اوصاف حمیده در ایشان با وجود تعلقات شتی جمع است واین معنی پسندیده باوجود گرفتاریهای لاطائل
مجتمع لله سبحانه الحمد والمنة علی ذلک صلاح ایشان موجب صلاح جم غفیر است وفلاح ایشان مستلزم فلاح
جمع کبیر مشار الیه ظاهر ساختند که ایشان بسخنان تو آشنا اند ورغبت باستماع علوم تو دارند اگر چند کلمه بجناب
ایشان بنویسی بهتر باشد اجابة للملتمس چند کلمه نوشته شد چون درین ایام از بحث امامت بسیار مذکور میشود وهر یکی
درین باب بظن وتخمین سخن میراند بضرورت درین بحث چند سطر نوشته آمد وحقیقت مذهب اهل سنت ومذهب
مخالفان بیان نموده شد بخاطر آمده بود که من علامات اهل السنة والجماعة تفضیل الشیخین ومحبة الختنین تفضیل شیخین
که با محبت ختنین جمع شود از خصائص اهل سنت وجماعت است تفضیل شیخین باجماع صحابه وتابعین ثابت
شده است چنانچه نقل کرده اند آنرا اکابر ائمه که یکی از ایشان امام شافعی است وشیخ ابو الحسن اشعری
میفرماید که تفضیل ابوبکر وعمر بر باقی امت قطعی است واز حضرت امیر نیز بتواتر ثابت شده است که در زمان
خلافت وآوان مملکت خود در حضور جم غفیر خود میفرمود که ابوبکر وعمر بهترین این امت اند چنانچه امام ذهبی گفته
امام بخاری روایت کرده است که حضرت امیر فرموده است که بهترین مردم بعد از پیغمبر علیه وعلی آله الصلوة
والسلام ابوبکر است پس عمر رض پستر مرد دیگر پس گفت پسر او محمد بن الحنفیه پستر تو ئی فرمود نیستم مگر یک
مردی از مسلمانان بالجمله تفضیل شیخین از کثرت روات ثقات بحد شهرت وتواتر رسیده است انکار آن یا از
راه جهل است یا از راه تعصب وچون مجال انکار نیافت عبد الرزاق که از اکابر شیعه است بی اختیار بتفضیل
شیخین قائل گشت وگفت که چون علی شیخین را برخود تفضیل داده من هم بتفضیل او ایشان را بر وی تفضیل
میدهم واگر او تفضیل نمیداد من هم تفضیل نمیدادم گناه است که من دعوی محبت علی نمایم وبوی مخالفت کنم و
چون در زمان خلافت حضرت ختنین ظهور فتن واختلال در امور مردم بسیار شده بود وبدلهای مردم ازین راه
کدورت بیحد پیدا گشته وعداوت وکینه در میان مسلمانان استیلا یافته بضرورت محبت ختنین نیز از جمله شرائط
سنت وجماعت اعتداد نموده اند تا جاهلی ازین راه سوء ظن باصحاب خیر البشر علیه وعلی آله الصلوة والسلام

بجا آرند و بدانند که این شعبده بر تقدیر صدق و صحت بواسطه استیلای محبت محبوب است که محب هر چند بیند و داند غیر
از محبوب نه بیند و نداند و از هر که لذت و ذوق بگیرد و انرا منسوب بمحبوب دارد و درین صورت شهود محب کثرت است لیکن
بعنوان وحدت پس فنا درین موطن متحقق نباشد زیرا که در فنا رفع شهود کثرت است بالکل بواسطهٔ استیلاء شهود واحد
این فنا نیز نسبت بعدم شهود کثرت ممکنات گفته اند حقیقت فنا وقتی متحقق شود که کثرت اسماء و صفات و شیون و
اعتبارات نیز تمامها از نظر محقق گردند و جز احدیت ذات مجرد تعالی هیچ چیز ملحوظ و منظور نباشد حقیقت تمامی
سیر الی الله اینجا جلوه گر گردد و خلاصی از گرفتاری ظلال بالکلیه درین مقام صورت بندد و این زمان معامله باصل
اصول افتد و از دوال بمدلول رسیده شود و از علم بعین و از گوش باغوش عروج نموده آید و وصل عریان متحقق گردد
وکذا و کذا ثم کذا و کذا بغیر از رمز و اشارت و آن هم مبهم و سر درگم ازان موطن لب نمی توان کشاد مخدوم زاده
از ما بیان آن عین الیقین میطلبند و میخواهند که آن عین الیقین در علم عین گنجد مشکل کار است چه کند و چه گوید و چه سان
وانماید و معقول سازد مگر مخدوم زاده از کرم معذور دارند و از طلب علم بطلب حال گرایند و دو سوالی که مخدوم زاده
کرده اند هر دو سوال از بلند فطرتی خبر داد یک سوال از بیان عین الیقین بطرز خاص بوده چنانچه گذشت و سوال دیگر
از بیان تاویل متشابهات قرآنی بوده که علم آن نصیب علماء راسخین است جواب سوال دوم از جواب سوال اول
هم دقیق تر است و پوشیده تر و شایان استتار است و منافی ظهور و اظهار علم تاویل متشابهات کنایات از معاملاتست
که مخصوص برسل است علیهم الصلوات و التسلیمات از امتان مگر اقل قلیل را بتبعیت و وراثت ازین علم نزولی
ارزانی دارند و درین نشاء برقع از جمال شان برایشان نکشایند اما امید است که از نشاء جم غفیر از امتان نیز
بتبعیت باین دولت ممتاز گردند اینقدر بقلم می درآید که درین نشا نیز بعضی دیگر را ورای آن اقل روا است که
باین دولت مشرف سازند اما علم بحقیقت معامله ندهند و تاویل را منکشف نسازند بالجمله جائز است که تاویل
متشابهات حاصل آن بعض بود اما ندانند که چه حاصل دارد زیرا که متشابهات کنایات از معاملاتست روا
بود که معامله حاصل شود و علم بآن معامله میسر نگردد و این معنی در یک فردی از منتسبان خود مشاهده نموده است
برمگیرے تا چه رسد سوال شما ازین معامله امیدوار ساخته است اللهم اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر
والسلام **مکتوب سی و ششم** بخواجه محمد تقی صدور یافته در بیان بحث امامت و حقیقت مذهب
اهل سنت و جماعت و مذهب مخالفان و در بیان آنکه اهل سنت متوسط اند در میان افراط و تفریط که روافض
و خوارج اختیار کرده اند و مداحی اهل بیت آنسرور صلی الله علیه وسلم و ما یناسب ذلک بسم الله الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم بر سر اصل سخن رویم و گوئیم چگونه عدم محبت اهل بیت
بر حق اهل سنت گمان برده شود که آن محبت نزد این بزرگواران جزو ایمان است و سلامتی خاتمه را بر رسوخ آن
محبت مربوط ساخته اند والد بزرگوار این فقیر که عالم بودند بعلم ظاهری و بعلم باطنی در اکثر اوقات ترغیب بمحبت اهل بیت
میفرمودند و میفرمودند که این محبت را در سلامتی خاتمه مدخلی است عظیم نیک رعایت آن باید نمود در مرض موت
ایشان این فقیر حاضر بود چون معامله ایشان بآخر رسید و شعور بایں عالم کم ماند فقیر در آن وقت سخن ایشان را
بیاد ایشان داد و از آن محبت استفسار نمود در آن بیخودی فرمودند که غرق محبت اهل بیتم شکر خدای عز و جل در آن
وقت بجا آورده شد محبت اهل بیت سرمایه اهل سنت است مخالفان ازین معنی غافل اند و از محبت متوسط
ایشان جاهل جانب افراط را خود اختیار کرده اند و ماورای افراط را تفریط انگاشته حکم بخروج نموده اند و
مذهب خوارج انگاشته اند ندانسته اند که درمیان افراط و تفریط حد وسطی است که مرکز حق است و موطن صدق
که نصیب اهل سنت گشته است شکر الله تعالی سعیهم عجب است که خوارج را اهل سنت کشته اند و استیصال
دشمنان اهل بیت ایشان نموده اند از رفضه در آن وقت اثری و نشانی نبوده اگر بوده حکم عدم داشته مگر
بزعم فاسد خود محبان اهل بیت را رفضه تصور کنند و اهل سنت را روافض گویند عجب معامله است گاهی
اهل سنت را از خوارج می شمرند که افراط محبت ندارند و گاهی نفس محبت را از آن بزرگواران احساس نموده
ایشان را روافض میدانند لهذا ایشانان از جهالت خود اولیاء عظام اهل سنت را که دم از محبت اهل بیت
میزنند و اظهار حب آل محمد مینمایند علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات روافض می انگارند و بسیاری را
از علمای کرام اهل سنت که منع از افراط آن مینمایند و در تعظیم و توقیر حضرت خلفاء ثلثه می کوشند خوارج میدانند
وای هزار وای ازین جرأتهای نامناسب ایشان اعاذنا الله سبحانه من افراط تلک المحبة ومن تفریطها
از افراط محبت است که تبری از خلفاء ثلثه و غیر ایشان را ثمره محبت امیر داشته اند انصاف باید نمود
که این چه محبت است که ثمره حصول آن بیزاری از جانشینان پیغمبر بود علیه و علیهم الصلوة والسلام و سب
و طعن اصحاب خیر البشر باشد علیه و علیهم الصلوات والتحیات گناه اهل سنت همین است که با محبت
اهل بیت توقیر و تعظیم جمیع اصحاب آن سرور مینمایند علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات و هیچ یکی را ازینها با وجود
منازعات و مخالفات یکدیگر ببدی یاد نمیکنند و از هوا و تعصب دور میدارند از جهت تعظیم صحبت پیغمبر علیه
و علی آله الصلوة والسلام و تکریم مصاحبان او علیه و علی آله الصلوة والسلام مع ذلک محق را محق میگویند

پیدا کنند و بجانشینان پیغمبر علیه و علیهم الصلوٰة والسلام بغض و عداوت حاصل نمایند پس محبت حضرت امیر
شرط تسنن آمد و آنکه این محبت ندارد از اہل سنت خارج گشت و خارجی نام یافت و آنکه در محبت
امیر طرف افراط اختیار کرد و زیاده از آنچه شاید بوقوع آورد و غلو در آن محبت نمود و بسب و طعن اصحاب
خیر البشر علیه و علیهم الصلوة والسلام زبان کشود و ترک طریق صحابه و تابعین و سلف صالحین رضوان الله
تعالی علیهم اجمعین کرد رافضی نام یافت پس اہل سنّت متوسط اند در میان افراط محبّت امیر و در میان تفریط
آن محبّت که روافض و خوارج اختیار کرده اند و شک نیست که حق در وسط است و افراط و تفریط ہر دو مذموم
چنانچه امام احمد حنبل از حضرت امیر روایت کرده که گفته حضرت پیغمبر علیه و علی آله الصلوة والسلام فرمود که ترا مثلی
است از عیسیٰ دشمن داشتند او را یهود تا آنکه بر مادر او بهتان بستند و دوست داشتند او را نصاریٰ تا آنکه
فرود آوردند او را بمنزل که او نداشت یعنی ابن الله گفتند پستر امیر فرمود ہلاک گردند در من دو مرد یکی
آنکه در محبت من افراط نماید و آنچه در من نیست مرا اثبات کند و دیگری آنکه با من دشمنی نماید بعداوت بر من
بهتان نهد درین حال خوارج را بحال یهود تشبیه فرمود و حال روافض را بحال نصاری که ہر دو از حق
وسط دو طرف افتاده اند خیلی جاہلی باید که اہل سنت و جماعت را از محبان حضرت امیر ندارند و محبت امیر را
مخصوص برفضه دارد محبت امیر رفض نیست تبری از خلفاء ثلثه رفض است و بیزاری از اصحاب کرام مذموم و
ملام امام شافعی میفرماید ع لو کان رفضاً حب آل محمد ٭ فلیشهد الثقلان انی رافض ٭ یعنی حب آل محمد رفض نیست
چنانچه گمان میبرند و اگر همین حب را رفض گویند پس رفض مذموم نیست زیرا که ذم رفض از راه تبری دیگران
می آید نه از راه محبت ایشان پس محبان اہل بیت رسول علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات اہل سنّت باشند و
فی الحقیقه گروه اہل بیت ہم ایشان اند شیعه که دعوی محبت اہل بیت رسول علیه الصلوة والسلام مینمایند و خود را گروه
اہل بیت میگیرند اگر بر محبت اہل بیت اقتصار نمایند و تبری از دیگران نکنند و تعظیم و توقیر جمیع اصحاب پیغمبر علیه الصلوة والسلام
والتحیات بجا آرند و مشاجرات ایشان را بر محامل نیک محمول دارند داخل اہل سنّت باشند و از خوارج و روافض
بیرون بوند زیرا که عدم محبت اہل بیت خروج و تبری از اصحاب رفض و محبت اہل بیت با تعظیم و توقیر جمیع اصحاب
کرام تسنن بالجمله بنای خروج و رفض بر بغض مصاحبان پیغمبر است علیهم الصلوات والتحیات و بنای تسنن بر حب
مصاحبان او علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات والتحیات عاقل منصف ہرگز بغض اصحاب را بر حب
ایشان نخواهد گزید و بدوستی پیغمبر همه را دوست خواهد داشت علیه و علیهم الصلوات والتحیات قال علیه

بایهم اقتدیتم اهتدیتم یعنی اصحاب من همچو ستاره ها اند بهر کدام ایشان که اقتدا کنید راه یابید و احادیث
دیگر هم درباب تعظیم و توقیر جمیع صحابه بسیار آمده اند پس همه را معزز و مکرم باید داشت و زلات ایشانرا
بر محامل نیک حمل باید نمود اینست مذهب اهل سنت درین مسئله و رفضه درینباب غلو مینمایند و محاربان
امیر را تکفیر میکنند و بانواع طعن و اقسام شتم ایشان زبانهای خود را آلوده میسازند اگر مقصود ظهور
حقیت جانب امیر است و اظهار خطای محاربان او پس آنچه اهل سنت اختیار کرده اند کافی است و بر
حد اعتدال است سب و طعن اکابر دین نمودن از دیانت و تدین دور است که رفضه آن اختیار نموده
و شتم اصحاب پیغمبر علیه و علی آله الصلوة و السلام دین و ایمان خود تصور کرده عجب دینی است که سب جانشینان
پیغمبر علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات جزو اعظم اوست طوائف مبتدعان هر کدام بدعتی اختیار کرده اند و از اهل سنت
جدا گفته در میان جمیع آن طوائف فرقه خوارج و روافض دور از معامله اند و از حق بعید افتاده اند جمعی
که سب و طعن اکابر دین را جزو اعظم ایمان خود تصور کنند از حق چه نصیب خواهند داشت روافض دوازده
فرقه اند تکفیر اصحاب پیغمبر علیه و علیهم الصلوة و السلام مینمایند و سب خلفاء راشدین را عبادت میدانند
این جماعت از اطلاق لفظ رفض بر خود تحاشی مینمایند و روافض غیر خودها را میدانند که در احادیث
وعید بسیار در حق رفضه آمده است کاشکے از معنی رفض هم اجتناب مینمودند و تبری از اصحاب پیغمبر علیه و علیهم
الصلوات و التحیات نمیکردند هندوان هندوستان نیز خودرا هندو میگویانند و از لفظ کفر تحاشی میکنند و خودرا
کفار نمیدانند و کفار ساکنان دار حرب را می انگارند غلط فهمیده اند هر دو صنف کفار اند بحقیقت کفر متحقق
اینها مگر اهل بیت پیغمبر را علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات در رنگ خودها تصور کرده اند و ایشانرا نیز
دشمنان ابی بکر و عمر رضی الله عنهما خیال نموده و اینجماعة بحکم تقیه که دارند اکابر اهل بیت را منافق و مخادع انگاشته اند و
حکم کرده اند که حضرت امیر سی سال بحکم تقیه با خلفاء ثلثه صحبت نفاق داشته اند و بناحق تعظیم و توقیر ایشان نموده
عجب معامله است اگر محبت اهل بیت رسول الله بواسطهٔ محبت رسول است علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات
باید که دشمنان رسول را نیز دشمن باشند و سب و لعن اینها بیشتر از سب و لعن دشمنان اهل بیت کنند هرگز ابو جهل را
که دشمن رسول است علیه و علی آله الصلوات و التحیات و انواع آزار و جفا های بیشمار بآن سرور رسانیده علیه و
علی آله الصلوة و السلام ازین جماعة کسے نشنیده است که سب و لعن او کرده باشند و در مساوی او زبان کشوده ابوبکر
صدیق را که احب الرجال الی رسول الله است علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات بزعم فاسد خود دشمن

ومبطل را مبطل تا بطلان او را از ہوا و ہوس دور میدارند و برای و اجتہاد حوالہ مینمایند و روافض از اہل سنت
وقتی خوشنود گردند کہ اہل سنت نیز در رنگ ایشان از دیگر اصحاب کرام تبری نمایند و سوء ظن بااین اکابر دین
حاصل کنند خوشنودی خوارج مربوط بعداوت اہل بیت است و منوط ببغض آل محمد علیہ وعلیہم الصلوات
والبرکات ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب نزد اکابر
اہل سنت شکر اللہ تعالی سعیہم اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات در وقت منازعات و
محاربات یکدیگر سہ گروہ بودند جمعے بدلیل و اجتہاد حقیقت جانب امیر نمودہ بودند و جمعے دیگر بدلیل و
اجتہاد حقیقت جانب دیگر را یافتہ و طائفہ دیگر متوقف بودند و ہیچ جانب را بدلیل ترجیح ندادہ پس طائفہ
اولی نصرت جانب امیر واجب آمد کہ موافق اجتہاد ایشان است و بر طائفہ دوم نصرت جانب مخالف
امیر لازم کہ مودی اجتہاد ایشان است و بر طائفہ سوم توقف لازم آمد ترجیح یکی بر دیگری خطا ہر سہ
فرقہ بمقتضای اجتہاد خود عمل نمودند و آنچہ بر ایشان لازم و واجب بود بجا آوردند پس ملامت چہ گنجایش
دارد و طعن چہ مناسب بود امام شافعی فرماید و نیز منقول از عمر بن عبد العزیز است تلک دماء طہر اللہ
تعالے عنہا ایدینا فلنطہر عنہا السنتنا ازین عبارت مفہوم میشود کہ بحقیقت یکی و خطای دیگرے ہم لب نباید
کشود و ہمہ را جز بہ نیکی یاد نباید کرد و ہمچنین در حدیث نبوی آمدہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
اذا ذکر اصحابی فامسکوا یعنے چون اصحاب من مذکور گردند و از منازعات ایشان یاد کردہ شود شما خود را
نگاہ دارید و یکی را بر دیگرے اختیار نکنید لیکن جمہور اہل سنت بدلیلے کہ بر ایشان ظاہر شدہ باشد بر آنند
کہ حقیقت در جانب امیر بودہ و مخالف او در راہ خطا پیمودہ لیکن این خطا چون خطاء اجتہادی است از
ملامت و طعن دور است و از تشنیع و تحقیر پاک و مبرا از حضرت امیر منقول است کہ فرمودہ برادران
ما بر ما باغی گشتند ایشان نہ کافرانند و نہ فاسقان زیرا کہ ایشانرا تاویلی است کہ منع کفر و فسق میکند پس اہل سنت
و رفضہ ہر دو تخطئہ محاربان امیر مینمایند و ہر دو بحقیت جانب امیر قائل لیکن اہل سنت زیادہ از اطلاق
لفظ خطا کہ ناشی از تاویل است در حق محاربان امیر تجویز نمیکنند و زبان را از طعن و تشنیع ایشان نگاہ
میدارند و محافظت حق صحبت خیر البشر مینمایند علیہ وعلیہم الصلوات آن سرور فرمودہ علیہ وعلیہم الصلوۃ
والسلام اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا یعنی از خدا بترسید جلشانہ از خدا بترسید جلسلطانہ در حق اصحاب
من از برای تاکید این کلمہ را بتکرار فرمودہ مگیرید اصحاب مرا نشانہ تیر ملامت خویش و نیز فرمودہ اصحابی کالنجوم

چه خیریت خواهند یافت آن طائفه مگر آیات قرآنی واحادیث نبوی را که در فضل صحبت خیر البشر علیه وعلیهم الصلوة والسلام
ودر فضیلت اصحاب کرام او علیه وعلی آله الصلوة والسلام را ودر خیریت این امت وارد شده اند ندیده اند یا دیده اند ایمان
بآن ندارند قرآن واحادیث به تبلیغ اصحاب کرام بما رسیده است چون اصحاب مطعون باشند دینی که از راه ایشان بما رسیده است
نیز مطعون خواهد بود نعوذ بالله سبحانه من ذلک مقصود این جماعت مگر ابطال دین است وانکار شریعت او علیه وعلی آله الصلوات
والتسلیمات بصورت اظهار محبت اهل بیت رسول می نمایند وبه حقیقت ابطال شریعت او علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات
میکنند کاشکی امیر و موافقان امیر را مسلم میداشتند و بداغ تقیه که از صفات اهل مکر و نفاق است متسم نمی ساختند جماعت از موافقان
امیر و یا از مخالفان او که سی سال با یکدیگر صحبت بنفاق دارند و بمکر و خداع زندگانی نمایند چه خیریت در آنها خواهد بود وایشان
چگونه شایان اعتماد خواهند بود ابو هریره رضی الله تعالی عنه را طعن میکنند و نمیدانند که در طعن او نصف احکام شرعیه مطعون
میگردد زیرا که علماء مجتهدین فرموده اند که در احکام سه هزار احادیث وارد شده است یعنی سه هزار احکام شرعیه
بسنت ثابت شده است ازان سه هزار یک هزار و پانصد بروایت ابو هریره به ثبوت پیوسته است پس
طعن او طعن نصف احکام شرعیه باشد وامام بخاری گوید که راویان ابو هریره زیاده از هشت صد اند از اصحاب
کرام وتابعین یکی از ایشان ابن عباس است وابن عمر نیز از وی روایت کند وهمچنین جابر بن عبد الله وانس
بن مالک از رواة اوست وحدیثی از حضرت امیر نقل میکنند در طعن ابی هریره آن حدیث مفتری است چنانچه علماء
تحقیق آن فرموده اند و حدیث دعاء آنسرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام مر ابی هریره را بالفهم در علما معروف
است قال ابو هریره حضرت مجلس الرسول صلی الله علیه وعلی آله وسلم فقال من یبسط منکم رداءه حتی افیض فیه مقالتی
فیضمها الیه ثم لا ینساها فبسطت بردة کانت علی فافاض رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم مقالته فضممتها الی
صدری فما نسیت بعد ذلک شیئا پس بمجرد زعم خود شخصی بزرگ دین را دشمن امیر دانستن وسب وطعن ولعن در حق
او جائز داشتن از انصاف دور است اینهمه کلها افراط محبت است که نزدیک است که سر از ربقه ایمان بیرون اندازد
واگر فرضا تقیه در حق امیر تجویز نموده آید چه خواهند گفت در اقوال امیر که بطریق تواتر در افضلیت شیخین منقول گشته اند
وهمچنین کلمات قدسیه او که در عین خلافت ومملکت خود در حقیت خلافت خلفاء ثلثه صادر شد چه تقیه همین قدر است
که سر حقیت خلافت خود نماید و به بطلان خلافت خلفاء ثلثه را ظاهر نسازد اما اظهار حقیت خلافت خلفاء ثلثه وبیان
افضلیت شیخین امریست علیحده ماورای آن تقیه که محملی غیر از صدق وصواب ندارد و به تقیه رفع آن صورت
نه بندد وایضا احادیث صحاح که بحد شهرت رسیده است بلکه متواتر المعنی گشته که در فضیلت حضرات خلفاء ثلثه

اہل بیت تصور نمودہ بہ سب و طعن اوشان زبان درازی مینمایند و امور نامناسب باو منتسب میسازند این چہ دیانت و تدین است خداوند جل شانہ که ابوبکر و عمر و سائر صحابۂ کرام را با اہل بیت رسول علیه و علی آله الصلوات والسلام دشمن بوند و بغض و عداوت با آل محمد داشته باشند این بی انصافان کاشکی دشمنان اہل بیت را سب کنند و تعیین اسامی اکابر صحابه نمایند و سوء ظن بزرگان دین پیدا نسازند این زمان در نیاب مخالفت ایشان با اہل سنت مرتفع میگردد و چه اہل سنت نیز دشمنان اہل بیت را دشمن اند و طعن و تشنیع ایشان قائل از خوبی اہل سنت است که شخص معین را که بانواع کفر مبتلا بود باحتمال اسلام و توبه حتمی نمیگویند و اطلاق لعن تجویز نمی کنند بر کافران علی الاطلاق لعنت تجویز میکنند اما بر کافر معین تجویز لعن نمیکنند تا زمانیکه سوء خاتمه او بدلیل قطعی معلوم شود و روافض بی تحاشی ابوبکر و عمر رضی الله تعالی عنهما را لعن می کنند و اکابر صحابه را سب و طعن مینمایند هداهم الله سبحانه سواء الصراط درین مبحث در دو مقام اختلاف عظیم است میان اہل سنت و مخالفان مقام اول آنکه اہل سنت بحقیت خلافت خلفاء اربعه قائل اند و ہر چہار را خلفاء برحق میدانند زیرا که در حدیث صحیح آمده است که اخبار از مغیبات است الخلافة بعدی ثلثون سنة و این مدت بخلافت حضرت امیر تمام شده پس مصداق این حدیث ہر چہار خلیفه باشند و ترتیب خلافت برحق باشد و مخالفان انکار حقیت خلافت خلفاء ثلثه مینمایند و خلافت ایشان را تعصب و تغلب منتسب میسازند و امام برحق غیر از امیر دیگری را نمیدانند و بعضی که از امیر بخلفاء ثلثه واقع شده بود بر تقیه حمل میکنند و در میان اصحاب کرام خیر الانام علیه و علیهم الصلوٰة والسلام صحبت نفاق می انگارند و در مدارات یکدیگر را مخادع تصور مینمایند زیرا که بزعم اینها موافقان امیر مخالفان او بحکم تقیه البته صحبت نفاق داشتند و خلاف آنچه در دلهای ایشان بوده بزبان ظاهر میساختند و مخالفان نیز چون بزعم ایشان اعداء امیر و اعدای دوستان امیر بودند با ایشان بنفاق آشنائی می کردند و معادات را بموالات و انمود ند پس بزعم ایشان جمیع اصحاب پیغمبر علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات منافق و مخادع بودند و بظاهر خلاف آنچه در باطن بود ظاهر می کردند پس باید که نزد اینها بدترین این امت اصحاب کرام باشند و بدترین صحبتها صحبت خیر البشر بود علیه و علی آله الصلوٰة والسلام که این اخلاق ذمیمه از آنجا ناشی شده است و بدترین قرون قرن اصحاب باشد که پر از نفاق و عداوت و بغض و کینه بوده و حال آنکه حضرت حق سبحانه و تعالی در کلام مجید خود ایشان را رحماء بینهم میفرماید اعاذنا الله سبحانه عن معتقداتهم السوء ہر گاه سابقان این امت را باین اخلاق ذمیمه متصف سازند در لاحقان

است بعد کتاب اللہ تعالی وشیعہ نیز بران اعتراف دارند فقیر از احمد تبتی کہ از اکابر شیعہ بودہ شنیدہ ام کہ
میگفت کتاب بخاری کہ اصح کتب است بعد کتاب اللہ آنجا روایات ہم از موافقان امیر است وہم از مخالفان
امیر وبموافقت ومخالفت راجح ومرجوح ندانستہ است چنانچہ از امیر روایت کند از معاویہ نیز روایت دارد اگر
شائبۂ طعن در معاویہ و روایت معاویہ بودی ہرگز در کتاب خود روایت او را درج نکردی وہمچنین در سلف کہ نقاد احادیث
بودہ اند ہیچ یکی باینوجہ در روایت حدیث فرق نکردہ است ومخالفت امیر را منشاء طعن نساختہ باید دانست لازم
نیست کہ امیر در جمیع امور خلافیہ محق باشند ومخالف ایشان بر خطا ہر چند در امر محاربہ حق بجانب امیر بودہ زیرا کہ بسا ائمہ
کہ در احکام خلافیہ صدر اول علماء تابعین وائمہ مجتہدین مذہب غیر امیر را اختیار کردہ اند وحکم بمذہب کردہ اگر حق
بجانب امیر متعین بودی بخلاف آن حکم نکردندی قاضی شریح کہ از تابعین وصاحب اجتہاد بودہ است بمذہب امیر
حکم نکردہ وشہادت امام حسن را علیہ الرضوان بواسطہ نسبت نبوت منظور نداشتہ ومجتہدین بقول قاضی شریح عمل نمودہ اند
وشہادت پسر را برای پدر تجویز نکردہ اند ودر مسائل دیگر ہم اختیار اقوال غیر امیر کہ مخالف رای امیر بودہ است بسیار است
بر متتبع منصف مخفی نخواہد بود وتفصیل آن اطالت میطلبد پس بر مخالفت امیر گنجایش اعتراض نباشد ومخالفان مطعون
وملام نباشند حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہ حبیبہ حبیب رب العالمین بودہ است وتا لب گور مقبولہ و
منظورۂ او علیہ الصلوۃ والسلام بودہ وحضرت پیغمبر مرض موت را بحجرۂ او بسر بردہ ودر کنار او جان دادہ ودر حجرۂ
مطہرۂ او مدفون گشتہ مع ذلک الشرف حضرت صدیقہ عالمہ ومجتہدہ بودہ است وپیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
بیان شطر دین را باو حوالہ داشتہ واصحاب کرام در مشکلات احکام رجوع باوی مینمودند وحل معلقات از وی دریافتند
اینچنین صدیقہ مجتہدہ را بواسطۂ مخالفت حضرت امیر مطعون ساختن واشیاء ناشایستہ را باوی منتسب نمودن بسیار نامناسب
است ودور از ایمان بہ پیغمبر است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام امیر اگر داماد حضرت پیغمبر است وپسر عم است حضرت
صدیقہ زوجۂ مطہرۂ اوست علیہ وعلی جمیع اہل بیتہ الصلوات والسلام وحبیبہ مقبولہ او علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام
پیش ازین بچند سال دأب فقیر آن بودہ کہ اگر طعامے پخت مخصوص بروحانیات مطہرۂ اہل عبا میساخت
وبآن سرور حضرت امیر وحضرت فاطمہ وحضرات امامین را ضم میکرد علیہم الصلوات والتسلیمات شبے در خواب مے بیند
کہ آن سرور حاضر است علی آلہ الصلوۃ والسلام فقیر بر ایشان عرض سلام میکند متوجہ فقیر نمیشوند وروبجانب دیگر
دارند درین اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ میخورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد این
زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشان آن بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دران طعام شریک

وغیر ایشان وارد گشته و جمعی را از ایشان مبشر بجنت ساخته آن حدیث را چه جواب خواهند گفت زیرا که تقیه در حق حضرت
پیغمبر علیه و علی آله الصلوٰة والسلام مجوز نیست چه تبلیغ بر پیغمبران لازم است علیهم الصلوات والتسلیمات و ایضاً آیات
قرآنی که درین باب نازل گشته اند تقیه آنجا متصور نیست حضرت حق سبحانه و تعالی ایشانرا انصاف دهاد قوم ارباب معقول است
که تقیه از صفات جبانت است باسد الله آنرا نسبت دادن نامناسب است بحکم بشریت صفت تقیه در یکساعت یا دو
ساعت یا یک روز یا دو روز اگر تجویز نموده آید گنجایش دارد تا سی سال در اسد الله این صفت جبانت اثبات نمودن
و مصر بر تقیه داشتن بسیار مستکره است و اصرار بر صغیره کبیره گفته اند اصرار بر صفتی از صفات ارباب شقاق باصحاب نفاق
چه خواهد بود کاش قباحت این امر را بفهمند از تقدیم شیخین گریخته اند که مستلزم اهانت امیر است و تقیه اختیار کرده اند اگر شناعت
صفت تقیه را که از صفات ارباب نفاق است می فهمیدند هرگز تجویز آن نمیکردند و از دو بلیه اهون را اختیار مینمودند بلکه
گوییم در تقدیم شیخین هیچ اهانت امیر نیست حقیت خلافت امیر بحال خود است و درجهٔ ولایت و رتبهٔ هدایت و ارشاد او
کرم الله تعالی وجهه بحال خود در اثبات تقیه تنقیص و توهین لازم است که این صفت از خصائص ارباب نفاق است
و از لوازم اصحاب مکر و خداع مقام دوم آنکه اهل سنت شکر الله تعالی سعیهم مشاجرات و منازعات اصحاب
خیر البشر را علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات بر محامل نیک محمول میدارند و از هوا و تعصب دور میدانند زیرا که نفوس
ایشان در صحبت خیر البشر علیه و علیهم الصلوات والتحیات مزکی شده بود و سینهای ایشان از عداوت و کینه پاک گشته
غایة ما فی الباب چون هر کدام را رای و اجتهاد بوده و هر مجتهد را عمل بموافق رای خود واجب بضرورت در بعض امور
بسبب مخالفت الآرای مخالفت و مشاجرت لازم گشت و هر یکی را تقلید رای خود صواب آمد پس مخالفت شان در
رنگ موافقت برای حق بوده نه برای هوا و هوس نفس اماره مخالفان و محاربان حضرت امیر را تکفیر میکنند و انواع
طعن و تشنیع در حق محاربان تجویز مینمایند هرگاه اصحاب کرام در بعض امور اجتهادیه با آن سرور علیه و علی آله الصلوات
والتسلیمات مخالفت کردند بخلاف رای آن سرور علیه و علی آله الصلوٰة والسلام حکم نموده اند و آن خلاف
ایشان مذموم و ملام نبوده و منع آن با وجود نزول وحی نیامده مخالفت با امیر در امور اجتهادیه چرا کفر باشد
و مخالفان چرا مطعون و ملام باشند محاربان جم غفیر اند از اهل اسلام و از اجلای اصحاب اند و بعضی از
ایشان مبشر بجنت تکفیر و تشنیع ایشان امر آسان نیست کبرت کلمة تخرج من افواههم قریب نصف دین و شریعت
را نزدیک است که ایشان تبلیغ کرده باشند اگر ایشان مطعون باشند اعتماد از شطر دین میخیزد و چگونه این
بزرگواران مطعون باشند که روایت هیچکدام ازینها را هیچکس رد نکرده و نه امیر نه و نه صحیح بخاری که اصح کتب

انفاق مد شعیرہم ولا نصیفہ سوہم الذین اثنی اللہ تعالی علیہم فی القرآن المجید ورضی عنہم ورضوا عنہ ذلک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار سمی اللہ تعالی غائظہم کفارا فلیحذر عن غیظہم کما یحذر عن الکفر واللہ سبحانہ الموفق جماعۂ کہ اینچنین نسبت را بآن سرور علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات درست کردہ باشند ومقبول ومنظور او علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات گشتہ اگر در بعض امور با یکدیگر مخالفت کنند ومشاجرت نمایند وبہ رای واجتہاد خود عمل نمایند مجال طعن واعتراض نیست بلکہ حق وصواب در آن موطن اختلاف ست وعدم تقلید رای غیر رای خود است امام ابو یوسف را بعد از وصول بدرجۂ اجتہاد تقلید امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہما خطاست وثواب تقلید رای خود است امام شافعی قول صحابہ را ہر صحابی کہ باشد خواہ صدیق باشد خواہ امیر بر رای خود تقدیم نمیدہد وعمل بر رای خود اگرچہ مخالف قول صحابی باشد صواب میداند ہرگاہ مجتہد را مجال مخالفت آرای اصحاب گشت اگر اصحاب با یکدیگر مخالفت نمایند چرا مطعون باشند با آنکہ گوییم اصحاب کرام در امور اجتہادیہ بآن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام والتحیات خلاف کردہ اند بر خلاف رای آنسرور علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات حکم نمودہ با وجود نزول وحی ذم بر ایشان نیامدہ وبر اختلاف ایشان منع وارد نگشت چنانچہ گذشت اگر این اختلاف نامرضی ونامقبول حق بودی از جل شانہ البتہ منع آن آمدی وبر خلاف کنندگان وعید نازل گشتی چنانچہ جماعۂ کہ در مکالمۂ آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام رفع صوت مینمودند چگونہ منع آن صوت آمد ووعید آن بران رفع مترتب گشت قال اللہ تبارک وتعالی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون در اساری بدر اختلاف عظیم واقع شدہ بود حضرت فاروق وسعد معاذ حکم بقتل آن اساری نمودہ بودند ودیگران بتخلیص وفدیہ حکم کردہ بودند ومقبول رای آنسرور علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات حکم تخلیص وفدیہ بود ومواضع اختلافات دیگر بسیارست از ین قبیل است اختلافیکہ در اتیان قرطاس نمودہ بودند آنسرور علیہ وعلی آلہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات در مرض موت طلب قرطاس فرمودہ بود تا از برای ایشان چیزی بنویسد جمعی گفتند قرطاس باید آورد وجمعی دیگر منع اتیان قرطاس نمودند حضرت فاروق از انجماعہ بود کہ باتیان قرطاس راضی نشدہ گفت حسبنا کتاب اللہ طاعنان از ین راہ بر حضرت فاروق اعتراض کردہ اند وزبانہای طعن وتشنیع کشادہ اند فی الحقیقۃ محل طعن نیست زیرا کہ حضرت فاروق دانستہ بود کہ زمان وحی منقطع گشتہ است واحکام سماوی تمام شدہ وغیر رای واجتہاد را در اثبات احکام گنجایش نماندہ در نبوت آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ہرچہ خواہند نوشت از امور اجتہادیہ خواہد بود کہ دیگران را در آن شرکت است بحکم فاعتبروا یا اولی الابصار پس صلاح در ان دید کہ درین طور غلبہ وجع ایشان را تصدیع نباید داد بہ رای واجتہاد دیگران کفایت باید نمود حسبنا کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کہ ماخذ قیاس واجتہاد است مر مستنبطان را کافیست

نمی ساخت بعد از آن حضرت صدیقه رض را بلکه سائر ازواج مطهرات را که همه اهلبیت اند شریک ایشان ساخت و بجمیع اهلبیت
توسل مینمود پس آزار داینده حضرت پیغمبر علیه وعلی آله الصلوة والسلام از راه حضرت صدیقه برسد زیاده از آن
آزار داینده است که از راه حضرت امیر برسد بر عقلای صاحب انصاف این معنی مخفی نیست آری این بر تقدیریست که
محبت حضرت امیر و تعظیم او بواسطهٔ محبت و تعظیم حضرت پیغمبر باشد علیه وعلی آله الصلوة والسلام و بواسطهٔ قرابت او علیه وعلی
آله الصلوة والسلام و اگر کسی محبت امیر را استقلالاً اختیار کند و حب حضرت پیغمبر را در آن مدخل ندهد از مبحث خارج است
و قابل مخاطبه نه غرض او ابطال دین است و هدم شریعت میخواهد که بی توسط حضرت پیغمبر علیه وعلی آله الصلوات والسلام راه
اختیار کند و از محمد ص بعلی رض گراید و هو عین الکفر و محض الزندقة و علی از وی بیزار است و از کردار او در آزار دوستی اصحاب و اخوان
او علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات بواسطهٔ دوستی پیغمبر است علیه وعلی آله الصلوات والتحیات و تعظیم و تکریم ایشان
بواسطهٔ تعظیم و تکریم او علیه وعلی آله الصلوة والسلام قال علیه وعلی آله الصلوات والسلام من احبهم فبحبی احبهم و همچنین کینه با ایشان
و دشمنی است بدشمنی پیغمبر و دشمن است کما قال علیه الصلوة والسلام من ابغضهم فببغضی ابغضهم یعنی محبتی که باصحاب من متعلق
شده است همان محبت است که بمن تعلق گرفته است و همچنین بغض ایشان همان بغض است که بمن متعلق گشته است طلحه و زبیر
رضی الله تعالی عنهما از کبار صحابه اند و در عشرهٔ مبشره بحث طعن و تشنیع ایشان نامناسب است و لعن و طرد ایشان
عائد بلاعن و طارد همان طلحه و زبیر اند که حضرت فاروق خلافت را بعد از خود در میان شش نفر شوری گذاشته و
طلحه و زبیر را داخل آنها ساخته و بر ترجیح یکی بر دیگری دلیل واضح نیافته طلحه و زبیر باختیار خود نصیب خلافت را گذاشتند
و هر یکی ترک حظ خود گفته و همان طلحه است که پدر خود را بواسطهٔ سوء ادب که نسبت بآن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام
از وی بوجود آمده بود کشته است و سر او را در ملازمت آنسرور آورده بود و در قرآن مجید ثنای او برین فعل آمده و
همان زبیر است که مخبر صادق علیه وعلی آله الصلوة والسلام قاتل او را وعید بدوزخ فرموده حیث قال علیه وعلی آله الصلوة
والسلام قاتل زبیر فی النار طاعن و لاعن زبیر از قاتل او هیچ کمی ندارد فالحذر الحذر ثم الحذر الحذر عن طعن اکابر الدین و قروم
کبراء الاسلام الذین بذلوا جهدهم فی اعلاء کلمة الاسلام و نصرة سید الانام و انفقوا اموالهم لتائید الدین باللیل والنهار
و فی السر والجهار و ترکوا لحب الرسول عشائرهم و قبائلهم و اولادهم و ازواجهم و اوطانهم و مساکنهم و عیونهم و زروعهم و
اشجارهم و انهارهم و آثروا نفس الرسول علیه وعلیهم الصلوة والسلام علی انفسهم و اختاروا محبته علی محبتهم و محبة اموالهم و ذراریهم
و هم الذین نالوا شرف الصحبة و فازوا فی صحبته ببرکات النبوة و شاهدوا الوحی و تشرفوا بحضور الملک و راوا الخوارق والمعجزات
حتی صار غیبهم شهادة و علمهم عینا و اعطوا من الیقین ما لا یعطی لاحد من بعدهم حتی لا یبلغ انفاق غیرهم مثل احد ذهبا مبلغ

طریق سلامتی نیست واللہ سبحانہ الموفق **سوال** چون در احکام اجتہادیہ احتمال خطا را گنجایش شد وثوق در جمیع احکام شرعیہ
کہ از ان سرور منقول است علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام چگونہ نمودہ آید **جواب** احکام اجتہادیہ در ثانی الحال احکام منزلہ
سماوی گشتہ است زیراکہ بر خطا مقرر داشتن انبیا جائز نیست علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پس در احکام اجتہادیہ بعد از
ثبوت اجتہاد و استنباط و اختلاف آرای ایشان حکمی از نزد حق جل وعلا نازل میگردد کہ صواب را از خطا جدا سازد و امتیاز محق
از مبطل نماید پس احکام اجتہادیہ نیز در زمان آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام بعد از نزول وحی کہ تمیز صواب از خطا نمود
قطعی الثبوت بودند و احتمال خطا نمی داشتند پس جمیع احکام کہ در زمان آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام بہ ثبوت پیوستند قطعی اند
واز احتمال خطا محفوظ زیراکہ بوحی قطعی ثابت گشتہ اند ابتداءً و انتہاءً مقصود از استنباط اجتہاد این احکام آن بود کہ مجتہدان و مستنبطان
ایشان حکمی از نزد حق جل وعلا نازل میگردد کہ صواب را از خطا جدا سازد و امتیاز درجات کرامت حاصل آید و مخطی و مصیب علی تفاوت
الدرجات ثواب یابند پس در احکام اجتہادیہ ہم درجات مجتہدان بلند گشت وہم قطعیت آن احکام بعد از نزول وحی ثابت شد
آری بعد از انقراض زمانہ نبوت احکام اجتہادیہ ظنی اند کہ مفید عمل اند نہ مثبت اعتقاد کہ منکر اینہا کافر گردد مگر اجتماع مجتہدان
بر ان حکم منعقد شود این زمان مثبت اعتقاد نیز باشند و نختم المکتوب بالخاتمۃ الحسنۃ فی فضائل اہل بیت الرسول علیہ وعلی آلہ وعلیہم
الصلوٰۃ والسلام والبرکات والتحیات روی ابن عبد البر انہ قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام من احب علیا فقد
احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ واخرج الترمذی والحاکم وصححہ
عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم
لنا قال علی منہم یقول ذلک ثلثا وابو ذر والمقداد وسلمان اخرج الطبرانی والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی
عنہ انہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النظر الی علی عبادۃ اسنادہ حسن واخرج الشیخان عن البراء رأیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم والحسن علی عاتقہ وہو یقول علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اللہم انی احبہ فاحبہ واخرج البخاری عن
ابی بکر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن الی جنبہ ینظر الی الناس مرۃ والیہ مرۃ ویقول
ان ابنی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین اخرج الترمذی عن اسامۃ بن زید قال رأیت النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم وحسن وحسین علی ورکہ فقال ہذان ابنای وابنا ابنتی اللہم انی احبہما فاحبہما واحب من یحبہما
اخرج الترمذی عن انس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای اہل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین
وروی المسور بن المخرمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی
ما ارابہا ویوذینی ما اذاہا واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی فاطمۃ احب الی منک

احکام را از انجا استنباط خواهند نمود و تخصیص ذکر کتاب الله تواند بود که برای آن باشد که بقرائن معلوم کرده باشند این حکم را
که در صدد نوشتن اند ماخذ آنها در کتاب است نه در سنت تا ذکر سنت نموده آید پس منع حضرت فاروق از جهت شفقت
و مهربانی بوده که آن حضرت در شدت وجع بامری تصدیع نکشند چنانکه امر ایشان آنسرور علیه و علی آله الصلوة والسلام نیز برای
استحسان بوده نه وجوب تا دیگران از رنج استنباط آن آسوده باشند و اگر امر ایشان از برای وجوب بودی در تبلیغ آن مبالغه فرمودی
و بمجرد اختلاف اعراض از آن نمودی **سوال** حضرت فاروق در آنوقت گفته اهجر استفهموه مراد از آن چه باشد **جواب** حضرت
فاروق شاید در آنوقت فهمیده باشد که این کلام از ایشان بواسطه وجع بی‌قصد و اختیار واقع شده است چنانچه از لفظ اکتب متوهم
میشود چه آن سرور گاهی چیزی ننوشته است و ایضاً فرموده لن تضلوا بعدی هرگاه دین کامل شده باشد و نعمت تمام گشته و رضای مولی
بان پیوسته ضلالت بعد آن چه صورت خواهد داشت و در یکساعت چه خواهند نوشت که دفع ضلالت کند آنچه در بیست و سه سال نوشته شده
است مگر کافی نیست و دفع ضلالت نمیکند و در یکساعت با وجود شدت مرض چیزی نویسند که دفع ضلالت نماید ازینجا حضرت فاروق
دانسته باشد که این کلام بنابر بشریت بی‌قصد ایشان بر زبان رفته است تحقیق این معنی بکنید و تجدید استفسار آن نمائید درین سخن
اختلاف بلند گشت حضرت پیغمبر فرمودند که برخیزید و مخالفت مکنید که نزاع در حضور پیغمبر مستحسن نیست دیگر از آن مقوله سخن نفرمودند و از
دوات و قرطاس یاد نکردند باید دانست که اختلافی اصحاب کرام در امور اجتهادیه با آن سرور علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات مینمودند
اگر عیاذاً بالله سبحانه شائبه هوا و تعصب می داشت بزمره اهل ارتداد میکشید و سر از ربقه اهل اسلام بیرون می نمودند چه سوء ادب
و سوء معاشرت با آنسرور کفر است علیه و علیهم الصلوات والتحیات اعاذنا الله سبحانه منه بلکه این اختلاف بنابر امتثال امر فاعتبروا بوده
است زیرا که شخصی که پایه اجتهاد داشته باشد در احکام اجتهادیه او را تقلید اجتهاد و رای دیگری نمودن خطا است و منهی عنه آری
در احکام منزله که رای و اجتهاد را در آن مدخل نیست غیر تقلیدی آنجا گنجایش ندارد و ایمان و انقیاد آنها واجب غایة فی الباب
اصحاب قرن اول از تکلفات بری بودند و از آرایش عبارات مستغنی اهتمام ایشان باصلاح باطن بوده است و ظاهر ایشان از نظر ایشان
مطروح و غیر ملحوظ بوده و مراعات آداب در آن قرن باعتبار حقیقت و معنی بود نه باعتبار صورت و لفظ امتثال امر رسول علیه و علی
آله الصلوات والسلام کار ایشان بود و اجتناب از نامرضیات آنسرور علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات معامله شان آبا و امهات و اولاد و
ازواج خود را فدای آن سرور نموده بودند علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات از کمال اعتقاد و اخلاص لعاب مبارک آن سرور علیه و علیهم الصلوات
والتحیات نمیگذاشتند که بر زمین افتد بلکه در رنگ آب حیات تبرکاً فرو میبردند و قصد خوردن خون مبارک و را بعد از فصد از کمال اخلاص مشهور و
معروف است اگر عبارتی که موهم سوء ادب است نخست دانسته این قرون که بری از کذب و اختراع است از آن بزرگواران صادر شود و نسبت با آن سرور
علیه و علی آله الصلوة والسلام بد ظن نیک فرود باید آورد و در تحصیل عبارت باید رفت الفاظ هر قسم که باشد ملحوظ نباید ساخت

باین کلمه گرویده باشند و ذره ایمان حاصل نموده مع ذلک برسوم کفر و رذائل شرک مبتلا گشته امید است که بشفاعت این کلمه از
عذاب بیرون آید و از خلود دوزخ نجات یابد چنانچه در رفع عقوبات سائر کبائر این امت شفاعت محمد رسول الله صلی الله
تعالی علیه وعلی آله وسلم انفع داوخل است و آنکه گفتم کبائر این امت زیرا که در امم سابقه ارتکاب کبائر کمتر است بلکه امتزاج رسوم
کفر و رذائل شرک نیز اندک بیشتر محتاج شفاعت این امت است در امم سابقه جمعی بر کفر مصر بودند و جمع دیگر ایمان باخلاص آورده
و امتثال اوامر نموده هالک میگشت این امت پر گناه اگر طفیل کلمه طیبه شفیع ایشان نمی بود و طفیل خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوات
والتحیات شفاعت ایشان نمی نمود بلکه زینت در رب غفور آنقدر بعفو و غفران حق جل وعلا که در شان این امت بکار خواهد رفت معلوم
نیست که در شان جمیع امم ماضیه بکار رود و بوده و نه رحمت را گویا برای این امت بجز ذنوب ذخیره ساخته اند ع که مستحق
کرامت گناهکارانند ﴿ و چون حق سبحانه و تعالی عفو و مغفرت را دوست میدارد و هیچ ماده از برای عفو و مغفرت برابر این امت
پر تقصیر نیست لاجرم این امت خیر الامم گشت و کلمه طیبه که شفاعت کننده ایشان است افضل الذکر آمد و پیغمبر شفیع ایشان
سید الانبیا خطاب یافته علیه وعلیهم الصلوات والتحیات اولئک یبدل الله سیئاتهم حسنات وکان الله غفورا رحیما بلی ارحم الراحمین
چنین باشد و اکرم الاکرمین چنین بود ع با کریمان کارها دشوار نیست ﴿ وکان ذلک علی الله یسیرا ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا
فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ﴿ و نیز از فضائل این کلمه بشنو قال رسول الله صلی الله تعالی علیه و
علی آله وسلم وبارک من قال لا اله الا الله دخل الجنة کوته نظران تعجب دارند که بیک کلمه گفتن لا اله الا الله چگونه دخول جنت
میسر شود از برکات این کلمه طیبه واقف نیستند محسوس این فقیر شده است اگر تمام عالم بیک گفتن این کلمه طیبه بخشند و به بهشت
فرستند گنجایش دارد و مشهود میگردد که برکات این کلمه مقدسه را اگر تمام عالم قسمت کنند تا ابد الآباد همه را کفایت کند و همه را
سیراب گرداند فلیعت که باین کلمه طیبه مقدسه محمد رسول الله جمع شود و تبلیغ بتوحید انتظام یابد و رسالت با ولایت قرین
گردد مجموعه این دو کلمه جامع کمالات ولایت و نبوت است و هادی سبیل این هر دو سعادت است که ولایت را از ظلمات
ضلال پاک سازد و نبوت را بدرجه علیا رساند اللهم لا تحرمنا من برکات هذه الکلمة الطیبة وثبتنا علیها وامتنا علی تصدیقها
واحشرنا مع المصدقین لها وادخلنا الجنة بحرمتها وبحرمة مبلغها علیه وعلیهم الصلوات والتحیات والتسلیمات والبرکات ایضا چون
نظر و قدم واپس مانده و پر و بال همت فرو ریزد و معامله بغیب صرف افتد در آن موطن جز بپای کلمه طیبه لا اله الا الله محمد رسول الله
نتوان رفت و جز در کنار این کلمه مقدسه قطع آن مسافت نتوان نمود و بیک گفتن کلمه طیبه رونده آن موطن هم بامداد
و اعانت حقیقت این کلمه مقدسه یک گام راه از آن مسافت قطع مینماید و از خود دور و بحق جل وعلا نزدیک می افتد
و هر جزوی از آن مسافت باضعاف زیاده است تمام دائره عالم امکان پس از اینجا فضیلت این ذکر باید دریافت

وانت اعز علی منہا وعن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت ان الناس یتحرون بہدایاہم یوم عائشۃ یبتغون بذلک مرضاۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقالت ان نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کن حزبین فحزب فیہ عائشۃ وحفصۃ
وصفیۃ وسودۃ والحزب الآخر ام سلمۃ وسائر نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فکلم حزب ام سلمۃ فقلن لہا کلمی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یکلم الناس فیقول من اراد ان یہدی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلیہد الیہ حیث کان فکلمتہ فقال لہا لا
تؤذینی فان الوحی لم یاتنی وانا فی ثوب امراۃ الا عائشۃ قالت اتوب الی اللہ سبحانہ من ذلک یا رسول اللہ ثم انہن دعون فاطمۃ
فارسلن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکلمتہ فقال یا بنیۃ الا تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ہذہ وعن عائشۃ رضی
اللہ تعالی عنہا قالت ما غرت علی احد من نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رایتہا ولکن کان یکثر ذکرہا
وربما ذبح شاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کانہ لم یکن فی الدنیا امراۃ الا خدیجۃ فیقول انہا کانت
وکانت وکان لی منہا ولد وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم العباس منی و
انا منہ واخرج الدیلمی عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی واخرج
الحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم قال خیرکم خیرکم لاہلی من بعدی واخرج
ابن عساکر عن علی کرم اللہ تعالی وجہہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم قال من صنع الی اہل بیتی یدا کافاتہ علیہا یوم
القیمۃ واخرج ابن عدی والدیلمی عن علی رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم قال اثبتکم علی الصراط
اشدکم حبا لاہل بیتی ولاصحابی ۔ الٰہی بحق بنی فاطمہ ۔ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ ۔ اگر دعوتم رد کنی ور قبول ۔ من و دست
و دامان آل رسول ۔ صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وعلی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ الکرام المقربین وعلی سائر
عباد اللہ الصالحین اجمعین

مکتوب سی و ہفتم بفقیر حقیر عبدالحی کہ جامع این مکتوبات شریفہ است صدور یافتہ در بیان
فضائل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ و ما یناسب ذلک بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ ہیچ چیز در تسکین غضب رب جل وعلا سلطانہ
ازین کلمہ طیبہ نافع تر نیست ہرگاہ این کلمہ طیبہ تسکین غضب دخول نار فرماید غضبہای دیگر خود دون وست بطریق اولی تسکین
آنہا نماید چرا تسکین ننماید کہ بندہ بتکرار این کلمہ طیبہ نفی ماسوی نمودہ از ہمہ رو گردانیدہ است و قبلہ توجہ معبود برحق راساختہ منشاء
غضب توجہات شتی بودہ کہ بندہ بآن مبتلا گشتہ بود و لیس مثلیس ہمینی را در عالم مجاز مشاہدہ نمائی چون مالکی از مملوکی در آزار باشد
و بر وی غضب نماید بندہ از حسن فشاء کہ دارد توجہ خود را از ماسوی مالک خود گردانیدہ تمام خود را متوجہ مالک گرداند این زمان ناچار
مالک را شفقت و مرحمت در حق مملوک خود پیدا گردد و غضب و آزار مرتفع شود و این کلمہ طیبہ را کلید خزینہ بودنہ رحمت کہ برای آخرت
ذخیرہ فرمودہ است میباید و میداند کہ تشفیع تری از برای رفع ظلمات کفر و کدورات شرک ازین کلمہ طیبہ دیگری نیست یک تصدیق

این شخص نیز از زمرهٔ اصحاب است و ملحق بکمالات انبیا علیهم الصلوات والبرکات در حق او مگر فرموده علیه و علی آله
الصلوة والسلام لا یدری اولهم خیر ام آخرهم هر چند فرموده علیه و آله الصلوة والسلام خیر القرون قرنی لا یدری
این را باعتبار قرون گفته و آنرا باعتبار اشخاص والله سبحانه اعلم لیکن اجماع اهل سنت است بر افضلیت شیخین
و بعد از انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات کسے نیست که بر ابوبکر سبقت کرده باشد اسبق سابقان این امت اوست و
اقدم پیشیان این امت حضرت فاروق بتوسل او بدولت افضلیت مشرف گشته است و بتوسط او از دیگران
بالا گذشته از ینجاست که فاروق را خلیفهٔ صدیق میگفتند و در خطبه خلیفهٔ رسول الله نمیخواندند شهسوار این معامله
حضرت صدیق است رضی الله عنه و حضرت فاروق رضی الله عنه ردیف اوست خوش ردیفے که شهسوار مرافقت نماید و با خصائص وصاف او
مشارکت فرماید بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که سابقان از احکام یمین و شمال خارج اند و از معاملات ظلمانی و نورانی فوق
کتاب ایشان ورای کتاب یمین و کتاب شمال است و محاسبهٔ شان ورای محاسبهٔ اصحاب یمین و اصحاب شمال کار و بار
ایشانان علیحده است و غنج و دلال با ایشان جدا اصحاب یمین در رنگ اصحاب شمال از کمالات شان چه دریابند و ارباب
ولایت در رنگ عامهٔ مومنان از اسرار ایشان چه فرا گیرند حروف مقطعات قرآنی رموز اسرار شان است و متشابهات
فرقانی کنوز مدراج وصول ایشان حصول باصل ایشانرا از ظل فارغ ساخته است و ارباب ظلال را از حریم خاص
ایشان دور و دور داشته مقربان ایشان اند و روح و ریحان نصیب شان ایشان اند که بفزع اکبر اندوهگین نمیگردند و باهوال
قیامت در رنگ دیگران از جا نمیروند اللهم اجعلنا من محبیهم فان المرء مع من احب بصدقة سید المرسلین علیه و علی
آله و علیهم الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات **مکتوب چہلم** بمولانا بدرالدین صدور یافته در بیان
فرق حجب که باعتبار شهود است نه باعتبار وجود و ما یناسب ذلک الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی
خرق حجب اسما و صفات و شیونات و اعتبارات از حضرت ذات تعالی و تقدس دو قسم است خرقی است که باعتبار
شهود و خرق وجودی ممتنع است و خرق شهودی ممکن بلکه واقع هر چند نصیب اقل قلیل و اخص خواص بود و آنچه
در خبر آمده است ان لله سبعین الف حجاب من نور و ظلمة لو کشف لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه
مراد ازین کشف و خرق خرق وجودی ست که ممتنع است و آنچه این فقیر در بعضی رسائل خود نوشته است از خرق
جمیع حجب از حضرت ذات تعالی و تقدس مراد از ان خرق خرق شهودیست چنانچه حضرت حق سبحانه و تعالی
شخصے را بصارت کرامت فرماید که ماورای حجب و استار اشیای مستوره را ببیند درینجا خرق حجب و استار
باعتبار شهود است نکته ازینجا معلوم شد که آنچه این فقیر نوشته است از جواز خرق منافی جزم علما بعدم جواز خرق حجب

که تمام دنیا را در جنب آن هیچ مقداری و احساسی نیست کالعدم حکم قطره داشت نسبت بدریای محیط عظمت
این کلمه طیبه باعتبار درجات گوینده است هرچند درجه گوینده بیشتر ظهور این عظمت بیشتر ع یزیدک وجهه حسنا ٭ اذا
ما زدته نظرا ٭ آرزوی در دنیا معلوم نیست که برابر این باشد که کسی در گوشه خزیده باشد و تکرار این کلمه طیبه متلذذ
و محظوظ بود اما چه توان کرد جمیع آرزوها میسر نیست و از غفلت و اختلاط خلق چاره نه ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی
کل شیئ قدیر سبحان ربک رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین

مکتوب سی و هشتم بحاجی یوسف کشمیری صدور یافته در بیان آنکه اهل الله را در باطن برابر خردله تعلق بدنیا
نیست هرچند ظاهرا بدنیا و اسباب دنیاوی تشبث نمایند و ما یناسب ذلک ٭ الحمد لله و سلام علی عباده الذین
اصطفی معرفة خدا جل سلطانه بر آنکس حرام که برابر خردله در باطن او محبت دنیا بود و یا باطن او را اینقدر تعلق
بدنیا باشد و یا این مقدار خاطری از دنیا در باطن او خطور کند مانند که ظاهر او که از باطن بمراحل جدا افتاده است
و از آخرت بدنیا آمده و اختلاط بمردم پیدا کرده لحصول المناسبة المشروطة فی الافادة والاستفادة اگر
سخن از دنیا گوید و باسباب دنیوی تشبث نماید گنجایش دارد و هیچ مذموم نبود بلکه محمود بود تا حقوق عباد معطل نشود
و طریق افاده و استفاده مسدود نگردد پس باطن این شخص بهتر از ظاهر اوست حکم جو نمای گندم فروش دارد مردم
ظاهربین در رنگ خودها او را گندم نمای و جو فروش تصور می نمایند و ظاهر او را از باطن او بهتر می دانند و خیال
می کنند که بظاهر بی تعلق وا می نماید و بباطن گرفتار است ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین والسلام
علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات العلی

مکتوب سی و نهم بسید عبد الباقی سارنگپوری صدور یافته در بیان اصحاب یمین و اصحاب شمال و سابقان و ما یناسب ذلک

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی بدان ارشدک الله تعالی که اصحاب شمال
اصحاب حجب ظلمانی اند و اصحاب یمین اصحاب ارباب حجب نورانی سابقان آنند که ازین حجب و ازان حجب
برآمده اند و یک قدم بر شمال و قدم دیگر بر یمین نهاده گوی سبقت بمیدان اصل برده اند و از ظلال امکانی
و ظلال وجوبی بالا گذشته و از اسم و صفت و از شان و اعتبار جز ذات نخواهند تعالی و تقدس اصحاب شمال
ارباب کفر و شقاوت اند و اصحاب یمین اهل اسلام و ارباب ولایت اند و سابقان بالاصالة انبیا اند علیهم
الصلوات والتسلیمات و بتبعیت هر کرا بااین دولت مشرف سازند این دولت بیشتر بتبعیت در اکابر اصحاب
انبیا است علیهم الصلوات والتحیات و بر سبیل قلت و ندرت در غیر اصحاب نیز متحقق است و فی الحقیقة

فساحت احوال و اطوار خود را در عالم مثال که از جملهٔ آفاق است مشاهده مینماید و انتقال خود را درین عالم از بیئتی
بهیئتی می بیند گویا سیر در آفاق دارد بظاهر اما این سیر فی الحقیقة سیر در انفس سالک است و حرکت کیفی است در
اوصاف و اخلاق او اما چون از دوربینی مطمح نظر او آفاق است نه انفس سیر نیز بآفاق منتسب گشت تمامی این سیر
که به آفاق منسوب است تمامی سیر الی الله قرار داده اند و فنا را مربوط باین سیر داشته و تعبیر سلوک باین سیر نموده
بعد ازین سیری که واقع شود آنرا سیر انفسی مینامند و آنرا سیر فی الله نیز گویند و بقای بالله در نمو وطن اثبات مینمایند
و درین مقام حصول جذبه بشریت سلوک میدانند چون لطائف سالک در سیر اول تزکیه یافته اند و از کدورات بشریت
وارسته قابلیت آن پیدا کرده اند که ظلال و عکوس اسم جامع که رب اوست در مرایای این لطائف ظاهر گردند
و این لطائف موارد تجلیات و ظهورات جزئیات آن اسم جامع باشند این سیر را سیر انفسی برای آن نامند که
انفس مرایای ظلال و عکوس اسما گشته است تا آنکه سیر سالک در انفس است چنانچه در سیر آفاقی گذشت باعتبار
مرآتیت آنرا سیر آفاقی گفته اند نه آنکه سیر در آفاق است درین سیر فی الحقیقة سیر ظلال اسما است در مرایای انفس
لهذا این سیر را سیر معشوق در عاشق گفته اند ع آئینه صورت از سفر دور است ٭ کان پذیرای صورت از نور است
این سیر را سیر فی الله باین اعتبار توان گفت که گفته اند سالک درین سیر متخلق باخلاق الله میگردد و از خلقی بخلقی
دیگر انتقال مینماید زیرا که مظهر را از بعضی اوصاف ظاهر نصیب است و لو فی الجملة پس گویا سیر در اسماء او تعالی
متحقق گشت انیست نهایت تحقیق اینمقام و تصحیح این کلام صاحب مقام تا چه حال داشته باشد و متکلم کلام را تا چه مراد
بود هر کس باندازهٔ فهم و دریافت خود چیزی میگوید متکلم از کلام خود اراده معنی می نماید و سامع از همان کلام معنی دیگری میفهمد
ایشان سیر انفسی را بی تکلف سیر فی الله میگویند و بی تحاشی آنرا بقا بالله می نامند و مقام وصال و اتصال می انگارند
و این اطلاقات برین فقیر بسیار گران می آید لاجرم در تصحیح و توجیه آن ارتکاب تحمل تکلف نموده می آید که پارهٔ ازان
تحمل از کلام ایشان ماخوذ است و پارهٔ از راه افاضه و الهام آمده در سیر آفاقی گویا تخلیه از رذائل حاصل شده
بود و درین سیر انفسی تحلیه اخلاق حمیده است چه تخلیه مناسب مقام فنا است و تحلیه مناسب مقام بقا و این سیر انفسی
را نهایت ندانسته اند و بعدم انقطاع آن اگرچه عمر ابدی میسر شود حکم نموده و گفته اند که شمائل و اوصاف محبوب
را نهایت نیست پس لایزال در مرآت سالک متخلق تجلی صفاتی از صفات او خواهد بود کمالی از کمالات او خواهد شد
پس انقطاع کجا بود و نهایت چگونه مجوز باشد گفته اند ع ذرهٔ گر بس نیک در بس بد بود ٭ گرچه عمری تک زند در
خود بود ٭ و برین فنا و بقا که بسیر آفاقی و سیر انفسی حاصل شده اطلاق اسم ولایت مینمایند و نهایت کمال را تا اینجا

نیست آن حرق دیگر است این خرق دیگر فلا تکن من الممترین والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات العلی

مکتوب چهل و یکم بشیخ فرید بخاری تیسیری صدور یافته در بیان آنکه بمراتب نهایت النهایة مرتبه پیش می آید که هر ذرهٔ آن موطن با ضعاف مضاعف زیاده از تمام دائرهٔ امکان بود و ما ینا سب ذلک

بعنایة الله سبحانه و بصدقه حبیبه علیه وعلی آله الصلوة والسلام در وقت عروج بمراتب نهایت النهایة مرتبه پیش آید که هر ذرهٔ آن موطن با ضعاف مضاعف زیاده از تمام دائرهٔ امکان بوده پس اگر ذرهٔ از ان موطن سلوک نموده قطع کرده شود گویا زیاده از اضعاف دائرهٔ امکان قطع میسر شده باشد فکیف که کسی مسافه طویله را از ان مرتبه طی کرده باشد پس معلوم شد که دائرهٔ امکان را نسبت بمراتب وجوب فما فوقها هیچ مقداری نیست کاشکی حکم قطرهٔ داشت نسبت بدریای محیط پس ناچار نفوت پای خویش بکوی دوست نتوان رسید و بچشم خود او را نمیتوان دید لا تحمل عطایا الملک الا مطایاه

مکتوب چهل و دوم بخواجه جمال الدین حسین ولد مرزا حسام الدین احمد در بیان انحصار نمودن صوفیه سیر را در آفاق و انفس و اثبات نمودن تخلیه و تحلیه را در ان سیر و منع نمودن حضرت ایشان قدس سره این معنی را و نهایت النهایة را بیرون انفس و آفاق اثبات فرمودن بعنایة الله سبحانه

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آله الکرام واصحابه العظام الی یوم القیام فرزند عزیز اسعدک الله تعالی فی الدارین بگوش هوش بشنو که چون سالک بعد از تصحیح و تخلیص نیت بذکر الهی جل سلطانه اشتغال نماید و ریاضات شاقه و مجاهدات شدیده پیش گیرد و تزکیه حاصل کند و از صفات رذیله او باخلاق حسنه تبدیل یابد و توبه و انابت او را میسر گردد و حب دنیا از دل او بیرون رود و صبر و توکل و رضا حاصل آید و این معانی حاصله خود را تبدریج و ترتیب در عالم مثال مشاهده نماید و خود را از کدورت بشریه از رذائل صفات آن پاک مصفا بیند گویا سیر آفاقی را تمام کرده باشد جمعی ازین طائفه در تمام احتیاط ورزیده اند و هر لطیفهٔ از لطائف سبعهٔ انسانی را در عالم مثال بصورت نوری از انوار مناسبهٔ آن قرار داده اند و علامت صفائی هر لطیفهٔ آن ظهور همی و نوری ازان انوار مثالی مقرر داشته اند و این سیر را از لطیفهٔ قلب ابتدا نموده تبدریج و ترتیب تا لطیفهٔ اخفی که منتهای لطائف است رسانیده اند مثلاً علامت صفاء قلب سالک را ظهور آن قلب داشته اند و در مثال بصورت نور سرخ و علامت صفای روح را بصورت نور زرد قرار داده علی هذا القیاس پس حاصل سیر آفاقی آن شد که سالک تبدیل اوصاف و تغیر اخلاق خود را در مرایای عالم مثال مشاهده نماید و زوال ظلمات و کدورات خود را در ان عالم احساس کند تا یقینی به صفائی خود او را حاصل آید و علی تزکیه خود او را ثابت گردد چون سالک درین سیر ساعة

چون بود پس او از آفاق و انفس او باید گذشت و او را سبحانه ماورای آفاق و انفس باید جست و همچنین در دائره امکان چه
آفاق و چه انفس چنانچه ذات او را سبحانه گنجائی نیست اسما و صفات او را تعالی نیز گنجایش نه هر چه در آنجا ظاهر است ظلال
و عکوس اسما و صفات اوست تعالت و تقدست و شبح و مثال آنهاست بلکه ظلیت اسما و صفات و مثالیت اینها نیز بیرون آفاق
و انفس است اینجا بیش از تعبیه نیست و زیاده از انتقاش قدرت نه ظهور کرا و تجلی کجا زیرا که اسما و صفات او سبحانه در رنگ
ذات او تعالی بیچون و بیچگونه اند و بی شبه و نمونه تا از آفاق و انفس بیرون نروی معنی ظلیت اسما و صفات او سبحانه تعالی
نه دانی فکیف الوصول الی الاسماء والصفات تعالت و تقدست عجائب کاروباری است اگر سخنی از معلومات و مکشوفات یقینیه
خود بگویم که موافق مذاق مشائخ نباشد و مطابق مکتوبات ایشان نبود از من که باور دارد و که قبول کند و اگر نگویم تستر نمایم تجویز
التباس حق بباطل کرده باشم و تجویز اطلاق مالایجوز علی الحق تعالی و تقدس نموده بضرورت آنچه حق است و شایان جناب
قدس او ست تعالی اظهار مینمایم و آنچه نامناسب جناب قدس او ست سبحانه و تعالی آنرا سلب میکنم و از خلاف دیگران
باک ندارم و غم نخورم و مخالفت دیگران وقتی متحقق شود که در معامله خود مذبذب و آثم و در مکشوف خود مشتبه باشم هرگاه در
رنگ فلق صبح حقیقت کار را وا نمایند و در رنگ قمر لیلة البدر معامله اصل را واضح سازند و از ظلال تمام بگذرانند و از شبیه
و مثال بالا برند اشتباه کجا بود و تذبذب کرا باشد حضرت خواجه ما قدس سره میفرمودند که علامت صحت احوال حصول یقین
است بر کمال و ایضاً تذبذب و اشتباه چگونه صورت بندد که بعنایت بی غایت او تعالی اطلاع بر تفصیل احوال مقرره این بزرگواران
میسر شده است و معارف این توحید و اتحاد و احاطه و سریان مکشوف گشته و حقیقت مکشوف و مشهود ایشان بحصول پیوسته
و دقائق علوم و معارف ایشان بوضوح انجامیده تا مدتها در هر مقام اقامت ورزیده و بتعلیل و تکثیر شان الا ما شاء الله
تعالی وا رسیده و آخر الامر بفضل خداوندی جل سلطانه ظاهر گشت که اینهمه شعبده های ظلال است و گرفتاری شبه و مثال
مطلوب ماورای ماورای اینهاست مقصود ماسوای سوای ایشان ناچار روی از همه تافته متوجه جناب قدس بیچون گشت و از همه
بدایع چند و چون قسم ست مبرا شد انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین اگر معامله نه چنین
بودی هرگز بخلاف مشائخ لب نگشادمی و بظن و تخمین با ایشان مخالفت نکردمی و الیوم این خلاف اگر بذات و صفات
واجبی جل سلطانه تعلق داشتی و سخن از تقدیس و تنزیه او تعالی نبودی البته اظهار خلاف مکشوف این اکابر بوقوع
نیامدی و سخن از مخالفت عزم ایشان بحصول نه پیوستی که من کمینه خوشه چین خرمنهای و دل ایشانم و هم ذسیلی
ذله بردار خوانهای نعم اینها مکرر اظهار مینمایم که ایشان اند که بانواع تربیت مرا مربی ساخته اند و باصناف کرم و
احسان مرا منتفع گردانیده اما چه توان کرد که حقوق خداوندی جل سلطانه فوق حقوق ایشانست چون بحث بذات و

میدانند بعد ازان اگر سیر شد نزد ایشان سیر رجوعی است که معبر است بسیر عن الله بالله و همچنین سیر رابع را که آنرا
سیر فی الاشیاء بالله گفته اند نیز منزول تعلق دارد و این دو سیر را برای تکمیل و ارشاد قرار داده چنانچه آن دو سیر
برای حصول نفس ولایت و کمال است و جمعی گفته اند که هفتاد هزار حجب که در خبر آمده است ان لله سبعین الف حجاب من
نور و ظلمة در سیر آفاقی خرق میباید چه در هر لطیفهٔ از لطائف سبع ده ده هزار حجب خرق میگردد چون آن سیر بتمامی رسد و حجب
بتمامها مرتفع گردد و سالک بسیر فی الله متحقق شود و بمقام وصل برسد انیست حاصل سیر و سلوک ارباب ولایت و
نسخهٔ جامعه کمال و تکمیل ایشان و درینباب آنچه برین فقیر بمحض فضل و کرم خداوندی جل سلطانه ظاهر ساخته اند و
وبه آن تسلیک فرموده اظهار للنعمة و شکر للعطیة تسوید مینماید فاعتبروا یا اولی الابصار بدان ارشدک الله تعالی و هداک
سواء الصراط حضرت حق سبحانه و تعالی که چون و بیچگون است چنانچه ورای آفاق است ورای انفس است نیز لیس سیر آفاقی
را سیر الی الله گفتن و سیر انفسی را سیر فی الله نامیدن معنی ندارد بلکه هر دو سیر آفاقی و انفسی داخل سیر الی الله است سیر
فی الله سیریست که بیرون از آفاق و انفس بعیدا ست و ورای ورای اینها است عجب معامله ایست سیر فی الله که سیر انفسی قرار
داده اند و آن سیر را بی نهایت گفته اند و عمر ابدی قطع آن مجوز نداشته چنانکه گذشت و چون انفس در رنگ آفاق دائرهٔ
امکان است برین تقدیر قطع دائرهٔ امکان ممکن نباشد فلا جرم یکون الحرمان دائما والخسران سرمدا و لا یتحقق الفناء ابدا و لا
یتصور البقاء حینئذ فکیف الوصل و الاتصال و کیف القرب و الکمال سبحان الله هر گاه بزرگان از آب سراب کفایت کنند
و الی الله را فی الله انگارند و امکان را وجوب تصور کنند و چون را بیچون تعبیر فرمایند از خردان و پست فطرتان چه گله نماید و چها
شکایت کند چه بلا شد نفس را بکدام اعتبار حق گفته اند جل و علا که سیر آنرا با وجود عدم نهایت بی نهایت انگاشته ظهور
اسما و صفات واجبی جل سلطانه در مرآت سالک که درین سیر انفسی قرار داده اند آن ظهور ظهور ظلی از ظلال اسما و صفات
است نه ظهور عین اسما و صفات چنانچه تحقیق این معنی در آخر این مکتوب تحریر خواهد یافت ان شاء الله تعالی چکنم و چگونه
این سوء ادب را با وجود علم و تمیز بجناب قدس او تعالی جائز دارم و در ملک او تعالی غیر او را سبحانه شریک سازم
هر چند حقوق این اکابر قدس الله تعالی اسرارهم بر ذمهٔ خود لازم میدارم که بانواع تربیت مربی ایشانم اما حقوق
حضرت واجب الوجود جل سلطانه فوق جمیع حقوق ایشان است و تربیت او تعالی فوق تربیتهای دیگران بحسن
تربیت او تعالی ازین ورطه نجات یافته ام و در ملک مقدس او تعالی غیر او را سبحانه شریک نساخته الحمد لله الذی
هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله او تعالی بیچون و بیچگونست و هر چه بملغ چونی و چندی متسم است از جناب او
تعالی مسلوب است بیش مرایای آفاق و مجالی انفس او را سبحانه گنجایش نباشد و هر چه درینها ظاهر گردد در رنگ مظاهر چندو

بہ تسلیک آن مشرّف ساختہ اندرا ہیست کہ جامع جذبہ وسلوک است وتخلیہ وتجلیہ آنجا باہم جمع اند وتصفیہ وتزکیہ
درآنموطن بایکدیگر مقترن وسیر انفس دریں المقام متضمن بسیر آفاق است در عین تصفیہ تزکیہ است ودر عین تخلیہ تجلیہ و نفس جذبہ
محصل سلوک است و انفس شامل آفاق لیکن تقدم ذاتی بر تجلیہ وجذبہ راست و تصفیہ بر تزکیہ سبقت ذاتی است ملحوظ نظر
انفس است نہ آفاق پس ناچار درین طریق راہ اقرب گشت و بوصول نزدیکتر شد بلکہ گوئیم کہ این طریق البتہ موصل است
و احتمال عدم وصول آنجا مفقود است از حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ استقامت مسالت باید نمود و فرصت باید طلبید و آنکہ
گفتم کہ این طریق البتہ موصل است زیرا کہ اول قدم این راہ جذبہ است کہ بد ہلیز وصول است و مواقع توقفات یا منازل
سلوک است یا مواطن جذباتی کہ متضمن سلوک نباشد و در ینطریق ہر دو مانع مرتفع است زیرا کہ سلوک طفیلی است کہ در ضمن جذبہ
بحصول پیوند و پس اینجا سلوک خالص است و نہ جذبہ ابتر تا سد راہ گردد و این طریقے ست کہ شاہ راہ انبیا است علیہم
الصلوات والتسلیمات این بزرگواران ازین راہ بمنازل وصول علیٰ تفاوت مراتب درجاتہم رسیدہ اند و آفاق و انفس
رابیک گام قطع کردہ گام دیگر بماوراء آفاق و انفس بنہادہ اند و معاملہ را از سلوک وجذبہ فوق بردہ زیرا کہ نہایت سلوک
تا نہایت سیر آفاقی است و نہایت جذبہ تا نہایت سیر انفسے و چون سیر آفاقی و انفسی بنہایت رسید معاملہ سلوک
وجذبہ تمام گشت بعد ازان نہ سلوک نہ جذبہ باین معنی فراخور فہم ہر مجذوب سالک و سالک مجذوب نیست زیرا کہ نزد
اینہا ماوراء آفاق و انفس قدمگاہی نیست اگر بالفرض عمر ابدی یابند در سیر انفس صرف نمایند و ہنوز آن را تمام
نتوانند بزرگے گوید ؎ ذرہ گر بس نیک ور بس بد بود ✿ گرچہ عمری تک زند در خود بود ✿ چنانچہ گذشت و دیگری
فرمایدو التجلی من الذات لایکون الا بصورۃ المتجلی لہ فالمتجلی لہ ما رای صورتہ فی مرات الحق و ما رای الحق و لا
یمکن ان یراہ باید دانست کہ پیران من و بخدا رہنمایان من کہ بتوسل ایشان درین راہ چشم واکردہ ام و بتوسط
شان ازین مقولہ لب کشادہ در طریقت سبق الف با از ایشان گرفتہ ام و ملکہ مولویت از توجہ شریفۂ شان
حاصل کردہ ام اگر علم دارم طفیل ایشان ست و اگر معرفت ست ہم اثر التفات ایشان طریق اندراج النہایۃ
فی البدایۃ ازین بزرگواران آموختہ ام و نسبت انجذاب بجہت قبولیت از ایشان اخذ نمودہ و بیک
نظر ایشان آن دیدہ ام کہ مردم در اربعین نہ بینند و بیک کلام شان آن یافتہ ام کہ دیگران در سنین نیابند
؎ آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین ✿ طعنہ زند بر دہمہ سخرہ کند بر چلہ ✿ خوش گفت آنکہ گفت ؎
نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند ✿ کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را ✿ از علو فطرت و سمو ہمت ابتدا سے
طریقت را از سیر انفسی قرار دادہ اند و سیر آفاقی را در ضمن آن سیر قطع نمودہ سفر در وطن در عبارت

صفات او تعالی افتد معلوم شد که اطلاق بعضے امور شایان جناب قدس نیست و تعالی در نیموطن سکوت ورزیدن
و از خلاف دیگران ترسیدن از دین و دیانت دور است و مقام بندگی و اطاعت آنرا برنتابد خلاف علماء مشائخ
رحمهم الله سبحانه در امور خلافیه مسئلة التوحید و غیرها از راه نظر و استدلال است خلاف این فقیر با ایشانان درین امور از راه
کشف و شهود علماء تقبیح این امور نمایند و این فقیر تحسین این امور بشبرها جمهور خلاف شیخ علاء الدوله در مسئله وحدت وجود بطور علماء
مفهوم میشود و تقبیح آن ناظر است هر چند راه کشف در آمده است چه صاحب کشف آنرا تقبیح نماند زیرا که این مسئله متضمن
احوال غریبه است و مشتمل بر معارف عجیبه غایة ما فی الباب اقامت در نیموطن مستحسن نیست و انتقال باین احوال و معارف زیبانه سوال
برین تقدیر مشائخ بر باطل باشند و حق ماورای مکشوف و مشهود ایشان بود جواب باطل آن نیست که محلی از صدق ندارد و در
ما نحن فیه منشاء این احوال و معارف غلبه محبت حق است سبحانه و استیلاء حب او تعالی بحیثیکه نام و نشان ماسوی را در نظر بصیرت
ایشان نگذارد و اسم و رسم غیر و غیریت را محو و متلاشی سازد و درینوقت ناچار بواسطه سکر و غلبه حال سوی را معدوم خواهد
دانست و موجود جز حق را نخواهد دید تعالی اینجا باطل چیست و بطلان کجا در نیموطن استیلاء حق است و بطلان باطل
این بزرگواران در محبت حق جل و علا خود را و غیر خود را در باخته اند و از خود و غیر خود نام و نشان نگذاشته نزدیک است
که باطل از شائبه ایشان بگریزد و اینجا همه حق است و برای حق است علماء ظاهرین از حقیقت ایشان چه دریابند و
غیر از مخالفت صوری چه فهمند و از کمالات ایشان چه فرا گیرند سخن درین است که ماورای این احوال و معارف کمالات دیگر
است که این احوال و معارف نسبت باین کمالات حکم قطره دارد نسبت بدریای محیط آسمان نسبت بعرش آید فرود ورنه
جیس عالیست پیش خاک تو دہ بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که آنچه در خرق حجب گفته اند که بسیر آفاقی حجب ظلمانی و نورانی بتمامها مرتفع
میگردند چنانچه گذشت نزد فقیر این سخن محل خدشه است بلکه خلاف آن ثابت شده و مشهود گشته که خرق حجب ظلمانی
منوط بطی جمیع مراتب امکان است که بسیر آفاقی و بسیر انفسی میسر است و خرق حجب نورانی بسیر اسماء و صفات واجبی است
تعالی و تقدس حتی لایبقی فی نظره اسم ولا صفة ولا شان ولا اعتبار فح تیسر له خرق الحجب النورانیة بتمامها فتشرف بالوصل العریانی
و ان کان هذا الوصل قبل حصوله و هذا الوصل عزوجود البس در سیر آفاقی معلوم نیست که نصف حجب ظلمانی خرق شده باشد
و خرق حجب نورانی آنجا چه صورت دارد غایة ما فی الباب در حجب ظلمانی مراتب متفاوتند که بسبب اشتباه میگردند
چه حجب نفسانی در ظلمت فوق حجب قلبی است مثلاً پس قلیل الظلمة اگر خود را بعنوان نورانیت نسبتی وانماید و ظلمانی
نورانی متخیل شود و فی الحقیقت ظلمانی است و نورانی نورانی حدید البصر سے یکے را بدیگرے خلط نکند و منشاء اشتباه
[illegible] ظلمت را نحوی حکم ننماید ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم و طریقی که این فقیر را

قدس خداوندی جلسلطانہ بجای آن گشت ناچار اوصاف رذائل واخلاق رویہ او بتمام مرتفع شدو متحلے
باخلاق حمیدہ گشت وبمقامات عشرہ متحقق آمد وانچہ بسیر آفاقی تعلق داشت بی مؤنتہ سلوک تفصیل وتعب ریاضات
ومجاہدات شدیدہ میسر شد زیرا کہ محبت تقاضای اطاعت محبوب مینماید وچون محبت بکمال رسید اطاعت بتمام
حاصل آمد وچون اطاعت محبوب بروجہ اتم باندازۂ قوت بشری حاصل گشت مقامات عشرہ میسر شد وبہمین سیر
محبوبی چنانچہ سیر آفاقی بدست آمد سیر انفسی نیز بانجام رسید زیرا کہ مخبر صادق فرمود علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
المرء مع من احب وچون محبوب ماورای آفاق وانفس است محب را نیز بحکم معیت از آفاق وانفس باید گذشت
پس ناچار سیر انفسی را نیز واپس گذارد ودولت معیت حاصل کند پس این بزرگواران بدولت محبت نہ با آفاق
کار دارند ونہ با نفس بلکہ آفاق وانفس تابع کار ایشان است وسلوک وجذبہ طفیلے معاملۂ شان سرمایۂ این
بزرگواران محبت است کہ اطاعت محبوب آنرا لازم است واطاعت محبوب مربوط باتیان شریعت است علی صاحبہا
الصلوۃ والسلام والتحیۃ کہ دین مرضی اوست تعالی پس علامت کمال محبت کمال اتیان شریعت آمد واتیان
کمال شریعت منوط بعلم وعمل واخلاص است اخلاصی کہ در جمیع اقوال واعمال صورت بندد ودر جمیع حرکات
وسکنات متصور باشد کہ نصیب مخلصے است بفتح لام مخلصان بکسور اللام ازین معاملہ چہ دریابند والمخلصون علے
خطر عظیم شنیدہ باشند برسر اصل سخن رویم وگوئیم کہ مقصود از سیر وسلوک وجذبہ وتصفیہ تطہیر انفس است از اخلاق ردیہ
واوصاف رذیلہ کہ رئیس آن ہمہ ذمائم گرفتاری است با نفس وحصول مرادات وہواہای انفس است پس از
سیر انفسی چارہ نبود واز صفات ذمیمہ بصفات حمیدہ رفتن گذر نہ وسیر آفاق خارج از مقصود است وغرض
معتدبہ بآن متعلق نیست زیرا کہ گرفتاری آفاق بواسطۂ گرفتاری انفس است چہ ہر چیز را کہ کسی دوست میدارد
بواسطۂ دوستی خود دوست میدارد اگر فرزند ومال را دوست می دارد برای تمتع وانتفاع خود دوست
می دارد وچون در سیر انفسی دوستی خود بواسطہ استیلاے محبت حق جل وعلا زائل گشت دوستی فرزند ومال
در ضمن آن نیز زائل شد پس سیر انفسی ضروری آمدہ وسیر آفاقی بطفیل در ضمن آن میسر گشت لہذا سیر انبیا علیہم
الصلوات والتسلیمات با نفس مقصود گشت وآفاقی بطفیل وضمن منقطع شد بلی سیر آفاقی ہم نیک است اگر فرصت
قطع آن بدہند وبے تخلل توقفات بانجام آن رسانند واگر فرصت قطع آن ندہند وبتوقفات بتلا
سازند نزدیک است کہ سیر آفاقی را داخل بالا یعنے شمردہ شود واز موانع حصول مطلوب اعتداد
نمودہ آید سیر انفسے ہر قدر کہ قطع کردہ شود مغتنم است کہ از سیئہ بحسنہ رفتن است نعمت عظیم است کہ

ایشان کنایت از سیر است در طریق این بزرگواران راه اقرب است و بوصول نزدیک تر و نهایت سیر دیگران
بدایت سیر ایشان است لهذا فرموده اند ما نهایت را در بدایت درج میکنیم بالجمله طریق این بزرگواران میان
سائر طرق مشائخ قدس اسرارهم جمیعهم بسیار عالی است و حضور و آگاهی ایشان توان گفت که فوق آگاهی های اکثر
شان است ازینجا است که فرموده اند نسبت ما فوق همه نسبتها است و از نسبت حضور و آگاهی مراد داشته اند لیکن
چون در ماوراء آفاق و انفس و ورای سلوک و جذبه ولایت اولیا را قدم گاهی نیست و گذرگاهی نه ناچار این بزرگواران
نیز بیرون از آفاق و انفس خبر نداده اند و از ماوراء سلوک و جذبه سخن نیز نیاورده بانداز کمالات ولایت میفرمایند اهل
الله بعد از فنا و بقا هر چه می بینند در خود می بینند و هر چه می شناسند در خود می شناسند و حیرت در ایشان در وجود
خود است و فی انفسکم افلا تبصرون سبحانه له الحمد و المنة که این بزرگواران هر چند از بیرون انفس خبر داده اند اما اگر
فنا را انفس هم بینند میخواهند که انفس را نیز در رنگ آفاق تحت لا سازند و بعلت غیریت نفی آن نمایند حضرت
خواجه بزرگ قدس سره میفرماید هر چه دیده شد و شنیده شد و دانسته شد آن همه غیر است بحقیقت کلمه لا نفی
آن باید کرد

نقشبندند ولی بند بهر نقش نیند ٭ هر دم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند

نقشبندانی ولیک از نقش پاک ٭ نقش ما هم گرچه پاک از لوح خاک

اینجا سری است باید دانست که نفی غیریت دیگر است
و انتفای غیریت دیگر شتان ما بینهما و آنکه گفتم که ولایت را بیرون جذبه و سلوک و آفاق و انفس قدم گاهی
نیست زیرا که ماورای این ارکان اربعه ولایت مبادی و مقدمات کمالات نبوت است که ولایت را از آن
شجره بلند بالا دست کوتاه است اکثر از اصحاب انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات و اقلی از سائر امم به تبعیت
و وراثت انبیا علیهم الصلوات و التحیات باین دولت مشرف گشته اند و باین راه جامع جذبه و سلوک قطع منازل
بعد نموده در ماورای سلوک و جذبه قدم نهاده اند و از دائره ظلال تمام بیرون رفته انفس را در رنگ آفاق
واپس گذاشته اند درین مقام تجلی ذاتی برقی که دیگران را کالبرق الخاطف است و ایشان را دائمی است
بلکه معامله این بزرگواران فوق تجلی است چه برقی و چه غیر برقی زیرا که نحوا از ظلیت می طلبند و نقطه از ظلیت برین
بزرگواران از کوه عظیم است بدایت کار این بزرگواران جذب و محبت الهی است جل سلطانه و چون بغایت
بغایت خداوندی جل سلطانه و عظم شانه محبت ساعة فساعة استیلا می یابد و قوت و غلبه پیدا می کند ناچار محبت
ماسوی درجه فدرجة رو بزوال می آرد و تعلق گرفتاری اغیار بتدریج مرتفع می گردد و چون صاحب دولتی
را باستیلای محبت خداوندی جل سلطانه محبت ماسوی بالکل زائل گشت و محبت و گرفتاری جناب

در انفس است و قطع تعلقات آفاق که در ضمن سیر نفسی صورت بیابد بسیر در آفاق است بخلاف سیر آفاقی
و سیر نفسی بطور دیگران که محتاج به تکلف اهلست چنانچه گذشت بلی هر جا حقیقت است از تکلف آزاد است
واللّٰه سبحانه الموفق بشنو بشنو ظهور اسما و صفات واجبی جل سلطانه در مرآت سالک که در سیر انفسی گفته اند
و آنرا تجلیه بعد تخلیه دانسته اند فی الحقیقت آن ظهور ظهور اسما و صفات نیست و تجلیه بعد تخلیه نه بلکه ظهور ظلی از ظلال اسما و
صفات است که محصل تجلیه است و مسہل تزکیه و تصفیه بیانش آنست که سبقت ازان طرف است که
مناسب ابتدائیت است اول ظهور ظلی از ظلال مطلوب در مرآت طالب بحصول می پیوندد تا ظلمات
و کدورات طالب را زائل گرداند و تصفیه و تزکیه او را حاصل کند بعد از زوال ظلمات و حصول تزکیه و
تصفیه که مربوط بتمامی سیر انفسی است تجلیه صورت می بندد و استعداد تجلیه پیدا میشود و شایان ظهور اسما و
صفات واجبی جل سلطانه میگردد پس در سیر انفسی تحصیل تجلیه است که منوط تزکیه و تصفیه است و تجلیه که در سیر
آفاقی متوهم شده بود صورت تجلیه بود نه حقیقت تجلیه تا در سیر انفسی حصول تجلیه و ظهور متصور شود چنانچه گفته اند
ازین بیان لازم آمد که پیوستن نیز بر گسستن مقدم است تا ظلی از ظلال مطلوب در مرآت سالک منعکس نشود
از گسستن غیر مطلوب متصور نباشد اما پیوستن باصل بعد از حصول گسستن است پس از مشائخ هر که پیوستن
را مقدم داشته است مراد ازان پیوستن ظلی باید داشت و هر که گسستن را بر پیوستن مقدم ساخته است مراد ازان
پیوستن باصل باید نمود تا نزاع فریقین بلفظ راجع گردد و شیخ ابوسعید خراز قدس سره درین مقام متوقف
است میگوید تا نرهی نیابی تا نیابی نرهی ندانم کدام پیش بوده معلوم گشت که یافت ظل از رهیدن است
و یافت اصل بعد از رهیدن فلا اشتباه چنانچه در وقت صبح پیش از طلوع آفتاب ظهور ظلال اشعه
آفتاب است تا عالم را از ظلمات خالی سازد و صفا بخشد بعد از زوال ظلمات و حصول صفا طلوع نفس
آفتاب است پس ظهور ظل آفتاب از زوال ظلمات سابق است و طلوع نفس آفتاب از زوال
ظلمات لاحق طلوع بادشاهان بعد از حصول تخلیه و تصفیه زیبا است هر چند تخلیه و تصفیه بی مقدم طلوع
شان متصور نیست فظهر الحق وارتفع النزاع و زال الاشتباه واللّٰه سبحانه الملهم مکتوب چهل و سیوم
بمولانا محمد فضل صدور یافته در بیان معنی آنکه گفته اند دران حضرت ذوق یافته است نیافت و در تحقیق
اندراج النهایة فی البدایة که خاصه این طریقه علیه است و بیان فضیلت این طریقه بر طرق دیگر و ما یناسب
ذلک الحمد للّٰه وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ در عبارت مشائخ این طریقه علیه قدس اللّٰه تعالےٰ

این سیر را بانجام رساند و بیرون دائره نفس خرامد چه در کار است که کسی تلوینات نفس را در مرآت آفاق مشاهده نماید و تغیرات خود را در آفاق معائنه کند چنانچه صفائی قلب خود را مثلاً در مرآت مثال معلوم سازد و آن صفا را بصورت نور سرخ به بیند چه او وجدان خود را کار نفرماید و بفراست خود صفای آنرا خود الحمد لله مثلی مشهور است که دوازده ساله را بطبیب چه حاجت چه بوجدان صحیح خود تلوینات احوال خواهد دریافت و بتفرس صحت و سقم خود معلوم خواهد ساخت آری سیر آفاقی علوم و معارف و تجلیات و ظهورات بسیار دارد اما جمیع آنها راجع بظلال است و تسلی بشبه و مثال هرگاه سیر انفسی بظلال تعلق داشته باشد چنانچه در رسائل و مکاتیب بتحقیق آن نموده است سیر آفاقی باید که بظل الظل متعلق شود چه آفاق همچون ظل است مر انفس را و مرآت است مر ظهور او را سبحانه باید دانست که انفس در مرآت آفاق مشاهده مینماید و صفا و تجلیه را از انجا معلوم میسازند در رنگ آنست که کسی در خواب یا در واقعه در عالم مثال خود را پادشاه بیند یا خود را قطب وقت آنجا مشاهده نماید فی الحقیقت نه بادشاه است و نه قطب است بادشاه و قطب آنست که در خارج باین منصب مشرف گردد غایة ما فی الباب ازین خواب و ازین واقعه استعداد بادشاهیت و قابلیت قطبیت را معلوم میگردد جانی باید کند تا معامله از قوه بفعل آید و از گوش بآغوش رسد در ما نحن فیه نیز تزکیه و تجلیه منوط بسیر انفسی است و آنچه در سیر آفاقی دیده است استعداد و قابلیت تزکیه و تجلیه است پس تا در خارج بسیر انفسی خود را مزکی و مطهر نه بیند و بوجدان خود را مصفی نیابد فی الحقیقت از فنا بی نصیب است و از تحقق بمقامات بی بهره است و از اطوار سبعه بجز پوست بدست نیاورده پس ناچار سیر انفسی داخل سیر الی الله گشت و تمامی سیر الی الله که مقام فنا است مربوط بتمامی سیر انفسی شد و سیر فی الله بمراحل بعد از سیر انفسی صورت می بندد ؎ کیف الوصول الی سعاد و دونها ۞ قلل الجبال و دونهن حیوف ۞ سعادت آثارا چون در سیر انفسی تعلق علمی و حبی که بذات سالک منسوب بوده زائل میگردد و گرفتاری که بخود داشت مرتفع میشود و گرفتاری دیگران در ضمن زوال گرفتاری ذات او نیز زائل میگردد چه گرفتاریهای دیگران بواسطه گرفتاری خود است چنانچه تحقیق آن بالا گذشت پس راست آمد که سیر آفاقی در ضمن سیر انفسی قطع گشت و سالک بهمین یک سیر هم از گرفتاری دیگران نجات یافت پس باندازه آن تحقیق معنی سیر انفسی و معنی سیر آفاقی بی تکلف راست آمده چه فی الحقیقت سیر در انفس است و قطع تعلقات و هم سیر در آفاق است چه قطع تعلقات نفس بتدریج سیر

چاشنی از انتها درج مینمایند و بطریق انعکاس پرتوی از نهایت در باطن مبتدی رشید می اندازند و چون ظاهر مبتدی بباطن او مرتبط است و قوت تعلق در میان ظاهر و باطن او ثابت است ناچار آن پرتو نهایت و آن چاشنی ولایت از باطن بظاهر مبتدی میدود و ظاهر را برنگ باطن از نصیغ میسازد و ذوق یافت بی اختیار در ظاهر او پیدا میگردد پس راست آمد که در مبتدی حقیقت یافت مفقود است و ذوق یافت حاصل است ازین بیان علو طریقه اکابر نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم و رفعت نسبت علیه ایشان معلوم میشود و حسن تربیت و کمال اهتمام این بزرگواران در حق مریدان و طالبان مفهوم می گردد و در قدم اول آنچه خود دارند باندازه حوصله مرید رشید مطالب صادق عطامی فرمایند و بعلاقه وارتباط جهی بالتفات و انعکاس تربیت او مینمایند بعضی از مشائخ سلاسل دیگر قدس الله تعالی اسرارهم ازین سخن اندراج النهایة فی البدایة که ازین بزرگواران صادر شده است در اشتباه اند و در حقیقت این سخن تردد دارند و تجویز نمیکنند که مبتدی این طریق برابر منتهی طرق دیگر باشد عجب است که مساوات مبتدی این طریق با منتهی طرق دیگر از کجا فهمیده اند بیش از اندراج نهایت در بدایت ازین بزرگواران سر برنزده است و این عبارت دلالت بر مساوات ندارد مقصود شان آنست که درین طریق شیخ منتهی بتوجه و تصرف خود چاشنی از دولت نهایت خود بطریق انعکاس بمبتدی رشید عطا میفرماید و در بدایت او نمک نهایت خود امتزاج مینماید مساوات کجا است و محل اشتباه کدام و در حقیقت آن چه گنجایش تردد است و این اندراج دولتی ست نفیس عظیم مبتدی این طریق هر چند حکم منتهی ندارد اما از دولت نهایت بی نصیب نیست فرضا اگر این مبتدی را فرصت قطع طریق و وصول و طی منازل آن ندهند از دولت نهایت بی نصیب نخواهد رفت و آن ذره نمک کلیت او را ملیح و نمکین خواهد ساخت بخلاف مبتدیان طرق دیگر که از نهایت دور از کار اند و در قطع منازل مسافات زیر بار وادی هزار وادی اگر ایشانرا فرصت این قطع منازل و طی مسافات در حق ایشان تجویز ننمایند و چون در میان مبتدی این طریق و مبتدیان طریق دیگر فرق واضح گشت و مزیت این مبتدی بر دیگران باب بدایت لائح شد باید دانست که در میان منتهیان این طریق و طرق دیگر همین قدر فرق است و مزیت این منتهی بر منتهیان طرق دیگر همان مقدار ثابت است بلکه نهایت این طریقه علیه وراء وراء نهایات سائر طرق مشائخ است این سخن را از من باور دارند یا نه اگر بر سر انصاف آیند شاید باور دارند نهایتی که بدایت و نهایت آمیز باشد از نهایات دیگران البته امتیاز خواهد داشت و ناچار نهایت آن نهایات خواهد بود سالی که نکوست از بهارش پیدا است جمعی از متعصبان سلاسل دیگر همی گویند که نهایت

اسرار هم واقع شده است که دران حضرت جلّ سلطانه ذوق یافت است نه یافت این سخن مناسب مقام اندراج
نهایت در بدایت است که موطن جذبه خالص این بزرگواران است در ان مقام حقیقت یافت نیست که مخصوص
بانتها است لیکن چون چاشنی از نهایت در بدایت درج کرده اند ذوق یافت آنجا میسر است وچون از جذبه بمعامله
بیرون روند و از ابتدا بتوسط آید ذوق یافت نیز در رنگ یافت رو بعدم آرد نه یافت باشد نه ذوق یافت
وچون کار بنهایت رسد یافت میسر گردد ذوق یافت مفقود بود وچون ذوق یافت در منتهی مفقود است ناچار لذت
وحلاوت ووجد وی کمتر است منتهی ذوق وحلاوت را در قدم اول گذاشته است ودر آخر مخمول زاویه بیحلاوت
وبی مزگی گشته کان رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وصحبه وسلم وبارک متواصل الحزن دائم الفکر **سوال** چون منتهی را
یافت مطلوب میسر شد ذوق یافت چرا مفقود گشت ومبتدی چون از یافت بی نصیب است ذوق یافت از کجا
یافت **جواب** دولت یافت نصیب باطن منتهی است که بعد انقطاع تعلق او که بظاهر خود داشت باین دولت
مشرف گشته است وچون باطن او را بظاهر او تعلق کمتر مانده است ناچار نسبت باطن بظاهر سرایت نکند واز یافت
باطن ظاهر ذوق نگیرد وملتذ نشود پس باطن منتهی را یافت مطلوب حاصل بود وظاهر او را ذوق آن یافت
نباشد باقیمانده ذوق باطن که یافت نصیب اوست چون باطن نصیبی از بیچونی یافته است آن ذوق او نیز
از عالم بیچونی خواهد بود و درک ظاهر که سراسر چون است نخواهد در آمد پس بسا است که بظاهر نفی ذوق
از باطن نماید و باطن را نیز در رنگ خود بیحلاوت داند چه ذوق چون دیگر است و ذوق بیچون دیگر وچون دیگر
ظاهر منتهی از ذوق باطن او خبر ندارد عوام ظاهر بین از باطن منتهی چه خبر خواهند داشت وغیر از انکار نصیب شان چه
خواهد بود ذوقی که بفهم شان در آید ذوق ظاهر است که از عالم چون است ازینجا ست که سماع ورقص وصیحه و
اضطراب وامثال اینها که از احوال ظاهر است واز اذواق صورت نزد ایشان عزیز الوجود است وعظیم القدر بلکه
بسا است که اذواق ومواجید را منحصر درین امور دانند وکمالات ولایت را در غیر این امور نه انکار نند هداهم الله سبحانه
سواء الصراط احوال ظاهر نسبت باحوال باطن حکم چون دارد نسبت به بیچون پس ثابت شد که باطن منتهی
هم یافت دارد وهم ذوق یافت غایة ما فی الباب چون آن ذوق از عالم بیچونی نصیبی دارد در درک ظاهر او
نمی در آید بلکه ظاهر نفی آن ذوق حاکم است هرچند بیافت باطن ظاهر اطلاع دارد اما ذوق آن یافت را
نمی دریافت پس ذوق بظاهر توان گفت که منتهی را یافت میسر است اما ذوق یافت مفقود است ودر مبتدی
رشید این طریق عالی که ذوق یافت اثبات مینمایند با وجود فقدان یافت بواسطهٔ آنست این بزرگواران در ابتدای

مصطفی را پرسیده بودند که صوفیه بوحدت وجود قائل اند و علما آنرا کفر و زندقه میدانند و هر دو طائفه از فرقهٔ ناجیه اند حقیقت اینمعامله نزد تو چیست مبحث اختیار التحقیق این مبحث را این فقیر در مکتوبات و رسائل خود بتفصیل نوشته است و نزاع فریقین را بلفظ راجع داشته مع ذلک چون پرسیده اند سوال را از جواب چاره نبود بضرورت چند کلمه نوشته اند بدانند که از صوفیه علیه هر که بوحدت وجود قائل است و اشیا را عین حق می بیند تعالی و حکم همه اوست میکند مرادش این نیست که اشیا با حق جل و علا متحد اند و تنزیه تنزل نموده تشبیه گشته است و واجب ممکن شده بیچون بچون آمده که اینهمه کفر و الحاد است و ضلالت و زندقه آنجا نه اتحاد است نه عینیه نه تنزل است نه تشبیه فهو سبحانه الآن کما کان فسبحان من لا یتغیر بذاته ولا بصفاته ولا فی اسمائه بحدوث الاکوان و سبحانه و تعالی بر همان صرافت اطلاق خود است از عروج و هبوط تخصیص مکان میل نفرموده بلکه معنی همه اوست آنست که اشیا نیستند و موجود اوست تعالی و تقدس منصور که انا الحق گفت مرادش آن نیست که من حقم و با حق متحدم که آن کفر است و موجب قتل او بلکه معنی قول او آنست که من نیستم موجود حق است سبحانه غایة ما فی الباب صوفیه اشیا را ظهورات حق میدانند تعالی و تقدس و مجالی اسما و صفات او سبحانه می انکار نه بی شائبه تنزل و بی مظنه تغیر و تبدل در رنگ آنکه ظل از شخص ممتد شود نمیتوان گفت که آن ظل با آن شخص متحد است و نسبت عینیت دارد و یا آن شخص تنزل نموده بصورت ظل ظاهر شده است بلکه آن شخص بر صرافت اصالت خود است و ظل بازوی بوجود آمده است بی شائبه تنزل و تغیر هرچند در بعضی اوقات جمعی را بواسطهٔ کمال محبت که بوجود آن شخص پیدا کرده اند وجود سایه از نظر شان مختفی گردد و غیر از شخص هیچ چیز مشهود ایشان نباشد شاید که بگویند که ظل عین شخص است یعنی ظل معدوم است و موجود همان شخص است و بس ازین تحقیق لازم آمد که اشیا نزد صوفیه ظهورات حق اند تعالی نه عین حق جل سلطانه پس اشیا از حق باشند تعالی نه حق جل شانه پس معنی کلام ایشان که همه اوست همه از وست باشد که مختار علمای کرام است و نزاع در میان علمای کرام و صوفیه عظام کثرهم الله سبحانه الی یوم القیام فی الحقیقت ثابت نباشد و مال قولین یکی بود اینقدر فرق است که صوفیه اشیا را ظهورات حق میگویند تعالی و علما ازین لفظ نیز تحاشی مینمایند از جهت تحرز نمودن از توهم حلول و اتحاد سوال صوفیه اشیا را با وجود ظهورات معدوم خارجی میدانند و موجود در خارج جز حق را نمی بینند سبحانه و علما اشیا را موجودات خارجیه میگویند پس نزاع فریقین در معنی ثابت شد جواب صوفیه هرچند عالم را معدوم خارجی میدانند اما در خارج وجود وهمی آنرا اثبات مینمایند و ارادت خارجی میگویند و از کثرت وهمیه خارجیه انکار نمیکنند مع ذلک

تا وصول بحق است سبحانه و آنرا شما بدایت خود میگوئید پس از حق کجا خواهد رفت و نهایت شما وراء حق چه خواهد بود گوئیم
که ما از حق بحق سیر دیم جل سلطانه و از شائبهٔ ظلیت گریخته باصل الاصل می پویم و از تجلیات اعراض نموده متجلی را میجوئیم و
ظهورات را واپس گذاشته ظاهر را در ابطن البطون میجوئیم و چون در بطانت مراتب متفاوت است از یک بطنیت ببطنیت
دیگر سیر رویم و از ان بطنیت دیگر ببطنیت ثالث قدم می نهیم الی ماشاء الله تعالی حضرت حق سبحانه و تعالی
هر چند بسیط حقیقی است امّا واسع است نیز نه بآن وسعت که طول عرض دارد که از امارت امکان و علامات
حدوث است وسعت او تعالی در رنگ او سبحانه بیچون و بیچگونه است و سیری که دران وسعت واقع میشود نیز بیچون
و بیچگونه است و صاحب سیر نیز با وجود چونی و چندی بنعوت بیچونی و بیچگونگی قطع آن منازل بیچونی مینماید و از چون بیچون
بیچارگان بی سر و برگ از حقیقت معامله چه دریابند و گرفتاران عالم چون از بیچون چه خبر دارند نارسائی خود را
اعتراض می انگارند و بنادانی خود مباهات مینمایند ع بیخبری چند زخود بیخبر ٭ عیب پسندند بزعم هنر ٭ این قدر
نمی فهمند که نهایت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بلکه نهایت خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوات والتحیات نیز حق
است سبحانه و نهایت اینان با نهایت این بزرگواران علیهم الصلوات والتحیات متحد نیست بلکه با یک دیگر
هیچ مناسبت ندارد پس تواند که جمعی را نهایتی میسر شده باشد که ورای نهایت اینان بود و دون نهایت آن
بزرگواران علیهم الصلوات والتحیات باشد پس راست آمد که نهایت همه حق است سبحانه و تفاوت در میان طوائف
علی تفاوت درجاتهم ثابت است یا آنکه گوئیم که همه نهایت خود را وصول بحق میدانند جل سلطانه لیکن بسیاری
هستند که ظلال ظهورات حق را هم میدانند تعالی و تقدس با وجود تفاوت درجات آن ظلال و ظهورات پس
نهایات جمیع ارباب نهایات فی نفس الامر وصول بحق نشد تعالی و تقدس بلکه بزعم هر یکی منتهاے او حق است
سبحانه پس اگر ابتدا یکی ظلال و ظهورات حق باشند تعالی و تقدس که نهایت دیگر نیست بزعم حقانیت و نهایت
آن یکی وصول بحق باشد تعالی که ماوراء آن ظلال و ظهورات است چرا استبعاد بود و چرا محل انکار و اشتباه
باشد ع قاصری گر کند این طائفه را طعن قصور ٭ حاش لله که برآرم بزبان این گله را ٭ همه شیران جهان
بستهٔ این سلسله اند ٭ روبه از حیله چسان بگسلد این سلسله را ٭ ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا
وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین **مکتوب چهل و چهارم** به محمد صادق ولد حاجی محمد مومن
صدور یافته در جواب استفسار او که از وحدت وجود بهر رسیده بود و تطبیق دادن آنرا بعلوم شرعیه و ایضاً
بر سیده بود و اذا احب الله سبحانه عبداً الخ بچه معنی ست و مناسب ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین

منافی وحدت وجود است که مقرر صوفیه وجودیه است جواب هر دو نفس امریست وحدت وجود هم نفس امری و تعدد وجود هم نفس امری لیکن چون جهت و اعتبار مختلف است توهم اجتماع نقیضین مرفوع است این مبحث بمثالی روشن گردد صورت زید مثلاً که در مرآت بینماید نفس امر در مرآت هیچ صورت کائن نیست زیرا که آن صورت نه در ثخن مرآتست و نه در روی آن مرآت بلکه وجود آن صورت در مرآت باعتبار توهم است و پیش از اراءه خیالے آنرا در مرآت حصولی نیست و این وجود وهمی و اراءه خیالی که صورت را در مرآت پیدا شده است نیز نفس امریست لهذا اگر کسے گوید که من صورت زید را در مرآت دیده ام عقلا و عرفا او را درین کلام صادق میدانند و محق می انگارند و چون بنای ایمان بر عرف است اگر شخصے سوگند خورد و گوید که واللّٰہ من صورت زید را در آئینه دیده ام ببابد که حانث نشود پس درین صورت هم عدم حصول آن صورت زید در مرآت نفس امریست و هم حصول آن صورت در مرآت و اعتبار تخیل و توهم نفس امری امّا نفس امر سابق مطلقاً نفس امر است و نفس امر لاحق بتوسط توهم و تخیل است عجب معامله است اعتبار توهم و تخیل که منافی نفس امر است اینجا همان اعتبار محصل نفس امر گشته است اذ لولاه لما حصل ثمه نفس الامر مثال دیگر نقطه جواله است که باعتبار توهم و تخیل بصورت دائره در خارج ثبوتی پیدا کرده است درینجا هم عدم حصول دائره در خارج نفس امریست و هم حصول آن دائره باعتبار توهم و تخیل نفس امری لیکن عدم حصول دائره مطلق نفس امریست و حصول آن دائره بملاحظه توهم و تخیل نفس امریست پس اوّل مطلق است و ثانی مقید است پس در ما نحن فیه وحدت وجود مطلقاً نفس امری باشد و تعدد وجود باعتبار توهم و تخیل نفس امری گشته پس بملاحظه اطلاق و تقیید درمیان این دو نفس امر تناقض نباشد و اجتماع نقیضین ثابت نبود سوال چون زوال وهم جمیع واهمان فرض کرده شود وجود وهمی و نمود خیالی چگونه ثابت باشد جواب این وجود وهمی بمجرد اختراع وهم حاصل نشده است تا بزوال وهم زائل گردد بلکه بصنع حق جل و علا در مرتبه وهم حاصل گشته است و ایقان پیدا کرده است ناچار بزوال وهم خلل نپذیرد و وجود وهمی بدین اعتبار گویند که حق سبحانه و تعالیٰ آنرا در مرتبه حس و وهم خلق فرموده است و چون خلق است تعالیٰ هر مرتبه که باشد از زوال و خلل محفوظ است و حضرت حق سبحانه و تعالیٰ چون آنرا خلق فرموده است ناچار نفس امری گشته در مرتبه که خلق کرده باشد هر چند آن مرتبه نفس امری نباشد و مجرد اعتبار بود امّا مخلوق در آن مرتبه نفس امریست و آنکه گفتم که حضرت حق سبحانه و تعالےٰ آنرا در مرتبه حس و وهم خلق فرموده است یعنی اشیا را در مرتبه ایجاد فرموده است که آن مرتبه را حصول و ثبوتی نیست مگر در حس و وهم در رنگ آنکه شعبده بازی چیزهای غیر واقع را تا بد و یک چیز را دو چیز داند آن دو چیز

میگویند که این وجود وہمی که درخارج نمود پیدا کرده است نه از قسم آن وجودات وہمیه است که بارتفاع وہم مرتفع
گردد وثبات واستقرار ندارد بلکه این وجود وہمی واین نمود خیالی چونکه تصنع حق است سبحانه واتقانش قدرت کامله
اوست تعالی از زوال محفوظ است واز خلل مصئون معامله این نشاء وآن نشاء بآن مربوط است سوفسطائی که عالم
را اوہام وخیالات میدارند ارتفاع اشیا را بارتفاع وہم وخیال می انکارد ومیگوید که وجود اشیا تابع اعتقاد ماست
نفس امر محققی ندارند اگر آسمان را زمین اعتقاد کنیم زمین است وزمین باعتقاد ما آسمان وشیرین را اگر تلخ وانیم تلخ
است وتلخی باعتقاد ما شیرین بالجمله این بیخبروان انکار ایجاد صانع مختار جل سلطانه مینمایند واشیا را با وتعالی مستند
نمیدارند ضلوا فاضلوا پس صوفیه اشیا را درخارج وجود وہمی که ثبات واستقرار دارد وبارتفاع وہم مرتفع نمیگردد اثبات
مینمایند ومعامله این نشاء وآن که مخلد ومؤبد است بآن وجود مربوط میدارند وعلماء اشیا را درخارج موجود میدانند
واحکام خارجی ابدی را بر اشیاء مرتب می دانند مع ذلک وجود اشیا را درجنب وجود حق جل علا ضعیف و
نحیف تصور مینمایند ووجود ممکن را نسبت بوجود واجب تعالی وتقدس ہالک میدانند پس نزد فریقین اشیا
را درخارج وجود ثابت گشت که احکام این نشاء وآن نشاء بدان مربوط است وبارتفاع وہم وخیال مرتفع
است فارتفع النزاع وزال الخلاف غایة ما فی الباب صوفیه آن وجود را وہمی میگویند بواسطهٔ آنکه در وقت
عروج وجود اشیا از نظر ایشان مختفی میگردد وغیر از وجود حق جل شانه در نظر شان نمیماند وعلماء از اطلاق لفظ وہم
بران وجود تحاشی مینمایند ووجود وہمی نمیگویند تا قاصر نظری بارتفاع آن حکم نکنند واز ثواب عذاب آن انکار
ننماید سؤال صوفیه که اشیا را وجود وہمی اثبات مینمایند مقصود شان آنست که این وجود یا وجود ثبات و
استقرار نفس امری نیست وجودی جز در وہم ندارد وغیر از نمود نصیب او نیست وعلما اشیا را درخارج موجود
میدانند باوجود نفس امری فالنزاع باق جواب وجود وہمی ونمود خیالی چون بارتفاع وہم وخیال مرتفع نشد
نفس امری گشت زیرا که اگر فرض کنیم زوال وہم جمیع واہمان این وجود ثابت است بزوال آنها ہرگز زائل
نمیگردد ولا معنی للمواقع ونفس الامر الا ہذا انیقدر ہست که این نفس امری که در وجود ممکن اثبات نموده می آید
درجنب نفس امری که در وجود واجب تعالی ثابت است حکم لاشی دارد ونزدیک است که آن را در موہومات
وتخیلات شمرده شود ودر رنگ افراد کلی مشکک که بایکدیگر تفاوت فاش دارند چنانچه وجود ممکن که نسبت بوجود
واجب تعالی حکم لاشیئ دارد ونزدیک است که آنرا در عدمات شمرده شود فلا نزاع فی الحقیقة سؤال وجود
ہمه اشیا چون نفس امری گشت لازم آمد که در نفس امر موجودات متعدد باشد ونفس الامر یک موجود نه بود واین

کثرت زیرا که مبنای شرائع بر کثرت است و تغایر احکام بکثرت مربوط است دعوت انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات و تنعیم و تعذیب اخروی بکثرت تعلق دارد و چون حضرت حق سبحانه و تعالی الحکم فاحببت ان اعرف کثرت را میخواهد و ظهور را دوست میدارد ابقاء این مرتبه نیز ضروریست چه ترتیب این مرتبه مرضی و محبوب رب العالمین است سلطان ذی شان را خدم و حشم باید و عظمت و کبریائی او را ذل و افتقار و انکسار در کار است معامله وحدت وجود هرچند کالحقیقة است و معامله کثرت نسبت باو در رنگ مجاز لهذا آن عالم را عالم حقیقت گویند و این عالم را عالم مجاز اما ظهورات چونکه محبوب او تعالی گشته است و بقای ابدی اشیا را اعطا فرموده است و قدرت را در لباس حکمت آورده و اسباب را روپوش فعل خود ساخته آن حقیقت کالمهجور شده است و مجاز متعارف گشته نقطه جواله هرچند کالحقیقة است و دائره که ناشی ازان نقطه است کالمجاز اما حقیقت آنجا مهجور است و آنچه متعارف است مجاز است و ایضاً پرسیده بودند معنی این قول اذا احب الله عبدا لم یضره ذنب بدانند که چون دوست دارد حق تعالی و سبحانه بنده را ذنب ازوی صادر نشود که اولیاء حق جل و علا از ارتکاب ذنوب محفوظ اند اگرچه جائز است که ذنب از ایشان صادر شود بخلاف انبیا علیهم الصلوات و التسلام که از ذنوب معصوم اند جواز صدور ذنب هم از ایشان مسلوب است و چون ذنب از اولیا صادر نشود یقین است که ضرر ذنب هم نخواهد بود پس در صورت عدم صدور ذنب لا یضره ذنب درست است کما لا یخفی علی ارباب العلم و نیز تواند بود که مراد از ذنب ذنب سابق باشد که پیش از وصول بدرجه ولایت صادر شده بود فان الاسلام یجب ما کان قبله و حقیقت الامر عند الله سبحانه ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا و السلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی و التزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات العلی

مکتوب چهل و پنجم بحقائق آگاهی معارف دستگاهی خواجه حسام الدین احمد صدور یافته در بیان آنکه عالم بتمام مجالی اسما و صفات واجبی است جل سلطانه بخلاف ذات که ممکن ازان دولت بی نصیب است و قیامی بخود در حق وی ارزانی نداشته و بتمامی عرض است بوی از جوهریت نیافته و ما ینا سب ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی مخدوما مکرما ع

از هرچه میرود سخن دوست خوشتر است

از معارف غریبه نوشته میشود استماع فرمایند و طریق مراقبه اخص خواص نموده می آید توجه بلیغ نمایند باید دانست که عالم بتمام مجالی و مظاهر اسما و صفات واجبی است تعالی و تقدس اگر در ممکن حیاتست مرآت حیات واجب است تعالی و تقدس و اگر علم است مرآت علم او ست سبحانه و اگر قدرت است هم مرآت قدرت او ست

حصولی نیست مگر در حس و وہم در نفس امر جز یک چیز موجود نیست و این وہ چیز را کہ نمودہ است اگر بقدرت کاملہ
خداوندی جلسلطانہ ثبات و استقرار پیدا کنند و از خلل و سرعت زوال محفوظ باشند نفس امری می گردند پس آن
وہ چیز ہم در نفس امر ہستند و ہم نیستند لیکن بدو اعتبار اگر قطع نظر از مرتبۂ حس و وہم کردہ شود نیستند و بلاحظہ حس و وہم
ہستند قصہ مشہور است کہ در یکی از بلاد ہندوستان شعبدہ بازان پیش سلطانی بنیاد شعبدہ بازی نمودہ بودند در اثنای طلسم
و شعبدہ باغ و درختہای انبہ بنظر آوردند و نمودی بود اینہا را ظاہر ساختند و در ہمان مجلس نمودند کہ آن درختہا
اکلان شدند و بار آوردند و اہل مجلس از ان بار ہا تناول نمودند درینوقت آن سلطان حکم کرد کہ شعبدہ بازان
را قبل رسانند چہ او شنیدہ بود کہ بعد از ظہور شعبدہ اگر شعبدہ باز را بکشند آن شعبدہ بقدرت خداوندی
جل سلطانہ بحال خود می ماند و اتفاقاً چون آن شعبدہ بازان را کشتند آن درختہای انبہ بقدرت خداوندی
جلسلطانہ بحال خود ماندند و شنیدہ ام کہ آن درختہا تا این زمان بحال خودند و مردم از میوۂ آنہا میخورند
و ما ذلک علی اللہ بعزیز پس در صورت متنازعہ فیہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کہ جز او در خارج و نفس امر
موجودی نیست بقدرت کاملۂ خود کمالات اسماء صفاتی خود را در پردۂ صور ممکنات در مرتبۂ حس و وہم ظاہر
ساخت و بوجود وہمی و ثبوت خیال آن کمالات را در مجالی اشیاء جلوہ گر گردانید یعنے اشیاء را بر طبق آن کمالات
در مرتبۂ حس و وہم ایجاد فرمودہ تا نمود وہمی و ثبوت خیالی پیدا کردند پس بود اشیاء باعتبار نمود خیالی است
لیکن چون حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ این نمود را استقرار و ثبات کرامت فرمودہ است و در صنع اشیا
اتقان مرعی داشتہ و معاملہ ابدی باینہا مربوط ساختہ ناچار وجود وہمی و ثبوت خیالی اشیا نیز نفس الامری
گشتہ است و از خلل محفوظ شدہ پس توان گفت کہ اشیاء در خارج باعتبار نفس الامر ہم وجود دارند و ہم وجود
ندارند لیکن بدو اعتبار چنانچہ مکرر گذشت حضرت والد بزرگوار این فقیر کہ از علماء محققین بودند قدس سرہ
میفرمودند کہ قاضی جلال الدین اکبری کہ از علماء متبحر بود از من پرسید کہ نفس الامر وحدت است یا کثرت
اگر وحدت است شریعت کہ بنای آن بر احکام متبائنہ و متمائزہ است باطل می گردد و اگر نفس امر کثرت
است قول صوفیہ کہ بوحدت وجود قائلند باطل میشود حضرت ایشان در جواب او فرمودند کہ ہر دو
نفس امر یست و آنرا بیان فرمودند بخاطر فقیر نماندہ است کہ در بیان آن چہ فرمودند آنچہ درینوقت
بخاطر فقیر ریختند در تسوید آوردہ و الامر الی اللہ سبحانہ پس صوفیہ کہ بوحدت وجود قائل اند محق اند و
علما کہ بکثرت وجود حاکم اند نیز محق مناسب احوال صوفیہ بلکہ وحدت است و مناسب احوال علما

بآن ذات است تعالیٰ وتقدس قیوم جمیع اشیا اوست سبحانه سوال چون اشارت هر یک که بذات خود بلفظ انا مینماید راجع بذات واجب تعالیٰ باشد لازم می آید که ذات ممکن یعنے ماهیت وحقیقت او عین ذات واجب بود تعالیٰ چه اشارت هر کس بلفظ انا بماهیت وحقیقت خود است واین مستلزم قلب حقیقت است وبعینه سخن ارباب توحید وجود است جواب آری اشارت هر کس بلفظ انا هرچند بحقیقت خود است اما حقیقت او چون اعراض مجتمعه است قابلیت این اشارت ندارد چه اعراض بالاستقلال وبالاصالت قابل اشارت حسی نیست وچون حقیقت او قبول این اشارت نکرد ناچار آن اشارت راجع به مقوم آن حقیقت گشت پس ماهیت ممکن همان اعراض مجتمعه است هرچند اشارت انای او بواسطه عدم قابلیت حقیقت او راجع بمقوم او گشته است که ذات واجب است تعالیٰ وتقدس پس قلب حقیقت نشد وممکن واجب نگشت تعالیٰ وتقدس ووراء سخن ارباب توحید شد عجب معامله است انای ممکن بواجب تعالیٰ رجوع نماید وممکن بحال خود ممکن ماند وبقول سبحانی وانا الحق تکلم نکند بلکه نتواند کرد که صاحب تمیز است سوال قیام ممکن بذات واجب تعالیٰ مستلزم قیام حوادث است بذات او تعالیٰ وآن ممتنع است جواب امتناع قیام حوادث بمعنے حلول حوادث است در ذات او تعالیٰ که محال است لیکن قیام اینجا بمعنی حلول نیست بلکه بمعنے ثبوت وتقرر است یعنی ثبوت وتقرر ممکن بذات واجب است تعالیٰ سوال چون ثبوت ممکن بذات واجب است بتمامه عرض باشد از محل ورا چاره نبود که قائم باو باشد وآن محل کدام است ذات واجب نیست تعالیٰ وهمچنین ممتنع محل او نتواند بود جواب عرض آنست که او را قیام بذات خود نباشد بلکه قائم بغیر بود وچون ارباب معقول در قیام عرض غیر از معنے حلول نفهمیده اند ناچار عرض را اثبات محل نموده اند وبغیر محل ثبوت او را محال دانسته اند وچون قیام را معنے دیگر پیدا شود چنانچه گذشت محل هیچ درکار نباشد محسوس ومشاهد ماست که قیام جمیع اشیا بذات واجب است تعالیٰ هیچ حلولے ومحلے در میان نیست ارباب معقول آنرا باور دارند یا نه تشکیک ایشان مصادم بداهت ما نمیشود ویقین ما بشک اینها زائل نمیگردد واین مبحث را بمثالے واضح گردانیم ارباب طلسم واصحاب سیمیا چیزها مینمایند از جنس اجسام غریبه واعراض عجیبه درین صورتها همه کس میداند که این اجسام را در رنگ اعراض بخود قیامی نیست بلکه قیام این هر دو بذات صاحب طلسم است وهیچ محل اینها را ثابت نیست ونیز میدانند که درین قیام شائبه حالیت ومحلیت نیست بلکه ثبوت وتقرر اینها بذات صاحب طلسم است بی توهم حلول ودر ما نحن فیه نیز همین تصویر است چه حضرت حق سبحانه وتعالے اشیا را در مرتبه حس ووهم

تعالیٰ علیٰ ہذہ القیاس و ذات او را تعالیٰ در عالم مظہری نیست و مرآتی نہ بلکہ ذات او را تعالیٰ با عالم ہیچ مناسبتی نیست و در ہیچ چیز اشتراکی نہ اگرچہ آن مناسبت در اسم بود و آن مشارکت در صورت باشد ان اللہ لغنی عن العلمین بخلاف اسماء و صفات کہ با عالم مناسبت اسمی دارند و مشارکت صوری در میان اینہا ثابت است چنانچہ در واجب تعالیٰ علم است در ممکن نیز صورت آن علم ثابت است و چنانچہ آنجا قدرت است اینجا نیز صورت آن قدرت است بخلاف ذات کہ ممکن از ان دولت بی نصیب است و قیامی بخود در حق وی ارزانی نداشتہ اند بلکہ ممکن چون بر صور اسماء و صفات او تعالیٰ المخلوق است بتمامہ عرض است و لوی از جوہریت نیافتہ و قیام او بذات واجبی است تعالیٰ و تقدس و ارباب معقول کہ ممکن را بجوہر و عرض تقسیم نمودہ اند از ظاہر مبنیٔ است و قیام بعض ممکن بعض دیگر کہ ثابت است از قبیل قیام عرض بعرض است نہ از قبیل قیام عرض بجوہر بلکہ فی الحقیقت آن ہر دو عرض بذات واجبی قیام دارند تعالیٰ جوہریتے در میان اینہا ثابت نیست قیوم جمیع ممکنات اوست تعالیٰ و تقدس پس ممکن را فی الحقیقت ذات نبود کہ صفات او قائم بآن ذات باشند بلکہ ذات مر واجب را است تعالیٰ کہ صفات او تعالیٰ و ہمچنین جمیع ممکنات باو قائم اند و اشارتے کہ ہر یک بذات خود بلفظ انا می نماید آن اشارت فی الحقیقت راجع بہمان یک ذات است کہ ہمہ را قیام با وست اشارت کنندہ اندیا نداند ہر چند ذات تعالیٰ مشار الیہ ہیچ اشارت نیست و با ہیچ چیز متحد نہ این معارف غامضہ را کوتہ نظران با معارف توحید وجودی خلط نکنند و دست در گریبان یکدیگر نزنند ارباب توحید وجودی جز یک ذات تعالیٰ و تقدس موجود نمیدانند و اسماء و صفات او را تعالیٰ نیز اعتبارات علمی می انگارند و حقائق ممکنات را میگویند کہ بوی از وجود باینہا نرسیدہ است الاعیان ماشمت رائحۃ الوجود کلام ایشان است و این فقیر صفات او را تعالیٰ نیز موجود بوجود زائد میداند چنانچہ علماء اہل حق فرمودہ اند و ممکنات را کہ مجالی اسماء و صفات اوست تعالیٰ نیز وجودی اثبات مینماید غایۃ مافی الباب ممکنات را غیر از اعراض کہ قیامی بخود ندارند نمیداند و جوہریتے کہ قیام بخود دارد در ممکنات اثبات نمیکند و ہمہ را قیام بذات او تعالیٰ یقین مینماید سوال از ین تحقیق معلوم میشود کہ ذات ممکن عین ذات واجب است تعالیٰ و ممکن با واجب متحد است جل شانہ و این محال است کہ مستلزم قلب حقائق است جواب گوئیم کہ ذات ممکن یعنی ماہیت و حقیقت او ہمان اعراض متعددہ مخصوصہ است کہ مجالی اسماء و صفات واجب تعالیٰ و این اعراض را با ذات واجب تعالیٰ و تقدس ہیچ عینیتے نیست و بہیچ وجہ اتحادی نہ تا قلب حقائق لازم آید بیش از ین نیست کہ قیام این اعراض

در شهود است والله سبحانه الملهم للصواب و حکم بعدم بقاء اعراض در دو زمان که بعضی از متکلمین گفته اند در خول است و به ثبوت نه پیوسته و اوله که بر عدم بقاء اعراض آورده اند نا تمام اند این معارف غامضه گویا سبقی است مر اکثر یاران آنجای را التفات فرموده نقل آنرا هر که شوق کند التفات فرمایند چون در فقیر کسلی بود بهر کدام از یاران کتابت علیحده نوشته نشد و اکتفا بهمین معارف نموده آمد والسلام علیکم و علی من لدیکم

مکتوب چهل و ششم

بمولانا حمید بنگالی صدور یافته در فضائل کلمۂ طیبه که متضمن طریقت و حقیقت و شریعت است و در بیان آنکه کمالات ولایت را در جنب کمالات نبوت هیچ مقدارے نیست و در بیان آنکه ولایت را از شریعت چاره نیست و همیشه بشریعت مکلف است و باطن گرفتار آن و ما ینا سب ذلک

لا اله الا الله محمد رسول الله این کلمۂ طیبه متضمن طریقت و حقیقت و شریعت است تا زمانیکه سالک در مقام نفی است در مقام طریقت است و چون از نفی بتمام فارغ شود و جمیع ماسوی از نظر او منتفی گردد طریقت را تمام کرده باشد و بمقام فنا رسیده بود و چون بعد از نفی در مقام اثبات آید و از سلوک بجذبه گراید و بمرتبۂ حقیقت متحقق شده باشد و ببقا موصوف گشته و باین نفی و اثبات و باین طریقت و حقیقت و باین فنا و بقا و باین سلوک و جذبه اسم ولایت صادق می آید و نفس از آمارگی با طمینان میگراید و مزکی و مطهر میگردد و بس کمالات ولایت مربوط بجزو اول این کلمۂ طیبه گشت که نفی و اثبات است باقی ماند جزو دوم این کلمۂ مقدسه که مثبت رسالۃ خاتم الرسل است علیه و علی آله و علیهم الصلوات و التسلیمات این جزو اخیر محصل و مکمل شریعت است آنچه در ابتدا و وسط از شریعت حاصل شده بود صورت شریعت بود و اسم و رسم او بود حصول حقیقت شریعت درین موطن است که بعد از حصول مرتبۂ ولایت بحصول می پیوندد و کمالات نبوت که کمل تابعان را به تبعیت و وراثت انبیا علیهم الصلوات و التحیات حاصل میگردد و نیز درین موطن است طریقت و حقیقت که محصلان ولایت اند گویا شرایط اند از برائے تحصیل حقیقت شریعت و تحصیل کمالات نبوت و ولایت را همچون طهارت باید دانست و شریعت را همچون صلوۃ در طریقت گویا ازالۂ نجاسات حقیقیه است و در حقیقت ازالۂ نجاسات حکمیه تا بعد از طهارت کامله شایان اتیان احکام شرعیه گردد و قابلیت ادائے نمازے که نهایت مراتب قرب است و ستون دین است و معراج مؤمن است پیدا کند جزو اخیر این کلمۂ مقدسه را دریای یافتم بیکران که جزو اول در جنب آن قطره مینمود سبحان الله کمالات ولایت را در جنب کمالات نبوت مقدارے نیست ذره را در جنب آفتاب چه مقدار بود سبحان الله جمعی از کج بینی ولایت را از نبوت افضل دانسته اند

خلق فرموده و اتقان و احکام در صنع اینها مراعات نموده و معامله ابدی و تنعیم و تعذیب سرمدی باینها
مربوط ساخت پس این اشیا را قیامی بخود نیست بلکه قائم بذات حق اند بی شائبه حلول و بے مظنه حال
و محل و تمثیل دیگر صورت کوه یا صورت آسمان که در آئینه ظاهر شود ابلهے باید که آن صور را اجسام دانسته
جواهر انکار رود و آن تماثیل را جواهر انگاشته قائم بخود داند و اگر فرضاً شخصے آن صور را اعراض داند و قائم
بغیر تصور نماید و بعلت عرضیت طالب محال آنها بود و بی محال ثبوت آنها را محال داند آن شخص نیز سفیه
است که بتقلید مردم انکار بداهت خود مینماید چه هر که تمیز دارد ببداهت مے یابد که آن صور را اصلا
محال ثابت نیست بلکه احتیاجی بمحال ندارند همچنین نزد ارباب کشف شهود تمام ممکنات در رنگ آن
صورند و بیش از تماثیل نیستند غایت ما فی الباب حضرت حق سبحانه و تعالی آن صور تماثیل را بصنع کامل
خود بر نهجے اتقان و احکام داده است که از خلل مصئون اند و از زوال محفوظ و معامله اخروے
ابدی باینها مربوط است که امر غیر مرتفع از متکلمین نظام که از علماء معتزله است بحکم رمیته من غیر رام عالم را
مجموع اعراض دانسته است و از جواهر خالی انگاشته بلی ان الکذوب قد یصدق چون او از کوته نظری
قیام این اعراض را بذات واجب الوجود جل سلطانه ندانسته مورد طعن و تشنیع عقلا گشته است چه عرض
را از قیام بغیر چاره نبود و بوجود جوهر قائل نیست تا قیام را باو مستند سازند و از صوفیه صاحب فتوحات
مکیه عالم را اعراض مجتمعه در عین واحد دانسته و عین واحد را عبارت از ذات احدیت داشته جل سلطانه
لیکن بعدم بقاے این اعراض در دو زمان حکم کرده است و گفته عالم در هر آنے بعدم میرود و مثل آن
بوجود می آید و نزد فقیر این معامله شهودی است نه وجودے چنانچه در حواشی شرح رباعیات تحقیق این مبحث
نموده است سالک را در توسط احوال پیش از آنکه ماسوے از نظر او مطلقاً مرتفع گردد در ان چنان
می بیند که عالم معدوم گشته است و در آن ثانی مے یابد که عالم موجود است و در آن ثالث باز معدوم مے یابد و در آن
رابع موجود می انگارد تا آنکه بفناے مطلق مشرف گردد و همیشه ماسوے را معدوم یابد و درین زمان
در شهود او عالم مستمر العدم است و همچنین در توسط حصول بقا و رجوع بعالم گاهے عالم بنظر مے در آید
و گاهے مختفی می گردد و از انجا نیز حالت تجدد امثالے متوهم میگردد و همواره عارف را معامله بقا و رجوع بعالم
بانجام میرسد و در مقام تکمیل و ارشاد استنا و فرماید باز عالم بنظر او خواهد در آمد و عالم را مستمر الوجود خواهد
یافت پس این معامله راجع بشهود سالک گشت نه بوجود عالم که وجود او همیشه بیکے تیره است اگر تذبذب ست

گذاردن بهتر است باید دانست که ذکر عبارت از طرد غفلت است بهر وجه که میسر شود نه آنکه ذکر مقصور بر تکرار کلمهٔ
نفی و اثبات است یا تکرار اسم ذات تعالی چنانچه گمان برده میشود پس آنچه از امتثال اوامر و انتها
از نواهی شرعیه نموده آید همه داخل ذکر است بیع و شری بامراعات حدود شرع ذکر است
و همچنین نکاح و طلاق بآن مراعات ذکر چه در عین مباشرت این امور بامراعات مذکوره امر و ناهی
جل سلطانه نصب عین مباشر این امور است پس غفلت را گنجایش نباشد لیکن ذکرے که باسم و صفت
مذکور واقع شود سریع التاثیر است و محبت بخش مذکور است و قریب الایصال است بمذکور بخلاف
ذکرے که با امتثال اوامر و انتها از نواهی واقع شود که ازین صفات قلیل النصیب است هرچند ازین
صفات در بعضے افراد که ذکر شان با امتثال اوامر و انتها از مناهی شرعیه است بر سبیل ندرت یافته
شود حضرت خواجه نقشبند می فرمودند قدس سره که حضرت مولانا زین الدین تایبادی قدس سره از
راه علم بخدا رسیده است جل سلطانه و ایضاً ذکرے که باسم و صفت واقع شود وسیله ایست
مر ذکرے را که بمراعات حدود شرعیه حاصل شود زیرا که در جمیع امور مراعات احکام شرعیه نمودن
بی محبت تام بناصب شرع میسر نیست و این محبت تام مربوط بذکر و صفت اوست تعالی پس
اول آن ذکر باید تا بدولت این ذکر مشرف گردد و معاملهٔ عنایت دیگر است آنجا نه هیچ شرط
و نه هیچ وسیله الله یجتبی من یشاء بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که وراء این معامله سه گانه طریقت و
حقیقت و شریعت معامله دیگر است و کار و بار دیگر ان توان گفت که این معامله را در جنب
آن معامله هیچ اعتدادی و اعتباری نیست آنچه در مرتبهٔ حقیقت حاصل شده بود و با ثبات تعلق داشت
صورت این معامله بود و این معامله حقیقت آن صورت است در رنگ صورت شریعت که
در ابتدا بمرتبهٔ عوام بحصول پیوسته بود و بعد از حصول طریقت و حقیقت حقیقت آن صورت
میسر میگردد و خیال باید کرد معامله صورت او حقیقت باشد و مقدمهٔ او ولایت بود در گفتگو چگونه
در آید و در بیان چگونه گنجد و اگر فرضاً بیان کرده شود که دریابد و چه دریابد این
معامله وراثت انبیای اولی العزم است علیهم الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات
که نصیب اقل قلیل است هرگاه اصول درین معامله قلیل باشند فروع ناچار اقل خواهند بود
سوال ازین معارف لازم می آید که در بعضے مراتب عارف قدم از شریعت بیرون مے نهد

وشریعت راکہ لب لباب است پوست انگاشتہ چہ کند نظر شان مقصور بر صورت شریعت است واز مغز جز پوست بدست نیاوردہ اند ونبوت را بعلت توجہ بخلق قاصر انگاشتہ اند واین توجہ را در رنگ توجہ عوام ناقص انگاشتہ ولایت راکہ توجہ بحق دارد جل وعلا برآن توجہ ترجیح دادہ اند وولایت را افضل از نبوت گفتہ نمیدانند کہ درکمالات نبوت نیز در وقت عروج روبحق است سبحانہ چنانچہ در مرتبۂ ولایت بلکہ در مرتبۂ ولایت صورت آن کمالات عروجی است کہ در مقام نبوت حاصل است چنانچہ شمۂ ازان ذکر خواہد یافت ودر وقت نزول نبوت در رنگ ولایت رو بخلق است این قدر فرق است کہ در ولایت بظاہر متوجہ خلق است و بباطن بحق است سبحانہ ودر نزول نبوت بظاہر وباطن متوجہ خلق است وبکلیت خود ایشانرا بحق جلشانہ دعوت مینمایند واین نزول اتم واکمل است از نزول ولایت چنانچہ در کتب ورسائل تحقیق آن نمودہ است واین توجہ ایشان بخلق نہ در رنگ توجہ عوام است چنانچہ گمان بردہ اند بلکہ توجہ عوام بخلیق از جہت گرفتاری ایشان است کہ بماسوے دارند وتوجہ اخص خواص بخلق نہ بواسطۂ گرفتاری است بماسوے چہ این بزرگواران گرفتاری ماسوے را در اول قدم وداع نمودہ اند وگرفتارے بخالق خلق جلسلطانہ بجای آن گزیدہ بلکہ توجہ بخلق این بزرگواران را برائے ہدایت وارشاد است تا بخالق خلق جل سلطانہ ایشانرا رہنمونی فرمایند وبرضای مولای ایشان تعالی وتقدس دلالت نمایند وشک نیست کہ این قسم توجہ بخلق کہ مقصود ازان تخلیص ایشان است از رقیت ماسوے فاضل تر است ازان توجہی کہ برای نفس خود بحق نمایند جل وعلا مثلاً شخصے بذکر الٰہی جل سلطانہ اشتغال دارد درین اثنا نابینائی پیدا شد کہ پیش راہ او چاہ است کہ اگر قدم دیگر بردارد در چاہ رود درین صورت آن شخص را ذکر گفتن بہتر است یا نابینا را از چاہ خلاص کردن بہتر شک نیست کہ تخلیص نابینا بہتر است از ذکر گفتن او چہ او تعالےٰ غنی است از وی واز ذکر او ونابینا بندہ ایست محتاج کہ دفع ضرر از وی ضروریست علی الخصوص کہ باین تخلیص مامور شود لہٰذا زمان تخلیص او اہم ذکر است کہ امتثال امر است در ذکر او ای یک حق است کہ حق مولا باشد جل شانہ ودر تخلیص کہ بامر واقع شود ادای دو حق است حق عبد وحق مولےٰ تعالےٰ بلکہ نزدیک است کہ ذکر گفتن دران وقت داخل ذنب نمودہ آید چہ آنکہ وقت ذکر گفتن مستحسن نیست در بعضے اوقات ذکر ناگفتن مستحسن است ودر ایام منہی ودر اوقات مکروہ روزہ ناداشتن ونماز ناگذاردن از روزہ داشتن واز نماز

مرآت واجب تعالی ملحوظ او لاہان مرآت است و التفات ثانی از برای شہود اشیا در کار است و ایضاً در مرآت صورت صور نیز مرایای احکام و آثار مرآت اند اگر مرآت طولانی است مثلاً صور نیز طولانی ظاہر میشوند و مرایای طول مرآت میگردند و ہمچنین اگر مرآت صغیر است آن صغیر در مرایای صور ظاہر میگردد بخلاف مرآت ذات واجب تعالی که اشیا مرایای احکام و آثار او نمیتوانند شد چه در آن مرتبه علیه ہیچ حکمی و اثری نیست بلکه جمیع نسبت آنجا مسلوب است اشیاء اگر مرایا باشند چه چیز را نمایندگی در مراتب تنزل که موطن ثبوت اسما و صفات است اگر اشیا مرایای صور احکام واجبی باشند گنجایش دارد چه سمع و بصر و علم و قدرت مثلاً که در مرایای اشیا ظاہر اند صور سمع و بصر و علم و قدرت مرتبه وجوبند که مرآت آن اشیا است اینہا احکام مرآت اند که در مرآت اشیا ظاہر گشته اند و آنکه گفتیم که در مرآت واجب تعالی ملحوظ او لاہان مرآت است و التفات ثانی از برای شہود اشیا که کالصور اند در آن مرآت در کار است حال ابتداء رجوع است که صور بنظر در آمده اند بعد از آنکه از نظر بتمام مرتفع شده بودند و چون معامله رجوع بآخر رسد و سیر و رای اشیای دور و دراز واقع شود و استقرار در مرکز دائره امکان میسر گردد ناچار شہود بغیب مبدل خواہد شد و ایمان شہودی ایمان غیبی خواہد شد تا آنکه معامله دعوت تمام شود و ندای الرحیل در زنند آن وقت غیب نخواہد ماند و جز شہود نخواہد بود اما این شہود اتم و اکمل خواہد بود از آن شہودی که قبیل رجوع حاصل شده بود چه شہودی که بآخرت تعلق دارد اکمل است از آن شہودی که بدنیا متعلق است ؎ ہنیئاً لارباب النعیم نعیمها ٭ وللعاشق المسکین ما یتجرع ٭ باید دانست که از تحقیق سابق لائح گشت که صورت شئی را که در مرآت بینا یعنی جز در تخیل ثبوتی نیست مرآت بر صرافت تجرد خود است از حصول آن صورت این صورت را توان گفت که آئینه قریب اوست و نیز توان گفت که آئینه محیط آن صورت است و بآن صورت معیت این قربت و احاطه و معیت نه از قبیل قرب و احاطه جسم یا جوہر بعرض بلکه آنجا قرب و احاطه است که عقل در تصویر آن عاجز است و در ادراک کیفیت قاصر پس درین صورت قرب و معیت و احاطه ثابت بود و کیفیت ہیچ معلوم نبود و لله المثل الاعلی ہمچنین است قربی که حضرت حق را سبحانه با عالم است و ہمچنین احاطه و معیت او تعالی معلوم الماہیة است و مجہول الکیفیة ایمان آریم که او تعالی قریب و محیط است و با عالم است اما کیفیت قرب و احاطه و معیت او را تعالی ندانیم که چیست چه این صفات از صفات اشیا جدا است و از سمات امکان و حدوث علیحده ہر چند تنظیری و تشبیہی آنرا در عالم مجاز که قنطرهٔ حقیقت است آورده است و به آئینه و صورت

و به ماوراء شریعت عروج مینماید جواب شریعت اعمال ظاهر است و آن معامله درین نشاء بباطن متعلق است ظاهر همیشه بشریعت مکلف است و باطن گرفتار آن معامله و چون این نشاء دار عمل است باطن را از اعمال ظاهره مدد عظیم است و ترقیات باطن مربوط باتیان شریعت است که بظاهر تعلق دارد پس همه وقت درین نشاء ظاهر و باطن از شریعت چاره نبود کار ظاهر عمل بشریعت است و نصیب باطن نتائج و ثمرات پس شریعت ام جمیع کمالات آمد و حصول جمیع مقامات گشت نتائج و ثمرات شریعت مقصور بهمین نشاء دنیوی نیست کمالات اخروی و تنعمات سرمدی نیز از ثمرات نتائج شریعت است پس شریعت شجرهٔ طیبه آمد که درین نشاء و در آن نشاء از ثمرات و فوائد آن عالم منتفع است و جهان جهان فوائد از انجا ماخوذ است سوال ازین بیان لازم آید که در کمالات نبوت نیز باطن بحق است سبحانه و ظاهر بخلق و خود در مکتوبات و رسائل خود نوشته و بالا نیز گذشته است که در مقام نبوت که محل دعوت است تمام رو بخلق است وجه توفیق چیست جواب آن معامله بعروج تعلق دارد و مقام دعوت مربوط بهبوط است پس در وقت عروج باطن بحق باشد سبحانه و ظاهر بخلق تا بوفق شریعت ادای حقوق اینها نماید و در وقت هبوط تمام بخلق متوجه باشد و بکلیت خود خلق را بحق جل و علا دلالت فرماید فلا منافاة و تحقیق این مقام آنست که توجه بخلق عین توجه بحق است سبحانه فاینما تولوا فثم وجه الله نه باین معنی که ممکن عین واجب است سبحانه یا مرآت واجب است تعالی امکن حقیر را چه یارا که عین واجب تعالی و تقدس باشد یا قابل مرآتیت او تعالی تواند بود بلکه توان گفت که واجب تعالی و تقدس مرآت ممکن است و اشیاء در مرآت واجب تعالی چنان متوهم میشود که صور اشیا در مرآت صورت چنانچه آن صور را در مرآت صورت حلولی و سریانی نیست همچنین اشیا را در مرآت واجب تعالی حلول و سریان نه چگونه حلول متصور شود که در مرتبهٔ مرآت صور را وجودی نیست وجود صور در مرتبهٔ توهم و تخیل است پس آنجا که مرآت است صور نیست و آنجا که صور است مرآت را آنجا هزاران عار است زیرا که صور را بیش از نمود خیالی ثبوتی نیست و غیر از تحقق وهمی بودی نه اگر مکان دارند در مرتبهٔ توهم دارند و اگر زمان دارند در مرتبهٔ تخیل دارند لیکن این نمود و بود اشیا چون بصنع خداوندی جل سلطانه از خلل مصئون است و از سرعت زوال محفوظ و معاملهٔ ابدی باینها مربوط است و عذاب و ثواب سرمدی باینها منوط بدانند که در مرآت صورت ملحوظ اولا صور است و التفات ثانی از برای شهود مرآت در کار است و در

که بعدِ لا چه ماند ۞ ماند الا الله باقی جمله رفت ۞ شاد باش ای عشق شرکت سوز رفت ۞ والسلام علیٰ من
اتبع الهدیٰ **مکتوب چهل و نهم** بخواجه گدا صدور یافته در بیان آنکه نسیان ماسوی گام اول این طریق
است سعی کنند که ازین کوتهی نشود نحمده و نصلی علیٰ نبیه و نسلم علیه و علیٰ آله الکرام نصیحتے که باخوی خواجه محمد گدا
نموده می آید بعد تصحیح عقائد کلامیه و بعد اتیان احکام فقهیه دوام ذکر الٰهی است جلسلطانه بنحیکه یاد گرفته اند
بابد که ذکر آنقدر استیلا یابد که غیر مذکور را در باطن نگذارد و تعلق علمی و حبی را از ماسوی مذکور زائل گرداند این
زمان قلب را نسیان از ماسوا حاصل گردد و از دید و دانش غیر فارغ شود که اگر بتکلف و تعمل اشیاء را بوی
یاد دهند یاد نکند و نشناسد و همواره مستهلک و مستغرق مطلوب بود چون معامله تا باینجا رسد یک گام درین
راه زده باشد سعی نمایند که از یک گام هم کوتهی نکنند بدید و دانش غیر گرفتار نمانند گوی توفیق و سعادت
درمیان افگنده اند ۞ کس بمیدان درنمی آید سواران را چه شد بظاهر تعلقات شما کم بنماید اما بشوق تعلق
خود را با ارباب تعلق محشور میدارند الراضی بالضرر لا یستحق النظر مسئله مقرره است والسلام **مکتوب پنجاهم**
بمرزا شمس الدین صدور یافته در بیان آنکه شریعت را صورت است و حقیقت و در بیان آنکه از ابتدا تا انتها
از شریعت چاره نبود و در بیان تمکین قلب و اطمینان نفس و اعتدال اجزای قالب که در مرتبهٔ نبوت است
و ما یناسب ذلک الحمد لله و سلام علیٰ عباده الذین اصطفی شریعت را صورت است و حقیقت صورت
شریعت عبارت از اتیان احکام شرعیه است بعد از ایمان بالله و رسوله و بما جاء من عنده سبحانه با وجود
منازعت نفس امّاره و با وجود سرکشی و طغیان و انکار که در جبلت او مودع است و در نیموطن اگر ایمان است
صورت ایمان ست و اگر نماز ست صورت نماز است و اگر روزه است صورتِ روزه و علیٰ هذا القیاس
سائر الاحکام الشرعیه زیرا که نفس که عمده وجود انسان است و مشار الیه هر فرد بقول انا هم اوست بر کفر و انکار خود
است و حقیقت ایمان و حقیقت اعمال صالحه چگونه متصور شود رحمت خداوندی است جلشانه که مجردِ صورت را قبول فرموده
بشارت بدخول جنت که محل رضای اوست تعالیٰ نموده است و هم احسان اوست تعالیٰ که در
نفس ایمان بتصدیق قلب کفایت فرموده است و بإذعان نفس تکلیف نموده بلی جنّت را هم صورت است
و هم حقیقت اصحاب صورت از صورت جنت محظوظ خواهند شد و ارباب حقیقت از حقیقت جنّت اصحاب صورت
و ارباب حقیقت از یک فاکههٔ جنّت تناول نمایند صاحب صورت از ان لذتی یابد و صاحب حقیقت
لذتے دیگر ازواج مطهرات امهات المؤمنین بآن سرور علیه و علیٰ آله الصلوات والسلام در یک

ایمای فرموده تا ضعیف نبیان بعنایت او تعالی از مجازی بحقیقت برند و از صورت بمعنی گرایند والسلام
علی من اتبع الهدی **مکتوب چهل و هفتم** بخواجه محمد قاسم بدخشی صدور یافته در نصیحت و تنبیه بسم اللہ الرحمن
الرحیم بعد الحمد والصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات میرساند للہ سبحانه الحمد والمنة که از کلمه و کلام آن اخوی حرارت
طلب مفهوم میشود و بوی از جمعیت می آید مانا که این دولت اثر قرب صحبت است گرفتاریهای لاطائل
شما را نگذاشت که یک هفته صحبت دارند مجموع ایام صحبت شما معلوم نیست که بیک عشره کشیده باشند
از خدا شرم باید داشت جل سلطانه که از هزار روز یک روز اهم برای خدای عزوجل انتخاب
نمیکنند و از تعلقات شتی خود را جمع نمی نمایند حجت بر شما درست شده است و به وجدان خود دریافته آید که
یکساعت این صحبت بها از اربعینات مجاهده است مع ذلک ازین صحبت گریزانند و به حیلهای خود را
دور می اندازند جوهر استعداد شما نفیس است اما چه فائده که از قوت بفعل نیامده استعداد شما بلند افتاده
است لیکن شما پست در رنگ طفلان از جوهر نفس بزخرف ریزه های خسیس آرام گرفته اند سه بوقت صبح شود همچو
روز معلوم ست ٭ که با که باخته عشق در شب دیجور ٭ حالا هم هیچ نرفته است فکر بر اصل باید نمود عمده این کار
صحبت ارباب جمعیت است و اگر این دولت میسر نشود اوقات خود را بذکر الهی جل شانه که ماخوذ از صاحب
دولت است مشغول باید داشت و هرچه منافی ذکر است ازان اجتناب باید نمود و در حل و حرمت شرعی
نیک احتیاط باید فرمود بمساهله نباید گذرانند و نماز پنج وقت بجماعت التزام نمایند و در تعدیل ارکان سعی
بلیغ مرعی دارند و محافظت نمایند که نماز را در اوقات مستحبه ادا نمایند ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر

مکتوب چهل و هشتم بخواجه محمد طالب بدخشی صدور یافته در ترغیب نمودن بمقام رضا بسم اللہ
الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عباده الذین اصطفی خواجه محمد طالب همواره خواهان مطلوب باشند خبر
فوت قرة العین محمد صدیق نوشته بودند انا للہ وانا الیه راجعون برادر عزیز حضرت حق سبحانه و تعالی
نزد مومنان از همه چیز عزیزتر و محبوب تر است چه اموال و چه نفس و احیاء و اماتت فعل اوست تعالی
که دیگر یرا دروی مدخل نیست پس ناچار فعل او تعالی نیز عزیزتر و محبوب تر خواهد بود جای آنست
که محبان از فعل محبوب بلذت بگیرند و عیش نمایند بصبر چه دلالت کند که ایمای بکراهت دارد و مقام
رضا هر چند از رغبت و سرور خبر میدهد اما مرتبهٔ التذاذ امری دیگر است سه عشق آن شعله است
کو چون بر فروخت ٭ هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت ٭ تیغ لا در قتل غیر حق براند ٭ در نگر زان پس

اطمینان اگرچہ سرِ مو تفاوت کند ہرچہ گویند از طغیان و سرکشی گنجایش دارد اما بعد از حصول اطمینان مخالفت و طغیان را مجال نیست درینباب این فقیر ہرچند با معان نظر مطالعہ نمودہ است و در حل این معما در دور رفتہ کہ مخالفت مقرر توہم است اما بعنایت اللہ سبحانہ برابر سرِ مو در نفس مطمئنہ مخالفت و سرکشی نیافتہ وجہ استہلاک و اضمحلال چیزے دیگر در وی ندیدہ ہرگاہ نفس خود را اگر فدای مولای جل سلطانہ ساختہ باشد مخالفت چہ گنجایش دارد و چون نفس از حضرت حق سبحانہ تعالیٰ راضی گشت و حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از وی راضی شد طغیان چہ صورت دارد کہ منافی رضا است مرضی حق جل شانہ ہرگز نامرضی نمیگردد و مراد از جہاد اکبر واللہ سبحانہ بحقیقۃ الحال تواند بود کہ جہاد با قالب بود کہ مرکب از طبائع مختلفہ است و ہر طبیعت او خواہان امری است و گریزان از امری دیگر اگر قوت شہویہ است از قالب ناشی است و اگر غضبیہ است ہم از انجا ہویدا است نمی بینی سائر حیوانات کہ نفس ناطقہ ندارند این صفات رذیلہ در آنہا کائن است و بشہوت و غضب و شرہ و حرص متصف اند این جہاد ہمیشہ برپا است اطمینان نفس تسکین این جہاد نمی نماید و تمکین قلب رفع این قتال نمیفرماید در ابقاء این جہاد فوائد کثیرہ است کہ متضمن تنقیہ و تطہیر قالب است تا کمالات آن نشاء و معاملۂ آخرت باصالت او تواند مربوط گشت چہ در کمالات این نشاء قالب تابع است و قلب متبوع آنجا کار بر عکس است قلب تابع و قالب متبوع و چون این نشاء خلل پذیرد و آن نشاء پرتو اندازد این جہاد منقضی گردد و این قتال بانجام رسد و چون بفضل اللہ سبحانہ نفس در مقام اطمینان آمد و منقاد حکم آلہی جل شانہ گشت اسلام حقیقی میسر شد و حقیقت ایمان صورت گرفت بعد ازان ہرچہ عمل خواہد در آمد از حقیقت خواہد بود و اگر نماز ادا یافت حقیقت نماز خواہد بود و اگر صوم است حقیقت صوم است و اگر حج است حقیقت حج علی ہذا القیاس سائر اتیان بالاحکام الشرعیۃ پس طریقت و حقیقت در میان صورت شریعت و حقیقت شریعت متوسط گشت تا بولایت خاصہ مشرف نشود از اسلام مجازی باسلام حقیقی نرسد و چون بمحض فضل خداوندی جل سلطانہ بحقیقت شریعت متحلی گشت و اسلام حقیقی میسر شد مستعد آن گشت کہ از کمالات نبوت بہ تبعیت و وراثت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات بہرۂ تام یابد و نصیب وافر گیرد چنانچہ صورت شریعت ہمچون شجرۂ طیبہ است مر کمالات ولایت را کہ گویا ثمرات اویند حقیقت شریعت نیز گویا شجرۂ مبارک است مر کمالات نبوت را کہ ہمچون ثمرات اویند و کمالات ولایت چون ثمرات صورت اند و کمالات نبوت ثمرات حقیقت آن صورت ناچار کمالات ولایت صور باشند مر کمالات نبوت را کہ حقائق آن صور اند باید دانست کہ فرق در میان صورت شریعت و حقیقت شریعت از رہ نفس آمدہ بود کہ در صورت نفس امارہ طغیان دانست

جنت باشند و از یک فاکهه تناول فرمایند اما التذاذ و تنعم هر کدام علیحده است و اگر علیحده نباشد لازم آید افضل امهات
المؤمنین بر جمیع بنی آدم بعد از پیغمبر ما علیه و علی آله الصلوة والسلام و نیز لازم آید که هر که افضل باشد از شخص زوجهٔ
او نیز از ان شخص افضل بود که زوجه با زوج ممتزج است این صورت شریعت بشرط استقامت موجب فلاح
است و مستلزم نجات اخروی و مصحح دخول جنت چنانچه گذشت و چون صورت شریعت درست کرد ولایت عام
حاصل نمود الله ولی الذین آمنوا و این زمان بعنایت الله سبحانه سالک مستعد آن گشت که قدم در طریقت نهد
و رو بولایت خاصه آرد و نفس را از امارگی بتدریج باطمینان کشد لیکن بداند که طے منازل و وصول بآن ولایت
نیز مربوط باعمال شریعت است ذکر الهی جل شانه که عمده این راه است از امورات شرعیه است و اجتناب
از مناهی شرعیه نیز از ضروریات این راه است و ادای فرائض از مقربات است و طلب پیر راه بین راه
نماید که وسیله تواند شد نیز مامور شرعی است قال الله تعالی وابتغوا الیه الوسیلة بالجمله از شریعت چاره نبود چه
صورت شریعت و چه حقیقت شریعت زیرا که امهات جمیع کمالات ولایت و نبوت احکام شرعیه است کمالات
ولایت نتائج صورت شریعت است و کمالات نبوت ثمرات حقیقت شریعت کما سیجئ آنفا انشاء الله تعالی
مقدمه ولایت طریقت است که آنجا نفی ماسوی مطلوب است و رفع غیر و غیریت مقصود و چون بفضل خداوندی جل شانه ماسوی
بکلیت از نظر مرتفع گشت و در دید نامی و نشانی از اغیار نماند فنا حاصل گشت و مقام طریقت بانجام رسید و سیر
الی الله تمام شد بعد از ان شروع در مقام اثبات است که معبر بسیر فی الله است و همین است مقام بقا که موطن
حقیقت که مقصد اقصی است از ولایت بآن طریقت و حقیقت که فنا و بقا است اسم ولایت صادق می آید و اماره
مطمئنه می گردد و از کفر و انکار خود باز میماند و از مولای خود جل سلطانه راضی میگردد و مولی نیز از وی راضی
میشود و کراهتی که در جبلت خود داشت زائل میشود گویند هر چند نفس در مقام اطمینان برسد از سرکشی
خود باز نیاید ؎ هر چند که نفس مطمئنه گردد :: هرگز ز صفات خود نگردد :: جهاد اکبر که آن سرور علیه و علی
آله الصلوة والسلام در حدیث رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر فرموده است مراد از ان جهاد
با نفس داشته اند و آنچه به کشف فقیر در آمده است و بوجدان خود دریافته است خلاف این حکم
متعارف است بعد از حصول اطمینان در نفس هیچ سرکشی و طغیان نمی یابد و در مقام انقیاد متمکن می بیند
بلکه آنرا در رنگ قلب متمکن که نسیان ماسوی نموده است می یابد که اندیده و دانش غیر و غیریت گذشته
است و از حب جاه و ریاست و از لذت والم و از رتبه مخالفت کجاست و سرکشی کرا پیش از حصول

در کرم است این مقام نسبت بمقامات سابق بس عالی ست و وسعت تمام دارد و نورانیتے دارد که در سابق
اثری از ان نبود این مقام باصالت مخصوص به انبیا اولی العزم ست علیهم الصلوات والتسلیمات و به تبعیت
هر کرا نبوازند و بوراثت هر کرا مشرف بنمازند سه باکریان کارها دشوار نیست بنا اینجا کسے غلط نکند و نگوید که
در نیموطن از صورت و حقیقت شریعت استغنا حاصل میگردد و احتیاج باتیان احکام شرعیه نمیاند زیرا که گویم شریعت
اصل این کار است و بنیاد این معامله است و درخت هر چند بالا رود و سر فراز گردد و دیوار هر چند بلند برآید و
کوشکهای عالی بروی رساست شود از اصل و بنیاد مستغنی نباشد و احتیاج ذاتی از ایشان زائل نگردد مثلاً خانه علو
هر چند رفعت پیدا کند و از پستی دورتر رود از خانه سفل ورا چاره نبود و احتیاج او از سفل هرگز زائل نشود
اگر فرضاً در خانه سفل خللی راه یابد آن خلل در خانه علو نیز تاثیر خواهد نمود و زوال سفل بزوال علو خواهد رسانید پس
شریعت همه وقت و همه حال درکار است و باتیان احکام آن همه کس محتاج و چون بعنایت خداوندی جلشانه
معامله ازین موطن نیز بالا رود و کار از تفصل محبت آید مقامی پیش خواهد آمد بس عالی که بالاصالت مخصوص بخاتم
الرسل است علیه وعلیهم وعلی آله کل الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات و به تبعیت و وراثت تا کرا
باین دولت مشرف سازند آن کوشک عالی که از غایت رفعت بنظر تنگ می درآید حضرت صدیق را در انجا
بطریق وراثت تا ناف دخل میباید و حضرت فاروق نیز باین دولت مهتر است و از امهات المومنین
حضرت خدیجه و حضرت صدیقه را با آنسرور علیه وعلی آله و صحبه الصلوٰة والسلام بعلاقه ازدواج آنجا نیز می بیند
والامر الی الله سبحانه مکتوب پنجاه و یکم بخواجه محمد صدیق صدور یافته الحمد لله وسلام علی عباده الذین
اصطفیٰ اعلم ایها الاخ الصدیق ان کلامه سبحانه مع البشر قد یکون شفاهاً وذلک لافراد من الانبیاء علیهم الصلوات
والتسلیمات وقد یکون ذلک لبعض الکمّل من متابعیهم بالتبعیة والوراثة ایضاً واذا کثر هذا القسم من الکلام مع واحد
منهم سمی محدثاً کما کان امیر المؤمنین عمر رضی الله تعالیٰ عنه وهذا غیر الالهام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام
الذی مع الملک انما یخاطب بهذا الکلام الانسان الکامل الجامع بعالمی الامر والخلق والروح والنفس
والعقل والخیال والله یختص برحمته من یشاء والله ذو الفضل العظیم ولا یلزم من کون الکلام شفاهاً ان یکون المتکلم
مرئیاً للسامع لجواز ان یکون السامع ضعیف البصر لا یحمل شعشعان انواره کما قال علیه وعلی آله الصلوات
والتسلیمات فی جواب سوال الرویة عنه نورانی اراه ولان فی الشفاه خرق الحجب الشهودی لا الوجودی
فافهم فان هذه معرفة شریفة قلما تکلم بها احد والسلام علی من اتبع الهدیٰ مکتوب پنجاه و دوم

وحقیقت شریعت بر انکار خود بوده در حقیقت نفس مطمئنه گشته است و مسلمان همچنین فرق درمیان کمالات ولایت که کالصور
اند ودرمیان کمالات نبوت که کالحقائق اند از راه قالب است در مقام ولایت اجزای قالب از طغیان و سرکشی کم باز
نمانده اند مثلاً جزو ناری او با وجود اطمینان نفس از دعوی خیریت و تکبر خود باز نمانده است و جزو ارضی از خست پشیمان نگشته
علی هذا القیاس سائر الاجزاء و در مقام کمالات نبوت اجزای قالب نیز باعتدال آمده است و از افراط و تفریط باز گشته
ازینجا تواند بود آنچه آنسرور فرموده علیه وعلی آله الصلوات والسلام اسلم شیطانی چنانچه در آفاق است در انفس است
نیز و آن جزو ناری است که مدعی خیریت خود است و خواهان تکبر و ترفع خود که بدترین صفات رذیله است و اسلام
او کنایه از رفع این ارذل رذائل است پس در کمالات نبوت هم تمکین قلب است و هم اطمینان نفس و هم اعتدال اجزای
قالب و در ولایت همین تمکین قلب است و بعد اللتیا والتی اطمینان نفس و آنچه گفتم بعد اللتیا والتی اطمینان نفس زیرا که
اطمینان مر نفس را بر حد کمال و بی تکلف بعد از اعتدال اجزای قالب است لهذا ارباب ولایت بواسطهٔ عدم
اعتدال اجزای قالب رجوع مطمئنه را بصفات بشریت تجویز نموده اند چنانچه بالا گذشت و اطمینانی که بعد از اعتدال
اجزای قالب مر نفس را حاصل میگردد از رجوع بصفات رذیله پاک و مبرا است پس اختلاف رجوع نفس برذائل و عدم
رجوع آن مبنی بر اختلاف مقامات نفس و انظار است هر یکی از مقام خود خبر داده است و از یافت خود سخن رانده سوال
هرگاه اجزای قالب نیز بحد اعتدال آیند و از طغیان و سرکشی باز مانند جهاد با اینها چه صورت دارد و در رنگ نفس مطمئنه
جهاد از اینها نیز مرتفع گردد جواب فرق است درمیان مطمئنه و این اجزا چه مطمئنه صاحب استهلاک و اضمحلال است
و ملحق بعالم امر است که بکمال استهلاک و سکر متصف است و این اجزا بواسطهٔ اتیان احکام شرعیه که بنای آن
بر صحو است مناسبت باستهلاک و سکر ندارند و در مستهلک گنجائش مخالفت نیست و آنکه صحو دارد بواسطهٔ بعضے
مصالح و منافع اگر در بعضے امور صورت مخالفت نماید گنجایش دارد امید است که این مخالفت بفضل خداوندی
جلسلطانه از ترک استحباب بالا نرود و از ارتکاب کراهت تنزیه پایان تر فرود نیاید پس جهاد در مرتبهٔ قالب
وجود اعتدال اجزای او متصور شود و در مطمئنه جهاد مجوز نباشد تحقیق این بحث در مجلد مکتوبات اول در مکتوب بیان
طریق که باسم فرزندی اعظمی مرحوم نوشته شده است بتفصیل اندراج یافته است اگر خفائی مانده باشد
آنجا رجوع نمایند و اگر به محض فضل خداوندی جلسلطانه کمالات نبوت که نتائج و ثمرات حقیقت شریعت
اند نیز بانجام رسند و ترقیات آنجا منوط باعمال نباشند معامله دران موطن به محض فضل خداوندے
و احسان حضرت رحمان است جل سلطانه اعتقاد آنجا اثر نیست و علم و عمل را حکم نه فضل در فضل و کرم

نه معجب و مستغنی و چون دید قصور در اعمال پیدا شود اعمال را قیمت افزاید و بقبول سزاوار بود کسی نمایند که این دید پیدا شود او معجب نبود و بذوق نه خرد ها التفات دهد الا ان یشاء ربی شیئا و جمعی را که این دید قصور اعمال بوجه کمال میسر میگردد چنان می انگارند که کاتب یمین معطل و بیکار است و حسنه نیست که در کتاب او در آید و کاتب شمال همیشه در کار است که همه قبیح و سوء است و چون معامله عارف تا باین حد میرسد عمل معطل ع قلم اینجا رسید سر بشکست ٭ والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب پنجاه و چهارم

بسید شاه محمد صدور یافته در بیان آنکه متابعت آنسرور علیه و علی آله الصلوة والسلام مراتب و درجات دارد و آن هفت درجه است و بیان تفصیل هر درجه و ما یناسب ذلک

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی متابعت آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام که سرمایهٔ سعادت دینیه و دنیویه است درجات و مراتب دارد درجهٔ اولی مر عوام اهل اسلام راست از اتیان احکام شرعیه و متابعت سنت سنیه بعد از تصدیق قلب و پیش از اطمینان نفس که بدرجهٔ ولایت مربوط است و علمای ظواهر و عباد و زهاد که معامله شان باطمینان نفس نه پیوسته است همه درین درجهٔ متابعت شریک اند و در حصول صورت اتباع برابر اند و چون نفس درین مقام از کفر و انکار خود نرسته است لاجرم این درجه مخصوص بصورت متابعت باشد این صورت متابعت در رنگ حقیقت متابعت موجب فلاح و رستگاری آخرت است و منجی از عذاب نار است و مبشر بدخول جنت از کمال کرم انکار نفس را اعتبار نانموده بتصدیق قلب کفایت فرموده است و نجات را مربوط بآن تصدیق ساخته ع میتوانی که دهی اشک مرا حسن قبول ٭ ای که در ساخته قطرهٔ بارانی را ٭ درجهٔ دوم از متابعت اتباع اقوال و اعمال اوست علیه و علی آله الصلوة والسلام که بباطن تعلق دارد از تهذیب اخلاق و دفع رذائل صفات و ازالهٔ امراض باطنیه و علل معنویه که بمقام طریقت متعلق اند این درجهٔ اتباع مخصوص بارباب سلوک است که طریقهٔ صوفیه را از شیخ مقتدا اخذ نموده بوادی و مفاوز سیر الی الله را قطع مینمایند و درجهٔ سوم از متابعت اتباع احوال و اذواق و مواجید آن سرور است علیه و علی آله الصلوة والسلام که بمقام ولایت خاصه تعلق دارند و این درجه مخصوص بارباب ولایت است که مجذوب سالک باشند یا سالک مجذوب چون مرتبهٔ ولایت بانجام رسد نفس مطمئنه گشت و از طغیان و سرکشی باز ماند و از انکار باقرار و از کفر باسلام آید بعد ازین هرچه در متابعت کوشد حقیقت متابعت خواهد بود اگر نماز ادا می نماید حقیقت متابعت بجا می آرد

بخواجه محمد علی کشمیری صدور یافته در ترغیب این طائفه علیه. الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی صحیفه شریفه که از کمال محبت و اخلاص صدور یافته بود رسید فرحها افزود حق سبحانه وتعالی بر محبت این طائفه استقامت کرامت فرماید و با ایشان محشور دارد هم قوم لا یشقی جلیسهم ولا یحرم انیسهم ولا یخیب بهم جلیسهم هم جلساء الله هم اذا رأوا ذکر الله وهم من عرفهم وجد الله نظرهم دواء وکلامهم شفاء وصحبتهم ضیاء وبهاء من رأی ظاهرهم خاب وخسر ومن رأی باطنهم فاز وظفر خوش گفته الهی چیست اینکه دوستان خود را کردی که هر که ایشان را شناخت ترا یافت وتا ترا نیافت ایشان را نشناخت یعنی شناخت ایشان و یافت تو از یکدیگر منفک نیستند تقدم ذاتی بیک اعتبار شناخت را است و بیک اعتبار یافت را و مختار قائل تقدم آن طرف است لانه المبدأ ومنه البدایة اولی واحری والسلام علیکم وعلی من لدیکم

مکتوب پنجاه و سوم بیکی از مشائخ نواحی صدور یافته در جواب استفسار او که اگر عبادتی کنم نفس را استغنا حاصل میشود و اگر زلتی خلاف شرع از من صادر میشود ندامت و شکستگی پیدا می آید. الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی پرسیده بودند اگر در ریاضت خود را می آرم نفس را استغنا پیدا میشود و میداند که مثل من صالحی نیست اگر چیزی خلاف شرع واقع میشود خود را محتاج و فروتر خیال میکند علاج این چیست توفیق انکسار و احتیاج و فروتنی که ناشی از ندم است در شق ثانی که پیدا میشود نعمت است عظیم عیاذاً بالله سبحانه اگر بعد از ارتکاب محظور شرعی ندامت هم که از شعب توبه است پیدا نشود و باتیان ذنب متلذذ و محظوظ بود که التذاذ از ذنب اصرار بر ذنب است اگر اصرار بر سیئه صغیره است بکبیره میرساند و اصرار کبیره دهلیز کفر است شکر این نعمت عظمی نمایند تا ازدیاد در ندم پیدا شود و از ارتکاب خلاف شرع باز دارد قال الله سبحانه تبارک وتعالی لئن شکرتم لازیدنکم حاصل شق اول حصول عجب است بعد از اتیان اعمال صالحه و این عجب سمی است قاتل و مرضی است مهلک که اعمال صالحه را نابود میگرداند چنانچه آتش حطب را ناچیز سازد و منشاء عجب آنست که اعمال صالحه در نظر عامل مزین می در آیند و مستحسن می نمایند فالمعالجة بالاضداد باید که حسنات خود را متهم دارد و قبائح خفیه حسنات در نظر آرد تا خود را و اعمال خود را قاصر داند بلکه شایان لعن و طرد یابد قال علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات رب قاریء للقرآن والقرآن یلعنه وکم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء والجوع خیال نکند که حسنه او قبح ندارد اگر اندک متوجه شود بعنایت الله سبحانه همه قبح یابد و بوی از حسن احساس نکند عجب کجا و استغنا کرا بلکه از استیلای دید قصور اعمال باید که از اتیان حسنه منفعل و شرمنده بود

سنیه است علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة واجتناب از اسم و رسم بدعت تا از بدعت حسنه در رنگ بدعت
سیئه احتراز ننماید بوئی ازین دولت بمشام جان او نرسد و این معنی امروز متعسر است که عالم در دریای
بدعت غرق گشته است و بظلمات بدعت آرام گرفته کرا مجال است که دم از رفع بدعت زند و باحیای
سنت لب کشاید اکثر علمای این وقت رواج دهندهای بدعت اند و محو کنندهای سنت بدعتهای پهن شده را
تعامل خلق دانسته بجواز بلکه باستحسان آن فتوی میدهند و مردم را بدعت دلالت مینمایند چه میگویند اگر
ضلالة شیوع پیدا کند و باطل متعارف شود تعامل گردد مگر نمیدانند که تعامل دلیل استحسان نیست تعاملی
که معتبر است همانست که از صدر اول آمده است یا باجماع جمیع مردم حاصل گشته کما ذکر فی الفتاوی
الغیاثیة قال الشیخ الاسلام الشهید رحمه الله سبحانه لا ناخذ باستحسان مشائخ بلخ وانما ناخذ بقول اصحابنا المتقدمین
رحمهم الله سبحانه لان التعامل فی بلدة لا یدل علی الجواز وانما یدل علی الجواز ما یکون علی الاستمرار من
الصدر الاول یکون ذلک دلیلا علی تقریر النبی علیه وعلی آله الصلوات والسلام ایاهم علی ذلک
فیکون تشریعا عنه علیه وعلی آله الصلوة والسلام واما اذا لم یکن کذلک لا یکون فعلهم حجة الا اذا کان ذلک
من الناس کافة فی البلدان کلها لیکون اجماعا والاجماع حجة الا تری انهم لو تعاملوا علی بیع الخمر وعلی
الربوا لا یفتی بالحل و شک نیست که علم بتعامل کافهٔ انام و بعمل جمیع قری و بلدان از حیطهٔ بشر خارج است
باقیماند عمل صدر اول که فی الحقیقت تقریر است از ان سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام و راجع است بسنت
او علیه وعلی آله الصلوة والسلام بدعت کجا است و حسن بدعت کدام اصحاب کرام را در حصول جمیع کمالات صحبت خیر
البشر کافی بوده علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات و از علماء سلف هر که بدولت رسوخ مشرف گشته است بی آنکه خدایا
طریق صوفیه نماید و بسلوک و جذبه قطع مسافت کند بواسطهٔ التزام متابعت سنت سنیه است علی صاحبها الصلوة
والسلام والتحیه و اجتناب از بدعت نامرضیه اللهم ثبتنا علی متابعة السنة و جنبنا عن ارتکاب البدعة بحرمة صاحب السنة
علیه وعلی آله الصلوة والسلام که علم و عمل را در حصول آن کمالات مدخلی نیست بلکه حصول آنها مربوط بمحض فضل و احسان
خداوندیست جلسلطانه و این درجه بس عالیست درجات سابق را با آن مساسی نیست این کمالات بالاصالة
مخصوص بانبیاء اولو العزم است علیهم الصلوات والتسلیمات و بتبعیت و وراثت تا کرا باین دولت مشرف سازند
درجه ششم از متابعت ابتداع آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام در کمالی که مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور
است علیه وعلی آله الصلوة والسلام چنانچه در درجه پنجم افاضهٔ کمالات بمجرد فضل و احسان بوده درین درجهٔ ششم افاضه

واگر صوم است ہمین حکم است واگر زکوۃ است ہمین نمط است وعلی ہذا القیاس در اتیان جمیع احکام شرعیت
حقیقت اتباع کامن است سوال حقیقت نماز و روزہ چہ معنی است نماز و روزہ افعال مخصوصہ است اگر
آن افعال چنانچہ فرمودہ است ادا یابد حقیقت ادا یافتہ باشد صورت چہ بود و حقیقت در ای آن چہ باشد جواب
مبتدی چون نفس امارہ دارد کہ بالذات منکر احکام سماویست اتیان احکام شرعیہ از وی باعتبار صورت است
و منتہی را چون نفس مطمئنہ گشتہ است و برضا و رغبت قبول احکام شرعیہ نمودہ اتیان احکام از وے باعتبار
حقیقت است مثلاً منافق و مسلم ہر دو ادای نماز مینمایند منافق چون انکار باطن دارد صورت نماز بجای آرد
و مسلم بواسطۂ انقیاد باطن بحقیقت نماز متحلی است پس صورت و حقیقت باعتبار انکار و اقرار باطن است
این درجۂ چہارم درجہ ایست از متابعت در درجۂ اولی صورت این متابعت بودہ و اینجا حقیقت اتباع
است این درجۂ چہارم از اتباع مخصوص بعلماء راسخین است شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کہ بعد از اطمینان نفس بدولت
متابعت متحقق نیز اند و اولیاء اللہ را قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ہر چند نحوی از اطمینان نفس بعد تمکین
قلب حاصل است اما کمال اطمینان مر نفس را در تحصیل کمالات نبوت حاصل است کہ علماء راسخین را
از ان کمالات بطریق وراثت نصیب است پس علماء راسخین بواسطۂ کمال اطمینان نفس بحقیقت شریعت
کہ حقیقت اتباع است متحقق باشند و دیگران چون این کمال ندارند گاہی بصورت شریعت متلبس اند و
گاہی بحقیقت شریعت متحقق علامتی از برای علماء راسخین بیان کنم تا ہر ظاہر دانی دعوی رسوخ ننماید و
امارۂ خود را مطمئنہ ننانگارد عالم راسخ کسے است کہ او را از تاویل متشابہات کتاب و سنت نصیب است
و از اسرار حروف مقطعات اوائل سور قرآنی بہرہ دارد تاویل متشابہات از جملہ اسرار غامضہ است
خیال نکنی کہ در رنگ تاویل ید بقدرت است و تاویل وجہ بذات کہ آن ناشی از علم ظاہر است باسرار
کار ندارد و اصحاب این اسرار پیغمبرانند علیہم الصلوات والتسلیمات و این رموزات اشارات معاملات
ایشان است و بہ تبعیت و وراثت این بزرگواران ہر کرا باین دولت عظمی مہتد ساز ند حصول این درجۂ
متابعت کہ منوط باطمینان نفس است و وصول بحقیقت متابعت صاحب شریعت ست علیہ وعلی آلہ الصلوۃ
والسلام گاہست کہ بتوسط فنا و بقای توسل سلوک و جذبہ میسر گردد و تواند بود کہ از احوال و مواجید
و از تجلیات و ظہورات ہیچ در میان نباشد و این دولت نقد وقت بود لیکن از راہ ولایت باین
دولت رسیدن اقربیست از انکہ براہ دیگر برسد و آن راہ دیگر بزعم این فقیر التزام متابعت سنت

است مداحی صوفیه علیه آنکه احکام الهامیه همه وقت ثابته و ماینا سب ذلک بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام
علی عباده الذین اصطفی قرآن مجید جامع جمیع احکام شرعیه است بلکه جامع جمیع شرائع ما تقدم ست غایة ما فی الباب
بعضے از احکام این شریعت از ان قسم اند که بعبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء نص مفهوم میگردند عوام
و خواص از اهل لغت درین فهم برابر اند و قسم دیگر از احکام از ان قبیل اند که بتوسط اجتهاد و استنباط مفهوم میگردند این
فهم مخصوص بائمه مجتهدین است که آنسرور باشد بقول جمهور و اصحاب کرام آن سرور و مجتهدان سائر امت آن سرور
باشند علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات لیکن احکام اجتهادیه در زمان آنسرور که آوان وحی بوده علیه و علی آله الصلوة و
السلام درمیان خطا و صواب متردد نبودند بلکه بوحی قطعی صواب محق از خطای مخطی متمیز میگشت و حق از باطل متمنح
میماند که تقریر و تثبیت نبی بر خطا مجوز نیست بخلاف احکامیکه بعد از انقراض زمان وحی بطریق استنباط
مجتهدان حاصل گشته درمیان صواب و خطا متردد اند لهذا احکام اجتهادی که در زمان وحی مقرر گشته اند موجب
یقین اند که مفید عمل و اعتقاد ست و بعد از زمان وحی ناچار موجب ظن باشند که مفید عمل است نه موجب
اعتقاد و قسم ثالث از احکام قرآن از ان نوع اند که طاقت بشری در فهم آن عاجز ست تا اعلامی از جانب
منزل احکام جل سلطانه حاصل نشود فهم آن احکام متصور نبود حصول این اعلام مخصوص به پیغمبر است علیه و علی
آله الصلوة والسلام غیر پیغمبر این اعلام نکند این احکام هر چند ماخوذ از کتاب اند اما چون مظهر آن احکام پیغمبر است
علیه و علی آله الصلوة والسلام ناچار این احکام را منسوب بسنت داشته اند که مظهر آن سنت است
در رنگ آنکه احکام اجتهادیه را بقیاس نسبت کنند باعتبار آنکه قیاس مظهر آن احکام است پس سنت و
قیاس هر دو مظهر احکام باشند اگرچه درمیان این دو مظهر فرق بسیار است که یکی مستند برای است که مجال
خطا دارد و دیگری مؤید باعلام حق جل و علا که خطا را آنجا گنجایش نیست قسم اخیر کمال شباهت باصل دارد
گویا مثبت احکام است هر چند فی الحقیقت مثبت جمیع احکام همان کتاب عزیز است پس باید دانست که در احکام
اجتهادیه غیر پیغمبر را با پیغمبر علیه و علی آله الصلوة والسلام مجال خلاف هست اگر آن غیر بپایه اجتهاد برسد و احکامیکه
بعبارت و اشارت و دلالت نص ثابت شده اند و همچنین احکامیکه مظهر آنها سنت است احدی را در آنها مجال
مخالفت نیست بلکه بر جمیع امت اتباع آن احکام لازم است پس مجتهدان امت را در احکام اجتهادیه متابعت
رای پیغمبر لازم نیست علیه و علی آله الصلوة والسلام بلکه صواب در آن موطن متابعت رای خود ست اینجا دقیقه است
باید دانست پیغمبر اینکه متابعت شرائع پیغمبران اولو العزم مینمایند علیهم الصلوة والسلام واجب بر ایشان همان اتباع

کمالات آن بمجرد محبت است و فوق آن بفضل درجه احسان است از این درجه متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است این خمس درجه
متابعت غیر از درجه اولی همه بمقامات عروج تعلق دارند و حصول آنها بصعود مربوط است درجه ششم از متابعت است که
تعلق بنزول و هبوط دارد و این درجه سابع از متابعت جامع جمیع درجات سابق است زیرا که درین موطن نزول
هم تصدیق قلب است و هم تمکین قلب است و هم اطمینان نفس است و هم اعتدال اجزای قالب که از طغیان و سرکشی
باز مانده اند درجات سابق گویا اجزای متابعت بوده اند و این درجه هم چون کل است مر آن اجزا را درین مقام تابع به متبوع بنهجی
مشابهت پیدا میکند که گویا اسم تبعیت از میان میخیزد و امتیاز تابع و متبوع زائل میگردد چنان متوهم میشود که تابع در رنگ
متبوع هرچه میگیرد از اصل میگیرد گویا هر دو از یک چشمه آب میخورند و هر دو آغوش یک کنار اند و هر دو در یک بستر اند و هر دو
در رنگ شیر و شکر اند تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا در اتحاد نسبت تغایر گنجایش نه دارد عجب معامله است
درین مقام هر چند بامعان نظر مطالعه مینماید نسبت تبعیت هیچ ملحوظ و منظور نمیگردد و امتیاز تابعیت و متبوعیت اصلا مشهود
نمیشود این قدر هست که خود را طفیلی میداند و وارث نبی خود میداند علیه و علی جمیع الانبیاء من الصلوات افضلها و من التسلیمات
اکملها تابع دیگر است و طفیلی و وارث دیگر هر چند همه در قطار تبعیت اند ظاهرا و تابع حیلولة متبوع در کار است
و در طفیلی و وارث هیچ حیلولتی در کار نیست تابع از پس خورده است و طفیلی جلیس ضمنی بالجمله هر دولتی که آمده است از
برای انبیا آمده است علیهم الصلوات والتحیات سعادت امتان است که بطفیل انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات
از ان دولت بهره یابند و از پس خورده ایشان تناول نمایند ع در قافله که اوست دانم نرسم ۞ این بس که رسد
ز دور بانگ جرسم ۞ تابع کامل کسی است که باین هفت درجه متابعت متحلی شود و آنکه بعضی از درجات متابعت
دارد و بعضی ندارد تابع فی الجمله است علی تفاوت الدرجات علمای ظواهر بدرجه اولی خرسند اند کاش
آن درجه را هم سرانجام بدهند متابعت را مقصور بر صورت شریعت داشته اند و ورای آن امری دیگر انگاشته
طریقه صوفیه را که وسیله حصول درجات متابعت است بیکار تصور نموده اند و اکثرشان پیر و مقتدای خود را
غیر از هدایت و بزرگواری ندانسته ع چو آن کرمی که در سنگی نهان است ۞ زمین و آسمان او همان است ۞
حققنا الله سبحانه و ایاکم بحقیقة المتابعة المرضیة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والبرکة والتحیة و علی جمیع
اخوانه من الانبیاء الکرام والملائکة العظام و علی جمیع اتباعهم الی یوم القیام مکتوب پنجاه و پنجم بمخدوم
زاده های عالی درجات اعنی خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم سلمهما الله تعالی صدور یافته در بیان آنکه
قرآن مجید جامع جمیع احکام شرعیه است و در مناقب امام اعظم ابی حنیفه رض و در بیان آنکه اصل این کار شریعت

در آنها متصور نیست که این احکام نسبت بعضی ست نه بعضی دیگر پس اجتهاد پیغمبری و همچنین سنت او در رفع اجتهاد و سنت پیغمبر
دیگر میتواند شد که آن نسبت بقومی است و این نسبت بقوم دیگر و اگر اختلاف نسبت بکافهٔ انام یا نسبت بیک گروه کرده باشد
البته نسخ است چنانچه درین شریعت که حکم به نسبت کافهٔ انام است حکم ثانی ناسخ حکم اول است پس سنت لاحق
پیغمبر ما علیه و علی آله و جمیع الانبیاء والمرسلین الصلوات والتحیات ناسخ باشد مر سنت سابق او را علیه و علی آله الصلوة
والسلام و حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام بعد از نزول که متابعت این شریعت خواهد نمود و اتباع سنت
آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام خواهد کرد نسخ این شریعت مجوز نیست نزدیک است که علماء ظواهر مجتهدات
او را علی نبینا و علیه الصلوة والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند مثل روح
الله مثل امام اعظم کوفی است که ببرکت ورع و تقوی و بدولت متابعت سنت درجهٔ علیا در اجتهاد و استنباط یافته
است که دیگران در فهم آن عاجز اند و مجتهدات او را بواسطهٔ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و او را و اصحاب
او را اصحاب رای پندارند کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقة علمه و درایته و عدم الاطلاع علی فهمه و فراسته امام شافعی
بکرشمه از دقت فقاهت او علیه الرضوان دریافت که گفت الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفة وای از جرأتهای قاصر نظران که قصور
خود را بدیگری نسبت نمایند ع قاصری گر کند این قافله را طعن قصور ؛ حاش لله که برآرم بزبان این گله را ؛ همه شیران
جهان بستهٔ این سلسله اند ؛ روبه از حیله چسان بگسلد این سلسله را ؛ و بواسطهٔ همین مناسبت که بحضرت روح الله
دارد تواند بود آنچه خواجه محمد پارسا در فصول ستّه نوشته است که حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام بعد از نزول
بمذهب امام ابی حنیفه عمل خواهد کرد یعنی اجتهاد حضرت روح الله موافق اجتهاد امام اعظم خواهد بود نه آنکه تقلید این
مذهب خواهد کرد علی نبینا و علیه الصلوة والسلام که شان او علی نبینا و علیه الصلوة والسلام ازان بلند ترست
که تقلید علماء امت فرماید بی شائبهٔ تکلف و تعصب گفته میشود که نورانیت این مذهب حنفی بنظر کشفی در رنگ
دریای عظیم مینماید و سائر مذاهب در رنگ حیاض و جداول بنظر می در آیند و بظاهر هم که ملاحظه نموده می آید
سواد اعظم از اهل اسلام متابعان ابی حنیفه اند علیهم الرضوان و این مذهب با وجود کثرت متابعان
در اصول و فروع از سائر مذاهب متمیز است و در استنباط طریق علیحده دارد و این معنی منبی از حقیقت
است عجب معامله است امام ابوحنیفه در تقلید سنت از همه پیش قدم است و احادیث مرسل را در رنگ احادیث
مسند شایان متابعت میداند و بر رای خود مقدم میدارد و همچنین قول صحابه را بواسطهٔ شرف صحبت خیر البشر علیه
و علیهم الصلوة والتسلیمات بر رای خود مقدم میدارد و دیگران نه چنین اند مع ذلک مخالفان او را صاحب رای میدانند

احکام است که از کتب وصحف ایشانان بعبارت واشارت ودلالت ثابت شده اند نه آن احکام که باجتهاد و
سنن ایشانان ظاهر گشته زیراکه در احکام اجتهادی هرگاه مجتهد را متابعت لازم نبوده چنانچه گذشت پیغمبر متابع را
چگونه متابعت لازم باشد واحکامیکه مظهر آنها سنّت است چنانچه پیغمبر اولوالعزم را آن احکام باعلام حاصل اند وپیغمبر غیر
اولوالعزم را نیز احکام باعلام او تعالی ثابت اند متابعت چه بود بلکه متابعت را گنجایش نیست زیراکه باندازه هر وقت
ومناسب هر گروه احکام علیحده است گاهی حل مناسب است وگاهی حرمت پیغمبر اولی العزم را اعلام بحل امری شده بود
وپیغمبر غیر اولی العزم را اعلام بحرمت آن واین حل وحرمت هر دو ماخوذ از صحیفه منزله است چنانچه دو مجتهد از یک ماخذ
دو حکم مختلف اخذ مینمایند یکی ازانجا حل می فهمد ودیگری حرمت سؤال این اختلاف در اجتهاد گنجایش دارد
که مدار آن بر رای است که هم احتمال صواب دارد وهم احتمال خطا اما این معنی در اعلام او تعالی گنجایش ندارد
زیراکه آنجا تردد در صواب وخطا جائز نیست بلکه نزد حق جل وعلا یک حکم است اگر حل است حرمت گنجایش ندارد واگر
حرمت است حل را مجال نیست جواب روا است که نسبت بیک قوم حل باشد ونسبت بقوم دیگر حرمت پس حکم خدا
جل وعلا دریک واقعه متعدد باشد نسبت تعدد قوم ولا محذور آری در امت خاتم الرسل این معنی راست نمی آید که
کافهٔ انام درین شریعت بیک حکم محکوم اند دریک واقعه نزد خدا عز وجل سلطانه اتحاد حکم نیست سؤال پیغمبر
اولی العزم هرگاه حکم بحل امری کرده باشد وپیغمبر دیگر متابع او در آن امر حکم بحرمت نماید لازم می آید که حکم ثانی ناسخ
حکم اول باشد واین جائز نیست که نسخ مخصوص به پیغمبر اولی العزم است غیر او ناسخ نمیتواند شد جواب نسخ وقتی لازم
می آید که حکم ثانی عام بود نسبت بکافهٔ انام تا رفع حکم اول که نسبت بگروهی واقع شده بود نماید حکم ثانی عام نیست
بلکه نسبت بیک گروهی حکم بحرمت کرده است بحکم اول جنگ ندارد نمی بینی که دریک واقعه مجتهدی حکم بحل میکند ومجتهد
دیگر در همان واقعه حکم بحرمت مینماید وهیچ نسخ نیست هر چند در میان این وآن تفاوت فاحش است که اینجا رای
است وآنجا اعلام در رای تعدد حکم گنجایش دارد ودر اعلام گنجایش ندارد اما تعدد قوم علاج آن مینماید چنانچه
گذشت پس در شرائع ماتقدم احکامیکه از کتب وصحف پیغمبران اولی العزم بحسب لغت مفهوم میگردند پیغمبران متابع
را نیز در آنها مجال مخالفت نیست وآن احکام نسبت بکافهٔ انام وارد گشته اند هر پیغمبر متابع بهر قوم که دعوت کند
خلاف آن احکام تبلیغ نخواهد کرد اگر حل است همه را حل است واگر حرمت است همه را حرمت است تا زمانیکه پیغمبر
دیگر از اولی العزم بیاید ورفع آن حکم فرماید این زمان نسخ متصور است پس نسخ باعتبار همان احکام باشد که بحسب
لغت از صحیفهٔ منزله ماخوذ اند واحکامیکه باجتهاد واعلام ثابت شده اند وبسنت واجتهاد منسوب اند نسخ

ماسوی است از قدم ثانی ایشان چه وا نماید که بیرون آفاق و انفس ست الهام ایشان راست و کلام با ایشان ست
اکابر ایشان علوم و اسرار بی توسط از اصل اخذ مینمایند و در رنگ مجتهد که تابع رای اجتهاد خود است ایشان نیز در معارف
و مواجید تابع الهام و فراست خود اند حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره نوشته اند که در افاضهٔ علوم لدنی روحانیت
حضرت متوسط است علی نبینا و علی جمیع الانبیاء الصلوة والسلام ظاهر این سخن نسبت با بتدا او توسط خواهد بود و معامله انتها
دیگر است کما یشهد به الکشف الصریح و موید این تحقیق است آنچه از حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس الله تعالی سره منقول
است که روزی بر سر منبر بیان علوم و معارف مینمودند درین اثنا گذر حضرت خضر واقع شد شیخ فرمود ای اسرائیلی بیا
کلام محمدی بشنو ازین عبارت شیخ مفهوم میشود که حضرت خضر از محمدیان نیست از ملل سابقه است چون چنین باشد
محمدیانرا چگونه واسطه بود پس محقق شد که علوم و معارف دیگر اند ماورای احکام شرعیه که اهل الله بآن مخصوص اند هر چند آن
معارف ثمرات و نتائج این احکام اند مقصود از درخت نشاندن حصول ثمرات او ست تا زمانیکه درخت بر پاست ثمرات
متوقع ست و چون در اصل درخت خلل رفت ثمرات معدوم گشت سفیهی باشد که درخت را بر دو ثمرات را توقع دارد
هر چند درخت را نیک تربیت کنند ثمرات وافر آرد ثمره اگرچه مقصود ست اما فرع شجره است ملتزم شریعت
و مداهن شریعت را برین معنی قیاس باید کرد آنکه التزام دارد صاحب معرفت ست هر چند التزام بیش معرفت بیش و آنکه
مداهن ست از معرفت بی نصیب ست و بالفرض آنچه بزعم فاسد خود دارد و اگرچه هیچ ندارد از قبیل استدراج است که
جوگیه و براهمه را در ان شرکت است کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندقة والحاد پس روا است که خواص الله در معارف
ذات و صفات و افعال او تعالی بعضی از اسرار و دقائق فهم کنند که ظاهر شریعت از ان معارف ساکت است و در حرکات
و سکنات اذن و عدم اذن او تعالی دریابند و مرضی و غیر مرضی دانند بسیار ست که در بعضی اوقات ادای
بعضی از عبادات نافله را غیر مرضی یابند و ترک آن ماذون گردند گاهی نوم را به از یقظه فهمند احکام شرعیه
با وقات موقت اند و احکام الهامیه همه وقت ثابت اند و چون حرکات و سکنات این بزرگواران مربوط باذن ست
ناچار نوافل دیگران نیز فرایض ایشان باشند مثلاً یک فعل نسبت بیک شخص بحکم شریعت نفل ست و همان فعل
نسبت بشخص دیگر بحکم الهام فرض پس دیگران گاهی ادای نوافل مینمایند و گاهی مرتکب امور مباحه میگردند و
این بزرگواران چون کار را بامر و اذن مولی جل سلطانه میکنند همه از فرایض ادا می یابد مستحب و مباح
دیگران فرض ایشان ست ازینجا علو شان این بزرگواران باید دریافت علماء ظواهر در امور دین اخبار غیبیه را
مخصوص باخبار پیغمبران میدانند علیهم الصلوات والتسلیمات و دیگرانرا در ان اخبار شرکت نمی دهند این معنی

والفاظیکه منبی از سوء ادب اند بآنها منتسب میسازند با وجود آنکه همه بکمال علم و وفور ورع و تقوی او معترف اند حضرت حق سبحانه
وتعالی ایشانرا توفیق دهاد که از رئیس دین و رئیس اسلام اعراض ننمایند و سواد اعظم اسلام را ایذا نکنند یریدون ان یطفؤا نور
الله بافواههم جماعه که این اکابر دین را اصحاب رای میدانند اگر این اعتقاد دارند که ایشانان برای خود حکم میکردند و
متابعت کتاب وسنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اهل اسلام بزعم فاسد ایشان ضال ومبتدع باشند بلکه از جرگه اهل
اسلام بیرون بوند این اعتقاد نکند مگر جاهلی که از جهل خود بیخبر ست یا زندیقی که مقصودش ابطال شطر دین است ناقصی چند
احادیث چند را یاد گرفته اند و احکام شریعت را منحصر در ان ساخته ماورای معلوم خود را نفی مینمایند و انچه نزد ایشان
ثابت نشده منتفی میسازند ع چو آن کرمی که در سنگی نهان ست ؛ زمین و آسمان او همان ست ؛ وای هزار وای از تعصبهای
بارد ایشان و از نظرهای فاسد ایشان بانی فقه ابوحنیفه است وسه حصه از فقه او را مسلم داشته اند و در ربع باقی همه
شرکت دارند و فقه صاحب خانه اوست و دیگران همه عیال وی اند با وجود التزام این مذهب مرا با امام شافعی گویا
محبت ذاتی است و بزرگ میدانم لهذا در بعضی اعمال نافله تقلید مذهب او مینمایم اما چه کنم که دیگرانرا با وجود وفور
علم و کمال تقوی در جنب امام ابی حنیفه در رنگ طفلان می یابم و الامر الی الله سبحانه برسر اصل سخن رویم و گوئیم که
بالا گذشته است که اختلاف احکام اجتهادیه اگرچه آن اختلاف از پیغمبر صادر شود مستلزم نسخ نیست بخلاف اختلاف
در احکام کتاب و سنت که موجب نسخ است کما مر ایضا تحقیقه پس مقرر شد که معتبر در اثبات احکام شرعیه
کتاب و سنت است و قیاس مجتهدان و اجماع امت نیز بحقیقت مثبت احکام است بعد ازین چهار ادله شرعیه هیچ
دلیلی مثبت احکام شرعیه نمیتواند شد الهام مثبت حل و حرمت نبود و کشف ارباب باطن اثبات فرض و سنت
نه نماید ارباب ولایت خاصه با عامه مؤمنان در تقلید مجتهدان برابر اند کشف و الهامات ایشان را مزیتی نمی بخشد و از
ربقه تقلید نمی برآرد ذوالنون و بسطامی و جنید و شبلی با زید و عمرو و بکر و خالد که از عوام مؤمنان اند در تقلید مجتهدان
در احکام اجتهادیه مساوی اند آری مزیت این بزرگواران در امور دیگرست اصحاب کشوف و مشاهدات ایشانند
و ارباب تجلیات و ظهورات هم ایشانند که بواسطه استیلای محبت محبوب حقیقی جل سلطانه از ما سوای او تعالی
گسسته اند و از دید و دانش غیر و غیریت آزاد گشته اگر حاصل دارند او را دارند و اگر واصل اند او را واصل اند در عالم
بیعالم اند و با خود بیخود اند اگر میرند برای او میرند و اگر میزیند برای او میزیند مبتدیان ایشان مطلوب را بواسطه
غلبه محبت در مرآت هر ذره از ذرات عالم مشاهده مے نمایند و هر ذره را جامع جمیع کمالات
اسمائی و صفاتی او می یابند از منتهیان ایشان چه نشان دهد که بے نشان اند قدم اول شان نسیان

آمده است وعلی ہذا القیاس سائر الصفات اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما والسلام

مکتوب پنجاہ وہفتم بملا غازی نائب صدور یافتہ در بیان آنکہ ذکر حق جل وعلا شانہ اولی است از صلوٰۃ فرستادن بخیر البشر علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا اما ذکری کہ شایان قبولیت داشتہ باشد یا ذکری کہ طالب از شیخ مقتدا اخذ نمودہ باشد ومایناسب ذالک چندگاہ بصلوٰۃ خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اشتغال داشتم و بانواع واقسام صلوٰۃ درود میفرستادم ونتائج وثمرات عاجلہ بران مترتب مییافتم و بدقائق واسرار ولایت خاصۂ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ مہتدی میگشتم چون مدتے برین عمل گذشت اتفاقاً فتوری درین التزام پیدا گشت وتوفیق این اشتغال زائل شد وبر صلوات موقتہ اقتصار افتاد و در ان وقت خوش می آمد کہ بجای صلوٰۃ بہ تسبیح وتقدیس وتہلیل اشتغال نمایم گفتم حکمتے درین امر خواہد بود تا چہ ظاہر سازند آخر بعنایت اللہ سبحانہ معلوم گشت کہ درینوقت ذکر گفتن بہ از درود فرستادن است ہم مرسل را وہم مرسل الیہ را بر دو وجہ یکی آنکہ در خبر قدسی آمدہ است من شغلہ ذکری عن مسألتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وجہ دوم آنکہ چون ذکر ما خوذ از حضرت پیغمبر ست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ثواب آن ذکر چنانچہ بذاکر میرسد بآن سرور نیز مثل آن ثواب میرسد قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا وہمچنین ہر عملے نیک کہ از امتان بوجود می آید اجر آن عمل چنانچہ بعامل میرسد بہ پیغمبر کہ واضع آن عمل است نیز ہمانقدر اجر واصل میگردد بی آنکہ از اجر عامل چیزی نقصان کنند وہیچ در کار نیست کہ عامل بہ نیت پیغمبر عمل نماید چہ آن عطاے حق ست جلسلطانہ عامل را در ان صنعی نیست آری اگر از عامل نیت پیغمبر نیز بوجود آمد باعث ازدیاد اجر عامل خواہد بود واین زیادتی نیز بہ پیغمبر عائد خواہد گشت ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وشک نیست کہ مقصود اصلی از ذکر یاد حق است سبحانہ وطلب اجر طفیلی اوست ودر درود مقصود اصلے طلب حاجت است شتان ما بینہما پس فیما نحن فیہ از راہ ذکر بہ پیغمبر برسد باضعاف زیادہ خواہد بود از ان برکاتی کہ از راہ درود باو برسد علیہ الصلوٰۃ والسلام باید دانست کہ ہر ذکر این رتبہ ندارد وذکری کہ شایان قبول ست این مزیت مخصوص ست بذکری کہ این چنین ست درود را برذکر مزیت ست ووصول برکات از درود بیشتر متوقع ست لیکن ذکریکہ طالب از شیخ کامل مکمل اخذ نماید وبشرائط طریقہ بران مداومت کند از درود گفتن افضل ست چہ این ذکر وسیلۂ آن ذکر ست تا این ذکر نکنند بآن ذکر نرسد از ینجاست کہ مشائخ طریقت قدس اللہ تعالی اسرارہم مبتدی را غیر از ذکر کردن تجویز نکردہ اند ودر حق او اقتصار بر فرائض وسنن نمودہ اند واز امور نافلہ منع ساختہ اند از ین بیان لازم نگشت کہ ہیچ فردی از امت

منافی وراثت است و نفی ست مر بسیاری از علوم و معارف صحیحه را که بدین متین تعلق دارند آری احکام شرعیه مربوط بادلۂ
اربعه است که الهام را دران گنجایش نیست امّا امور دینیه ماورای احکام شرعیه بسیار است که اصل خامس آنها الهام
ست بلکه توان گفت که اصل ثالث الهام ست بعد کتاب و سنّت این اصل تا انقراض عالم برپا است پس دیگران را باین
بزرگواران چه نسبت بود بسیار ست که دیگران در بعضے اوقات عبادت کنند و آن عبادت غیر مرضی باشد و این بزرگواران
در بعضے احوال ترک عبادت کنند و آن ترک مرضی بود پس نزد حق جل و علا ترک ایشان به از فعل دیگران شد و عوام بخلاف
این حاکم اند آن را عابد میدانند و این را مکاری شمرند سوال چون دین بکتاب و سنّت کامل گشت بعد از کمال بالهام چه
احتیاج بود و چه نقصان مانده که بالهام کامل گردد جواب الهام مظهر کمالات خفیه دین ست نه مثبت کمالات زائده در دین
چنانچه اجتهاد مظهر احکام ست الهام مظهر دقائق و اسرار ست که فهم اکثر مردم ازان کوتاه ست هر چند در اجتهاد و الهام
فرق واضح ست که آن مستند ست بخالق رأی جل سلطانه پس در الهام یک قسم اصالت پیدا شد که در اجتهاد نیست الهام
شبیه اعلام نبی ست که ماخذ سنّت ست چنانچه بالا گذشت اگرچه الهام ظنی ست و آن الهام قطعی ربنا اتنا من لدنک
رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدے

مکتوب پنجاه و ششم

بمولانا عبد القادر انبالی صدور یافت در بیان آنکه معاملۂ عارف بجاے میرسد که سیئات دیگران در حق او حکم حسنات پیدا
میکنند بسم الله الرحمٰن الرحیم قال الله تبارک و تعالیٰ اولٰئک یبدل الله سیئاتهم حسنات معامله درویش بعنایت
الله سبحانه و بصدقه حبیبه علیه و علی آله الصلوٰة والسلام تا بجای میرسد که سیئات دیگران حسنات او میگردد و رذایل
ایشان حمیدهٔ او میشود مثلاً ریا و سمعه از سیئات است و از رذائل او صاف در حق او حسن پیدا میکند و حکم
حمد و شکر میگیرد زیرا که آن درویش جمیع اقسام عظمت و کبریائی را از خود مسلوب ساخته بجناب قدس خداوندے
جل سلطانه منسوب داشته است و جمیع انواع حسن و جمال و خیر و کمال را از خود دور داشته باو تعالیٰ
مخصوص گردانیده است خود را غیر از شر و نقص هیچ نمی یابد در خود غیر از ذل و افتقار و انکسار هیچ نمی بیند
اگر فرضاً فردی از افراد عظمت و کبریائی بظاهر متوجه او نشود و در آئینه خود ظاهر یافت که از راه او بفوق خواهد
گذشت و بجنابے که شایان عظمت و کبریائی ست خواهد رسید و همچنین حالت حسن و جمال و خیر و کمال که پیش
از آئینه بودن از آنها نصیب او نیست امانات باهل امانات راجع ست پس در صورت ریا و سمعه مقصود
اشتهار و افتخار و رفعت و عظمت او نیست بلکه اظهار نعمت حق است سبحانه و اعلام احسان اوست تعالیٰ
که نسبت باو موقوع آمده است پس ریا و سمعه عین حمد و شکر حق باشد تعالیٰ و تقدس که از رذالت بمحمدت

اثنای طواف ایشان دو بیت عربی خواندند که یکی ازان دو بیت این ست ع لقد طفنا کما طفتم سنینا + بهذا البیت طرا اجمعینا + چون این بیت شنیدم در خاطر گذشت که اینها ابدان عالم مثال اند و مقارن این خطور یکی از اینها بجانب من نگاه کرد و فرمود که من از جمله اجداد توام من پرسیدم که چند سال ست از فوت تو فرمود که از فوت من زیاده از چهل هزار سال ست من از روی تعجب گفتم که از ابتدای خلقت آدم ابی البشر علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام تا اینندم هفت هزار سال تمام نشده ست فرمود تو از کدام آدم میگوئی این آدم ست که در اول دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرموده در تیوقت آن حدیث نبوی علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام که سابق تحریر یافته است بخاطر گذشت که شنوند این قول ست مخدوم ما مکرما درین مسئله بعنایت الله سبحانه برین فقیر ظاهر گشته است آنست که اینهمه آدم که پیش از وجود حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام گذشته اند وجود شان در عالم مثال بوده است نه در عالم شهادت همین حضرت آدم ست که در عالم شهادت موجود گشته است و در زمین خلافت یافته و مسجود ملائک شده صلوات الله تعالیٰ و تسلیماته سبحانه علی نبینا و علیهم اجمعین غایة ما فی الباب آدم چون بصفت جامعیت مخلوق گشته است و در حقیقت خود لطائف و اوصاف بسیار دارد و پیش از وجود او بقرون متطاوله در هر وقتے از اوقات صفتے از صفات یا لطیفه از لطائف او بایجاد خداوندی جلسلطانه در عالم مثال موجود گشته است و بصورت آدم ظاهر شده و مسمّی باسم او گشته و کار و بار آدم منتظر از وی بوقوع آمده حتی که توالد و تناسل که مناسب عالم مثال ست نیز ظهور پیوسته و کمالات صوری و معنوی مناسب آن عالم نیز یافته و شایان عذاب و ثواب گشته بلکه در حق او قائم شده بهشتی به بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد ازان در وقتی از اوقات بمشیته الله سبحانه صفتی یا لطیفهٔ دیگر از صفات و لطائف او علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام در همان عالم بمنصهٔ ظهور آمده و کار و بار که از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز بوجود آمده چون آن دوره نیز تمام شده ظهور ثالث ازان صفات و لطائف او علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام بحصول پیوسته و چون آن ظهور نیز دورهٔ خود را تمام کرده ظهور رابع به ثبوت پیوسته الی ماشاء الله تعالیٰ و چون دوائر ظهورات مثالیهٔ او که تعلق بصفات و لطائف او داشت تمام گشته آخر الامر آن نسخهٔ جامعه در عالم شهادت بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و بفضل خداوندی جلسلطانه معزز و مکرم گشته اگر صد هزار آدم باشند اجزای همین آدم اند و دست و پای او اند و مبادی و مقدمات او اند جد شیخ بزرگوار که زیاده از چهل هزار فوت او گذشته است لطیفه بوده است در مثال از لطائف جد شیخ که بعالم شهادت وجود داشته است و طواف بیت الله که میکرده در عالم مثال میکرده

اگرچه در کمالات بدرجهٔ علیا برسد به پیغمبر خود مساوات پیدا نه کند زیرا که اینهمه کمالات که او را حاصل شده است بواسطهٔ متابعت شریعت آن پیغمبرست علیه الصلوٰة والسلام پس این همه کمالات مر آن پیغمبر را نیز ثابت باشد با کمالات متابعان دیگر و با کمالات مخصوصهٔ او علیه الصلوٰة والسلام و همچنین آن فرد کامل بمرتبهٔ هیچ پیغمبری نرسد اگرچه آن پیغمبر را هیچ یکی متابعت نکرده باشد و دعوت او را قبول ننموده بود چه هر پیغمبر بالاصالت صاحب دعوت ست و به تبلیغ شریعت مامور انکار ایشان در دعوت و تبلیغ قصور پیدا نکند و نیز ظاهر است که هیچ کمالی بمرتبهٔ دعوت و تبلیغ نرسد فان احب عباد الله الی الله من حبب الله الی عباده و حبب عباد الله الی الله و هو الداعی و المبلغ شنیده باشد که در خبر آمده است فردای قیامت سیاهی علما را با خون شهدای فی سبیل الله وزن کنند و پلهٔ آن سیاهی بر پلهٔ آن خون راجح آید و ایشان را این دولت میسر نشده است هرچه طفیلی و ضمنی ست اصل از اصل است و فرع مستنبط ازینجا فضل اعیان و مبلغان این امت باید دریافت هرچند در دعوت و تبلیغ درجات است اعیان و مبلغان در درجات متفاوتند علما به تبلیغ ظاهر مخصوص اند و صوفیه بباطن اهتمام دارند و آنکه عالم صوفی است کبریت احمرست و شایان دعوت و تبلیغ ظاهر و باطن ست و نائب و وارث پیغمبرست علیه و علی آله الصلوٰة والسلام جمعی محدثان این امت را که تبلیغ احادیث نبوی مینمایند علیه و علی آله الصلوٰة والسلام افضل این امت دانسته اند اگر مطلقاً افضل دانسته اند محل خدشه است و اگر نسبت بمبلغان ظاهر گفته اند گنجایش دارد و فضل مطلق مر مبلغ جامع را است که هم تبلیغ ظاهر نماید و هم تبلیغ باطن و هم بظاهر دعوت کند و هم بباطن لان فی الاقتصار قصورا ینافی اطلاق الفضل فافهم ولا تکن من القاصرین بلی ظاهر هرچند عمده است و مناط نجات و کثیر البرکة و عموم المنفعة اما کمال او مربوط بباطن است ظاهر بی باطن ناتمام ست و باطن بی ظاهر نافرجام و آنکه باطن را بظاهر جمع سازد کبریت احمرست ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر والسلام علی من اتبع الهدیٰ

مکتوب پنجاه و هشتم

بخواجه محمد تقی صدور یافته در جواب استفسار او که از عالم مثال بود از دو جماعه که یکی به تناسخ قائل و جماعهٔ دیگر که بنقل روح میگویند و بیان کمون و بروز و ما یناسب ذلک

بسم الله الرحمٰن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین و آله الطاهرین صحیفه شریفه که از حسن نشاء و علو فطرت التفات فرموده بودند بمطالعهٔ آن مشرف گشت سلمکم الله تعالےٰ نوشته بودند که شیخ محی الدین عربی قدس سره در فتوحات مکیه حدیثی نقل میکند که آن سرور فرمود علیه و علی آله الصلوٰة والسلام ان الله خلق مائة الف آدم و حکایتی می آرد در بعضی مشاهدات عالم مثال که در وقت طواف کعبهٔ معظمه چنین ظاهر شد که همراه جمعی طواف میکنند که من ایشان را نمی شناسم و در

بوقوع می آرند هیچ تناسخ نیست و هیچ حلولی نه هرگاه جنیان را بتقدیر الله سبحانه این قدرت بود
که متشکل باشکال گشته اعمال غریبه بوقوع آرند ارواح اکمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چه محل تعجب
است و چه احتیاج ببدن دیگر ازین قبیله است آنچه از بعضی اولیاء الله نقل میکنند که در یک ساعت
در امکنه متعدد حاضر می گردند و افعال متباینه بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفه
و متشکل باشکال متباینه میگردند و همچنین عزیزیکه مثلاً در هندوستان توطن دارد و از آن دیار نه برآمده است
جمعی از حضرت مکه معظمه می آیند میگویند که آن عزیز را در حرم کعبه دیده ایم و چنان و چنین در میان ما و آن
عزیز گذشت و جمعی دیگر نقل میکنند که ما او را در روم دیده ایم و جمعی دیگر در بغداد دیده اند این همه تشکل لطائف
آن عزیز است باشکال مختلفه و گاه هست که آن عزیز را از ان تشکلات اطلاع نبود و ایشان را در جواب آن
جماعت گاه میگوید این همه بر من تهمت است من از خانه نه برآمده ام و حرم کعبه را ندیده ام و روم و بغداد را نمی شناسم
و نمیدانم که شما چه کسانید و همچنین ارباب حاجات از اعزه احیا و اموات در ان مخاوف و مهالک در طلب
امداد می نمایند و می بینند که آن صور اعزه حاضر شده و دفع بلیه از ایشان نموده است گاه هست که آن اعزه را از
دفع آن بلیه اطلاع بود و گاه نبوده از ما و شما بهانه برساخته اند این نیز تشکل لطائف آن اعزه است
و این تشکل گاه در عالم شهادت بود و گاه در عالم مثال چنانچه در یک شب هزار کس آن سرور را علیه و علی
آله الصلوات والسلام بصور مختلفه در خواب می بینند و استفاده ها می نمایند این همه تشکل صفات لطائف اوست
علیه و علی آله الصلوات والسلام بصورتهای مثالی و همچنین مریدان از صور مثالی پیران استفاده ها می نمایند و
حل مشکلات میفرمایند کمون و بروز که از بعضی مشائخ گفته اند بتناسخ پیران مساس ندارد زیرا که در
تناسخ تعلق نفس ببدن ثانی از برای ثبوت حیات است و برای سلوک حس و حرکت آن بدن است و در
بروز تعلق نفس ببدن دیگر از برای حصول این غرض نیست بلکه مقصود ازین تعلق حصول کمالات است
مر آن بدن را و وصول بدرجات است مر او را چنانچه جنی بفرد انسانی تعلق پیدا کند و در شخص او بروز نماید
این تعلق نیز برای حیات آن فرد نیست چه او حی و حساس و متحرک پیش ازین تعلق است چیزیکه ازین تعلق
در وی حادث میشود ظهور صفات و حرکات و سکنات آن جن است و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت
کمون و بروز لب نمی کشایند و ناقصان را در بلا و فتنه نمی اندازند نزد فقیر کمون و بروز هیچ در کار نیست
کاملی اگر تربیت ناقصی خواهد بی آنکه در وی بروز نماید باید که باقتدار خداوندی جل سلطانه صفات کامله

چه کعبهٔ معظمه را نیز در مثال صورتی تشبیهی بوده است که اهل آن عالم را قبله بوده این فقیر درین باب نظر را دور
دور رسانیده و تعمق بسیار نموده در عالم شهادت آدم دیگر بنظر نیامده و غیر از شعبده های عالم مثال نیافته و آنکه
ابن عربی گفته که من جد تو ام و زیاده از چهل هزار سال از فوت من گذشته است اول دلیل است بر آنکه
آدم های پیش از ظهورات صفات و لطائف این آدم بوده اند نه آنکه خلقت علیحده داشتند ازین آدم مباین بودند
چه مباین را با این آدم چه نسبت و چرا جد بود و از خلقت این آدم هفت هزار سال تمام نشده چهل هزار
چه گنجایش دارد و جماعهٔ که در دلهای ایشان مرض است ازین حکایات تناسخ می فهمند و نزدیک است که بقدم
عالم قائل گردند و از قیامت کبری انکار نمایند و بعضی از ملاحده که بباطن خود را مسلمان گرفته اند
تجویز تناسخ می نمایند و می انگارند که نفس تا زمانیکه بدرجه کمال برسد از تقلب ابدان او را چاره نبود و میگویند
چون بدرجه کمال رسید از تقلب ابدان بلکه از تعلق ابدان فارغ گشت و مقصود از خلقت او کمال اوست
میسر شد و این سخن کفر صریح است و انکار است از آنچه از دین بتواتر ثابت شده است هرگاه در آخر کار
جمیع نفوس بدرجه کمال برسند دوزخ کرا باشد و معذب کدام بود این انکار دوزخ است و انکار عذاب
اخروی است و نیز انکار حشر اجساد است چه بزعم اینها نفس را احتیاجی بجسد که آلت کمالات اوست
نامقرر است تا بجسد حشر نموده آید اعتقاد این جماعت موافق اعتقاد فلاسفه است که از حشر اجساد انکار
دارند و عذاب و ثواب روحانی دانند بلکه اعتقاد ایشان از اعتقاد فلاسفه هم بدتر است که آنها رد تناسخ
می نمایند و عذا [illegible] اثبات میکنند و اینها هم اثبات تناسخ مینمایند و عذاب روحانی اثبات
می کنند و اینها هم اثبات تناسخ مینمایند و هم از عذاب آخرت انکار دارند و عذاب نزد اینها عذاب
دنیاست که از برای تهذیب نفوس اثبات میکنند سوال از حضرت امیر کرم الله تعالی وجهه و بعضی
دیگر از اولیاء الله نیز منقول است که بعضی از اعمال غریبه و افعال عجیبه پیش از وجود عنصری بقرون
متطاوله از ایشان در عالم شهادت بوقوع آمده است صحت آن بی تجویز تناسخ چگونه است جواب صدور
آن اعمال و افعال از ارواح این بزرگواران است که بمشیت الله سبحانه خود متجسد باجساد گشته مباشر
افعال عجیبه گشته اند بجسد دیگر نیست که با آن تعلق گیرند تناسخ آنست که روح پیش از تعلق باین جسد بجسد
دیگر که مباین و مغایر آن روح است تعلق گرفته باشد و چون خود متجسد بجسد گردد تناسخ چه بود جنیان که تشکل
باشکال میگردند و متجسد باجساد میشوند و درین اعمال حال عجیبه که مناسب این اشکال و اجساد است

مثال خیال ست چه جمیع اشیارا در خیال صورت متصور ست کیفیا احوال و مقامات سالک چه نسبت اشیا را
که تصویر کرده بنماید و از ارباب علم بیاززد و اگر خیال نبود یا کوتهی کند جهل لازم بود ازینجا ست که فوق مرتبۂ ظلال
جهل و حیرتست چه تنگ و پوی خیال مراتب ظلال ست هرجا ظل نیست خیال را آنجا گنجایش نیست هرگاه
صورت تنزیهی در مثال نبود چنانچه گذشت در خیال که پرتو یست از مثال چگونه صورت تنزیهی متصور بود
فلا جرم لایکون ثمه الا الجهل والحیرة و هرجا علم نبود گفت نبود من عرف الله کل لسانه نشان آنست و هرجا علم بود
گفت و گو بود و من عرف الله طال لسانه بیان آنست پس درازی لسان در ظلال بود و لنگی زبان فوق مراتب
ظلال است فعل بود یا صفت اسم بود یا مسمی پس هرچه منحوت خیال ست چون از ظلال ست معلول ست و بعلت
جعل مجعول بیش ازین نیست که چون از آثار و علامات مطلوب ست مفید علم الیقین ست عین و حق و راے
ظلال و خیال است خلاصی از ربقت خیال وقتے میسر گردد که سیر انفسی را نیز در رنگ سیر آفاقی واپس انداز دو
ورما ورای آفاق و انفس جولان نماید این معنے اکثر اولیا را بعد از مرگ میسر میگردد تا حیاتست خیال دامنگیر شان
وانقلے را از اکابر این دولت درین نشاء میسر میگردد با وجود حیات دنیوی از تصرف سلطان خیال بیرون
می آیند و مطلوب رانی محنت جعل ودر کنار میگیرند ودرینوقت تجلی ذاتی برقی در حق این بزرگواران دائمی می گردد
و وصل عریانی پرتوی انداز د ھنیئا لارباب النعیم نعیمها ٭ وللعاشق المسکین ما یتجرع ٭ سوال جمعی در وقعات
و منامات در مثال و خیال می بینند که بادشاه شده ایم خدم و حشم خود را معائنه مینمایند و نیز می بینند که ما قطب
شده ایم و عالم رو بما آورده در عالم یقظه و افاقت که عالم شهادت ست هیچ ازین کمالات ظهور نمی اید این
رویت هیچ صدقی دارد یا باطل محض ست جواب این رویت محلی از صدق دارد و بیانش آنست
که معنے بادشاهت و قطبیت در ان جماعه کائن ست لیکن این معنی در انها ضعیف ست شایان آن نیست
که در عالم شهادت ظهور یابد بر بعد از ان از دو حال خالی نیست اگر این معنے بعنایت الله سبحانه قوت پیدا کرده
و شایان آن گشت که در عالم شهادت ظهور پیدا کند بقدرت الله سبحانه هم بادشاه و هم قطب وقت میشوند و اگر
این معنی آن قدر قوت پیدا نکرد که در عالم شهادت ظاهر گردد و بهمان ظهور مثالی که صنعت ظهورات ست
کفایت می افتد و بقدر قوت ظهوری می یابد ازین قبیل ست واقعاتی که طالبان این راه می بینند و خود را
در مقامات عالیه می یابند و می بینند که بمناصب ارباب ولایت سرفراز گشته اند اگر در شهادت این معنی
ظهور کند و ولتست عظیم و اگر بظهور مثال کفایت شده نی حاصل ست و جای مصیبت ست و هرجا نکلف

خود را در مرید ناقص منعکس سازد و بتوجه و التفات آن انعکاس را ثبات و استقرار دهد تا مرید ناقص از نقص بکمال
آید و از صفات رذیله بصفات حمیده گراید و هیچ کمون و بروز در میان نبود ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
والله ذو الفضل العظیم و بعضی دیگر بنقل ارواح قائل اند میگویند روح را بعد از کمال قدرتی پیدا میشود
که اگر خواهد بدن خود را بگذارد و ببدن دیگری داخل شود نقل میکنند عزیزی که این کمال و این قدرت
را داشت در جوار او جوانی فوت کرد این عزیز بدن خود را که بس در کبر رسیده بود گذاشت و در بدن
آن جوان داخل شد تا آنکه بدن اول او میت گشت و بدن ثانی زنده گشت این قول مستلزم تناسخ
است که تعلق ببدن ثانی از برای حیات آن بدن ست این قدر فرق است که قائل تناسخ به نقص نفس حاکم
است و تناسخ از برای تکمیل نفس اثبات مینماید و آنکه بنقل روح قائل است روح را کامل می انگارد
و بعد از کمال روح اثبات نقل مینماید نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ هم ساقط تر است زیرا که
تناسخ را از برای تکمیل نفوس اعتبار کرده اند اگرچه این اعتبار باطل ست و نقل روح را بعد از حصول
کمال گمان برده اند اگرچه هیچ کمال نیست هرگاه تبدل ابدان از برای تحصیل کمالات قرار داده
باشند بعد از حصول کمال نقل ببدن ثانی برای چه بود اهل کمال تماشائی نیستند همت ایشان بعد از حصول
کمال تجرد از ابدان ست نه تعلق با بدن زیرا که آنچه مقصود از تعلق بوده است بحصول پیوسته و ایضاً در
نقل روح اماتت بدن اول ست و احیاء بدن ثانی ست پس بدن اول را از حصول احکام
برزخ چاره نبود و از عذاب و ثواب قبر گذر نه و بدن ثانی را چون حیات ثانی اثبات مینمایند
حشر در حق او در دنیا ثابت گشت انگارم که معتقدان نقل روح معلوم نیست که بعذاب و ثواب قبر قائل
باشند و بحشر و نشر معتقد بوند افسوس هزار افسوس این قسم بطالان خود را بمسند مشیخت گرفته اند و مقتدای
اهل اسلام گشته ضلوا و اضلوا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت
الوهاب بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات **تذییل** در بیان بعضی از علوم و معارف
که بعالم مثال تعلق دارند باید دانست که عالم مثال از جمیع عوالم فراخ تر ست هرچه در جمیع عوالم
است صورت او در عالم مثال ست معقولات و معانی همه آنجا صورت دارند گفته اند حق را جل و علا
سلطانه شِبه نیست اما مثال هست ولله المثل الاعلی این فقیر در مکاتیب خود نوشته است که در
مرتبه تنزیه صرف چنانچه مثل نیست مثال هم نیست فلا تضربوا لله الامثال و در عالم صغیر نمونه عالم

یافته در جواب کتابت او در بیان آنکه از فضولیات دین عنان معطوف ساخته بضروریات دین باید پرداخت
و ماینا سب ذلک + الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی المطالعه صحیفه شریفه مشرف گشت و دلائلی که بآن مهتد گشته
واندراج یافته بود در باب حقیقت خلافت حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه باجماع اهل حل وعقد صدر اول
که خیر القرون است و در باب افضلیت خلفاء راشدین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین که بترتیب لغت خلافت
ایشان مترتب است و در باب سکوت ورزیدن از منازعات و مشاجرات اصحاب خیر البشر علیه و علیهم الصلوات
والتسلیمات فرحت فراوان رسانید این اعتقاد در بحث امامت کل است و موافق اهل سنت و جماعت است
شکر الله تعالی سعیهم مخدوما مشفقا بحث امامت از فروع دین است نه از اصول شریعت ضروریات دین دیگر
است که باعتقاد و عمل تعلق دارد که علم کلام و علم فقه متکفل آنست ضروریات را گذاشته بفضولیات پرداختن عمر
خود را صرف مالایعنی کردن است و در علامت اخیر آمده است علامة اعراضه تعالی عن العبد اشتغاله بما لا یعنیه اگر
بحث امامت از ضروریات دین و از اصول شریعت می بود چنانچه شیعه گمان برده اند بایستی که حضرت حق سبحانه
وتعالی در کتاب مجید خود تعیین استخلاف میفرمود و تشخیص خلیفه مینمود و حضرت پیغمبر نیز علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات
امر بخلافت یکی میکرد و بتنصیص و تصریح یکی را خلیفه میساخت و در کتاب و سنت چون اهتمام این امر مفهوم نه شد معلوم
شد که بحث امامت از فضول دین است نه از اصول دین فضولی باید که بفضول اشتغال نماید آنقدر ضروریات
دین در پیش است که نوبت بفضول نمیرسد اول از تصحیح اعتقاد چاره نبود که بذات و صفات و افعال واجبی جل سلطانه
تعلق دارد و اعتقاد باید نمود که آنچه پیغمبر علیه وعلی آله الصلوات والسلام از نزد حق جل وعلا آورده است و بضرورت
و تواتر از دین معلوم گشته است از حشر و نشر و عذاب و ثواب اخروی دائمی و سائر سمعیات همه حق است احتمال
تخلف ندارد اگر این اعتقاد نبود نجات نبود ثانیاً از اتیان احکام فقهیه هم چاره نبود از ادای فرائض و واجبات
بلکه از ادای سنن و مستحبات نیز گذر نه رعایت حل و حرمت شرعیه نیک باید نمود و در حدود شریعت احتیاط باید
کرد تا فلاح و رستگاری از عذاب آخرت متصور شود و چون اعتقاد و عمل را درست کند نوبت بطریق صوفیه رسد
و امیدوار کمالات ولایت گردد بحث امامت نسبت بضروریات دین کالمطروح فی الطریق است غایة ما فی
الباب چون مخالفان درین باب غلو نموده اند و طعن در اصحاب خیر البشر علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات کرده
بضرورت در رد ایشان مقدمات طویل الذیل پیدا نموده می آید که لزوم فساد از دین متین رفع نمودن
از ضروریات دین است والسلام **مکتوب شصت و یکم** در عزای مرحومی مولانا احمد برکی صدور یافت

وحجام در خواب خود را بادشاه می بیند و هیچ حاصل ندارد و جز خسارت نقد وقت او نیست پس بر واقعات اعتبار
نباید نهاد و در شهادت هرچه میسر شود از ان اوست ع چو غلام آفتابم همه ز آفتاب گویم ۞ نه شبم نه شب پرستم
که حدیث خواب گویم ۞ از ینجاست که اکابر نقشبندیه واقعات را اعتبار نمی نهند و به تعبیر همان ست که در افاقت
و یقظه میسر گردد لهذا دوام شهود را اعتبار نموده اند و استمرار حضور را دولت دانسته اند حضوری که غیبت
در قفای آن باشد نزد این بزرگواران از حیز اعتبار ساقط ست ازین جاست که نسیان ماسوی در حق ایشان دائمی
گشته است و خطور غیر از قلب شان همه وقت منفی شده بلی کیسکه نهایت در بدایت او مندرج گردد این کمالات از وی
چه مستبعد بود ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین والسلام

مکتوب پنجاه و نهم به پیرزادگی خواجه عبد الله سلمه الله تعالی صدور یافته در بیان آنکه معقول و موهوم و مکشوف
و مشهود همه داخل ماسوی است و ما یناسب ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی صحیحه شریفه که قرة العین
ارسال داشته بودند وصول یافت اندراج یافته بود که بکرم حضرت حق سبحانه و تعالی آن شعبده ها برطرف شده
است و از ان مقوله هیچ نمانده است همت بران مصروف ست که از اثبات هیچ چیز بدست نیاید معقول
و موهوم همه در تحت لا داخل است کذا و کذا نوشته بودند اما این معنی بتکلف ست امید ست که بی تکلف نصیب
شود و نجابت آثار معقول و موهوم بلکه مشهود و مکشوف چه آفاقی و چه انفسی همه داخل دائره ماسوی
است و از جمله لعب و لهو است و بیش از گرفتاری به شعبده بازی نیست زوال این گرفتاری اگر بتکلیف است
داخل طریقه است و از جمله علم الیقین است بعد اللتیا و التی اگر این دولت بتکلف میسر گردد و از تکلف نفی
با نتفای ماسوی برسد از ضیق طریقت وار هد و از کوچه علم بیرون جهد و بفنا مشرف گردد این معنی بگفتن آسان
است برسیدن دشوار الا من یسره الله سبحانه کار و باری که بحقیقت تعلق دارد در پیش است و در گذشت نفی
بلکه انتفا مقام اثبات ست و بیرون علم عین است بدانند که طریقت را در جنب حقیقت هیچ اعتدادی نیست
و نفی را نسبت با اثبات هیچ اعتباری نه چه متعلق نفی ممکنات است و متعلق اثبات واجب است تعالی
در جنب اثبات همچون قطره در نظر می در آید در پهلوی دریای بیکران و بحصول این نفی و اثبات
بولایت خاصه رسیده میشود و بعد حصول الولایة الخاصة اما العروج و اما النزول وان کان النزول
لذلک العروج لازما ایضا ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا ذنوبنا انک علی کل شیء قدیر والسلام علیکم و علی
سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه الصلوة والسلام

مکتوب شصتم به محمد تقی صدور

هوشیار باشید و ریاست را بلای جان خود دانید ترسان و لرزان باشید مبادا درین ریاست لغزشی پیدا شود و
هلاکت ابدی رساند ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین سبحان ربک
رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین

مکتوب شصت و دوم بخانخانان صدور یافت در بیان آنکه انسان مدنی الطبع مجبول است در تمدن و تعیش خود به بنی نوع خود محتاج است و خوبی انسان همدرین احتیاج است و ما یناسب ذلک

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی ترقیات
صوری و معنوی شما را از حضرت حق سبحانه و تعالی مسالت مینماید که خیریت و صلاح شما متضمن جمعیت و رفاهیت
جم غفیر از مسلمانان است و دعاء شما گویا دعاء جمیع ایشان است سلمکم الله سبحانه عما لا یلیق بجنابکم بحرمة سید المرسلین
علیه و علیهم و علی آل کل من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها چون نسبت محبت و ارادت و اخلاص
شما باکابر سلسلهٔ علیه نقشبندیه قدس اسرارهم میدانند که بروجه اتم و اکمل است بنابر آن تصدیع داده میگردد
مخدوما مکرما اهل این سلسلهٔ علیه درین دیار غریب افتاده اند و اهل این دیار را بواسطهٔ شیوع بدعت
بطریقهٔ این اکابر که ملتزم سنت اند قلت مناسبت است ازینجاست که بعضی از اهل سلسله بواسطهٔ قصور
نظر درین طریقهٔ علیه نیز بدعتها اختیار نموده اند و دلهای مردم را بعلاقهٔ ارتکاب بدعت بجانب خود کشیده
و این عمل را بزعم خود تکمیل این طریقهٔ علیه گمان برده حاشا و کلا بلکه این جماعت در تخریب و تضییع این طریقه
کوشیده اند و بحقیقت معاملهٔ اکابر این طریقه نرسیده هداهم الله سبحانه سواء الصراط و چون اهل این سلسلهٔ علیه
درین دیار عزیز الوجود مریدان و محبان این سلسله امداد و اعانت این اکابر و طلبهٔ این طریق که آدمی
مدنی الطبع مجبول است در تمدن و تعیش به بنی نوع خود محتاج است قال الله تبارک و تعالی یا ایها النبی
حسبک الله و من اتبعک من المومنین هرگاه در کفایت مهمات خیر البشر علیه و علی آله الصلوة و السلام مؤمنان
را دخل داده باشند بدیگران چه مضائقه اکثر اغنیاء اینوقت درویشی را عبارت از عدم احتیاج می دانند
کلا احتیاج ذاتی انسان است بلکه ذاتی جمیع ممکنات است بلکه خوبی انسان همین احتیاج است و ذل و بندگی
او ازین راه ناشی است چه اگر فرضا احتیاج از انسان زائل گردد و استغنا پیدا کند غیر از عصیان و سرکشی طغیان
و نافرمانبرداری نقد وقت او نخواهد بود قال الله سبحانه ان الانسان لیطغی ان راه استغنی غایة ما فی الباب فقرا
از گرفتاری ماسوی وارسته اند احتیاجی که باسباب دارند آن احتیاج را بمسبب الاسباب حواله
مینمایند و دولت بهم شده را از خوان نعمت تعالی میدانند و معطی و مانع فی الحقیقت او را سبحانه

در نصیحت یاران مولانا حسن را سر حلقه آنها ساختن و ما ینا سب ذلک بسم الله الرحمن الرحیم بعد الحمد و الصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات میرساند و عزای مغفرت پناه مولانا احمد علیہ الرحمۃ بینماید وجود شریف مولانا درینوقت مر مسلمانانرا آیتی بود از آیات حق جل و علا و رحمتی بود از رحمتهای او تعالی اللهم لا تحرمنا اجره و لا تفضلنا بعده از یاران دوستان امداد و اعانت گذشتگان را مامول و مسئول و سعت خدمتگاری و دلجوئی فرزندان و متعلقان مرحومی بر محبان و مخلصان لازم است سعی نمایند که فرزندان مرحومی بخوانند و بعلوم شرعیه متحلی گردند احسان مرحومی را مکافات باحسان فرزندان او نمایند هل جزاء الاحسان الا الاحسان و اطوار و اوضاع مرحومی را مراعات نمایند و احوال و اوقات او را مرعی دارند و در طریقه و ذکر و حلقه مشغولی باید که قصور واقع نشود و یاران جمع شده بنشینند و در یکدیگر فانی باشند تا اثر صحبت ظاهر شود و این فقیر قبل ازین بر سبیل اتفاق نوشته بود که اگر مولانا سفری اختیار کند باید که شیخ حسن را بجای خود نصب کند قضا را این سفر مراد بوده است الحال هم که بکرر ملاحظه مینمایم شیخ حسن را متعین این امر می یابم این معنی بر بعضی یاران گران نیاید که باختیار ما و ایشان نیست انقیاد لازم است طریق شیخ حسن بطریق مولانا مناسبت بیشتر دارد در آخر مولانا نسبتی که ازینجانب گرفته بودند شیخ حسن را دران نسبت شرکت است و یاران دیگر ازین معنی قلیل النصیب اند هر چند کشف و شهود پیدا کنند و بتوحید و اتحاد متحلی گردند اما این دولت دیگر است و این کار و بار دیگر است کسوف کشوف را اینجا بجوی نمیخرند و ازان توحید و اتحاد مستغفر اند بالجمله باید که یاران در تقدیم شیخ توقف نکنند و او را سر حلقه دانسته بکار خود مشغول باشند اخوی خواجه اویس این معنی را معقول یاران ساخته بحلقه مشغولی دلالت نماید و بشیخ حسن تربیت فرماید و حسن را هم باید که محافظت خاطر هم پیرگان نماید و حقوق برادری بجا آورد و مطالعه کتب فقه از دست ندهد و نشر احکام شریعت فرماید و بمتابعت سنت سنیه ترغیب کند و از بدعت تحذیر نماید و طریق التجا و تضرع و زاری را از دست ندهد و مباد النفس اماره از راه ریاست و تقدم بر اقران در مهلکه اندازد و عراب وا تبرسازد همه وقت خود را قاصر و ناقص داند و طالب کمال خود باشد و نفس و شیطان دو دشمن قوی در کمین اند که نشود که از راه ببندازند و خائب و خاسر سازند ؎ همه اندر زمن بتو اینست * که تو طفلی و خانه رنگین است ؎ هندوستان از شما دور است و در دو ساله یک قافله می آید و خبری آرد و میبرد احوال را نویسان باشند اگر نتوانید رسید از نوشتن غافل نباشند میان شیخ یوسف بما نزدیک اند و تا مدتی اینجا بودند و فوائد بسیار را اخذ نمودند و بحقیقت فنا اطلاع یافتند و به میعاد باز آمدن بخانه رفتند مرد مستعد و صادق الاخلاص است والله سبحانه الموفق چون شما و عده افتاده اید در نصیحت مبالغت نموده می آید

حال زندان در دو الم و اندوه و مصیبت است از تلون احوال و لتنگ نباشند و از عدم حصول آمال دلگیر
نگردند فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا با یک تنگی دو فراخی مقرون فرموده است ما نا که فراخی دنیا و فراخی
آخرة خواسته است با کریمان کارها دشوار نیست باقی احوال انجید و دو سیادت مآب توفیق آثار میر سید عبد الباقی
بالمشافهه خواهند گفت مشار الیه مراعات اشفاق و حقوق شما را نموده بملاقات گرامی متوجه است مکتوب
شصت و پنجم بمولانا محمد هاشم خادم صدور یافته در احتراز از امور لاطائل بسم الله الرحمن الرحیم بعد الحمد
والصلوة و تبلیغ الدعوات میرساند در نیدرت از احوال باطن خود خبر معتد به نوشته اید تا باعث فرحت باشد امور
لاطائل است دنیا و ما فیها کیرای آن نمیکند که تذکر احوال آخرت را گذاشته کسی بجستجویات اشتغال نماید هرچند نیت
شما بخیر خواهد بود اما حسنات الابرار سیئات المقربین شنیده باشند بهر حال متوجه احوال باشند و طفیلی را ضروری
دانند و الضرورة تقدر بقدرها لله سبحانه الحمد والمنة که فقرای اینجای هرچند رزق معلوم ندارند اما بی سعی و بی
کوشش بفراغت و وسعت میگذرانند زیاده از قدر کفاف میرسد روزی کو نقد وقت است باقی احوال
این حدود مستوجب حمد است درین چند ماه وباعود کرده بود کسیکه اجل او رسیده بود مرد و حالا برطرف
شده است لله سبحانه الحمد والمنة علی جمیع النعماء والسلام مکتوب شصت و ششم بخانخانان صدور
یافت در بیان توبه و انابت و ورع و تقوی و ما یناسب ذلک بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله و سلام
علی عباده الذین اصطفی چون عمر گرامی در معاصی و زلات و تقصیرات و هفوات گذرانیده خوش می آید
که از سخن توبه و انابت گوید و دم از ورع و تقوی زند قال الله تبارک و تعالی و توبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون
لعلکم تفلحون و قال الله تعالی یا ایها الذین آمنوا توبوا الی الله توبة نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم و
یدخلکم جنات تجری من تحتها الانهار و قال الله تعالی و ذروا ظاهر الاثم و باطنه فالتوبة من الذنوب واجبة
و فرض عین فی حق کل شخص لا یتصور ان یستغنی عنه احد من البشر کیف و الانبیاء علیهم الصلوة والسلام لم
یستغنوا عن التوبة قال خاتمهم و سیدهم علیه و علیهم صلوات الله و التحیات انه لیغان علی قلبی و انی
لاستغفر الله فی الیوم واللیلة سبعین مرة فان کانت المعاصی تتعلق بحق الله تعالی و سبحانه و لا تتعلق الحقوق بمظالم
العباد و حقوقهم کالزنا و شرب الخمر و سماع ملاه و النظر الی غیر محرم و مس المصحف بغیر وضوء و اعتقاد بدعة فتوبتها
عنها بالندم و الاستغفار و التحسر و الاعتذار الی الله عز و جل و لو ترک فرض من الفرایض لا بد فی التوبة من
ادائه و ان کانت المعاصی تتعلق بمظالم العباد فتوبتها برد المظالم الیهم و الاستحلال منهم و الاحسان الیهم و الدعاء

تصور میفرمایند و چون اسباب را بواسطهٔ حکم و مصالح در میان آورده اند حسن و قبح را باسباب منتسب ساختهٔ این بزرگواران نیز شکر و شکایت را باسباب راجع میگردانند و نیک و بد را بظاهر از ایشان میدانند چه اگر اسباب را دخل ندهند کارخانهٔ عظیم را باطل سازند ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک و وجود شریف سیادت پناه حقائق و معارف آگاه اخوی اعزی میر محمد نعمان در آنحدود مغتنم است دعا و توجه ایشان کبریت احمر انگارم که برکات و فیوض توجهات ایشان قوائم دولت شما اند و در حضور و غیبت ایشان را ممد و معاون شما بیابم زیاده از یک سال شده است که ایشان از خوبیهای شما غائبانه بفقیر نوشته بودند و محبت و اخلاص که شما را نسبت بفقرا حاصل است در انجا درج نموده و ظاهر ساخته بودند که صوبه داری اینجا را بدیگری تفویض نموده اند وقت توجه و دستگیری است فقرا را در اثناء مطالعهٔ آن مکتوب توجهی درینباب حاصل گشت و شما را در انوقت رفیع القدر یافت ظاهرا در همان ساعت شخصی راهی بود در جواب آن باین عبارت نوشت که خانخانان در نظر رفیع القدر می در آید والامر عند الله سبحانه والسلام مکتوب شصت و سوم بنور محمد انبالی صدور یافت در جواب استفسار او که پرسیده بود که با وجود حیات پیر اگر طالبی پیش شیخ دیگر برود و طلب حق جل و علا نماید مجوز است یا نه بسم الله الرحمن الرحیم بعد الحمد والصلوة و تبلیغ الدعوات میرساند مکتوبیکه ارسال داشته بودند رسید پرسیده بودند که با وجود حیات پیر اگر طالبی پیش شیخ دیگر برود و طلب حق جل و علا نماید مجوز است یا نه بدانند که مقصود حق است سبحانه و پیر وسیلهٔ ایصال بوصول جناب حق تعالی اگر طالب رشد خود را پیش شیخ دیگر بیند و دل خود را در صحبت او با حق سبحانه جمع یابد روا است که در حیوة پیر بی اذن پیر طالب پیش آن شیخ برود و طلب رشد از و نماید اما باید از پیر اول انکار نکند و جز بنیکی یاد ننماید علی الخصوص پیری مریدی اینوقت که بیش از رسم و عادت نمانده است اگر پیران اینوقت از خود خبر ندارند و ایمان را از کفر جدا نمیتوانند کرد از خدا جلشانه چه خبر خواهند داشت و مرید را کدام راه خواهند نمود

آنکه از خویشتن گم است کجا است ✿ کی خبر دارد از چنان و چنین ✿ وای بر مریدی که برین طور پیر اعتقاد کرده بنشیند و بدیگرے رجوع نکند و راه خدا جل شانه معلوم نسازد خطرات شیطانی است که از راه حیات پیر ناقص آمده طالب را از حق سبحانه باز میدارد هرجا رشد و جمعیت دل یافته شود بی توقف رجوع باید کرد و از وسواس شیطانی پناه باید جست مکتوب شصت و چهارم بمحمد مومن ولد مرحومی خواجه علیجان صدور یافته در بیان آنکه از تلون احوال و از عدم حصول آمال دنیا و دینه و لتنگ نباشند بسم الله الرحمن الرحیم سلمکم الله سبحانه عما لا یلیق بجنابکم الدنیا سجن المومن دنیا زندان مومن است مناسب

کله لا یترک کله اللهم وفقنا لمرضاتک وثبتنا علی دینک وعلی طاعتک بصدقة سید المرسلین وقائد الغر المحجلین علیه وعلیهم
وعلی آل کل من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها **مکتوب شصت وهفتم** بخانجهان صدور یافته در بیان
عقائد اهل سنت وجماعت رضوان الله تعالی علیهم اجمعین با بیان خمسه ارکان اسلام وتحریض نمودن بر آنکه کلمه
حق یعنی کلمه اسلام گوش زد سلطان وقت نمایند بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی
صحیفه شریفه که از روی کرم والتفات نامزد فقرای نامراد ساخته بودند رسید حمداً لله سبحانه که درین طور اوان
پر شبه واشتباه اغنیای سعادتمند را از حسن نشأه که دارند با وجود مناسبتها با فقراء دور از کار سرنیاز است و ایمانی
بااین طائفه حاصل است چه نعمتی است که تعلقات شتی مانع حصول این دولت نگشته است وتوجهات پراگنده
از محبت ایشان باز نداشته شکر این نعمت عظمی بجا باید آورد وامیدوار باید بود که المرء مع من احب حدیث
نبوی است علیه وعلی آله الصلوة والسلام سعادت ونجابت آثار آدمی را از تصحیح اعتقاد بموجب آرای فرقه
ناجیه اهل سنت وجماعت رضوان الله تعالی علیهم اجمعین که سواد اعظم وجم غفیر اند چاره نبود تا فلاح ونجات
اخروی متصور شود خبث اعتقاد که مخالف معتقدات اهل سنت است سم قاتل است که بموت ابدی و
عتاب سرمدی رساند مداهنت ومساهلت در عمل امید مغفرت دارد اما مداهنت اعتقادی گنجایش مغفرت ندارد
ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء معتقدات اهل سنت را بلسان ایجاز واختصار
ایراد می نماید بمقتضای آن تصحیح اعتقاد باید فرمود واز حضرت حق سبحانه وتعالی استقامت برین دولت
بتضرع وزاری مسألت باید نمود باید دانست که الله تعالی بذات قدیم خود موجود است وسائر اشیاء بایجاد او سبحانه
موجود گشته اند وبتخلیق او تعالی از عدم بوجود آمده پس او تعالی قدیم وازلی باشد واشیا همه حادث ونوپدید
باشند وهر که قدیم وازلی است باقی وابدی است وهرچه حادث ونو آمده است فانی ومستهلک است
یعنی در شرف زوال است واو سبحانه یگانه است شریک ندارد در وجوب وجود ونه در استحقاق عبادت
وجوب وجود غیر او را تعالی نشاید واستحقاق عبادت سوای او را سبحانه نسزد او را تعالی صفات کامله است
از انجمله حیات وعلم وقدرت وارادت وسمع وبصر وکلام وتکوین است که بقدم وازلیت متصف اند وبحضرت
ذات جل سلطانه قائم اند تعلقات حوادث در قدم صفات خلل نکند وحدوث متعلق مانع ازلیت ایشان نگردد
فلاسفه از بیخردی ومعتزله از کوری از حدوث متعلق پی بحدوث متعلق برند ونفی صفات کامله نمایند وعالم
بجزئیات ندانند که مستلزم تغیر است که امارت حدوث است نمیدانند که صفات ازلی باشند وتعلقات

وان کان صاحب المال والعرض میتا فالاستغفار له والاحسان ورد المال الی اولاده وورثته وان لم یعلم له وارث یتصدق بقدر المال والجنایة علی الفقراء والمساکین بنیة صاحب المال والذی او ذی بغیر حق قال علی کرم اللہ تعالی وجہہ سمعت ابا بکر رضی اللہ تعالی عنہ یقول وہو الصادق قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ما من عبد اذنب ذنبا فقام فتوضأ وصلی واستغفر اللہ من ذنبہ لکان حقا علی اللہ ان یغفر له لانہ یقول جل وعلا ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما وقال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام فی حدیث آخر من اذنب ذنبا ثم ندم علیہ فہو کفارتہ وفی الخبر ان الرجل اذا قال استغفرک واتوب الیک ثم عاد ثم قالہا ثم عاد ثلث مرات کتب فی الرابعۃ من الکبائر وفی الحدیث النبوی انہ قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ہلک المسوفون یقولون سوف نتوب واوصی لقمان الحکیم لابنہ یا بنی لا تاخر التوبۃ الی غد فان الموت یاتیک بغتۃ قال مجاہد من لم یتب اذا اصبح وامسے فہو من الظلمین قال عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ سبحانہ رد فلس من الحرام افضل من مائۃ فلس یتصدق بہ قیل رد دانق من فضۃ افضل عند اللہ من ستمائۃ حجۃ مبرورۃ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ان اللہ تعالی یقول عبدی اد ما افترضت علیک تکن من اعبد الناس وانتہ عما نہیتک عنہ تکن من اورع الناس واقنع بما رزقتک تکن اغنے الناس وقال صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم لابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کن ورعا تکن اعبد الناس وقال حسن البصری رحمہ اللہ سبحانہ مثقال ذرۃ من الورع خیر من الف مثقال من الصوم والصلوۃ وقال ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ جلساء اللہ تعالی عند اہل الورع والزہد اوحی اللہ تعالے الی موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام لا یتقرب الی المتقربون بمثل الورع قال بعض العلماء باللہ لا یتم الورع الا ان یری عشرۃ اشیاء فریضۃ علی نفسہا اولہا حفظ اللسان عن الغیبۃ والثانی الاجتناب عن سوء الظن والثالث الاجتناب عن السخریۃ والرابع غض البصر عن المحارم والخامس صدق اللسان والسادس ان یعرف منۃ اللہ تعالی علیہ کیلا یعجب نفسہ والسابع ان ینفق مالہ فی الحق ولا ینفق فی الباطل والثامن ان لا یطلب لنفسہ العلو والکبر والتاسع المحافظۃ علی الصلوات والعاشر الاستقامۃ علی السنۃ والجماعۃ ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر ٭ مخدوما مکرما مشفقا مکرما آشنا را اگر توبہ از جمیع ذنوب میسر شود و ورع وتقوی از جمیع محرمات ومشتبہات حاصل آید نعمتے است عظمے ودولتی است قصوی والا توبہ از بعض ذنوب وورع از بعض محرمات ہم مغتنم است شاید برکات وانوار این بعض در ابعاض دیگر سرایت کند وتوفیق توبہ وورع از سائر معاصی نیز میسر گردد مالا یدرک

ساختہ است و عباد با آن امر و نہی فرمودہ چنانچہ ما کلام نفسی خود را بتوسط کام و زبان در لباس حرف و صوت در آوردہ ظاہر میسازیم و مقاصد خفیہ خود را در عرصۂ ظہور میگذاریم ہمچنین حضرت حق سبحانہ کلام نفسی خود را بی توسط کام و زبان بقدرت کاملۂ خود و لباس حرف و صوت بعطا فرمودہ بر عباد فرستادہ است و اوامر و نواہی خفیہ خود را در ضمن حرف و صوت آوردہ بر منصۂ ظہور جلوہ دادہ است پس ہر دو قسم کلام کلام حق باشند جل و علا نفسی و لفظی و اطلاق کلام بر ہر دو قسم بطریق حقیقت باشد چنانچہ ہر دو قسم کلام ما نفسی و لفظی بطریق حقیقت کلام ما اند نہ آنکہ قسم اول حقیقت است و ثانی مجاز زیرا کہ مجاز را نفی جائز است و کلام لفظی را نفی کردن و کلام خدا نا گفتن کفر است و ہمچنین کتب و صحف دیگر کہ بر انبیاء ما تقدم علی نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات انزال فرمودہ است ہم کلام حق اند سبحانہ وانچہ در قرآن و دران کتب و صحف مندرج است احکام خدا وندیست جل سلطانہ کہ موافق ہر وقت عباد را بآن تکلیف فرمودہ است و بدین مؤمنان مر حضرت حق سبحانہ را در بہشت بی جہت و بے مقابلہ و بی کیف و بی احاطہ حق است ایمان آریم باین رویت اخروی و بہ کیفیت آن مشغول نشویم زیرا کہ رویۂ او تعالی بیچون است و درین نشاء حقیقت آن بر ارباب چون ظاہر نشود و غیر از ایمان نصیب ایشان نبود و اے بر فلاسفہ و معتزلہ و سائر فرق مبتدعہ کہ از حرمان و کوری انکار رویۂ اخروی نمایند و قیاس غائب بر شاہد کنند و بدولت ایمان آنہم مشرف نگردند او تعالی چنانچہ خالق عباد است خالق افعال ایشان است نیز خیر باشد آن فعل یا شر ہمہ بتقدیر اوست تعالی اما از خیر راضی ست و از شر راضی نیست ہر چند ہر دو بارادت و مشیت اوست سبحانہ لیکن باید دانست کہ شر تنہا را بواسطۂ ادب باو تعالی نسبت نباید کرد خالق الشر نباید گفت خالق الخیر والشر باید گفت چنانچہ گفتہ اند حضرت حق را سبحانہ خالق کل شئی باید گفت و خالق القاذورات والخنازیر نباید گفت از جہت رعایت ادب جناب قدس او تعالی معتزلہ از شومیتی کہ دارند خالق افعال بندہ را دانند و خیر و شر فعل را باو نسبت کنند شرع و عقل تکذیب اینہا میفرماید آرے علماء حق قدرت بندہ را در فعل او دخل دادہ اند و کسب در بندہ اثبات نمودہ زیرا کہ فرق واضح است در میان حرکت مرتعش و حرکت مختار قدرت و کسب بندہ را در حرکت ارتعاش ہیچ مدخلی نیست و در حرکت اختیاری مدخل است ہمین قدر فرق باعث مواخذہ میگردد و اثبات ثواب و عقاب مینماید اکثر مردم در قدرت و اختیار عبد تردد دارند و بندہ را مضطر و عاجز دانند ایشانان مراد علماء را نفہمیدہ اند اثبات قدرت و اختیار در بندہ نہ باین معنی است کہ بندہ ہر چہ خواہد بکند و ہر چہ نخواہد نکند این خود از بندگی دور است

صفات تبعلقات حادثہ حادث باشند وصفات نقائص از جناب قدس او تعالی مسلوب ست واو تعالے از صفات ولوازم جواہر واجسام واعراض منزہ است زمان ومکان وجہت را درحضرت او تعالی گنجایش نیست اینہا ہمہ مخلوق اویند کہ او را سبحانہ فوق العرش دانند وجہت فوق اثبات کنند عرش وماسوای آن ہمہ حادث اند ومخلوق اویند تعالی مخلوق وحادث را چہ مجال کہ مکان خالق قدیم گردد ومقر او شود اینقدر ہست کہ عرش اشرف مخلوقات اوست تعالی او نورانیت وصفائی ہمہ ممکنات در وی بیشتر ست ناچار حکم مرائیب دارد کہ ظہور عظمت وکبریائی خالق جل وعلا آنجا پیدا وہویدا است باین علاقہ ظہور آنرا عرش اللہ نامند والا عرش وغیر نسبت با وتعالی برابر اند کہ ہمہ مخلوق اویند تعالی اما عرش را قابلیت نمایندگی ہست ودیگران را نیست آئینہ کہ صورت شخص را بنماید نمیتوان گفت کہ آن شخص در آئینہ است بلکہ نسبت شخص با آئینہ وسائر اشیاء متقابلہ برابر است تفاوت از جانب قابل است آئینہ بقبول صورت شخص بنماید ودیگرانرا این قابلیت نیست واو تعالے جسم وجسمانی نیست جوہر وعرض محدود ومتناہی نیست طویل وعریض نیست دراز وکوتاہ نیست پہن وتنگ نیست بلکہ واسع است نہ بآن وسعت کہ بفہم ما درآید محیط است نہ بآن احاطہ کہ مدرک ما شود قریب است نہ بآن قرب کہ متعقل ما گردد وبا ماست نہ بمعیت متعارف ما ایمان آریم کہ واسع است ومحیط است وقریب است وبا ماست اما کیفیت این صفات را ندانیم کہ چیست وہرچہ دانیم دانیم کہ قدمی در مذہب مجسمہ دارد واو تعالی با ہیچ چیز متحد نشود وہیچ چیز با وی متحد نگردد ونیز ہیچ چیز در وی تعالی حلول نکند واو تعالی در ہیچ چیز حال نشود وتبعض وتجزی در جناب اقدس او تعالی محال ست وترکیب وتحلیل در ان حضرت جل شانہ ممنوع است واو را سبحانہ مثل وکفو نیست زن وفرزند نیست ذات وصفات او تعالے بیچگونہ وبیچون اند بی شبہ وبی نمونہ اند اینقدر میدانیم کہ او تعالی ہست وباسماء وصفات کاملہ کہ خود سا بآن ستودہ است متصف است اما ہرچہ از ان در فہم وادراک ما درآید ومتعقل ومتصور ما شود او تعالی از ان منزہ ومتعالی است چنانچہ گذشت لا تدرکہ الابصار ۵ ودر بیان بارگاہ الست ۞ پیش ازین پی نبردہ اند کہ ہست بباید دانست کہ اسماء اللہ تعالی توقیفی اند یعنی موقوف بر سماع اند از صاحب شرع ہر اسمی کہ اطلاق آن در شرع بر حضرت حق سبحانہ آمدہ است اطلاق باید کرد وآنچہ نیامدہ است اطلاق نباید کرد اگرچہ در ان اسم معنی کمال مندرج باشند جواد اطلاق باید کرد کہ آمدہ است وسخی نباید گفت کہ نیامدہ است قرآن کلام خدا است جل سلطانہ کہ بلباس حرف وصوت در آوردہ بر پیغمبر با علیہ وعلے آلہ الصلوٰۃ والسلام منزل

وبعد از محاسبہ مؤمنان چون بہ بہشت روند در بہشت دائم خواہند ماند و از بہشت بیرون نخواہند آمد و
ہمچنین کفار چون بدوزخ روند ہمیشہ در دوزخ خواہند بود و ابد الآباد معذب خواہند ماند تخفیفی در عذاب
در حق ایشان تجویز نیست قال اللہ تعالیٰ لا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینظرون وہر کہ در دل او ذرہ از ایمان
خواہد بود او را بواسطۂ افراط معاصی اگر بدوزخ ہرند بقدر عصیان معذب خواہد بود آخر او را از دوزخ خواہند
برآورد و نیز روی او را سیاہ نخواہند کرد چنانچہ کفار را سیاہ کنند و نیز غل و زنجیر نخواہند کرد چنانچہ کفار را کنند از جہت
حرمت ایمان او و ملائکہ بندہ ہای خدا و ند جل و علا کہ مکرم اند و عصیان از امر خدا جلشانہ در حق ایشان جائز نیست
وبانچہ مامور اند بفعل می آرند و از زنا شوی پاک اند و توالد و تناسل در حق ایشان مفقود است بعض ایشان را
حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ برسالت برگزیدہ است و بہ تبلیغ وحی مشرف ساختہ مبلغان کتب وصحف انبیا علیہم الصلوات
والتسلیمات ایشانند کہ از خطا و خلل محفوظ اند و از کید و مکر دشمن معصوم ہرچہ ایشان از حضرت حق سبحانہ تبلیغ
نمودہ اند ہمہ صدق وصواب است و شائبہ احتمال واشتباہ ندارد و این بزرگواران از عظمت و جلال او
سبحانہ ترسانند وغیر از امتثال او امر کاری دیگر ندارند ایمان تصدیق قلبی است و اقرار لسانی بانچہ از دین بتواتر
وضرورت بما رسیدہ است اجمالاً وتفصیلاً اعمال جوارح از نفس ایمان خارج اند اما در ایمان کمال می افزایند
وحسن پیدا می کنند امام اعظم کوفی علیہ الرحمۃ میفرماید کہ ایمان قبول زیادتی و نقصان نمیکند زیرا کہ تصدیق قلبی
عبارت از یقین و اذعان قلب ست کہ تفاوت کمی و زیادتی دران گنجایش ندارد وانچہ قبول تفاوت
کند داخل دائرۂ ظن و وہم است کمال و نقصان در ایمان باعتبار طاعات و حسنات است ہرچند طاعت بیش
کمال ایمان بیش پس ایمان عامہ مؤمنان مثل ایمان انبیا نباشد علیہم الصلوات والتسلیمات کہ آن ایمان
بواسطۂ اقتران طاعات بذروۂ علیا آن کمال رسیدہ است کہ ایمان عوام مؤمنان بگرد آن نرسد
ہرچند این ہردو ایمان در نفس ایمان شرکت دارند اما آن ایمان بواسطۂ لحوق طاعات حقیقت دیگر پیدا
کردہ است ایمان دیگران گویا فرد آن ایمان نیست و در میان اینہا مماثلت و مشارکت مفقود است عوام
انسان ہرچند با انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات در نفس انسانیت شریک اند اما کمالات دیگر مر انبیا
را علیہم التسلیمات بدرجات علیا رسانیدہ است و حقیقت دیگر ثابت کردہ گویا از حقیقت مشترکہ عالی
و بہتر اند بلکہ انسان ایشانند و عوام حکم نسناس دارند امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماید انا مومن حقا و امام شافعی
گوید علیہ الرحمۃ انا مومن انشاء اللہ تعالیٰ ہر کدام را وجہ است باعتبار ایمان حال تو ان گفت انا

بلکہ باین معنی است کہ بندہ بانچہ مکلف شدہ است از عہدۂ آن تواند برآمد مثلاً نماز پنج وقت تواند ادا کرد و زکوۃ چہل یکی تواند داد و در دوازدہ ماہ یکماہ روزہ تواند داشت و در عمر خود بزاد و راحلہ یک حج تواند ادا نمود و علے ہذا القیاس باقی احکام شرعیہ است کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی از کمال مہربانی و سہولت و آسانی در انہا رعایت فرمودہ است از جہت ضعف و قلت توانائی بندہ قال اللہ تعالی یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر یعنی خدایتعالے بشما آسانی میخواہد و دشواری نمیخواہد و نیز فرمودہ است جلسلطانہ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا یعنی میخواہد خدایتعالی کہ تخفیف کند از شما گرانی تکلیفات شاقہ را و مخلوق گشتہ است انسان ضعیف و صبر از شہوات نمیتواند کرد و تکلیفات شاقہ را نمیتواند برداشت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات فرستادہای حق اند جل شانہ بسوی خلق تا ایشان را بحق دعوت کنند تعالی و از ضلالت براہ آرند ہر کہ دعوت ایشانرا قبول کند او را بہشت دہند ہر کہ انکار نماید بعذاب دوزخ تہدید کنند ہر چہ ایشان از حق تبلیغ نمودہ اند و اعلام فرمودہ ہمہ حق است و صدق کہ شائبہ تخلف ندارد و خاتم انبیا محمد رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم و دین او ناسخ ادیان سابق است و کتاب او بہترین کتب ما تقدم است و شریعت او را ناسخی نخواہد بود بلکہ تا قیام قیامت خواہد ماند و عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوان امت او خواہد بود و آنچہ او علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات از احوال آخرت خبر دادہ است ہمہ حق است از عذاب گور و ضغطۂ آن و سوال منکر و نکیر در ان و فنای عالم و انشقاق سموات و انتشار کواکب و برداشتن زمین و کوہہا و پارہ پارہ شدن اینہا و حشر و نشر و اعادۂ روح بجسد و زلزلۂ ساعت و ہول قیامت و محاسبۂ اعمال و شہادت جوارح باعمال مکتسبہ و طیران نمودن نامہای حسنات و سیئات بہ یمین و شمال و وضع میزان حسنات و سیئات را بآن وزن کنند و کمی و زیادتی حسنہ و سیئہ معلوم سازند اگر پلہ حسنات گران آمد علامت نجات ست و اگر خفت ظاہر شد علامت خسران است ثقل و خفت آن میزان بر خلاف میزان دنیا است آنجا پلہ کہ بالا رود ثقیل است و آنکہ پست باشد خفیف و شفاعت انبیا و صلحا علیہم الصلوات والتسلیمات اولا و ثانیا مر عصاۃ مؤمنان را باذن مالک یوم الدین جلسلطانہ ثابت ست قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام شفاعتی لاہل الکبائر من امتی و پل صراط کہ بر پشت دوزخ نہند و مؤمنان از ان پل عبور کردہ بہ بہشت روند و کافران پا بہا لغزیدہ در دوزخ افتند و بہشت کہ معد از برای تنعیم مومنان است و دوزخ کہ معد از برای تعذیب کافران ست ہر دو مخلوق اند و ابد الآباد باقی خواہند ماند و فانی نخواہند گشت

وعمر رضی فضل بدہد مفتری است او را تازیانہ زنم چنانکہ مفتری را بزنند حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ در کتاب غنیہ کہ از مصنفات ایشان ست میفرماید و حدیثی نقل میکند کہ آنسرور فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کہ مرا عروج واقع شد از پروردگار خود مسألت نمودم کہ خلیفہ بعد از من علی بود ملائکہ گفتند کہ ای محمد ہرچہ خدا خواہد آن شود خلیفہ بعد از تو ابو بکر رضی است ونیز حضرت شیخ میفرمود کہ حضرت امیر گفتہ است کہ بیرون نیامد پیغمبر خدا از دنیا تا آنکہ عہد کرد بمن کہ خلیفہ بعد از فوت من ابو بکر رضی خواہد بود وبعد از ان عمر رضی بعد از ان عثمان رضی بعد از ان تو خلیفہ خواہی بود رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین وحضرت امام حسن رضی افضل است از امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما وعلماء اہل سنۃ در علم و اجتہاد حضرت عائشہ را رضی اللہ تعالی عنہا بر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا فضیلت میدہند فاطمہ را بتول میگفتند کہ صیغۂ مبالغہ است در انقطاع وحضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ در کتاب غنیہ حضرت عائشہ را تقدیم میدہد وانچہ معتقد این فقیر است آنست کہ حضرت عائشہ رضی در علم واجتہاد پیش قدم است وحضرت فاطمہ در زہد انقطاع بیش لہذا فاطمہ را بتول میگفتند کہ صیغۂ مبالغہ است در انقطاع وحضرت عائشہ مرجع فتاوی اصحابہ است رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیچ مشکلے در علم بر اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات پیش نمی آمد مگر آنکہ حل آن نزد عائشہ بود رضی اللہ تعالی عنہا ومحاربات ومنازعات کہ در میان اصحاب کرام علیہم الرضوان واقع شدہ اند مثل محاربۂ جمل ومحاربۂ صفین بر محامل نیک صرف باید نمود واز ہوا وتعصب دور باید داشت چہ نفوس این بزرگواران در صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات از ہوا وہوس مزکی شدہ بودند واز حرص وکینہ پاک گشتہ اگر مصالح دارند برای حق دارند واگر منازعت ومشاجرت برای حق است ہر گروہی بمقتضای اجتہاد خود عمل نمودہ اند ومخالف را بے شائبہ وار تعصب از خود دفع کردہ اند ہر کو در اجتہاد خود مصیب است دو درجہ وبقولے دہ درجہ از ثواب دارد وآنکہ مخطے است یکدرجہ ثواب او را نقد وقت است پس مخطی درنگ مصیب از ملامت دور است بلکہ امید درجہ از درجات ثواب دارد علما فرمودہ اند کہ در ان محاربات حق بر جانب امیر بودہ است کرم اللہ تعالی وجہہ واجتہاد مخالفان از صواب دور بودہ مع ذلک موارد طعن نیستند وگنجایش ملامت ندارند چہ جای آنکہ نسبت کفر یا فسق کردہ شود امیر کرم اللہ تعالی وجہہ فرمودہ است برادران ما بغی گشتند ایشان نہ کافرانند نہ فاسق زیرا کہ ایشان را تاویل است کہ منع کفر و فسق مینماید حضرت پیغمبر ما فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ایاکم وما شجر بین اصحابی پس جمیع اصحاب پیغمبر را علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات بزرگی باید داشت وہمہ را بہ نیکی یاد باید کرد ودر حق ہیچ

مومن حقا و باعتبار مآل و خاتمہ توان گفت انا مومن انشاء اللہ تعالے امّا بہر وجہ کہ گویند از صورت استثناء اجتناب بہتر است مومن بارتکاب معاصی اگرچہ کبائر باشند از ایمان بیرون نرود و داخل دائرہ کفر نگردد و منقول است کہ روزے امام اعظم باجمعے از علماء کبار نشستہ بود ند شخصے آمدہ پرسید کہ چہ میگوئید در حق مومن فاسق کہ پدر خود را بناحق بکشد و سر او را از تن او جدا سازد و در کاسۂ سر او شراب اندازد و بخورد و بعد شراب خوردن با ما در خود زنا کند آیا مومن است یا کافر ہر کدام از علماء در حق او غلظتہا نمودند و در از معاملہ ساختند امام اعظم درین اثنا فرمود او مومن است و بارتکاب این کبائر از ایمان نہ برآمدہ است این سخن امام بر علما گران آمد و زبان طعن و تشنیع ایشانرا دراز ساخت آخر چون سخن امام برحق بود ہمہ قبول نمودند و اعتراف فرمودند اگر مومن عاصی پیش از غرغرہ توفیق توبہ یافت امید نجات عظیم است کہ وعدۂ قبول توبہ است و اگر بتوبہ و انابت مشرف نگشت امر او بخدای است جلسلطانہ اگر خواہد عفو کند بہ بہشت فرستد و اگر خواہد بقدر معصیت عذاب کند بآتش و غیر آتش امّا آخر کار او نجات ست و مآل او بہ بہشت است زیرا کہ در آخرت حرمان از رحمت خداوندی جلسلطانہ مخصوص باہل کفر است و ہر کہ ذرۂ ایمان دارد امیدوار رحمت است اگر بواسطۂ علّت معصیت رحمت در ابتدا نرسد در انتہا بعنایت اللہ سبحانہ میسر است ربنا لاتزغ قلوبنا

بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب بحث خلافت و امامت نزد اہل سنّت شکر اللہ تعالے سعیہم ہر چند از اصول دین نیست و باعتقاد تعلق ندارد امّا چون شیعہ درین باب غلو نمودہ اند و افراط و تفریط کردہ اند بضرورت علماء اہل سُنّت حق رضی اللہ تعالی عنہم این بحث را ملحق بعلم کلام ساختہ اند و حقیقت حال را بیان فرمودہ اند امام برحق و خلیفۂ مطلق بعد از حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات حضرت ابوبکر صدیق است رضی اللہ تعالے عنہ بعد از ان حضرت عمر فاروق است رضی اللہ تعالے عنہ بعد از ان حضرت عثمان ذو النورین است رضی اللہ تعالی عنہ بعد از ان حضرت علی بن ابی طالب است رضوان اللہ تعالے علیہ و افضلیت ایشان بترتیب خلافت است افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آن را اکابر ائمہ کہ یکے از ایشان امام شافعے است شیخ ابو الحسن اشعری کہ رئیس اہل سُنّت ست فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی است قطعی است انکار نکند مگر جاہل یا متعصب حضرت امیر کرم اللہ تعالے وجہہ میفرماید کسیکہ مرا بر ابی بکرؓ

علیه و علی آله الصلوة والسلام بر رستی که بنی اسرائیل هفتاد و یک فرقه شده بودند که همه ایشان در نار اند مگر یکی از ایشان
و زود است که امت من بر هفتاد و سه فرقه متفرق شوند که همه ایشان در آتش باشند مگر یک فرقه پرسیدند که آن
فرقه ناجیه چه کسانند فرمود علیه و علی آله الصلوة والسلام آنانند که باشند بر مثل آنچه من بر آنم و اصحاب من بر آنند علیه و علی
آله الصلوة والسلام و آن یک فرقه ناجیه اهل سنت و جماعت اند که ملتزم متابعت آن سرور علیه الصلوات والسلام
والتسلیمات و متابعت اصحاب آن سرور علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات اند اللهم ثبتنا علی معتقدات اهل السنة والجماعة
وامتنا فی زمرتهم واحشرنا معهم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب
بعد از تصحیح اعتقاد از اتیان اوامر و انتهاء از نواهی شرعیه که بعمل تعلق دارد نیز چاره نبود نماز پنج وقت
بی فتور با تعدیل ارکان و با جماعت ادا باید نمود که فارق در میان اسلام و کفر همین نماز است چون ادای
صلوة بر وجه مسنون میسر شد حبل متین از اسلام بدست آمد زیرا که نماز اصل دوم است از اصول پنجگانه اسلام و اصل اول
ایمان بخدا و رسول وست جل شانه و اصل دوم نماز است و اصل سوم ادای زکوة است اصل چهارم روزه های
ماه رمضان است و اصل پنجم حج بیت الله است اصل اول بایمان تعلق دارد و اصول اربعه باعمال تعلق دارند
جامع ترین جمیع عبادات و فاضلترین اینها نماز است در روز قیامت ابتداء محاسبه از نماز خواهد بود و اگر نماز
درست آمد دیگر بعنایت الله سبحانه نیز بسهولت خواهد گذشت و مهما امکن از محظورات شرعیه اجتناب باید نمود
و نامرضیات مولی را جل شانه سمیات مهلکه باید دانست و مواد تقصیرات خود را در نظر باید داشت و از ارتکاب
آن خجل و منفعل باید بود و ندامت و حسرت باید کشید طریق بندگی اینست والله سبحانه الموفق و آنکه بی تحاشی ارتکاب نامرضی
مولای خود نماید جل شانه و از آن عمل خود در تشویر و انفعال نبود مارد و متمرد است اصرار و تمرد او نزدیک است که او را
ربقه اسلام بیرون کشد و در دائره اعدا داخل سازد ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا دولتی که حق سبحانه
و تعالی شما را بآن ممتاز ساخته است و مردم از آن دولت غافل اند بلکه نزدیک است که شما هم آنرا در نیابید آنست که
بادشاه وقت که بهفت پشت مسلمان آمده است و از اهل سنت است و حنفی مذهب هر چند چند سال است درین
آوان که آوان قرب قیامت است و بعد عهد نبوت بعضی از طلبه علوم بشومی طمع که ناشی از خبث باطن است
بامرا و سلاطین تقرب جسته براه خوشامد ایشان در آمدند و در دین متین تشکیکات نمودند و شبهات پیدا کردند و
ساده لوحان را از راه بردند اینچنین بادشاه عظیم الشان هرگاه سخن شما را بحسن استماع میفرماید و بقبول
تلقی مینماید چه دولت است که بصریح یا باشارت کلمه حق یعنی کلمه اسلام که موافق معتقدات اهل سنت

یکی ازین بزرگواران بد نباید بود و گمان بد نباید کرد و منازعت ایشان را به از مصالحهٔ دیگران باید داشت طریق فلاح
و نجات اینست چه دوستی اصحاب کرام بواسطهٔ دوستی پیغمبر است علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات بزرگی فرماید ما آمن
برسول الله من لم یوقر اصحابه علامات قیامت که مخبر صادق علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات از ان خبر داده است
حق است احتمال تخلف ندارد که طلوع آفتاب را جانب مغرب برخلاف عادت و ظهور حضرت مهدی علیه الرضوان و نزول
حضرت روح الله علی نبینا و علیه الصلوة و السلام و خروج دجال و ظهور یاجوج و ماجوج و خروج دابة الارض و دخانی
که از آسمان پیدا شود تمام مردم را فرو گیرد و عذاب دردناک کند مردم از اضطراب گویند ای پروردگار من این عذاب
را از ما دور کن که ما ایمان می آریم و آخر علامات آتش است که از عدن خیزد و جماعهٔ از نادانی گمان کنند شخصی را که دعوی
مهدویت نموده بود از اهل هند مهدی موعود بوده است پس بزعم ایشان مهدی گذشته است و فوت شده و نشان میدهند
که قبرش در فراه است و احادیث صحاح که بحد شهرت بلکه بحد تواتر معنی رسیده اند مکذب این طائفه است چه آن سرور علیه
و علی آله الصلوات و السلام مهدی را علامات فرموده است که در حق آن شخص که معتقد ایشانست آن علامات
مفقود اند در حدیث نبوی آمده است علیه و علی آله من الصلوة و السلام که مهدی موعود بیرون آید و بر سر وی
پارهٔ ابر بود در ان ابر فرشته باشد که ندا کند که این شخص مهدی است او را متابعت کنید و فرموده علیه و علی آله
الصلوة و السلام که تمام زمین را مالک شدند چار کس دو کس از مؤمنان و دو کس از کافران ذو القرنین و
سلیمان از مؤمنان و نمرود و بخت نصر از کافران و مالک خواهد شد آن زمین را شخص پنجم از اهل بیت من یعنی مهدی
فرموده علیه و علی آله الصلوة و السلام دنیا نرود تا آنکه بعث کند خدا تعالی مردی را از اهل بیت من که نام او موافق
نام من بود و نام پدر او موافق نام پدر من باشد پس پر سازد زمین را بداد و عدل چنانچه پر شده بود بجور و ظلم
و در حدیث آمده است که اصحاب کهف اعوان حضرت مهدی خواهند بود و حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة
و السلام در زمان وی نزول خواهد کرد و او موافقت خواهد کرد با حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة و السلام
در قتال دجال و در زمان ظهور سلطنت او در چهاردهم شهر رمضان کسوف شمس خواهد بود و در اول آن
ماه خسوف قمر برخلاف عادت زمان برخلاف حساب منجمان بنظر انصاف باید دید که این علامات
در آن شخص میت بوده است یا نه و علامات دیگر بسیار است که مخبر صادق فرموده است علیه و علی آله الصلوة
و السلام شیخ ابن حجر رساله نوشته است در علامات مهدی منتظر که بدویست علامت میکشد نهایت جهل
است که با وجود وضوح امر مهدی موعود جمعی در ضلالت مانند هداهم الله سبحانه سواء الصراط پیغمبر فرموده

است و ہرچہ بعد از من نو پیدا شود رد است پس ندہبی کہ بعد از زمان آنحضرت وخلفاء راشدین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات حادث شود از حیز اعتبار ساقط است وشایان اعتبار نیست شکر این دولت عظمی بجا باید آورد کہ از کمال فضل وکرم ما را داخل فرقہ ناجیہ ساخت کہ ایشان اہل سنت وجماعت اند واز فرق اہل ہوا وبدعت نگردانید وباعتقادات فاسدۂ ایشان مبتلا نکرد واز ان جماعت نساخت کہ بندہ را در اخص صفات مولی جلشانہ شریک گردانند وخالق افعال بندہ بندہ را گویند ومنکر رویت اُخروی باشند کہ سرمایۂ دول دنیویۂ واخرویہ است ونفی وجود صفات کاملہ از واجب تعالی نمایند ونیز از ان دو طائفہ نساخت کہ باصحاب کرام خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات بہ ستیزند وباکابر دین سوء ظن نمایند وایشان را معاوی یکدیگر تصور کنند وبغض وکینہ مبطن متہم سازند حق سبحانہ وتعالی در حق این بزرگواران رحماء بینہم میفرماید واین دو طائفہ تکذیب کلام حق جل وعلا مینمایند واثبات عداوت وبغض وکینہ درمیان این بزرگواران میکنند اللہ تعالی ایہما را توفیق وہاد وبصراط مستقیم بینا گرداناد ونیز از ان جماعت نگردانید کہ حق را سبحانہ جہت ومکان اثبات کنند وجسم وجسمانے انگارند واامارات حدوث وامکان در واجب قدیم جلسلطانہ ثابت گردانند برسر اصل سخن ردیم وگوئیم کہ معلوم ایشان است کہ سلطان کالروح است وسائر انسان کالجسد اگر روح صالح است بدن صالح واگر روح فاسد است بدن فاسد پس در صلاح سلطان کوشیدن در اصلاح جمیع بنی آدم کوشیدن است وصلاح در اظہار اسلام است بہر روش کہ گنجایش وقت باشد واز گذشت کلمۂ اسلام از معتقدات اہل سنت وجماعت نیز گاہ وبیگاہ گوش زد باید ساخت ورد مذہب مخالف باید نمود واگر این دولت میسر گردد وراثت عظمی از انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات بدست آید شما را این دولت مفت بدست آمدہ است قدر آنرا بدانند زیادہ چہ مبالغہ نماید ہرچند مبالغہ وابرام مستحسن است واللہ سبحانہ الموفق مکتوب شصت وہشتم بخواجہ شرف الدین حسین صدور یافت دربیان ستون نورانی وستارۂ ذنب دار کہ از جانب مشرق طلوع نمودہ بود ودر علامات قیامت وما ینا سب ذٰلک

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق علیہم الصلوٰۃ والتحیات صحیفۂ شریفہ کہ فرزندی اعزی محبوب مولانا ابو الحسن فرستادہ بودند رسانیدہ وخوشوقت ساخت از ستون نورانی کہ بجانب مشرق حادث شدہ است مکرر استفسار نمودہ بودند بدانند کہ در خبر آمدہ است کہ چون بادشاہ عباسی کہ از مقدمات ظہور حضرت مہدی موعود است علیہ الرضوان بخراسان برسد طلوع کند در جانب مشرق قرن ووآتشین در حاشیہ مینویسد یعنی عمود ند کورو وسر داشتہ باشد

وجماعت ست شکر اللہ تعالی سعیهم گوش زد ایشان نمایند و هر قدر که گنجایش داشند سخن اهل حق را عرضه دارند
بلکه همواره مترصد ومنتظر باشند که تقریبی پیدا شود و سخن مذهب وملت درمیان آید تا اظهار حقیقت
اسلام نموده آید وبیان بطلان وشناعت کفر وکافری کرده شود وکفر خود ظاهر البطلان است هیچ عاقل آنرا
نه پسندد و بطلان آنرا بی تحاشی باید ظاهر ساخت و آلهه باطلهٔ ایشان را بی توقف نفی باید کرد و آله برحق
جلسلطانه بی تردد وبیشبه خالق سموات است هیچ شنیده اید که آلهه باطلهٔ ایشان پشه را آفریده باشند اگرچه همه جمع
آیند واگر پشه ایشانرا نیش زند وآزار رساند خود را محافظت نتمایند چه جای آنکه دیگرانرا محافظت کنند کفره گویا شناعت
این امر را ملاحظه نموده میگویند که این آلهه شفعاء ما خواهند بود نزد حق جل وعلا مار ا بخدا جل شانه نزدیک
خواهند ساخت بی عقلانند از کجا دانسته اند که این جمادات را مجال شفاعت خواهد بود وحضرت حق سبحانه
وتعالی شفاعت شرکارا که فی الحقیقت دشمنان ویند درحق عبده دشمنان خود قبول خواهد کرد در رنگ آنست
که باغیان برسلطان خروج نمایند وجمعی از ابلهان امداد باغیان نمایند بزعم فاسد آنکه در وقت تنگ
این باغیان نزد سلطان شفعاء خواهند بود بوسیلهٔ آنها این تقرب سلطان خواهم یافت زهی بیخبردان خدمت
باغیان کنند وبشفاعت باغیان عفو از سلطان خواهند وتقرب او جویند چرا خدمت سلطان برحق نکنند
وباغیانرا شکست بدهند تا از اهل قرب واز اهل حق باشند در امن وامان بوند بیعقلان سنگی را
بگیرند و بدست خود بتراشند سالها آنرا پرستش نمایند و توقعات از وی امید دارند بالجمله دین کفره
ظاهر البطلان است واز مسلمانان هرکه از راه حق وطریق مستقیم دور افتاده است اهل هوا و بدعت
است وآن طریق مستقیم طریق آن سرور است علیه وعلی آله الصلوات والسلام وطریق خلفاء راشدین
وست علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سره در کتاب غنیة میفرماید که
دینهای مبتدعان که اصول آن هفتاد طائفه اند خوارج وشیعه ومعتزله ومرجیه ومشبه وجهمیه وضراریه ونجاریه وکلابیه
در زمان آن سرور نبودند علیه وعلی آله الصلوة والسلام ودر زمان خلافت ابی بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ
تعالی عنهم اجمعین نیز نبودند اختلاف این طوائف وتفرق اینها بعد از سالها از موت صحابه وتابعین وموت
فقهای سبعه رضی اللہ تعالی عنهم اجمعین حادث شده است خبر داده آن سرور فرموده علیه وعلی آله الصلوات
والتسلیمات کسیکه بعد از من خواهد زیست اختلاف بسیار خواهد دید پس لازم گیرید شما سنت مرا وسنت
خلفاء راشدین مرا آنرا بدندان خود محکم بگیرید ودور دارید خود را از محدثات امور زیرا که هر بدعت ضلالت

بزرگ خواہد بود و تقویت عظیم بسبب او با سلام و مسلمانان خواہد گشت و در ظاہر و باطن ولایت او تصرف
عظیم خواہد داشت و صاحب خوارق و کرامات بسیار خواہد بود و آیات عجیبہ در زمان او بظہور خواہد آمد و
روا است کہ پیش از وجود او چیزہای خوارق عادت در رنگ ارہاصات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بظہور
آیند و مبادی ظہور او بیند چنانچہ از احادیث مفہوم میگردد و بدانند کہ در خبر آمدہ است کہ مہدی ظاہر نشود تا
زمانیکہ کفر استیلا پیدا نکند و بر ملا کفر کافری کنند پس متوقع در ینوقت استیلای کفر و کافریست و زبونی اسلام و
مسلمانی است این آنوقت است کہ غربای اہل اسلام را آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام طوبیٰ فرمودہ
است و بشارت دادہ و فرمودہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام العبادۃ فی الہرج کہجرۃ الی یعنی عبادت در زمان فتنہ
در رنگ ہجرت است بسوی من معلوم شما است کہ سپاہیان در وقت استیلای فتنہ و فساد اگر اندک جرأت
مینمایند اعتبار بسیار پیدا میکنند و در وقت تسکین فتنہ اگر ہزار تردد نمایند بی اعتبار ند پس وقت کار کردن و
قبول افتادن ہمین وقت و رفتنہا ست تمام خود را بمرضیات حق جل و علا و رباز ند و غیر از متابعت سنت
سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ہیچ چیز اختیار نکنند اگر خواہند کہ بمقبولان محشور شوند اصحاب کہف بیک
ہجرت کہ در وقت استیلا و فتنہ از ایشان بوجود آمدہ بود بدرجۂ علیا رسیدند شما خود محمد یابند و داخل خیر الامم
اید وقت خود را بلہو و لعب از دست ندہید و بجوز و مویز در رنگ طفلان گول نگردید ؎ دادیم ترا زگنج مقصود
نشان ٭ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی ٭ و عمود نورانی کہ پیش از ظہور این کوکب ذنب دار طالع شدہ بود ظلمتے
و کدورتے دران مفہوم نمیشد و غیر از خیر در نظر نمی در آمد اما ستارۂ ذنب دار شائبۂ کدورت داشت
اما بالنفع والمضار ہو اللّٰہ سبحانہ در ہیچ ستارہ موت شخصی و حیات احدی و دیعت نفرمودہ اما آنچہ از کلام مجید
مفہوم میشود و اغراضی کہ بستارہ ہای تعلق دارد سہ چیز است فرمودہ و بالنجم ہم یہتدون بستارہ راہ
می یابند در سفرہای بر و بحر فرمودہ و لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح و جعلناہا رجوما للشیاطین آسمان دنیا را
بستارہا مزین و مزین ساختہ غرض سوم رجم شیاطین بانہا مربوط است تا استراق سمع ننمایند ما ورای
این سہ غرض ہرچہ گویند بہ ثبوت نہ پیوستہ است و داخل اوہام و خیالات است ان الظن لا یغنی من الحق
شیئا بل نقول ان بعض الظن اثم فرزند عزیز مکرر بینویسید کہ وقت توبہ و انابت است و ہنگام تبتل و انقطاع
کہ زمان ورود فتنہا است و نزدیک است کہ در رنگ باران نیسان فتنہا بریزند و عالم را در گیرند مخبر
صادق فرمودہ است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ان بین یدی الساعۃ فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل فیہا مومنا

اول طلوع آن در وقت ہلاک قوم حضرت نوح بوده است علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام و در زمان حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام طلوع نموده بود وقتیکه او را در آتش انداختند و در وقت ہلاک فرعون و قوم او بوده است و در زمان قتل حضرت یحیی بوده پس چون بینند آنرا الحضرت حق سبحانه وتعالی استعاذه بکنند از شر فتنهااین بیاض که در جانب مشرق حادث شده بود اول بصورت عمود منور بوده بعد ازان کجی پیدا کرده شباہت بصورت قرن که شاخ است حاصل نموده ونیز باین اعتبار فرموده باشند که ہر دو طرف آن شاخ باریک گشته بود که شباہت بدندان داشته پس ہر دو طرف را دو سر اعتبار نموده اند چنانچه نیزه که ہر دو طرف آن باریک باشد آنرا دو سر اعتبار کنند اخوی شیخ محمد طاہر بدخشی از جون پور آمده است میگوید که این ستون نیز بجانب فوق دو سر داشته شبیه بدو دندان که در میان آنها اندک فاصل بوده در صحت تشخیص این معنی نموده باشد وجمعی دیگر نیز ہمین طور خبر دادند این طلوع ورای آن طلوع است که در وقت قدوم حضرت مہدی حادث خواہد شد زیرا که قدوم او علیه الرضوان بر سر مائة خواہد بود و درین وقت از مائة بست وہشت سال گذاشته است ونیز در خبر آمده است در علامات حضرت مہدی علیه الرضوان که در جانب مشرق ستاره طلوع کند که آن را ذنب باشد نورانی این ستاره نیز طالع شده است اوست یا مثل او این ستاره ذنب دار نوا اند بود که برای آن گویند که گفته اند سیر کواکب ثوابت از مغرب بالمشرق است پس روی آن ستاره بسیر خود بجانب مشرق است و پشت آن بجانب مغرب پس این درازی بیاض در پس پشت اوست که مناسب ذنب است واز مشرق که بجانب مغرب ہر روز بلندمی بر آید بسیر قسری اوست که مربوط بسیر فلک اعظم است والله سبحانه اعلم بحقیقت الحال بالجمله وقت ظہور حضرت مہدی نزدیک است تا سر مائة که آوان ظہور اوست چه مقدمات ومبادی بظہور آیند این مقدمات ومبادی ظہور او علیه الرضوان در رنگ ارہاصات پیغمبر ماست علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات که پیش از ظہور نبوت او علیه وعلی آله الصلوة والسلام بظہور آمده بود چنانچه گفته اند که چون نطفهٔ عبد الله که صورت حضرت محمد رسول الله بود علیه وعلی آله الصلوة والسلام در رحم آمنه قرار گرفت ہمه بتہای روی زمین نگونسار شدند که ہمه شیاطین از کار خود باز ماندند ملائکه تخت ابلیس را سر نگون کردند و ویرا در دریا انداختند و چہل روز عقوبت کردند و در شب ولادت آن سرور علیه وعلی آله الصلوات والسلام ایوان کسری بجنبید و چہارده کنگره ازان بیفتاد و آتش فارس که ہزار سال بود که برافروخته بود ندو نمرده بود فرو مرد و چون حضرت مہدی

فرموده است کسی باشد که شصت سال نماز گذارد و یک نماز او را نپذیرند آنکس باشد که رکوع و سجود تمام بجا نیارد گفته اند
زید بن وهب مردی را دید که نماز میگذارد و رکوع و سجود تمام بجا نمی آرد آن مرد را بخواند و گفت چندگاه است که تو اینچنین
نماز میکنی گفت چهل سال است گفت تو درین چهل سال نماز نکرده اگر بمیری نه بر سنت محمد رسول الله صلی الله علیه
و آله و صحبه و سلم بمیری منقول است که بندهٔ مومن چون نماز بگذارد نیکو و تمام کند رکوع و سجود او را نماز آن بشاشت
بود و نورانی فرشتگان آن نماز را با آسمان میبرند و نماز بر نماز گذارنده دعای نیکو میکند و میگوید حفظک الله سبحانه کما حفظتنی
خدای عز و جل ترا نگاهدارد چنانکه مرا نگاهداشتی و اگر نماز نیکو نگذارد آن نماز ظلمانی بود و فرشتگان را کراهت آید
و نماز را با آسمان نبرند و نماز گذارنده را دعای بد میکند و میگوید ضیعک الله تعالی کما ضیعتنی یعنی خدا وند عز و جل ضائع
گرداند ترا چنانکه تو مرا ضائع گردانیدی پس نماز تمام میباید گذارد و تعدیل ارکان باید نمود و از رکوع و سجود
و قومه و جلسه نیک بجا باید آورد و دیگران را نیز بتمامی نماز دلالت باید کرد و بطمانینت و تعدیل ارکان راه
باید نمود که اکثر مردم ازین دولت محروم اند و این عمل متروک گشته است احیاء این عمل از اهم مهام اسلام است
آن سرور فرموده است علیه و علی آله الصلوة و السلام کسیکه سنت مرا احیا نماید بعد ازان که آن سنت مرده باشد
آنکس را ثواب صد شهید بود و نیز بدانند که در نماز جماعت صفها برابر باید کرد هیچکس از مصلیان پیش و پس نایستد
سعی باید نمود که همه برابر یکدیگر باشند آن سرور علیه و علی آله الصلوة و السلام اول تسویهٔ صفوف می فرمود
بعد ازان تحریمه می بست و فرمود علیه و علی آله الصلوة و السلام تسویهٔ صفوف اقامت صلوٰة است ربنا آتنا
من لدنک رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا سعادت آثارا عمل به نیت درست میشود چون بجهاد کفار دار الحرب
رفته اند اول تصحیح نیت نمایند تا نتیجه بران مترتب شود باید که مقصود ازین جنگ و جدال اعلای کلمهٔ اسلام
باشد و توهین و تخریب اعدای دین بود که ما بآن ماموریم و مقصود سراسر جهاد اهم همین است بامور دیگر نیت
خود را باطل نسازند علوفهٔ غازیان از بیت المال مقرر است که منافی جهاد نیست و در اجر غازیان نقصان
نمی آرد نیتهای بد ابطال عمل مینمایند تصحیح نیت بکنند و از بیت المال علوفه خورند و جهاد نمایند امیدوار اجرها
غازیان و شهیدان باشند بحال شما غبطه می آید که در باطن بحق مشغولید جل و علا و در ظاهر نماز به جماعت کثیره
ادا مینمائید مع ذلک بدولت جهاد کفار دار الحرب مشرف گشته اید هر که سلامت می ماند غازی است و
مجاهد آنکه هلاک شود شهید پاک است اما این همه بعد تصحیح نیت متصور است اگر حقیقت نیت متحقق نشود بتکلف
خود را برین نیت باید آورد و بحضرت حق سبحانه ملتجی و متضرع باید بود تا حقیقت نیت میسر گردد ربنا اتمم لنا نورنا

ولیمسی کافرا ویمسی مومنا ویصبح کافرا القاعد فیہا خیر من القائم والماشی فیہا خیر من الساعی فکسروا قسیکم وقطعوا فیہا اوتارکم واضربوا سیوفکم بالحجارۃ فان دخل علی احد منکم فلیکن کخیر ابنی آدم وفی روایۃ قالوا فیما تامرنا قال کونوا احلاس بیوتکم وفی روایۃ والزموا فیہا اجواف بیوتکم معلوم شما شدہ باشد کہ درین روزہا کفار دار الحرب نواحی نگرکوٹ بر مسلمانان وبر بلاد اسلام چہ ستمہا نمودند وچہا انتہا رسانیدند خذلہم اللہ سبحانہ این قسم گلہای بد بو بمقتضای آخر الزمان بسیار خواہد شگفت ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم وجمیع المومنین علی متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام وآل کل وعلی ملئکۃ المقربین

مکتوب شصت وسوم بہ محمد مراد بدخشی صدور یافتہ در بیان تعدیل ارکان نماز وطمانیت وتسویہ صفوف ودر بیان آنکہ چون بجہاد کفار رفتہ اند تصحیح نیت ونماز تہجد امر فرمودن واحتیاط در لقمہ نمودن وما یتعلق بہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی صحیفہ شریفہ کہ ارسال داشتہ بودند رسید چون متضمن ثبات واستقامت یاران بودہ است فرحت فراوان رسانید زادکم اللہ سبحانہ ثباتا واستقامۃ اندراج یافتہ بود امریکہ بآن مامور است باجمعی از یاران کہ داخل طریقہ شدہ اند بر ان مداومت نمایند ونماز پنج وقت باجماعت پنجاہ وشصت کس ادا میکنند حمد اللہ سبحانہ علی ذلک چہ نعمتی است کہ باطن بذکر الہی جلشانہ معمور باشد وظاہر باحکام شرعی متحلی شود چون اکثر مردم درین ایام در ادای نماز مساہلت مینمایند وبطمانینت وتعدیل ارکان تقید نمی ورزند بضرورت بیاران درینباب بتاکید ومبالغہ مینویسد استماع نمایند مخبر صادق فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام دزدترین دزدان کسی است کہ از نماز خود بدزدد گفتند یا رسول اللہ از نماز خود چگونہ میدزدد فرمود علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام تمام نکند رکوع نماز را ونہ سجود نماز را ونیز فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام نظر نکند خدای جلشانہ بنماز بندہ کہ ثابت ندارد صلب خود را در رکوع وسجود خود ونیز آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام دید مردی را کہ نماز میگذارد ودر رکوع وسجود تمام نمی آرد فرمود انا تخاف لو مت علی ذلک مت علی غیر دین محمد ونیز آن سرور فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام تمام نشود نماز یکی تا بعد از رکوع تمام نہ ایستد وصلب خود ثابت ندارد وہر عضو او در محل خود قرار نگیرد وہمچنین فرمود علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام تا درمیان دو سجدتین ننشیند وصلب خود را درست نکند وثابت ندارد نماز او تمام نشود حضرت رسالت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام یکی از نمازگزاران میگذشت دید کہ احکام وارکان وقومہ وجلسہ بجا نمی آرد فرمود کہ اگر تو برین بمیری روز قیامت از امتان من ترا نگویند ودر جای دیگر فرمودہ است کہ اگر برین بمیری نہ در دین محمد مردہ باشی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

و صاحب این نسبت علیه بدولت مرکز مطلوب متمیز است هر چند در نفس مرکز هم مراتب است امّا بدولت سبقت
مشرف است زیاده ازین معامله چه وانماید و بیش ازین رموز چه شرح دهد و چون بفضل الله سبحانه این نسبت علیه
سر بر آرد نسبتهای پیش همه رو بزوال آرد و نامی و نشانی از آن نماند چه نسبت قلب چه نسبت غیر قلب اذا جاء
نهر الله بطل نهر عیسی نشان آن موطن است اصحاب این دولت بصراط مستقیم اند که بوصول مطلوب مجازی افتاده
است و آنکه ازین صراط بیمین و شمال است وصول او بظلی از ظلال است اگرچه در ظلال مراتب متفاوت
اند امّا همه بداغ ظلیت متسم اند بیت فراق دوست اگر اندک است اندک نیست ؛ درون دیده اگر نیم موست
بسیار است ؛ هر که از صراط مستقیم برابر دانهٔ خردله جدا افتاد تا میرود دورتر میرود و از وصول مطلوب بعید تر
میرود بیت ترسم نرسی بکعبه ای اعرابی ؛ کین ره که تو میروی بترکستان ست ؛ ثبتنا الله سبحانه علی الصراط المستقیم
والسلام علی من اتبع الهدی **مکتوب هفتاد و یکم** بحضرت مخدوم‌زادگی جامع علوم عقلی و نقلی خواجه
محمد سعید سلمه الله تعالی صدور یافته لا اله الا الله محمد رسول الله کلمه اولی متضمن اثبات مرتبهٔ ذات است تعالت
و تقدست ظهور مرتبهٔ وجوب در صورت مثالی بصورت نقطه اقرب از ظهور آن مرتبه که بصورت طویل و عریض
مشهود گردد هر چند دران مرتبه نه نقطه را گنجایش است و نه دائره را نه آنجا طول را مجال است نه عرض و
عمق را لاجرم در صورت کشفی کلمه مثبت در رنگ نقطه می‌نماید و کلمه محمد رسول الله که منبئ از دعوت خلق است
که باجسام و جواهر تعلق دارد و طول و بسط را آنجا قدم راسخ است ناچار صورت مثالی این مقام در
نظر کشفی طویل و عریض می در آید درین مقام سالک بواسطه بقیه سکر که در وی مانده است کلمه ثانیه را
در رنگ دریای محیط می‌یابد و کلمه اولی را در رنگ نقطه در جنب آن دریا خیال میکند اینجا است که
این فقیر نیز بواسطهٔ بقیه سکر که مانده بود حکم کرده است و نوشته که کلمه ثانیه دریائی است که در جنب آن
کلمه اولی کالنقطه است و درین مقام صاحب فتوحات مکیه نیز گفته است که جمع محمدی اجمع است از جمع
الهی جل سلطانه و چون بعنایت الله سبحانه وسعت بیچونی مرتبه وجوب تعالت و تقدست پرتو انداز دو
احاطه بی کیفی آن مرتبه مقدسه ظاهر گردد و عالم بتمامه با این طول و عرض حکم جزء لایتجزی پیدا کند نسبت بدریای
بی پایان چیزی را که اول نقطه می‌یافت این وقت دریای بی پایان می‌یابد و دریای محیط را از جزء
لایتجزی خردتر می‌بیند ازینجا کسی گمان نکند که ولایت افضل از نبوت باشد زیرا که ولایت مناسب کلمه
اولی است و نبوت ملائم کلمهٔ ثانیه زیرا که گوئیم نبوت عبارت از حصول هر دو کلمهٔ قدسه است عروج

واغفر لنا انک علی کل شیئ قدیر نصیحت دیگر که بیان آن نموده می آید التزام نماز تهجد است که از ضروریات طریق است
در حضور هم بشما هم گفته بود که اگر این معنی معتبر نماید و بیداری خلاف معتاد میسر نشود جمعی از متعلقان را برین امر باید
گماشت تا در آنوقت شمارا بطلوع یا بکره بیدار سازند و نگذارند که شما در خواب غفلت افتاده باشید چون چند روز
چنین کنند امید است که بی تکلف مداومت دولت میسر گردد نصیحت دیگر احتیاط در لقمه است چه در کار است
که هر چه از هر جا کسے بیاید باید خورد و ملاحظهٔ حل و حرمت شرعی بناید کرد این کس بسر خود نیست تا هر چه داند بکند
مولاے دارد جل سلطانه که بامر و نهی تکلیف فرموده است و رضا و عدم رضاے خود را بتوسط انبیا که رحمت هاے
عالمند علیهم الصلوات والتسلیمات بیان نموده است پس سعادت بنده باشد که خلاف مرضی مولاے خود را اتفاقا نماید
و بی اذن مولا در ملک و ملک مولی تصرف کند شرم باید داشت رعایت رضای صاحب مجازی مینمایند و نمیخواهند
که دقیقه درین باب فروگذاشت شود و مولای حقیقی بتاکید و مبالغه از امور نامرضی نهی میفرماید و زجر بلیغ مینماید تا هیچ
التفات بآن نمی نمایند این اسلام است یا کفر نیک تفکر کنید و هنوز هیچ نرفته است و تدارک ماسبق ممکن است که
التائب من الذنب کمن لا ذنب له بشارت است و مقصران را مع ذلک اگر کسے مصر بر ذنب بود بآن خورسند
باشید منافق است صورت اسلام دفع عقوبت او ننماید و منع عذاب او نکند زیاده چه تاکید و مبالغه نماید لعاقل
تکفیه الاشارة دیگر در مواضع مخوف و در محال استیلاء اعدا از براے امن و رفاهیت قراة سورهٔ لایلاف مجرب
است اقل هر روز و هر شب یازده بار بخوانند و در حدیث مصطفویه علیه و علی آله الصلوة والسلام آمده است
من نزل منزلا ثم قال اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق لا یضره شیئ حتی ارتحل من منزله ذلک والسلام
علی من اتبع الهدی **مکتوب هفتادم** بمولانا عبدالواحد لاهوری صدور یافته در بیان اسرار و حقائق
کعبهٔ معظمه که چنانچه در انسان نمونهٔ عرش است نمونهٔ کعبه هم است و مناسب ذلک در انسان چنانچه قلب او
نمونهٔ عرش رحمن است جل سلطانه و ظهور رب قلبی او نموذج ظهور عرشی است از بیت الله نیز در انسان نشانه است
که میانه است و از یمین و شمال بیگانه است و بحسن سبقت یگانه است ارباب این دولت عظیم بالاصالت انبیا اند
علیهم الصلوات والتسلیمات و به تبعیت و وراثت این بزرگواران از امتان ایشان هر کرا باین دولت مشرف سازند
در اصحاب انبیا علیهم الصلوات والتحیات ببرکت صحبت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات این دولت بیشتر بوده است
و بعد از زمان اصحاب قلت پیدا کرده بعد از قرون متطاوله اگر یکی را باین دولت بوراثت و تبعیت مشرف
سازند مغتنم بود و کبریت احمر باشد و این شخص داخل زمره اصحاب کرام است علیهم الرضوان و از سابقان است

گشته است و امن طریق هم بواسطهٔ غلبه بسلامت متحقق شده است و شوق ادای آن فرض هم بر وجه کمال است لیکن تسویف در تسویف است استخاره بسفر مساعدت کم مینماید و هر چند نیک متوجه میشود راه رفتن نمیکشاید و وصول بکعبه منظر نمی در آید چه توان کرد و تا تاخیر ادای فرض باینهمه عذرها سودمند نیست بهر حال بقصد ادای فرض حج بتوفیق الله سبحانه از خانه باید بر آمد و بدبیره و سر قطع مراحل باید نمود اگر وصول میسر شد نعمتے است عظمیٰ و اگر در راه ماند امیدواری نقد وقت است ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا محمد و آله وصحبه و بارک وسلم

مکتوب هفتاد و سوم بحضرت مخدوم زادگی مجد الدین خواجه محمد معصوم سلمه الله تعالیٰ صدور یافت در بیان ظاهر و باطن انسان کامل و ما یناسب ذالک

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ انسان عبارت از مجموع خلق و عالم امر است و عالم خلق را صورت و ظاهر انسان تصور مینمایند و عالم امر را حقیقت و باطن انسان میدانند و اعیان ثابته را که حقائق ممکنات گفته اند باین اعتبار است که ممکنات ظلال آن اعیان اند و آن اعیان و صول اینها است چه حقیقت و ماهیت ممکنات همان ظلال اعیان است که ممکنات بآن ظلال ممکنات گشته اند و وجود ظلی پیدا کرده بخلاف اعیان که تعینات وجوبیه آنجا اثبات مینمایند و فوق مراتب امکان آنرا میدانند زیرا که تعین وحدت و تعین واحدیت را که مرتبهٔ اعیان ثابته است تعین وجوبی گفته اند و سه تعین دیگر را که تعین روحی و تعین مثالی و تعین جسمی باشد تعین امکانی دانسته اند پس تعین وجوبی را که حقیقت تعین امکانی گویند بر سبیل تجوز خواهد بود که حقیقت امکانی از عالم امکان خواهد بود که از مرتبهٔ وجوب اصل شیٔ گو با حقیقت سنخی است پس آنچه گفته اند که صوفی کائن و بائن است یعنی بظاهر با خلق است و بباطن ایشان جدا است که با حق است سبحانه مراد از ظاهر عالم خلق او داشته اند و از باطن عالم امر او را خواسته اند و این مقام را که جمع بین التوجهین است بس عالی گفته اند و مقام تکمیل و ارشاد دانسته اند و مرتبهٔ دعوت انگاشته و این فقیر را درین موطن معرفت خاصه است و آن آنست که شخصے باشد از اخص خواص که نسبت باو مجموع عالم خلق و عالم امر صورت و ظاهر بود و حقیقت و باطن او همان اسم بود که مبدا تعین اوست با اسماء و شیونات دیگر که کالاصل اند مر آن اسم را حتی انتهت الی حضرت الذات المجردة عن الشیون والاعتبارات این عارف تام المعرفة چون جمیع مراتب امکانیه را طے کرده و وصول بآن اسم که قیوم ست او را میسر شده است دانائی او از مراتب امکانیه کنده شده بآن اسم منطبق گشته و بترتیب بر سبیل عروج آنًا فانًا بمراتب فوق آن اسم که کالاصل اند مر آن اسم را انطباق یافته است و بر همین نمط با حدیت مجرده رسیده پس انهمه مراتب انطباق

نبوت بکلمهٔ اولی تعلق دارد و نزول آن بکلمهٔ ثانیه پس مجموع کلمتین حاصل مقام نبوت باشد نه آنکه کلمهٔ
ثانیه حاصل مقام نبوت است چنانچه جمعی گمان برده اند و کلمهٔ اولی را مخصوص بولایت داشته اند نه چنین است
بلکه هر دو کلمه هم حاصل مقام ولایت اند باعتبار عروج و نزول و هم حاصل مقام نبوت اند بعروج و نزول غایة ما فی
الباب مقام ولایت ظل مقام نبوت است و کمالات ولایت ظلال اند مر کمالات نبوت را در مقام سکر هر چه بگویند
معذور اند و این فقیر نیز در سکریات بایشان شریک است لهذا در بعض مکاتیب خود کلمهٔ اولی مناسب مقام
ولایت نوشته است و کلمهٔ ثانیه را مناسب مقام نبوت سکر هم نعمت عظمی است اگر بصحو آرد و از کفر طریقت باسلام
حقیقت بر ندر ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا بصدقة حبیبک محمد علیه و علی آله الصلوة و السلام و یرحم الله عبدا
قال آمینا **مکتوب یکصد و دوم** بمخدوم زادگی خواجه محمد معصوم صدور یافته در بیان آنکه معاملهٔ بیت الله المقدس
فوق تجلیات و ظهور است و فوق ظهور عرشی است و در بیان الحاق و وصول بحقیقة کعبه و شوق زیارت
صورت بصورت کعبهٔ معظمه الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی ظهور عرشی هر چند فوق همه ظهورات ست اما معامله که
به بیت الله مقدس مربوط است فوق ظهورات و تجلیات ست انجام ظهور و تجلی بر دن نیک است تجلیات و ظهورات
حکم محیط دائره دارند و این معامله در حکم مرکز آن دائره است و شک نیست که محیط دائره با وجود وسعت
ظل مرکز دائره است زیرا که همان نقطه مرکز ظل خود را چنین ساخته است و برنگ صد نقطه بر آمده محیط دائره
گشته است و در ما نحن فیه تعبیر نقطه از قبیل تعبیر با قرب اشیا است و الا آنجا نقطه نیز در رنگ دائرهٔ مفقود ست
نه ظاهر را آنجا مجال ست و نه مظهر را در ان موطن نه اصل گنجایش دارد و نه ظل چه اصل نیز از ان دولت بسرا در رنگ
ظل در راه مانده است ؎ چگویم با تو از مرغی نشانه * که با عنقا بود هم آشیانه * ز عنقا است نامی پیش مردم
ز مرغ من بود آن نام هم گم * کعبهٔ انبیای بنی اسرائیل علی نبینا و علیهم الصلوة و التحیات که صخرهٔ بیت المقدس
است کمالات ظهورات آن آخر رجوع بکمالات این کعبهٔ معظمه دارند و ملحق باین میگردند چه اطراف را
غیر از لحوق بمرکز چاره نیست طرق تا بمرکز نرسد که صراط مستقیم ست بمطلب راه نیابد و اشوقاه الی
لقاء الکعبة المعظمة قال الله تبارک و تعالی ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا و هدی
للعالمین فیه آیات بینات مقام ابراهیم و من دخله کان آمنا و لله علی الناس حج البیت من استطاع الیه
سبیلا و من کفر فان الله غنی عن العالمین هر چند بفضل الله سبحانه الحاق بحقیقت کعبه میسر شده است و ترقیات
بے اندازه بعد از لحوق بوصول پیوسته است الا شوق ملاقات صورت بصورت است حج فرض اکبر

ایشان را انصاف دهاد که بجهل مرکب خود حکم نکنند و هنر را عیب ندانند

مکتوب هفتاد و چهارم

بخواجه هاشم صدور یافته در تاویل کریمه فمنهم ظالم لنفسه الآیة و در بیان کریمه انا عرضنا الامانة الآیة و در بیان خلافت انسان کامل که معامله او تا بجای می رسد که او را قیوم جمیع اشیا میسازند آن ظالم لنفسه است و مقتصد را ابدیم و خلیل تعبیر نموده اند و سابق بالخیرات را محب و محبوب که سر حلقهٔ آن محمد رسول الله علیه و علی آله الصلوة والسلام قال الله تبارک و تعالیٰ و تعاظم ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد و منهم سابق بالخیرات باذن الله تعالیٰ و قال الله تعالیٰ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوما جهولا مراد از آیتین ما را و الله سبحانه و نحن نا و لیها بما ظهر لنا ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا باید دانست که ان الله خلق آدم علی صورته او تعالیٰ از صورت منزه و متعالی ست پس خلق آدم بر صورت او سبحانه باین معنی تواند بود که اگر مرتبه تنزیه را در عالم مثال صورتے فرض کرده شود هر آئینه این صورت جامع خواهد بود که انسان جامع بران صورت موجود گشته است صورت دیگر را قابلیت آن نیست که تمثال آن مرتبه مقدسه تواند بود و مرآت آن تواند گشت ازینجاست که انسان شایان خلافت او تعالیٰ گشته است زیراکه تا بر صورت شی مخلوق نگردد شایان خلافت آن شی نباشد چه خلیفه شی خلف شی است و نائب مناب آن شی است و چون انسان خلیفه رحمان گشت تعالیٰ ناچار تحمل بار امانت را متعین شد لا یحمل عطایا الملک الا مطایاه آسمانها و زمینها و کوهها جامعیت از کجا یابند تا بصورت او تعالیٰ مخلوق گردند و شایان خلافت او تعالیٰ باشند و تحمل بار امانت او سبحانه نمایند و محسوس میگردد که اگر این بار امانت را فرضاً بآسمان و زمین و کوه حواله نمایند پاره پاره گردند و هیچ اثرے ازانها باقی نماند و آن امانت بزعم این حقیر قیومیت جمیع اشیا است بر سبیل نیابت که مخصوص بکمل افراد انسان ست یعنی معامله انسان کامل تا بجاے میرسد که او را قیوم جمیع اشیا بحکم خلافت میسازند و همه را افاضهٔ وجود و بقاے سائر کمالات ظاهری و باطنی بتوسط او میرسانند اگر ملک است با و متوسل است و اگر انس و جن است باو متشبث و فی الحقیقت توجه جمیع اشیا بجانب اوست و همه نگران اویند این معنی را دانند یا نه فرموده انه کان ظلوما جهولا کثیر الظلم علی نفسه بحیث لا یبقی من وجوده و لا من توابع وجوده اثرا و لا حکما و تا بر خود چنین ظلم ننماید شایان تحمل بار امانت نبود جهولا

انای او حقیقت او گشته است که عالم امر او در رنگ عالم خلق او صورت آن حقیقت شده و این صورت در رنگ جامه است مر آن حقیقت را که همچون شخص لابس است مر آن جامه را و چون دیگران را اطلاق انا مقصور بر عالم خلق و عالم امر ست لاجرم صورت و حقیقت ایشان همین عالم خلق و عالم امر باشند و آن اسما که مبادی تعینات ایشانند بیش از قیوم ایشان نباشند **سوال** عارف هر چند کمال معرفت پیدا کند از جمله ممکنات است و امکان بوجوب متصف نمیگردد پس اسمے که قیوم اوست و از مرتبہ وجوب است چگونه حقیقت او بود و جزو او باشد جواب گوئیم که این حقیقت باعتبار شهود است نه باعتبار وجود تا محظور لازم آید چنانکه بقا بالله گفته اند این شهود مجرد تخیل نیست ثمرات و نتائج بران متفرع است ؎ فریاد حافظ اینهمه آخر بهرزه نیست ؛ هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب است ؛ پس محقق شد که مجموع صورت و حقیقت دیگران است صورت این عارف است که نسبت بحقیقت این صورت همچون جامه یکتا است نسبت بشخص لابس آن جامه پس دیگران از حقیقت آن چه دریابند و چه فهم کنند و غیر از مماثل صور و حقائق خود ها چه تصور نمایند معرفت این عارف مستلزم معرفت حق است سبحانه اذا رأوا ذکر الله سبحانه نشان شناسنت الٰہی چیست آنکه دوستان خود را کردی که هر ایشان را شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشانرا نشناخت و آنچه فقیر در بعضے کتب و رسائل خود نوشته است که عارف تام المعرفة بعد از رجوع بدعوت بکلیت خود متوجه عالم میگردد نه آنکه ظاهرش بخلق است و باطنش بحق جل سلطانه مراد از آن کلیت عالم خلق و عالم امر اوست چنانچه متعارف قوم است یعنے بعالم خلق و عالم امر هر دو متوجه دعوت میگردد نه آن حقیقت و باطن که این فقیر در بالا نوشته است و اسم قیوم و ما فوق آن مراد دانسته توجه او بحق جل و علا معنے ندارد که از عالم وجوب است چنانچه گذشت پس بهر تقدیر در وقت رجوع توجه عارف کامل بتمام بجانب خلق است و آنکه بکرو بخلق وار و روئے دیگر بحق جل و علا وارد در توسط سیر است لیکن از آن شخص سالک بلند تر است که رو بش بتمام بحق است جل و علا سلطانه زیرا که این شخص ورا و اے حقوق عباد ناقص است و آنکه اداى هر دو حق حق خالق جل و علا و حق مخلوق مهما امکن بجای آرد و خلق را بجانب خالق میخواند جل سلطانه پس نسبت او اکمل باشد باید دانست که توجه بحق جل سلطانه بعد مے طلبد و بعد در حق این عارف نصیب دیگران گشته است که بتوجه محتاج اند هیچکس دیده که بخود متوجه باشد فکیف که از خود نزدیک تر باشد که توجه بوی صورت ندارد این عدم توجه از خصایص کمالات آن عارف است دو و بیان نزدیک است که آنرا نقص انکارند و توجه را از عدم توجه کمال تصور نمایند حضرت حق سبحانه و تعالے

باید طلبید سلّمکم اللّٰه سبحانه عما لا یلیق بجنابکم در دفع محن و بلیات دنیویه مردوستان را کفارتیست هرزلات ایشانرا
تضرع و زاری و بالتجا و انکسار عفو و عافیت از جناب قدس و تعالی باید طلبید تا زمانیکه اثر اجابت مفهوم شود
و تسکین فتن معلوم گردد هرچند دوستان هرچه اند ایشان درهمین کار اند اما صاحب معامله حق این کار است
دارو خوردن و پرهیز نمودن کار صاحب مرض است دیگران بیش از اعوان او نیستند در ازاله مرض حقیقت
معامله آنست که هرچه از محبوب حقیقی بسر باکشادگی جبین و فراخی سینه ورا منت قبول باید کرد بلکه بآن متلذذ
باید گشت رسوائی و بی ناموسی که مراد محبوب است نزد محب بهتر از ناموس * ننگ و نام است که مراد نفس
اوست اگر این معنی در محب حاصل نگردد در محبت ناقص است بلکه کاذب * گر طمع خواهد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین * جناب شریعت مآب چون از خدمت برگشته آمدند از احوال سفر و
تنگی احوال مسافران بیان نمودند فاتحه سلامت و عافیت ایشان خوانده شد ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا و
ارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکافرین سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی
المرسلین والحمد للّٰه رب العالمین

مکتوب هفتاد و ششم

بمولانا فرخ حسین صدور یافته در بیان حقیقت عرش که برزخ است درمیان عالم خلق و امر و از هر دو رنگی دارد و از جنس
ارض و سما نیست و بیان کرسی و وسعت آن * الحمد للّٰه وسلام علی عباده الذین اصطفی عرش مجید از عجائب
مصنوعات حق است سبحانه برزخی است میان عالم خلق و عالم امر در عالم کبیر که هم رنگی ازین دارد و هم رنگی از آن
و عالم خلق که در شش روز خلق شده است و از زمین و کوهها و آسمانها که در کریمه خلق الارض فی یومین الخ
واقع شده است ایجاد عرش بر خلق اینها مقدم است چنانچه فرموده تعالی و تقدس هو الذی خلق السموات والارض
فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء بلکه تقدم خلق نیز ازین کریمه مفهوم میگردد و پس عرش مجید چنانچه از جنس ارض
نیست از جنس سموات هم نیست چه او حظ وافر از عالم امر هم دارد و اینها ندارند غایة ما فی الباب چون اورا
بسموات مناسبت بیشتر است نسبت بزمین ناچار معدود در سموات است والا فی الحقیقت چنانچه او از ارض
نیست از سما هم نیست پس لا جرم آثار و احکام ارض و سما جدا باشند باقیماند معامله کرسی که از کریمه وسع کرسیه
السموات والارض مفهوم میشود که کرسی نیز از سموات جدا است او وسع جمیع اینها است شک نیست که کرسی از عالم امر نیست
که آنرا در ته عرش گفته اند و معامله عالم امر فوق عرش است چون از عالم خلق بوده خلق او از سموات جدا باشد باید که خلق او

کثیر الجهل بحیث لایکون له علم ولا ادراک بالمطلوب بل عجز عن الادراک وجهل عن العلم بالمقصود و این عجز و جهل در آن موطن کمال معرفت است لان اعلمهم اعرفهم ثمه ولا شک ان اعرفهم الیق بحمل الامانة این دو وصف گویا علت اندازم حمل بار امانت را این عارفی که بمنصب قیومیت اشیا مشرف گشته است حکم وزیر دارد که مهمات مخلوقات را با و مرفوع داشته اند هر چند انعامات از سلطان است اما وصول آنها مربوط بتوسط وزیر است رئیس این دولت ابو البشر حضرت آدم است علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و این منصب عالی بالاصالة مخصوص بانبیاء اولے العزم است علیهم الصلوات والتحیات و به تبعیت و وراثت بزرگواران هر کرا باین دولت مشرف سازند رسد با کریمان کارها دشوار نیست و طائفه اولی از وارثان کتاب که برگزیدگان از عباد او تعالی اند همین ظالم لنفسه است که بمنصب وزارت و قیومیت مشرف است و طائفه ثانیه ازین برگزیدگان که تعبیر از ان بمقتصد فرموده است آنانند که بدولت خلت مشرف گشته اند و صاحب سرو اهل مشورت اند هر چند معامله و کار و بار پادشاهت بوزیر مربوط است اما خلیل ندیم است و صاحب انس والفت است این از برائے فرحت خود است و آن از برای مهمات دیگران ستانستان ما بینهما و سر حلقه این مقام عالی حضرت ابراهیم خلیل الرحمان است علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و هر کرا باین مقام عالی مشرف سازند و فوق مقام خلت مقام محبت است که طائفه ثالثه که سابق بالخیرات اند بآن مقام اعلی مشرف گشته اند یار و ندیم دیگر است و محب و محبوب دیگر اسرار و معاملات که بمحب و محبوب می گذرد یار و ندیم را انجا چه مدخل هر چند در وقت کمال انس والفت سر از حقیقت محبت را بخلیل جلیل القدر در میان میتوان آورد و او را محرم اسرار محب و محبوب میتوان ساخت سر حلقه محبان حضرت کلیم الله است علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و سر گروه محبوبان خاتم الرسل است علیه و علیهم الصلوة والتحیات والتسلیمات و به تبعیت و وراثت این صاحب دولتان هر کرا باین دو مقام مشرف سازند و مقاماتیکه مقام محبت اند در مکتوبے از مکتوبات این فقیر ذکر یافته اند و صدر نشین آنجا نیز محمد رسول الله است علیه و علی آله الصلوة والسلام همه داخل مقام سابقان است که نصیب فرقه ثالثه است از وارثان کتاب ربنا آتنا من لدنک رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب هفتاد و پنجم

بمیرزا مظفر صدور یافت در بیان آنکه محن و بلیات مردوستان را کفارت است که تضرع و زاری عفو عافیت

صاحب شعور است و بعلم و معرفت خود معمور و مزیت دیگر مر قلب را آنست که بیان بنمائیم نیک استماع نمائی مجموع انسان که آنرا عالم صغیر نامند هر چند مرکب از عالم خلق و عالم امر است امّا آنرا هیئت وحدانی حقیقی حاصل است که آثار و احکام بران هیئت مرتب است و عالم کبیر را این هیئت حاصل نیست اگر هست اعتباری ست پس فیوضی که از راه این هیئت وحدانی با نسان و بتوسط او بقلب انسان میرسد عالم کبیر و عرش مجید که ما بچون قلب است مر آن عالم را ازین فیوض و برکات قلیل النصیب است و ایضاً جزو ارضی که فی الحقیقت خلاصهٔ مخلوقات است و باوجود دوری او قرب ظهورات است کمالات آن در مجموعهٔ عالم صغیر سرایت نمود است و در عالم کبیر فی الحقیقت چونکه مجموعه نیست این سرایت آنجا مفقود است پس قلب انسان این کمالات را نیز دارد بخلاف عرش مجید باید دانست این فضائل و کمالات که در قلب اثبات نموده مے آید چون نیک ملاحظه بنماید داخل فضل جزئی است فضل کلّی مر ظهور عرشی را بیاید بمثل عرش و مثل قلب چنان بیاید که گویا آتشی است وسیع که دشت و صحرا منوّر ساخته است و از ان آتش مشعلے گیر آمده اند که بواسطهٔ لحوق بعضے امور نورانیت دیگر پیدا کرده است که در آن آتش نیست و شک نیست که این زیادتی جز فضل جزئی اثبات نمی نماید والله سبحانه اعلم بحقائق الامور کلها ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیئ قدیر وصلی الله تعالی علی سیدنا محمد وآله واصحابه اجمعین وبارک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین اجمعین

مکتوب هفتاد و هشتم بمولانا حسن برکی صدور یافته در جواب عریضهٔ او که اعتراضات بر طور کلام صوفیه نموده بود و در آخر مکتوب نوشته بود که گویا هر حکمی از احکام شرعیه دریچه ایست که مو صلست بشهر مقصود و در استفسار های دیگر که نموده شد الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی صحیفه شریفه اخوی شیخ حسن اکن الله تعالی حاله رسید چون بوی از تشرع و تشرعات داشت خوشوقت گردانید نوشته بودند که سلوکے که مشهور است و معتقد سالکان که مفهوم ما است این ست که مبتدی را ذکر باید گفت تا وقتیکه دل گویا شود و باز تا وقتیکه از ذکر گفتن باز ایستد و محل الهامات و تجلیات شود و سالک بمقام فنا رسد که اول قدم ولایت است و گفته اند که فنا آنست که از دید و دانش سالک انچه مسمی بالغیر است رخت بر بندد و بغیر از واجب تعالی و تقدس در دید و دانش سالک نماند که آنرا شهود و مشاهده و غیرها گفته اند مقصود آنکه بزعم خود حق را می بیند تعالی و مسمی بالغیر نمی بیند و وین را مستهلک بیقت می نامند و نوشته اند که فقیر را این معارف و مانند این معارف از جا میبرد زیرا که اگر مقصود ایشان آنست که

در ماوراء این شش روز بود و درین معنی هیچ محظور لازم نمی آید چه تمام عالم خلق را درین شش روز خلق نفرموده است
تعالی که خلق نار که از عالم خلق است در ماورای این شش روز است و تقدم دارد برین شش چنانچه گذشت و
چون معاملهٔ کرسی نیک بر ما مکشوف نشده است تحقیق آنرا بر وقت دیگر اندازیم که از کرم حق جل و علا امیدوار بها
داریم رب زدنی علماً ازین تحقیق دو اعتراض قوی دفع گشت یکی آنکه چون زمین و آسمانها نبوده تعین و تشخیص شش روز
ازکجا بوده و یوم الاحد از یوم الاثنین چگونه جدائی داشته و یوم الثلثاء از یوم الاربعاء چه نوع ممتاز بوده و یوم الخمیس از
یوم الجمعه چگونه متمیز گشته و چون سبقت خلق عرش بر خلق ارض و خلق سموات معلوم گشت حصول زمانه متصور شد و ثبوت
ایام بوضوح انجامید و اعتراض مندفع گشت چه در کار است که امتیاز ایام مخصوص بطلوع و غروب آفتاب بود چه
در بهشت این طلوع و غروب نیست و امتیاز ایام ثابت است کما ورد فی الاخبار اعتراض دوم که
مندفع شد و مخصوص بعلوم این فقیر است آنست که در حدیث قدسی آمده است جل سلطانه لا یسعنی ارضی
ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن ازین حدیث مفهوم میشود که ظهور اتم مخصوص بقلب عبد مومن
است و غیر او را این دولت میسر نشده است و تو در مکتوبات خود خلاف آن نوشته که ظهور اتم
مر عرش مجید است و ظهور قلبی لمعه ایست از ظهور عرشی و از تحقیق سابق معلوم شد که آثار و احکام
عرش مجید از آثار و احکام ارض و سموات علیحده است در ارض و سموات گنجایش نبود و در عرش بود د
آرے زمین و آسمان با آنچه درینها است قابلیت آن وسعت ندارند غیر از قلب عبد مومن که مستعد این دولت
است پس حصر وسعت قلبی باعتبار ارض و سموات شد نه نسبت بجمیع مصنوعات که شامل عرش مجید هم بود تا خلاف
مفهوم حدیث قدسی متصور باشد فاندفع الاعتراض الثانی ایضاً باید دانست عرش مجید که محل ظهور تام است چو ارض
و سموات را با آنچه درینها است در تقابل آن می اندازم بی توقف ناچیز و مضمحل میگردند و اثری ازینها باقی نمی ماند الا قلب
انسانی که منصبغ برنگ اوست باقی میماند و لاشی محض نمیگردد و همچنین ظهوریکه در جانب فوق بماوراء عرش
تعلق دارد که از عالم امر صرف است عرش را نسبت بآن مرتبه همین حکم است که ارض و سموات را نسبت
بعرش بوده است همچنین هر فوق را نسبت بتحت خود همین حکم است الی ان ینتهی عالم الامر بعد از تمامی این دائره
معامله بحیرت است و بجهل و اگر معرفت است هم مجهول الکیفیت است که فراخور عقل و فهم حادث نیست شمهٔ از
کمالات انسانی و قلب انسان نیز بگویم ع عیب وی جمله بگفتی هنرش نیز بگوی عرش مجید هر چند وسیع و
مظهر اتم است اما علم بحصول این دولت خود ندارد و شعور باین کمال او را حاصل نیست بخلاف قلب انسانی که

تا از ان ننویسند و چیزها نه پرسند راه گفتگو نیکشاید پرسیده بودند که قلب از جملهٔ ظاهر است یا از جملهٔ باطن ظاهر و باطن عارف را در مکتوبی بتفصیل نوشته است بملا عبدالحی خواهم گفت که نقل آن بشما فرستد از انجا ملاحظه نمایند و ایضاً پرسیده بودند طریقیکه بی تجلیات و کشفیات طریق شناختن متوسط و منتهی آن طریق چیست بدانند اگر این سالک که علم برا حوال خود ندارد و در خدمت شیخ کامل مکمل راه وان راه بین است علم آن شیخ بحال و کافی است با علام توسط و انتها را خواهد دانست و نیز اگر آن شیخ او را ایک نوع اجازت ارشاد خلق داده است احوال بدان و مرایای کمالات او خواهد گشت و از انجا مطالعهٔ نقص و کمال خود خواهد نمود و علامت دیگر از برای معرفت انتها آنست که سالک را غیر از حق سبحانه و تعالی هیچ مایلتی نماند و سینهٔ او از جمیع مالیتهای ماسوا خالی و صاف شده نهایت را مراتب بسیار است بعضها فوق بعض و قدم اول در نهایت همین است که ذکر یافته و الله سبحانه الموفق نوشته بودند معارفیکه این بی بضاعت را تسلی میدهد معارف شرعیه است گویا هر حکمی از احکام شرعیه دریچه ایست که موصل است بشهر مقصود و نشانه است از ان شاه بی نشان و همین بیت نصب العین است ؎ ما بسفر میرویم عزم تماشا کراست ما برا و میرویم کز همه عالم ور است ؎ این همه معرفت شما بسیار اصلی است و بسی عالی است و امیدواری بخش است مطالعهٔ این معرفت بسیار محظوظ ساخت و نا ملائمت اول مکتوب را زائل گردانید حضرت حق سبحانه و تعالی از همین راه بمقصود رسانا و دپرسیده بودند که بعضے از رجال و نساء آیند و طریقه التماس مینمایند و از اکل و لبس که بر ایشان حاصل میگردد پرهیز نمیکنند و میگویند که ما بحلیهٔ شرعی آراسته میسازیم امر بگفتن طریقه هست یا نه طریقه را بایشان بگویند و ترغیب باجتناب محرم نمایند شاید ببرکت طریقه از ان اشتباه برآیند دیگر از ان دو علم سفید که در جانب شرق عقیب یکدیگر ظاهر شده بودند استفسار نموده بودند بعد از استفسار یاران در ینباب مکتوبی نوشته است بملا عبدالحی خواهد گفت انشاء الله تعالی که نقل آنرا نیز بشما فرستد و ایضاً پرسیده بودند که ختم کلام الله کردن و نماز نفل گزاردن و تسبیح و تهلیل کردن و ثواب آنرا بوالدین یا باستاد یا باخوان دادن بهتر است یا بکسے ندادن بهتر بدانند که دادن بهتر است که هم نفع بغیر هست و هم نفع بخود و در ناداد ن نفع مخصوص بخود است و نیز شاید بطفیل دیگران آن عمل را قبول فرمایند والسلام

مکتوب هفتاد و هشتم

بدارا ب خان صدور یافته در بیان محبت و اخلاص این طائفهٔ علیه که آن محبت و اخلاص رتبهٔ فنا فی الله و بقا بالله است + و ما یناسب ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی دولت است خوشگوار که در خاندان شما احساس نموده می آید با وجود

حق را جل و علا سلطانه در دنیا به بصر یا به بصیرت دیده میشوند و اگر باین شهود و رویت شهود دارند پس ایشان نیز مشرک
طریقت باشند و اگر این معنی شعور ندارند پس از چه خبر میدهند و نوشته اند که آنچه می بینند بکل وجه من الوجوه خواه تجلی
صوری باشد خواه معنوی و خواه نوری و غیر ایشان و آن مرئی را که ذات حق میدانند جل و علا من حیث ما هی که آنچه
مسمی بالغیر است ظهور او میدانند نزد این فقیر بیحاصل دور از کار است و خلاف نص کریمه لیس کمثله شیء و کریمه
لا تدرکه الابصار شاهد این معنی است پس این قوم چه می بینند و چه میدانند که میگویند که غیر حق نمی بینیم جل و علا و
نمیدانیم که آنها عبارت از شهود و مشاهده کرده اند و این همه اندیشه ها که در تدبیر اهل و عیال خود مینماید غیر است
یا نه بدانید و آگاه باشید که این همه دردسرها و اعتراضات ناملائم که بر مشائخ طریقت کرده اند قدس الله تعالی
اسرارهم منشای آن نارسائی است بمراد این بزرگواران توحید شهودی که یکی را دیدن است مربوط به
نسیان ماسوای است از ضروریات طریقت این بزرگواران است تا این نشود از گرفتاری اغیار خلاصی
نگردد و شما این دولت و ارباب این دولت سخریت مینمائید شهود و رویت که در عبارت اکابر مشائخ قدس
الله تعالی اسرارهم واقع میشود کنایت از حضور بیچونی اوست تعالی و تقدس که مناسب مرتبه تنزیه است
و از حیطه ادراک که از عالم چون است بیرون است و این دولت حضور را در دنیا مخصوص بباطن داشته اند
ظاهر را همه وقت از دوربینی چاره نیست لهذا گفته اند در عالم کبیر چنانچه مشرک و موحد است در عالم صغیر نیز مشرک
و موحد جمع است باطن کامل همه وقت موحد است و ظاهر آن مشرک پس باطن کامل بخدا باشد جل و علا و
ظاهر او در تدبیر اهل و عیال بود و هیچ محظور لازم نیاید اعتراض نافهمیدگی است زنهار این قسم سخن نکنند
و از غیرت خداوندی جل سلطانه بترسند مدعیان اینوقت ظاهر اشعار را در شورش می آرند ملاحظهٔ بزرگان ضرور نیست
اگر بر محدثات و مخترعات مدعیان سخن کنند گنجایش دارد اما آنچه مقرر قوم است و لابد این راه است
آنجا سخن گفتن نامناسب است شما در رسائل و مکتوبات فقیر دیده اید که از توحید شهودی چه قدر نوشته
است و آنرا از ضروریات راه قرار داده بایستی این معنی را استفسار می نمودید و بحسن ادب
سوال میکردید این گلیست که از مفارقت مرحومی مولانا احمد علیه الرحمة شگفته است در حیوة مولانا ظاهرا
این قسم سخن از شما بظهور نمی آمد نیک واقع شد که نوشتید و تنبیه یافتید و بیشتر هم آنچه رو دهد نویسید و ملاحظهٔ
صحت و سقم نکنید اگر صحیح است باعث مسرت است و اگر سقیم است سبب انتباه است بهرحال از نوشتن
تقاعد نکنید بعد از رسالی کتابت شما همراه قافله می آید در رسالی یکبار هم نصائح ضروریه ضرور نیست

که در نظر شان تنزیه در آمده است و الا تشبیه را چه یارا که با تنزیه حقیقی جمع شود و در شعشعان انوار آن مضمحل و ناچیز نگردد ؎ بلی هر جا شود مهر آشکارا ✿ سها را جز نهان بودن چه یارا ✿ حضرت حق سبحانه و تعالی بحقیقت اسلام حقیقی مشرف گرداناد بالنبی و آله الامجاد علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات مولانا بابو چون بر سر راه بود بچند کلمه اختصار افتاده السلام علیکم و علی من لدیکم مکتوب هشتادم بشیخ حامد نهاری صدور یافت در بیان آنکه پرسیده بود که در تمهیدات عین القضاة مینویسد شما که خدا میدانید جل شانه نزد ما محمد است علیه الصلوة والسلام و شما که محمد میدانید نزد ما خدا است جل سلطانه الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی صحیفه شریفه که از کمال محبت و اخلاص و وفور مودت و اختصاص نوشته ارسال داشته بودند رسیده فرحت فراوان رسانید حضرت حق سبحانه و تعالی برین دولت استقامت کرامت فرماید که محب هر طائفه با آن طائفه است المرء مع من احب حدیث نبویست علیه و علی آله الصلوة والسلام معنی عبارت تمهیدات عین القضاة استفسار نموده بودند که میگویند شما که خدا میدانید جل و علا نزد ما محمد است علیه و علی آله الصلوة والسلام شما که محمد میدانید علیه و علی آله الصلوات و التحیات نزد ما خدا است جل سلطانه مخدوما مثل این عبارت که مبنی از توحید و اتحاد است در غلبات سکر که مرتبه جمع است و معبر بکفر طریقت از مشائخ قدس الله تعالی اسرارهم صدور مییابد و امتیاز و اثنینیت از نظر شان مرتفع میگردد ممکن را عین واجب می یابند تعالی بلکه ممکن را نمی یابند و جز واجب تعالی مشهود شان نمی ماند برین تقدیر معنی آن عبارت این بود که امتیاز و اثنینیتی که نزد شما در میان خدا جل و علا و در میان محمد علیه و علی آله الصلوة والسلام حاصل است نزد ما آن امتیاز ثابت نیست و مغایرت نه بلکه آن یکی که منزه از یکی است نیز عین دیگر است هر گاه بسائر ممکنات نسبت مغایرت مرتفع میگردد محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه و علی آله و سلم که مظهر اتم کمالات اوست تعالی نسبت امتیاز او چگونه ثابت بود این دید مخصوص بمرتبه جمع است و چون سالک زین مقام بلند رود و چشم از افراط سکر باز کشاید محمد را بنده یابد و رسول و داند تعالی چنانچه در ابتدا میدانست النهایة هی الرجوع الی البدایة شنیده باشند بدانند که اشتراک در میان مبتدی و منتهی در صورت است موجب ابتلاب منتهی است و الا ع چه نسبت خاک را با عالم پاک ✿ نهر گاه متوسط را با منتهی نسبت نبود مبتدی دور از معامله را با وی چه نسبت بود ربنا اتمم لنا نورنا و اغفر لنا انک علی کل شیء قدیر و السلام علیکم و علی من لدیکم مکتوب هشتاد و دوم به محمد مراد قوربیگی صدور یافته در انذار نصیحت و اجتناب از مزخرفات دنیای دنیه و ما ینا سب ذلک

اسباب غنا و با حصول سواد استغنا نیاز مند نیست بفقر او خدمتگار نیست باین طبقهٔ علیا که منبئ از محبت و اخلاص
این طائفه علیه است و مشعر از مودت و اختصاص این فرقهٔ ناجیه محبان این طائفه را بشارت المرء مع
من احب کافیست و جلیسان این طبقه را نوید هم قوم لا یشقی جلیسهم وافی و چون بعنایت الله سبحانه
این محبت استیلا پیدا کند و غالب آید بر نهجے که غیر این محبت را در دل نگزارد و گرفتاریهای دیگر بتمام از دل
رخت بندد و لوازم محبت که اطاعت محبوب است ظاهرا و باطنا و برپا بودن است و باخلاق و اوصاف او
متخلق شدن است ظاهر گردد این زمان فنا در محبوب حاصل میشود و تشبیه بفنافی الشیخ که زینهٔ اول است
درین راه و این فنافی الشیخ ثانیا وسیلهٔ فنافی الله میگردد که بقا بالله بران مرتب است که محصل ولایت است
بالجمله اگر در ابتدای بی توسط احدی محبت و انجذاب محبوب حقیقی میسر گردد دولتی ست عظیم که محصل فنا و بقا است
والا از متوسط کامل مکمل چاره نبود و اول مراد خود را در مرادات او باید در باخت و در وے فانی باید گشت تا
آن فنا وسیلهٔ فنافی الله گردد و از گرفتاریهای ماسوا بتمام خلاص گردد و بدرجات ولایت رساند رسے
بر شکر غلطیدای صفرائیان ؛ از برای کوری سودائیان ؛ امثال این سخنان از برای تنویه و تشویش طالبان
و مهوسان ایراد نموده می آید والله سبحانه الموفق بقیة المرام رافع رقیمه فقیر محمد قاسم بزرگ زاده است و در
خدمت فقرا بوده اما در صحبت برادر کلان بناز نعم کلان شده است و محنتهای روزگار کم دیده شوق ملازمت
شما دارد و اگر داخل ملازمان سرکار خود ساخته بحال او التفات مرعی دارند از کرم بعید نخواهد بود زیاده چه
تصدیعه دهد والسلام **مکتوب هفتاد و نهم** بشیخ یوسف برکی صدور یافته در جواب رسالهٔ او که نوشته
بود مشتمل بر اعراض از کفر حقیقی و مشعر از اقبال باسلام حقیقی و ما نیاسب ذلک + الحمد لله و سلام علی عباده الذین
اصطفی رسالهٔ که نوشته حوالهٔ مولانا عبدالحی نموده بودند که بنیاد در نیمدت نمود روزے که مولانا تاج بابو راهی
میشد آن رساله را آورده حاضر ساخت چون مطالعه نموده شد باعث فرحت گشت که مشتمله اعراض از
کفر بوده است و مشعر از اقبال باسلام چنانچه اسلام مجازی از کفر مجازی بهتر است اسلام طریقت نیز بهتر
از کفر طریقت است در کفر طریقت همه سکر است و در اسلام طریقت همه صحو چنانچه صحو مجازی به از سکر مجاز است
صحو طریقت نیز بهتر از طریقت سکر است ثمرهٔ کفر طریقت تشبیه است و نتیجهٔ اسلام طریقت تنزیه
هر قدر فرق که در میان تشبیه و تنزیه است همان قدر فرق در میان کفر و اسلام طریقت است طائفه
که جمع میان تشبیه و تنزیه اختیار کرده اند و آنرا کمال دانسته اند و آن تنزیه نیز از جملهٔ تشبیه است

بی تقریب مستحق و غیر مستحق میدهند اما یک جیتل در ادای زکوة ایشان را در مصرف دادن متعسر است نمیدانند
که یک جیتل در زکوة ایشانرا در مصرف دادن به از لکها صدقه نافله است در ادای زکوة مجرد امتثال امر مولی
است جل سلطانه و در صدقه نافله بسیار است که منشای آن هوای نفسانی بود لهذا در فرض ریا را گنجایش نیست
و در نفل جولانگاه ریا است ازینجاست که در ادای زکوة اظهار اولی است که نفی تهمت نماید و در صدقهٔ نافله استتار بهتر است که
الیق بقبول است بالجمله از التزام احکام شرعیه چاره نیست تا از مضرت دنیا رستگاری متصور شود اگر بحقیقت
ترک دنیا میسر نگردد از ترک حکمی دنیا کوتهی نکنند و آن التزام شریعت است در اقوال و افعال والله سبحانه الموفق
والسلام علی من اتبع الهدی مکتوب هشتاد و سوم بمیر ماه محمود صدور یافت در محبت این طائفه علیه که سرمایهٔ
جمیع سعادتها است و ما یناسب ذلک + الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی احوال و اوضاع فقرای اینجد
مستوجب حمد است المسئول من الله سبحانه سلامتکم و عافیتکم و ثباتکم و استقامتکم علی جادة الشریعة المصطفویة
علی صاحبها الصلوة والسلام والبرکة والتحیة طریقهٔ که اخوی اعزی ارشدی ازین فقیر اخذ نموده بودند هر چند
بواسطهٔ قلت دریافت صحبت که اصل عظیم است نزد این بزرگواران برکات و ثمرات لائقه بران اخذ مترتب
نشده باشد اما اگر شمهٔ از ارتباط حبی که از لوازم طریقه است مانده باشد دولتی ست عظمی لان المرء مع من احب
برکت اولی که در صحبت اول مبتدی رشید این طریقهٔ علیه را بحصول می پیوندد دوام توجه قلب است بمطلوب
حقیقی جل سلطانه و ورای کی فرصت این دوام توجه بنسیان ماسوی میرساند که اگر فرضاً عمر طالب هزار سال
وفا کند غیر حق سبحانه در دل خطور نکند بواسطهٔ نسیانیکه ویرا از ماسوی حاصل شده است اگر بتکلف و تعمل ماسوای
را بیاد او بدهند یاد نکند و چون این نسبت حاصل شود قدم اول درین راه زده باشد از قدم ثانی و ثالث و
رابع الی ما شاء الله تعالی چه نویسد القلیل یدل علی الکثیر والقطرة تنبئ عن البحر الغدیر مقصود ترغیب احبا است
حضرت حق جل و علا نافع گرداناد و میان عبد العظیم کیفیات اخبار محبت و اخلاص ایشانرا زبانی بیان نموده بدین
گفتگو آورده والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوة والسلام مکتوب
هشتاد و چهارم بشیخ حمید بنگالی صدور یافته بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی اخو
ارشدی میان شیخ حمید عجب انزوا و اختیار نموده اند که سلام و پیام را هم آنجا گنجایش کمتر است درین هفت و هشت
سال یک کتابت از جانب شما رسیده آنهم ناتمام و بی سرانجام کتابتها که ازینجانب میرود معلوم نیست که بشما میرسد
یا نه اخوی اعزی شیخ عبد الحی چون متوجه وطن خود بوده باد گفته که یکبار خود را بشما رساند و بر احوال شما مطلع گردد

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی امیدست که بمبادا یاران نیک فرجام بمزخرفات دنیای دنیه که بظاهر طراوت و
حلاوت دارد در رنگ طفلان فریفته گردند و بدلالت دشمن لعین از مباح بمشتبه و از مشتبه بمحرم گرایند و
از مولای خود جل سلطانه خجل و شرمنده مانند و در توبه و انابت قدم راسخ باید داشت و منهیات شرعیه را
سم قاتل باید انگاشت ؎ همه اندرز من بتو اینست ✽ که تو طفلی و خانه رنگین است ✽ حضرت حق سبحانه
و تعالی بکرم خویش دائرهٔ مباح را بر عباد وسیع ساخته است بیدولتی باشد که از تنگی سینه اینهمه وسعت را
تنگ انگاشته در ماورای این دائرهٔ وسیع قدم نهد و از حدود شرعیه تجاوز نماید و در مشتبه و محرم افتد ملتزم
حدود شرعیه باید بود و سر موی از ان حدود تجاوز نباید نمود نمازگزاران و روزه داران برسم و عادت
بسیار اند اما پرهیزگاران که محافظت حدود شرعیه نمایند اقل قلیل اند و فارقیکه محق را از مبطل جدا سازد
همین پرهیزگاریست چه صوم و صلوة بصورت از هر دو بوجود می آید قال علیه و علی آله الصلوة والسلام ملاک
دینکم الورع و قال علیه و علی آله الصلوة والسلام لا تعدل بالورع شیئا یاران هرچند طعامهای پرتکلف میخورند و
لباسهای برونق میپوشند اما التذاذ و انتفاع در طعام و لباس فقر است ؎ آنکه آن داد بشاهان بگدایان
این داد ✽ از ان تا این فرق بسیار است چه آن از رضای مولی جل سلطانه بعید است و این برضای او
تعالی نزدیک نیز محاسبهٔ آن ثقیل است و محاسبهٔ این خفیف ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا برخوردار ی
سلطان مراد توفیق توبه و انابت یافته است و طریقه را اخذ نموده از حضرت حق سبحانه و تعالی اثبات
و استقامت مسئول است والسلام علیکم و علی سائر الاخوان مکتوب هشتاد و دوم بخواجه
شرف الدین حسین صدور یافت در اجتناب از دنیای دنیه و تحریص نمودن بر شریعت غرا و ما یناسب
ذلک اللهم صغر الدنیا باعیننا و کبر الآخرة فی قلوبنا بحرمة حبیبک علیه و علی آله الصلوة والسلام فرزند عزیز باتمیز
زنهار بمزخرفات دنیه راغب نشوی و بطمطراقات فانیه فریفته نگردی و سعی نمائی که در جمیع حرکات و سکنات
بمقتضای شریعت غرا عمل نموده آید و بر وفق ملت زهرا زندگانی کرده شود اول تصحیح اعتقاد بمقتضای آراء
علماء اهل سنت و جماعت شکر الله تعالی سعیهم ضروریست بعد از ان احکام معامله فقهیه عملیه است
در ادای فرائض اهتمام تمام باید نمود و در حل و حرمت احتیاط باید فرمود و عبادات نافله در جنب عبادات فرائض
کالمطروح فی الطریق اند و از اعتبار ساقط اند اکثر مردم اینوقت در ترویج نوافل اند و در تخریب فرائض
در اتیان نوافل عبادات اهتمام دارند و فرائض را خوار و بی اعتبار شمرند مبلغ کلی بتقریب و

متروک گشته است اجر احیای این یک عمل زیاده از ثواب صد شهید فی سبیل الله خواهد بود علی هذا القیاس سائر
الاحکام الشرعیة من الحل والحرمة والکراهة وغیرها فرموده اند که واپس دادن نیم دانگ را بکسیکه از ان کس بستم بی جهت
شرعی گرفته باشد بهتر است از انکه دو بیست درم تصدق نماید فرموده اند اگر شخصی را عمل صالح در رنگ عمل پیغمبر بود
و بر آنکس نیم دانگ از حق کسی مانده باشد آنکس را به بهشت نبرند تا آن نیم دانگ را ادا ننماید بالجمله ظاهر را
باحکام شرعیه متحلی ساخته متوجه باطن باید بود تا بغفلت آلوده نشود و تحلی باحکام شرعیه بی امداد باطن
متعذر است علما فتوی میدهند و کار اهل الله میکنند اهتمام در باطن مستلزم اهتمام ظاهر ست و هر که
بباطن پردازد و از ظاهر وا ماند ملحد ست و احوال باطن استدراج او بیند علامت صحت حال
باطن اهتمام تحلی ظاهر ست باحکام شرعیه طریق استقامت اینست والله سبحانه الموفق مکتوب هشتاد و هشتم
بملا بدیع الدین صدور یافت در رضا بقضا الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی بنده مقبول آنست که بفعل
مولای خود ساخته باشد و آنکه تابع رضای خود است بنده خود است اگر مولی بر حلقوم بنده اجرای کارد نماید
باید که بنده در آن وقت شادان و خندان باشد و همان فعل مولی را مرضی خود داند بلکه با آن فعل متلذذ بود و اگر عیاذا
بالله سبحانه او را ازین فعل کراهت پیدا آید و سینه او تنگی آرد از دائره بندگی دور ست و از قرب
مولی مطرود و مهجور چون طاعون مراد او ست تعالی باید که او را مراد خود دانسته شادان و خرم باشند و از
استیلای طاعون هیچ ابرو نشوند و دلتنگ نباشند بلکه چون فعل محبوب ست با آن متلذذ باشند هر کسی را اجل مسمی است
که احتمال زیادتی و نقصان ندارد پس اضطراب چیست نهایت از بلاها عافیت طلبند و از سخط پناه جویند که مرضی او
تعالی در دعا و سوال بنده است قال ربکم ادعونی استجب لکم مولانا عبد الرشید آمده احوال آن بقعه را بیان نمود
عصمکم الله سبحانه عن البلیات الظاهرة والباطنة مکتوب هشتاد و نهم بسیادت پناه میر محب الله در نصیحت صدور
یافته ثبتنا الله سبحانه وایاکم علی جادة آبائکم الکرام بصدقة حبیبه سید الانام علیه وعلیهم الصلوة والسلام احوال و
اوضاع فقرای اینجا و مستوجب حمد است لله سبحانه الحمد والمنة و ایاد علی نبیه الصلوة والتحیة سرمدا والمسئول
من الله سبحانه سلامتکم و عافیتکم و ثباتکم و استقامتکم محذور باد مکرر با شفقت آنکه تا را وقت کار گذشته میرود و هر آنی که میگذرد
حظی از عمر کم مینماید و اجل مسمی را قریب میسازد امروز اگر تنبه نشد فردا غیر از حسرت و ندامت نقد وقت نخواهد بود اهتمام
باید کرد که درین چند روز حیات بر وفق شریعت غرا زندگانی نموده آید تا نجات متصور شود این وقت وقت عمل
است وقت عیش در پیش است که ثمره این عمل است در وقت عمل عیش کردن زراعت خود را سبز خوردن و از

شیخ عبدالحی نزدیک به پنج سال در خدمت بوده است و اکثر خدمت با تعلق و اشتغال از علوم و معارف فقیر سیراب است
و از احوال جذبه و سلوک آگاه است بمشار الیه گفته است که چند روز در منزل شما اقامت نماید و از علوم و معارف آنچه
مناسب وقت و حال بود در میان آرد احوال گذشته و آنچه نقد وقت بوده باشد از احوال و مواجید همه را بمشار الیه وا
نمایند و آنچه نصیحت کند باور دارند باقی احوال را مشار الیه مشافهةً شما خواهد گفت ان شاء الله تعالی والسلام علیکم
و علی سائر من اتبع الهدی **مکتوب هشتاد و پنجم** بشیخ نور محمد صدور یافته الحمد لله و سلام علی عباده الذین
اصطفی احوال و اوضاع فقرای این حدود مستوجب حمد است و المسئول من الله سبحانه استقامتکم اخوی میان شیخ
عبدالحی هم شهری شما است و بجوار شما آمده است نسخهٔ علوم و معارف غریبه است و هیچ جا ضرور به این راه نزد
او موضوع است ملاقات او یاران دور افتاده را مغتنم است که نو آمده است و چیزهای نو آورده از فنا و بقا نزد
او نشان است و از جذبه و سلوک نزد او بیان بلکه از ماورای فنا و بقا متعارف و از گذشت جذبه و سلوک
مقرر نیز او آگاه است بلکه توان گفت که او را آنجا گذرگاه است بیشتری از معارف غریبه مکتوبات
گوش زد او شده است و مهما امکن استفسار نموده دریافته است والله سبحانه الموفق احوال تفصیل بمشار الیه معلوم
خواهند ساخت بزوائد چه پردازد والسلام **مکتوب هشتاد و ششم** بشیخ طاهر بدخشی صدور یافته در
جواب کتابت الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی صحیفهٔ شریفهٔ اخوی اعزی رسید احوال معارف که اندراج یافته بود
بوضوح انجامید مسرور گردانید چه دولت است که محبان و مخلصان را دست از همه شسته متوجه جناب قدس او گردند تعالی
ما سوای را پشت پا زده بکلیت او سبحانه اقبال نمایند باقی کیفیات خود را اخوی شیخ عبدالحی شاید تفصیل اظهار نماید علوم و
معارف ربانی و کتابتی نزد مشار الیه بسیار است از ان مقوله چیزی نوشته عاقبت جمیع امور بخیر باد بالنبی و آله الامجاد
علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها **مکتوب هشتاد و هفتم** بفتح خان افغان صدور یافت
الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی المکتوب الشریف که مبنی از کمال محبت و اخلاص فقرا بوده رسید
حضرت حق سبحانه و تعالی بر محبت ایشان استقامت بخشاد و نصیحتے که بدوستان سعادتمند نموده می آید
اتباع سنت سنیه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة است و اجتناب از بدعت نامرضیه است
هر که احیای سنتی از سنن نماید که متروک العمل گشته است آنکس را ثواب صد شهید است فکیف که احیای
فرضی از فرائض یا احیای واجبی از واجبات نماید مثل تعدیل ارکان در نماز که نزد اکثر علمای حنفیه واجب است
و نزد امام ابو یوسف و امام شافعی فرض است نزد بعضے علمای حنفیه سنت است و بیش اکثر مردم این عمل

جانب ہبوط کہ ملاحظہ نمودہ شود ہمی آید اقرب نقطہ بآن نقطہ اولی نقطہ اخیر آن دائرہ است اینقدر فرق است کہ آن نقطہ ثانیہ در عروج معرض از نقطہ اولی ست و این نقطہ اخیر مقبل و متوجہ ہمان نقطہ اولی ست شتان ما بین المعرض والمقبل نقطہ ثانیہ میل بظہورات نقطہ اولی دارد و نقطہ اخیر بہ نسبت بظہورات نمودہ ذات ظاہر را خواہان ست فاین ہو من ذلک ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الہدی

مکتوب نود و دوم بمیر محمد نعمان صدور یافتہ در بیان آنکہ ولایت از قرب الٰہی ست و خوارق و کرامات شرط آن نیست و در بیان حکم سجدہ و تحیت مر سلاطین را و ما یناسب ذلک

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی سیادت مآب اخوی اعزی میر محمد نعمان خوشوقت باشند و بدانند کہ ظہور خوارق و کرامات شرط ولایت نیست و چنانچہ علما مکلف بحصول خوارق نیستند اولیا نیز بظہور خوارق مکلف نیند چہ ولایت عبارت از قرب الٰہی ست جل سلطانہ کہ بعد از نسیان ماسوی باولیاء خود کرامت میفرماید شخصی را این قرب عطا فرمایند و از احوال مغیبات محدثاتش ہیچ اطلاع ندہند و شخصی دیگر باشد کہ او را ہم این قرب دہند و ہم اطلاع بر مغیبات بخشند و شخصی ثالث را از قرب ہیچ ندہند و اطلاع بر مغیبات بخشند شخص ثالث از اہل استدراج و صفائی نفس او را بکشف مغیبات مبتلا ساختہ است و در ضلالت انداختہ کریمہ یحسبون انہم علی شیء الا انہم ہم الکاذبون استحوذ علیہم الشیطان فانساہم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرون نشان حال شان ست شخص اول و شخص ثانی کہ بدولت قرب مشرف اند از اولیاء اللہ اند کشف مغیبات نہ در ولایت شان می افزاید و عدم کشف اینہا نہ در ولایت شان نقصان می آرد تفاوت آنہا باعتبار درجات ست بسا ست کہ صاحب کشف صور غیبی از صاحب کشف آن صور افضل بود و پیش قدم باشد بواسطہ مزیت قربی کہ او را حاصل شدہ است صاحب عوارف کہ شیخ الشیوخ است و مقبول جمیع طوائف در کتاب عوارف خود تصریح باینمعنی فرمودہ است کہ اگر کسی این سخن را از من باور نکند بآن کتاب رجوع نماید آنجا مذکور ست بعد ذکر کرامات و خوارق کہ این ہمہ کرامات و خوارق مواہب حق اند جل سلطانہ گاہ است کہ قومی را بآن مکاشف مشرف سازند و اینہا دولت را بدہند و گاہ ست کہ در مرتبہ فوق آن مقام باشند شخصی از ین طائفہ کہ او را ہیچ از کرامات و خوارق ندہند زیرا کہ اینہمہ کرامات از برای تقویت یقین عطا میفرمایند و کسی را کہ صرف یقین دادہ شدہ است او را بآن کرامت حاجت نبود و اینہمہ کرامات دون ذکر ذات ست و دون تجویز قلب ست بذکر کہ بالا ذکر یافتہ است انتہی و امام این طائفہ خواجہ عبد اللہ انصاری کہ ملقب بشیخ الاسلام است در کتاب منازل السائرین فرمودہ است

ثمرۂ آن باز داشتن زیاده چہ تصدیع دہد دولت صوری و معنوی حاصل باد **مکتوب نود و دوم** بمرزا
عرب خان در سفارش صدور یافت ایدکم اللہ سبحانہ ونصرکم علی الاعداء الآفاقیۃ والانفسیۃ ونجاکم عن البلیات
الصوریۃ والمعنویۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ حضرت
حق سبحانہ تعالی متکفل رزاق خلائق گشتہ است پس خلائق در رنگ عیال و باشند تعالی پس ہر کہ
بعیال کسے مواسات کردہ باشد و بار او را بر داشتہ باشد ہر آئینہ انکس محبوب صاحب آن عیال خواہد بود کہ
او را سبکسار ساختہ و مؤنت او را برخود گرفتہ بناء علی ذلک تصدیع جرأت مینماید کہ حافظ حامد مرد صالح
و تالی قرآن مجید است کثرت عیال و پریشانی میدارد کہ از عہدہ شان نمی تواند بر آمد مسئول از کرم ایشان
امداد و اعانت مشار الیہ ست کریمان را برای کرم بہانہ کافیست والسلام **مکتوب نود و سوم** بحضرت مخدوم زادگی
خواجہ محمد سعید کہ از اسرار قاب قوسین او ادنی استفسار نمودہ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اسعدکم اللہ تعالی
در مقام قاب قوسین او ادنی بشنو کہ چون انسان کامل بعد از تمامے سیر الی اللہ بسیر فی اللہ متحقق
شود و متخلق باخلاق اللہ گردد و باجمال این سیر را نیز تمام کند و دائرۂ ظہور عکوس اسما و صفات را کہ مربوط
بسیر فی اللہ بود بانجام رساند شایان آن می گردد کہ معشوق با صالۃ بی شائبۂ ظلیت و بے توہم حالیت
و محلیت در وی ظہور فرماید و چون صفات ذاتیہ معشوق را از ذات او تعالی انفکاک نیست ناچار
ظہور ذات مع الصفات در عین عاشق خواہد بود و دو قوس بحصول خواہد پیوست کہ قوس صفات و قوس ذات
بود و این مقام اعلاء مقام قاب قوسین ست کہ متعلق بظہور اصلی ست بی شائبۂ ظلی و اگر بعنایت اللہ
سبحانہ عاشق صادق را کمال گرفتاری بذات معشوق پیدا شود بحدیکہ از اسم و صفت ہیچ نخواہد نیت
بفضل خداوندی جل سلطانہ اسم و صفات بتمام از نظر او بیخیزد جز ذات ہیچ چیز ملحوظ و مشہود او نماند ہر چند
صفات موجود باشند اما مشہود او نبوند درینحال سر او ادنی بظہور می آید و از قوسین اثر نماند این مقام اعلی
چون ہبوط واقع شود قدم اول در عالم خلق نخواہد افتاد بلکہ در عنصر خاک خواہد نشست کہ آن عنصر پاک
با وجود دوری و مہجوری اقرب موجودات است بعالم قدس عجب کار و بار است اگر عروج و صعود را اعتبار میکنیم
عالم امر را اقرب موجودات میدانیم بلکہ اخفای عالم امر را از ہمہ اقرب مییابیم بعالم قدس و چون نزول و ہبوط
نظر می اندازیم دولت قرب نصیب عالم خلق مییابیم بلکہ نصیب عنصر خاک میدانیم بلی نقطۂ اولی از دائرہ چون
جانب عروج او را ملاحظہ نمائیم اقرب نقطہ بآن جانب عروج نقطۂ ثانیہ است از ان دائرہ در دور

نبی است خارق هیچ در کار نیست علماء دعوت بظاهر شریعت مینمایند و اولیا هم دعوت بظاهر شریعت مینمایند و هم بباطن شریعت میفرمایند اول مریدان و طالبان حق را بتوبه و انابت دلالت مینمایند و باتیان احکام شرعیه ترغیب میفرمایند و ثانیاً بذکر حق جل و علا سلطانه راه مینمایند و تاکید میفرمایند که جمیع اوقات خود را مستغرق ذکر الهی جل سلطانه دارد بحدیکه ذکر استیلا فرماید و غیر مذکور هیچ چیز را در دل نگذارد تا آنکه نسیانی از جمیع ماسوای مذکور حاصل گردد که اگر به تکلف یاد اشیا نماید بیادش نیاید یقین است که ولی را از برای این دعوت که بظاهر شریعت و بباطن شریعت متعلق است خوارق چه در کار است پیری و مریدی عبارت است ازین دعوت که بخارق کار ندارد و کرامت او را مساس نیست با آنکه گوئیم مرید رشید و طالب مستعد هر ساعت در سلوک طریق خوارق و کرامات پیر احساس مینماید و در معاملهٔ غیبی هر زمان از وی مددی میخواهد و مییابد و ظهور خوارق نسبت بدیگران در کار نیست اما نسبت بمریدان کرامات در کرامات و خوارق در خوارق است چگونه مرید احساس خوارق پیر نکند که پیر دل مرده را زنده گردانیده است و بمشاهده و مکاشفه رسانیده نزد عوام احیای جسدی عظیم الشان است و نزد خواص احیای قلبی و روحی برهان رفیع الشان است خواجه محمد پارسا قدس سره در رسالهٔ قدسیه میفرماید که احیای جسدی پیش اکثر مردم چون اعتبار داشت اهل الله از ان احیا اعراض نموده باحیای روحی پرداخته اند و متوجه احیای دل مرده طالب گشته اند والحق که احیای جسدی نسبت باحیای قلبی و روحی کالمطروح فی الطریق است و نظر باین داخل عبث چه این احیای سبب حیات چند روزه است و آن احیای وسیلهٔ حیات دائمی است بلکه گوئیم که فی الحقیقت وجود اهل الله کرامتی است از کرامات و دعوت ایشان خلق را بحق جل سلطانه رحمتی است از رحمتهای حق جل سلطانه و احیای قلوب اموات آیتی است از آیتهای عظمی ایشان اند بان اهل زمین اند و غنیمت روزگاراند بهم یمطرون و بهم یرزقون در شان ایشان است کلام شان دوا است و نظر شان شفا هم جلساء الله هم قوم لا یشقی جلیسهم و لا یخیب انیسهم علامتی که محق این طائفه از مبطل بان جدا شود آنست اگر شخصی باشد که استقامت بر شریعت داشته باشد و در مجلس او دل را بحضرت حق سبحانه و تعالی میلی و توجهی پیدا میگردد و بروی از ماسوای مفهوم میشود و آن شخص محق است و در عداد اولیا است علی تفاوت الدرجات این هم نظر بار باب مناسبت است بی مناسبت محض محروم مطلق است ؎ هر که او روی به بهبود نداشت ـ دیدن روی نبی سود نداشت ـ در مکتوب شریف شمهٔ از حسن نشاء خدا طلبی سلطان عهد اندراج یافته بود

که فراست بر دو نوع است فراست اهل معرفت است و فراست اهل جوع و اهل ریاضت است فراست
اهل معرفت متعلق بشناختن استعداد طلاب است و شناختن اولیاء حق است سبحانه که بحضرت جمع و وصل گشته اند
و فراست اهل ریاضت و ارباب جوع مخصوص بکشف صور و احوال مغیبات است که بمخلوقات تعلق دارند و چون
اکثر از خلائق اهل انقطاع اند از جناب قدس حق جل و علا و اشتغال بر دنیا دارند دلهای ایشان مائل بکشف صور است
و باخبار مغیبات مخلوقات است این معنی نزد ایشان عظیم است و گمان میبرند که اینها اهل الله اند و خواص اویند
سبحانه و اعراض مینمایند از کشف اهل حقیقت و متهم میسازند اهل حقیقت را در آنچه از حضرت حق سبحانه اخبار
مینمایند و گویند که اینها اگر از اهل حق می بودند چنانچه گمان می برند هر آئینه این جماعه خبر میدادند از احوال
غیبی ما و از احوال غیبی سائر مخلوقات و چون ایشان را قدرت بر کشف احوال نیست چگونه قدرت
خواهد بود بر کشف امور یکه اعلا است از احوال مخلوقات و تکذیب می نمایند فراست اهل معرفت را که
بذات و صفات و افعال واجبی جل سلطانه تعلق دارد باین قیاس فاسد خود محروم ماندند این جماعه از
علوم و معارف صحیحه این بزرگان و ندانسته اند که حضرت حق سبحانه و تعالی حمایت این بزرگواران فرموده
است از ملاحظه خلق و مخصوص گردانیده است ایشان را بجناب قدس خود جل و علا و مشغول ساخته است ایشان را
بما سوای خود از جهت حمایت ایشان و غیرتی که بر ایشان دارد و اگر ایشان باحوال خلق متعرض میشدند صلاحیت
حضور جناب قدس در ایشان نمی ماند انتهی کلامه و امثال این سخنان دیگر هم فرموده است و من از حضرت
خواجه خود قدس سره شنیده ام که میفرمودند که شیخ محی الدین ابن العربی نوشته است که بعضی اولیاء کرام که
کرامات و خوارق از ایشان بسیار بظهور آمده است در آخر نفس از ظهور این کرامات نادم بودند و تمنی میکردند
که کاش این همه خوارق از ما بظهور نمی آمد و اگر تفاضل باعتبار کثرت ظهور خوارق بودی ندامت برین ظهور معنی
نداشتی سوال چون ظهور خوارق در ولایت شرط نبود ولی از غیر ولی چگونه متمیز شود و محق از مبطل چه نوع
جدا گردد و جواب گو متمیز نشود گو محق و مبطل ممتزج بود اختلاط حق با باطل لازم این نشاء دنیوی ست
علم بولایت ولی همچنان در کار نیست بسیارے از اولیاء الله اند که بولایت خود اطلاع ندارند
فکیف دیگری را اطلاع بر ولایت شان لازم بود و در نبی از خوارق چاره نبود تا نبی از غیر نبی
متمیز شود که علم به نبوت نبی واجب است و ولی چون بشریعت نبی خود دعوت مینماید معجزه نبی او را کافیست
و اگر ولی بما وراء شریعت نبی خود دعوت نمود از خارق چاره نبود و چون دعوت او مخصوص بشریعت

آن درخت از جای خود جنبیده متوجه خدمت آن حضرت شد علیه و علی آله الصلوة والسلام اعرابی چون این حال را مشاهده نمود اسلام آورد و بعد از آن گفت یا رسول الله اگر فرمائی ترا سجده کنم فرمود غیر خدا را جلشانه سجده جائز نیست غیر حق را جلسلطانه اگر سجده تجویز مینمودم میگفتم که زن شوهر خود را سجده کند بعضے از فقهاء هر چند سجده تحیت بسلاطین تجویز نموده اند اما لائق حال سلاطین عظام آنست که درین امر بحضرت حق سبحانه وتعالی تواضع نمایند واین نهایت تذلل و انکسار را بغیر او تعالی تجویز نکنند حضرت حق سبحانه وتعالی عالمی را مسخر ایشان گردانیده است و محتاج ایشان ساخت شکر این نعمت عظمی بجا آورده تواضع چنین را که مبنی از کمال عجز و انکسار است بجناب قدس او تعالی مسلّم دارند و درین امر با و شرکت تجویز ند هر چند جمعے تجویز این معنی نمایند اما حسن تواضع ایشان باید که تجویز این معنی نکنند هل جزاء الاحسان الا الاحسان چون بادشاه وقت از اقصای ممالک خود مراجعت فرموده بدار الخلافه آمده است متحیل که این فقیر بمشیت حق سبحانه درین نزدیکی بدار الخلافه خود را رساند والباقی عند التلاقی والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات العلی

مکتوب نود و سوم

بخواجه هاشم بدخشی کشمی دربیان آنکه هر کدام از لطائف عالم خلق و عالم امر هم ظاهر دارد و هم باطن و لحوق این باطن باسم قیوم عارف و دربیان آنکه عارف در وقت نزول بقالب ظاهر و باطن متوجه دعوت عبادت است عالم خلق و عالم امر عارف تام المعرفة هر چند هر دو داخل ظاهر و صورت اند نسبت باسم قیوم که وجه خاص اوست که فی الحقیقت باطن و حقیقت آن عارف چنانچه تحقیق آن در مکتوبی تحریر یافته است اما چون این ظاهر و صورت را بجدت نظر که بمحض فضل خداوندی جلسلطانه موهبت گشته است ملاحظه مینمائیم اینجا نیز ظاهر و باطن پیدا میگردد و صورت و حقیقت هویدا میشود نه آنکه عالم خلق را بتمام ظاهر یا بیم و عالم امر را باطن چنانچه جمعے گمان برده اند بلکه در هر لطیفهٔ از لطائف عالم خلق و عالم امر هم صورت است و هم حقیقت عنصر خاک هم ظاهر دارد و هم باطن و همچنین اخفا را هم ظاهر است و هم باطن و این باطن که بعالم خلق و عالم امر تعلق دارد در وز بروز بتوسل اعمال صالحه بلکه بمحض موهبت خداوندی جلسلطانه کم کم بآن باطن باسم قیوم مربوط است ملحق میگردد تا بجائیکه ازین باطن هیچ اثری نمی ماند و بجز ظاهر صرف هر چه بود مختفی میگردد و الحاق این باطن باسم قیوم نه بآن معنی است که این باطن در آن اسم حال میگردد یا بآن اسم اتحاد پیدا میکند که آن الحاد است سبحان من لا یتغیر بذاته و لا بصفاته و لا فی اسمائه بحدوث الاکوان بلکه این باطن را باین اسم نسبتی پیدا

رمزی از عدالت والتزام احکام شرعیه رفته بود مطالعهٔ آن فرحت فراوان حاصل گردانید و ذوقی پیدا گشت
حضرت حق سبحانه وتعالی چنانچه عالم را بنور عدل و عدالت بادشاه وقت منور ساخته است شریعت ملت محمدیه
را نیز بحسن اهتمام ایشان نصرت و عزت بخشید محبت آثارا الحکم الشرع تحت السیف رواج شریعت غرا مربوط بحسن اهتمام
سلاطین عظام است انیمعنی چندگاه است که ضعف پیدا کرده است تا چار اسلام ضعیف گشته کفار هند بی تحاشی
هدم مساجد مینمایند و در انجا تعمیر معبد های خود میسازند در قصبهٔ تانیسر در دن حوض کرکهیت مسجدی بود و مقبره
عزیزی آنرا هدم کرده بجای آن دیره کلان راست ساخته اند و نیز کفار بر ملا مراسم کفر بجا می آرند و مسلمانان
در اجرای اکثر احکام اسلام عاجز اند روز ایکادشی هنود که ترک اکل و شرب مینمایند اهتمام دارند که دران
روز در بلاد اسلام هیچ مسلمانی در روز نان نپزد و نفروشد و در ماه مبارک رمضان بر ملا نان و طعام میپزند
و میفروشند هیچکس از زبونی اسلام منع آن نمیتواند نمود وافسوس صد هزار افسوس بادشاه وقت از
ماست و ما فقیران باین زبونی و خرابی باکرام و اعزاز این صاحب دولتان اسلام رونق داشت
و علما و صوفیه معزز و محترم بودند و بتقویت ایشان در ترویج شریعت میکوشیدند شنیده ام که روزی صاحبقران
امیر تیمور علیه الرحمة بکوچهٔ بخارا میگذشت اتفاقاً درویشان خانقاه حضرت خواجهٔ نقشبند قدس سره
دران کوچه گلیمهای خانقاه خواجه را می افشاندند و از گرد پاک میکردند امیر از حسن نشاء مسلمانی
که داشت دران کوچه توقف فرمود تا گردهای خانقاه را عبیر و صندل خود ساخته ببرکات فیوض درویشان
مشرف گردد مگر باین تواضع و فروتنی که باهل الله نموده بود بحسن خاتمه مشرف گشت منقول است که حضرت
خواجه نقشبند قدس سره بعد از وفات امیر میفرمودند تیمور مرد و ایمان برد میدانید که در خطبهٔ روز جمعه نام
سلاطین را که در زینهٔ پایان فرود آمده میخوانند و جهتش چیست این تواضعیست که سلاطین عظام
نسبت بآنسرور و بخلفاء راشدین او علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات نموده اند و جائز نداشته اند که
اسامی ایشان با اسامی اکابر دین در یک درجه مذکور شود وفقکم الله سبحانه تذییل ای برادر سجده که عبارت
از جبین بر زمین نهادن است متضمن نهایت تذلل و انکسار است مشتمل بر کمال تواضع و فروتنی است
لهذا این قسم تواضع مخصوص بعبادت واجب الوجود جل سلطانه داشته اند و غیر او را سبحانه تجویز
ننموده منقول است که حضرت پیغمبر علیه وعلی آله الصلوة والسلام روزی براهی میرفتند اعرابی آمده معجزه
طلبید تا ایمان آرد آن سرور فرمود علیه وعلی آله الصلوة والسلام آن درخت را بگو که پیغمبر ترا میطلبد

سالک متوجه جناب قدس خداوندی جل شانه بذکر و مراقبه میگردد و ساعة فساعة از ماسوای اعراض مینماید
و آن عکوس صور علمیه و صفات واجبی جل سلطانه در بهر آن قوت و غلبه پیدا میکنند و بر قرین خود که عدم است
است استیلا و تسلط پیدا بدالان حزب الله هم الغالبون معامله تا بجای میرسد که عدم را نه همچون اصل و هیولی
بوده است و عکوس را رو به استتار می آرند بلکه تمام از نظر سالک مختفی میگردند و غیر از عکوس با صول و صول خود
در نظر او نمی ماند بلکه عکوس که مرایای اصول خود اند نیز از نظر مختفی میگردند چه مرایا را از اختفا چاره نبود این مقام
مقام فناست و بس بلند است و اگر این سالک فانی را بقا بامعد بخشند و بعالم بازگردانند عدم خود را در رنگ
پوست تنگ که قبائی بدن است خواهد یافت و نزدیک است که از غایت بی مناسبتی که بعدم پیدا کرده است
تعبیر از ان به پیراهن شعر نماید و از خود مباین یابد اما فی الحقیقت در موطن عدم از وی مباین نشده است
و داخل مظان انای اوست بالجمله عدم درین مقام جزو مغلوب و مستور اوست و از حالتی
که داشت فرود آمده است و تابع بلکه قائم آن عکوس که باو قیام داشته اند گشته است و این
فقیر سالها درین مقام بوده است و عدم خود را در رنگ پیراهن شعر از خود جدا می یافته و بعد اللتیا والتی
چون عنایات بیغایات خداوندی جل سلطانه شامل حال گشت و دید که آن جزو مغلوب ازین ترکیب انحلال
یافته مفارقت گزید و تشخصی که بحصول آن عکوس پیدا کرده بود مفقود ساخت و بعدم مطلق گویا ملحق گشت
در رنگ آنکه صورتی را بر کالبد راست سازند و قیام آن بآن کالبد دهند و چون صورت درست شود
و ثبات در سوخ پیدا کند آن کالبد را شکنند و قیام او را بکالبد دور ساخته بخود قائم دارند و در
ما نحن فیه نیز این عکوس که قیام باو داشتند یافت که قیام خود بلکه با صول خود پیدا کردند این دم اطلاق
لفظ انا جز بر عکوس و اصول آن عکوس نماید و جزو عدمی گویا باو مساس نداشت و یافت که حقیقت فنا
درین موطن صورت نسبت فنای سابق گویا صورت این فنا بوده است و ازین مقام چون ببقا
آوردند و بعالم باز گردانیدند نه آن عدم را که نسبت جزئیت داشت و اصالت و غلبه مر او را
بود باز گردانیده مجاور و قرین او ساختند و از حقیقت و صورت او مباین گردانیدند از اطلاق لفظ انا بیرون
کردند و برای حکم و مصالح آنرا باز در رنگ پیراهن شعر پوشانیدند درینحالت اگرچه عدم را باز آوردند
اما قیام آن عکوس را با آن وابسته نساختند بلکه عدم را با آن عکوس قیام بخشیدند چنانچه در بقای سابق
گذشت هرگاه دران بقا این نسبت باشد اینجا که حقیقت بقا است این نسبت بر وجه اتم خواهد بود

میشود بمجهول الکیفیت که موهم حلول و اتحاد میگردد فی الحقیقت نه حلول است نه اتحاد که مستلزم قلب حقیقت
امکان است بحقیقت وجوب تعالت وتقدست که محال عقلی است و در شریعت زندقه است و آن ظاهر صرف
که باقی بماند هرچند که از عالم شهادت است که مشهود و مرئیست اما منصبغ برنگ باطن است اگرچه باطن از حیطهٔ شهود
و ادراک برآمده است و ملحق بغیب گشته در رنگ پیدا گرده زیراکه چون تا رنگ بیچونی پیدا نکند و از حیطهٔ ادراک چون بیرون
نرود رخت از شهادت بغیب نکشد از بیچون حقیقی نصیبی نیابد و از غیب الغیب مطلع نگردد باید دانست که این طائفه
باقیانند و را تمام روبخلق است وطاعات وعبادات شرعیه باو مربوط است و معاملهٔ دعوت و تکمیل نیز باو منوط
و باطن این عارف صاحب تکمیل خواه تعلق بمراتب امکانی دارد و خواه تعلق بمقامات وجوب بود نیز متوجه
ظاهر است و هرچه ظاهر رو دارد روی او نیز همان سوی است از جهت تکمیل و تربیت و تتمیم عبادت چه
این دار دار عمل است و این موطن موطن دعوت است حقیقت شهود و مشاهده در آخرت است و معاملهٔ کشف
و معائنه در پیش است عبادت معبود جل سلطانه درین موطن به از استغراق در معبود است تعالی و انتظار مطلوب
اینجا که ناشی از محبت است به از استهلاک در مطلوب است ارباب سُکر این را باور دارند یا نه و این توجه ظاهر
و باطن که عارف صاحب تکمیل را بجانب خلق پیدا شده است تا زمان بلوغ اجل است که منتهای مقام
دعوت است و چون اجل رسید بر حسب موت آمده قدم در کوی وصال محبوب خواهد نهاد و بدولت وصل
و اتصال بیمزاحمت اغیار مشرف خواهد گشت ع هنیئا لارباب النعیم نعیمها ÷ وللعاشق المسکین ما یتجرع ÷
ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر ÷ والصلوة والسلام والتحیة والبرکة علی خیر خلق الله و علی
اخوانه الکرام وصحبه العظام الی یوم القیام

مکتوب نود و چهارم بمولانا عبد القادر انبالی صدور یافته در بیان حقیقت تن و فنا و بقا و جدا شدن عدم از حقیقت و صورت عارف و نسبت مجاورت بهمسایه

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین حقائق ممکنات بعلم این
فقیر چنانچه در بعض مکاتیب نوشته است عبارت از عدمات است که منشاء هر شر و نقص است با عکوس
صور علمیه اسماء و صفات الهی جل شانه که در ان عدمات ظهور یافته اند غایت ما فی الباب آن عدمات
در رنگ هیولی اند و آن عکوس در رنگ صورت که در هیولی بحال گشته است تشخص و تمیز عدمات بآن
عکوس ظاهر است و قیام آن عکوس بآن عدمات تمیز و این قیام در رنگ قیام عرض بجوهر نیست بلکه
در رنگ قیام صورت است که هیولی گفته اند و تشخص هیولی را بصورت داشته اند و چون بتوفیق الله سبحانه

جز مظاہر و ظلال آن وحدت نمی یابد لاجرم نظر انکار که ناشی از تمیز است در حق او معدوم است ناچار ہمہ در مقام صلح است و ہمہ را بر صراط مستقیم می یابد و باین کریمہ ترنم مینماید و ما من دابۃ الا ہو آخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم و گاہی مظہر را عین ظاہر دانستہ خلق را عین حق می انگارد و مربوب را عین رب میداند ہمہ گلہا است کہ از مرتبۂ جمع میشگفد منصور درین مقام گوید ؎ کفرت بدین اللہ والکفر واجب ؛ لدی و عند المسلمین قبیح ؛ این کفر طریقت بکفر شریعت مناسبت تمام دارد ہر چند کافر شریعت مردود است مستحق عذاب و کافر طریقت مقبول است و مستوجب درجات چہ این کفر و استتار از غلبۂ محبت محبوب حقیقی ناشی شدہ است غیر محبوب ہمہ را فراموش کردہ است پس مقبول بود و آن کفر از استیلای جہل و تمرد پیدا گشتہ ناچار مردود باشد و اسلام طریقت عبارت از مقام فرق است بعد الجمع کہ موطن تمیز است و حق از باطل و خیر از شر اینجا متمیز است این اسلام طریقت را با اسلام شریعت مناسبۃ تمام است بلکہ چون اسلام شریعت بکمال میرسد نسبت اتحاد با این اسلام پیدا میکند بلکہ ہر دو اسلام اسلام شریعت اند فرق در میان اینہا بظاہر شریعت و باطن شریعت است و بصورت شریعت و حقیقت شریعت مرتبۂ کفر طریقت از اسلام صورت شریعت بلند تر است ہر چند نسبت با اسلام حقیقت شریعت پست و ادون است ؎ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ؛ ورنہ بس عالیست پیش خاکتودہ ؛ و از مشائخ قدس اللہ تعالی اسرارہم ہر کہ بشطحیات تکلم نمودہ است و سخنان مخالف ظاہر شریعت گفتہ ہم در مقام کفر طریقت بودہ است کہ موطن سکر و بی تمیزی است ارکانی کہ بدولت اسلام حقیقت مشرف گشتہ اند از امثال این سخنان پاک و مبرا اند و بظاہر و باطن اقتدا بانبیا دارند و متابع ایشان اند علیہم الصلوات والتسلیمات پس شخصی کہ تکلم بشطحیات نماید و ہمہ در مقام صلح باشد و ہمہ را بر صراط مستقیم انگارد و در میان خلق و حق اثبات تمیز نکند و بوجود اثنینیۃ قائل نبود و اگر آن بمقام جمع رسیدہ است و بکفر طریقت متحقق گشتہ است و نسیان ماسوای فرمودہ مقبول ست سخنان ناشی از سکر اند از ظاہر مصروف و اگر آن شخص بی حصول این حال و وصول بدرجہ اولی از کمال باین سخنان متکلم است و ہمہ را برحق و بر صراط مستقیم میداند و تمیز باطل از حق نمی نماید از زنادقہ و ملاحدہ است کہ مقصودش ابطال شریعت است و مطلوبش رفع دعوت انبیا کہ رحمت عالمیان اند علیہم الصلوات والتحیات پس این کلمات خلافیہ ہم از محق صادر میشوند و ہم از مبطل محق را آبحیات اند و مبطل را سم قاتل در رنگ ماء نیل کہ بنی اسرائیل را آب خوشگوار بود و قبطی را خون ناگوار این مقام مزلۃ الاقدام است جم غفیر از اہل اسلام بتقلید سخنان اکابر ارباب سکر از صراط مستقیم

غایة ما فی الباب جامه را بعد از لباس بر صاحب جامه تاثیر است چه اگر جامه گرم است لابس بگرمی متاثر میگردد و اگر سرد است بسردی متاثر میگردد و همچنین این عدم مانند جامه را در خود تاثیری یافت و اثر او را در تمام بدن ساری دیدا مییداند که این تاثیر و سرایت بیرونی است نه درونی عرضی است نه ذاتی از مجاور خارج آمده است و از نجاست داخل اگر شر و نقص است که از ان عدم ناشی گشته هم عرضی است و خارجی نه ذاتی و اصلی صاحب اینمقام هر چند با سائر مردم در بشریت مشارکت دارد و در صدور صفات بشریت با دیگران مساهم اما از وی و از ابنای جنس وی ظهور صفات بشریت عرضی ست که از مجاور آمده است و دیگر ذاتی و اصلی نشان ما بینها عوام مشارکت صوری را ملاحظه نموده خواص بلکه اخص خواص را در رنگ خود ها تصور کرده در مقام انکار و اعتراض می آیند محروم میمانند کریمه فقالوا ابشر یهدوننا فکفروا و کریمه و قالوا ما لهذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق نشان حال شان است بعنایت الله سبحانه هر چه از صفات بشریت در خود می بیند بیابد که حامل آن صفات آن عدم مجاور است که در کلیت او دویده است و سرایت کرده و خود را بتمام و کمال از ان صفات پاک و مبرا مییابد و شمه از ان در خود احساس نمیکند لله سبحانه الحمد و المنة علی ذلک این صفات که نسبت مجاور ظاهر میشود و در رنگ آنست شخص لابس لباس سرخ است بسرخی لباس مجاور سرخ مینماید ابلهان چون تمیز ندارند سرخی مجاور شخصی را بشر آن شخص دانسته حکمهای خلاف واقع منتسب میسازند ع هر کس افسانه بخواند افسانه است؛ و آنکه دید ش نقد خود مردانه است؛ ع آب نیل است و بقبطی خون نمود؛ قوم موسی را نه خون بود آب بود؛ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب نود و نهم بمقصود علی تبریزی در سوال از کفر حقیقی صدور یافت بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی صحیفه شریفه رسید استفسار بعضی از سخنان صوفیه رفته بود مخدوما وقت و مکان هر چند تقاضای گفت و نوشت نمیکند اما سوال را از جواب چاره نبود بضرورت تا چند کلمه نوشته آمد محل کلام در حل جمیع آن مسائل آنست در شریعت چنانچه کفر و اسلام است در طریقت نیز کفر و اسلام ثابت است و چنانچه در شریعت کفر شرارت و نقص است و اسلام کمال است در طریقت نیز کفر طریقت نقص است و اسلام طریقت کمال کفر طریقت عبارت از مقام جمع است که محل استتار است تمیز حق از باطل درین موطن مفقود است چه مشهود سالک درینموطن در مرایای جمیله و رذیله جمال وحدت محبوبست پس خیر و شر و کمال و نقص را

واشجار وانهار خود را از جهت محبت رسول علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات ایثار نموده اند نفس رسول الله را بر نفوس خویش اختیار کرده اند محبت رسول را بر محبت خویش و بر محبت ذریات واموال خویش و ایشانند مشاهدان وحی وملک بینندهای معجزات وخوارق تا آنکه غیب ایشان شهادت گشته است وعلم شان عین شده هم الذین اثنی الله تعالی علیهم فی القرآن المجید رضی الله عنهم ورضوا عنه ذلک مثلهم فی التورٰة ومثلهم فی الانجیل هرگاه جمیع اصحاب کرام درین کرامات شریک باشند از اکابر صحابه که خلفاء راشدین باشند از بزرگیهای ایشان چه وانماید همان فاروق است که حضرت حق سبحانه وتعالی درشان او رسول خود را فرموده یا ایها النبی حسبک الله ومن اتبعک من المؤمنین ابن عباس رضی الله تعالی عنهما فرموده که سبب نزول این آیت کریمه اسلام حضرت فاروق است رضی الله تعالی عنه بعد از حصول نظر انصاف وبعد از قبول شرف صحبت خیر البشر علیه وعلی آله الصلوات والتحیات وبعد از دانستن بزرگیها وعلو درجات اصحاب کرام علیهم الرضوان بجماعه اعتراض کنندگان وتشکیک پیدا آرندگان نزدیک است که این شهادت را در رنگ مغالطهای وسفسطهای زر اندوده تصویر نمایند واز درجهٔ اعتبار ساقط کنند اگرچه ماده غلط را از شبهها تشخیص نکنند ومحل سفسطه را تعیین ننمایند لااقل مجملاً این قدر شاید دانند که مؤدی این تشکیکات وحاصل این شبهات بی حاصل است بلکه مصادم بداهت وضرورت اسلامیه است ومردود ومطرود بکتاب وسنت است مع ذلک در جواب آن سوال ودر تعیین مواد غلط آن شبهه چند مقدمه بعون الله سبحانه نوشته می آید استماع نمایند حل این اشکال بروجه کمال مبتنی بر چند مقدمه است هرچند هر مقدمه جدا بیست علاحده اول آنکه جمیع منطوقات ومعقولات آنحضرت علیه وعلی آله الصلوٰة والتحیة بموجب وحی نبوده وکریمه وما ینطق عن الهوی مخصوص بنطق قرآنی است کما قال اهل التفسیر ونیز اگر جمیع منطوقات او علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بموجب وحی بودی بر بعض معقولات او علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام از نزد حق جل شانه اعتراض وارد نگشتی وعفو از ان گنجایش نداشتی قال الله تعالی خطابا بالنبیه علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام عفی الله عنک لم اذنت لهم مقدمهٔ دوم آنکه در احکام اجتهادیه ودر امور عقلیه مجوب کریمهٔ فاعتبروا یا اولی الابصار وکریمه وشاورهم فی الامر اصحاب کرام را با آن سرور علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات گنجایش گفتگو بوده است ورد وبدل مجال داشته چه امر باعتبار دوام مشوره بی حصول رد وبدل صورت ندارد ودر قتل وفدیه اسارای بدر که اختلاف وقع شده بود وحضرت فاروق بقتل حکم کرده بود وحی موافق رای فاروق رضی آمد وبر اخذ فدیه وعید نازل گشت آن سرور

منحرف گشته به تیه گمراهی ضلالت و خسارت افتاده اند و دین خود را برباد داده اند ندانسته اند که قبول این سخنان مشروط بشرائط است که در ارباب سکر موجود اند و در ایشان مفقود معظم این شرائط نسیان ماسوای حق است سبحانه که دهلیز آن قبول است مصداق امتیاز محق از مبطل استقامت بر شریعت است و عدم استقامت بر شریعت آنکه محق است با وجود سکر و مستی و بی تمیزی سر موی ارتکاب خلاف شریعت نخواهد نمود منصور با وجود قول انا الحق در هر شب در زندان با زنجیر گران پانصد رکعت نماز نافله ادا میکرد و طعامیکه از دست ظلمه بآن میرسیده اگرچه از وجه حلال بوده نمیخورده و آنکه مبطل است اتیان احکام شرعیه بروی چون کوه قاف گران است کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه نشان حال شان ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب نود و ششم بخواجه ابوالحسن بدخشی در حل آنکه پیغمبر صلی الله تعالی علیه وسلم در مرض موت طلب قرطاس فرمودند تا چیزی نویسند و حضرت فاروق رض بلکه جمعی از صحابه منع آن نمودند صدور یافته الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی سوال حضرت رسالت خاتمیت علیه و علی آله الصلوة والسلام والتحیه در مرض موت قرطاس طلبیدند و فرمودند ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی و حضرت فاروق رضی الله تعالی عنه با جمعی دیگر از اصحاب کرام رضی الله تعالی عنهم منع اتیان قرطاس نمودند و حضرت فاروق رضی الله تعالی عنه گفت حسبنا کتاب الله و گفت اهجر استفهموه و حضرت رسالت علیه و علی آله الصلوة والسلام والتحیه هرچه میفرمودند از روی وحی میفرمودند کما قال الله تعالی و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی و منع ورود وحی کفر است کما قال الله تعالی و من لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکفرون و ایضاً تجویز هجر و هذیان بر پیغامبر مستلزم رفع اعتماد است از احکام شرعیه و آن کفر و الحاد و زندقه است حل این شبه قویه چیست بدان ارشدک الله تعالی و هداک سواء الصراط این شبه و امثال این شبه را که جمعی بر حضرات خلفاء ثلثه رضی الله تعالی عنهم و بر سائر صحابه کرام رضی الله تعالی عنهم ایراد مینمایند و باین تشکیکات رد ایشان میخواهند اگر بر سر انصاف بیایند و شرف صحبت خیر البشر را علیه و علی آله الصلوة والسلام قبول نمایند و بدانند که نفوس ایشان در صحبت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام از هوا و هوس مزکی شده بودند و سینهای شان از عداوت و کینه پاک گشته و دانند که ایشان اند اکابرین و کبرای اسلام که بذل نموده اند طاقتهای خود را در اعلای کلمه اسلام در نصرت سیدالانام و انفاق فرموده اند اموال خود را در اعلای کلمه اسلام از برای تائید دین متین در لیل و نهار و در سر و جهار و گذاشته اند عشائر و قبائل خود را و اولاد و ازواج خود را و اوطان و مساکن خود را و عیون و زروع خود را

اکابر صحابه که در انفاق و مقاتله و مهاجرة اسبق اند چگوید و چه تواند گفت و عظمت درجات ایشان را چگونه درک
نماید که چیست اهل تفسیر گفته اند که کریمهٔ لا یستوی در شان حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه نازل گشته که سبق سابقان
است در انفاق و مقاتله و قال سبحانه تعالی لقد رضی الله عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة امام محیی السنة در
معالم التنزیل از جابر نقل کرده رضی الله عنه که پیغامبر صلی الله علیه و آله و سلم فرمود که بدوزخ نرود یک کس از آنها
که در تحت شجره بیعت کرده اند و این را بیعة الرضوان گویند چه حضرت حق سبحانه و تعالی ازین قوم خشنود شده
و شک نیست که تکفیر شخصے که مبشر به بهشت باشد بکتاب و سنت کفرست از اقبح قبائح مقدمهٔ خامس آنکه
توقف حضرت فاروق رضی الله تعالی عنه در اتیان قرطاس نه از روی رد و انکار بوده عیاذا بالله سبحانه
من ذلک اینقسم سوء ادب از وزرای و ندمای پیغمبری که بخلق عظیم متصف است چگونه باشد بلکه از ادنا سے
صحابی که یکبار یا دو بار بشرف صحبت خیر البشر مشرف گشته است این معنی متوقع نیست بلکه از عوام امت که بدولت
اسلام مستسعد گشته اند اینقسم رد و انکار متوهم نیست فکیف کسیکه را اکابر وزرا و ندما باشد و از اعاظم مهاجرین
و انصار بود این معنی تخیل نموده آید حضرت حق سبحانه و تعالی و تقدس انصاف دهاد که باکابر دین اینقسم سوء
ظن پیدا نکنند و نافهمیده بهر کلمه و کلام مواخذه ننمایند بلکه مقصد حضرت فاروق استفهام و استفسار بوده چنانچه
گفته استفهموه یعنی اگر بجد و اهتمام طلب قرطاس فرمایند آورده شود و اگر درینباب جد نداشته باشند درینوقت
نازک تصدیع ایشان نباید داد چه اگر بوحی و امر طلب قرطاس نموده اند بتاکید و مبالغه طلب قرطاس
خواهند کرد و آنچه مامورند خواهند نوشت که تبلیغ وحی بر نبی واجب است و اگر این طلب بامر و وحی نیست
بلکه میخواهند که از روی اجتهاد و فکر چیزے نویسند وقت مساعدت آن نمیکند پایهٔ اجتهاد بعد از ارتحال
ایشان باقی است مستنبطان امت ایشان از کتاب که اصل اصول دین است احکام اجتهادیه را استنباط
خواهند نمود و هرگاه در حضور ایشان که آوان نزول وحی بوده استنباط مستنبطان را گنجایش بود بعد از
ارتحال ایشان که زمان انقطاع وحی است بطریق اولی استنباط و اجتهاد اولی العلم مقبول خواهد بود
چون آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام درینباب جد و اهتمام نفرمودند بلکه ازین امر اعراض
نمودند معلوم شد که از روی وحی نبوده است و توقفے که برای مجرد استفسار بود هیچ مذموم نیست
ملائکه کرام از جهت استفسار و استعلام وجه خلافت آدم علی نبینا و علیه و علیهم الصلوة والسلام عرض
کردند اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک حضرت زکریا در وقت بشارت

فرمود علیه وعلی آله الصلوة والسلام لو نزل العذاب لما نجا غیر عمر وسعد بن معاذ چه سعد نیز اختیار قتل آن اساری
نموده بود مقدمهٔ سیوم آنکه سهو ونسیان بر پیغامبر جائز است بلکه واقع علیه وعلی آله الصلوة والسلام در حدیث
ذی الیدین آمده که آن سرور علیه الصلوة والسلام در نماز فرض رباعی بدو رکعت سلام دادند ذوالیدین عرض
کرد اقصرت الصلوة ام نسیت یا رسول الله بعد از ثبوت صدق ذی الیدین آن سرور علیه الصلوة
والسلام برخاسته دو رکعت دیگر بآن منضم ساختند وسجدهٔ سهو کردند هرگاه سهو ونسیان در حالت صحت وفراغت
بمقتضای بشریت جائز باشد صدور کلام بیقصد وبی اختیار در مرض موت در وقت استیلای
وجع بمقتضای بشریت از ان سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام چرا جائز نباشد واعتماد
از احکام شرعیه برای چه مرتفع شود زیرا که حضرت حق سبحانه تعالی بوحی قطعی آن سرور را علیه
وعلی آله الصلوة والسلام اطلاع بر سهو ونسیان او فرموده وصواب را از خطا متمیز ساخته چه
تقریر بر خطا مجوز نیست که مستلزم رفع اعتماد است از احکام شرعیهٔ او پس ثابت
شد که موجب رفع اعتماد نفس سهو ونسیان نیست بلکه تقریر بر سهو ونسیان موجب رفع اعتماد است از احکام
شرعی وآن تقریر مقرر است که مجوز نیست مقدمهٔ رابعه آنکه حضرت فاروق بلکه خلفای ثلثه رضی الله تعالی عنهم
مبشر بجنت اند بکتاب وسنت واحادیث مخصوص در باب بشارت جنت ایشان از کثرت رواة ثقات توان
گفت که بحد شهرت بلکه بحد تواتر معنی رسیده باشد انکار آن از جهل است یا از عناد رواة احادیث صحاح و
حسان اهل سنت اند که از اساتذهٔ خود که صحابه وتابعین باشند اخذ نموده اند ورواة جمیع فرق مخالفه
را اگر جمع کنند معلوم نیست که عشر عشیر اهل سنت برسند کما لا یخفی علی المتتبع المتفحص المنصف وکتب واحادیث
اهل سنت مشحون به بشارت این اکابر است به بهشت واگر در کتب احادیث بعضی از فرقهٔ
مخالفه این بشارت را روایت نکرده باشند غم نیست که عدم روایت بشارت بر عدم بشارت
دلالت ندارد واما ثبوت بشارت این اکابر به بهشت در قرآن مجید پس است بآیات متکثره قال الله
تبارک وتعالی والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله
عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدا ذلک الفوز العظیم وقال تبارک
وتعالی لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا
وعد الله الحسنی هرگاه جمیع صحابه که پیش از فتح وبعد از فتح انفاق ومقاتله کرده اند مبشر به بهشت باشند از

علی الفطن المنصف لفظ حدس بسر زبان می آرد والا امثال این تشکیکات بدیهی البطلان اند و مقدماتیکه در
بطلان آن شبهات آورده میشود از قبیل تنبیهات است بران بداهت بلکه این قسم شبهات و تشکیکات نزد
این فقیر در رنگ آنست که شخصے ذی فنون نزد جماعهٔ ابلهان بیاید و سنگے را که محسوس ایشان است بدلائل
و مقدمات زراندوده بر ایشان اثبات نماید که آن ذهب است و این بیچارگان چون در دفع آن مقدمات موهمه
عاجز اند و در تعیین مواد غلط آن دلایل قاصر ناچار در اشتباه می افتند بلکه بیقین بذهبیت آن سنگ متیقنا
و حس خود را فراموش میسازند بلکه متهم میدارند زیرکی باید که اعتماد بر ضرورت حس نماید و مقدمات موهمه را
متهم سازد در ما نحن فیه نیز بزرگی و علو درجات خلفاء ثلثه بلکه بزرگی جمیع اصحاب کرام حضرت خیر البشر علیه و علیهم
الصلوات و التحیات بمقتضای کتاب و سنت محسوس مشاهدست قادح و طاعن این بزرگواران بدلائل زراندوده
قدح و طعن در ایشان نماید آن طعن ایشان در رنگ قدح آن سنگ است که در وجود آن نمایند و از پرده بر زند
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب فیا لیت شعری ما حملهم علی سب
اکابر الدین و طعن کبراء الاسلام و لیس طعن احد و سب شخص من الفسقة الکفرة مما یعد فی الشرع عبادة و کرامة و
فضیلة و وسیلة الی النجات فکیف سب هداة الدین و طعن حماة الاسلام و قد ورد فی الشرع ان سب اعداء الرسول
علیه و علی آله الصلوة و السلام کابی جهل و ابی لهب مثلا و طعنهم مما لا یعد عبادة و کرامة بل الاعراض عنهم و من احوالهم اولی
و انسب و اسلم عن تضییع الوقت و الاشتغال بما لا یعنیه تلک امة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم و لا تسئلون عما کانوا یعملون
حضرت حق سبحانه و تعالی در قرآن مجید در صفت اصحاب پیغمبر علیه و علیهم الصلوة و السلام رحماء بینهم میفرماید پس در
حق این بزرگواران گمان عداوت و کینه با یکدیگر بردن منافی نص قرآنی است و نیز اثبات عداوت و کینه
درین بزرگواران قدح در فریقین پیدا میکند و رفع امان از طائفتین مینماید پس هر دو فریق از اصحاب لازم می آید
که مطعون باشند عیاذا بالله سبحانه من ذلک و بهترین بنی آدم بعد از انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات بدترین
مردم باشند و بهترین قرون بدترین قرون باشند چه اهل آن قرن همه زمان بعداوت و کینه متصف گشته اند
هیچ مسلمانی باین امر جرأت نماید و این معنی را تجویز نکند چه قسم بزرگی ست حضرت امیر را رضی الله تعالی عنه
که خلفاء ثلثه رضی الله تعالی عنهم معادی او باشند و حضرت امیر را باین حضرات عداوت مبطنه بود
این خود قدح طرفین است چرا با یکدیگر چون شیر و شکر نباشند و فانی در یکدیگر نه بوند امر خلافت
نزد این بزرگواران مرغوب و مطبوع نبوده است تا سبب عداوت و کینه بود و اقیلونی

ولادت حضرت یحیی علی نبینا و علیهما الصلوة والسلام گفته انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر
عتیا و حضرت مریم علیها السلام گفته انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا و حضرت فاروق رض هم اگر برای
استفهام و استفسار در اتیان قرطاس توقف نموده باشند چه مضائقه است و چه شور و شر است مقدمهٔ سادس
آنکه حصول حسن ظن بصحبت آنسرور و باصحاب آنسرور علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات در کار است و دانستن آنکه
بهترین قرون قرن او بوده است علیه و علی آله الصلوة والسلام اصحاب او بهترین بنی آدم بودند بعد از انبیا علیهم
الصلوة والتحیات نیز در کار است تا یقین شود که در بهترین قرون بعد از ارتحال آن سرور علیه و علی آله الصلوات
والتسلیمات جماعهٔ که بهترین بنی آدم اند بعد از انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بر کل باطل اجتماع نخواهند کرد
و فسقه کفره جانشین خیر البشر نخواهند ساخت و آنکه گفتم که اصحاب بهترین بنی آدم اند زیرا که این دین
و امت بنص قرآنی خیر الامم است و بهترین امت ایشانند چه هیچ ولی بمرتبهٔ صحابی نرسد پس اندکی بر سر
انصاف باید آمد و باید فهمید که اگر منع اتیان قرطاس از حضرت فاروق رض کفر می بود حضرت صدیق که
بنص قرآنی اتقای این امت خیر الامم است تنصیص بخلافت او نمی کرد و مهاجر و انصار که حق سبحانه و تعالی
در قرآن مجید خود بر ایشان ثنا فرموده است و از ایشان راضی گشته است و موعود بجنت ساخته است
با وی بیعت نمیکردند و جانشین پیغامبر نمی ساختند و چون حسن ظن بصحبت و اصحاب آنسرور علیه و علی آله
الصلوات والتسلیمات که مقدمهٔ محبت است حاصل گشت از مزاحمت این قسم شبهات نجات میسر شد
و حدس بطلان این تشکیکات پیدا آمد و اگر عیاذا بالله سبحانه حسن ظن بصحبت او و اصحاب او علیه و علیهم الصلوات
والتسلیمات پیدا نشد و بسوء ظن کشید این سوء ظن ناچار بصاحب آن صحبت و بصاحب آن اصحاب
منجر خواهد شد بلکه بمولای آن صاحب نیز خواهد رفت شناعت این امر را نیک باید دریافت ما آمن
برسول من لم یوقر اصحابه قال علیه و علی آله الصلوة والسلام فی شان اصحابه الکرام علیهم الرضوان
من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم پس محبت اصحاب مستلزم محبت او گشت علیه و
علیهم الصلوات والتسلیمات و بغض اصحاب مستلزم بغض او علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات
والتحیات و چون این مقدمات معلوم گشت بی تکلف جواب آن شبهه و امثال آن شبه حاصل شد بلکه اجوبهٔ متعدده
بحصول انجامید چه هر مقدمه از ین مقدمات توان گفت که جوابی است از اجوبهٔ معتبره چنانچه گذشت و مجموع
این مقدمات بعون الله سبحانه حسم مادهٔ این شبهه مینماید و در دفع این تشکیک از نظر بحدس می آرد کما لا یخفی

بخشش مرتبهٔ اکابر و اعالی ست و اگر شخصی با مریدی هم متهذب نشود قصور عبارت چیست سلاطین و امراء تجمل و تسلط
بخدم و حشم محتاج اند و کمالات خود را مربوط بایشان میدانند و ازینمعنی هیچ نقصانی و قصوری در مراتب ایشان نیست
چنانچه معلوم وضیع و شریف است منشاء این اشتباه عدم فرق است درمیان تمتع و انتفاعی که از جانب صاغر می آید
و تمتع و انتفاعی که از جانب عالی حاصل میگردد مبین شد که اول کمال بخشش است و ثانی نقصان افزا پس اول مجوز باشد
و ثانی ممتنع والله سبحانه الملهم للصواب ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب نود و هشتم بحضرت مخدوم زاده های جامع الاسرار و العلوم خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم صدور
یافت الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی سوال کرده بودند که علما گفته اند که حضرت حق سبحانه و تعالی
نه داخل عالم است نه خارج عالم نه متصل است بعالم و نه منفصل از عالم تحقیق این مبحث چیست جواب حصول این
نسبت دخول و خروج و اتصال و انفصال نظر بر وجود متصور است که موجودی نظر بموجود دیگر ازین نسبت خالی
نیست و در ما نحن فیه دو موجود کائن نیست تا حصول این نسبت متصور شود چه او تعالی موجود است و عالم ماسوی
او سبحانه موهوم و متخیل هر چند عالم بصنع حضرت حق سبحانه و تعالی اتقان و استحکام بر نهجی پیدا کرده است که
بارتفاع وهم و خیال مرتفع نیست و معامله تنعیم و تعذیب ابدی باو مربوط است اما ثبوت آن در مرتبه حس و وهم
است و بیرون حس و وهم او را قدمگاهی نیست بکمال قدرت اوست سبحانه که موهوم متخیل را در حق ثبات و
استقرار حکم موجود عطا فرموده است و احکام موجود بر وی جاری ساخته اما موجود موجود است و موهوم
موهوم هر چند ظاهر بینان موهوم را نظر به ثبات و استقرار او نیز موجود تصور نمایند و موجود دانند تحقیق این معنی
در کتب و رسائل خود بتفصیل نوشته است اگر احتیاج افتد آنجا رجوع نمایند پس موجود را نسبت بموهوم ازین
نسبت هیچ ثابت نباشد توان گفت که موجود نه داخل موهوم است و نه خارج موهوم و نه اتصال بموهوم
دارد و نه انفصال از موهوم زیرا که آنجا که موجود است از موهوم نامی و نشانی نیست تا تصور نسبت باو نموده
آید این مبحث را بمثالی واضح گردانم نقطه جواله که از سرعت سیر بصورت دائره متوهم میگردد موجود اینجا همان نقطه
است و صورت دائره را جز در وهم ثبوتی نیست جائیکه نقطه موجود است از دائره که موهومه آنجا نامی و نشانی
نیست درین صورت نمیتوان گفت که نقطه داخل دائره است و نیز نمیتوان گفت که خارج دائره ست و
همچنین اتصال و انفصال نیز درمیان اینها متصور نیست چه در ان مرتبه دائره نیست تا نسبتی متصور گردد
ثبت الجدار اولا ثم انقش سوال حضرت حق سبحانه نسبت قرب و احاطه خود را بعالم اثبات فرموده است و

حضرت صدیق معروف و مشهور است و حضرت فاروق میفرمودند اگر خیر داری پیدا شود این خلافت را بیک دینار بفروشم و حضرت امیر که با معاویه جنگ و جدل فرموده نه بواسطهٔ میل و رغبت در امر خلافت بوده است بلکه قتال با بغاة فرض میدانسته است و دفع اینها میکرده قال الله تبارک و تعاظم و تعالی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر الله غایة ما فی الباب چون محاربان حضرت امیر باغیان مادل اند و صاحب رای و اجتهاد اند اگرچه درین اجتهاد مخطی باشند از طعن و ملامت و از تفسیق و تکفیر دور اند حضرت امیر در شان ایشان میفرماید اخواننا بغوا علینا لیسوا کفرة و لا فسقة لما لهم من التاویل قال الشافعی و هو منقول عن عمر بن عبد العزیز تلک دماء طهر الله عنها ایدینا فلنطهر عنها السنتنا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم والصلوة والسلام علی سید الانام و علی آله و اصحابه الکرام الی یوم القیام **مکتوب نود و هفتم** بخواجه هاشم کشمی صدور یافت در جواب سوال که طلب حل مکتوب شستم کرده بوده الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی پرسیده بود که معنی این عبارت چیست که در مکتوب شستم واقع شده است انکارم که مقصود از آفرینش من آنست که ولایت محمدی بولایت ابراهیمی علیهما الصلوات والتسلیمات منصبغ گردد و حسن ملاحت این ولایت با جمال صباحت آن ولایت ممتزج شود باین انصباغ و امتزاج مقام محبوبیت محمدیه بدرجهٔ علیا رسد بدانند که منصب دلالگی و مشاطگی هیچ ممنوع و محذور نیست دلاله که بحسن دلالت دو محبوب صاحب جمال و کمال را با همدیگر مختلط سازد و حسن هر کدام را با یکدیگر مقترن گرداند کمال خدمتگاری اوست و نهایت شرف و سعادت او و از تمیم هیچ نقصی و قصوری در شان آن دو صاحب جمال لازم نمی آید و همچنین اگر مشاطگی نموده در حسن و جمال آن دو صاحب کمال بیفزاید و طراوت و زینت دیگر پیدا آرد شرافت و سعادت اوست و هیچ نقص و قصور اینها را لازم نه از انطرف نیز یه و کمال و نقصان و زین طرف شرف روزگار من باشد بالجمله انتفاع و استفاده که صاحب دولتانرا از راه غلمان و خدمه میسر گردد هیچ ممنوع و محذور نیست که مستلزم قصور و نقصان نیست بلکه کمال صاحب دولتان در خدمت غلمان و خدمه است قاصر دولتی بود که از خدمه منتفع و متمتع نبود و انتفاع و تمتع از همگنان نقصان است و استمداد و استفاده از همسران قصور قال الله تبارک و تعالی یا ایها النبی حسبک الله و من اتبعک من المومنین ابن عباس رضی الله عنهما فرموده است که سبب نزول این آیت کریمه اسلام حضرت فاروق است رضی الله عنه بدیهی است که خدمات اصاغر و سافل کبار

که گرفتار تغیر است که ظل آن بالجمله حصول نقص ست و وصول بکمال این سخن فراخور فهم هر بی سرانجامی نیست بلکه
نزدیک ست که حصول را بهتر از وصول داند سوفسطائی از بیخردی عالم را موهوم و متخیل بآن معنی گوید که آنرا ثبوت و
تحقق نیست مگر باختراع وهم و تراش خیال که اگر وهم و خیال متبدل گردد آن ثبوت و تحقق نیز متغیر شود مثلاً اگر
چیزی را وهم بشیرینی تصور کرد آن شیرینی ست اگر همان شی را وقت دیگر وهم بتلخی حکم کرد آن شی تلخ است این
بیدولتان از خلق و صنع خداوندی جل سلطانه غافل اند بلکه منکر و از انتساب و استناد که بوجود موجود خارجی
دارد جاهل میخواهند که باین ابلهی رفع احکام خارجیه که بعالم مربوط است نمایند و دفع عذاب و ثواب اخروی
دائمی را میکنند که مخبر صادق علیه و علی آله الصلوة والسلام ازان خبر داده است و احتمال تخلف ندارد اولئک
حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون سوال عالم را چون ثبات و استقرار ثابت گردید
اگرچه در مرتبهٔ وهم و خیال بود و معاملهٔ تعذیب و تنعیم ابدی نیز در حق آن اثبات نمودید چرا اطلاق وجود بروی
تجویز نمی نمائید و او را موجود نمیدانید و حال آنکه ثبوت و وجود بایکدیگر مترادف اند چنانچه مقرر متکلمین ست
جواب وجود نزد این طائفه اشرف و اکرم و اعز اشیا است و آنرا مبدا هر چیز و منشاء هر کمال میدانند
همچنین جوهر نفیس را بماسوای حق جل و علا که سراسر نقص و شرارت است تجویز نمیتوانند نمود و اشرف را باخس
نمیتوانند داد معتقدا درین امر کشف و فراست است مکشوف و محسوس ایشان ست که وجود مخصوص بحضرت حق
سبحانه و تعالی و غیر او را که موجود گویند باعتبار آنست که آن غیر انتسابی و ارتباطی هرچند مجهول الکیفیت بوده بآن
وجود ثابت ست و در رنگ ظل که باصل خود قیام دارد آن غیر نیز قائم بآن وجود ست و نیز ثبوتی که در مرتبهٔ
وهم و خیال پیدا کرده است ظلی از ظلال آن وجود ست و چون آن وجود خارجی ست و حضرت حق سبحانه و
تعالی در خارج موجود ست اگر مرتبهٔ وهم را بعد از صنع و اتقان خداوندی جل شانه ظلی از ظلال آن خارج
هم گویند گنجایش دارد و آن ثبوت وهمی را باعتبار این ظلیت اگر وجود خارجی هم دانند جائز باشد بلکه
عالم را نیز اگر باین اعتبار ظلیت موجود خارجی تصور کنند هم جائز بود بالجمله ممکن هرچه دارد مستفاد از مرتبهٔ
حضرت وجود است تعالی و تقدس زخانهٔ پدر خود چیزی نیاورده است او را بی ملاحظهٔ ظلیت وجود
خارجی گفتن امر دشوار است و شریک ساختن ست با و تعالی در اخص اوصاف او تعالی تعالی الله
عن ذلک علوا کبیرا و این فقیر در بعضی مکاتیب و رسائل خود که عالم را موجود خارجی گفته است آنرا نیز باین
بیان راجع باید داشت و بر اعتبار ظلیت حمل باید نمود و وجود را که متکلمین مترادف ثبوت و تحقق گفته باعتبار

حال آنکه موجود را بموهوم چه نسبت قرب و کدام احاطه است انجا که موجود است موهوم نانی و نشانی نسبت تا محیط و محاط منصور
گردد و شود جواب این قرب و احاطه نه از قبیل قرب جسم بجسم است و احاطه جسم بجسم بلکه این قرب و احاطه از ان نسب
است که مجهول الکیفیه و معلوم الانیه اند قرب و احاطه مرحق را سبحانه اثبات نمائیم و بآن ایمان آریم اما کیفیت آنرا ندانیم که چیست
بخلاف نسب اربعه که در سابق نفی آن نموده شده است چنانچه مجهول الکیفیه اند غیر معلوم الانیه اند نیز چه شرع بثبوت
این نسبت وارد نشده است تا اثبات شان نمائیم و کیفیت شان را مجهول دانیم هر چند معنی اتصال بی کیفی
را در رنگ معنی قرب و احاطه بی کیفی در ان حضرت جل سلطانه توان تجویز نمود اما چون اطلاق لفظ اتصال
نیامده است و قرب و احاطه آمده است متصل نباید گفت و قریب و محیط باید گفت و اطلاق انفصال و خروج و دخول نیز
در رنگ اطلاق اتصال است که نیامده است و در مثال مذکور نیز اگر نقطه جواله را نسبت بدائره موهومه احاطه
قرب و معیت اثبات نمائیم هم مجهول الکیفیه خواهد بود چه نسبت را از منتسبین چاره نیست و لیس الموجود الا النقطة الجوالة
و همچنین اتصال و انفصال و خروج و دخول بی کیفی در مثال مذکور متصور است اگرچه منتسبین ثابت نباشند چه وجود
طرفین از برای نسبت معلوم الکیفیه در کار است که متعارف و معتاد است و انچه مجهول الکیفیه است از حیطه عقل
بیرون است حکم در انجا بلزوم وجود طرفین نمودن از احکام وهمیه خواهد بود که از حیز اعتبار ساقط است که قیاس
غائب است بر شاهد تشبیه عالم را که موهوم و متخیل گفته است باین معنی است که خلق عالم در مرتبه وهم و خیال واقع
شده است و صنع او در درجه حس و اراءت بحصول پیوسته در رنگ آنکه قادری بر کمال دائره موهومه را که نصیب
او غیر از اختراع وهم و خیال نیست در مرتبه وهم و خیال خلق فرماید و بصنع کامل خود آنرا در ان مرتبه اتقان و استحکام بخشد
بنهجی که اگر وهم و خیال بالکلیه مرتفع گردد ثبوت آن خلل نپذیرد و در بقای آن قصور پیدا نکند این دائره موهومه مصنوعه
هر چند ثبوت در خارج ندارد و موجود در خارج همان نقطه است لیس الا انتسابی بوجود خارجی دارد و استنادی بوجود خارج
او را حاصل است چه اگر نقطه نبود دائره آنرا کجا تا شی شود ع خوشتر آن باشد که سر دلبران * گفته آید در حدیث
دیگران * این دائره را اگر روپوش آن نقطه گوئیم گنجایش دارد و اگر مرآت شهود آن نقطه گوئیم هم گنجایش دارد
و اگر دلیل و هادی بآن نقطه گوئیم نیز میگنجد روپوش گفتن نظر بعوام است و مرآت شهود و ظهور دانستن مناسب مقام
ولایت است و ملائم ایمان شهودی و دلیل و هادی گفتن مناسب مرتبه کمالات نبوت است و ملائم ایمان بغیب
که از ایمان شهودی اتم و اکمل است چه در شهود از گرفتاری ظل چاره نبود و در غیب ازین گرفتاری فارغ است
در غیب هر چند بالفعل حاصل ندارد اما واصل است و گرفتار اصل است و در شهود هر چند حاصل دارد اما غیر واصل است

کثرت شرارت از کجا ناشی شد ما ورای عدم وجود ست که شرارت باو راه نیافته است جواب عدم چنانچه مرآت
وجود ست و مظهر خیر و کمال ست وجود نیز مرآت عدم ست و مظهر شر و نقص ست ابلیس علیه اللعنة در جانب
عدم شرارت را از عدم گرفته است که آن عدم موطن شر ست و در جانب وجود نیز شرارت متوهمه را اخذ نموده
است که از راه مرآتیت و مظهریت عدم در مرآت وجود ظاهر شده بود پس حامل شرارت طرفین شد ذاتی و عرضی
اصلی و ظلی پس ناچار را خو لیا و وجود شرارت نما و را از نیستی و لاشیئیت که از صفات عدم بوده محروم ساخته
مع ذلک در جانب وجود شرارتی که از مرآتیت عدم متوهم شده بود و نیز نصیب او آمد ناچار بخسارت ابدی
رسانید ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب والسلام علی من اتبع الهدی
علی من التزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله من الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها **مکتوب نود و نهم** بمیر محمد نعمان
صدور یافته در جواب سوالهای که کرده بودند بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی
پرسیده بودند که گاه هست که سالک در وقت عروج خود را در مقامات اصحاب انبیا علیهم الصلوات والتحیات
که باجماع از و افضل اند مییابد بلکه بسا است که خود را در مقام انبیا علیهم الصلوات والتحیات مییابد حقیقت این
معامله چیست بعضی مردم ازینجا مساوات آن سالک بارباب آن مقامات توهم میکنند و شرکتی او را در مقامات
عالی آن مقامات در تخیل می آرند و باین توهم و تخیل رد و طعن او مینمایند و زبان ملامت و شکایت در حق
او دراز میکنند کشف غطا از روی این معما باید نمود جواب آنست که وصول سافل بمقامات عالی گاه هست که
از قبیل وصول فقرا و محتاجان بود که بابواب اصحاب دول و بامکنهٔ خاصهٔ ارباب نعم میسر گردد تا ازینجا حاجات خواسته
خواهند و از دول و نعم ایشان دریوزه نمایند و دراز کاری بود که این وصول را مساوات و شرکت فهمد و بسا
که این وصول از قبیل تماشائی بود که بوسایط و وسائل سیر اماکن خاصهٔ امرا و سلاطین نماید تا بنظر اعتبار تماشا
کند و عجبی تعلو پیدا آرد توهم مساوات ازین وصول چه گنجایش دارد و تخیل شرکت ازین سیر و تماشا چه متصور
بود و وصول خادمان بامکنهٔ خاصهٔ مخدومان تا حقوق خدمتگاری بجا آرند محسوس وضیع و شریف است
ابلهی بود که ازین وصول توهم مساوات و شرکت نماید بهر فراشی و مگس رانی و شمشیر برداری قرین سلاطین
عظام است و در خاص امکنهٔ ایشان حاضر خیلی خبط می طلبد که اینجا توهم شرکت و مساوات نماید ع بلای
دردمندان از در و دیوار می آید سامردم از برای غریبی بهانه می طلبند و از برای طعن و تشنیع او محلی میجویند حضرت
حق سبحانه و تعالی انصاف شان دهاد بایستی که در حق ضعیفی محملی از برای رفع شر و در دفع ملامت می طلبیدند

معنی لغوی خواہد بود والا وجود کجا و ثبوت کجا وجود را جم غفیر از ارباب کشف و شہود و از اہل نظر و استدلال
عین حقیقت واجب الوجود تعالی گفته اند و ثبوت از معقولات ثانویه است شتان ما بینهما **فائده** وجود چنانچه
مبداء ہر خیر و کمال ست و منشاء ہر حسن و جمال عدم که مقابل وے ست ہر آئینه مبداء ہر شر و نقص بود
و منشاء ہر قبح و فساد اگر وبال ست ازو ناشی است و اگر ضلال ست ہم ازو پیدا مع ذلک ہنر ہا
نیز در وی مودوع ست و خوبیہای ہم در وی مکنون در تقابل وجود خود را نیست مطلق ساختن و لاشئ
محض گردانیدن از خوبیہای اوست و نیز خود را وقایۂ وجود ساختن و شرور و نقائص را بخود گرفتن ہم
از ہنرہای خوب اوست و نیز مرآت وجود گشتن اظہار کمالات او نمودن و ہمچنین آن کمالات را در بیرون
خانه علم از یکدیگر ممتاز ساختن و از اجمال به تفصیل آوردن از صفات مستحسنۂ اوست بالجمله خدمتگاریہای
وجود ازو برپاست و حسن و جمال و کمال مر وجود را از قبح و شر و نقص او ہویداست استغنای وجود
از افتقار اوست و عز وجود از ذل او عظمت و کبریائی مر وجود را بواسطه سفل و دناءت اوست
و شرافت وجود از خساست او پیداست و خواجگی وجود از بندگی او ہویداست منم استاد را استاد
کردم ٭ غلامم خواجه را آزاد کردم ٭ ابلیس لعین که منشاء ہر فساد و ضلال ست از عدم ہم شرتر ست
و ہنرہا که در عدم کائن است آن بیدولت از ان ہنرہا ہم بی نصیب ست قول انا خیر منه که ازوے
صادر شده است حسم مادۂ خیریت ازوی نموده است و بشرارت صرف دلالت نموده عدم چون نیستی و لاشیئت
خود با وجود تقابل نموده تا چار مردود و مطرود نشد حسن تقابل را از عدم باید آموخت که تقابل ہستی به
نیستی بنماید و در تقابل کمال نقص پیش می آید و چون عزت و جلال در طرف می افتد ذل و انکسار
خود را بنماید لعین مطرود گویا شرارتہای عدم را بعلت تکبر و تمرد که داشت بخود کشیده است و متخیل میگرد
که در عدم غیر از خیریت کم چیزے گزاشته بلے تا خیر نباشد مرآت و مظہر خیر نمیتوانند شد لا تحمل عطایا الملک
الا مطایاه مثل مشہور است و معلوم گشت که ابلیس ناہمدرین کار خانۂ عالی درکار بوده است که گناہے
نموده مزبلہ ہای ہمه را بر سر خود بگیرد و تطہیر دیگران نماید اما آن بیدولت چون از راه تکبر و ترفع در آمد و
خیریت خود را در نظر در آورد عمل خود را حبط گردانید و از اجر محروم ماند خسر الدنیا والآخرة فی الحقیقت نشان
حال اوست بخلاف عدم با وجود شرارت و نقصو اتی و نیستی ذاتی که داشت از حرمان بر آورده بمرآتیت حضرت
وجود مشرف گردانیده ست فی گفت که من نیم شکر خورد ٭ شاخی که بلند شد تبر خورد ٭ سوال در ابلیس

من المومنین ابن عباس رضی الله عنهما فرموده است که سبب نزول این آیه اسلام حضرت فاروق ست پس بعد
از حضرت صدیق رضی الله عنه فضلیت او متعین بود لهذا اجماع صحابه و تابعین بر افضلیت این دو اکابر منعقد گشت چنانچه گذشت
و حضرت امیر رضی الله عنه نیز فرموده است که ابو بکر و عمر رضی الله عنهما افضل این امت اند هر که مرا بر ایشان فضل دهد مفتری ست او را تازیانه
زنم چنانچه مفتری را زنند تحقیق این بحث در کتب و رسائل خود بتفصیل نموده این مقام زیاده برین گنجایش ندارد الهی بود
که خود را عدیل اصحاب خیر البشر علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات سازد و بجاهلی باشد از اخبار و آثار که خود را از سابقان
تصور نماید لیکن باید دانست که این دولت سبقت که باعث افضلیت است مخصوص بقرن اولست که بشرف صحبت خیر
البشر مشرف ست علیه و علی آله الصلوات و السلام در قرون دیگر این معنی مفقود ست که لاحقان بعضی قرون از
سابقان قرون دیگر افضل باشند بلکه در یک قرن روا است که لاحق از سابق آن قرن افضل باشد حضرت حق سبحانه
و تعالی طاعنان را بینا گرداناد بر شناعت طعن مسلم و طرد مومن بمجرد توهم و تخیل و بر قباحت تکفیر مسلم و تضلیل و
بمحض تعصب و تعنت چه علاج خواهند کرد که اگر قابل تکفیر و شایان تضلیل نباشد آن کفر و ضلال بارباب
آن قال خواهد گشت و از مرمی بکفر برامی کفر خواهد پیوست چنانچه در حدیث نبوی آمده است علیه و علی آله الصلوة
و السلام ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین بر اصل سخن رویم
و از شق ثانی بیان نمائیم و گوئیم اگر در حق صاحب این حال طاعنان این اعتماد ندارند و معامله او بکفر نمی سازند
هم از دو حال بیرون نیستند و اقعه او را بر کذب و بهتان حمل می نمایند این خود سوء ظن ست نسبت بمسلم که محظور
شرعی ست و اگر او را کاذب نمی دانند و معتقد شرکت و مساوات نمی انکارند پس وجه طعن و ملامت چیست
و تشنیع و تعییب او حرام ست و اقعهٔ صادقه را بر محامل نیک حمل باید کرد نه آنکه صاحب واقعه را تشنیع و تقبیح
باید فرمود اگر گویند که وجه اظهار این قسم حال شور انگیز چیست گوئیم که ظهور این قسم احوال ازین مشائخ طریقت
بسیار آمده است و عادت مستمرهٔ ایشان گشته است لیس هذا اول قارورة کسرت فی الاسلام و بی اراده صادقه
نخواهد بود گاه هست که مقصود ازین نوشتن اظهار احوال موهومه است پیش شیخ طریقت خود تا صحت و سقم حال بیان
نماید و بر تعبیر و تاویل آن اطلاع بخشد و گاهی مقصودش ازین نوشتن تحریص و ترغیب طلاب و تلامذه است و گاهی
باشد که مقصودش نه این نه آن بوده باشد بلکه بمجرد سکر و غلبهٔ حال برین گفتگوی رو نماید چند زند و نفسی راست کند
مدعی نطلال ست کسیکه مقصود او اظهار این قسم احوال شهرت و قبول خلق باشد این احوال و بال وست
و استدراج ست که متضمن خرابی اوست ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک رحمة انک

و در حفظ عرض مسلمانی میکوشیدند امر ایشان که طعن مینمایند از دو حال خالی نیست اگر اعتقاد آرند که صاحب اینحال معتقد شرکت و مساوات است با ارباب آن مقامات عالی پس ورا کافر و زندیق تصور میکنند و از زمرهٔ اهل اسلام بر آرند چه شرکت در نبوت و مساوات با انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات کفر است و همچنین افضلیت شیخین علیهم الرضوان باجماع صحابه و تابعین ثابت شده است چنانچه نقل کرده اند آنرا اکابر ائمه که یکی از ایشان امام شافعی است علیهم الرضوان بلکه فضل مرجمیع صحابهٔ کرام را است بر باقی است چه هیچ فضیلتی بفضل صحبت خیر البشر علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات عدیل نتواند شد فعل یسیر که از اصحاب علیهم الرضوان در وقت ضعف اسلام و قلت مسلمانان از برای تائید دین متین و نصرت سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات صادر شده است اگر دیگران در تمام عمر بریاضات و مجاهدات طاعتها نمایند بمرتبهٔ فعل قلیل اصحاب نرسد لهذا آن سرور فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام که اگر انفاق نماید یکی از شما مانند کوه احد طلا را نرسد آن انفاق بمد شعیر اصحاب که انفاق نمایند بلکه بنصف مد هم نرسد و افضلیت حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه ازین راه آمده است که او اسبق سابقان است در ایمان و در بذل نفس و انفاق اموال کثیره در خدمات لائقه لهذا در شان او نازل شده است کریمه لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا وعد الله الحسنی جمعی نظر بر کثرت فضائل و مناقب دیگران انداخته در افضلیت او توقف مینمایند نمیدانند اگر سبب افضلیت کثرت فضائل و مناقب بودی بسا است که بعضی از احاد است که این فضائل دارند از نبی خود افضل باشند که این فضائل ندارد پس مایه افضل دیگر است وراء این فضائل و مناقب و آن بزعم این فقیر اسبقیت تائید دین و اقدمیت انفاق اموال و بذل نفس است در نصرت احکام دین رب العالمین و چون پیغمبر اسبق از جمیع است از همه افضل باشد و همچنین هر که درین امر اسبق است از مسبوقان افضل است سابق گویا در امر دین استاد و معلم لاحقان است لاحقان از انوار سابقان استفاده مینمایند و از برکات ایشان استفاضه میفرمایند و درین امر بعد از نبی ما علیه الصلوة والسلام صاحب این دولت عظمی صدیق رضی الله تعالی عنه است که اسبق سابقان است در انفاق اموال کثیره و در مقاتله و مجاهدهٔ شدیده و در بذل عرض و جاه و در رفع فساد و تباه از جهت تائید دین و نصرت سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات پس فضیلت از دیگران او را مسلم باشد و حضرت پیغمبر علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات عزت و غلبهٔ اسلام را چون که بیاری حضرت فاروق طلبیده و حضرت حق سبحانه و تعالی در نصرت حبیب خود در عالم اسباب نیز باو کفایت فرموده است و گفته یا ایها النبی حسبک الله و من اتبعک

دائمی را کما ینبغی درک نمیکردند بلی تا جوع نکشد لذت طعام نیابد و تا مبتلا نشود قدر فراغ نداند پس گو یا مقصود
از تالم موقت ایشان تحصیل کمال تلذذ دائمی شان ست جمال ست که برای ابتلاء عوام بصورت جلال در حق این بزرگواران
ظاهر گشته است یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا جواب دوم آنکه بلیات و محن هرچند نزد عوام از اسباب تالم است اما
نزد این بزرگواران هرچه از جمیل مطلق جلشانه برسد از اسباب التذاذ شان ست از بلایا همان لذت بگیرند که از
نعما بلکه از بلایا بیشتر محظوظ اند که خالص مراد محبوب ست و در نعما این خلوص نیست که نفس نیز خواهان نعماست و
گریزان از بلایا پس بلا نزد این اکابر بهتر از نعمت بود و التذاذ ایشان از بلا بیش از نعمت باشد حظی که ایشانرا
در دنیا است از بلیات و مصائب ست اگر دنیا این نمک نمیداشت نزد ایشان بجوی نمی ارزید و اگر این
حلاوت در وی نمی بود در نظر شان عبث می نمود ؎ غرض از عشق تو ام چاشنی درد و غم ست ؛ ورنه زیر فلک
اسباب تنعم چه کم ست ؛ پس دوستان او تعالی هم در دنیا متلذذ اند و هم در آخرت محظوظ و مسرور و این لذت
دنیای ایشان بحظ آخرت شان جنگ ندارد و آن لذت دیگر است که بحظ آخرت جنگ دارد که عوام را حاصل و
است الهی چیست این که دوستان خود را کرامت کردی که هرچه سبب تالم دیگران ست سبب التذاذ شان
است هرچه دیگرانرا زحمت این بزرگوارانرا رحمت ست و نعمت دیگران نقمت شان ست مردم در شادی شاد اند
و در غمی غمناک و این بزرگواران هم در شادی شاد اند و هم در غم فرحناک چه نظر شان از خصوصیات افعال جمیله
و رذیله برخاسته بر جمال فاعل آن افعال که جمیل مطلق ست مقصور گشته است و بحب فاعل افعال نیز محبوب
شده و التذاذ بخشیده هرچه در عالم مراد فاعل جمیل جلسلطانه صادر شود اگرچه از قسم ایلام و اضرار شان باشد آنچیز عین
مراد محبوب شان ست و سبب التذاذ ایشان خداوندا اینچه فضل و کرامت ست که چنین دولت خفیه و نعمت هنیئه را
از چشم زخم اغیار پوشیده بدوستان خود عطا فرموده و همواره ایشانرا بمراد خود قائم ساخته محظوظ و متلذذ داشته و گرفتاری محنت
و تالم که نصیب دیگران ست از این بزرگواران رفع گردانیده و ننگ و رسوائی که عیب دیگران ست جمال
و کمال این طائفه علیه ساخته و در عین نامرادی مراد شان ودیعت نهاده این التذاذ و سرور عاجل شان را
برعکس دیگران سبب ترقیات حظوظ آخرت گردانیده ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم جواب
سوم آنکه این دار دار ابتلاست که حق با باطل ممتزج ست و محق با مبطل مختلط اگر بدوستان محن
و بلا ندهند و بدشمنان بدهند دوست از دشمن متمیز گردد و حکمت اختبار و آزمایش باطل شود و
آن منافی ایمان بغیب ست که سعادت دنیویه و اخرویه در ضمن آن مودع است و کریمه

انت الوهاب و ما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم و ایضاً پرسیده بودند که سبب
چیست که انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات و اولیا علیهم الرضوان در دنیا ببلا و مصائب مبتلا باشند و بیشتر ببلیات
و محن گرفتار بودند کما قیل ان اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل و حضرت حق سبحانه در کتاب مجید
خود میفرماید ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ازین کریمه مفهوم میشود که هر که کسب سیئات بیشتر نماید مورد مصیبت
بیشتر بود پس باید که غیر انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات و غیر اولیا علیهم الرضوان باشد ببلا و مصائب گرفتار
بوند انبیا و اولیا علیهم الصلوات والتسلیمات اولاً و ثانیاً و ایضاً آن بزرگواران علیهم الصلوات والتحیات
اضافة و تبعاً محبوبان حق اند جل و علا و از خواص مقربان او ‌اند تعالی به محبوبان و خواص مقربان بلیات
و محن حواله نمودن چرا بود و ایذای ایشان بکدام وجه درست باشد دشمنان در ناز و نعیم و دوستان در بلیات و محن
مقیم چون باشند بدان ارشدک الله و هداک سواء الصراط دنیا موضوع از برای تنعیم و تلذذ نیست آخرتے
ست که برای تنعیم و تلذذ معد گشته است و چون دنیا و آخرت با یکدیگر نسبت ضدیت و نقاضت دارند و رضا
یکی مستلزم سخط دیگری ست ناچار تلذذ در یکی مستلزم تألم در دیگرے بود پس هر که در دنیا بیشتر متلذذ و متنعم بود
در آخرت بیشتر متألم و متندم باشد و همچنین هر که در دنیا ببلیات و محن بیشتر مبتلا باشد در آخرت تنعمات
و تلذذات زیاده تر محظوظ و مسرور باشد و بقاے دنیا نسبت بقاے آخرت کالشی حکم قطره داشت
نسبت بدریای محیط بلی متناهی را به غیر متناهی چه نسبت بود پس ناچار بمقتضای کرم دوستان را بمحنت چند روزه
اینجا مبتلا باید داشت تا به تنعمات ابدی حظ و سرور نمایند و دشمنان را بموجب مکر و استدراج بتلذذات قلیله محظوظ
باید ساخت تا بتألمات کثیره گرفتار باشند سوال کافر فقیر که در دنیا و آخرت محروم ست تألم او در دنیا مستلزم
تلذذ او در آخرت نگشت و حکمتش چیست گوییم کافر دشمن خداست جل سلطانه و مستحق عذاب دائمی ست در دنیا
رفع عذاب از وی نمودن و بوضع وی گذاشتن در حق وی عین تنعم و تلذذ نفس احسان ست لهذا بر فقیر بنیاد حق
کافر اطلاق جنت نموده اند غایت ما فی الباب بعضی از کفار را در دنیا هم رفع عذاب نمایند و هم از تلذذات دیگر بخشند
و بعضے دیگر را رفع عذاب نمایند و از تلذذات دیگر هیچ نه دهند بلکه بالتذاذ فرصت در رفع عذاب اکتفا نمایند لکل فی ذلک حکم
و مصالح سوال حضرت حق سبحانه و تعالی بر همه چیز قادر ست و توانا ست که دوستان را هم در دنیا تلذذات بخشند و هم
در آخرت تنعمات کرامت فرماید و تلذذ در یکی مستلزم تألم در دیگری در حق ایشان نباشد جواب این بچند وجه است یکی آنکه
اگر در دنیا بلیات و محن چند روزه نمی کشیدند قدر و نعمت تلذذات و تنعمات ابدی را نمی شناختند و نعمت صحت و عافیت

حضرت زہرہ رضی فرمودند پدر ترا اہمین محنت ست وبس و بیشتر ہیچ مکروہی واقع نیست چہ دولت ست کہ عذاب انشد و ابقی بمحنت چندروزہ رفع شود و بادوستان اینمعاملہ کنند و با دیگران این معاملہ نکنند و کفارت ذنوب ایشان اینجا کما ینبغی نمایند بلکہ مجازات ایشان را با آخرت انداز ندپس ناچار دوستان بکثرت درد و بلای دنیوی احق باشند و دیگران لائق این دولت نبو ندکہ گناہان شان کبار ند و بالتجا و تضرع و استغفار و انکسار کمتر بہرہ دارند و بر کسب معاصی دلیر ند و بعزم و جد تحصیل ذنوب مینمایند و از تمرد نیز خالی نیند و قریب ست کہ بآیات خداوندی جلشانہ استہزاء و استنکاف نمایند جزا باندازہ جریمہ است اگر جریمہ خفت دارد و صاحب جریمہ ملتجی و متضرع ست آن جریمہ قابل کفارت باشد ببلای دنیوی و اگر جریمہ عظمت و شدت و ثقل دارد و صاحب آن جریمہ متمرد و متکبر ست آن جریمہ شایان جزای اخروی ست کہ اشد و ادوم ست و ما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون نوشتہ بودند کہ مردم استہزا و سخریہ مینمایند و میگویند کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ با دوستان خود چرا محنت و بلا بدہد و چرا ہمیشہ بناز و تنعم ندارد و باین گفتگوی نفی انبیاء خواہند کفار نیز در حق آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام مثل این سخنان مے گفتند

وقالوا مالہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق لولا انزل علیہ ملک فیکون معہ نذیرا او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منہا مدار امثال این سخنان بر انکار آخرت ست و انکار عذاب و ثواب دائمی ست و نیز مدار بر اعتداد و اعتنای تلذذات فانیہ عاجلہ است کسیکہ ایمان بآخرت دارد و عذاب و ثواب آخرت را دائمی میداند بلا و محنت عاجلہ چند روزہ در نظر او ہیچ نمی درآید بلکہ این محنت موقتہ کہ سبب راحت موبدہ ست عین رحمت تصور کنند و بہ گفتگوی ہر دم نروند و درد و بلا و محنت گواہ عدل محبت است کورباطنان اگر منافی محبت تصور کنند چہ توان کرد و غیر از اعراض از جاہلان و از مقولہ ایشان علاج نیست فاصبر صبرا جمیلا و جواب دیگر از اصل سوال آنکہ بلا تازیانہ محبوب ست کہ محب را از التفات بماسوای محبوب منع نمودہ بکلیت متوجہ جناب قدس محبوب گرداند پس شایان درد و بلا دوستان باشند و این بلا مکفر کسب سیئہ است کہ التفات بماسوای ایشان باشد و دیگران لائق این دولت نباشند و چرا ایشان را برو رو بجانب محبوب نیارند ہر کرا میخواہند بزور و ضرب بجانب محبوب مے آرند و او را بمحبوبیت برمیدارند و ہر کرا نمی خواہند او را بادی گذارند اگر سعادت ابدی دارد براہ انابت دست و پا زدہ بامداد فضل و عنایت

ان الذین یؤمنون بالغیب وکریمه ولیعلم الله من ینصره ورسله بالغیب ان الله قوی عزیز رمزیست ازین معنی پس خاک
در چشم دشمنان انداخته دوستان را نیز بصورت محن و بلا مبتلا گردانیده تا حکمت ابتلا و آزمایش تمام شود و دوستان در عین
بلا متلذذ باشند و دشمنان کور باطن خائب و خاسر بوند یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا معامله انبیا علیهم الصلوات
والتسلیمات با کفار همین بوده است که گاهے غلبه ازینجانب بود و گاهے ازان جانب در جنگ بدر نصرت از جانب
اهل اسلام بوده است و در جنگ احد اهل کفر غلبه نموده اند قال الله تبارک و تعالی ان یمسسکم قرح
فقد مس القوم قرح مثله وتلک الایام نداولها بین الناس ولیعلم الله الذین امنوا ویتخذ منکم شهداء والله لا یحب
الظالمین ولیمحص الله الذین امنوا ویمحق الکافرین جواب چهارم آنکه حضرت حق سبحانه هر چند بر همه چیز قادر ست
و توانا ست که دوستان را هم اینجا از نعم و کرامت فرماید و هم آنجا لیکن این معنی منافی حکمت و عادت اوست
و او سبحانه تعالی دوست میدارد که قدرت خود را در تحت حکمت و عادت خود مستور دارد و اسباب و علل را
روپوش جناب قدس خود فرماید پس بحکم تناقضیست دنیا و آخرت دوستان را از محن و بلیه دنیا چاره نبود تا تنعمات
آخرت هنی و مرئی بر ایشان باشند و رمزی ازین معنی در جواب اصل سوال در ما تقدم گذشته است و بر سر اصل
سخن رویم و تتمه جواب از اصل سوال بیان نمائیم و گوئیم که سبب درد و بلا و مصیبت هرچند کسب ذنوب و سیئات
ست اما بلا و مصیبت فی الحقیقت مکفر آن سیئات است و مزیل ظلمات آن ذنوب است پس کرم آنست که
دوستان را بیشتر بلا و محن بدهند تا کفارت ایشان نماید و ازاله ظلمات ذنوب ایشان فرماید سیئات و ذنوب
دوستان را در رنگ سیئات و ذنوب دشمنان تصور نکنند حسنات الابرار سیئات المقربین شنیده باشند و اگر ذنب
و عصیان نیز از ایشان صادر شود در رنگ ذنب و عصیان دیگران نخواهد بود نزدیک ست که از قسم سهو و
نسیان بود و از عزم و جد دور باشد قال الله تبارک و تعالی و لقد عهدنا الی ادم من قبل فنسی ولم نجد له عزما پس
کثرت درد و بلا و مصائب دلالت بر کثرت کفارت سیئات دارد نه بر کثرت کسب سیئات دوستان را بیشتر بلا بدهند
تا کفارت ذنوب ایشان نموده پاک و پاکیزه برند و ایشان را از محنت آخروی محفوظ دارند منقول ست که در
وقت سکرات موت آنحضرت دوران بی آرامی و بیقراری آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام حضرت
فاطمه رضی الله تعالی عنها از کمال شفقت و مهربانی که در حق آن حضرت داشت و آنحضرت در حق حضرت
زهرا فرموده بود الفاطمة بضعة منی نیز بی آرام و بیقرار بود چون آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام دائما از
حضرت فاطمه رضی الله تعالی عنها دران وقت آن اضطراب و التهاب مشاهده فرمودند از برای تسلی

کرده اند و بزوال حس و وهم نیز مرتفع نمیشوند توان گفت که این آثار و احکام خارجی اند شما از ترقیات عدم چه
تعجب دارید اینهمه کر و فر کائنات مبنی بر عدم ست کمال قدرت خداوند را جل شانه مشاهده نمایند که از عدم
اینهمه کارخانه را چنین ساخته است و کمالات وجود را بنقائص و ظاهر فرموده راه ترقی او در کمال و نتایج ست
که صور علمیه اسمای واجبی جل سلطانه در حجرهٔ او متمکن اند و با وهم بستر اند و در کنار او نشیند و از صورت بحقیقت و از
ظلال باصل شاهراه افتاده است کور باطن بود که احساس آن ننماید ان هذه تذکرة فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا
لفظ ذهن و خیال شمارا در اشتباه نیندازد و آثار و ترقیات را در نظر شما دشوار ننماید که هر معامله که هست بیرون
علم و خیال نیست غایة ما فی الباب از خیال تا خیال فرق ست خلق در مرتبه خیال دیگر ست و اختراع
وهم و خیال دیگر اول نفس امری ست و توان گفت که موجود خارجی ست نیز و ثانی ازین دولت قلیل النصیب
ست و این ثبات و استقرار قلیل تجددی ثبت ازین هر دو عدم را که در معرفت علیحده نوشته است و نقل
آنرا میر محب الله برده اگر ذوق داشته باشند آنرا ملاحظه نمایند ایضاً از فنا و بقا پرسیده بودند معنی این کلمه را
در کتب و رسائل خود این فقیر بسیار جا نوشته است مع هذا اگر خفائی در و مانده باشد علاجش حضور و شفاه
ست تمام حقیقت در نوشتن نمی آید اگر می آید اظهار آن از صلاح دور مینماید تا کسی چه فهمد و چه دریابد فنا و بقا
شهودیست وجودی نیست که بنده ناچیز شود و بحق تعالی متحد گردد و العبد عبد دائماً و الرب رب سرمداً زنادقه
اند که فنا و بقا را وجودی تصور نمایند و می انگارند که بنده رفع تعینات وجودی خود نموده باصل خود که منزه
از تعینات و قیود ست متحد میگردد و از خود ناچیز گشته برب خود بقا پیدا میکند در رنگ قطره که از خود فانی
گشته بدریا ملحق شود و رفع قید خود نموده بمطلق متحد گردد اعاذنا الله سبحانه عن معتقداتهم السوء حقیقت فنا عبارت
از نسیان ما سوای اوست سبحانه و عدم گرفتاری ست بغیر او تعالی و پاک ساختن ساحت سینه است
از جمیع مرادات و خواستهای خود که مناسب مقام بندگی ست و مناسب مقام بقا قیام عبد ست بمرادات مولای
خود جل سلطانه و مرادات او سبحانه عین مرادات خود یافتن ست بعد از شهود آیات انفسی و ایضاً پرسیده
بودند که سیری که در بیرون النفس نوشته آن کدام باشد سیر مراتب عشر عالم خلق و عالم امر و سیر هیئت
وحدانی داخل النفس مینماید پس سیر در ماورای النفس کدام باشد بدانند که النفس در رنگ آفاق ظلال اسمای الهی
است جل سلطانه و چون ظل بتفضل خداوندی جل شانه خود را فراموش ساخته متوجه اصل خود گردد
و محبت باصل خود پیدا کند ناچار بحکم المرء مع من احب خود را همان اصل خواهد یافت و انا بسے کے خود را

بمقصود خواهد رسید و الا او در اندوه کار او و اللهم لا تکلنی الی نفسی طرفة عین پس معلوم شد که مرادان را بیشتر بلا نامزد میشود
از مریدان لهذا آن سرور علیه و علی آله الصلوٰة و السلام که رئیس مرادان و محبوبان ست فرموده است
ما اُوذِیَ نبیٌّ مثلَ ما اُوذیتُ پس بلا معنے دلالگی پیدا کرد که بحسن دلالت خود دوست را بدوست میرساند
و از التفات بغیر دوست پاک گرداند عجب معامله است دوستان اگر کرورها یابند بدهند و بلا را بخرند
و دیگران کرورها بدهند و دفع بلا خواهند سوال گاه هست که در وقت درد و بلا از دوستان نیز
اضطرابی و کراهتی مفهوم میگردد وجهش چیست جواب آن کراهت و اضطراب صوریست و بمقتضاے
طینت بشری ست که در ابقاے آن حکم و مصالح ست چه جهاد و معادات بالنفس بے آن متصور
نیست شنیده باشند بیقراری و بے آرامی که از ان سرور دین و دنیا که در وقت سکرات موت
ظاهر میشد علیه و علی آله الصلوٰة والسلام آن بقیه جهاد بالنفس بوده است تا خاتمهٔ خاتم الرسل علیهم الصلوات
والتحیات بر جهاد با دشمنان خدا متحقق گردد و شدت مجاهدات دلالت دارد تا حسم مواد صفات بشریت
نماید و نفس را در کمال انقیاد آورده بحقیقت اطمینان رساند و پاک و پاکیزه سازد پس بلا دلاله یار
محبت گشت و هر که محبت ندارد بدلاله چه کار دارد و دلالگی بچه کار او می آید و نزد او چه قدر قیمت داشته
باشد وجه دیگر از برای درد و بلا آنست که محب صادق از مدعی کاذب متمیز گردد چه اگر صادق ست بدرد
و بلا متلذذ و محظوظ خواهد شد و اگر مدعی ست نصیبش از بلا کره و تالم ست و باین تمیز مهتد نشود مگر کسیکه
شائبه از صدق داشته باشد تا حقیقت کره و تالم را از صورت کره و تالم جدا سازد و حقیقت صفات
بشریت را از صورت صفات بشریت علیحده نماید الولی یعرف الولی رمزیست ازین بیان والله سبحانه
الهادی الی سبیل الرشاد و ایضاً پرسیده بودند که عدم لاشی محض گفته اند پس او را وجود نباشد
و چون وجود نداشته باشد با وجودیکه در ذهن پیدا کرده باشد او را آثار و ترقیات چون بود و اگر بود ذهنے
بود از دائرهٔ خیال چون بر آید بدانند که عدم هر چند لاشی ست اما آنهمه کارخانهٔ اشیا باو برپاست و
منشاء تفصیل و کثرت اشیا مرآت اوست و صور علمیهٔ اسماء الٰهی جل سلطانه که در مرآت عدم منعکس
گشته او را متمیز ساخته است و ثبوت علمی بخشیده ناچار از لاشیئیت محض نیز او را برآورده است و
منشاء آثار و احکام گردانیده و این آثار و احکام در بیرون خانهٔ علم نیز کائن اند و در مرتبهٔ حس و وهم
نیز ثابت و چون باستحکام صنع خداوندی جل شانه در ان مرتبه ثبات و استقرار پیدا

فہرست جلد ثالث مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

صفحہ	مضمون
۵	مکتوب ۱ بمیر محمد نعمان در جواب سوال از قربت افعال و صفات واجبی جل سلطانہ۔
۶	مکتوب ۲ بمخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در مواعظ
۷	مکتوب ۳ بمیر محب اللہ دربیان معنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ
۱۱	مکتوب ۴ بمیر محمد نعمان در تاویل آیۂ کریمہ لا یسع الخ
〃	مکتوب ۵ بمیر موصوف در بعضے از احوال و اذواق
۱۲	مکتوب ۶ بشیخ بدیع الدین در آنکہ ایلام از انعام محبوب تر است
۱۳	مکتوب ۷ بمیر محب اللہ دربیان تحمل ابتلاے خلق۔
〃	مکتوب ۸ بمولانا محمد صدیق دربیان صلات غیب
〃	مکتوب ۹ بمیر محمد نعمان دربیان آیۂ کریمہ ما آتکم الرسول
۱۴	مکتوب ۱۰ میرزا محمد نعمان در بیان آیۂ کریمہ اذا سألک عبادی
۱۵	مکتوب ۱۱ بمیر شمس الدین در جامعیت انسان۔
۱۶	مکتوب ۱۲ در فوائد تضرع در تحریص بر متابعت۔
۱۷	مکتوب ۱۳ بمیر محب اللہ در تحریص بر متابعت صاحب شریعۃ۔
〃	مکتوب ۱۴ بمیر شمس الدین در جواب سوال او از واجب الوجود۔
۱۸	مکتوب ۱۵ بمیر محمد نعمان دربیان لذت ایلام انعام زیادتر است۔
۱۹	مکتوب ۱۶ بمولانا احمد ردمینی در سر عدم اطلاع سالک احوال خود را۔
۲۰	مکتوب ۱۷ بمصالحہ دربیان عقائد دینیہ۔
۳۳	مکتوب ۱۸ بمیر محمد نعمان دربیان بی تعلقی از ما سوا الخ
۳۴	مکتوب ۱۹ بمیر محمد نعمان فی الصبر والرضاء۔
〃	مکتوب ۲۰ بمولانا امان اللہ در بلندی ہمت۔
۳۵	مکتوب ۲۱ بمیر محمد نعمان در جواب سوال او از مشار الیہ بودن او تعالے بضمائر و فضل زہاد کیفیت حکم حق تعالے بذات جل سلطانہ۔
۳۶	مکتوب ۲۲ بملا مقصود دربیان مراد از نجاست مشرکان۔
۳۸	مکتوب ۲۳ بخواجہ ابراہیم در آنکہ او تعالے بتوسط انبیا از ذات و صفات خود خبر دادہ۔
۴۴	مکتوب ۲۴ بملا محمد مراد دربیان بزرگی اصحاب کرام
۴۷	مکتوب ۲۵ بملا طاہر دربیان نتائج و در ترقی مراتب کہ از ذکر الخ
۴۸	مکتوب ۲۶ بمیر محمد نعمان دربیان ذات و صفات واجب تعالیٰ۔
۵۲	مکتوب ۲۷ بملا علی کشمیری دربیان آنکہ بندہ را باید کہ از مرادات خود برآمدہ الخ۔
۵۳	مکتوب ۲۸ بملا صالح دربیان کیفیت تصدق بارواح موتی۔
۵۵	مکتوب ۲۹ بمیر محب اللہ در فہم بعضے کلمات و آیات قرآنی

بر همان اصل خود خواهد انداخت و همچنین چون آن اصل را اصل دیگر ست ازین اصل بآن اصل خواهد رفت بلکه خود را عین آن اصل خواهد یافت و هلم جرا الی ان یبلغ الکتاب اجله این سیر سیر ماورای آفاق و انفس است اما بدانند که جمیع سیر انفسی را سیر فی اللہ گفته اند آن سیر که گفته شد ماورای این سیر ست که گفته اند چه این سیر حصولی ست و آن سیر وصولی و فرق در میان حصول و وصول در مکاتیب متعدده بتفصیل نوشته است از انجا معلوم کرده باشند دیگر از اقربیت ذات و صفات و افعال واجبی جل سلطانه پرسیده بودند بیان آن نیز بحضور تعلق دارد و مناسب نیست که نوشته شود و اگر نویسد متعلق است معلوم نیست که بفهم در آید و اگر بتحریر حضور هم مفهوم گردد مغتنم است دیگر از کمالات مرتبهٔ نبوت پرسیده بودند که فنا و بقا و تجلی و مبدائیت تعین همه در مراتب کمالات ولایات ثلثه است و سیر در مراتب کمالات نبوت بچه روش ست بدانند که در مراتب عروج تا زمانیکه با یکدیگر متمیز اند و از اصلی باصلی دیگر رفته میشود آن همه کمالات داخل دائرهٔ ولایات است و چون این تمیز برطرف میشود این تفصیل کم گردد و معامله باجمال و ببساطت صرف افتد و شروع در کمالات مرتبهٔ نبوت بود و درین مرتبه نیز هرچند وسعت ست ان اللہ واسع علیم اما آن وسعت وسعت دیگر ست و اگر تمیز ست هم تمیز دیگر زیاده ازین چه نویسد و چه مفهوم شود ربنا اتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا گاه بعضے اسرار نماز را که پرسیده بودند جواب آن را بوقت دیگر انداخته شد که الحال وقت بسیار تنگ است دست زمانه و اهل زمانه سرقه کرده و چیزے نوشته میشود بفقیر رحم بکنید و بر استغفار دلیر نباشید ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکفرین الحمد للہ رب العالمین و المنة اولا و اخرا و الصلوة علی رسوله دائما و سرمدا و علی آله الکرام و صحبه العظام الی یوم القیام

تمام شد جلد ثانی
مکتوبات امام ربانی

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۹۸	مکتوب ۵۹ بخواجه شرف الدین در ارجاع حوادث الخ	۱۴۰	مکتوب ۸۱ بخواجه جمال الدین در حل معامله تعبیر واقعه
〃	مکتوب ۶۰ بخواجه محمد عبد الصمد در بیان عدم حیثیت فاعلی انسان	۱۴۱	مکتوب ۸۲ بمخدوم زادہا در اظہار محبت آلام مهاجرت
۱۰۰	مکتوب ۶۱ بمخدوم زاده محمد سعید در آنکه عارف الخ	۱۴۲	مکتوب ۸۳ بحضرت مخدوم زادہا در برکات عسکر۔
۱۰۱	مکتوب ۶۲ به خواجه محمد معصوم در انتقاے شغلے	〃	مکتوب ۸۴ بحافظ عبد الغفور در آداب این طریقه
۱۰۲	مکتوب ۶۳ بمیر منصور در کشف سر حاطه و قرب معیت او تعالے	۱۴۳	مکتوب ۸۵ بمخدوم زادہا در وعظ حفظ اوقات۔
۱۰۴	مکتوب ۶۴ بخواجه محمد سعید و محمد معصوم در فناے اتم	〃	مکتوب ۸۶ بدرویش حبیب در کثرت ظهور خوارق و قلت آن
۱۰۷	مکتوب ۶۵ بمولانا فقیر احمد بعبارت بقاے ذات عارف الخ	۱۴۵	مکتوب ۸۷ بمولانا صالح در اسرار مرید و افرادی خود
۱۰۸	مکتوب ۶۶ به محمد مقیم قصوری در جواب سوال او۔	۱۴۶	مکتوب ۸۸ بخواجه محمد سعید در اسرار خلت خلیل الخ
۱۰۹	مکتوب ۶۷ بمیر منصور در حقیقت کائنات۔	۱۵۳	مکتوب ۸۹ بقاضی اسمٰعیل در شرح سخن شیخ روزبہان۔
۱۱۱	مکتوب ۶۸ به محمد ہاشم در تحقیق مرتبه دہم۔	۱۵۷	مکتوب ۹۰ به محمد ہاشم در معیت حق تعالی بدیده دل در جهان
۱۱۲	مکتوب ۶۹ بقاضی موسیٰ در ترغیب التزام شریعت۔	۱۵۹	مکتوب ۹۱ بمولانا طاہر در جواب دو سواله او۔
۱۱۳	مکتوب ۷۰ مولانا اسحٰق در تحریص بر صحبت ارباب جمعیت۔	۱۶۳	مکتوب ۹۲ بفقیر ہاشم در استماع کلام حق۔
〃	مکتوب ۷۱ به محمد عبد الصمد در بیان تمیز موہوم و موجود حقیقی	۱۶۴	مکتوب ۹۳ بمخدوم زادہا در تحقیق تعین اول وجودے
۱۱۵	مکتوب ۷۲ بخواجه حسام الدین در جواب سوال خواندن	۱۶۶	مکتوب ۹۴ بمخدوم زادہا در رد قائل کمال جمال ذاتے
۱۱۶	مکتوب ۷۳ بخواجه محمد سعید در اسرار صفت حیات۔	۱۷۰	مکتوب ۹۵ بمولانا صالح در اسرار مخصوصه ولایت حضرت ایشان۔
۱۱۸	مکتوب ۷۴ بخواجه محمد معصوم در شرح کلام صاحب فصوص	۱۷۲	مکتوب ۹۶ به محمد ہاشم در اسرار که متعلق بدو اسم مبارک آن سرور صلعم است۔
۱۲۱	مکتوب ۷۵ به محمد ہاشم در تجلی افعال و صفات۔	۱۷۴	مکتوب ۹۷ بصوفی قربان جدید در سر موہوم بودن عالم۔
۱۲۵	مکتوب ۷۶ بخواجه محمد معصوم در علو شان العلم۔		مکتوب ۹۸ به حاجی عبد اللطیف در شرح التذاذ در حسن موسوے۔
۱۲۷	مکتوب ۷۷ بخواجه محمد سعید در اسرار حقیقت کعبه ربانی		
۱۳۰	مکتوب ۷۸ بمخدوم زادہا در اظہار اشتیاق۔		
۱۳۱	مکتوب ۷۹ بمخدوم زاده در اسرار بیچونے ذات۔		
۱۳۷	مکتوب ۸۰ بمخدوم زاده در شناسائی ذات موہوب عارف		

صفحہ	مضمون
۵۶	مکتوب ۳۰ بمیر محمد نعمان در بیان عروج بمراتب اصول۔
۵۷	مکتوب ۳۱ بہ ملا بدر الدین در تحقیق عالم ارواح و عالم مثال و عالم ابہام۔
۵۹	مکتوب ۳۲ بمقصود علی در بیان خطرات۔
۶۱	مکتوب ۳۳ بملا شمس الدین در بیان تحقیق سخن شیخ شرف الدین یحیی منیری کہ گفتہ تا کافر نشود و مسیر بلور بتر دو باد رخود جفت نشود مسلمان نشود۔
۶۴	مکتوب ۳۴ بہ والدۂ میر محمد امین در نصیحت۔
۶۵	مکتوب ۳۵ بہ مرزا منوچہر در تعزیت و نصیحت
〃	مکتوب ۳۶ بمیر محمد نعمان در رفع شبہات منکران عذاب قبر۔
۶۷	مکتوب ۳۷ بمولانا محمد طاہر ہر چہ از جمیل سبحانہ آید جمیل باشد۔
〃	مکتوب ۳۸ بملا محمد ابراہیم در معنے استغراق اسمی و در جیہ ارباب فقر۔
۶۸	مکتوب ۳۹ در خاتمہ جلد اول۔
〃	مکتوب ۴۰ بخواجہ حسام الدین در جواب طلب مشورہ بہ سفر حج۔
〃	مکتوب ۴۱ بیکے از صالحات در نصائح ضروریہ۔
۷۵	مکتوب ۴۲ بخواجہ محمد ہاشم در بشارت او۔
۷۶	مکتوب ۴۳ بمخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد معصوم و خواجہ محمد سعید در بیان مکالمہ کہ در وقت محفل سلطان وقت گذشتہ
۷۹	مکتوب ۴۴ بمیر عبد الرحمن در رفع شبہات منکران رویت اخروی۔
۸۰	مکتوب ۴۵ بمولانا سلطان سرہندی در علو شان قلب مومن۔
۸۱	مکتوب ۴۶ فی العروج و النزول الی حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید۔
۸۲	مکتوب ۴۷ بسلطان وقت در اسرار دعا و مدحت علما و صلحا۔
۸۳	مکتوب ۴۸ بخواجہ محمد از اسرار اقربیت او تعالے۔
۸۵	مکتوب ۴۹ بمیر محمد نعمان در آنکہ عام حضورے کہ عارف للجود بود الخ
۸۶	مکتوب ۵۰ بہ قاضی نصر اللہ در فرق میان استدلال علما و ارباب ظاہر۔
〃	مکتوب ۵۱ بہ ملا شیر محمد در فرق میان تصدیق قلب و یقین آن۔
۸۷	مکتوب ۵۲ بہ محمد ہاشم در فنائے نفس و قلب الخ
۸۸	مکتوب ۵۳ فی زوال العین و الاثر بخواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ
۹۱	مکتوب ۵۴ بخان جہان در اتباع شرع متین۔
۹۲	مکتوب ۵۵ بہ مرزا خان از نکوہش رجوع از فقر بغنا۔
۹۳	مکتوب ۵۶ بخواجہ محمد عبد الصمد در تاسف بر صحبت گذشتہ
۹۴	مکتوب ۵۷ بہ مولانا حمید در بیان حدوث عالم۔
〃	مکتوب ۵۸ بخواجہ صلاح الدین در آنکہ وجود ممکنات در مرتبۂ وہم است

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمن
شمع کاشانهٔ هدایات و عرفان مصقلهٔ آئینهٔ صافی دلان مورد انوار الهامات یزدانی اعنی
از دفتر
مکتوبات امام ربانی
جلد
از ارشادات علیه غوث صمدانی حضرت مجدد الف ثانی مرتبه و مدونه مریدان خاص الخاص حضرت قدس سره العزیز
در مطبع منشی نولکشور لکهنؤ بطبع مزین مطبوع شد

صفحہ	مضمون
۱۷۵	مکتوب ۹۹ بمیر مومن بلخی در اظہار شکر نعم ظاہرًا و باطنًا
۱۷۶	مکتوب ۱۰۰ بشیخ نور الحق در کشف اسرار گرفتاری حضرت یعقوب بحضرت یوسف علیہما السلام با بعضے اسرار غریبہ و عجیبہ
۱۹۳	مکتوب ۱۰۱ بشیخ عبد الصمد در منع تفسیر و تاویل آیات قرآنی بر طبق مذاق فلاسفہ۔
	مکتوب ۱۰۲ بجناب میر محمد نعمان در ترغیب مجاہدات و ایراد تربیت طالبان حق جل و علا۔
۱۹۴	مکتوب ۱۰۳ بشیخ حمید در ترہیب او بر قصور احوال و ترغیب بر حصول تکمیل و کمال۔
۱۹۵	مکتوب ۱۰۴ بحضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بشارت وصول بہ بعضی مراتب ایشانرا۔
〃	مکتوب ۱۰۵ بہ شیخ حسن در جواب کتابت او۔
۱۹۶	مکتوب ۱۰۶ بحضرت مخدوم زادہا در بیان واقعہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ و بشارتہای علیا یافتہ۔
۱۹۸	مکتوب ۱۰۷ در بیان سبب فتور در نسبت رابطہ بخواجہ محمد اشرف
〃	مکتوب ۱۰۸ بملا طاہر خادم در بیان معاملہ وصل الی الاصل
〃	مکتوب ۱۰۹ بحضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بیان آنکہ ایجاد عالم در مرتبہ وہم است۔
۲۰۰	مکتوب ۱۱۰ نیز بحضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بیان آنکہ معاملہ کہ عارف بجائے میرسد کہ صورت ہیچ معلومی در وی حصول نمیکند الخ۔
۲۰۲	مکتوب ۱۱۱ بشیخ محمد در بعضے از اسرار غریبہ منقول المعنی بمقام قاب قوسین او ادنی و سر آنکہ عارف کامل شمائل خود در انبیاء [illegible]
۲۰۳	مکتوب ۱۱۲ بقاضی اسلم در آنکہ صفات حقیقیہ او تعالی نہ عین ذاتند و غیر ذات۔
〃	مکتوب ۱۱۳ بملا سلطان سرہندی در بیان آنکہ صفات او تعالی بحیات و علم و سائر کمالات متصف اند۔
۲۰۵	مکتوب ۱۱۴ در تحقیق صفات واجبی تعالی و کیفیت تعلق علم او تعالی بکمالات خویش۔
۲۱۱	مکتوب ۱۱۵ بمرزا حسام الدین در جواب استفسار رسالہ
۲۱۲	مکتوب ۱۱۶ بخواجہ ابو المکارم در ترغیب بخدمتگاری خلق اللہ
〃	مکتوب ۱۱۷ بمولانا شیخ غلام محمد در بیان معنی آیہ کریمہ ان فی ذلک لذکرا
۲۱۶	مکتوب ۱۱۸ بمولانا عبد القادر در شرح قول صاحب عوارف در بیان حدیث ما نزل من القرآن الخ
۲۲۱	مکتوب ۱۱۹ بمولانا شیخ مودود محمد در بیان شرح قول صاحب [illegible]
۲۲۲	مکتوب ۱۲۰ بمیر منصور در بیان اختیار کردن عزلت۔
۲۲۳	مکتوب ۱۲۱ در حل عبارت مکتوبیکہ متضمن اسرار است۔
۲۳۱	مکتوب ۱۲۲ بمولانا حسن دہلوی در ظہور حقیقت محمدی
۲۳۸	فصل در جواب سوالہ مولانا حسن کشمیری دہلوی
۲۴۹	احوال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْاِتْمَامِ وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

منبع الکنوز والبشارات ملاح بحر الملاحة مصباح بیت الصباحة آلصلاحین البحرین المصلح بین الفئتین مستشهد
المتکلمین متمسک المتوحدین برهان السلف سلطان الخلف وثیقة هذه الوفود طلیعة المهدی الموعود ذکاء
الاصل والفرع سنا الدین والشرع وارث سید البشر منور المائة الحادیة عشر مجدد الالف الثانی
الامام الربانی ع کجا گردد ز وصفش خامه آگاه + چه نم دریابد از دریا پرکاه + همان بهتر گزین پس گوش
یا شم + سرا لیم لغمه و خاموش باشم + مسمی المصطفی بالاسم الذی بشر به علیه الشیخ احمد بن الشیخ عبد الاحد
الفاروقی نسبا والحنفی مذهبا والنقشبندی مشربا فی الفروع ادام الله سبحانه ظل حیاته علی
العالمین وارواهم من بحار برکاته الی یوم الدین حبذا وقت وحال آن ناظران سلیم البال که چون
سواد نظر بدین مداد که سواد اعظم اسرار وحکم است بکشایند و باعلام ربانی ازان مداد همه امداد حضور یابند و
ازان سواد سویدای دل را پرنور و خوش آب وتاب کنند ای آن قاریان مستقیم الاحوال که چون لسان شان آشنای
این فنگرفت قلزم گردد با امام سبحانی جان شان در شکر و سکر گردد و مرحبا مر آن مجلسان پاک نهاد و
مستعدان نیک اعتقاد را که چون از غایت وقت وغموض جمال این نکات ورموز که ورا طور عقل
است برایشان پرده نکشاید به عدم یافت وقصور دریافت خویش راجع داشته راه صدق و یاین باشند
ع کسی را از ایشان جز ایشان نداند + گویان همه را مسلم دارند و نقد ثمرات سعادات ابدیه ازان بدست آرند
ذلک لمن خشی ربه واحسرتا از آن خوانندگان کج بین و شنوندگان سخن چین که آنچه ازین لمعات غیبیه بفهم شان
درآید و موافق طبع شان آید به مهارة قال و بحث خیال صاحب این مقال راجع دارند و آنچه ازین بیان
چنین و چنان نیاید از کوتاهی نظر زبان زبان خویش دراز کنند و بحکم المرء لایزال عدوا لما جهل جنگ جنگ
ساز کنند ندانسته اند که این طائفه علیه در اظهار این اسرار خفیه در میان نیند ع ایشان نیند این همه
الحان از مطرب است + الله سبحانه اخوان ما را بسرائر عیب خویش واسرار غیب پاک دلان صفا کیش بینا
گرداناد و از قید کید وغل غل مخلصان عالم السر که به پای دل وگردن خاطر دارند مخلص بخشاد و آنکه گفتم
در اظهار اسرار در میان نیند شاهد آن نیز اهم از کلینه صاحب اسرار بشنوند ع بر حال تو هم حال تو برهان و دلیل
چون جلد اول مکتوبات معدن الفتوحات که در المعرفت نام اوست و تاریخ اختتام یافت بعضی تشنگان
زلال مقال بعرض اقدس رسانیدند که اگر اشاره عالیه وارد شود انتهار اسرار رسی که بعد ازین از چشمه نمای سمه
گوهر نثار انبلاع بیابد جمع نموده در پی جلد ثانی پدید آرد گردد و بندگان حضرت از غایت انکسار و خشیت در جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد این کلمات طیبات و حروف عالیات کہ ہر نقطہ از ان مرکز پرکار دلہاے بیقرار و آتش محبت ذاتیہ سیت
سپند چشم زخم اغیار و خال زینت بخش رخسار عروسان حقائق و مردمک ابصار دور بینان دقائق و دُرّة
التاجیت از دریاے مواج احدیت کہ ید طولای باطن از کان غواصی بساحل آورده و نافۂ جان بخشی ست
از ناف آہوی بیداے ہویت کہ بنان بیان سیاحی بمحفل آورده اعنی اللہ تعالے فقرا رہ ہذا الدر الیتیم
در روح مشام ارواحہم ہذا الشمیم ؎ زہر یک نقطہ اش چون نافہ پر شمیم وصل جانان میرزند سر + و لے
آن کز بر و دت دو زکام است + چہ داند نافہ اش گرد ر مشام است + سراپم مدح آن سلاح غواص لجم خورشید را
چون ذرّه رقّاص + ہمین فرزند فاروقست چون آب + کنون نطق از زبان او کند آب + سراپا
نسخۂ اخلاق فاروق + بزہر منقصت تریاق فاروق + چراغ نقشبند ہفت محفل + نگاہش نقشبند غیر از
دل + غوث الخلائق غواص الحقائق معراج الوصول منہاج القبول خزینة الرحمة دفینة الحکمة مشرق
القلوب مشرق الغیوب نجۃ العمل حجۃ الکمل حدقة الاخیار حدیقة الاخیار نور الطریقة نور الحقیقة
زین العالمین عین العالمین عروة المناعروة الرجا مرآت الارادة مرقات المحبة مطلع الرموز و الاشارات

باد الی یوم التناد و بحق الحق الهادی الی سبیل الرشاد مکتوب اول بسیادت پناه میر محمد نعمان در جواب
سوال وارد از اقربیت افعال و صفات و ذات واجب جلّ سلطانه و رد یافت بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی صحیفه شریفه وصول یافت تصدیع بسیار کشیده حق سبحانه و تعالی
سعی ایشانرا مشکور گرداناد چون مکرراً از اقربیت افعال و صفات و ذات واجبی جل سلطانه
استفسار نموده اند و واله این بیان اند بعضی در رت اینقدر رو مینماید بدانند که هر شئی بماهیت خود
آن شئی است و از برای ثبوت ماهیت مر آن شئی را هیچ جعل جاعل در کار نیست که ثبوت
شئی مر نفس خود را ضروری است ازینجا گفته اند که جعل در نفس ماهیات ثابت نیست و ماهیت
مجعول نیستند و جعل جاعل از برای اتصاف ماهیات بوجود در کار است فعل صبّاغ در اتصاف ثوب
است به لون نه آنکه ثوب را ثوب سازد و لون را لون گرداند که آن محال است که تحصیل حاصل است پس
جعل در نفس شئی نشد بلکه در اتصاف شئی بوجود شد پس ثابت شد که شئی بماهیت خود خود شئی است
و این معنی در نظر کشفی در ظل شی و عکس شئی مفقود است که عکس و ظل بماهیت ظلی و عکسی خود ظل و
عکس نیست بلکه بماهیت اصل خود ظل و عکس گشته است چه ظل ماهیت ندارد و همان ماهیت اصل است
که بظل خود را ظهور نموده است پس اصل اقرب باشد ظل را از نفس خود چه ظل باصل خود ظل است نه بنفس خود
و چون عالم ظلال و عکوس افعال واجبی است جل سلطانه ناچار افعال که اصول او بیند از عالم
بعالم اقرب باشند و همچنین افعال ظلال صفات واجبی اند جل شانه ناچار صفات بعالم از عالم و از
اصول عالم که افعال باشند اقرب باشند که اصل الاصل اند و چون صفات نیز ظلال حضرت ذات اند تعالی
و حضرت ذات جل سلطانه اصل جمیع اصول است لاجرم حضرت ذات تعالی بعالم از عالم و از افعال و صفات
واجبی اقرب باشد اینست بیان اقربیت او تعالی که در حیز تحریر و بیان آید عقلاً اگر بر سر انصاف بیایند محل که
قبول این معنی نمایند و اگر قبول ننمایند غم نیست که خارج از مبحث اند و چون درین بیان مقدمات معقوله
نیز مندرج است اگر سیادت پناهی میر شمس الدین علی را نیز در مطالعه این مکتوب شریک سازند گنجایش دارد
و نوشته بودند که شروع در جلد ثالث مکتوبات نمایند چنین کنند که اهل الله در هر چه صلاح بینند
محل که مبارک باشد و چون بمیر مشار الیه تفویض این امر مینمایند فرمایند که نسخه را متعدد سازند
و یک نقل آنرا بسرهند فرستند و مسودات را بمحافظت نگاه دارند شاید احتیاج افتد

فرمودند این همه علوم که تبیین و تحریر یافت دران فکرت و حیرتم که آیا مقبول و مرضی بوند یا نه آنگاه خاموش گشته
منتظر صد بشارت و اشارت گشتند فردای آن روز فرمودند که دوش ندا دردادند و ظاهر ساختند که این همه علوم که نوشته
بل هرچه در گفتگوی تو آمده همه مقبول و مرضی است که اشارت بنوشتهای من کرده فرمودند این همه ما گفته ایم و
بیان ماست و دران وقت همه آن علوم را بنظر نیز در آوردند و من بریک یک اجمالاً و تفصیلاً نظر میکردم سیما
در علومی که وقتی مرا در آنها تردد بود همه را دران حکم داخل یافتم الحمد لله علی الاحسان پس قلم محترم را نگارش
اسرار قدم جریان دادند و چون آن جلد بنود و نه مکتوب رسید که مطابق اسماء حسنی است بر همان ختم نمودند در
سال که تاریخ آن از نور الخلائق هویدا است بعضی مکاتیب که بعد ازان بر منصه گذارش و صحیفه نگارش
آمد الامیر النسیب والسید الحسیب قطب زمانه در یگانه بیت در تقریر در بحری و کانی + تن تجرید را روحی
و جانی + دم از آئینه سازد نور زائل + دم او صیقل آئینه دل + معدن الایقان والعرفان محمد نعمان بن
شمس الدین یحیی الشهیر بمیر بزرگ البدخشانی سلمه الله وابقاه که از کمل خلفا بزرگ حضرت ایشانند
و با مر عالی آنحضرت در صوبه دکن رهنمای بریه و مروج این طریقه علیه اند التماس نمودند که آن لآلی منثوره را فراهم
آورده وقیمه جلد ثالث بروی کار آید با جابت مقرون گشت و چون جمع مکاتیب بسی و چند رسید میان
حضرت سیادت پناه و خادمان این درگاه مهاجرت صوری ضروری حائل گشت و حضرت ایشان را
نیز مدت روزگار طویل ضمیر بی نظیر بتحریر معارف و تقریر مکاشف نیامد تا آنکه بتائید هدایت خدا وندی
جلشانه بعد از چندین ساله آرزومندی این ضعیف که نام او در آخر مکتوب اول این جلد بقلم شریف
رفته در سال ۱۰۳۱ که از لفظ خاک نشین مبرهن است بخاک نشینی عتبه علیه استسعاد یافت مقارن آن دریای
لسان الغیب و انبوب بیان حضرت ایشان در تموج تقریر و جوشش تحریر آمد و از غایت رحمت و
عنایت آن غریب نواز این کمترین بجمع آن مسودات و نقل آن از سواد به بیاض ممتاز گردیده با تمام جلد ثالث
در همان سال که از لفظ ثالث نیز معین است سر فراز شد و چون شمار مکاتیب بصد و سیزده رسید که
موافقت آن بعدد حروف باقی هویدا است و لیکن اعتبار تقریر این بغایت شایان و زیبا بر همان
انجام یافت در رساله که کاس الراسخین ملوح آنست بعد ازان مکتوبی را که بتازگی علوم جدیده و اسرار
غریبه ظهور یافته بود فرمودند که مسک الختام گردد و چنان شد که بالحاق آن مطابق عدد سور قرآنی
عیان شد الحمد لله اولاً و آخراً و باطناً و ظاهراً طلاب را ازین مائده پر فائده قوت جان و قوت ایمان

بامور لاطائل صرف نکنند و بغیر ذکر الهی جل شانه باید که هیچ چیز نپردازند اگر مطالعه کتب و تکرار طلبه بود وقت ذکر است
هوا ہائے نفسانی را که آلهه باطله اند در تحت لا آرید تا تمام منتفی شوند و هیچ مرادی و مقصودی در سینه نماند حتی که
خلاصی من که بالفعل از اهم مقاصد شما است نیز باید که مراد شما نباشد و بتقدیر و فعل و اراده او تعالی راضی
باشید و در جانب اثبات کلمه طیبه غیر از غیب هویت که وراء الوراء معلومات و متخیلات است هیچ نباشد
غم حویلی و سرا و چاه و باغ و کتب و اشیاء دیگر خود سهل است باید که هیچ چیز مزاحم وقت شما نشود و غیر از مرضیات
حق جل و علا مراد و مرضی شما نباشد اگر ما مردیم این همه اشیا حسرت که در حیات مارفته باشد هیچ فکر نکنند اولیاء
این امور را باختیار خود گذاشته اند تا باختیار او تعالی این امور را بگذاریم و شکر بجا می آریم و امید است که از
مخلصان باشیم بفتح لام جائیکه نشسته اند همانجا وطن انگارند حیات چند روزه هر جا که گذرد باید که بیاد حق
جل شانه بگذرد معامله دنیا سهل است متوجه آخرت باشند و والده خود را تسلی دهند و ترغیب آخرت نمایند اند
ملاقات یکدیگر اگر حق سبحانه تعالی خواسته باشند میسر خواهد شد و الا بتقدیر او تعالی راضی باشند و دعا کنند که در
دار السلام جمع گردیم و تلافی ملاقات دنیا را بکرم او تعالی در آخرت خواهیم نمائیم الحمد لله علی کل حال مکتوب سوم

بسیادت مآب میر محب الله مانکپوری صدور یافته در بیان معنی کلمه طیبه لا اله الا الله الحمد لله و سلام
علی عباده الذین اصطفی لا اله الا الله نیست هیچ احدے که استحقاق الوهیت و معبودیت داشته
باشد مگر خدای بی همتای جل شانه که واجب الوجود است و از سمات نقص و حدوث منزه و مبرا است
زیرا که مستحق عبادت که عبارت از کمال تذلل و خضوع و انکسار است کسی است که جمیع کمالات او را
ثابت است و جمیع نقائص از وی مسلوب است و همه اشیا بوی در وجود و توابع وجود محتاجند و او
بهیچ چیز در هیچ امر محتاج نه و نفع و ضرر با اوست و هیچ بی اذن او هیچ یکے ضرر و نفع نمیتواند رسانید
الحاصل کسے باین صفات کامله غیر او تعالی نیست و نشاید که باشد چه اگر غیر با این صفات کامله بی زیادتی
و نقصان متحقق شود غیر نخواهد بود لان الغیرین متمایزان و لا تمایز ثمه و اگر اثبات غیریت باثبات تمایز
نمائیم لازم می آید نقص او که منافی الوهیت و معبودیت است زیرا که اگر جمیع کمالات او را اثبات نکنیم
تا تمایز پیدا کنند لازم می آید نقص او و همچنین اگر جمیع نقائص از وی مسلوب نه نمائیم نیز نقص لازم است
و اگر اشیا بوی محتاج نباشند پس چه مستحق عبادت ایشان بود و اگر او بشئ از اشیا در امرے
از امور محتاج بود ناقص باشد و همچنین اگر نفع و ضرر نباشد اشیا را با وجه احتیاج بود و چرا

دیگر فقیر در رفتن و ماندن شما حیران است از بسکه حریص ملاقات شما است برفتن شما طلب نمی تواند کشود
و بماندن هم دلالت نمیتواند نمود که مبادا بسبب فوت مصالح جمع کثیر باشد اینقدر هست که اگر بروند خواجه
محمد هاشم را فرستند که چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید که جوان قابل ظاهر
میشود و مشار الیه در پای شما است و مذاق وی از شما استفسارها را با و حواله فرمایند که جواب گرفته بخدمت
شما رسانند والسلام مکتوب دوم بحضرت جامع الاسرار والعلوم مخدوم زادهای گرامی خواجه محمد معصوم
سلمه الله تعالی ورود یافته در مواعظ و انقطاع از خلق و توسل بجناب حضرت حق سبحانه و تعالی الحمد لله
رب العالمین فی السراء والضراء وفی الیسر والعسر وفی النعمة والنقمة وفی الرحمة والزحمة وفی الشدة والرخاء
وفی العطیة والبلاء والصلوة والسلام علی من ما اوذی نبی مثل ایذائه وما ابتلی رسول نحو ابتلائه لهذا صار
رحمة للعالمین وسید الاولین والآخرین فرزندان گرامی وقت ابتلا هرچند تلخ و بمزه است اما اگر فرصت
دهند مغتنم است که درینوقت چون شما را فرصت داده اند حمد خداوند جل شانه بجا آورده متوجه کار خود باشند
و یک لمحه و لحظه فراغت بخود تجویز نکنند و یکے از سه چیز باید که خالی ازان نباشند تلاوت قرآن مجید
و ادای نماز بطول قراءة و تکرار کلمه طیبه لا اله الا الله باید که بکلمه لا نفی آلهه ماسوا هاے نفس خود نماید و دفع
مقاصد و مرادات خویش کنند مراد خود طلبیدن دعوی الوهیت خود کردن است باید که هیچ مرادی را
در ساحت سینه گنجائش نبود و هوسے در متخیله تا نه حقیقت بندگی متحقق شود مراد خود خواستن مستلزم
دفع مراد مولاے خود است و معارضه کردن است بصاحب خود اینمعنی مستلزم نفی مولاے خود است
و اثبات مولویت خود قبح این امر را نیک دریافته نفی دعوی الوهیت خود نمایند تا زمانیکه از هوا و هوسها تمام
پاک گردند و جز مراد مولا مراد دیگرے نداشته باشند اینمعنی بعنایت الله سبحانه امید است که در ایام بلا و در
اوقات ابتلا بسهولت میسر گردد در غیر این ایام این هواها و هوسها سدهاے سکندریه است در گوشه ها
خزیده باین امر مشتغل باشند که فرصت مغتنمست در زمان فتن اندک را به بسیار قبول مینمایند و در غیر زمان
فتن ریاضات و مجاهدات شاقه درکار است خبر شرط است ملاقات واقع شود یا نه نصیحت همین است که مراد
و هوسے نمانند والده خود را نیز باینمعنی مطلع سازند و دلالت نمایند باقی احوال این نشأه چون گذرنده
است چه در معرض بیان آرد بر خردان شفقت دارند و بخواندن ترغیب نمائید و اهل حقوق را تا توانند از
جانب ما راضی سازند و بدعاے سلامتی ایمان ممد و معاون باشید مکرر مکرر نوشته میشود اینوقت را

وهم نفی شریک استحقاق عبادت بلکه اهم واحوج وانفع درین راه نفی شریک استحقاق عبادت است که مخصوص
بدعوت انبیا است علیهم الصلوات والتحیات والتسلیمات مخالفان که ملتزم ملت انبیا نیستند علیهم الصلوات
والتسلیمات نیز بدلائل عقلیه نفی شریک وجوب وجود می نمایند و واجب الوجود جل شانه را یکی میدانند اما
از معامله استحقاق عبادت غافلند و از نفی شریک استحقاق عبادت فارغ از عبادت غیر تحاشی ندارند و از
عبادت دیر تکاسل نورزند انبیا اند علیهم الصلوات والتحیات که هدم دیر می نمایند و رفع استحقاق
عبادت غیر میفرمایند مشرک بلسان این بزرگواران آنکس است که بعبادت غیر حق سبحانه گرفتار
است اگرچه بنفی شریک وجوب وجود قائل باشد چه اهتمام اینها بنفی عبادت ماسوای حق است
سبحانه که بعمل و معامله تعلق دارد و مستلزم نفی شریک وجوب وجود است پس تا زمانیکه کسی بشرائع
این بزرگواران علیهم الصلوات والتسلیمات که منبی از نفی استحقاق عبادت ماسوی است متحقق نشود
از شرک نرهد و از شعبهای شرک عبادت آلهه آفاقی و انفسی نجات نیابد که شرائع انبیا علیهم الصلوات
والتحیات متکفل این معنی است بلکه مقصود از بعثت شان تحصیل این دولت است و در غیر شرائع
این بزرگواران نجات ازین شرک میسر نیست و توحید بی التزام ملت اینان علیهم الصلوات والتحیات
ممکن نه قال الله تبارک و تعالی ان الله لا یغفر ان یشرک به مراد الکریمة ما اراد الله سبحانه و یحتمل
ان یراد لا یغفر ان لا یلتزم بالشرائع لان عدم التزام الشرائع لازم للشرک فذکر الملزوم واراد اللازم
ثم یندفع ما یتوهم من ان الشرک کما لا یغفر لا یغفر انکار سائر الشرعیات ایضا فما وجه التخصیص و یحتمل ان یکون
معنی ان یشرک به ان یکفر به لان انکار الشرائع کفر بالله سبحانه فلا یغفر والعلاقة بین الشرک والکفر
بالخصوص والعموم فان الشرک کفر خاص من مطلق الکفر فذکر الخاص واراد العام ثم یندفع ما یتوهم من
ان الشرک کما لا یغفر لا یغفر انکار سائر الشرعیات ایضا فما وجه التخصیص باید دانست که عدم
استحقاق عبادت مر غیر حق سبحانه را بدیهی است لا اقل حدسی است کسیکه معنی عبادت را نیک
فهم نماید و غیر حق سبحانه را نیک تامل کند بی توقف حکم بعدم استحقاق عبادت نماید مر آن غیر را مقدماتی
که در بیان این معنی آورده میشود از قبیل تنبیهات است که بر بدیهیات نمایند اگر در نقض و مناقضه و معارضه
برین مقدمات گنجائش ندارد نور ایمان باید تا بفراست درک این مقدمات نماید بسیاری از بدیهیات
است که بر ابلهان و قاصر فهمان مخفی مانده است و همچنین جمعی که بمرض ظاهر و علت باطن گرفتار اند

مستحق عبادت ایشان باشد و اگر احدی بی اذن او باشیاء ضرر و نفع تواند رسانید او بیکار می افتد
و مستحق عبادت نمیماند فلا یکون الجامع لهذه الصفات الکاملة الا واحد لا شریک له و لا یستحق للعبادة
الا هو الواحد القهار سوال اگرچه تمایز باین صفات بر نہجیکه مبین گشته است مستلزم نقص است که منافی الوہیت
و معبودیت است اما تواند بود که آن غیر صفات دیگر داشته باشد که باعث امتیاز گردد و ہیچ نقص لازم
نبود هر چند ما آن صفات را ندانیم که چیست جواب آن صفات نیز خالی نیست از صفات کامله است
یا از صفات ناقصه بهر تقدیر محذور مذکور لازم است هر چند ما آن صفات را بخصوص ندانیم که چیست
اینقدر معلوم است که از دائره کمال و نقصان خارج نیست و بهر تقدیر نقص دامنگیر است چنانچه گذشت و دلیل
دیگر بر عدم استحقاق معبودیت غیر حق سبحانه و تعالی آنست که او تعالی هرگاه در جمیع ضروریات وجود
و توابع وجودی اشیا کافی باشد و نفع و ضرر اشیا باو سبحانه مربوط بود دیگری بیکار و بی مآل محض بود
و ہیچ احتیاجی اشیا را باو نباشد پس استحقاق عبادت او را از کدام راه پیدا شود و اشیا چرا بذلت
و خضوع و انکسار باو پیش آیند کفار بد کردار غیر حق سبحانه را عبادت کنند و اصنام تراشیده را معبود
خود سازند بزعم فاسد آنکه ایشان نزد حق سبحانه و تعالی شفعاء ما خواهند بود و بتوسل اینها بحضرت
حق سبحانه تعالی تقرب خواهند نمود زهی بیخردان از کجا دانسته اند که ایشان را مرتبه شفاعت
خواهد بود و حضرت حق سبحانه و تعالی اینها را اذن شفاعت خواهد داد بجرد توهم احدی را در
عبادت شریک ساختن جل و علا نهایت خذلان و خساره است عبادت امر آسان نیست
که بهر سنگ و جماد کرده آید و بهر عاجزی را بلکه عاجز تری از خود را مستحق عبادت تصور کرده شود
و بمعنی الوہیت استحقاق عبادت متصور نیست هر که صلاحیت الوہیت دارد مستحق عبادت است
و هر کرا این صلاحیت نیست این استحقاق نیست و صلاحیت الوہیت مربوط بوجوب وجود است
آنکه وجوب وجود ندارد الوہیت را نشاید مستحق عبادت نبود بی عقل آنند که حضرت
حق سبحانه را در وجوب وجود بی شریک نداشند و در عبادت باو تعالی شرکا را اثبات نمایند ندانسته
اند که وجوب وجود شرط استحقاق عبادت است و چون در وجوب وجود شریک نبود در استحقاق عبادت
هم شریک نباشد در استحقاق عبادت شریک ساختن مستلزم شریک ساختن است در
وجوب وجود نیز پس تکرار این کلمه طیبه هم نفی شریک وجوب وجود باید ساخت

اختیار و ارادهٔ کلیه می‌نماید تحقیق این معنی در مکتوب دیگر خواهد نمود ان شاء اللہ تعالیٰ ربنا اتمم لنا نورنا و اغفر لنا
انک علیٰ کل شیءٍ قدیر والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه و علیٰ جمیع الانبیاء الصلوات
والتحیات والتسلیمات والبرکات اتمها و اکملها مکتوب چهارم بسیادت و ارشاد پناه میر محمد نعمان در تاویل
آیهٔ کریمه لا یمسه الا المطهرون قال اللہ تعالیٰ انه لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسه الا المطهرون مراد الکریمة
ما اراد اللہ سبحانه و رمزے که بمقام فهم قاصر در آید آنست که مساس نکنند اسرار مکنونه قرآنی را
مگر جماعهٔ که از لوث تعلقات بشریه پاک شده باشند هرگاه نصیب پاکان مساس اسرار قرآنی بوده دیگران
چه رسد و رمزے دیگر آنکه نخوانند قرآن را یعنی نشاید که بخوانند قرآن را مگر جماعه که نفوس ایشان از هوا
و هوس مزکی شده باشد و از شرک جلی و خفی و از آلهه آفاقی و انفسی مطهر گشته بیانش آنست که مناسب
حال مبتدی سلوک ذکر است و نفی ماسوای مذکور است بحدے که هیچ از ماسوای معلوم نماند و هیچ
چیز غیر از حق سبحانه مراد او نباشد اگر بتکلف اشیا را بیاد دهند یادش نیاید و مقصودش نبود
و چون چنین شود که از شرک پاک گشته باشد و از آلهه آفاقی و انفسی آزاد شده درین زمان می سزد
که بجاے ذکر تلاوت قرآن نماید و بدولت تلاوت ترقیات فرماید پس از حصول اینحالت مذکوره
تلاوت قرآن نمودن داخل اعمال ابرار است و بعد از حصول اینحالت تلاوت قرآن از جملهٔ اعمال مقربین
چنانچه ذکر گفتن پیش از حصول این نسبت از اعداد اعمال مقربین بوده است اعمال ابرار از جمله
عبادات است و اعمال مقربین از جمله تفکرات تفکر ساعة خیر من عبادة سنة او سبعین سنة شنیده
باشند و تفکر عبارت از باطل بسوے حق همانقدر فرق که درمیان ابرار و مقربین است در عبادت
و تفکر ایشان نیز همان قدر تفاوت است باید دانست ذکرے که مبتدی را در اعداد اعمال مقربین
بود آنست که از شیخ کامل مکمل اخذ نموده باشد و مقصودش سلوک طریقت بوده الا آن ذکر نیز
از جملهٔ اعمال ابرار است واللہ سبحانه الملهم للصواب والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة
المصطفیٰ علیه و علیٰ آله الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها مکتوب پنجم بسیادت و ارشاد پناه
میر محمد نعمان در بیان بعضے از احوال و اذواق خاصهٔ حضرت ایشان مدظله العالی الحمد للہ و سلام
علیٰ عباده الذین اصطفیٰ مخفی نماند که تا زمانیکه بعنایة اللہ سبحانه آن عنایت بصورت جلال و غضب
او تعالیٰ تجلی نفرمود و محبوس قفس زندان نگشتیم از تنگنائے شهودے بالکلیه نرهیدیم

مدیہیات جلیہ و خفیہ بر ایشان مخفی است سوال در عبارت مشائخ طریقت قدس اللہ تعالی اسرارہم
واقع شدہ است کہ ہر چہ مقصود تست معبود تست معنی این عبارت چیست و محلے کہ از بصدق دارد کدام است
جواب مقصود شخص متوجہ الیہ آن شخص است و آن شخص تا جان دارد در تحصیل آن مقصود خود را معاف
نمیدارد و ہر قسم ذل و انکسار کہ در تحصیل آن پیش می آید تحمل میکند و تقاعدے نمی ورزد و این معنی
مودی عبادت است کہ مبنی از کمال ذل و انکسار است پس مقصودیت شے مستلزم معبودیت آن شے
شد پس نفی معبودیت غیر حق سبحانہ تعالی وقتے متحقق شود کہ غیر حق سبحانہ جل وعلا مقصود سے
تا ند و مراد او جز تعالی چیز دیگر نباشد تحصیل این دولت مناسب حال سالک معنی کلمہ طیبہ لا الہ
الا اللہ لا مقصود الا اللہ است چندان تکرار این کلمہ باید نمود کہ از معبودیت غیر نامے و نشانی
نماند و مراد جز او تعالی ہیچ چیز نبود تا در نفی معبودیت غیر صادق بود و در رفع آلہہ متکثرہ محق باشد و این
قسم نفی آلہہ متکثرہ نمودن و از نفی مقصودیت بنفی معبودیت غیر آمدن شرط کمال ایمان است کہ
بولایت مربوط است و نفی آلہہ ہوائے نمو تا نفس مطمئنہ نگردد تمنعے متوقع نیست و اطمینان نفس
بعد از کمال فنا و بقا متصور است و در ظاہر شریعت غرا کہ مبنی از یسر و سہولت است و مشعر از رفع حرج
عبادست کہ ضعیف مخلوق گشتہ اند آنست کہ اگر در تحصیل مقصودے عیاذاً باللہ سبحانہ سر از ربقہ شریعت
بیرون اندازد و در حصول آن از حدود شرعیہ تجاوز نماید آن مقصود معبود او باشد و آلہ او بود و اگر
آن مقصود چنین نبود و در تحصیل حصول آن ارتکاب منکرات شرعیہ نماید آن مقصود ممنوع
شرعی نبود گویا آن مقصود از مقاصد او نیست و آن مطلوب از مطالب آن نہ بلکہ مقصود او
فی الحقیقۃ حق است سبحانہ و مطلوب او امر و نواہی شرعیہ او تعالی پیش از میل طبعی یا آن شے مقصود
پیدا نکردہ است و آن ہم مغلوب احکام شرعیہ است و حقیقۃ شریعت کہ بکمال ایمان ولایۃ پیمائیم مادہ
مقصودیت غیر مطلوب است چہ در تجویز مقصودیت غیر حق سبحانہ و تعالی ابیا است کہ با مداد و اعانۃ استیلائے
ہوا و ہوس تعلق مقصودیت غیر معارضہ مقصودیت حق سبحانہ و تعالی پیدا کند بلکہ حصول آن را بر حصول مرضی
حق جل و علا اختیار نماید و بخسارۂ ابدی رساند پس نفی مقصودیت غیر مطلقا در کمال ایمان ضروری آمد
تا از زوال و رجوع مامون و محفوظ بود آرے بعضے از صاحب دوستان را بعد از نفی ارادہ و رفع
اختیار صاحب ارادہ و اختیار میسازند و اختیار و ارادہ جزئیہ را از وے مسلوب گردانیدہ صاحب

دور از محبت ذاتیه رفته اید بر خلاف گذشته جلال را بیش از جمال انکار نمود و ایلام را زیاده از انعام تصور نمایند
زیرا که در جمال و انعام مراد محبوب مشوب بمراد خود است و در جلال و ایلام خالص مراد محبوب است و
خلاف مراد خود است مراد اینجا وقت و حال سابق است دشنان ما منیها از زیارت حرمین شریفین نوشته
بودند چه مانع است حسبنا الله ونعم الوکیل مکتوب هفتم بسیادت پناه میر محب الله مانکپوری در بیان
تحمل ایذای خلق بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات میرساند که صحیفه شریفه سیادت پناه اخوی
میر محب الله رسید فرحت فراوان رسانید از تحمل ایذای خلق چاره نبود و از صبر بر جفای
اقارب گذر نه قال الله تعالی آمر الحبیبه علیه وعلی آله الصلوة والسلام واصبر کما صبر
اولوالعزم من الرسل ولا تستعجل لهم نمکی در سکونت آن مقام عین ایذا و جفاست وشما در مقام
فرار اید از آن نمک آری شکر پرورده تاب نمک ندارد چه توان کرد بیت هر که عاشق شد
اگر چه نازنین عالم است * نازکی کے راست آید بار می باید کشید * اندراج یافته بود اگر اجازت باشد
در آله آباد منزل اختیار کنم برای تعین نمایند تا از افراط جفای آنجا رفته نفسی راست کنند ثم اما هو
طریق الرخصة وطریق العزیمة الصبر والتحمل علی الایذاء درین موسم ضعف بر فقیر غالب آمد چنانچه معلوم
شما است ازین جهت بچند کلمه اقتصار نمود والسلام مکتوب هشتم بحقائق آگاه مولانا محمد صدیق در بیان
اصالة غیب و ظلیت شهود نمود + محبت شعار اغیب مقابل شهود است که شائبه ظلیت دارد و غیب
ازین شوب مبرا است پس از شهود اکمل باشد لیکن هرگاه سید البشر علیه وعلی آله الصلوة والسلام
در شب معراج بدولت رویة مشرف شده باشد که ماورای اوراء سرادقات ظلال است واز شوب شائبه
ظلیت اقدس است چرا در حق او علیه وعلی آله الصلوة والسلام غیر اکمل آرزو بود اکتفا الغیب از
برای رفع ظلیه بوده چون رفع ظلیه بالکلیه در عین حضور میسر شود غیب چه در کار بود این دولت است
که مخصوص سید الکونین است علیه وعلی آله الصلوة والسلام واکمل تابعان او را علیه وعلیهم الصلوات
والتسلیمات ازین مقام به تبعیت و وراثت نیز نصیب است چنانچه رویت نیست شهود و مشاهده
هم نیست از آن مقام تعبیر بغیب بهترین عبارات است تفصیل آن مقام بگفت راست نمی آید
هر کس باندازه یافت خود خواهد دریافت و هو درای ذلک و ما نصیب منه الا اقل القلیل والسلام

مکتوب نهم بسیادت وارشاد پناه میر نعمان در بیان آیة کریمه ما آتکم الرسول فخذوه

کو جہائے غلال خیال و مثال بتمام بدر آمدم و در شاہراہ ایمان بغیب مطلق العنان تجبر نمودم و از حضور بغیب
و از عین بعلم و از شہود باستدلال بروجہ کمال نہ پیوستم و بہر دیگران عجب عجبے دیگر از اہن ذوق کامل وجدان
بالغ نیافتم و شربتہای خوشگوار بے ننگے و بے ناموسے و مربّاہای مزہ دار خواری و رسوائی را نچشیدم
و از جام طعن و ملامت خلق حظ نگرفتم و از حسن بلا و جفائے مردم محفوظ نشدم و کالمیت بین یدی الغسال
گشتہ بالکلیہ ترک ارادہ و اختیار نکردم و رشتہای تعلق آفاق و انفس را بتمام و کمال نگسستم و
حقیقت تضرع و التجا و انابت و استغفار و ذل و انکسار را بدست نیاوردم و قسطاس رفیع المنزلت
استغنائے حضرت حق سبحانہ را کہ محفوف بسرادقات عظمت و کبریائی است مشاہدہ ننمودیم
و خود را بندۂ خوار و زار و ذلیل و بے اعتبار و بے ہنر و بے اقتدار و با کمال احتیاج و افتقار بعلوم نساختم
و ما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم اگر محض فضل تواتر فیوض
و ارادات الٰہی جل سلطانہ و توالی عطیات و انعامات نامتناہی او سبحانہ درین محتکدہ شامل
حال این شکستہ بال نمیشد نزدیک بود کہ معاملہ بیاس رسد و رشتہ امید گسستہ گردد الحمد للہ الذی
عافانی فی عین البلاء و اکرمنی فی نفس الجفاء و احسن بی فی حالة العناء و وفقنی علی الشکر
فی السراء و الضراء و جعلنی من متابعی الانبیاء و من مقتفی آثار الاولیاء و من محبی العلماء
و الصلحاء صلوات اللہ سبحانہ و تسلیماتہ علی الانبیاء و الاولیاء عموماً و علیہم خصوصاً ثانیاً

مکتوب ششم

بمعارف آگاہ شیخ بدیع الدین در بیان آنکہ ایلام محبوب از انعام او و جلالش از جمال او محبوب تر است

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی صحیفہ شریفہ کہ بمصحوب شیخ فتح اللہ ارسال داشتہ
بودند رسید از جفا و ملامت خلق نوشتہ بودند آن خود جمال این طائفہ است و صیقل زنگار ایشانست
باعث قبض و کدورت چرا باشد اوائل حال کہ فقیر باین قلعہ رسید محسوس میشد کہ انوار ملامت
خلق از بلاد و قرے در رنگ سحابہائے نورانی پے در پے میرسد و کار را از حضیض باوج
میبرند سالہا بتربیت جمالے قطع مراحل مینمودند الحال بتربیت جلالے قطع مسافت مے نمودند
و در مقام صبر بلکہ در مقام رضا باشند و جمال و جلال را مساوی دانند نوشتہ بودند کہ
از وقت ظہور فتنہ نہ ذوق ماندہ است و نہ حال باید کہ ذوق و حال مضاعف باشد
کہ جفائے محبوب از وفائے او بیشتر لذت بخش است چہ بلا شد در رنگ عوام سخن کردہ اید و

مکتوب یازدهم بسیادت پناه میر شمس الدین علی خلخالی در بیان جامعیت انسان که مرکب از اجزاء عشرهٔ عالم امر و خلق است و ترجیح قلب انسان بر عرش مجید + الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی
آدمی نسخهٔ ایست جامع که مرکب از اجزاء عشره است از عناصر اربعه و نفس ناطقه و قلب و روح و سر و خفی
و اخفی و قوی و جوارح دیگر که انسان است همین اجزاء است و این اجزاء با یکدیگر متضاد اند تضاد عناصر
اربعه با یکدیگر ظاهر است و همچنین ضدیت عالم خلق با عالم امر هویدا است و پنجگانهٔ عالم امر هر یکے با مری
مخصوص است و یکبارگی منسوب و نفس ناطقه خود خواهان هوای خود است هیچ یکے سری فرود نمی آرد و
عنایت خداوندی جل سلطانه این اشیاء متضاده را بقدرت کاملهٔ خود سورتے هر کدام را شکسته جمع فرموده
است و مزاج خاص و هیأت وحدانی عطا نموده بعد از حصول مزاج خاص و هیأت وحدانی بحکمت بالغهٔ
خود صورتے او را بخشیده است تا حفظ اجزاء متفرقهٔ متضاده او نماید این مجموع را مسمی بانسان گردانیده
باعتبار جامعیت و حصول هیأت وحدانی بشرف استعداد خلافت مشرف ساخته این دولت
بعد از انسان هیچ یکے را میسر نشده است عالم کبیر اگرچه بزرگ است اما از جامعیت خالی است
و از هیأت وحدانی بے نصیب این ماجرا در جمیع افراد انسانی ثابت است و عوام و خواص انسان
درین معنے شرکت دارند باید دانست که اشرف اجزاء عالم کبیر عرش مجید است و تجلّے مخصوص به آن
فوق تجلیات اجزاء دیگر است زیرا که آن تجلّے جامع است و آن ظهور مستحق اسماء و صفات وجوبے است
تعالت و تقدست و ایضاً آن تجلّے دائمی است گنجائش امتیاز ندارد و قلب انسان کامل که مناسبت
بعرش دارد و آنرا عرش الله میخوانند از آن تجلّے عرشے نصیب وافر دارد و حظ کامل غایت ما فی
الباب آن تجلّے کلّی است و این تجلّی نسبت با آن جزوی است اما قلب مزیتی دارد که در
عرش نیست و آن شعور به تجلّے است و ایضاً قلب مظهر یست که گرفتاری بظاهر خود دارد بخلاف عرش
که ازین گرفتاری خالی است پس ناچار قلب را بواسطهٔ این شعور و گرفتارے ترقی ممکن است
بلکه واقع زیرا که بحکم المرء مع من احب قلب با کسے است که با آن گرفتاری دارد و مفتون محبت
اوست اگر محبوب اسماء و صفاتست با اسماء و صفات است و اگر محبوب ذاتست تعالی و تقدست
انجا درست کرده و از گرفتارے اسماء و صفات درگذشته بخلاف عرش مجید که تجلّی مجرد از
اسماء و صفات در حق او غیر واقع است والسلام **مکتوب دوازدهم بسیادت پناه**

الآیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تبارک و تعالے ما اتٰکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنہ فانتھوا و اتقوا اللہ
ذکر التقوی بعد ذکر الامتثال للاوامر والانتہاء عن المناہی اشارۃ الی اہتمام الانتہاء الذی
ھو حقیقۃ التقوی وانہ ھو ملاک الدین قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وبارک ملاک
دینکم الورع وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام فی موضع آخر لا تعدل بالرعۃ شیئا والرعۃ ھو الورع
والوجہ لھذا الاہتمام واللہ سبحانہ اعلم بالصواب ان الانتہاء اعم وجوداً واکثر نفعاً لمسانہ یوجد
فی ضمن الامتثال ایضاً فان الاتیان بالامر انتہاء عن ضدہ وھو ظاہر واما کثرۃ نفع الانتہاء بغیر جہۃ
عمومہ فلانہ مخالفۃ محضۃ مع النفس لاحظ للنفس فیہ بخلاف صورۃ الامتثال فان النفس
قد تتلذذ فیہ وکل ما فیہ زیادۃ مخالفۃ مع النفس لاشک انہ اکثر نفع واقرب طرق الی النجاۃ
فان المقصود والاصلی من التکلیفات الشرعیۃ قمع النفس لانہا انتصبت بمعادات اللہ
سبحانہ ورد فی الحدیث القدسی عاد نفسک فانہا انتصبت بمعاداتی فکل طریق من طرق المشائخ
تکون رعایۃ الاحکام الشرعیۃ فیہا کثیرۃ یکون اقرب طرق الی اللہ سبحانہ لوجود کثرۃ المخالفۃ
مع النفس الاوھو الطریق النقشبندیۃ لھذا قال سیدنا وقبلتنا الشیخ بہاء الدین المشتہر
بنقشبند قدس سرہ وجدت طریقا اقرب طرق الی اللہ سبحانہ بوجود کثرۃ المخالفۃ مع النفس واما
بیان زیادۃ رعایۃ الشریعۃ فی ہذہ الطریقۃ فما لا یخفے علے المنصف الفطن الخالص فی طرق المشائخ
ومع ذلک ننبہ بزیادۃ الایضاح فی بعض الرسائل واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وھو سبحانہ حسبی
ونعم الوکیل وصلے اللہ تعالیٰ علے سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم وبارک والسلام علی من اتبع الہدے

مکتوب دہم بسیادت وارشاد پناہ میر محمد نعمان در تفسیر آیۃ کریمۃ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے قال اللہ تعالیٰ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب قرب
حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ہرچند بیچون وبیچگونہ است اما وہم را گنجائش چون لاگاہ است اقربیت اوست
تعالیٰ کہ از حیطۂ وہم خارج است واز دائرۂ خیال بیرون لہذا اقرب دان بسیار اندو اقربیت دان اقل
قلیل نہایت قرب تا حصول اتحاد است ہرچند اتحاد ہم مجرد توہم است و اقربیۃ از گذشت اتحاد
است در جانب قرب اگرچہ عقل از خود نزد دیگرے را غیر از بعید تصور نکند این از کوتہ
نظرے عقل است کہ بدور بینی عادۃ کردہ است واز خود نزد دیگرے را در نیافتہ والسلام

دانسته در رضا جوئی شما باشد و شما نیز خیلی بجانب ایشان بروید و برفق تمام بجانب خود بکشید و دلالت
بحسنات نمائید و السّلام مکتوب سیزدهم بسیادت پناه میر محب اللہ مانکپوری صدور یافته در تحریص
رسوخ بمتابعت صاحب شریعت علیٰ صاحبها و علیٰ آله الصّلوة والسّلام و متابعت پیر طریقت
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مکتوب شریف سیادت مآب اخوی میر سید محب اللہ رسید مقدمات ما بین که از روی
اضطرار و اضطراب اندراج یافته بود بوضوح انجامید نا امیدی کفر است امیدوار باشند و اگر درین دوام
رسوخ دارند هیچ غم نیست بمتابعت صاحب شریعت علیٰ صاحبها و علیٰ آله الصّلوة والسّلام و اعتقاد
و محبت بشیخ طریقت واقف باشند و ملتجی و متضرع بوند که درین دو دولت قصور نرود دیگر هر چه باشد
سهل است و تلافی آن ممکن و پیش ازین هم نوشته بودیم که چون از سکونت مانکپور کاره اند به الهٰ آباد وطن
اختیار کنند محل که مبارک باشد شما عکس فهمیدید لفظ مبارک هم مگر دلالت نمود الحال نیز همان سخن است
امشب بنظر در آمد که گوئیا رخصت شما را از مانکپور کشیده با له آباد برده اند همانجا دیرانه اختیار کنید و اوقات
بذکر الٰهی جلّ سلطانه معمور دارید و بهیچکس کار نداشته باشید ملتزم ذکر نفی و اثبات باشید و جمیع مرادات
را بتکرار این کلمهٔ طیبه از ساحت سینه بر آرید تا مقصود و مطلوب و محبوب جز یکی نباشد اگر دل از ذکر گفتن
مانده شود بزبان بگوئید بشرط اخفا که جهر درین طریق ممنوع است باقی روش و اوضاع طریق را
معلوم کرده اید تا توانید راه تقلید را از دست ندهید که تقلید شیخ طریقت ثمرات دارد و در خلاف
طریق او خطره ها است زیاده چه نویسد والسّلام علیٰ من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه و علیٰ
آله و اصحابه الصّلوة والتسلیمات اتمها و اکملها مکتوب چهاردهم به میر شمس الدین علی در جواب
سوال او از وجود واجب تعالیٰ ورود یافته الحمد لله و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ صحیفهٔ
شریفه که از روی کرم و شفقت مرسل داشته بودند بمطالعه آن محظوظ و متلذذ گشت جزاکم اللہ سبحانه خیرا
اندراج یافته بود هر گاه که ذات حضرت حق سبحانه و تعالیٰ بماهیت خود موجود باشد نه بوجود عینا کان او زائدا
پس تقابل میان واجب الوجود که ذات اللہ سبحانه بلا اعتبار را لوجوب والوجود است و میان
ممتنع الوجود چگونه متحقق شود و اطلاق واجب الوجود بر ذات معرا از وجوب و وجود بچه وجه توان
نمود و اثبات استحقاق عبادت که منوط بوجوب وجود است چگونه خواهد شد و اطلاق واجب
الوجود بر ذات عدیم الوجود والوجوب بچه اعتبار خواهد بود مخدوما جواب این اسوله

بمیر محمد نعمان در فوائد تضرع و نیاز و ذکر و تلاوة قرآن و طول قنوت در نماز الحمد لله و سلام علی عباده الذین
اصطفی صحیفهٔ شریفهٔ سیادت پناه اخوی وصول یافته مسرور گردانید نوشته بودند که دعا و تضرع و زاری
و دوام التجا بحضرت حق سبحانه بهتر است یا ذکر گفتن بهتر باین روش ممزوج بذکر بهتر از ذکر گفتن چاره نیست
با اینهمه هر چه جمع شود دولتست مدار وصول بذکر نهاده اند چیزهای دیگر در رنگ ثمرات و نتائج
ذکر اند و نیز پرسیده بودند که ازین سه چیز کدام چیز بهتر است ذکر نفی و اثبات و تلاوة قرآن و نماز
بطول قنوت ذکر نفی و اثبات در رنگ وضو است که شرط نماز است تا طهارت درست نشود شروع
در نماز ممنوع است همچنین تا معامله نفی بانجام نرسد غیر از فرائض و واجبات و سنن هر چه کنند از عبادات
نافله داخل وبال است اول ازالهٔ مرض نمود باید ساخت که مربوط بذکر نفی و اثبات است بعد از ان
بعبادات و حسنات دیگر که در رنگ غذای صالح اند مر بدن را باید پرداخت پیش از زوال
مرض هر غذا که تناول نمایند فاسد و مفسد است مصرع هر چه گیرد علتی علت شود ۞ و انجام این
معامله لازم نیست که تعین نموده آید که آن حالت خود گویای تمامی خود است نوشته بودند که جلد ثالث
بنام چه کس مسجل شود پیش ازین هم ظاهرا فقیر نوشته بود که باسم شما مسجل سازند در جواب کتابت
شما حالا هم همان سخن است بهتر از شما که خواهد بود همواره دل را نگرانی توان گفت که بجانب
شما است وجهی از برای نشستن شما در آگره معلوم نیست هر چند در جوار است اما چون از ملاقات
خالی است بی اعتبار است بتقریب فقیر آنجا نباشد مرا بخدای ارحم الراحمین سپرده متوجه وطن شوند
و مشتاقان آنجائی را مسرور سازند و اگر وجهی از برای ماندن آنجا در دل تصور کرده باشند امر دیگر است
والدهٔ محمد امین موفق باشد و به عصمت و آبرو بود واقعه های دور و دراز که نوشته بودند بمطالعه
در آمد هر چند چیزهای موحش و مکدر بسیار دارد اما نیکست که آخر هر کدام بخیریت می باشد فرمایند که ازین
قسم واقعات باید که متنبه باشند و بتوبه و استغفار تلافی نمایند تمتعات دنیوی و مزخرفات فانی لاشی
محض است عاقل بآن مفتون نشود و مبتلا نگردد پیش نظر باید که احوال آخرت بود و دوام بذکر مشغول باشند
چه کار است که لذت تمام در ذکر پیدا شود و چیزها در نظر در آید آن خود داخل لهو و لعب است
در ذکر هر چند مشقت بود بهتر باشد نماز پنج وقت ادا نموده اوقات را بذکر الهی جل شانه
معمور دارد و به التذاذ ذکر معطل نباشد و باید که خدمت شما را غنیمت

محبت محبوب بود که آن شخص پیش از مرات فعل محبوب هیچ نیست جمعی که متصدی آزار اند در نظر محبوبے در آیند نسبت بظاهر خلائق بیاران بگویند و تنگیهای سینه را دور سازند و بجماعه که در صدد آزار اند بد نباشند بلکه باید که از فعل آنها لذت گیرند آرے چون بدعا ماموریم و حضرت حق سبحانه و تعالی را دعا و التجا و تضرع و زاری خوش می آید دعاے دفع بلیه مینمایند و سوال عفو و عافیت کنند و آنکه مرات صورت غضب گفته شد زیرا که حقیقت غضب نصیب اعدا ست با دوستان بصورت غضب است و بحقیقت عین رحمت است در صورت غضب چندان منافع ودیعت نهاده اند که چه شرح دهد و نیز در صورت غضب که بدوستان عطا میفرمایند خرابی جماعه منکر است و باعث ابتلای اینها معنی عبارت شیخ محی الدین عربی قدس سره معلوم نموده باشند که گفته است عارف را همت نیست یعنی همتی که قصد دفع بلیه شود از عارف مسلوب است زیرا که چون بلیه را عارف از محبوب داند و مراد محبوب تصور نماید بدفع آن چه نوع همت بندد و در دفع آن چگونه خواهد اگرچه بصورت دعا در دفع بلا آرد از جهت امتثال امر دعا اما فی الحقیقة هیچ نمی خواهد و بآنچه بیاید ملتذ است والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب شانزدهم بمولانا احمد ذهبی ورود یافته در سر عدم اطلاع سالک احوال خود را و مشاهده آن در مرایاے مسترشدان

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی مکتوب شریف رسید نوشته بودند که من در خود از احوال و مواجید و علوم و معارف این طائفه هیچ نمی یابم مع ذلک دو شخص طالب راه را که طریقه گفتم خیلے متاثر گشتند و احوال غریبه پیدا کردند وجه آن چه باشد باید دانست که احوالیکه در ان دو شخص پیدا گشته عکس احوال شما بوده است که در مرایای استعداد آنها بظهور آمده و آن دو شخص چون صاحب علم بودند درک احوال خود نمودند شما را نیز دلالت به علم حصول آن حال مستور کردند در رنگ آئینه که دلالت بحصول کمالات خفیه شخص نماید و هنرهای مکنونه او را او را ساز د مقصود حصول احوال است علم بآن احوال دولتے است دیگر جمعی را این علم میدهند و جمعے دیگر را نمیدهند مع ذلک هر دو از ارباب ولایت باشند و در قرب برابر بودند منشا من علم و منشأ جهل مقربان این طائفه است از عدم علم با حوال خود در آزار نباشند سعی نمایند که احوال حاصل شود بلکه از احوال گذشته بمحول احوال واصل گردند علم با حوال اگر بے توسط مسترشدان میسر شود قناعت کنند که در مرایای ایشان مطالعه نمایند و از راه مظاهر حظ بگیرند احوال باید علم بآن احوال اگر بے توسط میسر نشد امید است که بتوسل حاصل گردد نیز نوشته بودند که دوام آگاهے عبارت از چیست

ف [illegible] و دینی

تفصیل در مکتوبی از مکتوبات جلد ثانی که ظاهراً بنام یکی از فقیرزادها است اندراج یافته است اگر مطالعه
فرمایند تحصیل که حظ نمایند بالجمله تواند بود که ماهیت واجبی جل سلطانه بخودی خود موجود نه بوجود و اثبات وجوب و
اطلاق وجوب دران حضرت جل شانه از قبیل منتزعات عقل باشد و لله المثل الاعلی و چنانچه وجوب وجود
از قبیل منتزعات است امتناع عدم نیز دران حضرت جل سلطانه از منتزعات است آنجا که ذات بحت
است جل و علا چنانکه نسبت وجوب وجود نیست نسبت امتناع عدم هم نیست چون نسبت وجوب وجود
پیدا شد نسبت امتناع وجود عدم که مقابل اوست نیز هویدا گشت و نسبت استحقاق عبادت که متفرع
بر وجوب وجود است نیز بظهور آمد کان الله ولم یکن معه شیء و ان کان من النسب والاعتبارات
فاذا ظهرت النسب ظهر التقابل والسلام اولاً و آخراً مکتوب پانزدهم بسیادت پناه میر محمد نعمان
ورود یافته در بیان آنکه لذت ایلام محبوب در نظر محب از انعام او زیباتر است الحمد لله و سلام علی
عباده الذین اصطفی سیادت پناه اخوی میر محمد نعمان را معلوم بوده باشد مفهوم شد که هرچند
یاران خیراندیش در نسبت اسباب خلاصی کوشیدند سودمند نیامد الخیر فیما صنع الله سبحانه پاره
ازین امر بمقتضای بشریت حزنی پیدا شد و در سینه تنگی ظاهر گشت بعد از زمانی بفضل حق
جل سلطانه اینهمه حزن و تنگی سینه بفرح و شرح صدر رسید دل گشت و بیقین خاص دانست اگر مراد این
جماعت که در صدد آزارند موافق مراد حق است جل شانه پس کره و تنگی سینه بی‌معنی است و منافی
دعوی محبت است چه ایلام محبوب در رنگ انعام او نیز محبوب و مرغوب محب است چنانکه
از انعام محبوب لذت میگیرد از ایلام او نیز ملتذ میگردد بلکه در ایلام او لذت بیشتر می‌یابد که از شائبه
حظ نفس و مراد او مبرا است و چون حضرت حق سبحانه و تعالی که جمیل مطلق است آزار این کس
خواسته باشد هر آئینه این اراده او تعالی نیز در نظر این کس بغایت او سبحانه تعالی جمیل است
بلکه سبب التذاذ است و چون مراد این جماعت موافق مراد حق است سبحانه و این مراد پیدا کرده آن مراد است
هر آئینه مراد اینها نیز بنظر مستحسن موجب التذاذ است فعل شخصی که مظهر فعل محبوب بود آن فعل شخص نیز در
رنگ فعل محبوب محبوب است و آن شخص فاعل بعلاقه این نظر نیز در نظر محب محبوب بنظر آید عجیب معامله است
هرچند جفا ازین شخص بیشتر متصور بود در نظر محب زیباتر می درآید که نمایندگی صورت غضب محبوب بیشتر
دارد و کار دیوانگان این راه وراء آن گونه است پس بدی این شخص خواستن و بوی بد بودن منافی

استعجال نفرماید کریمیست که عموم کرم خویش از دوست و دشمن باز ندارد و اجل و اعظم این نعم و اعز و اکرام آنها دعوت باسلام است و هدایت بدار السلام و دلالت بمتابعت سید الانام علیه و علی آله الصلوٰة والسلام که حیوٰة ابدی و تنعمات سرمدی بدان مربوط است و رضاے مولای تعالی و سبحانه بآن منوط بالجملہ انعام و اکرام و احسان او تعالی اظهر من الشمس است و اجلی من القمر انعام دیگران با قدار و تمکین اوست تعالی و احسان شان از قبیل استعارة من المستعیر والسوال من الفقیر نادان در رنگ دانائی باین معنی قرار دارد و غبی و شل ذکی باین امر معترف است بیت گر بر تن من زبان شود هر موئی * یک شکر وی از هزار نتوانم کرد * و شک نیست که بداهت عقل حکم بوجوب شکر منعم مینماید و تعظیم و توقیر او را لازم میداند پس شکر حضرت حق سبحانه و تعالے که منعم حقیقی اوست سبحانہٗ ببداهت عقل واجب گشت و تعظیم و تکریم او تعالے لازم آمد و چون حضرت حق سبحانه و تعالی در کمال تقدس و تنزه است و عباد در نهایت تدنس و تلوث از کمال بے مناسبتے چه دریابند که تعظیم او تعالے در چیست و تکریم او سبحانه در کدام است بسا است که اطلاق بعضے امور را بران جناب اقدس ایشان مستحسن دانند و فی الحقیقت نزد او تعالی مستهجن باشد و تعظیم خیال کنند توهین بود و تکریم تصور نمایند تحقیر باشد پس تا زمانیکه تعظیم و تکریم او تعالی از جناب قدس او سبحانه مستفاد نشود شایان شکر او نباشد سبحانه قابل عبادت او نبود تعالی چه حمد یکه از نزد ایشان باشد نزدیک است که هجو بود مدح قدح گردد و تعظیم و توقیر و تکریم او تعالے که از ان حضرت مستفاد گشته است منسبت بانبیاء هین شریعت حقه است علی مصدرها الصلوٰة والسلام والتحیة اگر تعظیم قلبی است در شریعت حقه مبین شده است و اگر ثنای لسانی است هم آنجا مبرهن اعمال و افعال جوارح را نیز بتفصیل صاحب شریعت بیان فرموده است پس ادای شکر او تعالے منحصر در اتیان شریعت گشت قلباً و قالباً اعتقاداً و عملاً و هر قسم تعظیم و عبادت او تعالی که بماورای شریعت ادا نموده اند شایان اعتماد نباشد بلکه بسیار است که محصل آن ضد او بود و حسنة متوهمه فی الحقیقة سیئه باشد پس بملاحظه بیان مذکوره عمل بشریعت بعقل نیز واجب آمد و ادای شکر منعم تعالی بے اتیان آن متعذر گشت و شریعت دو جزو دارد اعتقادی و عملی اعتقادی از اصول دین است و عملی از فروع دین فاقد اعتقاد از اهل نجات نیست و خلاصی از عذاب آخرت در حق او متصور نه و فاقد عمل احتمال دارد که امر او مفوض بمشیت اوست سبحانه و تعالی اگر خواهد عفو فرماید و اگر خواهد بقدر ذنب عذاب کند خلود در نار مخصوص بفاقد

بسا است که دل را در بعضی مشاغل ذهولی ازین آگاهی احساس می‌نماید تشخیص آگاهی و دوام آگاهی باید
بدانند که آگاهی عبارت از حضور باطن است بجناب قدس خداوندی جل سلطانه شبیه بعلم حضوری
که دوام لازم اوست هیچ شنیده باید که شخصی در وقتی از اوقات از نفس خود غافل گردد و ذهولی نسبت
بخود پیدا کند غفلت و ذهول در علم حصولی متصور است که مغایرت در میان است و در علم حضوری
همه حضور در حضور است اگرچه ابلهٔ ازین حضور دور و نفور است و بحصول در غرور است پس آگاهی را دوام
لازم آمد و آنچه دوام ندارد نگرانی است مطلوب که اشتباه بآگاهی مذکور دارد و دوام آن متعذر است
که شباهت بعلم حصولی دارد که از دوام قلیل النصیب است و لله المثل الاعلی اطلاق علم حصولی و علم
حضوری نسبت بجناب قدس واجبی جل سلطانه بر سبیل تشبیه و تنظیر است چه آنکه خود نزد دیگر بود تعالی شانه
از ضبط علم حصولی و علم حضوری بیرون باشد ارباب معقول هر چند آن را تصور نتوانند نمود و از خود نزد دیگری
را نتوانند دریافت اما نزدیک ارباب علوم لدنی این معنی واضح است و بعنایت خداوندی
جل شانه بسهولت حاصل ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا دیگر سیادت پناه
اخوی چون بر شما حقوق بسیار دارند و از آمدن شما بی رخصت در آزار اند باید که بی توقف خود را
در ملازمت ایشان رسانند و تلافی آزار نمایند اگر برخصت ایشان می آمدند مضائقه نبود باید که موافق
مرضی ایشان عمل نمایند و برخصت بیایند زیاده چه نویسد مکتوب هفتدهم بصالحی از اهل ارادت
در بیان عقائد دینیه و ترغیب بر عبادات شرعیه الحمد لله الذی انعم علینا وهدانا الی الاسلام وجعلنا
من امة محمد سید الانام علیه وعلی آله الصلوة والسلام باید دانست که حضرت حق سبحانه وتعالی
منعم علی الاطلاق است اگر وجود است از جناب قدس او تعالی موهوب است و اگر
بقا است هم از آن حضرت جل سلطانه عطا است و اگر صفات کامله است هم از و رحمت شامله است
سبحانه وتعالی زندگی و دانائی و توانائی و بینائی و شنوائی و گویائی همه از آن حضرت جل شانه مستفاد است
و انواع نعم و صنوف کرم از حد و عد بیرون است هم از آن جناب قدس مفاض ازالهٔ عسیره
شدت او می فرماید تعالی و اجابت دعوت و دفع بلا او می نماید سبحانه رزاق است که از کمال
رافت خود ارزاق عباد را بعلت گناهان شان منع نکند ستار است که از وفور عفو و تجاوز
هتک حرمت شان بارتکاب سیئات ننماید حلیم است که بمواخذه و عقوبت شان

وجمیع نقائص ازان حضرت جل سلطانه مسلوب بالجمله صفات امکان وحدوث که سر انقص وشرارت دارند
همه را ازجناب قدس او تعالی مسلوب باید داشت و او سبحانه عالم کلیات وجزئیات است و داننده اسرار
وخفیات و در سموات و در ارضین مانند ذره احقر هم از ضبط علم او سبحانه بیرون نیست بلے چون خالق
جمیع اشیا اوست سبحانه باید که عالم بجمیع آنها نیز بود که خالق را از علم خلق چاره نبود بے دولتان چند اند که
حضرت حق سبحانه و تعالی را عالم بجزئیات ندانند که آن بعقل ناقص خود کمال انگارند چنانچه از کمال
بیخردی زیاده از یک چیز از واجب الوجود جل سلطانه صادر ندانند و آن هم بآنجناب باضطرار نه باختیار
و آنرا نیز کمال انگارند عجیب جاهلانند که جهل را کمال تصور نمایند و اضطرار را از اختیار دانند و از جهلے
که دارند اشیاے دیگر را مستند بغیر او دارند سبحانه عقل فعال از نزد خود تراشیده محدثات را باو منسوب
دارند و خالق سموات وارضین را معطل و بیکار دانند هیچ طائفه نیز و این فقیر سفیه تر ازین طائفه در عالم
بوجود نیامده است سبحان الله جمعے هستند که این پلیدان را ارباب معقول تصور مینمایند و بحکمت
منسوب میدانند مگر احکام کاذبه ایشانرا مطابق نفس امرے انگارند ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا
وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب و او تعالی از ازل تا ابد بیک کلام متکلم است
اگر امر است از همان یک کلام است و اگر نهی است هم ازان و همچنین اخبار و استخبار تا شے
از همان یک سخن و اگر توریت و انجیل است همان سخن دلیل است و اگر زبور و فرقان است
هم ازان کلام نشان است و همچنین سائر صحف و کتب که بر انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات نازل گشته
تفصیل همان سخن است هرگاه ازل و ابد باین وسعت و امتداد آن آنجا واحد بود بلکه گنجائش آن هم
ندارد که اطلاق آن آنجا بواسطه تنگی عبارت واقع است پس کلامے که دران صادر شود
یک کلمه بلکه یک حرف بلکه یک نقطه خواهد بود و اطلاق نقطه آنجا در رنگ اطلاق است که
بواسطه تنگی عبارت واقع است والا نقطه هم گنجائش ندارد وسعت در ذات و صفات آنحضرت
جل سلطانه از عالم بیچونی و بیچگونگی است ازین وسعت و تنگی که از صفات امکان است
پاک و منزه است و او را سبحانه مومنان در بهشت خواهند دید بعنوان بیچونی و بیچگونی چه رویتے
که متعلق به بیچون شود آن رویت نیز بیچون خواهد بود بلکه رائی نیز از بیچون حظ وافر خواهد یافت تا بیچون را
تواند دید لا یحمل عطایا الملک الا مطایاه امروز این معما را به اخص خواص از اولیاے خود حل ساخته اند و

اعتقاد است و مقصور بر منکر ضروریات دین فاقد عمل اگرچه معذب شود اما مخلد نار در حق او مفقود است و چون
اعتقادیات از اصول دین است و از ضروریات اسلام ناچار بیان آنها مینماید و در عملیات با وجود فرصت
چونکه تفصیل است حواله آنها بکتب فقه داشته شمهٔ در ترغیب بعضے از عملیات ضروریه نیز بیان خواهد نمود
انشاء اللہ تعالی اعتقادیات اللہ تعالی بذات اقدس خود موجود است و هستی او تعالی بخودی خود است
و او تعالی چنانچه هست همیشه بوده است و همیشه خواهد بود و عدم سابق و عدم لاحق را بجناب قدس او تعالی
راه نیست چه وجوب وجود کمینه خادم آن درگاه مقدس است و سلب عدم کمینه کناس آن بارگاه محترم
و او تعالی یکی است که شریک ندارد نه در وجوب وجود نه در الوهیت و استحقاق عبادت چه شریک
وقتے درکار بود که او تعالی کافی نبود و مستقل نباشد و آن نقص است که منافی وجوب الوهیت است
و چون کافی بود و مستقل باشد شریک بیکار میماند و عبث می افتد و آن نیز علاقه نقص است که منافی
وجوب الوهیت است پس اثبات شریک مستلزم نقص احد الشریکین گشت که منافی شرکت است پس
اثبات شرکت مستلزم نفی شرکت آمد و آن محال است پس شریک باری تعالی محال باشد
و او را سبحانه صفات کامله است از حیوة و علم و قدرت و ارادت و سمع و بصر و کلام و تکوین و این
صفات ثمانیه را صفات حقیقیه گویند که قدیم اند و در خارج موجود اند و وجود زائد بر وجود ذات تعالی و تقدس
چنانچه مقرر علماء اهل حق است شکر الله تعالی سعیهم و غیر از اهل سنت شکر الله تعالی سعیهم بوجود
صفات زائده از فرق مخالفان هیچکس قائل نیست حتی که صوفیه متاخرین ازین فرقهٔ ناجیه نیز صفات را
عین ذات گفته اند و بمخالفان موافق گشته اگرچه از نفی صفات تحاشی دارند اما از حصول
و از تبادر عبارات ایشان نفی صفات لازم است مخالفان کمال را در نفی صفات کامله انگاشته اند
و بعقل خود از نصوص قرآنی جدا افتاده هداهم الله سبحانه سواء الصراط و صفات دیگر یا اعتباریه
اند یا سلبیه همچون قدم و ازلیت و وجوب الوهیت و چنانچه گویند او تعالی جسم و جسمانی نیست
عرض و جوهر نیست مکانی و زمانی نیست حال و محل نیست محدود و متناهی نیست از جهت
بے جهت است و از نسبت بی نسبت کنایت و شلیت از جناب قدس او تعالی مسلوب است
و ضدیت و ندیت در ان حضرت جل سلطانه مفقود از مادر و پدر و از زن و فرزند پاک و مبرا
است که اینها همه امارات حدوث اند و مستلزم نقص و جمیع کمالات مر جناب قدس او را ثابت است

هم بخلق او سبحانه پیدا شده بالجمله جمیع اشیا را از کتم عدم بوجود آورده است وحادث گردانیده قدم غیر او
سبحانه نشاید و غیر او سبحانه هیچ چیز قدیم نباید جمیع اهل ملت بر حدوث ماسوای او سبحانه اجماع دارند
و باتفاق غیر او سبحانه قدیم ندانند وکسیکه بقدم اینها قائل شود بتضلیل بلکه بتکفیر او حکم نمایند امام حجة الاسلام
در رساله منقذ عن الضلال تصریح باین معنی نموده است وحکم بتکفیر جماعه که غیر حق را نیز قدیم دانند
کرده وجمعی که بقدم سموات وکواکب وامثال اینها قائل گشته اند قرآن مجید تکذیب اینها
می فرماید کما قال الله تعالی الله الذی خلق السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام ثم استوی
علی العرش وامثال اینها از آیتهای قرآنی بسیار است سفیهی بود که بعقل ناقص خود خلاف
نصوص قرآنی نماید ومن لم یجعل الله له نورا فما له من نور چنانچه عباد مخلوق حق اند سبحانه افعال
عباد نیز مخلوق اویند تعالی چه خلق غیر او را نشاید وایجاد ممکن از ممکن نباید که بقصور قدرت
متسم است وبنقص علم متصف که شایان ایجاد وخلق نیست وانچه بنده در افعال اختیاریه او
دخل دارد کسب اوست که بقدرت واراده بنده واقع است خلق فعل از حق است سبحانه
وکسب فعل از بنده پس فعل اختیاری بنده بمجموع کسب بنده وخلق حق جل وعلا واقع است
واگر کسب واختیار بنده را اصلا در فعل او مدخل نبود حکم مرتعش پیدا کند والخلاف محسوس ومشاهد
است ببداهة میدانیم که فعل مرتعش دیگر است وفعل مختار دیگر وهمین قدر فرق از برای مدخلیت
کسب در فعل او کافی است وحضرت حق سبحانه وتعالی از کمال رافت خود خلق خود را در فعل
بنده تابع قصد بنده ساخته است وبعد از قصد بنده ایجاد فعل در بنده میفرماید پس ناچار بنده ممدوح
وملوم بود ومعاقب ومثاب باشد وقصد واختیار که حضرت حق سبحانه به بنده داده است هر دو
جهت فعل وترک دارد ونیز بتفصیل حسن وقبح فعل وترک را بلسان انبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات
بیان فرموده است باوجود انکه بنده اختیار یک جهت نماید چاره ندارد از انکه ملام بود یا ممدوح و
نیست که حضرت حق سبحانه بنده را آنقدر قدرت واختیار داده است که از عهده اوامر ونواهی
شرعیه تواند بر آمد چه در کار است که قدرت کامله دهند واختیار تام بخشند انچه باید داده اند منکر آن معاند
بداهت است ومرض قلبی دارد که در اتیان شریعت درمانده است کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه
این مسئله از مسائل غامضه کلامیه است نهایت وبیان آن مسئله همین است که درین اوراق

منکشف گردانیده این مسئلۂ غامضہ نزد این بزرگواران تحقیقی است و دیگران را تقلیدی و غیر از اہل سنت
ہیچکس از فرق مخالفان چہ از مومنان وچہ از کافران باین مسئلہ قائل نیست و رویۂ حق را جل سلطانہ غیر این
بزرگواران ہمہ محال مے انکارند و مستشهد مخالفان قیاس غائب بر شاہد است کہ عین الفساد است
حصول ایمان باین قسم مسئلۂ غامضہ بے نور متابعت سنت سنیہ علے صاحبہا الصلوة و السلام والتحیة
متعذر است ؎ لائق دولت نبود ہر سرے ٭ بار مسیحا نکشد ہر خرے ٭ عجب است جمعے کہ ایمان
بدولت رویت نداشتہ باشد چگونہ بحصول آن سعادت مستسعد خواہد شد کہ نصیب منکر حرمان
است و این نیز عجب کہ در بہشت باشند و نہ بینند زیرا کہ انچہ مستفاد از شرع است حصول دولت رویت
است مر جمیع اہل بہشت را ونیامده است کہ بعضے از اہل بہشت خواہند دید و بعضے دیگر نخواہند دید
در حق ایشان ہمان جواب حضرت موسیٰ است علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰة والسلام کہ در سوال فرعون فرموده
قال اللہ تعالیٰ حاکیا عنہما قال فما بال القرون الاولی قال علمہا عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسے الذی
جعل لکم الارض مہدا و سلک لکم فیہا سبلا و انزل من السماء ماء باید دانست کہ بہشت و ما وراے بہشت
ہمہ نسبت بحق سبحانہ برابر است کہ ہمہ مخلوق وے اند تعالے و او را سبحانہ در ہیچ یکے از ینہا حلول و
تمکین نیست اما بعضے از مخلوقات را لیاقت ظہور انوار وے اجل نسبت جل سلطانہ و بعضے را ہست
آئینہ لیاقت ظہور صورد ارد و سنگ و کلوخ ندارد پس تفاوت ازین طرف است با وجود نسبت
مساوات از آن حضرت جل سلطانہ ؎ این قاعده یاد دار آنجا کہ خدا است ٭ نے جزو نہ کل
نہ ظرف نی مظروف است ٭ در دنیا رویت واقع نیست این محل لیاقت ظہور آن دولت ندارد و ہر کہ
در دنیا بوقوع رویت قائل شود کذاب و مفتری است و غیر حق را سبحانہ حق دانستہ است این دولت
درین نشاء اگر میسر میشد حضرت کلیم اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰة والتسلیمات از دیگران بآن احق بود و حضرت
پیغمبر ما علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰة والسلام اگر باین دولت مشرف گشتہ اند وقوع آن در دنیا نبوده است
بلکہ بہشت رفتند و دیدند کہ از عالم آخرت است در دنیا ندیدند بلکہ از دنیا برآمده بآخرت ملحق گشتند
و دیدند و او تعالیٰ خالق سموات وارضین است خالق جبال و بحار است و خالق اشجار و اثمار
است و خالق معادن و نباتات است چنانچہ آسمان را بخلق ستارہا مزین گردانیده است زمین
را بخلق انسان مزین ساختہ اگر بسیط است بایجاد او تعالیٰ کاین گشتہ است و اگر مرکب است

احوال قبر و از احوال قیامت و از حشر و نشر و از بهشت و دوزخ همه حق است ایمان بآخرت در رنگ ایمان
بالله نیز از ضروریات اسلام است منکر آخرت در رنگ منکر صانع است و قطعاً کافر است عذاب قبر از ضغطه
و غیر آن حق است و منکر آن اگرچه کافر نیست امّا مبتدع است که منکر احادیث مشهوره است و چون قبر برزخ است
درمیان دنیا و آخرت عذاب آن نیز شبهی بعذاب دنیا دارد که انقطاع پذیر است و شبهی بعذاب آخرت دارد
که از جنس عذاب آخرت است اکثر مستوجب این عذاب جماعت اند که از بول تنزه نمی نمایند و نیز جماعت
که بنمامت و سخن چینی مردم می درآیند و سوال منکر نکیر در قبر نیز حق است و این عظیم فتنه ابتلا است در قبر حضرت حق سبحانه
و تعالی ثابت دارد روز قیامت حق است و البته آمدنی است دران سموات پاره پاره خواهند گشت و
کواکب فرو خواهند ریخت و زمین و جبال نیز بریده بریده خواهند شد و بعدم خواهند پیوست چنانچه نصوص
قرآنی بآن ناطق است و اجماع جمیع فرق اسلامیه بر آن منعقد که منکر آن کافر است اگر مقدمات موهومه
تسویل کفر خود نماید و ابلهان را از راه برد و دران روز از قبور برانگیختن و احیای استخوانهای بوسیده
و ریخته نمودن حق است و حساب اعمال و وضع میزان و طیران صحف اعمال و رسیدن صحف ارباب
یمین بیمین شان و صحف اصحاب شمال بشمال شان نیز حق است و صراط که بر پشت دوزخ بنهند و از آنجا
گذشته بهشتیان به بهشت روند و دوزخیان از آنجا در دوزخ افتند نیز حق است چه اینها همه امور
ممکن اند که مخبر صادق بوقوع آنها خبر داده است پس بے توقف قبول آنها باید نمود و بمقدمات وهمیه
تشکیک و تردید نباید کرد ما اتاکم الرسول فخذوه نص قطعی است و دران روز شفاعت نیکان در حق بدان
باذن حضرت رحمٰن جل سلطانه نیز حق است پیغمبر فرموده است علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات شفاعتی
لاهل الکبائر من امتی یعنی شفاعت من مر اهل کبائر را است از امت من و خلود کافران بعد از حساب
در دوزخ نیز حق است و همچنین خلود مؤمنان در جنت و در تنعمات جنت نیز حق مومن فاسق اگرچه
روا است که بشومی گناهان خود چندگاه بدوزخ رود و بقدر ذنب آنجا معذب بود امّا خلود
در نار در حق وے مفقود است کسیکه در دل وے مقدار ذره از ایمان بود در دوزخ مخلد نخواهد
بود مآل کار او برحمت است و مرجع او بجنت و مدار ایمان و کفر بر خاتمه است بسا است
که در تمام عمر بیکے ازین دو صفت متصف بود و در آخر بضد آن متحقق گردد انما العبرة للخواتیم
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب

تسوید یافته است واللہ سبحانہ الموفق ایمان بانچہ علمای اہل حق فرمودہ اند باید آورد بہ بحث وجدال نباید افتاد بیت نہ ہر جای مرکب توان تاختن بدکہ جاہا سپر باید انداختن و انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات رحمت عالمیانند کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی الشانہ برای ہدایت خلق مبعوث ساختہ است بتوسط این بزرگواران عباد را بجناب قدس خود خواندہ است وبدار السلام کہ محل رضای اوست دعوت فرمودہ بیدولت باشد کہ قبول دعوت کریم نماید واز مائدہ دولت او منتفع نگردد واین بزرگواران آنچہ از حضرت حق سبحانہ وتعالی تبلیغ نمودہ اند ہمہ حق وصدق است وایمان بآن آوردن لازم عقل ہر چند حجت است اما در حجت ناقص است حجت بالغہ ببعثت انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات حاصل گشتہ است کہ عباد را محل عذر نگذاشتہ اول انبیاء حضرت آدم است علی نبینا وعلیہ وعلیہم الصلوات والتحیات وآخر ایشان خاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ است علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات بجمیع انبیاء ایمان باید آورد علیہم الصلوات والتسلیمات وہمہ را معصوم وراستگو باید دانست عدم ایمان بیکی از این بزرگواران مستلزم عدم ایمان است بجمیع ایشان علیہم الصلوات والتسلیمات چہ کلمۂ ایشان متفق است واصول دین شان واحد وحضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوات والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات حضرت خواجہ محمد پارسا کہ از خلفاء اکمل حضرت خواجہ نقشبند است قدس اللہ تعالی سرہما وعالم ومحدث است نیز در کتاب فصول ستہ نقل معتمد می آرد کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہم الصلوات والسلام بعد از نزول عمل بمذہب امام ابی حنیفہ خواہد کرد رضی اللہ تعالی عنہ وحلال او را حلال خواہد داشت وحرام او را حرام وملائکہ کرام عباد مکرم حق اند سبحانہ علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات بدولت رسالت وتبلیغ او تعالی مشرف وبانچہ مامور اند امتثال دارند وعصیان وتافرمانی مولی جل سلطانہ در حق شان مفقود است واز خوراک وپوشاک پاک اند واز زناشوئی معرا اند واز توالد وتناسل مبرا کتب وصحف الہی جل سلطانہ بتوسط ایشان منزل گشتہ است وبامانت شان محفوظ ومامون ماندہ ایمان آوردن بایشان نیز از ضروریات دین است وراستگو داشتن ایشان را نیز از واجبات اسلام ونزد جمہور اہل حق خواص بشر افضل اند از خواص ملک چہ وصول شان باوجود عوائق است وقرب قدسیان بی مزاحمت وممانعت حاصل تسبیح وتقدیس اگرچہ کار قدسیان است اما جہاد در راہ این دولت جمع کردن کار کمل انسان است قال اللہ تعالی فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنی مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام از آنچہ خبر دادہ است از

سے صاحبے قال علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب و حضرت امیر المومنین
رضی اللہ عنہ فرمودہ است کہ ابوبکر و عمر ہر دو افضل این امت اند کسیکہ مرا بر ایشان فضل دہد مفتری است
و او را تازیانہ زنم چنانچہ مفتری را زنند منازعات و محاربات کہ در میان اصحاب خیر البشر
علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات واقع شدہ است بر محامل نیک محمول باید داشت و از مظنہ ہوا و
ہوس و از حب جاہ و ریاست و از طلب رفعت و منزلت دور باید ساخت چہ این رذائل از نفس
امارہ است و نفوس این بزرگواران در صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات پاک و مزکی
شدہ بودند اینقدر ہست کہ دران مشاجرات و محاربات کہ در خلافت امیر واقع شدہ بود حق بجانب
حضرت امیر بودہ است رضی اللہ تعالے عنہ و مخالفان او مخطی بودند بخطاے اجتہادی کہ مجال ملامت
و طعن ندارد و تفسیق خود چہ گنجائش دارد کہ صحابہ ہمہ عدول اند و مرویات ہمہ مقبول و مرویات موافقان
امیر و مخالفان امیر ہر دو در صدق و وثوق برابر اند و علت مشاجرت و محاربت جرح احدے
نشدہ است پس ہمہ را دوست باید داشت کہ دوستی ایشان بدوستی پیغمبر است علیہ و علیہم الصلوات
والتسلیمات کہ فرمودہ من احبہم فبحبی احبہم و از بغض و دشمنی ایشان اجتناب باید نمود کہ بغض ایشان
بغض آن سرور است علیہ و علیہم الصلوات والتحیات کہ فرمودہ من ابغضہم فببغضی ابغضہم در تعظیم و
توقیر آن بزرگواران تعظیم و توقیر آن خیر البشر است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و در عدم تعظیم عدم
او ہمہ را تعظیم و توقیر باید نمود از جہت تعظیم صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات شیخ شبلی
فرمودہ ما آمن برسول اللہ من لم یوقر اصحابہ بعد از تصحیح اعتقاد از ایتان اعمال ہم چارہ نبود پیغمبر فرمودہ علیہ و
علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ بنای اسلام بر پنج چیز است یکے شہادت ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً
رسول اللہ کہ عبارت از ایمان و اعتقاد است بہ انچہ بتبلیغ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ
و علی آلہ وسلم بہ ثبوت پیوستہ است چنانچہ گذشت دوم اداے صلوات خمس است کہ ستون دین است
سوم اداے زکوۃ مال است چہارم صوم ماہ مبارک رمضان است پنجم حج بیت الحرام است پس نماز
بہترین عبادات است بعد ایمان باللہ و رسولہ و در رنگ ایمان حسن لذاتہ است بخلاف سائر
عبادات کہ حسن آنہا ذاتی نیست نیک تقید و رزیدہ بعد از طہارت کاملہ چنانچہ در کتب شرع مبین گشتہ
است بی فتور اداے نماز باید نمود و در قراءۃ و در رکوع و سجود و قومہ و جلسہ و سائر ارکان احتیاط باید کرد

وایمان عبارت از تصدیق قلبی است باموریکه از دین بطریق ضرورت وتواتر بثبوت پیوسته است واقرار
لسانی نیز بآن امور ضروری همچو ایمان بوجود صانع وتوحید او تعالی همچنین ایمان بحقیت کتب وصحف منزله
وایمان بانبیاء کرام وملائکه عظام علیهم الصلوات والتسلیمات الی یوم القیام وایمان بآخرت از حشر اجساد
وخلود عذاب وثواب در دوزخ ودر بهشت وانشقاق سموات وانتثار کواکب واندکاک ارض و
جبال همچنین بفرضیت صلوة خمس وتعیین رکعات درآن وبفرضیت زکوة مال وصوم رمضان وحج بیت الحرام
بر تقدیر استطاعت راه همچنین ایمان بحرمت شرب خمر وقتل نفس بغیر حق وعقوق والدین وسرقه
وزنا واکل مال یتیم واکل ربوا وامثال آنها که بتواتر بثبوت پیوسته است از ضروریات دین اند
ومومن بارتکاب کبیره از ایمان نمی برآید استحلال کبیره کفر است وعمل وارتکاب کبیره فسق وخود را
مومن برحق باید دانست یعنی به ثبوت وبه تحقیق ایمان خود اعتراف باید نمود وکلمه استثنا یعنی کلمه
انشاء الله با یمان نباید مقرون ساخت که منبی از شک است وبه ثبوت ایمان صورت منافات
دارد هر چند استثنا را راجع بخاتمه دارند که مبهم است اما از اشتباه ثبوت حالی هم خالی نیست پس
احتیاط در ترک صورت شک واشتباه است وافضلیة حضرات خلفای اربعه بترتیب خلافت
ایشانست چه اجماع اهل حق است که افضل اهل البشر بعد پیغامبران صلوات الله تعالی وتسلیماته
سبحانه علیهم اجمعین حضرت صدیق است رضی الله تعالی عنه بعد از ان حضرت فاروق رضی الله تعالی
عنه ووجه افضلیت آنچه این فقیر فهمیده است نه کثرت فضائل ومناقب است بلکه اسبقیت ایمان
است واقدمیت انفاق اموال واولیت بذل نفس از برای تائید دین وترویج ملت متین چه
سابق گویا در امر دین استاد لاحق است ولاحق هرچه مییابد از خوان دولت سابق مییابد
ومجموع این هر سه صفات کامله منحصر در حضرت صدیق است رضی الله تعالی عنه با اسبقیت ایمان
کسیکه انفاق مال وبذل نفس خود را جمع کرده است او است رضی الله تعالی عنه واین دولت
غیر او را درین امت میسر نشده است قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه الذی مات فیه انه
لیس من الناس احد آمن علی فی نفسه وماله من ابی بکر بن ابی قحافة ولو کنت متخذا من الناس خلیلا لاتخذت
ابابکر خلیلا ولکن خلة الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخة فی هذا المسجد غیر خوخة ابی بکر وقال علیه وعلی آله
الصلوة والسلام ان الله بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسه وماله فهل انتم تارکون

صد بار سبحان الله و بحمده بگویند که ثواب بسیار دارد و ایضاً در صباح یکبار بگویند اللهم ما اصبح بی من
نعمة او باحد من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد و لک الشکر و در شام بجای اللهم ما اصبح
اللهم ما امسی بگویند و تمام کنند و در حدیث نبوی آمده است علیه و علی آله الصلوات والسلام که هر که این
دعا را در روز بخواند شکر آن روز بجا آورده باشد و هر که در شب بخواند شکر آن شب بجا آورده باشد
و این ورد را در کار نیست که بطهارت بخوانند بلکه در جمیع اوقات این ورد در یومے و لیلے را بجا آرند و ادای
زکوة مال هم از ضروریات دین است برغبت و منت بمصارف زکوة باید رسانید هرگاه منعم حقیقی جل سلطانه
از عطیه انعام خود فرماید که از چهل حصه یک حصه را بفقرا و مساکین بدهند که در عوض آن اجر جزیل
و جزای جمیل بشما خواهم داد بسے بے انصاف بود بلکه متمرد باشد که در ادای این جزء محقر هم توقف
نماید و در اعطای آن بخل ورزد این قسم توقفها که در امتثال اوامر شرعیه بوجود می آید منشاء آن
مرض قلبی است و عدم یقین باحکام منزله سماوی مجرد کلمه شهادت گفتن کفایت ندارد و منافقان
نیز این کلمه را میگفتند علامت یقین قلت اتیان اوامر شرعیه است بطوع و رغبت یک جیتل که
بنیت ادای زکوة بفقیرے بدهند بهتر از انفاق لکها است که بے این نیت بدهند چه آن
ادای فرض است و این اتیان نفل و ادای نفل را نسبت بادای فرض هیچ اعتدادے
و اعتباری نیست کاشکے حکم قطره داشتی نسبت بدریای محیط از تسویلات شیطان لعین است که مردم
را از فرائض باز داشته بنوافل دلالت مینماید و از زکوة نگاه میدارد و روزه ماه مبارک رمضان
نیز از مهمات اسلام است و از ضروریات دین در ادای آن نیز اهتمام باید نمود بعذرهای
مسموع روزه نباید کشود پیغمبر فرموده است علیه و علی آله الصلوات والسلام که روزه سپر است از
آتش دوزخ و اگر بمانع ضروری در رنگ مرض روزه قضا شود قضای آنرا بے درنگ ادا باید نمود
تکاهل و تکاسل نباید گزرانید اینکس بنده است بسر خود نیست مولائے دارد چاره ندارد از آنکه
بمقتضای اوامر و نواهی او زندگانی نماید تا امید نجات متصور بود اگر چنین نکند بنده متمرد
باشد که سزای او انواع عقوبات بود و رکن پنجم اسلام حج بیت الحرام است و آن شرائط دارد
که در کتب فقه بیان فرموده اند بعد از تحقیق شرائط ادای آن ضروری است پیغمبر فرموده است علیه و علی
آله الصلوات والسلام که حج هدم میکند گناهان سابق را و در حل و حرمت شرعی نیک احتیاط باید نمود

که بوجه کمال ادا یابند وسکون وطمانینت در رکوع وسجود وقومه وجلسه لازم باید دانست ومبالغه نباید کرد تا نماز
ونماز را در اول وقت ادا نمایند وتاخیر را از راه تکاسل وتجاهل تجویز نکنند بنده مقبول کسے است که بمجرد
امر مولی امتثال امر او نماید که تاخیر کردن در امتثال امر از تمرد وسوء ادب است واز کتابهاے فقه که
بعبارت فارسے نوشته اند در رنگ ترغیب الصلوة وتیسیر الاحکام وامثال آنها باید که همه وقت با خود
دارند ومسائل شرعیه را از آنجا اخذ نمایند وبعمل دارند کتاب گلستان که مثل آن در جنب کتب فارسی
فقه داخل فضولی است بلکه نسبت بامر ضروری لایعنی است با آنچه احتیاج است در دین لازم
باید دانست که بادراک آنها نباید ملتفت گشت نماز تهجد هم گویا ضروریات این راه است سعی نمایند
که بے ضرورت ترک نشود اگر در ابتدا این معنی متعسر باشد وبیداری در آنوقت میسر نشود جمعی از خدمتگاران را
براے این امر تعین نمایند که در انوقت خواه وناخواه بیدار سازند ونگذارند که در خواب باشند بعد از
چند روز که بیداری معتاد شود احتیاج بتکلف وتعمل نخواهد شد کسیکه خواهد که در آخر شب بیدار شود
باید که اول شب بعد از نماز خفتن خواب کند وباشتغال امور لاطائل بیدار نباشد واستغفار وتوبه
والتجا وتضرع وتذکر معاصی وذنوب وتفکر نقائص وعیوب وخوف عذاب اخروی وترس و
الم دائمی در انوقت غنیمت دانند وعفو ومغفرت از حضرت حق سبحانه تعالی خواهند صد بار این کلمه
استغفار با توجه قلب بزبان آرند استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه سبحانه ونیز بعد از
اداے نماز دیگر این کلمه استغفار صد بار بخوانند وبطهارة وبغیر طهارة ترک ورد این کلمه استغفار ننمایند
در خبر آمده است طوبی لمن وجد فی صحیفته استغفارا کثیرا ونماز چاشت هم اگر ادا نموده شود دولتے است
عظیم سعی نمایند که لااقل دو رکعت بردوام از چاشت ادا کرده شود اکثر رکعات نماز چاشت در رنگ
نماز تهجد دوازده است وبمقتضاے وقت وحال هرچه گزارده شود مغتنم است کوشش نمایند
که بعد از اداے هر نماز فرض آیة الکرسی خوانده شود که در خبر آمده است که بعد از نماز فرض هر که
آیة الکرسی بخواند مانع نباشد او را از دخول بهشت مگر موت ونیز بعد از اداے هر نمازے
از نمازهاے پنجگانه باید که سی وسه بار کلمه تنزیه سبحان الله بگویند وسی وسه بار کلمه تحمید الحمد لله
وسی وسه بار کلمه تکبیر الله اکبر ویکبار بگویند لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد
یحیی ویمیت وهو علی کل شیء قدیر تا عدد صد کامل شود وسینه در هر روز ودر هر شب

که ممنوع است و همچنین سعی باید نمود که در جمیع افعال و حرکات و سکنات رضامندی مولای خود جل سلطانه منظور
بود بمقتضای شریعت حقه او عمل کرده شود و این زمان ظاهر و باطن هر دو متوجه حق باشند تعالی و در یاد حق
بوند جل و علا مثلاً خواب که سراسر غفلت است چون به نیت دفع تکاسیل در ادای طاعت کرده شود
آن خواب باین نیت عین عبادت گردد تا در ان خواب بود گوئیا در طاعت بود که نتیجه ادای طاعت
است در خبر آمده است نوم العلماء عبادة هرچند میدانم حصول این معنی امروز از شما متعذر است که هجوم
موانع است و التزام رسوم و عاداتست که منظور ننگ و ناموس است که ضدیت بشریعت غرا دارند
چه شریعت از برای دفع رسوم و عادات وارد شده است و از برای رفع ننگ و ناموس که ناشی
از هوای اماره است آمده اما بتوفیق الله سبحانه مداومت بر ذکر قلبی نسازید و نماز پنج وقتی بی فتور
بشرائط او اکنند و در حل و حرمت شرعی حتی الامکان احتیاط نمایند تحیل که جمال بعضی ظاهر شود و خود را نجود راغب
گرداند وجه دیگر از برای نوشتن این قسم نصائح آنست که اگرچه عمل بمقتضای این نصائح حاصل نشود
اعتراف بقصور و نقص خود حاصل است و آن نیز دولتی است ؎ هر کس که بیافت دولتی یافت عظیم
و آنکس که نیافت درد نایافت بس است ؛ عیاذاً بالله سبحانه از آنکه نیابد و از یافتن خود در باز نبود و نکند
و از ناکردن خویش پشیمان نشود مگر جاهل متمرد باشد که سر از ربقهٔ بندگی برآورده بود و پا از قید قیمت کشیده
ربنا آتنا من لدنک رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا هرچند وقت و حال و زمان و مکان تقاضای آن
نمیکرد که چیزی بنویسد اما چون شوق و رغبت شما را بوجه کمال دیده بتکلف خود را برین امر آورده
سطری چند تسوید نموده بکمال الدین حسین سپرده حضرت حق سبحانه تعالی بمقتضای آن کرامت فرماید
والسلام علی من اتبع الهدی مکتوب سیزدهم بسیادت پناه میر محمد نعمان در ورود یافته در بیان
بی تعلقی از ماسوا و ترغیب بصحبت طالبان حق تعالی الحمد لله رب العالمین دائما علی کل حال فی السراء
والضراء صحیفهٔ شریفه مع هدیه که بمصحوب سلیمان ارسال داشته بودند رسید جزاکم الله خیراً نوشته بودند
که مقصود ازین سفر حصول بعضی مقاصد بوده است که متعسر الحصول گشته است امیدوار باشند
فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا ابن عباس گفته لن یغلب عسر یسرین از احوال پراهوال خود
چه نویسد و دوستان را بی مزه سازد مع ذلک هزاران هزار شکر است که در عین
بلا عافیت است فسبحان من جمع بین الضدین و قرن بین المتنافیین روز سه فقیر

از انچه صاحب شریعت علیه و علی آله الصلوات والتحیة منع فرموده است خود را نگاه باید داشت و محافظت حدود شرعی باید کرد اگر مطلوب سلامت و نجات بود خواب خرگوش تا چند خواهد بود و پنبه غفلت در گوش تا کی آخر بیدار خواهند ساخت و پنبهٔ غفلت خواهند بر داشت آن زمان غیر از ندامت و حسرت نقد وقت نخواهد بود و غیر از خجالت و خسارت حاصل نه مرگ نزدیک است و عذابهاے گوناگون آخرت طیار و آماده من مات فقد قامت قیامته پیش از انکه بیدار سازند و سود نکنند بیدار شوند و بمقتضاے اوامر و نواهی شرعی کار کنند و خود را از عذابهاے گوناگون اخروی نگاهدارند قال الله تعالی قوا انفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة علیها ملائکة یعنی نگاهدارید نفسهاے خود را و اهلهاے خود را از آتشے که هیزم آن آدمی و سنگ است بعد از تصحیح اعتقاد و بعد از اتیان اعمال صالحه بمقتضاے شریعت حقه علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة اوقات خود را بذکر الٰهی جل شانه معمور باید داشت و از یاد او تعالی فارغ نباید بود ظاهر را اگر بخلق مشغول دارند باید که باطن بحق باشد جلسلطانه و بیاد او تعالی متلذذ باید بود این دولت در طریقه حضرات خواجگان ما قدس الله تعالی اسرارهم مبتدی را در اول قدم در صحبت شیخ کامل مکمل بعنایت الله سبحانه میسر است شاید ایشان باین معنی شما را هم حاصل شده باشد بلکه نصیبے اگرچه اقل بود میسر گشته هرچه بدست آمده است آنرا غنیمت دانند و در شکر آن باشند و امیدوار زیادتی بوند و چون در طریقه حضرات نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم اندراج نهایت در بدایت است اگر از این طریقه اندک است هم بسیار است که در بدایت از نهایت خبر دار است اما مبتدی را باید که هرچند بسیار بدست آید در نظر او اندک بود و اما از شکر آن فارغ نبود و هم شکر آن نماید و هم زیادتی را خواهد مقصود اصلے از ذکر قلبی زوال گرفتاری ما دون حق است سبحانه که مرض قلبی عبارت از آنست و تا زوال این گرفتاری حاصل نشود از حقیقت ایمان نصیب نبود و در اداے اوامر و نواهی شرعیه یسر و سهولت میسر نباید بیت ذکر گو ذکر تا ترا جانست + پاکی دل ز ذکر رحمان است + و در طعام خوردن باید که حظ نفس مطلوب نبود بلکه به نیت قوت و استطاعت بر عبادت بود و اگر این نیت در ابتدا دست ندهد باید که بتکلف خود را برین نیت آرند و ملتجی و متضرع بوند که حقیقت این نیت میسر گردد و همچنین در جامه پوشیدن باید که نیت تزئین از براے عبادت و اداے نماز بود که در قرآن مجید آمده است خذوا زینتکم عند کل مسجد مقصود از جامهاے مزین پوشیدن نمود خلق نبود

متوقع است هرچه عطا فرمایند بادب ومنت قبول آن باید کرد و بتضرع وزاری و بالتجا و انکسار طلب مزید
گویان طلب زیادتی و سوال اتمام فوق باید نمود و در اتیان احکام شرعیه نیک مراعات باید فرمود که مصداق
احوال استقامت بر شریعت است بغیر واقعه که از عالم مثال نوشته بودند نزدیک بمعامله است والامر
الی الله سبحانه و چون در صحبت بسیار بوده اید حمد الله سبحانه که نظر شما بلند افتاده است بجوز و مویز در رنگ
طفلان گول نشوید ان الله سبحانه یحب معالی الهمم واقعه تربیت حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام
نسبت باخوی حافظ محمد علی که نوشته بودند بطریق ما مناسبت بسیار دارد اما اینقدر باید دانست
که دولت هر چند بصورت از هر کجا برسد فی الحقیقة بشیخ خود راجع باید داشت تا قبله توجه پراگنده نشود و دون
کارخانه غلط نیفتد از دواز هر جا برسد از پیر خود باید دانست که او جامع است بهر صورت و تربیت او
ظهور یابد فی الحقیقة از دست اینمقام از مزال اقدام طلاب است واقف باید بود تا دشمن لعین
راه نیابد و پراگنده نسازد شنیده باشند هر که یکجا همه جا و هر که همه جا هیچ جا نه حافظ را و عار سانند والسلام

مکتوب بست و یکم بمیر محمد نعمان صدور یافته در جواب اسوله او از مشار الیه بودن او تعالی بضمائر و فضل
زهاد و کیفیت علم حق تعالی بذات جل سلطانه و عم احسانه الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی پرسیده
بودند که چون اشیاء ظل بماهیت خود اشیا نباشند بلکه بماهیت اصل خود برپا بوند باید که مشار الیه اشیا بلفظ
هو وانت وانا همان اصل باشد این زمان حمل بعض صفات که بآن اصل نا ملائم اند بر ضمائر چون صادق آید
در رنگ انا آکل وانا نائم بدانند که ظل فی الحقیقة هر چند باصل خود برپا است اما ثبوت ظلیت او اگرچه در مرتبه
حس خیال بود همیشه برجا است و احکام ظلیت او را دوام و بقا است و خلقتم للابد آنرا گواه است و حمل
آن صفات بران ضمائر بملاحظه اعتبار ظلیت روا است و هر مرتبه از وجود را حکم جدا است و هر چه در خلق کم
است نه خدا است جل و علا دیگر معنی حدیث قدسی که در باب فضائل زهاد کرام وارد شده است پرسیده بودند
معانی الفاظ آن ظاهر است و از فضل و کرم خداوندی جل شانه بعید است که جمعی را بفضائل و خصائص
کرامات مخصوص گرداند و درجات و مراتب کرامات فرماید که دیگران در آن غبطه نمایند و در علم حساب اینها که
تردد داشتند گنجائش تردد نیست بسیاری از امت خیر البشر علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات بیحساب به بهشت
خواهند رفت ازین جهة در حدیث صحیح آمده است که هفتاد هزار کس از امت من بیحساب به بهشت خواهند درآمد پرسیدند
که چه کسانند آنها یا رسول الله فرمود علیه و علی آله الصلوات والسلام الذین لا یکتوون ولا یسترقون و علی

تلاوت قرآن میکرد آیت آمد قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال
اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ
فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایہدی القوم الفاسقین از خواندن این آیت کریمہ گریہ بسیار
مستولی شد وخوف غالب آمد درین اثنا مطالعہ حال خود نمود دید کہ ہیچ یکے ازینہا گرفتاری
ندارد اگر ہمہ تلف وناچیز شوند تجویز امرے کہ در شریعت اتیان آن منکر ومستہجن است نخواہد کرد
آن امور را برین امر نخواہد گزید بقیۃ المرام آنکہ چون یاران با ما برائے خدا صحبت میدارند
ما را ہم باید کہ ایشانرا نیازرده داریم واز احوال ظاہر وباطن ایشان خبردار باشیم حدیث قدسی
یاد آورد اذا رأیت لی طالباً فکن لہ خادماً مشہور است زیادہ ازانچہ سابقان بیاران توجہ داشتند
بعد ازین توجہ دارند وشیوۂ نابروائی وتغافل را منظور ندارند دیگر بنویسند کہ مکتوب اقربیت
معقول شد یا نہ اگر شدہ است بہتر والا محل تردد را تشخیص کردہ نویسند زیادہ چہ نویسد المسئول من اللہ
سبحانہ سلامتکم وعافیتکم وثباتکم واستقامتکم ومزید توفیقکم وحسن عاقبتکم والسلام مکتوب نوزدہم
بسیادت پناہ میر محمد نعمان ورود یافتہ فی الصبر والرضاء بقضائہ تعالی الحمد للہ رب العالمین
فی السراء والضراء وفی العافیۃ والبلاء فعل الحکیم جل سلطانہ لایخلو عن حکمۃ ومصلحۃ لعل اللہ سبحانہ
یرید بہ الصلاح عسی ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئاً وہو شر لکم واللہ یعلم وانتم
لاتعلمون فاصبروا علی بلائہ وارضوا بقضائہ سبحانہ تعالی واثبتوا علی طاعاتہ تعالی واجتنبوا عن معاصیہ
سبحانہ انا للہ وانا الیہ راجعون قال اللہ تبارک وتعالی ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم
ویعفو عن کثیر فتوبوا الی اللہ سبحانہ واستغفروا عما کسبت ایدینا واسئلوا العفو والعافیۃ
من اللہ سبحانہ فانہ تعالی عفو یحب العفو واجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فان الفرار
مما لایطاق من سنن المرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات ونحن فی عین البلاء مع العافیۃ فللہ
سبحانہ الحمد والمنۃ والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی
علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات العلی مکتوب بستم بمولانا امان اللہ ورود یافتہ در بلندی ہمت
ومراجع داشتن وصول جمیع نعم بہ پیر خود الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی مکتوب اخوی شیخ امان اللہ
وصول یافت از احوال ومواجید خود نوشتہ بودند بوضوح انجامید از شما زیادہ ازین امور

علیه و علی آله الصلوٰة والسلام بقدر وقت آنها مساس نمیکرد چه جای آنکه آب و طعام اینها میخوردند نیز نجس عین همه وقت
نجس عین است اباحت سابق و لاحق در وی گنجایش ندارد و اگر مشرکان نجس عین باشند باید که از ابتدا
چنین بوند و آنحضرت علیه و علی آله الصلوٰة والسلام با اینها از اول باندازهٔ آن معامله میفرمودند و از لیس
فلیس و ایضاً حرج در دین مدفوع است معلوم شریف است که حکم بنجاست ایشان کردن و ایشان را نجس عین
دانستن چه قدر بر مسلمانان تنگ گرفتن است و ایشان را در رنج انداختن است ممنون ائمه حنفیه رضی الله
تعالی عنهم باید بود که مخلصے از برای مسلمانان پیدا کرده اند و از ارتکاب حرام برآورده نه آنکه ایشان را
مطعون سازند و هنر ایشان را عیب انگارند مجتهد چه جای اعتراض است که خطاے او را نیز یک درجه ثواب است
و تقلید او اگرچه خطا کند موجب نجات است چنانکه بحرمت اطعمه و اشربهٔ کفار قائل اند محال عادیست
آنکه خود را از ارتکاب آن محفوظ دارند خصوصاً در دیار هندوستان که این ابتلا بیشتر است درین مسئله که
عموم بلوی دارد اولی آنست که فتوی باسهل و الیسر الامور دهند اگر موافق مذهب خود نبود بقول هر مجتهد
که باشد قال الله تعالی یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وقال تعالی یرید الله ان یخفف عنکم و
خلق الانسان ضعیفاً بر خلق تنگ گرفتن و ایشان را بیجا رنجانیدن حرام است و غیر مرضی حضرت حق است
سبحانه شافعیه در بعض مسائل که شافعی در آن تنگ گرفته است بمذهب حنفیه فتوی میدهند و بر خلائق
آسان میسازند مثلاً در مصارف زکوٰة نزد شافعی صدقه را بجمیع اصناف مصارف زکوٰة قسمت باید کرد
یکے از آن اصناف مؤلفة قلوب اند که درین اوان مفقود اند علماء شافعیه بمذهب حنفیه فتوی داده اند
بهر یکے ازین اصناف که دهد کفایت کرده اند و ایضاً اگر مشرکان نجس عین باشند باید که از ایمان آوردن
هم پاک نشوند پس معلوم شد که نجاست ایشان بواسطهٔ خبث اعتقاد است که زوال پذیر است و
مقصور بر باطن است که محل اعتقاد است و نجاست درونی بطهارت بیرونی جنگ ندارد چنانچه
معلوم وضیع و شریف است و ایضاً کلام حصر انما المشرکون نجس اخبار از حال مشرکان است که
ناسخیت و منسوخیت بآن کار ندارد چه نسخ در انشاء حکم فرعی است نه در اخبار از نفسے پس مشرکان
همه وقت باید که نجس باشند و مراد از نجاست خبث اعتقاد بود تا ادله متعارض نباشند و مساس اینها
هیچ وقت محظور نبود آنروز که این فقیر کریمه و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم درین مبحث خوانده
بود شما در برابر آن فرمودید مراد از طعام اینجا گندم و نخود و عدس است اگر این توجیه را

رمیم تو کلون در ینمقام سر عظیم است که اظهار آن از مصلحت دور است که از افهام اکثری بعید است اگر فرصت ملاقات شد یا دیده شد که شمهٔ ازان مشافهه گفته آید رمزے ازین سر در جلد مکتوبات ثانی در مکتوبی اندراج یافته است اگر توانند دریافت شاید توانند دریافت دیگر پرسیده بودند که علم حضرت حق سبحانه وتعالیٰ محیط کنه ذات خود میتواند شد یا نه اگر تواند شد تناهی لازم خواهد آمد بدانند که علم دو قسم است حصولی و حضوری محال است که علم حصولی بکنه ذات واجبی جل سلطانه متعلق شود که مستلزم احاطه و تناهی است اما روا است که علم حضوری او تعالیٰ بکنه ذات او سبحانه متعلق شود و هیچ تناهی لازم نیاید والسلام مکتوب بست و دوم بملا مقصود علی تبریزی ورود یافته در بیان آنکه مراد از نجاست مشرکان خبث باطن و سوء اعتقادات ایشان است نه نجس العین بودن ایشان الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفیٰ مخدوما مشفقا آنجا را معلوم نشد که مقصود از فرستادن تفسیر حسینی چه بود صاحب تفسیر بیان آیت کریمه موافق ائمه حنفیه نموده مراد از نجاست شرک خبث باطن و سوء اعتقاد گفته و آنکه بعد ازان گفته است اینها اجتناب از نجاسات نمی نمایند یعنی امروز در اکثر اهل اسلام نیز موجود است و ازین راه فرق درمیان عوام اهل ایمان و درمیان کفار مفقود است اگر عدم اجتناب از نجاست سبب نجاست شخص بود معامله تنگ گردد و لا حرج فی الاسلام و آنکه نقلے از ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما کرده است که مشرکان نجس العین اند و در رنگ کلاب این قسم نقلهاے شواذ از اکابر دین بسیار آمده است که محمول بر توجیه و تاویل است چگونه نجس عین باشند که آن سرور دین علیه وعلی آله الصلوات والسلام از خانه یهودی طعام خورده است و بظرف مشرکے طهارت کرده و حضرت فاروق رضی الله تعالیٰ عنه نیز از سبوی زن ترسا طهارت کرده است اگر گویند که کریمهٔ انما المشرکون نجس بود که متاخر باشد و ناسخ آنها بود جواب توانند بود دادن که احتمال کفایت نمی کند اثبات تاخر باید نمود تا دعوے نسخ صحت پیدا کند فان التخصیص من ادراء المنع لو سلم متاخر باشد باید که مثبت حرمت نبود و مراد از نجاست خبث باطن باشد زیراکه منقول است که هیچ پیغمبرے مرتکب امری نگشته است که مآل آن در امر شریعت او یا در شریعت یکے از انبیا بحرمت کشد و آخر محرم گردد اگرچه آن امر در وقت ارتکاب مباح باشد خمر که اول مباح بوده آخر حرام گشت هیچ پیغمبرے آنرا نخورده اگر آل کار مشرکان بنجاست ظاهر قرار میافت و اینها در رنگ کلاب نجس عین میگشتند هرگز آن سرور که محبوب رب العالمین است

باو تعالی مستند ساختند این نوریست که از انوار انبیا مقتبس گشته است و این دولت است که از
خوان انبیا بر روے کار آمده علیهم الصلوات و التسلیمات الی یوم التناد و الی ابد الآباد و همچنین سائر
سمعیات که به تبلیغ انبیا علیهم الصلوٰة والسلام بما رسیده است از وجود صفات کمال
واجبی جل سلطانه و از بعثت انبیا و از عصمت ملائکه علیهم الصلوٰة والتسلیمات والتحیات والبرکات
و از حشر و نشر و از وجود بهشت و دوزخ و تنعیم و تعذیب دائمی اینها و امثال آنها که شریعت بآن ناطق است
عقل در ادراک شان قاصر است و بی سماع ازین بزرگواران در اثبات آنها ناقص و غیر مستقل و چنانچه
طور عقل و راے طور حس است که آنچه بحس مدرک نشود عقل ادراک آن مینماید همچنین طور نبوت وراے
طور عقل است آنچه بعقل مدرک نشود بتوسل نبوت بدرک درآید و هرکه وراے طور عقل طریقے از برائے معرفت
اثبات نمی نماید فی الحقیقة منکر طور نبوت است و مصادم بداهة است پس از وجود انبیا چاره نبود
تا شکر منعم جل سلطانه که بعقل واجب است دلالت نمایند و تعظیم مولای نعم جل و علا که بعلم و عمل تعلق دارد و از
قبل او سبحانه معلوم ساخته ظاهر سازند چه تعظیم او تعالی که از نزد او سبحانه مستفاد نشود شایان شکر او نیست
تعالی زیراکه قوت بشری در ادراک آن عاجز است بلکه بسا است که غیر تعظیم او را سبحانه تعظیم او تعالی
انگارد و از شکر به هجو رود و طریق استفاده تعظیم آنحضرت جل شانه از آنحضرت تعالی و تقدس مقصور بر نبوت
است و منحصر به تبلیغ انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات و الهام که اولیا راهست مقتبس از انوار نبوت است
و از برکات و فیوض متابعت انبیا است علیهم الصلوٰة والتسلیمات و عقل درین امر اگر کفایت میکرد
فلاسفه یونان که مقتدا ے خود عقل را ساخته اند در تیه ضلالت می ماندند و حق را سبحانه از همه بیش
می شناختند و حال آنکه جاهل ترین مردم در ذات و صفات واجبی جل سلطانه اینها اند که
حق را سبحانه بیکار و معطل دانسته اند و غیر از یک چیز و آن هم بایجاب نه باختیار باو تعالی مستند نساخته عقل فعال
از نزد خود تراشیده حوادث را از خالق سموات و ارض باز داشته باو منسوب میدارند و اثر را از موثر
حقیقی جل سلطانه منع نموده آنرا اثر منحوت خود میدانند چه نزد اینها معلول اثر علت قریبه است
علت بعیده را در حصول معلول تاثیر ندانسته اند و به جهل این عدم استناد اشیا را باو تعالے
کمال او سبحانه تصور نموده اند و تعطیل را تجلیل انگاشته و حال آنکه حضرت حق سبحانه خود را
بخلق سموات و ارض می ستاید و مدح خود رب المشرق و رب المغرب

اہل عرف پسند ند چہ مضایقہ است اما انصاف درکار است مقصود اصلی ازین تصریح و ازین اطالۂ کلام آنست
کہ بر خلائق رحم نمایند و حکم بعموم نجاست شان نکنند و اہل اسلام را نیز بواسطۂ اختلاط کفار کہ ازان چارہ
گزیر نیست نجس ندانند و از اطعمہ و اشربۂ مسلمانان بعلت نجاست متوہم اجتناب نکنند و ازین راہ از ہمہ
تبری نمایند و این را احتیاط نہ انگارند کہ احتیاط در ترک احتیاط زیادہ چہ تصریح دہد بیت اندکی پیش تو
گفتم غم دل ترسیدم * کہ دل آزردہ شوی ور نہ سخن بسیار است * والسلام مکتوب بست و سوم
بخواجہ ابراہیم قبادیانی در آنکہ او تعالی بتوسط انبیا علیہم السلام خبر دادہ است از ذات و صفات خود
و اعمال مرضیہ و نامرضیۂ عباد کہ عقل را دران مدخلے نیست الحمد للہ الذی انعم علینا وہدانا الی الاسلام
وجعلنا من امۃ محمد علیہ و علی آلہ الصلوات و السلام انبیا رحمتہا اند مر عالمیان را علیہم الصلوۃ و التسلیمات
کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی بتوسط بعثت این بزرگواران علیہم الصلوۃ و التحیات از ذات و صفات خود
ما ناقص عقلان و قاصر ادراکان را خبر دادہ است و باندازۂ فہم کوتہ ما بر کمالات ذاتیہ و صفاتیہ خود
اطلاع بخشیدہ و مرضی خود را از نامرضی خویش جدا ساختہ و منافع دنیوی و اخروی ما را از مضار ما
ممتاز فرمودہ اگر توسل وجود شریف شان نبودی عقول بشری در اثبات صانع تعالی عاجز بودے
و در ادراک کمالات او سبحانہ ناقص و قاصر آمدے قدما فلاسفہ کہ خود را اکابر ارباب عقول میگیرند
منکر صانع بودند و اشیا را از نقصان عقل بدہر منسوب میساختند و مجادلۂ نمرود کہ بادشاہ روی
زمین بودہ است بحضرت خلیل علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام در اثبات خالق سموات و ارض
مشہور است و در قرآن مجید ہم مذکور و فرعون بیدولت میگفت ما علمت لکم من الہ غیری
و نیز فرعون بحضرت موسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام خطاب کردہ گفتہ است لئن اتخذت
الہا غیری لاجعلنک من المسجونین و نیز آن بیدولت بہامان گفتہ است یا ہامان ابن لی صرحا
لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات و الارض فاطلع الی الہ موسی و انی لاظنہ کاذبا بالجملہ عقل در اثبات
این دولت عظمی قاصر است و بدون ہدایت این بزرگواران باین دولت سر اغیر مہتدی و چون
بتواتر انبیا علیہم الصلوات و التسلیمات دعوت ایشان بخدا کہ خالق زمین و زمان است جل شانہ
شہرت یافت و کلمۂ این بزرگواران مرتفع گشت سفہاے ہر وقت کہ در ثبوت صانع
تردد داشتند بتبع خود مطلع شدہ بے اختیار بوجود صانع قائل گشتند و اشیا را

تبلیغ مینمایند و بتائید او سبحانه مؤید اند کار رفتهٔ این بزرگواران نزول ملائکهٔ معصومین از کید و مکر دشمن لعین
محفوظ است ان عبادی لیس لک علیهم سلطان نقد وقت شان است و دیگران را این دولت میسر نشده است
و از دام نافرجام لعین رهائی متصور نگشته مگر که التزام متابعت این بزرگواران نموده آید و بر اثر
ایشان رفته شود علیهم الصلوات و التسلیمات بیت محال است سعدی که راه صفا * توان رفت
جز در پی مصطفی * علیه و علی جمیع اخوانه الصلوات و التسلیمات العلی سبحان الله افلاطون که رئیس فلاسفه
است دولت بعثت حضرت عیسیٰ را علی نبینا و علیه الصلوات و السلام دریابد و خود را ازابی دبے
مستغنی دانسته آن حضرت نگردد از برکات نبوة بهره نگیرد و من لم یجعل الله له نورا فما له من نور قال الله تبارک
و تعالی و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون و ان جندنا لهم الغالبون عجب معامله است
عقول ناقصه فلاسفه گویا در طرف نقیض طور نبوت افتاده است هم در مبدأ و هم در معاد و احکام آنها
مخالف احکام انبیا است علیهم الصلوات و التسلیمات نه ایمان بالله درست کرده اند و نه ایمان بآخرت
بقدم عالم قائلند و حال آنکه اجماع متین است بر حدوث عالم بجمیع اجزا از خود و همچنین بانشقاق سموات
و انتثار کواکب و اندکاک جبال و انفجار بحار که بروز قیامت موعود است قائل نیستند و منکر حشر اجساد اند
و انکار نصوص قرآنی مینمایند و متاخران آنها که در زمرهٔ اهل اسلام خود را داخل ساخته اند همچنان بر اصول
فلسفه خود راسخ اند و بقدم سموات و کواکب و امثال اینها قائلند و بعدم فنا و هلاک اینها حاکم قوت
ایشان تکذیب نصوص قرآنی است در زی شان انکار ضروریات دین عجب مومن اند بخدا و رسول
ایمان آرند اما انچه خدا و رسول او فرموده است قبول ندارند سفاهت ازین نمیگذرد سے فلسفه
چون اکثرش باشد سفه * پس کل آن هم سفه باشد که حکم کل چو حکم اکثر است * اینجماعه خود را در تعلیم و تعلم
آلتی که عاصم از خطای فکر است صرف کردند در آن باب دقتها نمودند چون بقصد قضای
ذات و صفات افعال واجبی رسیدند جل سلطانه دست و پای خود را گم کردند و آله عاصمه را
از دست داده خطیها خوردند و در تیه ضلالت ماندند در رنگ شخصی که سالها آلات حرب را
تیار سازد و در وقت حرب دست و پای خود را گم کرده بکار نبرد مردم علوم فلسفه را منسق و منتظم
دانند و از غلط و خطا محفوظ می انگارند بر تقدیر تسلیم این حکم در علومی صادق باشد که عقل را در آنها
استقلال و استبداد است که خارج از مبحث اند و داخل دائرهٔ مالایعنی اند و بآخرت که دائمی است کار ندارند

میفرماید و این سفیهان را بزعم فاسد خود با حضرت حق سبحانه و تعالی هیچ احتیاجی نیست و یاد سبحانه هیچ
سرنیاز نه در وقت اضطرار و احتیاج باید که اینها بعقل فعال خود رجوع نمایند و قضای حاجت خود را از و
خواهند که معامله را باو رجوع داشته اند بلکه عقل فعال نیز چون بزعم اینها موجب است نه مختار قضای
حاجت از وی خواستن هم معقول نیست ان الکفرین لا مولی لهم عقل فعال چه بود که سرانجام اشیا نماید و
حوادث باو مستند باشد در نفس وجود او نحوست او هزاران سخن است چه تحقیق و حصول او مبنی بر مقدمات
زراندوده فلسفیه است که باصول فقه اسلامیه ناتمام و نافرجام اند اینها بود که اشیا را از قادر مختار جل شانه
باز داشته باچنین امر موهوم مستند سازند بلکه اشیا را هزاران ننگ و عار است که بمنحوست فلسفی مستند
باشند بلکه اشیا بعدم خود راضی و خرسند بوند و هرگز میل وجود ننمایند از آنکه استناد وجود شان بمجعول
سفسطی نموده آید و از سعادت انتساب بقدرت قادر مختار جل سلطانه ممتنع گردند کبرت کلمة تخرج
من افواههم ان یقولون الا کذبا کفار دار الحرب با وجود بت پرستیها ازینجماعه احسن حال اند که
بحضرت حق سبحانه جل و علا در تنگی التجا دارند و بتها را وسیله شفاعت پیش او تعالی سازند عجب تر
آنکه جمعی این سفها را حکما نامند و حکمت منسوب میدارند اکثر احکام ایشان سیما در الهیات که
مقصد اسنی است کاذبه اند و مخالف کتاب و سنت اطلاق حکما بر اینها که سراسر جهل مرکب نصیب
شان است بکدام اعتبار نموده آید مگر بر سبیل تحکم و استهزا گفته شود و یا از قبیل اطلاق بصیر
بر اعمی شمرده آید و جمعی ازین سفها که بی التزام طریق انبیا علیهم الصلوة و التسلیمات تقلید صوفیه
الهیه که در هر عصر از متابعان انبیا بوده اند علیهم الصلوات و التحیات طریق ریاضت و
مجاهدات اختیار نموده اند و بصفای وقت خود مغرور گشته بر خواب و خیال خود اعتماد کرده
اند و کشوف خیالی خود را مقتدا ساخته ضلوا فاضلوا نمیدانند که این صفا صفای نفس است که راهی
بضلالت دارد نه صفای قلب که دریچه هدایت است صفای قلب منوط بمتابعت انبیا است
علیهم الصلوات و التسلیمات و تزکیه نفس مربوط بصفای قلب و سیاست اوست مر نفس را نفس را
که صفا پیدا کند با وجود ظلمت قلب که محل ظهور انوار قدم است حکم آن دارد که چراغی برافروخته باشند
از برای تاراج کردن دشمن کمین که ابلیس لعین بود و بالجمله طریق ریاضت و مجاهدت در رنگ طریق نظر و
استدلال وقتی اعتبار دارد و اعتماد را شاید که مقرون بتصدیق انبیا بود علیهم الصلوة و التسلیمات که از قبل حق جل و علا

پیش

بر افضلیت حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نمودہ است زیرا کہ بحکم کریمۂ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم گرامی ترین
این امت کہ مخاطب است نزد خدا جل و علا اتقای این امت است و چون حضرت صدیق بحکم نص قرآنی
اتقای این امت است باید کہ گرامی ترین امت نیز نزد حق جل و علا بحکم نص لاحق او باشد رضی اللہ
تعالے عنہ و اکابر ائمہ سلف کہ یکے از ایشان امام شافعی است رضی اللہ تعالے عنہم اثبات اجماع صحابہ
و تابعین کردہ اند بر افضلیت حضرت شیخین رضی اللہ تعالے عنہم و حضرت امیر نیز حکم با فضلیت حضرت
شیخین رضی اللہ تعالے عنہم نمودہ است امام ذہبی کہ از اکابر محدثین است فرمودہ است کہ این نقل را
از حضرت امیر زیادہ از هشتاد نفر روایت کردہ اند و عبد الرزاق کہ از اکابر شیعہ است نیز بموجب
این نقل حکم با فضلیت شیخین نمودہ است و باین عبارت گفتہ افضل الشیخین لتفضیل علے ایاہما
علی نفسہ والا لما فضلتہما کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ پس کسانیکہ بحکم کتاب و سنت و اجماع و نیز
باعتراف حضرت امیر افضل این امت خیر الامم باشد تنقیص و تحقیر شان از کدام انصاف و دیانت
باشد و کدام خیریت در ضمن آن موسع بود اگر در سب احدی معنے خیریت و عبادت بودے
سب ابی جہل و ابی لہب کہ بنصوص قرآنی ملعون و مطرود اند و در این امت بودے و حسنات
کثیرہ در ضمن آن حاصل آمدے در سب کدام خیریت است کہ متضمن فحش و قطیعت است علی الخصوص
در حق کسیکہ مستحق آن نبود و اہل آن نباشد وضع شئی در غیر موضع آن شئی ظلم است و از شئی تا شئے
فرق است و از موضع تا موضع تفاوت است پس از ظلم تا ظلم بودن بعید بود و خلافت حضرت
ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ باجماع صحابہ کرام ثابت شدہ است و باتفاق صغار و کبار و ذکور
و اناث آن قرن خیر القرون بحصول پیوستہ لہذا علما فرمودہ اند کہ آنقدر اتفاق و اجماع کہ بر خلافت حضرت
ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ بحصول پیوستہ است بر خلاف ہیچ یکے از حضرت خلفا ثلثہ دیگر بحصول نپیوستہ
زیرا کہ در بیعت و خلافت او رضی اللہ تعالی عنہ چون بنوع تردد بودہ اہل آن قرن درین مادہ احتیاط بسیار
مرعی داشتہ اقدام نمودہ اند باید دانست کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالی عنہم مبلغان کتاب و سنت اند
و اجماع ہم بقرن ایشان منوط بودہ اگر جمیع ایشان یا بعض ایشان مطعون باشند و بتضلیل و تفسیق
متصف بوند اعتماد از کل دین یا بعض دین مرتفع می گردد و فائدہ بعثت خاتم الانبیاء و افضل الرسل
کمے ماند علیہ و علیہم و آلہ الصلوات و التسلیمات جامع قرآن مجید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ است

خیر الامم بود در اسبقیت ایمان و اولویت انفاق اموال و بذل انفس را چه مزیت و فضیلت باشد و خیریت قرن را چه تاثیر فضل صحبت خیر البشر را علیه و علیٰ آله الصلوات والسلام چه اثر باشد جماعه که در صحبت اولیای این امت زندگانی مینمایند ازین رذائل نجات مییابند جمعی که در صحبت افضل الرسل علیه و علیہم الصلوات والتسلیمات عمر خود را صرف کرده باشند و از برای تائید و نصرت دین او بذل اموال و انفس نموده بود چه احتمال دارد که این ذمائم در حق شان توهم نموده آید مگر آنکه عظمت و بزرگی خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام والتحیة از نظر ساقط شود عیاذاً بالله سبحانه و صحبت او علیه و علی آله الصلوة والسلام از صحبت ولی امت ناقص تر متوهم گردد نعوذ بالله سبحانه سنه و حال آنکه مقرر است که هیچ ولی امتی بمرتبه صحابی آن امت نرسد فکیف به نبی آن امت شیخ شبلی علیه الرحمة فرموده است ما آمن برسول الله من لم یوقر اصحابه جمعی گمان مے برند که اصحاب پیغمبر علیه و علیہم الصلوات والتسلیمات دو فریق بودند گروہے بودند که مخالفت بحضرت امیر داشتند رضی الله تعالیٰ عنه و عنہم و گروہے دیگر موافق حضرت امیر بودند کرم الله تعالےٰ وجهه و این دو گروه با یکدیگر عداوت و بغض و کینه داشتند و بعضے ازینها از جهت بعضے مصالح این صفات خود را مبطن میداشتند و تقیه مے نمودند و نیز گمان میکنند که این رذائل در ایشان تا یک قرن نزدیک بوده است تا بودند این ذمائم داشتند و باین توهم مخالفان حضرت امیر را به بدیاد میکنند و چیزهای نامناسب بایشان منتسب مے سازند انصاف باید نمود که بدین تقدیر هر دو فریق مورد طعن میگردند برذائل صفات اتصاف مییابند و بهترین این امت بدترین این امت بلکه بدترین جمیع امم می گردند و خیریت آن قرن بشریت تبدیل مییابد کدام انصاف است که حضرات شیخین را رضی الله تعالے عنہما باین توهم بدیاد نموده آید و امور نامناسبه باین اکابر دین منتسب ساخته شود حضرت صدیق رضی الله تعالے عنه بحکم نص قرآنی اتقای این امت است زیرا که باجماع مفسرین است چه ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه و چه غیر آن ها برین که کریمه و سیجنبها الاتقی در شان حضرت صدیق نازل است رضی الله تعالیٰ عنه و مراد از اتقی او ست رضی الله تعالیٰ عنه پس شخصے را که حضرت حق سبحانه اتقای این امت خیر الامم میفرماید خیال باید کرد که تکفیر و تفسیق و تضلیل او چه سرحد شناعت بود و امام فخر الدین رازی باین کریمه استدلال

معنوی رسیده اند بشبهٔ صحبت اند احتمال کفر و ضلالت از ایشان مرفوع است و نیز حضرات شیخین از اہل بدر اند کہ باحادیث
صحاح و مطلقاً مغفور اند و نیز بیعت رضوان مشرف اند کہ جمیع اہل آن بیعت باحادیث صحاح از اہل بہشت ہستند
اما مر حضرت عثمان کہ در بدر حاضر نبود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم او را در مدینہ گذاشتہ آمدہ بودند از
برائے بیمارداری اہلیہ او کہ بنت آنحضرت بودہ علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات کہ فرمودہ بودند کہ ہر چہ بدریان را
فضیلت حاصل شود ترا ہم خواہد شد و در بیعت رضوان کہ حاضر نبود آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام او را پیش
اہل مکہ فرستادہ بودند و از جانب او خود بیعت فرمودند چنانچہ مشہور است و نیز قرآن مجید شہادت
بزرگی این حضرات میفرماید و از علو درجات شان خبر میدہد از کتاب و سنت کسیکہ چشم پوشیدہ مکابرہ نماید
از مبحث خارج است شیخ سعدی فرمودہ است بیت آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی + آنست جوابش
کہ جوابش ندہی + چہ بلا شد اگر در حضرت صدیق احتمال ضلال و کفر صورت داشتے اصحاب پیغمبر با آن
عدالت و با آن کثرت او را جانشین پیغمبر نساختندی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم در تکذیب خلافت
حضرت صدیق تکذیب سی و سہ ہزار اہل آن قرن کہ خیر القرون است تجویز نکنند آنرا کسیکہ ادنیٰ درایت
دارد کدام خیریت در آن قرن میماند کہ سی و سہ ہزار اہل آن قرن بر باطل جمع گردند ضال و مضل را
جانشین پیغمبر سازند حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ آن جماعہ را انصاف دہد کہ از طعن اکابر دین زبان کوتاہ
کنند و حق صحبت پیغمبر را مرعی دارند آنسرور فرمودہ است علیہ و علی آلہ الصلوات والسلام اللہ اللہ
فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً من بعدی من احبہم فبحبی احبہم و من ابغضہم فببغضی ابغضہم زیادہ چہ گوید
و اجلا بدیہی را چہ جلا دہد زیرا کہ حضرت صدیق کہ قرآن مجید بمدح او مملو است و یکسورۂ واللیل
و کریمہ در فضائل آنحضرت نازل گشتہ است و از احادیث صحاح لا تعد و لا تحصے در کمالات و فضائل
او مروی است و در کتب انبیائے ماتقدم ذکر شمائل و اوصاف او بلکہ جمیع صحابہ آمدہ است کما قال اللہ
تعالیٰ مثلہم فی التورٰۃ و مثلہم فی الانجیل و راس و رئیس این امت مرحومہ کہ خیر الامم است
ہم اوست ہرگاہ او را کافر و ضال دانند از دیگران چہ اعتذار نماید و بکدام راہ در آمدہ سخن کند
اللہم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون
والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات
اتمہا و اکملہا

مکتوب بیست و چہارم بملا طاہر در بیان نتائج

بلکه حضرت صدیق و حضرت فاروق اند رضی الله تعالی عنهم اگر ایشان مطعون باشند و مسلوب العدالت
بوند به قرآن چه اعتماد ماند و دین بچه چیز بپا بود و شناعت این امر را باید دریافت اصحاب پیغمبر همه عدول اند
علیهم الصلوات و التسلیمات و آنچه بتبلیغ ایشان بما رسیده است و سنت همه حق و صدق است و مخالفات
و منازعات این اکابر دین که در زمان خلافت حضرت امیر رضی الله تعالی عنه واقع شده است نه از راه
هوا و هوس نه از حب جاه و ریاست بوده است بلکه از روی اجتهاد و استنباط بوده اگرچه در اجتهاد یکی خطا
بود و استنباط او دور از صواب باشد مقرر علمای اهل سنت و جماعت است رضی الله تعالی عنهم که محق در آن
محاربات و مشاجرات حضرت امیر بوده است رضی الله تعالی عنه و محاربان امیر بر خطا بودند اما این خطا که منشاء
آن اجتهاد است از طعن و ملامت دور است مقصود حقیت بجانب امیر است و خطا جانب مخالف امیر که
اهل سنت بآن قائلند مخالف را لعن و طرد نمودن زیادتی است بی محل بلکه متضمن احتمال ضرر است
که اصحاب پیغمبر اند رضی الله تعالی عنهم و بعضی از ایشان مبشر بجنت اند و بدری اند که مغفور اند و عذاب
اخروی از ایشان مرفوع است چنانچه در احادیث صحاح آمده است اطلع الله علی اهل بدر فقال اعملوا ما
شئتم فانی قد غفرت لکم و ببیعت رضوان مشرف گشته اند که آنسرور فرموده که هیچ یکی ازینها از اهل دوزخ نیست
علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات بلکه علما فرموده اند که از قرآن مجید مفهوم میگردد که جمیع صحابه اهل بهشت اند
لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا وعد الله
الحسنی و الله بما تعملون خبیر و حسنی جنت است و همه صحابه که انفاق و قتال پیش از فتح کرده اند یا بعد از فتح
موعود بجنت اند فرموده اند که صفت انفاق و قتال از برای تقیید نیست بلکه از برای مدح است چه همه
صحابه باین دو صفت متصف بودند پس همه موعود به بهشت باشند بملاحظه باید نمود که اینقسم بزرگواران
را بد یاد کردن و سوء ظن بایشان نمودن چه دور از انصاف و دیانت است سوال جمعی گفته اند
که بعضی از اصحاب کرام بعد از ارتحال آنسرور علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات بآن طریق نماندند و غصب
منصب خلافت حضرت امیر کردند و بواسطه حب خلافت و طلب جاه و ریاست از طریق حق انحراف
نمودند بلکه گمان میبرند که انحراف ایشان بحد کفر رسیده و بضلالت انجامیده پس بزعم اینها اینجاعه از
وعدهاے که باصحاب کرام آمده است محروم باشند چه فضیلت صحبت فرع اسلام است و چون در اسلام
شان سخن بود صحبت را چه تاثیر باشد جواب حضرات خلفاے ثلثه رضی الله تعالی عنهم باحادیث صحاح که بحد تواتر

رسیده

کمالات محتاج بصفات زائده نیست هرچند صفات کامله زائده نیز او را سبحانه کائن است پس او تعالی
چنانچه بذات اقدس خود موجود است نه بوجود همچنین بذات خود زنده است نه بحیوة که صفت اوست
تعالی و بذات خود دانا است نه بصفت قدرت و بذات خود بینا است نه بصفت بصر و بذات خود شنوا است
نه بصفت سمع و بذات خود توانا است نه بصفت قدرت و بذات خود مرید است نه بصفت اراده و بذات خود گویا است
نه بصفت کلام و بذات خود مبدا ایجاد کائنات است نه بصفت تکوین هرچند وجود عالم بتوسط تکوین
و سائر صفات است چنانچه تحقیق این معنی عنقریب خواهد آمد این تکوین ورای قدرت است چه در قدرت
صحت فعل و ترک است و در تکوین جانب فعل متعین است و نیز قدرت بر ارادت تقدم دارد و تکوین بعد
از ارادت است این تکوین شبیه آن استطاعت بنده است که علماء اهل حق آنرا مقرون بفعل بنده داشته
اند ورای صفت قدرت و ارادت دانسته قدرت مصحح هر دو طرف فعل و ترک است و ارادت مرجح
یکطرف است و ایجاد بعد از ترجیح ارادت بتکوین تعلق دارد اگر اثبات قدرت کرده نشود که مصحح طرفین
است ایجاب لازم آید و اگر تکوین اثبات کرده نشود ایجاد بغیر مستند میماند چه قدرت مصحح ایجاد است
و تکوین مباشر ایجاد است پس از اثبات تکوین چاره نبود که علمای ماتریدیه بآن مهتد گشته اند و اشاعره چون
اضافت و تعلق او را باخیا بیشتر یافته اند از صفات اضافیه انگاشته اند و اعتبری الحق و هو یهدی السبیل تخلیق
و ترزیق و احیاء و امانت و امثال اینها را راجع بتکوین داشتن بهتر است از آنکه هرکدام را صفت قدیمه بر سبها
گفته شود و قدمای متکثره بی ضرورت اثبات کرده شود پس لائح شد که هرچه دیگران را بایجاد او تعالی بصفات
میسر است او را سبحانه بذات خود بی توسط صفات حاصل چه ذات او تعالی بمیلا حظه امرے و اعتبارے
جامع جمیع کمالات است بلکه عین هر کمال چه تبعض و تجزی در آنحضرت مفقود است تمام دانائی است
و تمام شنوائیست و تمام بینائی است علی هذا القیاس سائر الصفات مع ذلک او را سبحانه صفات سبعه بلکه
ثمانیه که علماء اهل حق شکر الله تعالی سعیهم بوجود آنها قائل اند نیز ثابت اند و این صفات کامله که قدیم اند
ظلال آن کمال ذاتیه اند و مظاهر آن کمالات اند و توان گفت که روپوش آن کمالات اند و حجب آن انوار
مکنونه اند سوال چون ذات او تعالی در حصول جمیع کمالات کافی است صفات برای چه اثبات کرده شود و قول
بوجود تعدد قدما چرا گفته آید لهذا فلاسفه و معتزله اکتفا بذات نموده اند و از وجود تعدد قدما گریخته بنفی صفات قائل
گشته اند جواب حضرت ذات تعالی و تقدس هرچند در حصول کمالات کافی است اما در تکوین و تخلیق اشیا

ترقی مراتب که بذکر گفتن و تلاوت قرآن و نماز حاصل میشود الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی بعد
طالب این راه را از ذکر گفتن چاره نبود که ترقی او مربوط بتکرار ذکر است بشرط آنکه از شیخ کامل
مکمل گرفته شود و اگر مقرون باین شرط نبود بسا است که از قبیل اوراد ابرار بود که نتیجهٔ آن ثواب است
نه درجهٔ قرب که بمقربان تعلق دارد و آنکه گفتیم بسا است که از قبیل اوراد ابرار بود زیرا که جائز است
که فضل خداوندی جل سلطانه بے توسط شیخے تربیت طالب نماید و تکرار ذکر او را از مقربان سازد
بلکه روا است که بے تکرار ذکر او را بمراتب قرب مشرف سازد و از اولیای خود گرداند و این شرط باعتبار
اکثر است و بر وفق حکمت و عادت است و چون بفضل خداوندے جل سلطانه معامله که بذکر وابسته بود
تمام شود و از گرفتاری آلههٔ هوائے خلاصی میسر گردد و اماره باطمینان آید آن زمان ترقی از ذکر گفتن
حاصل نمیشود ذکر آنجا حکم اوراد ابرار پیدا میکند. دران موطن مراتب قرب مربوط بتلاوت قرآن
و اداے نماز بطول قرارت است آنچه اول از ذکر گفتن میسر میگشت این زمان بتلاوت قرآن
علی الخصوص که در نماز خوانده شود میسر است بالجمله درینوقت ذکر حکم تلاوت پیدا میکند که در اول
از قبیل اوراد ابرار بوده و تلاوت حکم ذکر پیدا کرده که در ابتدا و توسط از مقربات بوده عجب معامله است
درینوقت اگر ذکر بعنوان قرارت قرآن تکرار کرده شود که از کلمات قدسی آیات قرآنی است
و باستعاذه شروع نموده آید همان فائده میدهد که از تلاوت قرآن میسر است و اگر بعنوان قرارت
تکرار کرده نشود در رنگ عمل ابرار است هر عمل را مقامی است و موسمی که اگر دران موسم بجا آورده شود
حسن و ملاحت پیدا کند و اگر دران موسم ادا کرده نشود بسا است که خطا بود و اگرچه حسنه باشد
قرارت فاتحه در اوان تشهد خطا است اگرچه ام الکتاب است پس پیر درین راه از ضروریات
آمده تعلیم او هم از اهم مهام گشت و بید و نه خرط القتاد عزیزے فرموده است بیت از انروی که چشم
تست احول ۞ که معبود تو پیر تست اول ۞ و السلام علی من اتبع الهدی المکتوب بست و ششم
بسیادت پناه میر محمد نعمان ورود یافته در بیان آنکه حضرت حق سبحانه و تعالی چنانچه بذات خود موجود
است نه بوجود همچنان بذات خود حی و عالم و موصوف بصفات ثمانیه است نه بصفات زائده و ما
یناسب ذلک الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی حضرت حق سبحانه و تعالی در نفس وجود و در سائر کمالات
توابع وجود از حیاة و علم و قدرت و سمع و بصر و اراده و کلام و تکوین بذات اقدس خود کافی است و در حصول این

از ظلیت است و همین معیت است که واسطهٔ اضمحلال کلیت است و همین معیت است که مزیل رقیت
است و مثبت حریت در عین عبدیت و همین معیت است که مسقط انانیت است بلکه رافع انانیت بدرجات کمالیت باید دانست
که در معیت عامه خود را با ایشان فرموده است وهو معکم و در معیت خاصه بحکم حدیث المرء مع من احب
ایشان با وی اند بمقتضای محبت شان با این المعتقین چه در معیت خاصه اثبات معیت از طرفین
است و در عامه معیت از آن طرف است پس آن را عرفان لازم بود در علیین و حیران یا حسرتا علی ما
فرطت فی جنب الله عالم هر چند ظلال صفات است و بتوسط صفات وجود و بقا پیدا کرده است
اما محبت حضرت ذات تعالی و تقدس بتوسط محبت ذاتیه با حضرت ذات است تعالی و از صفات
که اصول وی اند بعروج بی کیفی بالا رفته است و اصول را گذاشته با اصل اصول پیوسته اما پیوستن
بی کیف و اگر از اصل بالا نرود آمدن را چه فائده بود و محبت چه در کار باشد اتصال با اصل در همه وقت
داشت و وصل ظلی او را همیشه میسر بود کار همت که اصل را در رنگ ظل زینه باید ساخت و ببال محبت بالا
باید رفت فهم این عروج فراخور دانش هر کس نیست و خود را گذاشته از خود بالا رفتن منقول ارباب
نظر و فکر نه بلکه از صوفیه نیز از هزاران یکی باین دولت مشرف است و سر این معنی بر وی منکشف
است بیت هزار نکتهٔ باریکتر ز مو اینجاست * نه هر که سر بتراشد قلندری داند * سوال این سیر آفاقی
است یا انفسی جواب نه آفاقی است و نه انفسی زیرا که آفاق و انفس بیرون و درون را میخواهند و
این معامله ورای دخول و خروج است هر چند نزد ارباب نظر محظور است هرگاه مطلوب از دخول و خروج
اقدس بود نسبتی که با وی پیدا شود ناچار از دخول و خروج منزه باشد و این سیر را این اشکال و با این
وقت نزد ارباب این سیر که از ارباب عالم بوند در رنگ سیر دهلی و آگره است که معلوم و متمیز است
و منزلی از منزلی دیگر جدا است تنبیه عالم هر چند ظلال صفات است و صفات ظلال حضرت ذات
تعالی اما این ظلیت را درجات و مراتب است که هر کدام حجاب مطلوب است ان لله سبحانه
سبعین الف حجاب من نور و ظلمة شنیده باشند تا حجب تمامها خرق نشود از ظلیت نرهد و مراد از خرق
حجاب اینجا خرق شهودی است و آنچه در آخر این جز از منع خرق جمیع حجب آمده است مراد از آن
خرق وجودی است که ممتنع است که مستلزم رفع صفات قدیمه است که محال است اما چون معیت غیر
متکیفه حاصل است حکم خرق وجودی دارد و با حجب بی حجب است که معیت نقد وقت است [illegible]

از صفات زائده چاره نبود چه ذات او تعالی در نهایت تنزه و تقدس است و در غایت عظمت و جلال
کبریائی است و کمال بقا او را ثابت است و کمال بے مناسبتی است او را با اشیا ان الله لغنی عن العالمین
و بمقتضائے حکمت و بروفق عادت در افاده و استفاضه از مناسبت میان مستفید و مستفیض چاره نبود صفات
اند که یک درجه تنزل فرموده ظلیت پیدا کرده اند و با اشیا مناسبت و لو فی الجمله حاصل نموده اگر توسط صفات نبود
حصول شئ از اشیا متصور نباشد زیرا که اشیا را در سطوات اشعه انوار حضرت ذات تعالی و تقدس جز هلاک و
فنا و انخراف و انعدام نصیبے نیست بفکر اند که اثبات صفات نمایند و ایجاد اشیا بذات بحت جل سلطانه منسوب
دارند صادر اول چه بود که بی پرده صفات در سبحات وجه ذات او تعالی مضمحل و ناچیز نگردد سوال فلاسفه و معتزله
هرچند صفات را در خارج اثبات نموده اند اما باعتبارات علمیه قائل گشته اند و در علم کمالات ذاتیه متمائز دانسته
پس ایجاد اشیا بذات بحت منسوب نگشت که بتوسط اعتبارات پیدا شد جواب ایجاد عالم در خارج است و عالم در خارج
موجود است پس از جهت خارجی چاره نبود تا توانند وسیله وجود خارجی اشیا شده توانند اشیا را در خارج
از انخراف و استهلاک محافظت کرد اعتبارات علمی بوجودات خارجی بکار نیایند و حجاب علمی در محافظت
موجودات خارجی کفایت نکند بعضے از صوفیه که عالم را جز در علم موجود نمی دانند اعتبارات علمی ایشان را شاید
نفع بکند و توانند وسیله وجودات علمی گشت اما عالم در خارج موجود است اگرچه این خارج ظل آن خارج
بود و این وجود ظل آن وجود باشد پس از حجب خارجی که توانند وسیله وجود خارجی عالم گشت چاره نبود پس
صفات حقیقت باید که در خارج موجود باشند و ترتیب اشیا نمایند و کمالات ذاتیه را بوسائل خود در مرایای
عالم جلوه دهند و در منصه ظهور آرند صفات هرچند حجب ذات اند تعالی اما ظهور کمالات ذاتیه بوجود اینها
مربوط است حجاب اینها در رنگ حجاب آئینه است که سبب نمایندگی است این ظهور و این نمایندگی
هرچند ظلی است اما چه توان کرد که وجود ما بالظل مربوط ساخته اند و بود ما را بحجاب پرداخته ما با لذات
لا ینفک عن الذات مصرع سیاهی از حبشی کی رود که خود رنگ است ؎ و من بعد هذا ما یدق صفاته
و ما کتمه احظی لدیه بنده حق شود جل سلطانه اما بالفضل او تعالی از حق جدا نشود سبحانه المرأ مع من احب
هرچند حق سبحانه و تعالی را با اشیا نسبت معیت حاصل است اما این معیت که منشا
آن محبت است دیگر است تا محبت پیدا نکند این معیت را ندانند و چون در محبت نیز درجات
متفاوت است باندازه آن در معیت نیز تفاوت حاصل است همین معیت است که سبب خلاصی

در رنگ ہائے قطعہ ہائے ابر بیرون بر آمدند و بالقا کنندہ ہمراہ ببر رفتند و خانہ را خالی گذاشتند در آنوقت معلوم گشت
کہ این بالتمام از بیرون بر آمدہ بودند از درون برخاستہ کہ منافی بندگی بود بالجملہ ہر فسادی کہ منشار آن نفس امارہ
است مرض ذاتی است و سم قاتل و منافی مقام بندگی است و ہر فسادی کہ از بیرون آید اگرچہ القای شیطانی
بود از امراض عارضہ است کہ باسہل علاج زوال پذیر است قال اللہ تبارک و تعالی ان کید الشیطان کان
ضعیفا بلای ما نفس ما است و دشمن جانی ما مصاحب سوء ما دشمن بیرونی بود او برما استیلا میباید و باعانت
او ما را از جا می برد جاہلترین اشیا نفس امارہ است کہ دشمن و بدخواہ خود است و ہمت او اہلاک نفس خود است
متمنای او معصیت حضرت رحمن است جل سلطانہ کہ مولی او و مولی نعم او ست و اطاعت شیطان کہ دشمن
جانی ویست باید دانست کہ تمیز درمیان مرض ذاتی و مرض عارضی و فساد داخلی و فساد خارجی بسیار متعذر
است مبادا ناقصے باین زعم خود را کامل گیرد و مرضے ذاتی خود را مرض عارضی انگارد و در خسارت ماند
ازین ترس در نوشتن این سر جرأت نمیکرد و اظہار این معنی مستحسن نمیدید نزدیک بہفدہ سال است کہ درین
اشتباہ بودم و فساد ذاتی را بفساد عارضی مختلط میافتم درینوقت حضرت حق سبحانہ حق را از باطل
جدا ساخت و مرض ذاتی را از مرض عارضی متمیز گردانید فللہ سبحانہ الحمد والمنۃ علی ذلک و علی جمیع نعمائہ یکی
از حکمتہای اظہار این قسم اسرار آن است کہ کوتہ نظری کاملی را با وجود این نوع آرزوہای بیرونی
ناقص نہ انگارد و از برکات او محروم نماند سبب حرمان کفار از دولت تصدیق انبیاء علیہم الصلوات
والتسلیمات وجود این قسم صفات بودہ است درین بزرگواران فقالوا ابشر یہدوننا فکفروا و آنچہ فرمودہ
اند کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی عارف را بعد از زوال مرادات و بالتمام از وی صاحب ارادہ
میسازد و اختیار بدست وی مید ہد تفصیل این معنی ان شاء اللہ تعالی در جای دیگر بعنایۃ اللہ
سبحانہ خواہد نمود کہ اینوقت مساعدت آن نمیکند والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی
علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا و اکملہا **مکتوب بست و ہشتم** ملا صالح ترک در بیان
کیفیت تصدق بارواح موتی الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی روزے بخاطر آمد کہ
بروحانیت بعضے از اقارب موتای خود تصدق کردہ شود درین اثنا ظاہر گشت کہ باین نیت
آن میت مرحوم را فرح و سرور حاصل شدہ خرم و شادان بنظر درآمد چون وقت عطائے
آن صدقہ رسید اول بروحانیت حضرت رسالت خاتمیہ علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام

حاصل ندارد ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیٔ قدیر والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ الطاہرین اجمعین

مکتوب بست و ہفتم

بملا علی کشمی در بیان آنکہ بندہ را باید کہ از مرادات خود بتمام برآمدہ بمرادات حق تعالی شانہ باشد یا بیان مرض ذاتی و عرضی بندہ باید کہ مراد و مطلب او غیر از مولای خود جل سلطانہ ہیچ نبودہ و جز مراد مولے مراد بندہ ہیچ نباشد و اگر چنین نبود سر از ربقۂ بندگی برآوردہ باشد یا از قید رقیت کشیدہ بود بندہ کہ گرفتار مرادات خود است و بہوا و ہوس خود فریفتہ است بندۂ نفس خود است و در اطاعت شیطان لعین است و این دولت وابستہ بحصول ولایت خاصہ است کہ بفنا و بقای اتم و اکمل مربوط است سوال گاہست کہ بالیستہا و خواہشہا از کمل نیز بظہور می آید و آرزوہا و حصول مطالب شتی از این بزرگواران ہم محسوس میگردد امام انبیاء و سلطان اولیاء علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات اتمہا و اکملہا سرد و شیرین را دوست میداشت و حرصی کہ بر ہدایت امت داشت در قرآن مجید مبین گشتہ است وجہ بقای این قسم بالیستہا درین بزرگواران چہ بود جواب بعضے از بالیستہا منشاء آن طبیعت است تا نشأ طبیعت بر پا است آن بالیستہا بر جا است در وقت حرارت بے اختیار طبیعت بسردے مائل است و در وقت برودت بگرمی راغب این قسم بالیستہا منافی عبودیت نیست و سبب گرفتاری بہواے نفس خود نہ چہ ضروریات طبیعت خارج از دائرہ تکلیف است و بیرون از ہواے امارہ چہ مہویات نفس یا فضول مباح است یا مشتبہ و محرم و آنچہ ضروری است نفس را آن ساز نیست پس منشاء گرفتاری و بدکرداری فضولیات فہال آمد اگرچہ از قسم مباح بود چہ فضول مباح را نسبت قرب جوار است بمحرم کہ اگر باغواے دشمن لعین از آنجا قدم بردارد بی اختیار در محرم خواہد افتاد پس اختصار بر مباح ضروری آمد کہ اگر از آنجا زلتی واقع شود بفضول مباح خواہد افتاد و اگر مسکن در فضول مباحات کردہ شود بعد از ذلت اگر قدم بیرون افتد ناچار در محرم خواہد افتاد و بعضے از بالیستہا ازین قبیل است کہ حصول آن از خارج است مع خلوص الشخص فی نفسہ عن المرادات و خارج یا واعظ حضرت رحمن است کہ القاء خیرات مینماید فان للہ سبحانہ واعظا فی قلب کل مؤمن یا شیطان است کہ القای او شر و عداوت است یعدہم و یمنیہم و ما یعدہم الشیطان الا غرورا روزے این فقیر بعد از ادای نماز بامداد در ایام سکونت قلعہ بطریق سکوت کہ روش این طریقہ علیہ است نشستہ بود کہ ہجوم آرزوہاے لاطائل بہ بی حلاوتے کشید و از جمعیت باز داشت بعد از لمحہ چون بعنایت او سبحانہ رو بجمعیت آورد دید کہ آن آرزوہا

او بعید مینماید و اگر خدمهٔ او را طفیلی او ساخته هدیه فرستند مرضی می آید که اعزاز خدمه اعزاز اوست پس معلوم شد
که بیشتر رضامندی موقوف در افراد صدقه است نه در اشتراک صدقه اما باید که هرگاه صدقه بنیت کنند اول
باید که بنیت آنسرور علیه و علی آله الصلوة والسلام هدیه جدا سازد و بعد از آن بنیت تصدق کند که حقوق آنسرور
علیه و علی آله الصلوة والسلام فوق حقوق دیگران است و نیز برین تقدیر احتمال قبول صدقه است بطفیل
آنسرور علیه و آله الصلوات والتحیات این فقیر در بعضے صدقات موقت که در تصحیح نیت خود را عاجز میباید
علاجی به از این نمی یابد که آن صدقه را بنیت آنسرور علیه و علی آله الصلوة والسلام تعیین نماید و آن میت را
طفیلی ایشان سازد امید است که ببرکت توسط ایشان قبول افتد فرموده اند که صلوة آنسرور علیه و علی
آله الصلوة والسلام اگر به ریا و سمعه ادا کرده شود مقبول است و بآن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام
آنرا وصول است اگرچه ثواب آن بصلوة فرستنده نرسد که ثواب اعمال مربوط به تصحیح نیت است
و از برای قبول آنحضرت که مقبول و محبوبیت همانه کافی است کریمه وکان فضل الله علیک عظیما در
شان آنسرور نازل است علیه و علی آله الصلوة والسلام و علی جمیع اخوانه الکرام من الانبیاء والملائکة
العظام الی یوم القیام مکتوب بست و نهم بسیادت پناه میر محب الله در بیان فهم کردن بعضے
کلمات قدسیه آیات قرآنی سابقا چون از قصور فهم در بعضے از کلمات قدسی آیات قرآنی
خدشه و تردد پیدا میشد و در تطبیق آن عاجز میگشت در دفع وساوس بعنایت الله سبحانه به از این
علاجے نمییافت که با خود می گفت که این نظم قرآنی را بکلام خدا جل شانه اعتراف مینمائی و ایمان
آن داری یا نه اگر ایمان نداری کافرے و از بحث خارجے و اگر ایمان بآن دارے پس قصور در
فهمیدن تست نه در نظم قرآنی که کلام خالق ارض و سموات است و مبدع عقول و ادراکات ست
و چون بفضل خداوندے جل سلطانه ایمان بحقیقت کلام ربانی حاصل بوده آن وسوسه باین تردید
مضمحل و ناچیز می گشت و از تردد نجات می یافت درین آوان بفضل الله سبحانه کار تا باینجا
رسیده است که در نظم قرآنی هر محلے که آنجا از قصور ادراک گنجائش تردد و خدشه است همان محل
باعث ازدیاد ایمان است بقرآن و همان خدشه واسطه ظهور اعجاز است در قرآن و آن
اغلاق را از شعب اعجاز تصور مینماید و آن اشکال را بر کمال بلاغت براعت محمول
میدارد که بشر در فهم آن عاجز است آنقدر ایمان که در نافهمیدن قرآن حاصل است

آنصدقه را نیت کرد چنانچه عادت بود بعد ازان بروحانیت آن میت نیت کرده داد درین زمان
دران میت ناخوشی واندوه احساس نموده وکلفت وکدورت ظاهر شد ازین حال تعجب تمام بود واد
وجه ناخوشی کلفت ظاهر نشد با وجود آنکه محسوس شد که برکات عظیمه ازان تصدق بآن میت رسید اما فرح
وسرور در وے ظاهر نگشت و همچنین روزے پاره مبلغ نذر آنسرور نمودم علیه الصلوٰة والسلام و سائر
انبیاء کرام را علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات نیز دران نذر داخل ساختم و طفیلے آنحضرت علیه و
علیهم الصلوات والتسلیمات مرضے آنحضرت درین امر معلوم نشد و همچنین در بعضے اوقات که در دو فرستادم
اگر در مرتبه بر سائر انبیاء نیز میفرستادم مرضے آنسرور دران ظاهر نمیشد علیه وعلیهم الصلوات والتحیات
باوجود آنکه معلوم شده است که اگر بروحانیت یکے تصدق کرده سائر مومنان را شریک سازد
بهمه برسد وازان شخص که بنیت او داده بود هیچ نقصان نکند ان ربک واسع المغفرة برین تقدیر
وجه ناخوشی و عدم رضا چه بود مدتی این اشکال خدشه داشت آخر الامر بفضل خداوندے جل شانه
ظاهر شد که وجه ناخوشی وکلفت آنست که اگر صدقه بے شرکت به میتی داده شود آن میت از جانب
خود بطریق تحفه و هدیه آنصدقه را در ملازمت آنسرور علیه وعلی آله الصلوات والسلام خواهد برد و بوسیله
آن برکات و فیوض خواهد گرفت و اگر صاحب صدقه خود نیت آنسرور کند علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام
میت را چه نفع بود در صورت شرکت میت را اگر صدقه قبول افتد ثواب همان صدقه است
و در صورت عدم شرکت هم ثواب صدقه است اگر قبول افتد و هم برکات و فیوض اتحاف و
اهدای آن صدقه است از نزد حبیب رب العالمین علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام و همچنین هر شخصے را
که شریک سازند همین نسبت کائن است که در شرکت یکدرجه ثواب است و در عدم شرکت دو درجه که آنرا
میت از جانب خود با و بگذراند و نیز معلوم گشت که هدیه و تحفه که غریبی بخدمت بزرگی میبرد بی شرکت
احدی اگرچه طفیلے باشد آن تحفه را گذرانیدن بهتر است یا بشرکت شک نیست که بے شرکت بهتر است
و آن بزرگ برادران خود از نزد خود هدیه بهتر است از آنکه العکس بفضولی دیگرے آنرا داخل سازد و آل و
اصحاب که در رنگ عیال آنسرور علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات ایشانرا که بطفیل داخل هدیه آنحضرت
علیه وعلیهم الصلوات والتحیات ساخته می شود مرضے و مقبول مینماید سیلے تعارف است که در
هدیات مرسومه اگر با بزرگے اعوان او را شریک سازند از ادب و رضا مندی

و بہر زبان یاد حق نکند جل و علا چہ نسبت دارد بآن شخصے کہ او را یک زبان بود ہندی و آن یک زبان یاد حق
نماید جل و علا ایمان معرفت و سائر کمالات را بر ہمین قیاس باید کرد ربنا اتمم لنا نورنا و اغفر لنا انک علی

کل شی قدیر الحمد للہ اولا و آخرا و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ دائما و سرمدا و علی آلہ الکرام و صحبہ العظام
الی یوم القیام مکتوب سی و یکم بملا بدر الدین در تحقیق عالم ارواح و عالم مثال و عالم اجساد
الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ نوشتہ بودند کہ روح پیش از تعلق ببدن در عالم مثال بودہ است
بعد از مفارقت از بدن باز بعالم مثال خواہد رفت پس عذاب قبر در عالم مثال خواہد بود در رنگ
المی کہ در خواب در عالم مثال احساس نماید و نوشتہ بودند کہ این سخن شاخسار بسیار دارد اگر قبول
نمایند فروع بسیار برین سخن متفرع خواہد ساخت بدانند کہ این قسم خیالات از صدق قلیل النصیب است
مبادا کہ شما را براہ غیر متعارف دلالت نماید چند کلمہ بضرورت باوجود موانع در تحقیق این مبحث نوشتہ آمد
و اللہ سبحانہ الہادی الی سبیل الرشاد اے برادر عالم ممکنات را سہ قسم قرار دادہ اند عالم ارواح
و عالم مثال و عالم اجساد و عالم مثال را برزخ گفتہ اند در میان عالم ارواح و عالم اجساد
و نیز گفتہ اند کہ عالم مثال در رنگ مرات است مر معانی و حقائق این ہر دو عالم را کہ معانی
و حقائق اجساد و ارواح در عالم مثال بطور لطیفہ ظہور مینماید چہ در آنجا مناسب ہر معنی و حقیقتے
صورت و ہیئت دیگر است و آن عالم فی حد ذاتہ متضمن صور و ہیئات و اشکال نیست صور و
اشکال در وے از عوالم دیگر منعکس گشتہ ظہور یافتہ است در رنگ مرات است کہ فی حد ذاتہا
متضمن ہیچ صورت نیست اگر در وے صور کائن است از خارج آمدہ است چون این سخن معلوم
شد بدانند کہ روح پیش از تعلق ببدن در عالم خود بودہ است کہ فوق عالم مثال است و بعد از تعلق
ببدن اگر تنزل نمودہ است بعالم اجساد بعلاقہ حبی فرود آمدہ است بعالم مثال کار ندارد و نہ پیش
از تعلق و نہ بعد از تعلق پیش ازین نیست کہ در بعضے اوقات بتوفیق اللہ سبحانہ بعضے از احوال خود را در
مرات عالم مثال مشاہدہ نماید و حسن و قبح احوال را از انجا معلوم میسازد چنانچہ در واقعات و منامات ایمعنی
واضح و لائح است کہ بے آنکہ از حس غائب شود ایمعنے احساس نماید و بعد از مفارقت از
بدن اگر روح علوی است متوجہ فوق است و اگر سفلی است گرفتار سفل است بعالم مثال کارے ندارد و
عالم مثال از برائے دیدن است نہ از برائے بودن جای بودن عالم ارواح است نہ عالم اجساد عالم مثال

در فهمیدن آن نیست که در نافهمیدن راهی از اعجاز کشاده است که در فهمیدن نیست سبحان الله همین نافهمیدن جمعی را بضلالت میبرد و بانکار کلام حق میرساند جل و علا و بعضی را همین نافهمیدن بسبب کمال ایمان بقرآن میگردد و بهدایت می آرد یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا ربنا اتنا من لدنک رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا والسلام

مکتوب سی ام بسیادت و ارشاد پناه میر محمد نعمان در بیان عروج بمراتب اصول و مراتب عبادات

الحمد لله رب العالمین والسلام علی سید المرسلین بیت بابا آخر آدم است و آدمی ٭ گشت محرم از مقام محرمی ٭ گر نگردد باز مسکین زین سفر ٭ نیست از وی هیچکس محروم تر ٭ و چون بعنایت الله سبحانه او را عروجی باصول خود که او در رنگ ظل است مر آن اصول را واقع شود در هر اصلے از اصول او را فنای است در آن اصل و بعد از ان بقای بآن و باین فنا و بقا اطلاق انای او از ان ظل زائل گشته بران اصل که فنا و بقا او را در وی حاصل گشته است اطلاق خواهد یافت و خود را همان اصل خواهد دانست و همچنین چون از ان اصل بکرم حق جل و علا او را عروج واقع شود باصلی که فوق آن اصل است و آن اصل ظل است مر این اصل را فنا و بقا ر آن اصل او را در ین اصل ثانی حاصل خواهد کرد و اطلاق انا از اصل اول زائل گشته باصل ثانی خواهد پیوست و خود را همان اصل ثانی خواهد یافت و همین نسبت است اصل ثانی را با اصل ثالث اگر عروج واقع شود اطلاق انا بران اصل ثالث قرار خواهد یافت که اصل ثانی ظل اوست و همچنین در هر اصلے تحتانی که در رنگ ظل است مر اصل فوقانی را همین نسبت کائن است اگر محض فضل خداوندی جل سلطانه عروج واقع شود و از ظل باصل بگذراند اطلاق انا از هر ظل باصل آن خواهد قرار یافت و خود را همان اصل خواهد دانست الی ماشاء الله تعالی علی تفاوت درجات الاستعداد و این اصول باین کثرت و باین رفعت اجزاء او خواهند گشت تا قطره را دریا خواهند ساخت و کاه را کوه خواهند گردانید و چون این اصول اجزاے او باشند ناچار از کمالات و برکات شان نیز بهرهٔ کامل نصیب او خواهد شد و کمال او جامع کمالات آن اجزا خواهد بود از ینجا فرق در میان انسان کامل و سائر افراد انسان توان شناخت که آن دریاے محیط است و اینها در رنگ قطره هاے محقر آن دریا پس اینها او را چه شناسند و از کمال او چه دریابند خوش گفت الهی چه سیت اینکه اولیاے خود را کرامت کردی که هر که ایشان را شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشان را نشناخت و چنانچه در میان انسان کامل و انسان ناقص بکثرت و قلت اجزا تفاوت است در میان طاعات و حسنات اینها نیز باندازهٔ آن تفاوت است شخصے را که صد زبان بدهند

در تقلید این بزرگواران میکرد مگر همه فراموش گشت که متخیلات خود را مقتدای خود گردانیده شاخسارها را پیروی
متفرع ساختند احتمال ملاقات ما عجب نه ظاهر بسیار بعید می نماید چنان زندگانی نمایند که رشحهٔ امید نجات گسسته
نشود ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدی مکتوب سی و دوم بمقصود علی
در بیان آنکه خطرات از اسباب وصل گفته اند باندازهٔ تجلی صوری است و در تحقیق حقیقت کثرت و آنچه
و مناسب آن الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی نوشته بودند که رهروی از راه و انی پرسید که
از هجوم خطرات پریشانم گفت بمقتضای وهو علی کل شیء محیط چون احاطه و شمول مطلوب معلوم است خطره را
از اسباب وصل باید شمرد نه از موجبات فصل و پیوسته ابواب مشاهده را مفتوح باید داشت و روزن غفلت
را مسدود و این سخن باندازهٔ تجلی صوری که مقدمه است از مقدمات این راه صادق است و درین
موطن اگر وصل است هرچند فی الحقیقت فصل است باعتبار صورت است و اگر مشاهده است هرچند فی الواقع
مباعده است هم بملاحظهٔ صورت کائن و این تجلی نزد اکابر این راه از حیز اعتبار ساقط است که مثبت
وجود سالک نیست و نیز محق و مبطل درین تجلی شرکت دارند جوگیهٔ هند و فلاسفهٔ یونان نیز ازین تجلی با خبر
اند و از علوم و معارف این موطن محظوظ و متلذذ غایته ما فی الباب محق را این دولت از راه صفای قلب
حاصل میشود و مبطل را از راه صفای نفس ناچار آن بهدایت میبرد و این بضلالت می آرد اما هر دو
گرفتار صورت اند و از معنی بیخبر بیت صورت پرست غافل معنی چه داند آخر گویا جمال جانان پنهان چه کار
دارد لیکن محق را احتمال نجات از صورت کائن است و مبطل منهمک در صورت است بی التزام ملت انبیا
علیهم الصلوات والتسلیمات خلاصی از گرفتاری صورت محال است و ایضا تجلی صورت داخل دائره
علم است لیکن چون حال و ذوق دوری به توهمی اندازد آن علم حال نامیگردد و نیز در تجلی شهود کثرت است
لیکن بعنوان مظهریت وحدت و شهود کثرت بهر عنوان که بود وبال در وبال است باید که در
نظر باطن از کثرت و شهود کثرت نامی و نشانی نماند و شهود جز واحد حقیقی هیچ نبود تا فنا که قدم اول است
درین راه میسر گردد زیرا که فنا عبارت از نسیان ماسوای است از باطن پس کثرت را دران موطن چه مجال
بود و شهود کثرت آنجا چه باشد و خطره را که از اسباب وصل و از ابواب مشاهده گفته است مراد از ان
وصل و مشاهده وصل و مشاهدهٔ صوری است که عین مفارقت و دوری است زیرا که وصل نزد اکابر این
طائفه علیه معتبر است در مقام بقا بالله حاصل است که بعد از فنا و نسیان جمیع ماسوا حاصل می گردد

بیش از مرأت این دو عالم نیست چنانچه گذشت والمی که در خواب در عالم مثال احساس نموده می آید
صورت و شبح آن عقوبت است که برای آن مستحق گشته است و از برای تنبیه و آگاهی او را بروی ظاهر ساخته اند
و عذاب قبر ازین قبیل نیست که حقیقت عقوبت است نه صورت و شبه عقوبت و نیز المی که در خواب
احساس نموده می آید اگر فرضاً حقیقت هم داشته باشد از قسم المهای دنیوی خواهد بود و عذاب قبر از عالم عذاب اخروی است
شتان ما بینهما چه عذاب دنیوی را نسبت بعذاب اخروی اعاذنا الله سبحانه هیچ مقداری و اعتباری
نیست اگر شراره از آتش دوزخ در دنیا افتد همه را یک بسوزد و متلاشی گرداند عذاب قبر را در رنگ
عذاب خواب دانستن از عدم اطلاع است از صورت عذاب و حقیقت عذاب و نیز منشار این اشتباه
توهم مجانست عذاب دنیا است بعذاب آخرت و این باطل است بین البطلان سوال از کریمهٔ الله یتوفی الانفس
حین موتها والتی لم تمت فی منامها الخ مفهوم میشود که توفی النفس چنانچه در موت است در خواب است نیز عذاب یکی را
از عذابهای دنیا شمردن و عذابهای دیگر را از عذابهای آخرت گفتن بکدام وجه است جواب توفی
نوم از ان قبیل است که شخصی از وطن مالوف خود بشوق و رغبت از برای سیر و تماشا بیرون آید تا فرح و سرور
حاصل کند و خرم و شادان بوطن خود باز رجوع نماید و سیرگاه او عالم مثال است که متضمن عجائب ملک و
ملکوت است و توفی موت نه چنین است که آنجا هدم وطن مالوف است و تخریب بنای معمور از ینجا است
که در توفی نوم محنت و کلفت حاصل نیست بلکه متضمن فرح و سرور است و در توفی موت شدت و کلفت است
پس وطن متوفای نومی دنیا بود و معامله که با او نمایند از معاملات دنیا باشد و متوفای موتی بعد از تخریب وطن
مالوف خود انتقال بآخرت نموده است و معامله با او از معاملات اخروی گشته من مات فقد قامت
قیامته شنیده باشند زنهار بکشوف خیالی و ظهور صور مثالی اعتقادیات مقررهٔ اهل سنت و جماعت را
شکر الله تعالی سعیهم از دست ندهند و بخواب و خیال خود مغرور نشوند که نجات بی متابعت این فرقهٔ ناجیه متصور نیست
خوش طبیعیها را موقوف داشته اگر آرزوهای نجات دارند بجان و دل در اتباع این بزرگواران کوشند [illegible]
است ما علی الرسول الا البلاغ انبساط عبارت شما مراد رتوهم انداخت که نزدیک است که این تخیلات شما را
از تقلید این اکابر بیرون آرد و تابع کشفیات خود سازد نعوذ بالله سبحانه منها و من شرور انفسنا و من سیئات
اعمالنا شیطان دشمن قویست واقف باشند که از صراط مستقیم پس که چا نیند از مدت مفارقت تا بیک
سال هم نکشیده است چه بلا شد آن احتیاطها که در التزام متابعت سنت و اهل سنت مینمود و انحصار نجات

کہ منبای آن بر تعدد است و اجرای وعد و وعید صاحب شریعت کہ بی کثرت متصور نیست و صوفیہ نیز باین
معنی معترف اند ہر چند بتکلف تطبیق آن بشریعت نمایند و آنچہ علما فرمودہ اند بی تکلف صادق است و بی محل
مطابق و ہیچ غبار و کدورت ندارند و اثبات وجود مستقل مستبعد نمی نمایند تا گنجائش سخن بود و شرکت بواجب
پیدا کند تعالی او چہ وجود ضعیفی مقاصر و مستعار از غیرے اثبات می نمایند چہ جائے تخطیہ است بعلما کہ اکابر دین
اند و نسبت غلط نمودن غلط محض و محض غلط است ما پس ماندگان دین و شریعت را از علما
گرفتہ ایم و مذہب و ملت را از برکات ایشان اخذ نمودہ اگر در ایشان گنجائش طعن بود اعتماد از
شریعت و ملت مرتفع گردد لہذا طاعن سلف را ضال و مبتدع گفتہ اند و طعن او را از اسباب تضلیل
و تشکیک در دین شمردہ ببطلان او حکم کردہ نوشتہ از مغز بپوست قناعت نمودہ ما کہ صور را مغز خیال
کردہ و تنزیہ را پوست چہ دعوت و گرفتاری علمای تنزیہ است و مشہود و مطلوب صاحب تجلی صوری
صور و اشکال انصاف باید داد کہ کدام گرفتار مغز است و کدام بپوست و ماندہ است انا و ایاکم لعلی ہدی
او فی ضلال مبین ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وہیی لنا من امرنا رشدا و السلام اولا و آخرا مکتوب سی و سوم
بملا شمس ورود یافتہ در بیان تحقیق این سخن شیخ شرف الدین یحیی منیری کہ گفتہ تا کافر نشود و سر برادر نبرد و بابا
خود جفت نشود مسلمان نشود + ملا شمس باستقامت باخیر رسیدہ بود کہ شیخ المشائخ و شیخ شرف الدین
یحیی منیری در رسالہ ارشاد السالکین نوشتہ اند کہ تا کافر نشود مسلمان نشود و تا سالک سر برادر خود را
نبرد مسلمان نشود و تا با مادر خود جفت نشود مسلمان نشود مراد ازین کلمات چیست باید کہ مراد از کفر کفر طریقت
است کہ عبارت از مرتبہ جمع است کہ موطن استتار است و مقام عدم امتیاز است میان حسن اسلام و قبح
کفر بلکہ چنانکہ اسلام را مستحسن میداند کفر را آنجا نیز حسن می یابد و ہر دو را مظاہر اسم الہادی و اسم المضل یافتہ
از ہر دو حظ میگیرد و متلذذ میگردد و این آن کفر است کہ منصور ازان خبر دادہ است و دران بودہ
است و بران مردہ کہ گفتہ شعر کفرت بدین اللہ والکفر واجب + لدی وعند المسلمین قبیح +
شطحیات مثل قول انا الحق و قول سبحانی و قول لیس فی جبتی سوی اللہ ہمہ اثمار آن شجرہ جمع اند کہ
منشای آن استیلاے حب و غلبہ محبت محبوب حقیقی است کہ غیر محبوب از نظر شان مستور گشتہ
است و مشہود جز محبوب نماندہ این مقام مقام جہل است و مقام حیرت است نیز اما آن
جہل است کہ محمود است و آن حیرت ست کہ ممدوح است و چون بعنایت اللہ سبحانہ

وجود خطره منافی آن دولت است و حصول وسوسه مانع آن منزلت در مقام فنا که دهلیز آن وصل
است خطره نوعی منتفی میگردد که اگر بتکلف یاد اشیا دهند یاد نکند بواسطه نسیانیکه اورا از ماسوای
حاصل گشته است نوشته بودند و هو علی کل شیء محیط بیان احاطه باین عبارت نیامده است مانکه از کلام
مولدین است چه تعدیه احاطه در کلام عجم بکلمه علی بسیار می آید و متعارف در عبارات فصیحه عرب تعدیه
احاطه بکلمه با است قال الله تبارک و تعالی و کان الله بکل شیء محیطا قال الله تعالی الا انه بکل شیء محیط
ظاهرا این عبارت را از قرآن خیال کرده بطریق استشهاد آورده نه چنین است بیان این معنی در
کلام مجید بعبارت دیگر است چنانچه گذشت و ایضا نوشته بودند کثرت وهمی و تعدد اعتباری بنوعی
متراکم گشته است که اکثر علما بتعدد وجود در غلط افتاده از مغز بپوست و از لب بقشر قناعت
نموده اند کثرت و تعدد هر چند وهمی و اعتباری است اما چون بصنع ایجاد خداوندی جل سلطانه پیدا
گشته است متعین و مستحکم است و معامله دنیویه و اخرویه بوی مربوط و آثار خارجیه بروی مترتب هر چند
وهم و اعتبار مرتفع شود ارتفاع این کثرت و تعدد ممنوع است چه عذاب و ثواب دائمی اخروی
که مخبر صادق علیه و علی آله الصلوة والسلام ازان خبر داده است منوط بکثرت است و مربوط بتعدد
و حکم بارتفاع کثرت و تعدد نمودن دخول در الحاد و زندقه است اعاذنا الله سبحانه من ذلک پس
صوفیه علیه علمای کرام هر دو بثبوت و استمرار این کثرت و تعدد قائل اند و معامله اخروی دائمی
بوی مربوط میدانند لیکن این کثرت در وقت عروج چون از شهود صوفیه مرتفع میگردد آنرا وهمی
و اعتباری مییابند و چون در نفس امر مرتفع نمیشود هر چند از شهود مرتفع شود علما آنرا موجود میدانند
پس نزاع فریقین راجع بلفظ گشت بعد از اتفاق در معنی هر کدام باندازه دریافت خود حکم کرده است
صوفیه اعتبار شهود نموده اند و ارتفاع شهودی را ملاحظه نموده حکم بوهمی و اعتباری کرده اند و علما ملاحظه
ثبوت و استقرار نفس امری ادا کرده حکم بوجود او فرموده و لکل وجهة این معنی را این فقیر در مکتوبات
و رسائل خود بتفصیل بیان نموده است و نزاع فریقین را راجع بلفظ داشته اگر خفائی ماند آنجا رجوع
باید فرمود نظر علما نزدیک بصواب است که مطابق نفس امر است و نظر صوفیه باعتبار سکر و غلبه حال است
ستاره ها در روز مخفی است و در نفس الامر ثابت اند و از شهود مستور حکم بثبوت ستاره ها اقرب بصواب است از آنکه
ملاحظه عدم شهود آنها نموده حکم بعدم وجود ستاره ها نماید علما که بوجود کثرت قائل اند مقصود شان ایقار شریعت است

منقاد خود میسازد کید شیطان فی حد ذاته ضعیف است که بیاری دشمن خانگی کار خود میکند فی الحقیقة
بلاے ما اماره است که دشمن جانی ماست هیچکس دشمن خود نیست مگر این خسیس دشمن بیرونی بامداد او
کار خود میکند پس اول سر نفس خود را باید برید و از انقیاد نفس خود باید بر آمد و او را خوار و زار باید داشت
سر برادر در ضمن این جهاد بریده خواهد شد و خوار و زار خواهد گشت حجاب راه انکس نفس انکس است
و برادر خارج از مبحث است که از دور شبرو رد عوت مینماید و از صراط مستقیم بسبیل سقیم میخواند بعد از انقیاد
نفس دفع آن دشمن خارجی بامداد خداوندی جل سلطانه باسهل وجوه متصور است ان عبادی لیس لک
علیهم سلطان بشارتے است مر آن عباد را که از رقیت نفس بر آمده اند و بعبادت معبود حقیقے ساخته و الله
سبحانه الموفق و آنکه گفته تا بما در جفت نشود مسلمان نشود تواند شد که از ملو را و عین ثابته او را مراد داشته باشد
که سبب ظهور وجود است در خارج و در اصطلاح این طائفه از عین ثابته بمادر تعبیر آمده است عزیزی
فرموده ولدت امی اباها ان ذا من اعجبها مراد از ام عین ثابته خود داشته و پدر آن ام اسم الٰهی را جل سلطانه
خواسته که عین ثابته ظل و عکس و پرتو آن اسم است جل شانه و چون ظهور آن اسم جل شانه در خارج بتوسط
آن عین ثابته گشته است تعبیر از ان ظهور بولادت نموده بالجمله مادر میگویند و عین ثابته میخواهند و این عین ثابته
را تعین وجوبی میگویند زیرا که تعینات نزد این طائفه علیه پنج است که آنرا تنزلات خمس گویند و حضرات
خمس نیز گویند دو تعین را در مرتبهٔ وجوب اثبات نمایند و سه تعین در مرتبهٔ امکان ثابت میکنند و دو تعین
وجوبی تعین وحدت و تعین واحدیت است که هر دو در مرتبهٔ علم است فرق باجمال و تفصیل علمیست
و سه تعین که در مرتبهٔ امکان اثبات مینمایند تعین روحی است و تعین مثالی است و تعین جسدی و چون
عین ثابته در مرتبهٔ واحدیت است ناچار تعین آن وجوبی بود و چون حقیقت آن شخص ممکن همان عین
ثابته است که تعین وجوبی دارد و این شخص کالظل است مر آن عین را پس مادر این شخص از عالم وجوب
بود که او را بعالم امکان ظهور داده است و جفت شدن با مادر بایں معنے است که این تعین امکانی شخص
با آن تعین وجوبی که حقیقت اوست متحد شود ے چو ممکن گرد امکان بر فشاند + بجز واجب درو چیزے نماند +
یعنے تعین امکانے او از نظر او مختفی شود و انانیت خود را بر تعین وجوبے اطلاق دهد نه بآن معنے که تعین امکانی
فی نفس الامر با تعین وجوبے متحد گردد که آن محال است و مستلزم الحاد و زندقه زیرا که معامله آنجا شهودی است
اگر زوال تعین است بشهود تعلق دارد و اگر اتحاد است هم شهودی است ثبوتی نه آن این گردد و سے نه

ازین مرتبہ جمع بلند تر سیر واقع شود و علم با ین جہل جمع شود و معرفت با حیرت قرین گردد و فرق و تمیز پیدا شود و از سکر بصحو آید دولت اسلام حقیقی ظہور فرماید و حقیقت ایمان میسر آید این اسلام و ایمان از زوال محفوظ است و از طریان کفر مامون در ادعیۂ ماثورہ آمدہ است اللھم انی اسئالک ایمانا لیس بعدہ کفراً این ہمان ایمان است کہ از زوال محفوظ است الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون نشان حال اہل این ایمان است چہ ولایت بے این ایمان متصور نیست ہر چند در مرتبہ جمع ہم اطلاق اسم ولایت میتوان نمود اما نقص قصور ہمہ وقت دامنگیر آن مرتبہ است چہ کمال در ایمان و معرفت نہ در کفر و جہل ہر کفر و جہل کہ باشد پس رست آمد انچہ شیخ گفتہ تا کفر طریقت متحقق نشود باسلام حقیقت مشرف نگردد و آنکہ گفتہ کہ تا برادر خود را نکشد مسلمان نشود مراد از برادر ہمزاد و شیطان داشتہ کہ قرین اوست و ہمیشہ او را دلالت بشر و فساد مینماید در حدیث آمدہ است علی قائلہ الصلوۃ والسلام کہ ہیچ بنی آدم نیست مگر آنکہ او را قرینے از جن است پرسیدند یا رسول اللہ شما را قرین جنی است فرمودند ہست اما خدا تعالی مرا بروی اعانت دادہ است کہ از شر او سالم ماندہ ام این بریں تقدیر ست کہ لفظ فاسلم در حدیث واقع شدہ است بصیغۂ متکلم روایت کردہ شود و اگر بصیغۂ ماضی روایت کردہ شود معنی چنان میشود کہ آن قرین من مسلمان شدہ است امعنی اخیر مشہور ست و کشتن آن قرین عبارت از عدم انقیاد اوست و خوار و زار داشتن است او را سوال آدمی با وجود عقل و فراست چرا مغلوب آن شیطان میگردد و بدلالت سو او مسارعت مینماید و مرتکب نامرضیات حق جلشانہ میشود جواب شیطان فتنہ و بلا است کہ حضرت حق سبحانہ و تعالے از برائے ابتلا و آزمائش عباد مسلط ساختہ است و او را از نظر شان مستور فرمودہ است و بر احوال او ایشانرا اطلاع ندادہ و او را بر احوال ایشان بینا گردانیدہ است و در رگ و پوست شان در رنگ خون جاری داشتہ سعادتمند کسی باشد کہ از کید و مکر چنین بلا بحفظ خداوندے جلشانہ محفوظ ماند مع ذلک حضرت حق سبحانہ و تعالے در کلام مجید کید او را بالضعف یاد فرمودہ است و سعادتمندان را دلیر ساختہ بلے باعانت خداوند جل سلطانہ شیطان بآن تسلط حکم روباہ دارد و بے امداد فضل او شیر درندہ است ؎ تو مرا دل دہ و دلیری بین روبۂ خویش خوان و شیری بین ✦ جواب دیگر آنکہ شیطان از راہ ہواہاے آدمی می در آید و بمشتبہات او را دلالت مینماید احیا را باعانت نفس امارہ کہ دشمن خانگی است بروی نصرت میبابد و او را

ایشانرا مواخذه نباید نمود و بتقریب و بی تقریب این نامرادانرا زدن و دشنام کردن و ایذا رسانیدن
نامناسب و ناملائم است و بتقصیرات خود نظر باید کرد که نسبت بجناب قدس حق سبحانه جل سلطانه هر ساعت
بوقوع می آید و او تعالی بمواخذهٔ آن تعجیل نمی فرماید و منع رزق نمی نماید و بعد از تصحیح اعتقاد و بعد از
اتیان احکام فقهیه اوقات خود را مستغرق ذکر الٰهی جل شانه باید ساخت و بنحویکه طریق ذکر را اخذ نموده اند
بعمل باید آورد و منافی آن هر چه باشد آنرا دشمن خود انگاشته از ان اجتناب لازم باید دانست بیت هر چه
جز ذکر خدای احسن است ✤ گر شکر خوردن بود جان کندن است ✤ بشما در حضور هم گفته شده است که
هر چند در امور شرعیه احتیاط کرده می آید در مشغولی می افزاید اگر مداهنت در احکام شرعیه خواهند نمود حلاوت
و التذاذ مشغولی برباد خواهید داد زیاده چه نویسد و الله سبحانه اعلم مکتوب سی و پنجم بمیرزا منوچهر
در تعزیت و نصیحت و اغتنام شباب ورود یافته حضرت حق سبحانه و تعالی برخوردار سعادت اطوار را
خوشوقت و بجمعیت دارد و حزن و اندوه ما مضی را در حق ایشان باحسن وجوه تلافی فرماید ای فرزند نمات
عنفوان شباب چنانچه آوان هوا و هوس است زمان تحصیل علم و عمل است نیز عملی که بمقتضای
شریعت غرا درین آوان باوجود استیلای موانع شهوانیه و غضبیهٔ نفسانیه بوجود آید باضعاف مزیت و اعتبار
و اعتداد دارد از ان عملی که در غیر این آوان بوقوع آید چه وجود مانعی که باعث رنج و محنت است شان آنرا
باسمان برده است و عدم مانعی که مستلزم عدم کد و کره است معامله آنرا بر زمین انداخته ازینجاست
که خواص بشر از خواص ملک افضل آمد که طاعت بشر مقرون بموانع است و عبادت ملک بیجهت
موانع وقت اعتبار و اعتداد سپاهیان در آوان استیلای اعدا است که موانع دولت اندک
تردد شان در آنوقت باضعاف مزیت و اعتبار دارد از تردد بسیار ایشان که در غیر اینوقت
بوقوع آرند و معلوم است که هوا و هوس مرضی اعدا ار الله است که نفس و شیطان باشند و عمل بمقتضای
شریعت غرا مرضی حضرت رحمن جل سلطانه از فطانت و زیرکی دور است که اعدای مولی را راضی
دارند و مولی که مولی نعم است در سخط باشد و الله سبحانه الموفق مکتوب سی و ششم بجناب میر محمد نعمان
ورود یافته در رفع شبهات منکران عذاب قبر الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی جمعی در عذاب قبر
که باحادیث صحاح مشهوره بلکه بآیتهای قرآنی نیز ثابت شده است تردد دارند بلکه نزدیک است که بل تحاشی
و انکار آن جزم نمایند مقتدای اشتباه ایشان احساس احوال موتای غیر مدفون است بر نهج واحد من غیر

این شود آن ٭ همه اشکال گردد بر تو آسان ٭ و چون آن شخص این تعین خود را آن تعین متحد یافت امیدوار
آن گشت و از ملوثات امکانی وارهد و بدولت اسلام و انقیاد و مرتبهٔ وجوب مشرف گردد باید دانست که
از تنزلات خمس که گفته اند مجرد اعتباراتند در وجود و بکشف و شهود تعلق دارند نه آنکه فی الحقیقت تنزل است
و تغیر و تبدیل ست فسبحان الله من لم یتغیر بذاته و لا بصفاته و لا فی اسمائه بحدوث الاکوان صوفیه باندازهٔ
دید خود که متضمن سکر و غلبهٔ حال است چیزها بر زبان می آرند بر ظواهر محمول نباید داشت و بتاویل و توجیه
باید پرداخت فان کلام السکاری یحمل و یصرف عن الظاهر والله سبحانه اعلم بحقائق الامور کلها چون این
سخنان قلق انگیز از بزرگے نقل کردے بضرورت در حل آن چیزے نوشته شد والا این فقیر در
امثال این سخنان مخالفت تا خود را سر نمیدهد و برد و قبول آنها لب نمیکشاید ربنا اغفر لنا ذنوبنا
و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ۞ الحمد لله رب العالمین اولاً
و آخراً والصلوة والسلام علی رسوله دائماً و سرمداً و علی آله الکرام و صحبه العظام الی یوم القیام

مکتوب سی و چهارم بوالدهٔ میر محمد امین ورود یافت در نصیحت نصیحتے که نموده می آید اول تصحیح
عقائد است بموجب آراے علماے اهل سنت و جماعت که فرقه ناجیه اند شکر الله تعالی سعیهم
بعد از تصحیح اعتقاد عمل بمقتضاے احکام فقهیه ضرورے است بانچه مامور اند از امتثال آن چاره
نبود و از انچه ممنوع اند از اجتناب آن گذر نه نماز پنج وقت بے کسل و فتور با رعایت شرائط
و با تعدیل ارکان در آن ادا باید نمود و بر تقدیر حصول نصاب از اداے زکوة هم چاره نبود
امام اعظم رضی الله تعالی عنه در زیور زنان نیز زکوة دادن فرموده است و اوقات
خود را بلهو و لعب نباید صرف کرد و بامور لا یعنی عمر گرامی را تلف نباید نمود فکیف که بامور منهیه و
بمحظورات شرعیه صرف گردد و بسرود و نغمه رغبت نکنند و بالتذاذ آن فریفته نگردند که آن
سمے است عسل آلوده و زهریست شکر اندوده و از غیبت و سخن چینے مردم خود را محفوظ دارند
وعیدهاے شرعے در باب ارتکاب این دو ذمیمه وارد است و از دروغ گفتن و
و بهتان بستن نیز اجتناب ضرورے است که این دو رذیله در جمیع ادیان حرام است و مرتکب
آنها بوعیدها موعود است و ستر عیوب خلق و ذنوب خلائق و از زلات ایشان در گذرانیدن و عفو
کردن از عزائم امور است و بر مملوکان و زیر دستان مشفق و مهربان باید بود و تقصیرات

کہ مقلد انبیا بعد اثبات نبوت ایشان و بعد از تصدیق رسالت شان علیہ علیہم الصلوات والتسلیمات
از مستدلانست و تقلید او در سخنان این اکابر در رنگ عین استدلال است مثلاً شخصے کہ اصلی را
باستدلال ثابت نمودہ در رنگ قطعی فروعی کہ ازان اصل ناشی گردند ہمہ مستند بآن استدلال
خواہند بود و باستدلال اصل در اثبات جمیع فروع مستدل خواہد بود الحمد للہ الذی ہدانا لہذا و ما کنا
لنہتدی لو لا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق والسلام علی من اتبع الہدی مکتوب سی و ہفتم
بمولانا محمد طاہر بدخشی صدور یافتہ در بیان آنکہ ہرچہ از جمیل مطلق سبحانہ آید جمیل آید + الحمد للہ
رب العالمین والحمد للہ علی کل حال اگرچہ بصورت جلال نماید اما فی الحقیقۃ جمال باشد این
سخن بر تقول محمول نباشد و بر تفوہ صرف نشود کہ تمام حقیقت دارد و سراسر مغز است بگفتن
و نوشتن راست نیاید اگر در دنیا ملاقات میسر شود فبہا و الا معاملہ بآخرت نزدیک است
بشارت المرء مع من احب تسلی بخش مہجوران است صحیفۂ شریفہ کہ بمصحوب درویش محمد سلطان
کشمیرے ارسال داشتہ بودند رسید و بانچہ نوشتہ بودند اطلاع یافت در جواب انچہ بمقتضای وقت
گنجید نوشتہ فرزندان و دوستان بجمعیت باشند و در مکان خود ثابت بوند و بقضاے او تعالیٰ
راضی باشند مکتوب سی و ہشتم ورود یافتہ بملا ابراہیم در جواب سوال او از معنے حدیث
ستفترق امتی و درجہ ارباب فقر + باید دانست کہ مراد از قول آں سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ
والسلام کہ در حدیث تفرق این امت بہفتاد و دو فرقہ واقع شدہ است کلہم فی النار
الا واحدۃ دخول شان است در نار یکمث شان است در عذاب آن نہ خلود در نار و دوام
در عذاب آن کہ منافی ایمان است و مخصوص بکفار است غایۃ ما فی الباب چون باعث دخول
شان در نار معتقدات سوء شان است ناچار ہمہ ایشان داخل نار گردند و باندازۂ خبث اعتقاد
معذب گردد بخلاف آنکہ یکفرقہ کہ معتقدات شان نجات بخش از عذاب نار است و سبب
فلاح شانست اینقدر ہست کہ اگر بعضے از ینہا مرتکب اعمال سوء گردند و آن اعمال بتوبہ و شفاعت
معفو نگردد جائز است کہ بقدر ذنب بعذاب نار مبتلا گردند و دخول نار در حق ایشان متحقق گردد
پس در فرق دیگر دخول نار در حق جمیع افراد آنہا کاین است اگرچہ خلود نبود در حق این فرقہ ناجیہ دخول نار مخصوص
ببعض است کہ ارتکاب اعمال سوء نمودہ اند و کلمہ کلہم در بیت باین بیان کما لا یخفے و چون این فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اند

استدامت واستقامت که منافی تعذیب وایلام است که تذبذب واضطراب از لوازم آنست جواب حل این
اشکال آنست که حیات عالم برزخ که موطن قبر است نه از قبیل حیات دنیوی است که حرکت ارادے و
احساس هردو لازم آنست که انتظام این نشاء مربوط باین دو امر است و در حیات برزخ حرکت هیچ
در کار نیست بلکه منافی آن نشاء برزخی است احساس فقط آنجا کافی است که وجدان الم و عذاب
نماید پس حیوة برزخ گوئیا نصف حیوة دنیوی است و تعلق روح ببدن آنجا نیز تعلق روح است
ببدن که در نشاء دنیوی بوده است که موتای غیر مدفون بحیوة برزخی احساس عذاب و الم نمایند و هیچ
حرکتے واضطرابی بحیوة برزخی از ایشان بوجود نیاید و آنچه مخبر صادق فرموده است صادق باشد علیه و علی
آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها یا آنکه گوییم حسم مادهٔ این اشکال و امثال این اشکال نمایم که طور نبوت وراء
طور عقل و فکر است امور که عقل در ادراک آنها قاصر است اثبات آن بطور نبوت نموده می آید اگر
عقل کفایت میکرد انبیاء برائے چه مبعوث می گشتند صلوات الله تعالی و تسلیماته سبحانه علیهم اجمعین و عذاب
اخروی را چرا به بعثت ایشان مربوط میساختند قال الله تبارک و تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
عقل هر چند حجت است اما حجت بالغه نیست و در حجت کامل نه حجت بالغه ببعث انبیا متحقق گشته است
علیهم الصلوات والتسلیمات و زبان عذر مکلف رابسته قال الله تبارک و تعالے رسلا مبشرین و منذرین
لئلا یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل وکان الله عزیزا حکیما و چون ادراک عقل را در بعض امور
قصور ثابت شد پس جمیع احکام شرعیه را بمیزان عقل سنجیدن مستحسن نباشد و فی الحقیقت
التزام تطبیق آن حکم باستقلال بود و انکار طور نبوت باشد اعاذنا الله سبحانه عن ذلک اول
فکر ایمان برسول باید کرد و تصدیق رسالت او باید نمود تا در جمیع احکام او را صادق دانسته شود
و بوسیلهٔ آن از ظلمات شکوک و شبهات خلاصے میسر آید اصل را با معقول باید ساخت
تا فروع بی تکلف معقول و معلوم گردند هر فرع را برائے اثبات اصل معقول ساختن بسیار متعسر است
و اقرب طرق بوصول این تصدیق و بحصول اطمینان قلب ذکر الهی است جل سلطانه
قال الله تبارک و تعالے الا بذکر الله تطمئن القلوب الذین آمنوا و عملوا الصلحت طوبی
لهم و حسن مآب براه نظر و استدلال باین مطلب عالی رسیدن دور دور است سه
پای استدلالیان چوبین بود ٭ پاے چوبین سخت بے تمکین بود و باید دانست

آیهٔ کریمه در روز فتح مکه نازل شده است و آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام چون از بیعت
رجال فارغ گشت شروع در بیعت نسا فرموده بیعت آنحضرت علیه وعلی آله الصلوة والسلام منسا
بمجرد قول بوده است و هرگز دست آنحضرت علیه وعلی آله الصلوة والسلام بدست نسای بالغات
نرسیده است و چون ذمائم و اخلاق ردیه در نسا نسبت برجال بسیار بوده است بنابران در وقت
بیعت نسا شرائط زائده بر بیعت رجال درمیان آورده است و از جهت امتثال امر خداوندی
جل سلطانه نسا را دران وقت نهی ازان ذمائم فرموده است شرط اول هیچ چیز را با او تعالی شریک
نباید ساخت چه در وجود و چه در استحقاق عبادت کسیکه اعمال او از شائبه ریا و سمعت
پاک نباشد و از فتنه طلب اجر از غیر او تعالی ولو بالقول و ذکر الجمیل مبرا نبود آنکس از
دائره شرک بیرون نباشد و موحد و مخلص نبود قال علیه وعلی آله وصحبه الصلوة والسلام الشرک
فی امتی اخفی من دبیب النمل التی تدب فی لیلة مظلمة علی صخرة سوداء، بیت لاف بی شرکی
مزن کان از نشان پای مور * در شب تاریک بر سنگ سیه پنهان تر است * قال
علیه وعلی آله الصلوة والسلام واتقوا الشرک الاصغر قالوا ما الاصغر قال علیه وعلی آله الصلوة
والسلام الریاء وتعظیم مراسم شرک و موسم کفر همه را قدم راسخ است و شرک مصدق و
مبین از اهل شرک است و تشبث بمجموع احکام اسلام و کفر و شرک تبری از کفر شرط اسلام است و بیزاری
از شائبه شرک توحید و استمداد از اصنام و طاغوت در دفع امراض و اسقام که در جهله اهل اسلام شائع
گشته است عین شرک و ضلال است و طلب حوائج از سنگهای تراشیده و ناتراشیده نفس کفر و انکار
از واجب الوجود تعالی و تقدس قال الله تبارک و تعالی حکایة عن حال بعض اهل الضلال یریدون ان یتحاکموا
الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا به ویرید الشیطان ان یضلهم ضلالا بعیدا اکثر زنان بواسطهٔ کمال
جهل که دارند باین استمداد ممنوع مبتلا اند و طلب دفع بلیه ازین اسماء بی مسمی مینمایند و باداء مراسم شرک
و اهل شرک گرفتاراند علی الخصوص اندیشه از نیک و بد ایشان در وقت عروض مرض جدری که در
زبان هند سیتله معروف است مشهود و محسوس است کم زنی باشد که از دقائق این شرک خالی بود
و برسمی از رسوم آن در انجا اقدام ننماید الا من عصمها الله تعالی و تعظیم نمودن ایام معظمهٔ هنود
را و بجا آوردن در آن ایام رسوم متعارفهٔ جهود را نیز مستلزم شرک و مستوجب کفر است چنانچه

در تکفیر آنها جرأت نباید نمود تا زمانیکه انکار ضروریات دینیه نمایند و رد متواترات احکام شرعیه کنند و قبول ما علم مجیئه من الدین بالضرورت نکنند علما فرموده اند اگر نود و نه وجه کفر دائر شود و یک وجه اسلام یافته شود تصحیح آن وجه باید نمود و حکم بکفر نباید کرد والله سبحانه اعلم و کلمته احکم و نیز باید دانست که مراد از نصف یوم که فقرای این است پیش از اغنیائی بآن مدت به بهشت خواهند رفت یا نصد سال دنیوی است زیرا که یوم نزد حق جل و علا هزار سال است و ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون شاهد این معنیست و تقدیر آن مدت مفوض بعلم الٰهی است جلشانه بی آنکه روز و شب و سال و ماه متعارف متحقق شود و مراد از فقیر فقیر صابر است که التزام اتیان احکام شرعیه نموده است و از محظورات شرعیه اجتناب فرموده و در فقر درجات و مراتب است بعضها فوق بعض و اعلای مراتب آن در مقام فنا صورت می بندد که غیر از حق جل شانه همه را ناچیز گرداند و نسیان نماید و هر که جامع جمیع مراتب فقر است افضل ست و از انکه بعد از ان مراتب دارد دون بعض پس با وجود فنا هر که فقر ظاهر هم دارد افضل است از آنکه با فنا فقر ظاهر ندارد فافهم مکتوب چهلم بخدمت خواجه حسام الدین احمد در رود یافته در جواب طلب و مشورت آنجناب بتفریح مع توابع الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی احوال و اوضاع فقراء ایجدود مستوجب حمد است المسئول من الله سبحانه سلامتکم و عافیتکم صحیفهٔ شریفه که از روی شفقت و مهربانی نامزد این فقیر ساخته بودند بمطالعهٔ آن مشرف گشت اظهار اشتیاق فرموده بودند که در یکی از حرمین شریفین با متعلقان متوطن و مدفون گردد مخدوما مکرما رفتن متعلقان بنظر نمی در آید ملکه نزدیک است که منع مفهوم شود اگر ایشان جریده بروند بنظر مستحسن می در آید و امید است که بسلامت برسند و الامر الی الله سبحانه دیگر درباره سیادت مآب نوشته بودند که اطبا بفصد آن حاکم اند شفقت آثارا هر چند امعان نموده می آید در نظر هیچ ضرری از ان نمی آید جز آنکه یک ظلمتی از انجا محسوس میگردد که غیر ظلمت این ضرر است تا وجهش چه باشد بالجمله ضرر اطبا مفقود است والله سبحانه اعلم والسلام مکتوب چهل و یکم بیکی از صالحات ورود یافته در نصائح ضروریه نساء در ضمن تاویل کریمهٔ یا ایها النبی اذا جاءک المؤمنات الآیة قال الله تبارک و تعالی یا ایها النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن بالله شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادهن ولا یاتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن و ارجلهن ولا یعصینک فی معروف فبایعهن واستغفر لهن الله ان الله غفور رحیم ط این

است وتسویل شیطان لعین است و الله سبحانه العاصم وشرط دوم که در وقت بیعت نساء میان
آورده اند نهی از سرقه بوده است که از کبائر سیئات است وچون این ذمیمه در اکثر افراد
زنان متحقق است وکم زنی باشد که از دقائق این ذمیمه خالی بود نهی این ذمیمه شرط بیعت
شان آمد زنان که در اموال شوهران بی اذن شان متصرف شوند وبی تحاشی تلف وخرج
آن مینمایند داخل سارقان گردند وکبیره سرقه متحقق باشند یعنی در عموم نسا توان گفت که ثابت
باشد واین خیانت در جمیع افراد شان نزدیک است که متحقق شود الا من عصمها الله سبحانه
کاش یعنی را سیئه شمرند وبد تصور نمایند هم استحلال نسبت باین سیئه در حق شان غالب است
دخوف کفر از راه این استحلال درباب ایشان بیشتر حکیم مطلق جل شانه بعد از نهی شرک زنان را
نهی از سرقه فرموده که این ذمیمه در حق شان بواسطهٔ شیوع استحلال آن از ایشان قدمے
راسخ در کفر دارد واز سائر کبائر سیئات در حق ایشان منکرتر است وچون زنان را بواسطهٔ
تکرار اخذ اموال شوهران ملکهٔ خیانت پیدا میشود وقبح تصرف در اموال غیر از نظر شان زائل میگردد
دور نبود که در املاک غیر شوهران نیز بتعدی تصرف نمایند وبی تحاشی در اموال دیگران خیانت وسرقه
کنند نزدیک است که یعنی باندک تامل واضح ولائح گردد پس متحقق شد که نهی سرقه در حق زنان از اهم
مهم اسلام آمده وبعد از شرک نسبت بایشان قبح آن متعین گشت تنبیه بعضی حضرت پیغمبر صلی الله
علیه وآله وسلم از اصحاب خود پرسیدند که میدانید کاسرق السارقین کیست یعنی بدترین دزدان
کدام است عرض کردند نمیدانیم فرمایید حضرت فرمود علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات کاسرق السارقین
کسے است که از نماز خود بدزدد وارکان نماز را تمام وکمال ادا نماید ازین سرقه نیز اجتناب ضروری
آمد تا از بدترین دزدان نباشد بحضور دل نیت نماز باید کرد که بے حصول نیت عمل صحیح نبود
قرات را درست باید خواند ورکوع وسجود را باطمینان بجا باید آورد وقومه وجلسه را نیز
باطمینان باید اداکرد یعنی بعد از رکوع درست باید استاد وبمقدار یک تسبیح در استادن
درنگ باید کرد ودرمیان دوسجده درست باید نشست وبمقدار یک تسبیح نشستن مکث
باید نمود تا در قومه وجلسه اطمینان میسر شود وهرکه چنین نکند خود را در اقطار سارقان داخل
سازد ومورد وعید گرداند شرط ثالث که در بیعت نساء منصوص است نهی از زنا است

در ایام دوالی کفار جہلہ اہل اسلام علی الخصوص زنان ایشان رسوم اہل کفر را بجای آرند و عید خود می سازند
و ہدایا شبیہ بہدایاے اہل کفر بخانہای دختران و خواہران در رنگ اہل شرک میفرستند و ظرفہای خود را
در رنگ کفار دران موسم رنگ می کنند و بہ برنج سرخ آنہا را پر کردہ میفرستند و آن موسم را
اعتبار دارند و اعتنا مینمایند ہمہ شرک است و کفر است بدین اسلام قال اللہ تبارک و تعالیٰ و ما یؤمن اکثرہم
باللہ الا وہم مشرکون و حیوانات را کہ نذر مشائخ می کنند و بر سر قبرہاے ایشان رفتہ آن حیوانات را
ذبح مینمایند در روایات فقہیہ این عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند و درین باب مبالغہ نمودہ و این ذبح
را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعیست و داخل دائرہ شرک ازین عمل نیز اجتناب
باید نمود کہ شائبہ شرک دارد وجوہ نذر بسیار است چہ درکار است کہ نذر ذبح حیوانے کنند
و ارتکاب ذبح آن نمایند و بذبائح جن ملحق سازند و تشبہ بعبدۂ جن پیدا کنند و ازین عالم
است صیام نساکہ بہ نیت پیران و بیبیان نگاہ دارند و اکثر نامہاے ایشانرا از خود تراشیدہ
روزہاے خود را بنام آنہا نیت کنند و در وقت افطار از براے ہر روزہ خاص بوضع مخصوص
تعیین مینمایند و تعیین ایام نیز میکنند از براے صیام مطالب و مقاصد خود را باین روزہا
مربوط میسازند و بتوسل این روزہ از ینہا حوائج میخواہند و روای حاجت خود را از آنہا
میدانند این شرکت در عبادت است و بتوسل عبادت غیر حاجات خود را از ان غیر خواستن
است شناعت این فعل را نیک باید دریافت و حال آنکہ در حدیث قدسی آمدہ است
کہ او تعالیٰ فرمودہ الصوم لی و انا اجزی بہ یعنے صوم مخصوص براے من است و غیر مرا در
عبادت صوم شرکتے نیست ہرچند در ہیچ عبادت شرکت باو تعالیٰ جائز نیست اما تخصیص صوم
از براے اہتمام این عبادت است کہ بتاکید نفئ شریک دران عبادت کردن است و حیلہ است
آنچہ بعضے از زنان در وقت اظہار شناعت این فعل گویند کہ ما این روزہا را براے خدا نگاہ میداریم
و ثواب آن را بہ پیران می بخشیم اگر درین امر صادق باشند تعیین ایام از براے صیام چہ درکار است
و تخصیص طعام و تعیین اوضاع شنیعہ مختلفہ در افطار براے چیست بسا است کہ در وقت افطار
ارتکاب محرمات نمایند و افطار بامر حرام کنند و بیحاجت سوال و گدائی کنند و بآن افطار
نمایند و قضاے حوائج خود را مخصوص بارتکاب این محرم دانند این خود عین ضلالت

وایضاً نهی آمده است از انکه پایهای خود را بر زمین زنند تا معلوم شود زینت پوشیده ایشان چنانچه خلخال و امثال آن در حرکت آید و آواز نماید که آن مستلزم میل رجال است عیاذاً بالله بجمله هرچه منجر بفسق است منهی و مستقبح است احتیاط باید نمود که از ارتکاب مقدمات و مبادی محرمات نموده نشود تا سلامتی از نفس محرمات میسر آید والله سبحانه العاصم وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب پوشیده نماند که زن اجنبیه زن را در رنگ مرد اجنبی است در حق نظر و مس بشهوت روا نیست که زن خود را برای غیر شوهر خود بیاراید و خود را از زینت دهد و قریب سازد و غیر شوهر مرد باشد یا زن چنانچه مردان را نظر بشهوت با مردان حرام است و مساس امردان نیز ایشانرا بشهوت محرم زنان را نیز نظر بشهوت بزنان محرم است و مساس بشهوت ایشانرا حرام نیک این دقیقه را رعایت باید کرد که شاه راه بخسارت دنیا و آخرت است وصول مرد بزن بواسطه تباین صنفین تعسر دارد و موانع در میان است بخلاف وصول زن بزن که باتحاد صنف در کمال تیسیر و آسان است احتیاط اینجا بیشتر مرعی باید داشت و در منع نظر و مساس نسا بنسا از نظر مرد بزن و نظر زن بمرد اند از بلیغ و بلاغ مبین باید نمود شرط چهارم که در بیعت نسا فرموده است نهی از قتل اولاد است که زنان ایشان دختران خرد را میکشتند از جهت ترس فقر این عمل شنیع چنانچه متضمن قتل نفس بغیر حق است متضمن قطع رحم است نیز که از کبائر سیئات است و شرط پنجم که در بیعت نساء فرموده است نهی از بهتان و افترا است و چون این صفت در نسا بیشتر بوده است تخصیص نهی بایشان فرموده است این صفت از اشد ذمائم صفات است و ارذل رذائل اخلاق که متضمن کذب است که در جمیع ادیان حرام و مستنکر است و نیز متضمن ایذای مومن است که نسبت با و بهتان و افترا نموده است و ایذای مومن حرام است و نیز مستلزم فساد فی الارض است که بنص قرآنی ممنوع و محظور و محرم و مستنکر است شرط ششم نهی از معصیت و نافرمانبرداری پیغمبر است علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام در هر امری که فرماید این شرط متضمن امتثال جمیع اوامر و انتهاء از جمیع نواهی شرعیه است چه صلوٰة و زکوٰة و چه صوم و چه حج که بنا اسلام بعد از ایمان باشد و یا جاء من عنده بضرورت برین چهار رکن است نماز پنجگانه را بی کسل و بی فتور بجد و جهد ادا باید نمود و زکوٰة مال برغبت و منت بمصارف زکوٰة ادا باید کرد و صوم رمضان که مکفر سیئات سالیانه است نگاه باید داشت و حج بیت الله که در شان آن

تخصیص بیعت نسا باین شرط بواسطۂ آنست کہ حصول زنا در اغلب بتوسط حصول رضا است از زنان
باین عمل و عرض کردن ایشان است نفوس خود را بر مردان پس زنان درین عمل سابق باشند و رضائے
ایشان در حصول این عمل معتبر باشد پس نہی ازین عمل در حق زنان آکد باشد و مردان درین عمل تابع زنان
باشند ازینجاست کہ حضرت حق سبحانہ در کتاب مجید خود زن زانیہ را بر مرد زانی تقدیم فرمود الزانیۃ
والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ این ذمیمہ خسارہ بخش دنیا و آخرت است و در جمیع ادیان مستقبح
و منکر است ابو حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ از حضرت پیغمبر روایت کند علیہ وعلے آلہ الصلوۃ والسلام
کہ فرمود علیہ وعلے آلہ الصلوۃ والسلام اے گروہ آدمیان از زنا پرہیز نمائید کہ در وے شش خصلت است
سہ در دنیا و سہ در آخرت اما سہ خصلت کہ در دنیا است یکے آنست کہ رونق و رانیت و صفا از زنا
کنندہ زائل میگردد دوم آنکہ زنا مورث فقر است سوم آنکہ نقصان در عمر مے آرد و آن سہ خصلت
کہ زانیان را در آخرت است یکے سخط و غضب خدا است جل سلطانہ دوم سوء حساب است سوم
عذاب نار بدانند کہ در حدیث نبوی آمدہ است علیہ وعلے آلہ الصلوۃ والسلام زنائے چشمان نظر
بسوی محرمات است و زنای دستان گرفتن محرمات است و زنای پاے رفتن بسوے محرمات
قال اللہ تبارک و تعالی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم ان اللہ خبیر بما
یصنعون وقال اللہ تعالی وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن یعنے بگو اے
محمد مر مومنان را کہ بپوشند چشمان خود را از محارم خود و نگاہدارند فرجہاے خود را از محرمات و بگو مر زنان
مومنات را کہ چشمہاے خود بپوشند از محرمات و محافظت کنند فرجہاے خود را از محرمات باید دانست
کہ دل تابع چشم است تا زمانیکہ چشم از محرمات پوشیدہ نشود محافظت دل مشکل است و چون
چشم گرفتار شود محافظت دل مشکل است و چون دل گرفتار شود محافظت فرج متعسر پس پوشیدن
چشم از محرمات ضروری آمد تا محافظت فرج میسر آید و بشارت دینی و دنیوی نرساند در قرآن مجید
نہی فرمودہ است از آنکہ زنان با مردمان بیگانہ کلام نرم و ملائم گویند در رنگ زنان
بدکار بحیکہ مردان بدکار را در وہم سوء اندازند و طمع بد در دل آنہا افتد و بگویند زنان
با مردان قول معروف و حسن را کہ خالی ازین وہم و طمع بد و نیز نہی آمدہ است از آنکہ
زنان اظہار زینت و محاسن خود در پیش مردان نمایند و مردان را در خواہش اندازند

نیز داخل این بیعت بوده است بلکه سر گروه آنها او بوده از زبان آنها او سخن میکرد از بیعت و استغفار
در حق او امیدوار است عظیم است پس از زنان هر که این شرائط اعتراف نماید و بمقتضای آنها عمل کند
حکما درین بیعت داخل شود امیدوار برکات آن استغفار گردد و قال الله تبارک و تعالی ما یفعل الله
بعذابکم ان شکرتم و آمنتم یعنی چه کار دارد خدا تعالی بعذاب شما اگر شما شکر او بجا آرید و ایمان درست
بکنید شکر بجا آوردن عبارت از قبول کردن احکام شرعیه است و بمقتضای آن عمل نمودن
است طریق نجات و راه رستگاری همین متابعت صاحب شریعت است علیه و علی آله الصلوة
والسلام در اعتقاد و عمل استاد و پیر برای آن غرض میگیرند که دلالت بشریعت نمایند و ببرکت ایشان
تیسر و سهولت در اعتقاد و عمل بشریعت پیدا شود نه آنکه مریدان هرچه دانند کنند و هرچه
خواهند خورند و پیران سپر اینها گردند و از عذاب نگاه دارند که این معنی تمنای محض است آنجا
بے اذن کسے شفاعت نتواند کرد و تا عمل مرتضی نبود شفاعت او نکند و مرتضی وقتی شود که
بمقتضای شریعت عامل باشد و بموجب بشریت زلتے اگر از وے واقع شود بشفاعت تدارک
آن ممکن بود سوال مذنب را بکدام اعتبار مرتضی توان گفت جواب چون حضرت حق سبحانه
و تعالی مغفرت او میخواهد و وسیله از برای عفو او در میان می آرد آن شخص فی الحقیقت مرتضی
است اگرچه بظاهر مذنب است والله سبحانه الموفق ربنا آتنا من لدنک رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا
والسلام مکتوب چهل و دوم بخواجه محمد هاشم کشمی در بشارت او و رؤیا فتیه بعد الحمد و
الصلوة و تبلیغ الدعوات میرساند صحیفه شریفه مصحوب ملا فتح الله ارسال داشته بودند رسید
چون متضمن محبت و اخلاص و حرارت و اشتیاق بود فرحت بخشید در وقت مطالعه کتاب شما
انبساط و نورانیت شما در نواحی بسیار بنظر در آمد امیدوار ساخت لله سبحانه الحمد والمنة علی ذلک زیاده
چه نویسد محبت اطوار معلوم نشد که ترک مراسلات سعادت آب میر محمد نعمان را باعث چه باشد
اگر توهم از ینجانب دارند هیچ وقوع ندارد و کمال صفا تصور نمایند فقیر در محافظت میر
غایت سعی مرعی میدارد تا مبادا فتوری در کار طلب طاری شود و سد راه سالکان گردد در
رنگ مرغ که محافظت بچگان خود نماید و دیگر دو ماه نزدیک است که فقیر ضعف دارد در تسوید
جواب بعض اسوله که در مکتوب سابق اندراج نموده بودند عاجز است اگر صحت شد انشاء الله تعالی

مخبر صادق فرموده است علیه و علی آله الصلوة والسلام الاسلام یهدم ما کان قبله نیز ادا باید نمود تا اسلام
را بر پا داشته اند و همچنین از ورع و تقوی چاره نبود که حضرت پیغمبر فرموده است علیه و علی آله الصلوة
والسلام ملاک دینکم الورع یعنی بر پا دارنده دین شما ورع است و آن عبارت از ترک منهیات شرعیه
است از تناول مسکرات اجتناب باید نمود آنرا در رنگ خمر باید دانست و محرم و مستنکر باید داشت
و از غنا نیز اجتناب ضروری است که داخل لهو و لعب است که حرام است و آمده است که الغناء رقیة
الزنا یعنی غنا افسون زنا است و از غیبت گفتن و سخن چینی نمودن نیز اجتناب لازم است که ممنوع
شرعی است و نیز سخریه و ایذاء مومن نباید نمود بهر وجه که باشد منهی عنه است اجتناب از آنهم ضروری است
و شگون بد را اعتبار نکنند و آنرا تاثیر ندانند و نیز مرض یکی بدیگری نداند که تجاوز کند و از مرض بعضی
برسد که مخبر صادق علیه و علی آله الصلوة والسلام از این هر دو منع فرموده است لا طیرة و لا عدوی
یعنی شگون بد را اصل ثابت نیست و مرض یکی بدیگری رسیدن مطلق متحقق نه و سخن کاهن و منجم را
اعتبار نکنند و امور غیبیه ندانند از ایشان استفسار ننمایند و ایشان را عالم بامور غیبیه ندانند که در شرع
مبالغه و منع آن آمده است و سحر نکنند و ساحر را کار نفرمایند که حرام قطعی است
و قدم راسخ در کفر دارد و هیچ کبیره از سحر و ساحری نزدیکتر بکفر نیست احتیاط باید کرد که دقیقه
از دقائق آن بفعل نیاید که آمده است که مسلم تا زمانیکه اسلام دارد سحر از وی در وجود نیاید
و چون ایمان از وی جدا گردد اعاذنا الله سبحانه آن زمان سحر از وی متحقق شود پس گویا سحر
و ایمان نقیض یکدیگر اند اگر سحر است ایمان نیست نیک رعایت این دقیقه باید کرد تا خللی
در کارخانه ایمان نیفتد و بشومی این عمل اسلام از دست نرود و بالجمله آنچه مخبر صادق فرموده
است علیه و علی آله الصلوة والسلام و علما در کتب شرعیه آنرا بیان فرموده اند بجان و دل در
امتثال آن باید کوشید و خلاف آنرا سم قاتل باید اندیشید که بموت ابدی رساند و بعذابهای
گوناگون مبتلا گرداند و چون نساء بایعات این همه شرائط را قبول نمودند آنسرور علیه و علی آله الصلوة
والسلام بمجرد قبول با ایشان بیعت فرموده بامر حق جل و علا ایشانرا طلب مغفرت نمود استغفار
از آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام بامر حق جل و علا در حق جماعه بوقوع آید امیدواری
تمام است که باجابت رسد و آن جماعه مغفور گردد هند زوجه ابی سفیان

بی‌حس و حرکت است قوت آن بدهد که بی‌شرط مقابله و محاذات احساس و ابصار اشیا نماید
چرا نتواند که در نشأهٔ آخرت که قویه و باقیه است همان دو قطعهٔ عصبیه را قوتی عطا فرماید که بی‌شرط مقابله و
محاذات ابصار مرئی نماید در جمیع جهات بود که آن مرئی یا بی‌جهت باشد اینجا استبعاد چیست
و محال کدام زیرا که فاعل جل سلطانه در اعلای مرتبهٔ اقتدار است و قابل مستعد احساس و ابصار غایة
ما فی الباب در بعضی امکنه و مصالح شرط محاذات و تعیین جهت را در احساس ابصار مرعی داشته است
و در بعضی امکنه و ازمنه دیگر اعتبار این شرط نفرموده و بحصول این شرط رویت ابصار مقرر نموده یک موطن را
بر موطن دیگر اعتبار نمودن با وجود کمال اختلافات و مقتضیات مواطن از انصاف دور است و اقتصار
نظر است بر مکشوفات عالم ملک و شهادت و انکار است از عجائب عالم ملکوت خالق السموات والارض
سوال اگر حضرت حق سبحانه و تعالی مرئی شود باید که محاط و مدرک بصر گردد و آن مستلزم حد و نهایت است
تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا **جواب** گوییم روا باشد که مرئی بود و محاط و مدرک بصر نباشد قال الله
تعالی لا تدرکه الابصار و هو یدرک الابصار و هو اللطیف الخبیر مومنان در آخرت حق را به بینند
جل شانه و بیقین وجدانی بیابند که حق را می‌بینیم جل سلطانه و التذاذی که بر رویت مترتب شود
نیز به وجه کمال در خود یابند اما مرئی هیچ مدرک ایشان نشود و هیچ حاصلی از مرئی بدست نیارند
و غیر از وجدان رویت و غیر التذاذ دیدن هیچ چیز از مرئی نقد وقت شان نبود **بیت** عنقا
شکار کس نشود دام باز چین + کاینجا همیشه باد بدست است دام را + نقصانی که در رویت متوهم
می‌گردد احاطه و ادراک مرئی است که در آن موطن مفقود است مجرد ثبوت رویت بی‌جهت و
التذاذی که رائی را از آن رویت حاصل شود هیچ نقص و قصور ندارد بلکه کمال انعام و احسان
مرئی است که جمال با کمال خود را به سوختگان نائرهٔ محبت جلوه‌گر سازد و به زلال وصال رویت
ایشان را متلذذ و سیراب گرداند هیچ نقص و قصور به جناب قدس او تعالی عائد نشود و هیچ جهت
و احاطه آنجا پیدا نگردد + از آن طرف نپذیرد کمال او نقصان + وزین طرف شرف روزگار
من باشد + یا آنکه گوییم که مقابله و محاذات اگر در حصول رویت شرط باشد باید که چنانچه
که در جانب مرئی شرط است در جانب رائی نیز شرط باشد زیرا که مقابله نسبتی است
که بمتقابلین قائم است که رائی و مرئی باشند پس لازم آید که حضرت حق سبحانه

خواہد نوشت والا از روستان التماس دعا و فاتحه دارد حسبنا الله ونعم الوکیل والسّلام علیکم وعلی سائر اهل الله فرزندان گرامی برخوردار باشند

مکتوب چهل و سوم بحضرات مخدومزاده های کبار خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم سلمهما الله تعالی ورود یافت در مکالماتی که در محفل سلطان وقت مدظله گذشته

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی احوال و اوضاع اینجا مستوجب حمد است صحبتهای عجیب و غریب میگذرد و بعنایت الله سبحانه سر موی درین گفتگوهای امور دینیه و اصول اسلامیه مساهلة و مداهنت راه نمی یابد و بهمان عبارات که در خلوات و در مجالس خاصه بیان میگردد درین معرکه ها بتوفیق الله سبحانه بیان مینماید اگر یک مجلس را نویسد دفتری باید خصوصاً امشب که شب هفدهم ماه رمضان بود آنقدر از بعثت انبیا علیهم الصّلوات والتسلیمات و از عدم استقلال عقل و از ایمان بآخرت و عذاب و ثواب در ان و از اثبات رویت و از خاتمیت نبوت خاتم الرسل و از مجدد هر مائة و از اقتدا بخلفای راشدین رضی الله تعالی عنهم اجمعین و سنة تراویح و از بطلان تناسخ و از احوال جن و جنیان و از عذاب و ثواب ایشان و امثال آنها بسیار مذکور شد و بحسن استماع مسموع گردید و همچنین درین ضمن اشیای دیگر از احوال اقطاب و ابدال و اوتاد و بیان خصوصیات ایشان کذا و کذا مذکور گشت الحمد لله سبحانه که بجا مینماشند و تغیری ظاهر نمیشود و درین واقعات و ملاقات شاید حق را سبحانه مصلحتها در سرها مکنون بود الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق و دیگر ختم قرآن را تا سوره عنکبوت رسانیده ام شب که ازان مجلس بر گشته می آیم به تراویح اشتغال مینمایم اینه دولت عظمی حفظ در عین قراءت که عین جمعیت بود حاصل گشت الحمد لله اولاً و آخراً

مکتوب چهل و چهارم بمیر عبد الرحمان ولد میر محمد نعمان در رفع شبهات منکران رویت اخروی

بسم الله الرحمن الرحیم اعتراضیکه در مسئله رویت دارند بلکه دلیلی که بر نفی رویت آرند آنست که رویت بصری تقاضای محاذات و مقابله میکند مرئی را با رائی و آن در حق واجب تعالی مفقود است که مستلزم جهت است که منجر باحاطه و تحدید و نهایت است که مستلزم نقص است و آن منافی الوهیت است تعالی الله عن ذلک علواً کبیراً جواب آنکه قادر بر کمال حیل سلطانه هرگاه درین نشاء ضعیفه فانیه دنیویه بصر را که عبارت از دو قطعه عصبیه مجوفه

غیریت است والاثنان متغائران قضیۂ مقررۂ ارباب معقول است وآن مستلزم تحدید است پوشیدہ نماند
کہ تفصی ازین قسم شبہات زراندودہ غیر حقۂ التزام فرق است درمیان احکام غیبت واحکام شہادت
وعدم قیاس کردن است غائب را بر شاہد چہ تواند بود کہ بعض احکام در شاہد صادق باشند ودر غائب
کاذب ودر شاہد کمال باشند در غائب نقص زیرا کہ تباین احکام است علی الخصوص کہ درمیان
مواطن بون بعید بود ما للتراب ورب الارباب حضرت حق سبحانہ انصاف دہاد کہ باین توہمات وتخیلات
مشتبہ انکار نصوص قرآنی نمایند وتکذیب احادیث صحاح نبوی می کنند ایمان باین قسم احکام منزلہ باید آورد
وکیفیت آنرا مفوض بعلم بیچون حوالہ باید نمود وقصور را در ادراک کیفیت آنرا بخود راجع باید داشت نہ آنکہ
ادراک خود مقتدا ساختہ نفی آن احکام باید کرد کہ از سلامتی وصواب دور است تواند بود کہ چیزہای
بسیار کہ در نفس امر صادق باشند از ادراک عقول ناقصہ ما مستبعد بوند عقل اگر کفایت میکرد
مثل ابی علی سینا کہ مقتدای ارباب معقول است در جمیع احکام عقلیہ محق می بود وغلط نمیکرد
حال آنکہ در یک مسئلہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد آنقدر غلط کردہ است کہ بر ناظر منصف بادنیٰ
تامل واضح است درین مقام امام فخر رازی طعن او مینماید وباین عبارت ایراد می کند والتعجب
ممن یفنی عمرہ فی تعلیم الآلۃ العاصمۃ عن الخطاء فی الفکر وتعلمہا ثم اذا جاء الی ہذا المطلب الاشرف
وقع منہ اشیاء یضحک منہ الصبیان علمای اہل سنت شکر اللہ تعالی سعیہم اثبات جمیع
احکام شرعیہ دارند معقول المعنے باشند آن احکام یا نہ وبعلت عدم دریافت کیفیت آنہا
نفی آن احکام نمی نمایند مثل عذاب قبر وسوال منکر ونکیر وپل صراط ومیزان اعمال و
امثال آنہا کہ عقول ناقصہ از ادراک آن عاجز اند این بزرگواران مقتدای خود کتاب وسنت
را ساختہ اند وعقول را تابع آن گردانیدہ اگر توانستند ادراک نمود فبہا والا قبول احکام شرعیہ
مے نمایند وعدم ادراک خود را محمول بہ قصور فہم خود میدانند نہ در رنگ دیگران کہ ہرچہ
عقول شان قبول کند حق تواند دریافت قبول مے نمایند وہرچہ در درک عقول شان نہ درآید
قبول نمے نمایند مگر نمے دانند کہ بعثت انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات بواسطۂ
قصور عقول است از بعضی مطالب مرضیۂ مولای بیچون وبیچگونہ عقل ہرچند حجت است
اما حجت کاملہ نیست حجت کاملہ بہ بعثت انبیا تمام شدہ است علیہم الصلوات

ہم اشیا را نہ بیند و صفت رویت اشیا او را ثابت نباشد تعالیٰ و تقدس و آن مخالف نصوص قرآنی
است قال اللہ تعالےٰ واللہ بما تعملون بصیر و ہو السمیع البصیر و سیری اللہ عملکم و ایضاً مستلزم نقص است
و سلب صفت کاملہ است از وی تعالےٰ سوال اگر گویند کہ رویت در واجب
تعالےٰ عبارت از علم اوست باشیا امرے دیگر ورائے علم کہ مستلزم جہت بود نیست جواب
گوئیم کہ شک نیست کہ رویت از صفات کاملہ است و باستقلال مر واجب را سبحانہ بنصوص
قرآنی ثابت ارجاع آن بعلم خلاف ظاہر است و لو سلم کہ از اقسام علم بود عدم اشتراط محاذات
در وی لازم نمی آید گوئیا علم دو قسم است قسمی کہ محاذات معلوم در وے شرط نیست و قسمے دیگر
آنست کہ محاذات در آنجا مشروط است کہ مسمے برویت است و آن در ممکنات اعلاے
اقسام علم است کہ در مرتبۂ اطمینان قلب است در معقولات از معارضہ وہم امنی حاصل نیست
محسوس است کہ از ین معارضہ وارستہ است و از ین ظلّہ برجستہ و ازینجاست کہ حضرت خلیل الرحمٰن
علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود ایمان و یقین باحیای موتی سوال رویت احیاے موتی نمود
تا اطمینان قلب بآن حاصل فرماید باید دانست کہ رویت کہ از صفات کاملہ است ہرگاہ در واجب تعالےٰ
کائن نبود در ممکن از کجا بیاید زیرا کہ ہر کمالی کہ در ممکن ظہور نمودہ است عکس آن کمال است کہ در مرتبہ
حضرت او تعالت و تقدست کائن و ثابت بودہ خدا انکہ در ممکن بود در واجب نباشد تعالےٰ و
تقدس چہ ممکن فی حد ذاتہ نقص است اگر کمالی است در وے عاریتی است از مرتبۂ حضرت وجوب
تعالت و تنزہت کہ ہر خیر و کمال است بیت نیا وردم از خانہ چیزی نخست ✦ تو دادی ہمہ چیز من چیز تست
و جواب دیگر مر اصل سوال را گوئیم کہ این اعتراض در وجود واجب ہم متمشے است تعالےٰ و تقدس
در رنگ نفی رویت نفی وجود ہم مینماید از ان جناب قدس خداوندی جل شانہ پس این اعتراض
صادق نبود کہ مستلزم محال عقلی است بیانش آنست کہ اگر حضرت حق سبحانہ موجود باشد البتہ در جہتے
از جہات این عالم بعد در فوق خواہد بود یا در تحت یا قدام خواہد بود یا خلف در یمین خواہد بود یا در
شمال و آن مستلزم احاطہ و تحدید است کہ مستوجب نقص است کہ منافی الوہیت است تعالےٰ
و تقدس عن ذلک سوال تواند بود کہ در جمیع جہات عالم بود و احاطہ و تحدید لازم نیاید جواب گوئیم در جمیع جہات
عالم بودن نفی احاطہ و تحدید نمی نماید چہ برین تقدیر ہم البتہ ورائے عالم خواہد بود زیرا کہ ورائیت لازم

باب غيبة الهوية لكن الوصول من طريق القلب وحده بغير ذلك التفصيل متعسر بل انما تيسر الوصول
بعد من اتمام ذلك التفصيل الا ترى ان الجامعية والتوسعة فيه انما يكون بعد طيه
تلك المراتب التفصيلية والمراد من القلب هنا هو القلب الجامع البسيط لا المضغة اللحمية

مکتوب چہل وششم في العروج والنزول الى حضرت مخدوم زاده خواجه محمد سعيد
مد ظله العالي نقل بالمعنى نحمده ونستعينه ونصلي على سيدنا ومولانا وشفيع ذنوبنا محمد وآله واصحابه

اعلم ان الله سبحانه وتعالى اظهر علي ان في الكائنات نقطة هي مركز العالم الظلي وتلك النقطة
اجمال لجميع العالم والعالم تمامه تفصيل لذلك الاجمال وتلك النقطة كالشمس في السماء تنور
ما في الآفاق فكل من يصل اليه الفيض منه سبحانه يكون بتوسل تلك النقطة وتلك النقطة
محاذية لنقطة غيب الهوية وتلك النقطة كائنة في مرتبة النزول فما لم يكن النزول في
هذه المرتبة من الهبوط والاسفلية لا يكون العروج الى تلك المرتبة المسماة بغيب الهوية
وهذا النزول في الدعوة والتكميل وفي ذلك النزول الذي يكون بمرتبة تلك النقطة
يتخيل كان التوجه الى العالم والتظهر اليه سبحانه وظهر ان هذا التوجه الى العالم والانقطاع
عنه سبحانه انما هو الى الموت فاذا جاء وقت الوصال انعكس الحال ففي هذه النشأة
الفراق والشوق من الجانبين والملاقاة انما يكون بعد الموت وظهر معنى الحديث القدسي
الا طال شوق الابرار الى لقائي واني اليهم لاشد شوقا واعلم انه مع تحقق النزول في
هذه المرتبة ليس بين السالك وبين الله سبحانه حجاب بل الحجب كلها مفقودة ولكن التوجه
اليه سبحانه مفقود بل التوجه يكون مقصورا بتمامه الى الخلق فهذا مقام الدعوة وقد يقع النزول
من تلك النقطة التي هي مركز دائرة العالم الظلي الى النقطة التي هي مركز دائرة العلم وهو
مقام الكفر بالله والانكار عنه سبحانه وعن انبيائه صلى الله تعالى عليهم وسلم وعن آياته تعالى
ويقع العروج عن تلك النقطة الى مركز دائرة الاصل التي هي دائرة مقامات الانبياء
عليهم السلام وتلك النقطة التي ذكرناها ظلمانية غاية الظلمة فالنزول في ذلك المقام
تنويره واشراقه امر عظيم القدر ومقابلها نقطة الاسلام وهي النقطة التي يقع العروج اليها
بعد هذا النزول الظلماني ومصباح تلك النقطة الظلمانية لا آخذ الا الله والسلام مكتوب

والتسلیمات قال الله تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ط برسر اصل سخن رویم وگوییم که در رویت شاهد هرچند مقابله و محاذات شرط بود اما آن تواند بود که در غائب این شرط نبود چنانچه غائب موجود است و در هیچ جهتے از جهات موجودات نیست مرئی بے رویت رائی از جهات منزه است بعد رویت نیز هیچ جهت او را ثابت نباشد و مقابله و محاذات آنجا مفقود بود اینجا کدام استبعاد و استحاله است رویت بیچون هم بیچون است چه چون را به بیچون راه نیست لایحمل عطایا الملک الا مطایاه آن رویت بیچونی را بر رویت چونی که بمرئیات چون متعلق است قیاس کردن نامناسب است و از انصاف دور والله سبحانه الموفق للصواب مکتوب چهل و نهم بمولانا سلطان سرهندی که در علو شان قلب مومن و منع ایذای آن نقل بالمعنے الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علے رسوله محمد وآله اجمعین اما بعد فاعلموا ان القلب جار الله سبحانه ولیس شئ اقرب الی جناب قدسه کالقلب ایاکم وایذائه ای قلب مومنا کان او عاصیا فان الجار وان کان عاصیا یحمے فاحذروا من ذالک واحذروا فانه لیس بعد الکفر الذی هو سبب ایذاء الله سبحانه ذنبا مثل ایذاء القلب فانه اقرب ما یصل الیه سبحانه فان الخلق کلهم عبید الله سبحانه والضرب والاهانة لعبد ای شخص یوجب ایذاء مولاه فما شان مولے النبی هو المالک علی الاطلاق فلا یتصرف فی خلقه الا بالقدر الذی مر دوانه لیس بداخل فی الایذاء بل هو امتثال لامر الله تعالیٰ مثل الزانی البکر جده مائة سوط فلو زاد احد علی مائة سوط کان ظلما و داخلا فی الایذاء واعلموا ان القلب افضل المخلوقات واشرفها وکمال الانسان افضلها لاجماله وجمعه ما من العالم الکبیر کذالک القلب بجامعیته ما فی الانسان وکمال بساطته واجماله وکلما کان لشئ اشد اجمالا واکثر جمعیة یکون اقرب الی جنابه تعالیٰ وان ما فی الانسان اما هو من عالم الخلق او عالم الامر والقلب برزخ وفی مراتب العروج یعرج الانسان الی اصوله مثلا یکون عروجه اولا الی الماء ثم الی الهواء ثم الی النار ثم الی اصول اللطائف ثم الی الاسم الجزئی الذی هو ربه ثم الی کلیه ثم الی ما شاء الله تعالیٰ بخلاف القلب فانه لیس له اصل یعرج الیه بل یکون العروج منه اولا الی الذات تعالیٰ وانه

که بتاریکی درون آب حیات است * شاعری گوید ع غلام خویشتنم خواند لاله رخساری
سیاه روئی من کرد عاقبت کاری * هرچند این کمترین شایان آن نیست که خود را در امداد
لشکر دعا داخل سازد لیکن بمجرد اسم فقر و احتمال اجابت دعا خود را از دعاء دولت قاهره فارغ
نمیدارد و بلسان حال و قال بدعا و فاتحه سلامت رطب اللسان میباشد ربنا تقبل منا انک
انت السمیع العلیم ۔ مکتوب چهل و هشتم بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد سعید مد ظله العالی
در سر اقربیت او تعالی و در بیان آنکه انکشاف کنه ذات بعلم حضوری است بسم الله الرحمن الرحیم ۔
الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی اعلم ان اقربیت او تعالی بعلم حضوری مربوط است که
تعلق باصل معلوم دارد نه بظلی از ظلال معلوم و بصورتی از صور آن که نصیب علم حصولی است
پس علم حصولی فی الحقیقت علم نفس شیئ نباشد بلکه علم بصورتی از صور آن شیئ باشد و نسبت بنفس
آن شیئ جهل متحقق بود سبحان الله جهل بشیئ را علم آن شیئ گفته اند مانا که صورت و ظل شیئ را
عین شیئ تصور نموده علم صورت شیئ را علم شیئ دانسته اند و آن ممنوع است و دعوی غلبت غیر مسموع
زیرا که شیئ و صورت شیئ با یکدیگر نسبت اثنینیت دارند و هر جا که نسبت اثنینیت ثابت است
تغایر لازم الاثنان متغایران قضیه مقرره ارباب معقول است ایضاً علم بصورت شیئ چگونه مستلزم
علم شیئ کما هو بود که صورت شیئ تمثال ظاهری است که تلبس باحکام مرآت نموده ظهور پیدا کرده
است و بسا از دقائق و اسرار شیئ است که در صورت نامی و نشانی از آنها نیست ع گر مصور
صورت آن دلستان خواهد کشید * حیرتی دارم که نازش را چسان خواهد کشید * کاش ظاهر شیئ
بصرافت خود در صورت شیئ ظاهر شود و باطن موقوف هرگاه ظاهر شیئ رنگ محل و مرآت را
تلبس نموده بصورت شیئ ظهور نماید یقین است که ظاهر بصرافت خود نمی ماند بلکه هیئتی دیگر پیدا میکند
پس صورت چنانچه از اهل باطن شیئ محروم است از ظاهر شیئ نیز محروم بود پس ناچار علم آن صورت
مستلزم علم آن شیئ کما هو نباشد بالجمله معلوم فی الحقیقت آن نسبت که در ذهن کائن باشد و در ذهن
چون صورت کائن است معلوم هم همان صورت باشد و صورت را هرگاه با شیئ نسبت تعلق
پیدا شد علم صورت مستلزم علم شیئ کما هو نگشت علم حضوری است که حاضر مدرکه آنجا نفس شیئ است
نه ظلی و صورتی در میان متخلل نگشته است پس معلوم درین علم نفس شیئ بود نه صورتی از صور آن شیئ

چهل و هفتم بسلطان وقت مدظله در اسرار دعا و مدحت علما و صلحا کمترین دعاگویان احمد بعز
بار یافتگان علا درگاه و خادمان والا بارگاه اظهار شکستگی و نیازمندی می نماید و شکر نعمت امن و
امانی که بدولت و اقبال بندگان شامل حال عوام و خواص است بجا می آرد و در اوقات
و آوان مظنهٔ اجابت دعا و زبان اجماع فقرا فتح و نصرت عسکر ظفر قرین میخواهد زیرا که
هر کسی را بهر کاری ساختند * که عبث در کارخانهٔ خداوندی ممنوع است کاری که بلشکر
غزا و جهاد مربوط ساخته اند تقویت و تائید پایهٔ دولت قاهرهٔ سلطنت است که ترویج شریعت
غرا منوط بآن است که الشرع تحت السیف گفته اند و همین کار جلیل الاعتبار نیز مربوط بلشکر
دعا است که ارباب فقر و اصحاب بلا اند چه فتح و نصرت دو قسم است قسمی است که آنرا
مربوط باسباب ساخته اند و آن صورت فتح و نصرت است که تعلق بلشکر غزا دارد و قسم دیگر حقیقت
فتح و نصرت است و از نزد مسبب الاسباب است و کریمهٔ و ما النصر الا من عند الله اشارت بآن است
تعلق بلشکر دعا دارد پس لشکر دعا بواسطهٔ ذل و انکسار خود از لشکر غزا سبقت نمود و از سبب
بمسبب دلالت فرمود ع برد ز شکستگان ازین میدان گوی * و ایضا دعا رد قضا مینماید
چنانچه مخبر صادق فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام لا یرد القضاء الا الدعاء و سیف و جهاد این
قدرت ندارد که رد قضا نماید پس لشکر دعا با وجود ضعف و شکستگی بقوت نیز آمد از لشکر غزا و نیز
لشکر دعا همچون روح است مر لشکر غزا را و لشکر غزا قالب است مر او را پس لشکر غزا را از لشکر دعا چاره
نبود که قالب بی روح قابل تایید و نصرت نباشد ازینجا است که گفته اند کان رسول الله صلی الله
علیه وسلم یستفتح بصعالیک المهاجرین یعنی پیغمبر خدا طلب فتح و نصرت میفرمود بتوسل فقراء
مهاجرین باوجود لشکر غزا و استیلای محاربان پس فقرا که لشکر دعا اند باوجود خواری و زاری
و بی اعتباری که الفقر سواد الوجه فی الدارین گفته اند روزگار بکاری آیند
و بااین بی اعتباری اعتبار پیدا میکنند و از همگنان و همکاران پیش قدم میگردند مخبر صادق
فرموده علیه من الصلوات اتمها که فردای قیامت خون شهدا را با سیاهی علما
وزن کنند پلهٔ آن سیاهی راجح آید سبحان الله و بحمده این سیاهی و این سیاه رویی
باعث عزت و سرخروئی ایشان گشت و پایهٔ ایشان را از حضیض باوج رسانید بلی

بذات واجبی تعالی تعلق کند علم چرا تعلق نکند که از رویت الطف است محذور در ادراک است
که مستلزم احاطه است نه در انکشاف لا تدرکه الابصار فرمود و لا تراه الابصار سوال چون درک حاصل نشود
انکشاف بچه کار آید گوییم مقصود از انکشاف التذاذ دائمی است که حاصل است درک بود یا نه بود سوال
انکشاف بی درک چگونه مستلزم التذاذ باشد جواب علم بانکشاف کافی است در التذاذ درک باشد
یا نباشد یا آنکه گوییم درک در آن موطن حاصل است اما مجهول الکیفیة درک که منفی است واقصد سبحا
اعلم همان است که کیفیت آن در علم درآید و احاطه معلوم نماید لا یحیطون به علما که مناسب علم حصولی
است اگر درک در علم حضوری نبود در علم حصولی از کجا آید که در ظل آنچه هست از مرتبهٔ اصل
مستفاد است تمکین درک در اصل مجهول الکیفیة است و در ظل معلوم الکیفیة مکتوب چهل و نهم
بجناب حضرت میر محمد نعمان در رد دریافته در آنکه علم حضوری که عارف را بخود بود و باو تعالی تعلق گیرد

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی باید دانست که علم حصولی نسبة بآفاق است و علم حضوری
نسبت بانفس و چون معامله اقربیت او تعالی بعارف تمام المعرفة رو دهد و بآن مقام عالی متجلی گردد
این انفس در حق او حکم آفاق پیدا میکند و علم حضوری آن بعلم حصولی متبدل گردد در نحو قیت
اقربیت او سبحانه حکم انفس پیدا میکند و علم حضوری که او را بانفس تعلق داشت بآن اقربیت تعلق
پیدا میکند نه بآنکه خود را عین واجب داند تعالی علمیکه متعلق بنفس او است بعینه متعلق بواجب
میگردد سبحانه این خود معامله توحید است در مقامات قرب تعلق دارد که نهایت قرب اتحاد است اقربیت
دیگر است و کار و بار آن دیگر از اتحاد باید گذشت و باثنینیت باید آمد تا اقربیت متصور شود قاصری از لفظ
اثنینیت در توهم افتد و اتحاد را فوق آن داند اثنینیتی که دون اتحاد است مقام عوام کالانعام است و این
اثنینیت که هزاران مزیت بر اتحاد دارد در مقام انبیای کرام است علیهم الصلوات و التسلیمات چنانچه
صحوی که در آن سکر است حال عوام است و صحوی که بعد از سکر است مقام خواص بلکه اخص خواص و چنانچه
اسلام که پیش از کفر طریقت است اسلام عوام اهل اسلام است و اسلامیکه بعد از کفر طریقت است
اسلام اخص الخواص عجائب معامله است هر چند عارف خود را واجب نداند تعالی اما علم حضوری که
بنفس عارف تعلق داشت بواجب تعالی تعلق پیدا میکند و علم بنفس او که حضوری بود علم حصولی میگردد ع
در عشق چنین بوالعجبی ها باشد + عقل عقیل بپے باین دقیقه نبرد که اجمع بجمع ضدین ساز و علمی گوید عرفت ربی

پس علم حضوری اشرف بود بلکه علم همان باشد و بس ماسوای علم حضوری انچه بود جهل باشد که بصورت
علم خود را وانموده است جهل مرکب است که جهل خود را علم میدانند و نمیدانند که نمیدانند پس علم
حصولی را بذات و صفات واجبی تعالی و تقدس راه نبود و ذات و صفات واجبی تعالی و تقدس
با نیعلم معلوم نباشد چه انیعلم فی الحقیقت علم بصورت معلوم است نه بنفس معلوم چنانچه گذشت و صورت
را دران حضرت جل شانه راهی نیست تا علم صورت را علم اصل صورت نموده آید هرچند بعضی گفته اند
که حق را جل سلطانه مثل نیست اما مثال هست لیکن اینصورت مثالی اگر ثابت شود غیر صورت منهی
است که بعلم تعلق دارد تواند بود که در مثال که اوسع مخلوقات است صورت کائن باشد و در ذهن
ثابت نبود حدیث قدسی لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن مخصوص بقلب
بندهٔ مومن است که معامله او از سائر ناس جدا است که بفنا و بقا مشرف گشته است و از حصول
وارسته بحضور پیوسته است آنجا اگر گنجائش است باعتبار حضور است نه باعتبار حصول
ع درکام آئینه درآید او • باید دانست که در علم حضوری اتحاد عالم و معلوم است پس زوال این علم
از عالم روا نبود که معلوم نفس وی است که از وی منفک نیست بلکه علم هم درآنجا عین عالم است
و عین معلوم انفکاک چه گنجائش دارد باید دانست که در علم حضوری چون معلوم نفس شئ است
نه صورت وی ناچار معلوم درآنجا چنانچه هست منکشف میگردد و کما هو در علم می درآید و بکنه معلوم میگردد
چه کنه شئ عبارت از نفس شئ است و چون جمیع وجوه اعتبارات ساقط شد و نفس ذات ماند که
حاضر مدرکه است کنه آن معلوم گشت بخلاف علم حصولی که معلوم درآنجا وجوه اعتبارات شئ است
که صور و اشباح شئ اند نه نفس شئ چنانچه گذشت پس معلوم درآنجا کنه شئ نبود و شئ بکنه معلوم نگردد غایة
ما فی الباب در علم حصولی هم انکشاف شئ است و هم درک شئ و در علم حضوری هم انکشاف شئ
هست اما درک شئ نیست پس کنه معلوم منکشف گردد اما مدرک نشود پوشیده نماند که چون علم حضوری
نسبت بذات واجبی جل سلطانه ثابت گشت کما مر لازم می آید که کنه ذات واجبی جل سلطانه منکشف
گردد و ذات واجب تعالی کما هو معلوم شود و این خلاف مقرر علما است گویم که این علم حضوری
که بذات واجب تعالی تعلق گرفته است در رنگ رویت است که نسبت بواجب تعالی اثبات می کنند
لا انکشاف درآنجا هست و درک مفقود است در ین علم هم انکشاف باشد درک مفقود بود و هرگاه

یا جحود و انکار بآن و علامت تسلیم و انقیاد رضائے قلب ست مومن بہ و انشراح صدر است بآن و علامت جحود و انکار کراہت قلب است بمصدق بہ و تنگی سینہ است قال اللہ تبارک و تعالی فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام و من یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون و حصول تسلیم و انقیاد در قلب را بمومن بہ بعد از حصول تصدیق و یقین بآن بمحض موہبت الٰہی است جل سلطانہ و بصرف کرم نامتناہے اوست تعالے ازینجا است کہ ایمان را موہبت الٰہی گفتہ اند جل شانہ و منشاء جحود و انکار بعد از حصول تصدیق و یقین بمصدق بہ رسوخ و تمرن صفات ردیہ نفس امارہ است کہ بسبب جاہ و علو و ریاست خود مجبول است و بعدم قبول و تبعیت و تقلید دیگرے مطبوع میخواہد کہ ہمہ او را تصدیق نمایند و گروند و او تقلید و تبعیت دیگرے نکند و تسلیم و انقیاد واحدے نماید و ما ظلمہم اللہ و لکن کانوا انفسہم یظلمون اللہ تعالے جمعے را بمحض فضل و کرم خویش ازین مرض جہلے برآوردہ بہ تسلیم و انقیاد و تقلید انبیا علیہم الصلوات و التسلیمات کہ ہداۃ صراط مستقیم اند مشرف ساخت و موعود بجنات نعیم گردانید کہ در رضائے اوست تعالی و گروہی را بطور آنہا گذاشت و بقہر و جبر ازان رذائل برآوردہ بانید دولت نکشید لیکن در بیان صراط مستقیم و در ابشار و انذار مصدق و مکذب و مطیع و عاصی بارسال رسل و انزال کتب ابلاغ مبین فرمودہ حجت را بر فریقین درست نمود

مکتوب پنجاہ و دوم بفقیر محمد ہاشم کشمی در فنای قلب و نفس و زوال علم حصولی و حضوری ورود یافتہ

فنا عبارت از نسیان ماسوای حق است سبحانہ و ماسوائے دو قسم است آفاق و انفس نسیان آفاق عبارت از زوال علم حصولی است نسبت بآفاق و نسیان انفس عبارت از زوال علم حضوری است نسبت بانفس چہ علم حصولی بآفاق تعلق دارد و علم حضوری بانفس زوال علم حصولی اشیا مطلقا ہم ہرچند تعسر دارد کہ نصیب اولیا است اما زوال علم حضوری مطلقا بسیار معسر است و نصیب کمل کمل است از اولیا نزد ممکن است کہ تجویز آن بلکہ تصور آن بر اکثر عقلا محال نماید و عدم حضور مدرک را بر مدرک سفسطہ انگارند چہ حضور شئ بر نفس شئ ضروری است نزد شان پس زوال علم حضوری نزد ایشان اگرچہ یک لمحہ باشد مجوز نبود فکیف کہ زوال این علم مطلقا شود بحیث لا یعود ابدا و نسیان اول کہ نسبت بعلم حصولی است بفنا قلب تعلق دارد و نسیان ثانی کہ نسبت بعلم حضوری است مستلزم فنا نفس است کہ اتم و اکمل است و حقیقت فنا

بجمع الاضداد ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدی مکتوب پنجاه و چهارم
بقاضی نصر الله ورود یافته در فرق میان استدلال علماء راسخین و استدلال ارباب ظاهر از اثر بمؤثر
استدلال از اثر بمؤثر و از مخلوق بخالق جل سلطانه هم کار علماء ظواهر است و هم کار علماء راسخین که کمل ورثه
انبیا اند علیهم الصلوات والتحیات علماء ظواهر از علم بوجود مخلوق علم بوجود خالق پیدا میکنند و وجود اثر را
دلیل بر وجود مؤثر ساخته ایمانی و یقینی بوجود مؤثر حاصل مینمایند و علماء راسخین که درجات کمالات
ولایت را قطع کرده بمقام دعوت که خاصه انبیا است بالاصالت علیهم الصلوات والتسلیمات رسیده اند
نیز بعد از حصول تجلیات و مشاهدات استدلال از اثر بمؤثر مینمایند و ایمانی ازین راه بمؤثر حقیقی پیدا میکنند
چه در آخر کار دانسته اند که هر مشهود که متجلی شده بود ظلی از ظلال مطلوب بوده که شایان نفی و مستحق عدم ایمان است
و یقین کرده اند که ایمان بر بیچون بی استدلال درین موطن میسر نیست ناچار رو باستدلال می آرند و مطلوب را
بیچون لا ظلال طلب می نمایند و چون این بزرگواران رشته محبت با جناب قدس دارند و ماسوی را
فدای محبت مطلوب حقیقی ساخته اند ناچار بحکم المرء مع من احب از راه استدلال بمطلوب حقیقی میرسند
و از تنگنای تجلیات و ظهورات که منسوب بظلال است وارسته باصل الاصل می پیوندند و
مقامی که آنجا علم علماء ظواهر میرسد این بزرگواران بقلاب محبت منجذب گشته خود هامیرسند و اتصال
بیچونی پیدا میکنند این فرق از راه محبت آمده هر که محب است از غیر محبوب گسسته است بمحبوب
می پیوندد و هر که این محبت ندارد و بعلم کفایت میکند و آنرا مغتنم میداند بلکه جائیکه آن بزرگان خود هامیرسند
علم ایشان هم بآنجا نرسد نهایت علم بر تقدیر صحت تا دهلیز مطلوب است و آنکه واصل مطلوب است
با مطلوب است معیت هیچ دقیقه را نمیگذارد که نصیب نشود و بزرگی گوید ع بنده باحق بهیچ شیر و شکر است
و فیه المثل الاعلی بنده باید شد و از بندگی ماسوای باید رست والله سبحانه الموفق مکتوب پنجاه و پنجم
بملا شیر محمد لاهوری ورود یافته در فرق میان تصدیق قلب و یقین آن الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی
سوال بعضی از محققان متکلمین که حقیقت ایمان گرویدن دل گفته اند به مومن به معنی آن چیست
و گرویدن عبارت از نفس تصدیق و یقین قلب است بمومن به یا امر زائد است بر نفس تصدیق و
یقین دل بآن مصدق به جواب گرویدن دل ورای یقین دل است هر چند ورای تصدیق نیست
لیکن متفرع است بر آن یقین بعد از حصول یقین دل را از دو حالت خلو نبود تسلیم و انقیاد بود بمومن به

ورفع الاثنينية الثابتة بين العبودية والربوبية فما معنى زوال العين ولا اثر في الوجود ايضاً
حالنا قلت انصباغ الشئ بحيث يصير احدهما منخلعا عن احكامه ومنصبغاً باحكام الآخر يوجب
رفع الاثنينية عنهما حتى يكون الحادا وزندقة فان الانسان الملقى في معدن الملح ما اتحد
مع الملح وما زال اثنينيته بل حصل له من جوار الملح وسلطانه فناء عن نفسه وعن صفاته
وبقاء بالملح واحكامه مع بقاء الاثنينية غاية ما في الباب ما هذه الا هذه الاثنينية شبيه
باثنينية الظل مع الاصل لا استقلال لها وتلك الاثنينية الزائلة نوع الاستقلال
في نظر العوام فالاثنينية باقية بعد فلا الحاد ولا زندقة واما منع في الكتب والرسائل
عن الزوال الوجودي فمحمول على قصور فهم العوام فانهم يفهمون منه لدفع الاثنينية
ويقعون في الالحاد والزندقة تعالى الله عما يقولون الظالمون علوا كبيرا ليبقى ان
الشبح الذي يبقى من ذلك الانسان بعد صيرورته ملحا حكما هو في الحقيقة صورة الملح
الذي انصبغ ذلك الانسان بصبغه الا صورة الانسان الا انه قيس ذلك الملح الحكمي
بمقياس شبح ذلك الانسان وصور بصورته لانه بقي شبح الانسان فبقي اثره تنبيه
وذلك الشبح في العلم الذي قيس بمقياس صورة الانسان ممكن بل واقع واما ما نحن بصدده
فليس كذلك فلله المثل الاعلى فهو سبحانه لا يتحد مع شئ ولا يتحد معه شئ ولا يتصل
بالاشياء ولا ينفصل الاشياء عنه تعالى ولا الاشياء ايضا غير متصلة به سبحانه ولا منفصلة
عنه سبحانه من لا يتغير بذاته ولا بصفاته ولا في اسمائه بحدوث الاكوان فهو سبحانه الآن
كما كان على صرافة التنزيه والتقديس فهو تعالى قريب من العلم بالقرب والمعية
المجهولة كيفيتهما ولا كقرب الجسم مع الجسم ولا كقرب الجسم مع العرض
وبالجملة صفات الامكان وسمات الحدوث كلها مسلوبة عن جناب قدسه عروج الاولياء
لا يزيد في قربه سبحانه للعبد ووصول الاصفياء لا يحصل اتصاله مع الله والفناء والبقاء
احوال العرفاء غير ما فهمها العقلاء وزوال العين والاثر له معنى لا يفهمه الا من رزق له
ذلك كما سيجئ تحقيقه فاستمع كلام هذه الطائفة بحسن الظن والقبول ولا تفهم منه
مدلوله الظاهر ومعناه المطابقي فانه ربما تغلط فيه غلطا فاحشا فتضل وتضل والله سبحانه

در این موطن است وفنای اول کالصورت است مر این فنای ثانی را که ظل است مراورا چه علم حصولی فی الحقیقت ظل
علم حضوری است پس ناچار فنای آن ظل فنای این بود وبحصول این فنا نفس در مقام اطمینان می آید واز
حق جل وعلا راضی ومرضی میگردد وبعد از بقا ورجوع معامله تکمیل وارشاد بوی او تعلق میگیرد وجهاد وغزا او را میسر
میگردد وبا طبائع مختلفه عناصر اربعه که ارکان بدن اند هر یکی تقاضای امرے از امورے نماید وخواهش شئے
از اشیا میکند وهیچ یکے از لطائف بدن را این دولت میسر نیست او است که انانیت ابلیسیه را که ناشی
از عنصر ناری است بسیاست باصلاح می آرد وقوت شهویه وغضبیه وسائر اوصاف ذمیمه را
که بهائم وسائر حیوانات را در آن شرکت است بحسن تربیت باعتدال می آرد سبحان الله لطیفه که بدترین
لطائف بوده است بهترین اینها میگردد وقال علیه الصلوة والسلام خیارکم فی الجاهلیة خیارکم
فی الاسلام اذا فقهوا تنبیه علامت نسیان ماسوی از قلب قبول آن تماید وعلامت زوال
علم حضوری بنفس عالم انتفاء عالم است بالکلیه عینا واثرا تا زوال علم ومعلوم از دست متصور شود
چه علم ومعلوم در آن موطن نفس عالم است تا نفس عالم زائل نشود علم ومعلوم منتفی نگردد و
فنای اول فنای آفاق است وفنای ثانی فنای نفس که حقیقت فنا است **مکتوب پنجاه وسوم**
الی حضرت مخدوم زاده خواجه محمد المعصوم مدظله فی زوال العین والاثر وجودا وشهودا وبیان
ذلک بسم الله الرحمن الرحیم قال الله تعالی هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا
بلی یا رب قد اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا لا عینا ولا اثرا لا شهودا ولا وجودا ثم
یصیر بعد ذلک ان شئت حیا بحیاتک وباقیا ببقائک متخلقا باخلاقک بل صار
باقیا بک بفضلک فی عین الفناء وفانیا فیک فی عین البقاء لتلازم بینهما و
حصول کمال کل واحد منهما بوجود الآخر مثله انسان القی فی معدن الملح حتی
صار شیئا فشیئا منصبغا باحکام الملح الی ان صار کله ملحا ما بقی منه عین ولا اثر
فلا جرم ابیح قتله وقطعه وحل اکله وبیعه وشراؤه ولو یبقی منه عین او اثر لما جاز ذلک
ونعم ما قال فی الشعر الفارسی ـ سگے کاندر نمکزار او فتد گم گردد اندر وی
من این دریائے پرشور از نمک کمتر نمیدانم + فان قلت انک قد کتبت فی المکاتیب
والرسائل ان زوال العین والاثر انما یکون شهودیا لا وجودیا لاستلزام الالحاد والزندقة

البقوا ہیولیہا ثابتا فی الحالین مع تبدل الصورة النوعیة ونحن لانقول بالہیولی ولا بثبوتہا
بل نقول ان الفناء والبقاء اعدام وایجاد من القادر المختار جل شانہ جار فی التحیر لن یلج
ملکوت السموات من لم یولد مرتین کانہ اشارة الی الایجاد والثانی بالولادة الثانیة
وانما قالوا البقاء باللہ تجوزا او تشبیہا لزوال الصفات الرذیلة وحصول الاخلاق
الحمیدة کانہا شبیہة بصفات مرتبة الوجوب تعالت وتقدست وقد حققت فی
غیر موضع ان ذات الممکن ہو العدم لیس ہو فلا معنی لزوالہ فان الممکن ممکن فی جمیع
الاحوال حال الفناء والبقاء کما کان فی حال عدمہما والواجب تعالی واجب علی الاستمرار
والدوام لایلحق بجناب قدسہ شیٔ ولاینفصل عنہ امر ونعم ما قیل فی الشعر الفارسی سے
سیہ روئی ز ممکن در دو عالم + جدا ہرگز نشد واللہ اعلم ؛ ولایخفی علیک ان بقاء الامکان
فی الممکن لیس عبارة عن بقاء الاثر فی الممکن وبقاء ثبوتہ فی مرتبة من مراتب الثبوت فانہ
مناف للفناء الاتم والفانی بہذا الفناء یعد ردالامانات الی اہلہا ورد الظلال
المنعکسة فیہ الی اصلہا من الوجود وتوابعہ کلہا من الصفات الکاملة والنعوت
الفاضلة فیحق ہو بالعدم الصرف الکامل فی العدم بحیث لم یوجد فیہ اضافة ولانسبة
الی شیٔ ولا اسم فان وجود الاضافة فی العدم ینبئ عن ثبوتہ ولو فی الجملة مکتوب پنجاہ
وچہارم بخان جہان در اتباع شرع مبین ومحاربۂ اعدای دین حق سبحانہ وتعالی
توفیق مرضیات خود را کرامت فرمودہ سلامت ومعزز ومحترم داراد بالنبی وآلہ الامجاد
علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات سے گوی توفیق وسعادت در میان افگندہ اند
کس بمیدان درنمی آید سواران را چہ شد ؛ تلذذات وتنعمات دنیویۂ فانیہ
وقعی گوارا افتد وبتحلیل رود کہ در ضمن آن عمل بمقتضای شریعت غرا نمودہ آید وبا آخرت
جمع شود والا حکم سم قاتل دارد کہ شکر ش اندودہ اند ابلہی را بآن فریب دادہ وا نے اگر
معالجہ آن تریاق حکیم مطلق جل شانہ نمودہ آید وتلافی آن شیرینی وتلخی اوامر ونواہی شرعیہ
کردہ شود وبالجملہ باندک سعی وتردد بروفق شریعت کہ نیل آن بر سہولت است ملک ابدی
بدست می آید وباندک غفلت وفراغت آن دولت جاودانی از دست میرود

الموفق الملهم للصواب فان قلت قد جوزت زوال العين والاثر من الانسان فما تقول فيما
جاء في القرآن المجيد في شان خاتم الرسل عليه وعليهم الصلوات والتسليمات قل انما
انا بشر مثلكم يوحى الي وما جاء في حديث النبي صلى الله على مصدره اتم الصلوة والسلام
انما انا بشر مثلكم اغضب كما يغضب البشر وليس هذا الا ابقاء الاثر من الانسانية
قلت ليس كذلك ولا دلالة على بقاء الاثر الا انه لما اريد ارجاع الانسان الكامل
بعد الفناء والبقاء الى العالم ودعوة الخلق الى الحق سبحانه ركبت معه الصفات
البشرية والخصائص الانسانية الزائلة بعد كسر سورة تلك الصفات لتحصل المناسبة
بينه وبين العالم بعد ما زالت وينفتح ابواب الافادة والاستفادة بينه وبين العالم ولتلك
المناسبة والحكمة الاخرى هذه الصفات البشرية والحاقها بعد زوالها ابتلاء المكلفين واختبار
المدعوين ليميز الخبيث من الطيب ويعزل المكذب من المصدق ويحصل الايمان
بالغيب بعد ما لبس الامر وستر الحال برجوع تلك الصفات قال الله تبارك وتعالى
ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا وللبسنا عليهم ما يلبسون فان قال قائل ما معنى زوال العين
والاثر من الانسان الكامل والحال ان ظاهره دائم على الصفات البشرية ياكل ويشرب و
ينام ويستريح قال الله تعالى في شان الانبياء عليهم الصلوات والتسليمات وما جعلناهم
جسدا لا ياكلون الطعام قلت الفناء والبقاء من صفات الباطن لا تعلق للظاهر بهما اصالة
فان الظاهر دائم على احكام والباطن يخلع ويلبس فان قيل لطائف الباطن متعددة كلها
يتحقق بالفناء والبقاء فاين بعض هو قلت المتحقق بهما انما هي لطيفة النفس التي هو
في الحقيقة حقيقة الانسان المشار اليها باشارة قول انا فهي الامارة بالسوء اولا والمطمئنة
آخرا والقائمة بعبادة الرحمن جل شانه ابتداء والرضية عنه المرضية انتهاء
فهي شر الاشرار وخير الاخيار فان شره شر ابليس وزاد خيره على خير اهل التسبيح والتقديس تنبيه
ليس معنى الفناء الزوال الوجودي ومعنى البقاء بالله هو زوال الامكان من الممكن راسا
وحصول الوجوب له ثانيا فانه محال عقلا والقول بذلك كفر بل هو خلع ولبس مع بقاء
الهوية الامكانية اثبته ارباب المعقول في العناصر بطريق الكون والفساد الا انهم

در تأسف بر فوت صحبت گذشته و ایمای اسرار جدیده قرة اعین المعینین و سرور الاذنین خواجه
محمد عبید الله و خواجه جمال الدین محمد بجمعیت صوری و معنوی متحلی باشند عجب تغافلی ورزیدند
و نامهربانی نمودند که باوجود حصول قرب و جوار در سرهند نرسیدند و این غریب را نیز رسیدند
و حقوق آشنائی بجای نیاوردند از خواجه محمد افضل چه گله نماید که در آشنائی خود را از ایشان
بمراحل دورتر میدارد بلکه از آشنائی ما هراسان است از میر منصور چه گوید که همیشه آرزوی صحبت
دارند و از قوت بفعل نمی آید قول فقهای عظام است الراضی بالضرر لا یستحق النظر شکر
هرچند دریای ظلمات است اما متضمن آب حیات است در اینجا بعنایت الله سبحانه و لو
علی سبیل الندرة آن گوهر بدست می آید که در جاهای دیگر اگر شبح آن گوهر میسر شود
مغتنم است هر مبارزی که قدر و قیمت پیدا کرده است در استیلای اعدا ورا
میسر شده است هرچند سلامتی در زاویه است اما دولت غزا و شهادت
در معرکه است کنج زاویه باهل ستر و ارباب ضعف مناسب است در حدیث آمده است
المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف حسب الامر قطب الاقطاب نوشته شد کار مردان
اقویا مبادرت و معرکه کبری است قل کل یعمل علی شاکلته فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلاً
بعد از مضی مدت رخصت چون متوجه عسکر شد فرزندی محمد سعید را بضرورت در خانه
گذاشته آمد و چون فیوض و برکات و علوم و معارف را که بعد از مفارقت فرزندی بظهور آمده بود ملاحظه نمود
از مفارقت او پشیمان شد و فرصت را غنیمت شمرده طلبیده خرد و بزرگ همه آمده اند بامید آنکه ازین
برکات دریوزه نمایند عجائب معامله است گوئیا در جرگهٔ ملامتیه ایم و در زمرهٔ قلندریه باوجود
آنکه از فریقین جدا ایم و کار و بار علیحده داریم شمهٔ از علوم جدیده بشنوید عنوان مکتوبست
قال الله تبارک و تعالی هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئاً مذکوراً لا عینا
و لا اثرا و لا شهودا و لا وجوداً الی آخره و شما در مکتوب دیده باید که من زوال وجودی را از
قبیل الحاد و زندقه شمرده ام و اینجا باین عبارت نوشته ام و علاج آن بکرم الله سبحانه نمود ع قیاس کن
ز گلستان من بهار مرا + اینهمه دل از برکات این واقعات است لولاها لما وجدت تلک ربنا
اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر مولانا محمد مراد چون بتردد آن حدود بوده دو کلمه نوشته آمد

عقل دور اندیش را کار باید فرمود و در رنگ طفلان بجوز و مویزے عوض نباید کرد همین خدمت
که در پیش دارید اگر آنرا باتیان شریعت مصطفی علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیة
جمع سازند کار انبیا کرده باشند علیهم الصلوات التسلیمات و دین متین را منور ساخته
و معمور گردانیده ما فقیران اگر سالها جان بکنیم درین عمل بگرد شما شاهبازان نرسیم سے
گوے توفیق و سعادت درمیان افگنده اند + کس بمیدان در نمی آید سواران را چه شد +
اللهم وفقنا لما تحب وترضی ببقیه المرام رافعان رقیمه دعا فضائل مآبین خواجه محمد سعید
و خواجه محمد اشرف از یاران مخصوص اند هر قدر که رعایت احوال ایشان خواهند فرمود
موجب امتنان فقیر است امرکم اعلی و شانکم ارفع مکتوب پنجاه و پنجم به ممریز خان
افغان در نکوهش رجوع از فقر بغنا الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی اخوی
میان ممریز خان از تنگناهاے فقر گریخته التجا باغنیا آوردند و تلذذات و تنعمات
آن در ساختند انا لله و انا الیه راجعون نیک نفهمیده اند اگر بسیار ترقی در دنیا
در صحبت اغنیا می کنند هزارے میگردند و مانسنگه پنجهزارے یا هفت هزارے
بود از و بالا نمیگذرند اگر فرضاً بمنصب مانسنگے برسید فکر کنید چه کرده باشید و کدام بزرگے
حاصل نموده بلقمهٔ نانے در فقر هم میرسید الحال نان چرب تر از ان میخورید با آنهم
میگذشت و باین هم خواهد گذشت اما تصور کنید که کدام امرا از دست شما میرفت
و تا هستید میر و مفلس تر میگردید الراضی بالضرر لا یستحق الشفقة یعنی کسیکه بضرر خود
راضی است مستحق شفقت نیست چون مبتلا شده اید سعی کنید که طریق استقامت
و التزام شریعت از دست شما نرود و در شغل باطن هم فتور نیفتد هر چند آنرا با دنیا جمع ساختن
مشکل است که جمع ضدین است اینقدر هست که درین وضع که اختیار کرده اند و آن
خدمت و تردد دارند اگر تصحیح نیت کرده شود داخل عزلت است و عمل نیک است اما تصحیح
نیت مشکل است امروز این خدمت است کفی الجملة نیک فردا شاید خدمتی فرمایند که عین وبال
باشد و بالجمله کار مشکل است هشیار باشند خبر شرط است والسلام مکتوب پنجاه و ششم بجناب
پیرزاده حضرت ایشان خواجه محمد عبدالله و بخواجه جمال الدین حسین ولد خواجه حسام الدین احمد

وارد است جاہلے بود کہ انکار فنای اینہا نماید ایمانے بقرآن نداشتہ باشد و بہ موہات فلسفی
مفتون بود بالجملہ اثبات عدم لاحق در ممکنات در رنگ اثبات عدم سابق آنہا از
ضروریات دین است و ایمان بآن لازم و آنچہ بعضے از علما گفتہ کہ ہفت چیز را کہ عرش و
کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و روح باشند فنا نخواہند شد و باقے خواہند ماند بآن
معنے ست کہ اینہا قبول فنائی نکنند و قابلیت زوال ندارند حاشا و کلا بلکہ قادر مختار جل شانہ
ہر کرا خواہد بعد از وجود فانی سازد و ہر کرا خواہد باقی دارد و از جہت حکم و مصالح یفعل اللہ
ما یشاء و یحکم ما یرید از بیان لائح گشت کہ عالم بجمیع اجزاے خود مستند بواجب ست
تعالی و در وجود و بقا با و سبحانہ محتاج چہ بقا عبارت از استقرار نفس ہمان وجودست در زمان
ثانی و ثالث الا ما شاء اللہ تعالی امر زائد نیست بر آن وجود کہ مسمے ببقا باشد پس نفس وجود
و استقرار وجود ہر دو بارادۂ او تعالے مفوض باشند عقل فعال چہ بود کہ سرانجام اشیا نماید
و حوادث باو مستند باشند در نفس وجود و ثبوت او ہزاران سخن است چہ تحقق و حصول
او مبنی بر مقدمات زراندودۂ فلسفیہ است کہ باصول فقہ جمیع اسلامیہ ناتمام و نافرجام
اند ابلہے بود کہ اشیا را از قادر مختار جل شانہ باز داشتہ باینچنین امر موہوم مستند سازد بلکہ
اشیا را ہزاران ننگ و عارست کہ بنجوت فلسفے مستند باشند بلکہ اشیا بعدم خود راضے
و خورسند باشند ہرگز میل وجود ننمایند از آنکہ استناد وجود شان بمجہول سفلی نمودہ آید و از
سعادت انتساب بقدرت قادر مختار جل سلطانہ ممتنع گردند کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون
الا کذبا مکتوب پنجاہ و ششم بخواجہ صلاح الدین احراری در آنکہ خلق و نمود وجود ممکنات در مرتبۂ
وہم است کہ اتفاق یافتہ است کان اللہ و لم یکن معہ شئی و چون خواست کہ کمالات مکنونہ خود را
ظاہر سازد ہر اسمے از اسمای الہی جل سلطانہ طلب مظہری از مظاہر فرمود تا کمالات خود را در آن
مظہر جلوہ فرماید و مظہریت وجود و توابع وجود را غیر از عدم قابل نیست چہ مظہر و مرآت شئی مباین
و مقابل شئی ست و مباین و مقابل وجود عدم است فقط پس حضرت حق سبحانہ تعالی
بکمال قدرت خویش در عالم عدم ہر اسمے را از اسما مظہرے از مظاہر تعین فرمود
آنرا در مرتبۂ حس و وہم ہر گاہ کہ خواست و ہر طور کہ خواست خلق فرمود خلق الاشیاء متی شاء

الی عاقبته بالخیر **مکتوب پنجاہ و ہفتم** بمولانا حمید احمدے در بیان حدوث عالم و رد عقل فعال

الحمد للہ رب العالمین والسلام علی سید المرسلین اللہ تعالیٰ بذات اقدس خود موجود است و ہستی او سبحانہ بخودی خود است او تعالیٰ چنانچہ ہست ہمیشہ بودہ است و ہمیشہ خواہد بود عدم سابق و عدم لاحق را بجناب قدس او سبحانہ راہ نیست چہ وجود و وجوب کمینہ خادم آن درگاہ مقدس است و سلب عدم کمینہ کناس آن بارگاہ محترم و ماسوائے او تعالیٰ کہ مسمیٰ بعالم است چہ از عناصر و چہ از افلاک و چہ از عقول و چہ از نفوس و چہ از بسائط و چہ از مرکبات ہمہ بایجاد او جل سلطانہ موجود گشتہ است و از عدم بوجود آمدہ قدم ذاتی و زمانی بجناب قدس او ثابت است و بس و حدوث ذاتی و زمانی غیر او را سبحانہ کائن چنانچہ زمین را در دو روز خلق فرمودہ است سموات و کواکب را بعد از خلق زمین در دو روز از عدم بوجود آوردہ است کریمہ خلق الارض فی یومین کریمہ فقضٰہن سبع سموات فی یومین مصداق این سخن است سفیہی باشد بلکہ منکر نص قرآنی بود کہ بقدم بعض ماسوائے لب کشاید و بقدم افلاک و کواکب حکم کند و بسائط عناصر را قدیم داند و عقول و نفوس را ازلی و قدیم تصور نماید اجماع اہل ملت بر حدوث ماسوائے حق جل و علا منعقد گشتہ است و باتفاق حکم بوجود ماسوائے بعد از عدم سابق نمودہ اند چنانچہ امام حجۃ الاسلام در رسالہ المنقذ عن الضلال تصریح باین معنے نمودہ است و جماعت کہ بقدم بعضے از اجزای عالم قائل گشتہ اند از این راہ تکفیر آنہا فرمودہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پس حکم بقدم شئ از اشیاء ممکن خروج از ملت است و دخول در فلسفہ و چنانچہ ماسوائے حق را جل سلطانہ عدم سابق کائن است عدم لاحق نیز دامنگیر اوست کواکب از سموات فرو خواہند ریخت و آسمانہا پارہ پارہ خواہند گشت و زمین و جبال نیز ریزہ ریزہ خواہند شد و بعدم خواہند پیوست چنانچہ نص قرآنی بدان ناطق است و اجماع جمیع فرق اسلامیہ بر آن منعقد حضرت سبحانہ تعالیٰ در کلام مجید فرمودہ است فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ و حملت الارض و الجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ و انشقت السماء فہی یومئذ واہیۃ و فرمودہ اذا الشمس کورت و اذا النجوم انکدرت و اذا الجبال سیرت و فرمودہ اذا السماء انفطرت و اذا الکواکب انتثرت و فرمودہ اذا السماء انشقت و فرمودہ کل شئ ہالک الا وجہہ لہ الحکم و الیہ ترجعون و امثال اینہا در قرآن مجید آیتہای بسیار

که صور علمیه متکثره که حقائق ممکنات اند و تعبیر از آنها باعیان ثابته کرده است و در مرآت ظاهر وجود تعالی که جز او
در خارج موجودی نیست منعکس گشته در خارج نمودی پیدا کرده اند می نمایند و در خارج اند و فی الحقیقة غیر از یک ذات
تعالی در خارج موجودی نیست میفرماید که هر یک از صور علمیه را در وقتی از اوقات بظاهر وجود که کالمرآت
است مرآن صور را نسبت مجهول الکیفیة پیدا میشود که سبب نمایندگی آنها در خارج میگردد که این نسبت
مجهول الکیفیة معلوم احدی نیست حتی که انبیا را نیز ازین سر اطلاع نداده اند علیهم الصلوات والتسلیمات
و اظهار این صور را در خارج که بعد از حصول آن نسبت مجهول الکیفیة است خلق گفته است و ایجاد
اشیا دانسته و باین تحقیق سابق که این فقیر بآن مهتدی گشته است اشیا را چنانچه در خارج وجودی نیست
نمودی هم ایشان را آنجا نه خارج برهان بیرنگی خود است نه وجودی است غیر را در وی نه نمودی نه شانے
اگر نمود است او را در مرتبهٔ وهم است و اگر ثبوت است بصنع خداوندی جل شانه هم در مرتبهٔ وهم است
بالجمله نمود و ثبوت او در یک مرتبه است نه آنکه نمود او در جائی است و ثبوت در جاے دیگر مثلاً دائره موهومه
که ناشی از نقطهٔ جواله است چنانچه ثبوت آن در مرتبهٔ وهم ست نه در خارج و نمود هم در ان مرتبه است
زیرا که در خارج از وی نشانی نیست تا نمود دار گردد غایت ما فی الباب نمود وهمی را نمود خارجے
می انگارند در رنگ آنکه صور مثالیه را در عالم مثال در یقظه بحس باطن مے بینند و خیال کنند که آن صور
در عالم شهادت و حس ظاهری می بینند و بتقصیر اشتباه بسیار واقع میشود که یکی را بدیگر شبیه مییابند
و حکم یکے بر دیگرے میکنند پس در ما نحن فیه آن دائرهٔ موهومه که در خیال مرتسم گشته است بچشم خیال در مرتبهٔ
که مرتسم است می بینند نه اینچنین است زیرا که آنرا در خارج که محل نقطهٔ جواله است نامی و نشانے
نیست تا دیده شود و صورت شخص که در آئینه منعکس گشته است هم برین منوال است که صورت را در خارج
نه ثبوت است و نه نمود بلکه ثبوت و نمود وے هر دو در مرتبهٔ خیال است والله سبحانه اعلم پس آنرا که شیخ قدس سره
خارج دانسته است اشیا را در ان بطریق انعکاس نمودی اثبات کرده آن خارج نیست مرتبهٔ وهم است
که بصنع خداوندی جل شانه تقرر و ثبات پیدا کرده است و خارج متوهم می شود خارج وراے اوست
که از شهود و احساس ما برتر است آنچه مشهود و محسوس و معقول و متخیل ما ست همه داخل دائرهٔ وهم است
موجود خارجی جل سلطانه ماوراے افهام ما است هر آئینه اینجا چه گنجایش دارد و کدام صورت بود که
در ان حضرت سبحانه منعکس گردد و مرایا و صور همه در مراتب ظلال است که بدائرهٔ وهم و حس تعلق دارد

ومعاملہ ابدے بآن مربوط ساخت باید دانست کہ منافی عدم خارجی است نہ ثبوتی کہ
در مرتبہ حس ووہم پیدا کند کہ بآن بوی بوی منافات ندارد در ثبوت عالم از مرتبۂ وہم و
حس است نہ در مرتبۂ خارج تا منافی او بود پس رواست کہ عدم در مرتبۂ حس ووہم ثبوت پیدا کند
و بصنع خداوندی جل سلطانہ اتقانی درسوخے آنجا اورا حاصل شود در آن مرتبۂ طریق انعکاس
و ظلیت حی و عالم و قادر و مرید و بینا و شنوا و گویا بود و در مرتبۂ خارج ہیچ نامی و نشانی از وی
نباشد و در خارج غیر از ذات و صفات واجبی جل سلطانہ ہیچ چیز ثابت و موجود نبود و باین معنے
توان گفت الآن کما کان مثال آن نقطہ جوالہ و دائرہ موہوم است کہ موجود ہمان نقطہ است
و بس و دائرہ در خارج معدوم است و نامے و نشانی در خارج ندارد مع ذلک آن دائرہ در
مرتبۂ حس ووہم ثبوتی پیدا کردہ است و دران مرتبۂ بطریق ظلیت و انارۃ و اشراق اورا حاصل
ازین تحقیق استغنای حاصل میگردد و از ان مقدمات مبسوط کہ حضرت شیخ محی الدین و تابعان
او در تکوین عالم فرمودہ اند و بیان تنزلات نمودہ و تعینات علمی و خارجی ساختہ و حقائق
و اعیان ثابتہ را در مرتبہ علم واجبی جلسلطانہ ثابت کردہ و عکوس آنہارا در خارج کہ ظاہر
وجود است مقرر داشتہ و آثار آنہارا خارجے نامیدہ کما لایخفی علی المنصف الناظر فی
کلامہم المطلع علی اصطلاحہم و باین تحقیق معلوم گشت کہ ہیچ چیز غیر از حق جل و علا در خارج موجود نیست چہ اعیان
و چہ آثار اعیان بلکہ ثبوت اینہا در مرتبۂ حس و وہم است و ہیچ محظور لازم نیست و چہ این
نہ موہومی است کہ باختراع وہم ثبوتی پیدا کردہ است کہ بارتفاع وہم مرتفع گردد بلکہ ثبوت آن
بصنع خداوندی جلشانہ در مرتبۂ وہم است و ثبات و تقرر و اتقان و استحکام درین مرتبہ
دارد صنع اللہ الذی اتقن کل شئے ازین بیان واضح گشت کہ حقائق ممکنات عدمات
اند کہ در غایۂ علم واجبی تمیز و تعین پیدا کردہ اند و بصنع خداوندے جل سلطانہ مرۃ ثانیہ در مرتبہ
حس و وہم ثابت گشتہ بعضے از آنہا مرایاے اسمای الٰہی جلشانہ شدہ و درین مرتبہ بحکم ظلیت
و انعکاس حی و عالم و قادر و مرید و بینا و شنود و گویا گشتہ و تحقیق شیخ و متابعان او حقائق ممکنات صور علمیہ
اسماء الٰہی است کہ یکی از تنزلات خمسہ حضرت وجود است بالجملہ نزد فہم این فقیر حقائق ممکنات عدمات اند
و نزد حضرت شیخ وجودات تنزلہ و حضرت شیخ نمود از کثرت را در خارج اثبات کردہ است و گفتہ

بعد از ان از وصدور و اشکال پیدا آرند و باید دانست که مراد از عدم اینجا عدم خارجی است که مقابل وجود خارجی است
پس منافی اتحاد او که در مرتبهٔ وہم واقع شود نبود و ثبوت وہمی بوی جنگ ندارد با آنکه گوییم منافی عدم وجود
است که نقیض اوست و عدم موجود نگردد اما اگر عدم موجود گردد ہیچ محظور لازم نیاید چنانچه در وجود
گفته اند که از معقولات ثانیه است که در خارج معدوم است ازین تحقیق معلوم گشت که حقائق اشیا اعدام
اند که کمالات مرتبهٔ وجود تعالت و تقدست در آنها منعکس گشته است و آنها بایجاد خداوندی جل سلطانه
تحقق و ثبوت وہمی پیدا کرده اند و در مرتبهٔ حس و وہم استقرار و استمرار حاصل نموده گویا ذوات
اشیا آن اعدام اند و انعکاس کمالات در آنها در رنگ دست و پای اعدام اند و قوی و
جوارح آنها بعد از تمهید این مقدمات سخنی چند از مقصد اصلی که بولایت خاصه تعلق دارد مذکور
میسازد و بگوش ہوش باید شنید بدان ارشدک الله تعالی و ہداک سواء الطریق که حقیقت انسان
و ذات آن عدم است که حقیقت نفس ناطقه است و در ابتدا التعبیر ازان نفس بنفس اماره مینمایند و ہر
فردی از انسان بلفظ انا اشاره باو میکند پس ذات انسان نفس اماره باشد و سائر لطائف
انسان در رنگ قوی و جوارح باشند مر او را و چون عدم فی ذاته شر محض بوی از خیریت
ندارد و نفس نیز شر محض بود و بوی از خیریت در وی نباشد از شرارت و جهل وست که کمالات
منعکسه را که در وی بطریق ظلیت ظهور نموده اند از خود میداند و قیام آنها را که باصل شان
ثابت است بنفس خود نسبت میکند و خود را بآن کمالات کامل و خیر میداند و ازین راه دعوی سری
پیدا میکند و بخدای خود جل سلطانه در کمالات خود را شریک میسازد و حول و قوت از خود تصور
مینماید و متصرف خود را می انگارد و میخواهد که ہمه تابع او باشند و خود تابع نبود و خود را از ہمه
دوست تر میدارد و دیگر برای خود دوست میدارد و نه برای ایشان و ازین تخیلات
فاسده عداوت ذاتی بمولای خود جل سلطانه پیدا می کند و باحکام منزله او تعالی نمی گردد
و متابعت ہوا ہای نماید و در حدیث قدسی آمده است عاد نفسک فانها انتصبت بمعاداتی
و حضرت حق سبحانه و تعالی از کمال رأفت و رحمت خود انبیا را مبعوث ساخته علیہم الصلوات
والتسلیمات که رحمت عالم اند تا دعوت بحق فرمایند جل سلطانه و تخریب کارخانهٔ دشمن
نمایند و او را بخالق و مولای او دلالت کنند و ازین جهل و خبث برآرند و بنقص و شرارت

ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا **مکتوب پنجاه و نهم** بخواجه شرف الدین حسین
در ارجاع حوادث یومیه بارادهٔ او تعالی وتلذذ بران حق سبحانه تعالی بر جادهٔ شریعت مصطفویه علی
صاحبها الصلوة والسلام والتحیة استقامت بخشیده بکلیت گرفتار جناب قدس خود گرداناد
فرزند عزیز باتمیز حوادث یومیه چون بارادهٔ واجب الوجود جلسلطانه کائن است وبفعل
او تعالے ثابت ارادهٔ خود را تابع ارادهٔ او تعالی ساخته آن حوادث را مرادات خود باید داشت
وبآن ملتذ باید بود واگر بدگیست این نسبت باید پیدا کرد والا پا از بندگی کشیدنیست وبمولاے خود
جل شانه معارضه نمودن در حدیث قدسی آمده است من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی
فلیطلب ربا سوائی ویخرج من تحت سمائی آرے مردم فقرا ومساکین وجماعهٔ زیردستان
برعایت وحمایت شما آسوده ومرفه الاحوال بوده اند وچون ایشان هم صاحبے دارند کافی
است نیکنامی شما باقی مانده است حضرت حق سبحانه وتعالے جزاے عاجل وآجل کرامت
فرماید والسلام **مکتوب شصتم** به پیرزادهٔ ایشان خواجه محمد عبدالصمد در بیان عدمیت
ذات انسان وبیان آنکه ذات انسان نفس ناطقه اوست با ذکر فناے نفس وقلب وزوال علم
حصولی هو الحق المبین سبحانه من لا یتغیر بذاته ولا بصفاته ولا فی اسمائه بحدوث الاکوان زیراکه در حدوث اکوان
هر تغیرے وتلونے که رفته است در مراتب عدم است ودر حضرت وجود تعالی وتقدس هیچ تنزلے
وتبدلے چه درخارج وچه در علم راه نیافته بیانش آنست که حضرت حق سبحانه وتعالی چون خواست
که کمالات ذاتی وصفاتی واسمائی خود را ظاهر سازد ودر مجالی ومرایاے اشیاء جلوه دهد هر کمالی را
در مراتب عدم نقیض آن کمال که مقابل اوست باضافه از سائر اعدام متمیز است از براے مرتبه
آن کمال تعین فرموده مرآت شئے مقابل شئے است وسبب ظهور آن شئے وبضدها تتبین الاشیاء
تا آن اعدام راکه قابلیت مرآتیت آن کمالات دارند هرگاه خواست در مرتبه حس ووهم ایجاد
فرمود واستقرار واستحکام بخشید وآن همه کمالات را در آنها منعکس ساخت وباین انعکاس
آن اعدام را دران مرتبه حی وعالم وقادر ومرید وسمیع وبصیر ومتکلم گردانید لیکن محسوس گشته است
که اول در عدم تصرفی صفر باید بے آنکه در وے چیزے دیگر سازند وآن را بآن تصرف ملائم ونرم
می سازند وبعد ازان آنجا ظهور کمال مینمایند در رنگ آنکه اول موم را نرم وملائم سازند

بصرف ذات تعالی و تقدس می افتد و جمیع نسب و اعتبارات ساقط میگردد و دران موطن عروج
متعسر میشود و بی علاقه و تعلق بر آمدن دشوار مینماید در ینوقت گاه باشد که بحکم النظرة الاولی لک
نگاه اول که بظاهر جمیله تعلق کند درینمقام مدد نماید و بسرعت بالا برد و از مجاز که قنطره حقیقت
گفته اند بحقیقت رساند اما در ینوقت محافظت از نظره ثانیه که النظرة الثانیة علیک فرموده اند
لازم است که مضر و سم قاتل است امداد و اعانت انجا خود چه متصور بود ما جعل الله سبحانه
فی الحرام شفاء محسوس گشته است که اگر بطبع خام نظر ثانی واقع شده است خالی افتاده است
و در رنگ سائر سنگ و کلوخ یافته و جمعی که نظرهای ثانی و ثالث و رابع را که بظاهر جمیله تعلق کند
مفید دانسته اند و از اسباب عروج بحقیقت انگاشته از ارباب استدراج اند و حقیقت آنکه آن
عروج مینماید از عالم مجاز است کریمه قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم در رد اینجماعه
کافیست و گاه بود که درین وقت ظلمات جوار نافع آید و کفر و فسق همسایها امداد کند هر چند این ظلمت
بیش بود امداد زیاده نماید نه باینمعنی گفته اند که فیوض وارده بر جماعه که غرق ظلمت غفلت باشند
از ناقابلی آن فیوض بآنها نمیرسد بلکه متوجه بشخصی میشود که با حضور در جوار ایشان بود و شخص
بفیوض دیگران ترقیات مینماید که نه اینچنین است زیرا که بواسطه علو درجه آن عارف
توان گفت که آن فیوض دارد بحوالی او نرسد چه جای آنکه امداد عروج او نماید کارخانه این
بزرگواران بلندست مرعلی و فیضی آنجا نافع نیست بلکه اینجا سریست دقیق که بر ارباب آن حال
منکشف است اینقدر روا مینماید که ظلمت هم از برای کمال ظهور نور در کار است و بضدها تتبین
الاشیاء شنیده باشند و چون ارتکاب ظلمت ممنوع است از کمال کرم ظلمت جوار را هم نائب مناب
داشته اند و در ظهور نور که نور الانوار است نافع ساخته اگر گویند که طاعات و عبادات را
خصوصاً ادای فرائض را دران موطن چرا انفع نبود و چرا امداد عروج نماید گوییم که چرا نافع نیست چون
امداد عروج نمی نمایند لیکن نفع و امداد معتدبه که سابقاً متحقق میگشت در ینوقت حاصل
نیست و در رنگ اصحاب خارجی که بالا مذکور شد و امثال انها نافع نه والله سبحانه اعلم
بحقیقة الحال سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب شصت و دوم بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد معصوم مدظله العالی در نفی فنای

او اطلاع دهند هر که سعادت ازلی داشت دعوت این بزرگواران اجابت نمود و از جهل خبیث خود باز گشت و منقاد احکام منزله شد باید دانست که طریق تزکیهٔ نفس بر دو نوع است طریقی است که بریاضات و مجاهدات تعلق دارد و آن طریق انابت است که بمریدان مخصوص است و طریق دیگر طریق جذب و محبت است که راه اجتباست و بمرادان تعلق دارد و شتان ما بین الطریقین طریق اول رفتن است بجانب مطلوب و طریق ثانی بردن است بمقصود و از رفتن تا بردن تفاوت بسیار ست و چون بسابقهٔ کرم صاحبدولتی را خواهند که براه اجتبا برند او را جذب و محبت بجناب قدس عطا فرمایند و کشان کشان می برند درین میان سعادتمندی بود که او را بجد فنا رسانند و از دید و دانش ماسوی رهانند و از آفاق و انفس بگذرانند نسیان آفاق وابسته بفنای قلب است و فنای انفس موقوف بر فنای نفس امّاره در اول زوال علم حصولیست و در ثانی زوال علم حضوری و زوال علم حضوری متصور نبود تا زوال نفس حاضر متحقق نشود چه تا زمانیکه حاضر برپا است علم حضوری برجاست زیرا که علم حضوری عبارت از نفس حاضر است نه امر زائد بران پس زوال شهودی که در فنای انفس است عبارت از زوال وجودی آن بود بخلاف زوال شهودی که در فنای قلب اعتبار کرده میشود که مستلزم زوال وجود قلب نیست که شهود آنجا زائد بر شاهد حاضر است فنای احدی مستلزم فنای دیگر نیست **تنبیه** ساده لوحی خیال نکند که زوال نفس حاضر در مقام بقا بالله که ارباب توحید وجود را میسر میشود هم حاصل است چه حاضر دران موطن حق است سبحانه نه نفس سالک که فنا یافته است گوییم که حاضر دران مقام نفس سالک است که آنرا بعنوان حقیقت و انیت از حضرت حق تعالی و تقدس که ازین تعین و ازین حضور منزه و مبرّا است از ان قبیل است که گفته اند ع بخواب اندر اگر موشی شتر شد اینجا زوال علم بنفس حاضر است که از قسم علم حصولی ست نه زوال نفس حاضر که مستلزم زوال علم حضوری گردد و زوال نفس حاضر عبارت از زوال عین و اثر اوست نه زوال علم بنفس حاضر شتان ما بینهما

مکتوب شصت و یکم بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد سعید مدظله در آنکه عارف را گاه رویت بعض مظاهر عروجی گردد و غیره ذلک و چون معامله عارف

قرب و اتصال درمیان واجب تعالی و ممکن از قبیل قرب موجود بموهوم بود و هیچ محظوری ازین قرب و معیت بجناب قدس او تعالی عائد نشود و اشیای خسیسه که در آئینه منعکس شود و آئینه را قرب و احاطه بآنها حاصل گردد هیچ نقصے بآئینه راه نمی یابد هیچ خستے در وی سرایت نمیکند چه در مرتبه که آئینه است این اشیاء خسیسه متوهمه را دران مرتبه نامی و نشانی نیست تا صفات اینها در وی تاثیر نماید غایت ما فی الباب حضرت حق سبحانه و تعالی چون عالم را در مرتبه حس و وهم خلق فرموده است و میخواهد که این مرتبه را اثبات و استقامت بدهد احکام و آثاری که بر موجود مترتب است برین موهوم جاری ساخته است و آثار موجود را بر موهوم مترتب کرده لهذا قرب و احاطه موهومه را در رنگ قرب و احاطه موجوده اثبات فرموده و از احکام صادقه ساخته نمی بینی که رویت صورت جمیله در خارج چنانچه مستلزم التذاذ و گرفتاری است همچنین تا الصورت که در آئینه منعکس شود و ثبوت وهمی انجا پیدا کند نیز موجب التذاذ و گرفتاری است بآنکه صورت اولی موجود است و ثانیه موهوم و در حصول اثمر هر دو شرکت دارند و چون بکرم خداوندی جل سلطانه موهوم را با موجود در ترتب احکام شرکتے پیدا شده و اثرها در موهوم در رنگ موجود مترتب گشت امیدوار است که موهوم تا مراد او را از موجود پیدا آمد و بشارتها از دولت قرب و اتصال موجود او را حاصل شده

هنیا لارباب النعیم نعیمهم + وللعاشق المسکین ما یتجرع

ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم باید دانست که قرب و اتصال بغیر این معنے که ذکر یافته بهر معنے که تصور کنند و متعقل سازند بی شائبه تشبیه و تجسیم نخواهد بود مگر آنکه ایمان آرند و اشتغال بکیفیت ننمایند و مفوض بعلم حق دارند جل سلطانه و چون این الفاظ را نوعے از بیان لاحق گشت اگر از متشابهات برآورده داخل مجمل یا مشکل ساخته شود گنجایش دارد والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال

مکتوب شصت و چهارم

بحضرت مخدومزادهاے کبار جامع الاسرار و العلوم خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم سلمهما الله تعالی سبحانه و ابقاهما در فنای اتم که مربوط بزوال عین و اثر است با تحقیق وجود واجب سبحانه و بیان زوال عدم از ممکن و بقاے ثبوت و عروجات آن فنای اتم وقتے متحقق شود که زوال عین و اثر از فانے حاصل گردد و نامی و نشانی از وے نماند

سوال حقیقت ممکنات چون اعدام باشند که باضافت امتیاز یافته مجالے اسماء و صفات واجبی جل سلطانه گشته اند چنانچه در مکاتیب تحقیق این معنی نموده ایم لازم می آید

وجودی از انسان بنا بر عدم ذاتی او حقیقت و ذات انسان نفس ناطقه است که مشار الیه انسان است بلفظ انا
و حقیقت نفس ناطقه عدم است که بواسطهٔ انعکاس وجود صفات وجودیه خود را موجود هم نموده است و حی
و عالم و قادر باستقلال دانسته و این صفات کمال را از حیاة و علم و غیرهما از خود تصور نموده
و بجود قائم انگاشته و باین توهم خود را کامل و خیر یقین کرده شرارت و نقص ذاتی خود را
که ناشی از عدم است که شر محض است فراموش ساخته و چون عنایت خداوندی جل سلطانه در حق
او در رسد و از جهل مرکب و تصدیق کاذب او را وارهانند و اند که این کمالات از جای دیگر
است و این صفات کامله نه از وست و نه قائم باو و داند که حقیقت و ذات او عدم است
که شر محض است و نقص خالص و این دید اگر بکرم او تعالی غالب آمد و در رست کمالات را بصاحب
آنها برد و ادای این امانت بالکل باهل آن نموده خود را عدم محض یافت و بوی از خیریت در خود
ندید این زمان نه نامی از وی ماند و نه نشانی نه عینی ماند و نه اثری چه عدم لاشئ محض است
در مرتبه از مراتب ثبوت ندارد و اگر فرضاً در مرتبه از مراتب او را ثبوت متحقق بود جمیع کمالات
از وی مسلوب نشود چه ثبوت عین کمال است بلکه ام کمالات از این تحقیق لازم آمد که این فنا اتم
و اکمل است از زوال وجودی فانی هیچ در کار نیست چه وجودی او را هرگز نبوده است
تا زوال متصور شود عدمی بود که بتوهم وجود خود را برپا میداشت و چون این توهم زائل گشت
و بزوال شهودی متحقق شد عدم صرف ماند که هالک و لاشئ است پس از زوال شهودی چاره نبود
و زوال وجودی هیچ در کار نباشد والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال

مکتوب شصت و سوم

بمیر منصور در کشف سر احاطه و قرب معیت او تعالی در راجع داشتن این سر عظیم بمجمل مشکل کتاب کریم
و قرب و معیت و احاطه و سریان و وصل و اتصال و توحید و اتحاد و امثال آنها دران حضرت
جل سلطانه از قبیل متشابهات و شطحیات است آن قرب و معیت و آن وصل و اتصال که در فهم ما
درآید متوهم ما شود جناب قدس خداوندی جلشانه ازان مدرک و معلوم منزه و مبرا است لیکن در آخر کار
این قدر معلوم ساخته اند که این قرب و غیره شبیه بآن قرب و اتصال است که در میان آئینه و در میان صورتے
که دران آئینه متوهم است حاصل است که از عالم قرب و اتصال موجود و بموهوم است و چون
حضرت حق سبحانه و تعالے موجود حقیقے است و عالم در مرتبهٔ حس و وهم مخلوق گشته است ناچار

و تحقق نصیب او نمیباشد که عدم تعین و اثر وی منتفی گشته است لیکن این آن وجود ثبوتیست که ممکن را در مرتبهٔ وہم و حس ثابت گردانیده است و آثار را بروی مترتب ساخته و مرآت کمالات مرتبهٔ حضرت وجوب تعالی و تقدس بعد از زوال عدم گشته در رنگ عدم زائل ذات و حقیقت ممکن شده و این ثبوت پیش از زوال عدم از صفات عدم بوده است که آنرا در مرتبهٔ حس و وہم ثابت گردانیده والحال همان ثبوت بعد از زوال عدم نائب مناب او گشته ذات ممکن آمده و صفات را بخود منتسب داشته و کارخانهٔ عدم بوی برپا مانده و این کارخانه که به نیابت عدم بوده است تا ابد ہی برپا است که نقیض آن ثبوت برجا است و امکان را بقاست و چون معامله از نقیض ثبوت بالا رود وجود را تقابل نماند بلکه عدم را مجال تقابل او نبود و امکان را اصلا گنجایش نباشد در ینوقت کاروبار دیگر است و ساز و غمگسار دیگر سر او ادنی اینجا باید جست تا هر جا که ثبوت امکان و مجال عدم است اگرچه بتناقضت باشد داخل قاب قوسین است و چون امکان و عدم بکلیت رخت خود بربستند و کوس رحلت زدند کمالات او ادنی در پیش است نه بآنمعنے که درینوقت ممکن ذات واجب گردد تعالی بلکه قیام او بذات بحت تعالی ثابت میگردد و قیام که بظلی از ظلال ذات بوده تعالے زائل میشود ع

کسے کو در خدا گم شد خدا نیست ؛ قیام این عارف بذات واجب الوجود تعالے در رنگ قیام صفات اوست تعالی بذات او سبحانه بلکه قیام او بمرتبه است که آنجا از صفات ہیچ ملحوظ نیست ہرچند صفات را از ذات تعالی انفکاکی نیست لیکن قیام صفات ازلی و ابدی است و قدم دارد و قیام او ازلی نیست و بداغ حدوث متسم اما صفات را نقائض ہست که اعدام باشند مثلاً عدم علم و عدم قدرت و معامله این عارف از نقاضت اعدام بالا رفته است چنانچه تحقیق یافته پوشیده نماند که معامله چون از نقاضت عدم بالا رود وجوب متحقق گردد و ممکن واجب شود و آن محالست گویم واجب وقتے گردد که وجود خارجی پیدا کند و ممکن را جز در مرتبهٔ وہم و حس ثبوتی نیست وجوب وجود از کجا متصور شود و

ازین بیان فرق دیگر در میان قیام صفات و قیام عارف پیدا شد که قیام صفات باعتبار وجود خارجی است و قیام عارف باعتبار وجود وہمی اگر ثبات و تقرر دارد مبدا انا است باید دانست که بقاے انا از عارف تا بقای عدم است که حقیقت اوست و چون عدم زائل گشت انا را مورد ی نماند که بران اطلاق نموده آید معاملات ثبوت بعد از زوال عدم اگرچه طویل الذیل است و ثبوت ہرچند

که بر تقدیر زوال حصول این فنا نامی و نشانی از عدم که حقیقت اوست در ممکن باقی نماند و جز وجود صرف
در وے هیچ نبود زیرا که یکے از دو نقیض مستلزم حصول نقیض دیگر است تا ارتفاع نقیضین لازم نیاید
و وجود نزد صوفیه عین واجب است تعالی یا از اخص صفات اوست سبحانه و بر هر تقدیر قلب حقیقت
لازم است و آن مستلزم اتحاد و زندقه است **جواب** نقیض عدم نه آن وجود ست که عین واجب
است تعالی یا از اخص صفات ذاتیه سبحانه بلکه نقیض عدم ظلی است از ظلال آن وجود و عکسی ست
از عکوس آن بالجمله هر وجودیکه عدم در طرف او واقع از مظان امکانست و احتیاج بر رفع عدم که نقیض
اوست وارد صفات واجبی جل شانه اگرچه از دائره امکان خارجند اما چون احتیاج بذات واجبی دارند
تعالی و اعدام متقابله هر کدام را ثابت است از شوب امکان بیرون نیستند و همیشه احتیاج بذات تعالی
دامنگیر شان ست اگرچه قدیم اند از ذات واجب تعالی منفک نه نفس احتیاج دلیل امکان است
اگر احتیاج بغیر ست نقص کامل دارد و و داخل دائره امکان ست و اگر احتیاج بغیر نیست بوی
از امکان دارد اگرچه داخل دائره امکان نبود چنانچه صفات واجبی تعالی که کمال اینها دون کمال
ذات ست تعالی و تقدس پس وجوب مطلق مر ذات را تعالی و تقدس متحقق شود که از مظنه
نقص و شائبه قصور منزه و مبرا است و صفات واجبی تعالی هر چند قدم در دائره وجوب دارند اما چون محتاج
بذات اند وجوب شان دون وجوب ذات ست تعالی چنانچه وجود شان دون وجود ذات ست تعالی چه وجود شان
را از عدم تقاضت دارد که عدم علم و عدم قدرت باشد مثلا وجود ذات را تعالی و تقدس هیچ عدمے مقابل
نیست و هیچ نقیضے متصور نه اگر وجود واجب را تعالی عدمی از اعدام نقیض باشد محتاج بود برفع
آن نقیض و احتیاج از سمات نقص است که مناسب حال امکان است تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا پوشیده
نماند که در صفات واجبی جل سلطانه از اطلاق لفظ امکان تحاشی باید نمود که موهم حدوث ست و صفات
الله قدیم اند هر چند صفات واجبی واجب اند ذاتها نیستند اما نظر بذات واجب جل شانه واجب اند
که از ذات منفک نیستند و حاصل این معنی هر چند منجر بامکانست اما از توهم حدوث خالیست و عدم
حصول نقیض که عدم باشد مر وجود واجب را تعالی کشفی است و شهودی اگرچه بصورت استدلال
نموده آید در رنگ آنکه بر بدیهی منبهی بصورت استدلال آرند بر سر اصل سخن آئیم و در جواب سوال
گوئیم که بعد از زوال عدم از ممکن بر تقدیر فنا غیر از وجود چیزی دیگر در وے نمی ماند و بجز ثبوت

که مستلزم نقص و قصور است آورده میشود آن الفاظ را از ظاهر مصروف باید داشت و جناب قدس خداوندی را
جل سلطانه از جمیع صفات نقص و سمات قصور منزه و مبرا باید دانست و اطلاق بعضے الفاظ که در شرع
بآنحضرت جلشانه وارد نشده است بتقلید مشائخ عظام بطریق تجوز نموده می آید مثل مرآتیت و غیرها از ان
ترسان و لرزان است ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا اگر گویند از لفظ تجلی و ظهور ظلی و امثال آنها
که در عبارت تو واقع میشود لازم می آید تنزل وجود در مراتب ظهورات چنانچه مشائخ دیگر گفته اند
و حال آنکه تو انکار تنزل وجود مے نمائی وجه آن چیست گوئیم که تنزل بر تقدیری لازم مے آید
که مظهر را عین ظاهر میگوئیم چنانچه دیگران گفته اند اما اگر عین نگوئیم تنزل چرا باشد و مختار این
فقیر عدم عینیۀ ظاهر است با مظهر والله سبحانه الموفق **مکتوب شصت و پنجم** بمولانا
ظفر احمد رومی بعد از بقاے ذات عارف را هر صفتے از صفات و هر لطیفه از لطائف
بکلیت ذات بر آید عارف کامل تام المعرفة را بعد از بقاے ذات چون صفات و اخلاق
کامله عنایت فرمایند هر صفتے از ان صفات متصف بعنوان کلیت ذات او خواهد بر آمد نه آنکه
بعضے از ذات متصف بصفتے باشد و بعضے دیگر متصف بصفت دیگر مثلاً ذات او تمامه علم
خواهد بود و تمامه بصر و تمامه سمع خواهد بود چنانچه محققان صوفیه در صفات واجبی جلشانه گفته اند
که ذات الله تعالیٰ کله علم و کله قدرة و کله سمع و کله بصر مثلاً ازینجا است که مومنان حق سبحانه را
در بهشت بے جهت خواهند دید که بکلیت خود بصر خواهند بود و چون تمام بصر باشند جهت را
چه گنجایش باشد گفته اند که آنچه عوام مومنان را بعد از اللتیا واللتی در آخرت میسر خواهد شد
اولیا را که خواص مومنان اند در دنیا میسر خواهد بود که نسیه آنها نقد اینها است نسیه آنها را
ازینجا قیاس باید کرد ؏ قیاس کن ز گلستان من بهار مرا + ذلک فضل الله یؤتیه من
یشاء والله ذو الفضل العظیم و همچنین هر لطیفه از لطائف آن عارف درینوقت برنگ کلیت
او مے بر آید تمامه عارف لطیفهٔ روح مے گردد و تمامه لطیفه قلب مے شود و علی هذا القیاس
سائر اللطائف الانسانیة من النفس الناطقة والسر والخفی والاخفی و همبرین منوال است
هر جزوے از اجزاے او و هر عنصرے از عناصر او که حکم کل پیدا مے کند مثلاً عارف
تمامی خود را عنصر خاک می یابد و تمامی عنصر آب تصور مے نماید و چون لطیفهٔ قلب با که حقیقتا

ذات ممکن گشته اما کلمهٔ انا را آنجا مورد نیست گویا وضع لفظ انا از برای حقیقت عدمیه بوده است که از
حقیقت ثبوتیه نفرت داشته بلی جهل و عجز و ظلم در ممکن عدم است و ممکن از عدم ممکن گشته است و کارخانهٔ ممکن از عدم
بیرون شده احتیاجی که در ممکن است از عدم آمده است و حدوثے که دامنگیر امکان است از عدم پیدا گشته
اگر کثرتے در ممکن است هم از راه عدم است و اگر امتیاز است هم از راه وی وجود در حق ممکن مستعار است
و آنهم تخییل و توهم است اگرچه ثبات و استقرار دارد و بداند صفاتے که بذات واجبی جل سلطانه قیام دارند
ذات عز شانه بتمامه برنگ هر یک ازان صفات ظهور میفرمایند نه آنکه چیزی از ذات متصف بصفتے
بود و چیزے دیگر متصف بصفت دیگر چه دران حضرت تبعض و تجزی نیست بسیط حقیقی است بحکمی که
آنجا اثبات نمایند باعتبار کلیت است چنانچه گفته اند ذات الله تعالی کله علم و کله ارادة و کله قدرة و قیاسیکه
عارف فانی را بذات واجبی جل سلطانه بے ملاحظهٔ اسماء و صفات پیدا میشود نیز ازین قبیل است
که بکلیت برنگ آن می برآید و بر عکس مرایاے دیگر تشخص او مراتبه خود را ادا مینماید فهم من فهم

؎ قیامت میکنی سعدی بدین شیرین سخن گفتن ÷ مسلم نیست طوطی را بدورانت شکر خائی ÷

این طور ظهور که مرآت بکلیت برنگ صورت برآید اگر عارف را بعد از فناے اتم ببقای آن ظهور پیدا
شود اکمل تعینات او خواهد بود که وجود موهوب حقانیست که بولادت ثانی او را میسر گشته است
و این تعین با وجود حدوث و امکان چون ناشی از مرتبه جمع است بر تعینات دیگر که نه ازین مرتبه
ناشی اند مزیت و فضل دارد در رنگ مزیت و فضلے که حروف و کلمات قرآنی را است بر حروف
و کلمات دیگر هر چند هر دو بحدوث و امکان متسم اند ابلهے بود که بر ظاهر بینی این تعین را بان تعینات
دیگر برابر بیند و این حروف و کلمات قرآنی را با حروف و کلمات دیگر مساوے داند ازینجا فضل عارف
دریاب و مزیت او بر دیگران مثل مزیت کلام خدا عز و جل بر کلام دیگران قیاس نمائی بیت

هر کس افسانه بخواند افسانه است ÷ و آنکه دیدش نقد خود مردانه است ÷

مجوبان که محمد رسول الله صلی الله
علیه و سلم را بشر گفتند در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتان
که او را علیه الصلوٰة و السلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائر ناس
ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند و از اهل نجات آمدند تنبیه در اداے بعضے از مطالب دقیقه
که بذات و صفات واجبی جل شانه تعلق دارد بواسطهٔ تنگے میدان عبارة الفاظ موهمه صفات ممکن

حق می انکارند بعضی ازینها گفته بیت امروز چون جمال تو بی پرده ظاهر ست ٭ در حیرتم که وعده فردا برای چیست ٭ تعالی الله عما یقولون علوا کبیرا حق را سبحانه این کوته نظران چه گمان برده اند و حسن و جمال او را چه تصور نموده مگر نشنیده اند که اگر فرضا تارے موے حور بهشت که از مخلوقات وی است سبحانه در دنیا افتد از اضاءت و اشراق آن موی هرگز در دنیا شب نیفتد و ظلمت نشود و قصهٔ سوختن کوه طور و پاره پاره شدن آن بیک تجلی حق جل و علا و افتادن و بیهوش گشتن کلیم الله علی نبینا و علیه الصلوة والسلام ازان تجلیها با آن منزلت و قرب بنص قرآنی ثابت شده است و اینان باین بیخبری همه وقت بے پرده حق را بینندگان و بوعده رویت اخروی عجب کنندگان لقد استکبروا فی انفسهم وعتوا عتوا کبیرا علماے اهل سنت و جماعت شکر الله تعالی سعیهم جانها کنده اند و براهین نقلی بر مخالفان اثبات رویت اخروی کرده که غیر از اهل سنت از فرق مخالفه هیچکس چه از ملیین و چه غیر ازملیین برویت حق جل و علا قائل نیست بلکه آنرا محال عقلی مے انکارند و اهل سنت هم آن را بلا کیف گفته اند و مخصوص بآن نشاء داشته و این بوالهوسان درین نشاء فانیه حصول این دولت قاهره را تصور نموده اند و بخواب و خیال خود خورسند گشته ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها

مکتوب شصت و یکم

بمیر منصور در حقیقت کائنات و فرق میان مکشوف حضرت ایشان و صاحب فتوحات ٭ این عرصهٔ کائنات که معاین و مشاهد و منبسط و مسطح و طویل و عریض متخیل میگردد و نزد حضرت شیخ محی الدین بن العربی و تابعان او حضرت وجود ست که جز او در خارج موجودی نیست و آن وجود ذات حق ست سبحانه که آنرا ظاهر وجود نامند که بواسطهٔ انعکاس و تلبیس صور علمیه متکثر شده که آنرا باطن وجود میگویند و معبر باعیان ثابته اند آن وجود که بر وحدت و بساطت خود است متکثر و منبسط و طویل و عریض در تخیل مے در آید میفرمایند که مشاهد و محسوس همه چه عوام و چه خواص دران صفحه در کسوت کونیه و در صور و اشکال متمایزه حضرت حق است سبحانه که عوام را متوهم بعالم میگردد و عالم اصلا از خانهٔ علم بیرون نیامده ست و بوی از وجود خارجی نیافته عکوس آن صور علمیه است

جامع است برنگ کل منصبغ میگردد و تعلقی که او را ببضعهٔ قلبیه بوده زائل میشود و مضغه ازین زبان خالی
میماند و در رنگ جسد بے روح مینماید و چنان تخیل میگردد که درین رفت و آمد گردے ازین راه
بوی نرسیده است و او بر صرافت اصلی خود است در رنگ آنکه در دیگ پخته دانه خام بر صرافت
اصلی بماند نه حرارتی از آتش در وے اثر کند و نه رطوبتی از آب بوی رسد فغایة ما فی الباب بعد
از رفع آن تعلق و بعد از خلو منصبغ برنگ سائر اجزا میگردد و در رنگ اجزای دیگر حکم کل پیدا میکند

مکتوب شصت و ششم بمحمد مقیم قصوری در جواب سوال او از معنی المجاز قنطرة الحقیقة که از خواجه
محمد مقیم پرسیده بود که المجاز قنطرة الحقیقة بچه معنے گفته اند بدانند که مجاز ظل حقیقت است که از ظل باصل
شاه راه کشاده است مگر باین اعتبار گفته اند من عرف نفسه فقد عرف ربه چه معرفت ظل مستلزم معرفت
اصل است زیرا که ظل بر صورت اصل خود کائن است پس سبب انکشاف اصل بود لان صورة
الشیٔ ما ینکشف به ذلک الشیٔ لیکن بدانند که المجاز قنطرة الحقیقة بر تقدیرے است که گرفتاری
بمجاز در میان نیاید و بنظرهٔ ثانیه نکشد نظرهٔ اولی است که قنطرهٔ حقیقت است که مخبر صادق
آنرا النظرة الاولی لک فرموده است علیه و علی آله الصلوات والسلام گویا بلفظ لک اشاره
بحصول این دولت کرده و اگر عیاذاً باللہ سبحانه گرفتاری بمجاز در میان آمد بلکه بنظرهٔ ثانیه
کشید آن مجاز سد راه وصول حقیقت است قنطره چه بود و بتے است که بپرستش خود
میخواهد و دیوی است که از حقیقت میگرداند لهذا مخبر صادق علیه و علی آله الصلوات والسلام
نظرهٔ ثانیه را مضر دانسته النظرة الثانیة علیک فرموده کدام چیز مضرتر ازان بود که از حق
باز دارد و بباطل گرفتار سازد و باید دانست که نظرهٔ اولی وقتی نافع است که باختیار
نبود و اگر باختیار بود حکم نظرهٔ ثانیه دارد کریمه قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم در اثبات
این مطلب کافیست البلهان صوفیهٔ خام معنی این عبارت را نفهمیده و غلط گرفتاریها
بصورت جمیله پیدا کنند و بعشوه و دلال انها فریفته گردند بطمع آنکه آنرا وصول بحقیقت سازند
و معراج حصول مطلوب نمایند کلا این خود سد راه مطلوب است و حاجب حصول مقصود و باطلے
است که در نظر شان مزین گشته است و در غرور حقیقت افتاده جمعی از نیها حسن و جمال این صور را
حسن حق دانسته جل شانه گرفتاری باینها عین گرفتاری بحق می دانند و مشاهده آنها را مشاهده

بالحق والسلام **مکتوب شصت و هشتم** بفقیر محمد هاشم کشمی در تحقیق مرتبهٔ وهم که عالم در آن مرتبه نمود
وجود دارد و ما یناسب ذلک عالم را که موهوم میگوییم نه بآن معنی است که عالم منحوت و مجعول وهم است چگونه منحوت
وهم بود که وهم نیز از جملهٔ عالم است بلکه بآن معنی است که عالم را حضرت حق سبحانه در مرتبهٔ وهم خلق فرموده است
و هر چند وهم در آنوقت بوجود نیامده بود اما در علم احد سبحانه بوده و مرتبهٔ وهم عبارت از نمود بی بود است
که در رنگ دائره که از نقطهٔ جواله در وهم ناشی گشته است که نمودے دارد و بے بود و حکیم مطلق جل سلطانه
عالم را در این مرتبه خلق فرموده و نمود محض را ثبوت و ثبات بخشید و از غلط الحس آورده و از کذب
بصدق کشید و نفس الامر ساخت فاولئک یبدل الله سیاتهم حسنات مرتبهٔ موهوم عجب مرتبه
است که آنرا با موجود هیچ مزاحمتی نیست و هیچ تدافع نه در هیچ جهتی از جهات با وی اثبات نمی نماید
و هیچ حدی و نهایتی او را پیدا نمیکند دائرهٔ موهومه را با نقطهٔ جواله موجوده هیچ جنگی نیست و هیچ جهتی
از جهات این را با او ثابت نه و هیچ نهایتی این نقطه را بحدوث این دائره پیدا نتوان گفت
که نقطه در عین دائره است یا در شمال قدام است یا خلف فوق است یا تحت ثبوت این جهات
مر آن دائره را نسبت بآن اشیا است که در مرتبهٔ او ثبوت دارند اما چیزی که در مرتبهٔ دیگر کائن
است دائره با وی از این جهات هیچ ثابت نه و نیز این نقطه را بحدوث این دائره هیچ حدی و نهایتی
پیدا نشده است و بر صرافت حالت سابق خود است و لله المثل الاعلی ازین بیان و ازین تمثیل
حال عالم با صانع عالم جل شانه دریاب که او را سبحانه بایجاد این عالم حدی و نهایتی حاصل
نشده است و جهتی از جهات کائن نگشته این نسبت آنجا چگونه متصور گردد که در آن مرتبهٔ علیا از اتیان
نامی و نشانی نیست تا تصور نسب نموده آید بیدولتان چند از کوته نظری حصول این نسب
و ثبوت این جهات را در حق صانع عالم جل شانه نسبت بعالم تصور نموده نفی رؤیت واجب تعالی نموده اند
و آنرا محال انگاشته و جهل مرکب و تصدیق کاذب خود را بر کتاب و سنت تقدیم داده گمان برده اند
که اگر حق جل و علا مرئی شود البته در جهتی از جهات خواهد بود از رائی و آن مستلزم حد و نهایت
است از تحقیق سابق معلوم گشت که حق را سبحانه با عالم ازین نسبت هیچ ثابت نیست رؤیت
اثبات کنند یا نه رؤیت موجود بود و جهت نبود چنانچه تحقیق این معنی خواهد نمود دیگر ندانسته اند
که این محظور در وقت وجود عالم نیز کائن است زیرا که درینوقت صانع تعالی از عالم در جهتی

که در مرآت حضرت وجود ظاهر گشته نمودی در خارج پیدا کرده عوام را در توهم وجود خارجی خود انداخته
مولوی جامی علیه الرحمة سے مجموعهٔ کون را بقانون سبق :: کردیم تصفح ورقاً بعد ورق :: حقا که
ندیدیم و نخواندیم در وی :: جز ذات حق و شیون ذاتیه حق :: وانچه مکشوف و معتقد این فقیر است
آنست که این عرصه عرصهٔ وهم است و این صور و اشکال که دران عرصه است صور و اشکال ممکنات
است که بصنع خداوندی جل سلطانه در مرتبهٔ حس و وهم ثبوتے پیدا کرده است و اتقان یافته
و هرچه مشهود و محسوس است درین صفحه از جنس ممکنات است هر چند بعضے از سالکان را آن مشهود
متوهم بواجب گردد و بعنوان حقیقت ظاهر گردد اما فی الحقیقت از افراد عالم است و او تعالی ورار
الوراء است و از دید و دانش ما جدا است و از کشف و شهود ما مبرا است سے خلق را وجه کی نماید او
در کدام آئینه در آید او :: غایت ما فی الباب این عرصهٔ متوهمه ظل آن عرصهٔ خارجیه است که شایان
مرتبهٔ حضرت وجوب است تعالی و تقدس چنانچه وجود این مرتبه ظل وجود آن مرتبه است و این مرتبه
وهم را اگر باعتبار آنکه ظل مرتبهٔ خارج است خارج گویند گنجایش دارد چنانچه باعتبار وجود ظلی او را
موجود نیز گویند و این عرصهٔ وهم در رنگ عرصهٔ خارجی نفس الامری است و احکام صادقه دارد
و معاملهٔ ابدی بآن مربوط است چنانچه مخبر صادق ازان خبر داده است علیه و علی آله الصلوٰة والسلام
ملاحظه باید نمود که ازین دو مکشوف کدام یکے بتنزیه و تقدیس خداوندے جل سلطانه اقرب
و الیق است و بجناب قدس او تعالی اولی و انسب و ازین دو کدام مناسبت بدایت و توسط
حال دارد و کدام مناسب حال انتها است سالها این فقیر معتقد مکشوف اول بوده است و احوال
عجیبه و مشاهدات غریبه دران موطن گذرانیده و حظهای وافر دران مقام حاصل کرده آخر الامر بمحض
فضل خداوندی جلشانه معلوم گشته که هرچه دیده شد و دانسته شد همه غیر حق است سبحانه که نفی آن لازم است
و بعد اللتیا و التی بکرم خداوندی جل شانه معامله از نفی بانتفا آمد و باطلے که خود را بحق وانموده بود از دید
و دانش فرو ریخت و گرفتاری بغیب الغیب حاصل گشت و موهوم از موجود جدا شد و قدیم از
حادث متمیز آمد حاصل مکشوف ثانی است للمؤلف رباعی در عرصهٔ کائنات با وقت فهم
بسیار گذشتیم بسرعت چون سهم :: گشتیم همه چشم ندیدیم در وی :: جز ظل صفات آمده ثابت در وهم

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا

ما صحبت است واصحاب کرام بدولت صحبت خیر البشر علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات از اولیای امت
افضل اند که هیچ ولی بمرتبهٔ صحابی نرسد اگرچه اویس قرنی باشد المسئول من الاخوان الدعا بالسلامة
للایمان ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا رحم علی ورق خود گردانیده است و
باصلاح آمده است حضرت حق سبحانه استقامت دهاد والسلام **مکتوب هفتادم** بمولانا اسحاق
ولد قاضی موسی در تحریض بر صحبت ارباب جمعیت الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی مکتوب
شریف که بمصحوب رحم علی درویش مرسل داشته بودند رسید چون مبنی از ذوق وشوق بوده
مسرت بخشید ودر کاغذ علیحده واقعه که رو داده بود نوشته بودند از مطالعهٔ آن فرحت بر فرحت
انجامید این قسم واقعات مبشرات است سعی باید نمود که از قوت بفعل آید واز گوش باغوش
رسد امروز که تدارک تقصیر ممکن است فرصت را غنیمت باید شمرد وبتسویف وتاخیر نباید
انداخت حضرت خواجهٔ احرار قدس سره فرموده اند که جمعی از درویشان بودیم سخن از ساعت
مرجوه که در روز جمعه ودیعت نهاده اند درمیان آمد که اگر میسر شود دران ساعت از حضرت
حق سبحانه وتعالی چه باید طلبید هر کسی چیزی گفته چون نوبت بمن رسید گفتم صحبت ارباب
جمعیت باید طلبید که در ضمن آن جمیع سعادات میسر است بعضی مکاتیب را نقل گرفته بمصحوب
رافع فرستاده است حضرت حق سبحانه وتعالی منتفع گرداناد دیگر اخوی شیخ کریم الدین چندگاه است
که آمده اند شاید که از احوال خود بشما نویسند از دوستان توقع دعا است ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا
انک علی کل شیء قدیر والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات
والتسلیمات **مکتوب هفتاد ویکم** بجناب پیرزادهٔ خواجه محمد عبید الله در تبیین بیان فائق
موسوم که عالم ست ومیان موجود حقیقی که صانع عالم است وهو المثل الاعلی نقطهٔ جواله
دائره از وی در وهم ناشی گشته است چنانچه در خارج موجود نیست در وهم هم موجود لیکن
آنجا بی روپوش نموده دائره است واینجا باین روپوش موجود در خارج ودر وهم نه بلکه بمعنی نیست
که در هر مرتبه وجود علیحده دارد کلا بلکه یک موجود است هم در خارج وهم در وهم که آنجا بی روپوش دائره است
واینجا با روپوش واین دائره موهومه که در وهم نمودی دارد دبی بود که از غلط پیدا گشته است
اگر آنرا در آن مرتبه موجود گردانند اثبات تقرر دهند ونمود با بود سازند هر آئینه از

از جهات او خواهد بود و نیز ورای عالم خواهد بود و آن مستلزم حد و نهایت است و اگر در جمیع جهات عالم گویند
حد و نهایت را چه خواهند گفت و که لازم ورائیت است و نیز فساد جهت بواسطهٔ استلزام نهایت است
و آن خود لازم است خلاصی ازان مضیق در اختیار قول صوفیه است که عالم را موهوم گویند و از
اشکال جهت و نهایت وارهند و در موهوم گفتن هیچ محذور لازم نمی آید که آن در رنگ موهوم موجود
احکام صادقه دارد و معاملهٔ ابدی و تنعمات و تعذیبات سرمدی بوی مربوط است آن موهوم دیگر
است که سوفسطائی بخیر دو بآن قائل است که آن اختراع وهم و تراش خیال است شتان ما بینهما
برسر اصل سخن رویم و گوئیم که دائرهٔ موهومه را که ناشی از نقطهٔ جواله است با آن نقطه هیچ جهت
ثابت نیست و آن نقطه بیرون از جهات اوست که اگر فرضاً آن دائرهٔ تمامه بصر گردد هر آئینه
آن نقطه را بی جهت خواهد دید که جهت در میان اینها مفقود است در ما نحن فیه اگر رای تمام
بصر گردد و حق را جل و علا بیجهت ببیند چه محذور لازم آید در بهشت مومنان تمام بصر گشته خواهند
و هیچ جهت ثابت نخواهد بود اولیا را بحکم تخلقوا باخلاق الله در دنیا این دولت حاصل میگردد و تمام بصر
میگردند هر چند رویت نبود که مخصوص بآخرت است اما حکم رویت دارد اینکه گفته که بحکم تخلق باخلاق الله
زیرا که در واجب تعالی فرموده اند که ذات او تعالی کله بصر و کله سمع و کله علم متخلقان را ازین
اخلاق البته نصیب است هر صفت ایشان نیز در آن مقام برنگ کلیت ایشان می برآید همه بصر میگردند مثلاً
و سائر مومنان را در آخرت این نسبت کرامت فرموده بدولت رویت مشرف خواهند ساخت انشاء الله تعالی
هیچ محذوری و اشتباهی بر نیقادیر لازم نیست والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال

مکتوب شصت و نهم

بقاضی موسی شوجین در ترغیب التزام شریعت و صحبت ارباب جمعیت بعد الحمد و الصلوٰة و تبلیغ
الدعوات میرساند که احوال فقرا اینجا محمود و مستوجب حمد است صحیفهٔ شریفه که مصحوب درویش محمد علی مرسل
داشته بودند رسید خوشوقت ساخت سلامت و باستقامت باشند طلب نصائح اندراج یافته بود مخدوما
النصیحة تبیین الدین و متابعة سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات غایة ما فی الباب متابعت را اقسام است
یک قسم آن اتیان احکام شرعیه است و باقی اقسام را فقیر در مکتوبی که به بعضی از محبان نوشته است تفصیل
ذکر نموده است خواهم گفت انشاء الله تعالی که نقل آن را بشما فرستند بالجمله مدار افاده و استفاده این طریقه
بر صحبت است بگفتن و نوشتن کفایت نمی شود حضرت خواجه نقشبند فرموده اند قدس سره طریقهٔ

شیخ میفرماید بعدم التمیز بینہا و حال آنکہ درمیان عبد و رب پنجاہ ہزار سالہ راہ است کہ کریمہ
تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ اشارہ بآن است و شیخ خود نیز
باین دوری راہ معترف است از ینجاست کہ بحیرت قائل گشتہ است سادہ لوحے از دوری این
راہ حق را سبحانہ بعید نہ انگارد و از خود دور نیندازد فانہ سبحانہ قریب بل اقرب الی العبد من
نفس العبد بلکہ این بُعد باعتبار درک و معرفت است نہ باعتبار مکان و مسافت نقطہ آخر دائرہ
نزدیکترین نقطہا است بمبدار دائرہ لیکن چون پشت او را بجانب مبدار ساختہ اند و روے
او را بطرف دیگر گردانیدہ ناچار یافت او باوجود قرب از مبدار دور افتادہ است و بعد از طے
جمیع نقطہ مربوط گشتہ ست ؏ اے کمان و تیرہا پر ساختہ ٭ صید نزدیک تو دور انداختہ ٭
ہرکہ دور اندازتر او دورتر ٭ از چنین صیدست او مہجور تر ٭ بلے تا شد تنہای بعد نکشد قدر دولت
قرب ندانہ ما صنع اللہ سبحانہ فہو خیر والسلام علی من اتبع الہدیٰ مکتوب ہفتاد و دوم
بجناب خواجہ حسام الدین احمد در آنکہ تلوینات عسکر بار باب جمعیت تمکین ست با جواب
استفساری کہ در باب مولود خواندن نمودہ بود الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ صحیفہ شریفہ
و ملاطفہ منیفہ کہ از روے کرم و شفقت نامزد این فقیر ساختہ بودند بمطالعہ آن مشرف گشت
للہ سبحانہ الحمد والمنۃ کہ بصحت و عافیت اند و از تفقد احوال دوستان دور افتادہ فارغ نیستند
احوال و اوضاع فقرای اینجا و دو مستوجب حمد ست کہ در حین بلا عافیت است و در مظان تفرقہ
جمعیت فرزندان و دوستان کہ ہمراہ اند اوقات شان بجمعیت است و احوال ایشان در ترقی
و تزاید عسکر در حق ایشان خانقاہ مشخص است کہ در عین تلوینات لشکریان تمکین نصیب شان است
و در عین گرفتاریہا بے شتی کہ از لوازم این موطن است گرفتار یک مطلب اند نہ کسے را با ایشان
کارے و نہ ایشان را از کسے بارے مع ذٰلک مسلوب الاعتبار اند و بدولت حبس و قید گرفتار
عجب جسے است کہ رہائی را در عوض آن بجوے نخرند و طرفہ قیدے ست کہ اطلاق را از انجا
بہ پشیزے نستانند الحمد للہ سبحانہ والمنۃ علی ذٰلک و علیٰ جمیع نعمہ العظام مخدوما مقصود
از فرستادن کتابت بہ قرۃ العینین اظہار حسرت بود بر فوت بعضے نعمتہا کہ در جوار وطن
حصول آن متوقع بود و در لشکر آمدن و صحبت داشتن آنجا مربوط بصلاح ایشان است

غلط حس خواهد برآمد و نفس امر خواهد گشت و احکام صادقه پیدا خواهد کرد پس این دائره در وهم حقیقتی است
و صورتی حقیقتش همان نقطه جواله است که بآن برپا است و صورتش همان دائره است که ثبوت
و ثبات پیدا کرده است این صورت هر چند عین آن حقیقت نیست که صفات و احکام متمائزه
دارد اما از حقیقت دور نیست و جدائی ندارد حقیقت است که باین نمود خود را متخیل گردانیده
است ؎ خوشتر آن باشد که سر دلبران ٭ گفته آید در حدیث دیگران ٭ حضرت شیخ محی الدین
ابن العربی قدس سره درینمقام گوید و ان شئت قلت انه حق من وجه و خلق من وجه
و ان شئت قلت بالحیرة لعدم التمیز بینهما لیکن باید دانست که این تمیز در میان حقیقت و صورت
هر چند در وهم است اما چون صورت درآن مرتبه بایجاد خداوندی جل سلطانه موجود گشته است
و ثبات و تقرر پیدا کرده هر آئینه نفس الامری شده و تمیز نفس الامری حاصل ساخته بطریق
ظلیت موجود خارجی گشته چه وجود صورت چنانچه ظل وجود حقیقت است مرتبه نمود بعد از حصول بود
ظل خارج آمده پس تمیز در میان حقیقت و صورت چونکه نفس الامری بلکه خارجی شد حمل یکی
بر دیگری ممتنع گشت و یکی عین دیگری نیامد و آنکه عین گفته است زیاده بر تمیز وهمی نفهمیده
و مدار امتیاز علی هذه النسبة سبحان الله مرتبهٔ وهم بواسطه ایجاد خداوندی جل شانه که
دران مرتبه واقع شده است خارج گشته است و نفس الامر آمده و دور از علم و خارج که متعارف
است گشته و چون این مرتبهٔ خارج آمده است ناچار در وی مرتبه وهم را جدا نموده و نقطهٔ
جواله موجود خارجی گشته و دائره که از آن ناشی است موهوم یافته عجب معامله است صورت
که از حقیقت ناشی است و هرچه دارد از حقیقت دارد و هیچ جدائی او را از حقیقت نیست
بزور او را از حقیقت جدا ساخته اند و از توهم بتحقق آورده تمیز وهمی را خارجی گردانیده
کریمه صنع الله الذی اتقن کل شیء ملاحظه باید کرد که لاشئ محض را بالقدرت کامله خود شیء
گردانیده است و دانا و بینا و قادر و مرید ساخته بزرگی گوید ؎ چونکه او شد گوش و چشم و
دست و پای ٭ خیره ام در چشم بندی ای خدای ٭ چشم بندی چه گنجایش دارد زیرا که چشم بندی
در جائی ثابت است که غیر واقع را واقع نماید اینجا قدرت خداوندی جل شانه غیر واقع را
واقع گردانیده است و احکام کاذبه را که درآن مرتبه کائن بود صادقه ساخته

که شیخ انجا کلبه دارد که دران اقامت ورزیده است شاید در آخر باخطے ازینمقام فراگرفته باشد بعد مسافت
درین طور بعدهای بیچون بدو اعتبار توان گفت تنگی میدان عبارت ست باصورت مثالی آن
بعد بیچون در عالم مثال بعد مسافت مشهود ست سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
والسلام علی من اتبع الهدی فصل باخیر ازین بیان لازم آمد که علم در مرتبهٔ حیوة که فوق اوست
ثابت نبود چه علم حصولی وچه حضوری وچون در مرتبهٔ حیات ثابت نبود در مرتبهٔ حضرت
ذات عز شانه چگونه ثابت باشد که فوق الفوق است وچون علم ثابت نباشد نقیض او ثابت
بود تعالی الله سبحانه عن ذلک علوا کبیرا ببعضے ازین اشکال مبنی بر معرفت دقیقه است
که کم کسے از اولیاء الله بآن لب کشاده است باید دانست که علم واجبی جل شانه مثلاً
چنانچه از صفات ثمانیه حقیقت زائده است چنانچه اہل حق فرموده اند از شیون و اعتبارات
ذاتیه غیر زائده است نیز وچون قسم اول از صفات زائده است بر ذات تعالی متعلق آن نیز
ماسوای ذاتست سبحانه عالم باشد ماسوائے با صفات زائدهٔ واجبی جل سلطانه چه انچه بدان ظلیت
قسم گشته است اسم زیادتی پیدا کرده شایان مرتبهٔ مقدسه حضرت ذات تعالی و تقدس نبود و
تعلق بآن جناب قدس پیدا نکند حصولی باشد آن علم یا حضوری اگر حضوری است نیز ظلی از ظلال حضرت
ذات تعالی متعلق است اگرچه اتحادی درمیان علم و عالم و معلوم پیدا کرده است چه این مرتبه اتحاد
نیز ظلے از ظلال بمرتبهٔ مقدسه است نه عین آن اگرچه جمعے گمان عینیت آن برده اند و قسم دیگر که از
شیون ذاتیه غیر ذاتیه است متعلق آنحضرت ذاتست و بس تعالی و تقدس و بالاتر است
از آنکه بما سوای ذات او تعالی و تقدس عز سلطانه تعلق پیدا کند بالجمله علمی که زائد است
تعلق آن مقصود بماسوائے ذات است تعالی و تقدس و علمی که زائد نیست و مجرد اعتبار ست تعلق آن
مقصور بر حضرت ذات ست تعالی و تقدس و علمے که در مرتبه حضرت ذات تعالی منتفی
است همان علم زائده است که شایان آن مرتبه مقدسه نیست که ظل آن شایان علم غیر الله
است از انتفاے آن علم ثبوت نقیض آن که جهل است لازم نیاید هرگاه که علم از
صفات کامله است آنجا گنجایش ندارد و نقیض این که سراسر نقص ست چه
گنجایش دارد که دران حضرت باریابد غایت ما فی الباب این هر دو نقیض از ان

که ایشان اوضاع لشکر و لشکریان را بهتر میدانند و نفع و ضرر اینمو طن را بیشتر میشناسند اندراج یافته بود
که اگر بنویسی که از آفات محفوظ خواهند بود و بباید الغیب عند الله تعالی؛ فاحمد الله سبحانه که از همراهان
بکرم الله سبحانه با وجود کثرت اختلاط بار باب تفرقه هیچکس را تا این زمان آفت تفرقه نرسیده است
و از مطلب باز نداشته دیگر در باب سرود خوانی اندراج یافته بود در نفس قرآن خواندن
بصورت حسن در قصائد نعت و منقبت خواندن چه مضائقه است ممنوع تحریف و تغیر حروف
قرآن است و التزام رعایت مقامات نغمه و تردید صوت بآن طریق الحان با لتصفیق مناسب
آن که در شعر نیز غیر مباح ست اگر بر نهجے خوانند که تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد
خواندن شرائط مذکوره تحقق نگردد و آنرا هم بغرض صحیح تجویز نمایند چه مانع است مخدوما بخاطر فقیر
میرسد این باب مطلق نکنند بو الهوسان ممنوع نمیکردند اگر اندک تجویز کردند منجر به بسیار
خواهد شد قلیله تفضی الی کثیره قول مشهورست والسلام **مکتوب هفتاد و سوم**
بحضرت خواجه مخدوم زاده خواجه محمد سعید در اسرار صفت حیات که فوق علم است و در بیان آنکه
علم حیا چنانچه از صفات زائده است از شیون غیر زائده است نیز و کذا سائر الصفات حضرت شیخ
محی الدین بن العربی قدس سره و متابعان او که تنزلات خمس نوشته اند تعین اول از اجمال حضرت
علم اعتبار نموده اند و آن را حقیقت محمدی گفته علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات و کشف
این تعین را تجلی ذات دانسته و فوق این تعین لا تعین میدانند که مرتبه ذات بحت است
واحدیت مجرده از جمیع نسب و اعتبارات پوشیده نماند که فوق شان العلم شان الحیوة است
که علم تابع اوست و او ام جمیع صفات ست چه علم و چه غیر علم و چه علم حصولی و چه علم
حضوری و این شان الحیوة شانی است عظیم الشان شیون و صفات دیگر در جنب آن حکم
جداول دارند نسبت بدریای محیط عجب است که شیخ بزرگوار باین ملکت وسیع سیر نفرموده
است و از گلشنهای این گلهای علوم و معارف نچیده و هر چند این شان بحضرت
ذات عزشانه اقرب ست و جهالت و عدم ادراک انسب الا چون شائبه تنزل و ظلیت
دارد و از مظان علم و معرفت ست قل او کثر در الوقت که این فقیر را بکرم الله سبحانه
سیرے دران شان عظیم الشان افتاده بود ورنه آن مقام بمسافت بعیده مشهود شده بود

بحضرت مخدوم زادۂ خواجہ محمد معصوم در شرح کلام صاحب فصوص در بیان تجلی ذات وتحقیق وراے خاص حضرت ایشان دران باب وحسب التفاق این مکتوب شریف باتمام رسید الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی قال الشیخ ابن العربی قدس سرہ والتجلی من الذات لایکون

الا بصورۃ المتجلی لہ فالمتجلی لہ ماراى سوى صورتہ فی مرآۃ الحق وماراے الحق ولایمکن ان یراہ والمراد من مرآت الحق ہو الشان الذاتی الذے ظلہ الاسم الزائد الذی ہو مبدء لتعین المتجلی لہ فان لکل اسم زائد ہو مبدء لتعین من تعینات المخلوقات اصلا فی مرتبۃ الذاتیۃ وہو الشان الذی ہو مجرد اعتبار فی الذات کما حققت فی غیر موضع ولیس المراد منہ الذات مطلقا فان المطلق لایکون مراۃ للمقید ولما کانت المرات مقیدۃ مثل الصورۃ الکائنۃ فیہا واصلا لاصل تلک الصورۃ لاجرم تجلی المرات فی نظر المتجلی لہ بصورتہ الکائنۃ فیہا من غیر زیادۃ ولانقصان لان تجلی ذلک الشان وظہورہ فی ہذہ المرتبۃ التی وقع التجلی فیہا لایکون الا بہذہ الصورۃ التی کان المتجلی لہ علیہا الا ان ظہورہ بہذہ الصورۃ لنباہ وعدم تعلقہ بالعالم مشروط بتوسط الاسم الظلی ہو مبدء لتعین صورۃ المتجلی لہ وہذہ المرآت المقدسۃ مباینۃ لسائر المرایا فان ظہور الصورۃ فی تلک المرایا کائن فی زاویۃ من زوایاہا ولا تظہر المرایا باعیان الصور الحالۃ فیہا لمباینۃ بینہما بخلاف ہذہ المرات المقدسۃ فان الصورۃ غیر حالۃ فیہا ولا حاصلۃ فی زاویۃ من زوایاہا لعدم الحالیۃ والمحلیۃ فی تلک الحضرۃ ولوجود عدم التبعض والتجزی فی تلک المرتبۃ المقدسۃ ولو وہما بل تظہر ہذہ المرآت المقدسۃ بکلیتہا بصورۃ المتجلی لہ حتی تکون ہی مرآۃ صورۃ فالمتجلی لہ ماراے سوى صورتہ فی مرات الحق الذے ہو شان الذات الذی ظہر بصورۃ المتجلی لہ وماراے الحق المطلق ولا الشان الخاص علی النہج التنزیہی والنمط التقدیسی ولا یمکن ان یراہ ہذا مبنی علی راے الشیخ فی نفی امکان الرویۃ التنزیہیۃ واثبات الرویۃ فی الظہورات التشبیہیۃ السماعۃ اللطیفۃ بطریق التمثل والمثال وہو کما ترے مخالف لما اتفق علیہ علماء اہل السنۃ والجماعۃ شکر اللہ تعالے سعیہم من ان رویتہ تعالے فی الدنیا جائزۃ غیر واقعۃ وفی الآخرۃ بلاکیف واقع لاتکون تمثل

حضرت مسلوب بود و ہیچ محظور نبود عارفی گوید عرفت ربی بجمع الاضداد گوئیا بواسطہ علو مرتبۂ آن
مقام اقدس ہیچ یکے ازین دو نقیض آنجا نمیرسد ہرگاہ جمیع نسب و اعتبارات دران حضرت
مسلوب باشند علم و عدم علم کہ از جملۂ نسب اند نیز مسلوب باشد آن ممکن است کہ او را از نسب
و اعتبارات چارہ نبود و جمع و رفع نقیض در وے نباشد خالق نسب و اعتبارات منزہ است
از نسب و اعتبارات و قیاس غائب بر شاہد درین موطن ممتنع است با آنکہ گوئیم انتفای علم خاص
مستلزم عدم علم مطلق نیست بلکہ مستلزم عدم علم خاص است کہ متضمن شائبۂ ظلیت است برین
تقدیر ہیچ محظور لازم نیاید و ارتفاع نقیضین نشود فافہم باید دانست کہ علمی کہ از شیون ذات
تعالی است ہیچ مناسبتے ندارد بعلمے کہ از صفات زائدہ است اگرچہ اصل اعظم ہمان علم است چہ
صفت زائدہ ظل شان ذاتی است آنجا ہمہ انکشاف در انکشاف است و حضور است
در عین حضور از علو درجۂ آن جہل نمیتواند در طرف او افتاد و بمناقضت او بر نمیتواند خاست
بخلاف صفت علم کہ جہل آنرا بمناقضت برپا است اگرچہ وقوع آن غیر جائز و خطا است و این
احتمال نقیض آنرا باعث انحطاط او گشتہ است و از تعلق آنجناب قدس باز داشتہ چہ احتمال
نقیض کمال ہر کمال کہ باشد آنرا در آنحضرت گنجایش نیست قدرتیکہ در آنمرتبۂ مقدسہ
اثبات نمودہ اند ہمان است کہ عجز در طرف دیگر او نیست بخلاف صفت قدرت کہ احتمال
نقیض دارد اگرچہ واقع نیست علی ہذا القیاس جمیع الشیون و الصفات الواجبیۃ تعالی
و تقدس است و چون شان العلم را بصفت العلم ہیچ مناسبت نباشد علم مخلوقات را
بآن شان عظیم الشان چہ نسبت بود و کدام مناسبت باشد و تعلق آن بآنمرتبۂ مقدسہ
چگونہ متصور بود و دیگر آنکہ بندہ نوازی فرمایند و انکشاف ناقص مخلوق را از نزد انکشاف
خود جلائی دہند و بعد از فنای اتم و بقای اکمل از نزد خود بخشند دریں وقت تواند بود کہ تعلق
بچون بآنمرتبۂ مقدسہ پیدا کند و جائی برسد کہ اصل را از آنجا کوتاہی کند و بمرتبۂ اصل با اصل
الاصل ہم اصل گردد این خصوصیتے است کہ بہ بنی آدم مرحمت شدہ است و راہ ترقی بر ایشان کشادہ است
ہم از اصل میگذرند و ہم از اصل الاصل در جائی میرسند کہ اصل در رنگ ظل و در راہ مینماید ذلک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

مکتوب ہفتاد و چہارم

وہی ایضاً لا تستلزم تحدید الموجود الخارجي حتى يحكم بالاتحاد والعينية بينها و بينه وانما يحدد و
الموجود الخارجي مثله بالموجود الخارجي مثله واما الموجود العلمي فلا تحدد والموجود الخارجي
ولا يزاحمه لتبائن المرتبتين الا ترى ان تصور شريك الباري تعالى وثبوته في العلم
ليحكم عليه بالاستحالة لا يزاحم الباري تعالى الموجود في الخارج ولا يحدده ولا يقيده
اصلا حتى يتحول في دفعة تحولا غير واقع بان احدها عين الاخر هذا ولنرجع الى كلام الشيخ
في التجلي الذاتي وما يناسبه فنقول ذكر الشيخ بعد ذكر هذا التجلي حاصله ان هذا التجلي نهاية
التجليات وغاية العروجات وما بعد هذا الا العدم المحض فلا تطمع ولا تتعب نفسك
بتحصيل العروج فوقه والوصول وراءه فلا مقام اعلى من هذا العروج من التجلي الذاتي

مکتوب ہشتاد و پنجم ازین حقیر محمد ہاشم کشمی در بیان آنکہ تجلی افعال و تجلی صفات و تجلی ذات سبحانہ اخوی خواجہ محمد ہاشم کشمی بداند کہ تجلی افعال عبارت از ظہور فعل حق ست سبحانہ بر سالک بر نہجیکہ افعال عباد ظلال آن فعل نماید و این فعل را اصل آن افعال دریابد و قیام این افعال را بآن فعل واحد شناسد و کمال این تجلی آنست کہ این ظلال از نظر او تمام مختفی گشتہ باصل خود ملحق گردد و فاعل این افعال را در رنگ جماد بحس و حرکت یابد و آنچہ ارباب توحید وجود کہ بعینیت اشیاء قائلند و ہمہ اوست میگویند درین موطن گفتہ اند و این افعال متکثرہ عباد را فعل یک فاعل جل شانہ دانستہ آنجا اخفاے انتساب افعال است کہ بہ فعلہ خود داشتہ و حدوث انتساب ست آن افعال را بفاعل واحد نہ اختفاے نفس افعال است والحاق آنہا باصل شتان ما بینہما وان یکاو ان یخفی علی البعض تجلی صفات ذات وظہور صفات حق است سبحانہ بر سالک بر نہجیکہ صفات عباد را ظلال صفات واجبی جل سلطانہا و قیام آنہا را باصول آنہا دریابد علم ممکن را مثلا ظل علم واجب یابد و قائم باو داند و ہمچنین قدرت او ظل قدرت او تعالے داند و قیام آن باو تصور نماید و کمال این تجلی آنست کہ این صفات ظلال تمام از نظر سالک مختفی گشتہ باصول خود ملحق گردد و خود را کہ موصوف باین صفات بودہ است در رنگ جمادی بے حیات و

ومثال ؎ یراه المومنون بغیر کیف + وادراک وضرب من مثال + لان رویة التمثل
رویة کیف وایضاً لیست رویة له تعالی بل رویة مخلوق اوجده واظهره بطریق التمثل
وهو تعالی وراء التمثل والمثال ووراء التوهم والخیال وکل ذلک مخلوق له تعالی
والعجب من کبراء العرفاء انهم تسلوا بالتشبیه عن التنزیه وبالحادث عن القدیم اذ اکتفوا
بالمثال وعکفوا للتمثال وظنی ان ذلک لمرض حدث لهم من قولهم بالتوحید
والاتحاد واصرارهم علی قصور حکمهم بان العالم هو الحق سبحانه فلاجرم تکون رویة ای
فرد من افراد العالم رویة له تعالی عندهم للاتحاد بینهما من ههنا قال بعضهم بالشعر
الفارسی ؎ امروز چون جمال تو بے پرده ظاهر است ÷ در حیرتم که وعدهٔ فردا
برائے چیست ÷ الا ان الشیخ اخص من بین تلک الافراد فرداً خاصاً جامعاً حصل
بطریق التمثل وهو لا یجدی نفعاً کانه قدس سره بوفور علمه بالکتاب والسنة واقوال
العلماء تنبه علی شناعة القول باطلاق الرویة والحکم بان رویتهم مطلقاً رویته
سبحانه مع ذلک لغلبة السکر وفوت حال التوحید تخلص ن مضیق التشبیه مطلقاً
وما تفرغ لتحصیل کمالات التنزیه صرفاً بل زعم ان المنزه الصرف قاصر وناقص ومحدود له
تعالی کالمشبه ففر عن التنزیه الصرف وجزم بان الکمال فی الجمع بین التشبیه
والتنزیه والحکم بین احدهما عین الآخر لیرتفع التحدید والتقیید مطلقاً ولا یخفی
علیک ان التشبیه معدوم فی الخارج عنده وانما الموجود فی الخارج هو التنزیه
الصرف فلا یکون احدهما محدداً ومقیداً للآخر علی قیاس الوجود والعدم
الخارجیین فان العدم غیر محدد للوجود ولا العکس فان الوجود علی اطلاقه
مع العدم اطلاقه مع الوجود غیر مقید احدهما بالآخر ولو کان العدم محدداً للوجود
لکان ینبغی ان یحکم بان الکمال فی الجمع بین الوجود والعدم ویکون احدهما
عین الآخر وهو سفسطة ظاهرة فلا یکون القول بالتنزیه الصرف تحدیداً له تعالی
ولا یکون الجمع کمالاً بل نقصاً والحاقاً للناقص بالکامل ومعلوم ان المرکب من الناقص
والکامل ناقص بقی الصور المعلومة المسماة بالاعیان الثابتة عنده ثابتة فی العلم

حصول ظلال در وے باعتبار توہم بود امتیاز او نیز وہمے باشد پس وجود ممکن چنانچہ
باعتبار توہم است عدم او نیز باعتبار توہم باشد بیرون دائرہ وہم او را قدمگاہ نداده اند چہ
فی الحقیقت وجود بر صرافت اطلاق خود است و عدم بر صرافت اطلاق خود نہ تنزلے
آمده است ونہ این را ترقے کمال اقتدار صانع است تعالے کہ در مرتبۂ وہم ازان واز این
عالمی را خلق فرموده است و اتفاق تمام داده ومعاملۂ ابدے و عذاب و ثواب سرمدی
بوی منوط گردانیده وما ذلک علی اللہ بعزیز و آنکہ در بالا گفتہ ایم کہ حصول این دولت فنا
از پرتو تجلی ذات است یعنی حصول نفس تجلے ذات بعد از حصول این دولت فنا است
کہ تا نرہی نیابی فرق درمیان پرتو تجلے در رنگ فرق درمیان اسفار صبح وطلوع آفتاب
دریاب در وقت اسفار پرتو تجلے آفتاب است و بعد از طلوع نفس تجلے آفتاب و لہذا است
کہ بعد از پرتوی اندختن تجلی بعضے را بنفس تجلے مشرف لنسازند و بواسطۂ عروض بعضی عوارض
بآن دولت قصوی نرسانند اسفار را دریابند و بعروض علت سماوے یا ارضی بطلوع آفتاب
مہتد نشوند و ایضاً در شہود اسفار کمال قوت باصرہ در کار نیست شہود آفتاب است کہ کمال
قوت باصرہ میطلبد و حدت نظر میخواہد خفاش مسکین در ادراک اسفار قادر است و در ابصار
آفتاب عاجز دیده دیگر میباید کہ بآن ابصار آفتاب نماید ولہا باشد کہ استعداد پرتو تجلی ذات بود
و استعداد نفس آن تجلی نبود و خفاش را استعداد پرتو تجلے آفتاب است و استعداد تجلی آفتاب نیست
سخنے میگوئیم سربستہ شاید نافع آید بعد از انصرام تجلے وصفات و بعد از حصول فناء صفات
و ذات عارف را تجلے رومید ہد کہ گوئیا دہلیز تجلے ذات است و گوئیا برزخ است درمیان
تجلی صفات و تجلی ذات صاحبدولتے را کہ ازین تجلی گذرانیده پیش برند از تجلی ذات بقدر استعداد
او را نصیب است و این تجلی برزخی بزعم این فقیر اصل است مرآن تجلی ذاتی را کہ شیخ محی الدین
بن العربی قدس سرہ پیشتر ازان تجلی باین عبارت فرموده است من الذات لا یکون الا بصورۃ
المتجلے فالمتجلے لہ ما رای سوی صورتہ فی مرآت الحق وما رای الحق ولا یمکن ان
یراه و شیخ این تجلے را منتہاے تجلیات گفتہ است و فوق این مقامے نداشتہ و گفتہ
وما بعد ہذا التجلے الا العدم المحض فلا تطمع ولا تتعب فان الترقی من ہذه الدرجۃ من التجلے

بے علم یابد اثرے از وجود و کمالات و توابع وجود در خود نیابد و ذکرے باشد آنجا نہ توجہے نہ حضوری بود نہ شہودی بعد از لحوق باصل اگرچہ توجہ است خود بخود متوجہ است واگر حضور است خود بخود حاضر و نصیبے کہ سالک راست ازین مقام حصول حقیقت فنا و سیتی انتفاے انتساب کمالات است کہ بزعم خود آن کمالات را بخود منتسب میساخت و اداے امانت است باہل امانت کہ تہمت و کذب آن امانت را از خود می انگاشت و نیز زوال مور و کلمہ انا است بحدیکہ اگر او را ابقاے با مدمشرف سازند نیز ہرگز انا را موردی نباشد و تعبیر از خود با نا نمیتوا ند کرد ہرچند خود را ہمان اصل خود باید گنجایش اطلاق کلمۂ انا بران اصل میسر نباشد و خود را عین اصل خود نمیتواند گفت کہ خودی از وے برطرف شدہ است و انانیت زائل گشتہ انا الحق گفتن از عدم حصول این نسبت است و سبحانی بر زبان آوردن از نارسیدن باین دولت لیکن این قسم الفاظ کہ از اکابر صادر شدہ حمل بر توسط احوال شان باید نمود و کمال شان وراے آن گفتگو اعتبار باید فرمود این دولت فنا کہ حقیقت نیستی است ہرچند منتہاے تجلی صفات است اما حصول آن از پرتو تجلے ذات است و تا ذات متجلے نشود این دولت فنا میسر نباید بلکہ تجلے صفات نیز بانجام نرسد تا نیابی نرہی از تجلی ذات است کہ آن بقیۂ عارف کہ در نظر او در رنگ جمادیت مینمود نیز زائل مے گردد و آن عدمے بودہ است کہ اصل ہر ممکن است کہ بواسطۂ انعکاس صفات کاملہ حضرت وجوب تعالت و تقدست در وے امتیازے و تشخصے پیدا گشتہ بود و باین آئینہ داری از اعدام دیگر جدا شدہ و چون این ظلال منعکسہ باصول خود ملحق گشت ما بہ الامتیاز درین اعدام نماند و این عدم خاص نیز بعدم مطلق ملحق شد این زمان از عارف نہ نامے ماند و نہ نشانے و نہ اسمے ماند و نہ رسمی لا تبقی ولا تذر وجود و توابع وجود چنانکہ از وی وداع گرفتہ رفت عدم نیز از وی جدا شدہ باصل خود لاحق شد باید دانست کہ امتیاز این عدم از اعدام دیگر کہ بواسطۂ حصول ظلال صفات در وی حاصل شدہ بود باعتبار توہم بودہ است و فی الحقیقت در وے ہیچ ظلے کائن نبودہ در رنگ مرایاے دیگر کہ حصول صور در انہا باعتبار توہم است و چون

گفته اند تجلی شانی از شیون ذاتست که سریع الاستتار است هرجا تجلی ذاتست و بی ملاحظه شیون
و اعتبارات است دوام آنرا لازم است و استتار آنجا متصور نه تلوینات تجلیات از صفات
و شیون نشان میدهد حضرت ذاتست تعالی و تقدس که از تلوینات منزه و مبراست و استتار را
آنجا گنجایش نه ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم **مکتوب هفتاد و ششم**
بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد معصوم در علو شان العلم و مرتبه مقدسه فوق آن که عبارت
بنور صرف است شان العلم هرچند تابع شان الحیوة است اما علم را در مرتبه حضرت ذات تعالی و
تقدس بعد از سقوط اعتبار صفات و شیون شانیست و گنجایشی که حیات را با سائر صفات
و شیون خود چه رسد مرتبه است در موطن تجرد از جمیع نسب که غیر از اطلاق نور بر خود تجویز نمیفرماید انکار ما
که علم را نیز آنجا گنجایش است نه آن علم که آنرا حصولی یا حضوری گویند که آن با هر دو قسم خود
تابع حیوة است آن علم بیچون و بیچگونه است در رنگ حضرت ذات تعالی و تقدس و همه شعور
است بیچون بی اعتبار عالم و معلوم و فوق آن مرتبه ایست که علم را در ان موطن در رنگ
سائر شیون گنجایش نیست آنجا همه نور است که اصل آن شعور است بیچون و بیچگونه است
و چون ظل آنحضرت نور بیچون و بیچگونه بود از بیچونی اصل که عین نور است چه گویند و چه
توان گفت و همه کمالات چه وجوبی و چه امکانی ظلال نور اند و بنور برپا اند وجود همه از نور وجود
گشته است و مبداء آثار شده مرتبه اولی چون از مرتبه حضرت نور صرف رائحه انحطاط دارد
و جامع شعور و نور است مخبر صادق علیه و علی آله الصلوات والسلام آنرا مخلوق گفته است
و تعبیر از ان گاهی بعقل فرموده آنجا که گفته اول ما خلق الله العقل و گاهی آنرا بنور یاد فرموده
و گفته اول ما خلق الله نوری و هر دو یکی است هم نور است و هم عقل و شعور و چون آن
سرور علیه و علی آله الصلوات والسلام این مرتبه نور را نسبت بخود داده است و فرموده
نوری توان گفت که این مرتبه حقیقت محمدی بود و تعین اول باشد نه آن حقیقت و تعین
اول که متعارف گشته است آن تعین اگر ظلی از ظلال این تعین باشد هم مغتنم است چنانچه
مراد ازین عقل آن عقل نیست که فلاسفه آنرا بطریق ایجاب از واجب تعالی صادر اول گفته اند
و آنرا مصدر و صدر کثرت ساخته باید دانست که هرجا تعین است رائحه امکان دارد و شوبی از

الذاتی عجائب کاروبار است وصول بمطلوب حقیقی در ماوراء این تجلی است وشیخ از آنجا
می ترساند و بکریمۂ و یحذرکم الله نفسه تحذیر و تهدید میفرماید ما آوارہ شدگان اگر دروے
طمع نکنیم و در حصول آن لعب نکشیم چہ کارکردہ باشیم واز جوہر نفیس بخزف ریزہ تسلی گشتہ
غایت مافی الباب نصیبے از ہر مرتبہ مناسب آن مرتبہ است نصیبے کہ از بیچون میسر گردد ہم بیچون
خواہد بود کہ چون را بہ بیچون راہ نیست پس معرفتیکہ بآن مرتبہ تعلق گیرد نہ دررنگ معرفتی است
کہ بہ چون متعلق شود کہ آن معرفت را گنجایش نیست ازینجا گفتہ اند کہ العلم فی ذات
الله سبحانه جهل ای لیس علما من جنس العلم المتعلق لعلم الممکن فانه من مقولة الکیف
ولا کیف و تفکر کہ در ذات الله تعالے سبحانہ منع کردہ اند بواسطۂ آنست کہ او تعالے
اوراء تفکر و تخیل است اوراسبحانہ بار توان یافت نہ بفکر و خیال ربنا آتنا من لدنک
رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا وشیخ قدس سرہ بایستے میگفت ومابعد ہذا التجلی الا الوجود
الصرف والنور المحض بعد آن تجلی کہ عدم گفتہ است باین اعتبار گفتہ کہ عالم ظل صفات است
ازصفات بالا گذشتن درعدم خود کوشیدن است نہ اینچنین است عارفیکہ از صفات کہ
اصل اوست بالا نرود واز شیون واعتبارات ذاتیہ فوق نگذرد چہ کار کردہ باشد و برائے
چہ آمدہ فنای و بقای کہ اورا در ہر مرتبہ میسر شدہ است بر رفتن فوق از اصل خود دلیر
ساختہ و بقای اصل از اصل گذشتہ و باصل الاصل رسیدہ ؎ تحرق بالنار من لیس بها
ومن هوا النار کیف یحترق + وشیخ قدس سرہ اگر باصل این ظل میرسید از ترقے فوق
نمی ترسید ونمی ترسانید لیکن حسن ظن تقاضاے آن میکند کہ بفضل خداوندی جل سلطانہ
آن بزرگوار ازان مقام ترقے فرمودہ باشد و حقیقت کار را دریافتہ حال بزرگ را بمیزان
قال او نباید سنجید شاید آنرا در ابتدا و توسط گفتہ باشد و از انجا بمراحل گذشتہ من استوی
یوماہ فهو مغبون والله سبحانه الموفق از تجلی ذات چہ نویسد و چہ تواند نوشت کہ ذوق است
ہر کہ یافت یافت ومن لم یذق لم یدر ؎ قلم اینجا رسید و سر بشکست + اینقدر واینما
کہ تجلی ذات در حق این عارف گرفتارے او بالا ذکر یافتہ است دائمی است وانچہ دیگران را
کالبرق است و اورا بر دوام است بلکہ تجلے برقی فی الحقیقت تجلی ذات نیست اگرچہ تجلی ذات

وراى طور کشف و شهود است نیز ارباب کشف و شهود در فهم این علوم در رنگ ارباب علم و عقل اند نور فراست
نبوت باید که بدولت متابعت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات بدرک این حقائق هدایت فرماید و دریافت
این علوم و معارف دلالت کند باید دانست که این نور در رنگ سائر انوار حاشا که شائبهٔ از امکان
داشته ممکن باشد و از جنس جوهر و عرض بود مرتبه است که غیر از نور بروے هیچ چیز اطلاق
نمی توان کرد اگرچه وجوب وجود بود که وجوب دون اوست **تنبیه** ازین بیان کسے توهم نکند که خرق
جمیع حجب از ذات تعالے در حق این عارف متحقق گردد چه اخیر جمیع حجب این نور را گفته است
و آن ممتنع است بحدیثے که نقل کرده اند ان لله سبعین الف حجاب من نور و ظلمة لو کشفت
لاحرقت سبحات وجهه ما انتهى اليه زیراکه اینجا تحقق و بقا حجب است که معدات یکدیگر اند نه خرق حجب
شتان ما بینهما ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع
الهدیٰ **مکتوب هفتاد و هفتم** بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد سعید در اسرار
حقیقت کعبهٔ ربانی با دقائق عجز و معرفت و حقیقت صلوات و کلمهٔ طیبه نفی و اثبات

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق بعد از مرتبهٔ
علیا از نور صرف که آخرا این فقیر حقیقت کعبهٔ ربانی یافته است و نوشته مرتبه ایست بس عالی که حقیقت
قرآن مجید سبحانی است جل سلطانه کعبهٔ معظمه بحکم قرآن مجید قبلهٔ آفاق گشته است و بدولت مسجودیت
همه مشرف شده امام قرآن است و ماموم پیش قدم کعبهٔ معظمه این مرتبهٔ مقدسه مبداء وسعت
بیچون حضرت ذات است تعالے و تقدس و نیز مبدء امتیاز بیچونے و بیچگونگے آن حضرت
آن درجهٔ علیا است وسعت در ان درجهٔ مقدسه نه از درازی طول و پهنی عرض است
که آن از سمات نقص و امکان است امرے است که تا بآن متحقق نشود نه دریابد
و همچنین امتیاز در ان مرتبهٔ مقدسه نه بمزایله و مباینه است که آن مستلزم تبعض و تجزی است
که از لوازم جسم و جسمانی است تعالے الله سبحانه عن ذلک در ان موطن فرض شئے غیر شئے
متصور نیست که غیریت مبنی از مغایرت و اثنینیت است بلکه فرض هم گنجایش ندارد که از
قبیل فرض محال است من لم یذق لم یدر ع چگویم با تو از مرغے نشانه * که با عنقا بود
هم آشیانه * ز عنقا هست نامے پیش مردم * ز مرغ من بود آن نام هم گم * در آن موطن

عدم باوی ہمراہ است کہ باعث تعین وتمیز وجود گشتہ است تعالیٰ و بضد ہا تتبین الاشیا ء صفات وجوبی او
جل شانہ کہ تعین وتمیز پیدا کردہ اند با وجود قدم واجب لذواتہا نیستند بلکہ واجب لذات واجب اند تعالیٰ
کہ حاصل آن وجوب بالغیر است کہ از اقسام امکان است ہر چند از اطلاق لفظ امکان در صفات
قدیمہ تحاشی لازم است کہ موہم حدوث است و مناسب آنجا اطلاق وجوب است کہ از ذات واجب
آمدہ است تعالیٰ اما فی الحقیقت امکان را آنجا گنجایش است کہ وجوب شان لذواتہا نیست
واز غیر آمدہ است ہر چند غیر نگویند وغیر مصطلح خواہند اما اثنینیت مقتضی غیریت است
الاثنان متغایران قضیہ مقررہ ارباب معقول است عجب است کہ شیخ محی الدین بن العربی
دو تعین را وجوبی گفتہ است و سہ تعین را امکانی فی الحقیقت جمیع تعینات داغ ظلیت ورائحہ
امکان دارند ہر چند از ممکن تا ممکن فرق بسیار است یکے قدیم و دیگرے حادث بود اما ہمہ از دائرہ
امکان خارج نیستند و بوی از عدم دارند مرتبہ دوم را کہ نور صرف است و بلا تعین متعین آن را
ذات بحت و احدیہ مجردہ در رنگ دیگران خیال نکنی کہ آن نیز حجابی است از حجب نورانیہ صرف
کہ ان للہ سبعین الف حجاب من نور وظلمۃ ہر چند تعین نیست اما حجاب مطلوب حقیقی است
اگرچہ آخرین حجب بود و او تعالیٰ وراء الوراء است این نور صرف چون داخل دائرہ تعین نیست
از ظلمت عدم منزہ و مبرا است و للہ المثل الاعلیٰ مثل آن مثل شعشان نور آفتاب است
کہ حاجب قرص او است و از عین قرص مستتر گشتہ حجاب او شدہ است فی الحدیث
حجابہ النور و این مرتبہ علیا فوق تجلیات ذاتیہ است از تجلیات فعل وصفت چہ گوید
زیرا کہ تجلی بے شوب تعین متصور نیست و این مقام فوق جمیع تعینات است اما منشاء آن تجلیات
ذاتیہ ہمان نور صرف است و تجلی بتوسط او صورت بندد لولا لما حصل التجلی و حقیقت کعبہ ربانی
انگارم کہ حضرت آن نور است کہ مسجود جمیع آمدہ است و اصل جمیع تعینات شدہ است ہرگاہ ملاذ و ملجاء
تجلیات ذاتیہ این نور بود بمسجودیت دیگران چہ ستایش او نماید و چون کمال فضل عنایت خداوندی
جل سلطانہ عارفی را از ہزاران بوصول این دولت مشرف سازد و بفناء و بقاء در ہمیں وطن سرفراز فرماید
تواند کہ بقا باین نور یافتہ از فوق الفوق حظ وافر دریابد و بنور از نور گذشتہ باصل نور رسد
ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم پس معارف چنانچہ وراء طور نظر وفکر است

ونزد فقیر بلکه توان گفت فی الحقیقت این علوم که شیخ گفته است بمراتب پایان تر از آن عجز است بلکه
بآن عجز نسبت ندارد که بطلان وابسته است وعجز درانموطن اصل است سبحان الله قائل این قول
حضرت صدیق است رضی الله عنه چنانچه گفته اند ومصدر ظهور این عجز او رضی الله تعالے عنه که
راس عرفا ورئیس صدیقان است علم چه بود که ازان عجز سبقت نماید وکدام قادر بود که ازان
عاجز پیشقدم باشد بلے هرگاه بخواجه صدیق علیه وعلی آله الصلوات والسلام چنان گوید اگر به صدیق
چنین گوید چه توان کرد عجب معامله است شیخ با این گفت وگو وبا این شطح خلاف جوازاز مقبولان بنظر
می درآید وبه اعداء اولیا مشابه میگردد ع بر کریمان کارها دشوار نیست ۞ آرے گاہے بود که بدعاے
رنجند وگاہے بود که بدشنامی خنددند رد کننده شیخ درخطر است وقبول کننده او یا سخنان او نیز درخطر شیخ را
قبول باید کرد وسخنان خلافی او را قبول نباید کرد انیست طریق وسط در قبول وعدم قبول
شیخ اختیار این فقیر است والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال برسر اصل سخن رویم وگوئیم که
این مرتبهٔ مقدسه که آنرا حقیقت قرآن مجید گفته ایم اطلاق نور نیز درین مرتبه گنجایش ندارد
ودر رنگ سائر کمالات ذاتیه نور نیز درراه مانده آنجا غیر از وسعت بیچون وامتیاز بیچگون هیچ
چیز را گنجایش نمے یابد وکریمهٔ قد جاءکم من الله نور اگر مراد از نور قرآن بود تواند بود که باعتبار
انزال وتنزل باشد چنانچه کلمهٔ قد جاءکم ایماے بآن دارد وفوق این مرتبهٔ مقدسه مرتبهٔ است
بس عالی که حقیقت صلوات است که صورت آن درعالم شهادت بمصلیان ارباب
نهایت برپاست تواند بود که ایماے باین حقیقت صلوة رفته باشد انچه در قصه معراج
آمده است که قف یا محمد صلی الله علیه واله وسلم فان الله یصلے بلے عبادتیکه شایان مرتبهٔ
تجرد وتنزه بود دیگر از مراتب وجوب صادر گردد واز اطوار قدم بظهور آید فالعبادة اللائقة
بجناب قدسه تعالے هی الصادرة من مراتب الوجوب لاغیر فهو العابد والمعبود درین مرتبهٔ
مقدسه کمال وسعت وامتیاز بیچون است چه اگر حقیقت کعبه است جزو اوست
واگر حقیقت قرآن است هم بعض او که صلوة جامع جمیع کمالات مراتب عبادات است
که به نسبت اصل کائن است چه معبودیت صرف آنرا مستحق است وحقیقت صلوة
که جامع جمیع عبادات است در نیم مرتبه عبادات است مر مرتبهٔ مقدسه را که فوق اوست که

ہر شئے کہ فرض کردہ شود اگرچہ فرض محال بود دران شئے ہرچند دور دور رفتہ شود اگر ہیچ رفتہ نشود ہرگز امرے آنجا پیدا نشود استیناس بآن شئے داشتہ باشد و در شئے دیگر مفروض یافتہ نشود و مع ذالک امتیاز دران دو شئے مفروض کائن و بائن بود و احکام یکے از دیگرے متمیز باشد فسبحان من لم یجعل للخلق الیہ سبیلا الا بالعجز عن معرفتہ عجز از معرفت نصیب اکابر اولیاء است عدم معرفت دیگر است و عجز از معرفت دیگر مثلاً حکم بعدم امتیاز دران موطن مقایس نمودن و ہر کمال ذاتی راعین دیگر یافتن چنانچہ گفتہ اند علم عین قدرت است و قدرت عین ارادہ اینجا عدم معرفت است بامتیاز آن موطن و حکم بامتیاز آن موطن نمودن و اعتراف بعدم دریافت کنہ امتیاز کردن عجز از معرفت امتیاز آن موطن است عدم معرفت جہل است و عجز از معرفت علم بلکہ عجز متضمن دو علم است علم شئے و علم بعدم دریافت کنہ آن شئے از جہت کمال عظمت و کبریائی آن شئے اگر علم ثالث راہم درج کنم گنجائش دارد و آن علم بعجز و قصور خود است کہ مؤید مقام عبدیت و عبودیت خود است و در عدم معرفت کہ جہل است بسا است کہ آن جہل مرکب گردد جہل خود را جہل نداند و علم انکارد و در عجز معرفت ازین مرض نجات تام است بلکہ این مرض آنجا گنجائش ندارد کہ اعتراف بعجز خود دارد و اگر عدم معرفت و عجز از معرفت یکے باشد ہمہ نادانان عرفا بوند و جہل شان واسطہ کمال شان بود بلکہ آنجا ہر کہ جاہل تر بود عارف تر باشد کہ معرفت آنجا عدم دریافت معرفت است و در عجز از معرفت این مقدمہ صادق است کہ ہر کہ عاجز تر از معرفت بود عارف تر در معرفت باشد عجز از معرفت مدحی است کہ شباہت بذم دارد و عدم معرفت ذمی صرف کہ رائحہ از مدح ندارد در بارز دی علما بکمال العجز عن معرفتک سبحانک و شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ اگر این فرق را ملاحظہ میفرمود کہ این فقیر بآن مہتدی گشتہ است ہرگز عجز معرفت را جہل یاد نمیکرد و آنرا عدم علم نمی شمرد آنجا کہ گفتہ فمنا من علم و منا من جہل فقال العجز عن درک الادراک ادراک و بعد ازان علوم شق اول بیان نمودہ است و بآن مباہات فرمودہ و آن علوم را نجود دانستہ و گفتہ کہ خاتم الانبیاء نیز این علوم را از خاتم الاولیاء اخذ مینماید و خاتم الولایۃ المحمدیہ خود را گفتہ و ازین راہ مورد مطاعن خلائق گشتہ و شراح فصوص در توجیہات آن صرف ہم نمودہ اند

و بی رغبت ما مدن بسیار مغتنم میداند و یکساعت این عرصه را به از ساعات کثیره امکنه دیگر تصور
مینماید ازینجا آن میسر است که در جاهاے دیگر معلوم نیست که تمثال آن میسر شود و علوم و معارف
اینموطن جدا است و احوال و مقامات این مجمعے علیحده منعے که از جانب سلطان است آنرا
دریچۂ کمال رافت در رضامندی مولائے خود میداند جل شانه و سعادت خود درین حبس
مے انگارد علی الخصوص درین ایام مشاجرت عجائب کار و بار است و درین اوقات
پر تفرقه غرائب غنج و دلال لیکن بر دولت تازه بوالعجب که روز بروز میرسد فرزندان در دل
میخلند و از دوری نا یافت آنها جگر در اضطراب میباشد انکارم که شوق من بر شوق شما چرب
و غالب است و مقرر است که آنقدر که پدر خواهان پسر است پسر خواهان پدر نیست هر چند قضیۂ اصالت
و فرعیت مقتضی عکس اینمعنی است چه اصل را احتیاجی نیست و فرع سراسر محتاج اصل اما از پیشگاه حنین
آمده داشته شوق اصل را ثابت گشته آرے ؎ در خانه یک خدای ما همه چیز + اگر دهلی است بشما
همسایه است و اگر آگره است بکرم احد سبحانه قریب والسلام **مکتوب هفتاد و نهم** بحضرت مخدوم زادگی
خواجه محمد معصوم در اسرار بیچونی ذات موهوب عارف و تحقق تجلے ذات و رویت اخروی + چون
معامله عارف از شیون و صفات بالا رود و از وجوه و اعتبارات ذات تعالی و تقدس فوق انجا مد
و از مقامیکه تعبیر از ان بحقیقت صلوٰة نموده ایم تفوق پیدا کند توجه متوجه آنجا در رنگ متوجه الیه
بیچون خواهد بود که چون را به بیچون راه نیست و آن متوجه ذات عارف است و حذف جمیع وجوه
و اعتبارات از وی و کنه عبارت از همان ذات مجرد است که بذات خود نه بوجه و اعتبار متوجه ذات
و کنه معروف و مطلوب خود است و آنکه گفتیم که کنه عبارت از ذات مجرد است زیرا که کنه شئے آنست
که ماوراے جمیع وجوه و اعتبارات شئے بود و ذات شئے همان است که ماوراء جمیع وجوه اعتبارات
شئے چه هر چه از وجوه و اعتبارات شئے اعتبار کرده شود ذات شئے ماوراء همه آنهاست در مرتبۂ ذات
اثبات هیچ امر گنجایش ندارد و هر چه اینجا اثبات نموده آید داخل وجوه و اعتبارات است و
ذات ماوراء وراء آنست غیر از نفی و سلب در آن مقام امرے متصور نیست اگر علم یا تمیز
است آنجا سلب است اگر تعبیر و تفسیر است هم به سلب و هر چیز که اثبات را دران گنجایش نبود
و بغیر از سلب در تعبیر نیاید نصیبے از بیچونے دارد و مجهول الکیفیت است و توجه که

استحقاق معبودیت صرف مرآن فوق را ثابت است کہ اصل کل است و ملاذ ہمہ در آنموطن وسعت نیز کوتہی مینماید و امتیاز ہم درراہ میماند اگرچہ بیچون و بیچگونہ باشد منتہاے اقدام کمّل از انبیا وکاملان اولیا علیہم الصلوات والتسلیمات اولاً و آخراً تا نہایت مقام حقیقت صلوٰۃ است کہ نہایت مرتبۂ عبادت است و فوق آن مقام معبودیت صرف است کہ ہیچکس را دران دولت بہیچوجہ شرکت نیست تا قدم بالاتر نہند تا ہرجاکہ شوب عبادت و عابدیت قدم را در رنگ نظر گنجائش است و چون معاملہ بمعبودیت صرف نہد قدم کوتہی کند و سیر بانجام رسد لیکن بحمد اللہ سبحانہ کہ نظر را از آنجا منع نفرمودہ اند و بقدر استعداد گنجایش دادہ ۔ بلا بودی اگر این ہم نبودی + گنجایش دارد کہ در امر قف یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم + اشارتے باین کوتاہی قدم بودہ باشد یعنی ساکن باش اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و قدم پیشتر منہ کہ فوق مرتبۂ صلوٰۃ کہ از مرتبۂ وجوب صادر است و مرتبۂ تجرد و تنزہ حضرت ذات را تعالے و تقدس قدم را آنجا جولانگاہے نیست و گنجایشے نہ و حقیقت کلمۂ طیبۂ لا الٰہ الا اللہ درین موطن متحقق میگردد و نفی عبادت آلہۂ غیر مستحقہ اینجا صورت می بندد و اثبات معبود حقیقی کہ جز او مستحق عبادت نیست درین مقام حاصل میشود و کمال امتیاز درمیان عابدیت و معبودیت اینجا ہویدا میگردد و عابد از معبود کما ینبغی جدا میشود و معلوم میگردد کہ معنے لا الٰہ الا اللہ نسبت بحال منتہیان لا معبود الا اللہ است چنانچہ در شرع معنے آن کلمہ قرار یافتہ است لا موجود و لا وجود و لا مقصود گفتن نسبت با بتدا و وسط است و لا مقصود و فوق لا موجود و لا وجود است کہ در یکجہ لا معبود الا اللہ است باید دانست کہ در آنموطن ترقے در نظر و حدت در بصر و ابستہ بعبادت صلوٰۃ است کہ کار منتہیان است عبادت دیگر اگر در تکمیل صلوٰۃ مدد فرمایند و نقص آنرا شاید تلافی کنند از اینجا تواند بود کہ نماز را حسن لذاتہ گفتہ اند و در رنگ ایمان و عبادات دیگر را حسن لذاتہا نیست

مکتوب ہفتاد و ہشتم

بحضرت مخدوم زادہ ہای عالی مرتبہ خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم در اظہار اشتیاق و اشفاق با ایشان با ذکر غمرات عسکر الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علے رسول اللہ با فرزندان گرامی ہرچند مشتاق و خواہان دوام صحبت ما اند و باہم آرزومند حضور و ملاقات ایشان اما چہ توان کرد کہ جمیع آرزوہا میسر نیست ۔ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن + و درین طور عسکر بے اختیار

و تقدس دیگری بآنها چگونه قائم باشد جواب گوییم که دیگرے بآنها وقتی قائم نتواند شد که موجود بود
واگر آن در مرتبهٔ توهم ثبوت و استقرار پیدا کرده باشد چرا بانها قائم نباشد که ضعف است و آنکه
گفته‌ایم و نوشته که ذات ممکن عدم است در رنگ آنست که گویند که ممکن را ذات نیست ذاته عدم
ولا ذات له هر دو بیک معنی است هر چند تدقیق فلسفی تغایر در میان این دو مفهوم پیدا کند اما
حاصل ندارد و در حقیقت مرجع شان یکی بود و عدم از براے خود نیست بدیگرے چه کار آید
و خود را نمیتواند بر داشت دیگرے را چگونه بر دارد و تحقیق مبحث آنست که چون عکوس اسما
و صفات در مرآت عدم ظاهر گشته است بظاهر قیام آنها بآن مرآت می نماید و آن مرآت در رنگ
ذات آنها باعتبار قیام وے متخیل میگردد و فی الحقیقت قیام آنها باصل خود است و تعلق
بمرآت ندارند وجز در توهم آنها را بمرآت عدم کارے نیست جوهریت و ذاتیه آن مرآت اینجا
چه گنجایش دارد عدم قابلیت عرض بودن ندارد و جوهر چگونه بود و این عارف تام المعرفت که
واصل مرتبهٔ ذات است تعالی و تقدس و بقاے به ذات یافته و همه وقت حکم عنقاے
مغرب دارد که عزیز الوجود و غریب الوقوع است بعد از فنا و بقاء ذاتی بوی کرامت فرموده‌اند
که قیام این ظلال و عکوس و اسما و صفات که حقیقت اوست بآن ذات بود چنانچه اصول اینها
را که اسما باشند قیام بحضرت ذات است ظلال آن اسما را قیام به پرتو آن ذات باشد
که بعارف عطا فرموده است پس این عارف مرکب از جوهر و عرض باشد و سائر افراد ممکن مجرد
اعراض باشند که از جوهریت شائبه ندارند خوش گفت صاحب فتوحات مکی که عالم اعراض
مجتمعه است که قیام بذات واحد دارد اما شیخ قدس سره دو دقیقه را اینجا فرو گذاشته است
یکے آنکه عارف اکمل را ازین حکم استثنا نفرموده است دوم آنکه قیام او بذات
احد داشته تعالی و حال آنکه قیام او باصل خود است که اسما و صفات باشند نه بذات
تعالی هر چند اسما و صفات را قیام بذات باشد چه حضرت ذات را از عالم استغناء ذاتی است
قیام عالم بآن درجهٔ علیا چه رسد و عالم چه باشد که هوس قیام بآن ذروهٔ قصوی نماید ؎
تا تماشا کنان کوته دست :. تو درخت بلند بالائے :. و معاملهٔ این عارف از عالم
جدا است و حکم او از احکام عالم مستثنی و بجبت ذاتے بحکم المرء مع من احب از اصل خود

در مرتبۂ ذات اثبات نمودہ آید عین ذات متوجہ خواہد بود نہ وجہ اعتبار ذات چہ جمیع وجوہ و اعتبارات دران مرتبہ مسلوب گشتہ است و بغیر از ذات نماندہ پس ناچار آن توجہ کہ عین ذات است نیز نصیبے از بیچونی خواہد داشت پس راست آمد کہ توجہ و متوجہ در رنگ متوجہ الیہ بیچون خواہد بود ہر چند از بیچون تا بہ بیچون فرق بسیار است ما للتراب و رب الارباب لہذا در توجہ و متوجہ نصیبے از بیچونی اثبات نمودہ است کہ بیچون حقیقی متوجہ الیہ است فقط و ہرگاہ ذات و کنہ ممکن مجہول الکیفیت و بیچون باشد و ہیچ در اثبات نیاید ذات واجب تعالے کہ در کمال لطافت و تقدس و تنزہ است چگونہ مدرک شود و کدام حاصل ازان بدست آید

؎ آگہ از خویشتن چو نیست چنین　چہ خبر دارد از چنان و چنین

ارحم الراحمین از کمال رافت و مہربانی در ممکن کہ سراسر چون است نصیبے از بیچون عطا فرمودہ تا از بیچون حقیقی آگاہے پیدا کند دگر فتارے آن حاصل نماید ؎ و للارض من کاس الکرام نصیب و آنکہ معرفت کنہ ذات را محال گفتہ اند معرفت متعارف خواہد بود کہ از عالم کیف و چون است تعلق آن بہ بیچون محال است اما امریکہ از عالم بیچون بود و باتصال بیچون بہ بیچون واصل گردد و مخطے ازان دولت عظمےٰ فراگیرد چرا محال بود معرفۃ غریبۃ و مسئلۃ عجیبۃ فلما ظہرت الی الآن من اہل الکشف والعرفان این ذات مجرد کہ نصیبے از بیچونی دارد و بتفصیل بیان یافتہ است محصول بعارف تام المعرفت است کہ واصل حضرت ذات مجرد گشتہ است تعالی و تقدس و فنای و بقای دران درجۂ علیا حاصل کردہ و این دولت اثر آن بقاے ذات است و سائر ممکنات راکہ سوای آن عارف باشند نصیبے از ذات نیست و صلا ذات مدار اند کہ صفات ایشان بآن قائم باشد بلکہ وجود شان ظلال اسما و صفات است عکوس شیون و اعتبارات کہ قیام باصل خود دارند کہ اسماء و صفات باشد نہ بامرے کہ تعبیر ازان بہ ذات نمودہ آید لطائف سبع انسانے کہ جامع ترین ممکنات است اگر خفے است و اگر اخفے اثر صفات است و جسمانے و روحانے او پر تو اسماء و اعتبارات ذات تعالے و تقدس از نفس ذات دروے تعبیر نفرمودہ اند و قیام آنہا بآن ذات مدادہ سوال اسماء و صفات را قیام بخود نیست بلکہ قیام شان بذات است تعالے

ظلیت مطلبد کہ ظہور در مرتبۂ ثانیست و نصیب از نفس ذات کہ گفتہ شد شائبۂ ظلیت را بر نتابد و از نفس
تجلی و ظہور ہم روپوش گردد ظہور ذات کہ بصفتے از صفات کائن گردد آنہم ظہور ذات است
در مرتبۂ ثانی اما تجلی ذات نیست بلکہ تجلی اعتباری از اعتبارات ذات است تعالی و تقدس
چہ ذات عز شانہ جامع جمیع اعتبارات است بلکہ منزہ از جمیع پس تجلی اعتباری از اعتبارات تجلی
ذات نبود **سوال** شیخ محی الدین بن العربی و تابعان او قدس اللہ تعالی اسرارہم تعین اول را تجلی
ذات گفتہ اند و آن ظہور ذات است بتعین علمی جملی کہ اعتباری از اعتبارات ذات است اگرچہ جامعیت دارد
جواب آنچہ معتقد این درویش است آنست کہ آن ظہور علمی جملی کہ تعبیر از آن بتعین اول
کردہ اند ہم تجلی ذات نیست کہ با خود شیونے از شیونات ذات است تجلی ذات جامع جمیع
شیون و اعتبارات است بلکہ فوق جمیع شیون و اعتبارات اعتبار علم آنجا در رنگ سائر اعتبارات
ذات است کہ دست وصول شان از دامن غبار آن مرتبۂ مقدسہ کوتاہ است اگر گویند ظہور
در مرتبۂ ثانی مقصور بر علم است چہ در خارج نفس ذات است تعالی پس ظہور آن در مرتبۂ ثانی در خانۂ
علم خواہد بود چہ ظہور در علم است یا خارج شق ثالث بیّن نگشتہ است تا آنجا ظہور را اثبات نمودہ آید
گوئیم قادرے کہ بشان علم کہ اعتبارے است از اعتبارات ذات ظہور فرمودہ است توانا است کہ
بر نہجے ظہور فرماید کہ اعتبار ظہور علم بعض آن ظہور جامع بود بلکہ بر نہجے ظہور نماید کہ اعتبار علم
و سائر اعتبارات را آنجا گنجایش نباشد آن مرتبۂ ظہور جامع ماوراے مرتبۂ خارج و مرتبۂ علم بود
کہ ظل خارج بود و بعلم کار نداشتہ باشد و تجلی ذات را مقید بہ تعین علم ساختن دریا را بکوزہ
در آوردن است بلکہ آب را در سراب جستن شاعرے گوید ؎ کسے در صحن کاچی قلیہ جوید +
اضاع العمر فی طلب المحال + آرے اعتبار علم جامع ترین سائر اعتبارات ذاتست آنقدر شمول
کمالات ذات کہ در وی است در ہیچ اعتبارے نیست اگر بر سبیل تجوز ظہور علمے را ظہور ذات
گویند و بر آن اطلاق تجلی ذات نمایند گنجایش دارد اگرچہ از اطلاقات ایشان بعید است
و از مذاق شان مستبعد کما لا یخفی علی الناظر فی کلامہم **سوال** شیخ محی الدین بن
العربی قدس سرہ رویت اخروی را بصورت لطیفۂ جامعۂ مثالیہ مقرر ساختہ است معتقد
درین مسئلہ چیست **جواب** رویت صورت جامعۂ مذکورہ رویت حق نیست جل و علا

گذشته معیت با اصل اصل خود پیدا کرده است و خود را دران اصل اصول فانی ساخته اکرم الاکرمین
بمقتضاے کریمۂ هل جزاء الاحسان الا الاحسان مکافات فناء او را بقاء او فرموده است و در آنجه
فانی شده بود بآن باقی گردانیده و مظهر ذات و اسماء و صفات خود کرده و مرآت جامع ساخته
پس سائر افراد عالم در جنب جامعیت این عارف عاشق حکم قطره داشته باشد بنسبت بدریاے
محیط چه اسما و صفات را در جنب حضرت ذات تعالے هیچ قدرے و مقدارے نیست قطره را
هم قدرے هست نسبت بدریا و اینان را در جنب آنحضرت توان گفت که آن هم نیست ازینجا
علم و معرفت و درک و ادراک این عارف نسبت بدیگر قیاس باید کرد و عظم و علو او در اینجا
باید فهمید ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم این صاحب دولت را که بقاء
ذاتی مشرف ساخته اند و ذاتے داده اند که قیام صفات او مثل علم و قدرت بآن ذات
باشد چنانچه اول قیام باصول شان بوده در رنگ سائر افراد عالم وجود این بقاء
اکمل اطلاق کلمۂ انا که از وے زائل شده بود عود نمی نماید و در هیچ مرتبۂ از مراتب بقاء
اطلاق انا بر خود نمی تواند کرد زیرا که بقاے اکمل متفرع بر فناے اتم است که نام
و نشان اطلاق کلمۂ انا برابر داشته است گنجایش بود هم نگذاشته الزائل لا یعود
قضیۂ مشهوره است و آنکه عود می نماید زائل نگشته است مغلوب و مستور شده بود بعروض
عارض سر کشیده است و غالب آمده فان المغلوب قد یغلب باید دانست که نصیب از مرتبۂ علیای
حضرت ذات تعالے و تقدس مخصوص باین صاحب دولت است که بحصول ذات باقی گشته
است و صفات او تعالے قیام داشته ماسواے آن هر قسم فنا و بقاے که پیدا کند نصیب او
از اسماء و صفات است نه از ذات تعالے و تقدس هر چند اسما و صفات را از ذات تعالے
انفکاکے نیست اما نصیبے از ذات دیگر است و نصیبے از صفات دیگر اگرچه عین عدم
انفکاکے صفات از ذات جمعے را در توهم انداخته و نصیب صفات را نصیب ذات دانسته اند
لیکن هر کدام را علامات و امارات دیگر است و علوم و معارف دیگر که بر ارباب وصول این
دولت عظمی مخفی نیست لیکن پوشیده نماند که تجلی ذاتے مخصوص باین بزرگی نیست
روا است که غیر او را نیز تجلی ذات شود اما نصیب از نفس ذات تعالی نشود چه تجلی نحوی

شیخ است قدس سرہ کہ گاہی بادہمہ جنگست وگاہی صلح اوست کہ سخن معرفت وعرفان بہ انبیاء نہادہ است
وشرح وبسط دادہ واوست کہ از توحید واتحاد تفصیل سخن گفتہ است ومنشاء تعدد
وتکثر را بیان فرمودہ است واوست کہ وجود را بالکل بحق دادہ است جل وعلا وعالم را
موہوم ومتخیل ساختہ واوست کہ تنزلات مر وجود را اثابت گردانیدہ است واحکام ہر مرتبہ را
جدا کردہ اوست کہ عالم را عین حق دانستہ است جلشانہ وہمہ اوست گفتہ وباوجود آن
مرتبۂ تنزیہ حق سبحانہ وراء عالم یافتہ است واز دید ودانش اورا سبحانہ منزہ ومبرا دانستہ
مشائخی کہ از شیخ متقدم اند درین باب اگر سخن گفتہ اند باشارت وبارموز گفتہ اند وبشرح
وتفصیل آن نپرداختہ وآنانیکہ ازین طائفہ بعد از شیخ آمدہ اند اکثر شان تقلید شیخ اختیار
کردہ اند بر طبق اصطلاح او سخن راندہ ما پس ماندگان نیز از برکات آن بزرگ استفاضہ
نمودہ ایم واز علوم ومعارف او حظ وافر گرفتہ جزاہ اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء غایۃ الی الباب
چون بحکم بشریت مظان خطا ومجال صواب بایکدیگر مختلط است وانسان گاہے در احکام مخطی
وگاہے مصیب است لاجرم موافقت احکام سواد اعظم اہل حق را مصداق صواب باید ساخت
ومخالفت آنرا دلیل خطا باید دانست قائل ہر کہ بود ومقول ہر چہ باشد مخبر صادق فرمودہ است
علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بالسواد الاعظم ونیز مقرر است کہ تکمیل صناعت
بتلاحق افکار است واختلاف انظار سیبویہ را ہرچند توان گفت کہ بانی احکام علم نحو است
اما نحوی کہ بتلاحق افکار متاخران واختلافات انظار شان کمال وتنقیح پیدا کردہ است چیزے
دیگر است وزیب وزینت دیگر یافتہ توان گفت کہ نوع دیگر گشتہ است واحکام علیحدہ یافتہ
ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا

مکتوب ہشتادم بعز حضرت

مخدوم زادہ محمد معصوم سلمہ اللہ سبحانہ در استناد اشیا بذات موہوب عارف الحمد للہ الذی

ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق علیہم الصلوات
والتسلیمات ہر ظلے را با اصل خود شاہراہے است وہیچ خارے وخسکے درمیان شان
حائل نیست اگر خار وخسک است اقبال او بخود است واعراض او از اصل وظل پیش از
امانت واز اصل نیست چہ ہرچہ او دارد از حسن وکمال وجود وتوابع وجود ستفاد از اصل است

رویت ظہریست از مظاہر کمالات او سبحانہ کہ در عالم مثال حصولی پیدا کردہ است ؎ یراہ المؤمنون
بغیر کیف ٭ و ادراک وضرب من مثال ٭ رویت حق سبحانہ برویت صورتے قرار دادن فی الحقیقت نفی
رویت حق کردن است جل وعلا وایں صورتے کہ در عالم مثال حاصل گردد ہر چند جامع باشد باندازۂ
عالم مثال خواہد بود و عالم مثال ہر چند وسعت دارد یکے از عوالم مخلوقۂ اوست تعالیٰ جامعیت
صورتے کہ در وے بود چہ گنجائش دارد کہ جمیع کمالات وجوبیہ را جامع باشد و ہمہ را ضبط نماید
تا مرآت آن مرتبۂ مقدسہ گردد و رویت او برویت آن شود تعالیٰ ہرگاہ صفت علم کہ از صفات
وجوبیہ است و جامع ترین صفات ذاتیہ گنجائش ندارد کہ جامع جمیع صفات و اعتبارات ذاتیہ بود چنانچہ
تحقیق آن بالا گذشت عالم مثال کہ ممکن و مخلوق است چہ بود کہ صورتی در وے جامع جمیع کمالات وجوبیہ
باشد و اگر فرضاً و تقدیراً آنرا جامع گویم ظلّے از ظلال آن مرتبہ مقدسہ خواہد بود و رویت ظل
فی الحقیقت رویت اصل نخواہد بود مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام رویت اخروی را
برویت قمر لیلۃ البدر تشبیہ فرمودہ و ہیچ خفایہ نگذاشتہ و رویت ظل در رنگ قمر است در طشت
آب کہ ارباب فطرت علیہ آنرا بہ پسندند اینقدر در درک می در آید کہ ظہور آن مرتبۂ مقدسہ در بیرون
خانۂ علم تواند کہ حاصل گردد از ظل مرتبۂ خارج ثبوت پیدا کند کمامرو آن ظہور جامع را در خانۂ علم ظلی
بود کہ تعبیر از ان بتعین میمایند و آن ظل جامع را در عالم مثال ظل دیگر بود جامع کہ مرآتیہ ظل جامع
علمے نماید و این ظل جامع مثالے کہ بصورت لطیفہ در عالم مثال ظاہر گردد و بصورت انسانے
کائن باشد کہ جامع ترین مخلوقات است ان اللہ خلق آدم علی صورتہ تواند بود کہ باین
اعتبار آمدہ باشد اما رویت حق آنست جل وعلا کہ ماوراے ظہورات و صور بود و از عالم
بی کیف و بیچون باشد ایمان برویت اخروی باید آورد و بہ ہیچ کیف و چند و چون نباید پرداخت
خلق و وجود آخرت را بخلق و وجود دنیا ہیچ نسبتے نیست تا احکام یکے را بر دیگرے
قیاس نمودہ آید چشم آنجا دیگر است و فہم و ادراک آنجا دیگر آنرا دوام ابدی ہست و این را زوال
و فنا در قفا آنرا سراسر نظافت و لطافت است و این راخبث و کثافت و شیخ قدس سرہ
حق را جل وعلا در بیرون خانہ علم ظہوری اثبات نمی نماید و در ماوراے مجالے و مظاہر شہود
مشاہدہ و رویت تجویز نمیکند ؎ آن الشاتند و من چنینم ٭ یارب چہ تو ان کرد درین عرصہ

اعتبار پس عالم را از مرتبۂ مقدسۂ حضرت ذات تعالی جز حرمان نصیب نبود و وصل و اتصال را
گنجایش نباشد لیکن عادت الله جاری گشته است که از کمال رحمت و رافت خود بعد از قرون
متطاوله و ازمنه متباعده صاحب دولتے را بعد از فناء اتم بقائے اکمل مے بخشد و انموذجے
از ذات اقدس او را عطا میفرمایند که قیام او چنانچه اول باصل خود بوده که اسما و صفات باشند
الحال قائم باین انموذج باشند و مجموع آن اعراض سابقه که داشت و این ذات موهوب
حقیقت او بود و کمال انسانی او بانجام رسد و نعمت در حق او تمام گردد سخنے میگوئیم نیک استماع
نمائی که قیام عارف مخصوص بآن ذات موهوب نیست بلکه تمام افراد عالم را که اعراض مجتمعه اند
چنانچه اول قیام اسما و صفات داشتند الحال قیام آنها بآن ذات موهوب مربوط ساخته اند
و بآن یک ذات همه را قائم گردانیده ع خاص کند بندهٔ مصلحتِ عام را + سر خلافت انسان که در
کریمه انی جاعل فی الارض خلیفة آمده است اینجا متحقق میگردد و حقیقت خبر ان الله خلق آدم
علی صورته درینمقام واضح میشود و آنکه گفتیم که انموذجی از ذات اقدس او را عطا مے فرمایند
از تنگی میدان عبارت است والا انموذج را آنجا چه گنجایش ست و کدام چیز است که بصورت او
بر آید و صورت را اینجا چه مجال است باید دانست که این قسم بزرگ در یک عصر متعدد نمیشود
هرگاه بعد از قرون متطاوله پیدا شود تعدد آن در یک عصر چه صورت دارد و اگر تعین مدت
ظهور این قسم دولت نموده آید مگر اقل آنرا باور کنند ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من
امرنا رشدا باید دانست عارفے را که بقائے ذاتے مشرف سازند آن ذات موهوب بیچونی
خواهد داشت و ورای جمیع وجوه و اعتبارات خواهد بود چه هر چه چون است مقید بوجه و اعتبار
است تا بیچون نشود از وجه و اعتبار نرهد ذاتے را که نصیب از بیچونی دارد شاه راهیست
بذات بیچون حقیقی جل شانه چنانچه وجه و اعتبار ظل را راهی است بوجه و اعتبار که اصل آن
ذات مجرد و ظل را که عطا فرموده اند نیز شاه راهیست بذات مجرد بیچونی و این ذات موهوب کنه
عارف است چه کنه آنست که ورای جمیع وجوه و اعتبارات بود و این ذات ماورای جمیع اعتبارات است
و سائر افراد عالم را کنه نیست که تمامی وجود شان وجوه و اعتبارات است ذاتی نیست ماورای اعتبارات
که آنرا کنه گفته شود پس چون در ایشان کنه نباشد از کنه اصل چه نصیب شان بود کنه است

عدم است کہ بے توسط اصل گر نصیب او شده باشد و آن لا شئے محض است و مجرد اعتبار و این
ظل از کمال نادانی اصل خود فراموش ساختہ امانات او را او خود انگاشتہ است و خیانت در
امانت نموده با وجود قبح ذاتے کہ او را از عدم دارد خود را حسین و کامل دانستہ لیکن
با وجود اقبال بخود و اعراض از اصل او را محبتے و میل طبعی باصل خود کائن است دائم
پاینده بلکہ محبتے کہ بخود دارد همان محبت فی الحقیقت باصل متعلق است زیراکہ حسن و
کمال کہ متعلق محبت است از اصل است نہ از وی کہ غیر از عدم و قبح از خود چیزے دیگر ندارد کہ
محبت بآن تعلق گیرد کما حقق غیر مرة وچون بکرم خداوندی جل سلطانه این مرض خود بینی ازوے
زائل گردد و از جهل مرکب کہ داشت باز آید و امانت را از اهل امانت داند و بجائے
اقبالیکہ بخود داشت اعراض از خود پیدا کند و اعراض کہ از اصل داشت باقبال آن
مبدل شود این زمان رشتۂ سعادت بدست آید و امید وصول باصل حاصل گردد غایت
مافی الباب چون عالم ظلال اسما و صفات واجبی است تعالی اصول آن هم اسما و صفات خواهد بود
و این ظلال اعراض اند کہ قیام آنها باصول خود است کہ اسما و صفات باشند وجوهری درمیان
اینجا نیست کہ بوی قائم بوند نظام از معتزلہ بحکم ان الکذوب قد یصدق برین سر آگاه شده
گفتہ است کہ عالم تمامه اعراض است و جوهرے درمیان اینجا نیست کہ بوے قائم باشند اما
خطا کرده است کہ قیام این اعراض را بانفسها گفتہ است و از اصول اینها غافل مانده کہ
بآن قیام دارند و از صوفیہ شیخ محی الدین بن العربی قدس سره عالم را اعراض مجتمعہ
نفرموده است و قیام آنها بذات حق دانستہ جل وعلا نہ باسما و صفات کہ اصول آنها است

فیا لیت شعری ما معنی القیام بالذات المجردة عن جمیع الوجوه والاعتبارات ولا معنی للقیام
ثمه الا الاختصاص الناعت ولا نعت ثمه فلا قیام وایضا ان القیام من جملة الوجوه و

الاعتبارات المتعینة فلا معنی لاثباته فی تلک المرتبة المقدسة وچون افراد عالم ظلال اسما و صفات
باشند ناچار وصول شان باصول شان خواهد بود کہ اسما و صفات باشند و اگر باصول اصول
هم برسند منتهی بذات مجرد و مقدس نخواهد بود و از آنجا پیش نخواهد گذشت و اصالت مارا هم
آنجا گنجائشے نیست کہ عطاء ذاتی است آنجا از همه چہ اسم بود و چہ صفت و چہ شان و چہ

متلون بوده الحال این وارد قوی که بشعور رساخته بود بر لطیفهٔ روح تو فرود آمده است و روح را در تصرف خود در آورده ان الملوک اذا دخلوا قریة افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة چون انتشار و نش و شعور که روح بوده است مغلوب وارد گشت بیهوشی نقد وقت آمد این وقت کار و بار شما بلطیفهٔ روحی متعلق است در حلقه امروزه پاره امداد و اعانت در تکمیل این نسبت بوقوع آمده است و ظهور اثر آن مشهود شده معلوم شد که وسعتے پیدا کرده است و در صدد سرایت است حضرت حق سبحانه تعالی بانجام رساناد و واقعهٔ دوم که نوشته بودند و تلاقی پروین و بنات النعش را در منزل خود یافته تعبیر آن مناسب تعبیر واقعهٔ اولے است که جمیع نسبت قلبی و نسبت روحی را تلاقی این دو قسم کوکب نموده اند در پروین چون انتظام کواکب است بقلب مناسب است و بنات النعش چون انتشار دارد بروح مناسب واقعهٔ دوم اگر بعد از واقعهٔ اولی ظاهر گشته است درست است و جمع حصول دو نسبت نموده و اگر پیش است هم درست است چه لباست که نسبتے حاصل گردد و ظاهر نشود و حصول آنرا نموده اند و بعد از ان بواقعهٔ دیگر ظاهر ساخته اند والله سبحانه اعلم بالصواب سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا والسلام

مکتوب هشتاد و دوم

بحضرت مخدوم زاده ها خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم مد ظلهما در اظهار آلام مهاجرت بالبعض بشارات

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی فرزندان گرامی بجمعیت صوری و معنوی متحقق باشند درین سفرها و محنتها هیچ المی برابر مفارقت آن دو فرزند عزیز نمی یابد و کم است که از یاد شان فارغ باشد هرچند وصول توکلیم از منعم حقیقی جلشانه بشیتر تذکر احبه دور افتاده زیاده تر سوانح جدیده روز بروز در مسوده می آید و بیاض میرسد اما کسیکه درک کند کیست و آن و آنکه حظ بگیرد کدام خواجه محمد هاشم مغتنم است که ذوق فهم سخن دارد و فی الجمله متلذذ میگردد و لیکن درین سفر اجمیر از شدت محن از مخلصان صحیح العذر گشته است چندے و مگر موافقت کند حسبنا الله و نعم الوکیل + رفقاهم لم اذا دواق هم کم الیس الله بکاف عبده دیگر از مفارقت شما در آزار بوده شبی بعد نماز تهجد می بیند که شما هر دو برادر با یکے ازین یاران پیش وکیل باد شاهی رفته اید و نوکر باد شاه گردیده و تجویز نوکری را بآن وکیل تفویض نموده اند که هر کرا قابل داند نوکر گیرد و هر کرا تجویز میکنند بر ورقے چهره او می نویسند و نوکر میگیرند ازین هر سه شما چهرهٔ هر دوی شما را نوشته است

کہ بکنہ راہ دارد و وجہ را بکنہ چہ مناسبت کہ گویا محاذی کنہ افتادہ است و وجہ را از کنہ انحراف است
بکنہ چگونہ رسد ہرچند دورتر رود دورتر افتد ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ٭ کین رہ کہ تو
میروی بترکستان ست ٭ اطلاق محاذات کنہ بر کنہ از تنگی مجال عبارت است محاذات در آن
حضرت چہ صورت دارد لیکن آن معنی بیچون در صورت مثالی چون بصورت محاذات متمثل
میگردد اطلاق محاذات بر سبیل تجوز نمودہ می آید ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا بشنو
بشنو چون افراد عالم را کہ اعراض مجتمعہ اند قیامی بذات موہوب عارف پیدا شد چنانچہ گذشت
نسبتی نیز ایشان را بتوسط آن ذات عارف بذات اقدس جلشانہ ہویدا گشت نصیبی احاد اورا
ازین راہ از ان مرتبہ مقدسہ ہم حاصل آمد چہ ذات اینہا ہمان ذات عارف است گویا بتوسط
ذات خود ارتباط بیچون بذات بیچون پیدا کردہ اند مع ذلک انتساب ایشان بذات اقدس
بتوسط عارف است کہ آن ذات فی الحقیقت ذات عارف است سخنی غریب بشنو
ہر کسی را کہ بذات خود انتسابی بذات اقدس است جلشانہ و وصول است بہ بیچون آن
مرتبہ مقدسہ آن کس در اخذ فیوض و برکات از ان مرتبہ مقدسہ اصالت و استقلال دارد
و توسطی در میان نیست و وسائط در ما دون آن مرتبہ منزہ است ہر کسی را از واصلان
آنجا بقدر استعداد خود نصیبی است بطریق اصالت واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا
والسلام علی من اتبع الہدی

مکتوب ہشتاد و یکم بخواجہ جمال الدین حسین در حل معاملہ و تعبیر
واقعۂ او ٭ بعد الحمد والصلوات و تبلیغ الدعوات معلوم فرزندی اعزی نماید کہ صحیفۂ شریفہ
کہ ارسال داشتہ بودند چون متضمن عافیت و جمعیت صوری و معنوی بود فرحت بخشید
واقعۂ کہ رو دادہ بود نوشتہ بودند و تعبیر آنرا خواستہ اند اندراج یافتہ بود کہ در وضو ساختن
بود کہ یکبار بیہوش گشتہ افتاد گویا جان از بدن بر آمد و چون باز بافاقہ آمد نوری دید بمثال
آفتاب درخشندہ کہ از غایت لطافت بیہوش ساختہ بود چنانچہ شخصی محبوبی را ببیند و در پرتو
جمال وی محو گردد و نامی و نشانی از وی نماند مکشوف فرزندی باد کہ انسان مرکب
از لطائف سبعۂ مشہورہ است و ہر لطیفہ را کار و بار دیگر است و احوال و مواجید
دیگر تا این زمان احوال و اذواق فرزندی تعلق بلطیفۂ قلب داشتہ و بہ تلوینات قلب

خطور نکند و اگر بتکلف احضار غیر نماید میسر نشود و بواسطهٔ النسیانی که از غیر مذکور دل را حاصل گشته است
واین نسیان که دل را از جمیع ماسوای مطلوب حاصل گشته است مقدمهٔ حصول مطلوب است و میسر
وصول اوست از حصول مطلوب و وصول حقیقی بمقصود زیاده چه نویسد که وراء وراء است ع
کیف الوصول الی سعاد و دونها ۔ قلل الجبال و دونهن حتوف ۔ و چون برادر عزیز این سبق را
بعنایة الله سبحانه بانجام رساند طلب سبق دیگر نماید والله سبحانه الموفق والسلام علی من اتبع الهدی
مکتوب هشتاد و پنجم بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد معصوم در وعظ حفظ اوقات احوال
و اوضاع اینجا و مستوجب حمد است المسئول من الله سلامتکم واستقامتکم بمشیة الله سبحانه
اگر اجمیر رسیده شد و از این عقبات شدائد راه گرمای مفرط بجائی میگذشت بشما خواهد نوشت
و خواهد طلبید ان شاء الله تعالی بالجمعیت باشند و همت خود را تمامی مصروف مراضی مولای
جلشانه سازند مبادا در فراغت افتند و حظ نفس نمایند و باهل و عیال موانست تمام پیدا کنند
و فتوری در کارخانه هم نمایند جز حرمان و ندامت وقت نخواهد بود و سود نخواهد داشت
این صحبت و این دولت را مغتنم دانند و باهم امور گذرانند خیر شرط است معارف
جدیده که نوشته شده است همه سبق بعد سبق شما است سرسری نگذارند و بجد و جهد
در مطالعهٔ آن کوشند شاید دریچه از مکنونات آن منکشف گردد و سرمایهٔ سعادت شود
در مادهٔ شما بشری یافته ام که در مکتوبی نوشته بخواجه محمد هاشم کشمی سپرده ام که بشما رسانند امید
که بکرم خود حق سبحانه و تعالی شما را ضائع نگذارد و بقبول فرماید اما ترسان و لرزان باشند و
بلهو و لعب نگذرانند بعد صحبت مبادا تاثیری نمانند و بحضرت حق سبحانه ملتجی و متضرع باشند و بقدر
ضرورت با اهل حقوق اختلاط نمایند و خاطر داری کنند و با جماعهٔ مستورات بوعظ و نصیحت زندگانی
نمایند و امر معروف و نهی منکر در حق ایشان دریغ نکنند و جمیع اهل خانه را بنماز و صلاح و اتیان احکام
شرعی ترغیب نمایند فانکم مسئولون عن رعیتکم حق سبحانه و تعالی شما را علم داده است عمل بر وفق
آن نیز کرامت فرماید و بر آن استقامت دهد آمین **مکتوب هشتاد و ششم** بدرویش حبیب خادم در ذکر
ظهور خوارق و قلت آن + ارتکاب فضول مباحات باعث قلت ظهور خوارق است علی الخصوص
که کثرت مباشرت فضول بحد مشتبه رساند و از آنجا عیاذاً بالله سبحانه بحوالی محرم آرد

و تجویز نوکری نموده و آن یار سوم را چهره ننوشته و نوکر نگرفته من از شما میپرسم آن ثالث را چرا چهره ننوشت شما گفتید که در وقت چهره نوشتن روی خود را نزدیک روی او آورده و نیک ملاحظه نمود گفت سیاهی دارد یا نزدیک باین لفظ چیزے گفته و ننوشته حمداً ﷲ سبحانه که خاطر از جانب هر دوی شما جمع گشت که قبول کردند اما از ان یار ثالث خاطر در آزار ماند که تجویز نشد کاش بنوکری نوکران بادشاه قبولش فرمایند العاقبة بالخیر

مکتوب هشتاد و سوم بحضرات مخدوم‌زادهاے کبار سلمها ﷲ تعالی در برکات عسکر که بودن دران باختیار است فرزندان گرامے بجمعیت باشند مردم همه وقت محنت های مارا در نظر میدارند و مخلصے ازین مضیق میطلبند نمیدانند که در نامرادی و بے اختیاری و ناکامی چه بلا حسن و جمال است و کدام نعمت برابر آن ست که این کس را بے اختیار از اختیار او بر آرند و باختیار خود او را زندگانی دهند و امور اختیاری او را نیز تابع آن بی اختیاری او ساخته از دائرهٔ اختیار او بر آرند و کالمیت بین یدی الغسال در ایام حبس گاهے که مطالعه ناکامی و بے اختیاری خود می نمودم عجب حظ میگرفتم و طرفه ذوق مییافتم بلے ارباب فراغت ذوق ارباب بلا را چه دریابند و از جمال بلاے او چه درک نمایند طفلان را حظ منحصر در شیرینی است و آنکه از تلخی حظ فرا گرفته است شیرینے را بجوے نمیخرد ع مرغ آتشخواره کے لذت شناسد دانه را ؛ والسلام علی من اتبع الهدی

مکتوب هشتاد و چهارم بحافظ عبد الغفور در آداب این طریقه علیه الحمد ﷲ و سلام علی عباده الذین اصطفی طالب این راه را باید که بعد تصحیح عقائد بموجب آراے صائبه اهل حق شکر ﷲ سعیهم و بعد از علم باحکام فقهیهٔ ضروریه و بعد از عمل بمقتضاے علم جمیع اوقات خود را مصروف ذکر الٰهی جل شانه گرداند بشرطیکه آن ذکر را از شیخ کامل مکمل اخذ کرده باشند زیرا که از ناقص کامل نیاید و اوقات خود را بذکر بر نهجے معمور دارد که بغیر از اداے فرائض و سنن مؤکده بهیچ چیز نپردازد حتے که تلاوت قرآن و عبادات نافله را نیز موقوف دارد و باوضو و بے وضو ذکر گوید و ایستاده و نشسته و افتاده بهمین کار مشتغل باشد و در آمد و رفت و در خور و خفت از ذکر خالی نباشد ؎ ذکر گو ذکر تا ترا جان است ؛ پاکی دل ز ذکر یزدان است ؛ چندان بدوام ذکر پرداز د که غیر مذکور از ساحت سینه او رخت بر بندد و از ماسواے مذکور نام و نشانے در باطن او نماند تا آنکه ماسواے بطریق خطره هم در دل او

بیاید

ملوثات دنیاے دنیہ چہ ہر قدر کہ از حوائج ضروری ست داخل دنیا نیست وانچہ فضول ست
از دنیاست و نفع دیگر در ریاضات واقتصار بر ضرورت قلت محاسبہ و مواخذۂ آخروی ست
وایضاً سبب ارتفاع درجات اخرویہ است چہ ہر قدر کہ در دنیا محنت ست اضعاف آن در آخرت
مسرت ست پس وجوہ دیگر ہم از برائے ریاضات و مجاہدات انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات
سوائے وجہے کہ بالا مذکور شد پیدا گشت پس واضح شد کہ ریاضات واقتصار بر ضروریات مباحہ
اگرچہ بغرض وصول درراہ اجتبا نیست اما فی حد ذاتہا محمود و مستحسن ست بلکہ نظر بر فوائد مذکورہ
ضروری و لازم ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع
الہدیٰ

مکتوب ہشتاد و ہفتم

بمولانا صالح کولابی در اسرار مرادی و مریدی حضرت ایشان مدظلہ العالی الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی من ہم
مرید اللہ ام و ہم مراد اللہ عزشانہ سلسلۂ ارادت من بے توسط ید اللہ متصل است
تعالیٰ و ید من نائب مناب ید اللہ است سبحانہ و ارادت من بمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بوسائط کثیرہ است در طریقہ نقشبندیہ بست و یک واسطہ درمیان ست و در طریقہ قادریہ
بست و پنج و در طریقۂ چشتیہ بست و ہفت و ارادت من با اللہ تعالیٰ قبول وساطت
نمی نماید چنانچہ گذشت پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام صلی اللہ علیہ وسلم و ہم ہم پیر و پس
نزد او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر خوان این دولت ہر چند طفیلی ام اما ناخواندہ نیامدہ ام
و ہر چند تابعم اما از اصالت بی بہرہ نیم و ہر چند امتم اما شریک دولتم نہ شرکتے کہ از ان دعوائے
ہمسری خیزد کہ آن کفر ست بلکہ شرکت خادم ست با مخدوم تا نہ طلبیدہ اند بر سفرۂ این دولت
حاضر نشدہ ام و تا نخواستہ اند دست باین دولت دراز نکردہ ہر چند اویسے ام اما مربے
حاضر و ناظر دارم ہر چند در طریقہ نقشبندیہ پیر من عبد الباقی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما متکفل
تربیت من الباقی ست جل جلالہ و عم نوالہ من بفضل تربیت یافتہ ام و براہ اجتبا رفتہ سلسلۂ من
سلسلۂ رحمانی ست کہ من عبد الرحمٰن ام چہ رب من رحمٰن جل شانہ و عم احسانہ و مربے من
ارحم الراحمین و طریقۂ من طریقۂ سبحانی ست کہ از راہ تنزیہ رفتہ ام و از اسم و صفت جز ذات
تقدس و تعالیٰ آن خواستہ این سبحانی نہ آن سبحانی ست کہ بسطامی باان قائل گشتہ ست کہ آنرا

کرامات کو و خوارق کجا هر چند دائره مباشرت مباح تنگ‌تر گرفته شود و بقدر ضرورت اکتفا نموده آید گنجائش
کشف و کرامات بیشتر شود و راه ظهور خوارق کشاده‌تر باشد ظهور خوارق شرط نبوت است نه شرط ولایت
چه اظهار نبوت واجب است نه اظهار ولایت بلکه ستر و اخفا درین مرتبه اولے است زیرا که آنجا دعوت خلق است
و اینجا قرب حق جل شانه و معلوم است که دعوت را اظهار لازم است و قرب را استتار مناسب کثرت ظهور
خوارق از ولی دلالت بر فضیلت او بر دیگران که آنقدر خوارق از ایشان بظهور نیامده است
ندارد بلکه رواست که ولی باشد که اصلا خارقی از وی بظهور نیاید و افضل باشد از اولیائے که اظهار خوارق
نموده اند چنانچه شیخ الشیوخ تحقیق این معنی در کتاب عوارف فرموده است هرگاه در انبیا علیهم الصلوة
والسلام ظهور قلت و کثرت خوارق که شرط نبوت است موجب فاضلیت و مفضولیت نباشد
در ولایت که شرط نیست موجب تفاضل چرا باشد الکلام که مقصود اصلی از ریاضات و مجاهدات انبیا
علیهم الصلوات والتسلیمات و تنگ گرفتن ایشان مباشرت و مباحات را بر نفوس خویش تحصیل ظهور
خوارق بوده است که بر ایشان آن واجب و شرط نبوت شان بوده نه وصول بدرجات قرب الهی
جل سلطانه چه انبیا علیهم الصلوة والتحیات مجتبی اند که بقلاب جذب محبت کشان کشان ایشان را
می برند و بی مشقت شان بدرجات قرب الهی جل شانه میرسانند انابت و ارادت است که ریاضات
و مجاهدات از برائے وصول بدرجات قرب جل سلطانه آنجا در کار است که راه مریدان است و
اجتبا راه مرادان مریدان بمشقت و محنت بپاہائے خود میروند و مرادان را بناز و نعم مے برند
و بی محنت شان بدرجات قرب میرسانند باید دانست که ریاضات و مجاهدات شرط راه انابت و ارادت
است و در راه اجتبا مجاهدات شرط نیست مع ذلک نافع و سودمند است مثلاً شخصے را که کشان کشان
میبرند و او با آن کشش سعی و مشقت خود را نیز در بردن در کار دارد و دو و تردد او از آنکه سعی خود را
کار نفرماید هر چند رواست که گاہے کشش تنها اقوی بود و کار بیشتر کند از آنکه کشش مرکب
بمذکور کند پس سعی و تردد و مشقت در راه اجتبا شرط کمال وصول هم نبود چنانچه شرط
نفس وصول نیست آرے احتمال نفع دارد لو فی بعض الاحوال و فوائد و منافع ریاضات
و مجاهدات که عبارت از اقتصار بر ضروریات مباح است ارباب اجتبا را نیز بغیر
این معنے که مذکور شد بسیار است مثل دوام جهاد اکبر و طهارت و نظافت باطن از

خلت عام ست و محبت فرد کامل او چه افراط اُنس و الفت محبت ست که باعث گرفتاری میگردد
و بیقراری و بے آرامی آرد و خلّت سراسر انس و الفت و آرام ست محبت ست که نشار گرفتاری
پیدا کرده از افراد دیگر خلت متمیز گشته است و گوئیا جنس دیگر شده و هنرے که محبت درین
امتیاز پیدا کرده است از سائر افراد خلت درد و حزن ست و نفس خلت همه عیش و عشرت درین
و فرح در فرح و اُنس در اُنس ست ازینجا تواند بود که حضرت حق سبحانه و تعالے خلیل خود را
علی نبینا و علیه الصلوة و السلام در دنیا که دار محن ست اجر عمل کرامت فرموده و هم در
آخرت قال الله تعالے فی حقه و اتیناه اجره فی الدنیا و انه فی الآخرة
لمن الصالحین و چون محبت منشار درد و حزن آمد پس در هر فرد که محبت غالب باشد
درد و حزن بیشتر بود ازینجا گفته باشند که ان رسول الله صلے الله علیه و سلم متواصل
الحزن و او فرموده علیه و علی آله الصلوة و السلام ما اوذی نبی مثل ما اوذیت چه
فرد کامل از افراد انسانی در حصول محبت او بوده علیه و علی آله الصلوة و السلام و هر چند او
محبوب بوده است علیه و علی آله الصلوة و السلام اما چون نسبت محبت در میان آمد
محبوب نیز در رنگ محب واله گرفتار آمد حدیث قدسی ست الا طال شوق الابرار الے
لقائی و انا الیهم اشد شوقا اینجا **سوال** ست مشهور که شوق در مفقود باشد
و چون از انحضرت جل و علا هیچ چیز مفقود نیست شوق چه بود و اشد شوق چه باشد
جواب گوئیم که مقتضاے کمال محبت رفع اثنینیت ست و اتحاد محب به محبوب و چونکه این معنی
مفقود ست شوق موجود ست و چون تمناے اتحاد بالاصالت در محبوب کائن ست چه محب
شاید که بهجر و وصل محبوب هم قناعت کند ناچار اشد شوق در جانب محبوب بود و متواصل
الحزن صفت حبیب باشد اگر گویند حضرت حق سبحانه بر جمیع امور قادر ست و هر چه بخواهد او را
میسر ست پس هیچ چیز در حق او تعالی مفقود نباشد تا شوق متحقق گردد **جواب** تمنای امر دیگر ست
و ارادت آن امر دیگر مراد او تعالے از اراده او سبحانه تخلف نکند اما تمنا بود و اراده حصول آن
نبود وجود آنرا نخواهد ع درعشق چنین بوالعجبیها باشد ؛ گاه هست که در عشق هجر در وصل مطلوب
باشد و وصل هیچ ملحوظ نبود بلکه وصل را نخواهد و از اتصال محبوب گریزان

باین مناسبے نیست آن از دائرۂ انفس نہ برآمدہ است و این ماوراے انفس و آفاق ست و آن
تشبیہ است کہ لباس تنزیہ پوشیدہ است و این تنزیہ است کہ گردے از تشبیہ بوی نرسیدہ
و آن سرچشمہ از سکر جوش زدہ و این از عین صحو برآمدہ است ارحم الراحمین در حق من اسباب
تربیت را غیر از معدات نداشتہ است و علت فاعلے در تربیت من غیر از فضل خود را
نشناختہ از کمال کرم اہتمام و غیرتے کہ در حق من دارد تعالے و تقدس تجویز نمی فرماید
کہ فعل دیگرے را در تربیت من مدخلے باشد و یا من بدیگرے در نعمتے متوجہ گردم مربی
آلہی ام جل شانہ و مجتباے فضل و کرم نامتناہی او تعالے ع با کریمان کارہا دشوار نیست

الحمد للہ ذی الجلال والاکرام والمنۃ والصلوۃ علے رسولہ والتحیۃ اولاً و آخراً

مکتوب ہشتاد و ہشتم

بحضرت مخدوم زادۂ عالیمرتبہ خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ تعالی در اسرار خلت خلیل و اثبات تعین وجودی + حضرت حق سبحانہ و تعالے بندہ را کہ بدولت خلت خود کہ بالاصالۃ مخصوص بحضرت ابراہیم ست علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام مشرف سازد و بولایت ابراہیمی سرفراز گرداند او را انیس و ندیم خود میفرماید نسبت انس و الفت کہ از لوازم خلت ست در میان می آرد و چون نسبت خلت کہ از لوازم آن انس و الفت ست درمیان آمد قبح و کراہت اخلاق و اوصاف خلیل از نظر مرتفع گشت چہ قبح اگر در نظر باشد باعث نفرت و بے الفتی خواہد بود کہ منافی مقام خلت ست کہ سراسر الفت ست **سوال** ارتفاع قبح اوصاف خلیل از نظر در مجاز ظاہر ست زیرا کہ روا ست کہ درین موطن نسبت خلت غالب آید و قبح اوصاف خلیل را مستور سازد اما در مرتبۂ حقیقت کہ آنجا علم شئے کما ہو ست قبیح را غیر قبیح دانستن و مغلوب نسبت خلت شدن جائز نیست **جواب** در ہر قبیح وجہے از وجوہ حسن کائن ست پس تواند کہ قبیح را نظر بآن وجہ حسن حسن داند و حکم بحسن آن می فرماید باید دانست کہ ہرچند دران قبیح حسن مطلق پیدا نشدہ است اما چون وجہ حسن او ملحوظ و منظور مولی جل شانہ گشتہ است ناچار بحکم الا ان حزب اللہ ہم الغالبون بر سائر وجوہ قبح آن غالب آمدہ است وہمہ را برنگ خود ساختہ مستحسن گردانیدہ فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات بدان ارشدک اللہ تعالے سواء الصراط کہ نسبت درمیان خلت و محبت عموم و خصوص ست

این تعین وجودی مندرج ست اگر تعین علمی جملی ست در ضمن اوست و اگر تفصیلی ست هم مندرج در فروے ازینجا تواند بود کہ حضرت پیغمبر ما علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیم علیہ السلام را با نبوت یاد میکرد و سائر انبیا را با خوت علی اجمعہم الصلوات والتسلیمات و اگر سائر انبیا را بنبوت یاد میفرمودند ہم گنجایش داشت زیراکہ تعینات این بزرگواران در ضمن تعین او کہ تعین علمی جملی گفتہ اند مندرج ست علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات و آنچہ در صلوٰۃ منطوقہ آمدہ است کما صلیت علی ابراہیم تواند بود کہ بواسطۂ آن بود کہ وصول بحضرت ذات تعالے و تقدس بے توسط تعین اول وجودی و بے توسل تمامی کمالات ولایت ابراہیمی میسر نیست زیراکہ قباب اول مر آن مرتبۂ مقدسہ را اوست و اوست کہ آئینہ داری غیب الغیب فرمودہ است و البطن بطون را بظہور آوردہ پس ہیچکس را از توسط او چارہ نبود خاتم الانبیا را علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات امر بمتابعت او فرمودہ تا بہ تبعیت او بولایت او برسد و ازانجا بحضرت ذات جلشانہ تجنّز فرماید علیہ و علی جمیع الانبیاء الصلوات والتحیات **سوال** ازین بیان لازم آید کہ حضرت ابراہیم از حضرت خاتم الرسل افضل باشد علی جمیع الانبیاء الصلوٰۃ والسلام و حال آنکہ اجماع بر افضلیت خاتم الرسل ست علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات و نیز لازم می آید کہ تجلی ذات بالاصالت نصیب حضرت خلیل بود و دیگران بہ تبعیت او باشد و حال آنکہ مقرر اکابر صوفیہ است کہ تجلی ذات بالاصالت مخصوص بر خاتم الرسل است علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات و دیگران را بہ تبعیت اوست علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام **جواب** وصول بذات نیز در رنگ تجلی ذات تعالے و تقدس بر دو قسم است باعتبار نظر و باعتبار قدم یعنے نظر واصل است یا ناظر بنفس خود واصل آن قسم کہ وصول نظری ست بالاصالت نصیب حضرت خلیل است کہ اقرب تعینات بحضرت ذات تعالی تعین اول ست کہ رب اوست چنانچہ گذشت و تا آن تعین نرسد نظر بماوراے آن نفوذ نکند و آن قسم کہ باعتبار قدم ست بالاصالت مخصوص بحضرت حبیب ست کہ محبوب رب العالمین ست محبوبان را جائے برند کہ خلیلان از انجا در مانند مگر آنکہ بہ تبعیت شان بروند خلیلے باید کہ نظر او تا مقام وصول رئیس محبوبان علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام برسد و در راہ کوتہی نکند تجلی ذات بیکوجہ بالاصالت مخصوص بحضرت خلیل ست

باشد این از دیوانگیهای عشق ست بلکه از هنرهای عشق من لم یذق لم یدر برسر اصل سخن رویم و گوییم که خلت بس مقام عالیست و کثیر البرکت ست در عالم مجاز هر کسی را که با دیگری انس و الفت و سکونت و آرام ست همه از ظلال مقام خلت ست و همچنین هر بسطی و لذتی و آرامی که از صور حسنه و مظاهر جمیله کائن ست از مقام خلت ست و محبت دیگر ست که نشاء دیگر دارد و اگر خلت و انس و الفت آن در میان نبود هیچ مرکبی بوجود نیاید و هیچ جزو او با جزو دیگر علی الخصوص که نسبت تضاد داشته باشد منضم نشود بلکه هیچ وجودی با ماهیتی منضم نگردد بلکه هیچ عالمی در تحت ایجاد واجب تعالی داخل نیاید چه حب ست که سلسلۂ ایجاد را در حرکت آورده است و باعث وجود اشیا شده ان اعرف فخلقت الخلق حدیث قدسی ست و حب فرد کامل خلت ست چنانچه گذشت پس اگر خلت نبود هیچ چیز موجود نگردد و هیچکس با دیگری جمع نشود و الفت نگیرد و وجود عالم و نظام او هر دو مربوط به خلت ست اگر خلت نباشد نظام نیز در رنگ وجود مفقود گردد پس خلت اصل ایجاد آمد هم در جانب موجد و هم در جانب موجود چه خلت ست که ممکن را القبول وجود مانوس ساخته است و در قید ایجاد آورده بلکه عدم هم در خلوتخانۂ خود بدولت خلت آرام یافته است و با نیستی خود ساخته بلکه به نقیض خود نیز الفت و انس گرفته مرآت کمالات او شده است و واسطۂ وجود ممکنات آمده پس خلت از جمیع اشیا مبارکتر آمد و برکات او شامل موجود و معدوم گشت چون معارف دقیقۂ مقام خلت دانستی و عموم برکات آنرا معلوم ساختی و نیز دانستی که مقام خلت بالاصالت مخصوص بحضرت ابراهیم ست علی نبینا و علیه الصلواة والسلام و ولایت آن ولایت ابراهیمی ست پس بدانکه اکنون برین فقیر بتوسل برکات این معارف ظاهر ساخته اند که تعین اول تعین حضرت ذات ست تعالی و تقدس بحضرت وجود و آن تعین اول وجودی رب حضرت خلیل ست علی نبینا و علیه و علی جمیع الانبیاء الصلوة والتحیة والبرکة والسلام لهذا او امام همه آمد انی جاعلک للناس اماما و سید البشر بمتابعت ملت او مامور گشت اتبع ملة ابراهیم حنیفا علی نبینا و علیه الصلواة والسلام و بعد از وی هر پیغمبری که مبعوث گشت مامور بمتابعت او شد علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات و سائر تعینات در رنگ

ضمن

ان فرد است و سائر انبیا چه بود که علو او در هر دو مفقود است و تبعیت موجود جواب تبعیت در فردیت
باعتبار تشریع است تا متابعت شریعت نبی نکند نرسد و تبعیت در انبیا باعتبار آنست که نبی متبوع را
وصول بآن درجه اولاً بالذات است و دیگران را ثانیاً و بالعرض چه مطلوب از دعوت محبوب
است و دیگران را بطفیل او خوانند و به تبعیت او طلبند اما همه جلیس یک سفره اند و در یک مجلس
علی تفاوت الدرجات استیفاء تلذذات و تنعمات میفرمایند ایشانند که زله بردار ایشان اند و
الوش خور شان مگر فردی از افراد ایشان که بکرم خداوندی جل شانه مخصوص شود و جلیس
مجلس اکابر گردد چنانکه گذشت ع باکریمان کارها دشوار نیست ؛ مع ذلک امت
امت است و پیغمبر پیغمبر است هرچند سرافراز گردد و علو بسیار پیدا کند دولتی است که سر او بپای
پیغمبری برسد قال الله تعالی و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون
و ان جندنا لهم الغالبون **سوال** مراد از متابعت ملت ابراهیم که حضرت پیغمبر بآن مامور شده
چیست و باوجود استقلال شریعت او امر به تبعیت چه باشد علیه و علی جمیع الانبیاء الصلوات
والتسلیمات **جواب** استقلال شریعت به تبعیت جنگ ندارد دور است که حضرت پیغمبر ما علیه و
علی آله الصلوة والسلام شریعت را باصالت اخذ کرده باشند اما بواسطه حصول امری مامور بمتابعت
حضرت خلیل علی نبینا و علیه الصلوات والسلام کردند چه آن امر از خصائص آن متبوع است که مامور
بمتابعت او شده است و حصول آن امر بحصول آن متابعت مربوط است مثلاً شخصی ادای فرض
از فرائض نماید مع ذلک نیت متابعت نیز کند و گوید این فرض را نبی ما ادا کرده است
ما هم ادا کنیم برین تقدیر امید است که سوای ثواب ادای فرض ثواب متابعت جدا یابد و بآن
نبی مناسبت پیدا کرده از برکات استفاده نیز نماید و تفتیش آنکه مراد از متابعت ملت
متابعت تمام ملت است یا بعض و اگر تمام است باوجود نسخ بعضی از احکام متابعت کل چگونه راست آید
و اگر بعض است هم بی خدشه نیست حل آن را علمای تفسیر نموده اند آنجا رجوع باید کرد که آن باب
علمای ظواهر است بعلوم صوفیه مناسبت کم دارد سبحان الله معارفی از من ظاهر میگردد که از غرابت
آن نزدیک است که ابنای جنس هم از من نفرت پیدا کنند و مهربانان نیز در مقام ستیز آیند و محروم گردند
مراد حصول آن معارف چه اختیار است که بر اظهار آن چه کار رو بار دانانیدند که تعین اول تعین وجودیست

و دیگران تابع وی اند علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام و بوجه دیگر آن تجلی بالاصالت مخصوص بحضرت
خاتم الرسل ست و دیگران تابع او یند علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات و چون وجه ثانی
اقوی و افضل ست در مراتب قرب ناچار تجلی ذات را بیشتر مناسبت بحضرت خاتم الرسل
علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات بوی پیدا گردد او صلی الله علیه وسلم از حضرت خلیل
و از سائر انبیا علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات والتحیات افضل آمد این فضل کلی در میان
انبیا نصیب این دو بزرگوار آمده هرچند یکی از دیگری افضل بود و علیهما و علیهم الصلوات
والتسلیمات والبرکات و حضرت موسی علی نبینا و علیه الصلوات والتسلیمات چون رئیس
محبان ست چنانچه حضرت پیغمبر ما رئیس محبوبان ست علیه و علی ابنائه الصلوٰة والسلام ناچار او را
علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام بحکم المرء مع من احب بحضرت ذات تعالی معیتی ست دیگری را
نیست و نیز دران حضرت او را قدمگاهی ست که بتوسل محبت اوست و بس دیگری را آنجا
مدخلی نیست اما این فضل راجع بجهتی ست که توان گفت که عدیل کلی ست چه جم غفیر از انبیا
علیهم الصلوات والتسلیمات درین مقام تابع او یند علی نبینا و علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات
مع ذلک افضل کلی همان ست که نصیب خلیل و حبیب آمد علیهما الصلوات والتحیات و هرچند هر یکی
بیک وجه تابع دیگر ست در وصول نظری حضرت خلیل اصل ست و حضرت حبیب تابع او علیهما
الصلوات والتسلیمات و در وصول قدمی حضرت حبیب اصل ست و حضرت خلیل تابع او
علیهما الصلوات والتحیات والبرکات و کمالات و فضائل مخصوصه حضرت کلیم را علی نبینا و علیه الصلوٰة
والسلام آن قدر که باین فقیر ظاهر شده بخاطر ست که در کاغذ علیحده ثبت نماید انشاء الله تعالی
باید دانست که انبیا بتوسل نبی بحضرت ذات تعالی برسند علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات
آن نبی در میان ذات حضرت تعالی و در میان آن انبیا حائل نیست و ایشان را از حضرت ذات
بالاصالت نصیب ست غایت ما فی الباب وصول بآن درجه ایشان مربوط بتبعیت آن نبی ست
علیه و علیهم الصلوات والتحیات بخلاف امت نبی که بتوسل او برسد آن پیغمبر در میان حائل ست
مگر آنکه فردی از افراد امت را بالاصالت از حضرت ذات تعالی نصیب بود آنجا نیز حیلولهٔ نبی مفقود ست
و تبعیت او موجود علیه الصلوٰة والسلام و قلیل ما هم بل اقل سوال برین تقدیر فرق در میان

یافته اند چه نسبت ست و در میان این دو تعین تعین دیگر هم هست یا نه **جواب** تعین وجودے
فوق تعین علمے ست و فوق تعین علمی که مرتبهٔ حضرت ذات و لاتعین گفته اند همین تعین وجودی
ست که عین حضرت ذات یافته اند و وجود را عین ذات دانسته و در میان این دو تعین شان
الحیوة ست که اقدم جمیع شیونات ست بعد از ان شان العلم ست اجمالاً و تفصیلاً و تابع
اوست لیکن این تعین میانگی را مظهر در نظر نمی در آید و او مناسبت بحضرت ذات تعالی از همه
بیشتر دارد و استغناء ذاتی در وے بسیار جلوه گر ست اینقدر مفهوم میگردد که فیوض
و برکات آن خصوصاً بروحانیان مستفاض ست والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال سبحانک
لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم **تنبیه** آنچه بالا گذشته است که وصول نظر
بالاصالت نصیب حضرت خلیل ست و وصول قدمی بالاصالت نصیب حضرت حبیب
علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام نه بآن معنی ست که آنجا شهود و مشاهده است و یا قدم را
آنجا گنجایش ست آنجا شهود را گنجایش نیست قدم چه باشد بلکه قدمے و وصولے ست
مجهول الکیفیت اگر در صورت مثالیه بنظر مرتسم گشت وصول نظری میگویند و اگر بقدم وصول
قدمی و الا نظر و قدم از ان حضرت جل شانه هر دو واله و حیران است والسلام علی من اتبع
الهدی **مکتوب هشتاد و نهم** بقاضی اسماعیل فرید آبادی در شرح سخن شیخ روزبهان بقلی
بعضے دقائق توحید وجودے وقال الشیخ الولی روزبهان البقلی قدس سره فی تبیین غلطات المتصوفة
دیگر غلط آنست که گویند همه اوست و باین همه جزئیات متفرقه حادث یک ذات خواهند و برمز یکدیگر را
گویند که ما خود اوئیم پس آن کافران را صد هزار خدا باشد و خداوند تعالی و تقدس
از جمع و تفرقهٔ محدثات منزه است و احد ست که جزو را بر و راه نیست حلول نه پذیرد و متلون
نشود بدین قول کافر اند و نه خود را دانند و نه خدا را که اگر کسے حق بودے کے فنا شدے
قومے را غلط در روح و اینها را در جسم ست قاتلهم الله سبحانه انتهی پوشیده نماند که عبارت
همه اوست هر چند در قدماء صوفیه قدس الله تعالی اسرارهم متعارف نبوده است
اما مثل انا الحق و سبحانی و لیس فی جبتی سواه و امثال آنها بوده بسیار ست که مؤدی این
عبارت و آن عبارات یکے ست ع آب از سر چو گذشته است چه یک نیزه چه صد به مثل هوزون

وآن رب حضرت خلیل ست و مبداء تعین او علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام درین ہزار سال
ہرگز کسے نہ شنیدہ است کہ تعین اول وجودے بود وآن رب خلیل الرحمن باشد
علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام در متقدمین این عبارت متعارف نبود و تعین و تنزل گنجائش
نہ در متاخرین کہ این قسم سخنان متعارف گشت تعین اول تعین علمی قرار یافت وآن رب
خاتم الرسل مقرر گشت علیه الصلوات والتسلیمات امروز کہ خلاف مقرر اند کسے ظاہر شود خیال
باید کرد کہ بر سر او چہ آید و چہ سان مطعون و ملام گردند انکار نہ کہ تفضیل خلیل بر حبیب نماید و
حبیب را جزو خلیل بیسازد علیہما الصلوات والسلام زیرا کہ سائر تعینات را مندرج در تعین اول
میدانند ہر چند در بالا دفع توہم ایشان نمودہ است و جواب شافی گفتہ اما معلوم نیست کہ آن
اکتفا نمایند و بآن شفا تشفی گردند چہ توان کرد جہل و عناد و تعصب را علاج نیست مگر
آنکہ مقلب القلوب بقدرت کاملہ خود دلہائے ایشان را بگرداند و محال قبول استماع حق سازد
بزرگی حضرت خلیل و علو شان او از امر اتبع کہ بہ حبیب خود فرمودہ است توان دریافت
علیہما الصلوات والتسلیمات کہ متبوع را با تابع چہ نسبت ست اما محبوبیتی کہ نصیب خاتم الرسل آمد
علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات بر جمیع فضائل و مراتب قرب چربیدہ و از ہمہ پیش قدم
ساخت ہزار مراتب قرب بیک نسبت محبوبیت برابر نخواہند شد محب محبوب را از نفس خود
عزیز تر میخواہد بدیگران چہ رسد کہ بوی مشارکت طلبند **سوال** تو در رسائل نوشتہ کہ رب
حضرت خلیل ہم شان العلم ست چنانچہ رب حضرت حبیب ست علیہما الصلوات والتسلیمات
اینقدر فرق ست کہ آنجا بہ تفصیل ست و اینجا باجمال **جواب** این معرفت پیش از
وصول بحقیقت این ولایت خلت بودہ است و چون بحقیقت این ولایت متحقق شد معاملہ
چنانچہ بود ظاہر گشت گویا آن معرفت متعلق بظل این حقیقت بودہ است واللہ سبحانہ
الملہم للصواب آخرین معارف واضح گشت کہ وجود عین ذات نیست بلکہ تعینے ست
اسبق از تعینات حضرت ذات تعالی و تقدس وآنکہ وجود را عین ذات گفتہ است تعین را
لاتعین انگاشتہ است و غیر ذات را ذات دانستہ و مناقشہ در غیریت محض ندارد کہ از تنگی عبارت
است **سوال** این تعین اول وجودی را کہ تو یافتہ با آن تعین اول علمی کہ دیگران

طائفہ مراد او را نفہمیدہ تخطیۂ او نمودند و مطعون و ملام ساختند و درین مسئلہ در اکثر تحقیقات
شیخ محق ست و طاعنان او دور از صواب بزرگی و وفور علم شیخ را از تحقیق این مسئلہ باید دریافت
نہ رد و طعن او باید کرد و این مسئلہ ہر چند میرود بتلاحق افکار متاخران واضح و منقح تر میگردد
و از شبہہ ہای حلول و اتحاد دور تر مے افتد بنحویکہ الحال بتلاحق افکار متاخران نحویہ واضح
و منقح گشتہ است ہرگز در زمان سیبویہ و اخفش آن تنقیح و وضوح نداشت کہ تکمیل صناعت
بتلاحق افکار ست امام اعظم و امام ابی یوسف رضی اللہ تعالی عنہما تا شش ماہ در مسئلہ خلق قرآن
با یکدیگر مناقشہ داشتند و رد و بدل میکردند بعد از شش ماہ مشخص شد کسے کہ قرآن را مخلوق
گوید کافر گردد این طول منازعت بواسطۂ عدم تنقیح این مسئلہ بودہ است در ینوقت و الحال
کہ بتلاحق افکار منقح شدہ است گوییم کہ محل نزاع اگر حروف و کلمات اند کہ دال اند بر کلام
نفسے شک نیست کہ حادث اند و مخلوق و اگر مدلولات مراد باشد قدیم و غیر مخلوق ست
این تنقیح از برکات تلاحق افکار ست بر سر اصل سخن رویم و گوئیم کہ معنی دیگر ہم این عبارت ہست
کہ از حلول و اتحاد بعید ست یعنی ہمہ نیستند موجود اوست تعالی نہ آنکہ اینہا ہم ہستند و ما و
متحد اند تعالے این را خود ابلہے نگوید از بزرگان چگونہ متصور شود و چون در غلبۂ محبت
ماسوائے محبوب از نظر این بزرگواران مستور میگردد و غیر او در شہود شان نمی ماند
میگویند ہمہ اوست یعنے اینہمہ کہ ثابت می نمود متوہم و متخیل بودہ است موجود اوست
تعالی برین تقدیر ہم نہ شائبۂ جزئیت و اتحاد ست و نہ مطلب حلول و تلون مع ذلک
این فقیر امثال این عبارت را نمی پسندد و ہر چند ازین مقاصد مبرا ست زیرا کہ شایان مرتبۂ تقدس
و تنزیہ خداوندی نیست جل سلطانہ اینہا چہ باشند کہ مظاہر او بوند تعالی ع در کدام آئینہ
در آید او: و ایشان را یارای آن کجاست کہ باعتبار ظہور ہم بروے تعالے محمول گردند اگر مظہر اند
ظلے از ظلال کمالات آنرا مظہر اند و آن ظل کہ آنہا مظہر او یند خداوند جل سلطانہ کہ او را چندین ہزار
ظلال با ذات تعالے درمیان بودہ باشد ان ﷲ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ
شنیدہ باشند پس بے تحاشے مظہر ظلے از ظلال کمال او را سبحانہ بروے تعالی محمول داشتن
و او وست گفتن سوء ادب ست و کمال جرأت اما چون در غلبۂ سکر حال ست آنقدر مذموم

مشهور ست که در متاخران صوفیه این عبارت شائع و ذائع ست و بی تکلف همه اوست
میگویند و بران قول اصرار دارند مگر قلیلے از ینها که درین عبارت و امثال این عبارت تردد دارند بلکه
صورت انکار اظهار می نمایند و آنچه این فقیر از اطلاقات ایشان معنی همه اوست می فهمد آنست که این همه
جزئیات متفرق حادث ظهور یکذات الله تعالیٰ و تقدس در رنگ آنکه صورت زید مثلاً در مرایاے
متعدده منعکس گردد و ظهور را آنجا پیدا کند گویند همه اوست یعنے این همه صور که در مرایاے
متعدده نمود پیدا کرده است ظهور یکذات زید ست اینجا کدام جزئیت و اتحاد ست و کدام حلول
و تلون ذات زید با وجود اینهمه صور بر صرافت و حالت اصلی خود ست و این صور در وے
نه هیچ افزوده است و نه هیچ کاسته آنجا که ذات زید ست این صور را آنجا نامے و نشانے نیست
تا با وی نسبتے از نسب جزئیت و اتحاد و حلول و سریان پیدا کنند سر الآن کما کان را اینجا
باید جست چه در مرتبه که اوست تعالیٰ چنانچه عالم را پیش از ظهور آنجا گنجایش نبود و بعد
از ظهور هم آنجا هیچ گنجایش نباشد فلا جرم یکون الآن کما کان عجائب کاروبار ست بسیارے
از اکابر متقدمین صوفیه ازین عبارت توحید آمیز معنی حلول و اتحاد می فهمند و تکفیر و تضلیل
قائلان آن عبارت می نمایند و بعضے از ینها توجیهات آن عبارات را بر نهجے مینمایند که بمذاق
قائلان هیچ نسبت و مناسبت ندارد صاحب عوارف میفرماید که قول انا الحق از منصور
و قول سبحانی از بایزید بسطامی بطریق حکایت بوده است یعنی از حق جل و علا سلطانه اگر بطریق
حکایت نباشد بلکه شائبه حلول و اتحاد درمیان بود قائلان این اقوال را رد مینمائیم چنانچه نصاریٰ را
رد میکنیم که بحلول و اتحاد قائل اند و از تحقیق سابق واضح گشت که درین عبارات شطح نما هیچ حلول و اتحاد
نیست و اگر حمل ست باعتبار ظهور ست نه باعتبار وجود چنانچه فهمیده اند و بحلول و اتحاد برده
ما نا که این مسئله توحید در متقدمان صوفیه نیک محرر و ملخص نشده بود هر کسے از ینها که مغلوب حال
میگشت کلمه در توحید که اتحاد نما باشد از وے ظاهر می شد و از غلبه سکر بسر آن در نمی رفت و ظاهر آن
عبارات را از شائبه حلول و اتحاد مصروف نمیساخت و چون نوبت بشیخ بزرگوار محی الدین بن
العربی قدس سره رسید او از کمال معرفت این مسئله دقیقه را شرح ساخت
و مبوب و مفصل گردانیده در رنگ صرف و نحو در تدوین آورد مع ذلک جمعی ازین

سوی آنحضرت نسب کردی درست ؛ وآنکه دانستی که ظل کیستی ؛ فارغی گر مردی و گر زیستی ؛
بعد از فنا اگر او را ببقا مشرف سازند مرة ثانیه وجود و توابع وجود از صفات کامله او را عطا
خواهند فرمود و بولایت ثانیه متحقق خواهند ساخت لن یلج ملکوت السموات من لم یولد
مرتین ع هنیئا لارباب النعیم نعیمها ؛ بار خدایا از تنگی عبارات الفاظے که شرع باطلاق آن وارد
نشده است در رنگ ظلیت وغیرها اطلاق مینمائیم ومیگوئیم وجود ممکن ظل وجود واجب است تعالی و
صفات او ظلال صفات کامله او تعالی ازین اطلاقات ترسان و لرزان ام وچون اولیائے تو
باین اطلاقات سبقت نموده اند امیدوار عفوم ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا باید دانست
ازین تحقیق که سابق نموده اند واضح گشت که صوفیه که قائلند بکلام همه اوست عالم را با حق جل وعلا
متحد نمیدانند و حلول و سریان اثبات نمیکنند و حملے که مینمایند باعتبار ظهور ظلیت است
نه باعتبار وجود و تحقق وهرچند از ظاهر عبارات شان اتحاد وجودے متوهم شود اما حاشا
که مراد شان آن بود که کفر و الحادست وچون حمل یکے بر دیگرے باعتبار ظهور گشت نه باعتبار
وجود معنی همه اوست همه ازوست که مد ظل شیئے ناشی از ان شیئ ست و هرچند در غلبهٔ حال همه اوست
گویند اما فی الحقیقة مراد شان از ان عبارت همه ازوست باشد فلا مجال فی النظر فی کلامهم و تحکم
بتضلیل قائلیهم و تکفیرهم بدانکه ظل شیئے عبارت از ظهور شیئے ست در مرتبهٔ ثانیه یا ثالثه یا
رابع مثلا صورت زید که در مرآت منعکس گشته است ظل زیدست و ظهور زیدست در مرتبهٔ ثانیه
و زید فی حد ذاته در مرتبهٔ وجود اصلی خودست که بظلی خود را در مرآت ظاهر ساخته است بے آنکه در
ذات و صفات او تلوینی و تغیری روی دهد چنانچه گذشت ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیئ
قدیر والسلام علی من اتبع الهدی **مکتوب نود هم** بفقیر هاشم کشمی در جواب سوالے
که نموده از حقیقت مشاهده عرفا را جل و علا پرسیده بودند که بعضے از محققان صوفیه اثبات
رویت و مشاهدهٔ او تعالی بدیدهٔ دل در دنیا میفرمایند کما قال الشیخ العارف فی کتاب العوارف
موضع المشاهدة بصر القلب الخ ؛ شیخ ابو اسحق کلابادی قدس سره که از قدمای این طائفه علیه است
و از رؤسای ایشان در کتاب تعرف می آرد اجمعوا علی انه تعالی لا یری فی الدنیا بالابصار ولا
بالقلوب الا من جهة الایقان توفیق میان این دو تحقیق چیست و رائے تو بر کدام

نیست و همچنین بر توجیه ثانی شهود خود را عین حق دانستن و باعتبار آن محمول ساختن نیز سوء
ادب است بلکه خلاف واقع آن مشهود هم ظلی از کمالات اوست سبحانه و او تعالی وراء
الوراء است ثم وراء الوراء نیز هرچه مشهود ست شایان نفی ست پس حق بود جل و علا
خواجه نقشبند بیفرماید قدس سره هرچه دیده شد و شنیده شد و دانسته شد آن همه غیر حق است
سبحانه بحقیقت کلمهٔ لا نفی آن باید کرد و آنچه مختار این حقیر ست درین مسئله و مناسب شان تقدیس
و تنزیه است عبارت همه از وست نه بآن معنی که علمای ظواهر بران اقتصار نمایند و گویند
صدور و خلق همه از وست این خود صادق ست مع ذلک اینجا علاقهٔ دیگر هم هست که علمای آن
مهتد نگشته اند و صوفیه بدریافت آن ممتاز گشته و آن ارتباط اصالت و ظلیت ست
یعنی اگر وجود ممکن ست ناشی از وجود واجب ست تعالی و پرتو وجود اوست سبحانه و
همچنین اگر حیاتی ست ناشی از صفت حیوة اوست سبحانه و پرتو آن حیوة مقدسه است
علی هذا القیاس العلم والقدرة والارادة وغیره پس بطور صوفیه عالم هم صادر از وست
سبحانه و هم ظل کمالات او و ناشی از ان کمالات منزه او تعالی مثلاً وجودی که به ممکن
داده اند نه امری ست که بسر خود باشد و استقلال او را حاصل بود بلکه آن وجود پرتو ظل وجود واجبست
تعالی و همچنین حیوة و علم وغیرها که بممکن بخشیده اند نه امورے اند که باستقلال ثبوت از صانع تعالی
پیدا کرده اند بلکه وجود صدور از صانع تعالی اینها ظلال کمالات وی اند سبحانه و صدور و
امثال آن کمالات همین ارتباط اصالت و ظلیت و صوفیه بآن مهتد گشته اند معامله صوفیه را
با علای علیین برده است نه بفنا و بقا رسانیده بولایت خاصه متحقق ساخته و چون علمای ظواهر را
باین دید میسر نشده است از فنا و بقا بهره نرسید بولایت خاصه متحقق نشده و صوفیه کمالات
خود را ظلال کمالات واجب تعالی یافته اند و وجود و سائر توابع وجود را عکوس آن کمالات
دانسته ناچار خود را بیش از امانت دار کمالات او ندیده اند و غیر را از مرایای آن کمالات نیافته
چون بحکم ان الله یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها این امانت را باهل امانت بسپارند و این
کمالات را از وست بذوق یابند باصل بدهند خود را معدوم یابند و میت دانند چه وجود و حیات چون
باصل رفت معدوم و میت ماند و فنا متحقق گشت للمولوی ؎ چون ندانستی تو او را از نخست

وصفات ست از ذاتیه بیرون ندارد چنانچه تحقیق آنرا در مواضع متعدده نموده ایم پس ناچار تمامه از قسم معانی باشد و در مثال آنرا صورتے کائن بود و در کمالات وجوبی هرجا صفت و شان ست که قیام بذات دارد و از قبیل معانی ست اگر انرا در مثال صورتے بود و لو بالنقص گنجائش دارد اما ذات اورا سبحانه حاشا که در مرتبه از مراتب صورت بود چه صورت مستلزم تحدید و تقیید ست و تقیید در هر مرتبه که باشد مجوز نیست مراتب همه که مخلوق اویند سبحانه کجا گنجائش دارند که خالق خود را محدود و مقید سازند هرکه تجویز مثال دران حضرت جلشانه نموده است باعتبار وجوه و اعتبارات ست نه باعتبار عین ذات تعالی و هرچند تجویز مثال در وجوه و اعتبارات حق ذات تعالی همبرین فقیر گران ست مگر آنکه در ظلی از ظلال بعیده آنرا تجویز نموده آید ازین بیان واضح گشت که در عالم مثال ارتسام صور معانی و صفات را کائن ست نه ذات را تعالی پس آنچه صاحب فصوص تجویز رویت اخروی بصورت مثالیه نموده ست چنانچه گذشت آن رویت حق نیست تعالے بلکه رویت صورت حق هم نیست سبحانه چه اورا سبحانه صورتی نیست تا رویت بآن تعلق پیدا کند و اگر در مثال صورتی هست ظلے از ظلال بعیده اورا کائن ست پس رویت آن رویت حق چرا باشد سبحانه شیخ قدس سره در نفی رویت حق جل و علا از معتزله و فلاسفه هیچ کم پائی نمیکند بلکه اثبات رویت بر نهجے مینماید که مستلزم نفے رویت ست و آن ابلغ و در نفی ست از صریح نفی لان الکنایة ابلغ من التصریح قضیه مقرره است اینقدر فرق که مقتداے این جماعت عقل علیلشان ست و مقتدای شیخ کشف بعید از صحت ماناکه ادله غیر تامه مخالفان که در تخیل شیخ نشسته کشف اورا نیز درین مسئله از صواب منحرف گردانیده است و مائل بمذهب شان ساخته و چون از اهل سنت بوده است صورت اثبات آن نموده است و بآن اکتفا کرده که آنرا رویت انگاشته ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا و تحقیق این مسئله دقیقه که در حل بعض از سوانح کتاب عوارف نوشته است نیز تحریر یافته است نه آنچه از اجماع برسیده بودند تواند بود که تا آن وقت خلافی که شایان اعتداد باشد بظهور نیامده باشد یا اجماع مشائخ عصر خود خواسته باشد والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال **مکتوب نود و یکم** بمولانا طاهر بدخشی در جواب اسوله او و از فرق میان معرفت و ایمان حقیقے و غیر ذلک بعد الحمد والصلوات و تبلیغ الدعوات میرساند صحیفه شریفه اخوی اعزی که بمصحوب شیخ سجاول ارسال داشته بودند رسید الحمد لله

واجماع با وجود اختلاف بچه معنی ست بدان ارشدک الله تعالی که مختار این فقیر درین مسئله قول جناب
تعرف ست قدس سره و میدانند که قلوب را درین نشاء از ان حضرت جل سلطانه غیر از ایقان نصیبی
نیست آنرا رویت انگارند یا مشاهده و چون قلب را رویت نبود ابصار را چه بود که او در نشاء
درین معامله بیکار و معطل ست غایت ما فی الباب معنی ایقان که قلب را حاصل شده است در عالم
مثال بصورت رویت ظاهر میشود و موقن به بصورت مرئی چه در عالم مثال هر معنی را صورتی ست
مناسب عالم شهادت و چون در عالم شهادت کمال تعین در رویت ست آن ایقان نیز بصورت رویت
در مثال ظاهر میگردد و چون ایقان بصورت رویت ظاهر شود متعلق آنکه موقن به است ناچار بصورت
مرئی اینجا ظاهر گردد و چون سالک آنرا در مرآت مثال مشاهده می نماید از توسط مرآت ذاهل
گشته و صورت را حقیقت دانسته می انگارد که حقیقت رویتی او را حاصل گشته است و مرئی
پیدا آمده نمیدانند که ان رویت صورت ایقان اوست و آن مرئی صورت موقن به او این از اغلاط
صوفیه است و از تلبیسات صور بحقائق و همین دید چون غالب می آید و از باطن بظاهر می تراود سالک را
در توهم می اندازد که رویت بصری نیز حاصل گشته مطلوب از گوش با آغوش آمد نمیدانند که حصول آن معنی چون در اصل که
به بصیرت ست نیز مبنی بر توهم تلبیس ست به بصر که درین نشاء فرع اوست چه رسد و رویت او از کجا حاصل شود
در رویت قلبی جم غفیر از صوفیه در توهم افتاده اند و حکم بوقوع آن کرده و در رویت بصری مگر ناقصی ازین طائفه در توهم
وقوع آن افتاده باشد که مخالف اجماع اهل سنت و جماعت ست شکر الله تعالی سعیهم **سوال** موقن به را چون صورت
در مثال پیدا شد لازم آید که حق سبحانه آنجا صورت بود **جواب** تجویز نموده اند که حق را سبحانه هر چند مثل نیست
اما مثال هست و روا داشته اند که در مثال بصورتی ظهور فرماید چنانچه صاحب فصوص قدس سره
رویت اخروی را نیز بصورت جامعه لطیفه مثالیه مقرر ساخته است و تحقیق این جواب آنست که آن صورت
موقن به صورت حق نیست سبحانه در مثال بلکه صورت مکشوف صاحب ایقان ست که ایقان او بآن تعلق
گرفته است و آن مکشوف من بعض الوجوه و اعتبارات ذات حق ست سبحانه ذات حق جل و علا لهذا چون معامله عارف
بذات میرسد جل سلطانه این قسم تخیلات پیدا نمیشود و هیچ رویت و مرئی متخیل نمیگردد چه ذات
اقدس سبحانه را در مثال صورتی کائن نیست تا آنرا صورت وی وانماید و ایقان آنرا بصورت
رویت وانماید یا آنکه گوییم در عالم مثال صور معانی ست نه صورت ذات و چون عالم تمامه مظاهر اسمای

وچون اذعان نبود تصدیق چه صورت بندد و ایضاً در صورت اولی مقصود اثبات نبوت نیست بلکه
اثبات فعل است و در صورت ثانیه مقصود اثبات نبوت است عناد و آنرا برنتابد پس اذعان
چه صورت دارد اگر فرضاً بے حصول اذعان تصدیق و حکم پیدا شود آن نیز داخل تصورات است و
صورت تصدیق تا اذعان پیدا نشود در حقیقت تصدیق صورت نه بندد و ایمان حاصل نشود و این مسئله
از امهات مسائل کلام است و بسیار دقیق است فحول علماء در حل آن درمانده اند بعضے ازینها از اضطرار
رکن ثالث در ایمان افزوده اند و گرویدن را زائد بر تصدیق داشته و جمعے دیگر که تصدیق را عین
گرویدن گفته اند حل این معما کماینبغی نموده اند و باجمال گذرانیده و الحمد لله الذی هدانا لهذا
وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله بشنو مرکب تقییدی و مرکب توصیفی مثل نبی الله و هذا النبی
هرچند متضمن حکم است بانه نبی و مشتمل است بر معرفت او بعنوان نبوت اما حصول تصدیق بانه نبی
موقوف بر اذعان است که مثبت ایمان است غلام زید فعل کذا و رجل صالح حکم بکذا هر دو بے اذعان
کامل و صحیح است و در هر دو معرفت بعنوان غلامیت و صلاحیت ثابت اما اذعان نیست
که تصدیق به غلامیت و صلاحیت هر یک حاصل آید اگر گویند که تو اذعان نفس بعد از
اذعان قلب گفتی و اذعان نفسی را بایمان حقیقی تعبیر نمودی و حال آنکه فلاسفه و ارباب معقول
در تصدیق مطلق اذعان نفس گرفته اند از اذعان قلب سخن نگفته جواب گوییم که ارباب معقول گاہے
از نفس روح میخواهند و گاهی قلب اراده مینمایند بالجمله تدقیقات فلسفے ایشان در جاهای دیگر است که
اکثر آن لاطائل است اینجا آنها معطل و بیکار اند و حکم عوام دارند نوبت تدقیق اینجا بصوفیه رسیده است
که باحکام هر لطیفه متلبس میگردند و از هر کدام لطائف بر سیر و سلوک بالا میگذرند و نفس را از قلب جدا
میسازند و روح را از سر علیحده و خفی را از اخفی متمیز میگردانند مر ارباب معقول را غیر از معرفت اسمائی
اینها معلوم نیست که نصیبے باشد نفس اماره را فلاسفه شئے بزرگ دانسته اند و از مجردات شمرده از قلب
و روح نامے نبرده اند و از سر و خفی و اخفی نشانے نداده اند قبحهم الله کما یسوق الاہل الی الاہل مع جهالته
دیگر گوییم که ارباب معقول نظر باحکام عادت عرفی اذعان نفس را که قریب بفهم اینها بوده است
ذکر کرده اند و سخن ما در تصدیقات احکام شرعیه است که نفس را بالذات از آنها انکار است
اذعان چه بود و این انکار است که منکر را بحد عداوت صاحب آن احکام رسانده نعوذ بالله من شرورها

سبحانه که بسلامت و بعافیت اند چند اسوله اندراج نموده بودند در جواب آن آنچه بخاطر رسید
نوشته شد نیک توجه نمایند **سوال** اول آنکه درمیان معرفت و ایمان حقیقی چه فرق ست جوابش
آنست که معرفت دیگرست و ایمان دیگر چه معرفت شناختن ست و ایمان گرویدن شناخت بود
و گرویدن نبود اهل کتاب را در حق پیغمبر ما علیه و علی آله الصلوٰة والسلام معرفت بود و می شناختند
که پیغمبر ست کما قال الله تعالی یعرفونه کما یعرفون ابناءهم اما بواسطهٔ عناد چون گرویدن نبود ایمان
متحقق نشد و معرفت هم در رنگ ایمان دو قسم است صورت معرفت ست و در رنگ صورت ایمان
و حقیقت معرفت ست و در رنگ حقیقت ایمان صورت ایمان همان ست که حضرت حق سبحانه از
کمال رافت و رحمت خود در شریعت از برای نجات اخروی بآن اکتفا فرموده ست و آن گرویدن
قلب ست با وجود انکار و تمرد نفس اماره و صورت معرفت هم مقصود بهمان لطیفه است با وجود
جهل اماره و حقیقت معرفت آنست که اماره از جهالت جبلی خود برآید و شناسائی پیدا کند
و حقیقت گرویدن ایمان اوست بعد از شناسائی و مطمئنه گشتن او بعد امارگی که طبیعی او بوده
اگر گویند که در شریعت تصدیق قلبی اعتبار کرده اند این گرویدن عین آن تصدیق ست یا
امری ست ورای آن تصدیق اگر ورای تصدیق باشد لازم آید که در ایمان سه چیز معتبر باشد
اقرار و تصدیق و گرویدن و این خلاف مقرر علماست و عمل را که بعض علما اعتبار در ایمان نموده اند ست
جزو چهارم ایمان میشود **جواب** گوییم که گرویدن عین تصدیق ست زیرا که تصدیق که حکم
عبارت از اذعانست که معبر بگرویدن ست اگر پرسند که اهل کتاب حضرت پیغمبر ما را علیه و علی آله
الصلوٰة والسلام چون بعنوان نبوت میدانستند ناچار حکم بنبوت علیه و علی آله الصلوٰة والسلام میکردند و
اذعان و گرویدن ایشان را حاصل میشود چه حکم برین تقدیر عین گرویدن ست پس ایمان در حق
ایشان چرا متحقق نشود و بکدام علت از کفر برآیند جواب گوییم که بعنوان نبوت میدانستند لا بواسطهٔ تعصب و عناد قلب
ایشان را اذعان حاصل نمیشد تا حکم به نبوت او نمایند معرفت و تصور بود و اذعان حاصل نشد تا تصدیق گردد
و بایمان رساند و از کفر برآرد فرق دقیق ست بشنو و بوجدان خود رو با وجود عناد نبی الله فعل کذا
توان گفت لیکن تا اذعان پیدا نشود انه نبی الله نمیتوان گفت زیرا که در صورت اولی التصور ست
و حواله بمعرفه مشهوره است و در صورت ثانیه تصدیق ست که مبنی بر اذعان و گرویدن ست

معنی

حضرت حق سبحانه وتعالی آنرا نیز بسماع بیچونی استماع میفرماید و بے توسط حروف وکلمات و
بے تقدیم وتاخیر آنرا میشنوند. اذ لایجری علیه تعالی زمان یسع فیه التقدیم والتاخیر و دران
موطن اگر بنده سماع است بکلیت سامع است واگر کلام است هم بکلیت متکلم تمام گوش است وتمام
زبان است روز میثاق ذرات مخرجه قول الست بربکم را بیواسطه بکلیت خود شنیدند وبکلیت خود جواب
بلی گفتند تمام گوش بودند وتمام زبان زیرا که اگر گوش از زبان متمیز بودی سماع وکلام بیچون حاصل نیامدے
وشایان ارتباط مرتبه بیچون نگشتی لایحمل عطایا الملک الا مطایاه غایة ما فی الباب آنکه معنی ملتقی
که از راه روحانیت اخذ نموده بود ثانیاً در عالم خیال که آن در انسان تمثال عالم مثال است بصورت حروف
وکلمات مترتبه متمثل میگردند وآن تلقی والقا بصورت سماع وکلام لفظی مرتسم میشود چه هیچ معنی را در ان عالم
صورتی است اگرچه آن معنی بیچون بود اما ارتسام بیچون هم آنجا بصورت چون است که فهم وافهام بآن
مربوط است که مقصود از ان ارتسام است وچون سالک متوسط در خود حروف وکلمات مترتبه مییابد
وسماع وکلام لفظی احساس مینماید خیال میکند که این حروف وکلمات را از اصل شنیده است وبی تفاوت
از آنجا اخذ کرده نمیدانند که این حروف وکلمات صور خیالیه آن معنی ملتقی است واین سماع وکلام لفظی
تمثال سماع وکلام بیچونی عارف تام المعرفت باید که حکم هر مرتبه را جدا سازد ویکی را بدیگرے
ملتبس نگرداند پس سماع وکلام این اکابر که بمرتبه بیچونی مربوط است از قبیل تلقی والقای روحانی
است واین کلمات وحروف که تعبیر از ان معنی ملتقی بآن مینماید از عالم صور مثالیه وگروهی که
گمان برده اند که ما حروف وکلمات را از آنحضرت جل سلطانه استماع مینمائیم دو فریق اند یکی از ان
دو فریق که احسن حالند میگویند که این حروف وکلمات حادثه مسموعه دال اند بران کلام نفسی قدیم و
فریق دیگر اطلاق قول بسماع کلام حق جلشانه مینمایند وهمین حروف وکلمات مترتبه را کلام حق میدانند
جل وعلا وفرق نمیکنند درمیان آنکه لائق بشان او تعالی کدام است وکدام است که شایان جناب
قدس او نیست سبحانه وهم الجهال البطال لم یعرفوا ما یجوز علیه وما لایجوز علیه تعالی سبحانک
لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم والصلوة والسلام علی خیر البشر وآله واصحابه
الاطهر

مکتوب نود وسوم بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد سعید در تحقیق تعین اول وجودی در تفریق میان مبادی تعینات حبیب وخلیل وکلیم علیهم الصلوات الخ

انفسنا ومن سیئات اعمالنا و در حدیث قدسی آمده عاد نفسک فانہا انتصبت بمعاداست ارحم الراحمین از کمال مہربانی در اوائل حال از عان نفس را منظور نداشت و با ذعان قلب نجات را مربوط ساخت اگر ثانیاً بمحض کرم او سبحانہ اذعان نفس ہم میسر شد نور علی نور و سرور علی سرور و وصول علی درجات الولایۃ وحصول الحقیقۃ الایمان نوشتہ بودند کہ جواب موافق فہم و دانش فقیر نوشتہ شود کہ معلوم توانم کرد مسئلہ بسیار دقت دارد و حل آن ہم بوقت مشکل است بلکہ نفس حل وقت میطلبد گناہ عبارت چیست بایستی این فکر را اول میکردند و بسوال حل این طور معاجراًت نمی نمودند فلا تلوموا نی و لوموا انفسکم سوال دوم آن بود کہ زہاد و عباد بایمان حقیقے مشرف اندیانہ جواب اگر بمرتبہ مقربین برسند و نفوس شان مطمئنہ گردد بایمان حقیقے برسند سوال سوم آن بود کہ صاحب معرفت اجمال کہ نشاء آن کفر حقیقے است اینہا را عارف چون توان گفت معنی این عبارت خوب معلوم نشد کہ چیست خود عبارت مغلق مینویسید و دیگر ازرا منع میکنید اگر مقصود این است کہ کافر طریقت را عارف بچہ معنی توان گفت جوابش آنست کہ کافر طریقت ہم خدا را جلشانہ بیگانگی شناختہ است و ماسواے او را محو و متلاشی ساختہ عارف است اما عارف مطلق نیست کہ از تمیز برآمدہ است چون تمیز آید عارف مطلق گردد و بایمان حقیقی مشرف شود والسلام مکتوب نود و دوم بفقیر محمد ہاشم کشمی در جواب سوال کہ نمودہ از استماع کلام صوفیہ حق را سبحانہ و مکالمہ ایشان باو تعالے پرسیدہ بودند آنکہ بعضے عرفا فرمودہ اند ما کلام حق را میشنویم و ما را با و تعالے مکالمہ میشود چنانچہ از امام ہمام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ منقول است کہ گفت ما زلت اردد الآیۃ حتے سمعتہا من المتکلم بہا و نیز از رسالۂ غوثیہ کہ منسوب بحضرت شیخ عبد القادر جیلی است قدس سرہ مفہوم میگردد بچہ معنی است و تحقیق آن نزد تو چیست بدان ارشدک اللہ تعالی کہ کلام حق جل و علا در رنگ ذات حق و سائر صفات حق جلشانہ بیچون و بیچگون است و سماع آن کلام بیچون نیز بیچون است زیرا کہ چون را بہ بیچون راہ نیست پس آن سماع مربوط بحاسۂ سمع نباشد کہ سراسر چون است آنجا اگر از بندہ استماع است بتلقے روحانی است کہ نصیبے از بیچونی دارد و بے توسط حروف و کلمات است و نیز اگر از بندہ کلام است ہم بالقاء روحانیت بی حروف و کلمہ و این کلام نصیبے از بیچونی دارد کہ مسموع بیچون میگردد و یا آنکہ گوییم کلام لفظے کہ از بندہ صادر شود

والسلام ناچار ولایت محمدی که منشاء آن محبت ست مرکز ولایت خلیلی باشد که منشاء آن خلت ست علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وولایت خلیلی باوجود اولیت درمیان ولایت محمدی و درمیان حضرت ذات تعالیٰ وتقدس حاجز وحائل نباشد چه مرکز دائره از دائره سبقت ذاتی دارد پس علف حائل سلف نبود بلکه امر بعکس ست و وجه دیگر از برائے سبقت و قرب این مرکز بشنو چون بعنایت اللہ سبحانه درین نقطه مرکز دور دور رفته میشود ازین نقطه که حاصل آن محبت ست محب ومحبوب متمیز میگردند وصورت دائره پیدا میشود که مرکز آن محبوبیت ست ومحیط آن محبت مبدار ولایت موسوی ست علی نبینا وعلیه الصلوٰۃ والسلام ومحبوبیت آن مبدار ولایت محمدی علیه وعلیٰ آله الصلوٰۃ والسلام پس این مرکز محبوبیت از مرکز محبت که دائره گشته است پیش قدم آمد وبحضرت ذات تعالیٰ نزدیکتر گشت چه مرکز را سبقتے وقرب هست که دائره را نیست وهمچنین این مرکز را نسبت بمحیط دائره نیز سبقتے وقربے هست که محیط را نیست پس ولایت محمدی از ولایت موسوی هم سبق آمد واقرب علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام ووجه دیگر از برائے سبقت وقرب ولایت محمدی بشنو چون بفضل اللہ سبحانه درین مرکز محبوبیت دور دور رفته میشود آن مرکز نیز صورت دائره پیدا میکند که مرکز آن محبوبیت صرف می نماید ومحیط ان محبوبیت ممتزج بمحبت ظاهر میگردد که نصیب فردی از افراد امت اوست به تبعیت او علیه وعلیٰ آله الصلوٰۃ والسلام بلکه به تبعیت ولایت موسوی نیز علی نبینا وعلیه الصلوٰۃ والسلام که مناسبت بمحیط دائره دارد واز انجا آمده است که ولایت محمدی هر وقت مرکزی ست ومنشاء محبت نیز از برکات آن ولایت ست که بامتزاج آن مرکز ثانی دائره گشته است مرکز دیگرے از وے پیدا شده باید دانست که این مرکزیت ثالث کار را بسیار پیش برد ونزدیکتر از نزدیکتر ساخته ست باکریمان کارها دشوار نیست ؂ زیاده برین دقائق واسرار چه وا نموده آید واز ما ورائے تعین اول پیش ازین چه گفته شود هرچند وراء تعین اول نیست که جزو اوست یا جزو جزو او وبیک واسطه یا بدو وسطه اما در نظر کشفی بمراحل از تعین اول سبقت دارد وبمنازل از وے بمطلوب نزدیکتر ست **سوال** هر کمالی که جزو را میسر گردد کل را نیز میسر ست زیرا که کل عبارت از ان جزو واز اجزاء دیگر ست پس سبقت وقرب که در جزو پیدا شود در کل نباشد وجه آن چیست **جواب** کمالی که در جزو بطریق

در آخر کار بکرم و فضل مکشوف ساختہ آنست کہ تعین اول مر حضرت ذات را تعالی و تقدس تعین حضرت
وجود است کہ محیط ہمہ اشیا است و جامع جمیع اضداد است و خیر محض است و کثیر البرکت است حتی کہ اکثری از
مشائخ این طائفہ علیہ آنرا عین ذات گفتہ اند تعالی و منع زیادتی آن بر ذات نمودہ سبحانہ غایت دقت
و لطافت دارد کہ چشم ہمہ کس او را نمیتواند دریافت و از اصل نمیتواند جدا ساخت لہذا التعین او در ہمہ ذات
مختفی ماند و از متعین متمیز نگشت و جم غفیر آنرا اجزای پرستیدند و معبود و مطلوب ماورای آن نطلبیدند
و مبدء آثار خارجی او را دانستند و مکون حوادث یومی او را انگاشتند و این تمیز حق از ما دون حق دولتی بود کہ
برای این مسکین وا پس ماندہ ذخیرہ داشتہ بودند و این نفی مشارکت غیر معبود بمعبود سبحانہ اولش ماندہ بود
از انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کہ برای این زلہ بردارشان نگاہداشتند الحمد للہ الذی ہدانا لہذا
وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق مکشوف ساختند کہ این تعین
اول وجودی رب خلیل الرحمن است علی نبینا و علیہ الصلوات والتحیات و مبداء تعین او
و تعین خلت او و نیز مکشوف گردانیدند کہ مرکز این تعین کہ جزو اشرف اوست در اجزای دیگر
نسبت اقربیت باصل دارد رب حضرت حبیب اللہ است و نیز مبدء تعین او و تعین محبت او علیہ وعلی
جمیع الانبیاء الصلوات والتسلیمات **سوال** تعین اول چون رب حضرت خلیل بود پس پیغمبر ما علیہ وعلی
خلیل الرحمن الصلوۃ والسلام بکدام معنی فرمودہ است اول ما خلق اللہ نوری مرکز دائرہ اسبق اجزای دائرہ است
و نیز جزو را تقدم است بر کل پس ناچار مبداء تعین آنسرور کہ تعبیر از ان بنور برخود فرمودہ است از ہمہ
اسبق باشد علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام مرکز دائرہ ہر چند جزو دائرہ است و دائرہ کل اوست
اما آن جزو است کہ سائر اجزای کل از وی ناشی شدہ است زیرا کہ جمیع اجزای محیط دائرہ
ظلال آن جزو است کہ سائر مرکز آن دائرہ است اگر آن جزو نبود از دائرہ نامی و نشانی نباشد پس
واضح شد کہ رب و مبدء تعین حضرت خلیل تعین اول است و منشاء تعین اول کہ جزو مرکز در شرف اجزای
اوست رب و مبداء تعین حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات پس اسبق از ہمہ حقیقت خاتم نبوت بود
و منشاء ظہور دیگران ہم او باشد علیہ و علی جمیع الانبیاء الصلوات والبرکات از ینجاست کہ در حدیث قدسی آمدہ است
در شان حبیب اللہ لولاک لما خلقت الافلاک لما اظہرت الربوبیۃ و چون مبداء تعین حضرت خاتم الرسل علیہ
و علیہم الصلوات والتسلیمات مرکز دائرہ تعین اول آمدہ کہ مبداء تعین حضرت خلیل است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ

آن سر وآن نشاء که در مرکز این تعین نہادہ اند نشاء ولایت محمدی ست علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات
وآن حسن وجمال ذاتی که تعین اول ظل آنہاست مشابہت بہ صباحت دارد که در عالم مجاز
از قبیل حسن خد وجمال خال ہست وآن سر ونشاء که در مرکز دولیعت نہادہ اند مناسبت بملاحت
دارد که ورا ء رشاقت قد وصباحت خد است وورای حسن چشم وجمال خال امری ست ذوقی
تا ذوق ندہند در نیابد شاعرے گوید ؎ آن دارد آن نگار که آن ہست ہر چہ ہست ٭ آنرا طلب کنند
حریفان که آن کجاست ٭ ازین بیان تفاوت درمیان این دو ولایت دریاب ہر چند ہر دو از
قرب حضرت ذات تعالیٰ وتقدس ناشے میگردند اما مرجع یکے کمالات ذاتست ومعاد دیگرے
صرف ذات تعالیٰ وچون ملاحت فوق صباحت ست پس وصول بملاحت بعد از طے مراتب
صباحت صورت بندد وتا وصول جمیع مقامات ولایت ابراہیمی میسر نشود وصول بحقیقت
این ولایت که ذروۂ علیای ولایت محمدی ست میسر نیاید علی صاحبہا الصلوات والسلام
ازینجا تواند بود که خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات مامور گشتہ باتبعت ملت حضرت
ابراہیم گشت علیہما الصلوات والسلام تا بوسیلۂ این متابعت بحقیقت ولایت او برسد و
ازینجا بحقیقت ولایت خود که تعبیر ازان بملاحت رفتہ است متحقق گردد وچون حضرت پیغمبر مارا
بمرکز دائرہ ولایت خلت مناسبت ذاتی ست که بحضرت اجمال ذات اقرب ست وبمحیط آن دائرہ مناسبت
کمترست که رو بتفصیل کمالات ذات دارد تعالیٰ ولبس تا کمالات محیط آن دائرہ ہم متحقق نشود ولایت خلت
تمام نگردد وازینجاست که در صلوات منطوقہ آمدہ است کما صلیت علی ابراہیم تا کمالات ولایت خلت تمام
او را میسر آید چنانچہ صاحب آن ولایت را میسر شدہ بود علی نبینا وعلیہ الصلوات والسلام وچون مکان طبیعی
ولایت محمدی نقطہ مرکز دائرہ ولایت خلیلی ست علیہما الصلوات والتحیات وسیر او نیز مقصود بر سیر مرکزی آن دائرہ
ناچار از آنجا برآمدن بمحیط آن دائرہ درآمدن واکتساب کمالات آن کردن متعسر باشد وخلاف مقتضای
طبیعت بود پس متوسطے باید از افراد امت او علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام که بطبیعت او علیہ الصلوات
والسلام در عین آن مرکز بود واز راہ دیگر مناسبت بمحیط آن دائرہ داشتہ باشد تا تکمیل واکتساب
کمالات آن مرتبہ نماید وبحقیقت آن مرتبہ متحقق گردد وپیغمبر متبوع او بحکم من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا بتوسط وصول او بآن کمالات نیز متحقق شود ومراتب ولایت

اصالت پیدا شود در کل بہ تبعیت و وساطت جزو خواہد بود نہ بطریق اصالت و شک نیست کہ اصالت را سبقتے ہست کہ تبعیت را نیست واصل را قربے ہست کہ فرع را نہ پس اگر مرکز دائرہ در کمالات مخصوصۂ خود از دائرہ پیش قدمی نماید گنجایش دارد وتحقیق در جواب آن ست کہ کمال جزو در کل وقتی سرایت نماید کہ آن کمال از ماہیت اصلیہ آن جزو ناشی شدہ باشد و اگر کمالے باشد در جزو کہ بعد از انقلاب ماہیت جزو پیدا شود لازم نیست کہ در کل سرایت کند کہ آن جزو بعد از انقلاب ماہیت خود جزو آن کل نماندہ است تا سرایت بآن نماید مثلاً نقرہ کہ یک جزو آن بعمل اکسیر طلا گردد واز ماہیت نقرہ بماہیت طلا انقلاب نماید نمیتوان گفت کہ کمالات ذہبیت این جزو بفضہ کہ کل او بودہ است سرایت خواہد کرد چہ آن جزو بعد از انقلاب جزو او نماندہ ست تا سرایت کند فافہم وقس علیہ معرفۃ ما نحن فیہ سوال تعین اول وجودی وجود او در خارج ست یا ثبوت علمی دارد ولبس ہیچکدام ازین در تردید درست نمی آید چہ در خارج نزد این بزرگواران جز یک ذات احد تعالی موجود نیست ودران خارج از تعینات وتنزلات نامے ونشانے نہ واگر ثبوت علمی گوئیم لازم آید کہ تعین علمی از وے سابق باشد وآن خلاف مقرر ست جواب گوئیم در نفس امر ثابت ست واگر ثبوت خارجی ہم بگویند بآن معنے کہ در ما ورا اے علم ہم او را ثبوتے ہست نیز گنجایش دارد واللہ سبحانہ الملہم للصواب مکتوب نود وچہارم بحضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ در دقائق کمال وجمال ذاتی ومرتبۂ مقدسہ کہ فوق ست ونصیب تعینات حبیب وخلیل وکلیم علیہم السلام ازان دو مرتبہ وبہرہ تعین حضرت ایشان ازین فات حضرت حق سبحانہ وتعالے فی حد ذاتہ جمیل ست وحسن وجمال ذاتی او را ثابت ست نہ آن حسن وجمال کہ مکشوف ومدرک ما گردد ودر تعقل وتخیل ما در آید مع ذلک در آنحضرت مرتبۂ ایست اقدس کہ این حسن وجمال ہم از غایت عظمت وکبریائی آن بآن مرتبہ نمی تواند رسید وبحسن وجمال متصف نمیتواند ساخت تعین اول کہ تعین وجودی ست تعین آن کمال وجمال ذاتی ست وظل اول آنہا واز ان مرتبۂ اقدس کہ کمال وجمال را ہم آنجا گنجایش نیست کہ او از غایت عظمت وکبریائی ہیچ تعینے متعین نمیگردد ودر کدام آئینہ در آید مع ذلک سری ونشانے از ان مرکز اقدس در مرکز دائرہ این تعین اول ودیعت نہادہ اند ونشانے آنجا تعبیہ نمودہ اند چنانچہ تعین اول نشان ولایت خلیلی ست

کما صلیت علی ابراهیم بعد از هزار سال باجابت مقرون گشت مسئول مستجاب شد آن سرور را علیه و علی
آله الصلوات والسلام بعد از تمامی ولایت خلت کاروبار آن سرور نشاء است که در مرکز ودیعت
نهاده اند و تعبیر آن بملاحت یافته ست و آن فرد را از برای حراست و محافظت است از ان مقام العالم
بازگردانیده خود در خلوت خانهٔ غیب الغیب با محبوب خلوت داشته ع هنیئاً لارباب النعیم نعیمها و للعاشق
المسکین ما یتجرع * باید دانست که محیط مرکز ثالث هرچند نسبت بمحیط مرکز تعین اول اصغر می نماید اما اجمع
است چه هرچه بحضرت ذات جلشانه نزدیکتر ست جامع ترست صغر آن در رنگ صغر انسان باید دانست
که باوجود صغر جامع ترین جمیع اصناف عالم ست و ایضاً شخصی که بکمالات این محیط متحقق گشت
و از اجمال مرکز بتفصیل محیط آمد آن بے مناسبتے که بمحیط و تفصیل داشت زائل شد و بی تکلف
از تفصیلی رفت و بکمالات آن تفصیل نیز متحقق گشت بشنو باوجود کمال اقتدار چون نظام
عالم بحکمت منوط ساخته اند در تربیت محبوبان نیز از وجود اسباب چاره نبود هر حیث
وجود سبب بیش از بهانه نباشد و زیاده از روپوش قدرت نبود سنة الله التی قد خلت من
قبل و لن تجد لسنة الله تبدیلا * بعضے کمالات را بتوسط فردی از افراد امت
خود حاصل نماید و بتوسل او بعض مقامات برسد، ما نقص ان نبی ازین را لازم نیاید و آن
فرد را مزیتے باین توسط بران نبی حاصل نشود چه آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافته است
و بطفیل او باین دولت رسیده پس آن کمال فی الحقیقت از ان نبی ست و نتیجهٔ متابعت
اوست و آن فرد بیش از خادم او نیست که از خزائن او خرج کرده لباس [illegible] مرتب ساخته آرد
که باعث مزید حسن و جمال مخدوم میگردد و در عظمت کبریائی می افزاید اینجا کدام نقص مخدوم ست
و کدام مزیت خادم امداد و اعانت از همگنان نقص ست اما از خدام و غلمان که امداد و اعانت
واقع شود عین کمال ست و موجب ازدیاد جاه و جلال نه نقصے باشد که یکے را بدیگرے خلط کند و در
توهم منقصت افتد بادشاهان بامداد خدم و حشم ملکها میگیرند و قلعها فتح مینمایند ازین امداد غیر از
عظمت و ابهت بادشاهان هیچ معلوم نمیشود و نیز از شرف و عزت خادم و حشم هیچ ظاهر نمیگردد همان خدام
و غلمان انبیا اند علیهم الصلوات والتسلیمات اگر از ینها امدادها باین بزرگواران برسد جائے توهم
منقصت شان نیست و آنکه گویند که این بزرگواران اصلا محتاج بامداد نیستند و جمیع مراتب

خلیلی تمام کند بیان سر این معما که برین فقیر ظاهر ساخته اند آنست که نقطهٔ مرکز دائرهٔ ولایت خلت که
از سائر نقطهای آن امتیاز به محبیت یافته است اگرچه بسیط است اما چون متضمن اعتبار محبیت و اعتبار
محبوبیت است صورت دائره پیدا میکند و ازان مرکز دائره پیدا میگردد که محیط آن اعتبار
محبیت است و مرکز آن امتیاز محبوبیت و منشاء ولایت موسوی علی نبینا و علیه الصلوات
والسلام اعتبار محبیت است که محیط آن دائره است و منشاء ولایت محمدی اعتبار محبوبیت که مرکز آن
دائره است حصول حقیقت محمدی اینجا تصور باید نمود و بعد از هزار سال این نقطهٔ مرکز دائره
ثانی که حقیقت محمدی بآن مربوط است نیز وسعتی پیدا کرد و اعتبار و روی هویدا گشت
و بصورت دائره برآمد که مرکز آن محبوبیت صرف است و محیط آن محبوبیت ممتزج به محبیت و منشاء
ولایت احمدی مرکز آن دائره است و احمد اسم دوم آن سرور است علیه الصلوات والسلام که در اهل سموات
آن اسم معروف است چنانچه گفته اند اینجا تواند بود که حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوات
والسلام که از اهل سموات گشته است بشارت قدوم آن سرور را باسم احمد داده است و این اسم مبارک را
باذات احد جلشانه خیلی تقرب است و یک مرحله ازان اسم دیگر بحضرت ذات جلشانه نزدیکتر است چنانچه
مبین گشت و این اسم از اسم مبارک احد بیک حلقهٔ میم جدا شده است که مبدأ محبت است که باعث
ظهور و ظهار گشته و ایضاً میم که در احمد اندراج یافته است از حروف مقطعات قرآنیست که در اوائل
صور منزل گشته است و از اسرار خاصه است و این حرف مبارک میم را بآن سرور خصوصیتی خاص است
که باعث محبوبیت او گشته است و او را از همه تفوق داده است برسر اصل سخن رویم و گوئیم
که محیط آن دائره که عبارت از محبوبیت است که ممتزج بمحبیت بود منشاء ولایت فردی از افراد
امت آن سرور علیه و علی آله الصلوات والسلام که باوجود حصول ولایت محمدی مرکزے
مناسب بمحیط دائره داشته باشد و کمالات آنرا هم مکتسب ساخته و معلوم شد که این دولت ثانی او را از
ولایت موسوی حاصل گشته است و او از طفیل این دو ولایت عظمی جامع کمالات مرکز و محیط شده
و مقرر است که هر کمالیکه امت را میسر آید به نبی آن امت نیز آن کمال حاصل است بحکم من سن سنة
حسنة پس آن سرور را علیه و علی آله الصلوات والسلام بتوسط آن فرد کمالات محیط آن دائره نیز
میسر شد و ولایت خلت در حق او علیه و علی آله الصلوات والسلام نیز تمام گشت و دعای اللهم صل علی محمد

سے

ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام علی من اتبع الهدی **فصل** بالخیر الم
شمه از ان کاروبار که باین ولایت مربوطست اظهار نماید و باشارتے از ان معاملات که بآن دو
ولایت منوطست ظاهر سازد قطع البلعوم وذبح الحلقوم هرگاه ابوهریره در اظهار بعضے علوم که از حضرت
پیغمبر گرفته است علیه وعلی آله الصلوات والسلام قطع البلعوم گوید از دیگران چه گفته آید غوامض اسرار الهی
ست جل سلطانه که باخص خواص عباد خود در میان میدارد و نامحرمے را در حوالی آن نمیگذارد و حضرت
خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات که رحمت عالمیان ست از کمال معرفت و وفور قدرت آن
اسرار را با بوهریره وغیره در میان آورده و قابلیت مستمعان دانسته آن درهای مکنونه را با ایشان ایثار فرموده
مثل من مفلس کم بضاعت از تذکر و خطور آن اسرار هراسان ولرزان ست و هیچگونه مناسبتے خود را
با این خرابی و آوارگی بآن مطالب علیا نمی یابد اما امیدانا مصرع ع باکریمان کارها دشوار نیست
سبحانه خدارا چنین باید جلشانه و خدائے را اینچنین کرم شاید این کرم در حق ما امروزه نیست
مشت خاک ما را از خاک برداشته خلیفه خود ساخت و به نیابت خود قیوم اشیا
گردانید و بیواسطه او را تعلیم اسمای جمیع اشیا فرموده و ملائکه را که عباد مکرم او ویند تلامیذ او گردانیده و
ایشانرا بآن بزرگی امر بسجود او نموده و ابلیس را که ملقب بمعلم ملکوت بوده و در طاعت و عبادت
شان عظیم داشته چون در سجود او ابا آورده و تعظیم و توقیر او ننموده از درگاه معلای خود رانده ملعون
ومطرود گردانید و ملام و مطعون ساخت و آن مشت خاک را قدرتی و همتی بخشید که تحمل بار امانت او
نمود که سموات و ارض و جبال از تحمل آن ابا نمودند و ترسیدند و نیز او را قوتے عطا فرمود که بآن قوت
قابلیت رویت خالق سموات و ارض که بیچون و بیچگونه است با چونی و چگونگی خود پیدا کرد باآنکه
جبل با آن صلابت بیک تجلی او سبحانه پاره پاره شد و خاکستر گشت آن خدای که قدیم الاحسان
وارحم الراحمین ست تواناست که مثل من واپس ماندگان را بدرجات سابقان رسانده
بطفیل شان شریک دولت شان گرداند ~ اگر بادشه بر در پیرزن + بیاید تو اے
خواجه سبلت مکن تنبیه حضرت حق سبحانه وتعالے همیشه بر تنزیه و تقدیس خود ست و از صفات
حدث وسمات نقص منزه و مبراست تغیر و تبدیل را دران حضرت جل سلطانه بار نیست و اتصال و انفصال را
دران بارگاه گنجائش نه و تجویز حالیت و محلیت آنجا کفرست و حکم باتحاد و عینیت عین الحاد و زندقه

کمال ایشانرا بالفعل حاصل ست مکابره صریح است چه این بزرگواران نیز بندگان خدااند جل شانه و
همواره از فیوض و برکات فضل و رحمت او امیدوار اند و همیشه خواهان ترقیات اند در حدیث
آمده است من استوی یوماه فهو مغبون و آنسرور مراتب خود فرموده است علیه و علی آله الصلوات والسلام
سلوا الی الوسیلة والیه در حدیث صحاح آمده است کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یستفتح بصعالیک
المهاجرین یعنی پیغمبر خدا علیه و علی آله الصلوات والسلام در جنگها طلب فتح میکرد بتوسل فقرای
مهاجرین اینهمه طلب و امداد و اعانت ست جمیکه امداد و اعانت ایشان را در حق این بزرگواران
تجویز نمی نمایند و این بزرگواران را محتاج بامداد او شان نمیدانند نظر شان بر بزرگی انبیا
افتاده است علیهم الصلوات والتسلیمات و علو درجات شان در نظر اینها آمده مع ذلک
اگر نظر شان بر عبودیت این بزرگواران نیز می افتاد و احتیاجات ایشان که بمولای
خود دارند جل شانه معلوم شان میگشت از امداد ایشان انکار نمی نمودند و از اعانت خدام و غلمان
شان استبعاد نمیکردند ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر والصلوة والسلام
علی نبینا و علی جمیع الانبیاء و علی الملائکة الکرام العظام

مکتوب نود و پنجم

بمولانا صالح کولابی در اسرارے که مخصوص بولایت حضرت ایشان ست مد ظله العالی

ولایت این فقیر هر چند مرباے ولایت محمدی و ولایت موسوے ست علی صاحبهما
الصلوات والسلام و بطفیلی این دو اکابر علیهما الصلوات والتسلیمات مرکب از نسبت
محبوبی و نسبت محبی ست که رئیس محبوبان حضرت محمد رسول الله است صلی الله علیه وسلم و رأس
محبان حضرت کلیم الله علی نبینا و علیه الصلوات والسلام اما بوسیلهٔ متابعت حضرت خاتم الرسل
علیه و علیهم و علی الکل الصلوات والسلام باولایت من کاروبار دیگر ست و معاملهٔ علیحده
بآن مربوط ست اگرچه اصل این ولایت ولایت پیغامبر خود ست علیه و علی آله الصلوات والسلام
که ولایت محمدی باشد که منشاء آن باصالت نسبت محبوبیت صرف ست ولیکن چون
نشاء ولایت موسوے که باصالت ناشے از محبت صرف ست باین ولایت ضم گشته است و
منصبغ برنگ آن نیز شده هیئتے دیگر پیدا کرده است بلکه توان گفت که حقیقتے دیگر گشته و ثمره دیگر داده
نتیجه دیگر آورده خوش گفت ؎ ازان افیون که ساقی در مے افگند حریفانرا نه سر ماند و نه دستار

وبیشتر محب را بجذب ساز و شیفته و واله تر گرداند ؎ نه تنها آفتم زیبائی اوست ✽ بلای من وناپروائی اوست ✽ و مراد از بلا افراط عشق ست که مطلوب عاشق ست + سبحان الله احمد محبوب اسمی ست که مرکب از کلمهٔ مقدسهٔ احد ست و از حلقهٔ حرف میم که از غوامض اسرار الٰهی جل شانه در عالم بیچون گنجایش ندارد که در عالم بیچون تعبیر ازان سر مکنون بغیر از حلقهٔ میم توان کرد اگر گنجایش میداشت حضرت حق سبحانه و تعالی بآن تعبیر میفرمود و احد احد ست که لا شریک له ست و حلقهٔ میم طوق عبودیت ست که بنده را از مولیٰ متمیز گردانیده است پس بنده همان حلقهٔ میم ست و لفظ احد از برای تعظیم او آمده است و اظهار اختصاص او کرده علیه و علیٰ آله الصلوات والتسلیمات ؎ چو نام این ست نام آور چه باشد ✽ مکرم تر بود از هر چه باشد ✽ بعد از هزار سال که آنرا تاثیری نهاده اند در تغیر امور عظام معاملهٔ آن ولایت باین ولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجامید و کار و بار از دو طوق عبودیت بیک طوق رسید و بجای طوق نخستین حرف الف که رمزی از رب اوست متمکن گشت تا محمد احمد شد علیه و علیٰ آله الصلوات والسلام بیانش آنست که دو طوق عبودیت از دو حلقهٔ میم ست که در اسم مبارک محمد صلی الله تعالیٰ علیه و آله و صحبه وسلم و بارک اندراج یافته است تواند بود که ان دو طوق اشارت بدو تعین او باشد علیه و علیٰ آله الصلوات والسلام یکی ازان دو تعین جسدی بشری ست و دوم تعین روحی ملکی و در تعین جسدی هرچند بواسطهٔ عروض موت فتور رفته بود و تعین روحی قوت گرفته اما اثر آن تعین باقی مانده بود و هزار سال بایست تا آن اثر نیز زائل شود و نشانی ازان تعین نماند و چون هزار سال آخر آرد اثری ازان تعین نماند و یک طوق عبودیت ازان دو طوق گسسته شد و زوالی و فنای بآن طاری گشت و الف الوهیت که آنرا در رنگ بقای بالله توان گفت بجای آن نشست ناچار محمد احمد گشت و ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی الله تعالیٰ علیه و آله و صحبه عبارت از دو تعین آمد و احمد کنایت از تعین باشد و بس این اسم بحضرت اطلاق اقرب باشد و از عالم دور تر بود **سوال** فنا و بقا که مشائخ قرار داده اند و ولایت ظلی مربوط ساخته بچه معنی ست و این فنا و بقا که در تعین محمدی گفته شد بکدام معنی **جواب** فنا و بقا که ولایت بآن مربوط ست فنا و بقاء شهودی ست اگر فنا و زوال ست باعتبار نظر ست و اگر بقا و ثبات ست هم باعتبار نظر آنجا صفات بشری را استتار ست نه زوال و فنای این تعین انچنین ست بلکه اینجا

خواص عباد او تعالی هرچند دران حضرت قرب و وصل پیدا کنند از قبیل قرب جسم بجسم نخواهد بود و از
جنس اتصال جوهر بعرض نه آنجا اگر قرب ست بیچون ست و اگر وصل ست هم بیچون همگی کار و بار این بزرگواران
در آنحضرت جل سلطانه از عالم بیچونی ست و عالم چون را نسبت بعالم بیچون حکم قطره دارد نسبت بدریای محیط
که آن ممکن ست و این واجب تعالی و نیز عالم چون در ضیق زمان و مکان کائن ست و عالم بیچون از تنگی
وارسته ست و از زمان و مکان گذشته آری میدان عبارت و تعبیر دران عالم متسع ست و درین
عالم تنگ و تاریک لعلوه من العبارة و لبعده عن الاشارة ارحم الراحمین خواص عباد خود را
نصیبی از بیچونی داده در عالم بیچون سر داده است و بمعاملات بیچونی مشرف ساخته است
اگر فرضاً تعبیر از آن بیچونی بچون نماید بعید تر از آن ست که بالغان لذت جماع را بنارسیدگان
بلذت قند و شکر تعبیر کنند چه این هر دو لذت از یک عالم چون ست و آن تعبیر و معبر از دو عالم
متباین و ناچار چون کسی تعبیر از بیچون بچون نماید و بر بیچون احکام چون اجرا کند جای آن دارد
که مورد طعن و طرد گردد و بالحاد و زندقه متهم شود پس دقت و غموض آن اسرار از راه عبارت
و تعبیر آمده نه از راه تحقق و حصول آن زیرا که متحقق شدن بآن اسرار کمال ایمان ست و
تعبیر نمودن از آن بیچون بعبارات چون عین کفر و الحاد من عرف الله کل لسانه اینجا
کار باید کرد ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر والحمد لله اولاً و آخراً
والصلوة علی رسوله دائماً و سرمداً

مکتوب نود و ششم بفقیر هاشم کشمی

در اسراری که متعلق ست بدو اسم مبارک آن سرور صلی الله علیه و سلم حضرت پیغمبر ما علیه و علی آله
الصلوات و السلام مسمی بدو اسم ست که هر دو اسم مبارک او در قرآن مجید مسطور ست فرمود
محمد رسول الله و نیز فرمود در حکایت بشارت روح الله اسمه احمد و هر کدام این دو اسم مبارک را ولایت
علیحده است ولایت محمدی هرچند ناشی از مقام محبوبیت اوست علیه الصلوات و السلام اما آنجا
محبوبیت صرف کائن نیست مزجی از نشاءه محبیت نیز دارد اگرچه آن مزج بالاصالت او را ثابت نباشد
اما بالتبع مقام محبوبیت صرف ست و ولایت احمدی ناشی از محبوبیت صرف ست که شائبه محبیت ندارد و این
ولایت از ولایت سابق پیش قدم ست و یک مرحله بمطلوب نزدیکتر ست و محب مرغوب تر چه محبوب با
هرچند در محبوبیت تمامتر بود استغنا و بی نیازی او را کاملتر باشد و در نظر محب زیباتر درآید و رعناتر نماید

ذاتی ممکن بواسطهٔ عدم ذاتی او شر محض ست قبح و نقص ست لیکن این حسن و جمال که در ممکن مشهود ست
هر چند از وجود آمده است اما چون در مرآت عدم ظاهر شده است حکم مرآت گرفته نصیبی از قبح یافته
است و نقص پیدا کرده و ممکن چون قبح ذاتی دارد آن قدر حظ و لذت که ازان حسن در می‌یابد از حسن
خالص که مبدا این حسن ست نمی در یابد چه مناسبت باین بیشتر دارد و نسبت بآن کناس را بواسطهٔ
مناسبت لذتی که از رائحهٔ منتنه کائن ست از رائحهٔ طیبه نیست قصهٔ مشهورست که کناسی از محلهٔ عطاران
گذشت از فرط بوی خوش ناخوش گشته بیهوش شده افتاد بزرگی ازان راه میگذشت چون
بر سر معاملهٔ او مطلع شد فرمود که نجاستی نزد مشام او بگذارید که از بوی ناخوش آن خوش گشته بهوش
آید چنان کردند بهوش آمد

مکتوب نود و نهم

بجناب سیادت مآب ارشاد پناه میر مومن بلخی در اظهار شکر نعم ظاهریه و باطنیه که مفاض از برکات اکابر ماوراء النهر ست

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی من لم یشکر الناس لم یشکر الله حقوق علما و مشائخ ماوراء النهر شکر الله تعالی
سعیهم بر ذمهٔ ما واپس ماندگان و دور افتادگان بلکه بر کافهٔ اهل اسلام هندوستان
نه آنقدر ست که در ضمن تقریر و حیز تحریر آید درستی اعتقاد بر وفق آرای صائبهٔ اهل سنت کثرهم الله
سبحانه فی الامصار از تحقیقات این بزرگواران اکتساب نموده ایم و صحت عمل بموجب مذهب علمای
حنفیه رضی الله تعالی عنهم از تدقیقات ایشان حاصل گردیده و نیز سلوک طریقهٔ علیهٔ
صوفیه قدس الله تعالی اسرارهم درین دیار از برکات آن بقعهٔ شریفه مستفاد ست و تحقیق
مقام جذبه و سلوک و فنا و بقا و سیر الی الله و سیر فی الله که بمرتبهٔ ولایت خاصه مربوط ست از فیوض
اکابر آن عرصهٔ متبرکه مفاض بالجمله اگر ظاهر ست اصلاح انجا یافته ست و اگر باطن ست فلاح را آنجا حاصل
نموده ست ؎ شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بهار ؛ که اگر خار و گر گل همه پروردهٔ تست ؛ حرسها
الله سبحانه و اهالیها من الآفات و البلیات بحرمة سید السادات علیه و علی آله الصلوات
و التسلیمات یارانی که بتقریبات ازان دیار علیا باین دیار سفلی می آیند الطاف حضرات
ذوی البرکات آنجا علی الخصوص اشفاق ملازمان ارشاد و هدایت پناه افادت و افاضت دستگاه
سلمه الله تعالی نسبت باین حقیر اظهار می نمایند که عالیجناب نجابت آیات ایشان را بتو حسن ظن کائن ست
و بعض علوم و معارف ترا که تسوید نمودهٔ مطالعه فرموده اند و پسندیده این قسم بشارت

صفات بشری را زوال وجودی متحقق ست وانخلاع از جسدی بروحی کائن و در جانب بقا اینجا نیز هر چند بنده حق نشود و از بندگی نه بر آید اما بحق نزدیکتر می افتد و جمعیت بیشتر پیدا میکند و از خود دورتر گشته احکام بشری از وی مسلوب ترمیگردد و باید دانست که این عروج محمدی که مربوط بانتفای صفات بشریت هر چند کار و بار او علیه و علی آله الصلوات والسلام بالاتر برد و بذروهٔ علیه رسانید و از کشاکش غیر و غیریت وارهانید اما بر آستان او علیه و علی آله الصلوات والسلام تنگتر گشت و نور هدایت او بواسطهٔ مناسبت بشریت بود کمتر شد و توجهی که بجانب این واپس ماندگان داشت قلت پیدا کرد و بکلیت متوجه قبلهٔ حقیقی گشت وای برحال آن رعایا که بادشاه بجلال شان نپردازد و بکلیت بمحبوب خود متوجه شود ازینجاست که بعد از هزار سال ظلمات کفر و بدعت مستولی گشته است و نور اسلام و سنت نقصان پیدا کرده ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر

مکتوب نود و هفتم

بصوفی قربان جدید در سر موهوم بودن عالم + صوفیه که عالم را موهوم گفته اند نه بآن معنی ست که عالم محض اختراع و تراش وهم ست که مذهب سوفسطائی بنجیر دست بلکه موهوم بآن معنی است که در مرتبهٔ وهم بخلق خداوندی جلشانه مخلوق گشته است و در آن مرتبه بصنع او تعالی ثبوت و استقرار پیدا کرده لیکن خیر و کمال که در وی ثابت ست مستعار از مرتبه حضرت وجود است تعالی و تقدس و ظلی از ظلال کمالات آن مرتبهٔ مقدسه و شر و نقص که در وی کائن ست مستعار از عدم ست و ظلی ست از ظلال شرور و نقائص که در ان عدم مخزون ست که منشأ هر شر و نقص ست و چون سالک مستعد مسالک بحکم تربیت خداوندی جلسلطانه این امانات را درست باهل آن امانات بسپارد و خیر و کمال را باهل آن بدید و شر را باهل شر حواله نماید ناچار بدولت فنا متحقق گردد و نامی و نشانی از وی نماند نه از خیر در وی اثری ماند نه از شر او را امری متوقع گردد چه هر چه او داشت از خیر و شر همه مستعار از عدم و وجود بوده است که او از خانه خود چیزی نیاورده است هر در وی بیش از امانت واری امری دیگر نبوده و چون امانات را تمام باهل امانات رد نماید لاجرم از زحمت منی و مائی خلاص شود و بفنا و نیستی ملحق گردد

مکتوب نود و هشتم

بحاجی عبد اللطیف خوارزمی در شر التذاذ از حسن صورت خیر و کمال حسن و جمال هر جا هست اثر وجود ست که خیر محض ست و مخصوص بواجب الوجود جلسلطانه در ممکن چنانچه وجود از ان حضرت جل و علا بطریق ظلیت منعکس گشته است حسن و جمال نیز از ان مرتبهٔ مقدسه بطریق ظلیت آمده

وعلیہا الصلوات والبرکات والتحیات اولی الایدی والابصار میفرماید ونیز درشان آباد کرام او می فرماید
انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار پس گرفتارے بما دون حق جل وعلا
چہ مناسبت شان انبیاء اولی الایدی والابصار باشد. ومخلصان برگزیدہ را انیہمہ تعلق بمخلوق
چہ گنجایش دارد گفتہ نشود کہ این گرفتارے بما دون حق نبود تعالے کہ مخلوق بیش از مرآت
حسن وجمال او نیست سبحانہ چنانچہ صوفیہ گفتہ اند وشہود وحدت را در مرآت کثرت تجویز کردہ
وسوائے رویت اخروی درین نشاء در مجالے ومظاہر صور ممکنات مشاہدہ ومکاشفہ اثبات
نمودہ زیراکہ این قسم کشف وشہود کہ سالکان صوفیہ را در غلبات توحید درین نشاء فانیہ
دست میدہد نزدیک ست کہ خواص امتان انبیاء را ازان استنکاف بود وایشان ازان
مکشوف ومشہود تماشی وتنزہ نمایند ہرگاہ معاملہ اینچنین بود بہ انبیاء برگزیدہ ثبوت این نوع
احوال را چہ احتمال ست بلکہ قصور اینمعنی در حق این بزرگواران عین وبال ست جواب
این سوال مبنی بر مقدمہ است وآن آنست کہ حسن وجمال آخرت وہمچنین تلذذات وتنعمات
آن موطن نیز نہ در رنگ حسن وجمال دنیوے ست نہ شکل تلذذات وتنعمات اینجائی زیراکہ
آن حسن وجمال خیر در خیر ست وآن تلذذ وتنعم مرضی ومقبول مولی جلشانہ واین حسن وجمال ہمہ
شر ونقص ست واین تلذذ وتنعم ہمہ نامقبول وغیر مستحسن لہذا دار آخرت دار رضا آمد
ودار دنیا دار غضب مولے گشت جل سلطانہ **سوال** حسن وجمال در ممکن چون مستعار از مرتبہ
حضرت وجوب بود تعالے وممکن بیش از مظہر ومرآت آن مرتبہ نباشد چہ ممکن از خود ہیچ ندارد وانچہ
دارد مستعار از حضرت وجوب ست تعالی وتقدس پس تفاوت درین دو موطن از کجا آید وچرا یکی
مرضی ومقبول دیگرے نامقبول وغیر مستحسن گردد **جواب** مبنی برچند مقدمہ است مقدمہ اولے
آنکہ عالم تمام مجالے ومظاہر اسما وصفات واجبی ست جل شانہا ومرایائے کمالات اسمائے
وصفاتے او تعالے مقدمہ دوم آنکہ صفات واجبی جل سلطانہا ہرچند داخل دائرۂ وجوب اند
اما چون احتیاجے در وجود وقیام ایشان بحضرت ذات تعالے ثابت ست انچہ از امکان درینہا
کائن ست ووجوب ذاتی در حق شان غیر مقطوع چہ وجوب شان بخود نیست بلکہ ذات واجب ست
ہرچند اینہا را غیر ذات نگویند اما از غیریت چارہ ندارد چہ اثنینیت درمیان اینہا کائن ست

از بزرگان باعث از دیاد امیدواری میگردد. بتحریر بعض اذواق ومواجید دلیر پیساز دو چون درین ایام بتازگی شیخ ابو المکارم صوفی آمده اظهار الطاف ایشان نموده انواع مهربانی بیان فرموده ناچار اعتماد برکرم ایشان نموده بچند کلمه متصدع گشت وخود را فراباد ایشان داد وچون نقل بعض مسودات این فقیر را اخوی محمد ہاشم که از دوستان حاجتمند ست بمصحوب صوفی مشارالیه مرسل داشته است اکتفا بآن نموده حرفی از مقولۂ علوم ومعارف این طائفه علیه درین رقیمه مندرج نساخت از عنایات واشفاق حضرت امید آن دارد که بعد اوقات مرجوعه از دعاے خیر وفاتحه سلامت خاتمه منسی نخواهند فرمود ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا ادعوات فقیرانه این حقیر را بحضرات آن عالی درجات هرکدام جناب نقابت ونجابت پناه ملاذ اہل الله سید میرک شاه وجناب افادت دستگاه علامة الورىٰ مولانا حسن وجناب ناصر الشریعت حافظ الملت قاضی نولاک ادام الله تعالی برکاتهم تبلیغ فرمایند مخدوم زادہاے گرامی ما نیز از فقیر زادہاے عرض دعا نموده التماس فاتحه مینمایند **مکتوب صدم** بشیخ نور الحق در کشف سر گرفتاری حضرت یعقوب بحضرت یوسف علیهما السلام بابعضے اسرار غریبه وعلوم عجیبه الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی فضائل وکمالات اخوی اعزی شیخ نور الحق از سر گرفتاری که حضرت یعقوب را بحضرت یوسف بود صلوات الله سبحانه وتسلیماته تعالی علی نبینا وعلیهما باہتمام وشوق تمام استفسار نموده بودند واین فقیر نیز مدتها بود که شوق انکشاف آن معنی داشت چون شوق ایشان علاوه آن شوق شد بی اختیار بکلیت متوجه کشف این دقیقه گردید ودر بادی النظر ظاهر ساختند که خلقت او وحسن وجمال او علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام از جنس خلقت وحسن وجمال این نشاء دنیویه نیست وظاهر گشت که جمال او از جنس جمال بہشتیان ست ومشهود گردید که با وجود این نشاء صباحت او را اشباهت بحسن حور وغلمان ست بعد ازان انچه بتفصیل دران باب بکرم وفضل خداوندی جل سلطانه فائز گشت در قید کتابت آورده مرسل داشت سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا ۵ درپس آئینه طوطے صفتم داشته اند + انچه استاد ازل گفت همان میگویم + **سوال** انهمه افراط محبت وگرفتاری که حضرت یعقوب را بحضرت یوسف بوده است علی نبینا وعلیهما الصلوات والتسلیمات از کدام راه بوده وحال آنکه حضرت حق سبحانه وتعالی را اورا وآباء کرام او را اعلے نبینا

آن نشاء بیشتر باشد و در مراضی مولی جلشانه قدم بیشتر نهد چه گرفتاری آن نشاء عین گرفتاری است
بصاحب آن نشاء که آن نشاء پیش از طلسم حکمت او نیست جل سلطانه و در رنگ ردای کبریا روپوش
جمال پردگی والله یدعوا الی دار السلام نص قاطع ست والله یرید الاخرة برهمین معنی حجت واضح و آنکه گرفتاری
آخرت را در رنگ گرفتاری دنیا مذموم داشته است و ورای گرفتاری مولی جلشانه ساخته حقیقت آخرت
را کماهی ندانسته است و غائب را بر شاهد با وجود فارق بین قیاس کرده را لعبه بیچاره اگر حقیقت
بهشت را کماهی میدانست فکر سوختن آن نمیکرد و گرفتاری آنرا ورای گرفتاری مولای
آن جل سلطانه نمیدانست و دیگری گفته است که کریمه منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرة
شکایت از فریقین ست حضرت حق سبحانه الضافش دهاد چگونه متصور گردد که حضرت حق سبحانه
وتعالی دعوت به بهشت میفرماید و بعد از دعوت کسیکه اجابت کند از وی شکایت
نماید اگر گرفتاری آن موطن قدس مذموم بودی یا شائبه ذم داشتی بهشت دار رضا
نگشتی که رضای او نهایت مراتب قبول ست و آنهم در رنگ دنیا مغضوب آمدی علت غضب
باعث ذم عدم ست و بیخ هر قبیح و نقص ست و نصیب دنیا آمده است و سبب لعن دنیا گشته چون چیزی
از عدم حاصل گشت شائبه ذم و قبیح زائل شد نارضائی و نامقبول نصیب اعدا آمد و جز رضا و قبول که
وجود و نور و غیر از وصل و وصول و راحت و سرور هیچ نماند مخبر صادق فرموده است علیه وعلی آله الصلوات
والسلام که در بهشت به تسبیح و تهلیل و تحمید درختان بنشانید یعنی سبحان الله بگوئید و درختی در بهشت بنشانید
معنی تنزیهی که اینجا بکسوت این حروف و کلمات پیدا گشته است آنجا بصورت درختی متمثل شود که گرفتاری
بآن درخت و تلذذ از آن درخت عین گرفتاری و تلذذ معنی تنزیهی باشد علی هذا القیاس صوفیه علیه
که آنهمه دقائق و اسرار در توحید و اتحاد فرموده اند و بر مظاهر این جمیله نشاء فرود آورده اند و عشق کرده اند
و در ضمن اینها شهود و مشاهده اثبات نموده و حسن و جمال اینها حسن و جمال مولی دانسته جلشانه یکی گفته
ذوقتاك فی كل طعام لذیذ و دیگری گوید ؎ امروز چون جمال تو در پرده ظاهر است ٭ درحیرتم که وعده فردا
برای چیست ٭ و مثلی گوید ؎ عاطشان گر در قدح آبی خورند ٭ در درون آب حق را
ناظر اند ٭ در این نشاء صدق امثال این سخنان از فهم و دریافت این فقیر دور است در این نشاء
طاقت تحمل این نازکیها نمی یابد و آنرا قابل قبول این قسم دولت نمیداند اگر طاقت و قبول

والاثنان متغائران قضیه مقررهٔ ارباب معقول ست مع ذلک اطلاق امکان درحق شان نباید کرد
که موهم حدوث ست لان کل ممکن حادث عندهم وجوب بالغیر نیز دران موطن نباید تجویز نمود که موهوم
انفکاک شان ست از حضرت ذات تعالی و تقدس مقدمهٔ ثالث آنکه هر کجا رائحهٔ امکان ست عدم را
فی حد ذات آنجا گنجایش ست اگرچه حصول آن عدم محال بود لیکن آن استحاله ناشی از نفس او نگشته
است بلکه از جای دیگر آمده مقدمهٔ رابع آنکه اسماء و صفات واجبی را جل سلطانه چنانچه در جانب وجود
شان حسن و جمال کائن ست در جانب احتمال عدم شان نیز حسن و جمال ثابت اگرچه ثبوت این حسن در مرتبه
حس و وهم بود که مناسب عدم ست و هرچند مستعار از جواهر باشد که عدم را فی حد ذاته غیر از شر و قبح
نصیبی نیست وجود ست که سراسر خیر و کمال ست و تمامه حسن و جمال باید دانست حسنی که در عدم
نمودار گردد در رنگ آنست که حنظل را بشکر خلاف نمایند و شیرین دانانند مقدمهٔ خامس آنکه بکرم الله
سبحانه بنظر کشفی لائح گشته است که درین نشاء جانب عدم ممکن را از کمال اقتدار تربیت نموده آنرا در مرتبهٔ
حس و وهم بصنع کامل خود ثبات و استقرار بخشیده اند و مظهر حسن و جمال صفات که در جانب احتمال عدم شان
نمودار شده بود ساخته و نیز واضح گشته است که در نشاء آخرت جانب وجود ممکن را ترجیح داده مظهر حسن
و جمال صفات که در جانب وجود شان ثابت ست خواهند ساخت چون این مقدمات پنجگانه معلوم گشت
تفاوت درمیان حسن و جمال این نشاء و حسن و جمال آن نشاء واضح شد و قبح یکی و حسن دیگری لائح
گردید و غیر مرضی از مرضی تمیز پیدا کرد و ازین تحقیقات هم حل این سوال شده و هم توضیح مقدمه شد که
جواب و سوال اول مبنی بر وی بوده است کما لا یخفی علی الفطن و چون این مقدمه واضح گشت
در جواب سوال اول گوییم که بفضل خداوندی جل شانه بکشف صریح معلوم گشته است که وجود حضرت یوسف
علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام هرچند درین نشاء پیدا گشته است اما برخلاف سائر موجودات این
نشاء وجود او از نشاء آخرت ست و جانب وجود او را ترجیح داده او را مظهر حسن و جمال که تعلق بوجود
اسماء و صفات داشته ساخته اند و شائبهٔ عدمیه را که بنفس او یا باصل او تعلق گیرد منتفی گردانیده
و از علت عدم که منشاء هر قبح و نقص ست او را و اصل او را پاک کرده غیر از استیلای جانب نور
وجود که نصیب بهشتیان ست در وی نگذاشته ناچار گرفتاری حسن و جمال او در رنگ گرفتاری بحسن و جمال
بهشت و بهشتیان محمود آمده نصیب کل گشته و هرچند محب کامل تر بود گرفتار حسن و جمال

تعالی ناچار متعلق رویت ہر شخص ہم ہمان اعتبار ذاتی خواہد بود کہ رب آن شخص ست از اینجا کسے
توہم تبعض و تجزی نبرد زیرا کہ ذات عز شانہ بتمامہ آن اعتبارست نہ بعض آن ذات اعتبارست
و بعض دیگر اعتبار دیگر کہ آن علامات نقص و حدوث ست تعالی اللہ سبحانہ عن ذلک گفتہ اند
ذات اللہ تعالے لہٖ تمامہ علم و تمامہ قدرۃ و کلہ ارادۃ و ہر چند ہر اعتبار تمام ذات ست امّا مرئی ہمان
اعتبارست نہ اعتبارات دیگر سر لاتدرکہ الابصار از اینجا باید جست گفتہ نشود کہ چون در اعتبارات تمیز نبود
ہر یکی عین ذات باشد تعالی متعلق رویت اعتباری راساختن درمیان اعتبارات کثیرہ بچہ معنی باشد
زیرا کہ گوئیم کہ این اعتبارات ہر چند عین ذات اند بلکہ عین یکدیگر اند تمیز و امتیاز چونی کہ نزد گرفتاران عالم
چون معتبرست ندارند امّا امتیاز بیچونی درمیان شان کائن ست و صاحب دولتان کہ از عالم چون بعالم
بیچون پیوستہ اند بپیوستگی بیچون امتیاز بیچون شان برایشان نیز واضح ست و آنرا در رنگ امتیاز گوش از
چشم میابند آرے صاحب دولتے کہ مبدء تعین او اسم جامع باشد بر سبیل اعتدال علی تفاوۃ الدرجات
و لو علی سبیل الاجمال اورا از جمیع اعتبارات ذات تعالی و تقدس نصیب ست و رویت او بجمیع
آنہا متعلق لیکن چون ضیق جامعیت اجمال کہ نصیب اوست ہمہ وقت دامنگیر اوست احاطہ درک
در حق او نیز مفقود باشد و کریمہ لاتدرکہ الابصار صادق و من اصدق من اللہ حدیثا باید دانست
بندہ راکہ حضرت حق سبحانہ بکرم خود مخصوص ساختہ بدولت فنائے اتم مشرف میگرداند و
از قید عدم کہ ماہیت او شدہ بود خلاص میسازد و عین و اثر از وی نمیگذارد و اورا بعد
ازین چنین فنا وجودی می بخشد کہ شبیہ وجود نشاء آخرت بود و تعلق تبرزیح جانب وجود ممکن داشتہ باشد
و مظہر کمالات جانب وجود اسماء و صفات الٰہی جل شانہ بود و جہ تحقیق آن سابقاً ذکر یافتہ است
حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجود نخستین باین دولت مشرف شدہ بود و این
عارف بوجود ثانی بولادت ثانی و چون آن جبلے بود حسن ظاہر نیز اورا عطا فرمود و این چون
بعد از کسب حاصل گشت بنور باطن اکتفا نمود و حسن ظاہر اورا ذخیرہ از برائے آخرت داشت
اینچنین دولتمندی بعد انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات عزیز الوجود ست و اقل قلیل این
بزرگوار ہر چند نبی نیست امّا بتبعیت انبیا شریک دولت خاصۂ انبیاست علیہم الصلوات و اگر چہ طفیلی
امّا سفرہ نشین خوان نعمت شان ست و ہر چند خادم ست امّا ہمنشین مخدومان ست

میداشت مغضوب مولی جلشانه می آمد پیغمبر علیه و علی آله الصلوات والسلام الدنیا ملعونة می فرمود
و بهشت ست که سزاوار کرامات ست و قابل این مقامات ذوقتک فی کل طعام لذیذ در طعام
بهشتی صادق ست نه در طعام دنیوی که مخلوط بزهر اب عدم ست لهذا ارتکاب این سخن نیامده نزد
این فقیر بهشت هر شخص عبارت از ظهور آن اسم الهی ست جلشانه که مبدأ تعین آن شخص ست و آن
اسم بصورت اشجار و انهار و بصورت حور و قصور و ملبوسات و ولدان و غلمان ظهور فرموده ست چنانچه در
اسمای الهی جل سلطانه تفاوت ست و باعتبار علو و سفل و باعتبار جامعیت و عدم جامعیت در جنات نیز باندازهٔ
آن تفاوت ست اگر در ضمن این ظهور شهود و مشاهده اثبات نموده آید مستحسن و زیباست و وضع شئ
در موضع خود ست اما در غیر این موضع امثال این سخنان اطلاق نمودن جرأت ست و وضع شئ
در غیر موضع خود مانا که صوفیه علیه از فرط محبت و کمال اشتیاق که بمطلوب دارند هر قدر که رائحهٔ از مطلوب
بمشام جان ایشان میرسد مغتنم دانسته آن را باستیلای سکر محبت عین مطلوب و مقصود انگاشته اند و عاشقیها
که بنفس مطلوب باید کرد با وی در میان آورده و حظها برده اند و مکاشفه اثبات نموده بزرگی گوید ؎
ببوی تو از جا شدم مست و بیخود ٭ ز هر سو که آواز پائے بر آید ٭ بلی این قسم معاملات در عاشقیها و
در بی آرامیهای محبت مجوز ست بلکه مستحسن که از برای خداست و از راه شوق لقاے مطلوب
بی محاباست خطای ایشان حکم صواب دارد و شکر شان حکم صحو و در خبر آمده است سین بلال
عند الله شین ؏ براشهد تو خنده زند اسهد بلال ٭ باید دانست که مکشوف این فقیر آنست
که رویت هر شخصے بهشتے در بهشت نیز باندازهٔ آن اسم الهی ست جل سلطانه که مبدأ تعین و تشخص
اوست و ملبوسات اشجار و انهار و حور و غلمان بهشتی ظهور فرموده است بآن معنی که بعد از چند گاه بکرم
خداوندی جل شانه اشجار و انهار و غیرها که مظاهر آن اسم مقدس بوده اند زمانے حکم
عینک پیدا میکنند و وسیلهٔ دولت رویت غیر منکشفه آن شخص مے گردند و باز بحالت اصلی
مے آیند و او را بخود مشغول میدارند و هکذا الی ابد الآبدین در رنگ تجلی ذاتی برقی که درین نشأه
اثبات کرده اند که تجلی ذات حضرت جلشانه مر مستعدان آن دولت را همیشه در پردهٔ اسما و صفات
بعد از چند گاه زمان یسیر حجاب این اسما و صفات مرتفع میشود و حضرت ذات بی پردهٔ اسما و
صفات متجلی میگردد و چون آن اسم الهی جل سلطانه اعتبارے از اعتبارات حضرت ذات ست

قرب بآن مربوط است جواب منشاء هر خیر و کمال و حسن و جمال وجود است و وجود هر چند قوت و استقرار
بیشتر پیدا نمود ظهور این صفات کاملتر آید و شک نیست که وجود نفس امری از وجود وهمی اقوی و اثبت است
پس ناچار خیر و کمال در وی اتم و اکمل بود و در قرب چه سخن است که در مرتبهٔ صفات افعال او تعالی
موجود گشته است و بصفات خالقیه و رازقیه حق جوار پیدا کرده باید دانست که ثبوت عدم و همچنین
ثبوت کمالاتی که شائبهٔ عدم در آنها ملحوظ است اگرچه از کمالات صفاتیه بود هم در مرتبهٔ حس و وهم است کرتا
از عدم بالکل پاک نشود و عین و اثر عدم زائل نگردد شایان وصول مرتبهٔ نفس امر نگردد و اگرچه در ثبوت
وهمی درجات است باعتبار قوت و ضعف عدم هر چند اقوی بود گرفتاری مرتبهٔ وهم اتم باشد و چون
اضعف گردد گرفتاری کمتر بود بسیارے از اولیای که بسیر و سلوک از مراتب عدم گذشته و غیر از اثرے از عدم
در آنها باقی نمانده است هر چند تا آن اثر باقیست داخل مرتبهٔ نفس امر نمیشوند اما از مرتبهٔ وهم گذشته بنقطهٔ نهایت
آن میرسند و نظارگیان مرتبهٔ نفس امر میگردند و نصیبے ازین مقام حاصل میکنند محسوس می گردد
که انبیاء کرام و ملائکهٔ عظام علی تفاوت الدرجات علیهم الصلوٰة والتسلیمات و همچنین بعضے از
متابعان انبیاء اگرچه اقل باشند تا نهایت مقام مرتبهٔ نفس امر رسیده اند و هر کدام آنجا علی
تفاوت الدرجات موطنی است خاص و مقامی است علٰحده حروف و کلمات قرآنی نیز آنجا مشهود میگردند
و مینمایند که مقام اینها فوق مقام انبیاست علیهم الصلوٰة والتسلیمات گویا ازین مقام بر آمده اند
و بمقام فوق نارسیده در میان برزخ شده اقامت نموده اند که مقام فوق مخصوص بذات
و صفات مقدسه حضرت واجب الوجود است تعالی و موجود در خارج غیر سبحانه و این حروف و کلمات
چون سمات حدوث دارند قابلیت وصول آنمقام ندارند اما از همه موجودات آن مرتبه پیش قدم اند
و چنگی در دامن مدلولات خود زده اند و بزرگانی که در منتهای مرتبهٔ نفس امر اقامت نموده اند نظارگیان
مرتبهٔ فوق اند و از کمال گرفتاری در رنگ تمام چشم گشته نگران آنجناب مقدس اند عجب معامله است که این بزرگواران
با این توطن و اقامت بحکم المرء مع من احب با محبوب خود معیت مجهول الکیفیت دارند و نحو دیگرے اند و بے
اتحاد و ثنینیت با مطلوب خود مانوس و مالوف اند درین اثنا که معیت حروف و کلمات قرآنے را بآن
مرتبهٔ مقدسه ملاحظه نموده آمد معلوم گردید که این معیت را با معیت دیگران هیچ نسبتے نیست
این معیت بس عالی است هیچ در درک نمی آید که با بطن بطون مربوط است فهم مخلوق را

و آن تابع ست کہ مصاحب و بہرہ از متبوعان ست گاہے بود کہ اسراری باوی در میان آرند کہ انبیاء در آن غبطہ نمایند و شرکت باوی خواہند علیہم الصلوات والتسلیمات چنانچہ مخبر صادق نیز علیہ الصلوات والتسلیمات باٰن خبر دادہ است اما این قسم معاملہ داخل فضل جزوی ست فضل کلی مر انبیاراست علیہم الصلوات والسلام این فضل ہم اوراچون بدولت متابعت شان میسر گشتہ ست از ایشان ست و بہ پیش آن امانات دار ایشان نیست کریمہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون نص قرآنی ست کہ شان این بزرگواران از ہمہ پیش بردہ است و بر ہمہ نصرت دادہ و غالب ساختہ سوال این وجودی کہ بعارف تام الفنا بخشیدہ اند آیا او باین وجود ہم در رنگ سائر موجودات این نشاء در مرتبہ حس و وہم ست یا ازین مرتبہ برآمدہ است و اگر برآمدہ است وجود خارجی پیدا کردہ است یا نہ و حال آنکہ مقرر قوم ست کہ در خارج غیر از حق سبحانہ و تعالےٰ ہیچ چیز موجود نیست جواب آنچہ در آخر کار معلوم گشتہ ست گوییم کہ برآمدہ است و نفس امری گشتہ مرتبۂ وہم ہرچند باعتبار ثبات و تقرر حکم نفس امر پیدا کردہ بود اما فی الحقیقت نفس امر نبود کہ نفس وراے آن مرتبہ است گوئیا این مرتبۂ برزخ ست درمیان وہم و خارج موجودات نشأۃ آخرت ہم در مرتبۂ نفس امر نہ بلکہ صفات واجبی جلشانہ سوای صفات ثمانیہ حقیقیہ ہمہ دران مرتبہ اند و در مرتبۂ خارج غیر از ذات اقدس واجبی جلشانہ و غیر از صفات ثمانیہ او تعالی ہیچ چیز موجود نیست پس موجودات راسہ مرتبہ پیدا شد مرتبۂ وہم کہ نصیب اکثر افراد این نشأۃ است انبیا را جمعہم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ ازین مرتبہ برآمدہ اند و ہمچنین ملائکہ کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ وجود شان مناسب وجود نشاء آخرت ست و اقلی از اولیای کرام نیز باین دولت مشرف گشتہ اند و از وہم بنفس امر ملحق گشتہ مرتبۂ دوم نفس امر ست کہ صفات و افعال واجبی جلشانہ آنجا کائن ست و ملائکہ کرام نیز دران مرتبہ موجود اند و وجود نشاء آخرت نیز دران مرتبہ ثابت ست و ہمچنین انبیا اقلی از اولیا نیز بآن مرتبہ رفتہ اند علیہم و علی اتباعہم الصلوات و التسلیمات اینقدر ہست کہ صفات واجبی جلشانہ در مرکز انتقام ست کہ اشرف اجزاے اوست و سائر موجودات در اطراف و اکناف آن مرکز علی حسب الاستعداد مرتبۂ سوم خارج ست و موجود دراینجا ذات و صفات ثمانیہ واجب الوجود ست تعالی و تقدس اگر فرق ست باعتبار مرکز و غیر مرکز ہست کہ شرف باقدس انسب ست سوال از مرتبۂ وہم بمرتبۂ نفس امر رفتن کدام مزیت دارد و کدام

منشاء ایقان ست که رویت بصری و مشاهده که عبارت از رویت قلب ست علی تفاوت الدرجات نتیجه و ثمرهٔ اوست که با آخرت مربوط ست صاحب تعرف که از اکابر این طائفه علیه است در کتاب خود اجماع مشائخ را در رینباب نقل میکند و میگوید که اجماع کرده اند بر انکه رویت حق جل و علا درین نشاه بچشم و نه بدل واقع نیست و غیر از ایقان امری دیگر آنجا کائن نه سوال مقرر این طائفه علیه است که یقین را سه درجه است علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین علم الیقین عبارت از استدلال از اثر بموثر گفته اند چنانچه یقین بوجود آتش مثلاً که از راه استدلال از علم بوجود دخان حاصل گردد و عین الیقین عبارت از دیدن آتش گفته اند مثلا و حق الیقین عبارت از تحقق شان بآتش داشته و چون رویت قلبی هم عین الیقین بکدام معنی راست آید و اجماع مشائخ بر عدم رویت مطلقاً چگونه صادق بود جواب تواند بود که مراد از اجماع مشائخ ما تقدم بوده متاخران برخلاف آن حکم کرده باشند و تجویز رویت قلبی نموده و نزد این فقیر این حکم ثابت نشده است و این تجویز بثبوت نه پیوسته و این درجات ثلث که در تعیین گفته اند همه داخل علم الیقین ست و از استدلال نه برآمده و از علم بعین نرفته و انچه در عین الیقین رویت آتش گفته اند رویت دخان ست که از انجا بر وجود آتش استدلال کرده اند نه رویت آتش چنانچه در علم الیقین استدلال از علم دخان بود بر وجود آتش اینجا از رویت دخان ست بر وجود آتش این یقین ثانی اتم است از یقین اول بواسطهٔ قوت دلیل خود که آنجا علم دلیل ست و اینجا رویت دلیل ست و همچنین در حق الیقین بدخان متحقق شد نیست نه بآتش و از آنجا استدلال بر آتش کردن ست و این یقین از هر دو سابق اتم و اکمل ست که از نفس خود که دخان گشته است استدلال بوجود آتش مینماید و از انفس تا آفاق فرق واضح ست قال الله تعالے سنریهم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق قال الله تعالی و فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون انچه در آفاق و انفس دیده میشود همه آیات مطلوب ست نه نفس مطلوب پس مرئی در آفاق و انفس دخان بود که آیت آتش ست نه آتش پس معامله در آفاق و انفس استدلال باشد که حقیقت علم الیقین ست و حق الیقین در ماورای آفاق و انفس باید تشخیص نمود سبحان الله بزرگان یافت مطلوب را در انفس مقرر ساخته اند و بیرون انفس بے حاصل دانسته فرمایند ؎ همچو نابینا مبر هر سوی دست ٭ با تو در زیر گلیم ست انچه هست ٭ دیگرے گوید ؎ چون

آنجا چہ گنجائش القرآن کلام اللہ غیر مخلوق آمدہ است از علو شان این حروف و کلمات مقدسہ معلوم میگردد کہ کلام نفسی ہم ہمین حروف و کلمات ست چنانچہ قاضی عضد تحقیق آن نمودہ است و بے تقدیم و تاخیر و ہمین ہا را کلام قدیم نفسی گفتہ و تقدیم و تاخیر آنہا را عائد بقصور آلت حادث خود داشتہ **سوال** اگر ہمین حروف و کلمات کلام نفسی باشند باید کہ داخل مرتبۂ خارج گردند و در سابق گذشت کہ داخل آن مقام نمیگردند وجہ آن چیست **جواب** این حروف و کلمات چون در از بان بتقدیم و تاخیر مذکور شدہ اند ناچار باین ملاحظہ در نظر کشفی عدم دخول شان در مرتبۂ خارج ظاہر میگردد و چون مرتبۂ ثانیہ بی ملاحظہ تقدیم و تاخیر دیدہ اند مشہود گشت کہ داخل اند و باصل خود ملحق بلکہ متحد پس معیت شان بمعیت دیگران چہ نسبت دارد کہ آنجا اتحاد ست و در معیت دیگران اتحاد گنجائش ندارد سبحان اللہ ہمین حروف و کلمات قرآنی چون کلام قدیم سبحانی بود ظہور آن درین نشاء بخلاف سائر صفات قدیمہ نفس خود خواہد بود چہ حروف و کلمات برین تقدیر نفس اویند و روپوش آن غیر از تقدیم و تاخیر عارضی کہ از راہ قصور آلہ تکلم آمدہ است نخواہد بود پس قریب ترین اشیا بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ قرآن مجید کہ گردے از ظلیت بوی نرسیدہ است و خس و خاشاک تقدیم و تاخیر را در چشم محجوبان انداختہ باصالت خود در عالم ظلال جلوہ گر گشتہ است لہذا افضل عبادات تلاوت قرآن مجید آمد و شفاعت او مقبول ترین شفاعت دیگران گشت چہ شفاعت ملک مقرب و چہ شفاعت نبی مرسل نتائج و ثمرات کہ بر تلاوت قرآنی مترتب میشود چہ تفصیل آن تواند نمود و بساست کہ تالی را برداشتہ بدرجاتی بردہ است کہ ورا آنجا گنجائش متصور نبود **سوال** آیا حروف و کلمات قرآنی باین دولت مخصوص گشتہ اند یا حروف و کلمات سائر کتب منزلہ نیز باوی درین دولت شرکت دارند و ہمہ کلام قدیم نفسی اند **جواب** ہمہ را درین دولت شرکت ست اینقدر فرق در نظر کشفی متمثل میگردد کہ قرآن مجید گوئیا مرکز دائرہ است و سائر کتب منزلہ بلکہ جمیع انچہ بدان از ازل تا ابد تکلم واقع شود ہمہ گوئیا محیط آن دائرہ پس قرآن اصل ہمہ آمد و اشرف جمیع کتب گشت چہ مرکز اشرف اجزاء دائرہ است و اصل جمیع نقط دائرہ است گوئیا سائر نقط تفصیل اویند و او اجمال الکل

قال اللہ تعالی فی شانہ وانہ لفی زبر الاولین **سوال** از تحقیق سابق معلوم گشت کہ درین نشاء در ضمن مظاہر جمیلہ شہود و مشاہدہ کہ گفتہ اند واقع نیست و انہا را قابلیت مظہریت آن مرتبہ مقدسہ نہ آیا در غیر این مظاہر درین نشاء نفس شہود و مشاہدہ متحقق ست **جواب** انچہ معتقد این فقیر ست آنست کہ نصیب این

ثابت بود فافهم از حق الیقین چه نوشته آید که کمال تحقق آن مربوط به نشاء اخروی ست واگر نصیبے ازان دولت در دنیا کائن ست بخصوص باخص خواص ست که سیر انفسے که شباہت بحق الیقین دارد نزد ایشان داخل علم الیقین شده و انفس آن حکم آفاق گرفته و علم حضوری ایشان که بانفس بوده است علم حصولی گشته و عین الیقین در ماوراے آفاق و انفس درحق شان حاصل شده و قلیل ماہم خاتمہ حسنہ در بیان حسن وجمال محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام که متعلق محبت پروردگار عالمیان گشته ست جلشانہ واوصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بآن جمال محبوب رب العالمین آمده حضرت یوسف ہرچند اصباحتے که داشت محبوب حضرت یعقوب بوده است علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حضرت پیغمبر ما که خاتم الرسل ست بملاحتے که دارد محبوب خالق زمین وآسمان ست علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات وزمین وزمان را بطفیل او خلق فرموده است کما ورد باید دانست که خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردی از افراد عالم مناسبت ندارد که او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشار عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشته است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام خلقت من نور اللہ و دیگران را این دولت میسر نشده است بیان این دقیقہ آنست که در ما سبق گذشته ست که صفات ثمانیہ حقیقیہ حضرت واجب الوجود جل سلطانہ ہرچند داخل دائرهٔ وجوب است اما بواسطۂ احتیاجے که اینہا را بحضرت ذات ست تعالیٰ رائحۂ امکان در اینہا کائن ست وچون در صفات حقیقیہ قدیمہ رائحۂ امکان را گنجایش گشت در صفات اضافیۂ حضرت واجب الوجود تعالیٰ ثبوت امکان بطریق اولیٰ باشد وعدم قدم شان نیز اول دلیل باشد بر امکان شان وبکشف صریح معلوم گشته است که خلقت آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ناشی ازین امکان ست که بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن ست ہرچند بدقت نظر صحیفۂ ممکنات عالم را مطالعہ نموده می آید وجود آنسرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت وامکان او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود ونیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر ست وچون لطیف ترے ازوے در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات بشنو بشنو صفت علم از صفات حقیقیہ است وداخل دائره موجود خارجے ست وچون آن صفات را

جلوۂ آن جمال بیرون ز تو نیست ٭ پا در دامان و سر بجیب اندر کش ٭ ثالثی گوید ؎ ذرہ گر بس نیک
گر بس بد بود ٭ گرچہ عمری تگ ازند در خود بود ٭ صاحب فصوص فرماید التجلی من الذات لایکون الا
بصورۃ المتجلی بزرگے دیگر فرماید اہل اللہ بعد از فنا و بقا ہر چہ می بینند در خود می بینند و ہر چہ میشناسند
در خود می شناسند و حیرت ایشان در وجود خود ست وفی انفسکم افلا تبصرون و نزد فقیر انفس نیز در
رنگ آفاق بے ماحصل ست و از یافت مطلوب خالی و بی نصیب ست نہ ہر کہ در آفاق و انفس
است استدلال ست بمطلوب و دلالت ست بمقصود و وصول بمطلوب ماورای آفاق و انفس مربوط
ست و بما سوا است سلوک و جذبہ منوط چہ سلوک سیر آفاقی ست و جذبہ انفسے پس سلوک و جذبہ و سیر
آفاقی و انفسے ہمہ داخل سیر الی اللہ باشند آنچہ گفتہ اند کہ سیر و سلوک آفاقی سیر الی اللہ ست و جذبہ
و سیر انفسے سیر فی اللہ چہ توان کرد ایشان را چنان دانایندہ و مرا چنین سبحانک لا علم لنا
الا ما علمتنا من مسکین الوشی خورشان راچہ یارا کہ سخن خلاف مذاق شان گوید اما چون معاملہ از
تقلید گذشتہ است ناچار ہر چہ می یابد میگوید مخالف قوم باشد یا موافق ابو یوسف رحمہ اللہ بعد از
گذشت تقلید التزام موافقت ابو حنیفہ کہ استاد او ست خطا است ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطأنا سوال این درجات ثلث یقین چون داخل علم الیقین گشت و عین الیقین نزد تو چہ بود
جواب عین الیقین مثلا عبارت از انحالت ست کہ نفس دخان را بآتش کائن ست و چون مستدل
بمنتہای درجہ دلیل برسد کہ دخان باشد او را نیز حالتے بآتش پیدا خواہد شد کہ دخان را بآتش
ثابت ست نزد فقیر این حالت معبر بعین الیقین ست کہ فوق علم استدلال ست و بیرون آفاق و
انفس ست و چون پردۂ استدلال از میان برخاستہ ست کہ نہایت مرتبہ علم ست ناچار از علم
بکشف آمدہ و از غیب بشہود و حضور انجامیدہ باید دانست کہ شہود و حضور دیگر ست و رویت
و حساس دیگر ضعیف البصر را در وقت شعشعان نور آفتاب کائن ست و رویت و حساس ان متحقق نیست
تحقق شدن بدخان دو درجہ دارد و شامل علم الیقین و عین الیقین ست تحقیقے کہ ذکر یافتہ تا زمانیکہ در تحقق
بدخان جمیع نقط انزاطی کردہ بہ نقطہ آن آخر نرسد علم الیقین است چہ ہر نقطہ کہ ماندہ است
حجاب اوست کہ مستلزم استدلال ست و چون بہ جمیع نقط متحقق شدہ و بنقطۂ آخر آن برسد
از استدلال برآید کہ حجت بتمامہا ارتفاع یافتہ است و در رنگ نفس دخان عین الیقین او را

تعالیٰ جمیل و محب الجمال **سوال** کریمۂ یحبھم دلالت دارد برآنکہ محبت حضرت حق سبحانہ بغیر او صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیز متعلق میشود و دیگران ہم محبوب او تعالیٰ میباشند. وجہ تخصیص آن چیست کہ در دیگران موجود نیست **جواب** محبت دو است محبتے ست کہ بذات محب متعلق ست و محبتے ست کہ بغیر از ذات او تعلق دارد قسم اول محبت ذاتی ست و اعلاے اقسام محبت ست چہ ہیچکس ہیچ چیز را دوست ندارد چنانکہ خود را و نیز این قسم محبت احکم و اوثق ست کہ بعروض عارضی زوال نپذیرد و نیز متعلق این محبت محبوب صرف ست کہ شائبۂ محبیت ندارد و بخلاف قسم دوم محبت کہ عرضی ست و زوال پذیرست و متعلق او ہرچند من وجہ محبوبست اما از وجوہ متعددہ محبیت نیز دارد و چون حسن و جمال خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات مستند بحسن و جمال حضرت ذات ست تعالیٰ چنانکہ گذشت ناچار قسم اول کہ بذات جل و علا متعلق ست باو علیہ و علی آلہ الصلوات و السلام متعلق باشد و در رنگ ذات سبحانہ متعلق محبت او نیز صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ محبوب صرف بود و دیگران را چون این دولت میسر نشدہ است و از حسن ذات قلیل النصیب اند قسم دوم محبت بایشان متعلق باشد و بیک وجہ ایشان را محبوب گرداند محبوب متعلق اوست صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ در رنگ ذات محب ہمیشہ محبوب ست محسوس میگردد کہ آن قسم غلبۂ محبت کہ حضرت موسیٰ را است با حضرت حق سبحانہ و او با آن محبت راس و رئیس محبان آمدہ ہمان طور افراط محبت حضرت حق سبحانہ را است با حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوات و التحیات ہرچند این فقیر در دریافت این دو محبت غواصی مینماید کہ تفاوتے در میان این دو محبت بقوت و ضعف پیدا آرد و محبتے کہ خالق راست از محبت مخلوق شدید تر میابد الا ان حزب اللہ وہم الغالبون ہیچ تفاوت ظاہر نمیشود گوئیا این دو محبت را بمیزان عدالت برابر سنجیدہ اند و سر موے تفاوت کم و بیش تجویز نکردہ **سوال** صوفیہ علیہ تمام افراد عالم را مظاہر و مجالے اسماء الٰہی داشتہ اند جل سلطانہ و حقائق اشیا را ہمان اسما یافتہ و اشیا را ظلال آنہا دانستہ پس تمام عالم ظہور اسماء الٰہی داشتہ اند جل سلطانہ و تخصیصے کہ ظہور بعضے اسما را بخلقت آنسرور نمودہ علیہ و علی آلہ الصلوات والسلام چنانچہ گذشت وجہ آن چہ باشد **جواب** حقائق اشیا نزد صوفیہ این اعیان ثابتہ اند کہ صور علمیۂ الٰہی اند جل سلطانہ نہ اسماء الٰہی بانفسہا و این عالم را ظہور آن صور علمیہ گفتہ اند اگرچہ

اضافتی عارض شود و بآن تقسیم یابد مثل علم اجمالی با علم تفصیلی آن اقسام او از صفات اضافیه
خواهند بود و داخل دائره ثبوت نفس امریکه مقرر صفات اضافیه است چنانکه گذشت و مشهود میگردد
که علم جلی که از صفات اضافیه گشته است نوری ست که در نشأه عنصری بعد از انصباب از اصلاب بارحام
متکثره بمقتضای حکم و مصالح بصورت انسانی که احسن تقویم ست ظهور نموده است و مسمی بمحمد و احمد شده
نیک استماع باید نمود که اینقدر اجمال هرچند علم مطلق را مقید ساخته است و از حقیقت باضافه آورده
اما هیچ زیادتی در مقسم پیدا نکرده ست و هیچ جزء او را مقید نگردانیده چه اجمال علم عبارت از نفس علم
ست نه امر زائد منضم بعلم بخلاف تفصیل علم که بتقاضای جزئیات متکثره می نماید تا تفصیل متصور
گردد عجب قیدیست که مظهر اطلاق ست و طرفه مقیدیست که نفس مطلق ست این قسم نازکی در مطلق
علم نسبت بذات عالم جل سلطانه ملاحظه باید نمود که علم نفس عالم و نفس معلوم میتواند بود چنانچه
در علم حضوری کائن ست بخلاف صفات دیگر که این قابلیت ندارد نتوان گفت که قدرت عین قادر
و عین مقدور ست و ارادت عین مرید و عین مراد پس علم را با ذات عالم اتحادی ست و اضمحلالی که غیر
او را نیست ازینجا قرب احمد با احد باید دریافت چه واسطه در میان دارد و آن صفت علم ست امری ست
که اتحاد بمطلوب وارد پس حجابیت را در انجا چه گنجایش و ایضاً علم را حسنی ست ذاتیکه غیر او را از صفات
این حسن ثابت نیست لهذا بزعم این فقیر محبوب ترین صفات واجبی نزد حق جل و علا صفت العلم
ست و چون حسن آن شائبه بیچونی دارد حس در ادراک آن قاصر ست و ادراک تام آن حسن مربوط
بنشاء آخرت ست که موطن رویت ست چون خدارا عز و جل به بینند جمال محمد را دریابند هرچند
درین نشأة دو ثلث حسن بحضرت یوسف مسلم و ثلث ثانی بهمه تقسیم شده اما در ان
نشأة حسن حسن محمدی و جمال جمال محمدی علیهم الصلوات و التسلیمات که محبوب
خداوند ست جل سلطانه چگونه حسن دیگرے را باحسن صفت علم مشارکت که حسن او بواسطه
اتحاد ست بمطلوب حسن عین مطلوب ست و دیگرے را چون اتحاد نیست آن حسن نیست
پس خلقت محمدی علیه و علی آله الصلوة و السلام با وجود حدوث مستند بقدم ذات گشت
تعالی و احکام او نیز منتهی بوجوب ذات شد تعالی و حسن او حسن ذات آمد تعالی که شائبه غیر
حسن بر وے کائن نیست چون چنین شد ناچار متعلق محبت جمیل مطلق گشت و محبوب او آمد

کہ نصیب خلقت درخت خرما آمدہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت
من بقیۃ طینۃ آدم علی ولالارض من کاس الکرام نصیب سوال حضرت شیخ محی الدین بن العربی
و تابعان او حقیقت محمد را عبارت از حضرت اجمال علم داشتہ اند و آن را تعین اول گفتہ و تجلے
ذات دانستہ و فوق آن مرتبۂ لاتعین تصور نمودہ کہ حضرت ذات بحت ست جلشانہ و تو آن را
قسم علم داشتہ و در صفات اضافیہ داخل ساختی کہ دون صفات حقیقیہ ست وجہ آن چیست
جواب شیخ محی الدین در خارج جز ذات احدیہ مجردہ را موجود دنمیدانند و وجود صفات را اگرچہ حقیقیہ
باشند جز در علم اثبات نمی نمایند پس ناچار تعین اول نزد او علم جملی بود و ثبوت صفات بعد از ان صور
بند دکہ ثبوت شان فرع ثبوت علم ست کہ جز در علم ایشان را ثبوتے نمیدانند پس علم از ہمہ اسبق باشد
و جامع جمیع کمالات بود و نزد فقیر آنچہ مکشوف گشتہ است آنست کہ صفات حقیقیہ ثمانیہ در رنگ
ذات واجبی جلشانہ در خارج موجود اند اگر تفاوت ہست باعتبار مرکزیت و عدم مرکزیت
چنانچہ گذشت و این قول موافق آرای علمای اہل سنت و جماعت ست شکر اللہ تعالیٰ سعیہم
کہ وجود صفات را زائد بر وجود ذات تعالیٰ فرمودہ اند برین تقدیر علم جملی در تعین اول گفتن معنی ندارد
بلکہ اطلاق تعین نمودن ہم گنجایش ندارد و اسبق جمیع صفات صفت الحیوۃ ست کہ صفت العلم تابع او ست
علم را بروسے سبقت دادن صورت ندارد و علی الخصوص کہ بعلم قیدے منضم شدہ باشد آن از مطلق
علم پایان تر ست و داخل اضافات است چنانچہ گذشت آرے اگر علم جملی را تعین اول علم گویند
گنجایش ہم دارد کہ تعین ثانی آن علم تفصیلے باشد سوال شیخ محی الدین کہ علم جملی را حقیقت
محمدی گفتہ است و این نشاء عنصری را ظہور آن دانستہ مراد او ظہور لفس اسم ست چنانچہ تو گفتہ
یا ظہور صورت این اسم چنانچہ در سائر ممکنات ست جواب صورت اسم زیرا کہ تعین اول
نزد او قدس سرہ تعین علمی ست چہ دو تعین اولین را علمی گفتہ است و سہ تعین آخر را تعین
خارجی و تعین علمی صورت شان العلم کہ در خارج آنرا عین ذات گفتہ است و در علم صورت آنرا اثبات کردہ
و آن صورت علمی کہ حقیقت محمدی باشد در نشاء عنصری بصورت انسانی محمدی ظہور نمودہ ست بالجملہ نزد
شیخ ہر جا ظہور ست ظہور صورت علمیہ ست اگرچہ صفات واجبی باشند جلسلطانہ چہ صفات را نزد او
ثبوتی جز در علم نیست و در خارج غیر از ذات بحت ہیچ چیز نزد او موجود نہ سوال در آنمرتبہ اتحاد

بر سبیل تجویز آنرا ظهور اسماء نیز گویند بلکه صورت علمی شئ نزد اینها نیز عین آن شئ ست نه شبح و مثال
آن شئ و آنچه این فقیر در خلقت آنسرور گفته است ظهور نفس اسم الٰہی ست جل سلطانه نه ظهور
صورت علمی آن اسم شتان ما بین نفس الشئ و بین صورته العلمیة آتش را که تصور نمایند درین صورت علمیه او
آن اشراق و اضاءت کجاست که کمال و جمال آتش همه او بوده است و در صورت علمیه آن بیش از شبح و
مثال آتش کائن نیست ارباب معقول آنرا پسندند یا نه بلکه عین آتش گویند اما کشف صریح ما مکذب
عینیت ست و صورت علمیه آتش جز شبح آتش نیست که در خارج موجودست محسوس میگردد که آنچه ظهور
صور علمیه اسماء ست امکان و وجود آن از قبیل امکان عالم ست و وجود عالم که در مرتبهٔ وهم بصنع
خداوندی جل سلطانه ثبات و تقرر پیدا کرده است و آنچه ظهور نفس اسماء الٰہی ست جل سلطانه چنانچه
در خلقت آنسرور گذشته است علیه و علی آله الصلوات والسلام امکان از قبیل امکان صفات
اضافی ست و وجود آن نیز در رنگ وجود آن صفات در مرتبهٔ نفس امر متقرر ست و بغیر آنسرور علیه و
علی آله الصلوات والسلام هیچکس در نظر نمی درآید که ظهور نفس اسم الٰہی باشد تعالی الا قرآن مجید که آن
نیز ظهور نفس اسم الٰہی ست جل سلطانه چنانچه شمهٔ از ان بالا ذکر یافته است غایة ما فی الباب منشاء ظهور قرآنی
که از صفات حقیقیه ست و منشاء ظهور محمدی از صفات اضافیه ناچار آنرا قدیم و غیر مخلوق گفتند و این
را حادث و مخلوق و معاملهٔ کعبهٔ ربانی ازین دو ظهور اسمی هم عجیب ترست که آنجا ظهور معنی تنزیهی ست
بی کسوت صور و اشکال چه کعبه که مسجود الیه خلائق ست عبارت از سنگ و کلوخ نیست و همچنین جدران
و سقف نیست چه اگر اینها نباشند کعبه کعبه ست و مسجود الیه است پس آنجا ظهور هست اما هیچ صورت
نیست و این از عجب عجائب ست بشنو بشنو هرچند درین دولت خاصهٔ محمدی دیگری را شرکت نیست
اما اینقدر مے یابد که از ان دولت خاصهٔ او علیه الصلوات والسلام بعد از تخلیق
و تکمیل او علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات بقیه مانده بود که در خوان دولت ضیافت
کریمان زیادتیها لازم ست که او لش گویا نصیب خادمان بود آن بقیه را بیکی از دولتمندان امت
او علیه و علی آله الصلوة والسلام او لش گویا عطا فرموده اند و آنرا خمیر مایه ساخته تخمیر طینت او نموده و بتبعیت
و وراثت او شریک دولت خاصهٔ او گردانیده علیه و علی آله الصلوات والتسلام ع با کریمان
کارها دشوار نیست + این بقیه در رنگ آن طینت حضرت آدم است علی نبینا و علیه الصلوة والسلام

علیه وعلی آله واصحابه البررة التقی مکتوب صد و یکم بشیخ عبد الله در منع تفسیر و تاویل آیات قرآن
بر طبق مذاق فلاسفه سلمکم الله سبحانه وعافاکم عن البلیات کتاب تبصرة الرحمن را که مرسل داشته
بودند بعضے از مواضع آنرا مطالعه نموده واپس فرستاده شد مگر مصنف این کتاب خیلی میل بمذهب
فلاسفه دارد و نزدیک ست که حکما را عدیل انبیا سازد علیهم الصلوة والتسلیمات آیتی در سورهٔ
هود بنظر درآمد که بیان آنرا بطرز حکما که خلاف طور انبیاست علیهم الصلوات والتحیات کرده است
و تسویه در میان قول انبیا و حکما داده و گفته است در بیان کریمه اولئک الذین لیس لهم فی
الآخرة الا النار باتفاق الانبیاء والحکماء الا النار الحسی او العقلی باوجود اجماع انبیا علیهم الصلوة اتفاق حکما چه
گنجایش دارد و در عذاب اخروی قول شانرا چه اعتبارست علی الخصوص که مخالف قول انبیا بود
علیهم الصلوات والتسلیمات فلاسفه که عذاب عقلی اثبات می نمایند مقصود شان رفع عذاب حسی ست
که اجماع انبیا بر ثبوت آن واقع شده است و در مواضع دیگر آیتهای قرآنی را موافق مذاق حکما
بیان میکند هر چند مخالف مذهب ملیین نبود مطالعه این کتاب بی ضررهای خفیه بلکه جلیه نیست
اظهار این معنی لازم دانسته بچند کلمه مصدع گشت والسلام مکتوب صد و دوم بجناب میر
محمد نعمان در ترغیب مجاهدات و انزوا و تربیت طالبان حق جل وعلا الحمد لله و سلام علی
عباده الذین اصطفی احوال و اوضاع فقرا اینجا محمود و مستوجب حمد ست لله سبحانه الحمد والمنة
دائما و علی کل حال مدتے ست که از احوال خیر آمال خود اطلاع نداده اند امید ست که آن ورق را
گردانیده باشند و از کسل بعمل آمده و از فراغت بمجاهده رو آورده وقت گشت و کاریست نه موسم خورد و
خواب نصف شب برای خواب معد سازند و نصف دیگر را برای طاعت و عبادت اگر این همت
نتوانند ورزید بیداری ثلث شب را که از نصف تا سدس ست ملتزم باشند و سعی فرمایند که در دوام حصول
این دولت فتور نرود با خلق همان قدر اختلاط و انبساط نمایند که ادای حقوق آنها نموده آید
الضرورة تقدر بقدرها انبساط با خلائق زیاده بر قدر حاجت فضولیست و داخل مالایعنی و بسا ست
که ضررهای عظیم ازان متفرع شود و داخل محظورات شریعت و طریقت گردد شیخی که با مریدان
افراط در انبساط نماید مریدان را ناچار از ارادت بر آورد و در طلب شان فتور آرد
وعیاذا بالله سبحانه من ذلک فتح این معنی را نیک دریافته با طالبان بنوعی سلوک نمایند که

علم و عالم و معلوم ست که حاصل آن علم حضوری ست پس صورت اسم را آنجا گنجائش نبود چه حصول صورت در علم حصولیست و در علم حضوری حاضر نفس معلوم ست نه صورت معلوم **جواب** آن مرتبه مرتبهٔ ذات بحت نیست جل سلطانه لهذا آنرا التعین و تنزل گفته است پس در خارج موجود نباشد و چون در خارج موجود نشد و از ثبوت علمی چاره ندارد و لهذا آنرا التعین علمی گفته است و ثبوت علمی را از صورت معلوم چاره نباشد ازین بیان لازم آمد که در علم حضوری هم صورت معلوم با وجود حضور نفس معلوم کائن ست که حاضر نفس معلوم خالص نیست اعتباری در وی راه یافته است که آنرا از نفس بصورت آورده فهم هر کس باین وقت نرسد و تا بذات بحت جلشانه واصل نشود بوصول بحقیقی این دقیقه را در نیابد سبحان الله من فقیر درمانده واپس افتاده را چه یارا که بعد از هزار سال از بعثت خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات سخن از معارف و اسرار اکابر انبیاء اولی العزم بر زبان آرم علیهم الصلوات والتحیات والبرکات و در دامن معاد در آمده و فائق کمالات مبدء را بیان نمایم

ع ولی چون شه مرا برداشت از خاک ٭ سزد گر بگذرانم سر ز افلاک ٭ من آن خاکم که ابر نوبهاری کند از لطف بر من قطره باری ٭ اگر بر روید از تن صد زبانم ٭ چو سبزه شکر لطفش کے توانم ٭

الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق الصلوة والتسلیمات بخاطر بود که شمه از صباحت و ملاحت که در حدیث نبوی آمده است اخی یوسف اصبح وانا املح بنویسد علیه الصلوة والتحیات و برمز و اشارت درین باب سخن گوید اما دید که رمز و اشارت در ادای مقصود قاصر ست و مستمعان در فهم آن عاجز حروف مقطعات قرآنی همه رموز و اشارات ست بحقائق احوال و دقائق اسرار که درمیان محب و محبوب کائن ست لیکن کیست که آنرا دریابد علمای راسخین که حکم خدام و غلمان حبیب رب العالمین دارند و خدام را جائز ست که بر بعض اسرار خفیه مخدوم اطلاع بود بلکه بتبعیت مخدوم با خادم جائز ست که معاملات درمیان آید و بطریق اولش شریک دولت خاصه مخدوم گردد اما اگر شمه ازان معنی اظهار نماید خائن بود و سر خود را بر باد دهد و قطع البلعوم که ابوهریره رض فرموده است در حق او صادق آید یضیق صدری ولا ینطلق لسانی لقد وقت ست ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی

ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیئ قدیر والسلام اولاً و آخراً **مکتوب صد و چهارم**
بحضرت ذوی البرکات حضرت مخدوم زاده خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم در بشارت قبول
به بعضے مراتب مرایشانرا الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی فرزندان گرامی مدتی ست
که از احوال ظاہر و باطن خود نه نوشته اند شاید بواسطه تمامی ایام مفارقت بنیانی
بحال دور افتادگان طاری شده باشد ما ہم ارحم الراحمین دارم کریمه الیس اللہ بکاف عبدہ تسلی ده
غرابی نامرادست عجب کار و بارست باانہمه ناپروائی شما خاطر ہمیشه متوجه احوال شماست و
خواہان کمال شمادیروز بعد از نماز بامداد مجلس سلوک داشتم ظاہر شد که خلعتی که داشتم از من جدا شد
و خلعت دیگر بمن متوجه شد که بجای آن خلعت نشنید بخاطر آمد که این خلعت زائله را کسی خواہند داد
یا نه و آرزو می آن شد که اگر آنرا بفرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند بعد از لمحه دید که بفرزندی مرحمت
فرمودند و آن خلعت او را باہتمام پوشانیدند و این خلعت زائله کنایت از معامله قیومیت بوده است که به تربیت
و تکمیل تعلق داشته و باعث ارتباط این عرصه مجتمعه او بوده و این خلعت جدیده راچون معامله
بانجام برسد و مستحق خلع گردد امیدست که از کمال کرم آن را بفرزندی اعزی محمد سعید عطا
فرمایند این فقیر ہمواره تبضرع این مسالت می نماید و اثر اجابت می فہمد و فرزندے را مستحق
این دولت می یابد ہ باکریمان کارہا دشوار نیست ہ اگر استعداد است ہم داد اوست
تعالی ہ نیاوردم از خانه چیزی نخست ہ تو دادی ہمه چیز من چیز تست ہ قال اللہ تعالی
اعملوا آل داؤد شکراً و قلیل من عبادی الشکور رسیدانید که شکر عبارت از صرف عبد ست
جمیع ما انعم اللہ علیه من الجوارح والقوی الظاہریته والباطنیته الی ما خلق و اعطاہ لاجله
لولاہ لما حصل الشکر واللہ سبحانه الموفق این قسم علوم از اسرار خفیه است ہرچند بصرفه گفته
نشود اما اخفای آن لازم ست که مردم مفتون نگردند دیگر آن مشکلے که داشتم آن معامله شاید
در عالم مثال بود درین ایام حل شد و خافیه نماند شاید که درین معنی روحانیت خواجه معین الدین
راہم مدخلے باشد محمد معصوم آن مشکل را شاید در خاطر داشته باشد والسلام **مکتوب صد و
پنجم** به شیخ حسن برکے در جواب کتابت او که درمیان احوال خود نوشته بر احیای
سنت و تہدید از بدعت الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی صحیفه شریفه

سبب انس و الفت شان باشد نه موجب نکرت و نفرت شان انزوا از خلائق ضروریست که بقدر
حاجت آشنائی باین سم قاتل ست شمارا بتوفیق اللہ سبحانہ این معنی بسہولت میسر ست ارباب ابتلا
چہ کنند که بر دوام با ارباب تفرقه محشور اند قدر این نعمت بدانید و بمقتضای آن عمل نمائید نیک از
حال طالبان خبردار باشید و بظاهر و باطن متوجه تربیت شان شوید زیاده چه نویسد مکتوب

صد و سوم به شیخ حمید احمدی در تربیت او بر قصور احوال و ترغیب بر حصول تکمیل و کمال

الحمد للہ و سلام علی عباده الذین اصطفی مکتوب شریف اخوی اعزی شیخ حمید رسیده خوشوقت
ساخت چه نعمتی ست درین طور زمان بر فتن در صحبت شخصی جمعی را بجناب قدس خداوندی جل سلطانه
رغبتی پیدا شود و از ماسوای او تعالی دلهای شان را برودتی حاصل گردد مع ذلک آن برادر
باین دولت مغرور نگردد و از کار خود فارغ نباشد که مثل مشهور ست که هنوز دهلی دور ست
معلوم نیست که از صد یکی سرانجام یافته باشد و این احوال که طالبان را در ابتدا رومیدهد
و ذوق و لذت می بخشند در رنگ آن ست که طفلان را سبق الف و با آموخته سازند کار آنست
که از تجلی بمولویت برسند و از اذواق و التذاذات بدرجهٔ ولایت خاصه داخل گردند ؎
هنوز ایوان استغنا بلند ست ٭ ترا افکر رسیدن ناپسند ست ٭ باید که اوقات خود را معمور
سازند و بشریعت و طریقت بظاهر و باطن متجلی باشند تکمیل دیگری فرع کمال خود ست
که درجهٔ ولایت خاصه ست لیکن چون در صحبت طالبان را رشدی پیدا می شود و احوال و
مواجید رومیدهد اگر بحد فنا و بقا نرسد هم غنیمت ست و درینوقت حکم کبریت احمر دارد و آنرا
هم می کرده باشند اما بعد از استخارهها و توجهات بهر که تعلیم طریقت گویند مناسب ست
بلکه لازم و ازین عمل ترسان و لرزان باشند مبادا که ازین راه شیطان بر شما پیدا شود اعاذنا اللہ
سبحانه عن شره عدد که شما گفته بودند اگر تمام کرده آید دو چندان عدد راه بکار دارید بعد از آن
خبر کنید تا مناسب حال اعلام نموده آید ان شاء اللہ تعالی یاران را که بشما مربوط اند دعا رسانند صحیفه
شریفه که سید یحیی نوشته بودند نیز رسید حمد اللہ سبحانه درینوقت که کمال قرب قیامت ست لا تقوم الساعة
علی شرار الناس در خبر آمده دلهای مردم بحضرت حق سبحانه تعالی منجذب ست والا شوقین آن درگاه
اقدس اند جل سلطانه توقع از احبه دعای ظهر الغیب ست و فاتحهٔ سلامتی خاتمه

روی داده است مینویسیم نیک سماع نمانید که امشب که شب شنبه بود بمجالس سلطانی رفته بودم بعد از یک پهر شب برگشته آمده سه سیپاره از حافظ شنوده زیاده از دو پهر شب گذشته بود که خواب میسر شد بعد از حلقهٔ صباح چون کوفت شب داشته بود بخواب می بیند که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم از برای فقیر اجازت نامه نوشته اند چنانچه عادت مشائخ ست که خلفا را مینویسند و یکی از یاران حاجتمند من درین معامله است درین اثنای گویا ظاهر گشته است که در امضای این اجازت نامه نحوی از فتور ست تعیین وجه فتور همدران وقت معلوم است آن یار که متصدی این خدمت ست بار دیگر گویا این اجازت نامه را در ملازمت آنسرور برده علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات و آن سرور بر پشت آن اجازت نامه دیگر نوشته اند یا نویسانیده این تشخیص نشد اما نسبت بآن سرور معلوم ست و بعد از نوشتن بمهر خود مزین فرموده اند علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام مضمون این اجازت نامه آنست که در عوض اجازت نامهٔ دنیا اجازت نامهٔ آخرت داده اند و در مقام شفاعت نصیب عنایت فرموده و کاغذ هم طولانی ست و سطرهای بسیار نوشته اند من از ان یار میپرسم که اجازت نامه اول کدام ست و ثانی که نوشته اند کدام و من در آنوقت میبایم که من با آنسرور علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام در یک جا ایم در رنگ پسر با پدر زندگانی مینمائیم حضور آنسرور و اهل بیت آنسرور علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات بر من غریب نیست و آن کاغذ را پیچیده بدست خود نهاده در رنگ فرزندان محرم داخل حرم شریف ایشان گشته ام کلانتر امهات مؤمنان مرا در حضور آنسرور در بعضی خدمات باهتمام میفرمایند و میگویند که انتظار تو داشتم چنان و چنان باید کرد درین اثنا افاقت روی داد و از خاطر رفت که وجه آن فتور چه بود معائنه میشد هما نقدر که حسیتم و امیشد خصوصیات آن واقعه از خاطر میرفت بخاطر شما یان مانده بود که درینباب سخنی بیشتر هم مذکور میکردم که این نسبت علیا عجب ست که باندازهٔ خود ظهور نمی کند بخاطر میگذشت که ظهور آن ظاهر ذخیره برای آخرت بود و نعم البدل میسر آید ازین واقعه تشفی آن تردد حاصل گشت قرب قیامت ست و وقت تراکم ظلمات کدام خیریت و چه نورانیت مگر حضرت مهدی باشد علیه الرضوان که بخلاف ظاهر تائید یافته ترویج آن نماید شکراً للنعمة امروز طعامهای متلون فرموده ایم که بروحانیت آنسرور علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام برند و مجلس شادی سازند را فضان

اخوی اعزی شیخ حسن احسن اللہ آمالہ رسیدہ خوشوقت ساختہ از علوم و معارف اندراج یافتہ بود
مطالعہ آن فرحت بر فرحت افزود حمد اللہ سبحانہ کہ علوم صحیحہ اند و معارف صادقہ بر طبق کتاب سنت اند بر وفق
عقاید فرقہ ناجیہ حضرت حق سبحانہ استقامت کرامت فرماید و بنہایات مقاصد عالیہ برساند شمہ از رفع بدعتہا نوشتہ
بودند چہ نعمتی ست کہ درین طور ظلمات بدعت صاحب دولتی توفیق رفع بدعتی از بدع یابد و احیای
سنتی از سنن نماید در احادیث صحاح آمدہ است کہ ہر کہ احیاء سنت نماید بعد از آنکہ عمل بآن
سنت مرتفع شدہ باشد آنکس را ثواب صد شہید ست ازینجا بزرگی این عمل را دریابند
اما این قدر دقیقہ رعایت کنند کہ کار بایقاظ فتنہ نہ کشد و یک حسنہ باعث ظہور بسیار سیئہ نگردد
کہ آخر الزمان ست و آوان ضعف اسلام رسالہ کہ فرستادہ بودند نیز از مطالعہ آن فرحتہا رو داد الحمد للہ
سبحانہ کہ در علوم موافقت باین فقیر بسیار ست و در کشف مطابقت افتادہ است و نظرہای
نیک بلند رفتہ کتابت شما را کہ متضمن حالہا و علوم استفسارہا بود باخوی محمد ہاشم کشمی سپردہ بودیم
کہ در وقت جواب نوشتن حاضر سازد اتفاقاً گم ساخت بنابر آن در تفصیل اجوبہ توقف واقع شد
آنچہ بخاطر ماندہ بود آنرا نوشت مجملاً آنکہ احوال پسندیدہ است و صحت علوم کائن دیگر در تربیت
و تعلیم فرزندان مغفرت پناہ مولانا احمد سعی بلیغ دارند و با داب ظاہر و باطن ہدایت مرعی نمایند
و سائر یاران حاجتمند را بلکہ جمیع اہل اسلام آن بقعہ را بدلالت بشریعت و التزام سنت نمایند
و از اتیان بدعت تہدید و تحذیر کنند و اللہ سبحانہ الموفق بعضی از مکاتیب جلد ثالث را اخوی
محمد ہاشم نویسانیدہ بشما فرستادہ است منتفع گردند اوقات فقیر مختلف ست در بعضی اوقات رغبت
بر تسوید علوم و معارف بی اختیار پیدا می شود و بر اوقات دیگر با آنکہ اسرار غریبہ افاضہ مینمایند از نوشتن
نفرت پیدا میکرد تا بجدیکہ بدست قلم گرفتن خوش نمی آید بنابر آن در تفصیل جواب کتابتہای شما کہ
میرسند فتور می افتد و نمیتوانم بہ تکلیف چیزی نوشت باقی احوال مستوجب حمد ست از ہمراہی
عسکر بعنایت اللہ سبحانہ مخلصی میسر شدہ است حضرت حق سبحانہ تعالی باستقامت دارد و جمیع یاران
آنجاہی را دعوات مخصوصہ ست والسلام **مکتوب صد و ششم** بحضرات مخدوم زادہا
سلمہم اللہ سبحانہ در بیان واقعہ کہ آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ و از وبشارتہای علیا یافتہ
صحیفہ شریفہ فرزندان گرامی رسید حمد اللہ سبحانہ کہ بصحت و عافیت اند معاملہ کہ بتازگی امروز

بواسطهٔ حوادث ایام ناتمام ماند مرتبهٔ وهم عبارت از مرتبه ست که درینجا نمودی بود و بود چنانچه صورت زید
مثلاً اگر در مرآت متوهم شود آنجا نمودی بود است چه در مرآت اصلا صورتی کائن نیست بیش از نمود وهمی آنجا
ثبوتی ندارد بکشف صحیح و شهود صادق لائح گشته است که حضرت حق سبحانه و تعالی از کمال اقتدار خود عالم را
درین مرتبه خلق فرموده است و بصنع کامل خویش نمود محض را بود بخشیده در آن مرتبه هر چند نمودی بود اما
چون عالم در آن مرتبه مخلوق گشته است نمود با بود آمده است چه ایجاد او تعالی تثبیت بود و وجود است چون نمود با بود آمد
نفس امری گشت و احکام و آثار صادقه برو مترتب شد این مرتبه وهم ورای مرتبهٔ علم و مرتبهٔ خارج ست و این مرتبه بیش از مرتبهٔ
علم شباهت و مناسبت بمرتبهٔ خارج دارد و ثبوت او شبیه بثبوت خارجی ست بخلاف ثبوت علمی که آنرا وجود ذهنی
گویند بطرف دیگر وجود خارجی ست ظهوری که در مرتبه وهم ست نیز شباهت تام بظهور خارجی دارد بخلاف مرتبهٔ
علم که آنجا بطون و کمون ست گویا در مرتبهٔ وهم ظلی از مرتبهٔ خارج انداخته ایجاد عالم درانجا فرموده است و بظل خود خارجی
عالم را در مرتبهٔ ظل خارج موجود ساخته پس در نفس خارج جز ذات احدیت جل سلطانه هیچ چیز موجود نباشد و در
ظل خارج بوجود ظلی عالم با این تعداد و کثرت بایجاد خداوندی جل سلطانه موجود بود در خارج نفس امر
وحدت ست و در ظل خارج نفس امر کثرت چنانچه در علم نیز نفس امر کثرت است پس هم وحدت نفس امری
باشد و هم کثرت و هر کدام را اعتبار علیحده باشد لاتخدو رفیه چنانچه این خارج و وجود مر عالم را ظلی ست
سائر صفات آن از حیات و علم و قدرت و غیرها نیز ورای ظلال صفات واجبی ست جل سلطانه بلکه
نفس امر که در ثبوت عالم اثبات نموده می آید نیز ظل نفس امر مرتبهٔ خارج ست ۵ نیاورده ام از خانه
چیزی نخست ✽ تو دادی همه چیز من چیز تست ✽ قال الله تعالی و تقدس الم تر الی
ربک کیف مد الظل سؤال تو در رسائل خود نوشته که ظل هر چه دارد از اصل ست و ظل بیش از
امانت داری اصل هنری پیدا نیست اگر سالک مستعد بحکم ظلی است هر چه دارد از خیر و کمال که وجود و کمالات
توابع وجود بود باصل خود دهد و خود را از جمیع کمالات خالی یابد ناچار بفنا و نیستی متحقق گردد و نامی
و نشانی از وی نماند حاصل این کلام چیست و کمالات را باصل دادن بچه معنی ست با وجود ثبوت
و استقرار سالک فنا و نیستی بکدام اعتبار ست جواب این فنا در رنگ آنست که شخصی جامها عاریت
پوشیده باشد و داند که این جامها از وی نیست از دیگری ست که بعاریت پوشیده است چون این علم
غالب آید و استیلای تمام پیدا کند تواند که با وجود تلبس جامه این جامها را در دست صاحب جامه بیند

نیز شاید از ان طعامها تناول نمایند دیگر در مکتوبی نوشته ام که در بیان واقعه که روی داده بود
که بار ثالث را بنوکری قبول نکردی بعد از زمانی ظاهر گشت که بمحض کرم آنرا نیز قبول فرمودند و آثار
قبول ظاهر گشت لله سبحانه الحمد و المنة علی ذلک و علی جمیع النعماء درین ایام معارف غریبه و علوم عجیبه
رو میدهد گویا آن ورق مرقوم گشته است معامله هر یکدیگر ظاهر شده فرزندان تو و در معامله عمر نزدیک شود
الخیر فیما صنع الله تعالی میگویم و صبر مینمایم ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا
والسلام علی من اتبع الهدی **مکتوب صد و هفتم** در بیان سبب فتور در نسبت رابطه و التذاذ
در طاعات بخواجه محمد اشرف بعد الحمد و الصلوات و تبلیغ الدعوات میرساند که صحیفه شریفه اخوی اعزی
رسید حمد الله سبحانه که بصحت و عافیت آمده اند پرسیده بودند که لم این چیست که چون در نسبت رابطه
فتور میرود در اتیان سائر طاعات التذاذ نمی یابد بدانند که همان وجهی که سبب فتور رابطه گشته است
مانع التذاذ اوست گاهست که سبب فتور قبض بوده گاه کدورتی طاری میگردد بواسطه ارتکاب زلات اگرچه
اندک بود وجه اول مذموم نیست بلکه از لوازم سلوک طریقه ست معروض طریقه وجه دوم را تدارک توبه و استغفار
باید نمود تا بکرم الله سبحانه اثر آن مرتفع گردد و چون تمیز نسیان قبض و کدورت وقت می طلبد بهر حال توبه و
استغفار نافع ست حضرت حق سبحانه و تعالی باستقامت اراد والسلام **مکتوب صد و هشتم** بملا طاهر خادم
در بیان معاملاتی که باصل الاصل تعلق دارد و این معرفت ستره یعنی منقول ست معاملاتیکه باصل الاصل تعلق دارد
دو نوع ست نوعیست که از انجا بصور مثالی یا بامر آخر میتوان معلوم کرد و این معامله تا وقتی ست که سیر در مقاماتی
ست که آنها را با عالم مناسبتی و یا مشارکتی ست ولو بالوجه و الاسم و آن تا نهایت سیر مقام رضاست شخصی را
سیر فوق مقام رضا میسر گردد و از انجا هیچ معلوم وی نخواهد بود نه بصورت مثالی و نه بامر آخر این زمان آن عارف را
علم به محض حصول مقامات فوق خواهد بود بی آنکه چیزی از آنها معلوم وی گردد و درین مقامات هم نبوت و رسالت
و امثالهما نیز مفقود ست انکارم که حضرت حق سبحانه و تعالی فردا در داخله علم آنها را نصیب گرداند و نهایت
این سیر تا مرتبه مخصوص ست که ارباب آن پوشیده نماند والسلام **مکتوب صد و نهم** بحضرت
مخدوم زاده خواجه محمد معصوم سلمه الله سبحانه در بیان آنکه ایجاد عالم در مرتبه وهم ست اما بواسطه استقرار
و تعلق ایجاد نفس امری گشته است و این مرتبه ورای مرتبه علم و خارج ست و بیان آنکه هم وحدت نفس
امریست و هم کثرت و تحقیق آنکه فنای سالک با وجود ثبات و استقرار بچه معنی ست این مکتوب

علیه و علیهم الصلوة والسلام این معارف نقل معنی یافته چون عارف فی مقامات ظل را طی کرده معامله با اصل پیدا نماید
این زمان علم وی که باشیا تعلق خواهد کرد از قید ظلیت مبرا خواهد بود یعنی اشیا معلوم وی بوند بوجهی که هیچ
از آنها در وی حصول نکنند زیرا که هرچه شیئ در وی حاصل خواهد شد ظل و صورت آن شیئ خواهد بود نه عین الشیئ کما
قیل فی تعریف العلم هو حصول صورة الشیئ فی العقل لو لا انک ان الصورة الحاصلة من الشیئ فی العقل
شبح و مثال لذلک الشیئ لا عینه کما یشهد به الکشف الصحیح والالهام الصریح این زمان عارف با لحق سبحانه
هیچ نسبتی سوای نسبت صانعیت و مصنوعیت اثبات نخواهد کرد از ظلیت و عینیت و مرآتیت تحاشی خواهد نمود
این معامله مربوط به کمالات ذاتیه است چه ذات او سبحانه از عالم غناء ذاتی است ان الله لغنی عن العالمین
بخلاف در مراتب بعضی اسما و صفات که آنجا این نسبت متصور است پس تا زمانیکه ازین مقامات نگذرد و باصل
الاصل نرسد ازین نسبت بی نصیب است درینمقام عارف را هر ذره از ذرات شاهراهی گردد بجناب قدس او تعالی
جلشانه بخلاف در علم حصولی که در آن صورت عالم هرشیئ را بجانب خود کشد و خود مرآت جمیع اشیا گردد و کذلک
و هم چنین در صورت ظلیت و مرآتیت هرشیئ صاحب آن عالم را بسوی خود کشد و نظر بصیرت او را بیرون خود
نگذارد و چون بفضل الله سبحانه از قید حصول ظلیت وا رهد هر ذره از ذرات موجودات چه عرض و چه جوهر و چه آفاق و
چه نفس او را دروازهٔ غیب الغیب گردد باید دانست که چنانچه سابقا آن شخص مرآت جمیع اشیا بود و هرچه
میکرد برای خود میکرد و هرچه از وی صدور مییافت ناچار راجع بهمان میگشت خواهی نخواهی میکرد یا الحال
چون مرآت خود را از آئینه داری باز گردانیده و از تقید بظل باز مانده و مثل نادانی گشته که هرچه
در وی افتد نماند و بیرون اندازد و پس ناچار هرچه خواهد کرد برای خود نخواهد کرد بلکه برای
حق خواهد کرد نیت کند یا نه نیت در محل تحقق متیقن نیست درین زمان حب این عارف بحب او تعالی
کشد و بغض او بغض او سبحانه و هم چنین تعظیم و توقیر وی تعظیم و توقیر حق است سبحانه و اهانت و
سوء ادب وی منجر به اهانت و سوء ادب او تعالی همین نسبت بوده اصحاب آن سرور
را بآن سرور علیه و علیهم الصلوات والتحیات علی تفاوت درجاتهم که حب و بغض ایشان منجر
بحب و بغض آن سرور است علیه و علی آله الصلوة والسلام که فرموده علیه السلام من احبهم
فبحبی احبهم و من ابغضهم فببغضی ابغضهم و نیز همین نسبت است اهل بیت آن سرور را بآن سرور
علیه و علی آله الصلوة والسلام اما ظهور این نسبت در حضرت مرتضی و فاطمة الزهرا و حسنین رضی الله

و خود را برہنہ و عریان یابد بلکہ از ہمنشینان از برہنگی خود انفعال بکشد و خود را از حیا در زاویہ گیرد و چون وجود سالک در مرتبۂ وہم و تخیل مخلوق گشتہ است فنای تخیلی نیز او را کافی ست چہ استیلای این تخیل او را بتعین قلبی میرساند و ذوقی و وجدانی میگرداند و آنچہ مقصود از فنا نیستی ست بوجودی آمد چہ مقصود از فنا زوال گرفتاری ظل ست و حصول گرفتاری باصل و چون رجوع ظل باصل یقینی گشت و وجدانی و ذوقی اند ناچار گرفتاری بظل زائل گشت و گرفتاری اصل بجای آن نشست و اگر این تخیل بحصول نمی پیوست و لیت گرفتاری زوال ظل میسر نمیگشت بلکہ مدار سلوک این راہ بر توہم و تخیل ست احوال و مواجید کہ معانی خزینۂ این راہ ست بوہم مدرک میگردد و تجلیات و تلوینات سالکان در مرآت خیال شہودی میشود فلولا الوہم لقصر الفہم ولولا الخیال لستر الحال درین راہ ہیچ چیز نافع تر از وہم و خیال یافتہ نشد و اکثر ادراک و انکشاف شان مطابق واقعہ بر آمد وہم ست کہ پنجاہ ہزار سالہ راہ را کہ درمیان عبد و رب ست بکرم خداوندی در اندک مدت قطع مینماید بدرجات وصول میرساند و خیال ست کہ وقائق و اسرار غیب الغیب را در مرآت خود منکشف میسازد و سالک مستعد را اطلاع میگرداند از شرف وہم کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی عالم را در آن مرتبہ اختیار فرمودہ ست و آنرا محل ظہور کمالات خود ساختہ و از بزرگی خیال ست کہ حضرت واجب الوجود آنرا نمونۂ عالم مثال گردانیدہ ست کہ اوسع جمیع عوالم ست حتی کہ در مرتبۂ وجوب را جلشانہ نیز صورتی در آن عالم گفتہ اند و حکم کردہ کہ حق را جل سبحانہ مثل نیست اما مثال ست و للہ المثل الاعلی صور احکام وجوبیہ ست کہ عارف آنرا در مرآت خیال خود احساس مینماید و بذوق دریافت آنہا ترقی میفرماید سوال از تحقیق سابق واضح گشت کہ فنا و نیستی باعتبار تخیل ست اگرچہ بیقین قلبی رساند و وجدانی و ذوقی سازد و احکام صادقہ بروی مترتب شود نہ باعتبار تحقیق و خود تو در بعض رسائل نوشتہ کہ این فنا باعتبار وجود ست و زوال عین و اثر ست حقیقت ہیمنا ملہ حیث جواب چون رجوع وجود ظل باصل بیقین پیوست و وجدانی و ذوقی گشت ناچار حکم بزوال وجود نیز کردہ آید و ارتفاع عین و اثر گفتہ شد سوال این حکم بفنای وجودی با وجود ثبوت و استقرار فانی صادق ست یا کاذب

مکتوب صد و دہم

بحضرت مخدوم زادۂ محمد معصوم سلمہ اللہ تعالی دربیان آنکہ معاملۂ معارف بجائی میرسد کہ صورت ہیچ معلومے در علم حصول نمیکند آنزمان سر دریہ از ذرات او را شاہراہی ست بمطلوب و بیان آنکہ حب این عارف منجر بحب حق ست سبحانہ و بغض او ببغض او تعالی و ہمچنین تعظیم و اہانت او و آل و اصحاب آن سرور را آنسرور نیز ہمین نسبت است

من القوسین الثانی هناک اثر و لا حکم فلا قوسین ههنا حقیقة و هذه المعارف من اسرار الله سبحانه یظهرها علی اخص الخواص من عباده والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه و علی آله الصلوة والبرکات العلی

مکتوب صد و دوازدهم بشریعت پناهی قاضی اسلم

در بیان آنکه صفات حقیقیه او تعالی نه عین ذات اند و نه غیر ذات سبحانه الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی علمای اهل سنت شکر الله تعالی سعیهم در صفات ثمانیه حقیقیه واجب الوجود تعالی چه بلا زیبا گفته اند که لا هو و لا غیره این معرفت ورای طور عقل ست که بنور فراست و برکت متابعت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات دریافته اند عقلا ازین عبارت ارتفاع نقیضین می فهمند ندانسته اند که در حصول تناقض اتحاد مکان و اتحاد زمان شرط است و چون در آنحضرت جل سلطانه مکان و زمان گنجایش ندارد تناقض چگونه متصور گردد و آنچه علما در دفع تناقض در لفظ غیر تصرف کرده اند و از غیر معنی خاص خواسته هیچ در کار نیست بلکه نظر کشفی منع این تخصیص می نماید و نفی غیریت بهر معنی که باشد اثبات میکند میبایم که صفات واجبی جل شانه چنانچه عین ذات اقدس او تعالی نیند که زائد اند غیر ذات او سبحانه هم نیستند اگرچه زائد اند تعالت و تقدست و نسبت اثنینیت پیدا کرده اینجا آن قضیه مقرره ارباب معقول که الاثنان متغایران تخلف کرده است و نقض اصول شان نموده و آنکه گفته شد که ورا طور عقل ست بآن معنی ست که عقل بان مهتد نمیگردد و از ادراک آن قاصرست و آنکه عقل برخلاف آن حکم میکند چگونه برخلاف آن حکم نماید که آنرا تصور هم نکرده است بلکه از حیطه ادراک او بیرون ست حکم باثبات و نفی آن چه صورت بندد ربنا آتنا من لدنک رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا

مکتوب صد و سیزدهم به ملا سلطان سرهندی

در بیان آنکه صفات او تعالی بحیات و علم و سائر کمالات متصف اند و در تحقیق معنی قیام صفات بذات جل سلطانه صفات واجب الوجود جل سلطانه که قیامی بذات او دارند تعالی و تقدس مثل الحیوة والقدرة والعلم و غیرها از کمال تقدس و تنزه هیچ نسبتی بصفات ممکن ندارند که صفات ممکن اعراض اند که قیامی بجواهر دارند و صفات واجبی جل سلطانه مقوم جواهر اند که قیام جواهر بآنهاست و ایضا صفات ممکن حکم میت دارند و جماد محض اند از حیوة و علم و غیرها بی نصیب اینقدر هست که ممکن بتوسط شان حی و عالم و قادر میگردد اما آنها بانفسها حی و عالم نیستند بخلاف صفات مقدسه واجب الوجود تعالی و تقدس که در نظر کشفی این حقیر

تعالیٰ عنہم اتم ست و در بقیۂ ائمۂ اثنی عشر نیز سرایت آن مشہود میگردد و در ماورای آنہا این نسبت محسوس نمی شود والسلام

مکتوب صد و یازدہم بہ شیخ نور محمد تہاری در بعضی از اسرار غریبہ بمقام قاب قوسین او ادنیٰ و سر آنکہ عارف کامل شمال خود را نمی یابد این معارف نیز منقول بمعنی ست در معاملہ قاب قوسین در ظاہر رنگی از مظہر موید است کہ ذہاب عین و اثر از سالک بحصول نہ پیوستہ بخلاف معاملہ او ادنی کہ آنجا ہیچ حکمی و اثری از مظہر نماند پس درین مرتبۂ ثانیہ ناچار مظہر امری باشد مستفاد از مرتبۂ وجوب آن خلعتی ست خلعی کہ عارف را بعد از تمامی معاملہ از مرتبۂ اصل عنایت فرمودہ اند و بعبیر ازان بافاضۂ صورت نیز توان کرد این سریست بس غامض شاید تفصیل آن در موضع دیگر انشاء اللہ سبحانہ ثبت یابد پس مظہر درین معاملہ امری بود کہ بوی از عدم آنجا راہ نیافتہ باشد و شائبۂ امکان را آنجا بار نبود پس اگر انفعالی در آن مرتبہ اثبات نمایم از خود بخود بود نہ از غیر کہ نشانی از غیر نماندہ ○ ولوجہہ من وجہہ قمر + ولعینیہ من عینیہ کحل ہر چند انفعالیکہ در مرتبۂ قاب قوسین اثبات نمودہ آید نیز حق ست و ظہور یکہ در آن مرتبہ بود ظہور اصل اما بی شائبۂ ظلیت نیست و شایان آن مرتبۂ علیا نہ انفعالی کہ شایان آن مرتبۂ مقدسہ باشد آنست کہ بوی از ظلیت بدو راہ نیافتہ باشد و غیری را ہیچ وجہ در میان خلعتی نبود زیرا کہ غیر از لوث عدم خالی نیست و از نقص امکان بیرون نہ آرے اگر انفعالات مراتب ظلال چنان بود گنجایش دارد باید دانست کہ درین معاملہ او ادنی کہ شمہ ذکر یافت عارف کامل شمال خود را نمی یابد سرش آنست کہ شمال او حکم یمین گرفتہ زیرا کہ شمال از مقتضیات عدم بود فلما زالت احکام العدم فالتحق الا الوجود الصرف و پس ثمہ شمال بل کلتا یدیہ سبحانہ یمین فافہم ولا تقع فی الزندقہ و چون اسرار غامضہ و معارف غریبہ را در یافتے است بنوہ قال اللہ سبحانہ ثم دنی فتدلی بدانکہ تحقیق این دنو بعد از تحقیق باسرار او ادنی است کہ بالا ذکر یافتہ است زیرا کہ تا حکمی و اثری از عارف باقی ست و از لوث عدم مبرا نگشتہ او را لیاقت این دنو نیست بعد از تحقیق این دنو تدلے ست کہ رو بہ نزول دارد چون تدلے متحقق گردد و عارف بالخلق آرند این زمان صورت قوسین ظاہر گردد ہر چند از قوس اول اثری و حکمی نماندہ است لیکن چون دیر ابتدالی مشرف میسازند صورت قوسین درینوقت متوہم میگردد پس از تدلی فکان قاب قوسین عبارۃ فرمود کہ این وقت صورت قوسین ثابت ست نہ حقیقت آن او ادنی بل ادنی ازو بلی

واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر **مکتوب صد و چهارم** در تحقیق صفات واجبی تعالی و کیفیت تعلق علم
او تعالی به کمالات خویش و در میان آنکه بعضی را از قیام بعین چاره نبود اما اثبات محل ورا هیچ
در کار نیست و بیان تعین وجودی و مبادی تعینات انبیا و متبوعین انبیا و تابعین و ملائکه کرام علی الانبیاء و علیهم الصلوة
والسلام و مبادی تعینات اولیا و عوام مومنین و کفار و موجودات نشات اخروی صفات حقیقیه که در مرتبه
حضرت ذات او تعالی اثبات مینمائیم هیچ تعینی ازین اثبات در آن حضرت جل سلطانه تنزلی پیدا
نمیگردد و مرتبه دیگر ورای مرتبه اولی ثابت نمیشود و بوجهی از وجوه انفکاک شان صورت
نمی بندد و تا مرتبه ثانی متحقق نشود و انفکاک بوجهی از وجوه حاصل نگردد تعین و تنزل صورت
نه بندد حضرت ذات تعالی و صفات حقیقیه او سبحانه گویا در یک مرتبه کائن اند با وجود زیادتی گویا
عین ذات اند تعالی و تقدس و هر چند این صفات مقدسه تفصیل کمالات مندرجه حضرت ذات اند
سبحانه اما حکم شان از حکم سائر اجمال و تفصیل علیحده است چه اجمال در مرتبه ایست که تفصیل در آن
مرتبه کائن نیست بلکه مرتبه تفصیل دون مرتبه اجمال ست و در آنحضرت جل سلطانه
این معنی مفقود ست و تفصیل در عین مرتبه اجمال ست و این معرفت ورای طور عقل ست
که نظر کشفی بآن مهتدی گشته است و علم واجبی جل سلطانه در آن مرتبه که باین صفات متعلق گشته است
در رنگ علم بذات خود و علم به کمالات مندرجه ذاتیه خود علم حضوری ست و اینها با وجود زیادتی گویا
عین عالم اند و حضور شان در رنگ حضور نفس عالم ست از کمال اتحاد شان بحضرت ذات تعالی که جم غفیر
از صوفیه صفات را عین ذات گفته اند تعالی و انکار زیادتی صفات نموده اند و منع لا هو کرده اثبات
لا غیره فرموده و کمال آنست که با وجود تصدیق لا هو اثبات لا غیره نموده آید با وجود زیادتی سلب
غیریت کرده شود و این کمال موافق مذاق علوم انبیاء ست علیهم الصلوات و التسلیمات و مطابق رای
صائبه فرقه ناجیه اهل سنت و جماعت شکر الله سعیهم باید دانست که انکشاف ذاتی در آن مرتبه که بحضرت
ذات تعالی و صفات مقدسه او سبحانه تعلق دارد از قبیل علم حضوری ست چه صفات مقدسه را نیز
حکم حضرت ذاتست تعالی و تقدس چنانکه گذشت و آنکه گفتیم که از قبیل علم حضوری ست
زیرا که علم حضوری عبارت از حضور نفس عالم ست و چون صفات نفس عالم نیستند باید که علم آنها
علم حضوری نباشد اما چون صورتی از آنها منتزع نمیگردد و حضور نفس شان کائن است از

اینهانیز در رنگ موصوف خود سبحانه حی و عالم اند و بتفصیل کمالات مندرجهٔ خود دانا و مشغوف لیکن علم شان
از قبیل علم حضوری مفهوم میگردد نه از عالم علم حصولی و همچنین هر صفتی و شانی که در مرتبهٔ وجوب تعالی
و تقدس اثبات نموده می آید همه بثبوت حیات و علم مکشوف میگردند و نور صرف بنظر می درآیند گویا آن
نور همگی حیوة است و همگی علم و انکشاف و این دو صفت کمال در آنجا بین و هویداست بخلاف صفات دیگر
از قدرت و ارادت و غیرهما که باین وضوح آنجا مکشوف نمیگردند بلی آنچه درکار است در آن موطن انکشاف کمالات
است که بصفت علم تعلق دارد و چون علم تابع حیوة است از صفت حیوة نیز چاره نبود و قدرت و
ارادت بمقدور و مراد مربوط است و از سمع و بصر بعلم اکتفا توان نمود و مقصود از کلام افاده است و تکوین
از برای مکنونات است مع ذلک هر صفت چون جامع است ناچار این کمال در وی کائن است
اظهر او لم تظهر گفته نشود که ازین بیان لازم آمد قیام معنی بمعنی چه صفات هرگاه حی و عالم باشند از قیام حیات و علم بآنها
چاره نبود گوئیم که هر دو قائم بذات واجب تعالی یکی بالاصالت و دیگری بتبعیت چنانچه علمای در بقای عرض
گفته اند که عرض و بقا عرض هر دو قائم بمحل عرض اند و تحقیق این مبحث آنست که صفات واجبی جل سلطانه
بذات اقدس او تعالی نه در رنگ قیام عرض است بجوهر کلا بلکه شبیه قیام مصنوع است بصانع صانع قیوم
مصنوع است هر چند آنجا اتصاف است و اینجا اتصاف نه لا بلکه آن قیام در رنگ قیام شیء است بذات خود
اینقدر فرق است که آنجا زیادتی ثابت است و اینجا زیادتی متصور نیست اما آن زیادتی بحد غیریت نرسانیده
است و لا غیر فرموده اند پس در هر دو جا تغایر اعتباری ثابت شده و قیام متحقق گشت و حصول اتصاف
اینجا اتصاف انسان است بانسانیت و اتصاف جوهر است بجوهریت بلکه گوئیم در آن موطن که ذات اقدس صفات
حقیقیه مقدسه اند که بحضرت ذات قدیم از هیچ ملاحظهٔ صفت و اتصاف آنجا کائن نیست در حضرت ذات ملاحظهٔ
موصوفیت است و نه در صفات مقدسه ملحوظ صفاتی است هرگاه وجود و وجوب و جود را در آنحضرت گنجایش نبود
صفت و اتصاف را چه مجال باشد که فرع وجود اند در آن موطن مقدس غیر از نور هیچ چیز را گنجایش نیست و آن هم
بیچون اگر حیوة است نور است و اگر علم است نور علی هذا القیاس و این نور اقدس بیچون بیچگون اگر ظهوری در مرتبهٔ ثانی
بی تغیر و انتقال اثبات نموده آید هر آینه قابل مظهریت آنرا غیر از وجود چیزی دیگر نخواهد بود لهذا تعین نزد این حقیر تعین وجود
آمده است سائر تعینات تابع اند مر این تعین اول را هر چند اطلاق لفظ تعین اینجا بمقتضای علوم این فقیر گنجایش
ندارد لیکن چون در قوم این لفظ متعارف گشته است ما هم در اطلاق آن مسامحه نمائیم ربنا اتمم لنا نورنا

وجود ذہنی وخارجی را کہ اقسام او بید آنجا چہ مجال بود و ظرفیت علم وخارج آنجا مروجود را چہ گنجایش باشد
پس این صور علمیہ ثابت باشند وقائم بصفت علم بوند و ہیچ ثبوت علمی وخارجی در انہا متحقق نشود بلکہ وجود
علمی وخارجی عارشان بود کہ از صفات امکان وسمات حدوث ست فان کل ممکن حادث عندہم و در مرتبۂ
وجوب بوجود چند وجود ثابت گشتہ است اما ظرفیت خارج و علم مرآن وجود را پیدا نشدہ کہ ظرفیت و مظروفیت
را آنجا مجال نیست ذلک استماع می نمائی صورت معلوم عبارت از نفس علم ست حصول آن و حلولے او
در علم بچہ معنے باشد متاخران صوفیہ علیہ گفتہ اند کہ صورت علمیہ کہ عبارت از اعیان ثابتہ اند و حقائق
ممکنات اند ثبوت شان در خانۂ علم ست وبس و در خارج علم بوئے از وجود بانہا نرسیدہ است
لیکن عکوس آن صور علمیہ چون در مرآت ظاہر وجود کہ جز او در خارج موجودی نیست افتادہ است
متوہم میگردد کہ آن صور در خارج موجود اند در رنگ صورتی کہ چون در مرآت منعکس می گردد متوہم
میشود کہ آن صورت در مرآت ست فیا لیت شعری ما مرادہم لاء الکبراء و ما معنے حصول الصور
فی العلم وما الصور فی الشاہد الا نفس العلم و فی الغائب علمہ تعالی ازلی قدیم بسیط وحدانی
تعلق بمعلومات متکثرۃ حصلت من تعلقہ صور متعددۃ متمیزۃ لتلک المعلومات من غیر ان ثبت
حصولہا وحلولہا فی ذلک العلم الازلی لیت تحل الصور المتعددۃ فیہ وہو یستلزم التبعض والانقسام
للمحل و فرض شئی فیہ غیر شئی وہو یوجب الترکیب المنافی للقدم والازلیۃ عجب معاملہ ست ارباب
معقول صورت حاصلہ معلوم را در ذہن اثبات کردہ اند و حلول آنرا در ذہن دانستہ نہ در علم
چہ آن صورت نزد شان عین علم ست نہ حال در علم و متبادر از عبارت صوفیہ متاخرین حصول
آن صورت ست در علم کہ آنرا باطن وجود گویند وہو سبحانہ اعلم باید دانست کہ این صور علمیہ کہ
از تعلق صفت بکمالات مندرجۂ ذاتیہ او تعالی ثابت گشتہ اند بنظر کشف لائح می گردد کہ ایشانرا
حیات و علم ثابت ست و انکشافیکہ مناسب علم حضوری بود ایشانرا نسبت بکمالاتے کہ در آنہا
مندرج ست کائن چنانچہ تحقیق این مبحث در مکتوبی بتفصیل بیان نمودہ است اگر از غرابت این معرفت
خفائی بماند و احتیاجی افتد آنجا رجوع باید کرد و چون از بیان سابق واضح گشت کہ ذات اقدس
او تعالی و صفات مقدسۂ او سبحانہ در یک مرتبہ کائن اند و از ثبوت یا دتی صفات ہیچ تعینی و تنزلی
در آنحضرت جل سلطانہ پیدا نشدہ است بدانکہ این مرتبہ مقدسہ کہ حضرت ذات مع الصفات ست

قبیل علم حضوری بود و انکشافی که بصفت علم تعلق دارد از قبیل علم حصولی ست و آنکه گفتیم که از قبیل علم
حصولی ست زیرا که علم حصولی عبارت از صورت حاصله است از معلوم در علم و نزد این فقیر متحقق و مکشوف گشته
است که صورت هیچ معلومی در علم واجبی جل شانه منتقش نیست و علم او تعالی محل هیچ صورت معلومه نه
چه جای حصول صورت در ذات عالم تعالی بلکه علم او را تعلقی ست به معلوم و انکشافیست آن بی آنکه
صورتی از معلوم در علم ثابت شود و خانه علم از جمیع نقوش و صور علمیه خالی و مصفا ست مع ذلک
لا یعزب عن علمه مثقال ذرة فی الارض و لا فی السماء اینقدر مکشوف میگردد که چون علم او تعالی
بمعلومی تعلق می گیرد از این تعلق صورتی از معلوم منتزع میگردد و قیامی بآن علم پیدا می کند بی آنکه حلولی
و حصولی در علم پیدا کند و چون از تعلق علم صورتی از معلوم منتزع میگردد و قیامی بعلم بلکه بعالم پیدا می کند
راست می آید که از قبیل علم حصولی بود و چون صفت علم تعلق بکمالات مندرجه ذاتیه او تعالی پیدا می کند
ناچار از آن کمالات باین تعلق صورت های علمیه منتزع خواهد شد و قیامی بعلم پیدا خواهد کرد و اگرچه
حلولی و حصولی از آنها در علم ثابت نباشد سوال این صور علمیه را قیامی بصفت علم پیدا کردی اما معلوم
نشد که محل ثبوت این صور کدام است معنی را چنانچه از قیام بعین چاره نیست از محلیه عین نیز او را چاره
نبود جواب بلے معنی را از قیام بعین چاره نیست اما اثبات محل او را هیچ در کار نیست مقصود از اثبات
محل از برای معنی اثبات قیام اوست بآن نه امر زائد بر قیام هرگاه در جواهر مجرده ممکن که کالظلال اند
مر آن صور علمیه را و آن صور مبادی تعینات این جواهر اند گفته باشند که اینها را هیچ محلی و مکانی ثابت نیست بلکه
هیچ در کار نیست اگر حصول این جواهر مجرده را محل نباشد چه گنجایش تعجب ست این صور علمیه را در رنگ اعراض
تصور نمائی که قیام بغیر دارند و بر قیاس اعراض در اثبات محل شان در نمائی که این صور علمیه اصول بلکه
مبادی تعینات جواهر اند که قیام اعراض بآنهاست به اعراض چه رسد بلکه در اعراض هم گوییم که
مقصود از اثبات محل از برای آنها اثبات قیام آنهاست به محل نه آنکه محل باستقلال مقصود باشد
تحقیق آنست که این صور علمیه در مرتبه وجوب کائن اند که محل و مکان را آنجا گنجایش نیست و غیر از قیام
آنجا متصور نه صفات حقیقیه واجب الوجود تعالی که بحضرت ذات اقدس قیام دارند هیچ حالیت
و محلیت آنجا کائن نیست و ثبوت ذهنی و خارجی که گفته اند در مرتبه امکان تقسیم یافته است زیرا که
در آن حضرت نه خارج را گنجایش ست و نه علم را هرگاه وجود را در آنحضرت جل سلطانه بار نباشد

ذهنی

واقع تا درین تعین مبدأ تعین پیدا نشود وصول بحضرت ذات تعالی بالاصالت گنجایش ندارد وملائکه
علیین را که مقربان حضرت اند علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات نیز مبادی تعینات وهمین تعین
وجودی است که وصول بحضرت ذات تعالی مربوط بآنست باید دانست که این صفت العلم که در مرتبهٔ
تفصیل تعین وجودی پیدا گشته است هرچند حصه ست از حصص آن تعین وجودی اما چون جامعیت
دارد گویا در رنگ نفس وجود جامع جمیع حصص آن تعین ست آن اسم اجمال ست وهم تفصیل اجمال حکم
مرکز دائره دارد وتفصیل حکم محیط پس مرکز این تعین علمی که اجمال ست کانه ظل مرکز آن تعین اول
وجودی ست وباین علاقه جمعی این تعین کرده اند که مبدأ تعین حضرت خاتم الرسل علی نبینا وعلیهم الصلوة
والتسلیمات اجمال حضرت علم ست لا بلکه این اجمال ظل مبدأ تعین اوست علیه وعلی آله الصلوة والسلام
که مرکز تعین اول وجودیست کما مر ونیز این اجمال علم را تعین اول گفته اند ومرتبهٔ فوق را لاتعین دانسته
وعین حضرت وجود انگاشته بمی علین وجود ست اما بتعین منسوب ست چنانکه گذشت پوشیده
نماند که تعین اول هرچند حصص مندرجهٔ آن مبادی تعینات انبیاء کرام وملائکه علیین عظام ست
علیهم الصلوة والتسلیمات اما درین مرتبه بجهت اجمال کائن ست مبادی هرکدام علیحده بتفصیل معلوم
نمی گردد ومسمی باسمے کرده نمیشود وچون تفصیل یافت مبادی هرکدام متمیز گشت ونام علیحده
یافت مثلاً یک حصهٔ آن تعین اول وجودی اسم الحیوة ست وحصهٔ دیگر اسم العلم ست
علی هذا القیاس ومشهود میگردد که اسم الحیوة باعتبار جامعیتی که دارد مبدأ تعین ملائکه
علیین عظام ست علی نبینا وعلیهم الصلوة والتسلیمات ونیز حضرت روح الله را که مناسبت بملاء
اعلی دارد دراینمقام نصیب ست علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات وحضرت مهدی علیه الرضوان که این
مناسبت خاص بحضرت روح الله دارد ازین مقام امیدوار ست علی نبینا وعلیه الصلوة
والسلام باید دانست که هرکدام از صفات ثمانیه که در مرتبهٔ تعین ثانی تفصیل یافته ست مبدأ تعین
هر یک پیغمبر بزرگ مقتدا را ست چنانچه علم مثلا مبدأ تعین خاتم الرسل ست علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات
وقدرت مبدأ تعین حضرت عیسی ست علی نبینا وعلیه الصلوة والتسلیمات وتکوین مبدأ تعین
حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام وجزئیات این اسماء کلیه مقدسه مبادی تعینات سائر
انبیاست علیهم الصلوات والتسلیمات هر گروهی ازین بزرگواران که مناسبت باسمی خاص دارند وبنبی خاص مقتدای

تعالی در مرتبۂ ثانیہ ظہوریست اوّل بشایبۂ تغیر و تبدل و آن نزد این حقیر از روی کشف و شہود ہر آئینہ حضرت وجود ست کہ خیر محض و کمال صرف ست و قابلیت ظہور جمیع کمالات دارد بطریق ظلیت و غیر وجود را این دولت میسر نشدہ است لہذا اگر علمی بآن مرتبۂ مقدسہ متعلق شود و انتزاع کمالات او نماید چنانکہ گذشت ہر آئینہ اوّل چیزیکہ از آنحضرت جلشانہ منتزع گردد حضرت وجود خواہد بود و کمالات دیگر توابع او خواہند بود و ازینجاست کہ جم غفیر از صوفیہ و غیرہم وجود را عین ذات سبحانہ تصور کردہ اند و تعین وجود را لاتعین انگاشتہ و ثبوت این تعین اسبق ما ورای علم و خارج ست چنانچہ تحقیق این معنی در مواضع کثیرہ بیان یافتہ است و این حضرت وجود بطریق ظلیت جامع جمیع کمالات ذاتیہ و صفاتیہ است اما این مرتبہ جامع اجمالیۂ التفصیل ست کہ توان گفت کہ تعین ثانی ست اوّل چیزی کہ در مرتبۂ تفصیل ثبوتی پیدا کرد صفت الحیوٰۃ است کہ اُم جمیع صفاتست و این صفت حیٰوۃ گویا ظل آن صفت حیات ست کہ در مرتبۂ حضرت ذاتست تعالی ہر آئینہ لاغیرہ در حق او ثابت بود و او بداغ غیریت متسم باشد و بعد از صفت الحیٰوۃ صفت العلم بطریق ظلیت چنانچہ در صفت الحیٰوۃ گذشت کائن ست و این صفت جامع جمیع صفات ست و صفت القدرۃ و الارادۃ و غیرہما با وجود استقلال گویا اجزای اویند زیراکہ این صفت را بحضرت ذات تعالی و تقدس نوعی از اتحاد ست و غیر او را نسبت چہ در صورت علم حضوری اتحاد علم و عالم و معلوم ست و قدرت ہرگز بقادر و مقدور متحد نہ گشتہ است و در ارادت و تخصیص احد المقدورین ست نیز این اتحاد کائن نیست علی ہذا القیاس و نزد این حقیر مبدأ تعین حضرت خلیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام بالاصالۃ تعین اوّل ست کہ تعین وجود ست و مرکز این تعین کہ اشرف اجزای اوست بالاصالۃ مبدأ تعین حضرت خاتم الرسل ست علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات چنانچہ در مکتوبی تحقیق این مبحث بتفصیل ذکر یافتہ است و چون ولایت حضرت خلیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام ولایت اسرافیلی ست علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام ہر آئینہ مبدأ تعین حضرت اسرافیل نیز ہمین تعین وجودی باشد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام و مبدأ تعین ہر پیغمبری و رسولی بالاصالۃ حصہ ایست از حصص این تعین اوّل وجودی و از اساتان نیز اگر کسی را ببرکت متابعت انبیا علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات در تعین وجودی نصیبی باشد و حصۂ یا لفظ از حصص و نقطۂ آن تعین مبدأ تعین آنکس بود مجوز ست بلکہ

هیچ تحدیدی و نهایتی در ثبوت اصل خود پیدا کرده و هیچ نسبتی و جهتی حاصل نشده وجود عالم در رنگ
وجود آن صورتست که در مرتبهٔ وهم پیدا شده است که هیچ مزاحمت باصل ندارد که در خارج موجودست و این
ثبوت وهمی صورت حقیقی تحدیدی و نقصانی و جهتی در آن ثبوت خارجی که اصل صورتست پیدا نشده
ولله المثل الاعلی ازین تحقیق حقیقت آن سخن مفهوم گشت که گفته اند عالم در مرتبهٔ وهم ثابتست یعنی
عالم در مرتبهٔ تعلق واقعست که آن مرتبه شبیه بمرتبهٔ وهم است که در صورت منعکسه در مرتبه پیدا ثابتست نسبت
باصل خود که در خارج موجودست بلکه از اثبات اطلاق وجود خارجی نیز در آن مرتبهٔ مقدسه از قبیل تشبیه
و تنظیر بود که خارج را آنجا گنجایش نیست هرگاه وجود ازان مرتبهٔ اقدس گنجایش ندارد خارج چه بود که فرع
وجودست و قسم اوست تا خاتمهٔ سخن باید دانست که این همه مبادی تعینات که مذکور شده اند تعینات وجودی جملی بود
یا تفصیلی نسبت بموجودات ممکنات این نشاهٔ دنیویست و وجود و تشخص موجودات این نشاهٔ مربوط
بآن مبادی حالیست اما موجودات ممکنات این نشاهٔ دنیویست وجود و تشخص موجودات
این نشاهٔ مربوط بآن مبادی حالیست اما موجودات اخرویه مشهود میگردد که ظهور آنها بآن مبادی
مربوط نیست بلکه مبادی تعینات شان امور دیگر است که آن امور نزد این فقیر کمالات ذاتیه اند
که گردی از ظلیت بدامان پاک شان نرسیده و اندراج در آن مرتبهٔ اقدس دارند بلکه در آن مرتبهٔ
مقدسه مفصل و متمیز اند تفصیل و تمیز چگونگی آن کمالات عرض نموده ذاتیه مقدسه هر کدام مبدأ تعین
موجودیست از موجودات آن نشاهٔ اخرویه وجود اهل بهشت گویا مسامتیست آن تعینات
وجودی جملی و تفصیلی که بنشاهٔ دنیویه تعلق دارند موجودات آن نشاهٔ کالذی مواجه اند در آن مرتبهٔ
مقدسه را بر عکس موجودات این نشاهٔ که از مواجهت قلیل النصیب اند موجودات آن نشاهٔ و امیر را
چه بیان نماید که ازان مرتبهٔ مقدسه چه قسم نصیبها و حظها دارند هنیئا لارباب النعیم نعیمها ع
ومن بعد هذا ما یدق صفاته ما کتمه احظی لدیه و اجمل ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا
والسلام علی من اتبع الهدی **مکتوب صد و پانزدهم بعرفان پناه میرزا حسام الدین احمد**
در جواب استفسارها الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی احوال و اوضاع
فقرای اینجا مستوجب حمد است المسئول من الله سبحانه سلامتکم و عافیتکم صحیفهٔ
شریفه که از روی شفقت و مهربانی نامزد این فقیر ساخته بودند بمطالعهٔ آن مشرف گشت

امتیاز از انبیا است جزئیات آن اسم مبادی تعینات شان است و اولیائی که بر قدم پیغمبری از پیغمبران
مقتدا اند از آنکه علیهم الصلوات والتسلیمات مبادی تعینات شان جزئیات اند از جزئیات آن اسم را که
مبدأ تعین آن پیغمبر است علیه الصلاة والسلام و همچنین تعینات سائر مومنان جزئیات اند جزئیات
آن اسم را که مبدأ تعین پیغمبری است که ایشان بر قدم او یند علیه الصلوة والسلام و مبادی تعینات
کفار با اسم المضل تعلق دارند و از این مبادی مذکوره عالحده اند و چون مبادی تعینات ممکنات معلوم
گشت بدانکه تمامی دائره وجوب بر منتهای این تعینات است اگذشت آن شروع در دائره ممکنات
است حضرت حق سبحانه و تعالی خواست که کمال کرم و احسان خود و فیض و انعامات خود را
بدیگران عطا فرماید و گنج بخششی نماید خلق را آفرید و از کمالات خود و توابع وجود خود به ایشان بخشید
نه آنکه از اینجا چیزی پیدا شود و اینجا ملحق گردد که آن از سمات نقص است تعالی الله عن ذلک
علوا کبیرا مقصود از خلق افاده انعام و احسان است بایشان نه تکمیل و تتمیم کمالات اسمائی و
صفاتی بتوسل شان حاشا و کلا اسما و صفات فی حد ذاتها کامل اند و هیچ احتیاجی بظهور و مظهر ندارند در آن
حضرت جلشانه همه کمال بالفعل حاصل است بالقوه نیست که حصول آن مربوط بامری بود اگر شهود
و مشاهده است که در آن حضرت جل شانه است خود بخود است و اگر علم و معلوم است همه خود عالم و خود معلوم
همچنین در خود متکلم است و خود سامع جمیع کمالات آنجا مفصل و متمیز اند لیکن بعنوان بیچونی که
چون را به بیچون راه نیست خلق چه باشد که در آن کمالات او بیگانه گردد و در کدام آئینه در آید او
و عالم چه بود که تفصیل آن اجمال نماید و آن حضرت جلشانه در عین اجمال تفصیل است و در عین ضیق
وسعت و چون آن تفصیل و وسعت اینجا بیچونی است متوهم میگردد که اجمال را تفصیل درکار است که
بخلق عالم مربوط است و تکمیل آن اجمال با آن تفصیل است و حق آنست که آنجا هم اجمال است و هم تفصیل
الکامل والله سبحانه اعلم باید دانست که خلق این عالم در مرتبه واقع شده است که آنرا هیچ مزاحمتی و
مدافعتی بآن مرتبه مقدسه نیست وجود واحد الموجود در ضمن حقیقت مقتضی تعدد وجود نیست اما آن
قاعده اینجا مفقود است که وجود عالم هیچ تحدیدی و تناهی بآن وجود اقدس پیدا نکرده است
و هیچ نسبتی و جهتی اثبات ننموده صورتیکه در مرآت متوهم میگردد ثبوتش در مرتبه کائن است
و این ثبوت هیچ مزاحمتی و مدافعتی بثبوت ندید که اصل آن صورت است اصل نیست و ثبوت این صورت

تذلل والعجب تفہم لان اللہ اذا تجلی لشیء خضع لہ وخشع قال الشیخ وہذا الذی قالہ

الواسطے صحیح فی حق اقوام وہذہ الآیۃ تحکم بخلاف ہذا الامر لقوم آخرین وہم

ارباب التمکین یجمع لہم بین المشاہدۃ والفہم لا یخفی ان ما قالہ الواسطے اولا

یدل علی الذکرے لاہل التمکین خصوصاً لانہم الذین احیاہم اللہ سبحانہ

بعد الموت ای البقاء ہم بعد الفناء واہل التلوین لا فناء لہم ولا بقاء فلا حیوۃ لہم

موہوبۃ ثانیا لانہم فی وسط الطریق والفناء والبقاء احوال الانتہاء وقولہ

الثانی ان ذکر التمکین خصوصاً لانہم الذین احیاہم اللہ سبحانہ بعد الموت

ای البقاء ہم بعد الفناء اہل التلوین لا فناء لہم ولا بقاء فلا حیوۃ لہم موہوبۃ ثانیا لانہم

فی وسط الطریق والفناء والبقاء احوال الانتہاء الی ہہنا وقولہ الثانی ان ذکر فی بیان

الآیۃ یدل علی ان الذکر لاہل التلوین فی حال الاحتجاب والاستتار لا فی وقت

المشاہدۃ والمکاشفۃ لانہ اذا ان الذہول فیہا فہذا القول قولہ الاول ان

ذکر ہذا المعرفۃ فی توسط حالہ فی موضع آخر لا فی بیان ہذہ الآیۃ

فلا منافاۃ والاعتراض للشیخ قدس سرہ بان ما قالہ الواسطے صحیح فی حق اقوام

ای لاہل التلوین وہذہ الآیۃ تحکم بخلاف ہذا الامر لقوم آخرین وہم ارباب

التمکین لان الواسطے بین فی معنی الآیۃ ان الذکرے مخصوص بارباب التمکین

لانہم ہم الاحیاء بعد الموت لا اہل التلوین غایۃ ما فی الباب ذکر ثانیا معرفتہ

براسہا فی بیان احوال اہل التلوین لا تعلق لہا ببیان الآیۃ فلا اعتراض

علیہ بانہا تخالف حکم الآیۃ لان الآیۃ وردت فی حق قوم وہذہ المعرفۃ

بیان احوال قوم آخر ولو ان الواسطے لم یخص الذکرے باہل التمکین

اولا واثبت الذکرے لاہل التلوین ایضاً فی حال احتجابہم بقولہ الثانی

لما حصل المنافات بین قولیہ ولما ورد اعتراض الشیخ علیہ والظاہر

عندی ان الکریمۃ بیان حال الفریقین فمن کان لہ قلب ارباب

القلوب الذین تلونت احوالہم وہم اصحاب التلوین وقولہ او القی السمع وہو شہید

اظهار اشتیاق فرموده بودند که در یکی از حرمین شریفین با متعلقان متوطن و مدفون گردد مخدوما مکرما
رفتن متعلقان بنظر نمی در آید بلکه نزدیک ست که منع مفهوم شود اگر ایشان جریده بروند بنظر مستحسن می درآید
وامید ست که بسلامت بروند والامر الی الله سبحانه دیگر در بارهٔ سیادت مآب نوشته بودند
که اطبا بضرر آن حاکم اند مخدوما شفقت آثارا در نظر فقیر هر چند بالامعان نموده آمد هیچ ضررے
دران باره نمی نماید غیر از آنکه یک ظلمتی آنجا محسوس میگردد که غیر ظلمت این ضرر ست تا وجهش چه
باشد بالجمله ضرر اطبا مفقود ست و ظلمتی که هست از راه دیگر ست والامر الی الله سبحانه دیگر فرزندی
محمد سعید ضعف بسیار کشید لله سبحانه الحمد والمنة که رو بصحت دارد و بعافیت آمده دعا
مسئول ست قرة العین خواجه جلال الدین حسین با خوان و اخوات از نکبات آخر الزمان
محفوظ باشند حضرت مخدوم زادهای کرام بجمعیت صوری و معنوی متحلی باشند

مکتوب صد و شانزدهم بخواجه ابو المکارم در ترغیب بخدمتگاری خلق الله حضرت
حق سبحانه وتعالی بر حد اعتدال و مرکز عدالت استقامت کرامت فرماید چه دولتی ست که
حضرت واهب العطیات جل سلطانه بنده را مخصوص ببعضی از فضائل و فوائد گردانیده کلید حوائج
جمعی از بندگان خود را بید تصرف او حواله فرماید و او را ملاذ و ملجأ آن جماعت گرداند چه نعمتی ست
که جمعی از خلائق را که از کمال کرم ایشانرا عیال خود فرموده ست باو خریطه سازد و تربیت ایشان را
باو تفویض نماید سعادتمندی بود که بجد این دولت قیام نماید و هوشمندی باشد که بشکر این نعمت
اقدام نماید و بخدمتگاری عیال صاحب خود را سعادت خود داند و تربیت عبد و اماء
مولای خود را شرف خود انگارد وحمد الله سبحانه که اهل آن بقعه بذکر خیر ایشان رطب اللسان اند
و حدیث کرم ایشانرا بر زبان دارند

مکتوب صد و هفدهم بمولانا شیخ غلام محمد در بیان معنی
آیهٔ کریمه ان فی ذلک لذکری الآیة و در بیان دیگر اعتراضات بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله و
سلام علی عباده الذین اصطفی قال الشیخ الاجل قدس سره فی کتابه العوارف فی الباب
الثانی منه فی بیان معنی الکریمة ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید
قال الواسطی ای لذکری لقوم مخصوصین لا لسائر الناس هم الذین قال الله
تعالی فیهم او من کان میتا فاحییناه قال الواسطی الفیا المشاهدة

الی الصواب عندے بل ہو الصواب لان ما تخیل انہ سبحانہ یری فانما ہی رویۃ
خیال ای کشف صورۃ فی الخیال للایقان الذے حصل للقلب وللموقن بہ ایضاً
صورۃ کوشفت للقلب فانہم جوزوا المثال للحق سبحانہ وان لم یکن لہ تعالی مثل فللہ المثل
الاعلی وانما ارتسم فی الخیال صورۃ الایقان وصورۃ الموقن بہ وان لم یکن لہ تعالی
صورۃ فی الواقع لان المعانی الحاصلۃ للقلب ولسائر اللطائف بل کلما وجد
ویوجد بہا صورۃ فی الخیال الذے ہو مثال الذی ہو وسع العوالم کلہا فلیس ہہنا
الا ایقان للقلب وصورۃ ایقان وصورۃ موقن بہ مثل فی الخیال بصورۃ
رویۃ مرئے ولا رویۃ فی الحقیقۃ للقلب لہ تعالی فضلا عن ان یکون للبصر وانما ہی
رویۃ مثالیۃ للقلب تمثل ایقانہ بصورت الرویۃ تمثل موقن بصورۃ المرئے
فظن منہ انہ راہ حقیقۃ وما ہی الا رویۃ خیالیۃ بل نقول ان صورۃ الموقن
بہ لیست بصورۃ مثالیۃ للحق سبحانہ بل صورۃ کشف تعلق الایقان بہ
ظہرت فی الخیال وحاشا للہ ان یکون لہ تعالی صورۃ ولو فی الخیال وانما ہی صورۃ
لبعض مکشوفات قلب السالک من الوجوہ والاعتبارات التے لہا تعلق بالذات
نعم ولہذا اذا وصل العارف الی الذات تعالی لم یتخیل لہ مثل ہذا الخیال فلیس لذاتہ
تعالی صورۃ ولو فی المثال والخیال ولیس لہ تعالی مثال عندے کما لا مثل لہ
سبحانہ اذ الصورۃ یستلزم الحد والنہایۃ ولو فی مرتبۃ من المراتب وہو سبحانہ
منزہ من التحدید والتقیید وجمیع المراتب مخلوقۃ لہ تعالی فافہم الحمد للہ الذی
اعطانا سلطان الخیال وجعلہا مرآۃ لحصول صور معانی الکمال ولولا الخیال
لما ادرکنا درجات الاتصال عن درکات الانفصال ولما علمنا واردات الاحوال
فان لکل معنے وحال صورۃ فیہ ان کوشفت یدرک بہا ذلک المعنے والحال فشان
اللطائف السیع السیر والسلوک والانتقال من حال الی حال وشان الخیال اراءۃ
درجات السیر والسلوک الحاصلۃ للسالک بصورہا المرتسمۃ وارائتہ تزید الرغبۃ الی
الفوق والضبا رائتہ تحصیل السیر علی بصیرۃ وتیسر السلوک علی معرفۃ وسلطانہ تخرج السالک

بیان حال اہل التمکین فانہم القوا سمعہم للفہم فی حال عین الشہود الا ان الذکری للقوم الاول فی بعض الاوقات وللثانی فی جمیع الاحوال کما ترے ولو قال الشیخ قدس سرہ وہذہ الآیۃ تحکم بخلاف ہذا الامر لقوم آخرین ایضاً لکان انسب وکلمۃ او لمنع الخلو فلا ینافی الجمع بین القسمین فی الذکری ثم قال الشیخ بعد ذلک فموضع الفہم محل المحادثۃ والمکالمۃ وہو سمع القلب وموضع المشاہدۃ بصر القلب فمن ہو فی سکر الحال یغیب سمعہ فی بصرہ ومن ہو فے حال الصحو والتمکن لا یغیب سمعہ فی بصرہ لتملکہ ناصیۃ الحال ویفہم بالوعائین الوجودی المستعد لفہم المقال لان الفہم مورد الالہام والسماع والالہام یستدعیان وعاءً وجودیاً وہذا الوجود یکون موہوباً منشأً انشاءً ثانیاً للتمکن فی مقام الصحو وہو غیر الوجود الذے یتلاشی عند لمعان نور المشاہدۃ لمن جاوز علے ممر الفناء الے مقر البقاء انتہے فموضع الفہم محل المحادثۃ والمکالمۃ ای مع اللہ عزوجل لیغیب سمعہ فی بصرہ ای لا یفہم وقت المشاہدۃ وہو حال اہل التلوین یذہل عند المشاہدۃ کما قال الواسطی لا یغیب سمعہ فی بصرہ ای یفہم فی عین المشاہدۃ وہو حال التمکن یجمع بین المشاہدۃ والفہم کما مر لمن جاوز متعلق بقولہ موہوباً ای موہوباً لمن جاوز عن الفناء ووصل الی البقاء ولا یخفی ان ما مضے المشاہدۃ فے اہل التلوین والمشاہدۃ انما یکون فی الذات کما قالوا وہو غیر واصل بعد الی الذات فالاولے فی حقہ المکاشفۃ بالصفات المتخیلۃ المتلونۃ وما ہو فی الذات لا تلوین لہ ولا تغیر فی تلک الحضرۃ المقدسۃ تارۃ الذہول واخری الشعور بل شعور فی عین الذہول وہم فی نفس الشہود والظاہر من کلام الشیخ قدس سرہ جواز وقوع المشاہدۃ فی الدنیا ببصر القلب وصاحب التعرف قدس سرہ وہو المام الطائفۃ منع رؤیتہ تعالی فی الدنیا بالبصر وبالقلب معاً وادعی الاجماع علیہ وقال اجمعوا علی انہ تعالے لا یری فی الدنیا بالابصار وبالقلوب الا من جہۃ الایقان ما قالہ صاحب التعرف قدس سرہ اقرب

ناصیتہ التوحید و القی سمعہ عند سماع الوعد والوعید وقلبہ بالتخلص عما سوے
اللہ تعالیٰ صار بین یدے اللہ حاضرا شہیداً یرے لسانہ ولسان غیرہ فی التلاوۃ
کشجرۃ موسے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حیث اسمعہ اللہ تعالیٰ منہا خطابہ
ایاہ بانی انا اللہ فاذا کان سماعہ من اللہ واستماعہ الی اللہ صار سمعہ بصرہ
وبصرہ سمعہ وعلمہ عملہ وعملہ علمہ وعاد آخرہ اولہ واولہ آخرہ الی ان قال
فاذا تحقق الصوفی بہذا الوصف صار وقتہ سرمدا وشہودہ مؤبدا وسماعہ
الیا متجددا اقول فالصوفی لما لاحت لہ ناصیتہ التوحید بیان لقول الامام
الغزالی وشرح بسماعہ من المتکلم بان الصوفی لما غلب علیہ حال التوحید وزال
عن نظرہ شہود الغیر صار بین یدی اللہ حاضرا شہیدا بحد کلما سمع کلاما
من نفسہ او من غیرہ انہ سمعہ من اللہ سبحانہ ویرے لسانہ ولسان غیرہ
کشجرۃ موسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فالامام کلما کرر الآیۃ سمعہا
من نفسہ ومن لسانہ الی ان لاح لہ فی اثنائہ لتکرار حال التوحید فسمعہا من المتکلم بہا
وان کان صدر منہ ومن لسانہ فانہ وجد لسانہ ح کالشجرۃ الموسویۃ فالکلام الظاہر
من اللسان ح کالکلام الظاہر من تلک الشجرۃ فی انہ کلام اللہ سبحانہ اقول
وباللہ سبحانہ العصمۃ والتوفیق ان المسموع من الشجرۃ الموسویۃ کان کلام اللہ سبحانہ
لا محالۃ حتی لوانکرہ احد کان کافرا والمسموع من الالسنۃ لیس فی الحقیقۃ کلاما وان
تخیل الصوفی فی غلبۃ التوحید انہ کلام اللہ حتی لوانکرہ احد لم یکن کافرا بل یکون
محقا صادقا لانہ حصل من حرکۃ اللسان واعتماد المخارج ولا کذلک فی الشجرۃ فاین احد
الکلامین من الآخر فان الاول تحقیقی والآخر تخییلی والعجب من الشیخ الاجل قدس سرہ
انہ بالغ ہہنا فی التوحید حتی جعل التخیلی تحقیقیات وجعل الکلام الصادر من العبد فی غلبۃ
الحال صادرا من الحق سبحانہ وقد انکر فی موضع آخر من کتابہ الاقوال الصادرۃ فی التوحید
عن اربابہا فی غلبۃ الحال وحملہا علی الحکایۃ من اللہ سبحانہ فرارا عن شائبۃ توحید
الحلول والاتحاد وما فر ہہنا عن شوب الحلول ۲ ہ حکم بالاتحاد العینیۃ والحق فی

عن الجهل ویکون من اہل العلم فلله سبحانه ورہ والسلام علی من اتبع الہدی

مکتوب صد و سیزدہم بمولانا عبدالقادر انبالے قال الشیخ رضی اللہ تعالی عنہ فی الباب الثانی من کتاب العوارف فی بیان الحدیث المرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم ما نزل من القرآن آیۃ الا ولہا ظہر وبطن ولکل حرف حد ولکل حد مطلع و یختالج سری ان یکون المطلع لیس بالوقوف بصفاء الفہم علی دقیق المعنی وغامض السر فی الآیۃ ولکن المطلع ان یطلع عند کل آیۃ علی شہود المتکلم بہا لانہا مستودع وصف من اوصافہ ونعت من نعوتہ فیجدد لہ التجلیات بتلاوۃ الآیات و سماعہا وتصیر لہ مرایا منبئۃ عن عظیم الجلال الی آخر ما قال وفی تائید ہذا التوجیہ شرحہ ویخطر ببالی بکرم اللہ المتعالی ان الظہر نظم القرآن البالغ الی حد الاعجاز والبطن تفسیرہ وتاویلہ علی اختلاف صفاء الفہم علی دقیق المعانی وغامض السر والحد نہایۃ مراتب الکلام وہو شہود المتکلم بہا وہو التجلی النعتی المنبئ عن عظیم الجلال والمطلع بالموفق ذلک التجلی النعتی وہو التجلی الذاتی المعری عن النسب والاعتبارات اثبت لحد الکلام ونہایتہ جمیع مطلع فیکون المطلع وراء الکلام ووراء نہایۃ الکلام صفتہ تعالی وشہود المتکلم فی مرآت تلک الصفۃ تجلی لتلک الصفۃ ونہایۃ لمراتب کمالہا والاطلاع علی وراء تلک التجلی یکون بالترقی منہ الی تجلی ذاتی لامحالۃ فالوصول الی الذات ہہنا یکون بتوسط صفۃ الکلام وبتوسل تلاوۃ النظم القرآنی الدال علی تلک الصفۃ فلا بد من الخطوتین خطوۃ من النظم الدال الی المدلول الذی ہو الصفۃ والخطوۃ الثانیۃ من الصفۃ الی الموصوف قال العارف قدس سرہ خطوتان وقد وصلت وما ذکرہ الشیخ قدس سرہ الا الخطوۃ الاولی واتم بہا ہذا السیر وقید فائدۃ التلاوۃ بہا لاغیر سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم وقال الشیخ بعد ذلک انہ قد نقل عن جعفر صادق رضی وعن آبائہ الکرام انہ خر مغشیا علیہ وہو فی الصلوۃ فسئل عن ذلک فقال ما زلت اردد الآیۃ حتی سمعتہا من المتکلم بہا فالصوفی لما لاحت لہ

ان كان بحاسة السمع فلابد ان يكون المسموع حرفا او صوتا واما اذا كان السماع
بكل جزء من اجزاء السامع غير مخصوص بالحاسة فيجاز ان يحصل بلا حرف وصوت
من المسموع فانا نسمع بكليتنا وبكل جزء من اجزائنا كلاما ليس من جنس الحروف
والاصوات وان كان يتخيل في الخيال بالحروف والاصوات الخيالية فعلم ان الكلام
الماخوذ المسموع اي كلمة كان اولا مجردا عن الحروف او الصوت ثم يلبس ثانيا في الخيال
بالحرف والصوت الخيالي ليقرب الى الفهم والافهام على انا نقول ما هو اعجب منه
ان الله تعالى يسمع كلامنا المركبة من الحروف والكلمات المترتبة المتقدمة المتاخرة
لكن سماعه تعالى انما يكون بلا توسط حرف وكلمة بلا ترتب وتقدم وتاخر لان الكلام
المركب المترتب المتقدم المتاخر يقتضي زمانا ولا يجري عليه سبحانه زمان وهو تعالى خلق الزمان
فلما جاز سماع الكلام المركب من الحروف والكلمات بلا توسط حرف وكلمة فاولى ان يجوز
سماع الكلام الذي ليس من جنس الحروف والاصوات فافهم ولا تكن من القاصرين ولا من المعقلاء
الجاهلين والله سبحانه الملهم للصواب والذي الهمت به ثانيا بعد تسويد هذه السطور في تحقيق هذا
الكلام ان فهم العبد المستعد خطابه تعالى واخذه منه سبحانه انما يكون
ولا تلقي روحاني بلا توسط صوت ونداء ثم تمثل هذا المعنى المتلقي في سلطان
الخيال الذي فيه ارتسم صور الاشياء كلها بصورة حرف وصوت لان الافادة
والاستفادة في عالم الشهادة لا تكون الا بتوسط الالفاظ والحروف ويجوز ان
يطلق على هذا التلقي سماع بلا كيف ايضا لا بد ان يكون اسماعه ايضا بلا كيف
اذ لا سبيل للكيف الى ما لا كيف فيه فصح انه يجوز ان يسمع كلامه المجرد من الحروف
والصوت بلا كيف ثم بعد ذلك يتمثل الكلام في الخيال بصورة حرف وكلمة ليحصل
الافادة والاستفادة في عالم الاجسام ايضا ومن لم يطلع على هذه الدقيقة زعم بعض منهم
وهم احسن حالا انهم يسمعون كلامه تعالى الا بتوسط حروف وكلمات حادثة من الله تعالى
وبعضهم اطلقوا القول بانهم يسمعون كلامه تعالى ولم يفرقوا بين ما يليق بشانه تعالى وما لا يليق
وهم الجهال البطال لم يعرفوا ما يجوز على الله تعالى عما لا يجوز والحق حققت بفضل الله سبحانه

هذا المقام ان الحکم بالاتحاد والعینیة فی غلبة الحال تخیلی لا تحقیقی سواء کان
الاتحاد فی الذات او فی الصفات او فی الافعال فسبحان من لا یتغیر بذاته ولا بصفاته
ولا فی اسمائه بحدوث الاکوان لا یتحد معه احد ولا یتحد بصفات احد من صفاته تعالی
ولا افعال احد مع افعاله سبحانه فهو سبحانه هو هو والممکن ممکن حادث فی الذات
والصفات والافعال فالحکم بالاتحاد بین القدیم والحادث من تلوینات العشق
وغلبات المحبة والسکران فلا یواخذ علیهم لشائبة الحلول ومظنة الاتحاد
المستلزمة للکفر والالحاد فانه غیر مرادة لهم ان الله سبحانه ان یکون مرادهم
ما هو غیر لائق بجناب قدسه تعالی فانهم اولیاء الله واحباءه سبحانه المحفوظون من
تجویز ما لا یجوز علی الله والذین تشبهوا بهم من غیر حال وبدون صدق وتکلموا
بکلماتهم وفهموا منهم غیر مراداتهم فوقعوا فی الالحاد والزندقة حتی اثبتوا الحلول
والاتحاد مع الله سبحانه وحکموا بضرورة الممکن واجبا فهم الزنادقة الخارجة من الصحبة قاتلهم الله
انی یؤفکون ولا یخفی ان ما ذکره الشیخ قدس سره فی بیان قول الامام رضی الله عنه وان صدق
فی حق قوم من اهل التلوین استولی علیهم السکر وغلب علیهم التوحید لکنی بحسن ظنی بشان
الامام لا اجوز صدقه فی حقه رضی الله تعالی عنه لانه عندی من اکابر ارباب التمکین والصحو لا یلتبس
عنده التخیل بالمتحقق ولا سماع من الغیر بالسماع من الحق سبحانه فلیطلب لکلامه
محمل حسن مناسب بحاله غیر هذا الوجه وهو انه یمکن ان یسمع العبد کلام الرب
تعالی بلا کیف کما سمع موسی فی الطور علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام فان
قلت ما معنی سماع الکلام من الله تعالی ولا یسمع الا ما هو حرف وصوت
قلت ممنوع الا یری ان الله تعالی یسمع کلامه بلا حرف وصوت فجاز ان یکون العبد
اذا صار متخلقا باخلاقه تعالی یسمع بلا حرف وصوت والاستحالة بدیهیة الوهم
الناشئة من قیاس الغائب علی الشاهد مع وجود الفارق کیف یقاس والشاهد فی مضیق الزمان
المقتضی للترتب والتقدم والتاخر والغائب لا یجری علیه زمان ولا تقدم ولا تاخر ولا ترتب
فجاز فی الغائب ثبوت اشیاء لا یجوز فی الشاهد فلیفهم والله سبحانه اعلم بالصواب والتحقیق ان السماع

وکذلک شہود المشاہدة لایکون لا للوصول الی الذات تعالی کما قالوا وما حصل فی مرتبة الصفات یسمی بالمکاشفة والشہود وہو نصیب ارباب التمکین الواصلین الی الذات لا اہل التلوین المقیدین بالصفات فانہم ارباب القلوب واصحاب التقلب سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم مکتوب صدو نوز دہم بمولانا شیخ مودود محمد قال الشیخ قدس سرہ فی الباب السابع من کتاب العوارف فی ذکر من انتمی الی الصوفیة من جملة اولئک قوم یقولون بالحلول خذلہم اللہ سبحانہ ویزعمون انہ سبحانہ یحل فیہم ویحل فی اجسام یصطفیہا ویسبق الی فہومہم معنی من قول النصاری فی اللاہوت والناسوت ومنہم من یستبیح النظر الی المستحسنات اشارة الی ہذا الوہم ویتخال لہ ان من قال کلمات فی بعض غلباتہ کان مضمرا الشیٔ مما زعموہ مثل قول الحلاج انا الحق وما یحکی عن ابی یزید قولہ سبحانی حاشا للہ سبحانہ ان نعتقد فی ابی یزید انہ یقول ذلک الا علی معنی الحکایة عن اللہ تعالی وہکذا ینبغی ان نعتقد فی الحلاج قولہ ذلک ولو علمنا انہ ذلک القول مضمر بشیٔ من الحلول رددناہم کما نردہم انتہی فیالیت شعری ما معنی الحکایة عن اللہ تعالی وما وجہ تخصیص ارباب السکر بمثل ہذا القول علی معنی الحکایة اللہم الا ان یقال انہ قدس سرہ اراد ان القائل بمثل ہذا القول ان کان ہو العبد کما ہو الظاہر عند الاکثر فلا بد ان یکون حکایة من الرب تعالی فان العبد لا یصیر ربا لکن القائل بہ فی الحقیقة ہو الرب سبحانہ ولسان العبد مثل الشجر الموسویة فلا اعتراض علی الحلاج ولا تعرض علی ابی یزید قدس اللہ تعالی اسرارہما والظاہر من عبارة الشیخ انہ لو لم یحمل علی معنی الحکایة لیتوہم من الحلول ولیس کذلک اذ یجوز ان یقول ذلک عند غلبات التوحید واستتار ما سوی الواحد المشہود عند لمعان نور الشہود بلا شائبة حلول واتحاد فمعنی قولہ انا الحق عند اختفائہ عن نظرہ لست انا بشیٔ وانما الموجود الحق لا انی متحد مع الحق او حال فی الحق فانہ کفر ومناف للتوحید الشہودی فان المشہود فیہ لیس الا الواحد الاحد وعلی تقدیر الحلول والاتحاد المشہود متعدد لو علی صفة الاتحاد والحالیة قولہ ومنہم من یستبیح النظر الی المستحسنات

واحسانہ تعالی قولہ صار سمعہ بصرہ وبصرہ سمعہ الی ان قال وعاد آخرہ
اولہ واولہ آخرہ ای اخذ سمعہ حکم بصرہ وبصرہ حکم سمعہ ای سمع بکلیتہ وابصر بکلیتہ وعلم
بکلیتہ لانہ ان سمع ببعضہ وبصر ببعضہ الآخر فلا فرح لا یکون السمع عین البصر ثم
بین قولہ وعاد آخرہ اولہ واولہ آخرہ بخفائہ وحاصلہ ان اللہ سبحانہ خاطب الذر
بقولہ الست بربکم فسمعت النداء بلا واسطۃ علی غایۃ الصفاء ثم لم تزل الذرات تتقلب
فی الاصلاب وتنتقل فی الارحام حتی برزت الی اجسادہا فاحتجبت بالحکمۃ
عن القدرۃ وتراکم ظلمتہا فی التقلب فی الاطوار فاذا اراد اللہ تعالی بالعبد حسن
الاستماع بان یصیرہ صوفیا صافیا لایزال یرقیہ فی رتبۃ التزکیۃ والتجلیۃ حتی تخلص
الی فضاء القدرۃ ویزال عن بصیرتہ الفاقدۃ حجاب الحکمۃ فیصیر سماعہ بالست
بربکم کشفا وعیانا وتوحیدہ وعرفانہ بتیانا وبرہانا حیث اخذ لسانہ ولسان غیرہ
فی حقہ حکم شجرۃ موسی یسمع منہ کلامہ تعالی کما سمع موسی من تلک الشجرۃ فصح
انہ عاد آخرہ اولہ واولہ آخرہ حیث سمع کلامہ تعالی آخرا کما سمع اولا وعلی ہذا حمل
قول البعض انہ قال انا اذکر خطاب الست بربکم ای کان ذلک الخطاب الذی اسمع
الآن منہ تعالی علی الالسنۃ ہذا ولا یخفی علیک ان الخطاب الاول منہ تعالی کان تحقیقا
وسماع الذر منہ تعالی کان علی سبیل الحقیقۃ وہذا الخطاب الماخوذ المسموع من
الالسنۃ انما یکون خطاب اللہ علی سبیل التخیل والتوہم کما مر فاین احدہما عین الآخر
فالعجب کل العجب ان الشیخ قدس سرہ مع جلالۃ قدرہ جعل احدہما عین الآخر ولم یفرق
بین المتحقق والمتخیل وما ہو الاعین السکر وصرف التوحید مثلہ مثل قولہ انا الحق
وسبحانی ولیس فی جبتی سوی اللہ واعجب من ہذا ما قال بعد ذلک فاذا
تحقق الصوفی بہذا الوصف صار وقتہ سرمدا وشہودہ مؤبدا وسماعہ
متوالیا متجددا الآبد ہب علیک ان الصوفی فی ہذا المقام ما تحققہ الا بالتجلی
المعنوی الصفاتی کما مر وہو مقام التلوین لا غیر فمن این صار وقتہ سرمدا او
شہودہ مؤبدا بالدوام والسرمد للوقت الا فی الوصول الی الذات تعالی وتجلیہ الذاتی

شاید تفصیل تر بگویند.

مکتوب صد و بست و یکم در حل عبارت مکتوبی که متضمن اسرار است

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی صحیفهٔ گرامی که از روی شفقت و مهربانی تا فرداینفقیر ساخته
بودند بمطالعهٔ آن مشرف گشت اندراج یافته بود که عزیزی بر عبارت مکتوبی که در اجمیر نوشته
بودی اعتراضها دارد در حل آن باید نوشت و بعضی از یاران چون تعیین مواضع اشتباه نوشته
بودند باندازهٔ آن چند مقدمه در حل آن اشتباه نوشته آید والله سبحانه الهادی الی سبیل الرشاد
مخدوما مکرما سیر مرادی وسیر مریدی امریست که بوجدان آن صاحب سیر تعلق دارد و الزام امری نیست
که بغیر تعلق داشته باشد پس حجت و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و مع ذلک
کسی را که حضرت حق سبحانه قوت قدسیه داده است اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر
ملاحظه نماید و فیوض و برکات و علوم و معارف الٰهی جل شانه که او بآن ممتاز است مشاهده کند
تواند بود که حکم بسیر مرادی او نماید و هیچ محتاج بدلیل نبود در رنگ آنکه بعد از ملاحظهٔ قرب و بعد
و مقابله و اجتماع که قمر را با شمس است حکم کنند که نور قمر مستفاد از نور شمس است اگرچه این معنی بر غیر
ارباب حدس حجت نبود و نیز حضرت خواجهٔ ما قدس سره در اوائل حال سیر این فقیر را سیر مرادی
مقرر فرموده بودند شاید یاران هم این معنی را از ایشان شنوده باشند و این ابیات مثنوی
مطابق حال فقیر دانسته میخواندند مثنوی عشق معشوقان نهانست و ستیر * عشق عاشق با دو صد
طبل و نفیر * لیک عشق عاشقان تن زه کند * عشق معشوقان خوش و فربه کند * و از مراد آن هر که واصل
گشته است براه اجتبائی رفته است راه اجتبا مخصوص بانبیا نیست علیهم الصلوات و التسلیمات
صاحب عوارف قدس سره در بیان مجذوب سالک و سالک مجذوب تصریح باین معنی فرموده
است و راه مرید از راه انابت و راه مراد از راه اجتبا گفته قال الله تعالی الله یجتبی الیه من یشاء و یهدی
الیه من ینیب آری راه اجتبا بالاصالة مخصوص بانبیاست علیهم الصلوات و التسلیمات و امتان را در رنگ سائر
کمالات بتبعیت ایشان است نه آنکه اجتبا مطلقا مخصوص به انبیاست علیهم الصلوات و التسلیمات
و امتان را از ان اصلا نصیب نیست که آن غیر واقع است مخدوما وصول فیوض مر سالک را
بتوسط و حیلولت خیر البشر علیه و علی آله الصلوٰة والسلام تا زمانی است که حقیقت آن سالک که
محمدی المشرب است بحقیقت محمدی منطبق نگشته است و بآن متحد نشده چون بکمال متابعت بلکه بمحض فضل

اشارة الی ہذا الوہم ای الحلول والعجب عن الشیخ الاجل انہ لفہم من امثال
ہذہ العبارات الاتحاد والحلول والحال ان المتبادر من ہذہ الاقوال الظہور و
ہو وراء الحلول لان الحلول کینونۃ نفس شئ فی شئ مثل کینونۃ نفس زید فی
البیت والظہور کینونۃ عکس شئ فی شئ مثل کینونۃ عکس زید فی المرآت والاول محال
فی مرتبۃ الوجود ونقص لتلک المرتبۃ المقدسۃ والثانی منع لثبوتہ ولا نقص
عند حصولہ فان الاول یستلزم التغیر المنافی للقدم والثانی لایستلزم کما لا یخفی
فلو ظہرت الکمالات الوجوبیۃ فی مرایا الاعدام والامکانیۃ لم یلزم منہ حلول تلک
الکمالات فی تلک المرایا ولا تغیرہا ولا انتقالہا المنافی للقدم وانما ہو ظہور وارادۃ
کما فی مرآت فتجویز شہود کمالاتہ تعالی فی مرایا الامکانیۃ لیس تجویز لحلول تلک الکمالات
فیہا بل ہو تجویز لظہور الکمال فی المرآۃ ولا نقص فیہ وان کان المجوز لمثل ہذا الشہود صاحب
نقص وغیر مستقیم علی الجادۃ لکن المقصود رفع تہمۃ الحلول عنہ لا اثبات کمالہ وکونہ
علی شئ واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا مکتوب صد و بست ہم بمیر منصور در بیان اختیار
کردن عزلت الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی صحائف شریفہ اخوی اعزی متعاقب یکدیگر رسید
خوشوقت ساختند حمد اللہ سبحانہ کہ با وجود اسباب بی مناسبتہا محبت وارتباط فقرا کہ داشتند
تلون راہ نیافتہ است و منافی و سبب فتور نگشتہ بلکہ دران ارتباط قوت بخشیدہ حضرت
حق سبحانہ در محبت این طائفہ استقامت کرامت فرماید کہ سرمایۂ سعادتست
شفقت شعارا درین فرصت شوق انزوا غالب آمدہ گوشہ اختیار کردہ است و بغیر از جمعہ بیرون
نمیرود جماعت پنج وقتے در ہمان زاویہ منعقد می شود و راہ ملاقات مردم مسدود گشتہ است
اوقات بسی بجمعیت بسر میرود و متمنای تمام عمر گویا حالا میسر شدہ حمد اللہ سبحانہ عن ذلک
باقی احوال صوری ہم بعافیت مقرون است و فرزندان و متعلقان ہمہ بجمعیت می گذرانند
جناب خواجہ عبد اللہ پیش از ماہ مبارک رمضان بدہلی تشریف بردند حمد اللہ سبحانہ کہ خواجہ درین
آمدن فوائد بسیار حاصل کردند و ورق را تمام گردانیدند و از غلبات توحید بدریای تنزیہ غوطہ خوردند و
متوجہ عمق اند و از ظاہر بباطن بلکہ بباطن بطون میروند تفصیل احوال را چون حافظ بہاء الدین آنجا آمدہ

علی آلہ الصلوۃ والسلام متحلی نگشتہ اند خراب و ابتر اند و غیر از صورت جذب نصیبے ندارند سوال حصول جذب نحوی از محبوبیت میطلبد پس کفار را کہ اعداء اللہ اند نصیبے از جذب چگونہ تجویز نمودہ آید جواب تواند بود کہ بعضے از کفار نحوی از معنی محبوبیت داشتہ بوند کہ باعث حصول جذب شان شدہ باشد و چون آنرا بمتابعت صاحب شریعت علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام متحلی نساختند خاسر و مخذول ماندند و آن جذب غیر از محبت برایشان درست نکردہ کہ اعلام استعداد شان نمودہ کہ بجہل و عناد آنرا از قوۃ بفعل نہ آورد و ما ظلمہم اللہ و لکن کانوا انفسہم یظلمون و در طریق جذبہ اگر بتوسط متابعت صاحب شریعت علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام کہ عبارت از سلوک ست وصول بمطلوب میسر شود بیواسطہ و بی حیلولت امری خواہد بود گفتہ اند لو دلیتم بحبل لوقعتم علی اللہ یعنے اگر کشیدہ شوید بحضرت حق سبحانہ و رسانیدہ شوید بہ بطن بطون ہر آئینہ در میان شما و در میان حق جل و علا حیلولت و حجاب امری نخواہد بود و شاید کہ بخاطر شریف شما ہم ماندہ باشد کہ حضرت خواجہ ما قدس سرہ میفرمودند کہ وصول از راہ معیت کہ حق را جل سلطانہ با بندہ است اگر میسر شود ناچار بی توسط امری خواہد بود کہ مناسب معیت ست و اگر واسطہ است در سلسلۂ تربیت ست کہ عبارت از سلوک ست و راہ معیت یکی از طرق جذبہ است و حدیث المرء مع من احب علی صاحبہ الصلوۃ والسلام نیز تائید این معنی میفرماید زیراکہ مرد را با محبوب خود چون معیت بثبوت پیوست وسطہ مرتفع گشت امتناع فرمایند ہر ظل را باصل خود شاہراہ ست و ہیچ چیز در میان شان حائل نیست اگر بعنایت خداوندی جل شانہ ظلے را باصل خود میلی پیدا شود و کششے باو ہوید اگردد بدولت متابعت صاحب شریعت علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام آن ظل را بآن اصل وصولی والحاقی حاصل آید ہر آئینہ بی حیلولت امری خواہد بود و چون آن اصل اسمی ست از اسمای الٰہی جل شانہ ناچار در میان اسم و مسمای او حائلی نخواہد بود و وصول ظل از ین راہ باصل الاصل کہ مسمای آن اسم ست بتوسط امری خواہد بود و لیکن چون کہ اصل حضرت ذات ست تعالی بوصول بیچونی توسط و حیلولت امری در حق او مفقود ست ہرگاہ در صورت وصول بحضرت ذات سبحانہ حیلولت و حجابیت صفات واجبی جل سلطانہ مرتفع گردد حیلولت و حجابیت غیر صفات چہ گنجایش دارد سوال صفات واجبی را جل شانہ ہرگاہ انفکاکی باز حضرت ذات او تعالی

در مقامات عروج این حقیقت را آن حقیقت اتحادی حاصل شد توسطها برخاست چه توسط جبلوات در مغائرتست و در اتحاد متوسط و متوسط و حاجب محجوب نبود آنجا که اتحادست معامله بشرکت ست اما چون سالک تابع و لحاقی و طفیلی ست از قبیل شرکت خادم بود با مخدوم و آنکه گفتیم که حقیقت او را با حقیقت آن سرور علیه و علی آله الصلوٰة والسلام انطباقی و اتحادی پیدا میشود بیانش آنست که حقیقت محمدی علیه و علی آله الصلوٰة والسلام جامع جمیع حقائق ست و آنرا حقیقت الحقائق گویند و حقائق دیگران در رنگ اجزا اند مر او را یا جزئیات زیرا که اگر محمدی المشرب ست حقیقت سالک در رنگ جزئی ست مر آن کلی را و محمول ست بروی و حقیقت غیر محمدی المشرب در رنگ جزو ست مر آن کل را و غیر محمول ست بروی و این حقیقت غیر محمدی المشرب اگر اتحادی در عروج پیدا شود با حقیقت پیغمبری خواهد بود که این بر قدم اوست و محمول بران حقیقت خواهد شد و شرکتی در کمالات مناسبت او را پیدا خواهد کرد لیکن از قسم شرکت خادم بود با مخدوم چنانچه گذشت و چون این جزئی را بعلاقه کمال متابعت بلکه بمحض فضل محبت خاص بکلی خود پیدا میشود و شوق وصول آن دامنگیر او میگردد آن قید یکه کلی را به جزئی آورده بود بفضل خداوندی جل شانه رو بزوال می آرد و بتدریج بعد از زوال این جزئی را با آن کلی انطباقی و الحاقی حاصل میشود و آنکه گفتیم محبت خاص پیدا میشود در رنگ آنکه بمحض فضل این فقیر را پیدا شده بود و در غلبات آن محبت می گفت که محبت من بحضرت حق سبحانه از ان جهت ست که او تعالی رب محمد ست صلی الله تعالی علیه و آله وسلم و میان شیخ تاج و یاران دیگر ازین مقوله تعجب میکردند انکار ما که از خاطر شان هم نرفته باشد و تا این قسم محبت پیدا نشود الحاق و اتحاد چگونه متصور بود ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم و حقیقت توسط و عدم توسط را بیان مینماید نیک استماع فرماید طریق جذبه را چونکه کشش از جانب مطلوبست و عنایت الٰهی جلشانه متکفل حال طالب ست ناچار قبول وساطت نمیکند و در طریق سلوک چونکه انابت طالب ست از وجود وسائط چاره نبود و در نفس جذبه هر چند وسائط در کار نیست اما تمامی جذبه منوط بسلوک است که اگر سلوک که عبارت از اتیان شریعت ست از توبه و زهد و غیرها با جذبه منضم نگردد جذبه ناتمام و ابتر ست بسیاری از هنود و ملاحده را دیده ایم که جذب دارند اما چونکه بمتابعت صاحب شریعت علیه و

علیہم الصلوات والتحیات وبد ونہا خرط القتاد باید دانست کہ جذبہ ہرچند از سلوک چارہ نیست متقدم باشد جذبہ بر سلوک یا مؤخر اما فضل مر تقدیم جذبہ راست کہ سلوک خادم اوست و در تاخیر جذبہ سلوک مخدوم اوست کہ بدولت سلوک او را جذب میسر شدہ است و در تقدیم جذبہ نہ اینچنین ست کہ او بالذات مطلوب و مدعو ست لہذا این مراد آمد و آن مرید و راس مرادان و رئیس محبوبان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کہ مقصود ذاتی و مدعو اولی ازین دعوت اوست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انرا بطفیلی او طلبیدہ اند مرادان باشند یا مریدان لولاہ لما خلق اللہ الخلق و لما اظہر الربوبیۃ کما ورد و چون دیگران ہمہ طفیلی او باشند و او مقصود اصلی ازین دعوت بود علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ناچار ہمہ محتاج او باشند و بتوسط او فیوض و برکات اخذ نمایند علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام و باین معنی اگر ہمہ را آل او گویند گنجایش دارد علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ ہمہ پس رو او یند و بتوسط او کمال اخذ می نمایند چہ ہرگاہ وجود شان بتوسط وجود او صورت نہ بندد و کمالات دیگر خود کہ تابع وجود اند بتوسط او چہ صورت دارند علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بلی محبوب رب العالمین چنین باید استماع فرمایند مکشوف گشتہ است کہ محبوبیت او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بآن محبت ذاتی جلشانہ کائن ست کہ بذات بحت او تعالی بی ملاحظہ شیون و اعتبارات تعلق گرفتہ است و حضرت ذات تعالی بآن محبت محبوب گشتہ بخلاف محبوبیت دیگران کہ بآن محبت کائن ست کہ تعلق بشیون و اعتبارات دارد و تلبس باسما و صفات ست یا بظلال اسما و صفات علی تفاوت الدرجات سہ

فان فضل رسول اللہ لیس لہ ٭ حد فیعرب عنہ ناطق بفم ٭ علیہ وعلی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات تحقیق این مقام آنست کہ توسط آنسرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بدو معنی تواند بود یکی آنکہ او صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم آنست کہ سالک بطفیل او و بتوسط بتعیت و متابعت او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بمطلوب واصل گردد در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی کائن ست بلکہ می انگارم کہ درین طریق از شیوخ ہر کہ در میان آمدہ است متوسط و حاجب شہود سالک ست و ای اگر در اواخر جذبہ تدارک آن نماید

جائز نباشد ارتفاع حیلولت صفات از میان واصل و موصول الیه بچه معنی بود جواب سالک را
چون وصول و تحقق باصل خود که اسمی ست از اسمای الٰہی جلّ شانه و آن سالک ظلّ اوست حاصل گردد
هر آئینه در میان حضرت تعالیٰ هیچ توسطی و حیلولتی نخواهد بود چنانچه در میان اسم و مسمای او حیلولت امری
کائن نیست پس ارتفاع لازم آمد و نیز انفکاک شمّٔ این تحقیق بالا گذشته است و در میان اتحاد حقیقت
سالک و حقیقت محمدی علیه و علیٰ آله الصلوٰة والسلام و نیز شمّه ازین بیان در بیان وصول
ظلّ باصل هم گذشته تنبیه ساده لوحی ازین عدم توسط که در طریق جذبه و غیرها گفته شده است
استغنای از تبعیت خیر البشر علیه و علیٰ آله الصلوٰة والسلام گمان نبرد که آن کفر و الحاد و زندقه است
و انکار است از شریعت حقّه او علیه و علیٰ آله الصلوٰة والسلام و بالا گذشته است که جذبه بی توسط
سلوک که عبارت از اتیان شریعت ست علیٰ صاحبها الصلوٰة والتحیه ابتر و ناتمام ست
و نقمت ست که بصورت نعمت برآمده و حجبت را بر صاحب جذبه ناتمام تمام کرده با جمله
بکشف صحیح و الهام صریح نیز بیقین پیوسته است که هیچ دقیقه از دقائق این راه و هیچ معرفتی
از معارف این قوم بی واسطهٔ او و بی توسط متابعت او علیه و علیٰ آله الصلوٰة والسلام میسّر نیست
و منتهی را در رنگ مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راه بی تبعیت و بی طفیل او حاصل نه ست
محالست سعدی که راه صفا * توان رفت جز در پی مصطفیٰ * افلاطون از بیخبری صفای که
در نفس خود از ریاضات و مجاهدات یافت خود را از بعثت انبیا علیهم الصلوٰة والتسلیمات
مستغنی دانست و گفت نحن قوم مهدیون لا حاجة بنا الی من یهدینا ندانست که این صفا که
بریاضات بی توسط متابعت انبیا حاصل شده است علیهم الصلوات والتسلیمات حکم آن دارد که مس سیاه را
زر اندود سازند یا زهر را شکر خلاف کنند متابعت انبیاست علیهم الصلوٰة والتسلیمات که
حقیقت مس را منقلب گردانیده زر خالص سازد و نفس را از امارگی به اطمینان آرد حکیم مطلق جل و علا
بعثت انبیا و وضع شرائع این ها را علیهم الصلوات والتسلیمات برای تسخیر نفس اماره مقرر ساخته ست
و خرابی او را بلکه اصلاح او را در غیر متابعت این بزرگواران نداشته علیهم الصلوات والتسلیمات اگر
هزاران ریاضات و مجاهدات بی متابعت این بزرگواران علیهم الصلوات والتسلیمات کرده شود سر موی از
امارگی او کم نگردد بلکه ازدیاد سرکشی او نماید ع هر چه گیرد علتی علت شود * از آنکه مرض ذاتی او منوط بشرائع انبیاست

روحانیا نزاد تربیت او مد خلقی باشد حضرت خواجه احرار را قدس سره با وجود پیر ظاهر چونکه امدادی
از روحانیت حضرت خواجه نقشبند قدس سره یافته بودند اویسی میگفتند و همچنین حضرت خواجه نقشبند
با وجود پیر ظاهر چون مددها از روحانیت حضرت خواجه عبد الخالق قدس سره یافته بودند اویسی
بودند علی الخصوص شخصی که با وجود اویسیت اقرار به پیر ظاهر دارد و انکار بر پیر بسیار و بس
عجب الضافت ست مخدوما مراد از ترکیب لفظ عبد الباقی معنی اضافی ست بمعنی علمی هرچند باین
وجوه اشعاری بمعنی علمی هم دارد یعنی پیر من هرچند بنده باقی ست ما تکفل تربیت من الله بالحقیقت
اینجا کدام تحریف ست و چه سوء ادب الله تعالی الضافی بدید مخدوما قصوری که در معنی سبحانی که از
بسطامی قدس سره در غلبات سکر صادر شده است گفته باشد لازم نمی آید ازان که آن قصور در قائل
آن مستقر و مستمر باشد تا دیگری از وی افضل بود چه بسا معارفست که در وقتی بمقتضای حال آن وقت
صادر شده است و در وقت دیگر بعنایت خداوندی جلشانه چونکه قصور آن معرفت را دریافته است
ازان در گذشته و بمقام فوق رسیده در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب سکر اگر این قسم
سخنان شطح آمیز نویسند گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظهار این سخنان بسیار مستبعد ست مخدوما
هر که این سخنان نوشته است منشار آن سکرست و بی مزج سکر در هیچ باب دست بقلم نبرده غایت ما فی الباب
در سکر مراتب کثیره است هرچند سکر بیشتر شطح غالب تر سکر بسطامی باید که بی تحاشی قول لوائی ارفع
من لواء محمد ازان بوجود آید پس هر که صحو دارد گمان نکنند که سکر همراه او نیست که آن عین قصورست
صحو خالص نصیب عام ست هر که صحو را ترجیح داده است مرادش غلبه صحوست نه صحو صرف و
همچنین هر که سکر را ترجیح میدهد مرادش غلبه سکرست نه سکر خالص که آن آفت ست جنید قدس سره
که رئیس ارباب صحوست و صحو را بر سکر ترجیح میدهد چندان عبارت سکر آمیز دارد که چه تعداد آن
نماید فرموده هو العارف و المعروف و گفته لون الماء لون انائه و فرموده المحدث اذا قرن
بالقدیم لم یبق له اثر و صاحب عوارف که از اکمل ارباب صحوست در کتاب خود چندان معارف
سکریه ست که چه شرح آن دهد و این فقیر در ورقی بعضی معارف سکریه او را قدس سره جمع کرده است
بقایای سکرست که تجویز افشای اسرار نموده می آید و از سکرست که مباهات و افتخار کرده میشود و از سکرست
که مزیت خود بر دیگری اظهار کرده می آید اگر صحو خالص باشد افشای اسرار آنجا کفر بود و خود را

ومعامله از پرده وبی پردگی نکشد زیرا که در طریق جذبه وبعد از رسیدن بحقیقت الحقائق توسط بمعنی
ثانی ست که طفیل وتبعیت ست نه حیلولت وحجاب که پردهٔ شهود ومشاهده ومانع آنها بود
گفته نشود که این عدم توسط اگرچه بیک معنی بود قصوری بجناب حضرت خاتمیة علیه وعلی آله
الصلوة والسلام والتحیة لازم می آید گوئیم که این عدم توسط مستلزم کمال آنجناب ست علی
صاحبها الصلوة والسلام نه مستلزم قصور در وجود توسطست زیرا که کمال متبوع آنست که تابع
او بطفیل وتبعیت او بجمیع درجات کمال برسد وهیچ دقیقه فرونگذارد واین معنی در عدم توسط
کائن ست نه در وجود توسط که آنجا شهود بی پرده است که اقصای درجات کمال ست واینجا
در پرده پس کمال در عدم توسط بود وقصور در توسط از شوکت وعظمت مخدوم ست که خادم او در
هیچ مقامی از وی تخلف نکند وبتبعیت او شریک دولت همگنان او گردد واز آنجاست که آن سرور
فرموده است علیه وعلی آله الصلوة والسلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات
رویت اخروی بی توسط وبی حیلولت امری خواهد بود در حدیث صحیح آمده است علی صاحبه الصلوة والسلام
بنده که چون بنماز داخل شود حجابها که درمیان بنده وخداست مرتفع میگردد ولهذا الصلوة معراج المؤمن
آمده وحظ وافر از آن نصیب منتهی حاصل گشت چه رفع حجاب مخصوص بواصل منتهی ست پس ارتفاع توسط
وحیلولت ثابت گشت این معرفت از خواص معارف لدنیهٔ این فقیر ست که بمحض فضل وکرم آنرا
عطا فرموده اند وبحقیقت آن متحقق ساخته ﴿ من آن خاکم که ابر نوبهاری ∴ کند از لطف بر من
قطره باری ∴ خوش گفت ﴿ اگر بادشه بر در پیرزن ∴ بیاید تو ای خواجه سبلت مکن ∴ مشایخ طریقت
قدس اسرارهم در توسط وعدم توسط آن سرور اختلاف نهاده اند علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات جمعی بتوسط
رفته اند وگروهی بعدم توسط وهیچ کدام شان تحقیق توسط وعدم توسط نه نموده است واز کمال قصور
شان سخن نگفته ارباب ظواهر نزدیک ست که عدم توسط را که کمال ایمان ست کفر دانند وقائل آنرا
نادانسته تضلیل کنند وتوسط را از کمال ایمان تصور نمایند وقائل آنرا از کمل تابعان شمرند وحال آنکه عدم
توسط مبنی از کمال متابعت ست وتوسط مشعر از قصور متابعت کما مر کل فریق منهم لعدم الدرک عن حقیقة الحال
قال الله تعالی بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمه ولما یأتهم تأویله کذلک کذب الذین من
قبلهم مخدوما اویسی گفتن انکاری از پیر ظاهر نیست زیرا که اویسی کسی ست که

اشتباہی و انحرافی در ملازمان شما نیز طاری شده بود مانا که انعکاسی باشد یا عکسی که بظان اشتباه را
ایشان خود حل میکردند و برین فقیر نمی انداختند و تسکین فتنه می فرمودند از یاران دیگر چه گله نماید که بعضی
از ایشان با وجود قدرت دفع اشتباه خود را معاف داشتند و سکوت ورزیدند ع
تا یاران کرا خواهند و میلش با که باشد. ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا والسلام اولا
وآخرا مکتوب صد و بست و دوم بمولانا حسن دہلوی بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و
سلام علی عباده الذین اصطفی حقیقت محمدی علیه من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها
که ظهور اول ست و حقیقة الحقائق ست بآن معنی که حقائق دیگر چه حقائق انبیاء کرام و چه حقائق ملائکه
عظام علیه و علیهم الصلوة والسلام کالظلال اندمر اورا و او اصل حقائق ست قال علیه الصلوة
والسلام اول ما خلق الله نوری وقال علیه الصلوة والسلام خلقت من
نور الله والمؤمنون من نوری پس ناچار آن حقیقت واسطه بود درمیان
سائر حقائق و درمیان حق جل و علا و وصول بمطلوب احدی را بی توسط او علیه و علی آله
الصلوة والسلام محال باشد فهو نبی الانبیاء والمرسلین وارساله رحمة للعالمین علیه و علی
آله الصلوة والسلام ازینجاست که انبیاء اولو العزم با وجود اصالت تبعیت می خواهند و
آرزو داخل امتان او میگردند کما ورد علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات والتحیات سوال کدام
کمال ست که مربوط با امت شدن اوست علیه و علی آله الصلوة والسلام و انبیاء را با وجود دولت نبوة
میسر نشده علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات جواب آن کمال وصول و اتحادست باآن حقیقة الحقائق که منوط
به تبعیت و وراثت ست بلکه موقوف بر کمال فضل اوست تعالی که نصیب اخص خواص امتان اوست
علیه و علی آله الصلوة والسلام و تا امت نشود باین دولت نرسد و رفع حجاب توسط نگردد که بوسیله
اتحاد میسر ست مگر ازینجا فرموده است جل شانه کنتم خیر امة فهو علیه و علی آله الصلوة والسلام
کما هو افضل من کل فرد من الانبیاء الکرام والملائکة العظام افضل من الکل من حیث
الکل علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات زیرا که اصل را بر ظل خود فضل ست اگرچه آن
ظل متضمن الوف ظلال بود و چه وصول فیوض از ان حضرت جلت شانه بر ظل را بتوسط و طفیل اوست در
رسائل خود تحقیق کرده ست که نقطه فوق را بر جمیع نقطها ی تحت که کالظلال اویند فضل ست قطع کردن

از دیگری بهتر دانستن شرک باشد بقیهٔ سُکر در صحو در رنگ نمک ست که نمک مصلح طعام ست اگر نمک
نباشد طعام معطل و بیکار بود ؎ گر عشق نبودی و غم عشق نبودی * چندین سخنِ نغز که گفتی که شنودی
صاحب عوارف قدس سره که قول قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله را که از حضرت شیخ عبد القادر قدس سره
صادر شده است بر بقیات سُکر محمول داشته ست مرادش قصور این قول نیست کما توهم که آن
عین محمدة اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که مبنی از مباهات و
افتخار ست بی بقیه سُکر کائن نیست که در صحو خالص به امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار ست این فقیر
که این همه فاتر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیه نوشته است ظاهر انجا تا شریعت ثبات قرار یافته
است که از روی صحو خالص نوشته است بیرنج سُکر حاشا که آنحرام و منکر ست و گزاف و سخن
باقی ست سخن با فان که بصحو خالص متصف اند بسیار اند حیرا این قسم سخنان نباشند و دلهای مردم را
از جا نبرند ؎ فریاد حافظ اینهمه آخر بهرزه نیست * هم قصهٔ عجیب و حدیث غریب هست * مخدوما
این قسم ست سخنان که مبنی از افشای اسرار باشد و از ظاهر مصروف در هر وقتی از مشایخ طریقت قدس الله
تعالی اسرارهم بظهور آمده ست و عادت مستمرهٔ این بزرگواران گشته امری نیست که این فقیر
آنرا اتباکرده باشد و اختراع نموده لیس هذا باول قارورة کسرت فی الاسلام پس این همه شور و
غوغا چیست اگر لفظی صادر شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد آنرا باندک توجه از
ظاهر صرف نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد اشاعت فاحشه و تفضیح فاسق هرگاه
در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانی بمجرد اشتباه چه مناسب بود و شهر بشهر آن منادی کردن
کدام تدین باشد طریق مسلمانی و مهربانی آنست که کلمه که ظاهرش مخالف علوم شرعیه است اگر از
شخصی صادر شود باید دید که قائل آن کیست اگر ملحد و زندیق بود روان باید کرد و در اصلاح آن
نباید کوشید و اگر قائل آن کلمه از مسلمان بود و ایمانی بخدا و رسول داشته باشد در اصلاح
سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برای آن پیدا باید نمود یا از ان قائل حل آن باید طلبید و اگر
در حل آن عاجز آید بتصحیحش باید کرد و امر معروف و نهی منکر برفق اولی ست که باجابت نزدیک ست
و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر ست الله تعالے توفیق دهاد
عجب تر آنکه از مکتوب شریعت مفهوم میشود که بعد از استماع کتابت فقیر از آن عزیز

و تعالی بذات خود موجود ست نه بوجود همچنین صفات ثمانیه او تعالی بذات واجب الوجود اند جل شانه
نه بوجود که وجود بلکه وجوب را نیز در آنمرتبه گنجایش نیست که وجوب وجود میرود و از اعتبارات ست اول
اعتباریکه پیدا شد از برای ایجاد عالم حب ست بعد از آن اعتبار وجود که مقدمهٔ ایجاد ست حضرت
ذات را جلشانه بی اعتبار این حب و بی اعتبار این موجود از عالم و ایجاد عالم استغناست ان الله
لغنی عن العالمین قاطع ست و تعین علمی جملی را ظل آن دو تعین گفتن باعتبار آنست که آن دو تعین
باعتبار حضرت ذات ست تعالی بی ملاحظهٔ صفات و درین تعین ملحوظ صفت ست که کالظل آن
مرذات را عز شانه باید دانست در تعین اول که تعین حبی ست چون بدقت نظر کرده میشود بفضل
الله سبحانه معلوم میگردد که مرکز آن تعین حب ست که حقیقت محمدی ست علیه و علی آله الصلوة
والسلام و محیط آن که کالدائره ست در صورت مثال و آن محیط کالظل ست مر آن مرکز را خلت ست
که حقیقت ابراهیمی ست علی نبینا و علیه الصلوة والسلام پس حب اصل آمد و خلت کالظل شد
مراد او این مجموع مرکز و محیط که یک دائره ست تعین اول ست و مسمی ست باشرف و اسبق اجزای
او که مرکز ست که عبارت از حب ست و در نظر کشفی نیز باعتبار اصالت و غلبه آن جزو تعین حبی ظاهر
میگردد و چون محیط دائره کالظل ست مرکز آن ناشی ست ازان و آن مرکز اصل و منشاء او ست
آن محیط را اگر تعین ثانی گویند هم گنجایش دارد و اما در نظر کشفی دو تعین نیست بلکه تعین ست که مشتمل بر
حب خلت ست که مرکز و محیط یک دائره ست و تعین ثانی در نظر کشفی تعین وجودی ست که کالظل ست
مر تعین اول را چنانچه گذشت و چون مرکز اصل محیط آمد ناچار محیط را از توسط مرکز در وصول
مطلوب چاره نباشد چه وصول مطلوب از راه مرکز ست که اصل و اجمال دائره ست ازین بیان مناسبت
و اتحاد حضرت حبیب الله را بحضرت خلیل الله باید دریافت علیهما و علی جمیع الانبیاء و المرسلین
الصلوات والتسلیمات و چون اصل واسطه ست در وصول ظل بمطلوب لاجرم حضرت
خلیل الله توسط حضرت حبیب الله را درخواسته است و از روی آن فرموده که در
امت او داخل شود کما ورد علیهما و علی جمیع الانبیاء الصلوات والتحیات المتها و اکملها
سوال چون معامله چنین باشد حضرت حبیب الله را امر متابعت ملت حضرت خلیل الله چه معنی بود
علیهما الصلوات والتسلیمات و آنحضرت در بیان صلوة و سلام بر خود کما صلیت و کما سلمت علی ابراهیم

آن نقطهٔ فوق را که کالاصل ست زیاده است ازانکه جمیع نقطهٔ تحت را که کاظلال اویند قطع نماید سوال
ازین بیان لازم می آید فضل خواص این امت برانبیاء علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات
جواب هیچ لازم نمی آید این قدر ثابت شد که خواص این امت با نبیا در آن دولت شرکت دارند مع ذلک
کمالات دیگر بسیارست که انبیا را بآن مزیت واختصاص ست علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات
اخص خواص این امت اگرچه بسیار ترقی نماید سر او تا پایهٔ پیغمبری که ادون پیغمبران ست نرسد مساوات
و مزیت چه گنجایش دارد قال الله تعالی ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین علیهم الصلوات والتسلیمات
واگر فردی از امتان بطفیل و تبعیت پیغمبر خود از بعضی پیغمبران بالا رود بعنوان خادمیت وتبعیت
خواهد بود و معلوم ست که خادم را با همگنان مخدوم غیر از خادمیت و تبعیت چه نسبت خواهد بود که
خادم طفیلی در همه وقت طفیلی ست و حقیقت محمدی علیه وعلی آله الصلوة والسلام که حقیقة الحقائق ست
آنچه در آخر کار بعد از طی مراتب ظلال برین فقیر منکشف گشته است تعین و ظهور حبی ست که مبدأ
ظهورات ومنشأ خلق مخلوقات ست در حدیث قدسی که مشهور ست آمده است کنت کنزاً مخفیاً
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق اول چیزیکه از ان گنجینهٔ مخفی بر منصهٔ ظهور آمد حب بوده است
که سبب خلق خلائق گشته اگر این حب نمی بود در ایجاد نمی کشود و عالم در عدم راسخ و مستقر
می بود سر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک را که در خاتم الرسل واقع ست علیه و
علیهم الصلوات والتسلیمات اینجا باید جست و حقیقت لولاک لما اظهرت الربوبیة را درین مقام
باید طلبید سوال صاحب فتوحات مکیه تعین اول که حقیقت محمدی ست حضرت اجمال علم را
کثرت گفته است و تو در رسائل خود تعین اول تعین وجودی گفته و مرکز آنرا که اشرف و اسبق اجزای
اوست حقیقت محمدی قرار داده و تعین حضرت اجمال را ظل این تعین وجودی انگاشته و اینجا
مینویسی که تعین اول تعین حبی ست و آن حقیقت محمدی وجه توفیق درمیان این اقوال چیست
جواب ظل شئ بسا ست که خود را باصل شئ وانماید و سالک را بخود گرفتار سازد پس آن
دو تعین ظلال تعین اول اند که در وقت عروج بر عارف باصل تعین که اول تعین حبی ست ظاهر گشته
سوال تعین وجودی را ظل تعین حبی گفتن چگونه راست آید و حال آنکه وجود را برحب سبقت
است چه حب فرع وجود ست جواب این فقیر در رسائل خود تحقیق کرده است که حضرت حق سبحانه

مظاہر وجوبیہ خود را بحقیقت خود وا نمودہ است و برنگ اصل برآمدہ و این اشتباہ درین راہ بسیارست
و عقبۂ عظیمہ ست مر سالک را اگر بمحض فضل ازین عقبہ مخلصی میسر شود و شک نیست کہ ترقی ازین ظل
حقیقت نا جائزست بلکہ واقع و اگر وصولی بنفس حقیقت خود واقع شد ترقی ازان بے طفیل
و تبعیت دیگری جائز نیست کہ آن حقیقت نہایت مراتب استعداد ذاتی اوست اما اگر بطفیل اورا
بحقیقت دیگری کہ فوق حقیقت اوست رسانند جائزست بلکہ واقع این سیر گویا سیر قسری است
کہ ورای سیر طبعی و استعدادی ست چنانچہ شمہ ازین در ما سبق در بیان وصول بحقیقت محمدی گذشتہ
است علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام سوال ترقی از حقیقت محمدی کہ حقیقۃ الحقائق ست و حقیقتی از
حقائق ممکنات فوق آن نیست جائز ہست یا نہ و تو در رسائل خود نوشتہ کہ ترقی از حقیقت محمدی
واقع شد حقیقت این معاملہ چیست جواب جائز نیست زیرا کہ فوق آن مرتبہ مرتبہ لاتعین ست کہ وصول
و الحاق متعین بآن محال ست وصول و الحاق بی تکیف گفتن مجرد تفوہ ست کہ پیش از رسیدن
بحقیقت معاملہ بآن تسلی نمودہ می آید اما بعد از وصول بحقیقت کار حکم بعدم وصول و الحاق
لازم ست کہ ریب را در آنجا شائبہ نیست و آنکہ نوشتہ ام کہ ترقی از حقیقت محمدی واقع شد مراد
ازان حقیقت ظل آن حقیقت بودہ ست کہ عبارت از اجمال حضرت علم گفتہ اند و معبر بوحدت
کردہ در آن وقت اشتباہ ظل بود باصل و چون بمحض فضل خداوندی جل سلطانہ ازان ظل و از سائر ظلال مخلصی
میسر شد معلوم شد کہ ترقی ازان حقیقۃ الحقائق واقع نیست بلکہ جائز نہ کہ قدم ازانجا برداشتن و پیش
نہادن قدم در وجوب ماندن ست و از امکان برآمدن کہ محال عقلی ست و شرعی سوال ازین تحقیق
لازم می آید کہ حضرت خاتم الرسل را علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات نیز ازان حقیقت ترقی واقع
نشود جواب آنحضرت علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام نیز باعلو شان و با آن جاہ و جلال ہمیشہ
ممکن ست و ہرگز از امکان نخواہد برآمد و بوجوب نخواہد پیوست کہ مستلزم تحقیق ست بالوہیت
تعالی اللہ ان یکون لہ ند و شریک دع ما ادعتہ النصاری فی نبیہم الخ سوال از تحقیق سابق واضح گشت کہ
دیگران را نیز بطفیل و وراثت او علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات وصولی بحقیقۃ الحقائق و الحاقی و اتحادی
بآن ثابت ست و شرکتی در کمال خاص او کائن پس برین تقدیر فرق در میان متبوع و در میان اصلی
و طفیلی درین کمال کہ متضمن رفع حجاب و ارتفاع واسطہ ست و فوق جمیع کمالات ست چہ بود و کدام

چرا افزاید علیہم الصلوات والتسلیمات جواب حقیقت شئ ہر چند بلند تر بود و بتنزیہ اقرب باشد
مظہر آن حقیقت در عالم عناصر انسب تر بود و بصفات بشریت بیشتر متلبس باشد پس وصول این
مظہر بطریق عروج بآن حقیقت متضمن عسر بود و ملتی کہ بحضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام عطا شدہ است شاہراہ است بوصول حقیقت ابراہیمی کہ در جوار حقیقت محمدی واقع
شدہ است چنانچہ گذشت وحضرت ابراہیم ہمین راہ بانجا رسیدہ است بنا بران امر شدہ کہ
کہ متابعت آن ملت نمودہ بحقیقۃ الحقائق وصول فرماید وآنسرور را کما صلیت فرمودہ علیہ وعلی آلہ
الصلوۃ والسلام کہ صلوۃ و رحمت بر وی علیہ السلام بعد از حصول دولت وصول حقیقت است
با آنکہ گوئیم گاہ ہست کہ فاضل را بمتابعت مفضول امر کنند وازین امر بمتابعت ہیچ قصوری
در فاضلیت او لازم نیاید قال اللہ تعالی لنبیہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام وشاورہم فی الامر امر
بمشورت باصحاب خالی از تضمن امر بمتابعت شان نیست والا مشورت چہ فائدہ باشد کہ حقیقت
حضرت صدیق یعنی رب او از اسماء الٰہی جل سلطانہ کہ مبدأ تعین اوست بتوسط امری ظل حقیقت
محمدی است بر نہجی کہ ہر چہ در ان حقیقت کائن است بطریق تبعیت و وراثت در ان ظل ثابت
از ینجاست کہ او رضی اللہ تعالی عنہ اکمل وافضل وارشد این امت اند قال علیہ الصلوۃ والسلام
ما صب اللہ شیئا فی صدری الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر ونیز لائح گشت کہ حقیقت اسرافیلی
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نیز ہمان حقیقت محمدی است علیہ وعلی جمیع اخوانہ الصلوۃ
والسلام نہ بطریق اصالت وظلیت در رنگ حقیقت حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
کہ ظل است مر آن حقیقت را بلکہ اینجا ہر دو اصالت دارند ظلیتی درمیان
حائل نیست اگر فرق است بکلیت وجزئیت است چہ آنسرور کل است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ
والسلام لہذا آن حقیقت مسمی باسم اوست علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام وحقائق ملائکہ کرام علی
نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات ناشی از ان حقیقت اسرافیلی است علی نبینا وعلیہ وعلی جمیع اخوانہ
الکرام الصلوۃ والسلام سوال عارف را از حقیقت خود کہ عبارت از اسم الٰہی است جل شانہ کہ رب اوست
ترقی بعد از وصول بآن حقیقت جائز است یا نہ جواب وصول بآن حقیقت بعد از طی مراتب سلوک کہ
عبارت از تمامی سیر الی اللہ گفتہ اند بر دو نوع است نوعی است کہ وصول آنجا ظلی از ظلال آن اسم است کہ

بہر حال گوئیم کہ آن تعین تعین امکانی ست مخلوق حادث ست قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
اول ما خلق اللہ نوری در احادیث و دیگر تعیین وقت خلقت آن نور ہم آمدہ است چنانچہ فرمودہ قبل
خلق السموات بالفی عام وامثالہ و ہرچہ مخلوق ست و مسبوق بعدم ست ممکن ست و حادث چون
حقیقۃ الحقائق کہ اسبق حقائق ست مخلوق ممکن گشت حقائق دیگران بطریق اولی مخلوق خواہند بود
و امکان وحدوث خواہند داشت عجب ست کہ شیخ قدس سرہ حقیقت محمدی را بلکہ حقائق
جمیع ممکنات را کہ اعیان ثابتہ گفتہ است از کجا حکم بوجوب شان می کند و قدیم میداند والتزام
خلاف قول پیغمبر می نماید علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ممکن بہ اجزای خود ممکن ست و
اصورت و حقیقت خود ممکن تعین و جوب حقیقت ممکن برای چہ بود حقیقت ممکن البتہ
باید کہ ممکن باشد کہ ممکن را با واجب تعالی اشتراکی و انتسابی نیست غیر از آنکہ ممکن مخلوق
اوست و او تعالی خالق او و شیخ چون درمیان واجب و ممکن تمیز نمی کند و خود می فرماید
بعدم التمیز بینہما اگر واجب را ممکن گوید و ممکن را واجب باک ندارد اگر
معذور رشش فرمایند کمال کرم و عفو ست ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا
سوال تو در رسائل خود درمیان واجب تعالی و ممکن نسبت اصالت و ظلیت اثبات
کردہ و ممکن را ظل واجب تعالی گفتہ و نیز واجب را تعالی باعتبار اصالت حقیقت
ممکن کہ کالظل اوست نوشتہ و معارف کثیرہ بران متفرع ساختہ و اگر باین اعتبار
شیخ قدس سرہ نیز واجب را تعالی الحقیقت ممکن گوید چہ محظور لازم می آید و چرا ملام بود
جواب این قسم علوم کہ اثبات نسبت نماید درمیان واجب تعالی و ممکن شرع
بہ ثبوت آنہا وارد نشدہ است ہمہ از معارف سکریہ ست و از نارسائی ست
بحقیقت معاملہ ع ممکن چہ بود کہ ظل واجب باشد و واجب را تعالی چرا ظل بود کہ
ظل موہم تولید بہ مثل ست و مبنی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل ہرگاہ محمد رسول اللہ را از
لطافت ظل نبود خدای محمد را چگونہ ظل باشد موجود در خارج بالذات و بالاستقلال حضرت
ذاتست تعالی و صفات ثمانیہ حقیقت او تعالی و تقدس و ماسوای آن ہرچہ باشد بایجاد
او تعالی موجود گشتہ است و ممکن و مخلوق و حادث ست و ہیچ مخلوقی ظل خالق خود نیست

قربت باشد در متبوع و اصیل که در تابع و طفیلی نیست جواب وصول والحقاق دیگران بآن حقیقت از قبیل الحاق خادم ست بمخدوم و وصول طفیلیست به اصیل اگر واصل از اخص خواص ست که از قلیل اند خود خادم ست و اگر از انبیاست علیهم الصلوات والتسلیمات هم طفیلیست و خادم که او لش خورست او را چه شرکت بمخدوم و کدام عزت و آبروست در جنب او و طفیلی هرچند جلیس و هم لقمه هست اما طفیلی طفیلی ست خادمان که با مکنه علیه بتبعیت مخدوم میرسند و از اطعمه مخصوصه او لش میخورند و عزت و احترام می یابند از بزرگی مخدوم ست و از علو متابعت اوست گویا مخدوم را با وجود عزت ذاتی عزتی دیگر از راه الحاق خادمان پیدا میشود و از دیاد ارتفاع شان او مینماید نیک استماع نما که در حدیث نبوی آمده ست علی صاحبه الصلوة والسلام من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها پس متبوع را در سنت حسنه او هرچند تابعان بیشتر باشند او را مثل اجورشان زیاده تر بود و موجب از دیاد منزلت او باشد پس تابعان را با متبوع چه شرکت باشد و کدام مساوات متوهم گردد بشنو بشنو رو است که جمعی در یک مقام باشند و شریک یک دولت بوند اما با هر کدام شان معامله جدا باشد و هیچ یکی را از دیگری اطلاع نبود از ازواج مطهرات در بهشت با آن سرور در یک مقام باشند و هم در یک طعام و شراب تناول فرمایند علیه و علی اهل بیته الصلوة والسلام لیکن معامله که با آن سرور باشد با آنها نباشد و التذاذی و سروری که او را باشد آنها را نبود علیه و علی آله الصلوة والسلام و اگر آنها را در جمیع امور آنجا شرکت با او بود فضیلت آنها نیز در رنگ فضیلت او بر همه لازم آید علیه و علی اهل بیته الصلوة والسلام که فضیلت اینجا بمعنی کثرت ثواب عند الله ست سوال این تعین حبی که تعین اول ست و حقیقت محمدی ست علیه و علی آله الصلوة والسلام ممکن ست یا واجب حادث ست یا قدیم صاحب فصوص تعین اول را که حقیقت محمدی گفته است و تعبیر از ان بوحدت کرده و همچنین تعین ثانی را که واحدیت گفته ست و اعیان ثابته که آنرا حقائق ممکنات گوید در آن مرتبه اثبات نموده مر و تعین را تعین وجوبی میگوید و قدیم میداند و سه تنزل دیگر را که روحی و مثالی و جسدی بود تعین امکانی و معتقد تو درین مسئله چیست جواب نزد این فقیر هیچ تعینی معینی نیست کدام تعین بود که لاتعین را متعین سازد و این الفاظ موافق مذاق حضرت شیخ محی الدین و تابعان اوست قدس الله تعالی اسرارهم در عبارت فقیر این قسم الفاظ اگر واقع شود از قبیل صنعت مشاکله باید دانست

مسلم و متحقق است و چون نظر بعبدیت و عجز و بشریت او صلی الله تعالی علیه و آله و سلم نموده آید و
ملاحظهٔ عزت و جلال و عظمت و کبریائی و استغنائی ذاتی او تعالی کرده شود حصول حزن و
فقدان کمالی از کمالات بی نهایت او تعالی در حق آنسرور نیز علیه و علی آله الصلوة والسلام
هیچ مستبعد نبود بلکه شایان حال بندگی باشد کرمکم و لا یحیطون به علما و کرمکم
لا تدرکه الابصار هر دو برین معنی گواه عدل اند و اثبات فقدان در حق
عمل مینماید بلکه ممکن هر چند بدرجات علیا رسد از حقیقت واجب چه دریابد و حادث
از قدیم چه فرا گیرد و متناهی چگونه احاطهٔ غیر متناهی نماید و آنکه نوشته اند که هر کمال که در نوع
بشر ممکن ست در حضرت خاتمیت بالفعل حاصل ست علیه و علی آله الصلوة والسلام بلی
فضل کلی بر کل مخصوص بآن سرور ست علیه و علی آله الصلوة والسلام اما کمالی باشد
که راجع بفضل جزئی بود روا است که مخصوص به بعضی از انبیای کرام و ملائکهٔ عظام باشد
علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات و هیچ قصوری در فضل کلی او نکند علیه و علی
آله الصلوة والسلام در احادیث صحیحه آمده است که بعضی از کمالات در افراد امتان
که انبیا غبطهٔ آن نمایند علیهم الصلوات والتسلیمات و حال آنکه فضل کلی مر انبیا راست
بر جمیع افراد امتان و نیز در حدیث آمده است که شهدای فی سبیل الله بچند
چیز بر انبیاء مزیت دارند شهدا را احتیاج بغسل نیست و انبیاء را غسل باید داد و بر شهدا
نماز جنازه نیامده است چنانچه مذهب امام شافعی ست و بر انبیا نماز جنازه باید کرد
و در قرآن فرموده که شهدا را اموات نه پندارید که احیا اند انبیا را موتی فرموده
اینهمه فضائل جزئیه اند قصوری در فضل کلی انبیا نه از ند پس تواند بود که بسبب فقدان
بعضی ازین فضائل جزئیه حزنی و اندوهی نسبت بآن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام
طاری گردد که سبب حصول استعداد و وصول آن فضائل شود مثلا بانبوة درجهٔ شهادت
جمع شود و اگر مسلم داریم که جمیع کمالات جمیع افراد انسان در ان حضرت
بالفعل حاصل ست علیه و علی آله الصلوة والسلام گوئیم که چون همت علیای
آن سرور بلند افتاده است علیه و علی آله الصلوة والسلام بآن کمالات

و غیر از مخلوقیت ہیچ انتسابی بخالق تعالی ماورای آن نسبت که شرع بآن وارد ست ندارد
این عالم بظلیت عالم سالک را در راه بسیار بکار می آید و کشان کشان باصل می برد و چون بکمال
عنایت منازل ظلال را طی کرده باصل برسد بمحض فضل او تعالی می یابد که این اصل ہم حکم
ظل داشته است و شایان مطلوبیت نبوده که بداغ امکان متسم ست و مطلوب ماورای
حیطهٔ ادراک و وصل و اتصال ست ربنا اتنا من لدنک رحمة وہیئ لنا من امرنا رشداً
فصل فضائل مآب و کمالات اکتساب مولانا حسن کشمیری دہلوی حسن الله سبحانه احواله
وحصل آماله رساله بفقیر فرستاده بود و در آنجا اسوله چند اندراج نموده طلب حل آن کرده و
چون حال آنها متضمن اظهار بعضی بوده است با بعضے موانع دیگر فقیر در جواب آن جرأت نمیکرد و
تعلل میگذرانید چون مشار الیه بر فقیر حق عظیم بوده است که بحسن دلالت ایشان
بدولت حضور ولایت پناه حادی طریق اندراج النهایت فی البدایه مشرف شده است
وسبق الف و بای این طریق را از ایشان اخذ کرده و فیوض و برکات بے اندازه را
در خدمت ایشان استفاده نموده ناچار حل بعضے اسوله را که مناسب علوم این رساله
بوده است در ذیل این رساله درج کرده والله سبحانه الهادی الی سبیل الرشاد
پرسیده بودند که کمالات صوری و معنوی و ظاہری و باطنی علمی و عملی دنیوی و اخروی
ہر چه در نوع بشر ممکن باشد در حضرت خیر البشر علیه و علی آله الصلوٰة والسلام الے
یوم الحشر بالفعل حاصل و متمکن ست چنانچه از حدیث نفیس انا سید ولد آدم و لا
فخر و آدم ومن دونه تحت لوائی یوم القیمة فعلمت علم الاولین والآخرین و مثال
آنها فهم میشود و انچه مشروط بچیزی یا موقوف بر وقتے خواہد بود ہم باحسن وجوه جلوه
خواہد نمود پس برین تقدیر حزن آن سرور صلی الله علیه و آله وسلم که بدوام و بکثرت
موصوف و معروف ست چرا است و آنرا سبب چیست چه حزن و اندوه را سبب البته
فقدان چیزی ست که آنرا میخواہد مخدوما استبعاد حزن و فقدان کمالی از آن حضرت
خاتمیه علیه و علی آله الصلوٰة والتحیه نظر بجاه و جلال محمدی و نظر بعنایت خداوندی
جل سلطانه که شامل حال خیر آل اوست علیه و علی آله الصلوٰة والسلام

زائل گشت وما به الامتیاز که در امکان و وجوب بود مرتفع شد وغیر از وجود که طرف دیگر امکان
است وقدر مشترک ست درمیان وجوب وامکان در انجا نمانده است لازم آمد که امکان از
حقیقت خود منخلع گشته بوجوب که وجود صرف ست ملحق شد وقلب حقیقت لازم آمد ومعنی
بیت آن بزرگ که مذکور شده بجز واجب در وجیزی نماند بر حقیقت محمول گشت جواب
این وجود که در طرف ممکن کائن ست ظل آن وجودست که در وجود ثابت ست
نه عین آن وجود ست واین وجوب که از زوال طرف عدم در ممکن پیدا شده است
وجوب بالغیر ست که قسمے از ممکن ست نه وجوب بالذات تا قلب حقیقت لازم نه آید
چه ارتفاع این عدم از ذات ممکن نیامده است تا واجب بالذات گردد ومحال لازم
آید بلکه ارتفاع این عدم در ممکن بواسطۂ استیلای وجود حضرت واجب الوجود
وقهرمان حضرت وجوب ست تعالی وتقدس بر ذات ممکن ومتبادر از وجوب
که در مصرع سابق واقع شده است وجوب ذاتی ست نه وجوب بالغیر ووجود را
قدر مشترک گفتن در وجوب وامکان از قبیل اشتراک لفظی ست نه معنوی اگرچه آنرا
کلی مشکک گویند چه وجود ممکن را با وجود واجب تعالی فی الحقیقت، هیچ شرکتی نیست
تا کلیت وجزئیت متصور شود سوال فنا وبقا که صوفیه گفته اند وولایت را
عبارت از ان ساخته بچه معنی ست هرگاه ارتفاع صفات بشریت متصور نباشد
فنا چه گنجایش دارد جواب آن فنا که در ولایت معتبر ست باعتبار شعور وشهود ست
که عبارت از نسیان ماسوای حق ست سبحانه ارتفاع ماسوی غایة ما فی الباب صاحب آن
فنا در غلبات سکر عدم شعور اشیا را عدم اشیا می انگارد وآن را ارتفاع ماسوی
می فهمد وبآن تسلی می یابد واگر بمحض فضل او را ترقی داده بدولت صحو مشرف سازند
وصاحب تمیز کنند می داند که آن فنا نسیان اشیا بوده است نه اعدام اشیا و
این نسیان اگر زائل گشته است گرفتار می باشیاست که تمکن داشته ومذموم بود
نه نفس اشیا که اشیا بر همان صرافت برجا وبرپاست واز نفی واعدام او متمنع
الا تغنا، ع سیاهی از حبشی کے رود که خود رنگست ⁂ وچون بفضل این دید

اکتفا نمی نماید وهل من مزید گویان شوق فوق میفزاید و چون کمالات فوق از امکان حصول
بشری خارج اند ناچار دوام حزن و افراط اندوه نقد وقت است تحقیق این مبحث آنست
واللّٰه سبحانه اعلم بحقیقة الحال که مدار کار در طریقت و حقیقت در قربت و معرفت بر فنا است
و بر زوال بشریت و احکام امکان ﴿ هیچ کس را تا نگردد او فنا ٭ نیست ره در بارگاه کبریا ٭
هر قدر که از وجود بشریت باقی است حجاب راه همان قدر است و ارتفاع صفات بشریت
بالکلیه در کمل ممکن نیست چه در خواص و چه در اخص خواص شیخ عطار فرماید ﴿ نمی بینی که
شاهی چون بمیرد ٭ نیاید فقر کل تو رنج کم برد ٭ از فقر کل زوال صفات بشریت و
امکان بالکلیه خواسته که حصول آن متصور نیست که مستلزم قلب حقائق است
چه ممکن اگر ترقی نمود از امکان خود منخلع گردد هر آئینه واجب شود و آن محال
عقلی است و شرعی و آنچه بزرگی گفته است ﴿ چو ممکن گرد امکان بر فشاند ٭ بجز
واجب در وجیزی نماند ٭ محمول بر تمثیل و تشبیه است نه محمول بر تحقیق و تقریر که آن غیر
واقع است عزیزی فرماید ﴿ سیه روئی ز ممکن در دو عالم ٭ جدا هرگز نشد واللّٰه اعلم ٭
سوال بقای احکام و آثار امکان در مقام قاب قوسین ظاهر است که قوس امکان و قوس
وجوب آنجا برپاست امّا در مقام او ادنی که بالاصالت مخصوص آنسرور است علیه وعلی
آله الصلوة والسلام بقای احکام امکان بچه معنی است جواب مابه الامتیاز در وجوب
و امکان عدم است که طرفی از امکان است چه طرف دیگر از امکان که وجود است قدر
مشترک است در میان وجوب و امکان و در مقام او ادنی احکام آن عدم رو بزوال می آرد
و رفع امتیاز قوسین مینماید نه آنکه امکان بالکل مرتفع می گردد و انقلاب بوجوب می نماید
که آن محال است کما مرّ این قدر هست که در مقام قاب قوسین از جهت ظلماتی نه بر آمده است
که از آثار عدم است و در مقام او ادنی اگر جهتی است نورانی است و از راه
طرف وجود امکان آمده است و برین توجیه توان حل کرد معنی بیت آن بزرگ را
که بالا گذشته است و از فشاندن گرد امکان زوال احکام عدم آنکه سراسر
کدورت است مراد توان داشت سوال هرگاه طرف عدم از امکان

معقول ست یعنی کہ بلذت جماع نرسیدہ است اگر از کمال آن گوید شیرین خواہد گفت نہ تلخ و شیرینی آزاد رنگ شیرینی نبات خواہد دانست کہ وجدانی او غیر آن نیست و این کمال کمال او نیست بلکہ کمالیست کہ مجعول و مخترع آن صبی ست کہ فی الحقیقت راجع باوست نہ بآن پس ہرچہ از مطلوب از قبل خود بی اعلام او گوید از خود گفتہ باشد و ہرچہ از و ستاید خود را ستودہ باشد اینجا عارفی فرماید تواند بود کہ در کریمۂ و ان من شئی الا یسبح بحمدہ ضمیر حمد راجع بشئے باشد یعنی ہیچ چیز تسبیح و تقدیس ستایش نمی نماید مگر خود را لہذا قال البسطامی سبحانی لافادۃ التسبیح الیہ خوش گفت ؎ ای شدہ ہم در جمال خویشتن می پرستی ہم خیال خویشتن ٭ قسم خلقان زان جمال وزان کمال ٭ ہست اگر برہم نہی مشتی خیال گر ز معشوقت خیالی درست ست ٭ نیست معشوق آن خیال دیگرست ٭ صاحب فصوص فرماید و التجلی من الذات لایکون الا بصورۃ المتجلی لہ ما وراے سوے صورتہ فی مرآۃ الحق و ما رای الحق ولایمکن ان یراہ عدم امکان رویت از روی متابعت گفتہ است نہ از روی تحقیق زیرا کہ رویت در دنیا جائزست و در آخرت واقع وچون فنا ے کلیہ سالک ممتنع شد وصول و اتصال بمطلوب بے آن ممنوع گشت و معرفت بے وصول صورت نہ بست ناچار عجز از معرفت لازم آمد و عجز از معرفت عین معرفت گشت گفتہ نشود کہ عجز از معرفت چگونہ معرفت باشد کہ نقیض اوست زیرا کہ عجز از معرفت عبارت از معرفت ست بانہ لایعرف قال الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالی عنہ العجز عن درک الادراک ادراک فسبحان من لم یجعل للخلق الیہ سبیلا الا بالعجز عن معرفتہ بزرگی فرماید ؎ سبحان خالقی کہ صفاتش ز کبریا ٭ بر خاک عجز می فگند عقل انبیا ٭ ہرگاہ انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات در معرفت صفات کبریا عاجز آمدند و ملائکہ کرام علی نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات سبحانک ما عرفناک حق معرفتک صدیق اکبر کہ رئیس و راس این امت خیر الامم ست اعتراف بعجز نماید دیگری چہ بود کہ دم از معرفت زند مگر کہ جہل مرکب خود را معرفت انگارد و غیر حق را حق شناسد و این عجز از معرفت نہایت نہایت مراتب عروج ست و منتہای غایات مدارج قرب تا بنقطہ آخر نرسد و طی مراتب تجلیات

و این تمیز عطا شد آن تسلی زائل گشت و بجاے آن حزن و اندوه بے آرامی نشست
و دانست که بود او مرضی ست که بسعی و اهتمام او نابود نشوو یافت که در رنگ
دو پاے طاؤس که همیشه جانکاه اوست نقص امکان و قصور حدوث همواره
جانکاه او خواهد بود عجب معامله ست عارف هرچند بالاتر می رود و ترقیات
و عروجات بیشتر می نماید این دید نقص در وے زیاده تر میگردد و قصور بیشتر
در نظر او می در آید و بے قرار و بے آرام میماند و همان قصه شاگرد رسن تابست که از روی
تعجب باستاد خود گفت که هرچند کار بیشتر می کنم دور تر می افتم مگر ازینجاست که
آن سرور فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام کما ورد یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا و نیز
فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام ما اوذی نبی مثل ما اوذیت مانا که مراد ازین ایذا
همین دید نقص و قصور ست که موجب کمال حزن و اندوه ست چه ایذای دیگر در انبیای
دیگر توان گفت که بیشتر بوده علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات حضرت نوح علی نبینا
و علیه الصلوة والسلام نه صد و پنجاه سال در قوم بوده و دعوت کرده و ایذاهاے
گوناگون کشیده منقول ست که قوم او علیه السلام در وقت دعوت آنقدر سنگ بروی
می زدند که از بسیاری سنگ باری بیهوش شده می غلطید و می افتاد و در زیر سنگها
مستور میگشت و چون بحال می آمد شروع در دعوت می کرد و قوم با او همان قسم
معامله پیش میکردند الی ان یبلغ الکتاب اجله باید دانست که این دید نقص و
قصور نه از دوریست بلکه از قرب و حضوریست چه کدورت اندک در
محل صفا و نورانی بسیار بنظر می در آید و کدورت بسیار در محل مکدر و ظلمانی اندک و آنکه
در اسبق گفته شد که مدار کار قرب و معرفت بر فناست زیرا که سالک تا از خود فانی نشود
و بالکل از صفات بشریت و امکان خود نه بر آید بمطلوب نرسد چه جمع او با مطلوب از قبیل
جمع دو نقیض ست که در امکان ثبوت عدم ضروری ست و در وجوب سلب عدم ضروری
و تا به مطلوب نرسد از کمالات مطلوب چه دریابد و کمال او را غیر مماثل کمال خود چه
درک کند لا یدرک الشیء الا بما یضاده و یغایره قضیه مقرره ارباب

چہ بود واگر معاملہ او از قیاس و تخمین بعجز آید و بہ وجدان وحال یابد کہ آنرا نمیتوان شناخت
و داند کہ نصیب ازان غیر از ایمان بثبوت این صفت کمال، ہیچ نیست این زمان ہم
معرفت حاصل گشت و ہم حق معرفت پس فی الحقیقت اصل معرفت ہمین حق
معرفت آمد و آنچہ حق معرفت نیست اصل معرفت نیست پس عوام را در حق
معرفت با خواص شرکت نشد مساوات چہ گنجایش دارد سوال چون حق معرفت
نفس معرفت بود باید کہ عوام را نفس معرفت ہم نبود کہ حق معرفت ہم نیست جواب معرفت را
صورتی ہست و حقیقتی آن معرفتی کہ عین حق معرفت ست حقیقت معرفت است کہ
مربوط است بعجز از معرفت و صورتش آنکہ بعد این عجز نرسد و از شائبہ مقائسہ صفات امکان
مبرا چنانچہ گذشت از کمال فضل ست کہ صورت معرفت را نیز در نفس ایمان اعتبار کردہ اند
و نجات را بآن مربوط ساختہ چنانچہ صورت ایمان را نیز معتبر داشتہ اند و
دخول جنت را بر آن مترتب ساختہ در صورت ایمان صورت معرفت کافی ست و
در حقیقت ایمان از حقیقت معرفت چارہ نبود پس ازین تحقیق معلوم شد کہ ایمان را
نیز دو فرد است صورت و حقیقت و آنچہ نصیب عوام ست صورت ست و آنچہ
بخواص عطا شدہ حقیقت پس ایمان عوام مثل ایمان انبیا نشد کہ اخص خواص اند
علیہم الصلوات والتسلیمات چہ آن ایمان دیگر است و این ایمان دیگر با یکدیگر مماثلت
دارند و در حقیقت ایمان چون عجز از معرفت ماخوذ ست و معرفت بانہ لا یعرف موجود
ہر آئینہ زیادتی و نقصان آنجا مفقود باشد چہ در معرفت سلب معرفت احتمال تفاوت
درجات نیست ثبوت ست کہ آنجا تفاوت درجات ست پس در حقیقت ایمان زیادتی
و نقصان بود واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال سوال ازین تقریر لازم آید کہ علوم و معارف
کشفیہ صوفیہ علیہ از حیز اعتبار ساقط باشند و معرفت حق جل و علا بآنہا ہیچ مربوط نبود کہ
حق معرفت بعلوم شرعیہ حاصل شد و معرفتی ناند کہ صوفیہ آنرا بتلاش اکتساب نمایند
پس صوفیہ را از علماء در معرفت حق جل شانہ ہیچ مزیت ثابت نہ گشت جواب
علوم و معارف کشفیہ صوفیہ معدات اند مر آن عجز را کہ بنہایت النہایہ منتہیان

وظهورات نماید و وصل و اتصال را که مدتها بآن خورسند بود این فصل و انفصال نیابد
بدولت این عجز مشرف نشود و از خدا ناشناسی خلاص نگردد و غیر حق را حق نداند سوال پس
وجوب معرفت خدا جل شانه بچه معنی بود جواب وجوب معرفت بآن معنی ست که هرچه
شرع بآن وارد شده است در معرفت ذات و صفات واجبی جلشانه شناختن آن واجب است
وهر معرفتی که از غیر شریعت استفاده میگردد نزد فقیر آنرا معرفت خدا گفتن جرأت است
وظن و تخمین بر حق حکم کردن جل وعلا تقولون علی الله ما لا تعلمون مگر ازنجا
گفته باشد سراج امت و امام ائمه امام اعظم کوفی رضی الله تعالی عنه
سبحانک ما عبدناک حق عبادتک ولکن عرفناک حق معرفتک اگرچه این قول بر
اکثری گرانست اما قابل توجیه وجیه است زیرا که حق معرفت آنست که حق سبحانه را
بجمیع انچه شریعت بآن ناطق گشته است از کمالات و تنزیهات و تقدیسات او
تعالی شناخته شود و چه ماورای آن از معرفت چیزی نمانده است که مانع حق
معرفت گردد سوال درین معرفت عوام و خواص شرکت دارند بلکه مساوات و
لازم می آید که معرفت عوام مومنان مثل معرفت خواص انبیا باشد علیهم الصلوات
والتسلیمات که همه را حق معرفت حاصل ست این مسئله در رنگ آن مسئله است
که امام اعظم فرموده است الایمان لا یزید ولا ینقص و در آنجا گفته اند
که ازین عبارت لازم می آید که ایمان عامه مومنان مثل ایمان انبیا بود
علیهم الصلوات والتسلیمات جواب حل این شبهه تو یه مبنی بر دقیقه است که این فقیر را
بمحض فضل و کرم بآن ممتاز ساخته اند و آن دقیقه آنست که حق معرفت آنست که بآن
معارف شرعیه عارف را عجز از معرفت لاحق شود مثلاً شریعت وارد گشته است
به ثبوت صفت علم مر واجب را تعالی و آن علم در رنگ ذات واجب تعالی بیچون و
بیچگونه است و از حیطه ادراک ما بیرون اگر آن علم را قیاس بعلم خود کرده بشناسد
نشناخته باشد بلکه آنجا شناخت مجعول و مخترع خود ست نه معرفت علم حق که
صفت کمال اوست سبحانه پس درین صورت نفس معرفت نیست و حق معرفت

معرفت در مدلول لازم آید و معرفتے غیر از سلب معرفت آنجا متحقق نگشت واگر این مراتب سہ گانہ یقین راجع بآیات کردہ نشود و بمدلول راجع باشد عجز از این معرفت صورت چہ دارد و سلب معرفت را معنی چہ بود مکتوب صد و بست و سوم بنور محمد تہاری در بیان آنکہ راہ ہای کہ موصل الی جناب قدس دو اند بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی راہہا کہ بجناب قدس موصل اند دو اند راہی ست کہ بقرب نبوت تعلق دارد سطے اربابہا الصلوٰۃ والسلام و موصل اصل الاصل است و اصلان این راہ بالاصالت انبیاء اند علیہم الصلوات والتسلیمات و صحابۂ ایشان و از سائر امثال تا کرا بایند دولت بنوازند اگرچہ قلیل بوند بلکہ اقل و درین راہ توسط و حیلولت نیست ہر کہ ازین و اصلان فیض می گیرد بے توسط احدی از اصل اخذ می نماید و ہیچ یکے دیگری را حائل نیست و راہے ست کہ بقرب ولایت تعلق دارد اقطاب و اوتاد و بدلا و نجبا و عامۂ اولیاء اللہ بہمین راہ و اصل اند راہ سلوک عبارت ازین راہ ست بلکہ جذبہ متعارفہ نیز داخل بہمین ست و توسط و حیلولت درین راہ کائن ست و پیشوای و اصلان این راہ و سرگروہ اینہا و منبع فیض این بزرگواران حضرت علی مرتضی ست کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم و این منصب عظیم الشان با یشان تعلق دارد درین مقام گوئیا ہر دو قدم مبارک آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بر فرق مبارک اوست کرم اللہ تعالے وجہہ و حضرت فاطمہ و حضرات حسنین رضی اللہ تعالے عنہم درین مقام با ایشان شریک اند انکارم کہ حضرت امیر قبل از نشاءۃ عنصری نیز ملاذ این مقام بودہ اند چنانچہ بعد از نشاءۃ عنصری و ہر کرا فیض و ہدایت ازین راہ میرسید بتوسط ایشان میرسید چہ ایشان نزد نقطۂ منتہای این راہ و مرکز این مقام با ایشان تعلق دارد و چون دورہ حضرت امیر تمام شد این منصب عظیم القدر بحضرات حسنین ترتیباً مفوض و مسلم گشت و بعد از ایشان بہر یکی از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت و در اعصار این بزرگواران و ہمچنین بعد از ارتحال ایشان ہر کرا فیض و ہدایت

ایشان را میسر میگردد این بزرگواران بر رتبه های این معارف کشفیه
بدولت آن عجز مشرف میشوند پس معارف این برگزیدگان معتبر باشد که وسیله
حصول حق معرفت ست و ذریعه وصول بآن حقیقی سوال چون عجز از معرفت ثابت
شده کمال منحصر در عجز آمد پس صوفیه علیه که مراتب سه گانه اعتبار نموده اند چه معنے بود و از
علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین چه مراد باشد جواب این فقیر را درین مسئله
با توم مشاجره ست این بزرگواران این مراتب سه گانه را نسبت بذات
حق جل و علا اعتبار کرده اند و علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین در ان حضرت جل سلطانه
اثبات نموده در تمثیلی که آورده اند علم آتش را که باستدلال از دخان حاصل شود
علم الیقین نسبت بآتش گفته اند و دیدن آتش را عین الیقین تصور نموده اند و متحقق
شدن حق الیقین و این فقیر این مراتب سه گانه را در آیاتی که دال اند بحضرت
ذات واجبی جل سلطانه فرود آورده است و علم و عین و حق در دال گفته نه در مدلول
که آن از علم و عین و حق برترست و در تمثیل علم و عین و حق نسبت بدخان دانسته
نه نسبت بآتش ست چه اگر علم دخان باستدلال حاصل گشته است علم الیقین ست
نسبت بدخان که مستلزم آتش ست و اگر دخان را دیده است و از آنجا استدلال
بوجود آتش کرده عین الیقین ست نسبت بدخان و اگر بدخان متحقق گشت و از انجا
استدلال بآتش کرده حق الیقین ست نسبت بدخان و این استدلال اتم ست از
استدلال سابق که آن استدلال از آفاق ست و این استدلال از انفس که بدخان
متحقق گشته است و ایضا در عین الیقین دخان واسطه است و در حق الیقین واسطه نیست
بلکه همان نسبتی که دخان را بآتش کائن ست او را نیز همان نسبت حاصل میگردد
و با علای مدارج قرب میرسد که ماورای علم و عین و حق ست گفته نشود که چون واسطه
مرتفع گشت رویت متحقق شد که عین الیقین ست زیرا که گوئیم ارتفاع واسطه در تحقق
رویت کفایت نمیکند چیزهای دیگر باید که وجود آن مفقود ست و چون مراتب
یقین همه راجع بآیات گشت و معرفتی نماند که راجع بمدلول باشد ناچار عجز از

و ہیچ حائلے و متوسطے درمیان ندارد بی توسط احدی اخذ فیوض و برکات می نماید توسط
و حیلولت در راہ اخیر ست فقط و معاملہ آن موطن علیحدہ است چنانچہ گذشت حضرت
عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت مہدی علیہ الرضوان براہ اول
و اصل اند چنانچہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما براہ اول واصل گشتہ در ضمن
آن سرور اند علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و آنجا شان خاص دارند علی تفاوت
درجاتہما تنبیہ باید دانست روا است کہ شخصے ازراہ قرب ولایت بقرب
نبوۃ برسد و درہر دو معاملہ شریک باشد و بطفیل انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات
اورا آنجا ہم جا دہند و کار خانہ با و مربوط سازند و اینجا ہم معاملہ با و منوط گردانند

ع خاص کند بندۂ مصلحت عام را؛ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل
العظیم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

تمام شد جلد ثالث مکتوبات امام ربانی

تکملۃ و افادۂ بندی از حالات با برکات

سرچشمۂ فیوضات ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی ملقب بمجدد الف ثانی احراری نقشبندی پیشوای مجددیان قدس سرہ مرقوم می شود

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد این تکملہ ایست در بعضی از احوال مقیم سرادقات
جلال واقف استار جمال حضرت شیخ احمد سرہندی الفاروقی النقشبندی کہ مقتدای ارباب
عرفان و پیشوای اصحاب ذوق و وجدان بودہ است ہیچکس حقائق شریعت و طریقت را
در مصنفات خود چنان مضبوط و مربوط نکردہ است کہ وی در مکتوبات خود بظاہر مظہر
و باطن انور محمد مظہر در مقامات احمدیہ می گوید کہ ولادت حضرت مولانا
در سن نہصد و ہفتاد و یک بودہ است و برپیشانی نورانی از ایام طفولیت
انوار رشد و ولایت و آثار لطف و عنایت ظاہر می شدہ اند تا آنکہ چندان
مدت بخدمت صاحب حال و قال حضرت شاہ کمال بطریقہ قادریہ در آمد

میرسید بتوسط این بزرگواران بوده وبحیلولت ایشانان هرچند اقطاب و
نجبای وقت بوده باشند و ملاذ و ملجاء همه ایشان بوده اند چه اطراف را
غیر از لحوق بمرکز چاره نیست تا آنکه نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید
قدس سره وچون نوبت این بزرگوار شد منصب مذکور باو قدس سره
مفوض گشت ومابین ائمه مذکورین وحضرت شیخ هیچکس برین مرکز مشهود نمی گردد
ووصول فیوض وبرکات درین راه بهرکه باشد از اقطاب ونجباء بتوسط شریف او
مفهوم می شود چه این مرکز غیر او را میسر نشده ازینجاست که فرموده شعر
افلت شموس الاولین وشمسنا ٭ ابدا علی افق العلی لاتغرب ٭ مراد از شمس آفتاب
فیضان هدایت وارشاد ست واز افول آن عدم فیضان مذکور وچون بوجود
حضرت شیخ معامله که با ولین تعلق داشت باو قرار گرفت واو واسطه وصول
رشد وهدایت گردید چنانچه پیش از وی اولین بوده اند ونیز تا معامله توسط فیضان
برپاست بتوسل اوست ناچار راست آمد که افلت شموس الاولین وشمسنا الخ
سوال این حکم منتقض ست بمجدد الف ثانی زیرا که در بیان معنی مجدد الف
ثانی در مکتوبی از مکتوبات جلد ثانی اندراج یافته است که هرچه از قسم فیض دران مدت
بامتان برسد بتوسط او باشد هرچند اقطاب واوتاد باشند وبدلا ونجباء وقت بوند
گوییم که مراد بمجدد الف درین مقام نائب مناب حضرت شیخ ست و
به نیابت حضرت شیخ این معامله باو مربوط ست چنانکه گفته اند نور القمر
مستفاد من نور الشمس فلا محذور سوال معنی مجدد الف که بالا مذکور شد مشکل ست
زیرا که در مدت مذکوره حضرت عیسی علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام خواهند نزول فرمود
وحضرت مهدی علیه الرضوان نیز خواهند ظهور نمود ومعامله این بزرگواران برتر ازان
ست که بتوسط احدے اخذ فیوض نمایند جواب گوییم که معامله توسط
مربوط براه دو می ست از دو راه مذکور که عبارت از قرب ولایت ست ودر راه
اول که عبارت از قرب نبوة ست معامله توسط مفقود ست هرکه بآن راه واصل گشته است
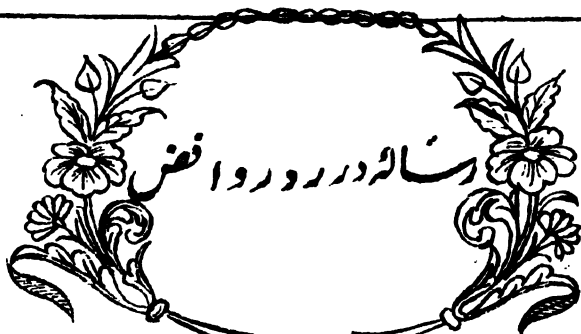
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ مبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد اکرم البشر المبعوث الی الاسود والاحمر کما یناسب لعلو شانہ ویحری وعلی الخلفاء الراشدین المہدیین وذریتہ واہل بیتہ الطیبین الطاہرین وسائر الصحابۃ المرضیین کما یلیق بمراتبہم العظمی ودرجاتہم العلیا اما بعد میگوید بندہ کہ محتاج است برحمت خداوند واحد صمد خادم علماء اہل سنت وجماعت احمد بن عبد الاحد العمری الفاروقی نسبا کہ چون درین ایام رسالہ کہ شیعہ در وقت محاصرۂ مشہد بعلماء ماوراء النہر نوشتہ بودند در جواب رسالۂ آنہا در باب تکفیر شیعہ و اباحۂ قتل و اموال آنہا مر مسلمانان را بود باین حقیر قلیل البضاعۃ رسید کہ حاصلش بعد طے مقدمات ابلہ فریب تکفیر خلفای ثلثہ است وذم وتشنیع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا وبعضے از طلبۂ شیعہ کہ متردد اینجا بودند باین مقدمات افتخار و مباہات مینمودند و در مجالس امراء و سلاطین آن مغالطات را شہرت میدادند و این حقیر ہر چند در مجالس و معارک مشافہہ بمقدمات معقولہ و منقولہ رد آنہا میکرد و بر غلطہاے صریحۂ ایشان را اطلاع میداد اما از روے حمیت اسلام و بموجب حدیث نبوی علے مصدرہ الصلوٰۃ والسلام کہ فرمودہ اذا ظہرت الفتن او البدع وسبت اصحابی فلیظہر العالم علمہ ومن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ لہ صرفا ولا عدلا باین قدر رد و الزام کفایت نمیکرد و شورش سینۂ بی کینہ تشفی نیافت و بخاطر فاتر قرار یافت کہ اظہار مقاصد ایشان تا در زمانیکہ در قید کتابت نہ در آید در حیز تحریر فائدۂ عام و نفع عام نہ بخشد فشرعت مستعینا باللہ الصمد الودود وہو نعم المعین علی شین لما ہو المولے

ومورد الطاف بزرگانہ شد وحفظ کلام اللہ نمودہ واز پدر خود شیخ عبد الاحد علوم متعارفہ ومعارف توحید تحصیل فرمودہ در سلسلۂ چشتیہ اجازت ارشاد یافتہ قائم مقام ایشان گردیدہ درعمر ہفدہ سالگی کہ آغاز شباب است وبحکم حدیث نبوی کہ شباب شعبۃ الیست از جنون در جمیع علوم ظاہری وباطنی از امثال واقران عہد گوی سبقت ربودہ چنانچہ سعدی شیرازی فرمودہ

قطعہ شب تاریک دوستان خدای ٭ می بتابد چو روز رخشندہ ٭ این سعادت بزور بازو نیست ٭ تانہ بخشد خدای بخشندہ ٭ آخر در دہلی بخدمت صاحب الشریعت والحقیقت والطریقت حضرت خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ کہ یکی از اکابران ملکوتین اند وبشش واسطہ بجناب بہاء الملۃ والدین خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میرسند رسیدہ اخذ طریقہ انیقہ ایشان نمودہ در دو ماہ کم وبیش دید آنچہ دید ورسید بانچہ رسید گویند کہ خواجہ دران روزہا بیکی از مخلصان نوشتہ بود کہ شیخ احمد نام مردیست از سرہند کثیر العلم وقوی العمل روزی باین فقیر نشست وبرخاست کردہ بود وبسی عجائب روزگار ازو مشاہدہ میشود وبآن می ماند کہ آفتابی شود کہ عالم ازان روشن گردد وفات شیخ در بست وہفتم صفر سن یک ہزار وبست وچہار ۱۰۲۴ است واو را در سرہند مزار

تمام شد جلد ثالث
مکتوبات امام ربانی

که ما ببغض او محکومیم مجو ابی بکر و عمر رض و همچنین فرائض عبارتست ازان جماعت که ما را بمحبت آنها امر
فرموده اند و محرمات آن طائفه که ما را ببغض آنها حکم کرده و طائفه خطابیه اصحاب ابی خطاب اسدی
که در خدمت امام جعفر صادق رضی الله تعالی عنه بوده است و امام چون غلو او را در حق خود معلوم
گردانید و بیزار گشت و از صحبت خود برآورد و هو بعد ذلک ادعی الامامة لنفسه میگویند که همه انبیاء اند و
حسنات را نباء الهدی جعفر صادق آله است اما ابو الخطاب از وی و از علی افضل است و هؤلاء یستحلون شهادة
الزور لموافقهم علی مخالفهم و نیز میگویند که جنت نعیم دنیا است و نار آلام آنست و دنیا هرگز فانی
نخواهد شد و محرمات و ترک فرائض را مباح میدانند و طائفۂ غرابیه از ایشان میگویند محمد به علی
مشابه تر بود از مشابهت غراب بغراب و مگس بمگس و حضرت حق سبحانه تعالی وحی بجانب علی رضی الله عنه
فرستاده بود جبرئیل از کمال مشابهت غلط کرده وحی را بمحمد صلی الله علیه و آله و بارک وسلم رسانید
و شاعر ایشان میگوید ع غلط الامین فجازها عن حیدر و ایشان حضرت جبرئیل علیه السلام را لعن
می کنند و طائفه ذمیه که ذم محمد صلی الله علیه وسلم می کنند و میگویند علی رض آله است محمد صلی الله
تعالی علیه و آله وسلم را مبعوث ساخته است که مردم را بسوی او دعوت کند محمد علیه السلام بسوے
خود دعوت کرد و بعضے از ذمیه هر کدام علی و محمد را صلی الله علیه و آله وسلم آله میدانند جمعی از ایشان
محمد صلی الله علیه وسلم را در احکام الوهیت مقدم میدانند و جمعی دیگر علی رضی الله عنه را و گروهے
از ایشان قائل اند که اصحاب عبا یاشند محمد علیه السلام و علے و فاطمه و حسن و حسین رضی الله عنهم
میگویند که این هر پنج شی واحد اند و روح در اینها علی السویه حلول کرده است و هیچ یکے را بر دیگرے
مزیت و فضلیت نیست و ایشان فاطمه رض تا تانیث نگویند تحاشیا عن وصمة التانیث و طائفه
یونسیه یونس بن عبد الرحمن قمی می گویند خدا بر عرش است و هر چند ملائکه او را بر داشته اند
اما او از ملائکه قوی است در کلنگ که بزور دو پا میگیرد و از هر دو پای خود کلان و بقوت تر است
و طائفه مفوضه از ایشان میگویند که خدای تعالے دنیا را خلق کرد و بمحمد علیه السلام تفویض نمود و مباح
ساخت او را هر چیزیکه در دنیا است و بعضے از ایشان میگویند که دنیا را بعلی تفویض نموده
و طائفه اسماعیلیه بباطن قرآن قائلند نه بظاهر میگویند نسبت باطن بظاهر همچو نسبت
لب است بقشر و کسے که تمسک بظاهر آن میکند بعذاب و مشقت که امتثال

والمعین وبه التوفیق ومن عنده التحقیق اعلموا احسن الله ارشادکم که شیعه امام حق بعد حضرت پیغمبر
صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم حضرت علی را میدانند که امامت از وی و از اولاد او بیرون نمیرود
وان خرجت فاما بظلم یکون من غیرهم او بتقیة منه او من اولاده وایشان باکثرت طرق وتعدد
اصناف بیست ودو فرقه اند وبعضی از ایشان تکفیر بعض دیگر میکنند و اظهار قبائح وشنائع ایشان
می نمایند وکفی الله المؤمنین القتال بقتالهم وما پیش از شروع در مقصود چند گروه ایشانرا بیان کنیم
و بر حقیقت مقاصد ایشان اطلاع دهیم تا حقیقت مذهب ایشان بر وجه اتم معلوم شود وحق از باطل
ممتاز گردد پس گوئیم که رئیس واقدم ایشان عبد الله بن سبا حضرت امیر او را بجانب مدائن اخراج
کرده بود وهم او گفته که ابن ملجم علی را نکشته بلکه شیطان را که بصورت او متمثل شده بود کشته است
وعلی در سحاب است رعد آواز او ست وبرق تازیانهٔ او ست وتابعان عبد الله در سماع آواز رعد
میگویند که علیک السلام یا امیر المؤمنین وطائفه کاملیه از ایشان که اصحاب ابو کامل اند تکفیر اصحاب
پیغمبر صلی الله تعالی علیه وآله وسلم میکنند بترک بیعت علی وتکفیر علی می کنند بترک طلب حق خود وبتناسخ
قائلند وطائفه بیانیه که اصحاب بیان بن سمعان اند میگویند که خدا بصورت انسان است و او بتمام
هلاک میشود مگر وجهش وروح خدا در علی حلول کرد بعد از ان در پسر او محمد بن حنفیه بعد از ان در پسر او
هاشم بعد از ان در بیان وطائفه مغیره که اصحاب مغیرة بن سعید عجلی اند میگویند که خدا بصورت مرد
نورانی است که بر سر او تاجی است از نور ودل او منبع حکمت است وطائفه جناحیه اصحاب عبد الله بن معاویه
بن عبد الله بن جعفر ذو الجناحین بتناسخ ارواح قائل گشتند ومی گویند که روح خدا اول در آدم
حلول کرد بعد از ان در شیث وهمچنین در انبیا وائمه تا آنکه بعلی واولاد او منتهی شد بعد از ان در
عبد الله حلول کرد واین گروه منکر قیامت اند ومحرمات را حلال میدانند کالخمر والمیتة
والزنا وغیرها وطائفه منصوریه اصحاب ابی منصور عجلی که در خدمت امام محمد باقر رض بوده فلما تبرء منه الامام
وطرده ادعی الامامة لنفسه میگویند که ابو منصور بر آسمان رفته بود وحضرت حق سبحانه بید خود بر سر او
مسح کرد وفرمود یا بنی اذهب فبلغ عنی بعد از ان بر زمین فرود آمد وهو الکسف المذکور
فی قوله تعالی وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم وهم ایشان میگویند که رسالت
منقطع نمیشود وجنت عبارتست از امام که ما بمحبت آن ماموریم ونار کنایه است از ان شخصی

سبحانه مگر در چند مسئله و طائفهٔ امامیه از ایشان نص جلی بر خلافت علی قائلند و تکفیر اصحاب میکنند
و امامت را تا امام جعفر رض باتفاق میرسانند و بعد از آن در امام منصوص اختلاف دارند و انچه
مشهورست و مختار جمهور ایشان برین ترتیب است که بعد امام جعفر رض پسر او امام موسی کاظم رض است
و بعد از ان امام علی بن موسی الرضا و بعد او محمد بن علی التقی و بعد او علی بن محمد النقی و بعد او حسن بن علی الزکی و
بعد او محمد بن الحسن رض و هو الامام المنتظر و اوائل ایشان از تمادی ایام ببعضی رجوع کردند و بعضی دیگر بجانب
مشبهه هذا آخر بیان فرقهم الضالة المضلة و چند گروه دیگر ایشان را از ان ذکر نکرده که در اصول
و عقائد بطوائف مذکوره موافقت نکردند در چند مسئله که اختلاف نیز دارند پوشیده نماند
هر شخصی که او درایة و تمیز دارد و بر حقیقة مطالب ایشان اطلاع یابد بی آنکه رجوع بدلائل نماید
حکم بر فساد آنها کند چندان مقاصد موهومه بینة الفساد و بداهة البطلان اند و ایشان از کمال جهالة
خود را باهل بیت پیغمبر صلی الله تعالی علیه وسلم و ائمه اثنا عشر نسبت میکنند و متابعة و موالات
آنها ادعا مینمایند حاشا و کلا ثم حاشا و کلا ایشان از محبت مفرط بیزارند و متابعة قبول نمیدارند
و محبت این بدکیشان در رنگ محبت نصاری است بحضرت عیسی علی نبینا و علیه
الصلوٰة والسلام که از فرط ضلالة او را الجذائی می پرستیدند و او از ان محبت بیزار بود
و یؤیده ما نقل عن علی رضی الله تعالی عنه انه قال قال لی النبی صلی الله تعالی علیه وآله
وسلم فیک مثل من عیسی ابغضه الیهود حتی بهتوا امه و احبته النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی
لیست له ثم قال یهلک فی رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی و مبغض علی ان یبهتنی علی ان مبنی
و قوله سبحانه اذ تبرأ الذین اتبعوا النشان حال ایشان است یعنی وقتی که متبوعان از تابعان
بیزار شوند و متابعة قبول ندارند ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک
رحمة انک انت الوهاب فالآن نشرع فی جواب اعتراضاتهم الواهیة معتصماً بحبل الله الملک
الاکبر انه علی ما یشاء قدیر و بالاجابة جدیر قال علماء ما وراء النهر شکر الله تعالی سعیهم حضرت پیغمبر
صلی الله علیه وآله وسلم کمال تعظیم و توقیر خلفاء ثلثه میداشته و در مدح هر یک احادیث
کثیره وارد گشته و جمیع اقوال و افعال آن حضرت کریمه و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی
یوحی بموجب وحی است و شیعه که مذمت ایشان میکنند مخالفة وحی میکنند و مخالفة وحی کفر است

اوامر و اجتناب از نواهی است گرفتار اوست باطن آن ترک عمل ظاهر آن میرسانند و درین مطلب
بآیهٔ کریمه تمسک میکنند قال عز و جل فضرب بینهم بسور له باب باطنه فیه الرحمة وظاهره من
قبله العذاب و ایشان محرمات را مباح میدانند و میگویند پیغمبرانیکه بشرائع ناطق اند هفت اند
آدم و نوح و ابراهیم و موسی و عیسی و محمد علیه و علیهم افضل الصلواة و محمد مهدی را از رسل میگویند
و اصل دعوات ایشان بابطال شرائع و در احکام شریعت تشکیکات میکنند چنانکه میگویند حائض
را چرا روزه قضا گفتند نه نماز و وجوب غسل از منی چرا شد نه از بول و در بعضے از نمازها چهار رکعت
چرا فرض شد و در بعضے دیگر سه رکعت و در بعضے دو رکعت چرا فرض گشت و شرائع را تاویلات
میکنند وضو را عبارت از موالات امام میدانند و نماز را کنایه از رسول ع و باین آیت تمسک میکنند
و ان الصلوة تنهی عن الفحشاء و المنکر و احتلام را عبارت از افشای اسرار بسوے نا اهل میدانند
و غسل تجدید و عهد است و زکوة تزکیه نفس بمعرفت دین خیال کرده اند و کعبه نبی ست و باب
علی و صفا محمد علیه السلام و مروه علی و طواف هفتگانه عبارت از موالات ائمه سبعه میدانند و جنت
راحت ابدان است از تکالیف و نار مشقت ابدان ست بمزاولت تکالیف و از امثال این قسم
خرافات بسیار دارند و نیز میگویند که خدا نه موجود است نه معدوم نه عالم نه جاهل نه قادر نه عاجز
چون حسن بن محمد صباح ظاهر شد تجدید دعوت کرد بنیابت خود از امام که بزعم ایشان هیچ زمانه
از امام خالی نیست و ایشان منع میکنند عوام را از خواص در علوم و خواص را از نظر در کتب متقدمه
بر فضائح و قبائح ایشان مطلع نگردند و جنگ در دینهای فلسفه زده اند و بشرائع استهزا میکنند
و طائفه زیدیه که منسوب بزید بن علی زین العابدین اند سه گروه اند یکے از ایشان مسمی
بجارودیه اند که بنص خفی بر امامت علی قائلند و تکفیر اصحاب میکنند بسبب ترک متابعت علی
بعد پیغمبر صلی الله تعالی علیه وسلم و دوم سلیمانیه اند گویند امامت شوری است در میان خلائق
و ابوبکر و عمر را امام میدانند اگرچه از مردم خطا واقع شده که باوجود علی رض با ایشان بیعت نمودند
اما این خطا را بحد فسق نه میرسانند و عثمان و طلحه و زبیر و عائشه رضی الله تعالی عنهم را تکفیر می کنند
و سوم بتریه اند که بسلیمانیه موافق اند الا آنهم توقف اند در عثمان رض و اکثر زیدیه درین زمانه مقلدانند
در اصول معتزله را راجع اند و در فروع بمذهب امام اعظم بوحنیفه رحمه الله

و ما یصدر نطقه بالقرآن عن الهوی و ایضاً اگر جمیع افعال واقوال آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ
وسلم بموجب وحی میبود بربعض اقوال و افعال آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتراض وارد
نمی شد و عتاب نمی آمد کما فی قولہ تعالی یا ایها النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک
و قولہ عزوجل عفا اللہ عنک لم اذنت لهم و قولہ سبحانہ ما کان لنبی ان یکون لہ اسرے حتی یثخن فی
الارض تریدون عرض الدنیا و قولہ تعالی لا تصل علی احد منهم مات ابداً کہ بروایتی در رد واین بعد از
ادای نماز آنسرور است صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم برای منافق و بروایتے پیش از ادا ے
نماز بر آن و بعد از عزم بر ادای آن و بهر تقدیر نهی از فعل متحقق است سواء کان فعل الجوارح او فعل
القلب وامثال ذلک فی القرآن کثیرۃ پس تواند بود کہ بعض افعال واقوال آنسرور علیہ الصلوٰۃ
والسلام از روی رای و اجتہاد باشد قال البیضاوی فی تفسیر قولہ عزوجل ما کان لنبی الی آخر الآیۃ
دلیل علے ان الانبیاء یجتهدون وانہ قد یکون خطأ ولکن لا یقرون علیہ اصحاب کرام در امور
عقلیہ و احکام اجتہادیہ مجال اختلاف و مساغ خلاف داشتند و در بعضے از اوقات وحی
موافق رای اصحاب نازل شدہ چنانکہ در اسارای بدر مطابق رای امیر المومنین عمر رضی وحی آمدہ
تو حیا آن سرور باموز عقلیہ کمتر بود قال القاضی البیضاوی روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتی
یوم بدر بسبعین اسیراً منهم العباس وعقیل بن ابی طالب فشاور فیهم فقال ابوبکر رضی قومک واهلک
استبقهم لعل اللہ تعالی یتوب علیهم و خذ منهم فدیۃ لیقوی بها اصحابک و قال عمر رضی اضرب اعناقهم
فانهم ائمۃ الکفر وان اللہ اغناک عن الفداء مکنی من فلان و مکن علیاً و حمزۃ من اخویهما فلنضرب اعناقهم
فلم یهو ذلک رسول اللہ تعالی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و قال ان اللہ لیلین قلوب رجال
حتی یکون الین من اللبن وان اللہ لیشد قلوب رجال حتے یکون اشد من الحجارۃ
وان مثلک یا ابابکر رضی مثل ابراہیم علے نبینا و علیہ و آلہ افضل الصلوات والتسلیمات قال
فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم و مثلک یا عمر مثل نوح علے نبینا و علیہ و آلہ
الصلوٰۃ قال لا تذر علے الارض من الکافرین دیاراً فخیر اصحابہ واخذ الفدیۃ فنزلت آیۃ ما کان
لنبی الخ فدخل عمر رضی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاذا هو وابوبکر رضی یبکیان فقال
یا رسول اللہ اخبرنی فان احد بکاء بکیت والا تباکیت فقال ابکی علے اصحابی فی اخذهم الفداء

شیعہ در جواب آنہا اول بطریق معارضہ گفتند کہ از دلیل قدح خلفای ثلثہ و بطلان خلافت ایشان لازم می آید زیراکہ در شرح مواقف از آمدی کہ از اکابر اہل سنت است منقول است کہ قریب بوقت رحلہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم درمیان اہل اسلام مخالفة واقع شدہ ومخالفة اول این بود کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم درمرض موت فرمود کہ ایتونی بقرطاس اکتب لکم شیئاً لا تضلوا بعدی وعمر رضی اللہ تعالے عنہ باین امر راضی نشدہ گفت ان الرجل غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا پس صحابہ اختلاف کردند تا آواز بسیار شد حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ازین معنے آزردہ شد فرمود کہ برخیزید پیش من نزاع سزاوار نیست ومخالفت دوم آن بود کہ بعد از قضیۂ مزبورہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم جمعی را مقرر ساخت کہ ہمراہ اسامہ بسفری روند وبعضے ازان جمع تخلف نمودند وبعرض پیغمبر صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم رسیدہ آن حضرت مکرر مبالغہ فرمودند کہ جہزوا جیش اسامۃ رضی لعن اللہ من تخلف عنہ ومع ہذا آن بعض تخلف کردند ومتابعة نمودند پس گوییم امرے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم درباب نوشتن وصیت فرمودند بمقتضای کریمہ مذکورہ وحی است ومنعی کہ عمر رض کردہ منع ورد وحی است ورد وحی کفر است علی ما اعترفتم بہ وعلی ما دل علیہ قولہ تعالے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون وکافر قابل خلافت پیغمبر نیست صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ونیز تخلف از جیش اسامہ رض بمقتضای دلیل مذکور کفر است ومتخلفان خلفائے ثلث اند بالاتفاق وچون حضرات در صحیفہ شریفہ اعتراف نمودند کہ فعل حضرت وحی است والواقع ایضاً کذلک پس گوییم اخراج حضرت پیغمبر صلعم مروان را از مدینہ بالضرور وحی است وآوردن عثمان اورا وتفویض امور باو وتعظیم او کفر است بدو وجہ اول دلیلی کہ حضرت فرمودند وجہ دوم قولہ تعالی لا تجد قوماً یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اقول وباللہ العصمة والتوفیق لا نسلم کہ جمیع اقوال وافعال آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم بموجب وحی است واستشہاد ایشان بکریمہ غیر تام است زیراکہ آن مختص بقرآن است قال القاضی البیضاوی ومعنے قولہ سبحانہ وما ینطق عن الہوی

جمیع افعال و اقوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب وحی است مراد ازان واللہ سبحانہ
اعلم سواے امور اجتہادیہ کہ ازان سرور علیہ الصلوۃ والسلام صادر شدہ سواء کان بالوحی
الجلی او بالخفی وہمین قدر از تعمیم در مدعا ایشان کافی ست چہ احادیثی کہ در مدائح خلفای ثلثہ
وارد گشتہ اند از قبیل اخبار از مغیبات اند وموطن طروق الوحی لا غیر ولا مدخل للرای
والاجتہاد فیہ قال عز وجل وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو وقال سبحانہ عالم الغیب
فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اما برین تقدیر لازم است کہ از کریمہ وما ینطق عن الہوای
عامہ از قرآن و وحی خفی مراد دارند کما لا یخفی شک نیست کہ از انکار ومخالفت چنین افعال
واقوال انکار مخالفت وحی لازم می آید ومخالفت وحی کفر است والاحادیث الواردۃ
فی مدحہم الدالۃ علی انہا من اعلام اللہ سبحانہ کثیرۃ بحیث وصلت لکثرۃ الطرق وتعدد الرواۃ
الی حد الشہرۃ بل الی حد التواتر معنی فلنذکر عدۃ منہا ما روی الترمذی عن النبی صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم انہ قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض ومنہا ما روی الترمذی
ایضا عنہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل
امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ ومنہا ما روے البخاری
ومسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال دخلت الجنۃ الی ان قال ورایت قصرا
بفنائہ جاریۃ فقلت لمن قال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہا فذکرت غیرتک
فقال عمر بابی وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار ومنہا ما رواہ ابن ماجۃ عن النبی صلی اللہ
تعالے علیہ وآلہ وسلم انہ قال ذلک الرجل ارفع امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابو سعید واللہ
ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتی مضی لسبیلہ ومنہا ما اخرج ابو یعلی عن عمار بن
یاسر انہ قال صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ما قدمت ابا بکر وعمر ولکن اللہ قدمہا ومنہا
ما اخرج ابو یعلی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتانی جبرئیل فقلت یا جبرئیل
حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتک ما لبث نوح فی قومہ ما نفدت فضائلہ وان
عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر ومنہا ما رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن علی بن ابی طالب وعن انس

ولقد عرض علی عذابہم ادنی من ہذہ الشجرۃ شجرۃ قریبۃ قال القاضی البیضاوی ایضاً روی انہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لو نزل العذاب لما نجا منہ غیر عمرؓ وسعد بن معاذ وذلک لانہ اشار
باسخان الیضاً پس گوئیم تواند بود امر آن حضرت باتیان قرطاس وتجہیز جیش اسامہ وہمچنین اخراج آن
حضرت مروان را بطریق وحی نباشد بلکہ بطریق رای و اجتہاد باشد ومخالفۃ آنہا لازم کفر نیست
زیراکہ ازین قسم مخالفۃ اصحاب کرام آمدہ است چنانکہ بالا گذشت وباوجود تحقیق زمان نزول وحی
انکار بران مخالفۃ دار و نشدہ وعتاب نیامدہ حال آنکہ اندک چیز از سوء ادب نسبۃ بآن سرور
علیہ الصلوٰۃ والسلام از اصحاب کرام صادر میشد حق سبحانہ وتعالے فی الحال از افعال نہی میکرد
وبر مباشر آن وعید نازل می فرمود کما قال عز من قائل یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم
فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
قال شارح المواقف نقلاً عن الآمدی حیث قال کان المسلمون عند وفات النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم علی عقیدۃ واحدۃ الا من کان ینطق النفاق ویظہر الرفاق ثم نشأ الخلاف
فیما بینہم اولاً فی امور اجتہادیۃ لا یوجب ایماناً ولا کفراً وکان غرضہم منہا اقامۃ مراسم الدین
وادامۃ مناہج الشرع القویم وذلک کاختلافہم عند قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرض موتہ
ایتونی بقرطاس الخ وکاختلافہم بعد ذلک فی التخلف عن جیش اسامۃ فقال قوم بوجوب الاتباع
لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہ وقال قوم بالتخلف
انتظاراً لما یکون من رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ اگر کسے گوید
واثبات مقدمہ ممنوعہ نماید کہ ثبوت اجتہاد آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از وی بودہ
پس صادق آمد کہ جمیع افعال واقوال آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام بموجب وحی است
حدا احکام اجتہادیہ ہمبرین تقدیر بموجب وحی شدہ گوئیم کہ مراد از جمیع افعال و اقوال ہر قول وفعل
اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاصۃ علی سبیل التفصیل کما لا یخفی علی فطن المتامل و الا
یلزم ان یکون اقوال جمیع المجتہدین وافعالہم بموجب الوحی لان اجتہادہم ثبت بالوحی والنص
فاعتبروا یا اولی الابصار علے انا نقول اثبات تلک المقدمۃ لا یجدی نفعاً لانا نفتاح المقدمۃ
القائلۃ بان مخالفتہا کفر دستندہ بامر فافہم وانچہ درباب عبارۃ علماء ما وراء النہر واقع شدہ

داخل قرآن نساختہ ونیز سابقاً گذشت کہ طائفہ از ایشان شہادت زور را از برائے نفع وصلاح گروہ خود
تجویز کردہ اند پس بواسطہ این مفاسد مورد طعن گشتند و اعتماد و عدالت ایشان را سایر طرف شد
وکتب مدونۂ ایشان از درجۂ اعتبار ساقط شدند وحکم توریت و انجیل محرفہ گرفتند و در کتب
اہل سنت مثل صحیح بخاری کہ اصح کتب بعد کتاب اللہ است وصحیح مسلم وغیرہا جز از مدائح و تعظیم
خلفای ثلثہ نیست وانچہ ایشان از فساد طبیعت و انحراف مزاج خود ذم خیال کردہ اند تصور باطل
وخیال فاسد است واز قبیل وجدان صفراست کہ مر شکر را تلخ داند تحقیق آن بالا گذشت
واما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وآنکہ گفتہ اند کہ بعض اہل سنت وضع حدیث
برائے مصلحت تجویز کردہ اند پس اعتماد بر حدیث غیر متفق علیہ نیست بر تقدیر یست کہ اہل سنت کلام
آن بعض رد نکنند و در مقام انکار او نباشند و اظہار کذب آن ننمایند و الواقع لیس کذلک بلکہ
ایشان در کتب خود کذب و افترا او را تصریح کردہ اند و از درجۂ اعتبار و اعتماد ساقط نمودہ
فلا یعود الیہم شیء ولا یلتبس الحق الواضح بالباطل الظاہر المبین بطلانہ و آنچہ شیعہ در جواب
بطریق منع گفتند کہ مخالفت خبر واحد لازم کہ کفرست چہ مخالفت اخبار احاد از مجتہدین واقع شدہ
پوشیدہ نماند کہ احادیثی کہ در توصیف و تعظیم خلفای ثلثہ وارد گشتہ اند اگرچہ از روے
الفاظ احاد اند اما از کثرت رواۃ و تعدد طرق آنہا بحد تواتر معنوی رسیدہ اند کما مر و شک نیست
کہ انکار مدلول کفرست و مخالفت چنین اخبار احاد از مجتہدین واقع شدہ است و بلکہ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہ رئیس اہل سنت است مطلق خبر واحد بلکہ اقوال صحابہ را بر قیاس مقدم میدارد
و مخالفت آنہا تجویز نمیکند و ایضاً شیعہ بعد تسلیم ورود و قدح خلفای ثلثہ در جواب گفتند و منع
مقدمۂ صحیحہ نمودند کہ تعظیم و توقیر حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نسبت بخلفای ثلثہ
قبل از صدور مخالفت از ایشان بود و دلالت بر حسن وسلامت عاقبت نمیکند چہ عقوبت قبل صدور
عصیان با آنکہ معلوم الصدور باشد لائق نیست لہذا حضرت امیر از عمل ابن ملجم خبر دادہ
عقوبت نفرمودہ پوشیدہ نماند احادیثی کہ در مدائح ایشان وارد گشتہ اند دلالت بر حسن
وسلامت عاقبت می کنند و از امن خاتمہ خبر میدہند چنانکہ از احادیث مذکورہ این دلالت مفہوم
میشود و امثال این احادیث از صحاح وحسان بسیار است وچنانچہ عقوبت

رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہ علیہ السلام قال ابو بکر و عمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین
النبیین والمرسلین ومنہا ما روی البخاری ومسلم عن ابی موسی الاشعری انہ قال کنت مع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی حایط من حیطان المدینۃ وجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتح
وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابو بکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فحمد اللہ
ثم استفتح رجل فقال لی افتح وبشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ فاذا عثمان رض فاخبرتہ بما قال النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فحمد اللہ سبحانہ قال واللہ المستعان ہذا وایضاً لو سلم کہ اخراج مروان
بطریق وحی بودہ فلانم کہ اخراج ونفی دائمی مراد آنسرور بودہ باشد چرا نتواند بود کہ اخراج موقت
وتغریب مؤجل خواستہ باشد چنانکہ آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در حد زنا فرمودہ البکر بالبکر
جلد مائۃ وتغریب عام وچون امیر المومنین عثمان رض بر توقیت اخراج اطلاع داشت بعد
مضی مدت عقوبت وتغریب او را بمدینہ آورد ولا محذور فیہ وآیۃ لا تجد قوماً الخ منع از مودت
کفار میکند وکفر مروان ثابت نشدہ کہ مودت او ممنوع باشد فافہم وانصف ولا تعسف فتخبط
خبط العشواء ونیز شیعہ ثانیاً بطریق منع ومناقضہ گفتند کہ در مدح خلفای ثلثہ از حضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ فریقین نیست چہ در کتب شیعہ اثری ازان نیست وآنچہ دلالت
بر ذم کند مثل دو حدیثین مذکورتین وغیرہما در کتب فریقین مسطور است ونیز در بعضے از اہل سنت
تجویز وضع حدیث برای مصلحت کردہ اند پس اعتماد بر حدیث غیر متفق علیہ نیست اقوال فی دفع الاشکال
بطریق اثبات المقدمۃ الممنوعۃ واللہ سبحانہ اعلم چون شیعہ از کمال تعصب وعناد طعن سلف
وسب خلفای ثلثہ بلکہ تکفیر ایشان را اسلام وعبادت خود خیال کردہ ورا احادیث صحاح کہ در مدح
ومناقب ایشان بی سند ودلیل جرح می کنند وتحریفات وتصرفات در آنہا مینمایند حتی در کلام اللہ
کہ مدار اسلام بران است واز صدر اول بتواتر منقول است وہیچ شبہہ باو راہ نیافتہ
وقبول زیادت ونقصان نمیکند آیات مخترعہ وکلمات مزخرفہ در می آورند ودر آیات قرانی
تصحیفات مینمایند چنانکہ در کریمہ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ باین طریق تصحیف
وتحریف میکنند ان علیا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ از کمال ضلالت میگویند کہ بعضے
آیات قرآنی را حضرت عثمان پوشیدہ داشتہ است کہ در مدائح اہلبیت بودہ اند وآنہا را

دو النعمة باشند سرائر و بواطن ایشان را و سکینت و طمانینت بر آنها نازل فرموده باشد کما دل
علیه قوله سبحانه بعده فعلم ما فی قلوبهم فانزل السکینة علیهم و آنسرور علیه الصلوٰة والسلام ایشان را
بجنت مبشر ساخته باشد از خوف سوء خاتمه و نقض عهد و بیعت مصئون و مامون باشند
علی انا نقول اگر مراد از آیه رضای حق سبحانه و تعالی باشد از ان فعل خاص که بیعت است کما
زعموا گوییم هرگاه که حق سبحانه از بیعت ایشان راضی شد و این قول را مستحسن ساخت جماعه که
بآن موصوف اند مرضی و محمود العاقبة اند و آن آوان افعال را کفار راضی نیست و همچنین از
اعمال جماعه که مذموم العاقبة و آن آوان افعال را مستهجن ساخت اگرچه فی نفسها حسنه و
صالحه باشند و در باب اعمال صالحهٔ ایشان میفرماید والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة
یحسبه الظمان ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئا و در جای دیگر میفرماید من یرتدد منکم عن دینه
فیمت وهو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والآخرة پس فعلیکه در آخرت کار نیاید و تاخیر
شود در رضای حق سبحانه و تعالی از ان فعل هیچ معنی ندارد چه رضای نهایت مرتبهٔ قبول است
ورد و قبول خداوندی عز و جل باعتبار مآل است انما العبرة للخواتیم هذا و ورود نص از حضرت پیغمبر
صلی الله علیه و آله وسلم از برای خلافت امیر المومنین علی رضی الله تعالی عنه ثابت نشده است
بلکه دلیل از امتناع ورود و آن که اگر ورود مییافت بتواتر منقول میشد لانه مما یتوفر الدواعی علی نقله
کنقل الخطیب علی المنبر و نیز از حضرت امیر این نص احتجاج میکرد و ابوبکر رض را از خلافت
منع میساخت چنانکه ابوبکر رض انصار را از امامت منع میکرد بخبر الائمة من قریش و انصار قبول کردند
و ترک امامت نمودند قال شارح التجرید وکیف یزعم من له ادنی مسکة ان اصحاب
رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مع انهم منحوا ذخائرهم و قتلوا اقاربهم و عشائرهم فی نصرة
رسول الله صلی الله تعالی علیه و آله وسلم و اقامة شریعته والانقیاد امره و اتباع طریقه انهم
خالفوه قبل ان یدفنوه مع وجود هذه النصوص القطعیة الظاهرة الدلالة النصوص علی المراد
بل ههنا امارات و روایات ربما یفید باجتماعها القطع بعدم مثل النصوص و بل انها لم تثبت
عمن یوثق به من المحدثین مع شدة محبتهم لامیر المومنین و نقلهم الاحادیث الکثیرة فی مناقبه
و کماله فی امر الدنیا و لم ینقل فی خطبه و رسائله و مفاخراته و مخاصماته و عند تاخره عن البیعة حیل

قبل صدور عصیان یا آنکہ معلوم الصدور باشد لائق نیست ہمچنین ہیچ کسے کہ معلوم الذم و مستوجب
عقوبت ہم است سزاوار نیست فرود المدح بدل حلے خشتم حالا و مآلا لہذا حضرت امیر
ابن ملجم را ہر چند عقوبت نفرمودہ و مدح و توصیف او بہیچ وجہ نکردہ اعتبار تعظیم و توقیر او
ہم داشتہ تحقیق این مبحث در کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین مذکور خواہد شد
قال علماء ماوراء النہر رحمہم اللہ سبحانہ خلفاے ثلثہ بمقتضاے کریمۂ لقد رضی اللہ
عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ برضوان حق ملک منان مشرف شدہ اند پس
سب ایشان کفر باشد شیعہ در جواب بطریق مناقضہ گفتند و استلزام مر رضوان
ایشان را منع نمودہ و گفتند کہ مدلول آیت عند التدقیق رضای حضرت اللہ تعالے است
از فعل خاص کہ بیعت باشد کسی منکر این نیست کہ بعض افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقع است
سخن درین است کہ بعض افعال قبیحہ از ایشان بوجود آمدہ کہ مخالف آن عہد و بیعت است
چنانکہ در امر خلافت مخالفت نص حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمودند غصب خلافت
کردند حضرت فاطمہ رض را آزردہ ساختند چنانکہ در صحیح بخاری مذکور است و در مشکوۃ در مناقب
آن حضرت علیہا الرضوان منقول است کہ من اذاہا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ کلام
صادق بمضمون ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ناطق است
حاصل کہ بواسطہ این افعال ذمیمہ و منع وصیت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و تخلف
از جیش اسامہ مورد طعن و مذمت شدند چہ سلامت عاقبت بحسن خاتمہ اعمال و وفا کردن
بحضرت رسول متعال است و اقوال و اثبات المقدمۃ الممنوعۃ وبیان الاستلزام فمدلول
آیۂ کریمہ تحقیقاً و تدقیقاً رضای حق است سبحانہ از مومنان در وقت بیعت ایشان با آن
سرور علیہ الصلوۃ والسلام غایۃ ما فی الباب ان التدقیق یفضی الی علیۃ بیعتہم لرضاہ سبحانہ عنہم
نعم کون البیعۃ مرضیۃ انما یفہم من انہا لما کانت علیۃ المرضاۃ یکون ہو لا بسببہا مرضیین
یکون ہی مرضیۃ بالطریق الاولے واما ان البیعۃ ہی المرضی علیہا اصالۃ مع عدم کون الموصوفین
بہا مرضیین کما زعموا فمما لا یفہم احد کما لا یخفے علے من لہ ادنی درایۃ فی اسالیب الکلام ولما
التبس علیہم الحق سموا خطابہم تدقیقاً پس گوییم جماعہ کہ حق سبحانہ وتعالی از ایشان راضی شدہ باشد

متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار نیز مؤید مقصود است پس حضرت یوسف علیہ السلام کہ پیغمبر است
دو کس را صاحب خود خواند کہ بت پرست بودند پس ظاہر شد کہ مجرد صاحب پیغمبر بودن دلیل
خوبی نیست ہر کرا روی بہبود ندانست اقول تنبیہا للمقدمۃ الممنوعۃ کہ مصاحبت بشرط
مناسبت الیہ مؤثر است و انکار تاثیر آن مصادم ہدایت و معارض عرف و عادت است
بزرگے میفرماید ہر کہ از آثار صحبت منکر است جہل او بر ما مقرر میشود و چون در میان مسلم
و کافر مناسبت متحقق نشود از قبول تاثیر صحبت یکدیگر محروم باآنکہ منقول است کہ آن دو بت پرست
از برکت صحبت حضرت یوسف علیہ السلام مسلمان شدند و از کیش مشرکان بیزار گشتند
پس حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود مناسبت تام از سعادت صحبت آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام چرا بہرہ مند نشود و از کمال و معارف او چون محروم ماند و حال
آنکہ آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام می فرماید ما صب اللہ شیئاً فی صدری الا و قد صببتہ
فی صدر ابی بکر رض ہر چند مناسبت بیشتر فوائد صحبت افزون تر لہذا حضرت صدیق رض
از جمیع اصحاب افضل گشت و ہیچ یکے از آنہا بمرتبہ او نرسید چہ مناسبت بآن سرور
از ہمہ بیشتر داشت قال علیہ الصلوۃ والسلام ما فضل ابو بکر رض بکثرۃ الصلوۃ ولا بکثرۃ
القیام ولکن بشئ وقر فی قلبہ علما گفتہ اند کہ آن شئ حب پیغمبر است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم والغار فیہ پس
انصاف باید کرد کہ چنین مصاحب پیغمبر چون قابل ذم و طعن باشد کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا قال
علمای ماوراء النہر کہ حضرت امیر باوجود کمال شجاعت در وقت بیعت مردم با خلفای ثلثہ بودند و منع نفرمودند خود نیز
متابعت فرمودند و این نیز دلیل حقیت بیعت است و گرنہ قدح آنحضرت لازم آید شیعہ
در جواب بطریق تفنن گفتند و بالزام مشترک رد آن کردند و ممکن توجیہہ بطریق المنع ایضا کما لا
یخفی علی من لہ ادنی درایۃ فی المناظرۃ و نمودند کہ قبل از آنکہ حضرت امیر از تجہیز و
تکفین فارغ شدند خلفای ثلثہ در سقیفہ بنی ساعدہ اکثر اصحاب را جمع کردہ برای
ابی بکر رض بیعت گرفتند آن حضرت بعد از اطلاع برای قلت اتباع و بیم ہلاک
اہل حق یا باعث دیگر مباشر حرب نشدند و این دلالت بر حقیت بیعت میکند
چہ حضرت امیر با کمال شجاعت در ملازمت حضرت پیغمبر و سایر صحابہ

امر الخلافة شوری بین ستة نفر و دخل علی رض فی الشوری و قال عباس لعلی رضی اللہ تعالے عنہما
رد یدک حتی یقول الناس ہذا عم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بایع ابن عمہ فلا یختلف
منک اثنان وقال ابو بکر رض وددت انی سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
عن ہذا الامر فیمن ہو و کنا لا ننازعہ وعلی رض معاویة رض بیعة الناس لہ لا بنص من النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم و نہی ظاہر از آزار حضرت فاطمہ علیہا الرضوان کہ در حدیث وارد گشتہ است
مطلق بہر وجہ کہ امر اوست نخواہد بود زیرا کہ آن حضرت رضی اللہ تعالی عنہا در بعض اوقات از
حضرت امیر رضی اللہ تعالی عنہ آزار داشتہ چنانچہ در اخبار و آثار آمدہ و نیز حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بعض از ازواج خود را فرمودہ لا تؤذینی فی عائشة فان الوحی لا یاتینی وانا فی ثوب امراة الا عائشة آزار
عائشہ را آزار خود فرمودہ و شک نیست کہ حضرت صدیقہ علیہا الرحمة از حضرت امیر
آزار داشتہ پس گوئیم تواند بود وایذائی کہ در احادیث نہی ازان وارد گشتہ است مخصوص باشد
باید اسے کہ از ہوا سے نفسانی و ارادہ شیطانی بودہ باشد و آزار سے کہ از ممر اظہار
کلمۂ حق کہ مطابق حدیث و نص است حاصل شود ممنوع و منہی عنہ نباشد و معلوم است
کہ باعث آزار آنحضرت زہرا علیہا الرضوان از صدیق اکبر رض بواسطۂ منع ارث از فدک
بودہ و صدیق رض در منع آن متمسک بحدیث نبوی علیہ الصلوٰة والسلام بودہ کہ نحن معاشر الانبیاء
لا نورث ما ترکناہ صدقة تابع ہوا ر نفسانی داخل وعید نباشد اگر کسے گوید کہ چون
صدیق علیہ الرضوان متمسک بحدیث بودہ و حکمی کہ ازان حضرت سرور علیہ الصلوٰة
والسلام شنیدہ بود نقل کردہ و حضرت زہرا علیہا الرضوان چرا در غضب شدہ
و آزار کشیدہ کہ آن آزار فی الحقیقت آزار آنسرور بودہ وہو منہی عنہ در جواب گوئیم کہ
این غضب و آزار اختیاری و قصدی نبودہ بلکہ بمقتضاے طبع بشری و جبلت عنصری بودہ کہ
داخل تحت قدرت و اختیار نیست و نہی منع بآن تعلق ندارد و فافہم قال علماء ماوراء النہر
حضرت اللہ تعالے ابو بکر رض را صاحب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواندہ و صاحب پیغمبر
قابل ذم و لعن نیست شیعہ در جواب بطریق منع گفتہ کہ آیۂ قال لصاحبہ وہو یحاورہ
الکفرت الخ است بر آنکہ مصاحبت مسلم و کافر واقع است یا صاحبی السجن اارباب

فرمودہ بود با قامتہ حدود و سد ثغور و تجہیز جیوش از برائے جہاد و حفظ اسلام و مسالا تیم الواجب المطلق الا بہ و کان مقدورا فہو واجب لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ گفت ایہا الناس من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت لابدلہذا الامر من یقوم بہ فانظروا وہاتوا آرائکم فقالوا صدقت پس اول حضرت عمرؓ بصدیق بیعت کرد رضی اللہ تعالی عنہما بعد ازان جمیع اصحاب از مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالی عنہم بیعت کردند و بعد از بیعت ایشان حضرت ابی بکر رضی اللہ تعالے عنہ بر منبر برآمد و بجانب قوم ملاحظہ نمود زبیر را رضی اللہ عنہ نیافت فرمود کہ حاضر سازند چون حاضر گشت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ فرمود کہ میخواہی کہ اجماع مسلمانان را بشکنی زبیر رضی اللہ تعالے عنہ گفت لاتثریب یا خلیفۃ رسول اللہ پس بصدیق رضی اللہ تعالے عنہ بیعت کرد باز حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ در قوم ملاحظہ فرمود حضرت امیر رضؓ را نیافت فرمود کہ طلبند چون حاضر شد صدیق گفت کہ میخواہی باجماع مسلمانان شکست آری گفت لاتثریب یا خلیفۃ رسول اللہ و بایعہ حضرت امیرؓ و زبیر از برائے تاخیر بیعت خود عذر گفتند کہ ما غضبنا الا للتاخیر تا عن المشورۃ وانا نری ابابکر احق الناس بہا انہ لصاحب الغار وانا لنعرف شرفہ و خیرہ ولقد امرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالصلوۃ بین الناس وہو حی قال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بایع الناس علی خلافۃ ابی بکر و ذلک انہ اضطر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یجد و اتحت ادیم السماء خیرا من ابی بکرؓ فولوہ رقابہم و ایضاً اجماع امۃ بر حقیت خلافت یکے از ابی بکر و علی و عباس واقع شدہ بود و علی رضؓ و عباس رضؓ با بوبکر منازعت نکردند بلکہ بیعت کردند پس اجماع بر امامت ابی بکر رضؓ تمام شد چہ اگر ابوبکر بحق نمی بود علے رضؓ و عباس رضؓ با و منازعت میکردند چنانچہ علےؓ بمعاویہ منازعت کرد با وجود شوکت از معاویہ طلب حق کرد تا آنکہ خلق کثیر را بکشتن داد مع ان الطلب اذ ذاک اشد و فی اول الامر اسہل لکون عہدہم بالنبی اقرب و ہمہم فی تنفیذ احکامہ ارغب و ایضا عباس اذ امیر طلب بیعت کرد و امیر قبول نکرد اگر حق جانب او میدید قبول میکرد و حال آنکہ زبیر با کمال شجاعت با وجود بنوہاشم و

با کفار قریش جنگ نکرده از مکه معظمه مهاجرت نمودند و بعد از مدتے که متوجه مکه شدند در حدیبیه صلح نمودند و مراجعت فرمودند پس هر وجهیکه برائے جنگ نه کردن حضرت پیغمبر و حضرت امیر و سائر صحابه گنجد برای جنگ نکردن حضرت امیر تنها میگنجد مع شئے زائد چه ظاهر است که حقیقت کفر کفار قریش اصلا متصور نیست و نزد اهل تحقیق این نقض در بالا نیز جاری است چه فرعون در دعوائے خدائی چهار صد سال بر مسند سلطنت بوده و هر یک از شداد و نمرود و غیرهما نیز سالها درین دعوائے باطل بودند و حضرت الله تعالیٰ بکمال قدرت ایشان را هلاک نکرده هرگاه در باده حق سبحانه تاخیر در دفع خصم گنجد در ماده بنده تنها بطریق اولی میگنجد و آنچه فرمود که حضرت امیر با ایشان بیعت کردند و قوع آن بلا اکراه و تقیه ممنوع است اقول فی حل الاشکال و الله سبحانه اعلم بحقیقة الحال که علماے ماوراء النهر مجموع تاخیر حرب حضرت امیر بحضرت ابی بکر رضی و متابعت او بصدیق رضی و اول بر حقیت خلافت ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنهما ساخته اند و شک نیست که آن منتقض میشود بتاخیر حرب حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و صحبه و سلم و بارک با کفار قریش و بتاخیر اهلاک الله تعالیٰ فرعون شداد و نمرود را چه شق ثانی از دلیل درانجا اصلا تحقق نیست بلکه نقیض آن ثابت است زیرا که حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم و بارک و حضرت الله تعالےٰ غیر از مذمت و تشنیع ایشان نه فرموده و چیز دیگر یاد نکرده اند فاین هذا من ذلک و چون شیعه در بیعت امیر بصدیق رضی الله تعالےٰ عنهما مجال انکار نداشتند که این خبر بحد تواتر رسیده و انکار آن مصادم بداهة عقل بود بضرورت باکراه و تقیه قائل گشتند و در ابطال خلافت صدیق رضی الله تعالےٰ عنه بهتر ازین مجال سخن نیافتند و مخلصے از برای خود ازین نتوانستند پیدا کرد فاقول فی بیان حقیقة خلافة الصدیق رضی الله تعالےٰ عنه و رفع احتمال الاکراه و التقیة که اصحاب کرام رضی الله تعالیٰ عنهم بعد رحلت حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم و بارک پیش از دفن بنصب امام مشغول گشتند و نصب امام را بعد از انقراض زمان نبوت واجب دیدند بل جعلوه اهم الواجبات زیرا که آنسرور علیه الصلوٰة و السلام امر

بدین رفتہ و نزد امام محمد غزالی سب شیخین کفر نیست و شیخ اشعری شیعہ را بل اہل قبلہ را کافر نمیداند پس آنچہ این حضرت در تکفیر شیعہ گفتہ نہ موافق سبیل مومنان است و نہ مطابق حدیث و قرآن اقول مثبتاً للمقدمۃ الممنوعۃ کہ سب شیخین کفر است و احادیث صحیحہ برآن دال است منہا ما اخرج المحاملی و الطبرانی و الحاکم عن عویم بن ساعدۃ انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبارک قال ان اللہ تعالیٰ اختارنی و اختار لی اصحابا فجعل منہم وزراء و انصاراً و اصہاراً فمن سبہم فعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفاً و لا عدلاً وکما اخرج الدار قطنی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وبارک قال سیاتی من بعدی قوم یقال لہم الرفضۃ فان ادرکتم فاقتلوہم فانہم مشرکون قال قلت یا رسول اللہ ما العلامۃ فیہم قال یقرظونک بما لیس فیک و یطعنون علی السلف واخرجہ عنہ من طرق اخری نحوہ وزاد و عمنہ و آیۃ ذلک انہم یسبون ابا بکرؓ و عمرؓ و من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین و امثال این حدیث بسیار آمدہ است کہ این رسالہ گنجائش ذکر آنہا ندارد و ایضاً سب شیخین موجب بغض ایشان است و بغض ایشان کفر است بخبر من ابغضہم فقد ابغضنی و من اذاہم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و ایضاً اخرج ابن عساکر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال حب ابی بکرؓ و عمرؓ ایمان و بغضہما کفر و اخرج عبد اللہ بن احمد عن انس مرفوعاً انی لا ارجو لامتی فی حبہم ما فی قول لا الہ الا اللہ و بغض ایشان را بر حب ایشان مقایسہ باید کرد لانہما علی طرفی نقیض و نیز تکفیر مومن موجب کفر است چنانچہ در حدیث صحیح وارد است من رمی رجلا بالکفر او قال عدو اللہ و لیس کذلک الکان کما قال و الا رجعت علیہ و ما بیقین میدانیم کہ ابی بکر و عمر مومنانند و دشمنان خدا نیستند و بہشت بجنت اندلیں تکفیر ایشان راجع بقائلان باشد بمقتضاے این حدیث فیحکم بکفرہم و این حدیث اگرچہ خبر واحد است اما تکفیر ازو معلوم میشود اگرچہ جاحد او کافر نشود و قال امام عصرہ ابو زرعۃ الرازی من اجل شیوخ الاسلام اذا رایت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فاعلم انہ زندیق و ذلک لان القرآن حق و الرسول حق و ما جاء بہ حق و ما ادی علینا ذلک کلہ الا من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فمن جرحہم انما اراد

جمعی کثیر با او متفق بودند و اجماع کافی است از برای حقیت خلافت ابی بکر رضا اگرچه نص بر خلافت او وارد نشده کما قال جمهور العلماء بلکہ اجماع اقوی است از نصوص غیر متواتر چه مدلول اجماع قطعی است و مدلول آن نصوص ظنی با آنکہ گوئیم کہ نصوص ہم وارد گشتہ اند از برائے حقیت خلافت کما ذکره المحققون من المحدثین والمفسرین یعنی قول الجمہور من علماء اہل السنۃ علی ما ذکره بعض المحققین انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم ینص علیہا لانہ اجدانہ لم یامرہا لاحد وبما ذکرنا ظہر حقیۃ خلافۃ الصدیق وبطل احتمال الاکراہ والتقیۃ تقیہ آن زمان احتمال داشت کہ اہل آن عصر تابع حق نمی بودند و بسعادت خیر القرون قرنی مستسعد نمیگشتند قال ابن الصلاح والمنذری الصحابۃ کلہم عدول وقال ابن الحزم الصحابۃ کلہم من اہل الجنۃ قطعا قال سبحانہ وتعالیٰ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ لانہم المخاطبون فثبت لہم الحسنیٰ وہی الجنۃ ولا یتوہم ان التقیید بالانفاق والقتال فیہما یخرج من لا یتصف بذلک منہم لان تلک القیود خرجت مخرج الغالب فلا مفہوم لہا علی ان المراد من اتصف بذلک ولو بالقوۃ والعزم و نیز اکراہ وتقیہ مستلزم نقص آن حضرت است کرم اللہ سبحانہ وجہہ زیراکہ در اکراہ ترک عزیمت است و در تقیہ کتمان حق کہ منہی عنہ است ہرگاہ مومن عامی تہا ممکن ترک اولی راضی نشود و مرتکب منہی عنہ نگردد فکیف اسد اللہ وزوج بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ در شجاعت وصفدری بی نظیر بود مرتکب چندین امور ناشائستہ گردد و اینہا از کمال جہالت و فرط ضلالت قدح آنحضرت را مدح گمان کردہ اند و نقصان او را کمال دانستہ الفن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسنا و قول علماء ما وراء النہر چون شیعہ سب ولعن حضرات شیخین و ذی النورین و بعضے از ازواج طاہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ کفر است تجویز کنند بر پادشاہ اسلام بلکہ بر سائر انام بنابر امر ملک علام قتل و قمع آنہا اعلاء الدین الحق داخل لازم است و تخریب ابنیہ و اخذ اموال و امتعہ ایشان جائز شیعہ در جواب بطریق منع گفتہ اند کہ شارح عقاید النسفی در نیکہ سب شیخین کفر باشد اشکال کردہ و صاحب جامع الاصول شیعہ را از فرق اسلامی شمردہ و صاحب مواقف

که امر بلازمت بیوت و نهی از خروج آنها مطلق که شامل جمیع احوال و ازمنه باشد مراد نیست و
خروج بعضے ازواج آن سرور علیه الصلوٰة والسلام با او در بعضے اسفار بر آن دلالت
میکند پس امر بلازمت بیوت مخصوص گشت بوقت دون وقت وحال دون حال و در رنگ
عام مخصوص البعض شد و عام مخصوص البعض از روے مدلول ظنی است مجتهد را
جائز است که افراد دیگر هم بعلت مشترکه ازان اخراج نماید و شک نیست که حضرت
صدیقه رضی الله تعالی عنها عالمه و مجتهده بوده و ترمذے از ابی موسی روایت میکند
که او گفته که ما اشکل علینا اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث قط فسالنا
عائشة الا وجدنا عندها منه علما و همچنین ترمذی از موسی ابن طلحه روایت میکند که او گفته ما رأیت
احدا افصح من عائشة رضی الله تعالے عنها پس تواند بود که حضرت صدیقه رض خروج خود را
در بعض اوقات یا بعضے احوال از برای بعضے منافع و مصالح ازان مخصوص کرده باشد
ولا محذور فیه ولا طعن علی ان القول الظاهر من الآیة نهی الخروج بلا ستر و حجاب کما دل
علیه قوله سبحانه بعده ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولے واما الخروج مع الستر والحجاب فخارج
عن النهی و خروج حضرت صدیقه از براے اصلاح بود نه برای حرب کما قال
بعض المحققین و اگر از برای حرب باشد چنانکه مشهور است فلا باس به ایضا لانه عن اجتهاد
لا عن هوی چنانکه شارح مواقف از آمدی نقل میکند که واقعات جمل و صفین از روے اجتهاد بود
والمجتهد وان کان مخطیا لا مؤاخذة علیه قال القاضی البیضاوی فی تفسیر قوله تعالی لولا کتاب
من الله ای لولا حکم من الله سبق اثباته فی اللوح وهو ان لا یعاقب المخطی فی اجتهاده
یا آنکه گوئیم خطاے مجتهد هم نزد خداے عزوجل هدایت است کما نقل رزین عن
عمر بن الخطاب رضی الله تعالے عنه قال سمعت رسول الله صلی الله تعالے علیه وآله
وسلم و بارک یقول سالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الله الے یا محمد ان
اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوے من بعض والکل نور فمن اخذ بشیء مما هم
علیه فهو عندے علی هدی ثم قال اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم و حدیث حوأب
غریبے تواند بود که نزد حضرت صدیقه رضی الله تعالے عنها به ثبوت نرسیده باشد

ابطال الكتاب والسنة فيكون الجرح بهم الفسق ويحكم عليه بالزندقة والضلالة والكذب والعناد
ولا انصار لهؤلاء قول الحق وقال سهل بن عبد الله التستری ونامیک به علما وزهدا ومعرفة وجلالة
لم يؤمن برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من سب اصحابه وسئل عبد الله بن المبارك و
کفاک به جلالة وعلما ايهما افضل معاوية او عمر بن عبد العزيز فقال الغبار الذی دخل انف
فرس معاوية رض مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم خير من عمر بن عبد العزيز كذا مرة
اشار بذلك الى ان فضيلة صحبته ورؤيته صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم لا يعدلها
شئ وهذا في غير اكابر الصحابة رضوان الله عليهم ممن لم يضم الا مجرد رؤيته صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم فما بالك في من ضم اليها ما قاتل معه صلى الله عليه وآله وسلم او في زمنه بامره
او نقل شيئا من الشريعة الى من بعده او انفق شيئا من ماله بسبيله فهذا مما لا يمكن ادراك
فضله وشک نیست که شیخین از اکابر صحابه اند بلکه افضل ایشان پس تکفیر بلکه تنقیص ایشان
موجب کفر وزندقه وضلالة باشد كما لا يخفى وفي المبسوط لمحمد رحمه الله تعالى لا يجوز الصلوة خلف الرافضة
لانهم انكروا خلافة الصديق وقد اجتمعت الصحابة على خلافته وفي الخلاصة من انكر خلافة
الصديق فانه كافر ويكره الصلوة خلف صاحب هوى او بدعة ولا يجوز خلف الرافضة
ثم قال ان كان هوى يكفر بها لا يجوز والا يجوز ويكره وكذا من انكر خلافة عمر رض في الاصح
هرگاه انکار خلافت ایشان کفر باشد فکیف حال من سبهم او لعنهم پس ظاهر شد که تکفیر شیعه
مطابق احادیث صحاح وموافق طریق سلف است وآنکه از بعضی از اهل سنت عدم
تکفیر شیعه نقل کرده اند بر تقدیر صحة ودلالة آن بر عدم تکفیر اینها محمول بر توجیه وتاویل است
لیطابق الاحادیث ومذهب جمهور العلماء وطائفه شیعه از سب ولعن حضرت عائشه صدیقه رض
زوجه آنحضرت علیها الرضوان بسبب مخالفة نص وطعن وتشنیع کافر شده اند وگفته اند که
آنچه از خبث وفحش درباره عائشه شیعه نسبت کرده اند حاشا ثم حاشا اما چون عائشه
مخالفت امر وقرن فی بیوتکن نموده ببصره در آمده وبه حرب آنحضرت اقدام نموده
وبحکم حدیث حربک حربی حرب حضرت امیر حرب حضرت پیغامبر است صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
ومحارب پیغامبر یقینا مقبول نیست بنابرین مورد طعن شده پوشیده نماند

ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا
وارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین هذا ما تیسر لی فی ردهم واظهار شناعتهم بعون الله
سبحانه وحسن توفیقه ونسال الله سبحانه ان یثبت قلوبنا علی دینه ویوفقنا لمتابعة حبیبه صلی الله تعالی
علیه وآله وسلم ولنختم الرسالة بالخاتمة الحسنة وذکر مناقب اهل البیت ومدائحهم وفضائلهم رضی الله تعالی
عنهم اجمعین قال الله سبحانه انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اکثر المفسرین علی
انها نزلت فی علی وفاطمة والحسنین رضی الله تعالی عنهم لتذکیر ضمیر علیکم وما بعده وقیل نزلت فی نسائه
صلی الله علیه وآله وسلم لقوله سبحانه واذکرن ما یتلی فی بیوتکن ونسب الی ابن عباس رضی الله تعالی عنهما
وقیل المراد النبی وحده واخرج احمد عن ابی سعید الخدری انها نزلت فی خمس النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
وعلی وفاطمة والحسن والحسین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین وذهب الثعلبی الی ان المراد من الاهل فی الآیة
جمیع بنی هاشم والمراد من الرجس الاثم والشک فیما یجب الایمان به وثبت فی بعض الطرق تحریمهم علی النار وعن سعد بن ابی
وقاص رضی الله تعالی عنه قال لما نزلت هذه الآیة ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
وبارک علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وعن المسور بن مخرمة ان رسول الله صلی الله تعالی
علیه وآله وسلم قال فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی وفی روایة یریبنی ما ارابها ویؤذینی ما آذاها وعن
ابی هریرة قال خرجت مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی طائفة من النهار حتی اتی خباء
فاطمة فقال اثم لکع یعنی حسنا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منهما صاحبه فقال اللهم انی احبه
فاحبه واحبب من یحبه وعن انس قال لم یکن احد اشبه بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم من الحسن بن علی
وقال فی الحسین ایضا کان اشبههم برسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم وعن زید بن ارقم رضی الله
تعالی عنه قال قال رسول الله صلعم انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله
حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف
تخلفونی فیهما وعنه ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم قال لعلی وفاطمة والحسن والحسین
انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم وعن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشة رضی الله تعالی عنها
فسالت ای الناس کان احب الی رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم قالت فاطمة فقیل من الرجال قالت
زوجها وعن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وبارک قال ان الحسن والحسین هما ریحانتای

یا مخصوص باشد بحرب مخصوص چہ تواند بود کہ اضافت برای عہد باشد و آنچہ
از برای ترویج کتب باطلہ خود و تزییف کتب اہل سنۃ آوردہ اند کہ در کتب شیعہ
چنین است کہ در وقت حضور ابن ام مکتوم اعمی در حدیث حضرت پیغمبر صلی اللہ
تعالی علیہ و آلہ وسلم کسی از اہل آنحضرت عبور کرد حضرت پیغمبر از ینمعنی اعتراض فرمودند
کہ تو کور نیستی و اہل سنۃ در کتب خود آوردند کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عائشہ را
بحقف مبارک خود بر داشت تا تماشای جمعی کند کہ در کوچہ ساز مینواختند و بعد از مدتی
فرمودہ یا حمیراء اہل شیعت این عمل را با رذل ناس نسبت نتوان کرد پوشیدہ نماند
تواند بود کہ این واقعہ پیش از نزول آیت حجاب متحقق شدہ باشد و منع از حضور ابن ام مکتوم
بعد از نزول آن و ہمچنین تواند بود کہ آن لہو لہو مشروع باشد نہ ممنوع چنانکہ در اخبار
صحاح وارد است عنقریب مذکور خواہد شد کہ در مسجد حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم
نیزہ بازی میکردند و آن در رنگ تیر اندازی است در حق آنکہ ہر دو آلہ غزا و جہاد اند
و تیر اندازی مشروع است فکذا ما ہو مثلہ و نیز وقوع آن لہو در مسجد دلالۃ بر مشروعیۃ میکند کما لا یخفی
و لو سلم کہ بعد از نزول آیت حجاب بودہ پس گوئیم کہ حضرت صدیقہ در آن وقت صغیرہ بودہ
نہ مکلفہ کما یفہم ما روی البخاری و مسلم عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت واللہ لقد
رأیت النبی صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم و بارک یقوم علی باب حجرتی و الحبشۃ یلعبون بالحراب فی المسجد
و رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم یسترنی بردائہ لانظر الی لعبہم بین اذنہ و عاتقہ ثم یقوم من اجلی حتی
اکون انا التی انصرف فاقدروا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن الحریصۃ علی اللہو ہذا آنکہ در اصحاب کرام در آمدن
و در میان ایشان حکم نمودن از کمال بی ادبی و فرط بی سعادتی است و طریق اسلم آنست کہ منازعات و اختلافات
در میان ایشان واقع شدہ بعلم حق سبحانہ مفوض سازند و ہمہ ایشانرا بخیر و نیکی یاد کنند و حب ایشانرا حب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام دانند من احبہم فبحبی احبہم حدیث صحیح است قال الشافعی و ہو منقول عن عمر بن عبد العزیز تلک دماء طہر اللہ
عنہا ایدینا فلیطہر عنہا السنتنا اما چون شیعہ اصحاب را ببدی یاد میکنند و سب و لعن ایشان جرات
مینمایند علماء اسلام را واجب و لازم است کہ رد آنہا نمایند و مفاسد ایشانرا اظہار سازند و ازین قبیل است
بعضے سخنان کہ ازین حقیر در ینباب بتحریر آمد چنانکہ ذکر یافتہ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا

رسالۂ مصطلحات صوفیہ کرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس از ستائش گری و نعت گستری باید دانست کہ چون در ہر سہ مجلد مکتوبات امام ربّانی در جا ہا مباحث و مذاکرات افادت و استفادات از اسولہ و اجوبہ اکثری ازان مقاماتست کہ مختص بہ استن حضرات صوفیۂ صافیہ قدس اسرارہم تعلق میدارد پس بر فہیم و سلیم صاحب ذہن مستقیم استعلام آنہا بر فرد و عام متعسر از آنہا نا بلد ہستند لہذا بعد تکمیل طبع ہر سہ مجلد مکتوب مع رسالہ رد روافض بمقتضائے علو ہمتی و بہ منشا ترویج و اشاعت علوم در رائے رزین صاحب فتوت و تمکین جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع چنان مستحسن و پسندیدہ آمد کہ نبذی از مصطلحات و برخے از مسلمات حضرات صوفیہ برای الحاق با مجموعۂ مکاتیب مدون و مؤلف شود کہ خالی از فائدہ نخواہد بود چنانچہ بمقتضائے الامر فوق الادب اصطلاحات و رموزات چند از کتب معتبرۂ حضرات صوفیہ کرام در سلک تسوید کشید و ہو اللہ المستعان و علیہ التکلان

شرح مصطلحات و مسلمات حضرات صوفیہ کرام بترتیب حروف تہجی

الف

ایمان حقیقی - از فنا بقا رفتن و عین وحدت شدن

اخلاص - آنکہ از غیر حق مبرا باشد و در سخن قطع نظر از خلق کند -

ایمان - مرتبہ عالم بقا را گویند -

ابرو - حجاب ربوبیت و عبودیت و ہم اشارت بقاب قوسین -

اعیان - صور علمیہ را گویند -

ب

بقا - آنکہ بعد از فنا باقی ماند و رہنمائی کند وجود یا فتن مر ذات خود بذات خود

بوسہ - تلذذ روح است با جسم و دوام مراقبہ را نیز گویند -

پ

پیر خرابات - مرشد کامل کہ اقبال و صفات سیئہ را محو افعال و صفات الٰہی گرداند

پیالہ - کنایت از ادراک و عرفان و کنایت از ہر ذرہ از ذرات

ت

تکوین - نود و نہ مرتبہ دارد و صدم مرتبہ تمکین

من الدنیا وعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الحسن اشبہ برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ما بین الصدر الی الرأس والحسین اشبہ
بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کان اسفل من ذلک وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل حسن بن علی علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم ونعم الراکب ہو وعن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان الناس یتحرون بہدایاہم یوم عائشہ
یبتغون بذلک مرضاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وبارک وقالت ان نساء رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وبارک کن حزبین فحزب فیہ عائشہ وحفصہ وصفیہ وسودہ والحزب الآخر ام سلمہ و
سائر نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکلم حزب ام سلمہ فقلن لہا کلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و
بارک یکلم الناس فیقول من اراد ان یہدی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلیہدہ الیہ حیث کان فکلمتہ
فقال لہا لا تؤذینی فی عائشہ فان الوحی لم یأتنی وانا فی ثوب امرأۃ الا عائشہ قالت اتوب الی اللہ
من اذاک یا رسول اللہ ثم انہن دعون فاطمۃ فارسلن الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فکلمت
فقال یا بنیۃ الا تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ہذہ وعن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وبارک ما غرت علی خدیجۃ وما رأیتہا
ولکن کان یکثر ذکرہا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کانہ
لم یکن فی الدنیا امرأۃ الا خدیجۃ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولد وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وبارک العباس منی وانا منہ وعنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی بحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی
وعن ابی ذر انہ قال وہو آخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول الا ان مثل
اہل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا ہلک فلیکن ہذا آخر الرسالۃ ۔ الٰہی بحق بنی فاطمہ ۔
کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ ۔ اگر دعوتم رد کنی ور قبول ۔ من و دست و دامان آل رسول ۔ الحمد للہ
وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اللہم اغفر لی ولوالدی بحق النبی العربی واہل بیتہ واحسن الیہما واصلے
بحرمتہ جمیع احباب الحقیر المدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واہل بیتہ وسلم وبارک عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ
عرشہ ومداد کلماتہ الحمد للہ سبحانہ علی الاختتام والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد النبی الامی سید الانام الی یوم القیام

تمام شد رسالۂ رد روافض

ذوق - لذت عشق و مستی او عاشق را -

ر

ریا - از حق محجوب شدن -

روح مکرم - جبرئیل علیہ السلام -

رند - آنکہ شراب غیبی بفروشد و نقد هستی سالک مے ستاند -

روی - یعنی کشف انوار ایمان و عرفان -

رسم و عادت - هر عبادتی کہ بے اخلاص بود -

ز

زلف - اشارت از تجلی جلالی و مشکلات طریقت -

س

ساقی - پیر کامل -

سالک - آنکہ در سلوک از قید بر اطلاق رود یعنی از ممکن بواجب پردازد -

سکر - مقام حیرت و دهشت در مشاهدہ حق -

ش

شاهد - حق را گویند باعتبار ظهور -

شیخ - آنکہ کامل در شریعت و طالب و فانی در طلب مولا باشد نہ مانند بهشت -

شراب - عشق و محبت مفرط -

شمع - پرتو انوار الٰهی -

ص

صوفی - آنکہ از خود رفتہ متخلق باخلاق اللہ گردیدہ باشد و از نیستی خود را آگاہ دارد و گویند صوفی آن باشد کہ باشد یعنی محو پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردیدہ باشد -

ع

عشق - ذات حق را گویند در اصطلاح متاخرین صوفیہ آنرا عالم احدیت و عالم لاهوت هم خوانند -

عاشق - اسما را نامند در مرتبہ واحدیت و عالم ناسوتی و عالم معانی وغیرہ گویند -

عقل کل - گاهی مراد بجبرئیل و گاهی عرش و وقتی ام الکتاب و گاهے قسم باشد -

عالم مثال - بالاتر از عالم شهادت و فروتر از عالم ارواح و عالم شهادت سایہ عالم مثال است -

عدم - عبارت از صور علمیہ

عشوہ - تجلی جمالی -

عشرت - لذتیکہ سالک با حق تعالی امر باید در حال (?)

عارف - مشاهدہ کنندہ صفات و اسمای الٰهی را گویند یعنی از خود رستہ متخلق باخلاق اللہ گردیدہ باشد -

عالم - مطلع ذات و صفات اسمای الٰهی را گویند -

غ

غیب - غائب شدن از خویش و ظهور حضور -

مراد از تمکین زوال بشریت ست کہ آنرا فرق وفا گویند۔

توحید تخلیص دل و تجرید آو از آگاہی بغیر حق تعالےٰ

تفرقہ۔ یعنی دیدن خلق بدون حق ای پراگندگی دل

بسبب تعلق با موجودہ۔

تجلی شہودی۔ ظہور موجودات وآن ظہور حق است

ترسا۔ مرشد کامل کہ توجہ تبیع موجودات با وست

خواہ بطبع خواہ بارادہ۔

ترسا بچہ۔ کاملی باشد کہ در ارادت معنوی بکامل دیگر

کہ متصف بصفت ترسائی و تجرد و انقطاع بودہ باشد

میرسد و آن کامل بکامل دیگر بطناً بعد بطن کہ طریقہ اولیات

تا سلسلۂ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرساند و علم ولایت جز باین طریق میسر نمی آید۔

ج

جمع۔ شہود حق بے خلق۔

جمع الجمع۔ شہود خلق قائم بحق

جلال۔ حجاب حق ست از نظائر و نیز صفت قہاری

مراد دارند۔

جمال۔ تجلی حق ست بوجہ حق برای حق۔

جمعیت۔ آنکہ از ہمہ مشاہدہ واحد بود از سے حتی کہ از وجود

غافل شوی بدانکہ وجود تو تفرقہ بر نفس ست و نفس

سہ مست یکی امارہ کہ طبیعت مائل بشہوت سفلی باشد

دوم لوامہ یعنی از غفلت پرہیز کردہ بسوئے خلمت گراید

سوم مطمئنہ کہ از اخلاق ردیہ پاک گردد و دوریاد او

تعالےٰ آسودہ شود۔

چ

چشم۔ اشارت بشہود حق مر اعیان را۔

ح

حق۔ وجود مطلق غیر مقید بہیچ قید۔

حال۔ آنکہ از حالتے بحالتے رود و ضد مقام

یعنی در مواہب وہاب گاہی ترقی کند و گاہے

تنزل و مانند را سیف قاطع گفتہ اند زیراکہ

رفتہ باز نیاید و فردا ماندہ را اعتماد نشاید پس

وقت را شاد باید بود کہ دیر نیاید

حجاب۔ صفت ذمیمہ۔

خ

خال۔ مراد از نقطہ باشد کہ مبداء و منتہائے

کثرت ست۔

خرابات۔ عبارت از آنکہ سالک بسبب

تجلی قہاری محو و فانی گردد و گاہے مراد از

آستانہ پیر باشد

خمار۔ مقام تکوین باشد

خط۔ اشارت بحقیقت محمدی و گاہے مراد

از عالم ارواح نیز۔

د

دہان۔ سر خفی۔

ذ

خاتمة الطبع از جانب کارکنان مطبع

پس از تحمید خلاق دو عالم و پس از نعت رسول فخر آدم بر ضمائر خورشید نظران صافی درون که
بروشن رائی خویش چهرهٔ مراتب شناسی ماهیات شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت را برای العین در مرایای
دلها مشاهده میکنند بسان مهر نیمروز جلوه آرا و هویدا باد که پایهٔ علم تصوف فی حد ذاته چندان رفیع است
که طالب صادق تا به سرمایهٔ استعداد عبور بر جملهٔ علوم تفسیر و حدیث و فقه و علم ادب نداشته باشد باندکام را که
حسن دقائق و غوامض پی نخواهد برد بلکه در نفس الامر فهم و ادراک علم شریعت تصوف موقوف بر عمل و دریافت
باطنی و روحی ست که بدون تشبث گرمی و امداد توجه مرشد کامل و هادی مطلق لطائفش حاصل نمیشود پس هرکسی که
تواند حرفی از لوح ابجدش بخواند لاجرم اشاعت چنین علم شگرف و نادر متحتم و واجب است که وسیلهٔ
مبادرت بر اکتساب علم شریعت بوده بر همگنان ظاهر است که از آغاز اجرای این مطبع گرامی نیت
حق طویت مالک مطبع نامی منهل فتوت جناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای مرحوم پیوسته بترویج
علوم و اشاعت فنون مائل و متوجه بود چنانچه تا حال کتابهای هزاران هزار از اقسام و انواع علوم
زیر طبع آمدند و توجه خاص بطبع کتاب جدید که پیشتر طبع نشده باشد بسیار و فراوانست و سعی و صرف
زر هر انچه باید کتاب قدیم از فنون نادره فراهم نموده بطبع رسانیدند اندرین حال یک مجموعهٔ شگرف
و نادر درج لآلی آبدار عرفان که شاهان اهل معنی بقدر شناسی آنچه جواهر زواهر آنرا درة التاج میسازند
یعنی مجموعه هر سه جلد مکتوبات امام ربانی مع رسالهٔ رد روافض و رسالهٔ
مصطلحات حضرات صوفیهٔ کرام بهر سعید و حقیقت هر سه جلد مکتوبات
مذکور بر همین نسق است که این مجموعات خاص الخاص ارشادات و هدایات غوث العالمین
قطب الاقطاب عالیجناب مظهر خوارق کرامات جامع درجات ولایت دافع بدعت و ضلالت
عامل سنت و جماعت وارث کمالات نبویه مزین اطوار احمدیه عارج معارج نقشبندیه امام طریقت
مصداق حقیقت مخدوم انام پیشوای اهل اسلام حضرت شیخ احمد فاروقی سرهندی
ملقب به مجدد الف ثانی قدس سره السامی ست که فضلای راسخین بودند خوارق
و کرامات حضرت ایشان دفترها مملوست که تسویدش گنجایش مقام ندارد اما نبذے از

غمزہ - عبارت از خوف و رجا باشد۔

ف

فیض اقدس - آن فیض حق تعالیٰ ست بواسطہ روح اعظم۔
فیض مقدس یعنی تجلیات اسما کہ موجب ظہور چیزہا را
کہ تقاضا کردہ است استعداد آنرا در خارج وجود۔
فنا عبارتست از زائل شدن تفرقہ و تمیز میان قدم و حدوث
کہ از پس محویت در فاعل حقیقی سالک در میان نماند۔
فراق - غیبت را گویند از مقام وحدت
فقر - عبارت از فنا فی اللہ۔
فقیر - آنست کہ او را ہیچ چیز احتیاج نماند مگر بخدای عزوجل۔

ق

قرب فرائض - عبارتست میان حق و بندہ یعنی شریعت
شریعت و طریقت و حقیقت را نگاہ دارد۔
قرب نوافل آنست کہ سالک فاعل و مدرک باشد و حق تعالیٰ آلہ وی
قرب فرائض - آنست کہ حق تعالیٰ فاعل باشد و سالک آلہ وی
قہر - عبارت از محبتی کہ با اصل خود بود۔
قلندر - آنکہ تجرید و تفرید بکمال دارد و در تخریب
عادت عبادت کوشد۔
قد - عبارتست از استعداد الٰہی کہ برزخ وجوب و امکانست

ک

کفر - کنایت از عقد خدمت و طاعت محبوب حقیقی

ل

لطیفہ انسانی دل را گویند
لب - بالفتح عاشقان را در قبض و بسط نوازش فرمودن

لُب - بالضم عقلی بود منور بنور قدس۔

م

لُطف - موافقت معشوق عاشق را۔
معشوق - صفات حق یا خداوند عالم جبروت و وحدت و تعین اول و غیرہ است
موحد - آنکہ از دوری رستہ باشد۔
مبدا - اسمای کلی کونی ست۔
معاد - اسمای کلی الٰہی کہ آمدن سالک از اسمای کلی
کونی بود کہ مبدا اوست و رجوع او از راہ الٰہی باشد کہ معاد ست۔
مسجد - مظہر تجلی را گویند و آستانہ پیر را نیز۔
مکاشفہ - گاہی اسرار ناسوت و جبروت و ملکوت و لاہوت است۔
مژہ - حجاب سالک ست و تقصیر در اجمال اسرار او جبراً بحکم الٰہی۔
میل - رجوع با اصل خود با شعور و آگاہی منشئ نباتات برجوع طبعی
مستی - عبارت از چیزی ست کہ در مشاہدہ جمال معشوق پدید آید
میخانہ - خانقاہ پیر و مرشد۔
مطرب - نیز پیر کامل۔
ملامتی - آنکہ در کتم عبادت کوشد۔
مجذوب - آنکہ در شکر و فنا باشد چون بمقام جمع الجمع رسیدہ است قدمہ الذی

ن

نقش کل - لوح محفوظ و عرش را نیز گویند۔
ناز - قوت دادن عاشق معشوق را۔
ناقوس - عبارت از انتباہ کہ سوی توبہ و انابت آرد
نقوش سماویہ - افلاک و کواکب۔
ننگ و ناموس - آوازۂ نیکنامی خواستن۔

و

وصل - وحدت حقیقی را گویند کہ واسطہ است میان ظہور و شئون

نام کتاب	قیمت
نفحات الانس مع حواشی مفید از ملا عبدالرحمن جامی۔	عہ/
انوار الرحمن ۔ در ملفوظات از مولانا شاہ عبدالرحمن جدید الطبع۔	عہ پ
لمعۃ الانوار۔ معروف بہ ہدایۃ المحامد مؤلفہ حضرت شاہ محمد مہدی۔	۱۲/۹ پا
نغمۂ عشاق۔ قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے از مولوی نور اللہ مرحوم۔	۸/
مصباح الہدایۃ۔ ترجمۂ عوارف از حضرت شاہ محمود کاشانی۔	۱۱/۲ آ
فوائد سعدیہ۔ از قاضی ارتضی علیخان	۱۴/
دیوان حضرت شمس تبریز۔	۱۲/
پند نامہ عطار۔ از حضرت شیخ فریدالدین رح	۱/
منطق الطیر۔ از شیخ فریدالدین عطار	۳/۶ پا
رسالہ سر رقب اردو۔	۵/
فوائد الفواد۔ مصنفہ حضرت محمد نظام الدین رح	۸/
اخلاق رضی۔	۴/
بیاض شفید۔ رموز شریعت قابل دید از شاہ رفعت علی۔	۶ پائی
مرغوب القلوب۔ مصنفہ مولانا شمس الدین واضح قلم۔	۱۰/
ایضاً۔ خفی قلم۔	۳ پائی

نام کتاب	قیمت
زبدۃ المقامات۔ جامع حالات حضرت خواجہ باقی باللہ شیخ احمد المعروف بمجدد الف ثانی رح اور اُنکے خلفاء وغیرہ کے حالات رحمۃ اللہ علیہم۔	۱۲/۶ پائی
رسالۂ رموز الحقیقۃ۔ اس دو پیسے کی کتاب میں ایک ایک نکتہ ہزار ہزار روپیہ سے بڑھکر قیمتی ہے۔	۶ پائی
مثنوی عطار۔ از شیخ فریدالدین عطار	۳ پائی
بیسر نامہ۔ مصنفہ فریدالدین عطار کاغذ سفید مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔	—/
مثنوی راجہ۔	۳ ما
معدن تہذیب۔ از مرزا حبیب حسین اُردو	[illegible]
بیاض دید۔ قابل شنید از ملا محمد حسین۔	۹ پائی
مثنوی شاہ بو علی قلندر رح۔ معروف	۳ پائی
مثنوی شیخ بہلول۔ حکایات عارفانہ	۱/
مثنوی مولانا روم۔ قدس سرہ مقبول عام چار مصرعہ محشی ہر شش دفتر مع تکملہ دفتر ہفتم کاغذ سفید و حنائی و مصری	عہ/
شرح مثنوی مولانا روم۔ از ملا بحر العلوم رح مقبول عام سہ مجلد کامل۔	صہ پ
شرح مثنوی مولانا روم۔ از شاہ عبداللطیف معروف بہ لطائف معنوی۔	۸/

تلخیصات احوال شریف رقم پذیر میگردد که نسب شریف آنحضرت به بیست و شش واسطه بحضرت عمر فاروق
رضی الله عنه خلیفهٔ ثانی حضرت رسالت پناهی صلی الله علیه و آله وسلم میرسد و در کتاب مکتوبات احمدی که از آن
حضرت مظهر کرامات مشهور و معروفست میفرمایند که روزی در مراقبه بودم که پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم
تشریف آورده فرمودند که آمدم نزد تو تا برای تو اجازت نامه نویسیم که تا حال برای هیچکس ننوشته ام
تحریر فرمودند و مرا بشارت دادند که بهر جنیده که نماز گذارم آن میت را بخشیده در بهشت برند و صاحب
تذکرهٔ آدم بنوری مینویسد که حضرت موصوف را در طریقهٔ عالیهٔ نقشبندیه نسبت ارادت با حضرت
شیخ عبد الباقی دهلوی بود و به قادریه بحضرت شاه سکندر کیتهلی و بسلسلهٔ چشتیه بحضرت مخدوم حضرت
شیخ عبد الاحد و فیض سلسلهٔ سهروردیه نیز از حضرت شیخ عبد الاحد قدس اسرارهم بود و بیش از حالات
با برکات حضرت موصوف هر آنچه گفته شود مزید بر آنست الحاصل هنگامیکه جلد اول مکتوبات را
حسب ارشاد فیض بنیاد حضرت ایشان شاه یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی جمع نمود حضرت قدوة
عارفان فرمودند که این جلد را بر همین یکصد و سیزده مکتوب ختم کن که مطابق عدد پیغمبران و مرسلان است
صلوات الله علیهم اجمعین و نیز موافق عدد اهل بدر و به تلفیق و جمع جلد ثانی مکتوبات حسب هدایت
آنحضرت شاه عبد الحی چاکر حصاری متصدی گشتند و به تدوین و تالیف جلد ثالث بهمان نسق
شاه محمد نعمان بن یحیی الشهیر به میر بزرگ بدخشانی خلیفهٔ آنحضرت متکفل شدند - خلاصهٔ مرام
اینکه هر سه جلد مکتوبات امام ربانی مع رسالهٔ رد روافض ضمیمه اش و بالحاق رسالهٔ مصطلحات صوفیهٔ کرام
منجانب مطبع نامی یکجا گردیده بعنوان شایسته و صحت مطابقت با اصل خوش تقطیع بحسن خط در مطبع
فیض منبع منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مرحوم بسرپرستی عالیجناب رای بهادر منشی پراگ نرائن صاحب
بهارگو دام اقباله مالک مطبع باهتمام بابو منوهر لال صاحب بهارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع
بار ششم بماه فروری سنه ۱۹۱۳ عیسوی بحلیهٔ انطباع آراسته گردید امید از
درگاه قادر فتاح آن است که همچو درج جواهر بی بها را مقبول طبائع جوهریان رستهٔ بازار معانی
گرداناد و باسرع ازمنه نوبت طبع [illegible] بجاه النبی و آله الامجاد و اصحابه الاوتاد

نام کتاب	قیمت
التاویل المحکم - فی متشابہ فصوص الحکم مصنفہ مولوی محمد حسن امروہوی۔	۵ر پ
شرح مثنوی مولانا روم - از ملا محمد رضا معروف بہ مکاشفات رضوی۔	۹ر پ
جواہر غیبی - از حضرت مظفر علی شاہ اکبرآبادی بحث وحدت وجود و توحید صفات و تحقیق رسالت و مراتب علم و سلسلۂ طریقت کاغذ گندہ مطبوعہ [illegible]	سے پ
شرح مثنوی مولانا روم - کامل در دو جلد حامل المتن ہر شش دفتر از مولوی ولی محمد اکبرآبادی حامل المتن۔	سعہ پ
جواہر الاسرار شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول و دوم و سوم مصنفہ حضرت مولانا حسین بن حسن سبزواری۔	سے پ
تذکرۂ غیبی - احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ از مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی	۵ر پ
فتوح الغیب - مع شرح از حضرت غوث الاعظم جیلانی مع شرح فارسی از شاہ عبدالحق محدث دہلوی ارشادات فقر و تصوف ہیں۔	۱۲ر
دلیل العارفین - ملفوظات حضرت سلطان معین الدین چشتی جمع کردہ حضرت	

نام کتاب	قیمت
قطب الدین بختیار کاکی۔	۲ر
مثنوی مے رنگ - از حضرت خواجۂ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ	۴ر ۳پائی
مثنوی اسرار حقائق مصنفہ منشی گوپال کرشن	۳ر
مجموعۂ نکات فقر - چار رسالہ نظم از مولوی مظہر علی العلائی۔	۳ر
لوائح جامی - از مولانا عبدالرحمٰن جامی	ار
مثنوی الکلام معروف بہ جواہر بے نظیر	[illegible]
گنجینۂ عرفان - مجموعہ شش مثنویات	[illegible]
مثنوی اسرار العوارف	ار
مثنوی ذو بحرین - معروف بمرآۃ القرآن مولفہ مولوی سید اکبر علی خان صاحب شیرازی عارف۔	ار ۶پائی
کتب اخلاق و تصوف اردو	
جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی	۵ر ۶پائی
اوقات عزیزی۔	۴ر
محبوب الاخلاق - اردو ترجمہ اخلاق محسنی	۹ر پ
بحر الحقیقت - اصلاح نفس میں	۳ر
کیمیائے حکمت - حصہ اول بیان شرافت نفس علم و ادب۔	۲ر
تہذیب الاخلاق - مولفہ مولوی نجم الحق	ار